۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

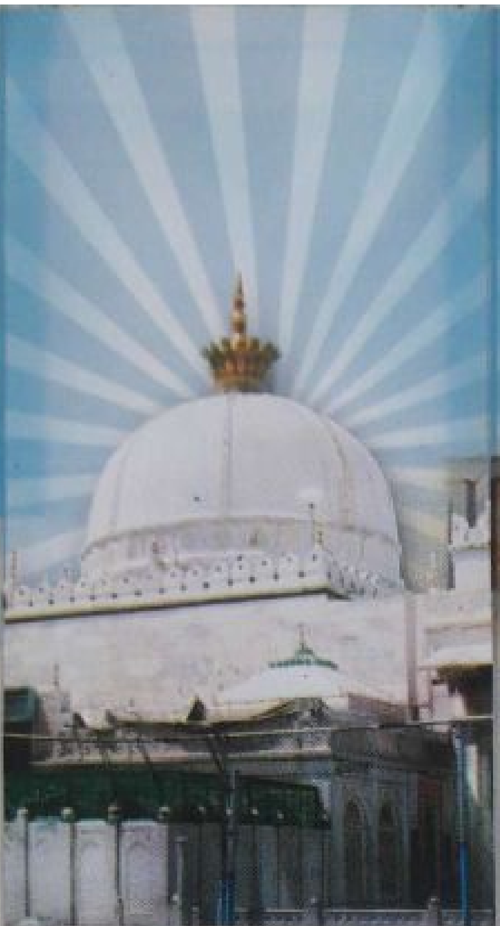
انوار البیان

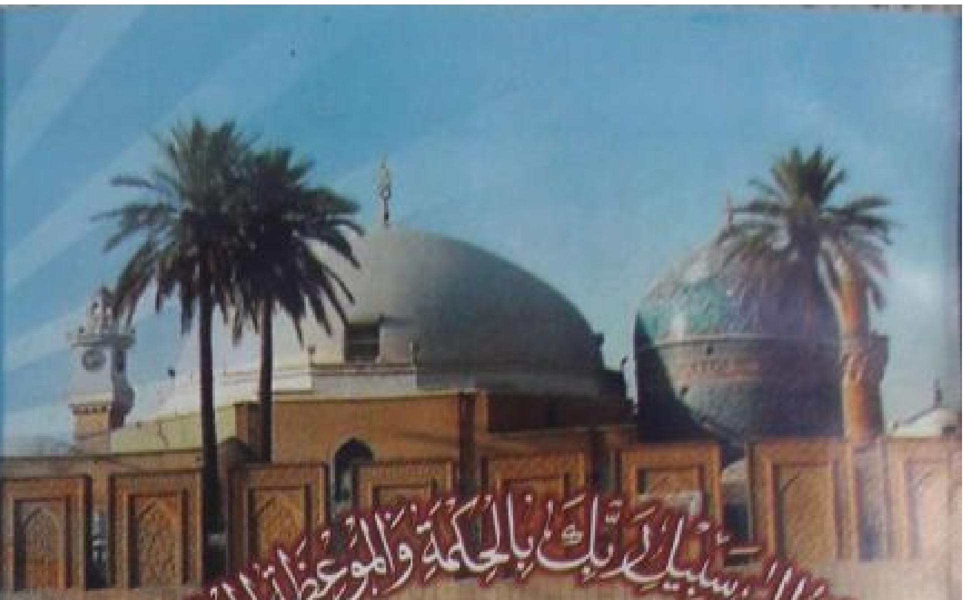
جلد اول

تالیف

خلیفۂ مجاہد حضرت علامہ مولانا
انوار احمد قادری صاحب قبلہ

امام احمد رضا اکیڈمی
بریلی شریف





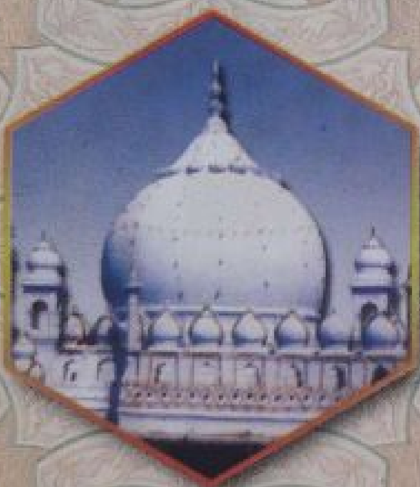
ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

انوار البیان

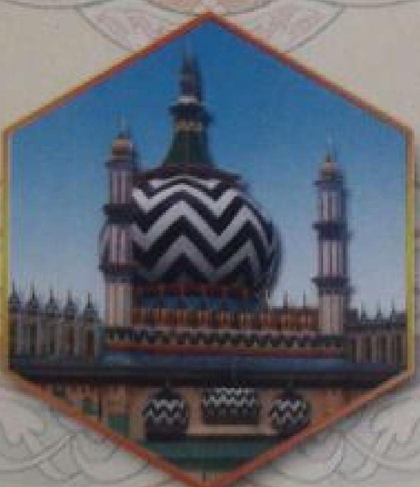
جلد اول



تالیف

نمونۂ اسلاف، عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی

انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ



امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یو پی

سلسلہ اشاعت............................ (۶۴)

کتاب	:	انوار البیان (جلد اول)
تالیف	:	عطائے خواجہ حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
		بانی وسربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم، پی)
تصحیح، تخریج	:	مولانا رضی الدین احمد قادری، برکاتی
		جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور
کمپوزر	:	مولوی محمد راحت حسین رضوی (عرف نوید)
		رضوی کمپیوٹر، اندور (ایم پی)
سن اشاعت بار اول	:	۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء
تعداد	:	(۱۱۰۰) گیارہ سو
ناشر	:	امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف (یو، پی)
قیمت	:	

برائے دعائے خیر

محترم حاجی محمد شبیر شیخ

اور ان کے والدین وجملہ اہل خانہ

چکلی ضلع نوساری (گجرات)

تقسیم کار

کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون: 011-23243187 , 32484831

E-mail :kkamjadia@yahoo.co.uk

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

انتساب

محبوب خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)
آپ کے چاروں خلفائے راشدین

اور

آپ کی زوجہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ

اور

آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا
اور آپ کے نورعین امام حسن اور امام حسین

اور

آپ کی آل میرے پیر اعظم حضور غوث اعظم و
ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

اور

آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا

اور

آپ کی امت کے ولی میرے پیرو مرشد مولانا شاہ مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی
میرے کریم، مجذوب بزرگ حضور دریا شاہ بابا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے نام
جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے

اور

قیامت تک برستا رہے گا................ انشاءاللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا
انوار احمد قادری برکاتی رضوی

کلمات دُعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محدث، فقیہ، الحاج، الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری، ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔ پی)

۷۸۶
۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ

"انوار البیان"

کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے خوب سے خوب تر پائے مولیٰ تعالیٰ انکی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں مقبول فرما کر مفید انام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم

[illegible]

میں نے عزیز القدر مولانا **انوار احمد** قادری رضوی سلمہ، کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ "**انوار البیان**" کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۲۶ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء، بروز شنبہ

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

اجمالی فہرست (جلد دوم)

(۵) جمادی الاولیٰ

(۶) جمادی الآخرہ

(۷) رجب شریف

(۸) شعبان المعظم

اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

فہرست مضامین (جلد اول)

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

چوتھا جمعہ............دوسرا بیان

چوتھا جمعہ ...... تیسرا بیان

صفر المظفر

پہلا جمعہ............پہلا بیان

پہلا جمعہ.............................دوسرا بیان

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

تیسرا جمعہ............ پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

چوتھا جمعہ .... دوسرا بیان

ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

پہلا جمعہ........................دوسرا بیان

دوسرا جمعہ........................پہلا بیان

دوسرا جمعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا بیان

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ.........................پہلا بیان

چوتھا جمعہ.........................دوسرا بیان

عرض حال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ O

اما بعد!

ایک مدت دراز سے میری خواہش تھی اور احباب کا تقاضہ بھی تھا کہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت کے لئے ایک ایسی کتاب ترتیب دوں جو آیات کریمہ اور احادیث طیبہ اور مستند روایات و واقعات پر مشتمل ہو اور دینی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی ہو اور زبان وبیان کے لحاظ سے عام فہم اور آسان ہو، تا کہ علماء وطلباء وعوام اور خاص کر ائمۂ مساجد، بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ لیکن یہ کام آسان نہ تھا، مگر اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور میرے بزرگوں کی عنایتوں وغوث وخواجہ ورضا اور مرشد رضی اللہ تعالی عنہم کی دعاؤں نے آسان کر دیا کہ سال کے ۴۸ جمعوں کے لئے ۹۲ تقریروں کا حسین وجمیل مجموعہ ترتیب پایا، جس کے لئے وقت تقریباً پانچ سال لگا، اور اس ترتیب کا نام حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی الشاہ عبد المنان صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ''**انوار البیان**'' منتخب فرمایا۔

حضور بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس سفر میں ہمارے خاص رہنما اور مشیر تھے۔ سب کچھ کر کے، کتاب کی اشاعت سے قبل ۱۴؍ محرم شریف ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹؍ نومبر جمعہ مبارکہ کی شب میں ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر داغ مفارقت دے کر وصال فرما گئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

خدا رحمت کند........ ایں پاک طینت را۔ آمین۔

(۱) اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ میں نے فضائل حج کے بیان کی کچھ حدیثیں کعبۂ معظمہ کے سامنے مسجد حرام میں مقام امہانی (معراج شریف کی جگہ) پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العلمین اور فضائل مدینہ طیبہ کی کچھ حدیثیں

مسجد نبوی شریف میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العلمین۔ اور اس کتاب یعنی انوار البیان کے کچھ حصے اجمیر شریف میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جنتی دروازہ کے اندرونی حصے میں بیٹھ کر لکھا فالحمد للہ رب العلمین۔ ان مبارک نسبتوں کے فیضان پر مکمل یقین ہے کہ کتاب مقبول خدا اور مقبول انام ہوگی۔

(۲) محقق مسائل جدیدہ، فقیہ العصر، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی مصباحی دام ظلہ العالی، صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ممنون ہوں جنہوں نے چار دن کا اپنا قیمتی وقت صرف فرمایا اور اندور تشریف لائے اور علمائے جامعہ کے ساتھ ہر مہینے کے حساب سے عنوان منتخب فرمایا۔ اور ان تمام حضرات کا شکریہ جنہوں نے ہمارے ساتھ محبت کی اور تھوڑا بھی ساتھ دیا ہے۔ جیسے فقیہ النفس، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضال احمد صاحب قبلہ رضوی، دام ظلہ العالی (مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف) خاص کر حضرت مولانا رضی الدین صاحب قادری برکاتی، جنہوں نے کتاب کی تصحیح کرنے میں نہ رات دیکھی نہ دن، شروع سے آخر تک جد و جہد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رضی الدین صاحب کو دونوں جہان میں خوش رکھے اور خیر کثیر عطا کرے اور عزیزی حضرت مولانا محمد عارف صاحب برکاتی، صدر المدرسین جامعہ اور عزیزم حضرت مولانا امین احمد قادری اور حضرت مولانا مفتی رفیق الاسلام صاحب اور جامعہ کے جملہ وہ علمائے کرام اور حفاظ عظام جن کی خدمت و محبت ہمارے ساتھ رہی اور محترم حاجی محمد صدیق بن محمد جمیل صاحب ٹھیکیدار اور میرے بھائی محترم حاجی محمد مقصود صاحب غوری رضوی اور محترم حاجی محمد اقبال صاحب غوری رضوی جن کی محبت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رحمٰن و رحیم مولیٰ ہم کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ساتھیوں اور تمام قادری، چشتی، برکاتی، رضوی، سنی بھائیوں کو ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے اور اس کتاب انوار البیان کو ہم سب کے لئے نجات و بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

گدائے غوث و خواجہ و رضا

انوار احمد قادری

۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۶ دسمبر ۲۰۱۲ء

تقریظ جلیل

یادگار اسلاف، برہان اخلاف، پیکر علم وعمل، بحر العلوم حضرت علامہ مولانا الحاج

الشاہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O

امابعد! ہفتہ میں ایک بار نماز جمعہ سے قبل دو مختصر خطبے عربی زبان میں پڑھنا، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے منقول اور مشہور ہیں'' اس کے علاوہ اور کسی زبان میں یہ خطبے پڑھنا سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔ اس لئے حکم یہی ہے کہ دونوں خطبے عربی زبان میں ہی ہونا چاہئے۔ جس طرح پنجوقتہ نمازیں اردو یا کسی مقامی زبان میں نہیں پڑھی جاسکتیں بلکہ اسے عربی زبان اور قرآنی آیات کے روپ میں ہی پڑھا جاتا ہے، اسی طرح خطبۂ جمعہ کو بھی عربی زبان میں ہی ادا کیا جائیگا۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر ہر جمعہ کے ہفتہ واری اجتماع کو مقتدیوں کی مقامی زبان میں وعظ ونصیحت کی جائے اور اس سے امت کی تعلیم وتربیت کی جائے اور ہدایت ورہنمائی فرمائی جائے تو ایک بڑا کام ہوگا۔ لہٰذا اس میں کیا حرج ہے کہ خطبۂ جمعہ سے کچھ دیر پہلے لوگوں کو ان کی مقامی زبان میں خطاب کیا جائے جس میں سال کے بارہ مہینوں کے فضائل وفرائض، ان اوقات کے شرعی احکام ومسائل ودیگر وقتی ضرورتوں کے تعلق سے شرعی نقطۂ نظر کو سامعین کے سامنے رکھا جائے۔ جس سے ہر وقت اور ہر قسم کے معاملات کے سلسلہ میں دینی واسلامی معلومات فراہم ہوسکیں۔

اسی مقصد کے پیش نظر عزیزی حضرت مولانا العلام انوار احمد قادری صاحب سلمہ، جو ایک خوش رو، خوش اندام، نرم خو، و نیک کردار اور شیریں کلام، عالم با عمل، حقیقت آگاہ مقرر علام ہیں اور اپنے سراپا کی ہی طرح ایمان وعقیدہ، اور مشرب عمل میں سچے کھرے سنی صحیح العقیدہ، قادری، رضوی، مولانا، مفتی، مقتدیٰ و معلم، رہنما وامام ہیں۔

یہ اصلاً تو ''یوپی'' کے مشہور ضلع بستی (حال سدھارتھ نگر) کے باشندہ اور عالم ربانی فخر قوم وملت حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب قادری مصنف سوانح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عظیم روحانی فرزند اور ان کے خلف الصدق اور خلیفہ ہیں لیکن برسہابرس سے مدھیہ پردیش کے عظیم الشان شہر ''اندور'' کے نواسی اور مشہور خواص وعوام ہیں۔ جو ایک قادر الکلام خطیب اور برجستہ بیان، واعظ ہیں اور اپنی بات سامعین کے دل میں اتارنے کے فن میں امتیازی خصوصیات کے مالک ہیں۔ عزیزی مولانا موصوف نے اس ضرورت کی طرف خاص توجہ فرمائی اور سال کے ۴۸ جمعوں کے لئے بانوے (۹۲) خطبے تصنیف فرمائے، جن میں خاص طور سے ایمان وعقائد، احکام و فرائض، ہر ہفتہ اور ہر مہینے کے فضائل اور مناقب اور ہر موقع کے خاص معمولات از قسم اوراد و وظائف کا تفصیلی بیان ہے اور اپنی ہر بات قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے مستند حوالوں سے پیش کیا ہے اور میں نے اس کتاب کا نام انوار البیان رکھا ہے۔

مولا تعالیٰ عزیز محترم کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول خواص وعوام بنائے۔ آمین یارب العلمین۔

عبد المنان اعظمی

شمس العلوم، گھوسی، ضلع، مئو، یوپی

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ

کلمۂ تحسین

پیر طریقت شہزادۂ شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ

غلام عبد القادر علوی صاحب قبلہ مدظلہ النورانی

سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف (یو، پی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥

اللہ عزوجل قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: بلغوا عنی ولو آیة اس سے وعظ ونصیحت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مذکورہ آیت قرآنی اور حدیث نبوی کے علاوہ متعدد احادیث وآیات قرآنیہ سے مواعظ ونصائح کی قدر وقیمت معلوم ہوتی ہے۔

آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ حجۃ الوداع تاریخ عالم کا وہ شاہکار خطبہ ہے جس نے ساری دنیا سے اپنی افادیت وجامعیت کا لوہا منوالیا۔ یہی وجہ ہے کہ دور صحابہ سے لے کر آج تک علی حسب المراتب خطباء وواعظین نے اپنے اپنے مواعظ حسنہ سے قوم کو مستفید فرمایا۔

الغرض صالح خطابت ووعظ نے ہر دور میں لوگوں کو متاثر کیا ہے بشرطیکہ خطیب عمدہ اور دل نشیں پیرائے میں اپنی باتیں سامعین کے قلوب میں اتارنے کا ہُنر جانتا ہو۔ یہ امر بالکل بدیہی ہے کہ اگر خطیب ذی شعور، بالغ نظر اور تجربہ کار ہو، باتیں اہم ہونے کے ساتھ نادر بھی ہوں، الفاظ عمدہ ہوں جملے سلیقے سے ترتیب دیئے گئے ہوں اور ان باتوں کو ناقابل تردید حوالجات اور معتبر دلائل کی پشت پناہی ہو تو وہ باتیں عوام وخواص کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

جو لوگ تاریخ خطابت سے واقف ہیں ان سے یہ امر مخفی نہیں کہ اسلام کا اولین ذریعہ تبلیغ مساجد رہی ہیں اور اس سلسلے میں مساجد کے ائمہ کا خصوصی رول رہا ہے اور یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ علم وعمل سے آراستہ ائمہ مساجد کے خطبات بہ نسبت ان خطابات کے جو بعض جلسوں میں کم علم وبے عمل مقررین کے ذریعہ نشر ہوتے ہیں زیادہ مؤثر واقع

ہوتے ہیں۔ کیونکہ مساجد میں ذمہ دار ائمہ قوم وملت کی اصلاح کے لئے، ان کے عقائد واعمال کی تزئین کے لئے اگر خطابات کرتے ہیں تو قوم بھی ان کے خطابات کو باادب وباسلیقہ، باوضو ہو کر نہ یہ کہ صرف سنتی، بلکہ پوری متانت وسنجیدگی کے ساتھ بہ نیت عمل اسے سن کر اپنے شب وروز کی عملی زندگی میں اتارنے کی مکمل کوشش بھی کرتی ہے۔

لیکن المیہ تو یہ ہے کہ آج تعلیمی انحطاط اور عملی بے راہ روی کے اس دور میں جہاں ایک جانب باصلاحیت اساتذہ ومدرسین کا فقدان ہے وہیں دوسری جانب تبلیغی خدمات کی انجام دہی کے لئے صالح خطباء کی شرح بھی تشویشناک حد تک کم ہوتی جارہی ہے۔ یہ ہیں وہ عوامل واسباب جن کے پیش نظر ضرورت تھی ایک ایسی جامع خطبات کتاب کی جس سے کم علم یا متوسط علم رکھنے والے ائمۂ مساجد فائدہ اٹھا کر اپنی باتیں مؤثر پیرائے میں ہر ہفتہ لوگوں تک پہونچا سکیں۔ اور ہفتہ وار سلسلۂ خطابت جاری رکھنے میں انہیں مدد مل سکے۔

اب یہ معلوم کر کے بے پناہ مسرت ہوئی کہ یہ سعادت فیض الرسول کے ہونہار فرزند، معمار قوم، خطیب ہر دل عزیز، بانی جامعہ غوثیہ غریب نواز اندور، اکابر کے نظر کردہ، فاضل عزیز، حضرت مولانا الحاج انوار احمد صاحب قادری سلمہ المولی القدیر کے حصہ میں آئی۔ انھوں نے بانوے (۹۲) خطبات کو جس سلیقے سے جمع کیا ہے انہیں کا حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ مرتب موصوف باصلاحیت وباسلیقہ ہونے کے ساتھ، ایک باعمل اور مقبول عوام وخواص خطیب ہیں۔ اس لئے ان کے کاوش فکر کے نتیجے میں اس طرح کی کتاب کا ترتیب پا جانا اور پھر مؤثر ہو کر یکا یک مقبول عوام وخواص بن جانا چنداں تعجب خیز امر نہ ہوگا، کتاب کو جستہ جستہ دیکھنے سے یہ اندازہ ہوا کہ فاضل مرتب نے اس مجموعۂ خطبات کی ترتیب میں کافی عرق ریزی کی ہے، الفاظ کی خوبصورتی کو ملحوظ رکھ کر ہر بات نہایت عمدہ اور مؤثر پیرائے میں کہنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حوالجات نے خطبات کو بے حد وقیع بنا دیا ہے، دلائل کے انبار مخالفین کو خاموش کرنے کے لئے کافی ہیں۔

میری دعا ہے کہ مولائے قدیر موصوف کی اس کتاب کو نظر حاسدین سے محفوظ فرما کر عوام وخواص کے لئے مفید اور خود مرتب موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ نجات بنائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

غلام عبد القادر علوی

۲۲ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۷ر دسمبر ۲۰۱۲ء

نظر ثانی

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ، مولانا، الحاج، مفتی

محمد قدرت اللہ صاحب قبلہ رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا، ضلع سنت کبیر نگر (یو، پی)

بسم اللہ الرحمن الرحمن

نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم وعلی الہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وشہداء محبتہ لاسیما الغوث الاعظم محی الدین الجیلانی وسلطان الہند معین الدین الاجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہما . اما بعد!

اس وقت میرے پیش نظر حضرت مولانا انوار احمد صاحب قادری، رضوی، بانی ادارہ جامعہ غوثیہ غریب نواز، اندور کی عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی کتاب "انوار البیان" ہے جو بانوے (۹۲) عنوانات پر مشتمل تقریروں کا حسین مجموعہ ہے۔

جس میں ہر مہینے کی مناسبت سے تقریر کا عنوان منتخب کیا گیا ہے، جو بہت ہی لائق تحسین ہے۔

جیسے محرم شریف میں اہل بیت اطہار کی نیکی و بزرگی، اور ان کے فضائل ومناقب، اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال قربانی، اور آپ کی شہادت کا بیان احادیث طیبہ اور بزرگوں کے اقوال و بیان سے ثابت کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی جوانوں کے سردار اور نیک و پاک ہیں، اور یزید، جہنمی اور بد و ناپاک ہے۔

اور اسی طرح ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کے فیضان واحسان کا ذکر اور میلاد شریف منانے کا ثبوت قرآن وسنت اور سلف وخلف سے اس کے مستحسن ہونے کا ثبوت مستند حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔

اور جمادی الاخریٰ میں خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور ذی الحجہ میں خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور رمضان شریف میں

خلیفۂ چہارم حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور شعبان المعظم میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ربیع الآخر میں سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور رجب شریف میں سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور صفر المظفر میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی، رضوی نوری، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی حیات وخدمات اور تصرفات وکرامات کا بڑے ہی والہانہ انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ تقریباً تمام احادیث طیبہ اور جملہ روایات وواقعات مستند حوالہ جات سے مزین ہیں۔ غرضیکہ یہ پوری کتاب اللہ کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام واہل بیت اطہار اور بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عشق ومحبت اور ان کی حیات طیبہ کے ہر ہر گوشہ پر مشتمل معلومات کا ایک خزانہ ہے، اور خطبائے اہل سنت، علماء کرام، خاص کر ائمۂ مساجد کے لئے بہت ہی آسان اور مفید ہے۔

خلوص قلب سے دعا ہے کہ رب کریم، بطفیل نبی رؤف ورحیم، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہمیں اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے، اور مسلک حق ''مسلک اعلیٰ حضرت'' پر قائم ودائم رکھے، اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے، اور حضرت مولانا **انوار احمد** صاحب قادری، رضوی کی اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے، اور مقبول انام بنائے۔ آمین ثم آمین۔ فقط=

محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ

شیخ الحدیث، دار العلوم اہل سنت تنویر الاسلام،

امرڈوبھا، ضلع سنت کبیر نگر (یو، پی)

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

تقدیم

سراج الفقہاء، محقق مسائل جدیدہ، حضرت علامہ، مولانا، الحاج، مفتی

محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی دام ظلہٗ النورانی

صدر شعبۂ افتاء، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو، پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ الہ وصحبہ ومن والاہ:

خدائے کریم قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ:

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔ (سورۃ النحل:۱۲۵)

ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

ترجمہ: اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (آل عمران الآیہ:۱۰۴)

رب کی راہ کی طرف بلانے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا پیغام سنانے کا ایک بہتر اور مؤثر طریقہ خطابت (وعظ ونصیحت) ہے، دین اسلام کے فروغ واشاعت میں خطابت کا بہت بڑا دخل ہے۔ یہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا شعار، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت اور صحابۂ کرام وسلف صالحین کا طریقہ ہے۔

خطابت عوام وخواص تک اپنی بات پہونچانے کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے۔ ہر قرن اور ہر عہد میں علمائے کرام، اولیاء اللہ اور صوفیائے عظام نے اس کے ذریعہ اعلائے کلمۂ حق کا فریضہ انجام دیا، جس کی بدولت بے شمار کفار ومشرکین نے کلمۂ لا الہ الا اللہ سے اپنے دلوں کو روشن ومنور کیا۔ ان کے خطاب قال اللہ و قال الرسول کے نغموں سے پرنور اور خلوص وللہیت سے مرصع ہوتے تھے۔ جس کے اثر سے لوگوں کے دلوں میں جذبۂ ایمانی بیدار ہو جایا کرتا، سیکڑوں سخت دل موم، اور نہ جانے کتنے بے دین، دین حق قبول کر کے مشرف بہ اسلام ہو جایا کرتے تھے۔

یہ خطاب ''از دل خیزد، بر دل ریزد'' کا نمونہ ہوا کرتے تھے یعنی:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اسی سنت نبوی کو زندہ رکھنے کے لئے عصر حاضر میں بھی خطبا کی ایک عظیم جماعت دعوت وارشاد سے وابستہ ہے۔ ان میں بعض تو خلوص وللہیت کے ساتھ دعوت وارشاد کے مشن میں منہمک ہیں مگر بعض نے مال وجاہ کے لئے اسے پیشہ بنالیا ہے۔ جو اپنی تقریروں میں جدت پیدا کرنے کے لئے موضوع روایتیں شوق سے بیان کرتے ہیں جس سے عوام اہل سنت میں رشد وہدایت نہیں بلکہ انتشار اور وحشت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور کبھی انتشار میں اس حد تک اضافہ ہو جاتا ہے کہ گروپ بندی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ اس سے خطابت کے ذریعہ تبلیغ وارشاد کا مقصد فوت ہوتا جارہا ہے۔ ایسے مقررین کے تعلق سے کثرت سے فون آتے ہیں کہ فلاں نے یہ بیان کیا، یہ کس حدیث سے ثابت ہے؟ فلاں نے یہ کہا، کیا کتاب وسنت میں ایسا ہے؟

ایسے مقررین کو فقہ اسلامی کے درج ذیل مسئلہ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی فقہ حنفی کی معتبر ومستند کتاب الدر المختار کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

''منبر پر چڑھ کر وعظ ونصیحت کرنا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر ووعظ سے مال وجاہ مقصود ہو تو یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ:۱۶، ص:۶۲۶، مکتبۃ المدینہ، الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع، ج:۹، ص:۶۹۵)

نیز ارقام فرماتے ہیں:

وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کر دینا، مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے ملا دینا یا ان میں کچھ ایسی کمی کر دینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں، جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت

پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لئے ایسی حرکتیں کر ڈالتے ہیں، ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرے اور خود انہیں باتوں میں آلودہ رہے، اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہئے اور اگر واعظ غلط باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے، بلکہ الفاظ وتقریر میں لطافت اور شستگی کا خیال رکھتا ہے تا کہ اثر اچھا پڑے، لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن وحدیث کے فوائد اور نکات کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ:۱۶،ص:۶۲۶، ۶۲۷/درمختار، ج:۹،ص:۶۹۷)

ہم یہاں خطابت کی شرعی حیثیت، اس کے آداب، پھر خطیب کے اوصاف پر اختصار کے ساتھ قدرے تفصیلی گفتگو کرتے ہیں:

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

۱) عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا، بندگان خدا کو دینی نصیحتیں دینا، جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلیٰ فرائض دین سے ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۝ (پ۴، ال عمران:۱۱۰)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، تم حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

اور فرماتا ہے:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝

ترجمہ: وعظ کہتا رہ کہ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

۲) حاضرین کا ادب وخاموشی ورجوع قلب کے ساتھ وعظ کو سنتے رہنا بھی مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَبَشِّرْ عِبَادِیَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۝

ترجمہ: خوش خبری دے میرے ان بندوں کو جو متوجہ ہو کر بات سنتے پھر اس کے بہتر پر عمل کرتے ہیں۔

۳) وعظ تو بنص قرآن مجید فرض مذہبی ہے کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ ہر خطبے حتیٰ کہ خطبۂ نکاح وخطبۂ ختم قرآن سننا بھی فرض ہے اور ان میں غل کرنا حرام، حالاں کہ خطبۂ نکاح صرف سنت ہے اور خطبۂ ختم نرا مستحب ہے۔ درمختار میں آیا ہے: کذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبة نکاح وعید وختم علی المعتمد.

ردالمحتار میں ہے:

(قوله: وختم) ای ختم القرآن کقولهم .الحمد لله رب العلمین حمد الصابرین ٥

ترجمہ: یوں ہی مذہب معتمد پر دوسرے خطبات کو بغور سننا بھی واجب ہے جیسے خطبۂ نکاح، خطبۂ عید، خطبۂ ختم قرآن، جیسے "الحمد لله رب العلمین، حمد الصابرین ٥

۴) جو مجلس وعظ میں بیٹھا ہو اسے بھی بات کرنا گناہ ہے اگر چہ آہستہ ہی ہو، اسی طرح صرف بے ضرورت ادھر ادھر دیکھنا، یا کوئی حرکت وجنبش کرنا اور کھڑا ہو جانا بھی......... بلکہ لازم یہی ہے کہ اسی کی طرف توجہ کیے خاموش، کان لگائے سنتے رہیں، یہاں تک کہ اس کا کلام ختم ہو اس وقت تک نہ ادھر ادھر دیکھیں نہ کوئی جنبش، نہ اصلا کچھ بات کریں۔ طریقۂ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے:

قطع کلام الغیر من غیر ضرورة خصوصا اذا کان فی مذاکرة العلم الشرعی اثم و کذاتکلم من هو جالس فی مجلس عظة أی وعظ وتذکیر ولو مع اخفاء اه ملتقطا۔

(فتاوی رضویہ جلد:۹،ص،۲۰۷،۲۰۸،کتاب الحظر والاباحۃ، رضا اکیڈمی)

۵) میرے ایک فتوے میں ہے:

وعظ وتقریر کا حق عالم دین کو ہے جو دینی عقائد ومسائل واحکام پر اچھی نظر رکھتا ہو۔ ناسخ منسوخ، راجح مرجوح، مجمل مبین، مطلق مقید، شعار وتعامل اور ضروریات دین وضروریاتِ اہل سنت، محکم، متشابہ، حرام، مکروہ، فرض، واجب، سنت وغیرہ کے فرق سے اچھی طرح آگاہ ہو۔ دینی امور اور مافی الضمیر کی صحیح تعبیر پر قادر ہو، تاکہ وہ امت کو صحیح پیغام، صحیح تعبیر کے ساتھ پہنچا سکے۔

اس معیار پر جانچا جائے تو منبر ومحراب میں تقریر کرنے والے بہت تھوڑے علماء خطابت ووعظ کے اہل ملیں گے اور کم سے کم نوے فیصد گنہ گار اور وعظ وخطابت سے ممنوع ٹھہریں گے مگر علماء کی دعوت پر یا اجازت سے یا ان کے سامنے ان کے مواعظ وخطبات ہوتے ہیں پھر گناہ کا دائرہ ایسے سارے علماء کو بھی لپیٹ میں لے گا جو انہیں مدعو کرے اور ان کے وعظ میں شریک ہوتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ بہت سے واعظین وخطبا ذمہ دار علمائے اہل سنت کی کتابوں سے خطبات اور مضامین یاد کر کے اپنے انداز میں سناتے ہیں پھر عموماً ان کے عنوانات بھی وہ ہوتے ہیں جو اہل سنت کے یہاں مسلمات سے ہیں۔ مثلاً سرکار دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کا مسئلہ، علم غیب کا مسئلہ، حیات النبی کا مسئلہ، اختیار وتصرف کا

مسئلہ، ردوہابیہ، نماز پنج گانہ کی تبلیغ، تلاوت قرآن حکیم کی ترغیب، مختلف امور میں سنت کی پیروی کی ترغیب وغیرہ۔ ایسے امور پر اہل سنت کا عمل ہے۔ اس لئے یہاں متشابہ، منسوخ، مرجوح وغیرہ کا بیان عموماً نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا موجودہ حالات میں احکام ومسائل کا واقف کار، صحیح اردو خواں اگر ذمہ دار علمائے اہل سنت کی کتابیں پڑھ کر سنائے یا اچھی طرح یاد کر کے سنائے اور اس میں اپنی طرف سے کسی مضمون کا اضافہ نہ کرے تو اس طور پر وعظ گوئی جائز ہے اور موضوعات (گڑھی ہوئی حدیثیں) بیان کرے، اپنی طرف سے خلاف شرع امور بیان کرے اور جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ بھی بولے اس کے لئے حرام ہے۔

خطبات سے متعلق علمائے اہل سنت و جماعت نے کثیر تعداد میں کتابیں تالیف کی ہیں جیسے ایمانی تقریریں، عرفانی تقریریں، نورانی تقریریں، حقانی تقریریں، خطبات بحر العلوم، خطبات مفکر اسلام، خطبات محدث کبیر، خطبات محرم، خطبات برطانیہ، وغیرہ زیر نظر کتاب ''انوار البیان'' اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، اس کے مؤلف محب گرامی حضرت مولانا انوار احمد قادری صاحب دام مجدہم ہیں۔ ''انوار'' کی مناسبت صاحب کتاب سے ہے اور وعظ وتقریر پر بیان کا اطلاق ہوتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

ان من البیان سحرا بے شک کچھ بیان (وعظ) جادو کی سی تاثیر رکھتے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف، ص:۲۸۶، کتاب الجمعہ)

اسی لئے روح البیان کے وزن پر حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی نور اللہ مرقدہ نے اس کا نام ''انوار البیان'' تجویز کیا۔

''انوار البیان'' ۳؍جلدوں پر مشتمل ۹۲؍خطبات کا مجموعہ ہے۔ ۹۲؍کی مناسبت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم پاک ''محمد'' کے مجموعۂ اعداد سے ہے۔ ان شاء اللہ اس کی برکت سے خدائے کریم ان خطبات کے مجموعہ کو مقبول انام بنائے گا۔

مولانا موصوف نے اتر پردیش کے معروف ضلع بستی (موجودہ سدھارتھ نگر) کے ایک خوش حال گھرانے میں ۱۹۶۲ء میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف میں داخلہ لیا اور وہاں کے اساتذہ کرام سے درس نظامی کی منتہی کتابیں پڑھیں۔ جن میں حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی مصباحی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر علمائے دین شامل ہیں۔ اول الذکر شخصیت سے بیعت وارادت اور اجازت وخلافت حاصل ہے

فراغت کے سال مفتی مالوہ حضرت مولانا رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ کے ساتھ اندور چلے آئے اور وہاں کے مشہور دارالعلوم "دارالعلوم نوری" کے جشن فضیلت میں جبہ و دستار سے نوازے گئے۔ مولانا کو اس شہر کا ماحول بہت راس آیا اور اندور ہی کے ایک اہم علاقہ کھجرانہ میں ایک وسیع وعریض خطۂ آراضی پر "جامعہ غوثیہ غریب نواز" کے نام سے ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹۹۶ء میں ایک دارالعلوم قائم کیا جس کا شمار وسط ہند کے قابل ذکر مدارس میں ہوتا ہے۔ مولانا طبعاً علم دوست واقع ہوئے ہیں اور وہ مسلم بچوں میں دینی تعلیم کی روح پھونک دینے کا جذبہ رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے دارالعلوم کے لئے باذوق، باصلاحیت مدرسین کی ایک اچھی ٹیم مہیا کر لی ہے اور اب تعلیم کو فروغ دے کر ماشاء اللہ درجہ فضیلت تک پہنچا دیا ہے۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ! مولانا یہاں کی تعلیم کو مزید بہتر سے بہتر بنانے کی فکر رکھتے ہیں۔

وسط ہند میں مولانا موصوف خطابت کے ذریعہ دعوت وتبلیغ کا زبردست کام کر رہے ہیں۔ انوار البیان ان کے انہیں خطبات کا مجموعہ ہے جو جا بجا کتابوں کے حوالہ جات سے مزین اور تقریر کے والہانہ لب ولہجہ پر مشتمل ہے۔ میری دانست میں ۹۲؍ خطبات پر مشتمل اتنی ضخیم کتاب برصغیر ہندو پاک میں مطبوع نہیں ہے۔ اس طرح دعوت وتبلیغ کا کام ہر خطیب علاقائی سطح پر کرنے لگے اور خطاب میں اصل روایتوں پر ہی اکتفا کرے، مستند کتابوں میں مذکور واقعات کو بیان کرے تو دعوت وتبلیغ کے ذریعہ معلومات کا ایک عظیم ذخیرہ لوگوں تک پہنچ جائے گا۔

مولانا سے میری ملاقات سب سے پہلے (اے پی) حیدرآباد کے ایک دینی جلسے میں ہوئی، مولانا، بہت خندہ روئی کے ساتھ ملے اور قلبی محبت وحسن اخلاق کا مظاہرہ کیا، اور ایسے کتنے لوگ ہیں جو مولانا کے حسن اخلاق کے اسیر ہیں، بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہیں قلبی عقیدت رہی ہے اور حضرت بھی انہیں دل سے چاہتے، مولانا کو اطلاع ملی کہ حضرت بحر العلوم علیل چل رہے ہیں تو عیادت وزیارت کے لئے مبارک پور کا عزم کر لیا۔ میں انہیں کی دعوت پر ۲ تا ۴؍ اکتوبر ۲۰۱۲ء جامعہ غوثیہ غریب نواز میں مقیم تھا، ہم دونوں ۵؍ اکتوبر ۲۰۱۲ء کو بذریعہ طیارہ اندور سے دہلی ہوتے ہوئے بنارس اور بنارس سے بذریعہ کار مبارک پور آئے اور بعد نماز عصر حضرت کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے حضرت بے پناہ مسرور ہوئے، مولانا نے رات کا کھانا حضرت بحر العلوم علیہ الرحمہ کے یہاں کھایا پھر اجازت لے کر کوئی دس بجے شب میں بستی کے لئے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد صرف ایک ماہ چوبیس روز حضرت بحر العلوم حیات رہے اور ۲۹؍ نومبر کو بعد عشا ۲۰-۹ بجے رحلت فرما گئے۔

"انوار البیان" کے بیانات کس قدر مسحور کن ہیں اس کا اندازہ تو قارئین کی قلبی کیفیت سے ہی ہو سکتا ہے لیکن

ہمیں اتنا معلوم ہے کہ انہیں مضامین کو مولانا جب اپنے والہانہ انداز میں بیان کرتے ہیں اور ”میرے رضا، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا“ کہہ کر عشق ومحبت کی باتیں نقل کرتے ہیں تو پورے مجمع پر ایک کیف ساطاری ہوجاتا ہے اور سامعین جھوم جھوم جاتے ہیں پھر نعرہائے تکبیر ورسالت کی گونج سے ایک سماں بندھ جاتا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ صرف مولانا کے طرز بیان اور زور خطاب کا جادو ہے بلکہ اس میں کچھ نہ کچھ دخل مضامین کی تاثیر کا بھی ضرور ہے۔

کتاب خاصی ضخیم ہونے کے باعث میرے لئے اس کا بالاستیعاب مطالعہ دشوار تھا اس لئے اس کے عناوین پر ایک نظر ڈالی اور بہت سے مقامات سے مختلف اقتباسات بھی پڑھے، پھر مولانا کو کچھ مشورے دیئے جسے انہوں نے بطیب خاطر قبول کیا۔ انسان سہو ونسیان سے محفوظ نہیں اس لئے ہم اس سے برائت کا اعلان تو نہیں کرسکتے لیکن اتنا ضرور ہے کہ مولانا نے اس کے جمع وتالیف اور ترتیب وتہذیب میں پوری محنت صرف کی ہے اور تقریباً پانچ سال کے طویل عرصہ تک شب بیداری کر کے بیانات کا یہ گلدستہ تیار کیا ہے اس لئے ہمیں توقع ہے کہ یہ کتاب اسم بامسمیٰ ثابت ہوگی اور اس سے خلق خدا کو نفع کثیر حاصل ہوگا۔

دُعا ہے کہ خدائے کریم انوار البیان کو مزید تابشیں عطا فرمائے اور ان کے ذریعہ ایک عالم ضیابار ہو۔

محمد نظام الدین رضوی

خادم درس وافتاء، جامعہ اشرفیہ، مبارکپور

شب دوشنبہ ۲۵ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء

تقریظ

حبیب العلماء، شیخ الاساتذہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی الحاج

محمد حبیب یار خان صاحب قبلہ، مدظلہ العالی

مفتی مالوہ، صدر و مہتمم دار العلوم نوری، اندور (ایم، پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ حبیبہ المجتبیٰ و علیٰ الہ و صحبہ نجوم الاھتداء ط و علی التابعین و تبعھم و المجتھدین و مقلدیھم و المجددین و محبیھم الیٰ یوم الجزاء ط لا سیما الشھید الاعظم و الامام الاعظم و المجدد الاعظم الامام احمد رضا و علی ابنیہ الکریمین حجۃ الاسلام حامد رضا و مجدد المأۃ الحاضرۃ محمد مصطفی رضا جزاھم اللہ تعالیٰ عنا و عن جمیع اھل السنۃ و الجماعۃ خیر الجزا.. اما بعد

بہت اچھے خطیب کو سحر البیان کہتے ہیں کہ وہ اپنے خطاب سے سامعین کو مسحور و مسخر اور متاثر کر لیتا ہے۔ یہ در اصل اس کے انداز خطاب کا کمال ہے۔

اور اگر اس کا مضمون بھی خوب سے خوب تر ہو تو پھر اس کی سحر آفرینی کا کیا کہنا۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام رطب اللسان ہیں: **ان من البیان سحراً** پتہ چلا کہ یہ سحر، سحر حلال ہے۔

اور سحر بیانی ہر خطیب کو حاصل نہیں ہوتی، البتہ یہ انعام خدا اور عطیۂ رسول خدا ہے۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم جو صرف سعادت مندوں کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

پھر کسی بیان کو بہترین الفاظ کا جامہ پہنا کر ایسے عمدہ پیرائے میں پیش کرنا کہ پڑھنے والا جب پڑھے تو نہ صرف پڑھتا چلا جائے بلکہ اس تحریر کے اثر کو بھی قبول کرتا جائے اور اس کی دلچسپی بھی مسلسل پروان چڑھتی رہے۔ بجا طور پر ایسی تحریر کو سحر کلامی کہا جا سکتا ہے۔

پس تقریر و تحریر یعنی خطابت و تصنیف دو علیحدہ علیحدہ فن ہیں اور دونوں کی افادیت مسلم ہے۔

دنیا کا کوئی انقلاب ہو، خیالات ونظریات کا انقلاب ہو یا ذہن وفکر کا انقلاب، لسانی انقلاب ہو کہ تہذیبی انقلاب، قوموں کا انقلاب ہو کہ ملکوں کا انقلاب، خدا پرستی کا انقلاب ہو کہ کردار وعمل کا انقلاب، اسلامی انقلاب ہو کہ جمہوری انقلاب بہر حال حق وباطل کا کوئی انقلاب ہو تقریر وتحریر کی حکمرانی ہر جگہ موجود اور کار فرما نظر آتی ہے۔

پھر یہ اور بھی مسلم ہے کہ تقریر وتحریر کے یہ دونوں وصف شاذ ونادر ہی شخص واحد میں جمع نظر آتے ہیں۔ ماضی قریب میں یہ دونوں وصف خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔

آمدم برسر مطلب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مولانا انوار احمد صاحب قادری جہاں میدان خطابت کے شہسوار ہیں وہیں ان کا تصنیف وتالیف میں بھی کافی دخل ہے۔

زیر نظر خطبات بنام ''انوار البیان'' مختلف موضوعات پر مشتمل، حوالہ جات سے مزین ایک بہترین دستاویز ہے۔ جس میں مولانا محترم نے قرآن وحدیث اور صحابۂ کرام وائمۂ دین کے ارشادات کی روشنی میں عقائد ومعمولات اہل سنت وجماعت کو ایسے دل نشیں انداز میں پیش کیا ہے کہ جو عوام اہل سنت کے لئے ایمان افروز ہے، تو درمیانی طبقہ کے لئے قابل قبول ہے تو دوسری طرف مخالف ومعاند کے لئے ناقابل انکار ہے اور یہی مولانا محترم کی تحریر کا بہترین پہلو ہے۔

اس پر طرہ، عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے امام عشق ومحبت کے وہ اشعار ہیں جو قرآن وحدیث کے آئینہ دار ہیں۔ موقعہ بموقعہ انہیں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ مضمون کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے اور بات بھی پڑھنے والے کے دل میں فوراً اُتر جاتی ہے۔ نیز اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے اور وہ بھی دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کا دوسرا نام امام احمد رضا فاضل بریلوی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا محترم کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرما کر مقبول ہر خاص وعام فرمادے اور گم گشتگان راہ حق کے لئے اسے مشعل راہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ○ فقط

خلوص کیش

محمد حبیب یار خاں قادری غفرلہٗ

دار الافتاء مرکز اہل سنت جامع مسجد شہر اندور

۲ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۵ر دسمبر ۲۰۱۲ء

کلماتِ تحسین

شہزادۂ حضور غریب نواز، حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ **سید محمد مہدی میاں چشتی**

خادم خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اجمیر مقدس (راجستھان)

عزیز ملت عزیز القدر علامہ محمد انوار احمد رضوی ،نوری، برکاتی ،سلمہٗ المولیٰ القوی، اہل سنت کے ایسے منفرد جوانِ صالح وممتاز عالم دین ہیں کہ میرے سامنے مولانا انوار احمد رضوی سلمہٗ کا دورِ طالب علمی بھی ہے۔ جب کہ میں خود حضرت العلام استاذ الاساتذہ قاطع نجدیت قبلہ استاذی حضرت علامہ مولانا بدرالدین احمد رضوی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہکر شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ۱۹۷۷ء میں بڑھیا ضلع بستی گیا تھا، مولانا انوار احمد صاحب زمانہ طالب علمی میں درسی کتابوں سے شغف خوب رکھتے تھے۔ اور استاذ معظم کا یہ خصوصی طرۂ امتیاز تھا کہ طلبہ عملی زندگی سے آراستہ ہوں۔ مولانا انوار احمد صاحب مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں جب زیرِ تعلیم تھے اُسی وقت سے عملی زندگی بہتر اور اچھی گزارنے میں لگے رہتے۔ دیر رات تک مطالعہ اور نمازوں کی ادائیگی، پابندیٔ جماعت کرتے تھے۔ درسِ نظامی کی تکمیل بدر ملت علیہ الرحمہ کی زیرِ نگرانی کی۔ دین وسنیت کی ترویج واشاعت کے لئے اپنے وطنِ عزیز ضلع بستی یوپی کو خیر باد کہکر سرزمین اندور میں قیام پذیر ہوئے اور دعوت وتبلیغ کا سلسلہ اُس وقت سے تاہنوز خوب سے خوب تر جاری ہے۔ اِسی دوران استاذ معظم کے ایماء پر مولانا نے اپنی ذاتی رقم سے جو زمین خریدی تھی اُسی زمین پر غوث وخواجہ کے نام سے ادارہ کی بنیاد رکھ دی۔ اس کی قیمت کروڑوں روپے کی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ادارہ آج سنیت کا مظبوط قلعہ بن گیا۔ اب تک الحمد للہ اس ادارہ سے کثیر تعداد میں حفاظ وقراء اور علمائے دین فارغ التحصیل ہوکر دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں سرگرم ہیں۔ دارالعلوم کی تعمیری سلسلہ کے دوران ہی مولانا انوار احمد صاحب قادری نے اپنی توجہ تصنیف وتالیف کی طرف کی۔ جس کے نتیجہ میں ماشاء اللہ کئی کتابیں تصنیف کر چکے۔ زیرِ نظر کتاب انوار البیان میں مولانا انوار احمد قادری نے ایک اچھوتے انداز کو اپنایا جو عوام وخواصِ اہل سنت کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔ جس میں آیاتِ قرآنی، حدیث نبوی ﷺ وارشاداتِ اولیاء کرام کو یکجا جمع کر کے سال کے بارہ مہینوں میں آقائے دو جہاں ارواحنا فداہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے لے کر خلفائے راشدین، اہل بیت اطہار، امامین کریمین، اولیاء کاملین وصالحین کے اذکار وفضائل مستند ماخذ سے جمع کر دئے ہیں۔

بارگاہ رب العزت میں یہ گدائے چشتی بطفیل سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دست بدعا ہے کہ مولا تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو مقبول عام وخاص فرمائے اور آئندہ بھی اسی طرح کی تصنیف وتالیف کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اس کتاب کو گدائے چشتی نے کہیں، کہیں سے دیکھا۔ ماشاء اللہ خوب لکھا ہے۔
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

دعا گو

سید محمد مہدی میاں چشتی

آستانۂ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء

تقریظ

نور العلماء، استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ، مولانا الحاج مفتی

محمد نور الحق صاحب قبلہ، رضوی، نوری

شیخ الحدیث دار العلوم نوری، اندور (ایم، پی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O

دار العلوم نوری کے فارغین میں ایک ایسا چمکتا اور دمکتا نام عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا انوار احمد قادری رضوی زاداعلمہٗ وقدرہ کا ہے کہ جن پر دار العلوم نوری کو ناز وفخر ہے، جنہوں نے کم عمری میں جو شہرت ومقبولیت حاصل کی ہے وہ بہت کم لوگوں کو میسر آتی ہے۔ ان کی دینی وملی خدمات محتاج تعارف نہیں۔ دار العلوم غوثیہ غریب نواز، اندور ان کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ دین وسنیت کی ترویج واشاعت میں شب وروز کوشاں رہتے ہیں۔ گوناں گوں خصوصیات کے حامل ہیں مگر خطابت ان کا ممتاز وصف ہے۔

کم عمری ہی میں ان کی خطابت کی مقبولیت کا یہ عالم کہ خواجہ کی نگری میں مسلسل چودہ سال تک ایام عرس میں اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے رہے اور خواجہ کے مستوں کو عشق کا جام پلاتے رہے اور خود فیضان خواجہ سے مالا مال ہوتے رہے۔ یہ خواجہ ہند کا فیضان ہی تو ہے کہ احاطۂ نور کا کمسن خطیب آج دنیائے سنیت کا باکمال خطیب نظر آرہا ہے۔

ہر مقرر کا ایک مخصوص انداز ہوتا ہے موصوف کا رنگ بھی سب سے جداگانہ ہے اصلاح عقائد اور ردوہابیت ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیدائی ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترجمانی اس انداز میں کرتے ہیں کہ سامعین کے دلوں میں عشق رسول کی لو تیز ہو جاتی ہے اور وہ جھوم جھوم اٹھتے ہیں، جب امام عشق ومحبت کی بات آتی ہے تو موصوف کی زبان سے میرے رضا، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا کے بول بڑے اچھے لگتے ہیں۔ ہاں! گستاخان رسول کا ذکر آتا ہے تو تیور بدل جاتا ہے، آواز میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور بادلوں کی طرح گرجنے لگتے ہیں۔

تحریر میں بھی تقریر کا رنگ موجود ہے، بدمذہبوں کو للکارنا انہیں خوب آتا ہے لیکن اپنوں کی بھی اصلاح کرنے سے نہیں چوکتے۔ پیری مریدی کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

اے ایمان والو! پیری مریدی، جاہ و مال اور دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں ہے، یہ مبارک و مسعود عمل صرف اور صرف اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ خلافت واجازت ہر کسی کو دینے کی چیز نہیں ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پیدائشی ولی ہیں بیس سال تک پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گزارے اور علوم ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے۔ پھر پیرومرشد نے آپ کو خلافت واجازت سے نوازا مگر آج علم ومعرفت اور تقویٰ وطہارت نہیں بلکہ چاپلوسی اور لمبے نذرانوں کی بنیاد پر پیرومرشد بننے والے، فاسق وفاجر، بےعمل و بےعلم اور بےنمازی لوگوں کو بھی خلافت واجازت دیتے نظر آرہے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

پُرخلوص گذارش: پیرومرشد صاحب اور مرید صاحب دونوں کی خدمت میں پرخلوص گزارش ہے کہ کبھی تنہائی میں ٹھنڈے دل سے اپنے گریبان میں بار بار جھانک کر دیکھئے اور غور وفکر کیجئے کہ کیا ہمارے اس طرز عمل سے ہمارے مشائخ اور پیران کرام کے نورانی وروحانی سلسلے کی بےادبی وگستاخی نہیں ہے اگر ہے تو، توبہ کرلیجئے اور سچے پیرومرید بن جایئے"

مختلف موضوعات پر کئی کتابیں آپ کی منظر عام پر آگئی ہیں لیکن تقریروں کا یہ حسین مجموعہ اپنی مثال آپ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عشق رسول میں ڈوبی ہوئی یہ تقریریں ائمہ مساجد کے لئے خوبصورت تحفہ ہیں ان کو لکھنے، حوالہ جات سے مزین کرنے، سنوارنے اور سجانے میں بڑی محنت کی ہے یہ کوئی آسان کام نہیں تھا، مسلسل جدوجہد اور شب بیداری کے بعد یہ حسین مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، وہ کام کرنا بھی جانتے ہیں اور لینا بھی۔ میں جب بھی "دینی نصاب" کی اشاعت کے سلسلے میں "رضوی کمپیوٹر" گیا اکثر وہاں حضرت مولانا رضی الدین صاحب قادری برکاتی کو موجود پایا، گھنٹوں اس کام میں لگے رہتے۔ جب کتابت وطباعت کا یہ عالم ہے تو تالیف وترتیب میں کتنا وقت لگا ہوگا۔ میں موصوف کو اس مبارک جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس گلدستہ کو تیار کرنے، سنوارنے اور سجانے میں جتنی محنت کی گئی ہے اس کو اتنا ہی مفید ومقبول بنائے اور مؤلف کو سعادت دارین سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

محمد نورالحق نوری غفرلہٗ

خادم، دارالعلوم نوری، اندور (ایم، پی)

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

تاثر گرامی

عمدۃ المدرسین، ادیب شہیر، حضرت علامہ، مولانا، الحاج

محمد عارف صاحب قبلہ، برکاتی

صدر المدرسین، الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم، پی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ O

اللہ رب پاک نے انسانی ہدایت کے لئے انبیائے کرام، علیہم السلام کے مقدس گروہ کی تخلیق فرمائی، اور انھیں وحی کی تائید کے ساتھ مبعوث فرمایا، یہاں تک کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کے مقصد بعثت کی طرف قرآن پاک نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا: يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ O مقصد کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ذمہ داری اپنے نائبین علمائے کرام کو بھی عطا فرمائی۔ یہ اُسی ذمہ داری کا احساس ہے کہ جماعت علماء آج تک دین کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔ ہزاروں رُکاوٹوں کے باوجود زمانہ انہیں ان کے فرض منصبی سے دور نہ کر سکا۔

علمائے کرام میلان طبع یا ان کے اندر پائے جانے والے علمی جواہر پاروں کے لحاظ سے خدمت دین کے لئے میدان عمل کا انتخاب کرتے رہے۔ لہٰذا تدریس، تحریر، تقریر، امامت، اداروں کا قیام، مساجد کی تعمیر اور تنظیم کاری وغیرہ میں سے بعض نے کسی ایک کو اور فولادی ارادے کے مالک حضرات نے ایک سے زائد کو اپنی فکر و عمل کی جولان گاہ منتخب فرمایا۔ پیش نظر کتاب ''انوار البیان'' کے مصنف نمونۂ اسلاف، انوار العلماء، پیر طریقت حضرت علامہ انوار احمد صاحب قبلہ قادری کا شمار صنف ثانی سے ہے۔ ایک زمانہ تک تدریس سے منسلک رہے۔ درجن بھر سے زائد مساجد کی تعمیر انھیں کی کوششوں سے وجود میں آئی۔ کئی تنظیموں کے رکن اور ذمہ دار کی حیثیت سے بھی اپنی پہچان بنائی۔ امامت کی ذمہ داریاں تا ہنوز نبھا رہے ہیں۔

الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز جیسا عظیم الشان ادارہ قائم فرما کر اہل نظر سے اپنے حسن انتظام کا خراج حاصل کر رہے ہیں۔ اور سلک خطابت کے ایسے تابدار موتی کہ جہان خطابت اس کے انوار سے جگمگا رہا ہے۔ اس ہمہ جہت مصروفیت کے باوجود جب میدان تحریر میں اُترے تو ایک کے بعد ایک کتاب سنیت کے فروغ کے لئے قوم کو عطا فرماتے رہے اور اب انوار البیان کی صورت میں تقریباً ۱۸۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ عظیم کتاب جن کے عناوین کی گنتی بانوے (۹۲) پر منتہی ہوتی ہے۔ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یقیناً یہ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کی کرم فرمائیاں ہیں کہ بغیر کسی ارادے کے عناوین کو یہ عدد مبارک حاصل ہوگیا۔

اتنے مصروف شخص کے لئے اتنا بڑا کام آسان نہ تھا مگر موصوف کی حسن طلب نے اسے آسان کر دیا۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

۲۰۰۹ء میں حج کے دوران راقم الحروف کا سفر حضرت کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا حرم پاک میں کعبہ شریف کے نزدیک ہی مقام معراج پر کتاب کے کچھ اوراق لے کر حاضر ہیں۔ جو حرم شریف ہی میں لکھے گئے ہیں۔ خود بھی دعا کر رہے ہیں اور علمائے کرام سے بھی دعا کے طالب ہیں اور کعبہ کی چھاؤں میں سب کی دعاؤں سے اُسے آسان اور مقبول بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور پھر مزید دعاؤں کے لئے کعبہ کے کعبہ روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر بھی حاضر ہوئے (راقم اس وقت ساتھ نہ تھا) بغداد معلی ہو یا اجمیر مقدس، یا عشق ومحبت کی سرزمین بریلی شریف، ہر جگہ مصنف کا کتاب کے ساتھ یہی معمول رہا۔ یہ معاملہ تو عقیدت سے متعلق تھا۔ رہا کتاب سے متعلق اہتمام اور اس پر کی گئی محنت کا سوال تو اس کا جواب میرے محسوسات ومشاہدات میں اجمالاً یہ ہے کہ اس میں بھی مصنف نے کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ حضرت بحر العلوم کو اپنا سرپرست کار منتخب فرمایا، اور بحر العلوم نے بھی حق سرپرستی ادا کرتے ہوئے کتاب کو اپنے مفید مشوروں سے نوازا بلکہ خاصا وقت بھی عنایت فرمایا۔ جتنا ان کے لئے آسان تھا مسلسل کئی رات تک پڑھ کر دیکھا پھر جلیل القدر تقریظ عطا فرمائی۔

محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ دام ظلہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مصنف کے مشیر خاص رہے۔ یہاں تک کہ تین دن تک جامعہ میں رہ کر جامعہ کے اساتذہ کے ساتھ مل کر کتاب کی تہذیب کرتے رہے اور کتاب کو گراں قدر تقدیم سے نوازا۔ محنت شاقہ کا یہ عالم رہا کہ حضرت نے پانچ سال کی راتوں کی سیاہی کو دن کا اُجالا بنا ڈالا۔ کتاب کو باوزن بنانے کے لئے حوالوں کا التزام کیا گیا ہے۔ کبھی کبھی

کسی حوالہ کی تلاش میں کئی کئی دن بھی لگے ہیں۔ جامعہ کے اساتذہ نے بھی اس سلسلہ میں عرق ریزی کی ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا رضی الدین صاحب خاص مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وہ اس مبارک سفر میں مصنف کے سائے کی طرح ساتھ رہے ہے۔ کتاب کی زبان سادہ سلیس عمدہ اور شائستہ ہے جو خطابت کے لئے موزوں تر ہے۔

تصنیف وتالیف کی مشقتیں جو کتابوں میں پڑھی یا لوگوں سے سُن رکھی تھی۔ کتاب کی تالیف کے دوران انہیں بڑے قریب سے دیکھا۔ بہر حال اللہ کے کرم اس کے حبیب کی رحمت اور بزرگوں کی عنایتوں، خصوصاً غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایتوں، کے صدقے وہ دن بھی آیا جب کتاب پوری ہوئی اور مصنف کتاب کو لے کر حضرت تاج الشریعہ کی بارگاہ میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ میں خود شریک سفر تھا۔ حضرت تاج الشریعہ نے فہرست کتاب کا کچھ حصہ سماعت کرنے کے بعد فرمایا پڑھ کر سنایئے۔ حکم کے مطابق ایک جگہ سے کافی حصہ پڑھ کر سنایا گیا۔ حضرت نے سماعت فرما کر خوشی کا اظہار فرمایا اور کتاب کی عمدگی کا سرٹیفکیٹ اپنی مبارک تقریظ کی شکل میں عنایت فرمایا۔ مصافحہ کرتے وقت جب مولانا انوار احمد قادری صاحب نے انہیں کچھ نذر پیش کرنا چاہی تو حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے فرمایا ''مولانا نذرانہ تو ہمیں آپ کو دینا چاہئے'' اس جملہ میں حضرت تاج الشریعہ کی خوشیوں کا سمندر موجزن ہے۔

رب جلیل کتاب کے مصنف کو جزائے جزیل عطا فرمائے اور کتاب کو قبول فرما کر اُسے مقبول ومفید انام بنائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

محمد عارف برکاتی

خادم، جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور

۲۸ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۱۳ر دسمبر ۲۰۱۲ء

صدائے دل

حضرت مولانا، قاری
رضی الدین احمد صاحب قادری، برکاتی
استاذ، الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم، پی)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

عطا ایسا بیاں تجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں
کہ بام عرش کے طائر ہیں تیرے ہم زبانوں میں

اللہ جل مجدہٗ کے چنندہ دین مذہب اسلام کا پیغام اس کے بندوں تک پہونچانے اور عام کرنے کے لئے اسلاف کرام اور مبلغین اعلام نے کچھ قابل تقلید طریقے اپنائے ہیں جو ہمارے لئے رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری خانقاہوں کے شیوخ نے پند و موعظت سے، مدارس اسلامیہ کے اساتذہ و معلمین نے درس و تدریس سے، بوریا نشین علماء و محققین نے تصنیف و تحریر سے اور خطباء و مقررین نے خود عوام کے بیچ پہنچ کر اپنے مسحور کن بیانات کے ذریعہ خدا کا پیغام بندگان خدا تک پہنچانے کا غیر معمولی فریضہ انجام دیا ہے۔

اہل علم و دانش پر مذکورہ طریقے اور ان کے دشوار کن مراحل مخفی نہیں۔ ان میں سب سے مشکل تصنیف و تالیف، پھر درس و تدریس اور سب سے آسان و سہل پہلو خطبات و تقریر کا ہے۔ ہزار ہا ہزار درود و سلام، بطفیل

شارع اسلام، ان غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا پر جنہیں قادر وقیوم مولیٰ نے ہر نہج سے خدمت اسلام کا کامل واکمل داعی ومبلغ بنایا۔ پھر انہوں نے پوری توانائی صرف کر کے بانی اسلام کے شجر اسلام کی جڑوں کی آبیاری فرمائی اور شجر ہائے ثمر بار کی شکل میں لہلہاتے ہوئے چمن اسلام کی باغبانی امت مرحومہ کو تفویض فرمائی۔

اس عموم میں بڑی نمایاں اور قابل تقلید وتبریک شخصیت ہے نمونۂ اسلاف، پیر طریقت حضرت علامہ الحاج انوار احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی جنہوں نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، خطبات وتقریر اور ترقی وتعمیر ہر میدان پر تاثیر طریقے سے مذہب اسلام کی ایسی عدیم المثال خدمات کا فریضہ انجام دیا ہے کہ کم عمری کے باوجود اتنی قلیل مدت میں ایسی کثیر خدماتِ جلیلہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پارسا بندوں کا ہی سہام مفروضہ قرار پا سکتی ہیں۔

علامہ ممدوح کی تمام خدمات دینیہ اور کارہائے نمایاں کا تذکرہ بروقت غیر ممکن اور نامناسب ہے۔ فی الحال آپ کی گراں قدر اور تازہ ترین تصنیف لطیف ''انوار البیان'' ہماری نگارش کا مرکز ومحور ہے۔ آپ نے اس کتاب کی ترتیب وتالیف کا آغاز حرمین شریفین زاداللہ شرفہما سے فرمایا۔ اور شیخ طریقت مرشد کامل حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ کا کچھ حصہ آپ کے آستانہ عالیہ پر جنتی دروازہ کے اندرونی قطعۂ ارضی میں تحریر فرمایا۔ ان دو عظیم نسبتوں کے باعث ''انوار البیان'' کے مقبول انام ہونے میں کسی شک وشبہ کی قطعاً گنجائش باقی نہ رہی۔ مزید برآں تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے کلمات دعائیہ اور بقیۃ السلف بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی تقریظ مدحیہ نے کتاب کی افادیت ومقبولیت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

مؤلف ممدوح کا پیش لفظ پڑھنے کے بعد معین اور ساتھی کی حیثیت سے ایک نام آپ کے حاشیۂ ذہن پر گردش کر رہا ہوگا، یہ میرے ممدوح کی ذرہ نوازی اور ان کے اخلاق کریمانہ کا ادنیٰ سا طلسماتی کرشمہ ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی ہم رکابی میں قبول فرما کر اس عظیم دینی خدمت میں شریک کار بنالیا اور مجھ جیسے علم وعمل کے کورے انسان سے اتنا عظیم اور برتر کام لے لیا۔ میں تو اس رشتۂ محبت اور احسان گزاری پر صرف اتنا کہہ کر گزرنا چاہتا ہوں:

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی

منت شناس او کہ بہ خدمت بداشتت

کتاب ”انوار البیان“ سال کے بارہ مہینوں میں واقع ہونے والے تقریباً پچاس جمعوں کے بیانات پر مشتمل بانوے (۹۲) خطبات کا بڑا ہی وقیع مجموعہ اور علمی دنیا کا عظیم سرمایہ ہے۔ امید ہے کہ خواندہ، کم خواندہ ہر طبقے میں یکساں پسند کی جائے گی اور ہر ایک سے خراج داد و تحسین ضرور حاصل کر لے گی۔ بالخصوص ائمہ مساجد کے لئے انشاء المولیٰ تعالیٰ معلومات کا عظیم ذخیرہ اور اسلامی جہاں کا انمول تحفہ تصور کی جائے گی۔

انوار البیان طرز تحریر اور انداز ترتیب کے اعتبار سے بھی خطبات کی دیگر کتابوں میں منفرد اور عدیم النظیر حیثیت کی حامل ہے، جس کا صحیح اندازہ قارئین کرام بعد مطالعہ ہی لگا سکتے ہیں۔ کتاب کے تمام مشتملات خواہ آیات کریمہ ہوں یا احادیث طیبہ کا حسین گلدستہ، یا امثال و حکایات کا پر کیف اجتماع، سب کے سب معتبر و معتمد حوالہ جات سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

رحمن و رحیم مولیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ علامہ ممدوح کی اس خدمت دینیہ کو قبول فرمائے نیز ہم سب اور ہم سب کے والدین کے لئے عرصۂ محشر میں نجات و مغفرت کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ○

رضی الدین احمد قادری، برکاتی

مقام سرسیا، سدھارتھ نگر (یو، پی)

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۱۲ دسمبر ۲۰۱۲ء

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

پہلا جمعہ...................................پہلا بیان

فضائل اہل بیت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيْ الْبَغْدَادِيْ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ خواجه غريب نواز الْاَجْمِيْرِيْ اَجْمَعِيْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا O (پ۲۲، رکوع۱)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفےٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو اور سمجھو کہ اہل بیت نبوت کے فضائل وکمالات کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں کیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بار بار اپنے صحابہ کے درمیان بیان فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی شان وخوبی بیان کرنا سنت خدا ہے اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی ہے۔ عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کس زباں سے ہو بیان مدح شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوان اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں عز وشان اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہل بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروان اہل بیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدا رہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہل بیت

گھر لٹانا، سر کٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسنؔ
یوں بیاں کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

درود شریف:

اے اہل بیت نبوت کے دیوانو! آج کی محفل میں ذکر ہے ان کا جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت ہیں، گھر والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ (پ۲۲، رکوع ۱)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں خاص طور پر دو باتیں قابل غور ہیں۔

پہلی بات یہ کہ اہل بیت سے یہاں کون لوگ مراد ہیں۔ دوسری بات رجس (ناپاکی) سے کیا مراد ہے۔

ایک روایت کے مطابق رجس سے مراد شیطان ہے اور بعض روایتوں کے مطابق رجس کا اطلاق گناہ، عذاب اور نجاستوں پر ہوتا ہے اور بعض نے رجس کا معنیٰ شک لیا۔

اور امام زہری نے فرمایا ناپسندیدہ چیز کو رجس کہتے ہیں خواہ وہ عمل ہو یا غیر عمل۔ (برکات آل رسول ص ۳۲)

اہل بیت سے مراد کون لوگ ہیں؟

اس آیت کریمہ میں اہل بیت سے مراد کون ہیں؟ اس سلسلے میں مفسرین کرام کے اقوال مختلف ہیں صحابہ تابعین اور مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اہل بیت نبوت سے مراد حضرت مولیٰ علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور مفسرین کی دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ اہل بیت نبوت سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۳۲)

متعدد صحیح طریقوں سے ثابت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی تھے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاشانۂ مبارک میں تشریف لائے۔ حضرت مولیٰ علی اور حضرت فاطمہ کو اپنے قریب سامنے بٹھایا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ران پر بٹھایا پھر ان پر چادر مبارک لپیٹی اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ (پ۲۲، رکوع ۱)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنزالایمان)

اور ایک روایت میں ہے کہ یوں فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا ٥

یا اللہ تعالیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ہر قسم کی ناپاکی دور فرما اور انہیں خوب پاک کر دے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے چادر اُٹھائی تا کہ میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں تو حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ازواج میں سے ہو خیر پر ہو۔ (مسلم شریف، برکات آل رسول، ص ۳۴)

اور جو حضرات اہلبیت سے پنجتن پاک مراد لیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حسن اور صحیح طریقوں سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد جب فجر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے۔

اَلصَّلٰوۃُ اَھْلَ الْبَیْتِ، اے اہل بیت! نماز پڑھو،

پھر یہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ تلاوت فرماتے۔

صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد چالیس روز صبح کے وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ پر تشریف لاتے اور فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلصَّلٰوۃُ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ٥

یعنی اے اہل بیت تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو، نماز پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ پھر یہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ، تلاوت فرماتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سات ماہ تک یہ معمول جاری رہا۔ ایک روایت میں آٹھ ماہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے تصریح ہے کہ اس آیت میں پنجتن پاک سے مراد اہل بیت ہیں۔

(برکات آل رسول، ص ۲۵)

فدائے شہنشاہ بطحیٰ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کہتے

ہیں کہ آیت مبارکہ میں اہل بیت سے دونوں گروہ (یعنی امہات المومنین اور اولاد اطہار) مراد ہیں تا کہ تمام دلائل پرعمل ہو جائے۔ (برکات آل رسول،ص ۳۵)

تفصیلی معلومات کے لئے کتاب برکات آل رسول کا مطالعہ فرمائیں۔

ابن ابی شیبہ امام احمد، ابن جریر ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (ان حضرات نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت واثلہ بن اسقع (جو اصحاب صفہ میں سے ہیں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم، پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے سامنے قریب میں بٹھایا اور حضرات حسنین کریمین کو اپنی آغوش میں بٹھالیا پھر ان سب کو دامن رحمت میں لیکر آیت تطہیر پڑھی۔ اِنَّمَا یُرِیْدُاللّٰہُ الایۃ، اور دعا کی۔

اے اللہ تعالیٰ! یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے ناپاکی دور رکھ اور انہیں خوب پاک فرمادے۔

حضرت وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! میں بھی آپ کے اہل بیت میں سے ہوں، تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم بھی میرے اہل میں سے ہو۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلُ الْبَیْتِ یعنی سلمان (فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم اہلبیت میں سے ہیں (برکات آل رسول، ص ۳۹، ۴۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ (مشکوۃ، ص ۵۶۹)

اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسے اپناؤ گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، قرآن پاک اور میری عترت اہل بیت۔

دوسری حدیث میں ہے:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ (مشکوۃ، ص ۵۶۸)

بیشک میں تمہارے بیچ چھوڑ رہا ہوں دو بھاری وزن دار چیزیں۔ قرآن کریم اور میری اولاد۔ جب تک تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حج کے موقعہ پر

عرفہ کے دن دیکھا، ہمارے پیارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہیں اور خطبہ دے رہے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ جب تک تم اسے اپنائے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ قرآن پاک اور میری عترت اہلبیت۔

حضرت حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے تو خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی میری عمر پہلے انبیاء علیہم السلام کی عمر کے نصف کی مثل ہوتی ہے، مجھے گمان ہے کہ عنقریب مجھے بلایا جائے گا تو میں تعمیل کروں گا، میں حوض پر تمہارا پیشرو ہوں گا اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو تم سے دوگرانقدر چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ تم دیکھو میرے بعد ان سے کیا معاملہ کرو گے؟ بڑی اور اہم چیز قرآن پاک ہے۔

یہ ایک ایسا وسیلہ ہے کہ اس کا ایک سرا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو، گمراہ نہیں ہوگے۔ اور اس میں تبدیلی نہیں کروگے۔ دوسری اہم چیز میری عترت اور اہلبیت ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ (برکات آل رسول، ص۵۴، ۵۵)

اے ایمان والو! اہل بیت نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وہ فضیلتیں اور شرافتیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف انہیں کو عطا فرمائی ہیں اور ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے امت کو آگاہ کر دیا ہے کہ ہماری اہلبیت سے محبت کرنا عظیم ثواب ہے اور ان سے بغض وعداوت کرنا اس کا خوفناک عذاب ووبال ہے۔

اور صحابہ کرام کی محبت وفضیلت اور اس کا اظہار بھی لازم وضروری ہے۔ اگر کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی دل میں ہو تو اہلبیت کی محبت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (برکات آل رسول، ص۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا اور ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

تو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، اور اس کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ ہیں جو کنواری بتول مریم کی طرف القاء کئے گئے تھے۔ یہ سن کر عیسائی بہت غصہ میں آگئے

اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا آپ نے کبھی کسی انسان کو بے باپ کے دیکھا؟ ان کے کہنے کا صاف مطلب یہ تھا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بغیر باپ کے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں، باپ دونوں کے بغیر پیدا کئے گئے۔ تو جب انہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بندہ ماننے میں تم کو تعجب کیوں ہے؟

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دلائل نبوت سے ان پر آفتاب کی روشنی سے زیادہ حق کو ظاہر فرما دیا مگر پھر بھی وہ لوگ اپنی معاندانہ روش سے برابر جھگڑتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کی آیت نازل فرمائی اور حکم فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ○ (پ۳، رکوع ۱۴، آیت ۶۱)

یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو لوگ تم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کریں جبکہ تمہارے پاس اس کا علم آچکا ہے تو اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے فرما دو کہ آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو۔ پھر ہم مباہلہ کریں یعنی گڑگڑا کر دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں۔

اے ایمان والو! جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو میدان میں نکل کر مباہلہ کرنے کی دعوت دی۔

چنانچہ صبح کو یا تین دن کے بعد عیسائیوں کا گروہ اپنے بڑے بڑے پادریوں کے ساتھ حاضر ہوا تو دیکھا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دست مبارک میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک ہے۔ اور حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ہیں اور ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دُعاء کروں تو تم سب آمین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے پادری، عبدالمسیح نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کسی پہاڑ کو ہٹانے کی دُعاء کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعاء سے پہاڑ کو ہٹا دے گا۔ لہٰذا ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرو، ورنہ تم سب ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے

زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ نجران کے نصرانیوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ اسی کے بعد ہمارے آقا کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کہ نجران والوں پر عذاب بہت قریب آچکا تھا اگر وہ لوگ مجھ سے مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ کردیئے جاتے اور قہر الٰہی کی آگ سے جنگل جل جاتے اور وہاں کے چرند و پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے اندر تمام روئے زمین کے نصاریٰ ہلاک و برباد ہو جاتے۔

(تفسیر کبیر، ج ۲، ص ۴۸۸، وخازن ومدارک، ج ۱، ص ۲۴۲)

اے ایمان والو! اچھی طرح سے واضح ہوگیا کہ پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر والے کون لوگ ہیں۔

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بیٹوں کو لے کر آؤ میں اپنے بیٹوں کو لیکر آتا ہوں، تم اپنی عورتوں کو لیکر آؤ میں اپنی عورتوں کو لیکر آتا ہوں تم آؤ اور میں آتا ہوں۔

تو ہمارے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جن پاک ہستیوں کو اپنے ساتھ لیا وہ پاک ذات حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ارشاد فرمایا ھٰذَانِ اِبْنَایَ ۔ یعنی یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۰)

میدان مباہلہ میں جب اپنے بیٹوں کو لیکر نکلنا ہوا تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لیکر نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہے جاتے ہیں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص جنتی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب حضرت علی، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہمراہ لے کر گھر سے باہر نکلے تو یہ فرمایا کہ

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ یہ سب میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۸)

توضیح: اگر کوئی گستاخ صحابہ یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مباہلہ کے لئے اپنے ساتھ ان

حضرات کے علاوہ کسی صحابی کو نہیں لیا تو ہم کسی اور صحابی کو کیوں مانیں۔ ہم تو صرف پنجتن پاک کو ہی مانیں گے۔ ایسا عقیدہ رکھنا سراسر ضلالت و گمراہی ہے۔ حضرات صحابہ کرام نے جو قربانیاں اسلام کے لئے پیش کیں۔ بدر واُحد اور تمام غزوات و جنگیں اس کی شاہد و عادل ہیں جن کا انکار نہیں کرے گا مگر منافق۔ رہا مباہلہ کے لئے کسی اور صحابی کو ساتھ نہ لینے میں ایک بڑی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ لیکن بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے بیٹوں کے ساتھ مباہلہ میں تشریف لائے۔

چنانچہ اہلبیت نبوت کے ایک عظیم فرد سید السادات حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی آیت مباہلہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فَجَآءَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّوَلَدِهٖ وَبِعُمَرَ وَوَلَدِهٖ وَبِعُثْمَانَ وَوَلَدِهٖ وَبِعَلِیٍّ وَّوَلَدِهٖ (ابن عساکر تفسیر در منثور، ج ۲، ص ۴۰)

پس حضرت ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے بیٹوں کے ساتھ تشریف لائے۔

اُن کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود

اُن کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جملہ اہلبیت چاہے اہلبیت نسب ہوں یا اہلبیت سکنیٰ یا اہلبیت ولادت یا اور کسی کو اہلبیت میں شامل کرلیا گیا ہو تمام کے تمام ہم اہلسنت کے نزدیک عزت وعظمت والے ہیں لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ کو خاص خاص موقع پر میری اہل بیت فرمایا ہے وہ یہی چار نفوس قدسیہ حضرت مولیٰ علی، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اسی لئے اہلبیت کا لفظ انہی چار حضرات کے لئے شائع ومشہور ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۶۸۱)

اے ایمان والو! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حسنین کریمین بیمار ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام بیمار پُرسی کے لئے گئے تو صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ کے فرزند بیمار ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی نذر مانیں تو حضرت مولیٰ علی اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کی کنیز فضہ نے تین روزہ رکھنے کی منت مانی۔

اللہ تعالیٰ نے حسنین کریمین کو شفا عطا فرمائی۔ اب نذر پوری کرنے کا وقت آ گیا سب نے روزے رکھے مگر

گھر میں کوئی چیز نہیں جس سے روزہ کھولا جائے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمعون یہودی سے چند سیر جو بطور قرض لائے۔ جو کا ایک تہائی حصہ پیسا گیا اور اس سے چند روٹیاں تیار کی گئیں۔ جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں کھانے کے لئے سامنے رکھی گئیں تو دروازہ پر ایک سائل نے آواز دی کہ اے اہلبیت رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں مسکین ہوں۔ بھوکا ہوں۔ کچھ اللہ تعالیٰ کے نام دیجئے۔ تو حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت فضہ تینوں نے سب روٹیاں اس مسکین سائل کو دیدیں۔ اور تینوں حضرات نے صرف پانی پی کر روزہ افطار کیا۔ پھر دوسرے روز ایک تہائی جو کی روٹیاں تیار کی گئیں اور جب اہلبیت عظام افطار کے لئے بیٹھے تو دروازہ پر ایک فقیر محتاج نے آواز دی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر والو! میں بھوکا ہوں، یتیم ہوں تو دوسرے روز بھی ان حضرات نے سب روٹیاں سائل کو دیدیں اور صرف پانی سے روزہ افطار کیا۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا اور ایک تہائی جو جو بچا تھا اس کی روٹیاں بنائی گئیں اور جب روزہ افطار کے لئے تینوں نفوس قدسیہ بیٹھے تو پھر ایک سائل نے آواز دی کہ اے اہلبیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں اسیر ہوں بھوکا ہوں تو تیسرے دن بھی تمام روٹیاں سائل کو عطا فرمادیں اور صرف پانی پی کر روزہ افطار کیا تو اہلبیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ (پ۲۹، رکوع۱۹)

یعنی اور وہ لوگ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

(تفسیر کبیر، ج۸، ص۲۷۶، خازن و مدارک، ج۴، ص۳۴۰، تفسیر روح البیان، ج۶، ص۵۴۶)

اے ایمان والو! اچھی طرح واضح ہوگیا کہ اہلبیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن نفوس قدسیہ کے لئے بولا جاتا ہے وہ حضرات کون لوگ ہیں اور اہلبیت کی سخاوت کا بھی پتہ معلوم ہو گیا کہ خود تو بھوکے رہتے ہیں مگر اپنے دروازے کے سائل، بھکاری کو کھلاتے ہیں۔

اور آج بھی اہلبیت نبوت کی سخاوت کی وہی شان و شوکت ہے جو چودہ سو برس پہلے تھی اس بات کا ثبوت چاہئے اور اگر دیکھنا ہے تو جا کر دیکھ لو۔ مارہرہ مطہرہ جو میرے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیر خانہ ہے۔ شاہ برکات کی برکت کا باڑہ بٹتا ہے۔ بہرائچ شریف جہاں فیض سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اندھے، کوڑھی، جزامی اور ہر قسم کے بیمار شفایاب ہو رہے ہیں۔ اجمیر مقدس ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

نورانی چوکھٹ پر ہر سائل کی دُعا مقبول ہوتی ہے۔ بغداد معلی میں فردالافراد، قطب الاقطاب پیران پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گہر بار سے مردے کو زندگی، چور کو قطبیت، مرید کو جنت کی بشارت کے ساتھ روزی کی نعمت و دولت، ہر آن، ہر وقت بٹتی ہے۔

یہ حضرات کون لوگ ہیں؟ جو سارے زمانے کی جھولیاں بھر رہے ہیں۔ یہ سب اہلبیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل واولاد ہیں۔

جب ان کی آل واولاد کی سخات کا یہ عالم تو سرکار امام حسن اور امام حسین اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور پھر مختار دو عالم محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جود وعطا اور سخاوت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

اہل بیت کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَاَهْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ ذَاتِهٖ۔ یعنی کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان سے میری اولاد (یعنی امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اپنی اولاد سے، میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ (طبرانی بحوالہ الشرف المؤید، ص ۸۵)

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاُمَّهُمَا وَاَبَاهُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ٥

یعنی جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں (امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے اور ان کی ماں (حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اور ان کے والد (حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت کی تو وہ شخص قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ (یعنی جنت کے جس اعلیٰ مکان میں میں رہوں گا اسی اعلیٰ مکان میں وہ رہے گا)۔ (امام احمد، بحوالہ الشرف المؤید، ص ۸۶)

اے ایمان والو! پنجتن پاک سے محبت کرنے والا جنت کا حقدار تو ہے ہی مگر اللہ تعالیٰ اس شخص کو وہ جنت عطا فرمائے گا جس کو خاص اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے بنایا ہے یعنی جنت الفردوس۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر فرمایا میں نے اپنے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِىْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَّنْ رَّكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ ۝

یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میرے اہلبیت کی مثال تم لوگوں کے لئے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کی طرح ہے۔ جو شخص اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو شخص اس میں سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۳)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ۝

یعنی میرے تمام صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مشکوٰۃ، ص ۵۵۴)

امام المفسرین حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم اہلسنت و جماعت محبت اہلبیت کی کشتی پر سوار ہیں اور ہدایت کے روشن ستارے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہدایت حاصل کئے۔ لہٰذا ہم لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ (مرقاۃ، ج ۵، ص ۶۱۰)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار احمد مختار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اہل بیت کی مثال، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے دی۔ مطلب یہ ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام آیا اور جو شخص کشتی نوح علیہ السلام میں سوار ہو گیا وہ شخص طوفان میں برباد و ہلاک ہونے سے بچ گیا۔

اسی طرح طوفان قیامت آنے والا ہے تو جو شخص آج اس دنیا میں محبت اہلبیت کی کشتی میں سوار ہو جائے گا وہ شخص کل قیامت کے دن طوفان قیامت کی تباہ کاریوں اور بربادیوں سے ہلاک و برباد ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔

یاد رکھو اور جان لو! کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی میں اس شخص کو بٹھایا جو مومن تھا۔ لا کلام۔ بے شک وشبہ محبت اہلبیت کی کشتی میں وہی شخص سوار ہو سکتا ہے جو مومن سنی مسلمان ہوگا اور سنی مسلمان وہ شخص ہے جو محبت اہلبیت کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی محبت والفت رکھتا ہو۔ اس لئے رافضی،

خارجی وجملہ دشمنان صحابۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت کے روز محبت اہلبیت کی کشتی میں سوار ہی نہیں ہو سکتے تو طوفان قیامت ان گستاخوں کو ہلاک و برباد کردے گا اور وہ لوگ جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔

خوب فرمایا: عاشق رسول ، فدائے صحابہ واہلبیت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

درود شریف:

اہل بیت کا دشمن کعبہ میں مرے تو بھی جہنمی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **لَوْ اَنَّ رَجُلًا صَعِدَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰى وَصَامَ ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) دَخَلَ النَّارَ** ۔ یعنی اگر کوئی شخص کعبہ کے ایک گوشہ میں اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے پھر وہ شخص مرجائے اس حال میں کہ وہ شخص اہلبیت سے بغض ودشمنی رکھتا ہے تو وہ شخص جہنم میں جائے گا۔ (طبرانی، حاکم بحوالہ الشرف المؤید، ص۹۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرے اہلبیت سے ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو شخص اسی محبت پر مرگیا وہ شخص جنت میں داخل ہوگیا۔ (دیلمی فی مسند الفردوس، ج۲، ص۱۹۲)

اے ایمان والو! اہل بیت سے محبت جنت میں داخلہ کا سبب ہے اور اہلبیت کی دشمنی اور بغض وعناد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کے سایہ میں مقام ابراہیم جیسی برکت والی جگہ پر نماز پڑھے اور روزہ رکھے ایسا نمازی اور روزے دار اگر اہلبیت نبوت سے بغض وعداوت رکھتا ہے تو وہ شخص جہنمی ہے اور اس کا کوئی بھی نیک عمل اسے دوزخ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔

عاشق اہلبیت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

درودشریف:

بزرگوں کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اہل بیت کے ساتھ

۱) افضل البشر بعدالانبیاء بالتحقیق امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق یار غار ومزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صِلَةُ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالیٰ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ صِلَةِ قُرْبَتِیْ۔

(الشرف المؤید،ص ۸۷)

یعنی ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ (بخاری شریف)

خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھ کو اپنے اقرباء سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقرباء زیادہ پسند ہیں۔

۳) ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی کم عمر بچے ہیں تشریف لائے اور فرمایا یہ منبر میرے نانا کا ہے اس پر سے اُتر جاؤ۔

فَقَالَ صَدَقْتَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنْبَرُ اَبِيْکَ ثُمَّ اَخَذَهٗ وَاَجْلَسَهٗ فِیْ حَجْرِهٖ وَبَکٰی (الصواعق المحرقہ،ص ۱۷۵)

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے سچ کہا خدا کی قسم بیشک یہ منبر آپ کے نانا جان کا ہی ہے۔ پھر آپ نے ان کو پیار سے اٹھا کر گود میں بٹھالیا اور رو پڑے۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی منقول ہے۔

(الریاض النضرہ، ج۲، ص۲۹)

حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت والفت اہل بیت کے ساتھ

۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدائن فتح ہوا۔ مسجد نبوی شریف میں مال غنیمت جمع ہوا تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: اے امیر المومنین میرا حق جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا مجھے دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: بِالْبَرَکَۃِ وَالْکَرَامَۃِ اور ایک ہزار درہم نذر کیے۔ ان کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو ان کو بھی ایک ہزار درہم دیئے پھر ان کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ تشریف لائے تو آپ نے پانچ سو درہم ان کو دیئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک دور میں جوان تھا اور آپ کے ساتھ جا کر جہاد کرتا تھا اور امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت بچے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار، ہزار درہم دیئے اور مجھے صرف پانچ سو درہم؟ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹا پہلے وہ مقام حاصل کرو جو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا۔ ان کے نانا رسول خدا، ان کے باپ حضرت علی شیر خدا، ان کی ماں فاطمہ زہرا، ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار پھوپھی ام ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ، خالہ رقیہ، ام کلثوم، زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

یہ سن کر آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہوگئے۔ (الریاض النضرہ، ج۲، ص۲۸)

حضرت علی کا قول کہ حضرت عمر جنت کے چراغ ہیں

اس واقعہ کی خبر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: میں نے اپنے پیارے رسول محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ حضرت عمر، اہل جنت کے چراغ ہیں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کی خبر جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا اے علی! آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو چراغ اہل جنت فرمایا ہے؟ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں میں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عمر چراغ اہل جنت ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث آپ اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے دیدیجئے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ شریف کے بعد لکھا کہ:

هٰذَا مَا ضَمَنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ جِبْرِيْلَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ٥

یعنی یہ وہ بات ہے جس کی ضمانت علی بن ابی طالب نے دی ہے واسطے عمر بن خطاب کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان سے جبرئیل علیہ السلام نے ان سے اللہ تعالیٰ نے کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا فرمان حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو غسل وکفن کے بعد یہ کاغذ میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ کاغذ وصیت کے مطابق آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۲۸۲)

حضرت عمر کا قول کہ حضرت علی کی غیبت سے نبی ناراض ہوتے ہیں

۵) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ شخص حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت و برائی کر رہا ہے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا:

افسوس تجھ پر، کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں جانتا، پہچانتا کہ وہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ قسم خدائے تعالیٰ کی تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت و برائی کرکے ان کو ایذا پہونچائی ہے۔ جو اس قبر مبارک میں آرام فرما ہیں۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۷۵، زرقانی، ج ۷، ص ۱۴)

۶) ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ کے دروازہ پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ کے صاحبزادے، حضرت عبداللہ دروازہ پر کھڑے ہیں۔ حاضر

ہونے کی اجازت طلب کررہے ہیں مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت نہ ملی، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال آیا کہ جب اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کب دیں گے؟ واپس آ گئے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے واپس چلے گئے ہیں تو آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، مجھے آپ کے تشریف لانے کی خبر نہیں تھی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس خیال سے واپس آ گیا کہ جب آپ نے اپنے صاجزادے کو اجازت نہیں دی تو مجھے اجازت کیسے ملے گی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْهُ ۔ یعنی آپ میرے بیٹے سے زیادہ اجازت کے حقدار ہیں۔ میرے سر پر بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت اُگائے ہیں یعنی میرا جو کچھ مقام و مرتبہ ہے وہ سب آپ اور آپ کے گھر کی برکت سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ جب چاہیں تشریف لائیں آپ کو اجازت کی حاجت نہیں۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۷۷)

اے ایمان والو! ان واقعات سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اہلبیت سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے اور ہمارے لئے سبق ہے کہ ہم بھی اہل بیت سے دل و جان سے محبت و الفت کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بیشمار رحمت و برکت حاصل کریں۔

ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلبیت نبوت پہ لاکھوں سلام

۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں پاؤں مبارک کے خاک جھاڑا اور صاف کیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیا کررہے ہو؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے معاف کیجئے۔ واللہ جتنے آپ کے مراتب ہیں میں جانتا ہوں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔ (اظہار السعادت)

۸) حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایت کی اور فتویٰ

دیا کہ لوگ لازمی طور پر ان کے ساتھ اور ان کے بھائی محمد کے ساتھ رہیں۔ علامہ کہتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو قید و بند کی سزا دی گئی اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ حضرت امام صاحب نے ایک آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حمایت کی اور ان کے حق کی خاطر فتویٰ دیا۔ اگرچہ ظاہر یہ کیا گیا کہ امام صاحب نے بھی خلیفہ کا حکم نہیں مانا اور قاضی کا منصب قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ (الشرف المؤید، ص ۸۸)

۹) حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عقیدت و محبت کے سبب ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر قیدی بنا کر بغداد شریف لایا گیا۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت والفت اس قدر زیادہ تھی کہ کچھ لوگوں نے آپ کو رافضی کہہ دیا تو آپ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضًا

یعنی اگر آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنا رافضی ہونا ہے تو جن وانس گواہ ہو جائیں کہ اگر اس وجہ سے ہے تو بیشک میں رافضی ہوں (الشرف المؤید، ص ۸۸)

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کے مناقب بیان فرماتے ہیں۔ يَكْفِيْكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْفَخْرِ اَنَّكُمْ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَاصَلَاةَ لَهٗ یعنی اے آل رسول آپ لوگوں کے لئے یہ عظیم فخر کافی ہے کہ جو شخص آپ پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

علامہ حبان نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ آل رسول پر درود نہ پڑھنے والے کی نماز کامل نہیں ہوتی اور امام شافعی کے راجح قول کے مطابق نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (الشرف المؤید، ص ۸۸)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی محبت اہل بیت کے ساتھ

۱۰) حضرت عبداللہ بن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی ضرورت کی وجہ سے گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا (اے شہزادۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کو جب کوئی حاجت ہو تو کسی کو بھیج دیا کریں یا لکھ دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ کسی ضرورت کے واسطے میرے دروازہ پر آیا کریں) (الصواعق المحرقۃ، ص ۸۷، شفا شریف، ص ۲۹)

۱۱) حضرت شیخ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کے رکاب پکڑے ہوئے تھے، لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا، آپ عمر میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے ہیں اور ان کی رکاب پکڑے ہوئے ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضرت امام حسین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹے ہیں تو کیا ان کی رکاب پکڑنا میرے لئے سعادت نہیں ہے۔ (تسوید القوس)

۱۲) عرب کا مشہور شاعر ابوفراس فروزق حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں قصیدہ کہتا ہے۔

عَمُّ الْبَرِيَّةِ بِالْاِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ
عَنْهُ الْغِنَايَةُ وَالْاِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

یعنی یہ ان میں سے ایک ہیں جن کا ساری مخلوق پر احسان عظیم ہے اور انہیں کے سبب رنج وغم، افلاس اور ظلم دور ہوا ہے۔

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا
تَسْتَوْكِفَانِ وَّلَا يَعْرُوْهُمَا الْعَدَمُ

یعنی ان کے دونوں ہاتھ سخاوت کی بارش کے مانند ہیں محتاج کے مددگار ہیں جن کا فیض عام ہے۔ ہمیشہ برستے رہتے ہیں۔ اور نہ ہونا کبھی ان کے پیش ہی نہیں آیا۔

مُشْتَقَّةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ شُعْبَةٌ
طَابَتْ عَنَاصِرُهُ وَالْخِيَمُ وَالشِّيَمُ

یعنی ان کی ذات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات سے مشتق ہے اس لئے ان کی اصل ان کی عادتیں اور خصلتیں نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہیں۔

اَیُّ الْخَلَائِقِ لَيْسَ فِیْ رِقَابِهِمْ
لِاَوَّلِيَّةِ هٰذَا اَوْلَهٗ نِعَمُ

یعنی مخلوقات میں سے کون لوگ ہیں جن کی گردن میں ان کے اور ان کے بزرگوں کے احسانات وانعامات کے بارنہ ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء ابونعیم ج ۳، ص ۱۳۹، الصواعق المحرقہ ۱۹۸)

۱۳) ابوسعید مادری کے امام نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں لکھا ہے کہ آپ ادب وتعظیم اور احترام سادات میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس میں تشریف فرما ہیں چند بار تعظیما کھڑے ہوجاتے اور کچھ وقفہ کے بعد بیٹھ جاتے۔ تعظیم کا سبب ظاہر نہ ہوا تو مجلس میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ بڑے ادب واحترام سے کھڑے ہوجاتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں اس کا سبب کیا؟ تو فرمایا کہ سامنے جو بچے کھیل رہے ہیں ان میں ایک بچہ سید ہے جب اس سید بچہ کو میں دیکھتا ہوں تو تعظیما کھڑا ہو جاتا ہوں۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

۱۴) حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو صحبت وتلمذ کی برکت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات ائمۂ اہلبیت، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل ہے وہ بیان سے مستغنی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے ساتھ بچپن میں امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حق میں اولاد کے لئے دعا فرمائی تھی اسی دُعاء کی برکت سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

(۱۵) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناقب اہلبیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

(۱) اہل بیت کے ساتھ تم کسی مخلوق کو برابر نہ کرو، کیونکہ اہلبیت ہی اہل سیادت ہیں

(۲) اور ان کی دشمنی انسان کے لئے حقیقی گھاٹا ہے اور ان کی محبت والفت عبادت ہے (نور الابصار، ص ۱۲۸)

۱۶) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلبیت کی شان میں فرماتے ہیں۔

(۱) اہلسنت کے نزدیک اہلبیت کی محبت جز وایمان ہے۔

(۲) اور خاتمہ کی سلامتی اہلبیت کی محبت پر موقوف ہے۔

(۳) اہلبیت کی محبت تو اہلسنت کا سرمایہ ہے۔ (مکتوب شریف، مکتوب ۲، ص ۳۶)

اور عاشق رسول، محب اہلبیت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلبیت نبوت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، ۲/۴۸)

(۱۷) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضائل سادات کرام

(۱) ایک سوال کے جواب میں عاشق رسول محب صحابہ واہلبیت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں روز قیامت سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہیں اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں گا وہ افضل ہے۔ (ملخصا)

(۲) ایک روایت میں یوں ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا (یعنی ختم ہو جائے گا) مگر میرا علاقہ اور رشتہ (یعنی میرا رشتہ قیامت کے دن بھی باقی رہے گا)

(۳) ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت (یعنی میرا رشتہ) نفع نہ دے گی، ہر علاقہ اور رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ وعلاقہ کہ دنیا وآخرت میں جڑا ہوا ہے۔

(۴) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بر سر منبر فرمایا کیا خیال ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قرابت (یعنی رشتہ) روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم میری قرابت (یعنی میرا رشتہ) دنیا وآخرت میں پیوستہ ہے (یعنی دنیا وآخرت دونوں جگہ نفع دے گی اور کام کرے گی)

(۵) فدائے رسول محب اہلبیت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ جب مقبولان خدا سے اتنا علاقہ (یعنی تھوڑا سا تعلق) کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کے لئے پانی دے دیا۔ عمر میں اس (نیک شخص) کا کوئی کام کر دیا تو آخرت میں ایسا نفع دے گا (یعنی قیامت میں بہت زیادہ نفع پائے گا) تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہئے (یعنی اس نیک شخص کا بیٹا یا بیٹی ہونا دنیا و قیامت میں کس قدر فائدہ مند ہونا چاہئے) بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین یعنی نیک لوگوں سے علاقہ نسب یعنی رشتہ داری کا نافع ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے:۔ (یعنی مرد مومن کی اولاد کا معاملہ یہ ہے) جو اسلام پر مریں اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ (لوگ) اپنے باپ، دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی جب یہ عام صالحین کی صلاح (یعنی عام نیک لوگوں کی نسبت) ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیقی، فاروقی، عثمانی، علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح عظیم (یعنی نسبت عظیم) کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر! حضرات عالیہ سادات کرام کی اولاد امجاد حضرت خاتون بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خود حضور پُر نور سید الصالحین سید العالمین، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹی ہیں کہ ان کی شان تو ارفع و اعلیٰ و بلند و بالا ہے۔

ہمارے حضور اللہ تعالیٰ کے نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی وہ تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل ہیں تو ان کے بدکار، ان کے نیکوکاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرما دے (یعنی میری اولاد میں اچھے، بُرے سب میرے ہیں اور ان سب کو میرے حوالے فرما دے) پھر فرمایا مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا (یعنی میری اولاد کے اچھے اور برے سب کو میرے حوالے فرما دیا) امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا ما فعل (یعنی اللہ تعالیٰ نے) کیا کیا؟ فرمایا یہ تمہارے ساتھ کیا (یعنی تم کو ہمارے حوالے فرما دیا) اور جو تمہارے بعد (یعنی تمہاری اولاد) آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا (یعنی تمہاری آنے والی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ میرے حوالے فرما دے گا)

(۶) عاشق رسول محب صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض ہے

ہاں نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں، دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔ انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں۔ اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معانی کی طرف ناظر ہیں وباللہ التوفیق خدمت گاری اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے یہ بیان رسالہ ہوگیا (ملخصا (ازادۃ الادب لفاضل النسب)

(۷) عاشق رسول فدائے صحابہ واہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اسی لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت (یعنی اولاد کو) نار پر (یعنی دوزخ پر) حرام فرمادیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نہ تجھے (اللہ تعالیٰ) عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

(۸) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی، ہاشمی، علوی ہونے سے ان کا دامان فضائل مالا مال ہے۔ مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے ان کے لئے نہیں یہ شرف بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا ٹکڑا ہے۔ سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ، ج۹)

(۹) عاشق رسول مداح صحابہ واہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا، یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی، یا حیضی بچہ، بلکہ علماء وانصار وعرب سے تو وہ مراد ہیں

جو گمراہ و بددین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہونچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں سب منقطع ہے جیسے نیچری، قادیانی، وہابی، غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض۔ ملخصا (فتاویٰ رضویہ، ج۹)

(۱۰) سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب ان سے تنفر نہ کیا جائے۔ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ، ج۹)

(۱۱) جو شخص سید (سنی المذہب) کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقفیت نہ معلوم ہو اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں تو صاف (گناہ) کبیرہ ہے۔ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ، ج۹)

اے ایمان والو! یہ تمام تفصیل اس شخص کے بارے میں ہے جس کی سیادت یقینی ہے اور جس شخص کی سیادت مشکوک ہو اور اگر شرعاً اس کا نسب ثابت نہیں ہے لیکن وہ شخص نسب یعنی سید ہونے کا دعویدار ہے اور اس کا جھوٹ معلوم نہیں ہے تو اس کی تکذیب میں توقف کیا جائے گا کیونکہ لوگ اپنے انساب کے امین ہیں لہٰذا اس کا حال اس کے سپرد کر دینا چاہئے جو انسان بچ سکتا ہے اسے زہر نہیں پینا چاہئے۔ (برکات آل رسول، ص۱۰۶)

اور اگر شرعاً اس کا نسب ثابت نہیں ہے اور اس پر دلیل بھی ہو جیسے باپ کہتا ہے کہ میں پنجارہ خاندان سے ہوں یا شاہ یعنی فقیر ہوں تو میرا بیٹا سید کیسے ہو سکتا ہے؟ تو باپ کا قول حجت ہے لہٰذا ایسے جھوٹے سید کی تکذیب لازم ہے۔

بے اصل جھوٹے سید بننے سے بچو!

حدیث شریف :سید السادات حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَایَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا.

یعنی جو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج ۵ ص ۶۷)

اے مسلمانو! اپنا نسب بدلنے سے بچو، جھوٹے سید کہلوانے سے پرہیز کرنا، ورنہ تم نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹی پر تہمت لگائی۔ عام مومن پر تہمت لگانا سخت ترین گناہ ہے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت اور ان کی بیٹی پر تہمت لگانا کیسے روا ہو سکتا ہے۔ بچو! خدارا بچو! اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی حسب و نسب عطا فرمایا ہے اسی پر شکر ادا کرو۔ بے اصل سید اور جھوٹے آل رسول اپنے آپ کو مشہور نہ کرو کہ لوگ سید جان کر آل رسول سمجھ کر خوب عزت کریں گے اور نذرانہ زیادہ سے زیادہ ملے گا۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ٥

ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (کنز الایمان)

اے بھائی! قیامت آنے والی ہے۔ موت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ قبر کی تاریکی اور عذاب کو یاد کرو، حشر کی شرمندگی اور مصیبت سے بچنے کی ابھی سے تیاری کرو۔ قبر و حشر میں کون کام آنے والے ہیں وہی نہ جن کے نسب پر تم نے تہمت لگائی ہے اور اپنے آپ کو ان کے خاندان میں شامل کر دیا اور جھوٹے سید بن بیٹھے۔ یہ دنیا ہے جو چاہو کر لو، جو چاہو بن جاؤ مگر بروز قیامت کچھ نہیں چلے گا۔ جھوٹے سید ہونے کا پلندہ کھل جائے گا۔ اس لئے توبہ کر لو اور سچے سادات کرام کا صدقہ مانگ لو۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کے غلاموں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱﴾

محرم الحرام

پہلا جمعہ.................................دوسرا بیان

فضائل آل رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

Scanned by CamScanner

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط (پ۲۵، رکوع ۴)

ترجمہ: تم فرماؤ! میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے۔ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم فرماؤ کہ میں اس پر یعنی تبلیغ رسالت اور ارشاد وہدایت پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت یعنی میں تم سے اپنے رشتہ داروں کی محبت کا مطالبہ کرتا ہوں۔ (پ۲۵، رکوع ۴)

درود شریف :

اے ایمان والو! جن نفوس قدسیہ کی تعریف وتوصیف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود بیان کریں۔ قرآن وحدیث میں جن کے بے شمار فضائل ومناقب کا ذکر موجود ہے۔ فرش سے عرش تک پورا عالم مل کر ان کے محامد اور فضائل کا ذکر بیان کرنا چاہیں تو تعریف وتوصیف کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ میں تو آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آستانے کا گدا ہوں اپنے بزرگوں کی دعا کے حصول کے لئے تھوڑی بہت کوشش کرتا رہتا ہوں۔ ہاتھ، پاؤں مارتا رہتا ہوں تا کہ ہمارے آقایان نعمت وودولت رحم کھا کر کچھ کرم کی بھیک ہمارے دامن میں ڈالدیں تا کہ دین ودنیا کا بھلا ہوجائے اور ان کی توجہ سے نجات وبخشش کا سامان بھی ہوجائے۔ یہی وہ حضرات ہیں

جن کی محبت سے پروانۂ نجات ملتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی پاکیزگی اور طہارت پر قرآن کریم نے مُہر لگادی ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جو آسمان رشد وہدایت کے چاند، تارے اور سفینۂ نجات ہیں۔ ان سے محبت کروگے تو بیڑا پار ہے اور اگر ان کا ساتھ چھوڑ دوگے تو ڈوب جاؤ گے۔ ہلاک وبرباد ہو جاؤ گے۔

آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا عاشق اہل بیت فرماتے ہیں۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام ومرتبہ بڑا ہے

حضرات! ان کے حق کو پہنچانو۔ آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا احترام کرو ان کی عزت کرو۔ آل رسول کے فضائل ومناقب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بغور سنو۔

عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ط

یعنی اے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم فرمادو میں تم سے تبلیغ کا کوئی معاوضہ بدلہ نہیں مانگتا، ہاں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم میرے رشتہ داروں سے محبت کروگے۔ (برکات آل رسول، ص ۲۱۹)

حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف الشرف المؤید میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) امام سیوطی نے در منثور میں اور بہت سے مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے وہ کون سے رشتہ دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کی اولاد یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (برکات آل رسول، ص ۲۱۹)

(۲) شان نزول: درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انصاری صحابہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت نے ہمارے قول سے فخر محسوس کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہمیں تم پر فضیلت ہے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہونچی تو آپ کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم بے عزت نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ عزت عطا فرمائی؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ کیا تم مجھے جواب نہیں دیتے۔ عرض کیا حضور! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم یہ نہیں کہتے کہ آپ کو آپ کی قوم نے نکال دیا تھا تو ہم نے آپ کو پناہ دی، کیا انہوں نے آپ کی تکذیب نہیں کی تھی تو ہم نے آپ کی تصدیق کی؟ کیا انہوں نے آپ کو کمزور نہ جانا تو ہم نے آپ کی امداد کی؟ آپ اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ انصار گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کیا ہمارے تمام اموال واملاک خدائے تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ط (برکات آل رسول، ص ۲۲۰)

(۳) حضرت طاؤس فرماتے ہیں اسی آیت کریمہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ آیت کریمہ میں قربیٰ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔

(برکات آل رسول، ص ۲۲۰)

(۴) مقریزی نے فرمایا۔ مفسرین کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔

اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ اپنے پیروکار مومنوں کو فرمادو کہ میں تبلیغ دین پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ تم میرے رشتہ داروں سے محبت رکھو۔ (برکات آل رسول، ص ۲۲۰)

(۵) حضرت ابوالعالیہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ط یہ نبی اکرم کے رشتہ دار ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۲۲۰)

شان نزول: مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار صحابہ نے دیکھا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے اور ہماری رشد وہدایت کے لئے ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ اخراجات بہت ہیں اور بظاہر اخراجات کے لئے آمدنی کچھ بھی نہیں ہے تو انصار صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا اور اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے آپ کی خدمت کے لئے بہت سامال جمع کیا اور اس کو لیکر خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ ہی کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اس لئے ہم لوگ یہ مال بارگاہ کرم میں نذرانہ کے طور پر لائے ہیں قبول فرما کر عزت بخشیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ مال واپس فرما دیئے۔ (خزائن العرفان)

اے ایمان والو! آپ حضرات کو معلوم ہوگیا کہ آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے اور اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کا مقصد کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار صحابہ کے مال کو واپس فرما کر ان سے اپنی اہل بیت کی محبت کا مطالبہ فرمایا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس آیت کریمہ میں اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ دار مراد ہیں۔

حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بھی معلوم کریں کہ آپ کے رشتہ دار کون لوگ ہیں؟

۱) **حدیث شریف:۔** صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنا تو دربار نبوت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَّفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَابْنَاهُمَا۔

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمیں بتایا جائے کہ آپ کے وہ رشتہ دار کون لوگ ہیں جن کی محبت والفت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ علی و فاطمہ اور حسن و حسین اور ان کے بیٹے ہیں (یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نسل پاک سے قیامت تک جتنے اولاد ہوں گے سب اس فرمان میں شامل ہیں) (تفسیر ابن عربی، ج ۲، ص ۲۱۲)

۲) **حدیث شریف:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی الک وسلم مَنْ قَرَابَتُکَ وَالَّذِیْنَ نَزَلَتْ فِیْهِمُ الْاٰیَةُ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ آپ کے رشتہ دار کون لوگ ہیں جن کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے؟ قَالَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی و فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (الصواعق المحرقہ، ص ۱۱۸، جلالین مصری ج ۲، ص ۳۲، زرقانی علی المواہب، ج ۳، ص ۷)

امام سدی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قید کر کے دمشق لایا گیا اور راستے میں ایک جگہ کھڑا کیا گیا تو ایک شامی ظالم نے آپ سے کہا۔ خدا کا شکر ہے۔ جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہاری جڑوں کو کاٹا اور فتنہ گری کو مٹایا (معاذ اللہ) تو آپ نے اس شامی ظالم سے فرمایا کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔ تو اس شخص نے کہا کیا وہ لوگ تم ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں بلاشک وشبہ وہ لوگ ہم ہیں۔ (تفسیر خازن، ج ۶، ص ۱۳۲، الصواعق المحرقہ، ص ۶۸)

حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ میں اس شخص کو ایمان والا نہیں سمجھتا۔ اس شخص کے دل میں ایمان کیسے ٹھہر سکتا ہے جو اہل بیت کے شہید کئے جانے پر خدا کا شکر ادا کرے، میں اللہ ورسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اس ملحد سے زیادہ دشمن ابو جہل کو نہیں سمجھتا (برکات آل رسول، ص ۲۳۲)

اے ایمان والو! جو حضرات آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی سید ہیں ان کی تعظیم کرو۔ ان سے محبت مومن پر واجب ہے اس جہنمی فرقہ سے دور رہو جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی اور حکومت ودولت کا لالچی کہتے ہیں۔

اور یزید پلید جیسے شرابی کو امیر المومنین اور جنتی کہتے ہیں۔ ان سے صرف اتنا کہہ دو کہ آپ حضرات کے نزدیک یزید پلید اگر جنتی ہے تو قیامت کے دن جو حشر یزید پلید کا ہوگا وہی حشر یزید پلید کے ساتھ آپ حضرات کا ہو اور اس کا جو ٹھکانہ ہو وہی ٹھکانہ آپ حضرات کا ہو۔

اور ہم سنی مسلمانوں کا حشر قیامت کے دن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہزادے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو اور جہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہیں ہم سنیوں کا ٹھکانہ بھی وہیں رہے۔ اپنا اپنا مقدر ہے تمہارے نصیبے میں اہل بیت سے بغض وعناد ہے اور ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نصیبے میں محبت آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

درود شریف:

فضائل آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم احادیث میں

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبلیغ رسالت و ہدایت پر کوئی معاوضہ و بدلہ طلب نہیں کیا سوائے اہل قرابت یعنی رشتہ داروں کی محبت کے۔

(۱) حدیث شریف:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس لئے کہ وہ تمہارا رب ہے اور وہ تمہیں نعمت و دولت عطا فرماتا ہے۔

وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ (ترمذی و مشکوٰۃ، ص ۵۷۳)

اور مجھ سے محبت رکھو، اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میری اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

(۲) حدیث شریف:۔ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَهِیْدًا ۔

جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اس نے شہادت کی موت پائی۔

(۳) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ ۔

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر مرا اس شخص کے تمام گناہ بخش دیئے گئے

(۴) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ تَائِبًا ۔

ہوشیار ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ توبہ کر کے مرا

(۵) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مُؤْمِنًا مُّسْتَكْمِلَ الْاِیْمَانِ ۔

آگاہ ہو جاؤ جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ کامل ایمان کے ساتھ فوت ہوا۔

(۶) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَّنَكِیْرٌ ۔

غور سے سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اسے ملک الموت علیہ السلام اور پھر قبر کے فرشتے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

(۷) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا ۔

ہاں سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ شخص ایسی عزت کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے گا جیسے دولہن کو دولہا کے گھر بھیجا جاتا ہے۔

(۸) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّةِ۔

یقین جان لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیے جاتے ہیں

(۹) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ مَزَارَ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ۔

اچھی طرح جان لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کے لئے زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔

(۱۰) اَلَا وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ شخص مسلک اہلسنت و جماعت پر فوت ہوا۔

(تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۳۹۰، برکات آل رسول، ص ۲۲۳)

اے ایمان والو! یہ انعام و اکرام سنی مسلمانوں کے لئے ہیں جو اہل بیت و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ داروں سے محبت و الفت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اہل بیت و سادات کرام سے بغض و دشمنی رکھتے ہیں وہ بڑے بدنصیب اور جہنم کے حقدار ہیں۔

کس زباں سے ہو بیاں مدح خوان اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

جو شخص آل رسول کی دشمنی میں مرا وہ رحمت سے محروم ہوگا

حدیث شریف: خوب غور سے سن لو! جو شخص آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغض پر مرا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید۔

(۲) خبردار! جو شخص آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغض یعنی دشمنی پر مرا وہ شخص کافر مرا۔

(۳) کان کھول کر سن لو! جو شخص آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغض و عداوت پر مرا وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا۔ (تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۳۹۰، برکات آل رسول، ص ۲۲۳)

حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت مولیٰ علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہل بیت ہیں اور اہل بیت ہی آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور یہ نقل تواتر سے ثابت ہے۔

بعض حضرات نے کہا وہ قریبی رشتہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ آپ کی امت ہے جس نے آپ کی دعوت وتبلیغ کو قبول کیا اگر ہم آل کو قریبی رشتہ داروں پر محمول کریں تو اہل بیت ہی آل رسول ہیں اور اگر اس امت پر محمول کریں جس نے آپ کی دعوت وتبلیغ کو قبول کیا تو بھی اہل بیت آل رسول میں داخل ہیں۔ ثابت ہوا کہ وہ ہر صورت پر آل رسول ہیں اور دوسروں کا آل میں داخل ہونا اختلافی ہے (تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۳۹۰، برکات آل رسول، ص ۲۲۴)

تعظیم آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اے ایمان والو! سادات کرام کی تعظیم کرنے والا اور آل رسول کی خدمت کرنے والا بڑا خوش بخت اور صاحب نصیب ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی بہتر صلہ پاتا ہے اور قیامت کے دن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں بڑے بڑے انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں عاشق رسول امام احمد رضا حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

۱) **حدیث شریف:** ابن عساکر امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

۲) **حدیث شریف:** خطیب بغدادی امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اولاد عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ شخص روز قیامت مجھ سے ملے۔

حدیث شریف کو بیان فرما کر مجدد اعظم امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! قیامت کا دن، وہ قیامت کا دن، جو سخت ضرورت اور سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو ہمارے پیارے رسول، پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا نہال فرمادیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے بلکہ خود یہی صلہ کروروں سے اعلیٰ وانفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا۔ یقینی اشارہ فرماتا ہے، بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ تعالیٰ روز قیامت وعدہ وصال ودیدار محبوب ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے۔

مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو! اور اس دولت وسعادت کو حاصل لو وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ (فتاویٰ رضویہ شریف، ج ۱۲، ص ۴۱۹)

عرب کے مشہور عالم ربانی حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

(۳) حافظ بن حجر عسقلانی نے فرمایا یحییٰ بن سعید انصاری عبید بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شہزادۂ رسول حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ میں منبر پر چڑھ گیا اور ان سے کہا۔ اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ اَبِیْ وَاذْھَبْ اِلٰی مِنْبَرِ اَبِیْکَ یعنی میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَمْ یَکُنْ لِاَبِیْ مِنْبَرٌ۔ یعنی میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ اور مجھے اُٹھا کر اپنے پاس بٹھالیا اور میں اپنے پاس پڑی ہوئی کنکروں سے کھیلتا رہا۔ جب آپ خطبہ دے کر منبر سے اُترے تو مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور مجھ سے فرمایا۔ کتنا اچھا ہوتا اگر آپ کبھی کبھی میرے گھر تشریف لاتے رہیں۔ (الشرف المؤید، ص ۹۳)

(۴) سید کی خدمت سے حضرت فاطمہ کی خوشی ملتی ہے

ابوالفرج اصفہانی متعدد لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے وہ نوعمر تھے ان کی بڑی بڑی زلفیں تھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اونچی جگہ بٹھایا ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی ضرورتیں پوری کیں۔ پھر ان کے جسم کے ایک ایک حصہ کو دبایا (یعنی آپ نے ان کی خدمت کی) اور عرض کیا شفاعت کرنے کے لئے اسے یاد رکھنا، جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی قوم نے انہیں ملامت کیا اور کہا آپ نے ایک نوعمر بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ سے معتبر آدمی نے بیان کیا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان اقدس سے سن رہا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری لخت جگر ہیں ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا باعث ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمۃ الزہرا تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے اس سے خوش ہوتیں، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ان کے جسم کو دبایا ہے اور جو کچھ ان سے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اے لوگو سنو) بنو ہاشم کا ہر فرد (یعنی ہر سید) قیامت کے دن شفاعت کرے گا، مجھے توقع ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہوگی۔ (برکات آل رسول ص ۲۶۰، ۲۶۱)

(۵) آل رسول کی خدمت سے ہر سال حج کا ثواب

شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف مسامرات الاخیار میں اپنی سند متصل سے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی بڑی آرزو تھی انہوں نے فرمایا۔

مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ حج کے لئے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تاکہ حج کی ضروریات کے سامان خرید لاؤں، میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں سیدزادی ہوں، میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ کھایا نہیں ہے اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی میں نے وہ پانچ سو دینار اس کے دامن میں ڈال دیئے اور انہیں کہا آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کرلیں، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا ارادہ شوق میرے دل سے نکال دیا۔ دوسرے لوگ چلے گئے۔ حج کیا اور واپس لوٹ آئے، میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں سلام کر آؤں چنانچہ میں گیا جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کو جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ شخص مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے۔ کئی دوستوں نے اسی طرح کہا، رات کو سویا تو ہمارے پیارے رسول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لوگ تمہیں حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر تم نے ایک کمزور اور ضرورتمند (میری بیٹی سیدزادی) کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی، اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا یعنی تمہارے شکل کا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرے گا۔ اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو تو حج نہ کرو (مگر تمہیں ہر سال حج کا ثواب ملتا رہے گا) یہ ہے ایک سیدزادی کی خدمت کا ثواب وصلہ۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۲)

(۶) عذاب سے محفوظ: شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلا بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرض موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوئی اور اس کا منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے صورت بیان کی تو اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا، اسے چھوڑ دو کیوں کہ یہ شخص میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا۔ چنانچہ وہ فرشتے چلے گئے۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۳)

(۷) عالم وامام پر بھی سادات کی تعظیم لازم ہے

علامہ ابن حجر مکی تقی الدین فارسی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بعض ائمہ سے روایت کی کہ وہ سادات کرام کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا سادات میں ایک شخص تھا جسے مطیر کہا جاتا تھا وہ اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا تھا جب وہ فوت ہوگیا تو اس وقت کے عالم نے اس کا جنازہ پڑھنے میں توقف کیا تو انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی زیارت کی اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے ہمراہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے اعراض کیا۔ جب اس شخص نے درخواست کی کہ مجھ پر نظر رحمت فرمائیں تو حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا اس کی طرف متوجہ ہوئیں اور اس پر عتاب فرمایا یعنی ناراضگی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا: کیا ہمارا مقام (یعنی ہماری نسبت ہمارے بیٹے) مطیر کے لئے کفایت نہیں کرسکتا ؟ (برکات آل رسول، ص ۲۶۲)

(۸) آل رسول کی خدمت کا صلہ ایمان اور جنتی محل ملا

شیخ عدی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابن جوزی کی تصنیف ملتقط سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں۔ قضاء الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا۔ ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتت اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی، میں وہاں سخت سردی میں پہونچی، میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، میں نے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ رئیس شہر ہے۔ میں اس کے پاس پہونچی اور اپنا حال زار بیان کیا اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی، میں واپس مسجد کی طرف چل دی۔ میں نے راستے میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو بلند جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے اردگرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوجائے۔ چنانچہ میں اس کے پاس پہونچی۔ اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس شخص نے اپنی خادمہ کو

بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر اور تیار ہو کر آئے، چنانچہ وہ آئی اور اس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے شخص نے اسے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا اور اس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ، وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی۔ شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے وقت رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لواء الحمد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر انور پر لہرا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس رئیس شہر سے اعراض فرمایا (یعنی اس کی طرف سے چہرۂ مبارک پھیر لیا)

اس نے (یعنی رئیس شہر نے) عرض کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) آپ مجھ سے اعراض فرمار ہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو۔ وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ (علوی سیدہ) عورت ہے۔ رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا، اس نے اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا، اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ یہ رئیس اس مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر میں ہے۔ رئیس نے کہا اسے میرے یہاں بھیج دو، شیخ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا، رئیس نے کہا مجھ سے یہ ہزار درہم و دینار لے لو اور اسے میرے یہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا بخدا ایسا نہیں ہوسکتا اگر چہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے تم اس لئے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو، بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا: چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لئے یہ محل تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے اور تم جنتی ہو۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۶،۲۶۷)

اے ایمان والو! آل رسول، ایک سیدزادی کی خدمت و تعظیم کرنے کا صلہ و بدلہ کتنا عظیم ہے کہ اس شخص کو دنیا ہی میں اس کا جنتی محل دکھادیا گیا اور اس شخص کو جنتی ہونے کی بشارت بھی دیدی گئی اور خود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دیدار بھی کرادیا۔ یہ ہے آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت و تعظیم کا عظیم الشان صلہ و بدلہ۔

۹) سید کی بے ادبی کا نقصان

سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں سید شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف البحیر ہ نے ایک سید صاحب کو مارا تو اسے اسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے اعراض فرمارہے ہیں، اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرا کیا گناہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں، اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس شخص نے عرض کیا ہاں، فرمایا: تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی ہے، پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنک مارا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۸)

(۱۰) سید سے بلند مقام پر بیٹھنا منع ہے

قاضی جمال الدین محمود عجمی جو قاہرہ کے گورنر تھے۔ ایک دن سید عبدالرحمٰن کی مجلس میں آئے اور سید صاحب سے کہا کہ حضرت مجھے معاف فرمادیجئے۔ انہوں نے کہا جناب کیا چیز معاف کردوں؟ انہوں نے کہا کہ کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ کے سامنے بیٹھا، پھر آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے مقام پر کیوں بیٹھے ہیں؟ بس رات کو میں سویا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے محمود تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے۔ یہ سن کر حضرت سید عبدالرحمٰن رو پڑے اور کہا، جناب میں ایسا کہاں ہوں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے یاد فرمائیں۔ یہ سننا تھا کہ تمام حاضرین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ سب نے سید صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آگئے۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۸)

(۱۱) بے عمل سید بھی واجب التعظیم ہیں

سیدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرا نام لیکر فرمایا۔ اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو، میں نے عرض کیا خدا کی پناہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں تو ان کے خلاف سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں، فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! فرمایا یہ نافرمان اولاد ہے، جب میں بیدار ہوا تو ان تمام سادات سے جس سے بھی ملتا ان کی بے حد تعظیم کرتا۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۹)

(۱۲) تعظیم آل رسول کا ایک عجیب وغریب واقعہ

جنید نامی خلیفۂ بغداد کا درباری پہلوان مملکت کی ناک کا بال تھا، وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔ ساری مملکت میں جنید کا کوئی مقابل وحریف نہیں تھا۔ خلیفۂ بغداد کا دربار لگا ہوا تھا، اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے کہ ایک چوبدار نے آکر اطلاع دی۔

صحن کے دروازے پر ایک لاغر و نیم جاں شخص کھڑا ہے۔ شکل کی پراگندگی اور لباس کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے۔ ضعف ونقاہت سے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ آج وہ شخص صبح سے برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج جنید تک پہونچادو، میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں، قلعہ کے پاسبان ہر چند اُسے سمجھاتے ہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات مت کرو، جس کی ایک پھونک سے تم اُڑ سکتے ہو، اس سے کشتی لڑنے کا خواب پاگل پن ہے، لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام بادشاہ تک پہونچا دیا جائے۔ خلیفہ نے حکم دیا اسے حاضر کیا جائے تھوڑی دیر کے بعد چوبدار اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حاضر ہوا، اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ چہرے پر ہوائی اُڑ رہی تھی بڑی مشکل سے دربار میں آکر کھڑا ہوا۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ وزیر نے دریافت کیا۔
جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ اس اجنبی شخص نے جواب دیا۔
کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے بہادروں کے ماتھے پر پسینہ آجاتا ہے۔ ساری ریاست میں اب ان کا کوئی مدمقابل نہیں رہ گیا ہے۔ ایسی مضحکہ خیز بات کے لئے اصرار مت کرو۔ اس شخص نے جواب میں کہا کہ جنید کی شہرت ہی مجھے یہاں تک کھینچ کر لائی ہے۔ مجھے تو اثبات ونفی میں جواب چاہئے۔
مسئلہ بہت پیچیدہ بن گیا تھا، اس لئے خلیفۃ المسلمین کے اشارے پر وزیر نے اہل دربار کی رائے دریافت کی۔ سارا نشیب و فراز سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ بضد ہے تو اس کا چیلنج منظور کرلیا جائے۔ بالآخر یہ بات ہوئی کہ اس کا چیلنج قبول کرلیا جائے۔ کشتی کے مقابلے کے لئے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کردی گئی اور ساری مملکت میں اس کا اعلان کردیا جائے۔ اطمینان رکھا جائے، میں وقت مقررہ پر دنگل میں حاضر ہو جاؤں گا یہ کہتے ہوئے اجنبی شخص دربار سے رخصت ہو گیا۔ ساری مملکت میں ہونے والے دنگل کا تہلکہ مچا ہوا تھا۔ اکثر لوگوں کی رائے تھی کہ وہ ضرور آئے گا۔ اسے شاطر اور پاگل سمجھنا غلط ہے۔ بہر حال ہوا کچھ ایسی چل گئی تھی کہ جتنے منہ اتنی باتیں، تاریخ جیسے جیسے قریب آتی جارہی تھی انتظار شوق کی آنچ تیز ہوتی جاتی تھی۔ اب وہ شام آگئی تھی جس کی صبح کو تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا۔ آفتاب ڈوبتے ڈوبتے کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم بغداد میں منڈلا رہا تھا۔ جنید کے لئے آج کی رات بہت پراسرار ہوگئی تھی۔ ساری رات بے چینی میں کروٹیں بدلتے گزر رہی تھی۔
بغداد کا سب سے وسیع میدان لاکھوں تماشائیوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ بادشاہ کی سواری آرہی تھی، خدام و حشم کے ساتھ حضرت جنید بھی بادشاہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ سب آچکے تھے۔ اب اس اجنبی شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا۔
وقت مقررہ میں اب چند ہی لمحے باقی رہ گئے تھے کہ وزیر اعلان کرنے کھڑا ہوا۔ سارا مجمع گوش بر آواز ہو گیا۔ منہ سے پہلا لفظ ہی نکلا تھا کہ مجمع کے کنارے سے ایک شخص نے آواز دی۔ ذرا ٹھہر جایئے! وہ دیکھئے سامنے گرد اڑ رہی ہے ہوسکتا ہے وہی اجنبی شخص آرہا ہو۔ چند ہی لمحے بعد جب گرد صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک نحیف ولاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے، کانپتے چلا آرہا ہے سارا مجمع اس اجنبی شخص کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑا۔ بڑی مشکل سے اسے میدان تک پہونچایا گیا۔ ظاہری شکل وصورت دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ضعف وناتوانی سے زمین پر جس کے قدم سیدھے نہیں پڑتے وہ جنید جیسے کوہ پیکر پہلوان سے کیا مقابلہ کرسکتا ہے۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا، اعلان ہوتے ہی حضرت جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے۔ وہ اجنبی شخص بھی کر کس کر اکھاڑے میں کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشائیوں کے لئے بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا۔ حضرت جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لئے پنجہ بڑھایا۔ اس اجنبی شخص نے دبی زبان سے کہا۔

اے جنید! کان قریب لایئے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ نہ جانے اس آواز میں کیا سحر تھا کہ سنتے ہی حضرت جنید پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ اچانک پھیلے ہوئے ہاتھ سمٹ گئے۔ کان قریب کرتے ہوئے کہا فرمایئے۔

اجنبی شخص کی آواز گلو گیر ہو گئی۔ بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی۔

جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ زمانے کا ستایا ہوا ایک آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہوں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتہ سے جنگل میں پڑا ہوا فاقوں سے نیم جاں ہے۔ سیدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں۔ چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں ہر روز صبح کو یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا لیکن خاندانی غیرت کسی کے سامنے منہ نہیں کھولنے دیتی۔ گرتے پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں پہونچا ہوں۔ فاتح خیبر کا خون ہاشمی رگوں میں سوکھتا جا رہا ہے۔ چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ شرم سے بھیک مانگنے کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھتے۔ میں نے تمہیں صرف اسی امید پر چیلنج دیا تھا کہ آل رسول کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے آج اس کی آبرو رکھ لو۔

وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا۔ فاطمی چمن کی مُرجھائی کلیوں کی اُداسی اب دیکھی نہیں جاتی۔ جنید! عالمگیر شہرت واعزاز کی صرف ایک قربانی سوکھے چہروں کی شادابی کے لئے کافی ہے۔ یقین رکھو آل رسول کے خانہ بدوش قافلہ کی حرمت وآسودگی کے لئے تمہاری عزت وناموس کا ایثار کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہمارے خاندان کی یہ ریت تمہیں معلوم ہے کہ کسی کے احسان کا بدلہ ہم زیادہ دیر تک قرض نہیں رکھتے۔

اجنبی شخص یعنی ایک سید کے یہ چند جملے نشتر کی طرح حضرت جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے۔ پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہو گئیں۔ عشق وایمان کا ساغر موجوں کے تلاطم سے زیر وزبر ہونے لگا۔ آج کونین کا سرمدی اعزاز سر پر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا۔ عالمگیر شہرت وناموس کی پامالی کے لئے دل کی پیش کش میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہوتی۔ بڑی مشکل سے حضرت جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کہا۔

کشور عقیدت کے تاجدار! میری عزت اور ناموس کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے

تمہارے قدموں کی اُڑتی ہوئی خاک پر نثار کردوں۔ چمنستان قدس کی پژمردہ کلیوں کی شادابی کے لئے اگر میرے جگر کا خون کام آسکے تو اس کا آخری قطرہ بھی تمہارے نقش پا میں جذب کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اے خوشا نصیب کہ کل میدان حشر میں سرکار اپنے نواسوں کے زرخرید غلاموں کی قطار میں کھڑے ہونے کی اجازت مجھے مرحمت فرمائیں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھونک کر للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے پنجہ ملا کر گتھ گئے۔ سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے۔ سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں ساکت خاموش نظر جمائے دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا۔ آنکھیں کھلی تو جنید کے حامیوں کے نعرہائے تحسین سے میدان گونج اُٹھا۔ ہیبت سے دیکھنے والوں کی پلکیں جھپک گئیں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں حضرت جنید چاروں شانے چت تھے۔ سینے پر سیدہ فاطمہ کا ایک نحیف وناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔ حضرت جنید کی فاتحانہ زندگی کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس حیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لاسکیں۔ ایک لمحے کے لئے سارے مجمع پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ حیرت کا طلسم ٹوٹتے ہی مجمع نے نحیف وناتواں سید کو گود میں اٹھالیا۔ میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام واکرام کی بارش ہو رہی تھی۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت وانعامات کا بیش بہا ذخیرہ لے کر جنگل میں اپنے قافلہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔

حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ اب کسی کو کوئی ہمدردی ان کی ذات سے نہیں رہ گئی تھی۔ ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ عمر بھر مدح وستائش کا خراج وصول کرنے والا آج زہر میں بجھے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور وشادکام ہو رہا تھا۔ ہجوم ختم ہوجانے کے بعد خود ہی اٹھے اور اپنے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔

رات کی زلف سیاہ کمر کے نیچے ڈھل چکی تھی۔ بغداد کا سارا شہر تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں محو خواب تھا۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جنید جب اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے۔

وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھاؤں گا۔

حضرت جنید سوچتے ہیں۔ کیا سچ مچ ایسا ہوسکتا ہے؟ کیا میری قسمت کا ستارہ یک بیک اتنی بلندی پر پہونچ جائے گا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نورانی ہاتھوں کی برکتیں میری پیشانی کو چھولیں۔ اپنی طرف دیکھتا ہوں تو کسی طرح اپنے آپ کو اس اعزاز کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لاڈلوں کی ضد بھی تو کوئی چیز ہے۔ اگر میدان حشر میں

شہزادے مچل گئے تو رحمت تمام کو کیوں کر گوارہ ہو سکے گا کہ ان کے دل کے نازک آب گینے پر کوئی آنچ آجائے۔ سارے زمانے میں آل رسول کی زبان کا بھرم مشہور ہے۔ گردن کٹ سکتی ہے۔ دی ہوئی زبان نہیں کٹ سکتی۔ آخر کربلا کے لالہ زار کی سرخی زبان ہی کے بھرم سے تو آج تک قائم ہے۔ نبی زادوں کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ قیامت کے دن وہ ضرور اپنے نانا جان تک میری بات پہونچائیں گے اے کاش۔

آج قیامت آجاتی، آج ہی محشر کا وہ روح پرور نظارہ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

آہ! اب جب تک زندہ رہوں گا قیامت کے لئے ایک ایک دن گننا پڑے گا۔ حساب وشمار کی گرفت میں نہ آنے والی یہ طویل مدت کیسے کٹے گی؟

یہ سوچتے سوچتے حضرت جنید کی پُرنم آنکھوں پر نیند کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ خاکدان گیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہونچ گئے۔

اب بغداد سے گنبد خضریٰ کا کلس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ بغداد کی زمین جھومنے لگی۔ بہاروں نے پھول برسائے، صبا نے خوشبو اڑائی۔ سحر نے اجالا کیا۔ رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چپہ چپہ معمور ہو گیا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کے نغموں سے فضا گونج اٹھی۔

عالم بے خودی میں حضرت جنید سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکار نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔

جنید اُٹھو! قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا نظارہ کر لو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لئے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔

سر اُٹھاؤ! تمہارے لئے فتح وکرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تمہیں عرفان وتقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا۔ تجلیات کی بارش میں اپنی ننگی پیٹھ پر لگے غبار اور چہرے کی گرد کا نشان دھو ڈالو۔ اب تمہارے رُخ تاباں میں خاکدان گیتی ہی کے نہیں عالم قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھیں گے۔ بارگاہ یزداں سے گروہ اولیاء کی سروری تمہیں مبارک ہو۔

ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت جنید کو سینے سے لگالیا۔

اس عالم کیف بار میں اپنے شہزادوں کے جاں نثار پروانے کو کیا کیا عطا فرمایا۔ کس کو معلوم۔ جاننے والے بس اتنا ہی

جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں نور کی کرن لہرا رہی تھی۔ آنکھوں سے عشق وعرفان کی شراب کے پیمانے چھلک رہے تھے۔

کل کی شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا، آج صبح کو اس کی راہ گزر میں پلکیں بچھی جا رہی تھیں، کل کی شکست کی ذلتوں سے بوجھل ہو کر جو اکیلا اپنے گھر تک آیا تھا۔ آج اس کے جلو میں کونین کی امیدوں کے کارواں چل رہے تھے۔ ایک ہی رات میں سارا عالم زیروزبر ہو گیا تھا۔

خواب کی بات بادِ صبا نے گھر گھر پہونچا دی تھی۔ طلوع سحر سے پہلے ہی حضرت جنید کے دروازے پر درویشوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ جونہی باہر تشریف لائے خراجِ عقیدت کے لئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں۔ خلیفہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت وپشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک جلوہ بار نظر اٹھی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا۔ اتنے میں آواز آئی کہ گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز مبارک ہو۔ منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف وناتواں آل رسول فرطِ مسرت سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا، سید الطائفہ کی مبارکباد سے گونج اٹھی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاھم عنا ملخصا۔ (لالہ زار ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! ہوش سنبھالو۔ اور سمجھو کہ کسی سید اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خاطر چند ساعت کی بے عزتی اور شرمندگی کو اگر آپ نے گوارا کر لیا اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت وخدمت آپ بجالائے تو اس کا صلہ اور بدلہ دنیا وآخرت میں بہترین سرفرازی اور شاندار کامیابی ہے کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بادشاہ کے درباری پہلوان تھے مگر آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا صلہ تھا کہ سید الطائفہ اور امام الاولیاء بنا دیئے گئے۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

(۱۳) عشق آل رسول سے لبریز امام احمد رضا کا ایمان افروز واقعہ

امام اہلسنت کی سواری کے لئے پالکی دروازے پر لگادی گئی تھی۔ سینکڑوں مشتاقان دید انتظار میں کھڑے تھے۔ وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے، عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے۔

چہرۂ انور سے فضل وتقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا۔ گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فروزاں مسکرا رہی تھی اور رعندلیبان شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔

بڑی مشکل سے سواری تک پہونچنے کا موقعہ ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اُٹھائی، آگے پیچھے داہنے بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔ کہار پالکی لے کر تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ امام اہلسنت نے آواز دی، پالکی روک دو۔

حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی۔ ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رُک گیا۔

اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔ آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں؟

اپنے جداعلیٰ کا واسطہ سچ بتائیے، میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔ پیشانی پر غیرت وپشیمانی کی لکیریں اُبھر آئیں۔ بے نوائی آشفتہ حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظریں جھکائے دبی زبان سے کہا۔

مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات، پات نہیں پوچھی جاتی۔

آہ! آپ نے میرے جداعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کردیا۔

سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جان معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا۔

اس لئے آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہونے سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اپنی خواہ مخواہ برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کرلیا ہے۔ ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔

ابھی اس کی بات تمام بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ عالم اسلام

کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ، پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔

معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو، لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہوگئی ہے۔ ہائے غضب ہوگیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی۔

قیامت کے دن اگر کہیں سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اُٹھائیں تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رُسوائی ہوگی؟

آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے۔ بالکل اسی انداز میں وقت کا ایک عظیم المرتبت امام اس کی منت وسماجت کرتا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشا دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہلسنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی عزیز ہے۔ اس لئے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں۔ اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہوگئیں۔

ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشق جنوں خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا۔ جب اہلسنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم وفضل جبہ ودستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے۔ کدورتوں کا غبار چھٹ گیا۔ غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت واخلاص کا یہ عالم ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اہل انصاف کو اس حقیقت کے

اعتراف میں اب کوئی تامل نہیں ہوسکتا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا۔ وفا پیشہ دل کا یہ غیظ، ایمان کا بخشا ہوا ہے۔ نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔ (لالہ زار۔ص ۱۵۰)

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن چمن سے صبا اور صبا سے ہم

اسی لئے تو امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادیگی وہ آگ لگائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے



﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

دوسرا جمعہ..................................پہلا بیان

مولیٰ علی شیر خدا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

مَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهُمَا۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۳۰، صواعق محرقہ ۱۶۸)

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ آپ کے قرابت دار کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ تو فرمایا علی و فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔ یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قرابت داروں میں ہیں اور ان کی محبت تمام مومنین پر فرض ہے۔

عاشق رسول وفدائے اہلبیت اطہار امام اہلسنت امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اور فرماتے ہیں:

صدق وعدل وکرم وہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

بہر تسلیم علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

اے ایمان والو! ہم لوگ اہلسنت و جماعت ہیں۔ ہم تمام صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی محبت والفت کو عین ایمان اور ان کی اتباع کو رضائے خدائے تعالیٰ اور خوشنودی مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذریعہ جانتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومحامد بے شمار ہیں جو اس وقت بیان کرنا ممکن نہیں مگر کچھ فضائل ومناقب بیان کرتا ہوں۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں جن کے لئے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سیدۃ نساء العالمین خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد بزرگوار ہیں۔

سادات کرام اور اولاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جاری فرمایا۔ سلسلۂ ولایت وخلافت کے معدن ومخزن بھی آپ ہی ہیں۔ جملہ اولیاء، اغواث، اقطاب، ابدال، آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہیں۔

زمین سے آسمانوں تک، عرب وعجم، بحر وبر میں آپ کے فضل وکمال اور آپ کی شجاعت وبہادری کا شہرہ عام ہے۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

ولادت: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اعلان نبوت سے دس گیارہ سال قبل خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ اعلان نبوت سے سات آٹھ سال پہلے پیدا ہوئے (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۲)

نام ونسب: آپ کا اسم گرامی علی بن ابی طالب، اور کنیت ابوالحسن وابوتراب ہے۔ اور لقب حیدر ومرتضیٰ ہے۔ آپ کے والد ابوطالب بن عبدالمطلب ہیں۔ جو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں، اس طرح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہوتے ہیں۔ آپ کی ماں کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ اور یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۲)

پرورش: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش نصیبی کا باب اس طرح کھلا کہ قحط سالی کی وجہ سے قریش بہت پریشان حال تھے۔ انہیں میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوطالب بھی تھے جو اپنی کبرسنی اور کثیر العیالی کی وجہ سے سخت معاشی دشواریوں سے دوچار تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا اور دونوں نے ابوطالب کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے یہ تدبیر اپنائی کہ جعفر بن ابی طالب کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کفالت میں لے لیا اور فیروز بخت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمائی۔ آپ ہی کے سایہ کرم میں پروان چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہوش کی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو آغوش مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پایا۔

یہ عزوشرف مشیت ربانی نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مقدر کر دیا تھا۔ (ابن ہشام ج۱، ص۸۱)

قبول اسلام: عاشق اہلبیت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ۔ دس سال کی تھی۔ (تنزیہ المکانۃ الحیدریہ)

بڑوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں۔ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۴)

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوش رسالت میں پرورش پائی تھی اس لئے ان کی نگاہیں اسلام کی نورانیت سے منور تھیں۔ بعثت کے ابتدائی ایام میں آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مصروف عبادت نماز پڑھتے دیکھا تو حیرت سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ دونوں کیا کر رہے تھے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اسی کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا، میں تم کو بھی اللہ واحد کی طرف بلاتا ہوں جو تنہا معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

مصاحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فطرت سلیم کو نکھار دیا تھا ایک شب توقف کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے بہرہ مند ہو گئے۔ اسلام سے قبل آپ کا دامن عرب کی جاہلی رسوم اور اوثان پرستی سے کبھی بھی داغدار نہ ہوا۔

قرابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(۱) حدیث شریف: ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَامِنْکَ (بخاری شریف ج۱۔ص ۵۲۵)

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلنَّاسُ عَنْ شَجَرَۃٍ شَتّٰی وَاَنَاوَعَلِیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ۔ یعنی لوگ الگ الگ درختوں سے ہیں مگر میں اور علی ایک ہی درخت سے ہوں۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، ج۵ ص۸۹)

(۳) حدیث شریف: اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَامِنْہُ وَھُوَوَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ (ترمذی شریف)

بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مومن کے ولی ہیں۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مومن کے مددگار ہیں)

(۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ خَیْرُاِخْوَتِیْ عَلِیٌّ وَخَیْرُاَعْمَامِیْ حَمْزَۃُ۔

میرے بہترین بھائی علی ہیں اور بہترین چچا حمزہ ہیں۔

میں جس کا مولا ہوں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے مولا ہیں

(۱) عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۶۴)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

(۲) حضرت رباح بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رحبط کے مقام پر آئی تو ان لوگوں نے کہا اے ہمارے مولا آپ پر سلام ہو۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں کیسے تمہارا مولا ہوں جب کہ تم لوگ عرب قوم ہو انہوں نے کہا کہ ہم نے غدیر خم کے مقام پر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَاِنَّ ھٰذَا مَوْلَاہُ۔

جس کا مولا میں ہوں یہ یعنی علی اس کے مولا ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل ج۔۵ ص۔۴۱۹)

(۱) اخوت رسول: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں عقد مواخاۃ یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا کہ دو۔ دو صحابہ کو بھائی بھائی بنا دیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا مگر مجھ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا، میں اکیلا رہ گیا ہوں تو آقائے کائنات رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (یعنی اے علی) تم دنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص۵۶۴)

(۲) اے ایمان والو! حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور مدینہ منورہ میں عقد مواخواۃ کے وقت بھی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کو اپنا بھائی نہ کہا بلکہ جب بھی پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یاد کیا تو بھائی کہہ کر یاد نہ کیا بلکہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر یاد کیا مگر آج کل کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بڑا بھائی، اپنے جیسا بشر کہتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ بے دین فرقوں سے محفوظ رکھے اور ہم جب بھی اپنے آقا رحمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یاد کریں تو یارسول اللہ، یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر یاد کریں۔ یہی طریقہ حضرت علی اور تمام صحابہ عظام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول عظمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بھائی کہنے والا مومن نہیں رہ سکتا کافر و منافق کے زمرے میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولا علی اور تمام صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے طریقے پر چلائے اور محبوب

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کا باادب بنا کر موت نصیب فرمائے۔

خوب فرمایا عاشق مدینہ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرت علی شرک سے پاک تھے: ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں ہوش سنبھالا۔ آنکھ کھلتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی باتیں سنیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادتیں سیکھیں۔ اس لئے بتوں کی نجاست اور شرک کی گندگی سے آپ کا دامن ہمیشہ پاک وصاف رہا آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی اس لئے آپ کا لقب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ ہے۔ (تنزیہ الکلمۃ الحیدریہ)

حضرت فاطمہ بنت اسد: حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں فاطمہ بنت اسد معزز وشریف خاتون تھیں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پرورش وتربیت میں آپ نے بڑی دل چسپی لی۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتیں۔ حقیقی ماں کی طرح سلوک فرماتیں۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری حقیقی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد یہی یعنی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ماں تھیں۔ (مستدرک، ص ۱۵)

حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال: حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کے کفن کے لئے اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا اور وہ اسی میں ملبوس کی گئیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کھود کر تیار کی گئی تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر میں اترے اور لیٹ گئے۔ اس طرح آپ کی قبر کو متبرک فرمایا اور پھر آپ کو قبر میں دفن کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت اسد کی خدمات کے اعتراف میں تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۸۷)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

(۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت (یعنی نسل) اس کی صلب (یعنی اولاد) سے جاری فرمائی اور میری ذریت یعنی نسل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلب (یعنی اولاد) سے چلے گی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج۔۳ ص۔۱۴۳، کنز العمال ص۔۴۰۰)

اے ایمان والو! آج جو پوری دنیا میں آل نبی موجود ہیں وہ اولاد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کی اولاد ہیں جنہیں آل نبی کہا جاتا ہے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے، عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

درود شریف:

(۲) **حدیث شریف:** حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں سے بعض کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی (کے صحن) کی طرف کھلتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان تمام دروازوں کو بند کردو سوائے باب علی کے۔ راوی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے چہ می گوئیاں کیں اس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، حمد و ثنا کے بعد فرمایا مجھے باب علی کے سوا ان تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس تم میں سے کسی نے اس بات پر اعتراض کیا ہے۔ خدا کی قسم نہ میں کسی چیز کو کھولتا ہوں اور نہ بند کرتا ہوں مگر یہ کہ مجھے اس چیز کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس میں اس (حکم خداوندی) کی اتباع کرتا ہوں۔ (المستدرک للحاکم، ج۳، ص۱۲۵)

اے ایمان والو! اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی پر غسل واجب ہو جائے اور وہ غسل کے لئے گھر سے نکلے گا تو مسجد نبوی میں قدم رکھے گا جس سے مسجد کا ادب باقی نہیں رہ پائے گا۔ غسل واجب ہو تو صرف دو ذات ہی ہیں جو مسجد میں قدم رکھ سکتی ہیں ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور دوسرے مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث شریف: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّجْنُبَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد (نبوی) میں حالت جنابت میں جائے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۵۶۴، مسند ابی یعلی، ج ۲، ص ۳۱۱)

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ تبوک میں اپنا خلیفہ بنایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ آپ میرے لئے اس طرح بن جائیں جس طرح کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(بخاری شریف ج ۱، ص ۱۳۵، مسلم شریف ص۔ ۱۸۷)

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی کثرت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو دیکھتے رہتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص۔ ۱۷۷)

(۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(المستدرک حاکم ص۔ ۱۴۶، الریاض النضرہ ص۔ ۱۹۱، کنز العمال ص۔ ۱۵۸)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار امت کے غم خوار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے چہرہ کو محبت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو حج مبرور کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

ماں باپ کے ذریعہ و وسیلہ سے ہم اس دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اولاد کے حق میں عظیم مقام عطا فرمایا اور ان کے چہرہ کو دیکھنا حج مبرور کا درجہ دیا اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مقبول و محبوب بارگاہ خدائے تعالیٰ و دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جن کے گھر سے ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ملے ہیں اور خدائے تعالیٰ ملا ہے یقیناً ماں باپ سے بیشمار درجہ فضیلت حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے تو ان کے چہرہ کو دیکھنا بے شک ثواب ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے جس سے آپ حضرات کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں اور ان کی شان کتنی بلند و بالا ہے۔

(۲) حدیث شریف: عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُ قَالَ ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ (کنز العمال ج۔۶ ص۔۱۵۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: (حضرت) علی کا ذکر عبادت ہے۔ اللہ اکبر!

اے ایمان والو! آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا اور جتنا سنا اس میں کم و بیش کئے بغیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے بیان کر دیا۔ اگر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کوئی بغض و عناد کی بات ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتیں، رہی بات جنگ جمل کی تو اس کے اسباب و علل کچھ اور تھے، امت کو اس میں پڑنے کی حاجت نہیں ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہے، ہم اہل سنت ہیں تمام صحابہ کرام و جملہ ازواج مطہرات سے محبت، مودّت فرض ہے اور ان کی تعظیم و توقیر ایمان کے لئے لازم و ضروری ہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول، فدائے اہل بیت امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ان کے مولا کی ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت علی باب علم وحکمت ہیں

(۱) حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ فَقَالَ اَنَا الْمُنْذِرُ ثُمَّ اَوْمَأَ اِلٰی مَنْکِبِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَقَالَ اَنْتَ الْھَادِیْ الْمُھْتَدِیْ مِنْ بَعْدِیْ (کنزالعمال ج۶، ص۱۵۷، تفسیر کبیر، ج۵، ص۱۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سینہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علی تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے۔

یعنی ولایت کے سلسلے تجھ سے جاری ہوں گے اور امت کے اولیاء وعلماء تجھ سے فیض حاصل کریں گے اور قیامت تک فیض پہونچاتے رہیں گے۔

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ۔ (المعجم الکبیر طبرانی، المستدرک للحاکم، ج۳، ص۱۲۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں پس جو کوئی علم کا ارادہ کرے، وہ دروازے کے پاس آئے یعنی علی کے پاس آئے۔

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو کہ حدیث شریف کا دوسرا حصہ جو کوئی علم کا ارادہ کرے وہ دروازے کے پاس آئے یعنی جس شخص کو مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم چاہئے وہ علی کے دروازے پر آئے یعنی حضرت علی کے پاس آئے اور جو شخص حضرت علی کو چھوڑ کر علم حاصل کرنا چاہے تو وہ شخص نہ علم کی دولت پاسکتا ہے اور نہ ہی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلامی کی نعمت سے سرفراز ہوسکتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

(۳) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ (ترمذی، ج۵، ص۶۳۷، کنزالعمال، ص۱۵۳)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے علم (بھید) کا خزانہ ہے۔ (کنز العمال، ص ۱۵۳)

(۵) حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں کم عمر، نا تجربہ کار اور قضا جانتا نہیں ہوں تو فیصلے کیسے کروں گا؟

تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مار کر فرمایا: **یا اللہ تعالیٰ تو علی کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن کر اور علی کی زبان کو استقلال عطا فرما۔** حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اس دن سے کسی معاملہ کے فیصلے کرنے میں مجھے ذرہ برابر بھی شبہ نہ رہا۔ (مستدرک، حاکم، ج ۳، ص ۱۳۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۶)

اے ایمان والو! اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا اور دست کرم کا فیض ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ علم و حکمت کا گنجینہ بن گیا۔ خوب فرمایا عاشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے تھے۔

(۶) حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں۔

لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ يَقُوْلُ سَلُوْنِيْ اِلَّا عَلِيًّا۔

صحابہ میں سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی یہ کہنے والا نہ تھا کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

(کنز العمال، ص ۳۹۷، الصواعق المحرقہ، ص ۱۲۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مسائل شرعیہ جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔

(الریاض النضرۃ، ص ۲۵۵)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔ (استیعاب، ص ۴۷۵، الصواعق المحرقہ ص ۶۵)

(۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی کی موجودگی میں کوئی شخص مسجد میں فتویٰ نہ دیا کرے۔ (استیعاب، ص ۴۷۵)

(۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی مشکل مقدمہ پیش ہوتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے کہ مقدمے کا فیصلہ کہیں غلط نہ ہو جائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۶۶)

(۱۰) حضرت علی باب مدینۃ العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ یَّکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُمْ بِہٖ (خالص الاعتقاد، ص ۴۴)

یعنی مجھ سے پوچھو خدا کی قسم قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے متعلق مگر میں تمہیں بتاؤں گا۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب قیامت تک کا علم عطا فرمایا ہے تو اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنا علم عطا فرمایا ہوگا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا یہ عالم ہے تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کا عالم کیا ہوگا۔ مگر مانے گا وہی جو مومن ہوگا۔

نگاہ ولایت: ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک آدمی کی صورت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے حضرت علی یہ بتاؤ کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمانوں کی طرف دیکھا اور فرمایا اس وقت جبرئیل آسمانوں میں نہیں ہیں۔ پھر زمین کی جانب نظر ڈال کر مغرب کی طرف دیکھا۔ مشرق کی جانب دیکھا، شمال وجنوب کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا اس وقت زمین وآسمان کے کسی حصے میں جبرئیل کو نہیں پاتا ہوں پس جو اس وقت میرے سامنے بیٹھا ہے وہی جبرئیل ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۳۵۲)

اے ایمان والو! نگاہ علی کی طاقت کا عالم ملاحظہ کرو کہ پل بھر میں ساری زمین اور آسمان کو دیکھ لیا اور فرمایا کہ جو علی کے سامنے ہیں وہی جبریل ہیں۔ گویا فرشتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ سے چھپ نہیں سکتا ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نگاہ کی شان ہے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کرم کا عالم کیا ہوگا؟ کیا کوئی امتی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ سے چھپ سکتا ہے؟ ہم مسجد میں ہیں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، ہم گھر میں ہیں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، ہم سفر وحضر میں ہیں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، تنہا ہیں یا مجمع میں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، معصیت کے عالم میں ہوں یا عبادت وبندگی کر رہے ہوں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے۔ بہرحال ہم کسی بھی عالم میں ہوں اور عالم کی کوئی بھی چیز ہو نگاہ نبوت اور نظر نبوت تمام عالم کی تمام چیزیں دیکھ رہی ہیں۔

خوب فرمایا عاشق مدینہ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

ہجرت: شمع نور خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بجھانے کی بے حد کوششیں کی گئیں لیکن ظلمت کدہ دہر میں نور رحمٰن چمکتا اور دمکتا ہی رہا۔ ہزار بندشوں کے باوجود اسلام پھیلتا ہی چلا گیا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کفار و مشرکین نے شمع نبوت اور چراغ اسلام کو گل کر دینے کا قطعی فیصلہ کرلیا۔ مکہ کے منتخب شمشیر زن نوجوانوں کی ایک بڑی جماعت نے رات کی تاریکی میں کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرلیا۔ شمشیریں بے نیام ہیں کہ آج محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خاتمہ کر دینگے۔ یہ فیصلہ خاموشی کے ساتھ لیا گیا تھا مگر خدائے علیم وخبیر پر کون سا راز مخفی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار و مشرکین کے ناپاک ارادوں پر آگاہ کر دیا اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جانے کا حکم دے دیا اور ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ فرمالیا۔ جب ہمارے سرکار امت کے غم خوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کا مصمم ارادہ فرمالیا تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں آج مدینہ منورہ جارہا ہوں اور تم اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے بستر پر میری جگہ میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سو جاؤ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ قریش کی یہ امانتیں جو میرے پاس رکھی ہیں ان کے مالکوں کو دے دینا اور تم بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ چلے آنا۔

یہ موقعہ بڑا ہی خطرناک اور بہت ہی خوف ناک تھا۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان کتنا مضبوط اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کس قدر اعتماد و بھروسہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم بھی تھا کہ کفار و مشرکین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عداوت و مخالفت میں ننگی تلواریں لئے ہوئے کاشانہ اقدس کو گھیرے ہوئے ہیں اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قتل کے در پے ہیں ایسی حالت میں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ بستر خطرے سے خالی نہیں ہے، آج آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بستر قتل و موت کا بستر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ ساری باتیں جانتے ہوئے بھی حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت آرام سے بستر نبوت پر

سوئے، اس لئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری چادر اوڑھ لو اور سو جاؤ۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی، امانتیں دیکر تم بھی مدینہ منورہ آجانا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان و یقین کہہ رہا تھا کہ اگر چہ دشمن ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں بستر نبوت پر حملہ ہو سکتا ہے لیکن ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آرام سے سو جاؤ، تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

تو کون ہے جو میرے سونے میں خلل ڈال سکتا ہے اور مجھے قتل کر سکتا ہے اس لئے میں آرام سے سوتا رہا اور کوئی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔ اور زبان دل سے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اعلان فرما رہے تھے کہ دشمنان اسلام کا مجھے قتل کرنا تو بہت بعید امر ہے، حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام بھی موت کا پروانہ نہیں لا سکتے، جب تک میں امانتیں واپس کر کے مدینہ منورہ نہ پہنچ جاؤں۔ اس لئے کہ میرے آقا مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امانتیں دیکر تم بھی مدینہ منورہ آجانا۔ اس لئے میرا ایمان و یقین ہے کہ مجھے موت بھی نہیں آسکتی جب تک میں مدینہ منورہ نہ پہنچ جاؤں بے شک وشبہ میرے حضور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان پورا ہو کر رہے گا۔ آسمان پھٹ سکتا ہے، زمین دھنس سکتی ہے، چاند و سورج کا نکلنا، ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، نظام عالم بدل سکتا ہے لیکن ہمارے سرکار صاحب اختیار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان نہیں بدل سکتا۔

اس لئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان پر حق تعالیٰ بولتا ہے۔

عاشق رسول، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بستر مبارک پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر آرام سے سوتے رہے صبح اٹھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کیا اور تین دن مکہ شریف میں رہے، امانتوں کو ادا کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی مدینہ منورہ چلا آیا۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے میں بھی اسی مکان میں ٹھہر گیا۔

محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) **علی کی محبت نبی کی محبت ہے:** اے ایمان والو! ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ انور کا دیکھنا عبادت، حضرت علی کا ذکر بھی عبادت، آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں، میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ جو شخص مقام علی کو نہیں پہچانتا وہ شخص مقام نبی کو نہیں پہچان سکتا۔ جس شخص کو فیض علی نہ ملے وہ شخص فیض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں پاسکتا، جس شخص کو نسبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل نہ ہوئی وہ شخص نسبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حاصل نہیں کرسکتا۔ جو شخص قربت علی نہ پاسکا وہ شخص قربت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں پاسکتا۔ جو شخص حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغی ہے وہ شخص حب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا باغی ہے۔ اور جو شخص حب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن ہے وہ شخص حب خدائے تعالیٰ کا دشمن ہے۔

حدیث (۱) ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یوم غدیر خم کے موقع پر خطبہ فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں علی اس کے ولی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاعِنْ مَنْ اَعَانَهُ۔

یعنی اے اللہ تعالیٰ تو اس سے محبت فرما جس نے علی سے محبت کیا اور اس سے عداوت فرما جس نے علی سے عداوت کی، اور تو اس کی مدد کر جس نے علی کی مدد کی اور تو اس کی اعانت فرما جس نے علی کی اعانت کی (المعجم الکبیر للطبرانی ج۔۴ص۔۱۷)

حدیث (۲) حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار کل عالم کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ پڑھا جس کو وہاں کھڑے ہوئے تیس آدمیوں نے سنا اور ابو نعیم بیان فرماتے ہیں کہ کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے اور سب نے گواہی دی کی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے نہیں کہ میں مومنین کی جانوں کا مالک ہوں اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا ولی علی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔

اے اللہ! تو اس سے محبت فرما جو علی سے محبت رکھتا ہے اور تو اس کو دشمن جان جو علی سے دشمنی رکھے۔

(مسند احمد بن حنبل ج۔۴ص۔۳۷۰)

حدیث (۳) حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ علی کی ولایت کو مانے، جس نے علی کی ولایت کو مانا، اس نے میری ولایت کو مانا اور فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلَّانِیْ فَقَدْ تَوَلَّی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ اَحَبَّہٗ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ ۔ اور جس نے میری ولایت کو مانا اس نے اللہ تعالیٰ کی ولایت کو مانا، جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۱۹)

حدیث (۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اے علی تو دنیا میں بھی سید ہے اور آخرت میں بھی سید ہے جو تیرا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو میرا دوست ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور جو تیرا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو میرا دشمن ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اور فرمایا: وَالْوَیْلُ لِمَنْ اَبْغَضَکَ بَعْدِیْ۔ اور بربادی ہے اس شخص کے لئے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔ (المستدرک للحاکم ج۔۳ ص۔۱۲۸)

حدیث (۵) ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّکُمْ بَعْدِیْ۔ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد علی تمہارا اولی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج۔۵ ص۔۳۵۶)

حدیث (۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے سردار کو میرے پاس بلاؤ (یعنی حضرت علی کو) حضرت عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ (مستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۲۴، کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۱۹)

حدیث (۷): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ بِبُغْضِھِمْ عَلِیًّا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منافقین کو پہچان لیتے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض کی وجہ سے۔ (ترمذی شریف)

حدیث (۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے محبوب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ۔ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی۔ (مسند احمد بن حنبل ج۔۶ ص۔۳۲۳، حاکم)

حدیث (۹) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: مُحِبُّکَ مُحِبِّیْ مُبْغِضُکَ مُبْغِضِیْ۔ علی تجھ سے محبت کرنے والا میرا محب ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ (المعجم الکبیر ج۶، ص ۲۳۹)

حدیث (۱۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے بہترین بھائی علی ہیں اور بہترین چچا حمزہ ہیں (دیلمی)

حدیث (۱۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض وعداوت نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

حدیث (۱۲) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ بیشک ہمارے حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اس حال میں کہ آپ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا (یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے) پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا نہ فرمائی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے علی! کیا تم نے نماز ادا نہیں کی؟ عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! بیشک علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت میں تھا پس سورج کو اس پر لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا پھر میں نے سورج کو غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔ (مشکل الآثار ج۳، ص ۳۸۸)

سورج کو پلٹایا: حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سورج پلٹ آیا یہ واقعہ بہت مشہور ہے جو عصر کے وقت مدینہ منورہ کے قریب مقام صہبا میں رونما ہوا۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے پاک پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنا سر انور رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔

زمیں پر عرش اعظم کے نشاں معلوم ہوتے ہیں
علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں۔

سورج غروب ہوتا جارہا تھا۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھتے تھے اور کبھی اپنے آقا جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ والضحیٰ کی جانب دیکھتے تھے۔ کبھی خیال فرماتے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بیدار کرکے نماز عصر ادا کرلوں پھر خیال آتا کہ محبوب خدا جان ایمان کے آرام میں خلل آجائے گا۔ کیا کروں اگر جگاتا

ہوں تو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آرام جاتا ہے اور اگر نہیں جگاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا فرض جاتا ہے اور نماز بھی عصر کی ہے، جس کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد پاک ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ (پ۲، رکوع ۱۵)

محافظت کرو تمام نمازوں کو خاص کر بیچ والی نماز (یعنی عصر کی نماز) کبھی ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھتے ہیں اور کبھی چہرۂ والضحیٰ کی طرف۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فیصلے پر پہونچتے ہیں کہ نمازیں قضا ہوں گی تو ادا ہو جائیں اور محبت قضا ہو تو کب ادا ہو۔

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

سورج غروب ہو گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر باقی ہے۔ اپنے پیارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کی خاطر جان بوجھ کر نماز کو قضا ہونے دیا، لیکن نماز کے قضا ہونے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، آنکھ سے آنسوؤں کے قطرے چہرۂ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر موتی بن کر گرے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیدار ہوئے دیکھا، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَا یُبْکِیْکَ یَا عَلِیُّ، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے کس چیز نے رُلایا ہے؟ عرض کیا میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز عصر پڑھ لی تھی اور میں نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ سورج غروب ہو گیا ہے اور میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے۔ تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ علی تیرے اور تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری میں تھے۔ اے اللہ تعالیٰ علی کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ دست مبارک اٹھا اور ڈوبے ہوئے سورج کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا۔ تو ڈوبا ہوا سورج واپس نکل آیا۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی اس کے بعد سورج غروب ہوا۔

اے ایمان والو! حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جیسی اعلیٰ و افضل عبادت کو اپنے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام پر قربان کر کے قیامت تک کے لوگوں کو یہ درس دیا ہے کہ ایک جانب پیارے

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز ہو تو نماز کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہیں چھوڑا جاسکتا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خاطر نماز کو چھوڑا جاسکتا ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نماز کو قربان کیا جاسکتا ہے اور حضرت علی سرچشمہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز عصر کو اپنے پیارے نبی پر قربان کر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
وہ بھی نماز عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے

حضرات! دوسری بات یہ بتانا ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم محتاج و مجبور نہیں ہیں بلکہ ان کے مولا نے ان کو بے حساب اختیارات اور تصرفات کا مالک بنایا ہے اور رہی بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مالک و مختار ماننے اور نہ ماننے کی تو ایمان والے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مالک و مختار مانتے ہیں اور جو لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں مانتے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حدیث ۱۲: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے علی تمہاری حالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی تو اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ ان کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! یاد رکھو؟ میرے بارے میں بھی دو جماعت گمراہ ہو کر ہلاک ہوگی ایک میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گی اور میری ذات میں ان باتوں کو منسوب کرے گی جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا گروہ اس قدر بغض و عناد رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۱۶۰، تاریخ الخلفاء)

بیشک دونوں گروہ گمراہ ہو کر ہلاک ہوئے ایک کو خارجی اور دوسرے کو رافضی کہتے ہیں۔

رافضی اور خارجی: یہ دونوں فرقے جہنمی ہیں۔ خارجی فرقہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض و عناد کی وجہ سے ایمان سے خارج ہو کر جہنم کا ایندھن بنا۔

اور رافضی (شیعہ) فرقہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں اتنا آگے چلا گیا (جو جھوٹی محبت ہے) ہمارے سرکار پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر الزام لگایا اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں تبرا بکنا یعنی ان کو گالیاں دینا۔ ان پر طرح طرح کے بہتان لگانا یہی مذہب ہے رافضی اور شیعہ کا۔ اس وجہ سے رافضی، شیعہ حضرات بھی ایمان سے نکل گئے اور اسلام سے خارج ہو گئے اور جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔

رافضیوں کا الزام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر

حدیث شریف: ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ اس سے محبت فرما جو علی سے محبت کرے اور اس کو دشمن جان۔ جو علی کو دشمن جانے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت علی، حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ملے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن ابی طالب تم صبح وشام خوش ہو اور تمہیں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا و مددگار ہونا مبارک ہو۔ (احمد، مشکوٰۃ، ص ۵۲۵)

رافضی حضرات اس حدیث اور اس طرح کی دوسری حدیثوں سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنا چاہتے ہیں اور عجیب و غریب گمراہی و بے ایمانی کی باتیں کرتے ہیں، یہاں تک کہتے ہیں کہ جبرئیل فرشتے نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت و ولایت کا اعلان کیجئے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ڈرتے تھے۔ اس وجہ سے اعلان نہیں کرتے تھے اور دوسرا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ لوگ منافق ہیں وہ مانیں گے نہیں (معاذ اللہ تعالیٰ یہ جہنمی فرقہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ وہ دونوں منافق تھے۔ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہنا قرآن کا انکار ہے اور قرآن کا انکار صریح کفر ہے۔ لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہنے والا بلا شک وشبہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کو منافق کہا یہ سراسر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر الزام ہے، تہمت ہے اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر بہتان لگانے والا ہرگز مومن نہیں ہو سکتا یقیناً وہ شخص کافر و مرتد ہے اسی لئے رافضی، شیعہ کافر و مرتد ہیں اور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے صحابہ تمہارے ایمان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور میرے ابوبکر کے ایمان کو ایک پلڑے میں تو ابوبکر صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان کا پلڑا وزن دار ہوگا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ عمر سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ عمر کی زبان پر حق بولتا ہے۔ عمر کے راستے پر شیطان نہیں آتا۔ (بخاری ومسلم)

اور دوسری حدیث کی مستند کتابوں میں بے شمار حدیثیں موجود ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت عائشہ صدیقہ کی شان کا خطبہ دے رہی ہیں۔

اور ان کی شان وعظمت کو سمجھنے اور پہچاننے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہر جمعہ کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام کے بعد ان دونوں مبارک، ہستیوں کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا ان کی شان وعظمت کو سمجھنے کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ اور بعد وصال بھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں ہستیوں کو اپنے پہلو میں سُلا رکھا ہے، جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو چاہا ہے تو ہر مسلمان کو انہیں چاہنا چاہئے اور ان پر اپنا دل وجان قربان کرنا چاہیے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفاء
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جن کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرات! رافضیوں کی بکواس کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر اعلان فرمایا، "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ" والی حدیث تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعلان تھا کہ میرے بعد علی خلیفہ ہوں گے۔ کتنا کھلا جھوٹ اور فریب ہے۔ اور جھوٹی بات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب منسوب کرنا منافق وکافر کی پہچان ہے۔

قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ابن عساکر نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ تشریف لائے تو دو صحابی نے آپ سے پوچھا کہ ہمیں بتلایئے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے تو یہ بات کہاں تک سچ ہے۔ اس لئے کہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون بتا سکتا ہے۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے خلافت کے معاملہ میں وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی تو اب میں غلط بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اگر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے خلافت کا وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہونے نہیں دیتا۔ یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ آپ کا یکایک وصال ہو گیا بلکہ کئی دن تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیمار رہے اور جب آپ کی بیماری نے زور پکڑا اور مؤذن نے آپ کو نماز کے لئے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ پر نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور مشاہدہ فرماتے رہے۔ اسی طرح تین بار فرمایا کہ میری جگہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سمجھ گئے تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اپنی جگہ پر نماز کی امامت کا حکم دینے کا مطلب تھا کہ میرے بعد میری جگہ پر مسلمانوں کے خلیفہ اور امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ جب ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سچی بات یہی ہے کہ وہ اس کے اہل بھی تھے۔ اسی لئے کسی نے بھی آپ کی خلافت سے انکار نہیں کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور کسی نے بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں ذرہ برابر بھی روگردانی نہیں کی۔ اور میں نے بھی آپ کی اطاعت قبول کر لی۔ اور جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کو یہ خوف ہوا کہ وہ ایسے شخص کو نہ خلیفہ بنا دیں جس کا جواب قیامت کے دن ان کو دینا پڑے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا بلکہ آپ نے خلافت کا معاملہ صحابہ کے سپرد کر دیا اور سب نے مشورہ کرنے

کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔ میں نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ان کو خلیفہ تسلیم کرلیا اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت قبول کرلی۔ ان کے حقوق ادا کئے ان کے ساتھ جنگیں لڑیں اور انہوں نے جو دیا اس کو خوشی خوشی قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۱)

اے ایمان والو! سرچشمۂ ولایت امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واضح بیان سے ظاہر ہوگیا کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا جو خلافت سے تعلق رکھتا ہو۔ لہٰذا رافضی حضرات یا جو لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل کے بارے میں جو حدیثیں پیش کرتے ہیں وہ سب من گڑھت ہیں اور اس طرح کی بات کر کے وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب جھوٹی باتوں کو منسوب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ فرقہ یعنی رافضیوں کے شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ اور چاروں خلفائے کرام سے سچی محبت اور ان کی غلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

صدیق و عمر کی محبت علی کے ساتھ: طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح (سید السادات) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ کردوں۔

پیارے ایمان والے بھائیو! بہت غور سے سنیے ایک دن کی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ چلو ہم سب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کو مشورہ دیں گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردیں۔ اگر شادی کے اخراجات کا مسئلہ آئے گا تو ہمارے مال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اے ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اچھے کاموں کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ اٹھو اللہ تعالیٰ کے کرم و برکت پر توکل کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تینوں حضرات، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں مسجد سے باہر نکلے، گھر میں معلوم کیا تو وہاں نہ پایا۔ آپ اپنے اونٹ کے ذریعہ پانی نکال کر ایک انصاری کا باغ سیراب

کرنے گئے ہوئے تھے۔ یہ تینوں حضرات اس باغ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات کو آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ آپ حضرات کیسے تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، خیر و خوبی کی کوئی خصلت نہیں جس میں آپ کو سبقت وفضیلت حاصل نہ ہو۔ سرداران قریش نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ طلب کیا لیکن کامیاب نہیں ہوئے آپ اس سعادت کے حصول کے لئے کوشش کریں مجھے پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس رشتہ کو آپ کے لئے روکے ہوئے ہیں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ فرمایا!

اے ابوبکر! آپ نے میرے پُرسکون جذبات میں ہیجان برپا کر دیا ہے اور ایک خوابیدہ تمنا کو بیدار کر دیا ہے۔ میں تہ دل سے اس سعادت کے حصول کا متمنی ہوں، لیکن مفلسی اور تنگدستی کے باعث اس خواہش کے اظہار کی جرأت نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی ایسا مت کہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک دنیا اور مافیہا کی قدر ومنزلت ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں۔

چنانچہ ان حضرات کے مشورے اور حوصلہ افزائی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اپنا پیغام پیش کیا اور شرف قبولیت سے باریاب ہوئے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

جلدی سے باہر آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتظر پایا، انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے جب یہ خوش خبری انہیں سنائی تو ان کو بے پناہ مسرور وخوش پایا اور سب مسجد میں آگئے۔ (کشف الغمہ، ج۱،ص ۴۷۰)

اے ایمان والو! اس واقعہ کو سننے کے بعد یقیناً آپ حضرات اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کس قدر محبت تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ طے ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے ساتھ ان دونوں بزرگوں کی شادی کا نیک مشورہ بھی شامل تھا۔ اچھے کام کا مشورہ دوست ہی اپنے دوست کو دیتا ہے۔

محبت سے لبریز واقعہ: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالقصہ جانے کے لئے پابہ رکاب تھے جس میں کافی خطرہ تھا۔ امیر المومنین کی جان کے نقصان کا ڈر تھا۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالقصہ جانے کے لئے تیار ہوئے اور اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی سواری کا مہار پکڑلیا اور کہا اے خلیفہ رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کہاں جارہے ہیں، میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو جنگ احد کے موقع پر ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اپنی تلوار نیام میں رکھو اور ہم سب کو اپنی دائمی جدائی کا صدمہ نہ دو اور مدینہ واپس جاؤ، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچا تو اسلام کا شیرازہ ہمیشہ کے لئے بکھر جائے گا۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہو گئے۔ (ابن کثیر ج ۶، ص ۳۱۴)

اے ایمان والو! محبت سے لبریز اس واقعہ کو بغور سنئے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر محبت والفت تھی کہ خطرہ کی جگہ جہاں جان جانے کا اندیشہ تھا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کا لگام پکڑلیا کہ آپ ہرگز اس خطرہ کی جگہ نہ جائیں، اس لئے کہ آپ کی ذات سے اسلام کی ساری بہاریں وابستہ ہیں مگر رافضیوں کا برا ہو جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گالیاں بکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جہنمی فرقہ یعنی رافضی مذہب سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جنت پر ہوں گے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد پیش کی۔ کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو مبارک ہو، تو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس بات پر مجھے مبارک بادی دی ہے، تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے نبی مالک جنت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت کے دروازہ پر ہوں گے اور وہ جس کو اجازت دیں گے وہی جنت میں داخل ہوگا۔ تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو بکر صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کو بھی مبارک ہو، تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ مجھے کس بات کی وجہ سے مبارک باد دے رہے ہیں؟ تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جس کو اجازت دو گے وہی جنت میں

داخل ہوگا اور اس کو جنت میں نہ جانے دینا جو ابو بکر صدیق اکبر سے عداوت رکھتا ہو۔ لیکن اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اس کو جنت میں جانے کی اجازت دینا جو شخص میرے رفیق ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہو تو اس بات پر میں نے آپ کو مبارک باد پیش کیا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج۲)

گویا حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں داخلے کے لئے پروف کارڈ کے طور پر حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت دیکھیں گے تو اب رافضیوں کا کیا حشر ہوگا جن کے پاس جنت میں داخلہ کا پروف کارڈ یعنی دامن ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نہیں ہے اور ہم اہل سنت بد ہیں، گنہگار ہیں لیکن دامن صدیق وعمر اور عثمان وحیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر نازاں ہیں۔ خوب فرمایا میرے آقا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

درود شریف:

محبت عمر، علی کے ساتھ رضی اللہ عنہما

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دو دیہاتی لڑتے ہوئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، آپ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کر دیا تو ان میں سے ایک دیہاتی نے کہا کہ یہ یعنی علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے درمیاں کیا فیصلہ کرے گا۔ یعنی اس شخص نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو یہ سنکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے اور اس پر ٹوٹ پڑے اور اس گستاخ کا گریبان پکڑ کر فرمایا تو جانتا ہے یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے مولیٰ و مددگار ہیں اور جس کے یہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مولیٰ نہیں وہ مومن نہیں۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۷۷)

حضرت علی پر حضرت عمر کا اعتماد

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتماد کا یہ عالم تھا

کہ جب ملک شام کا سفر آپ کے لئے ضروری ہو گیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور واپسی تک تمام امور خلافت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انجام دیتے رہے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص ۲۱۲)

حضرت علی و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آپس میں محبت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو عام صحابہ کی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پورے عہد عثمانی میں اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ فتنہ و شورش کے ایام میں جب مصریوں کا ایک وفد آپ سے ملا اور اس نے یہ کہا کہ ہم عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امارت سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لے لیجئے۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ سے کانپ اٹھے اور فرمایا: لشکر ذومروہ و ذوخشب واعوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص ۲۱۲)

ان پر آشوب حالات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھرپور حمایت کرتے اور پر خلوص مشورے دیتے رہے جب بلوائیوں کی شدت بڑھ گئی اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوائیوں کی مدافعت کے لئے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر کھڑا کر دیا تھا تا کہ کوئی بلوائی گھر کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص ۲۹۶)

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید کر دئے گئے اور یہ جانکاہ خبر جب مدینہ پہنچی تو کوچہ و بازار میں کہرام مچ گیا، ہر آنکھ اشکبار تھی، بہت سے صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ دیکھیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر ان کا کیا حال ہے۔ حضرت زید بیان کرتے ہیں کہ سب لوگ ہجوم کی شکل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر پہنچے تو وہاں حادثہ کی خبر پہلے سے پہنچ چکی تھی اور ام المومنین غم سے نڈھال آنسوؤں سے تر بتر بیٹھی ہیں، لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو خاموشی سے لوٹ آئے۔ حضرت زید بیان فرماتے ہیں کہ دوسرے دن مشہور ہوا کہ ام المومنین رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر پر جا رہی ہیں، مسجد میں جتنے بھی انصار و مہاجرین تھے سب استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرنے لگے مگر ام المومنین خاموش تھیں، نہ زبان بولتی تھی، شدت گریہ سے زبان بند تھی، دل تنگ تھا، چادر تک نہ سنبھلتی تھی، بار بار پاؤں میں الجھتی تھیں اور آپ لڑکھڑا لڑکھڑا جاتیں، لوگ پیچھے پیچھے چلے آرہے تھے، حجرۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں داخل ہوئیں تو دروازہ پکڑ کر کھڑی ہوگئیں اور ڈوبے ہوئے دل کے ساتھ ٹوٹی ہوئی آواز میں کہنے لگیں اے نبی ہدایت تم پر سلام، اے ابوالقاسم آپ پر سلام اور آپ کے دونوں عزیز ساتھیوں پر سلام اور آپ کے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر آپ کو سنانے آئی ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم آپ کا پیارا بھائی آپ کا چنا ہوا دوست آپ کی محبوب ترین بیٹی کا شوہر قتل ہوگیا واللہ تعالیٰ وہ قتل ہوگیا۔ جس کی بیوی افضل ترین عورت تھیں واللہ تعالیٰ وہ قتل ہوگیا جو ایمان لایا اور ایمان کے عہد میں پورا اترا، میں رونے والی غمزدہ ہوں میرا آنسو رکتا نہیں، دل بیٹھا جا رہا ہے، اگر قبر کھل جاتی تو آپ کی زبان بھی یہی کہتی کہ تیرا عزیز ترین اور معزز ترین وجود قتل ہوگیا۔ اس طرح رو رو کر ام المومنین فریاد کرتی رہیں اور کہا کہ اب عرب جو چاہیں کریں کوئی ان کو روکنے والا باقی نہیں رہا۔ (ابن خلدون ج۲ ص۴۲۱)

درود شریف:

اے ایما والو! ان سچے واقعات کی روشنی میں آپ کے دل میں اس کے سوا کیا تاثر پیدا ہو سکتا ہے کہ چاروں خلفائے کرام برحق تھے اور ان چاروں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان کوئی مغایرت ودوری اور بغض وعداوت نہیں تھی بلکہ ایک دوسرے میں بڑی محبت اور بھائی چارگی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین اختلافات میں جانا ایمان کو کمزور کرنا ہے۔ سارے صحابہ آپس میں بھائی بھائی تھے، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدرد و مونس و غمخوار تھے۔ صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق اکبر پھر حضرت عمر فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین ان کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام مومنین کی ماں ہیں اور مومن کبھی بھی اپنی ماں سے عداوت و بغض نہیں رکھتا۔ ہم اہل سنت ہیں ہم پر سب کی محبت حسب مدارج فرض ہے۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کی شہرت عام

ہے۔ آپ شیر خدا ہیں آپ سوائے غزوۂ تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے اور بے شمار کافروں کو واصل جہنم کیا ۹ ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ کا محافظ اور اہل بیت اطہار کی خبر گیری کے لئے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ (بخاری باب غزوۂ تبوک)

اسلام کی پہلی جنگ: جنگ بدر میں لشکر کفار کے سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لیکر سب سے پہلے میدان میں آیا اور مقابلہ کے لئے پکارا، لشکر اسلام میں سے حضرت عون، حضرت معاذ اور حضرت عبداللہ رواحہ ان کے مقابلے کے لئے نکلے، عتبہ نے نام ونسب پوچھا، جب اس کو معلوم ہوا کہ انصار ہیں، تو عتبہ نے پکارا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ لوگ ہمارے برابر کے نہیں۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا۔ عتبہ حضرت حمزہ اور ولید حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقابل ہوا، دونوں مارے گئے لیکن شیبہ کافر نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کر دیا تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر شیبہ کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد معرکہ جنگ بہت گرم ہو گیا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے کفار کو قتل کیا۔

حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بدر کے دن آسمان سے ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان ہے پکارا۔ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ (البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۲۲۴، الریاض النضرہ ج ۲، ص ۲۵۱)

جنگ احد میں لشکر اسلام کامیاب ہو گئے تھے اور لشکر کفار میدان چھوڑ کر بھاگے اور اپنا مال واسباب میدان میں چھوڑ گئے تو مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں کافر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں تو مسلمان مال غنیمت کے حصول میں لگ گئے اور ادھر کافروں کا منتشر لشکر یکجا ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کر دیا۔ مسلمان کافروں کے محاصرے میں آگئے اور بہت سے صحابہ شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی کافروں کے بیچ میں تھے۔ کافروں نے اعلان کر دیا کہ اے مسلمانوں تمہارے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) شہید کر دیئے گئے۔ اس اعلان کو سن کر مسلمان بہت پریشان ہو گئے یہاں تک کہ بہت سے لوگ میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی نہ رہے تو جنگ کس کے لئے لڑیں گے۔ ایسے سخت اور مشکل وقت میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کافروں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی نظر نہیں آرہے ہیں تو پہلے میں نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندوں میں تلاش کیا مگر نہیں پایا، پھر شہیدوں میں تلاش کیا وہاں بھی نہیں پایا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسا ہرگز

نہیں ہو سکتا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آسمان پر اٹھالیا ہو۔ اس لئے اب بہتر یہی ہے کہ میں تلوار لے کر کافروں میں گھس جاؤں یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے تلوار سنبھالی اور کافروں میں گھس کر ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کا لشکر ادھر اُدھر ہو گیا یہاں تک کہ میں نے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھ لیا، قلب مطمئن ہو گیا اور خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حفاظت فرمائی، میں دوڑا اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ کفار کا لشکر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کافروں کو روکو، تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور ان کو اپنے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دور کر دیا اور کئی کافروں کو قتل بھی کیا۔ اس کے بعد کافروں کا ایک گروہ پھر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر حملہ کرنے کی نیت سے بڑھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر میری جانب اشارہ فرمایا تو میں نے پھر اس گروہ کا اکیلے مقابلہ کیا، حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میری شجاعت و بہادری کی تعریف کی تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّهُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ یعنی علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ اس ارشاد پاک کو سن کر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: فَاَنَا مِنْكُمَا یعنی میں تم دونوں سے ہوں۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے روز عمرو بن عبدِ وُد (جس کے بہادری کا یہ عالم تھا کہ اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا) میدان جنگ میں اس طرح نکلا کہ پورے جسم پر لوہے کی زرہیں پہنے ہوئے تھا، میدان میں آتے ہی اس نے بلند آواز سے پکارا۔ ہے کوئی جو میرے مقابلہ کے لئے آئے۔ عمرو بن عبدِ وُد کی آواز سن کر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اس کے مقابلے کے لئے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ، یہ عمرو بن عبدِ وُد ہے۔ دوسری بار عمرو ابن عبدِ وُد نے پھر آواز دی کہ میرے مقابلے کے لئے کون آتا ہے؟ دوسری مرتبہ پھر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی مگر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت نہیں دی۔ تیسری بار پھر عمرو بن عبدِ وُد نے مقابلہ کی دعوت دی اور کچھ اشعار پڑھے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکمال ادب اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عمرو بن عبدِ وُد سے مقابلہ کے لئے اجازت طلب کی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی اور عمامہ مبارک اپنے دست مبارک سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

سر پر باندھا اور اپنی زرہ اتار کر پہنادی اور اپنی ذوالفقار ان کو عطا کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی الٰہی عبیدہ بن حارث کو تو نے بروز بدر اور حمزہ بن عبدالمطلب کو تو نے بروز احد اپنے پاس بلالیا اب یہ علی تیرا بندہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے میں اس کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ الٰہی تو علی کی مدد فرما اور صحیح و سالم، مظفر و منصور پھر مجھ سے ملا۔

شاہ مرداں، شیر یزداں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سامنے پہنچے عمرو کا قول تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے تین باتوں کی درخواست کرے تو اس میں سے ایک بات ضرور قبول کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا واقعی یہ تیرا قول ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اسلام قبول کر؟ اس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ پھر آپ نے فرمایا تو لڑائی سے واپس گھر چلا جا؟ اس نے کہا کہ میں قریش کی عورتوں کے طعنے نہیں سن سکتا۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عمرو ہنسا اور کہا کہ مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ کوئی بھی مجھ سے بھی کہے گا کہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل تھے اس لئے اس کی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ سوار ہو کر مقابلہ کرے۔ گھوڑے سے اتر آیا اور اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے نام بتایا۔ اس نے کہا ابھی تم کمسن نوجوان ہو میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا اور تمہارے باپ میرے دوست تھے، مجھ کو پسند نہیں کہ اپنی تلوار سے تمہارا خون بہاؤں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لیکن مجھ کو تمہارا خون بہانا پسند ہے۔ عمرو اب غصہ سے بیتاب تھا، تلوار میان سے نکالی اور ایک دم آپ کے سر پر وار کر دیا۔ آپ نے اس وار کو سپر پر روکا لیکن تلوار ڈھال کو کاٹتی ہوئی پیشانی پر لگی جس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہلکا سا پیشانی پر زخم آ گیا۔ پھر شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھل کر اپنی ذوالفقار کا ایسا زبردست وار کیا جس سے اس کا شانہ کٹ گیا اور تلوار نیچے اتر گئی گویا اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور آپ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نعرۂ تکبیر کی صدا کو سنا۔ عمرو بن عبدوُد زمین پر خاک و خون میں پڑا ہوا تھا اور میدان کا ذرہ ذرہ زبان حال سے پکار رہا تھا۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفَقَارُ

فاتح خیبر: غزوۂ خیبر بھی ایک اہم معرکہ تھا خیبر کا قلعہ بڑا مضبوط تھا جسے فتح کرنا آسان نہ تھا، خیبر کے قلعہ کو فتح کرنے کے لئے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، دوسرے دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عنایت فرمایا لیکن خیبر کا قلعہ فتح نہ ہوا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسے محبوب رکھتے ہیں۔ چنانچہ لوگ انتظار کرتے رہے، آرزومندوں کی رات گزارنی مشکل ہوگئی، مجاہدین کی نیندیں اڑ گئیں، ہر ایک کی یہی تمنا و آرزو تھی کہ یہ نعمت اس کے نصیب میں آئے۔ لیکن جب صبح ہوئی تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا، ان کو تکلیف ہے۔ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بلالو! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر کئے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کے شفا بخش لعاب کو ان کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا فرمائی۔ اسی وقت ایسا آرام ہو گیا گویا آپ کو کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری، ج ا، ص ۵۲۵، مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

اے ایمان والو! اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک لعاب دہن کھاری کوئیں میں پڑ جائیں تو پانی ہمیشہ کے لئے میٹھا ہو جائے اور دکھتی ہوئے آنکھ میں ڈال دیا جائے تو آنکھ کا درد اسی وقت ختم ہو جائے۔ یہ شان ہے ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لعاب دہن شریف کی۔ اب ان لوگوں کا حال معلوم کریں جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی کہتے ہیں ان سے سوال کیا جائے کہ جناب آپ کے ناپاک تھوک کا کیا حال ہے؟ اگر پانی میں پڑ جائے تو کوئی پینے کے لئے تیار نہ ہو اور بیشمار بیماریوں کی جڑ ثابت ہو۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی اور اپنے جیسا بشر جانتے ہو۔ توبہ کرلو، ایمان لے آؤ۔ کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لعاب شریف کی یہ شان اور یہ برکت ہے تو میرے سرکار رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و شوکت کا عالم کیا ہوگا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

درود شریف:

چنانچہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی سے کام لو، پہلے

انہیں اسلام کی طرف بلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر کیا حقوق ہیں۔ خدا کی قسم اگر تمہاری کوشش سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص ۵۶۳)

اس کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر یہودیوں کے قلعہ کی طرف بڑھے، آپ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ کے اوپر ایک یہودی کھڑا تھا، اس نے پوچھا اے صاحب علم! تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے اس سے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں، اس یہودی نے اپنی قوم سے کہا، قسم ہے توریت کی تم اس شخص سے مغلوب ہوگے۔ یہ فتح حاصل کئے بغیر نہ لوٹے گا۔ وہ یہودی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و اوصاف اپنی کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ آپ کے مقابلہ کے لئے حارث یہودی نکلا، آپ نے اس کو قتل کیا۔ پھر اس کا بھائی مرحب مقابلہ کے لئے نکلا، یہ بڑا بہادر اور جنگجو تھا، تمام یہودیوں میں اس جیسا کوئی بہادر نہ تھا۔ یہ کہتے ہوئے مقابلہ کے لئے آیا کہ میں مرحب ہوں، زبردست طریقہ سے ہتھیار چلانے والا بہادر ہوں۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرْ یعنی میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا یعنی شیر۔ یہ فرمایا اور پھر اس ملعون کو اس زور سے تلوار ذوالفقار ماری کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھاڑنے کے لئے ہاتھ ڈالا تو سارا قلعہ تھرتھرانے لگا۔ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ کے آہنی اور مضبوط دروازہ کو اکھاڑ دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کا دروازہ اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا تھا اور اس پر مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ کو فتح کر لیا تھا، اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا، جب لوگوں نے اسے گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنا چاہا تو چالیس آدمیوں سے کم اسے اٹھا نہ سکے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۴)

اور ابن عساکر نے ابورافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ خیبر میں قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر ہاتھ میں لے کر اس کو ڈھال بنا لیا وہ پھاٹک ان کے ہاتھ میں ڈھال کے طور پر برابر رہا اور وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمایا، اس کے بعد دروازہ کو آپ نے پھینک دیا تو کئی آدمیوں نے مل کر اسے پلٹنا چاہا مگر وہ نہیں پلٹا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ ستر آدمی مل کر اس دروازہ کو ہلا تک نہ سکے۔ علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمایا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے قلعہ خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں بلکہ قوت ربانی سے اٹھا لیا تھا۔ (تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۳۶۷)

قلعہ کا دروازہ جب اکھاڑ دیا گیا تو اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور فتح حاصل ہو گئی۔ فتح کے بعد آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے خیمہ کے باہر تشریف لائے اور فاتح خیبر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور ان کو اپنی آغوش میں لے کر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے جب بھی کوئی اہم مسئلہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جاتا تو وہ بہت بہتر جواب دیا کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۳)

مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قرآن کی ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ آیت کس کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی ہے اور ہر آیت کے متعلق یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو اس تفسیر کی کتابیں ستر اونٹوں پر لادی جائیں گی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۴)

بسم اللہ کی ''ب'' کا نقطہ

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ سارے علوم قرآن میں اور قرآن کے سارے علوم سورہ فاتحہ میں ہیں اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ میں ہیں اور بسم اللہ کے سارے علوم بسم اللہ کی ''ب'' میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو باب مدینۃ العلم ہیں فرماتے ہیں اَنَا النُّقْطَةُ تَحْتَ الْبَاءِ (ب) کے نیچے کا نقطہ میں ہوں۔ (روح البیان ج ۱، ص ۶۰۳)

گویا قرآن کے علوم کا خزانہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پُر نور سینہ ہے۔

اے ایمان والو! کتاب اللہ کی تفسیر، احادیث کریمہ کی روایت و توضیح اور پیچیدہ فقہی مقالات کے

لطیف حل، عجیب النوع مقدمات کے نایاب فیصلے، اخلاق واوصاف کے متعلق وقت آمیز بیشمار واقعات، تصوف و سلوک کے اسرار، دقیق علمی نکات، فصاحت و بلاغت سے لبریز خطبات، کتب احادیث و تاریخ میں بکثرت ملتے ہیں، جن کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پُر نور سینہ کو علوم قرآن ومعارف احادیث کا گنجینہ بنایا تھا، اس لئے اہل علم ونظر کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین و دنیا کے مسائل میں جو بھی فیصلے فرمائے وہ بے نظیر اور حق ہیں۔

حضرت ابی حزن بن اسود فرماتے ہیں کہ ایک مجنونہ عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا، لوگوں نے اس عورت پر زنا کا الزام لگایا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے رجم کا ارادہ فرمایا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کی روشنی میں فرمایا کہ چھ ماہ کے بعد بھی بچہ ہوسکتا ہے۔ فَتَرَکَ عُمَرُ رَجْمَهَا وَقَالَ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے رجم کا ارادہ ترک کردیا اور فرمایا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا یعنی ایک بے گناہ عورت کا سنگسار ہونا میری ہلاکت کا باعث بن جاتا۔ (استیعاب ج ۲، ص ۴۷۴)

(۱) ایک یہودی کا واقعہ: حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک گھنی اور بھری ہوئی تھی، چنانچہ ایک دن ایک یہودی جس کی داڑھی کے بال بہت مختصر اور کم تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں ہر شئے کا بیان ہے تو بتائیے کہ قرآن میں میری مختصر اور آپ کی گھنی داڑھی کا ذکر کہاں ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ سورہ اعراف میں ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ إِلَّا نَکِدًا ط

یعنی جو اچھی زمین ہے اس کی ہریالی اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتی مگر تھوڑی بمشکل۔ (پارہ ۸ ع ۱۴)

لہٰذا وہ اچھی زمین میری ہے اور وہ خراب زمین تیری ٹھوڑی ہے۔

(۲) ایک عورت جس نے زنا کا فعل قبیح کیا اور حاملہ ہوگئی اس زانیہ عورت کا مقدمہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عدالت میں پیش کیا گیا شرعی ثبوت کے بعد آپ نے اس زانیہ عورت کو سنگسار کا حکم فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد سنگسار کیا جائے اس لئے کہ زنا کا گناہ عورت نے کیا ہے۔ مگر اس عورت کے پیٹ کا بچہ بے گناہ ہے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے بعد امیر المومنین حضرت عمر

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فیصلے سے رجوع کرلیا اور فرمایا۔ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ یعنی اگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہلاک ہو جاتا۔

(۳) ایک شخص نے دو عورتوں سے نکاح کیا، اتفاق سے ایک ہی رات اور ایک ہی جگہ دونوں نے بچے جنے ایک کے لڑکی اور ایک کے لڑکا پیدا ہوا رات اندھیری تھی اس لئے ان دونوں عورتوں میں اختلاف ہو گیا کہ لڑکی کس کی ہے اور لڑکا کس کا ہے۔ دونوں عورتوں کا مطالبہ تھا کہ لڑکا میرا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے دونوں عورتوں کے دودھ کا وزن کیا جس کا دودھ وزنی تھا اس کو لڑکا دیکر فرمایا یہ بچہ اس کا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے نکالا ہے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرآن سے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے یہاں تک کہ غذا میں بھی۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۶۲)

(۴) حضرت حنش بن معتمر فرماتے ہیں کہ ایک عورت کے پاس دو قریشی آدمی آئے اور سو دینار بطور امانت رکھ گئے اور دونوں نے اس عورت سے کہا کہ جب تک ہم دونوں ایک ساتھ تیرے پاس نہ آئیں کسی کو روپیہ نہ دینا۔ ایک سال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک نے آکر کہا کہ میرا دوسرا ساتھی مر گیا ہے لہٰذا وہ سو دینار مجھے دے دے۔ اس شخص نے دیدیا۔ وہ سال گزرنے کے بعد وہ دوسرا ساتھی بھی آ گیا۔ اور اس نے سو دینار کا مطالبہ کیا۔ اس عورت نے کہا کہ تمہارا ساتھی میرے پاس ایک سال پہلے آیا تھا اور یہ کہہ کر کہ میرا ساتھی مر گیا ہے۔ مجھ سے وہ سو دینار لے گیا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا تمہارے ساتھ یہ عہد نہ تھا کہ جب ہم دونوں ساتھی ایک ساتھ نہ آئیں یہ امانت کا روپیہ کسی ایک کو نہ دیدینا؟ پس اس عورت اور اس مرد میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ اور مقدمہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا اور آپ نے دونوں کے بیانات سنے اور سمجھ گئے کہ یہ مرد اس عورت سے دھوکہ کر رہا ہے۔ فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں ایک ساتھ نہ آئیں تم یہ روپیہ کسی ایک کو نہ دیدینا؟ کہا ہاں۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تیرا مال ہمارے پاس ہے جا اپنے ساتھی کو لے آ اور دونوں ایک ساتھ آکر اپنا مال لے جاؤ۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۶۱، ۲، جشن التواریخ، ج ۳ ص ۷۷)

(۵) ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ علیہم الرحمہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دو آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرا ایک گدھا تھا اس شخص کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے۔ مجھے فیصلہ چاہئے۔ حاضرین میں سے ایک

شخص نے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی کیا ذمہ دار ہو سکتا ہے؟ تو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو؟ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ وہ دونوں جانور بندھے تھے یا کھلے تھے؟ یا ان میں سے ایک بندھا تھا اور دوسرا کھلا تھا؟ گدھے کے مالک نے کہا کہ میرا گدھا بندھا تھا اور اس شخص کی گائے کھلی تھی اور یہ شخص اس گائے کے ساتھ تھا۔ گائے کے مالک نے اس بات کی تصدیق کی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے جب یہ فیصلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ حق اور صحیح ہے۔ چنانچہ وہی فیصلہ جاری کیا گیا۔ (نور الابصار، ص ۸۸)

(۶) حضرت زر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے آدمی کے پاس تین روٹیاں تھیں کہ اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا ان دونوں نے اس کو بھی کھانے کی دعوت دی، وہ شخص بھی کھانے میں شریک ہو گیا، وہ تینوں شخص آٹھوں روٹیاں کھا چکے تو وہ تیسرا شخص اٹھا اور اس نے ان کو آٹھ درہم دے کر کہا کہ یہ عوض ہے۔ اس کھانے کا جو میں نے تمہارے ساتھ کھایا ہے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تیری تین۔ لہٰذا تین درہم تیرے ہوئے اور پانچ درہم میرے ہوئے تین روٹیوں والے شخص نے کہا کہ میں تین درہم نہیں لوں گا بلکہ آدھے کا حقدار میں بھی ہوں۔ چار درہم تو لے لے اور چار درہم میں لے لوں، بات بڑھ گئی جھگڑے کی نوبت آگئی۔ مقدمہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تمام قصہ سن کر آپ نے تین روٹیوں والے شخص سے فرمایا جو کچھ تیرا ساتھی تجھے دے رہا ہے خوشی سے لے لے اس میں تجھے فائدہ ہے۔ اس شخص نے کہا جب تک مجھے میرا حق نہ ملے میں خوش نہیں ہوں گا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرا حق تو ایک درہم ہی ہے۔ اس شخص نے کہا، امیر المومنین! میرا حق ایک درہم کیوں ہے؟ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں پندرہ تیرے ساتھی پانچ روٹی والے کی اور نو تیری اور تم نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری نو میں سے ایک تہائی بچی اور تیرے دوست کی پندرہ تہائیاں تھیں آٹھ اس نے کھائیں اور اس کی سات بچیں ایک تہائی تیری اور سات تیرے دوست کی آٹھ وہ کھا گیا، آٹھ تہائیاں کھا کر اس نے آٹھ درہم دیئے لہٰذا فی تہائی ایک درہم تیرا اور سات درہم تیرے دوست کے، تو اس شخص نے عرض کیا: اب میں ایک ہی پر راضی ہوں، حق سمجھ میں آگیا۔ (استیعاب ص ۴۷۵، کنز العمال ج ۵، ص ۳۹۸، الصواعق المحرقۃ ص ۱۲۷)

(۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں ایک لڑکے کے متعلق لڑتی

جھگڑتی دربار مولائے کائنات میں حاضر آئیں، دونوں عورتوں کا کہنا تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے۔ پہلے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں عورتوں کو سمجھایا مگر سمجھ میں نہیں آئی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا، آرہ لاؤ، انہوں نے پوچھا آرہ کس لئے منگا رہے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو آدھا آدھا دوں گا۔ بچ میں جو ماں تھی یہ سن کر کہ میرے بیٹے کو دو ٹکڑے کر دیا جائیگا، تڑپ اٹھی بیقرار ہو کر کہنے لگی امیر المومنین میں اس لڑکے کو نہیں لینا چاہتی یہ لڑکا اسی عورت کا ہے آپ اسی کو دیدیجئے، مگر خدا کے واسطے اس کو قتل نہ کیجئے۔ آپ نے وہ لڑکا اسی بیقرار اور بے چین عورت کو دے دیا اور جو عورت خاموش کھڑی رہی آپ نے اس کو ڈانٹا کہ شرم کرنی چاہئے کہ تم نے میرے دربار میں جھوٹ بولا ہے۔ یہاں تک کہ اس عورت نے اپنے جرم کو قبول کر لیا۔ (عشرہ بعشرہ)

(۸) دربار مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تین شخص حاضر ہوئے ان کے پاس سترہ اونٹ تھے، ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان اونٹوں کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیں۔ ہم میں ایک شخص آدھے کا حقدار ہے، دوسرا شخص تہائی کا حقدار ہے اور تیسرا شخص نویں حصہ کا حقدار ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہر شخص کو پورے اور صحیح و سالم اونٹ ملیں، کاٹ کر تقسیم نہ کریں اور نہ کسی شخص کو کسی سے روپیہ دلائیں۔

عظیم الشان علم والے آپ کی بارگاہ میں تشریف رکھتے تھے، سب حیران تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ ہر شخص کو پورے صحیح و سالم اونٹ ملیں اور کاٹا نہ جائے اور روپیہ بھی نہ دلایا جائے۔ ایک شخص کا آدھا حصہ ہے جو ساڑھے سات ہوئے اور دوسرے شخص کا حق تہائی ہے وہ بھی بغیر کاٹے حل نہ ہوگا اور ایک شخص کا نواں حصہ ہے وہ بھی بغیر اونٹوں کو کاٹے حل نہیں ہو سکتا۔ بغیر ذبح کئے اونٹوں کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

لاکھوں سلام ہوں حضرت علی کی عقل و دانش پر، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹوں کو ایک لائن میں کھڑے کر دئے اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ میرا ایک اونٹ لاؤ اور اس لائن میں کھڑا کر دو۔ جب آپ کے اونٹ کو ملا کر کل اٹھارہ اونٹ ہو گئے تو جس شخص کا آدھا حصہ تھا اس کو آپ نے نو اونٹ دیا اور جس شخص کا تہائی حصہ تھا اس کو چھ اونٹ دیا اور جس شخص کا نواں حصہ تھا اٹھارہ اونٹوں میں سے اس کو دو اونٹ دئے اور اپنے اونٹ کو پھر اپنی جگہ بھجوا دیا۔

کیا شاندار فیصلہ فرمایا کہ نہ تو کوئی اونٹ کاٹا اور نہ ہی کسی کو کچھ روپیہ دیا اور سترہ اونٹوں کو ان لوگوں کی شرائط کے مطابق تقسیم فرما دئے جس پر ہر شخص مطمئن ہو گیا اور اپنا حصہ لے کر چلا گیا

اس فیصلے کو دیکھ کر ارباب محفل حیران و ششدر رہ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کو علم و دانش کا خزینہ، حکمت و عدالت کا سفینہ اور علم نبوت کا مدینہ بنایا ہے۔

(۹) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے دوست کو دس ہزار درہم دے اور وصیت کی کہ جب تم سے اور میرے لڑکے سے ملاقات ہو تو اس میں سے جو چاہو اس کو دیدینا، اتفاق سے کچھ روز بعد اس شخص کا لڑکا آ گیا، اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دو گے؟ اس شخص نے کہا ایک ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا، اب تم اس شخص کو نو ہزار درہم دو اس لئے کہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہیں اور مرحوم نے یہ وصیت کی تھی کہ جو تم چاہو وہ اس کو دیدینا۔ (عشرہ مبشرہ)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتیں

(۱) **اے ایمان والو!** حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرچشمہ ولایت اور کان کرامت ہیں۔

حضرت بن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمایا کہ فلاں محلے میں ایک مسجد ہے اور اس مسجد کے قریب ایک مکان ہے اس مکان میں تجھے ایک عورت اور ایک مرد کے آپس میں تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی، تم ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ شخص گیا اور ان دونوں کو لے کر حاضر خدمت ہوا، آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم رات بھر آپس میں لڑتے کیوں رہے۔ اس نوجوان نے عرض کیا، یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے۔ جب خلوت کا وقت آیا تو مجھے اس عورت سے قدرتی طور پر نفرت ہوگئی۔ اور میں نے اس سے صحبت نہیں کی، اس وجہ سے میری اور اس عورت کی تکرار ہو رہی تھی کہ آپ کا خادم پہونچا اور ہم دونوں آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا تم لوگ باہر چلے جاؤ، کچھ باتیں رازکی کرنی ہیں۔ تمام حاضرین چلے گئے، صرف وہ مرد اور عورت رہ گئے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ نوجوان کون ہے؟ اس عورت نے عرض کیا نہیں! فرمایا اگر میں تجھ پر تیری مخفی بات ظاہر کر دوں تو تو انکار تو نہیں کرے گی؟ اس عورت نے کہا نہیں!

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو فلانی اور فلاں کی بیٹی نہیں ہے؟ کہا ہاں، فرمایا کیا تیرا چچازاد بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی؟ اس عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ فرمایا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور اپنے پڑوس سے اس کو نکال دیا تھا؟ عرض کیا بالکل ٹھیک ہے۔ فرمایا تو ایک رات قضائے حاجت کے بہانے گھر سے باہر نکلی اور اس سے جا کر ملی تو اس نے تجھ سے صحبت کی اور تو اس سے حاملہ ہوگئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپا کر رکھا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ وضع حمل کے وقت وہ رات کو تجھے لے گئی اور گھر کے

باہر جا کر تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تم نے کپڑے میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا اور وہاں سے چلیں کہ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا۔ تجھے خوف ہوا کہ کہیں اسے کھا نہ جائے۔ تو تو نے ایک پتھر اٹھا کر اس کو زور سے مارا اور وہ پتھر اس بچے کے سر پر لگا اور اس کا سر زخمی ہو گیا۔ تو نے اور تیری ماں نے وہاں جا کر اس بچے کے سر پر پٹی باندھی اور اس بچے کو وہیں چھوڑ دیا اور دونوں گھر چلی آئیں۔ پھر تمہیں اس بچے کا حال معلوم نہیں۔ وہ عورت یہ سن کر حیران وخاموش تھی۔ فرمایا سچ بول! عرض کرنے لگی یا امیر المومنین سچ ہے۔ میری ماں کے علاوہ اس بات کی خبر کسی کو معلوم نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے بتادیا ہے، پھر فرمایا کچھ لوگ صبح وہاں سے گزرے اور اس بچے کو اٹھا کر لے گئے پالا۔ وہ بچہ جوان ہو گیا اور ان کے ساتھ کوفے آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا۔ یہ شخص تیرا وہی بیٹا ہے، پھر آپ نے اس نوجوان کو فرمایا کہ اپنا سر کھول دے، اس نے سر کھولا اور زخم کا نشان نظر آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ شخص تیرا بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے اس امر سے جو کہ اس نوجوان پر حرام تھا اس کو بچایا ہے۔ اپنے بیٹے کو لے اور گھر جا۔ تم دونوں کے درمیان نکاح نہیں ہے۔ (شمس التواریخ)

(۲) **پانی کا چشمہ**: جنگ صفین کے وقت آپ کے ساتھیوں کو سخت پیاس لگی، پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں ایک گرجا گھر کے قریب پہونچے۔ راہب سے معلوم کیا کہ پانی کہاں دستیاب ہوگا۔ تو راہب نے بتایا کہ یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر پانی موجود ہے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سواری کو پچھم کی طرف موڑا اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ زمین کھودو، یہاں پانی موجود ہے۔ تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تھی کہ اس کے نیچے ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا۔ جسے ہٹانا آسان نہ تھا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ پتھر پانی پر واقع ہے اس پتھر کو ہٹاؤ گے تو پانی کا چشمہ مل جائے گا کسی طرح اس پتھر کو ہٹاؤ۔ آپ کے ساتھیوں نے پوری طاقت لگا دی مگر پتھر کو ہلا نہ سکے۔ لیکن حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آستین چڑھا کر انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور دیا تو وہ پتھر ہٹ گیا اور اس کے نیچے ٹھنڈا اور میٹھا صاف وشفاف پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا۔ جس کا پانی اتنا ٹھنڈا اور میٹھا تھا کہ پورے سفر میں اتنا اچھا پانی نہ پیا تھا۔ سارے لوگوں نے اس پانی کو خوب پیا اور اپنے برتنوں کو بھر لیا۔ پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھا کر پانی کے اس چشمہ پر رکھ دیا اور فرمایا اس پر مٹی ڈال دو جب گرجا گھر کے راہب نے یہ دیکھا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے پوچھا کیا آپ پیغمبر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا کیا آپ فرشتہ مقرب ہیں؟ فرمایا نہیں۔ تو اس نے پوچھا تو پھر آپ کون ہیں؟ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا داماد

اور ان کا خلیفہ ہوں۔ راہب نے کہا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں، آپ نے ہاتھ بڑھایا تو راہب نے کلمہ طیب پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راہب سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ تم مدت سے اپنے دین پر قائم رہے اور آج میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تو راہب نے جواب دیا۔ اے حضرت یہ گرجا اسی کے ہاتھ پر فتح ہونا تھا جو اس چٹان کو ہٹا دے اور پانی کا چشمہ ظاہر کر دے اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ اس بھاری چٹان کو ہٹانے والا یا تو پیغمبر ہوگا اور یا تو پیغمبر کا داماد۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس بھاری وزن دار پتھر کو ہٹا دیا تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی۔ راہب سے اس کی گفتگو سن کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی بھیگ گئی پھر آپ نے فرمایا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ میں اس کی بارگاہ میں بھولا نہیں ہوں بلکہ میرا ذکر اس کی کتابوں میں موجود ہے۔ (شواہد النبوۃ)

اے ایمان والو! ان دونوں واقعات کو بار بار سننے کو جی چاہتا ہے اور ہمارا ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا علم غیب عطا فرمایا ہے تو جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی آقا و مولیٰ ہیں یعنی ہمارے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو اللہ تعالیٰ نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیسا علم غیب عطا فرمایا ہوگا۔

(۳) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک حبشی غلام نے چوری کی اس کو آپ کے پاس لایا گیا آپ نے اس سے فرمایا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے اقرار کرتے ہوئے کہا، جی ہاں! میں نے چوری کی ہے۔ آپ نے اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا جب وہ ہاتھ کٹوا کے چلا تو راستے میں اس شخص کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور اس شخص سے پوچھا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا امیر المومنین امام المسلمین داماد رسول شوہر بتول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن الکراء نے کہا۔ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹ دیا اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے تو اس شخص نے کہا، میں ان کی تعریف کیوں نہ کروں انہوں نے عدل کیا ہے اور حق یہی تھا کہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا انہوں نے از روئے حق میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے جہنم سے بچالیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا یہ جواب سن کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے اس حبشی غلام کو بلایا اور اس کا ہاتھ اس کے نیچے رکھ کر رومال سے ڈھانپ دیا اور دعا فرمائی تو ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ رومال کو ہاتھ سے اٹھا دو تو جونہی ہم نے رومال اٹھایا اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت سے درست ہو گیا تھا۔ (تفسیر کبیر، ج۵، ص۴۷۹)

(۴) علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کا دایاں ہاتھ سوکھا ہوا اور بیکار تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کیا معاملہ ہے؟

اس شخص نے عرض کیا حضور میں وہ شخص ہوں جو گناہوں میں زندگی گزارتا تھا اور میرے والد مجھے نصیحت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اس کی سزا بہت سخت ہے۔ ایک دن میرے والد نے مجھے سختی سے نصیحت کی، مجھے برا لگا اور میں اپنے والد کو مار بیٹھا، انہوں نے قسم کھائی کہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر مکہ مکرمہ میں جا کر تیرے لئے بددعا کروں گا۔ اور وہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور بیت اللہ میں میرے لئے بددعا کی، بس اسی وقت سے میرا یہ دایاں ہاتھ خشک اور بیکار ہو گیا۔ میں اپنے کئے پر بہت نادم اور شرمسار ہوں۔ میں نے اپنے والد سے معافی مانگ لی، یہاں تک کہ ان کو راضی کر لیا۔ میرے والد نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے گھر مکہ مکرمہ میں جا کر پھر اسی جگہ تیرے لئے دُعا کروں گا جس جگہ میں نے بددعا کی تھی۔ میں ان کو لے کر مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تیرے والد تجھ سے راضی ہو کر اس دنیا سے گئے ہیں تو تو یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور آہستہ آہستہ دعاء کی اسی وقت اس شخص کا ہاتھ درست ہو گیا اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تیرے والد تجھ سے خوش نہ ہوئے ہوتے تو میں تیرے لئے دُعا نہ کرتا۔ (جمال الاولیاء، ج ا، ص ۲۸)

اے ایمان والو! اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کو مارنا کتنا بڑا عذاب ہے اور ماں باپ کو مارنے والا دنیا ہی میں مصیبت و تکلیف کا حقدار قرار پاتا ہے اور دنیا ہی میں سزا پا کر رہتا ہے۔ اس لئے ماں باپ کی نافرمانی سے ہمیں بچنا چاہئے بلکہ ماں باپ کی خدمت کر کے ڈھیروں ثواب و رحمت حاصل کرنا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ماں باپ جس شخص سے ناراض ہوں اس کے لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دعاء نہیں کرتے۔ اب خود ہی بتاؤ کہ ولی کی دعا ہو یا استاذ و پیر و مرشد کی دعاء ہو، کیسے مقبول ہوگی۔ جب ہم سے ہمارے ماں باپ ناراض و ناخوش ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سارے اولیاء کے بادشاہ اور پیروں، فقیروں کے امام ہیں۔ جب وہ اس شخص کے لئے دعاء نہیں کرتے جس سے اس کے ماں باپ ناراض و ناخوش ہوں۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کو راضی رکھیں تا کہ استاذ و شیخ اور اولیاء اللہ کی دعائیں ہمیں نصیب ہوں اور ہم دین و دنیا میں کامیاب و کامران بن سکیں۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک سفر میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میں کون شخص ہے؟ جو فلاں کنویں سے پانی بھر کر لے آئے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کو جنت میں جانے کی ضمانت دیں۔ حاضرین میں سے ایک شخص گیا، پھر دوسرا شخص گیا، پھر تیسرا شخص گیا مگر کوئی بھی اس کنویں سے پانی نہ لا سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کنویں کے پاس بہت سے درخت تھے۔ جب کوئی شخص اس کے پاس جاتا تو درخت ہلنے لگتے اور اس سے چیخنے کی آوازیں آنے لگتیں۔ درخت سے آگ کے شعلے گرتے۔ سر کٹے ہوئے گرتے۔ تو جانے والا ڈر کر واپس آ جاتا اور کوئی بھی شخص اس کنویں سے پانی نہ لا سکا۔

المختصر! شام کا وقت ہو گیا پیاس کی شدت بڑھنے لگی تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور اس کنویں سے پانی بھر لاؤ۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لئے اور مشکیزہ ٹانگا اور کنویں پر پہونچے درخت ہلنے لگے اور اس سے پہلے سے بھی زیادہ بھیانک آوازیں آنی شروع ہوئیں مگر کچھ بھی پرواہ نہ کیا مشکیزہ ٹانک کر کمر میں پنکا باندھ کر کنویں میں اتر گئے۔ کنویں سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے کسی کا گلا دبایا جارہا ہو اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدائیں تھیں اور آپ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بھائی ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنویں سے پانی نکال کر دوسرے ساتھیوں کو دے رہے تھے اور صحابہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پانی پیش کر رہے تھے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۲۸۹)

ایمان والو! ایسے خطرناک کنویں میں کون جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور پانی بھر کر لائے۔ اس لئے کہ جنات بھی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ڈرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔

یا علی الغیاث۔ یا علی المدد

حضرت مولیٰ علی نے اپنی شہادت کی خبر دی

۱۷رمضان المبارک ۴۰ھ کو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کے وقت بیدار ہو کر اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آج رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کی امت نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور سخت نزع برپا کر دیا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم ظالموں کے لئے دعا کرو تو میں نے دعا کی یا

اللہ تعالیٰ تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہونچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کردے جو برا ہو۔

ابھی یہ بیان ہی فرمارہے تھے کہ ابن نباح مؤذن نے آواز دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کے لئے گھر سے چلے راستے میں لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر آپ اٹھا رہے تھے۔

(الاستیعاب، ج۲، ص۴۸۳، ابن اثیر، ج۳، ص۱۲۸، البدایہ والنھایہ، ج۸، ص۱۲)

حضرت حسن بن کثیر اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کے لئے گھر سے نکلنے لگے تو بطخیں آپ کے سامنے آگئیں اور زور زور سے چلانے لگیں، ہم ان کو ہٹانے لگے تو آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کررہی ہیں اور آپ تشریف لے گئے۔ مسجد میں وہ بدبخت ملعون، عبدالرحمٰن بن ملجم چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ جب آپ اس کے قریب سے گزرے اور بقول بعض آپ مشغول بہ نماز ہوئے تو اس شقی نے اس زور سے آپ پر تلوار کا وار کیا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جاکر ٹھہری۔ تلوار لگتے ہی آپ نے فرمایا: فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ ابن ملجم بدبخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور اس کو گرفتار کرلیا۔ (تاریخ الخلفاء، الصواعق المحرقہ، ص۱۳۲)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ دو آدمی بڑے شقی اور بدبخت ہیں۔ ایک وہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو مارا اور دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور تیری داڑھی خون سے تر ہوجائے گی۔

(الصواعق المحرقہ، ص۱۳۲، شمس التواریخ، ج۴، ص۲۸۰)

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بڑے صاحبزادے سے فرمایا اے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت تجھ کو کافی ہے اور یہ وہی وصیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو کی ہے۔

۱) پس جب حالات ایسے ویسے ہوں تو گھر میں رہ اور اپنے معاصی پر رویا کرو۔

۲) اے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت پر ادا کر۔

۳) جب تو زکوٰۃ دے تو اس کے مستحق کو دے۔

۴) خوشی اور غصہ کی حالت میں میانہ روی اور عدل اختیار کر۔
۵) پڑوسی کے ساتھ نیکی کر، مہمان کی توقیر وتکریم کر۔
۶) مسکینوں، غریبوں سے محبت کر اور ان کے پاس بیٹھا کر۔
۷) موت کو یاد کر اور تواضع اختیار کر کہ یہ افضل عبادت ہے۔
۸) خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔
۹) ہر قول وفعل کو شریعت کے مطابق کر۔
۱۰) آخرت کے امور میں جلدی کر۔ اور دنیا کے کاموں میں تامل وتحقیق کر، یہاں تک کہ اس میں تیرے لئے بھلائی ہو۔
۱۱) ایسے مقامات پر نہ جا جہاں تہمت کا اندیشہ ہو۔
۱۲) ایسی صحبت میں نہ جا جہاں برائی کا اندیشہ ہو، جو خود برا ہے اپنے ہم صحبت کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔
۱۳) اپنے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص اور خالص کر۔
۱۴) گناہ کرنے والے کو گناہ سے روک، اسے اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کر۔
۱۵) نیک وصالح شخص سے دوستی رکھ بسبب اس کی نیکی کے۔
۱۶) فاسق وگنہگار شخص سے کنارہ کر اور دل میں اس کو برا سمجھ۔ اپنے ہر کام میں اس کو دور رکھ۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے۔
۱۷) بازار میں نہ بیٹھا کر۔
۱۸) بیوقوفوں سے بحث وحجت نہ کر اور ان کو دوست بھی نہ بنا۔
۱۹) سکوت کو ہمیشہ اپنے اوپر لازم کر تاکہ غنیمت حاصل ہو۔
۲۰) اپنے ساتھی سے ہوشیار رہ اور دشمن سے اجتناب کر۔
۲۱) ایسی مجلسوں کو اختیار کر جن میں خدائے تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہو اور دعا زیادہ کیا کر۔

اے میرے پیارے فرزند حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی۔ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہوتی ہے۔ اپنے بھائی حسین اور دوسرے بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک اختیار کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہے میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں کی اصلاح

کرے اور سرکشوں اور باغیوں کے شر سے تمہیں محفوظ رکھے۔ آمین۔ بیٹا صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نور الابصار ص ۱۱۷)

اور حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں آپ کی وصیت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہونے بعد اپنے بڑے بیٹے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی۔ میرے فرزند حسن میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ

۱) سب سے بڑی تونگری عقل کی توانائی ہے۔

۲) بیوقوفی سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگدستی نہیں۔

۳) غرور و گھمنڈ سب سے سخت وحشت ہیں۔

۴) سب سے عظیم خلق کرم ہے۔

اور دوسری چار باتوں سے اجتناب کرتا ہے۔

۱) احمق کی محبت سے بچو، اس لئے کہ نفع پہونچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن نقصان پہونچاتا ہے۔

۲) جھوٹے سے پرہیز کرو اسلئے کہ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔

۳) بخیل سے بچو دور رہو اس لئے کہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھڑا دے گا جن کی تمہیں ضرورت ہے۔

۴) گناہگار، فاسق سے کنارہ کش رہو۔ اس لئے کہ وہ تمہیں تھوڑی چیز کے بدلے میں بیچ ڈالے گا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

سرچشمہ ولایت مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی حالت میں جمعہ وسنیچر تک بقید حیات رہے اور اتوار کی شب میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ ۱۸ رمضان شریف یا ۱۹ رمضان شریف، جمعہ کی شب میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ۲۱ رمضان المبارک شب یکشنبہ ۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سال ۸ / یا ۹ / ماہ اور نو دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے اور ترسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابن جوزی کی روایت کے مطابق آپ کا مزار شریف نجف اشرف میں

ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے قاتل ابن ملجم ملعون کو قتل کیا اور اس کے ہاتھ، پیر کو کاٹ کر ایک ٹوکرے میں رکھ کر اس میں آگ لگادی جس سے اس کی لاش جل کر راکھ ہوگئی۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۳۲)

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال مبارکہ

سرچشمہ ولایت مخزن کرامت کان علم وحکمت امیر المومنین سید السادات حضرت مولیٰ علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اقوال مبارکہ جو ہیرے جواہرات سے کہیں زیادہ قیمت رکھتے ہیں۔ رشد وہدایت کے لئے بیان کئے جارہے ہیں۔

۱) ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دوست وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کا دشمن وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کو لازم کیا ہے تو انہیں ضائع نہ کرو۔

۳) بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ گرے پڑے غمگین لوگوں کی مدد کی جائے اور مصیبت زدہ لوگوں کو خوش کیا جائے۔

۴) سخاوت یہ ہے کہ سائل کے سوال سے پہلے دیا جائے اور وہ عطا جو سوال کرنے پر ہو وہ سخاوت نہیں۔

۵) مال ودولت تمام خواہشات کی یعنی گناہوں کی بنیاد ہے۔

۶) عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کا کاٹا نہایت شیریں ہے۔

۷) تو اپنے بیوی بچوں میں مشغول ہونے کو اپنا سب سے بڑا شغل نہ بنانا کیوں کہ اگر تیرے بیوی بچے اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہیں تو تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا غم کھانا اور ان میں مشغول رہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

۸) جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو کلام کم ہوجاتا ہے۔

۹) کوئی دولت ادب کے برابر نہیں اور کوئی مددگار آپسی مشورہ کے برابر نہیں۔

۱۰) سب سے بڑی غربت اچھے ساتھی کا نہ ہونا۔

۱۱) صدقہ دینا ایک کامیاب دوا ہے۔

۱۲) لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو معاف کرنے والا ہے۔

۱۳) طمع یعنی لالچ انسان کو ذلیل کر دیتی ہے۔

۱۴) جو شخص اہلبیت کو محبوب رکھتا ہے اس کو فقر کا لباس پہننے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔

۱۵) کوئی بزرگی تقویٰ و پرہیزگاری کے برابر نہیں۔

۱۶) کوئی تجارت نیک عمل کے برابر نہیں۔

۱۷) کوئی علم غور و فکر کے برابر نہیں۔

۱۸) دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو چھونے سے تو ملائم و نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے۔

۱۹) علم دین کے بغیر اطاعت الٰہی نہیں حاصل کر سکتا۔

۲۰) ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت میں بخشش کی امید رکھتے ہیں۔

۲۱) خاموشی اختیار کرنے سے ہیبت پیدا ہوتی ہے۔

۲۲) دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے۔

۲۳) اپنے دوست کے ساتھ حد سے زیادہ دوستی نہ بڑھاؤ شاید وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے اور تمہارے سارے راز ظاہر کر دے۔

۲۴) وہ تھوڑا عمل جسے تو ہمیشہ کرتا ہے اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو تو کبھی کبھی کرتا ہے۔

۲۵) سوال نہ کرنا فقیر کی زینت ہے اور شکر کرنا مالدار کی زینت ہے۔

۲۶) سخت ترین گناہ وہ ہے جسے گنہگار ہلکا و معمولی سمجھے۔

۲۷) جس شخص نے اپنے نفس کے عیب کی طرف نظر کی وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہا۔

۲۸) سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تو دوسرے کے عیب کو دیکھے۔

۲۹) جو شخص مکان میں جا کر دروازہ بند کر لے اس شخص کو رزق کہاں سے حاصل ہوگا۔ فرمایا جہاں سے اجل یعنی موت آئے گی۔

۳۰) دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے ایک طالب علم، دوسرا طالب دنیا۔

۳۱) انقلاب حالات میں مردوں کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ افضل تھے جس طرح میرا یقین ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سب سے زیادہ مخلص تھے۔ وہ خلیفہ حضرت صدیق اکبر اور خلیفہ کے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے میری زندگی کی قسم اسلام میں ان دونوں کا خاص مرتبہ ہے اور ان دونوں کو نقصان پہونچانا اسلام میں بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے اور جو وہ دونوں عمل کرتے رہے ان کی اچھی جزا عطا فرمائے۔ (نہج البلاغہ،ص ۷)

ایک دوسرے موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں نے اپنے میں سے دو ایسے امیروں کو اپنا خلیفہ منتخب کیا جو صالح اور نیک کردار تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں نے سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ رکھا اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سر مو تجاوز نہ کیا۔ (تاریخ التواریخ، ج ۲،ص ۲۲۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اس کے پیارے نبی اور محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین و جملہ صحابہ کرام و ازواج مطہرات علیہم الرضوان سے سچی محبت اور الفت عطا فرمائے۔ اس لئے کہ امیر کشور ولایت باب مدینہ علم و حکمت سید السادات شیر خدا مشکل کشا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان نفوس قدسیہ کے فضائل و مراتب بیان فرمائے اور ان سے محبت و الفت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال مبارکہ پر عمل کر کے دین و دنیا سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَآئِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

فضائل سیدہ فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل بیشمار ہیں، ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نور نظر لخت جگر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے اہلبیت میں سب سے پیاری ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں اور تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورانی سلسلہ آپ ہی سے جاری فرمایا۔

عاشق رسول، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ ،زاہرہ، طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

آپ کا نام فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ کے القاب سیدہ، زہرا، بتول، طیبہ، طاہرہ ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اِنَّمَا سَمَّیْتُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّيْهَا عَنِ النَّارِ O (الصواعق الحرقہ،ص ۱۵۱)

یعنی میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے چاہنے والوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ O (المستدرک حاکم ج ۳،ص ۱۵۲)

بے شک فاطمہ پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا ہے۔

آپ کی ولادت

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس سال کی تھی آپ پیدا ہوئیں اور کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل آپ کی ولادت ہوئی اور علامہ جوزی نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی بیٹی ہیں اور آپ کی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

آپ کا نکاح : مشہور عالم ربانی حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے دوسرے سال اللہ تعالیٰ کے حکم سے

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔ بعض روایات کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح محرم میں ہوا اور رخصتی ذی الحجہ میں ہوئی۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف پندرہ سال اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پاک اکیس سال تھی۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد آپ کی حیات ظاہری میں کسی اور سے نکاح نہیں کیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رخصتی کی رات آپ کے لئے دعا فرمائی۔

اے اللہ! انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ (برکات آل رسول، ص ۱۲۴)

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۱۸ ر سال اور بعض روایتوں کے مطابق ساڑھے پندرہ سال کی ہوئی۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بڑی سادگی سے کر دیا۔ اس وقت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف چوبیس سال کے قریب تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پانی پر دم کر کے دونوں پر اس کے چھینٹے مارے اور فرمایا میں تمہیں اور تمہاری اولاد کو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۱۳)

آپ کا مہر: سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کہ جس پر عقد اقدس ہوا، چار سو مثقال چاندی تھی یعنی پورے ایک سو ساٹھ روپے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۳۲۵)

آپ کا جہیز: سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نور نظر لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں بان کی ایک چارپائی اور چمڑے کا ایک گدا جس میں روئی کی جگہ کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک چھاگل، ایک مشک دو چکیاں اور مٹی کے دو گھڑے تھے۔ (سیرت الصحابیات، ص ۱۰۰)

شادی سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس رحمت و برکت کے سائے میں رہتے تھے۔ شادی کے بعد گھر کی ضرورت ہوئی تو حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک مکان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدیا۔ جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نئے گھر میں گئیں تو ہمارے حضور اللہ تعالیٰ کے نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے گھر پر تشریف لائے۔ دروازہ پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی پھر اندر تشریف لائے، ایک برتن میں پانی لیا اور اپنے دونوں ہاتھ اس میں ڈالا وہ پانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم پر چھڑکا اور فرمایا میری پیاری بیٹی فاطمہ؟ میرے خاندان میں جو شخص سب سے بہتر ہے میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔ (زرقانی)

آپ کی سادگی: حضور رحمت عالم مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں مگر سادگی کا یہ عالم ہے کہ اپنے گھر کا سارا کام خود کرتی ہیں۔ جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں۔ خود کھانا پکاتی ہیں۔ چکی چلا کر اپنے ہاتھ سے آٹا پیستی ہیں۔ مشک میں پانی بھر کر لاتی ہیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے اور گھٹے پڑ گئے ہیں۔ (سیرت الصحابیات، ص ۱۰۲)

امام احمد جید سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: پیارے نبی مالک رحمت و دولت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بہت سے غلام آئے ہیں تم بھی خدمت کے لئے کوئی غلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگ لاؤ پھر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں ایک خادم عطا فرمائیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بخدا اس طرح نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں خادم عطا کروں اور اہل صفہ بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رہے ہوں۔ پھر فرمایا کیا میں تم دونوں کو تمہارے سوال سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کچھ کلمات مجھے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ بتلائے گئے ہیں جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو پھر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری شریف، برکات آل رسول، ص ۱۲۴)

ایک روایت میں آتا ہے کہ انہیں کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو دین و دنیا میں غنی کر دے گا پھر کوئی حاجت ہی نہیں رہے گی اور ان تسبیحات کو تسبیح فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات مبارکہ میں کسی اور سے نکاح حرام فرما دیا۔ (ابوداؤد شریف، بحوالہ برکات آل رسول، ص ۱۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبوب ترین ذات

حضرت جمیع بن عمیر تیمی روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا (ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۷، مشکوٰۃ، ص ۵۷۰)

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فاطمہ پھر میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا ان کے شوہر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے ایمان والو! ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ہوئی اس حدیث شریف اور اس طرح کی بے شمار حدیثیں آپ سے روایت ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ تعصب وعناد سے اپنے آپ کو دور رکھے ہوئے انصاف سے غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیان کی ہوئی حدیثیں ان کے عدل وانصاف اور دیانت وصداقت کی بہت بڑی دلیل ہونے کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان گہری محبت کی علامت ہیں۔ اب وہ لوگ جو ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بکواس کرتے ہیں اور ان کی شان میں گالیاں بکتے نظر آتے ہیں اور حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جھوٹی محبت کا دم بھرتے نظر آتے ہیں یقیناً ایسے لوگ اپنا حشر خراب کر رہے ہیں اور اپنا ٹھکانہ جہنم بنا رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امان کے طالب ہیں۔

دوسری حدیث: یوں روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، عائشہ صدیقہ تھیں۔ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ان کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۴۶۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سفر کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔

وَاِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ کَانَ اَوَّلُ النَّاسِ بِہٖ عَھْدًا فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا (المستدرک حاکم، ج۳، ص۱۵۶)

اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے۔

اے ایمان والو! حدیث شریف میں صاف ظاہر ہے کہ بیٹی سے محبت کرنا سنت ہے۔ جو شخص بھی سفر سے آئے اور پہلے اپنی بیٹی سے ملاقات کرے گویا اس شخص نے سنت پر عمل کیا اور بیٹی کو تحفہ دینا بھی سنت ہے۔

فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے وصال فرمانے کے پہلے آخری دنوں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کانوں میں کچھ راز کی باتیں کہیں جس کو سن کر آپ رونے لگیں پھر تھوڑی دیر بعد حضرت سیدہ مسکرا پڑیں، تو حضرت سیدہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے رونے کی کیا وجہ تھی تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر میں رونے لگی اور مسکرانے، ہنسنے کی وجہ معلوم کرنے پر سیدہ نے فرمایا کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ (بخاری، ج ۱، ص ۵۱۲، مسلم، ج ۲، ص ۵۹۱)

اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام مومن عورتوں کی سردار تم ہو۔

فاطمہ تمام جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْنِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ (بخاری، ج ۱، ص ۵۱۲، مسلم، ج ۲، ص ۵۹۱)

اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام جہاں کی عورتوں کی سردار تم ہو۔

تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یَا اَبَتِ فَاَیْنَ مَرْیَمُ اے اباجان! حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کیا مقام ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تِلْکَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِھَا ۔ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (الشرف المؤید، ص ۵۴، الاستیعاب، ج ۲، ص ۷۷۱)

ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَرْبَعُ نِسْوَۃٍ سَادَاتِ عَالَمِھِنَّ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتِ خُوَیْلَدَ وَفَاطِمَۃُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) وَاَفْضَلُھُنَّ فَاطِمَۃُ (درمنثور، ج ۲، ص ۲۳، کنز العمال، ج ۶، ص ۲۲۷)

چار عورتیں اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں

حضرت مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں، حضرت آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی نیک بیوی) حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور ان میں سب سے زیادہ افضل فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

ہر اعتبار سے یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مریم اور حضرت آسیہ سے افضل ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صرف ایک نسبت حاصل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہیں لیکن حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تین نسبتیں حاصل ہیں۔

پہلی نسبت: اولین و آخرین کے امام، سید المرسلین رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نور نظر اور بیٹی ہیں۔

دوسری نسبت: تاجدار ولایت مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں۔

تیسری نسبت: نوجوانان جنت کے سردار، جماعت شہداء کے امام حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں ہیں۔

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَبْغَضَھَا فَقَدْ اَغْبَضَنِیْ (بخاری، ج۲، ص۵۳۲، مسلم، ج۲، ص۲۹۰)

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ پس جس نے اُسے ناراض کیا بیشک اس نے مجھے ناراض کیا۔

عالم ربانی امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہت سے محققین جن میں علامہ تقی الدین سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی علامہ بدر الدین زرکشی اور تقی الدین مقریزی شامل ہیں۔ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ جہان کی تمام عورتوں کی حتیٰ کہ سیدہ مریم سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سبکی سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم افضل ہیں۔ (برکات آل رسول، ص۲۶۶)

ایسا ہی سوال ابن ابوداؤد سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہیں میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پارۂ جسم کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔ (برکات آل رسول، ص۱۳۲)

علامہ مناوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں (یعنی وہ حدیث شریف جو پہلے بیان کی گئی یعنی فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے) سلف و خلف کی ایک جماعت نے فرمایا ہم کسی کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی لخت جگر (یعنی حضرت فاطمہ) کے برابر قرار نہیں دیتے۔ (برکات آل رسول، ص۱۳۲)

حشر میں شان فاطمہ: بروز محشر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسی عزت و عظمت عطا فرمائے گا جو کسی بیٹی کو نصیب نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سیدہ نے دنیا میں اللہ

اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم پر عمل کیا اور مکمل حجاب و پردہ کا اہتمام رکھا۔ تو بروز حشر رب تعالیٰ کا انعام ملے گا اور ان کے حجاب و پردے کا انتظام اس صورت میں کیا جائے گا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ يَااَهْلَ الْجَمْعِ غَضُّوْ اَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَمُرَّ (المستدرک للحاکم، ج۳، ص۱۵۳)

جب قیامت کا دن ہوگا تو (اچانک) پردوں کے پیچھے سے کوئی منادی اعلان کرے گا اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکالو، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (آرہی ہیں) حتیٰ کہ وہ گزر جائیں گی۔

بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا۔

يَا اَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُءُوْسَكُمْ وَغَضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ۔ (الصواعق المحرقۃ، ص۱۱۶، برکات آل رسول، ص۲۶۷)

یعنی اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکالو، اور اپنی آنکھوں کو بند کرلو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پل صراط سے گزر جائیں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ بجلی کے کوندنے کی طرح گزر جائیں گی۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس کے آنچل کو نہ دیکھا مہ ومہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ ابْنَتِيْ فَاطِمَةَ حُوْرَاءُ اٰدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ (نسائی بحوالہ برکات آل رسول، ص۲۶۷)

یعنی میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے کبھی حیض نہیں آیا۔

میرے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی، سیدہ، زاہرہ، طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاص فضیلت ہے کہ انہیں کبھی حیض نہیں آتا تھا۔

جب ان کے گھر بچے کی ولادت ہوتی تو تھوڑی دیر بعد وہ پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ ان کی نماز قضا نہ ہوتی۔ اس لئے ان کا نام زہراء رکھا گیا۔ جب انہیں بھوک لگتی تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تو بھوک محسوس نہیں ہوتی۔ جب حضرت سیدہ طیبہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی انہیں منکشف نہ کرے۔ چنانچہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کے مطابق حضرت سیدہ کو اسی غسل کے ساتھ دفن کیا۔ (خصائص کبریٰ، برکات آل رسول، ص ۱۳۳)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ

جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

درود شریف

رضائے فاطمہ رضائے خدا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ لِغَضَبِکَ وَیَرْضٰی لِرِضَاکَ (المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۵۴)

بیشک اللہ تعالیٰ (اے بیٹی) تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہو جاتا ہے۔

اے ایمان والو! رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو محبت ہے اس کی مثال دنیا میں موجود ہی نہیں۔ اب وہ لوگ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا ان کی اولاد کی بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کے بارے میں ان لوگوں کو غور وفکر کرنا چاہئے اور آخرت خراب ہو جائے اس سے پہلے توبہ کر کے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کر لینا چاہئے۔

اس لئے کہ آل رسول کی خوشی میں سیدہ کی خوشی ہے اور سیدہ فاطمہ کی خوشنودی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی ورضا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدہ فاطمۃ الزہرا اور ان کی آل کے صدقے امان میں رکھے اور ایمان پر خاتمہ بالخیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

بزرگوں کے ہاتھ چومنا سنت ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو بیٹھنے، اٹھنے، چلنے پھرنے حسن خلق اور گفتگو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ مشابہ ہو۔

قَالَتْ وَكَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا وَقَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ (ترمذی، المستدرک للحاکم، ج۳، ص۱۵۴)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہو جاتے اور ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ (محبت سے استقبال کے لئے) حضرت فاطمہ کا ہاتھ پکڑ لیتے اس کو بوسہ دیتے اور پھر اپنی نشست پر سیدہ فاطمہ کو بٹھاتے تھے۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَّجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَحَلِّهَا (ترمذی شریف، مستدرک حاکم، ج۳، ص۱۵۴)

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لے جاتے تو سیدہ فاطمہ کھڑی ہو جاتیں اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اے ایمان والو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر بڑا اپنے چھوٹے کے لئے ازراہ محبت کھڑا ہو جائے اور اس کے ہاتھوں کو چوم لے تو جائز اور سنت ہے اور اگر چھوٹا اپنے بڑے کی تعظیم کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اپنی جگہ پر اپنے بزرگ کو بٹھائے اور اس کے ہاتھوں کو چوم لے تو یہ بھی ثواب وسنت ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کیا اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تشریف لانے پر آپ کھڑی ہو گئیں اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر چھوٹا اپنے بزرگ کے لئے تعظیما کھڑا ہوتا ہے اور ان کے ہاتھوں کو چومتا ہے تو یہ عمل بھی سنت سے ثابت ہوا اور اگر اس طرح کوئی بزرگ محبت میں اپنے چھوٹے کے ساتھ سلوک کرتے ہیں تو یہ بھی جائز و درست ہے۔

اب ان گمراہ اور بے دین لوگوں کا کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک وبدعت

ہے تو یہ سراسر غلط اور بے دینی ہے اور اسلام کی تعلیمات سے جاہل ہونے کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کی آل پاک واصحاب کی سنتوں کی پیروی کرتے ہوئے بزرگوں کی تعظیم اور چھوٹوں سے پیار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سیدہ فاطمہ کی قناعت: ہمارے سرکار دونوں عالم کے مالک ومختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فقر وفاقہ پر قناعت پسند فرمایا اور دنیا کی نعمت و دولت، عیش وعشرت و راحت سے اجتناب اختیار کیا۔ چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خاص محبت تھی اس لئے جو کچھ آپ نے اپنے لئے پسند فرمایا انہیں چیزوں کو اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے پسند فرمایا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، میں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گلے میں سے ایک سونے کی زنجیر اتاری اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دکھایا اور عرض کی ، ابا جان یہ سونے کی زنجیر ابوالحسن (حضرت علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو تحفہ دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! کیا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں میں جہنم کی زنجیر ہے؟ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور وہاں نہ بیٹھے (حضرت) فاطمہ نے اسی وقت اس سونے کی زنجیر کو بیچ دیا جو قیمت ملی اس سے ایک غلام خرید کر راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰی فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ۔

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۵۲)

تو جب یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہونچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، جس نے فاطمہ کو دوزخ سے نجات دی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمارے پاس کوئی بستر نہیں ہے۔ ایک مینڈھے کی کھال کے علاوہ جس پر ہم رات کو سوتے ہیں اور دن میں اسی کھال پر اپنے اونٹ کو چارہ وغیرہ ڈالتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی صبر کرو کہ (حضرت) موسیٰ بن عمران نے اپنی بیوی کے ساتھ دس برس اس طرح گزارے تھے کہ ان کے لئے کوئی بستر وغیرہ نہ تھا سوائے ایک چادر کے جو چھوٹی سی تھی۔ (زرقانی علی المواہب)

مشہور بزرگ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ صبح کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہونچ کر اپنی بیٹی فاطمہ کو سلام کیا اور فرمایا کہ ایک شخص میرے ساتھ ہے، کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے بدن پر ایک پرانی چادر کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے اور اس سے سارا بدن نہیں چھپتا۔ آپ نے اپنی پرانی چادر ان کی طرف پھینک دی جس سے حضرت فاطمہ نے اپنا بدن چھپایا۔ پھر آپ گھر کے اندر تشریف لائے۔ فرمایا بیٹی کیا حال ہے؟ حضرت سیدہ نے عرض کیا ابا جان! کل سے میں نے کچھ کھایا نہیں ہے۔ فاقے سے ہوں بھوک نے بہت تنگ کر دیا ہے۔ یہ سن کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اے میری پیاری بیٹی! تین دن ہو گئے ہیں میں نے بھی کچھ نہیں کھایا ہے اور اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں تو رب تعالیٰ مجھے ضرور کھلائے لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے کر فقر و فاقہ کو پسند کیا ہے۔ (کیمائے سعادت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص بہ نیت اجر یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوکا رہے گا وہ شخص قیامت کے دن کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ (کنز العمال)

عالم ربانی حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ برابر جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہا کرو، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت کا دروازہ کس چیز سے کھٹکھٹائیں؟ فرمایا بھوک اور پیاس سے۔ (کیمیائے سعادت)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب نعمت و دولت سے نوازا ہے لیکن کبھی کبھی جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے بھوکے اور پیاسے بھی رہا کرو کہ بندے کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور بھوک سے بے شمار بیماریوں کا علاج بھی ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے ڈکار آئی۔ آپ نے فرمایا اس ڈکار سے بچو اس لئے کہ جو شخص اس دنیا میں بہت سیر ہے وہ شخص قیامت کے دن بھوکا ہوگا۔ اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم بھوک اور پیاس سے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا کرو اس لئے کہ اس کا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے برابر ہے۔ (کیمیائے سعادت)

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم افضل ترین شخص کون ہے؟ فرمایا جو تھوڑا کھائے، تھوڑا سوئے، تھوڑا ہنسے اور تھوڑے کپڑے پر قناعت کرے اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے تفکر کرے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدا کی قسم میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا دیکھ کیا کہہ رہا ہے؟ کہا اس شخص نے، کہ خدا کی قسم واقعی میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اور اس طرح تین مرتبہ اس شخص نے کہا تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تو واقعی مجھ کو محبوب رکھتا ہے تو فقر وفاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ کیوں کہ جو مجھ کو محبوب رکھتا ہے فقر وفاقہ بہت جلد اس کی طرف آتا ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر میں تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کسی نے نہیں کھائی۔ (ترمذی شریف)

جنتی جوانوں کے سردار، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم سب گھر والوں کو ایک دن کے بعد کھانا میسر آیا، میں اور میرے والد (حضرت علی) اور میرے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھانا کھا چکے تھے اور میری ماں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے آواز دی، اے رسول اللہ کی بیٹی تم کو سلام ہو۔ میں دو دن سے بھوکا ہوں، مجھے کھانا دو یہ سن کر میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا بیٹا جاؤ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے اس سائل کو دے دیدو مجھے تو ایک دن کا فاقہ ہے اور اس شخص نے دو دن سے کھانا نہیں کھایا ہے۔ (سیرت فاطمہ)

مشہور محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک نئی قمیص دی تھی، کچھ دنوں کے بعد سیدہ کے دروازے پر ایک فقیر آیا اور اس نے آواز لگائی، اے نبی کے گھر والو میں محتاج ہوں، کوئی پھٹا پرانا کپڑا ہو تو مجھ کو دے دو۔ سیدہ کے پاس اس وقت ایک پرانی قمیص تھی، فرماتی ہیں جب اس پرانی قمیص کے دینے کا ارادہ کیا تو یہ آیت کریمہ یاد آئی۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھلائی کی اعلیٰ منزل کو نہیں پہونچ سکتے، جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیز نہ دو گے۔

فوراً حضرت سیدہ نے پرانی قمیص رکھ دی اور نئی قمیص نکال کر سائل کو پیش کر دی۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی زندگی کا یہ نورانی واقعہ ہم سب کے لئے درس عبرت ہے۔

آج ہمارا حال بہت برا ہو چکا ہے۔ غریبوں، فقیروں کو کچھ دیتے بھی ہیں، گئی گزری چیزیں جس کو کوئی بھی نہ پوچھے۔ شادی بیاہ میں کھانا بچ گیا تو مدرسوں میں ان بچوں کے لئے بھیج دیتے ہیں جو مہمان رسول ہیں۔ وہ بھی بے وقت۔

اے مسلمان! تجھے کیا ہو گیا ہے جن کی شفاعت ہی سے تجھے جنت ملنے والی ہے انکے مہمانوں کے ساتھ تمہارا کیا سلوک ہے۔ خود کے مہمان کو دعوت دے کر بڑی عزت سے کھلایا اور جو کچھ بچا، کچا تھا نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے مہمانوں کے لئے مدرسے میں بھیج دیا۔ ہوش سنبھال لو، اور قیامت کے دن سے ڈرو۔ اللہ تعالی اپنے امان میں رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنی سلیم میں سے تھا ہمارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ لیکن ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی پیاری گفتگو اور اچھے اخلاق کا اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ صحابہ کرام نے اس شخص کو قرآن سکھایا۔ حضرت سعد بن عبادہ نے اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے اشارے پر اپنی اونٹنی اس کو دیدی اور حضرت مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس شخص کو اپنا عمامہ عطا فرما دیا۔

پھر سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس شخص کے کھانے کا انتظام کردے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اٹھے اور چند مکانوں پر گئے لیکن اتفاق سے کچھ نہ ملا۔

پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے مکان پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر سے حضرت سیدہ نے فرمایا کون ہے؟ عرض کیا میں سلمان فارسی ہوں۔ آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے حکم سے ایک شخص کے لئے کھانا لینے آیا ہوں۔ یہ سب ماجرا سن کر سیدہ کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگیں اے سلمان اس خدا کی قسم جس نے میرے باپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آج تیسرا دن ہے کہ ہم سب گھر والے فاقے سے ہیں۔ لیکن ہمارے گھر سے کوئی خالی واپس چلا جائے یہ بھی گوارہ نہیں، یہ ایک ہی میرے پاس چادر ہے جس کو اوڑھ کر میں نماز پڑھتی ہوں۔ اسی چادر کو لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی یہ چادر ہے، اسے رکھ لو اور تھوڑا سا جو قرض دے دو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اس چادر مبارک کو لے کر شمعون یہودی کے پاس گئے اور سارا حال بیان کیا۔ شمعون یہودی کچھ دیر تک اس چادر نور کو دیکھتا رہا اور اس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور کہنے لگا اے سلمان! اللہ تعالی کی قسم یہی وہ نیک لوگ ہیں جن

کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو تورات میں دی ہے۔ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں یہ کہہ کر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

اس کے بعد شمعون نے حضرت سلمان فارسی کو جو دیئے اور بڑے ادب واحترام کے ساتھ سیدہ کی وہ چادر نور بھی واپس کردی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو پیسا اور روٹیاں تیار کیں اور حضرت سلمان فارسی کو سب روٹیاں عطا کردیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی کہ کچھ روٹیاں بچوں کے لئے رکھ لیں۔ فرمایا یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے اب اس میں سے کچھ لینا ہمارے لئے درست نہیں ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روٹیاں لے کر دربار نبوت ورسالت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ تمام روٹی اس شخص کو عطا فرمادی اور اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ بھوک سے سیدہ کا چہرہ زرد ہورہا ہے اور نقاہت وکمزوری کے آثار نمایاں ہیں۔ آپ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ کو اپنے پاس بٹھا کر تسکین دی اور آسماں کی طرف چہرۂ مبارک کر کے دعاء کی۔ اے اللہ تعالیٰ فاطمہ تیری باندی ہے اس سے راضی رہنا۔ (سیرت فاطمہ)

اے ایمان والو! کیا شان ہے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اور آپ کے گھر والوں کی کہ خود تو بھوکے ہیں تین دن کے فاقے سے ہیں لیکن کوئی فقیر واپس چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کا سائل خالی گھر سے لوٹ جائے یہ ان کو کب گوارہ ہے۔

اس لئے اے سنیو! غوث وخواجہ ورضا کے غلاموں ان سے مانگو اور انہیں سے مانگتے رہو ان کا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ خود تو بھوکے رہتے ہیں لیکن سائل کو در سے خالی نہیں لوٹاتے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

درود شریف:

حضرت فاطمہ کی عبادت: تاجدار ولایت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتی تھیں۔ (سیرت فاطمہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے حضرت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو رہے ہیں اور سیدہ فاطمہ ان کو پنکھا کر رہی ہیں اور زبان مبارک سے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر ایک خاص رقت کی حالت طاری ہوگئی۔ (کیمیائے سعادت)

نوجوانان جنت کے سردار امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا ہے کہ وہ گھر کی مسجد کے محراب میں رات۔ رات بھر نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی اور میں نے انہیں یعنی اپنی ماں کو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعاء کرتے سنا۔ انہوں نے یعنی میری ماں نے اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ مانگی۔ میں نے عرض کیا اے مادر مہربان کیا سبب ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتیں؟ تو فرمایا اے بیٹے پہلے ہمسایہ ہیں پھر گھر ہے۔ (یعنی میرے ابا جان کی امت کی بخشش ہو جائے یہی فاطمہ کی دعا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۷۹۰)

اے ایمان والو! حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب رات رات بھر جاگ کر گنہگار امت کی بخشش ونجات کے حق میں دعا فرمائی ہے تو کیا ہم پر ان کا کچھ حق نہیں بنتا کہ ہم امتی بھی ان کی آل واولاد سے محبت کریں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوشی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بے شمار اجر وثواب کے حقدار بن جائیں۔

اے غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سیدہ فاطمہ کی کنیزاؤ اور باندیو! اگر تم کو اپنے اسلاف سے کچھ بھی پاس ولحاظ ہے اور ان سے تھوڑی سی بھی نسبت وتعلق قائم ہے تو نماز پڑھنے کی عادت ڈالو، قرآن شریف کی تلاوت کرو۔

ایک آج کل کی ہماری مائیں اور بہنیں ہیں جو پنج وقتہ نماز کو بھی نہیں ادا کرتیں اور ایک وہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں حضرت سیدہ فاطمہ تھیں جن کے شوہر تاجدار ولایت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے والد مالک دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور جن کے بیٹے شہیدوں کے سردار، شوہر ولیوں کے سردار، اور جس کے والد گرامی کی شان وشوکت کا یہ عالم ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار بلکہ کل اولین وآخرین کے سردار ہیں۔ جن کے بیٹے اور شوہر اور باپ کا دونوں جہان میں کوئی جواب نہیں وہ سیدہ فاطمہ کھانا پکاتی ہیں تو قرآن مجید کی تلاوت فرماتی ہیں۔ بچوں کو سلاتی ہیں تو قرآن پاک کی تلاوت کرتی نظر آتی ہیں۔ رات رات بھر نماز میں مشغول ہیں۔ مشہور روایت ہے کہ شوہر کی خدمت سے فارغ ہو کر بچوں کو کھلا پلا کر اور انہیں سلا کر اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ نماز کی نیت باندھ کر اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں نماز

کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پہلی رکعت کا پہلا سجدہ ہے۔ سجدہ کا کیف و سرور اور حالت سجدہ میں لذت بندگی میں ایسی کھو جاتی ہیں محو و گم ہو جاتی ہیں کہ پہلا سجدہ ختم نہیں ہو پاتا ہے اور سردی کے مہینے کی لمبی رات ختم ہو جاتی ہے۔ اذان کی صدا پردۂ سماعت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور اسی بے خودی کے عالم میں عرض کرتی ہیں کہ مولائے کریم تو نے کتنی چھوٹی چھوٹی راتیں بنائی ہیں کہ تیری رات ختم ہو جاتی ہے اور تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی کا ایک سجدہ بھی پورا نہیں ہو پاتا ہے۔ اے رحمٰن و رحیم اللہ ایک رات اتنی لمبی بنادے کہ تیرے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی لاڈلی بیٹی دل کھول کر تیری بارگاہ میں سجدہ کر لے۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! کیا شان بندگی ہے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ ساری رات بیتی ہے سجدہ کرنے میں لیکن آرزو اور تمنا تو دیکھو کہ رات چھوٹی ہے۔ لمبی چاہئے کہ سجدہ کی لذت باقی رہ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں اور بہنوں کو حضرت سیدہ کی عبادت کے صدقے میں نماز کی عادت عطا فرمائے اور انہیں سجدہ سے محبت کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

ماں باپ قربان: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آتیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ چومتے۔ اسی طرح جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آقائے کائنات تشریف لے جاتے تو تعظیماً حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ابا جان کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیتی تھیں۔ امام شوکانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَۃَ فِدَاکِ اَبِیْ وَاُمِّیْ (درالسحابہ، ص ۲۷۹)

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا (میری بیٹی) فاطمہ تجھ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کرتے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے پناہ شفقت و محبت فرماتے ہوئے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ تجھ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضرت فاطمہ کی چکی

حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کا مہینہ دوپہر کا وقت تھا۔ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی اور میں حضرت فاطمہ کے مکان پر حاضر ہوئی۔ دروازہ بند تھا اور آٹا پیسنے کی چکی کے چلنے کی آواز آرہی تھی، میں نے روشن دان سے جھانک کر دیکھا کہ سیدہ فاطمہ تو چکی کے پاس زمین پر سورہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور پاس ہی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گہوارہ بھی خود بخود ہل رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس شدت کی گرمی میں میری بیٹی فاطمہ روزے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ پر نیند غالب کردی تاکہ اس کو گرمی کی شدت اور تشنگی محسوس نہ ہو وہ فرشتے تھے جو میری بیٹی فاطمہ کے کاموں کو انجام دے رہے تھے۔ (سیرت فاطمہ)

بے اجازت جن کے گھر جبرئیل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

سیدہ فاطمہ سے اسلام پھیلا: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں قریش کی کچھ عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہمارے گھر بیٹی کی شادی ہے۔ ہم سب کی تمنا ہے کہ اگر آپ سیدہ فاطمہ کو اس شادی میں بھیج دیں گے تو ہماری عزت بڑھ جائے گی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وعدہ فرما کر انہیں رخصت کردیا اور گھر تشریف لاکر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ قریش کے فلاں گھر میں شادی ہے۔ میری بیٹی تم اس شادی میں شریک ہوجاؤ۔ حضرت سیدہ نے عرض کیا: ابا جان! قریش کی عورتیں زرق برق لباس اور قیمتی زیورات میں ملبوس ہونگی اور میں پیوند لگے لباس میں جاؤں گی تو میرا مذاق اُڑائیں گی کہ مسلمانوں کے نبی کی بیٹی کے لباس کیسے ہیں؟ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور صلوٰۃ وسلام پیش کر کے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ کی بیٹی فاطمہ کو قریش کی شادی میں آپ ضرور بھیجیں کہ وہاں تمہارے جانے سے قریش کی کچھ عورتیں مشرف باسلام ہوں گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ نے چادر اوڑھی اور قریش کی شادی میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے جاتی ہیں۔ وہاں قریش کی عورتیں بنی سنوری بیٹھی تھیں کہ ہمارے یہ لباس فاخرہ اور چمکدار زیورات کو دیکھ کر نبی کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی مسکینی وناداری پر ضرور افسوس کریں گی اور اس محفل میں شرمندہ ہوں گی۔ مگر مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ

فاطمہ جنتی کپڑوں میں ملبوس نظر آتی ہیں اور ایک غیبی صدا آتی ہے کہ اے دنیا والو! ہوشیار ہو جاؤ کہ سلطنت الٰہیہ کی شہزادی تشریف لائی ہیں اور حوران بہشتی کی جھرمٹ میں جلوہ افروز، جن کے وجود پرنور سے در و دیوار منور ہو گئے ہیں۔ جن کی کنیزوں کے حسن و جمال اور لباس فاخرہ کے سامنے نازنینان قریش کا حسن ماند پڑ گیا ہے۔ تمام قریش کی عورتیں شرمندہ ہو کر ادب و تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔

حضرت سیدہ کو مسند پر بٹھایا آپ کے چہرے کا نور اور بہشتی لباس کا حسن دیکھ کر قریشی عورتیں کہنے لگیں کہ ایسا لباس تو ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں اس لباس کو بنایا کس نے اور یہ لباس کہاں سے آیا ہے۔

عرض کرتی ہیں کہ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹی کھانے پینے کے لئے کیا حاضر کریں، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میرے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت ہے کہ دو روز فاقہ کریں اور ایک دن کچھ تھوڑا کھا لیا کریں اور شکر ادا کریں۔ قریش کی عورتوں نے عرض کی جو مرضی ہو ارشاد فرمائیں، ہم سب آپ کی خوشی کی خاطر آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔

سیدہ نے ارشاد فرمایا: ہماری خوشی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول میرے ابا جان کی خوشی میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم سب کفر و شرک سے توبہ کر لو، بت پرستی سے بیزار ہو کر خدا پرستی میں لگ جاؤ۔ کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کر لو۔ پیارے نبی کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ کی پیاری باتیں سن کر قسمت والی عورتوں نے کلمہ طیبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھا اور دولت ایمان سے مشرف ہو گئیں۔ (روضۃ الشہداء، بحوالہ کرامات اہل بیت اطہار ص ۲۱)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر، امت کی شفاعت

حضرت عبد الرحمٰن صفوری شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا اور جب بات مہر کی آئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ابا جان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کیا کہ میری مہر قیامت کے دن آپ کی گنہگار امت کی شفاعت و بخشش ہی مقرر کیا جائے۔ پس جب قیامت قائم ہوگی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا مہر طلب کریں گی۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے طفیل آپ کی شفاعت سے امت کے مومن گنہگاروں کو بخش دے گا اور جنت میں داخل فرما دے گا۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۴۴۶)

سیدہ فاطمہ کا وصال: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف سے تمام صحابہ کرام

اور اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بہت صدمہ ہوا تھا مگر جس قدر صدمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہونچا وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ اکثر رویا کرتی تھیں۔ آپ جب تک بقید حیات تھیں کبھی آپ کو ہنستے، مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو سیدہ نے صحابہ سے کہا کہ تمہارے ہاتھوں نے میرے ابا جان پر مٹی ڈالنا کیسے گوارا کرلیا؟

یہ سن کر تمام صحابہ رونے لگے اور فرمایا تقدیر الٰہی کے آگے کوئی چارہ نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال اور جدائی کے صدمہ میں دن رات اس قدر روتی تھیں کہ دوسرے لوگ بھی رونے لگتے تھے یہاں تک کہ چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کا وصال ہوا۔ سیدہ کے کہنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لئے لکڑی کا ایک گہوارہ بنایا جس کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئیں اور اس گہوارہ پر ایک چادر ڈالی گئی جو آپ کی وصیت تھی۔ آج تک جو گہوارہ پر چادر ڈالی جاتی ہے اس کی ابتداء حضرت سیدہ فاطمہ کے حکم پر کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولیٰ علی یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پڑھائی اور ایک روایت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت تھی کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مجھے رات میں دفن کرنا تاکہ محرم لوگوں کی نظریں میرے جنازہ پر نہ پڑیں۔ اسی لئے رات کے وقت آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوۃ، ج۲، ۷۹۰)

آپ کی اولاد امجاد: شہزادی سلطنت الٰہیہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین بیٹے حضرت امام حسن۔ حضرت امام حسین اور حضرت محسن اور تین بیٹیاں حضرت ام کلثوم۔ حضرت زینب اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت محسن اور حضرت رقیہ عہد طفولیت میں ہی وصال فرما گئے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ جن سے ایک بیٹے حضرت زید اور ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئیں اور دونوں بچپن ہی میں وصال فرما گئے اور تیسری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۷۸۸)

بے کس و بے نوا کی التجا: میرے کریم و مرشد اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو میرے قبر کے اُجالا

اور آخرت کے سہارا ہیں اور میرے مہربان خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہما جن کے رحم و کرم پر میں پلا اور بڑھا ہوں اور ان کے در کی خیرات ہمارے لئے دولت دارین ہے۔ ان کی جدۂ کریمہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے میری عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام نوری فاطمہ اور دونوں بیٹوں کا نام انوار حسن اور انوار حسین رکھا ہے۔ اے کاش! حضرت سیدہ دنیا سے حشر تک میری اس نسبت و تعلق کا بھرم رکھ لیں اور مجھے اور میرے بچوں کو اپنے منگتوں میں قبول فرمالیں۔ حضرت سیدہ کی قبولیت جنت کی ضمانت ہے۔

در سیدہ کا منگتا

انوار احمد قادری رضوی

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱﴾

محرم الحرام

تیسرا جمعہ.................................پہلا بیان

فضائل سیدنا امام حسن

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول، محب اہل بیت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

حسن مجتبیٰ سید الاسخیا
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اوج بحر ہدیٰ موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

ولادت: پندرہ رمضان شریف ۳ھ کی شب مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور آپ کے القاب، سید، سبط رسول، ریحانۃ الرسول اور آخر الخلفاء بالنص بھی کہتے ہیں (سوانح کربلا، ۵۶)

آپ کا نام: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا اور پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا، بال منڈوائے اور حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ (سوانح کربلا ص ۵۶)

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔اور حسن یہ جنتی نام ہے آپ کے پہلے کسی کا نام حسن نہیں رکھا گیا ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے خدمت اقدس میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کا مژدہ سنایا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت اسماء نے ایک کپڑے میں لے کر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم نے کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری کیا مجال کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں نام رکھوں۔ ویسے میرا خیال یہ ہے کہ حرب نام رکھا جائے، آپ نے فرمایا کہ ان کا نام میں نے حسن رکھا ہے۔ (بخاری شریف، بحوالہ، سوانح کربلا، ص ۵۷)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کے حکم) کا انتظار فرمایا، یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ آپ کے اس پیارے بیٹے کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبر کے نام پر رکھا جائے اور شبر کا معنیٰ حسن ہے۔ تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے بیٹے کا نام حسن رکھا (ملخصا سوانح کربلا، ص ۵۷)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

ہمارے پیارے آقا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت پیارے نواسے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لخت جگر اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکبر ہیں۔ آپ کی تربیت نبی وعلی وسیدہ فاطمہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی آغوش مبارک میں ہوئی۔ آپ کی پوری زندگی زہد وورع، تقویٰ وطہارت کا حسین گلدستہ ہے۔ فیاضی وسخاوت میں بھی امتیازی شان رکھتے تھے۔ کسی سائل کو کسی حال میں اپنے گھر سے واپس نہ کرتے تھے بلکہ فیاضی تو آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ ایک ایک آدمی کو ایک، ایک لاکھ روپیہ عطا فرمادیتے تھے۔ ابن سعد نے علی بن زید جدعان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ اپنا کل مال راہ خدا میں دے ڈالا اور تین مرتبہ اپنا آدھا مال راہ خدا میں صدقہ کیا۔ ملخصاً

(برکات آل رسول، ص ۱۲۸، سوانح کربلا، ص ۵۸)

اچھی سواری، اچھا سوار

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے۔ کسی صحابی نے عرض کیا: نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ ۔ اے صاحبزادے تیری سواری کتنی اچھی سواری ہے۔

یہ سن کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وَنِعْمَ الرَّاکِبُ هُوَ یعنی اے صحابی اگر سواری اچھی ہے مگر یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۱)

دوش نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سواری: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے ہیں اور دعا فرما رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔

(بخاری، ص ۵۳۰، برکات آل رسول، ص ۱۳۶)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا بیٹا اور سید ہے

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر شریف پر جلوہ فرما ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی صحابہ کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی اپنے بیٹے امام حسن کی طرف، اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری، ج ۱، ص ۵۳۰، برکات آل رسول، ۱۳۶، سوانح کربلا، ص ۵۷)

میرا یہ بیٹا سید ہے یعنی سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کر دے گا۔

محبوب خدا کے محبوب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ اور بہت ہی محبوب تھے۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے میں ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے اور آپ کی گردن یا پشت انور پر سوار ہو جاتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے بلکہ وہ خود ہی اتر جاتے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رکوع کی حالت میں ہوتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے بلکہ وہ خود ہی اتر جاتے تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے تو اپنے دونوں پیروں کے بیچ اتنا فاصلہ کر لیتے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے دوسری طرف گزر جاتے۔ (برکات آل رسول، ص ۱۳۶)

جسم نور سے مشابہت: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت میں اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّاْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاكَانَ النَّعْلُ مِنْ ذٰلِكَ۔ (ترمذی شریف، ج ۲ ص ۲۱۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینہ سے لیکر سر تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مشابہ ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے نیچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مشابہ ہیں۔

عاشق رسول، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک سینہ تک مشابہ ایک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

اور فرماتے ہیں:

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

زبان نبوت آپ کے منہ میں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں دیکھا کہ وہ اپنی انگلیاں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی داڑھی مبارک میں ڈالتے تھے۔ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ یُدْخِلُ لِسَانَہٗ فِیْ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے۔ اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔ (المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۶۹)

حضرت ابوبکر کے کندھے پر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوطبیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر باہر نکلے تو حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کھیلتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شبیہ (یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر میرے باپ فدا ہوں، یہ (یعنی امام حسن) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ نہیں ہیں اور یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرا رہے تھے۔ (برکات آل رسول، ص ۱۳۷)

امام حسن کا اخلاص وادب: حاکم نے عبداللہ بن عبید عمر سے روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس حج پیدل کئے ہیں۔ جب کہ سواریاں آپ کے ساتھ موجود ہوتی تھیں مگر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع اور اخلاص وادب کا یہ حال تھا کہ آپ حج کے لئے پیدل سفر فرماتے تھے۔ آپ کا کلام بہت شیریں ہوتا تھا۔ اہل مجلس نہیں چاہتے کہ آپ گفتگو ختم فرمائیں۔ (تاریخ الخلفاء، سوانح کربلا، ص ۵۸)

امام حسن کی عظمت دشمن کی نظر میں: ابن عساکر نے روایت کیا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلم وبردباری کا یہ حال تھا کہ آپ کے وصال کے بعد مروان (جو آپ کا سخت مخالف تھا) بہت رویا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج تو رو رہا ہے اور ان کی زندگی میں ان کے ساتھ کس کس طرح کی بدسلوکیاں کرتا تھا تو مروان پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا، میں اس پہاڑ سے زیادہ حلیم وبردبار کے ساتھ ایسا برا سلوک کرتا تھا۔ اللہ رے حلم، گویا مروان جیسے سنگ دل کو بھی اعتراف تھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلم وبردباری پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۵۸)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے۔ لوگوں نے ایسے نیک شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین چُنا تھا۔ جو شرف و بزرگی، تقویٰ وطہارت، علم وفضل، سیاست وشجاعت خیر خواہی امت، ہر لحاظ سے حکومت الٰہیہ کی امامت کے اہل تھے۔ آپ چھ ماہ تک مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے، ناعاقبت اندیش عراقیوں نے نعمت الٰہیہ کی قدر نہیں کی اور سبط پیمبر کے ساتھ بے وفائی کا وہی برتاؤ کیا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر چکے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے امت کو فتنہ وفساد اور قتل وخون سے بچانے کے لئے چند شرطوں کے ساتھ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کر دیا اور انہوں نے شرطوں کے ساتھ قبول کر لیا۔ دونوں حضرات کی آپس میں صلح ہوگئی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد گرامی کی صداقت ظاہر ہوئی جو آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا (یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

تفویض خلافت کا یہ واقعہ ربیع الاول شریف ۴۱ھ میں ہوا۔ اس طرح خلافت کے پورے تیس سال مکمل ہوئے اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد کی تکمیل ہوئی۔

اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مَلِكًا۔ (تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۵۹، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۶)

یعنی میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

قیام مدینہ منورہ: تفویض خلافت کے بعد میرے آقا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور جوار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں قیام پذیر ہوئے۔ حکومت وسیاست کے معاملات سے کنارہ کش ہو کر اپنے تمام اوقات ذکر الٰہی اور فکر آخرت میں بسر کرنے لگے لیکن اس صلح سے ان کے چاہنے والوں کو جو زخم پہونچا تھا اس کی وجہ سے جب آپ ان کے محلوں سے گزرتے تو وہ لوگ آپ کو یَا عَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ کہہ کر پکارتے۔ آپ حلم وبردباری کا پیکر بن کر جواب دیتے۔ اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ۔ یعنی یہ عار اس نار سے بہتر ہے جس کا اندیشہ قتل وغارت گری سے تھا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ولی امت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک

غزوہ میں تشریف لے گئے تھے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابھی بچے ہی تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے نکلے اور کہیں دور چلے گئے کہ صالح بن رقعہ یہودی نے آپ کو تنہا اور حیرت زدہ دیکھ کر اپنے گھر لے گیا اور چھپا دیا، جب کافی دیر ہوگئی، نماز عصر کا وقت ہوگیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر نہیں پہونچے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فکر لاحق ہوئی۔ آپ بار بار کاشانۂ اقدس سے باہر دروازہ پر آتیں اور واپس جاتیں، کوئی آدمی نظر نہیں آتا جس کو شہزادے کی تلاش میں بھیجتیں۔ بہت انتظار کے بعد آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اپنے بھائی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر کے لاؤ۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے نکلے اور تلاش کرتے رہے مگر کہیں پتہ نہیں چلا۔ ایک ہرن دکھائی دیا آپ نے جوش محبت میں اُس ہرن سے فرمایا: يَاظَبْىُ هَلْ رَأَيْتَ اَخِىْ حُسَيْنًا۔ اے ہرن میرے بھائی حسین کو کیا تم نے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس ہرن نے انسان کی زبان میں عرض کیا:

اَخَذَهُ صَالِحُ بْنُ رَقْعَةَ الْيَهُوْدِىُّ وَاَخْفٰى فِىْ بَيْتِهٖ۔ یعنی حضور شہزادہ حسین کو صالح بن رقعہ یہودی نے پکڑ کر اپنے گھر میں چھپا دیا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی کے گھر تشریف لائے اور صالح یہودی کو آواز دی، وہ یہودی گھر سے باہر آیا۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لا کر میرے سپرد کر، ورنہ یاد رکھ اگر میری والدہ ماجدہ نے تیرے لئے دعائے ہلاکت فرما دی تو تیرے کنبہ قبیلہ کا پتہ نہ چلے گا اور اگر میرے والد مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوگیا تو ان کی تلوار ذوالفقار سے کوئی یہودی نہ بچے گا اور اگر میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک یہ بات پہونچ گئی اور نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیری بربادی کے لئے لب ہائے مبارک ہلا دیئے تو سارے یہودی ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ صالح یہودی نے جب آپ کی گفتگو سنی تو بڑا حیران تھا کہ میرے گھر میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے چھپا رکھا ہے یہ بات ان کو کیسے معلوم ہوگئی۔

صالح یہودی نے کہا کہ آپ کی والدہ کون ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت سیدہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

تو صالح یہودی نے عرض کی، اے نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے پہلے آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجئے۔ آپ نے اس یہودی کو اسلام میں داخل کیا اور صالح صدق دل کے ساتھ مسلمان ہوا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر سے لا کر آپ کے سپرد کر دیا اور شاہزادوں پر زر سرخ و سپید نثار کئے۔

Scanned by CamScanner

اور پھر ادب واحترام سے رخصت کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر امی جان سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پہونچے تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں شہزادوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعویذ

میدان کربلا میں بہت سے اعوان وانصار جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔ حضرت امام قاسم بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی میدان کارزمیں جانے کی اجازت چاہی تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دینے سے انکار کردیا اور فرمایا۔ اے میرے پیارے بھتیجے قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میرے برادر اکبر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشانی ہو، میں تم کو میدان دغا میں بھیج کر اپنے بھائی کی نشانی کو مٹتا ہوا دیکھ کر کیسے برداشت کرسکتا ہوں، اس لئے تم کو میدان خاک وخون میں جانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بھیگی پلکوں کے ساتھ سوچ وفکر میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ کونسی تدبیر اپنائی جائے جس سے عم محترم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت حاصل ہوجائے اور آپ کی محبت میں میدان کارزار میں جاکر جان کو قربان کرکے شہادت عظمیٰ کا درجہ نصیب ہوجائے۔

روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والد گرامی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وصیت یاد آتی ہے کہ میرے والد گرامی نے ایک تعویذ میرے بازو پر باندھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جس وقت تمہارے لئے سب سے مشکل وقت آئے اور چاروں طرف رنج وغم کا ماحول ہو تو اس وقت اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا، تمہاری مشکل آسان ہوجائے گی۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اس وقت سے زیادہ مشکل وقت کبھی نہیں آئے گا۔ کہ پیارے نانا جان کا شہزادہ میرا پیارا چچا دشمنوں کے نرغے میں ہے اور میں اپنی جان بچا کر چلا جاؤں۔ یہ وقت میرے لئے بہت مشکل کی گھڑی ہے۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعویذ کو بازو سے اتارا اور اسے کھول کر پڑھا تو وہ تعویذ حقیقت میں وصیت نامہ تھا کہ اے قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تمہارے چچا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا کہ میدان کربلا میں شامی دغابازوں اور کوفی بے وفاؤں کے نرغے میں گھرے ہوئے ہیں تو ان کے قدموں پر اپنا سر قربان کرنے اور اپنی جان ان پر فدا کرنے سے ہرگز باز نہ رہنا۔ اگر چہ وہ تم کو میدان کارزار میں جانے سے روکیں مگر تم میدان جنگ میں جانے کی اجازت لینے میں خوب

مبالغہ کرنا اور منت وسماجت کرنا کیوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جان قربان کرنا شہادت کے دروازہ کی کنجی ہے اور بزرگی ونیکی حاصل ہونے کا وسیلہ ہے۔

(کرامات اہل بیت اطہار، ص ۳۲)

اے ایمان والو! حضرت امام حسن بن علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان کے مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں قتل ہونا اور ان پر اپنی جان کو قربان کرنا شہادت عظمیٰ ہے اور حق پر ہوتے ہوئے جان دینا اور قتل ہونے سے اللہ تعالیٰ شہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اچھی طرح یہ بات ثابت ہوگئی کہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے۔ اب وہ لوگ جو ہمارے پیارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں غلط نظریہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یزید حق پر تھا اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ناحق پر تھے۔ یہ نظریہ باطل اور سراسر جھوٹ ہے ایسے یزید کے حامیوں کا حشر بروز قیامت یزید کے ساتھ ہوگا اور ہم اہلسنت غلامان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حشر وانجام ابن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنادے اے حسن
یوں بیاں کرتے ہیں سنی داستان اہلبیت

درود شریف:

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسوں کے بعد ہونے والا کربلا کا واقعہ معلوم تھا کہ میرے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا کے بے آب ودانہ میدان میں قتل کردیا جائے گا یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے جب آل کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

امام حسن کی دُعا کا اثر: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کے

ساتھ سفر فرما رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک باغ میں ہوا جو کھجوروں کا تھا۔ باغ کے سارے درخت سوکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اسی باغ میں قیام فرمایا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے کاش یہ درخت ہرے ہوتے اور اس میں تازہ کھجور لگے ہوتے تو ہم اسے کھاتے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو؟ حضرت ابن زبیر نے عرض کی ہاں حضور۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور کچھ کہا جو کسی کو معلوم نہ ہوا۔ اسی وقت کھجور کا ایک درخت ہرا ہو گیا جو تازہ کھجوروں سے لدا ہوا تھا پھر لوگوں نے درخت سے کھجور توڑا اور سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ (شواہد النبوۃ، ص ۳۰۲، کرامات اہلبیت اطہار، ص ۳۶)

اے ایمان والو! بزرگوں کی دعاء کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو بزرگوں کی دعائیں لیتا ہے۔ بزرگوں کی دعاؤں سے مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ بیمار شفا پاجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دعاؤں کو رد نہیں فرماتا ہے۔

نہ جانے کون دعاؤں میں یاد کرتا ہے
میں ڈوبتا ہوں دریا اُچھال دیتا ہے

حضرت امام حسن کے علمی کمالات: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گہوارۂ علم میں پرورش پائی تھی اور بزرگ و برتر اسلاف کے علوم کے وارث بنے تھے۔ آپ کی روایت کی ہوئی حدیثیں جو کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں ان کی تعداد کل تیرہ ہیں۔ جب کہ وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وقت آپ کی عمر شریف صرف ساڑھے سات سال کی تھی۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے اصحاب علم میں کیا جاتا تھا۔ آپ کے حکیمانہ اقوال، پند و موعظت سے لبریز ہیں۔

ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ زندگی بسر کرنے کے اعتبار سے اچھی زندگی کون شخص بسر کر سکتا ہے تو آپ نے جواب دیا! وہ شخص جو اپنی زندگی میں دوسروں کو بھی شریک کرلے۔

پھر اس شخص نے سوال کیا کہ سب سے بری زندگی کس شخص کی ہے؟

تو آپ نے جواب میں فرمایا! جس شخص کے ساتھ کوئی دوسرا زندگی نہ بسر کر سکے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کے لئے کسی نااہل کی طرف رجوع کیا جائے یعنی کسی نااہل کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی بھائی کی حاجت پوری کر دینا میرے

نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔ (خلفائے راشدین، ص ۵۳۵)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے عمران بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ لکھی ہوئی ہے۔ آپ کے اہل بیت میں اس سے بہت خوشی ہوئی، لیکن جب یہ خواب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کے چند ہی دن رہ گئے ہیں۔ یہ تعبیر صحیح ثابت ہوئی اور بہت قریب زمانے میں آپ کو زہر دیا گیا۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہد میں ملا کر زہر دیا گیا۔

دوسری مرتبہ آپ کو کھجورں میں زہر کھلایا گیا۔

کھجوریں کھاتے ہی آپ کو سخت گھبراہٹ ہوئی، اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور رات بھر بیقرار رہے۔ صبح ہوتے ہی اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور شفاء کی التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی۔ اسی طرح پانچ مرتبہ آپ کو زہر ہلاہل دیا گیا اور آپ اپنے نانا جان شافی، نافی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے اور زہر کا اثر ختم ہو جاتا تھا لیکن چھٹی بار ہیرے کی کنی پسی ہوئی آپ کے پینے کے پانی کی صراحی میں ڈال دی گئی جس کا پانی پیتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ حلق سے ناف تک کٹ گیا اور قلب وجگر کے ٹکڑے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے جب حالت زیادہ نازک ہوئی اور زندگی کی امید نہ رہی، وصال شریف کے قریب آپ کی خدمت میں آپ کے پیارے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نام معلوم کر کے کیا کرو گے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا جس کے بارے میں میرا گمان ہے اگر حقیقت میں وہی زہر دینے والا ہے تو خدائے تعالیٰ بہتر بدلہ لینے والا ہے اور اس کی پکڑ بہت مضبوط ہے اور اگر میرا گمان غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ قتل کیا جائے۔

سبحان اللہ! حضرت امام کی کرامت اور منزلت کیسی بلند ہے کہ آپ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آنتیں کٹ کٹ کر نکل رہی ہیں۔ نزع کی حالت ہے مگر انصاف کا بادشاہ اس وقت بھی اپنی عدالت وانصاف کا نہ مٹنے والا نقش

صفحۂ تاریخ پر ثبت فرماتا ہے اس کی احتیاط اجازت نہیں دیتی کہ جس کی طرف گمان ہے اس کا نام بھی لیا جائے۔
وصال کے قریب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ برادر معظم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے چینی اور بے قراری بہت زیادہ ہے تو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے برادر محترم یہ بے چینی اور بے قراری کیسی ہے؟ آپ تو اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے بابا جان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نانی جان سیدہ خدیجہ اور امی جان سیدہ فاطمہ اور اپنے چچا حضرت حمزہ اور حضرت جعفر اور اپنے ماموں حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس جا رہے ہیں اور ان سے ملاقات کریں گے۔
وقت وصال آپ کی عمر شریف پینتالیس سال، چھ ماہ چند روز کی تھی۔ آپ نے پانچ ربیع الاول شریف ۴۹ھ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں مدفون ہوئے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔۔۔ ملخصاً (تاریخ الخلفاء، سوانح کربلا، ص ۶۱-۶۲)

حضرت امام حسن ہر دل عزیز تھے

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ہر دل عزیز اور امت کو پیارے تھے کہ آپ کے وصال پر صرف مدینہ منورہ ہی نہیں پورا عالم اسلام سوگوار ہو گیا تھا۔ مدینہ منورہ میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ بازار بند ہو گئے تھے، گلیوں میں سناٹا چھا گیا تھا، معمولات زندگی معطل ہو گئے تھے۔
آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ثعلبہ بن مالک جو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے جنت البقیع میں اتنا عظیم ازدہام نہ دیکھا کہ اگر سوئی پھینکی جاتی تو زمین پر نہیں بلکہ کسی کے سر پر گرتی۔ (الاصابہ فی الصحابہ، ج ۱، ص ۳۳۱)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کا یہ اثر تھا کہ وہ مسجد میں نالہ وزاری کرتے تھے اور باآواز بلند پکار پکار کر کہتے تھے۔
یٰاَیُّهَا النَّاسُ مَاتَ الْیَوْمَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَابْكُوْا۔
(تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۶۰)

یعنی آج خوب رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا محبوب دنیا سے چلا گیا۔
خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ محب اہل بیت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اے ایمان والو! پانچ ربیع الاول شریف میرے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر معظم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک یعنی عرس شریف کا دن ہے۔ اس عظیم تاریخ کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے بلکہ اس عظیم تاریخ میں محفل ذکر پاک کا انعقاد کریں اور آقا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں نذر ونیاز کا نذرانہ پیش کریں اور آپ کی بارگاہ سے بیشمار برکت ورحمت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے غلاموں میں قبول فرمائے اور آپ کا صدقہ ہمیں اور ہمارے بچوں اور تمام گھر کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

تیسرا جمعہ.......دوسرا بیان

فضائل سیدنا امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ط (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مملکت شہادت کے تاجدار اور گلستان علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پھول۔ آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت میں اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن وجمال کا روشن آئینہ تھے اور سیرت میں سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مظہر اتم تھے۔ آپ کا خلق خلق رسول تھا۔

آپ کا کردار، کردار رسول تھا۔ آپ کی ہر ہر ادا سے ادائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشبو آتی تھی۔

الغرض! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔

عاشق مصطفیٰ محبّ اہل بیت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

اور کسی عاشق نے کہا ہے۔

کونین میں بلند ہے رُتبہ حسین کا
فرش زمین سے عرش تک شہرہ حسین کا

بے مثل ہے جہاں میں کنبہ حسین کا
سلطان دوجہاں ہے ناناجان حسین کا

درود شریف:

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

نواسۂ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) باغ رسالت کے پھول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی، آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور آپ کے لئے دُعا کی۔ساتویں دن آپ کا نام حسین رکھا اور عقیقہ کیا۔

آپ کا پیار القب سبط رسول، اور ریحانۃ الرسول ہے اور آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبر وشبیر رکھا تھا اور انہیں کے نام شبر وشبیر پر جس کا معنی حسن وحسین ہے تو میں نے اپنے بیٹوں کا نام حسن وحسین رکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اور حدیث میں آتا ہے کہ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِسْمَانِ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ ۔ یعنی حسن اور حسین جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں۔اس سے پہلے کسی کا نام حسن اور حسین نہیں رکھا گیا۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۱۸، الشرف المؤبد ص ۷۰)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

اے ایمان والو! نواسۂ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) باغ علی وفاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مہکتے ہوئے پھول ہمارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ اور ان کی شان وشوکت کیا ہے؟ خوب غور سے سنئے۔

حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں

رسول اعظم نبی دو عالم اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَامِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا (ترمذی ج۲،ص۲۱۹،مشکوٰۃ،۵۷۱۔ برکات آل رسول،ص۱۳۴)
حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی مرد ہیں

ہمارے پیارے آقا نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (ایک روایت میں ہے) جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے۔ وہ حسین بن علی کو دیکھے۔ (نور الابصار،ص۱۱۳، برکات آل رسول،ص۱۳۴)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا عاشق حسین کے لئے

ہمارے سرکار نعمت و دولت والے نبی شفاعت و بخشش والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا میرا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ (اتنے میں دیکھا) کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور اپنے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کردیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے منہ کا بوسہ لیا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ (نور الابصار،ص۱۱۳، برکات آل رسول،ص۱۳۵)
یعنی اے اللہ تعالیٰ میں حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی حسین سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی محبت کر جو شخص حسین سے محبت کرے۔

اے ایمان والو! وہ شخص (سنی مسلمان) کتنا خوش نصیب ہوتا ہے جو میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہے اور ان کی محبت میں محفلیں منعقد کرتا ہے۔ کھچڑے پکاتا ہے۔ سبیلیں لگاتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا کتنا عظیم الشان بدلہ و صلہ پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص سے محبت فرماتے ہیں۔

درود شریف:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان مبارک کا چوسنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یَمَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمَصُّ الرَّجُلُ التَّمَرَ (نور الابصار، ص ١١٢، برکات آل رسول، ص ١٣٥)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعاب دہن کو چوستے ہوئے دیکھا جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے افضل ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا

هٰذَا اَحَبُّ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَهْلِ السَّمَاءِ الْیَوْمَ ۔ (برکات آل رسول، ص ١٣٥)

آج یہ یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے بیٹے کو امام حسین پر قربان کر دیا

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک دن اپنی گود میں دائیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور بائیں اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھائے ہوئے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو اپنے پاس بلالے گا۔ اب ان دونوں میں سے جسے آپ چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کی جدائی میں فاطمہ، علی کو تکلیف ہوگی اور مجھے بھی رنج ہوگا اور اگر ابراہیم کو رخصت کرتا ہوں تو زیادہ غم مجھے ہوگا۔ اس لئے مجھے اپنا غم پسند ہے۔ یعنی میرے نواسے حسین میرے پاس رہیں گے اور میرے بیٹے ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس واقعہ کے تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرحبا فرماتے پھر ان کی پیشانی کو چومتے اور لوگوں سے فرماتے کہ میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کردیا ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۳۰۵)

اے ایمان والو! میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نیک مرد اور صالح انسان ہیں جن پر ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربان کیا۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کے دین کی خاطر اپنے آل واولاد حتیٰ کہ پورے گھر کا گھر قربان کردیا۔

جس نے حق کربلا میں ادا کردیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا

گھر کا گھر سب سُپرد خدا کردیا
اُس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدل چل کر پچیس حج کیے۔ آپ بڑی فضیلت کے مالک تھے اور کثرت سے نماز، روزہ، حج، صدقہ اور دیگر امور خیر ادا فرماتے تھے۔ (ابن اثیر بحوالہ برکات آل رسول، ص ۱۴۵)

حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آغوش نبی میں

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اور اس میں کوئی چیز ابھری ہوئی تھی جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس میں ضرور کوئی چیز ہے جسے میں نہیں جانتا تھا جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوا۔ تو میں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ. آپ کی آغوش مبارک میں کیا چیز ہے؟ تو آپ نے کمبل مبارک کا گوشہ ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک گود میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جلوہ فرما ہیں۔ اور پھر آپ نے یہ فرمایا۔ ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا اِبْنَتِیْ۔ یہ دونوں میرے بیٹے اور

میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا (ترمذی، ج ۲، ص ۲۱۸، مشکوۃ، ص ۵۷۰)

اے اللہ میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو شخص ان دونوں سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما۔

حسنین جنتی جوانوں کے سردار ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (ترمذی ج ۲، ص ۲۱۸، مشکوۃ ص ۵۷۰)

حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حسن و حسین جنتی پھول ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب عراق کے لوگوں نے حالت احرام میں مکھی یا مچھر مارنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا ان اہل عراق کو دیکھو مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، حالانکہ انہوں نے نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قتل کیا ہے اور پھر انہوں نے بیان کیا:

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (بخاری، ج ۱، ص ۵۳۰)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے (حسن و حسین) یہ دونوں دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کی پشت انور پر کھیل رہے تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا آپ ان دونوں (یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھتے ہیں؟

فَقَالَ وَمَالِیْ لَا اُحِبُّھُمَا وَاِنَّھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۱۰)

تو فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جب کہ یہ دونوں یعنی حسن و حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

اور ایک روایت اس طرح ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَیَ مِنَ الدُّنْیَا (مشکوۃ، ص ۵۷۰)

بے شک حسن اور حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پیار و محبت کا یہ عالم تھا کہ فَیَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا (ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۰)

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان دونوں شہزادوں کو سونگھتے تھے اور اپنے سینۂ مبارک سے چمٹایا کرتے تھے۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ: حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے کہ دنیا میں سب لوگ اپنے بچوں کو پیار و محبت سے چومتے ہیں لیکن ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دونوں نواسے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں دنیا کے میرے پھول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے اور کھلی ہوئی ہے کہ پھول کو سونگھا جاتا ہے اس لئے میں اپنے ان دونوں پھولوں کو یعنی حسن و حسین کو سونگھا کرتا ہوں۔

خوب فرمایا آقائے نعمت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

درود شریف:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خطبہ کے وقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ دوران خطبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد میں آگئے۔ بچپن کا زمانہ تھا اور ابھی پوری طرح چلنا نہیں آتا تھا دونوں شہزادوں نے سرخ رنگ کا دھاری دار قمیص زیب تن کئے ہوئے تھے۔ چلتے تھے اور گر جاتے تھے جب آپ نے یہ منظر ملاحظہ فرمایا تو خطبہ روک کر منبر سے نیچے اُترے اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھایا پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی هٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثِرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُهُمَا

(ترمذی، ج۲، ص۲۲۱، مشکوٰۃ ص۶۳۲، البدایہ، ج۸، ص۲۰۵)

میں نے ان دونوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو مجھے گوارا نہ ہوا اس لئے خطبہ روک کر ان دونوں کو اٹھالیا۔

امام حسن اور امام حسین کے لئے سجدہ طویل کر دیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے میں تھے کہ

حسن وحسین آئے اور آپ کی پشت انور پر سوار ہو گئے، پس آپ نے (ان کی خاطر) سجدہ طویل کر دیا پھر عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا سجدہ کو طویل کرنے کا حکم آ گیا ہے۔

فَيَقُوْلُ اِرْتَحَلَنِىْ اِبْنِىْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهٗ (مجمع الزوائد، ج۹،ص۱۸۱)

تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں نہیں میرے بیٹے میری پشت پر (سجدے کی حالت میں) چڑھ گئے تھے تو میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں جلدی کروں (اس لئے سجدہ طویل کر دیا)

ایک دفعہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پشت انور پر سجدے کی حالت میں سوار ہو گئے تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس وقت تک سجدے میں رہے جب تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پشت اقدس سے خود نہ اتر گئے پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمارے ماں، باپ آپ پر قربان۔ کیا اب سجدہ کو طویل کرنے کا حکم آ گیا ہے یا آپ پر اس وقت وحی نازل ہو رہی تھی جو آپ نے اتنا طویل سجدہ ادا فرمایا۔ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ اِبْنِىْ اِرْتَحَلَنِىْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعَجِّلَهٗ حَتّٰى يَقْضِىَ حَاجَتَهٗ (المستدرک، ج۳،ص۱۶۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایسی کوئی وجہ نہیں تھی بلکہ وجہ یہ تھی کہ میرا بیٹا میرے اوپر سوار ہو گیا تھا میرے دل نے یہ پسند نہیں کیا کہ میں جلدی اٹھوں اور یہ گر جائے۔

سواری اچھی ہے تو سوار کتنا اچھا ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حسن اور حسین دونوں کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہیں تو میں نے کہا کتنی اچھی سواری تمہارے نیچے ہے۔

فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الْفَارِسَانِ (مجمع الزوائد، ج۹،ص۱۸۲)

پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے عمر) سواری اچھی ہے تو سوار کتنے اچھے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی پشت انور پر بٹھائے ہوئے ہیں اور آپ دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے۔

فَقَالَ وَنِعْمَ الرَّاكِبَانِ هُمَا ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے جابر) دونوں سوار کتنے اچھے ہیں۔ (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۰۸، البدایہ، ج ۸، ص ۳۶)

اے ایمان والو! وہ منظر کتنا پیارا ہوگا جب پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوش مبارک پر امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار تھے۔ اسی لئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روح پرور منظر دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کتنی اچھی سواری ہیں تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے عمر! سواری کتنی اچھی ہے تو یہ بھی دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں۔ گویا اگر سواری نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں تو سوار جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اگر سواری محبوب خدا ہیں تو سوار محبوب مصطفیٰ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

امام حسین کے لئے جنت سے جوڑے آنا

ماہ رمضان المبارک ختم ہونے کے قریب ہے۔ عید کا چاند نظر آنے والا ہے۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بچپن کا زمانہ ہے۔ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا گھر کے تمام کام کاج سے فارغ ہو کر نماز کے لئے مصلیٰ بچھاتی ہیں ادھر دونوں شہزادے اپنی پیاری ماں حضرت خاتون جنت کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں، اے امی جان! صبح عید کا دن ہے۔ مدینہ کے لوگوں کے بچے نئے نئے لباس پہنیں گے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسوں کے لئے نئے جوڑوں کا انتظام نہیں؟ کیا عید کے دن ہم نئے جوڑے نہیں پہنیں گے؟ بچوں کے سوال سے ماں کی ممتا تڑپ گئی۔ بچوں کو تسلی دے کر فرمایا۔ میرے بیٹو! فکر مت کرو تمہارے لئے بھی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) نئے جوڑوں کا انتظام ہو جائے گا

خاتون جنت حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عنایت میں دعا کے لئے دست سوال دراز کیا اور عرض کیا یا رحمٰن ورحیم مولیٰ! تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسوں نے مجھ سے نئے کپڑے مانگے ہیں۔ اے مولائے کریم ورحیم! میں نے تیرے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے ان سے وعدہ کر لیا ہے۔

اے میرے مولائے کریم! میں نے اپنے بچوں سے جو وعدہ کیا ہے اس کی لاج رکھ لے۔ نماز فجر کے بعد دعا مانگ کر جب فارغ ہوتی ہیں۔ تو کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ حضرت سیدہ نے پوچھا کون؟ دستک دینے والے نے جواب دیا، اہل بیت کا درزی ہوں، شہزادوں کے لئے نئے نئے کپڑے لے کر آیا ہوں، حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ سے وہ کپڑے لے لئے اور امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں شہزادوں کو پہنا دیئے۔ محبوب خدا پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اے میری پیاری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کپڑے کون لے کر آیا تھا؟ حضرت سیدہ نے عرض کیا ابا جان! آپ ہی بتا دیں، تو آپ نے فرمایا۔ وہ جبریل امین تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کے کپڑے لیکر حاضر ہوئے تھے۔ (روضۃ الشہداء، ص ۷۰)

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کُشتی

سید السادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بھائی بچپن میں ایک دوسرے سے کُشتی لڑ رہے تھے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھے ہوئے اپنے دونوں نواسوں کی کشتی کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے حسن! حسین کو پکڑ لو تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تعجب ہوا اور عرض کیا ابا جان! آپ بڑے سے فرما رہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لو تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میری بیٹی فاطمہ میں نے اس لئے فرمایا کہ دوسری جانب جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہیں اور وہ حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو تو میں نے حسن سے کہا کہ تم حسین کو پکڑ لو۔ (نور الابصار، ص ۱۱۴)

اے ایمان والو! سید الانبیاء اور سید الملائکہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کُشتی کیوں لڑائی؟ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج ہی تیاری مکمل کرا دی جائے تا کہ کربلا کے میدان میں جب حق کی حفاظت کے لئے اسلام کی بقاء کے لئے یزید اور یزیدیوں سے مقابلہ ہو اور باطل طاقت سے ٹکرانا پڑے تو نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے روبرو جو تیاری کرائی تھی وہ کام آ جائے۔

فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَةِ۔

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام
کتنے بکھرے ہوئے ہیں مدینے کے پھول
کربلا تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تختیاں

کَتَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ فِیْ لَوْحَیْنِ۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو تختیاں لکھیں اور دونوں بھائی آپس میں کہنے لگے کہ ہماری تحریر اچھی ہے تو فیصلہ کے لئے اپنے والد گرامی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے۔ آپ نے بڑے بڑے فیصلے فرمائے ہیں مگر یہ فیصلہ نہیں فرماتے ہیں، اس لئے کہ دونوں میں سے کسی کا دل نہ ٹوٹنے پائے اس لئے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنی ماں سیدہ فاطمۃ الزہرا کے پاس لے جاؤ۔ دونوں شہزادے اپنی امی جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا امی جان! آپ فیصلہ فرمادیں کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ حضرت سیدہ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس فیصلہ کو تم دونوں اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس لے جاؤ وہ بہتر فیصلہ فرمادیں گے۔ دونوں شہزادے اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں آگئے اور عرض کیا کہ نانا جان آپ فیصلہ فرمادیں کہ ہم دونوں میں سے کس کی تحریر اچھی ہے؟ سارے عالم کا فیصلہ فرمانے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غور وفکر کیا کہ اگر حسن کی تحریر کو اچھی کہوں گا تو حسین کا دل ٹوٹے گا اور اگر حسین کی تحریر کو اچھی کہوں گا تو حسن کو رنج ہوگا اور دونوں میں سے کسی کا بھی رنجیدہ ہونا مجھے گوارہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ جبرئیل امین علیہ السلام کریں گے حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوئے اور بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں اس کے حکم سے جنت کا ایک سیب لایا ہوں۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں اس جنتی سیب کو دونوں کی تختیوں پر گراؤں جس کی تختی پر سیب گرے گا فیصلہ ہوجائے گا کہ کس کی تختی کی تحریر اچھی ہے۔ دونوں تختیاں ایک جگہ پاس، پاس رکھی گئیں اور حضرت جبریل علیہ السلام نے دونوں تختیوں کے اوپر سے جنتی سیب کو گرایا۔ اللہ تعالیٰ

کے حکم سے سیب کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آدھا سیب ایک تختی پر اور دوسرا آدھا سیب دوسری تختی پر گرا۔ اس طرح اللہ تعالی نے فیصلہ فرمادیا کہ دونوں شہزادوں کی تختی کی تحریر اچھی ہے۔ اس فیصلے سے دونوں شہزادے خوش ہو گئے۔

(نزہۃ المجالس، ج۲، ص۴۶۰، بحوالہ امام نسفی)

امام حسین کے قدم کی خاک کی برکت

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ (جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے درمیان ہوتا ہے) مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ ایک مقام پر مدینہ منورہ کے چند بچے آپس میں کھیل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ان بچوں میں سے ایک لڑکے کو گود میں اٹھالیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور بہت پیار سے اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے جب اس منظر کو ملاحظہ کیا تو حیرت وتعجب سے بارگاہ اقدس میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیک والک وسلم ہمیں بڑا تعجب ہے کہ یہ کون لڑکا ہے؟ اس کو اس قدر پیار کرنے کا سبب کیا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس بچے کے ساتھ میرے پیار ومحبت کا سبب یہ ہے کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ یہ بچہ میرے پیارے حسین کے ساتھ کھیل رہا تھا اور میرے بیٹے حسین کے قدم کے نیچے کی دھول کو لیکر اپنی آنکھوں پر ملتا تھا۔ تو میں اسی دن سے اس لڑکے کو دوست رکھتا ہوں اور اس سے محبت کرتا ہوں اور کل قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ساتھ اس کے ماں، باپ کو بخشوا کر جنت میں داخل کروں گا۔ (مناصر الشہادتین، ص۱۱۳)

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت کرنے والے کی کل قیامت کے دن ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم شفاعت فرما کر اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اللہ تعالی میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے غلاموں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

امام حسین کے لئے ہرنی نے بچہ پیش کیا

ایک دن ہمارے حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے ایک صحابی ہرنی کا بچہ پکڑ کر لائے اور آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اسے قبول فرمایا اور وہ ہرنی کا بچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو عطا فرمادیا۔ آپ ہرنی کے بچہ کے ساتھ کھیلتے کھیلتے گھر پہونچے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ بھائی جان! ہرنی کا بچہ

مجھے دیدو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بھائی حسین مجھے نانا جان نے دیا ہے، تم بھی جاؤ نانا جان سے لے آؤ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا نانا جان! آپ نے بھائی حسن کو ہرنی کا بچہ عطا کیا ہے مجھے بھی ہرنی کا بچہ دیجئے۔ ہرنی کا بچہ طلب کرتے ہوئے قریب تھا کہ آپ رو پڑتے مگر دیکھتے کیا ہیں کہ جنگل کی طرف سے ایک ہرنی اپنے ایک بچہ کے ساتھ دوڑتی ہوئی چلی آرہی ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پہلا بچہ جس کو آپ کے صحابی پکڑ کر آپ کے پاس لائے وہ بھی میرا ہی بچہ ہے اب یہ دوسرا بچہ میں خود لے کر حاضر ہوئی ہوں اسے بھی قبول فرما کر امام حسین کو عطا فرمادیں۔ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اپنے بچوں کی جدائی تو برداشت کر سکتی ہوں لیکن آپ کے بیٹے حسین کا رونا میں گوارہ نہیں کر سکتی ہوں۔ (عناصر الشہادتین، ص ۱۱۶)

اے ایمان والو! ہمارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا شان ہے کہ جنگل کا جانور تک آپ سے محبت کرتا ہے ہائے رے یزید پلید تو کیسا بد بخت اور بد نصیب تھا کہ تو نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عشق و محبت کی بجائے ان کے گھر کو لوٹا۔ ان کے بیٹوں کو بھوکے، پیاسے رکھا اور پھر قتل کیا اور اپنا ٹھکانا جہنم بنایا۔

ہم حسینیوں کو یزید اور یزیدیوں سے کیا سروکار۔ جو شخص بھی جنت میں جانا چاہے تو جوانان جنت کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت جنت کی کنجی ہے۔

امام حسین کی شہادت کی خبر: شہیدوں کے قافلہ سالار، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستان میری

شیر خوارگی کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ام الفضل کو آپ کی شہادت کی خبر دی۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیارے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین کربلا میں خون بہانے کے لئے خون جگر یعنی دودھ پلایا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شہزادے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاک کربلا میں اسلام کی خاطر جان عزیز کو قربان کرنے کے لئے سینہ سے لگا کر پالا۔ رسول اللہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لئے بیابان میں سوکھا گلا کٹوانے اور مردانہ وار جان نذر کرنے کے لئے اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوش رحمت میں تربیت فرمایا۔ اس فرزند ارجمند

پیارے نواسے کی ولادت کی مسرت کے ساتھ شہادت کی خبر سن کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چشمان نبوت سے اشکوں کے موتی نچھاور ہوئے۔

باوجود اس کے کہ اس فرزند ارجمند پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر شہادت پاکر چشم مبارک سے اشک تو جاری ہو جاتے ہیں مگر نانا جان پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں کہ میرا پیارا حسین اس حادثہ ہائلہ یعنی قتل ہونے سے محفوظ رہے اور دشمنوں کے ہلاک و برباد ہونے کی بھی دعا نہیں فرماتے ہیں۔

اور نہ ہی والد گرامی حضرت مولیٰ علی اور نہ پیاری امی جان حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس خبر جانکاہ نے تو دل و جگر پارہ۔ پارہ کردیا ہے آپ کے قربان۔ بارگاہ حق میں اپنے اس فرزند حسین کے لئے دعا فرمادیجئے کہ ہر بلا و آفت دور ہو جائے۔ نہ ازواج مطہرات نہ صحابہ کرام سب شہادت کی خبر سنتے ہیں۔ مگر بارگاہ رسالت و نبوت میں کسی جانب سے بھی درخواست پیش نہیں ہوتی۔ اصل حقیقت یہ بات ہے کہ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے خون حسین کی ضرورت تھی اور مقام امتحان میں ثابت قدمی درکار ہے یہ محل عذر و تامل نہیں ایسے موقع پر جان سے دریغ کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب و جانباز مردوں کا شیوہ نہیں۔ اخلاص سے جانثاری عین تمنا ہے۔ دعائیں کی گئیں مگر یہ کہ میرا فرزند ارجمند حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام صفا و وفا میں صادق ثابت ہو۔ توفیق الٰہی مساعد رہے۔ مصائب و آلام کا ہجوم و انبوہ میرے حسین کے قدم کو پیچھے نہ ہٹا سکے۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے مقام پر پہونچے۔ حضرت مولیٰ علی نے بیان فرمایا یہاں ان شہداء کے اونٹ بندھیں گے، یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے، یہاں ان کے خون بہیں گے امام حسین اور ان کے ساتھی اس میدان میں شہید ہوں گے آسمان و زمین ان پر روئیں گے۔ ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولیٰ علی اور صحابہ کرام زمین کربلا کے چپہ چپہ سے آگاہ تھے۔ یہ شہادت کا کمال ہے ایسا اعلان عام ہوا اپنے پرائے سب جان جائیں، مقام بتادیا گیا ہو، وہاں کی مٹی شیشیوں میں رکھ لی گئی ہو۔ اس کے خون ہو جانے کا انتظار ہو اور شوق شہادت میں کمی نہ آئے۔ جذبۂ جانثاری روز افزوں ہوتا رہے۔ تمام چاہنے والے پہلے سے باخبر ہوں خود میرے امام کو بھی اپنی قربانی اور شہادت کی خبر ہے۔

پہاڑ بھی ہوتا تو اس خبر کی وحشت سے کانپ جاتا مگر کبھی وحشت و پریشانی میرے امام کے پاس نہیں پھٹکتی اور کوئی حرص و طمع جاہ و حشمت، تاج و حکومت غرضیکہ بڑی سے بڑی نعمت و دولت میرے امام کے راہ شہادت میں

دیوار نہ بن سکیں اور میرے امام کے پایہ استقلال کو ہلا نہ سکیں اور میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر ورضا کے ساتھ اپنے مولائے کریم کے لئے راہ شہادت کی تمام تیاریاں مکمل کرلیں۔ مردان خدا اور فرزندان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حصہ اور انہیں کا حصہ ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشہ لب بام ابھی

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

(اقبال)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ امام حسن اور امام حسین دونوں میرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا۔

یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اُمَّتَکَ تَقْتُلُ اِبْنَکَ ھٰذَا مِنْ بَعْدِکَ (صواعق محرقہ ،ص ۱۹۱، خصائص کبریٰ ،ج ۲،ص ۱۲۵)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم بے شک آپ کی امت آپ کے اس بیٹے یعنی حسین کو آپ کے بعد قتل کردے گی اور آپ کو وہاں کی مٹی دی۔ آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس میں رنج وبلا کی بو ہے پس آپ نے امام حسین کو اپنے سینے سے چمٹالیا اور روئے، پھر فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا (حسین) قتل ہوگیا ام سلمہ نے اس مٹی کو بوتل میں رکھ دیا تھا اور ہر دن اس مٹی کو دیکھتیں اور فرماتی تھیں جس دن یہ مٹی خون ہوجائے گی وہ دن عظیم دن ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دی وہ آیا تو امام حسین بھی آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کے کندھوں پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کو چوما اور پیار کیا، تو فرشتے نے کہا۔ کیا آپ حسین سے پیار ومحبت کرتے ہیں؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں حسین سے پیار کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا:

اِنَّ اُمَّتَکَ تَقْتُلُہٗ۔ (صواعق المحرقہ ،ص ۱۹۰، خصائص کبریٰ ،ج ۲،ص ۱۲۵)

بے شک آپ کی امت حسین کو قتل کردے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں حسین قتل کئے جائیں گے پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لیا اور اپنے کپڑے کے کونے میں باندھ لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم سنا کرتے تھے کہ حسین کربلا میں شہید ہوں گے۔

حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا۔

قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنُ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ یُقَالُ لَهَا كَرْبَلَا فَمَنْ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْیَنْصُرْهُ فَخَرَجَ اَنَسُ بْنُ الْحَارِثُ اِلٰی كَرْبَلَا فَقُتِلَ بِهَا مَعَ الْحُسَیْنِ ۔

(خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۲۵، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۹۹، دلائل النبوۃ، ابونعیم، ص ۴۸۶)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بیشک میرا بیٹا حسین قتل کر دیا جائے گا۔ اس زمین میں جس کو کربلا کہا جاتا ہے تو جو شخص تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ حسین کی مدد کرے تو انس بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مَا كُنَّا نَشُكُّ وَاَهْلُ الْبَیْتِ مُتَوَفِّرُوْنَ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ یُقْتَلُ بِالطَّفِّ (المستدرک، ج ۳، ص ۱۷۹، خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۲۶)

ہمیں اور اہل بیت کو اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا کہ (امام) حسین بن علی زمین طف یعنی کربلا میں شہید ہوں گے۔

اے ایمان والو! ان احادیث کریمہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کی خبر تھی۔

لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ وہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ جن کی رضا و خوشنودی چاہتا ہے۔ وہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن کی عظمتوں کا پرچم عرش کی بلندی پر لہرا رہا ہے وہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن کا حکم بحر و بر میں نافذ ہے۔ وہ محبوب رسول جن کو شجر و حجر سلام کرتے ہیں وہ محبوب رسول جن کا اشارہ پا کر چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے وہ محبوب رسول جن کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے۔ وہ محبوب رسول جن کی حکومت فرش سے عرش تک ہے وہ محبوب رسول دعا نہیں کرتے کہ یا اللہ میرے نواسہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم امتحان سے بچا لے۔

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنتی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کے بیٹے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان سب کو خبر ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں قتل کیے جائیں گے، شہید ہوں گے مگر کوئی بھی یہ دعا نہیں کرتا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ میرے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو

قتل ہونے اور آزمائش سے بچالے، بلکہ سب یہی دعا مانگتے نظر آتے ہیں کہ یا اللہ تعالیٰ قادر و قیوم مولیٰ۔ میرے حسین کو صبر دے اور اس آزمائش و امتحان میں کامیابی و سرفرازی عطا فرما۔

مخالف کا اعتراض

اے ایمان والو! کچھ لوگ جو رسول اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب ہیں اور بزرگوں کے مخالف و دشمن ہیں وہ لوگ اپنی بدعقیدگی اور اسلام و ایمان سے دوری کی وجہ سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل ہونے سے نہیں بچا سکے تو امت کے دیگر لوگوں کو کسی بلا و مصیبت سے کیا بچا پائیں گے تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل ہونے سے بچانے کی کوئی فکر ہی نہیں کی، بلکہ دعا بھی مانگی تو صبر اور استقامت کی۔

تو یہ اعتراض کرنا بالکل غلط ثابت ہوا کہ وہ اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل ہونے سے بچا نہیں سکے۔ اب رہی بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں یہ طاقت وقوت ہے یا نہیں؟ کہ وہ اپنے گھر والوں اور اپنی امت کو بلا و مصیبت سے بچا سکتے ہیں یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کا مظہر اتم ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بنایا ہے۔ اور سب سے عظیم بلا و بڑی مصیبت کی جگہ جہنم ہے۔ دنیا کی ہر بلا و مصیبت دوزخ کے عذاب کے سامنے ہیچ ہے۔ اور اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ باذن اللہ ہمارے سرکار دونوں عالم کے مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بروز قیامت اپنی امت کے تمام گنہگار ایمان والوں کو جہنم کے عذاب سے بچائیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ مگر بخشش کی شرط یہ ہوگی کہ امتی ایمان والا ہو چاہے کتنا ہی برا اور گنہگار کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

اور اگر امتی بے ایمان، غدار، وہابی، دیوبندی، تبلیغی ہے تو یقیناً ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس بے ادب و گستاخ امتی کو نہیں بچائیں گے اور اس کی مدد بھی نہیں فرمائیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

اور کچھ گستاخ اس طرح کی بھی باتیں کرتے نظر آتے ہیں کہ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ماننے والے، ان سے محبت والفت کرنے والے مدد کے لئے یا حسین، یا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پکارتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ جب امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میدان کربلا میں خود اپنی جان کی حفاظت نہیں کر سکے اور اپنے بھوکے، پیاسے گھر والوں اور ساتھیوں کو قتل ہونے سے نہیں بچا پائے تو یا حسین، یا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے والوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اور اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کی جان بچانے کی فکر ہی نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نانا جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دین اسلام کی حفاظت کی فکر کی تھی۔ اسی اہم مقصد کی تکمیل کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں تشریف لے گئے تھے۔ اپنی جان کو بچانے نہیں گئے تھے بلکہ اپنی جان کو دیکر اسلام بچانے گئے تھے۔

بچپن میں اپنے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے جو وعدہ کیا تھا اس وعدہ کو پورا کرنے گئے تھے۔ اور اس میں کامیابی حاصل کی اور شہادت عظمیٰ کے درجہ پر فائز ہوئے اور صبح قیامت تک کے لئے یزیدی فتنہ سے دین اسلام کو بچا کر زندہ اور تابندہ کر دیا۔

یزید ناپاک قتل کر کے خود مر گیا اور اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ہی رہا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل ہونے کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے مقصد میں کامیاب و بامراد ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

درود شریف:

حضرت امیر معاویہ صحابی ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں۔

اے ایمان والو! یزید ناپاک کی پلیدی اور ناپاکی کی وجہ سے اس کے باپ ہونے کے سبب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا نہ کہو اس لئے کہ وہ صحابی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی اور کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور صحابی وہ خوش نصیب مسلمان ہے جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا اور صحابی کا وہ درجہ ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی بڑا ولی اور قطب کیوں نہ ہو ان کے ادنیٰ درجہ کے برابر نہیں ہوسکتا۔

حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وَلَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَنَصِیْفَهٗ (مشکوۃ شریف، ص ۵۵۳)

یعنی تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو اور نہ بُرا کہو۔ اس لئے کہ تم میں سے اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ شخص ان کے کلو اور آدھا کلو گیہوں اور جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اور اسی طرح کی روایت ہے کہ جب ان کا ذکر کیا جائے تو ان پر نکتہ چینی نہ کرو اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے اور برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت (مشکوۃ شریف، ص ۵۵۴)

عاشق اہل بیت، محب صحابہ حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام امور میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور فرماتے ہیں وَالتَّحْقِیْقُ اَنَّهُمْ کُلُّهُمْ عُدُوْلٌ یعنی تحقیق یہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور ساری جنگیں اور اختلافات تاویل پر مبنی ہیں۔ ان کے سبب کوئی بھی عدالت سے خارج نہیں اس لئے کہ وہ سب مجتہد ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۲۸۲)

اور اسی طرح علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ لقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ القام الحجر میں اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ کسی صحابی کو گالی دینے والا فاسق ہے اگر اسے وہ حلال نہ جانے اور اگر وہ حلال جانے تو کافر ہے۔ (الشرف المؤبد، ص ۱۰۴)

اے ایمان والو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاریب یقیناً صحابی ہیں۔ ائمہ کرام ومحدثین عظام اور بزرگوں کے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ظاہر وثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام کو یا کسی ایک صحابی کو چاہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دینے والا ان کو برا کہنے والا اہل سنت میں سے نہیں ہے یقیناً ایسا شخص رافضی اور جہنمی ہی ہو سکتا ہے۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہے اس بحر بیکراں کے لئے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

١٤١٧

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت امام حسین کا مدینہ سے سفر

اور امام مسلم کی شہادت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (پ۲، رکوع ۳)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! کامل مومن اور مسلمان ہونا آسان نہیں ہے۔ بلا ومصیبت سے مقابلہ کرنا اور پھر کامیاب ہوجانا مشکل امر ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بلاشک وشبہ ایمان وکفر، حق وباطل، جنتی اور جہنمی، سچے اور جھوٹے کی پہچان تو امتحان وآزمائش کے میدان ہی میں ہوتی ہے اور ہر شخص کا امتحان اس کی عظمت وبزرگی کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے جس قدر اس کا دین وایمان بلند وبالا ہوتا ہے اسی قدر اس کا امتحان بھی بڑا اور سخت ہوتا ہے۔

چنانچہ ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ سخت امتحان انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے ان کے بعد صالحین کا پھر درجہ بدرجہ۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو شخص جتنی زیادہ قربانی پیش کرتا ہے اور ذلت اٹھاتا ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اسی قدر عزت و بزرگی بھی پاتا ہے۔

ہمارے آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرضی ہوئی کہ میرے پیارے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان اور ان کی آزمائش، عظیم اور سخت ہو تا کہ مقام شہادت بھی عظیم اور بلند و بالا ہو۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال اور یزید ناپاک کی حکومت

جب کوئی واقعہ ہونے والا ہوتا ہے تو اس کے ہونے کے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے اسباب اس طرح پیدا ہوئے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجب ۶۰ھ دمشق میں وصال فرمایا۔ آپ کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف چادر مبارک، قمیص شریف، موئے مبارک اور تراشہائے ناخن ہمایوں تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ازار شریف و چادر مبارک قمیص انور میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ (سوانح کربلا، ص ۷۵)

یزید پلید کی تخت نشینی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ان کا ناخلف اور ناپاک بیٹا یزید پلید تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس نے اپنی بیعت لینے کے لئے حکومت کے اطراف و جوانب میں خطوط روانہ کئے۔ مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عقبہ تھے۔ ان کو اپنے باپ کے وصال کی اطلاع کی اور لکھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو اور حسین بن علی۔ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پہلے بیعت لو، ان سب کو ایک لمحہ کی مہلت نہ دو۔

مدینہ طیبہ کا حاکم جب یزید ناپاک کی بیعت لینے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے یزید کے فسق و فجور اور ظلم و زیادتی کے سبب اس کی بیعت سے انکار فرما دیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ یزید ناپاک کی بیعت کا انکار اس کے غصہ و اشتعال کا سبب بنے گا اور ناپاک یزید میری جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ و دیانت داری نے اجازت نہیں دی کہ اپنی جان کی خاطر نا اہل کے ہاتھ پر بیعت کریں اور مسلمانوں کی تباہی اور دین و شریعت کی بے حرمتی کی پرواہ نہ کریں اور یہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نیک و صالح فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کس طرح ممکن تھا اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت یزید ناپاک کی بیعت کر لیتے تو یزید آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا اور آپ کے آرام و آسائش میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا بلکہ آپ کے پاس دنیا کی دولت کثرت سے جمع ہو جاتی لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا پھر نا ممکن ہوتا اور یزید کی ہر برائی اور بدکرداری کے جائز و حلال ہونے کے لئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سند بن جاتی اور دین و شریعت کا صحیح نقشہ مٹ جاتا۔ اسی وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعہ چار شعبان سنہ ۶۰ ھ کا ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۷۷)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ منورہ سے جدائی

حالات اس قدر خراب اور بگڑ چکے تھے کہ اس برکت و رحمت والے شہر پیارے مدینہ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ کے لئے جانا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ضروری ہو گیا۔

وہ مدینہ منورہ جہاں اطراف عالم سے مسلمان حاضر ہونے کی تمنا کریں۔ وہ مدینہ منورہ جس کو دیکھنے کے لئے مومن خواہش و آرزو کرے۔

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

مدینہ منورہ سے جانے کی تیاری مکمل ہو گئی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ اقدس پر آخری سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔

عشق و محبت والو امام حسین کے غلامو! ذرا سوچو تو سہی کہ جب ہمارے آقا حضرت امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضۂ اطہر پر اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو آخری سلام کے لئے حاضر ہوئے ہوں گے اس وقت میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت وکیفیت کا عالم کیا ہوگا۔ بلاشبہ نور ورحمت والی آنکھوں نے رنج وغم کے آنسوؤں کی برسات کی ہوگی اور عرض کیا ہوگا کہ میرے پیارے نانا جان میں آپ کا پیارا نواسہ حسین ہوں جس کو آپ کندھے پر بٹھایا کرتے تھے۔ جس کو آپ نے اپنی آغوش رحمت میں پالا تھا۔ آخری سلامی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اے میرے پیارے نانا جان آپ کا پیارا مدینہ چھوڑ رہا ہوں کہ میرا مدینہ میں رہنا کٹھن اور دشوار ہوگیا ہے۔ میں جارہا ہوں مجھے اجازت عطا ہو۔ اس وقت روضہ اطہر میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیا گزری اور بتی ہوگی۔ اور ان کا کیا حال ہوا ہوگا اس کا تصور عشق ومحبت والے ہی بیان کرسکتے ہیں۔

آہ ! آج کا دن کتنے غم ورنج کا ہے۔ زبان میں طاقت کہاں جس کو بیان کرسکے۔ یہی روضہ اطہر قرار دل اور کعبہ ایمان ہے جو ہمیشہ کے لئے چھوٹ رہا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا سب کچھ مدینہ میں ہے مگر آج وہ مدینہ منورہ سے جارہے ہیں اور ہمیشہ کے لئے جارہے ہیں۔ الوداع اے نانا جان الوداع کہتے ہوئے حسرت بھری نگاہ سے تربت اقدس کو دیکھتے اور روتے ہوئے رخصت ہوئے۔ پھر آپ اپنی مادر مہربان حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف پر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے

اے میری امی جان! یہ نازوں کا پالا تمہارا حسین، آج تم سے جدا ہونے اور آخری سلام کہنے آیا ہے۔ پھر آپ اپنے برادر اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور آخری سلام پیش کرکے۔ گھر والوں کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کوفیوں کے خطوط: خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ملک شام جو یزید ناپاک کا دارالسلطنت تھا اور وہاں کے باشندوں نے یزید کی بیعت قبول کرلی تھی اور اہل کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ ہی میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خطوط بھیج رہے تھے اور آپ کی تشریف آوری کی التجائیں کررہے تھے لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف طور پر انکار فرمادیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اور یزید ناپاک کا تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد عراق کے لوگوں نے اتفاق رائے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سو خطوط بھیجے اور ان خطوط میں اپنی نیازمندی وجذبات عقیدت واخلاص کا اظہار کیا اور آپ پر اپنی جان ومال فدا کرنے کی تمنا ظاہر کی۔

اگرچہ امام پاک کی شہادت کی خبر مشہور تھی اور کوفیوں کی بے وفائی کا پہلے بھی آپ کو تجربہ ہو چکا تھا مگر جب یزید ناپاک بادشاہ بن گیا اور اس کی حکومت وسلطنت دین کے لئے خطرہ تھی اور اس کی وجہ سے اس کی بیعت ناروا تھی اور وہ طرح طرح کی تدبیروں اور حیلوں سے چاہتا تھا کہ لوگ اس کی بیعت کریں ان حالات میں کوفیوں کا یہ پاس ملت یزید ناپاک کی بیعت سے دست کشی کرنا اور حضرت امام پاک سے طالب بیعت ہونا حضرت امام پاک پر لازم کرتا تھا کہ ان کی درخواست قبول فرمائیں، جب ایک قوم ظالم وفاسق کی بیعت پر راضی نہ ہو اور صاحب استحقاق اہل سے درخواست بیعت کرے اس پر اگر وہ ان کی استدعا قبول نہ کرے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اس قوم کو اس جابر ہی کے حوالہ کرنا چاہتا ہے۔ امام پاک اگر اس وقت کوفیوں کی درخواست قبول نہ فرماتے تو بارگاہ الٰہی میں کوفیوں کے اس مطالبہ کا امام پاک کے پاس کیا جواب ہوتا کہ ہم ہر چند در پے ہوئے مگر امام پاک بیعت کے لئے راضی نہ ہوئے بدیں وجہ ہم کو یزید ناپاک کے ظلم وتشدد سے مجبور ہو کر اس کی بیعت کرنا پڑی۔ اگر امام پاک ہاتھ بڑھاتے تو ہم ان پر جانیں فدا کرنے کے لئے حاضر تھے۔ یہ مسئلہ ایسا در پیش آیا جس کا حل بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ حضرت امام پاک ان کی دعوت پر لبیک فرمائیں۔ اگرچہ اکابر صحابہ کرام حضرت ابن عباس وحضرت ابن عمر وحضرت جابر وحضرت ابو سعید وحضرت ابو واقد لیثی وغیرہم حضرت امام پاک کی اس رائے سے متفق نہ تھے اور انہیں کوفیوں کے عہد ومواثیق کا اعتبار نہ تھا۔ امام پاک کی محبت اور شہادت امام پاک کی شہرت ان سب کے دلوں میں اختلاج پیدا کر رہی تھی۔ گو کہ یہ یقین کرنے کی بھی کوئی وجہ نہ تھی کہ شہادت کا یہی وقت ہے اور اسی سفر میں یہ مرحلہ در پیش ہوگا لیکن اندیشہ مانع تھا۔ حضرت امام پاک کے سامنے مسئلہ کی یہ صورت در پیش تھی کہ اس استدعا کو روکنے کے لئے عذر شرعی کیا ہے۔ ادھر ایسے جلیل القدر صحابہ کے شدید اصرار کا لحاظ، اور کوفہ والوں کی استدعا رد نہ فرمانے کے لئے کوئی شرعی عذر نہ ہونا حضرت امام پاک کے لئے نہایت پیچیدہ مسئلہ تھا جس کا حل بجز اس کے کچھ نظر نہ آیا کہ پہلے حضرت امام مسلم کو بھیجا جائے۔ اگر کوفیوں نے بدعہدی وبے وفائی کی تو عذر شرعی مل جائے گا اور اگر وہ اپنے عہد پر قائم رہے تو صحابہ کو تسلی دی جا سکے گی۔ (سوانح کربلا، ص ۹۷)

حضرت امام مسلم کی کوفہ کو روانگی

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب بنا کر کوفہ کو روانہ فرمایا، اور کوفہ والوں کو تحریر فرمایا کہ تمہاری التجا واستدعا پر ہم امام مسلم کو اپنا نائب بنا کر تمہارے پاس بھیج رہے ہیں

تم لوگوں پر ان کی نصرت وحمایت لازم ہے۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے محمد اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بہت کم عمر تھے اور اپنے باپ کے بہت پیارے بیٹے تھے اس سفر میں اپنے مہربان باپ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ (سوانح کربلا، ص۸۰)

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ پہونچ کر مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا۔ کوفہ والے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آرہے تھے اور ایک ہفتہ کے اندر بارہ ہزار کوفیوں نے آپ کے دست مبارک پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کے لوگوں کی گرویدگی وعقیدت دیکھ کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں خط لکھ دیا کہ یہاں کے حالات بہتر ہیں اور التماس کیا کہ آپ جلد تشریف لے آئیں تاکہ بندگان خدا یزید ناپاک کے شر سے محفوظ رہیں اور دین حق کی تائید ہو۔ مسلمان امام حق کی بیعت سے مشرف وفیضیاب ہو سکیں۔

کوفہ والوں کا جوش وجذبہ دیکھ کر حضرت نعمان بن بشیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کوفہ کے گورنر تھے۔ کوفہ کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا اے لوگو سن لو! یہ بیعت یزید کی مرضی کے خلاف ہے اور وہ اس پر بہت بھڑکے گا اور فتنہ فساد کرے گا۔ حضرت نعمان بن بشیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دے کر ضابطہ کی کارروائی پوری کر کے بیٹھ گئے اور اس معاملہ میں آگے کسی قسم کی کارروائی نہ کی۔

مسلم یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ (یہ لوگ یزید کے طرفدار تھے) نے یزید ناپاک کو اطلاع دی کہ حضرت امام مسلم بن عقیل تشریف لائے ہیں اور کوفہ والوں میں ان کی محبت وعقیدت کا جوش بڑھ رہا ہے۔ ہزاروں کوفی ان کے ہاتھ پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر چکے ہیں اور کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر نے اب تک کوئی کارروائی ان کے خلاف نہیں کی۔ نہ ان پر سختی کی اور نہ کوئی تدبیر عمل میں لائے۔ یزید ناپاک نے یہ خبر سنتے ہی نعمان بن بشیر کو ان کے عہدہ سے برخواست کر دیا اور ان کی جگہ عبید اللہ بن زیاد جو بصرہ کا گورنر تھا اسے کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ عبید اللہ بن زیاد بڑا مکار اور عیار تھا۔ وہ بصرہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنی فوج کو قادسیہ میں چھوڑا اور خود حجازیوں کا لباس پہن کر اونٹ پر سوار ہو کر اور چند آدمیوں کو ساتھ لیکر رات کے اندھیرے میں مغرب وعشاء کے درمیان اس راستہ سے کوفہ شہر میں داخل ہوا جس راستے سے مکہ کے لوگ آیا کرتے تھے اس مکاری اور عیاری سے

اس کا مطلب یہ تھا کہ ایسے طور پر شہر میں داخل ہونا چاہئے کہ کوفہ کے لوگ عبیداللہ بن زیاد کو پہچان نہ سکیں اور کوفہ والے یہ سمجھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تا کہ وہ بے خطر امن وعافیت کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عبیداللہ بن زیاد کی اس مکاری اور عیاری سے کوفہ کے لوگ دھوکا میں آ گئے۔

اہل کوفہ جن کو ہر لحہ اور ہر آن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کا بڑی بے صبری سے انتظار تھا۔ انہوں نے دھوکہ کھایا اور رات کے اندھیرے میں حجازی لباس اور مکہ شریف سے آنے والے راستے سے آتا دیکھ کر سمجھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ نعرہ ہائے مسرت بلند کئے گرد و پیش مرحبا کہتے چلے۔

مَرْحَبًا بِکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَقَدِمْتَ خَیْرَ مَقْدَمٍ۔ کا شور مچا یا یہ مردود تو دل میں جلتا رہا اور اس نے اندازہ کر لیا کہ کوفیوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار ہے اور ان کے دل ان کی طرف مائل ہیں مگر اس وقت کی مصلحت سے خاموش رہا تا کہ ان پر اس کا مکر نہ کھل جائے یہاں تک کہ دار الامارۃ میں داخل ہو گیا۔ اس وقت کوفہ والے یہ سمجھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تھے بلکہ مکار عبیداللہ بن زیاد اس فریب اور دھوکا کے ساتھ آیا اور انہیں حسرت ومایوسی ہوئی۔ رات گزار کر صبح کو عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ والوں کو جمع کیا اور حکومت کا پروانہ پڑھ کر سب کو سنایا اور یزید ناپاک کی مخالفت سے ڈرایا اور دھمکایا۔ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے حضرت امام مسلم کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہانی بن عروہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ عبیداللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو ایک فوج کے ساتھ ہانی بن عروہ کے مکان پر بھیجا اور اس کی فوج نے ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیا اور ان کو قید کر لیا گیا۔ کوفہ کے تمام روساء وعمائدین کو بھی قلعہ میں نظر بند کر دیا۔

عبیداللہ بن زیاد کا محاصرہ: حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر پا کر باہر تشریف لائے اور آپ نے اپنے چاہنے والوں کو آواز دی۔ جوق در جوق لوگ آنے لگے اور چالیس ہزار لوگوں نے آپ کے ساتھ شاہی محل کو گھیر لیا۔ صورت بن آئی تھی حملہ کرنے کی دیر تھی اگر حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حملہ کرنے کا حکم دے دیتے تو اسی وقت قلعہ فتح ہو جاتا اور ابن زیاد مکار اور اس کے ساتھی حضرت امام مسلم کے ہاتھ میں گرفتار ہو جاتے اور یہی لشکر سیلاب کی طرح امنڈ کر یزیدیوں کو تباہ وبرباد کر ڈالتا اور یزید ناپاک کو جان بچانے کے لئے کوئی راہ نہ ملتی۔ نقشہ تو یہی جما تھا مگر کار بدست کارکنان قدرت است یعنی بندوں کا سوچا کیا ہوتا ہے۔

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ تو کر لیا اور باوجود یہ کہ کوفیوں کی بدعہدی اور ابن زیاد کی

مکاری وفریب کاری اور یزید ناپاک کی عداوت پورے طور پر ثابت ہو چکی تھی۔ پھر بھی آپ نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم نہ دیا اور ایک عدل وانصاف والے بادشاہ کے نائب کی حیثیت سے آپ نے انتظار فرمایا کہ پہلے گفتگو سے قطع حجت کرلیا جائے اور صلح کی صورت پیدا ہو سکے تو مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہونے دی جائے آپ اپنے اس پاک ارادہ سے انتظار میں رہے اور اپنی احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ دشمن نے اس وقفہ یعنی مہلت سے فائدہ اٹھالیا اور کوفہ کے روساء و عمائدین یعنی بڑے بڑے لوگوں کو جن کو ابن زیاد بدنہاد نے پہلے سے قلعہ میں بند کر رکھا تھا۔ انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور زیر اثر لوگوں کو مجبور کر کے حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت سے علیحدہ کر دیں۔ یہ لوگ ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ میں قید تھے اور جانتے تھے کہ اگر ابن زیاد بدنہاد کو شکست بھی ہوئی تو وہ قلعہ فتح ہونے تک ان کا خاتمہ کردے گا۔ اس خوف سے وہ سب گھبرا کر اٹھے اور انہوں نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر اپنے رشتہ دار متعلقین سے گفتگو کی اور انہیں حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑ دینے پر انتہا درجہ کا زور دیا اور بتایا کہ علاوہ اس بات کے کہ حکومت تمہاری دشمن ہو جائے گی یزید ناپاک تمہارے بچہ بچہ کو قتل کر ڈالے گا۔ تمہارے مال لٹوا دے گا۔ تمہاری جاگیریں اور مکان ضبط ہو جائیں گی۔ یہ اور مصیبت ہے کہ اگر تم لوگ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے تو ہم جو ابن زیاد کے ہاتھ میں قید ہیں قلعہ کے اندر مارے جائیں گے۔ اے لوگو! اپنے انجام پر نظر ڈالو۔ ہمارے حال پر رحم کرو۔ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ یہ حیلہ کامیاب ہوا اور حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر منتشر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ بوقت شام حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں جس وقت مغرب کی نماز شروع کی تو آپ کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ تمناؤں کے اظہار اور التجاؤں کے طومار سے جس عزیز مہمان کو بلایا تھا اس کے ساتھ یہ وفا ہے کہ وہ تنہا ہیں اور ان کی رفاقت کے لئے کوئی ایک بھی موجود نہیں۔ کوفہ والوں نے حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑنے سے پہلے غیرت وحمیت سے قطع تعلق کیا اور انہیں ذرا پرواہ نہ ہوئی کہ قیامت تک تمام عالم میں ان کی بے ہمتی کا شہرہ رہے گا اور اس بزدلانہ بے مروتی اور نامردی سے وہ رسوائے عالم ہوں گے۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غربت ومسافرت میں تنہا رہ گئے۔ کدھر جائیں۔ کہاں قیام کریں۔ حیرت ہے کوفہ کے تمام مہمان خانوں کے دروازے مقفل تھے۔ جہاں سے ایسے محترم مہمانوں کو مدعو کرنے خطوط اور رسائل کا تانتا باندھ دیا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے ساتھ ہیں۔ کہاں انہیں لٹائیں۔ کہاں سلائیں۔ کوفہ کے وسیع خطہ میں دو چار گز زمین حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شب گزارنے کے لئے نظر نہیں آتی۔ اس وقت حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد آتی ہے اور دل تڑپا

دیتی ہے وہ سوچتے ہیں کہ میں نے امام حسین کی جناب میں خط لکھا۔ تشریف آوری کی التجا کی ہے۔ اور اس بدعہد قوم کے اخلاص وعقیدت کا ایک دل کش نقشہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور پیش کیا ہے اور تشریف آوری پر زور دیا ہے۔ یقیناً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری التجا رد نہ فرمائیں گے اور یہاں کے حالات سے مطمئن ہو کر مع اہل وعیال چل پڑیں گے۔ یہاں انہیں کیا مصائب پہونچیں گے اور چمن زہرا کے جنتی پھولوں کو اس بے مہری کی تپش کیسی گزند پہونچائے گی یہ غم الگ دل کو گھائل کر رہا تھا اور اپنی تحریر پر شرمندگی وانفعال اور حضرت امام حسین کے لئے خطرات علیحدہ بے چین کر رہے تھے اور موجودہ پریشانی جدا دامن گیر تھی۔ (سوانح کربلا،ص ۸۴)

حضرت امام مسلم پیاس کی حالت میں

اس حالت میں حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیاس معلوم ہوئی۔ ایک گھر سامنے نظر آیا جہاں طوعہ نامی ایک عورت موجود تھی اس سے پانی مانگا۔ اس عورت نے پہچان لیا اور پانی پیش کیا۔ اور اپنی سعادت سمجھ کر آپ کو اپنے مکان میں فروکش کیا۔ اس عورت کا بیٹا محمد ابن اشعث کا گرگا تھا۔ اس نے فوراً ہی اس کو خبر کردی اور اس نے ابن زیاد بدنہاد کو اس پر مطلع کیا۔ عبیداللہ بن زیاد نے عمرو بن حریث کوفہ شہر کے کوتوال اور محمد بن اشعث کو بھیجا۔ ان دونوں نے ایک لشکر کو ساتھ لیکر طوعہ کے گھر کو گھیر لیا اور چاہا کہ حضرت امام مسلم کو گرفتار کرلیں۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر نکلے اور مجبوراً آپ نے ان ظالموں سے مقابلہ کیا۔ ان ظالموں نے دیکھا کہ حضرت امام مسلم ان کی فوج پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے شیر ببر بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کرتا ہے۔ آپ کے شیرانہ حملوں سے ظالموں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ ان میں سے بعض مارے گئے اور بے شمار زخمی ہو گئے۔ ان ظالموں، بے وفاؤں کو معلوم ہو گیا کہ مولیٰ علی شیر خدا کے میدان کے ایک جوان سے مقابلہ آسان نہیں ہے۔

اب یہ تجویز کی کہ کوئی چال چلنی چاہئے اور کسی فریب سے حضرت امام مسلم پر قابو پانے کی کوشش کی جائے۔ یہ سوچ کر امن وصلح کا اعلان کردیا۔ اور حضرت امام مسلم سے عرض کیا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہم آپ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ مدعا صرف اس قدر ہے کہ آپ ابن زیاد جو شہر کوفہ کا والی ہے اس کے پاس تشریف لے چلیں اور اس سے گفتگو کر کے معاملہ طے کرلیں۔ حضرت امام مسلم نے فرمایا میں خود جنگ وجدال کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں اور جس وقت میرے ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تھا اس وقت بھی میں نے جنگ نہیں کی۔ اور میں انتظار کرتا رہا کہ ابن زیاد گفتگو کر کے کوئی صلح کی صورت پیدا کرے اور قتل وخونریزی نہ ہونے پائے۔

حضرت امام مسلم کی شہادت

چنانچہ ان ظالموں بے وفاؤں نے مکروفریب سے کام لیکر حضرت امام مسلم اور ان کے ننھے ننھے دونوں صاجزادوں کو عبید اللہ بن زیاد بدنہاد کے پاس شاہی محل میں لے گئے اور عبید اللہ بن زیاد بدنہاد نے پہلے ہی سے شاہی محل کے دونوں دروازوں کی آڑ میں آدمیوں کو تیغ وتلوار کے ساتھ کھڑا کر رکھا تھا اور انہیں حکم دیدیا تھا کہ حضرت امام مسلم جیسے ہی دروازہ کے اندر داخل ہوں۔ ایک دم دونوں طرف سے ان پر وار کیا جائے۔ حضرت امام مسلم اس مکاری وعیاری سے بے خبر اور ناواقفیت کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور آپ یہ آیت کریمہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ پڑھتے ہوئے شاہی محل کے دروازے میں داخل ہوئے۔ داخل ہونا تھا کہ ظالموں نے دونوں طرف سے تلواروں کے وار کئے اور بنی ہاشم کا مظلوم مسافر اعدائے دین کی بے رحمی سے شہید ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ (سوانح کربلا ص ۸۵۔۸۶)

حضرت امام مسلم کے دونوں بچوں کی شہادت

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھے ننھے دونوں صاجزادے محمد اور ابراہیم آپ کے ساتھ تھے انہوں نے اس بے کسی کی حالت میں اپنے مہربان باپ کا سران کے مبارک تن سے جدا ہوتے ہوئے دیکھا۔ چھوٹے۔ چھوٹے بچوں کے دل غم ورنج سے پھٹ گئے اور وہ اس صدمہ میں بید کی طرح لرزنے اور کانپنے لگے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو دیکھتا تھا اور ان کی سرگیں آنکھوں سے خون کے آنسو جاری تھے لیکن اس معرکۂ ظلم وستم میں کوئی ان ننھے ننھے بچوں پر رحم کرنے والا نہ تھا۔ ستمگاروں نے ان نونہالوں کو بھی تیغ ستم سے شہید کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ اور ہانی کو قتل کر کے سولی پر چڑھایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ ان تمام شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا اور بے حیائی کے ساتھ کوفیوں نے اپنی سنگ دلی اور مہمان کشی کا عملی طور پر مظاہرہ کیا۔ یہ واقعہ ۳؍ ذی الحجہ ۶۰ کا ہے اسی روز حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (سوانح کربلا ص ۸۶)

اے ایمان والو! کوفہ والوں کی اس بدعہدی، دغابازی اور بے وفائی پر قیامت تک آنے والی نسل انسانی

نفرت وملامت کرتی رہے گی کہ ایسے معزز ومحترم مہمان کو جسے بڑی بڑی تمناؤں اور التجاؤں کے ساتھ ڈیڑھ سو خطوط بھیج کر بلایا اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کی نصرت وحمایت کا محکم وعدہ کیا اور پھر اس طرح اسے بیکسی وبے بسی کے عالم میں خونخوار دشمنوں کے حوالہ کر دیا۔ ان کو اور ان کے چھوٹے چھوٹے دونوں بچوں کو کوفیوں کے سامنے تیغ ظلم سے ذبح کر دیا گیا اور یہ بے حیا وبے غیرت قوم ان مظلوموں کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کوچہ وبازار میں پھرانے کا تماشا دیکھتی رہی۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

﴿۱﴾

محرم الحرام

چوتھا جمعہ...دوسرا بیان

صبر و رضا کے پیکر

حضرت سیدنا امام حسین کی شہادت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ۲، رکوع ۳)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

دشت بلا کو عرش کا زینہ بنادیا
جنگل کو مصطفیٰ کا مدینہ بنا دیا

ہر ذرے کو نجف کا نگینہ بنادیا
تو نے حسین مرنے کو جینا بنادیا

اور کسی عاشق نے کہا ہے۔

جو دہکتی آگ کے بستر پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے دنیا کو دھویا وہ حسین

جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسین

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کردیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کردیا

درود شریف:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ روانہ ہوئے

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آنے کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درخواست قبول فرمالینے میں کسی طرح کی تشویش وتردد کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی تھی۔ ظاہر میں شکل تو یہ تھی اور حقیقت میں قضا وقدر کے فرمان نافذ ہو چکے تھے۔ تقدیر کا لکھا ہوا مٹتا نہیں۔

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

آپ کی شہادت کا وقت نزدیک آچکا تھا۔ شہادت کا جذبۂ شوق دل کو کھینچ رہا تھا۔ فداکاری کے ولولوں نے دل کو بے تاب کردیا تھا اسی لئے تو شہادت کی کشش میدان کربلا کی جانب کھینچے لئے جارہی تھی۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال کچھ اس طرح تھا۔

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے طاقت مجھ میں
عشق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

اکابر صحابہ کرام علیہم الرحمہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سفر سے روکنے کے لئے بہت ہی منت وساجت کرتے رہے کہ آپ مکہ مکرمہ سے کوفہ تشریف نہ لے جائیں مگر ان سب کی کوششیں ناکام رہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ جانے کے لئے پختہ ارادہ فرمالیا اور ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب اور غلاموں کل بیاسی نفوس قدسیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے عراق کے لئے روانہ ہو گئے۔ (سوانح کربلا، ص ۸۶)

کربلا جانے والے اہل بیت: اے ایمان والو! اس سفر میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین بیٹے آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت علی اوسط جن کو امام زین العابدین کہتے ہیں۔ یہ حضرت شہر بانو کے بطن سے تھے۔

اس وقت ان کی عمر بائیس سال تھی اور علیل تھے۔ حضرت امام کے دوسرے صاحبزادے حضرت علی اکبر تھے جو یعلی بنت ابی مرہ کے بطن سے ہیں۔ ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی یہ کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت امام کے تیسرے بیٹے جنہیں حضرت علی اصغر کہتے ہیں ان کی ماں قبیلہ بنی قضاعہ سے تھیں۔ یہ شیر خوار بچے تھے۔ حضرت امام کی ایک صاحبزادی حضرت سکینہ بھی ساتھ تھیں جن کی عمر سات برس کی تھی ان کی ماں کا نام رُباب بنت امرء القیس تھا۔ حضرت سکینہ کی نسبت حضرت قاسم کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور کربلا میں حضرت قاسم کے ساتھ ان کے نکاح ہونے کی جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں آپ کے ساتھ تھیں ایک حضرت شہر بانو، دوسری حضرت علی اصغر کی والدہ ماجدہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار نوجوان صاحبزادے (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت عبداللہ (۳) حضرت عمر (۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ فرزند (۱) حضرت عباس بن علی (۲) حضرت عثمان بن علی (۳) حضرت عبداللہ بن علی (۴) حضرت محمد بن علی (۵) اور حضرت جعفر بن علی حضرت امام پاک کے ساتھ تھے کربلا میں شہید ہوئے۔ اور حضرت عقیل کے بیٹوں میں حضرت مسلم تو اپنے دونوں بیٹے حضرت محمد اور حضرت ابراہیم کے ساتھ پہلے ہی کوفہ میں شہید کردیئے گئے تھے اور تین بیٹے (۱) حضرت عبداللہ (۲) حضرت عبدالرحمٰن (۳) حضرت جعفر امام پاک کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ اور حضرت جعفر طیار کے دو پوتے حضرت محمد اور حضرت عون کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبداللہ بن جعفر ہے۔ حضرت محمد اور حضرت عون امام پاک کی حقیقی بہن حضرت زینب بنت علی کے بیٹے اور امام پاک کے بھانجے ہیں۔ اہل بیت میں سے کل سترہ حضرات حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور حضرت امام زین العابدین (بیمار) اور دوسرے کم عمر شہزادگان جیسے حضرت عمر بن حسن اور حضرت محمد بن عمر بن علی قیدی بنائے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (سوانح کربلا۔ ص ۸۷)

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت تیزی کے ساتھ سفر فرما رہے تھے۔ راستہ میں بشیر بن غالب اسدی سے ملاقات ہوئی جو کوفہ سے مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ امام پاک نے ان سے کوفہ کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل کوفہ کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ حضرت امام پاک نے فرمایا سچ ہے۔ اور آگے راستہ میں عرب کا مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی اس نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ بہرحال حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سفر جاری رکھا کہ بطن الرمہ نام کے مقام سے آگے بڑھے تو عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے امام پاک کی بہت منت وسماجت کی کہ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں وہاں آپ کو یقیناً شہید کردیا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لَنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (پ۱۰، رکوع ۱۳)

ہمیں وہی مصیبت پہونچ سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمادی ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۹۰)

حضرت امام مسلم کی شہادت کی خبر

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منزل بہ منزل سفر فرماتے ہوئے چلے جارہے تھے اور اب تک کوفہ میں امام مسلم کی شہادت اور وہاں کے بدلے ہوئے بے وفا حالات سے بالکل ہی بے خبر تھے کہ منزل ثعلبیہ پر بکیر اسدی سے ملاقات ہوئی جو کوفہ سے آرہے تھے۔ انہوں نے امام پاک کے قدموں کا بوسہ لیکر کوفہ کے بدترین حالات سے حضرت امام پاک کو آگاہ کیا اور حضرت امام مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت اور دردناک حالات کو بیان کیا۔ حضرت امام پاک کوفیوں کی غداری اور عہد شکنی کی داستان سن کر حیران وپریشان رہ گئے۔

حضرت امام مسلم اور ان کے فرزندوں کی شہادت اور کوفیوں کی بے وفائی اور بدعہدی کا حال سن کر بعض لوگوں نے کہا کہ اے امام پاک یہیں سے واپس تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضرت امام پاک نے واپسی کا ارادہ فرمالیا مگر حضرت امام مسلم کے بھائیوں نے رو رو کر عرض کیا کہ اے امام بھائی مسلم کی ایسی دردناک اور مظلومانہ شہادت کے بعد ہم لوگ واپس نہیں جائیں گے بلکہ خون ناحق کا بدلہ لیں۔ آپ نے یہ بات سن کر واپسی کا اردہ ترک کردیا اور قافلہ آگے چل پڑا۔ (طبری، ج ۲، ص ۲۲۷)

اسی طرح قافلہ آگے بڑھتا رہا جب امام پاک مقام زبالہ میں پہونچے تو اس جگہ پر آپ نے قافلہ والوں سے فرمایا کہ ہمیں دردناک خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل شہید کردیئے گئے اور ہماری اطاعت کے دعویداروں نے ہمیں چھوڑ دیا۔ لہٰذا جو شخص تم سے چاہے وہ واپس چلا جائے ہماری طرف سے اس پر کوئی الزام نہیں۔

کچھ عرب کے لوگ جو راستہ میں امام پاک کے ساتھ ہوگئے تھے اس اعلان کے سنتے ہی سب دائیں، بائیں اور ادھر ادھر روانہ ہوگئے اور زیادہ تر وہی لوگ باقی رہ گئے جو مدینہ منورہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے۔ (طبری، ج ۲، ص ۲۲۷)

حُر اور ایک ہزار کا لشکر: جب امام پاک کوہ ذی حشم میں پہونچ کر خیمہ زن ہوئے تو محرم شریف ۶۰ھ کی پہلی تاریخ تھی کہ

حُر بن یزید ریاحی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ آپ کا راستہ روک کر کھڑا ہوا ہے۔ حُر نے حضرت امام پاک کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے کوفہ کے یزیدی گورنر عبید اللہ بن زیاد نے آپ کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ معذرت بھی پیش کی کہ خدا گواہ ہے کہ میں بادل ناخواستہ آیا ہوں اور مجھے آپ کی مقدس بارگاہ میں بال کے برابر بھی بے ادبی اور گستاخی گوارہ نہیں ہے لیکن میں ابن زیاد ظالم حاکم کے حکم سے مجبور و لاچار ہوں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے حُر! میں اس شہر کوفہ میں خود بخود نہیں آیا ہوں بلکہ کوفہ والوں نے مجھے ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر بلایا ہے اور یہ خطوط اکثر انہیں لوگوں کے ہیں جو اس وقت تمہارے اس لشکر میں میری گرفتاری کے لئے آئے ہیں۔

حُر نے قسم کھا کر کہا واللہ! مجھ کو اس کا کچھ بھی علم نہیں ہے کہ آپ کے پاس کب خطوط بھیجے گئے؟ اور کن کن لوگوں نے خطوط بھیجے؟ اور میں نہ آپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ واپس لوٹ سکتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت امام پاک نے خطوط کا تھیلا اُلٹ دیا اور فرمایا کہ دیکھ لو۔ یہ خطوط موجود ہیں ان کو پڑھ لو۔ ان کے دستخط اور مہریں دیکھ لو۔

پھر آپ نے نام لے لے کر پکارا کہ اے شیث بن ربعی، اے قیس بن اشعث! اے زید بن حارث! سچ سچ بولو کیا تم لوگوں نے خطوط لکھ لکھ کر اور قسمیں دے دے کر مجھے نہیں بلایا ہے؟ امام پاک کی پکار سن کر یہ سب بے حیا اور نابکار شرم سے گردنیں جھکائے کھڑے رہے اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتمام حجت کے لئے یہ بھی فرمایا کہ بہر حال اے کوفیو! اگر تم لوگ اپنے عہد و پیمان پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر میں قدم رکھوں ورنہ میں اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ میں یہیں سے اپنے وطن کو واپس چلا جاؤں۔ (طبری، ج۲، ص۲۳۲)

میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو ابھی حُر سے ہو ہی رہی تھی، کہ ایک شخص سانڈنی پر سوار ہو کر بڑی تیزی کے ساتھ آیا اور عبید اللہ بن زیاد کا خط حُر کو دیا کہ جس مقام پر تمہیں میرا خط ملے تم حضرت امام حسین کو اسی مقام پر روک لو۔ نہ انہیں کوفہ شہر میں داخل ہونے دو، نہ وطن واپس لوٹنے دو۔ خط کو پڑھ کر حُر نے عرض کیا۔ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! دیکھ لیجئے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے عبید اللہ بن زیاد کا کس قدر اصرار ہے؟ اس لئے میں مجبور و لاچار ہوں کہ آپ کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔ حُر نے یہ کہا لیکن شدت غم سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آواز ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگی۔

اے ایمان والو! اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حُر کے دل میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ عظمت تھی۔ چنانچہ وہ نمازوں میں برابر حضرت امام پاک ہی کی اقتدا کرتا رہا لیکن وہ ابن زیاد بدنہاد کے ظلم وستم سے لاچار ومجبور تھا۔

اگر امام پاک کے ساتھ کسی طرح کی رعایت کرتا تو ایک ہزار لشکر کی موجودگی میں یہ راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اور ابن زیاد بدنہاد کے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑتا۔ (سوانح کربلا، ص ۱۱)

اسی سبب سے حضرت امام پاک کو بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں اترنا پڑا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں

محرم شریف کی ۲ رتاریخ ۶۱ھ جمعرات کا دن تھا جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں نزول فرمایا۔ امام پاک نے پوچھا اس میدان کا نام کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا اس کا نام کربلا ہے، کربلا کا نام سنتے ہی آپ گھوڑے سے اتر گئے اور فرمایا: هٰذِهٖ كَرْبَلَاءُ مَوْضَعُ كَرْبٍ وَّبَلَاءٍ هٰذَا مَنَاخُ رِكَابِنَا وَمَحَطُّ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِجَالِنَا (نورالابصار، ص ۱۱۷)

یہ کربلا ہے جو مقام کرب وبلا ہے (یعنی رنج ومصیبت کی جگہ) یہی ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہیں ہمارے مال واسباب اتریں گے۔ اور اسی مقام پر ہمارے ساتھی قتل کیے جائیں گے۔

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا سے واقف تھے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ کربلا وہ جگہ ہے جہاں اہل بیت کا خون بہایا جائے گا اور انہیں بھوکے پیاسے رکھ کر قتل کیا جائے گا۔ کربلا کے میدان میں امام پاک بیٹھے ہوئے فکر وتدبیر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ آپ کو نیند آگئی خواب میں اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرمارہے ہیں یہ کربلا ہے جو تمہاری شہادت کی جگہ ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے امام پاک کے سینۂ اقدس پر اپنا نورانی ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ الْحُسَيْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا۔ اے اللہ تعالیٰ حسین کو صبر عطا فرما اور بہتر اجر نصیب فرما (سوانح کربلا، ص ۹۲)

حضرات! بے وطن مسافر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان ابھی بے ترتیب ادھر اُدھر پڑا ہوا ہے۔ بے حیا اور دغا باز کوفیوں کو ذرا بھی غیرت نہیں آئی کہ جس مہمان مکرم کو ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر ہزاروں تمناؤں اور التجاؤں کے ساتھ بلایا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟ غالباً دنیا کی تاریخ میں ایسے عظیم الشان

مہمان کے ساتھ اس قدر ظلم وزیادتی کا بدترین سلوک نہ کبھی ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔ کربلا میں فاطمہ کے لعل اور علی کے دُلارے کے ساتھ بے وفا اور غدار کوفیوں نے کیا ہے۔ حضرت امام پاک کو ان بے وفاؤں اور غداروں کی بے وفائی اور بدعہدی پر انتہائی حیرت تھی کہ ابھی اطمینان کے ساتھ بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ کچھ تکان دور کریں کہ کوفہ سے عبید اللہ بن زیاد کا قاصد یہ خط لیکر پہونچتا ہے کہ آپ یزید کی بیعت کیجئے یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیے۔ حضرت امام پاک نے وہ خط پڑھا اور قاصد سے فرمایا۔ میرے پاس اس خط کا کوئی جواب نہیں ہے۔ (سوانح کربلا۔ص ۹۳)

عمرو بن سعد: ابن سعد ایک جنتی صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا تھا اور وہ نااہل حریص الدنیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وبزرگی سے خوب اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ یزیدی فوج کی سپہ سالاری سے بچنے کی کوشش کرنے لگا، بلکہ صاف طور پر انکار بھی کیا کہ میں ابن رسول کے خون ناحق سے اپنے دامن کو داغدار نہیں کرسکتا۔ مگر ابن زیاد بدنہاد نے اس کو مجبور کردیا کہ یا تو وہ ایران کی گورنری سے الگ ہو جائے یا حضرت امام پاک سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ (سوانح کربلا۔ص ۹۳)

اے ایمان والو! دنیا کی لالچ اور حکومت کی کرسی بہت بُری بلا ہے کہ جب یہ دنیا شیطان بن کر کسی کے سر پر سوار ہوتی ہے تو وہ شخص کتنا ہی بڑا استقامت کا پہاڑ کیوں نہ ہو، مگر اس کے قدم کو دنیا کی لالچ ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

چنانچہ عمرو بن سعد جو ایک جنتی باپ کا بیٹا تھا مگر ایران کی حکومت کے لالچ میں آگیا اور حیدر کرار کے گوہر پارے نوجوانان جنت کے سردار حضرت امام حسین نامدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو لوٹنے اور ان کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور پانچ ہزار کی فوج جفا شعار کا سپہ سالار بن کر کربلا میں پہونچا اور دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور اپنا فوجی مرکز قائم کیا۔ اور پانچ سو سواروں کو ہتھیاروں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پہرہ بٹھا دیا۔ خبردار۔ خبردار۔ پانی کا ایک قطرہ بھی ساقی کوثر کے بیٹے امام حسین کے خیمہ کے اندر پہونچنے نہ پائے۔

حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد بدنہاد برابر کوفہ سے فوجیں روانہ کرتا رہا، یہاں تک کہ کربلا کے میدان میں بائیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔

اے ایمان والو! کتنی حیرت کا مقام ہے؟ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کل بیاسی انسانوں کا قافلہ ہے۔ ان میں عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی، بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی۔ ان ہی بیاسی مسافروں میں حضرت عابد بیمار بھی اور حضرت علی اصغر شیر خوار بھی اور یہ لوگ جنگ کے ارادے سے بھی نہیں آئے ہیں اور ان

لوگوں کے پاس سامان جنگ اور کافی ہتھیار بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان بیاسی حضرات کے مقابلہ کے لئے بائیس ہزار کی فوج ہتھیار کے ساتھ بھیجی جاتی ہے اور اس کے بعد بھی یزیدی فوج پر خوف و دہشت طاری ہے اور یزیدی فوج کو معلوم ہے کہ فاتح خیبر حضرت علی شیر خدا کے شیروں سے مقابلہ آسان نہیں ہے۔

علی کا گھر بھی وہ گھر ہے کہ جس گھر کا ہر ایک بچہ
جہاں پیدا ہوا شیر خدا معلوم ہوتا ہے

اہل بیت پر پانی بند

اے ایمان والو! یزیدیوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ شیر خدا کے شیروں سے مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لئے ان ظالموں نے یہ تدبیر کی کہ پہلے ان پر پانی بند کر کے انہیں پیاس کی شدت سے نڈھال اور کمزور کر دیا جائے۔ اس طرح سات محرم کو نہر فرات کے پانی پر پہرہ بٹھا دیا گیا اور پانی بند کر دیا گیا۔

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت سے تڑپے بے زبان اہل بیت

حضرت امام حسین کی استقامت

دوسری محرم سے دسویں محرم تک اہل بیت کا قافلہ اس طرح کربلا میں مقیم رہا اور ابن زیاد کا قاصد بار بار یہ پیغام لاتا رہا کہ اے امام پاک آپ یزید کی بیعت کر لیں۔ یہ بائیس ہزار لشکر جو آپ کے خون کا پیاسا ہے آپ کے قدم چومے گا۔ یزید آپ کے قدموں پر دولتوں کا ڈھیر لگا دے گا کسی ملک کی گورنری آپ کے حوالہ کر دی جائیگی۔ اپنی جان بچا لو اور اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کی جان کی فکر کر لو ورنہ آپ کا گھر لوٹ لیا جائے گا اور آپ کے بچوں کا خون بہایا جائے گا اور آپ کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔

غرضیکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طرح طرح کی لالچ دی گئی اور حرص و طمع کے ایسے سنہرے اور دلکش باغ دکھائے گئے کہ امام پاک کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہوسکتا تھا کہ اس فریب میں آجاتا اور اس قدر ڈرایا اور دھمکایا گیا اور ایسی ایسی دردناک اور خوفناک دھمکیوں سے خوف زدہ کیا گیا کہ امام پاک کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہوسکتا تھا کہ اس کے حوصلے ٹوٹ کر بکھر جاتے اور وہ دہشت و خوف سے گھبرا کر ان ظالموں کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جاتا۔

اے ایمان والو! حضرت امام حسین فرزند فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خون کے قطرے قطرے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خون شامل ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور امام پاک یہی جواب دیتے رہے کہ میں ایک ایسے مقام پر کھڑا ہوں جہاں سے دو راستے نکلتے ہیں۔ ایک راستہ تو یہ ہے کہ میں یزید پلید کی بیعت کرلوں تو یہ سچ ہے کہ مجھے بظاہر عزت و دولت اور کسی ملک کی گورنری ضرور ملے گی اور یزید ناپاک میرا احسان مند ہو کر مجھ پر جان و مال سے قربان ہو جائے گا لیکن اس کا انجام یہ ہوگا کہ میرا پاک ہاتھ یزید کے ناپاک ہاتھ میں جاتے ہی دین اسلام کا پرچم سرنگوں ہو جائے گا اور اسلام کی بنیاد جس کو میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام کے خون سے مضبوط و مستحکم کیا ہے۔ یزیدیوں کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں سے شان اسلام کمزور اور عظمت دین و شریعت مٹ جائے گی اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ میں یزید ناپاک کی بیعت کسی حال میں نہ کروں اور یہ سچ ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور میری اہل بیت کا خون بے دریغ بہایا جائے گا اور اہل بیت کو بے پناہ مصائب اور جان و مال کے نقصان سے گزرنا پڑے گا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کا پرچم ہمیشہ کے لئے سربلند رہے گا اور اہلبیت کے خون سے سیراب ہونے والا باغ اسلام کا ہر پھول ہمیشہ کے لئے سرسبز و شاداب رہے گا اور قیامت تک یزیدیوں کی بے دینی اور گمراہی کی ہوا باغ اسلام کے پھولوں کو خزاں سے ہمکنار نہیں کرسکتی۔

لہٰذا اے یزیدیو! میرا آخری فیصلہ یہی ہے کہ ہم خود بہتر زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر گریں گے مگر اسلام کو گرنے نہیں دیں گے۔ خود کٹیں گے مگر اسلام کو کٹنے نہیں دیں گے۔ خود اجڑیں گے مگر اسلام کو اجڑنے نہیں دیں گے۔ خود مٹ جائیں گے مگر قرآن کے ایک ایک لفظ کو مٹنے نہیں دیں گے۔

چنانچہ کربلا کا ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ فاطمہ کے لال امام پاک نے دنیا کی دولت و حکومت کو ٹھوکر مار کر راہ حق میں آنے والی تمام مصیبتوں کا خوش ہو کر استقبال کیا اور قتل ہونا اور گھر لٹانا سب کچھ گوارہ کیا مگر یزید ناپاک کی بیعت نہ کر کے اسلام کے پاک دامن کو داغدار ہونے سے ہمیشہ ہمیش کے لئے بچالیا۔

گھر لٹانا سر کٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہل بیت

اے ایمان والو! یزید ناپاک اور اس کے ناپاک ساتھیوں نے حوض کوثر کے مالک کے نواسہ حضرت

امام پاک پر پانی بند کر کے یہ خیال کیا تھا کہ امام پاک مجبور ہو کر یزید ناپاک کی بیعت قبول کر لیں گے مگر ان ظالموں کو معلوم نہ تھا کہ

محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہوتے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

حضرات! کوئی بد دین و گستاخ یہ نہ سمجھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجبور اور بے طاقت تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خود پیاسے کیوں رہتے اور اپنے بچوں کی بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کیسے کرتے، خدا کی قسم! ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے اگر میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تو کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں پانی کے بے شمار چشمے اُبل پڑتے مگر امام پاک راضی برضائے الٰہی تھے۔ میدان صبر و رضا میں طاقت نہیں دکھایا جاتا ہے بلکہ صبر و رضا کے میدان میں امتحان دے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صابر ہونے کا شاندار اعزاز حاصل کیا جاتا ہے اور قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کے انعام سے سرفراز ہوئے۔

لاریب، بیشک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر و رضا کے دل دوز اور سخت ترین امتحان میں کامیاب ہوئے اور قیامت تک کے صابروں کے امام ہو گئے۔

درود شریف:

امام پاک کا ساتھیوں سے خطاب: نویں محرم شریف کا دن گزر کر دسویں محرم الحرام کی رات آگئی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے ہر مقام پر میرا ساتھ دیا۔ آپ حضرات کی جانثاری اور وفاداری رہتی دنیا تک زندہ اور باقی رہے گی اور لوگ اس پر فخر و ناز کرتے رہیں گے۔

آج یزیدی لشکر میرے خون کا پیاسا ہے۔ ان ظالموں کو آپ لوگوں سے کوئی غرض نہیں۔ اگر وہ بیعت مانگتے ہیں تو میری، اگر سر مانگتے ہیں تو میرا۔ اس لئے بخوشی میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم جہاں چاہو رات کی تاریکی میں چلے جاؤ۔ تمام رفقاء نے عرض کیا۔

یا امام! ہم سب آپ کا ساتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے قدموں سے دور نہ کیجئے اگر ہم آپ کو بلا و مصیبت کے اس میدان میں تنہا چھوڑ دیئے تو بروز قیامت آپ کے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو منہ کیا دکھائیں گے اور دنیا ہمیں کیا کہے گی۔

حضرت امام پاک نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے خیمہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ خندق

کھودی گئی اور صرف ایک راستہ رکھا گیا جہاں سے نکل کر دشمنوں سے مقابلہ کیا جائے اور خندق میں آگ لگادی گئی تاکہ کوئی یزیدی دشمن خیمہ کے اندر نہ آسکے۔ رات دھیرے، دھیرے گزر رہی تھی۔ حضرت امام پاک نے اپنے پیارے بیٹے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! بیٹے جاؤ میدان جنگ کا نقشہ دیکھ کر آؤ۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سارا میدان خالی ہے اور فرات نہر پر پہرہ لگا ہوا ہے اور ایک برقع پوش خاتون ریت کے ذرات میں سے کنکریاں چن رہی ہیں۔ حضرت علی اکبر یہ منظر دیکھ کر میدان سے واپس ہوئے اور میدان جنگ کا سارا نقشہ بیان کر دیا۔ حضرت امام پاک کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ بیٹے حضرت علی اکبر نے رونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت امام پاک نے فرمایا بیٹا! جس مقدس خاتون کو تم نے میدان کربلا میں کنکریاں اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے وہ میری امی جان سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

دسویں محرم شریف کی رات حضرت امام پاک اور تمام ساتھیوں نے عبادت وریاضت، تسبیح وتہلیل، ذکر وفکر اور تلاوت قرآن کریم میں گزاری، فجر کا وقت ہوا۔ اذان پڑھی گئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت فرمائی اور تمام حق پرست ساتھیوں نے امام پاک کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ سامنے یزیدی فوج کی تلواریں چمک رہی ہیں اور ادھر نماز عشق ادا ہو رہی ہے۔

دسویں محرم کا قیامت نما دن: دس محرم الحرام ۶۱ھ جمعہ کا قیامت نما دن آگیا اور دنیا سے سفر کرنے والے بھوکے پیاسے غریب الوطن مسافروں نے اپنی زندگی کی آخری نماز فجر ادا کی۔ اور سورج طلوع ہوا۔ ادھر عمرو بن سعد نے اپنے بائیس ہزار فوج کو میدان میں لاکر جنگ کا نقارہ بجادیا۔

اتمام حجت: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور اتمام حجت کے لئے ایک تقریر فرمائی۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد امام پاک نے فرمایا اے یزیدی لشکر کے لوگو! میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ خون ناحق حرام اور اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا سبب ہے کہ تم اس گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ میں نے کسی کا قتل نہیں کیا ہے۔ کسی کا گھر نہیں جلایا ہے اگر تم اپنے شہر میں میرا آنا پسند نہیں کرتے ہو تو مجھے واپس جانے دو، میں تم سے کسی چیز کا طلبگار نہیں۔ میں تمہارے درپے آزار نہیں۔ تم کیوں میری جان کے درپے ہو اور تم کس طرح میرے خون کے الزام سے بری ہو سکتے ہو۔ قیامت کے دن تمہارے پاس میرے خون کا کیا جواب ہوگا۔ اپنا انجام سوچو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو۔ پھر یہ بھی سوچو اور سمجھو کہ میں کون ہوں۔ میرے نانا جان کون ہیں؟ میرے والد کون ہیں؟ میری والدہ ماجدہ کون ہیں۔ میں اس رسول کا نواسہ ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا بیٹا

فرمایا ہے۔جس کے امتی ہونے کا تم دعویٰ کرتے ہو۔میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کو شیر خدا علی المرتضیٰ فاتح خیبر کہا جاتا ہے۔میں اس ماں کا بیٹا ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے راحت جان اور اپنے جگر کا ٹکڑا کہا ہے۔اور جنتی عورتوں کی سردار فرمایا ہے۔میں وہی حسین ابن علی ہوں جس کی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی محبت فرمایا ہے۔میں وہی حسین ہوں جو خود نہیں آیا بلکہ تمہارے بلانے پر آیا ہوں تو کیا ایک بلائے ہوئے مہمان کا یہی حق ہے جو تم ادا کر رہے ہو۔اب بھی وقت ہے کہ اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو جاؤ۔ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ورنہ بروز قیامت میرے اور میری اہلبیت کے خون کا تمہارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔تم دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے ہمارے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کا ان بدنصیبوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور ظالموں نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور کہنے لگے اے امام حسین! آپ کے فضائل و مناقب سے ہم اچھی طرح واقف ہیں لیکن اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے اس وقت تو جنگ کے لئے آپ کسی کو بھیجئے۔ (سوانح کربلا، ص ۹۸)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کربلا میں کرامتیں

ظالموں کا یہ گستاخانہ جواب سن کر حضرت امام پاک اپنے خیمے کی طرف تشریف لائے،اتنے میں یزیدی فوج کا ایک بدنصیب سپاہی مالک بن عروہ گھوڑا دوڑا کر سامنے آ گیا اور اس نے خیمہ کے پاس خندق میں آگ دیکھی تو اس بے ادب یزیدی فوجی نے کہا کہ اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم نے وہاں کی آگ سے پہلے یہیں آگ لگالی؟ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کَذِبْتَ یَاعَدُوَّ اللّٰہِ۔ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔کیا تجھے یہ گمان ہے کہ میں جہنم میں جاؤں گا۔

حضرت امام پاک کے جانثار حضرت مسلم بن عوسجہ کو اس بدنصیب کا یہ جملہ گوارا نہ ہوا اور انہوں نے اس بدنصیب کے منہ پر تیر مارنے کی اجازت چاہی،مگر امام پاک نے اجازت نہیں دی۔لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجروح دل سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ تعالیٰ تو اس بدنصیب کو دوزخ کی آگ سے پہلے ہی دنیا کی آگ کا مزہ چکھا دے۔امام پاک کا دعا کرنا تھا کہ اس بدنصیب کے گھوڑے کا پیر ایک سوراخ میں گیا اور گھوڑا اچھلا اور یہ اس طرح گرا

کہ گھوڑے کی رکاب میں اس کا پیر الجھ گیا اور گھوڑا اس کو گھسیٹتے ہوئے خندق کی طرف لے کر بھاگا اور یہ بدنصیب خندق کی آگ میں گرا اور جل کر راکھ ہو گیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عرض کیا اے میرے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے اہل بیت کے دشمن کو سزا دی۔ حضرت امام پاک کی زبان سے یہ جملہ سن کر یزیدی فوج میں سے ایک بدنصیب سپاہی نے کہا کہ اے حسین تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کیا نسبت؟ اس لفظ سے امام پاک کا کلیجہ پھٹ گیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الٰہی تو فوراً اس بدنصیب، گستاخ کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ ابھی امام پاک نے دعا کی اور اس گستاخ کو بیت الخلاء کی حاجت ہوگئی اور یہ ننگا ہو کر ایک جگہ قضائے حاجت کے لئے بیٹھا، اچانک ایک کالے زہریلے بچھو نے اس کو ڈنک مارا اور یہ درد سے تڑپتا اور بلکتا ہوا نجاست و گندگی میں لت، پت ہو کر بھاگا اور لشکر کے سامنے تڑپ تڑپ کر ذلت و رسوائی کے ساتھ مر گیا۔ مگر بے غیرت یزیدی فوج کو یہ سب دیکھ کر بھی شرم و حیا نہ آئی۔

اسی طرح ایک گستاخ مزنی نے ساقی کوثر کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے حسین دیکھ لو دریائے فرات موجیں مار رہا ہے مگر تم کو اس میں سے ایک قطرہ پانی نہیں ملے گا اور تم پیاسے مر جاؤ گے۔ حضرت امام پاک نے اس گستاخ کے لئے یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اَمِتْہُ عَطْشَانًا۔ اے اللہ تعالیٰ اس کو پیاسا مار، چنانچہ مزنی کا گھوڑا بھاگا اور یہ گستاخ اس گھوڑے کو پکڑنے کے لئے دوڑا تو اس گستاخ پر پیاس کا اتنا شدید غلبہ ہوا کہ پیاس، پیاس پکارتا تھا مگر جب اس کے حلق میں پانی ڈالا جاتا تھا تو ایک قطرہ بھی اس کے حلق کے نیچے نہیں اترتا تھا۔ یہاں تک کہ پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ (سوانح کربلا،ص۱۰۰)

اے دل بگیرد امن سلطان اولیاء
یعنی حسین بن علی جان اولیاء

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان ایمان افروز کرامتوں کو دیکھ کر یزیدیوں، ظالموں کے سینوں میں دل لرز جانا چاہئے تھا اور وہ اس سے عبرت پکڑ کر امام پاک کے خون ناحق سے باز آجاتے مگر یہ شرارت و خباثت کے مجسمے جن کے سروں پر دنیا کی لالچ شیطان بن کر مسلط ہو چکی تھی۔ ان عبرت آموز کرامات سے کوئی سبق حاصل نہ کر سکے بلکہ اور زیادہ بے ادبی اور گستاخی کے شیطان مجسم بن کر جنگی اشعار پڑھتے ہوئے اپنی تلواروں کو چمکاتے ہوئے حضرت امام پاک سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں نکل آئے۔ لیکن

حضرت امام حسین اور ان کے جانثار ساتھی ان یزیدیوں کی فوج کی کثرت اور ان کے ہتھیاروں کی چمک سے نہ ڈرے نہ جھکے بلکہ جذبۂ شہادت سے سرشار اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سر کٹانے کے لئے بے قرار تھے۔

عشرت قتل گہ اہل تمنا مت پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کی شہادت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اہل بیت شوق شہادت میں سرشار تھے انہوں نے میدان کارزار میں جانا چاہا۔ مگر قرب وجوار کے گاؤں کے رہنے والے وہ جانثار جو اس حادثہ کی خبر سن کر حاضر دربار ہو گئے تھے وہ لوگ حضرت امام پاک کے قدموں کو چوم کر مچل گئے اور عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ غیر ممکن ہے کہ جب تک ہم میں سے ایک جانثار بھی باقی ہے اہل بیت کا خون زمین پر گرے۔ اس لئے ہم اپنا سر آپ کے قدموں پر قربان کریں گے۔

چنانچہ یکے بعد دیگرے ان جانثاروں نے میدان جنگ میں جا کر راہ خدا میں اپنی جانوں کو قربان کیا اور جام شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (سوانح کربلا۔ ص ۱۰۱)

حُر آئے اور جنتی ہو گئے: حُر بن یزید ریاحی کا سینہ پہلے ہی سے عشق اہل بیت کا مدینہ تھا مگر یزیدی فوج کے کمانڈر تھے اس لئے مجبور تھے مگر وہ وقت آ ہی گیا کہ حُر کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے۔ دل کی دنیا بدل گئی اور جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ کسی شخص نے پوچھا تھا کہ اے حُر آج سے پہلے میں نے تجھے کبھی خوف زدہ نہیں پایا۔ تو حُر نے کہا کہ میرے ایک طرف جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہیں اور دوسری طرف جنت کی بہاریں ہیں۔ اور میں سوچ رہا ہوں کہ اب کدھر جاؤں۔ پھر حضرت حُر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔

نکل کر لشکر اعداء سے مارا حُر نے یہ نعرہ
کہ دیکھو یوں نکلتے ہیں جہنم سے خدا والے

بھیگی پلکوں اور روتی آنکھوں سے حُر نے عرض کیا۔ یا امام حسین! کیا میری خطا معاف ہو سکتی ہے؟ امام پاک نے فرمایا اے حُر سن لو راہ حق پر آنے والے کی ہر خطا و گناہ کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے یعنی حُر کے معنی ہیں آزاد۔

گویا امام پاک یہ فرمارہے تھے کہ آج کے بعد سے تو ہر گناہ سے پاک ہے اور دوزخ کی آگ سے آزاد ہے۔اور حُر ابھی امام پاک کی قدم بوسی کرکے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ یزیدی لشکر کا ایک سپاہی میدان جنگ میں آکر چلانے لگا کہ کون ہے جو میرے مقابلے میں آکر اپنی جان دینا چاہتا ہے۔حضرت حُر نے اس بدکار کی للکار سُنی تو آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے مقابلے میں جانے کے لئے اور آپ کے قدموں پر جان قربان کرنے کے لئے اجازت طلب کی اور میدان کارزار میں پہونچ گئے۔یزیدی سپاہی سے مقابلہ ہوتا رہا پھر پوری طاقت سے اس لعین کے سینے میں تلوار اتاری وہ واصل جہنم ہوا۔اس کے بعد یزیدی فوج کے کئی لوگوں نے چاروں طرف سے حضرت حُر کو گھیر لیا۔آپ ان سب کا تنہا مقابلہ کرتے رہے اور بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اس کے بعد حضرت حُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلواروں کی بارش کردی گئی اور آپ واصل الی اللہ ہوگئے اور جام شہادت نوش فرمالیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

وہب بن عبداللہ کلبی: اسی طرح حضرت وہب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجاہدانہ کردار اور جذبہ شہادت کی داستان بھی قیامت تک یاد کی جاتی رہے گی۔وہب بن عبداللہ کلبی بہت ہی حسین اور خوب صورت نوجوان تھے اور ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی جو ابھی صرف سترہ دن ہی ہوئے تھے کہ ان کی بوڑھی ماں نے کہا بیٹا۔ آج میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں بے یارومددگار یزیدی دشمنوں کے نرغے میں گرفتار اور رنج وغم کا شکار ہیں۔اے میرے پیارے بیٹے! تیری بوڑھی ماں کی آرزو اور تمنا ہے کہ تیرا وہ خون جو میرے دودھ سے بنا ہے آج اس خون کا ایک ایک قطرہ راہ حق میں بہا کر تو اپنی جان امام حسین پر قربان کرکے میری مغفرت کا سامان کردے۔

اے بیٹا! یہ ٹھیک ہے کہ تو ہی میری زندگی کا سہارا ہے۔تو ہی میرے گھر کا اُجالا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تیری شادی کو صرف سترہ دن ہی ہوئے ہیں مگر تیری بوڑھی ماں کی زندگی کی آخری خواہش ہے کہ تم میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لعل امام پاک پر اپنی جان فدا کرکے شہید ہوجاؤ تاکہ بروز قیامت تمہاری بوڑھی ماں کا نام بھی شہیدوں کی ماں میں شمار کیا جائے۔ماں کی اس پُر درد آرزو اور تمنا نے وفادار بیٹے حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کے دل میں شوق شہادت کا طوفان برپا کردیا۔پھر حضرت وہب اپنی نئی نویلی دُلہن کے پاس گئے اس کے ساتھ آخری ملاقات کرتے ہوئے فرمایا، اے میری پیاری بیوی! مجھے معلوم ہے کہ تو نے میری خاطر اپنے ماں، باپ کے گھر کو چھوڑا ہے۔بہن بھائیوں کی جدائی کو برداشت کیا ہے۔میں تیری سہاگ کی قیمت کو بھی جانتا ہوں مگر

آج ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پرچم اسلام ہمیشہ بلند رہے اس لئے حضرت امام پاک کے قدموں پر اپنی جان قربان کردوں۔ اس نیک بیوی نے فوراً اپنے نیک شوہر کو اجازت دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے میرے شوہر اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ بروز محشر جہاں آپ کو شہید کہا جائے گا وہیں مجھے ایک شہید کی بیوی کہہ کر پکارا جائے گا۔ جلدی کیجئے اور جا کر امام پاک کی محبت والفت میں فدا ہوجایئے۔ چنانچہ حضرت وہب ابن عبداللہ کلبی نے امام پاک کے قدموں کا بوسہ لیا اور میدان کارزار میں جانے کی اجازت لیکر میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور یزیدی فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے جان دیدی اور شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلص اور جاں نثار ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں امام پاک پر اپنی جانیں قربان کرتے رہے اور جام شہادت نوش فرماتے رہے۔

کربلا والوں نے روشن کردیا اسلام کو
شمعیں گل ہوتی گئیں اور روشنی بڑھتی گئی

درود شریف:

آخرکاران سب جاں نثاروں کی شہادت کے بعد خاندان اہل بیت کے نوجوانوں کی قربانی کا وقت آہی گیا۔

امام قاسم کی شہادت: اہل بیت کے بہت سے نوجوانوں کی شہادت کے بعد حضرت امام قاسم بن حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی عمر ۲۲ سال کی تھی۔ اپنے پیارے چچا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان جنگ میں جا کر گردن کٹانے کی اجازت طلب کررہے ہیں۔ حضرت امام پاک نے فرمایا بیٹا قاسم تم میرے پیارے بھائی امام حسن کی نشانی اور یادگار ہو۔ میں کس طرح گوارا کرسکتا ہوں کہ تم میرے سامنے خاک وخون میں تڑپتے ہوئے اپنا گلا کٹاؤ اور میں دیکھتا رہوں۔ میں اس جان لیوا صدمہ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے میں تمہیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ امام پاک کسی طرح سے اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ بس اسی وقت یہ خیال آیا کہ میرے والد گرامی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو ایک تعویذ لکھ کردی تھی جو میرے بازو پر بندھی ہوئی ہے اور والد گرامی نے فرمایا تھا کہ بیٹا قاسم جب تم پر سخت مصیبت اور امتحان وآزمائش کا وقت آئے تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا، تمہاری سب تکلیف دور ہوجائیگی۔ آپ نے سوچا کہ اس سے بڑی

مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے تعویذ کو کھولا اور پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ بیٹا قاسم جب تمہارے چچا میرے پیارے بھائی امام حسین میدان کربلا میں مصائب و آلام میں گھرے ہوئے ہوں تو تم اپنی جان کو ان پر قربان کر دینا امام قاسم نے اس تعویذ کو امام پاک کی خدمت میں اس یقین کے ساتھ پیش کر دیا کہ اب مجھے اجازت مل جائے گی۔ حضرت امام پاک نے جب تعویذ کو کھول کر پڑھا تو پلکیں بھیگ گئیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے اور امام قاسم کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت عطا کر دی۔ اور امام پاک نے اپنے پیارے بھائی حضرت امام حسن کا عمامہ امام قاسم کے سر پر باندھا، اور تلوار ہاتھ میں دیکر گھوڑے پر سوار کر کے فرمایا بیٹا جاؤ۔ اپنی ماں اور پھوپھی سے مل لو۔ چنانچہ حضرت امام قاسم خیمہ میں تشریف لے گئے اپنی مہربان ماں اور پھوپھی اور تمام اہل بیت سے ملاقات کیا اور آخری سلام کر کے امام پاک کے پاس حاضر ہوئے امام پاک نے جنتی دولہا کو دعا دیتے ہوئے میدان جنگ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت امام قاسم جوش جہاد سے لبریز گھوڑا دوڑاتے ہوئے یزیدی فوج کے سامنے پہونچ گئے۔ رجز کے اشعار پڑھ کر فرمایا، اے یزیدیو! اب جس کے سر پر موت سوار ہو وہ میرے سامنے آئے میری تلوار کی مار سے اپنے خون میں نہائے۔ امام قاسم کی اس حیدری للکار سے یزیدیوں کی فوج پر ڈر اور ہیبت طاری ہو گئی، کسی میں جرأت و ہمت نہیں ہوئی کہ امام قاسم کے مقابلہ کے لئے آئے۔

ابن سعد بدکار نے جب یہ دیکھا کہ یزیدی لشکر میں سے کوئی بھی حضرت قاسم کے مقابلہ کے لئے نہیں نکلتا تو اس نے مشہور شامی پہلوان ارزق کو پکارا جو یزید کی طرف سے سالانہ دس ہزار دینار تنخواہ پاتا تھا۔ جب ارزق پہلوان ابن سعد کے پاس حاضر ہوا تو ابن سعد نے کہا کہ اے ارزق؟ دیکھ بڑی دیر سے یہ نوجوان مقابلہ کی دعوت دے رہا ہے مگر ہمارے لشکر میں کسی کی بھی ہمت نہیں ہے کہ اس نوجوان کے مقابلے کے لئے جائے۔ اس لئے اب میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو ایک ہزار سوار کا لشکر لے کر اس نوجوان کے مقابلہ کے لئے میدان میں جا۔ ارزق کو ابن سعد کی بات بہت بری لگی وہ غضبناک ہو کر کہنے لگا، اے ابن سعد تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھ جیسے بہادر نامی پہلوان کو ایک کم سن لڑکے سے لڑنے کے لئے بھیج رہا ہے۔ جس کے منہ سے ابھی دودھ کی بو آ رہی ہے۔ اے ابن سعد! سارا مصر و شام جانتا ہے کہ میں اکیلا ایک ہزار بہادروں کا مقابلہ کرتا ہوں۔ کیا آج میں ایک بچے سے مقابلہ کر کے اپنا نام خراب و برباد کروں گا۔ ابن سعد نے کہا اے ارزق تو کس گمان و خیال میں ہے۔ تو اس نوجوان کی عمر اور اس کے نازک بدن کو نہ دیکھ، افسوس! تو انہیں پہچانتا نہیں کہ یہ کون ہیں؟ یہ نوجوان فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی کے پوتے

اور امام حسن مجتبیٰ کے بیٹے ہیں۔ ان کی رگوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خون ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ بھوکے پیاسے نہ ہوتے تو یہ تنہا ہی یزید کی پوری فوج کے لئے کافی ہوتے۔ جب ابن سعد نے ارزق پہلوان کو مجبور کر دیا تو اس نے کہا کہ اے ابن سعد میں اس نوجوان سے تو نہیں لڑوں گا لیکن اس جنگ میں میرے چار بہادر بیٹے موجود ہیں جو طاقت و بہادری میں بے مثال ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھیج دیتا ہوں وہ چند لمحوں میں اس نوجوان کا سر کاٹ کر لائے گا۔ چنانچہ ارزق کا ایک بیٹا تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی قیمتی تلوار چمکاتا ہوا اور بادل کی طرح گرجتا ہوا میدان میں نکلا۔ حضرت امام قاسم نے اس کو میدان میں آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ افسوس! تیرے باپ کو تجھ پر رحم نہیں آیا؟ کہ تجھ کو میری تلوار سے قتل ہونے کے لئے میدان میں بھیج دیا جیسے ہی ارزق کا بیٹا میدان میں حملہ کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت قاسم نے اپنا خنجر اس کے پیٹ میں اتار دیا اور وہ بد بخت زخم کی تاب نہ لا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور امام قاسم نے اس لعین کی قیمتی تلوار اٹھالی اور اس کے لمبے لمبے بالوں کو پکڑ کر جو گھوڑا دوڑایا تو وہ رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ اسی طرح ارزق کے اور تینوں بیٹے باری باری میدان جنگ میں امام قاسم کے مقابلہ میں آتے رہے۔ اور امام قاسم نے ان تینوں کو بھی واصل جہنم کر دیا۔

ارزق پہلوان اپنے چاروں بہادر بیٹوں کو اس طرح ذلت کے ساتھ قتل ہوتا ہوا دیکھ کر غیض و غضب میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ اور غضبناک ہو کر داڑھی کے بال نوچتے ہوئے گھوڑا دوڑا کر میدان جنگ میں امام قاسم کے سامنے آگیا اور کہنے لگا او بچے! میرے بچوں کو تو تم نے قتل کر دیا۔ اب تمہارا مقابلہ مجھ سے ہے۔ سنبھل جا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ حضرت قاسم نے فرمایا اے ارزق تجھے خبر نہیں ہے کہ ہماری رگوں میں نبی اور علی کا خون ہے۔ ارزق غصے سے چور ہوا میان سے تلوار کھینچ لی۔ حضرت قاسم نے بھی تلوار نکال لی اور آگے بڑھے ارزق کی آنکھیں حضرت قاسم کی تلوار پر پڑیں۔ حیران ہو کر پوچھتا ہے کہ یہ تلوار تو میرے بیٹے کی ہے یہ تمہارے پاس کہاں سے آگئی۔ حضرت قاسم نے مسکرا کر فرمایا ہاں تیرا بیٹا اپنی یادگار کے لئے یہ تلوار مجھے اس لئے دے گیا ہے تا کہ اسی تلوار سے میں تجھے قتل کر کے تیرے بیٹوں کے پاس پہونچا دوں۔ یہ سن کر ارزق کا غصہ اور بڑھ گیا اور اس نے حملہ کے لئے تلوار اٹھائی۔ حضرت قاسم نے فرمایا کہ ارزق! ہم تجھے بڑا تجربہ کار بہادر سمجھتے تھے مگر تم تو بڑے ہی اناڑی ہو۔ تم کو اپنے گھوڑے کی پیٹی کا بھی دھیان نہیں کہ وہ ڈھیلی ہو چکی؟ ارزق جلدی سے جھک کر گھوڑے کے تنگ کو دیکھنے لگا اتنے میں حضرت قاسم نے اس کی کمر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ارزق کا جسم دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ لعین واصل جہنم ہو گیا۔ پھر حضرت قاسم نے دیکھا کہ ابن سعد قلب لشکر میں کھڑا ہے اور یزیدی فوج کی کمان کر رہا ہے۔ آپ نے سوچا کہ

کیوں نہ اسی خبیث کو قتل کر ڈالوں، اسی خیال سے آگے بڑھے ہی تھے کہ چاروں طرف سے یزیدی لشکر نے گھیر کر تلواروں اور نیزوں کی بارش کر دی۔ آپ ۲۷ رزخم کھا کر گھوڑے سے گرے۔ شیث بن سعد ملعون نے آپ کے سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا جس کی تاب نہ لا کر حضرت امام قاسم نے اپنی جان کو جان جاناں کے سپرد کر دیا اور مرتبۂ شہادت حاصل کر لیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ O

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام قاسم کی مقدس لاش کو گود میں اٹھایا اور چہرۂ پر انوار سے خاک وخون کے دھبوں کو صاف کر کے خیمہ میں لائے۔

اے ایمان والو! اسی طرح میدان کربلا میں حضرت امام قاسم کے تینوں بھائی عبداللہ بن حسن اور عمر بن حسن اور ابوبکر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی یزیدی لشکر سے جنگ کرتے ہوئے راہ حق میں شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

حضرت عباس علم دار کی شہادت

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میدان کارزار میں جانے کی اجازت طلب کر رہے ہیں اور امام پاک کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ بھائی جان! اب ننھے ننھے بچوں کا پیاس سے تڑپنا اور ان کا رونا، بلکنا، مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اللہ کے لئے اب مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں قربان ہو جاؤں یا ایک مشک پانی کا لے کر آؤں اور ان پیاسوں کی پیاس کو بجھاؤں۔ حضرت امام پاک زار و قطار رونے لگے اور فرمایا کہ بھائی عباس! میرے علم کو اٹھانے والے تم ہو۔ میرے خیمہ کی نگہبانی کرنے والے تم ہو۔ اب تمہارے بعد میرا علم کون اٹھائے گا اور میرے خیمہ کی حفاظت کون کرے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ میری جان آپ پر قربان۔ خدا کی قسم اب زندگی میں کوئی مزہ باقی نہیں رہا۔ اور میں دنیا سے بالکل تنگ آچکا ہوں۔ بس اب میری آخری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ مالک کوثر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسوں کو دریائے فرات کا پانی پلا کر میں بھی جلد سے جلد اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کے پاس پہونچ جاؤں۔ حضرت عباس علمدار کے اصرار سے مجبور ہو کر حضرت امام پاک نے اجازت دیدی۔

حضرت عباس علمدار ایک مشک کاندھے پر لٹکائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کارزار میں یزیدی فوج کے سامنے پہونچے اور اتمام حجت کے لئے فرمایا۔ اے یزید ناپاک کے بے دین فوجیو اور بے رحم انسانو! تم

نے آل رسول پر پانی بند کر کے جس درندگی اور ظلم کی انتہا کی ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے اپنے ظلم وستم سے توبہ کرلو اور حضرت امام پاک کے خون ناحق سے باز آجاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے بچوں کو اس طرح پیاس سے نہ تڑپاؤ۔

حضرات! بے رحم کوفیوں کے سینوں میں دل کی جگہ شاید پتھر کا ٹکڑا تھا کہ حضرت عباس علمدار کی باتوں کا ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا بلکہ بے رحم، یزیدی ظالموں نے آپ پر تیروں کی بارش کردی۔ حضرت عباس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تلوار آبدار لے کر ان پر حملہ کردیا۔ آپ کا حملہ تھا کہ قہر خدا تھا۔ جو یزیدیوں پر نازل ہوگیا۔ گھوڑے بدکنے اور کودنے لگے۔ تلواریں ہاتھوں سے گرنے لگیں۔ لعینوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ حضرت عباس علمدار ان کا قتل عام کرتے ہوئے نہر فرات پر پہونچ گئے۔ نہر فرات سے پانی کا مشکیزہ بھر کر کندھے پر لٹکایا اور خود پانی پینے کے لئے چلو میں لیا اور پینے کا ارادہ کیا تو سکینہ کی پیاس یاد آگئی۔ حضرت علی اصغر شیر خوار کی خشک زبان اور پیاس سے ان کا رونا و بلکنا یاد آگیا تو چلو کا پانی فرات میں پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اے دریائے فرات! گواہ رہنا کہ تیرا پانی اور اس کا ایک ایک قطرہ اس وقت تک مجھ پر حرام ہے جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل کو پانی نہ پلادوں۔ پھر آپ نے اپنے گھوڑے کو پانی پینے کا اشارہ کیا تو گھوڑے نے بھی پانی پینے سے انکار کردیا۔

مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

اشارہ اسپ تازی کو تھا پانی پینے کا
پیاسا گرچہ تھا گھوڑا، مگر واقف قرینے کا

لگا جب منہ سے پانی اور ہونٹوں تک تری آئی
ہٹائی خود ہی سطح آب سے گردن بہ رعنائی

حضرت عباس علمدار گھوڑے پر سوار ہوئے اور خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن سعد نے اپنے لشکر کو للکارا اور کہا کہ خبردار! اگر یہ مشکیزہ امام پاک کے خیمہ میں پہونچ گیا اور شیر خدا کے شیروں کو پانی مل گیا تو تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔ یہ سنتے ہی یزیدی فوج نے حضرت عباس علمدار کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا اور تیر و تلوار کی بارش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ نوفل ملعون نے دھوکے سے ایسی تلوار ماری کہ حضرت عباس کا داہنا بازو کٹ گیا۔ آپ نے جلدی سے مشکیزہ کو اپنے بائیں بازو پر لٹکایا۔ پھر ایک ظالم یزیدی نے ایسی تلوار چلائی کہ آپ کا بایاں بازو بھی کٹ کر زمین پر گر گیا۔ جب دونوں بازو کٹ گئے تو آپ نے مشکیزہ کو اپنے دانتوں سے پکڑلیا

اور گھوڑے کی رکاب سے دشمنوں کو ٹھوکر دیتے ہوئے خیمہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ ایک یزیدی ظالم نے ایسا تاک کر مشکیزہ پر تیر چلایا کہ مشکیزہ میں سوراخ ہو گیا اور پانی گرنے لگا اور آپ خیمہ کے قریب پہونچ گئے مگر مشک میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں تھا۔ اور جسم زخموں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ نڈھال ہو کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لے آئے اور امام پاک کو آواز دی یَا اَخَاہُ اَدْرِکْ اَخَاکَ. یعنی اے بھائی حسین، اپنے بھائی کی خبر لیجئے۔ حضرت امام پاک دوڑ کر پہونچے تو کیا دیکھا کہ حضرت عباس علمدار خون میں نہائے ہوئے خلد بریں کا مہمان بننے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت امام پاک نے اتنی زور سے آہ کھینچی کہ کربلا کی زمین خوف سے دہل گئی اور آپ کو اپنی آغوش میں اٹھا کر خیمہ میں لائے اور زبان مبارک پر غم میں ڈوبے ہوئے یہ کلمات تھے: اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِیْ. اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میرا سہارا کوئی نہیں رہا پھر آپ روتے ہوئے حضرت عباس علمدار کے خون آلود چہرے پر اپنا منہ رکھ کر اے بھائی۔ اے بھائی کہکر پکارتے رہے۔ پھر حضرت عباس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

اب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور نظر تصویر پیمبر حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں جن کی عمر شریف ۱۸ ربرس کی ہے۔ اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر عجیب وقت ہے کہ پیارا بیٹا مہربان باپ سے سر کٹانے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ حضرت امام پاک نے محبت بھری نگاہ اپنے پیارے بیٹے پر ڈالی اور فرمایا بیٹا تم کو خاک وخون میں تڑپنے کی اجازت کس قلب وجگر سے دوں اور اگر اجازت نہیں دیتے تو باغ آل رسول کا شاداب گل رنج وغم سے مرجھا جاتا کیوں کہ اس کو شوق شہادت نے اس قدر وارفتہ بنا دیا تھا کہ اگر حضرت امام پاک ان کو میدان جنگ میں جانے سے روک دیتے تو صدمات سے ان کے سینے میں دل کا شیشہ پاش پاش ہو جاتا۔ چار و ناچار حضرت امام پاک نے اجازت عطا فرما دی۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت ہو بہو جمال مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آئینہ تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب دیدار مصطفےٰ کا شوق بے تاب کرتا تو وہ دور دور سے سفر کر کے مدینہ منورہ آتے تھے اور حضرت علی اکبر کے چہرۂ انور کا حسن وجمال دیکھ کر ان کے دلوں کو تسلی حاصل ہو جاتی تھی یہ نور کا پیکر اور تنویر مصطفےٰ کا مرقعہ تھے۔ جس وقت میدان جنگ کا ارادہ کر کے روانہ ہونے لگے تو خود حضرت امام پاک نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبائے رحمت کو آپ کے

زیب تن کیا اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پٹکا آپ کی کمر میں باندھا اور آپ کے سرانور پر لوہے کی ٹوپی رکھی اور تلوار و نیزہ اپنے مبارک ہاتھ سے ان کے ہاتھوں میں دیکر دعاء کی کہ بیٹا جاؤ تمہارا، خدا حافظ و ناصر ہے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری سلام کیا اور میدان کارزار میں پہونچ کر اسد اللہی شیر نے یزیدی فوج کی طرف نظر کی اور ذوالفقار حیدری چمکا کر رجز کا یہ شعر پڑھا۔

اَنَــا عَـلِـىُّ بْـنُ حُسَيْـنُ بْـنُ عَـلِـىّ

نَـحْـنُ اَهْـلُ الْبَيْتِ اَوْلىٰ بِالنَّبِىِّ

یعنی اے یزیدیو! جان لو تم مجھے پہچان لو کہ میں علی اکبر ہوں۔ میرے باپ کا نام حسین ہے جو علی شیر خدا کے بیٹے ہیں اور یاد رکھو کہ ہم اہل بیت ہیں اور سن لو کہ خدا کے اس آسمان کے نیچے اور خدا کی اس زمین کے اوپر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہم سے زیادہ قریبی رشتہ دار کوئی نہیں ہے۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت یہ رجز پڑھی تو آپ کی عظمت وشان کی ہیبت سے میدان کربلا کا ذرہ ذرہ کانپ اٹھا مگر بے دین یزیدی جن کا قلب سیاہ اور پتھر سے زیادہ سخت ہو چکا تھا۔ ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا اے اولاد رسول اللہ کے خون کے پیاسے یزیدیو! آؤ میدان میں آؤ۔ شیر خدا کی شیر کی للکار سن تو لشکر اعداء میں کسی کو بھی مقابلہ کرنے کی جراٰت وہمت نہ ہوئی۔ آخر کار حضرت علی اکبر نے یزیدی فوج پر حملہ کر دیا اور آپ کی تلوار یزیدی فوج پر قہر خدا بن کر برسی۔ پھر شیر خدا کے شیر نے جس طرف رُخ کیا صفیں الٹ پلٹ دیں۔ جب لڑتے لڑتے پیاس کے غلبہ سے نڈھال ہو گئے تو خیمہ کی طرف آئے اور عرض کی یَا اَبَتَاہُ اَلْعَطَشُ۔ ابا جان! پیاس سے بیتاب ہوں۔ امام پاک نے اپنے بیٹے کی پیاس کی سختی کو دیکھی، مگر یہاں پانی کہاں تھا جو پانی پلاتے۔ دست شفقت سے چہرۂ پرنور کا گرد وغبار صاف کیا اور فرمایا بیٹا۔ اب تمہاری پیاس کے ختم ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب تمہیں حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا اس کے بعد تمہیں کبھی پیاس نہ لگے گی۔ بیٹا! میں جب کبھی پیاسا ہوتا تھا تو میرے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے منہ میں اپنی زبان مبارک دے دیا کرتے تھے۔ آج اس پیاس کی حالت میں تم میری زبان کو اپنے منہ میں لے لو۔ حضرت علی اکبر نے امام پاک کی زبان اقدس کو چوسا اور تسلی ہو گئی پھر حضرت علی اکبر میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے اور یزیدی لشکر کو للکارا۔ عمرو بن سعد آپ کی تلوار کی کاٹ دیکھ چکا تھا۔ تمام یزیدی فوج کو اس شیر کی طاقت وقوت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لئے ابن سعد اپنی فوج کے ایک بڑے بہادر طارق بن شیث پہلوان کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔

حضرت علی اکبر نے اس پر ایسی تلوار کا وار کیا کہ وہ بد بخت کٹا اور گر کر واصل جہنم ہو گیا پھر اس کے بعد ابن سعد نے لشکر یزید کے ایک نامور بہادر مصراع بن غالب کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لعین نے آپ کے سر پر نیزہ مارا مگر آپ نے اس کے نیزہ ہی کو قلم کر دیا اور پھر اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑا ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اب یزیدی فوج میں کسی کی ہمت نہیں تھی وہ تنہا شیر خدا کے شیر سے مقابلہ کے لئے آتا آخر! ابن سعد نے محکم بن طفیل کو ہزار سواروں کے ساتھ یکبارگی حملہ کرنے کے لئے بھیجا ان بد نصیب یزیدیوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تلواروں اور نیزوں کی بارش کر دی۔ آپ کا جسم پاک زخموں سے چور چور ہو گیا اور آپ گھوڑے سے زمین پر آگئے اور پکارا یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ ۔ اے ابا جان! میری خبر لیجئے امام پاک میدان میں پہونچے اور آپ کو اٹھا کر خیمہ میں لائے سر کو گود میں لیا اور ان کے چہرہ سے خون آلود مٹی صاف کرنے لگے۔ حضرت علی اکبر نے آنکھیں کھول دیں امام پاک کے چہرۂ پاک کا آخری دیدار کیا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور آپ منصب شہادت پر جلوہ فرما ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

ابھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی اکبر کی لاش مبارک کو زمین پر لٹایا ہی تھا کہ امام پاک کی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام پاک کے شیر خوار بیٹے حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لئے ہوئے تشریف لائیں جن کی عمر ۶ ر ماہ کی ہے۔ کہنے لگیں کہ بھائی حسین اب ہم سے علی اصغر کی پیاس دیکھی نہیں جاتی۔ بھوکی، پیاسی ماں کے سینے میں دودھ خشک ہو چکا ہے اور یہ شیر خوار بچہ پیاس سے بے تاب ہے اور تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے۔ پھول جیسا حسین و رنگین چہرہ بھوک پیاس اور گرمی سے مرجھا گیا ہے۔ اس کا رونا، بلکنا اور تڑپنا، مچلنا دیکھنے کی اب ہمارے اندر تاب و طاقت نہیں ہے۔ اس لئے بھائی جان! میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس ننھے بچے کو میدان میں لے جا کر جفا کاروں یزیدیوں کو دکھایئے۔ شاید ان سنگ دلوں کو اس بچے کی پیاس پر رحم آ جائے اور وہ چند گھونٹ پانی اس بچے کو پلا دیں۔

بہن حضرت زینب کے اصرار سے مجبور ہو کر امام پاک اپنے شیر خوار بچے حضرت علی اصغر کو اپنی گود میں لے کر اپنے سینے سے لگا کر سیاہ دل یزیدیوں کے سامنے تشریف لے گئے اور فرمایا! اے میرے نانا جان کا کلمہ پڑھنے والو! یہ میرا سب سے چھوٹا بچہ ہے جو پیاس سے دم توڑ رہا ہے۔ یہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو تمہاری طرف پھیلا کر تم

سے پانی کے چند گھونٹ مانگ رہا ہے اگر تمہارے نزدیک مجرم ہوں تو میں ہوں اس بچے کا کوئی جرم نہیں ہے۔اس کو تو پانی پلادو۔ دیکھو تو کہ پیاس کی شدت سے اس کی حالت کیسی ہورہی ہے۔ اگر تم لوگوں کے دلوں میں کچھ بھی رحم ہو تو اس ننھے بچے کے لئے تھوڑا سا پانی دیدو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میدان محشر میں تمہیں اپنے نانا جان کے ہاتھوں سے پیٹ بھر کر کوثر کا جام پلاؤں گا۔

حضرات! ابھی حضرت امام پاک کی دل ہلا دینے والی تقریر جاری ہی تھی کہ یزیدی فوج کا ایک بدنصیب سپاہی حرملہ بن کاہل مردود نے تیر کا ایسا نشانہ باندھ کر چلایا کہ حضرت علی اصغر کے حلق کو چھیدتا ہوا امام پاک کے بازو میں پیوست ہوگیا۔حضرت امام نے تیر کھینچ کر نکالا تو خون کا فوارہ حضرت علی اصغر کے گلے سے اُبلنے لگا اور پیاسے بچے نے باپ کے ہاتھوں میں تڑپ کر جان دیدی۔اور ننھی سے لاش خون میں نہاگئی۔حضرت امام پاک نے حسرت بھری نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ O پڑھا۔

جہان بھر کے یزیدی کو پیام مرگ لائے گا
شہیدان وفا کا خون ناحق رنگ لائے گا

زخمی جگر خبیثوں نے توڑا حسین کا
بچہ بھی شیر خوار نہ چھوڑا حسین کا

حضرت امام پاک نے ننھی سی لاش کو بہن کی گود میں دیا اور فرمایا کہ بہن زینب صبر کرو اور شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ سب سے چھوٹی قربانی بھی قبول فرمالی ہے۔ پھر ننھے شہید کی لاش کو اپنے کلیجے سے لگا کر آہستہ آہستہ خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت زینب نے جس وقت ماں کی گود میں علی اصغر کی لاش کو دیا تو ماں نے ہائے میرا لال کہہ کر لاش کو کلیجے سے لگالیا اور روتے ہوئے کہا، بیٹا! میرا پیارا بیٹا! ایک مرتبہ اور اپنی ماں کے سوکھے ہوئے پستان میں منہ لگالو کہ اب تم کو اپنے سینے سے مجھے لگانا کبھی نصیب نہیں ہوگا۔ہائے افسوس!

پھول تو دودن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مُرجھا گئے

تاجدار کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

کربلا میں بے سروساماں وہی ہے خاندان
بن کے خادم آئے تھے جبریل جس گھر کے لئے

کس قدر جانکاہ ہے کرب و بلا کا حادثہ
ہر بشر غمگین ہے شبیرو شبر کے لئے

حشر تک چھوڑ گئے اک درخشندہ مثال
حق پرستوں کو نہ بھولے گا یہ احسان حسین

اب جنت کے نوجوانوں کے سردار، شہیدوں کے قافلہ سالار، نواسہ رسول ابن فاطمۃ الزہرا لخت دل علی مرتضیٰ قرار جان حسن مجتبیٰ، صحابہ کی آنکھوں کے تارے ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے مومنوں کے دل کے چین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا وقت آگیا ہے

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

ساعت آہ و بکاؤ بے قراری آگئی
سید مظلوم کی رن میں سواری آگئی

ساتھ والے! بھائی بیٹے ہو چکے ہیں سب شہید
اب امام بے کس وتنہا کی باری آگئی

چنانچہ! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کنبہ وخاندان اور عزیز واقارب اور اعوان وانصار کو راہ خدا میں قربان کرنے کے بعد میدان کارزار میں جانے کا ارادہ فرماتے ہیں اور خیمہ اہل بیت میں تشریف لے جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ عابد بیمار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیماری اور کمزوری کے باوجود نیزہ لئے ہوئے امام پاک کی خدمت میں عرض کرتے ہیں بابا جان! پہلے ہمیں میدان کارزار میں جانے اور اپنی جان کو قربان کرنے کی اجازت دیجئے۔ میرے ہوتے ہوئے آپ شہید ہو جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت امام پاک نے اپنے نور نظر حضرت زین العابدین کو اپنی آغوش محبت میں لیا۔ پیار کیا اور فرمایا بیٹا! ابھی تمہارا وقت نہیں آیا ہے۔ ابھی تو تم کو اپنی ماؤں اور بہنوں کی نگہداشت کرنی ہے۔ اور ان بے کسان اہل بیت کو وطن تک پہونچانا ہے۔ میرے پیارے

بیٹے اللہ تعالیٰ تم ہی سے میری نسل اور حسینی سادات کا سلسلہ جاری فرمائے گا۔ دیکھو صبر وشکر سے رہنا اور راہ حق میں آنے والی ہر تکلیف ومصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ہر حالت میں نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شریعت وسنت کی پابندی کرنا۔ بیٹا مصائب وآلام سہتے ہوئے جب کبھی مدینہ منورہ پہونچو تو سب سے پہلے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ انور پر جانا اور نانا جان کو میرا سلام کہنا۔ سارا آنکھوں دیکھا حال سنانا پھر میری امی جان حضرت فاطمۃ الزہرا کی قبر پر جانا اور ان کو بھی میرا سلام کہنا پھر میرے بھائی حسن مجتبیٰ کو میرا سلام کہنا۔ میرے پیارے بیٹے زین العابدین میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو۔ اور امام پاک نے اپنی دستار مبارک اتار کر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر رکھ دی اور اس صابر وعابد بیٹے کو فرش علالت پر لٹا دیا۔

اب امام پاک نے اس صندوق کو کھولا جس میں تمام تبرکات رکھے ہوئے تھے۔ قبائے مصری زیب تن فرمائی۔ اپنے نانا جان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عمامہ شریف سر پر باندھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال پشت پر رکھی۔ اپنے برادر اکبر حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پٹکا اپنی کمر پر باندھا۔ اپنے باپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار حمائل کی۔ شہیدوں کے سردار حضرت امام پاک سب کچھ راہ حق میں قربان کرنے کے بعد اب اپنی جان عزیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بیویوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو ان پر بے کسی کی انتہا ہو گئی۔ چہروں کے رنگ اُڑ گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے۔ حضرت زینب نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔ پیارے بھیا! بیویوں نے درد والم میں ڈوب کر کہا ہمارے سرتاج! اور حضرت سکینہ نے روتے ہوئے کہا بابا جان! کہاں جا رہے ہو؟ اس جنگل میں ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ جو درندے ننھے علی اصغر پر رحم نہیں کھائے۔ وہ سفاک ظالم ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ حضرت امام پاک نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم لوگوں کا حافظ ونگہبان ہے۔ آپ نے سب کو صبر ورضا کی تلقین فرمائی اور مرضی مولیٰ پر صابر وشاکر رہنے کی وصیت کی اور اپنا آخری دیدار دکھا کر فرمایا، تم سب کو میرا آخری سلام ہو اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہل بیت

اور امام پاک میدان کربلا میں یزیدی اندھیروں میں حق وصداقت کا آفتاب بن کر چمکے اور اپنی ذاتی ونسبی فضائل پر مشتمل ایک رجز پڑھا پھر فرمایا، اے یزیدیو! کان کھول کر سن لو تا کہ قیامت کے دن تم بہانہ نہ بنا سکو کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ حسین کون تھے۔

تم جس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو اسی رسول کا فرمان ہے کہ حسن وحسین میرے دونوں نواسے جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اسی رسول کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے حسن وحسین سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی۔ تو اے یزیدیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو میری دشمنی سے توبہ کرلو۔ ورنہ اللہ ورسول کو کیا منہ دکھاؤ گے اور میرے خون ناحق کا تمہارے پاس کیا جواب ہوگا۔ میں نواسہ رسول ابن بتول اور علی شیر خدا کا بیٹا حسین ہوں۔ حضرت امام پاک کی تقریر کا ان بدبختوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ یزیدیوں نے کہا آپ یا تو یزید کی بیعت کرلیں ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اب حضرت امام پاک بیس ہزار یزیدیوں کی فوج کے سامنے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے کہ اپنے بہادروں کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجتے جاؤ۔

چنانچہ مشہور بہادر تمیم بن قحطبہ اور جابر بن قاہر اور بدر بن سہیل یمنی جیسے نامور جنگجو حضرت امام پاک کے مقابلہ کے لئے یکے بعد دیگرے آتے رہے اور امام پاک نے ان سب کو واصل جہنم کردیا۔ غرضیکہ امام پاک نے دشمنوں کی لاش کا انبار لگا دیا۔ دشمنوں کے لشکر میں شور مچ گیا کہ جنگ کا یہ انداز رہا تو ہماری فوج کا ایک سپاہی بچ کر نہیں جاسکتا۔

لہٰذا اب موقع مت دو اور چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کردو، ابن سعد نے حکم دیا کہ چاروں طرف سے تیروں کی بارش کردو، یزیدی فوج نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہزاروں تیروں کی بارش شروع ہوگئی۔ آپ کا گھوڑا اس قدر زخمی ہوگیا کہ اس میں قوت وہمت نہ رہی ناچار حضرت امام پاک کو ایک جگہ ٹھہرنا پڑا۔ اب ہر طرف سے تیر آرہے تھے اور امام پاک کا تن اقدس زخمی ہو رہا تھا۔ ظالموں نے آپ کے نورانی جسم کو زخموں سے پارہ پارہ اور لہولہان کردیا بے وفا کوفیوں اور ناپاک یزیدیوں نے نواسہ رسول فرزند بتول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہمان بنا کر بلایا اور ان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ یہاں تک کہ زہر میں بجھا ہوا ایک تیر آپ کی اس نورانی پیشانی پر آکر لگا جسے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بے شمار بار چوما تھا۔ تیر لگتے ہی نورانی چہرہ سے خون کا فوارہ جاری ہوگیا۔ امام پاک غش کھا کر گھوڑے کی زین سے فرش زمیں پر آگئے۔ اس کے بعد ظالموں نے نیزوں اور تلواروں سے حملہ کیا۔ جہنمی سنان نے ایک ایسا نیزہ مارا جو تن نور کے پار ہوگیا۔ تیر اور نیزہ اور تلواروں کے بہتر زخم کھانے کے بعد آپ کے سینہ اطہر پر شمر ملعون سوار ہوگیا۔ حضرت امام پاک نے فرمایا کہ اے ظالم! آج جمعہ مبارکہ کا دن ہے اور سورج ڈھل گیا ہے۔ یہ وقت ہے کہ میرے نانا جان کی امت نماز جمعہ ادا کررہی ہوگی اور منبروں پر میرے نانا جان کا خطبہ پڑھا جارہا ہوگا۔ اے شمر ملعون تو تھوڑی دیر کے لئے میرے سینہ سے اتر جاتا کہ میں اس حال میں بھی سجدہ کرلوں اور نماز ادا کرلوں۔

چنانچہ حضرت امام پاک نے نماز شروع کی اور اپنی زندگی کے آخری سجدہ میں تشریف لے گئے کہ شمر مردود

نے ایسی تلوار ماری کہ امام پاک کا سرانور جسم نور سے الگ ہوگیا۔ اسی طرح تیر اور نیزہ اور تلواروں کے بہتر زخم کھانے کے بعد ۵۶ سال، ۵ ماہ، ۵ دن کی عمر میں جمعہ مبارکہ کے دن محرم شریف کی دس تاریخ ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء کو امام پاک شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

اے ایمان والو! آہ صد آہ اس صدمہ جان لیوا سے دل گھائل، قلب مجروح، جسم لرزہ براندام اور آنکھیں اشکبار ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔

یہ عنایتوں کی جزا ملی، یہ ہدایتوں کا صلہ ملا
جو چراغ نور نبی کا تھا اسے کربلا میں بجھا دیا

چمن آپ اپنا لٹا گئے کہ بہار دین خدا رہے
نہ جما جو رنگ بہار سے تو لہو بھی اپنا ملا دیا

اور ہند کے راجہ میرے پیارے خواجہ عطائے رسول سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین

سرداد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسین

امام پاک زندہ ہیں اور یزید ناپاک مر گیا

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

آج تک اسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر

شریک غم نہیں کوئی شریک جشن ہزار
حسین آج بھی تنہا ہے کربلا کی طرح

اے ایمان والو! دنیا کی عجیب وغریب داستان ہے اس دنیا میں کیا کیا نہ ہوا کتنی بار غموں کی مجلسیں برپا ہوئیں، کہیں پر تلواروں کی بارش ہورہی ہے تو کہیں پر بم وبارود برسائے جارہے ہیں۔ کہیں آگ کے انگاروں پر لٹایا جارہا ہے۔ کہیں انسانی جسموں پر گھوڑے دوڑائے جارہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوا اور ہوتا رہتا ہے۔ کوئی یتیم ہوکر خستہ حالی میں رنج وغم کے ساتھ دن کاٹتا ہے۔ کسی کی موت پر صرف بازار بند کئے جاتے ہیں۔ کسی کی موت پر پورے صوبے میں سوگ منایا جاتا ہے اور کسی کی موت پر پورا ملک رنج وغم میں ڈوب جاتا ہے۔ لیکن یاد رکھئے۔ ہر شخص اور ہر غم کے لئے کوئی نہ کوئی یوم اختتام ضروری ہے کبھی نہ کبھی وہ ختم ہو ہی جاتا ہے اور دنیا اس کو ایسا فراموش کرتی ہے کہ اس کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔ سب سے بڑا معرکہ اور عظیم جنگ وہ ہی ہے جس کا صدمہ عام ہو ہر شہر، ہر صوبہ، ہر ملک بلکہ پوری دنیا میں اس کے رنج وغم کا احساس کیا جائے۔ سننے والے کے دل پر جو زخم پیدا ہوا ہو وہ رہتی دنیا تک مندمل نہ ہوسکے۔ سارا عالم اس داستان رنج والم کو سن کر بے چین وبے قرار ہوجائے اور قیامت تک آہ وزاری اور اشک باری کا سلسلہ جاری اور ساری رہے۔

زمین کرب وبلا پر راہ خدا میں حضرت امام حسین کے ساتھ رنج والم کا ایک ایسا ہی واقعہ نمودار ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسے، علی کے لاڈلے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیارے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانثار ساتھیوں نے حق وسچ کی محافظت کے لئے جو درد وغم کی بے مثال قربانی پیش کی ہیں۔ دنیا والے ان نقوش وفا کو محو کرنے سے عاجز وقاصر ہیں۔ کتنی بار کچھ ناپاک طبیعت والوں نے بے جا کوششیں کیں مگر خون شہیداں کا رنگ وفا بڑھتا ہی گیا۔ زمانے نے کتنے پلٹے کھائے۔ قاتلوں یزیدیوں کی نسلیں تک نیست ونابود ہوگئیں۔ ان کے تخت وتاج کے جھوٹے دعوے اور حکومت کے گھمنڈ وغرور کب کے کب خاک میں مل گئے اور وہ ظالم بے نام ونشان ہوگئے یہ ہے حق وسچ سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا دنیا ہی میں بدلہ اور ابھی آخرت کا دردناک عذاب باقی ہے۔ مگر شہیدان وفا کی قربانیاں آج بھی تمام عالم کی آنکھوں کو رلا رہی ہیں اور ان کے دلوں کو تڑپا کر ان سے محبت وعقیدت کا خراج وصول کررہی ہیں۔ دنیا سوگوار ہے۔ جہاں ماتم کررہا ہے ہر طبیعت غم سے پژمردہ

ہر دل درد سے افسردہ ہے۔ وہ کون سا بے درد ہے جس کا سینہ غم حسین سے پاش پاش نہیں ہو گیا۔ وہ کون سا بے رحم ہے جس نے غم حسین میں اپنے دل کو چاک نہیں کر ڈالا۔ وہ کون سا بے غیرت ہے جس کے دل میں یاد حسین نہیں ہے۔

اس راز سے واقف ہیں زمانے والے
زندہ ہیں محمد کے گھرانے والے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے آخر
شبیر تیرا نام مٹانے والے

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ وہ ظلم ابن زیاد کا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کا واقعہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہو گئے تو یزیدی لشکر نے خیمہ اہل بیت کا سارا سامان لوٹ لیا اور خیمہ کو جلا ڈالا اور اپنے مرے ہوئے فوجیوں کو دفن کیا اور تمام شہدائے کرام کا سر کاٹ کر ان کی مقدس لاشوں پر گھوڑے دوڑائے جس سے ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور ان کی لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ دیا اور تمام شہدائے کرام کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کربلا سے کوفہ اور دمشق تک گشت کرایا پھر عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ کے دار الحکومت کو آراستہ کیا اور دربار عام منعقد کر کے حضرت امام پاک کے سر انور کو اپنے تخت کے نیچے رکھا اور بے ادبی کی، پھر شمر مردود کے ساتھ ان مقدس سروں کو یزید ناپاک کے پاس دمشق بھیج دیا۔ یزید ناپاک نے سر مبارک اور اہل بیت اطہار کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں یا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوا۔ (سوانح کربلا، ص ۱۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سخت صدمہ

اس حادثہ عظیمہ سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو سخت صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک روز دوپہر کو میں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پُر بہار سے مشرف ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضور کے بال مبارک چہرہ پرنور پر بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک خون سے بھری ہوئی بوتل ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر میری جان فدا۔ یہ بوتل کیسی ہے؟ اور اس قدر رنج وملال کیوں ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرے پیارے نواسہ حسین اور ان کے جانثار ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج صبح سے اٹھا رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا۔ اور جب چند دنوں کے بعد خبر آئی تو معلوم ہوا کہ یہی وہ وقت تھا کہ حضرت امام حسین شہید کیے گئے تھے۔ (بیہقی، نور الابصار، ص ۱۴۰)

دن میں اندھیرا اور خون کی بارش: روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن آپ کا مقدس خون زمین پر گرتے ہی دن میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور تین دن تک مکمل بغیر بادل کے دھوپ نظر نہیں آئی اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا۔ آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا اور ساری فضا پر رنج اور اُداسی کے آثار نمودار نظر آتے تھے۔ (بیہقی)

یزید ناپاک کی ہلاکت: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد یزید ناپاک بالکل ہی بے لگام ہو گیا اور اس کے ظلم وشر سے زمین کانپ اٹھی۔ زنا، سود اور شراب وکباب کا ہر طرف بازار گرم ہو گیا۔ نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ کی پابندیاں ختم ہو گئیں اور شعائر اسلام کی علی الاعلان بے حرمتی ہونے لگی۔ یزید ناپاک کی برائی اور سرکشی اس حد تک بڑھی کہ ۶۳ھ میں یزید فرعون نے مسلم بن عقبہ خبیث کو بارہ یا بیس ہزار کا لشکر دے کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اس یزیدی لشکر نے رسول اللہ کے دیار اور مدینہ منورہ کے کوچہ وبازار میں بے ادبی اور بدتمیزی کا طوفان برپا کر دیا۔ اور یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں سات سو صحابہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا اور دوسرے دس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور یزیدی فوج نے مسجد نبوی شریف کے ستونوں میں گھوڑے باندھے اور مدینہ منورہ کی پاک عورتوں کے ساتھ بدتمیزیاں کیں کہ ان کے تصور سے بھی جسم کا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے اور بدن کانپنے لگتا ہے پھر یزیدی لشکر نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا کعبہ معظمہ پر پتھر برسائے اور حرم محترم میں نجاست پھینکی پھر کعبہ معظمہ میں آگ لگا دی جس سے غلاف کعبہ اور کعبہ کی چھت جل گئی اور کعبہ کے تمام تبرکات کو جلا ڈالا۔

انہیں تبرکات میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح کیے ہوئے دنبہ کا وہ سینگ تھا جو جل گیا۔

کعبہ معظمہ کئی دنوں تک بے غلاف رہا۔ اور حرم محترم کے رہنے والے تمام مسلمان سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔ آخرکار یزید ناپاک اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب میں گرفتار ہوا اور تین سال سات مہینہ تک حکومت کرنے کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ کو جس دن اس کے حکم سے کعبہ معظمہ میں آگ لگائی گئی۔ انتالیس سال کی عمر میں ملک شام کے شہر حمص میں قسم قسم کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اور ہلاک ہو گیا۔

یزیدی فوج کو جب اپنے گمراہ اور ناپاک امیر یزید پلید کی موت وہلاکت کا پتہ چلا تو یزیدی لشکر ذلیل وخوار ہو کر مکہ مکرمہ سے فرار ہونے لگا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حرم محترم کے رہنے والوں نے گھیر لیا اور ان کو قتل کیا۔ اس طرح یزید ناپاک اور اس کی فوج ذلت ورسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ ظلم ابن زیاد کا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ایک لاکھ چالیس ہزار کا قتل: حاکم محدث کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہودیوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کیا تو ان کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار یہودی قتل ہوئے اور آپ کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار شامی اور کوفی قتل ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور مختار ثقفی نے ستر ہزار شامی اور کوفی کو قتل کیا پھر عبداللہ بن سفاح نے ستر ہزار شامی اور کوفی کو قتل کیا۔

اے ایمان والو! آج تک عراق کی سرزمین سنبھل نہ سکی۔ وہ سرزمین جس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے جانثار ساتھیوں کا خون بہایا گیا ہے۔ وہ ناحق خون ہمیشہ اپنا اثر دکھاتا رہے گا اور قیامت تک ملک عراق سکون واطمینان کی دولت سے محروم ہی رہے گا۔

خبردار! ناحق خون سے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ظلم وزیادتی سے پرہیز لازم ہے ورنہ یزیدیوں کے برے انجام کی طرح برا ہی انجام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ظلم کے عظیم گناہ سے محفوظ رکھے اور اپنے امن وامان کے سایہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں آئے اور آپ کے قتل میں شریک ہوئے یا آپ کی شہادت سے راضی اور خوش ہوئے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے دنیا ہی میں عذاب الٰہی نہ دیکھا اور سزا نہ پائی ہو ان میں سے بعض تو بری طرح مارے گئے اور بعض اندھے اور روسیاہ ہو گئے۔

بعض مبروص اور کوڑھی ہو گئے اور بعض بخت عبرتناک بلاؤں اور بیماریوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔

محترم بزرگو اور دوستو! فرزند رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے جانثار ساتھیوں کی دردناک لرزہ خیز ''مظلومانہ شہادت'' اور ناپاک و بدبخت یزید پلید اور اس کے خبیث و شریر لشکر کے جور و جفا ظلم وستم اور سیاہ کاریوں کے واقعات معتبر کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ ذکر کئے گئے۔ عدل وانصاف کی آنکھوں نے دیکھ لیا اور عقل وشعور رکھنے والوں نے جان لیا ہوگا کہ تاریخ انسانیت میں یہ واحد واقعہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ خود کو مسلمان کہلانے والوں نے اپنے ہی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال فرمانے کے صرف پچاس سال گزر جانے کے بعد اپنے رسول ہی کی خاص اولاد کے ساتھ جس درندگی اور ظلم وستم کا مظاہرہ کیا۔ رہتی دنیا تک اہل حق ان یزیدیوں پر لعنت وملامت کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نام یزید ایک گالی اور برائی بن کے رہ گیا اور آج یزید پلید کے کسی حامی کی بھی یہ جرأت نہیں کہ وہ اپنے بیٹوں کا نام یزید پلید رکھے اس کے برعکس پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور عین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عدل وانصاف اور محاسن وخوبی کا علم بن گیا اور نام حسین علم بردار اسلام اور دین وشریعت کا پاسبان بن گیا اور نیکی و خوبی کا نشان ہو گیا اور آج دنیا میں ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کے نام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک کی نسبت سے منسوب ہیں۔

حشر تک زندہ ہے تیرا نام اے ابن رسول
کر گیا ہے، تو وہ احسان نوع انسانی کے ساتھ

صبر ورضا کے پیکر حضرت امام پاک نے رضائے الٰہی کا بلند مقام حاصل کیا۔ ایثار وقربانی اور صبر ورضا کا وہ مظاہرہ کیا کہ حسینیت، سربلندیوں اور سرفرازیوں کا عنوان ہوگئی اور نام پاک حسین ایمان والوں کے قلب وجگر کے لئے قرار جان ہو گیا۔

اور محبت حسین جان ایمان ہو گئی آج لاکھوں غلامان حسین ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہید ہو کر جو فتح وکامیابی حاصل کی اور حق کا بول بالا کیا اس نے یزیدی اور ہر فاسق وفاجر اور ظالم وجابر کے فسق وفجور، ظلم وجبر کی راہیں مسدود کر دیں اور پرچم حق کو ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا اور اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کو باطل وظالم کے خلاف ڈٹ جانے اور سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دینے کا وہ بے مثال جذبہ عطا کر دیا ہے جو قیامت تک حق والوں کے لئے میل راہ وشمع راہ بن گیا ہے۔ اسی لئے

دنیا کے ہر گوشے اور کونے سے اپنے پیارے امام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام ورحمت کے پھول بھیجے اور پیش کئے جاتے ہیں۔

سلطان کربلا کو ہمارا سلام ہو
جانان مصطفےٰ کو ہمارا سلام ہو

وہ بھوک و پیاس وہ فرض جہاد حق
سرچشمہ رضا کو ہمارا سلام ہو

امت کے واسطے جو اٹھائی ہنسی خوشی
اس لذت جفا کو ہمارا سلام ہو

عباس نام دار ہیں زخموں سے چور چور
اس پیکر رضا کو ہمارا سلام ہو

اکبر سے نوجواں بھی رن میں ہوئے شہید
ہم شکل مصطفےٰ کو ہمارا سلام ہو

ہو کر شہید قوم کی کشتی ترا گئے
امت کے ناخدا کو ہمارا سلام ہو

ناصر ولائے شاہ میں کہتے ہیں بار بار
امت کے پیشوا کو ہمارا سلام ہو

اے ایمان والو! یزید ناپاک اور اس کے ہمنواؤں کا کیا حشر ہوگا جن کا کلمہ پڑھا انہیں کے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عداوت ودشمنی کی جو مثال قائم کی ہے تاریخ میں ایسی بدترین مثال نہیں ملتی اور نہ ملے گی، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یزید ناپاک جنتی ہے یا جہنمی؟ اگر آپ کے سینہ میں ذرہ برابر بھی ایمان کی رمق باقی ہے تو آپ کا ایمان آپ کو یہ کہنے پر مجبور کردے گا کہ یزید ناپاک جہنمی اور اس کے طرفدار بھی جہنمی ہیں اور آل پاک مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میرے آقا حضرت امام حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور آپ سے الفت ومحبت رکھنے والے بھی جنتی ہیں۔

سچ فرمایا: استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی نے

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بیباکیاں
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں بیان کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل ہیں

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ یزید امیر المومنین تھے اور امیر کی اتباع و پیروی لازم ہوتی ہے اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے امیر المومنین یزید کی بیعت سے انکار کیا اور بغاوت کر کے گناہ کیا (معاذ اللہ تعالیٰ)

ان جاہل، بے دین یزیدیوں میں کچھ بھی علم نہیں کہ اس امیر کی اتباع و پیروی لازم ہوتی ہے جو نیک و صالح اور ایماندار ہو اور یزید پلید وہ شخص ہے جس کو تمام بزرگوں نے بالاتفاق گندہ، کمینہ، شرابی، زانی اور ناپاک کہا اور بعض بزرگوں نے کافر بھی لکھا ہے ایسے شخص کو شہزادۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کیسے تسلیم کر لیتے۔ اس لئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرض تھا کہ یزید ناپاک کی بیعت سے انکار فرما کر دین اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی قربانی دیں (ملخصاً) (تکمیل الایمان، ص ۹۷)

اور اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی لکھا ہے۔ (شرح عقائد، ص ۱۱۰)

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

جلیل القدر محدث حضرت علامہ علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض جاہل جو کہتے ہیں کہ امام حسین نے یزید سے بغاوت کی تو یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک باطل ہے اور اس طرح کی بولی خارجیوں، یزیدیوں کی گڑھی ہوئی خرافات ہے جو اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ اِمَارَةِ الصِّبْيَانِ قَالُوْا وَمَا اِمَارَةُ الصِّبْيَانِ، قَالَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ هَلَكْتُمْ اَیْ فِیْ دِیْنِكُمْ وَاِنْ عَصَيْتُمُوْهُمْ اَهْلَكُوْكُمْ اَیْ فِیْ دُنْيَاكُمْ بِاِزْهَاقِ النَّفْسِ اَوْبِاِذْهَابِ الْمَالِ اَوْبِهِمَا (فتح الباری، ج ۱۳،ص ۸)

میں لڑکوں کی امارت (حکومت) سے پناہ مانگتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا لڑکوں کی امارت کیسی ہوگی؟ فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو (دین کے معاملے میں) ہلاک ہو جاؤ گے اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں (تمہاری دنیا کے بارے میں) جان لے کر یا مال لیکر یا دونوں لے کر ہلاک کر دیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے فرمایا:

يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يُلْقَوْنَ غَيًّا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۸،ص ۲۳۰)

وہ ناخلف ساٹھ ہجری کے بعد ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غی (جہنم کی ایک خطرناک وادی) میں ڈالے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ سَنَةِ سِتِّيْنَ وَمِنْ اِمَارَةِ الصِّبْيَانِ۔

ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت وحکومت سے اللہ کی پناہ مانگو۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸،ص ۲۳۱)

اے ایمان والو! ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ان بدعقل اور ظالم لڑکوں کی حکومت وامارت ۶۰ھ سے شروع ہوگی اور یزید ناپاک ۶۰ھ ہی میں تخت نشین ہوا اور ان آوارہ لڑکوں کی حکومت وامارت کا یہ عالم ہوگا کہ جو شخص ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گا اس کا دین تباہ وبرباد ہو جائے گا اور جو شخص ان کی اطاعت نہیں کرے گا تو اس کے جان ومال کی تباہی ہوگی۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اے کعب بن عجرہ! میں تجھ کو بے عقلوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) وہ بے عقلوں کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا عنقریب ایسے ایسے امراء ہوں گے کہ بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور عمل کریں گے تو ظلم کریں گے۔

فَمَنْ جَآءَ هُمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّىْ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ....... (کنز العمال، ج ۵، ص ۷۷، ۳)

پس جو ان کے پاس آکر ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے گا تو وہ شخص مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔

(اور پھر یہ فرمایا) اور نہ وہ شخص کل (قیامت کے دن) میرے حوض کوثر پر آسکے گا۔

اے ایمان والو! حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ ظالم اور جھوٹے امیر و حاکم کی اطاعت و پیروی کرنے سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

اور یزید ناپاک کی بدکرداریاں اور اس کا جھوٹ و ظلم ظاہر ہو چکا تھا جس کی وجہ سے شہزادۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے اس کی بیعت و اطاعت سے انکار فرض تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ یزید ناپاک کی بیعت سے انکار کا نتیجہ آسان نہ ہوگا اور اس انکار کے نتیجے میں عدل و انصاف کے بادشاہ نے گھر، کنبہ، احباب سب کو قربان کیا اور خود بھی قربان ہو گئے لیکن امت کا سودا نہیں کیا بلکہ یزید ناپاک کی خباثت و پلیدی سے امت کو بچا لیا اور عدل و انصاف کا پرچم بلند فرمایا اور ثابت کر دیا کہ یزید ناپاک و ظالم ہے امیر المومنین نہیں ہے۔

کتب احادیث میں سب سے مستند کتاب صحیح بخاری شریف میں ایک باب ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هَلَاكُ اُمَّتِىْ عَلٰى يَدَىْ اُغَيْلِمَةٍ سُفَهَآءَ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قول کہ میری امت کی ہلاکت بے عقل (آوارہ) لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی۔

اور اسی باب میں یہ حدیث ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: هَلَكَةُ اُمَّتِىْ عَلٰى اَيْدِىْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً ۔ کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند (آوارہ) لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو یہ (سن کر) مروان نے کہا ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ بَنِىْ فُلَانٍ وَّبَنِىْ فُلَانٍ فَفَعَلْتُ ۔ تو ابو ہریرہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں ہیں۔ (بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۰۴۶)

اسی حدیث بخاری کی شرح میں جلیل القدر محدث علامہ حافظ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ترجمہ حدیث: میں کہتا ہوں کہ صبی اور غلیم (لڑکا) کا لفظ تصغیر کے ساتھ اس پر بھی بولا جاتا ہے جو عقل وتدبیر اور دین میں کمزور اور ضعیف ہو۔ اگر چہ وہ جوان ہو اور یہاں یہی مراد ہے۔ کیونکہ خلفاء بنو امیہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو عمر کے لحاظ سے نابالغ ہوتا۔ (شرح بخاری، فتح الباری، ج ۱۳، ص ۷)

یزید ناپاک کے حامیوں سے سوال

قریش کے وہ چند لڑکے جنہوں نے امت کے اتفاق واتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا اور امت کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنے وہ آوارہ لڑکے کون تھے؟ (جن کی حکومت تھی) اگر معلوم نہیں ہے تو یزید کی طرفداری سے توبہ کرلو اور غیب کی خبر بتانے والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِیْ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتّٰی يَكُوْنَ اَوَّلُ مَنْ يَّثْلُمُهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ۔

میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا (یعنی اس کا نام یزید ہوگا) (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۳۱، الصواعق المحرقہ، ص ۲۱۹)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا

يَقُوْلُ مَنْ يُّبَدِّلُ سُنَّتِیْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ اُمَيَّةَ يُقَالُ يَزِيْدُ۔

فرماتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ نبی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا (یعنی اس کا نام یزید ہوگا) (الصواعق المحرقہ، ص ۲۱۹)

مشہور محدث حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی ابن ابی شیبہ کی روایت نقل فرماتے ہیں۔

کہ مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں چلتے ہوئے یعنی (اللہ تعالیٰ کی بارگارہ میں یہ) عرض کیا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ لَا تُدْرِكْنِیْ سَنَةَ سِتِّيْنَ وَلَا اِمَارَةَ الصِّبْيَانِ۔

اے اللہ مجھے ساٹھ (ہجری) کا سال اور (آوارہ) لڑکوں کی امارت وحکومت نہ دے یعنی اس سے پہلے مجھے موت دیدے۔ (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۸)

علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۶۰ ھ میں آوارہ لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا اسی لئے وہ دعا کیا کرتے تھے کہ

یا اللہ! میں ۶۰ھ کی ابتداء اور (آوارہ) لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کو ۵۹ھ میں موت دیدی اور ۶۰ھ میں امیر معاویہ کا وصال ہوا اور یزید کی حکومت ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ ۶۰ھ میں یزید کی حکومت ہوگی اور یزید کے ناپسندیدہ حالات کو صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بتانے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس سال سے اللہ کی پناہ طلب کی۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۲۱۹)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

حدیث سے ظاہر ہے کہ ان لڑکوں میں پہلا لڑکا ساٹھ ہجری میں ہوگا۔ چنانچہ وہی ہوا کیونکہ یزید بن معاویہ ساٹھ ہجری ہی میں خلیفہ بنا اور چونسٹھ ہجری تک باقی رہا پھر مر گیا۔ (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۸)

یہی امام دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ کہ ان (آوارہ) لڑکوں میں پہلا یزید ہے کیونکہ یزید (اپنی حکومت میں) اکثر حالات میں بزرگوں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت سے ہٹا کر ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں سے نوعمر لڑکوں کو (عہدوں) پر مقرر کرتا تھا۔ (فتح الباری، ج ۱۳ص ۸)

علامہ بدرالدین عینی اور علامہ کرمانی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۸۰ و حاشیہ بخاری شریف میں اسی طرح نقل کیا ہے ان (آوارہ) لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔

اور امام علامہ علی قاری نے مرقاۃ اور شرح شفا، ج ۱، ص ۶۹۴ میں اسی طرح فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں جو (آوارہ) لڑکوں کی حکومت فرمایا گیا ہے اس سے مراد یزید بن معاویہ ہے۔ جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرایا اور مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کیا اور اپنے لشکر کے واسطے مدینہ منورہ کی پاکباز عورتوں کے ساتھ زنا، تین دن کے لئے جائز کر دیا۔

عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لڑکوں کو ان کے ناموں اور ان کی شکل و صورت کو پہچانتے تھے مگر ڈر اور فساد کی وجہ سے ان کا نام ظاہر نہیں کرتے تھے اور مراد یزید بن معاویہ اور ابن زیاد اور دوسرے نوجوان ہیں۔

اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف میں ظالم حجاج بن یوسف ہوا جس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو قید کر کے قتل کیا۔ اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب ہوا جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور بنی امیہ میں یزید اور ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے جنہوں نے نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور ابن زیاد نے جو کچھ بھی کیا

یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۶۲۳)

غوث الاغواث، فرد الافراد، قطب الاقطاب شیخ عبد القادر جیلانی ثم بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس بزرگ امام کے مقلد ہیں وہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید ناپاک کو کافر کہتے ہیں اور اس پر لعنت بھیجنا جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت صالح نے یزید ناپاک سے دوستی رکھنے یا اس پر لعنت کرنے کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

یَا بُنَیَّ وَهَلْ یَتَوَلّٰی یَزِیْدَ اَحَدٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَلِمَ لَا اَلْعَنُ۔

اے میرے بیٹے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا ایسا ہوگا جو یزید سے دوستی رکھے اور میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں۔ (الصواعق المحرقۃ، ص ۲۲۰)

اور آگے وجہ بھی لکھی ہے جس کا جی چاہے کتاب کا مطالعہ کرلے۔

اے ایمان والو! میرے پیر، پیران پیر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ظاہر ہو گیا کہ کوئی مومن یزید سے دوستی نہیں رکھے گا بلکہ اس خبیث، پلید یزید ناپاک پر لعنت بھیجے گا۔

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام ابن ہمام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن ہمام نے فرمایا بعض نے یزید ناپاک کو کافر کہا۔ اس لئے کہ اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جو یزید کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں نے (ان سے) بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے (میدان) بدر میں کئے تھے۔ یا ایسی ہی اور باتیں شاید اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو کافر کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک اس کی اس بات کی نقل ثابت ہوگی۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۸۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

یزید ناپاک گمراہ اور گمراہ گر تھا اور گمراہی کی طرف بلانے والا شام میں یزید تھا اور عراق میں مختار تھا۔

(حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۵۰۷)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال اور ائمۂ کرام و محدثین عظام کے فرمودات جو کتابوں میں موجود ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ یزید ناپاک سنت کو بدلنے والا بے عقل، جھوٹا، ظالم تھا۔ مزید اطمینان و یقین کے لئے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام بخاری نے صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۴۶، اور حضرت امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ، جلد ۸، ص ۲۳۱ پر اور حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری، جلد ۱۳، ص ۷ پر اور علامہ امام ابن حجر ہیتمی مکی نے الصواعق المحرقہ، ص ۲۱۹ پر اور علامہ علی متقی نے کنز العمال، ج ۶، ص ۴۵ پر۔ اور علامہ بدرالدین عینی اور علامہ کرمانی علیہما الرحمہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری، ص ۸۰ پر۔ حضرت امام علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ اور شرح شفا شریف، ج ۱، ص ۶۹۴ اور شرح فقہ اکبر، ص ۸۸ پر، علامہ علی ابن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سراج منیر، شرح جامع صغیر، ج ۳، ص ۲۹۶ پر علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح عقائد، ص ۱۰۲ پر اور حضرت علامہ شیخ محمد بن علی الصبان نے اسعاف الراغبین، ص ۲۱۰ پر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الساوی، ج ۵، ص ۱۰۱ پر اور علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء، ص ۸۰ پر اور صاحب روحانیت بزرگ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں اور شافعیوں کے بزرگ امام وفقیہ حضرت علامہ الکیاء الہراسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیوۃ الحیوان، ج ۲، ص ۲۲۵ پر۔ عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکمیل الایمان، ص ۹۷ اور اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۶۲۳ پر اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف، ص ۵۴ پر اور مولانا عبدالحی لکھنوی، مجموع الفتاوی، ج ۳، ص ۸ پر اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سر الشہادتین، ص ۱۲، اور فتاویٰ عزیزیہ، ج ۱، ص ۲۵۲ پر۔ اور حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی لکھی ہوئی مثنوی ص ۶ پر اور خاتم المحققین مفتی بغداد علامہ ابوالفضل شہاب الدین آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی، ج ۲۶، ص ۶۶ پر اور حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۲۱ پر اور علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی الشرف المؤبد ص ۴۹ پر اور علامہ ابن خلدون مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۰ پر لکھا کہ یزید ناپاک، فاسق وفاجر اور شرابی وظالم تھا۔

اے ایمان والے بھائیو! بزرگوں کے اقوال وبیانات سے اچھی طرح واضح اور ثابت ہو گیا کہ یزید کیسا تھا اور اس نے کیسے کیسے ظلم وگناہ کئے ہیں اس کے بعد بھی کوئی بدعقیدہ شخص یزید ناپاک کو امیر المومنین کہتا ہے اور اس کی تعریف وتوصیف کرتا ہے تو وہ ظالم اور جھوٹا ہے اور اس کا حشر بھی یزید ناپاک کے ساتھ ہی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب آخر میں ہم امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یزید پلید باجماع اہلسنت فاسق وفاجر اور گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا۔ اس پر ائمہ اہلسنت کا اتفاق ہے۔ صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف ہے فرمایا:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین وموافقین اسے کافر کہتے ہیں۔ شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا۔ حرمین طیبین اور خود کعبہ معظمہ اور روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔ مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے۔ تین دن تک مسجد نبوی شریف میں اذان ونماز نہیں ہونے دی۔ مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین کو بے گناہ شہید کیا۔ کعبہ معظمہ پر پتھر برسائے۔ اور غلاف کعبہ کو پھاڑا اور جلایا۔ مدینہ منورہ کی پاک دامن پارسائیں یعنی عورتوں کو تین دن اور تین راتیں اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن بھوکا، پیاسا رکھ کر مع ساتھیوں کے تیغ ظلم سے ذبح کیا۔

اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر شہادت کے بعد گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور جو محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا۔ کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور جگہ جگہ پھرایا۔ حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹیوں کو قید کیا گیا اور بے ادبی کے ساتھ اس خبیث، یزید ناپاک کے دربار میں لایا گیا۔ اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے۔ قرآن کریم میں صراحۃً اس پر **لعنهم الله** فرمایا۔ لہٰذا امام احمد بن حنبل اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت کرتے ہیں کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہلسنت کے خلاف ہے۔ اور ضال وبد مذہبی صاف ہے۔ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ شریف، ج ۶، ص ۱۰۷۔۱۰۸)

اے ایمان والو! یزید ناپاک کے متعلق مخالف اہلسنت کے گروہ کے علماء کے اقوال وبیانات بھی ملاحظہ فرمالیجئے

دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے بڑے مولانا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ج ۵، ص ۵۱)

اور دیوبندیوں کے پیر ومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی تحریر کرتے ہیں۔

کہ بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیوں کہ قتل حسین کو حلال جاننا کفر ہے مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا محقق نہیں لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر (یزید) فاسق بے شک تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۱، ص ۷)

دیوبندی جماعت کے مستند مولانا مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

بعض کے نزدیک یزید کافر ہوگیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر محقق نہ ہوا بلکہ اس کا پہلا اسلام فسق کے ساتھ مخلوط ہوگیا اگر امام حسین نے اس کو کافر سمجھا تو اس پر خروج کرنے میں کیا غلطی کی؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہی بات پسند آئی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۱، ص ۲۵۸)

دیوبندی جماعت کے ایک بڑے مولوی صاحب، مولوی محمد طیب، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جبکہ صحابہ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مبائعین ہوں یا مخالفین۔ پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد کے علمائے راسخین، محدثین، فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ تیمی۔ علامہ ابن جوزی علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر۔ علامہ الکیاء الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علمائے سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق (یعنی گندہ و ناپاک) کے متفق ہونے کی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے؟ (شہید کربلا اور یزید، ص ۱۵۹)

غیر مقلدوں کے امام یعنی اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی کہتے ہیں

مقریزی نے خط میں ذکر کیا ہے کہ جب حسین مارے گئے آسمان رویا اور زہری نے کہا کہ ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ جس دن قتل حسین ہوا کوئی پتھر بیت المقدس میں کا نہیں اٹھایا گیا لیکن اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون نکلا اور دنیا میں تین دن تک تاریکی رہی اور لکھتے ہیں کہ زہری نے کہا کہ قاتلان حسین میں سے کوئی شخص نہیں بچا لیکن آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سزا پایا تو مارا گیا یا روسیاہ ہوگیا۔ (تشریف البشر، بذکر الائمۃ الاثنی عشر، ص ۲۹)

جماعت اسلامی کے بانی و امیر ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

کہ یزید کے دور میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔

پہلا واقعہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ مودودی صاحب حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قتل حسین پر یزید نے ابن زیاد کو نہ کوئی سزا دی نہ اسے معزول کیا نہ اسے ملامت ہی کا کوئی خط لکھا۔ یزید میں اگر انسانی شرافت کی بھی کوئی رمق ہوتی تو وہ سوچتا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کے پورے خاندان پر کیا احسان کیا تھا اور اس کی حکومت نے ان کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ (اسی طرح جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب نے قدرے تفصیل کے ساتھ یزید کے ظلم و ستم کو بیان کیا ہے اور یزید کو ظالم اور غدار ثابت کیا ہے) (امام پاک اور یزید پلید، ص ۱۱۵)

آج کل کچھ دیوبندی اور غیر مقلدین یزید ناپاک کو نیک وصالح اور جنتی کہتے اور لکھتے ہیں جب کہ ان کے بزرگوں نے بھی یزید کو فاسق وفاجر اور ظالم لکھا ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔

حدیث قسطنطنیہ اور یزید ناپاک

یزید ناپاک کی حمایت ووفاداری میں جو لوگ بخاری شریف کی حدیث سے یزید پلید کا جنتی ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں محض باطل اور جھوٹ ہے۔ الامان والحفیظ

حدیث شریف:۔ اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ (بخاری شریف، ج۱، ص۴۱۰)

میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔

صحیح بخاری کی اس حدیث میں مطلقاً نہیں فرمایا گیا کہ جتنے لوگ بھی قیصر کے شہر میں غزوہ کریں گے ان سب کے لئے بخشش ہے۔ بلکہ ہمارے پیارے رسول غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم میں تھا کہ میرے اہل بیت کا دشمن اور میرے بیٹے امام حسین کا قاتل یزید ناپاک۔ پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اس پہلے لشکر میں شامل نہیں ہوگا اس لئے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مغفرت وبخشش کا انعام ان کے لئے رکھا جو اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ فرما کر پہلے لشکر میں جو لوگ شریک ہوں گے ان کے لئے خاص فرمادیا اور اس پہلے لشکر میں یزید شریک ہی نہیں تھا ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔

اور اسی سال ۴۹ھ میں اور کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہ نے ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف بھیجا اور اس پر حضرت سفیان بن عوف کو امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کا حکم دیا تو یزید بیٹھا رہا اور حیلے بہانے شروع کیے تو امیر معاویہ اس کے بھیجنے سے رُک گئے۔ (ابن اثیر، ج۳، ص۱۸۹)

علامہ ابن اثیر کی اس روایت سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پہلا لشکر قیصر روم پر بھیجا اس لشکر میں یزید شامل ہی نہیں تھا۔

امام المحدثین علامہ امام بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ یزید نے سب سے پہلے قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جنگ کی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ کون سی منقبت ہے جو یزید کے لئے ثابت ہوگئی جبکہ اس کا حال خوب مشہور ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس لشکر کے حق میں مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فرمایا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ

لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہو سکے کیوں کہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں، حتی کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں میں سے کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ رہتا۔

پس یہ صاف طور سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جس کے واسطے مغفرت کی شرط پائی جائے اس کے واسطے مغفرت ہے (عمدۃ القاری شرح بخاری، ج ۶، ص ۲۴۹)

قریب ایسا ہی علامہ امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے السّاری شرح بخاری، ج ۵، ص ۱۰۱ پر اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح بخاری، ج ۶، ص ۶۵ پر اور علامہ شیخ علی ابن الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سراج منیر شرح جامع صغیر ج ۲، ص ۷۹ پر لکھتے ہیں۔ ثابت ہو گیا کہ یزید ہرگز ہرگز حدیث بخاری میں جو بشارت دی گئی ہے اس کا مستحق نہیں ہے۔

اے ایمان والو! بے شک ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر قول اور ہر حدیث حق اور سچ ہے مگر اس میں شرائط کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے جیسے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، دعاء مانگو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا مگر شرط یہ ہے کہ جھوٹ اور حرام روزی سے بچو گے تو دعاء قبول ہوگی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھو مگر اس شرط کے ساتھ کہ کامل طہارت اور وضو کرلو ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح حج و روزہ اور زکوۃ وغیرہ تمام اعمال کے لئے شرائط ہیں کہ اگر ایسا کرو گے تو مقبول بنو گے۔

جیسے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ (حدیث شریف) کہ جس شخص نے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھا وہ جنتی ہو گیا۔

بیشک میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان سچ اور بہت ہی سچ ہے۔ لیکن یزید ناپاک کو جنتی کہنے والے یزیدی حضرات سے پوچھنا چاہئے کہ ایک شخص ہے جو تقدیر کو، فرشتوں کو، انبیائے سابقین کو، مرنے کے بعد زندہ ہونے کو، قبر کے سوال و جواب کو، قیامت کے دن حساب و کتاب کو، جنت و دوزخ کو اور جو امور ضروریات دین ہیں ان کو نہیں مانتا ہے یا ان میں سے کسی ایک امر ضروری کو نہیں مانتا ہے اور نہ ہی اس پر ایمان رکھتا ہے اور اس شخص کا حال یہ ہے کہ صبح سے شام تک بے شمار مرتبہ کلمہ شریف پڑھتا رہتا ہے تو کیا وہ شخص کلمہ پڑھنے کی بنیاد پر جنتی ہے۔ اے یزیدی گروہ کے لوگو! ہمت ہے تو کہہ دو کہ وہ شخص جنتی ہے اس لئے کہ وہ کلمہ پڑھتا ہے چاہے وہ ضروریات دین کا انکار کرتا ہو مر جاؤ گے مگر اس شخص کو جنتی ثابت نہیں کر سکتے ہو۔

اسی طرح یزید ناپاک کا حال ہے۔ جیسا کہ ائمہ کرام، محدثین عظام اور بزرگوں کے اقوال وبیانات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ یزید ناپاک قسطنطنیہ والی حدیث شریف کی بشارت سے محروم ہے اور اپنے بُرے کردار اور گندے افعال کے سبب۔

یزید پلید، فاسق وفاجر، ظالم وقاتل اور مستحق عذاب نار ہے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں؟

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنادے اے حسن
یوں بیاں کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

دس محرم کے مشہور واقعات

اسلام کا پہلا مہینہ محرم شریف ہے۔ اس ماہ میں جنگ وجدال حرام ہے اور اس ماہ میں عاشورہ کا دن بہت بزرگ ہے یعنی دسویں محرم کا دن۔

دس محرم کو یہ واقعات رونما ہوئے۔

۱) حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

۲) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔

۳) حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے سلامتی کے ساتھ اُترے۔

۴) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے (فیض القدیر شرح جامع صغیر للمناوی، ج۲، ص۳۴)

۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی۔

۷) حضرت ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا پائی۔

۸) حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی۔

۹) حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے نکلے۔

۱۰) حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی۔

۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جادوگروں پر غالب آئے۔ (عجائب المخلوقات، ص۴۴)

۱۲) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔

۱۳) قیامت اسی دن آئے گی۔

۱۴) پہلی بارش آسمانوں سے نازل ہوئی (غنیۃ الطالبین، ج۲، ص۵۳)

عاشورا کے دن نیک کام

اے ایمان والو! یوم عاشورہ یعنی دس محرم ایک بزرگ دن ہے۔ اس میں نیک کاموں کے بڑے اجروثواب ہیں کچھ نیک کاموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہمارے مرشد اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

۱) دس محرم شریف کے دن کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا بڑا اجروثواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلٰى رَأْسِ يَتِيْمٍ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلٰى رَأْسِهٖ دَرَجَةً فِى الْجَنَّةِ۔ (غنیۃ الطالبین، ج۲، ص۵۳)

جو شخص عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔

اے ایمان والو! یتیم سے محبت کرنا اور اس کو کھلانا پلانا بڑا ثواب ہے۔ یتیم کی دعا سے بلا و مصیبت دور ہو جاتی ہے اور روزی بڑھا دی جاتی ہے۔

۲) ہمارے پیارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا پیارے مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ يَمْرَضْ مَرَضًا اِلَّا مَرَضَ الْمَوْتِ ○

(غنیۃ الطالبین، ج۲، ص۵۳)

جو شخص عاشوراء کے دن غسل کرے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا سوائے مرض موت کے۔

۳) دس محرم شریف کے دن گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کثرت سے کرنا چاہئے کہ اس دن توبہ جلدی قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے۔

اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ دسویں محرم کو میری بارگاہ میں توبہ کریں اور جب دسویں محرم کا دن ہو تو میری طرف رجوع کریں۔ اَغْفِرُ لَهُمْ ۔ میں ان سب کی مغفرت فرماؤں گا۔ (فیض القدیر شرح جامع صغیر، ج ۳، ص ۳۴)

۴) دس محرم شریف کے دن آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عاشوراء کے دن اثمد کا سرمہ لگائے۔

لَمْ تَرْمُدْ عَيْنُهُ اَبَدًا ۔ (بیہقی) تو اس کی آنکھ کبھی بھی نہ دکھے گی۔

موضوعات الکبیر میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ دس محرم کے دن آنکھوں میں سرمہ لگانا خوشی کے اظہار کے لئے نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ دس محرم شریف کی خوشی منانا خارجیوں کا فعل ہے بلکہ حدیث شریف پر عمل کرنے کے لئے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا چاہئے۔

۵) دس محرم کے دن اپنے اہل وعیال کے واسطے گھر میں وسیع پیمانے پر کھانے کا انتظام کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ دس محرم کی برکت سے پورے سال وسعت و برکت عطا فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر نفقہ میں وسعت کرے یعنی خوب زیادہ خرچ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر پورے سال وسعت فرمائے گا۔

قَالَ سُفْيَانُ اِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَا كَذَالِكَ ۔ (بیہقی، مشکوۃ، ص ۱۷۰)

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا (یعنی روزی میں خوب برکت پایا)

میرے پیارے پیر پیران پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت و برکت ہی دیکھی۔ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۴)

۶) اے ایمان والو! اسی طرح علامہ مناوی فیض القدیر، ج ۲، ص ۲۳۶ پر لکھتے ہیں کہ حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو صحیح پایا اور حضرت ابن عُیَیْنَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا تو روزی میں وسعت و برکت ہی پائی۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ

دس محرم شریف کو خوب زیادہ کھانا پکانا چاہئے اور کھلانا چاہئے۔

پیروں کے پیر ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عاشوراء کے دن لوگوں کو پانی پلانا بہت بڑا ثواب ہے (اب اگر کوئی شخص دودھ پلائے تو اس کا ثواب کتنا زیادہ ہوگا)

ہمارے پیارے سرکار نبی معظم رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وَمَنْ سَقٰى شَرْبَةً مِّنْ مَّاءٍ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَكَاَنَّمَا لَمْ يَعْصِ اللّٰهَ طَرْفَةَ عَيْنٍ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۴)

جو عاشورہ کے دن پانی پلائے تو گویا اس نے تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی (یعنی اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا کام کیا)

دس محرم کا روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عاشورہ کے دن خود بھی روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا

صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ يَوْمَ كَانَتِ الْاَنْبِيَاءُ تَصُوْمُهُ (جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۱۵)

فرمایا! عاشورہ کے دن روزہ رکھو۔ اس دن انبیائے کرام روزہ رکھتے تھے۔

اس حدیث شریف کے تحت علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے دن یعنی دس محرم شریف کی فضیلت بہت بڑی ہے اور اس کی حرمت و بزرگی قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ ابن رجب نے فرمایا کہ دس محرم شریف کے دن حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام نے روزہ رکھا ہے۔ (فیض القدیر، ج ۴، ص ۲۱۵)

رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رمضان شریف کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم شریف میں عاشورہ کا روزہ ہے۔ اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف ص ۱۷۱)

اے ایمان والو! یوم عاشورہ یعنی دس محرم شریف بڑا عظیم دن ہے اس دن کا روزہ رمضان شریف کے بعد سب سے افضل روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عظیم اور برکت و رحمت والے دن تمام کھیل، تماشوں کی غلط رسموں سے بچائے۔

اور دس محرم شریف کے برکت والے دن ادب واحترام کے ساتھ روزہ رکھنے کی اور عبادتوں میں مشغول رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دسویں محرم شریف کی رات کی نفل نمازیں

سلطان البغداد فرد الافراد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کی شب عاشورہ میں کثرت سے نمازوں اور دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے اور فرماتے ہیں کہ جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے تو رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ اس شخص کے پچاس برس کے پچھلے اور پچاس سال کے آئندہ کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کے لئے جنت میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔

(ماثبت من السنہ،ص ۱۶، غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۴)

اور جو شخص عاشورہ کی رات میں دو رکعت نفل نماز قبر کی روشنی کے واسطے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو روشنی سے بھر دے گا اور قیامت تک اس کی قبر روشن رہے گی۔ ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ (جواہر غیبی)

دس محرم کے دن کی نفل نمازیں

ہمارے پیارے آقا محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دس محرم شریف کے دن چار رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ احد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نورانی منبر بناتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۱، ص ۱۳۶)

دس محرم کے دن جو کام سخت منع ہیں

مشہور محدث حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب موضوعات الکبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ یوم عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کالے کپڑے پہننا، سینہ کوٹنا، بال نوچنا، نوحہ کرنا، پیٹنا، چھری، چاقو سے بدن زخمی کرنا جیسا کہ رافضی یعنی شیعوں کا طریقہ ہے حرام اور گناہ ہے ایسے ملعون افعال سے پرہیز کرنا لازم وضروری ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعٰى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ، ص ۱۵۰)

یعنی وہ شخص ہم میں سے (یعنی ہماری جماعت میں سے) نہیں ہے جو اپنے گالوں پر مارے اور اپنے گریبان پھاڑے اور پکارے جاہلیت کا پکارنا (یعنی اپنا سینہ کوٹتے ہوئے چیخے اور چلائے)

عاشورہ کی رات اور دن عبادت کے لئے ہیں

اے ایمان والو! بزرگان دین کے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ عاشورہ کی رات اور عاشورہ کا دن رحمت و برکت اور عظمت و بزرگی والے ہیں۔

محرم شریف میں باجے بجانا یزیدیوں کا طریقہ ہے

جب حضرت امام پاک شہید ہوگئے تو خوشی میں یزیدیوں نے باجے بجائے اور جشن منایا مگر آج کل امام پاک کی محبت کا دعویٰ کرنے والے باجا بجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے اور یزیدیوں کے طریقوں پر عمل کرنے سے بچائے۔

عاشورہ کی رات میں لہو ولعب اور تمام خرافات سے بچا جائے اور کثرت سے نماز اور تلاوت قرآن کریم کا اہتمام کیا جائے اور کلمہ شریف و درود پاک کا ورد کیا جائے۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھا جائے اور زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا جائے اور سب کا ثواب حضرت امام پاک اور شہدائے کربلا کی پر نور بارگاہ میں نذر کیا جائے یہی سچی عقیدت و محبت ہے حضرت امام پاک سے۔

عاشق مدینہ پیشوائے اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

محرم شریف میں خرافات و بدعات کا رد اپنی کتاب۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ) میں تحریر فرمایا ہے جس کو دیکھنا ہو اس کتاب کا مطالعہ فرمائے۔

کھلا دھوکہ اور الزام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروجہ تعزیہ داری اور محرم شریف میں ہونے والے خرافات وبدعات کارد بلیغ فرمایا ہے۔

مگر بے دین وگمراہ لوگ ان خرافاتوں اور بدعتوں کو جنم دینے والا اور رائج کرنے والا آپ کو بتاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹوں سے بچائے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

هُوَ اللّٰهُ

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

چوتھا جمعہ..تیسرا بیان

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِی اصْطَفٰی (پ۱۹ع۱۹)

ترجمہ: اور سلام اس کے چنے ہوئے پر۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

یا الٰہی غوث اعظم کے غلاموں میں قبول
ہم شبیہ غوث اعظم مصطفیٰ کے واسطے

ہم کو عبد المصطفیٰ کر بہر شیخ مصطفیٰ
مفتی اعظم جناب مصطفیٰ کے واسطے

حضرات! ہمارے مرشد اعظم، حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان ہے کہ:

ان کا سایہ ایک تجلی، ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے، ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

ولادت: ۲۲؍ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ؍۷ جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق، بمقام محلہ سوداگران، بریلی شریف۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کا سن ہجری اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے۔

وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْ اصْطَفٰی (پ۱۹ع۱۹)

۱۰ ۱۳ ھ

اسم گرامی: حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیدائشی اور اصلی نام محمد ہے۔ اسی نام پاک پر آپ کا عقیقہ ہوا غیبی نام آل الرحمٰن ہے۔ پیرومرشد نے آپ کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی تجویز فرمایا۔ اور والد ماجد نے عرفی نام مصطفیٰ رضا رکھا۔ فن شاعری میں آپ اپنا تخلص نوری فرماتے تھے۔

بیعت وخلافت: ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ ۶ ماہ ۳ یوم کی عمر شریف میں سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگشت مبارک حضور مفتی اعظم کے دہن مبارک میں ڈالی۔ حضور مفتی اعظم شیر مادر کی طرح چوسنے لگے۔ حضرت نوری میاں نے داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور مجدد اعظم، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔

پیرومرشد کی بشارت: سید المشائخ حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا:

یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ لوگ دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا۔

تعلیم وتربیت: مولانا محمود احمد قادری مظفر پوری اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ:

حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: کچھ اپنی تعلیم کے بارے میں بھی فرمائیں۔

تو حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قرآن شریف اعلیٰ حضرت سے بھی پڑھا، منجھلے اور چھوٹے چچا کے علاوہ بڑے بھائی صاحب مولانا حامد رضا سے بھی پڑھا، اس کے بعد فارسی، عربی بھی انہیں حضرات سے پڑھی۔ جب مدرسہ اہل سنت قائم ہوا تو اس کے اساتذہ بھی، مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی سے بھی پڑھا، مولانا ظہور الحسن فاروقی رامپوری سے بھی پڑھا، جب مولانا رحم الٰہی مظفر نگری مدرس دوم ہو کر آئے تو ان سے خاص طور پر پڑھا یہ میرے خاص استاد تھے جب متوسطات پڑھ چکا تو زیادہ تر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر رہتا، جس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔

فراغت: حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں ۱۸/سال کی عمر میں جملہ علوم وفنون پر عبور حاصل کر کے مرکز اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔

(جہان مفتی اعظم،ص:۱۰۲،۱۰۳،۱۰۴)

تمہید: جس عالم ربانی، ولی کامل مجدد ابن مجدد کی شان وبزرگی کا بیان ہو رہا ہے وہ ذات علم وعمل اور حسن و تدبیر کا پیکر، حلم وبردباری اور عزم محکم کا مضبوط چٹان، تفقہ وتدبر میں یگانۂ روزگار، شریعت وطریقت میں بحر ذخار، تقویٰ وپرہیزگاری کے شاہکار، کشور شعروادب کے شہریار، مملکت سلوک وتصوف اور ولایت وکرامت کے تاجدار، قطب عالم، حضور مفتی اعظم، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے مشہور ومعروف ہیں۔

حضرات! حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بریلی شریف کے افق سے اٹھنے والا یہ سحاب رحمت اٹھا اور اٹھتا ہی چلا گیا، بڑھا اور بڑھتا ہی چلا گیا، پھیلا اور پھیلتا ہی چلا گیا، برسا اور برستا ہی چلا گیا، دین وشریعت اور علم وعمل کی کھیتاں ہری بھری ہوگئیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض، حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں پوری دنیا کے بے شمار شہروں اور دیہاتوں میں پہنچا اور انہیں سیراب کیا۔

حضور مفتی اعظم! وہ کنواں نہ تھے کہ لوگ وہاں جا کر پیاس بجھاتے، وہ بادل تھے ہر جگہ خود ہی جا کر برس آتے۔ اپنوں پر برسے، غیروں پر برسے، پہاڑوں پر برسے، وادیوں پر برسے، صحراؤں پر سے، شہروں پر برسے، ایوانوں پر برسے جھونپڑیوں پر برسے یہی وجہ ہے کہ جب وہ وصال فرمائے اور نگاہوں سے روپوش ہوئے تو دنیا چیخ پڑی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق بیس لاکھ انسانوں کا جم غفیر ہر طرف سے شہر بریلی میں جمع ہوگیا۔

پہلا فتویٰ: ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں جب حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۱۸ سال کی تھی، آپ نے ایک فتویٰ تحریر فرمایا۔ یہ فتویٰ جہاں آپ کی علمی صلاحیت وقابلیت کا پتہ دیتا ہے وہیں فقہی مہارت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

اسی پہلے فتوے کے متعلق حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے قلم سے لکھتے ہیں کہ:

نوعمری کا زمانہ تھا میں نے ملک العلماء (مولانا ظفر الدین بہاری) سے کہا کہ فتاویٰ رضویہ دیکھ کر آپ جواب لکھتے ہیں۔ مولانا (ظفر الدین بہاری) نے فرمایا: اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو تو جانوں۔ میں نے فوراً لکھ دیا اور وہ رضاعت کا مسئلہ تھا۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی،ص:۱۰ جولائی ۱۹۶۰ء)

جب یہ فتویٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پہچان لیا، قلب اطہر میں مسرت وشادمانی کا طوفان امنڈ آیا اور چہرۂ مبارکہ پر بشاشت وفرحت کی کرنیں پھوٹ پڑیں۔ فرمایا: یہ کس نے لکھا ہے؟ حامل فتویٰ نے جواب دیا: چھوٹے میاں نے۔ (گھر میں لوگ پیار سے چھوٹے میاں کہہ کر پکارا کرتے تھے) پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ آنے کے بعد دستخط کروا کر لکھا۔ صَحَّ الْجَوَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابُ اور اپنا تائیدی دستخط ثبت فرمایا اور خوش ہو کر پانچ روپیہ انعام دیتے ہیں پھر ابوالبرکات محی الدین جیلانی محمد عرف مصطفیٰ رضا کہ مہر بنوا کر عطا فرماتے ہیں۔

(انوار مفتی اعظم، ص:۵۹، تذکرہ علماء اہلسنت، ص:۲۲۳)

حضور مفتی اعظم کا فتویٰ مکہ معظّمہ میں

مجدد ابن مجدد، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں حج و زیارت کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ اس وقت نجدی حکومت نے حاجیوں پر حج وزیارت کا ٹیکس لگا دیا تھا اور وہابی، نجدی علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیا تھا مگر حق پرست سنی علماء نجدی حکومت کے جبر وظلم سے خائف ہو کر رخصت پر عمل کرتے ہوئے خاموش تھے۔ لیکن جب حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم محترم، مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو اس مرد خدا مجدد ابن مجدد نے مکہ معظمہ میں اس نجدی ٹیکس کے حرام وگناہ ہونے پر انتہائی مدلل، مفصل، عربی زبان میں فتویٰ لکھا جس کا نام اَلْقَنَابِلُ الذَّرِيَّةُ عَلٰى اَوْثَانِ النَّجْدِيَّةِ ہے۔

جسے پڑھنے کے بعد علماء حرمین طیبین نے متفقہ طور پر فرمایا: اِنَّ هٰذَا اِلَّا اِلْهَامٌ اور تمام علمائے حرمین طیبین نے متفقہ طور پر حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام وقت، شیخ الہند والحرم تسلیم فرمایا اور بطور تبرک قرآن کریم و احادیث طیبہ وفقہ کے سلاسل کی اجازتیں لیں اور اپنے آپ کو حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمرۂ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔ (ملخصاً انوار مفتی اعظم، ص:۲۵۶)

حضرات! مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجدی حکومت کے جبر وتشدد اور ان کی گمراہی اور بد دینی کو دیکھ کر اپنے شعر میں یوں کہا ہے:

تیرے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد
الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

اور کسی نے کہا:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

مفتی اعظم کا لقب

حضرت مولانا سید شاہد علی رضوی صاحب نے تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری انہوں نے نمونۂ اسلاف علامہ سبین الدین امروہوی سے، انہوں نے صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ لقب (یعنی مفتی اعظم کا لقب) خود امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی عطا فرمایا۔ (ملخصاً فقیہ ابن فقیہ، ص:۱۰۶)

امام احمد رضا کے ساتویں عرس ۲۵ صفر ۱۳۴۷ھ کے عظیم الشان اجلاس میں حجۃ الاسلام سمیت غیر منقسم ہندوستان کے بڑے بڑے مفتیان کرام اور علماء عظام موجود تھے، اس اجلاس میں آپ کو مفتی اعظم کہا گیا اور حضرت حجۃ الاسلام کے حکم سے منظور شدہ تجویزوں میں سے ایک تجویز میں آپ کے لئے مفتی اعظم کا لفظ آیا ہے۔

اور آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء، بنارس کے تاریخ ساز اجلاس جس میں پانچ سو مشائخ عظام، سات ہزار مفتیان کرام اور علماء فخام شریک تھے اس میں آپ کو بار بار مفتی اعظم کے لقب سے یاد کیا گیا اور اس کی مختلف تجویزوں میں مفتی اعظم لکھا گیا۔ (المیزان اپریل ۱۹۸۷ء، ص:۱۲۰)

حضور مفتی اعظم اکابر کی نظر میں

(۱) حضور محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذا حُكْمُ الْعَالِمِ الْمُطَاعِ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِتِّبَاعُ یعنی یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور ہمارے لئے اتباع کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ (ماہنامہ استقامت کانپور، انوار مفتی اعظم، ص:۱۹۸، جہان مفتی اعظم، رضا اکیڈمی، ممبئی، ص:۲۳۱)

اور حضور محدث اعظم فرماتے ہیں

تاجدار اشرفیت حضرت مفتی شاہ سید محمد محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبۂ صدارت، ''ارشادات

دین پرور" میں فرمایا! میرا خیال ہے سنی جمعیۃ العلماء کیا چیز ہے؟ کاش اس سوال کا جواب حضرت مفتی اعظم سنیوں کا آقا، سنیوں کا مرکزی آسرا کا قلم دیتا۔ (المیزان، اپریل، ۱۹۸۷ء، ص:۱۴۱)

(۲) حضور حافظ ملت کی نظر میں

مولانا شاہ عبد العزیز مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ ولی ہیں، آج جو ان سے سبق پڑھ رہا ہے کل اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں نے حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سبق پڑھا ہے۔ جو ان سے بیعت ہوگا اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوا ہوں۔ جو ان سے مصافحہ کرے گا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے ان سے مصافحہ کیا ہے۔ جو ان کی زیارت کرے گا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے۔ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تقویٰ، طہارت کے پیکر) علم وفن کے سمندر ہیں۔ (انوار مفتی اعظم، ص:۱۹۸)

(۳) حضور احسن العلماء کی نظر میں

تاجدار مارہرہ مطہرہ، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن، حسن میاں، احسن العلماء قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا اور حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر میرے گھر میں روز ہوتا ہے۔ ایک دوبار نہیں بلکہ دن بھر میں کئی بار ہوتا ہے۔ (انوار احمد قادری)

حضرات! حضرت سید العلماء، علامہ مولانا مفتی الشاہ سید آل مصطفیٰ سید میاں، قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرشد اعظم احسن العلماء حافظ و قاری مولانا الشاہ مصطفیٰ حیدر حسن، حسن میاں قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کی شاندار خدمت کرتے رہے اور اپنے متوسلین و مریدین کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قایم رہنے کا درس دیتے رہے اور سید العلماء فرماتے ہیں:

یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

(۴) حضور بدر ملت کی نظر میں

راقم الحروف انوار احمد قادری نے خود اپنے مرشد کریم، استاذ شفیق، عالم باعمل، ولی کامل حضرت مولانا مفتی

الشاہ محمد بدر الدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہوئے متعدد بار سنا ہے کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نائب غوث اعظم اور قطب عالم تھے۔

(۵) حضور بحر العلوم کی نظر میں

بزرگوں کی یادگار، سراپا خلوص ووفا، حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی دام ظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل دل صوفی اور باکمال بزرگ تھے۔

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ وتقریر نہیں فرماتے تھے لیکن لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے ان کے چند جملے لمبی، لمبی تقریروں پر بھاری تھے۔ (تلخیص جہان مفتی اعظم، ص:۲۳۶)

حضرات! ان چند بزرگوں کے اقوال وبیانات پر بس کرتا ہوں ورنہ لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

حضرات! حضور مفتی اعظم ہند مجدد ابن مجدد الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی قد بھی بہت ہی بلند ہے۔ آپ سے پڑھنے اور استفادہ کرنے والوں کی بڑی تعداد ہے۔ یہاں پر ہم صرف دو عظیم شخصیتوں کا ذکر کر رہے ہیں جنہوں نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علمی استفادہ کیا اور پڑھا ہے۔

(۱) شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی

مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۴۰ھ اور ۱۹۲۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری شریف پڑھی (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، ص:۴۱، جہان مفتی اعظم، ص:۱۰۱۷)

(۲) محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد لائل پوری

خلیفہ حجۃ الاسلام محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد لائل پوری نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منظر اسلام میں منیہ، قدوری، کنز الدقائق اور شرح جامی پڑھی۔ (جہان مفتی اعظم، ص:۱۰۱۷)

حضرات! شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی قادری رضوی پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد چشتی قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی قد علماء اور عوام کے درمیان بہت بلند ہے اور ان دونوں بزرگوں نے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔

حضرات! آپ اندازہ کیجئے کہ جب شاگرد ایسے ہیں تو استاذ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے رہے ہوں گے

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرات! مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امتیازی شان یہ بھی ہے کہ ان کے مریدوں میں اکابر علماء پائے جاتے ہیں جو اپنے علم وفضل، تقویٰ، طہارت اور نیکی و بزرگی میں یگانہ روزگار ہیں، جن کی فہرست اگر مرتب کی جائے تو خود ایک کتاب تیار ہو جائے۔ ان بزرگ ہستیوں میں سے ہم یہاں پر صرف دو شخصیتوں کا ذکر کرتے ہیں جو حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

(۱) حضور بدر ملت مولانا شاہ بدر الدین احمد قادری گورکھپوری

عارف حق، عالم باعمل، ولی کامل حضور بدر ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد بدر الدین احمد صدیقی قادری رضوی مصنف سوانح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجدد ابن مجدد نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وفضل، تقویٰ وطہارت اور روحانیت وکرامت کے مالک تھے۔ آپ کی حیات طیبہ کا لحہ لحہ مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق گزرا۔ آپ پانچوں نمازوں کے علاوہ نماز چاشت اور تلاوت قرآن مجید بلاناغہ کے پابند تھے۔ یہی وجہ تھی اور حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی نسبت غلامی اور مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ وابستگی کا نتیجہ اور پھل تھا کہ اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم نے ساتھ دیا کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے سفر آخرت کے وقت بھی نماز مغرب ادا فرمایا، اور بعد نماز، چہرہ شریف مدینہ طیبہ کی جانب کئے ہوئے تسبیح وتہلیل میں مشغول تھے کہ مصلی ہی پر ۶۳ سال کی عمر شریف میں آپ کا وصال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(۲) بقیۃ السلف حضرت مولانا مبین الدین رضوی امروہوی

بقیۃ السلف، عالم ربانی، حضرت علامہ مولانا الشاہ حاجی مبین الدین قادری رضوی امروہوی علیہ الرحمہ، مجدد ابن مجدد وقطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت حاجی مبین الدین صاحب علیہ الرحمہ عالم باعمل تھے، آپ کا تقویٰ وطہارت نمایاں تھا، آپ کو دیکھنے والا بزرگوں کی یاد تازہ کرلیا کرتا تھا، بے شک آپ اللہ کے ولی تھے۔

حضرات! ان دونوں بزرگوں کی نیکی و پارسائی اور روحانیت و بزرگی کو دیکھ کر آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب مرید و خلیفہ اس شان کے ہیں تو پیر و مرشد حضور مفتی اعظم قطب عالم نائب غوث اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکی و پارسائی، تقویٰ و طہارت، ولایت و روحانیت کی شان کا کیا عالم ہوگا۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضور مفتی اعظم نائب غوث اعظم ہیں

بقیۃ السلف حضرت مولانا، الشاہ، حاجی مبین الدین صاحب قبلہ رضوی امروہوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شہر بریلی میں نواب راحت جان صاحب رہتے ہیں، یہ بزرگان کرام سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں، میرے بھی موصوف سے قریبی تعلقات ہیں، ایک بار نواب صاحب نے مجھ سے خود بیان کیا کہ میرے دل میں یہ آرزو تھی کہ میں کسی خاص غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین سے بیعت ہوں گا جو اس دور میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چلتی پھرتی تصویر ہو، جس کے تقویٰ اور طہارت سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ ہوتی ہو، جس کے اسلوب بیان سے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز ملتا ہو، جس کے وعظ و نصیحت سے غوث ربانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی جیسا اثر مرتب ہوتا ہو، جس کے سینے میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عشق رسول تڑپ رہا ہو۔ اس وقت میری نظروں میں چند بزرگ ہستیاں تھیں، سرفہرست حضور مفتی اعظم ہند تھے اور دیگر بزرگ بھی تھے مگر میں مطمئن نہ ہو سکا کہ صحیح معنوں میں جانشین غوث کون ہے۔ لیکن میرے سینے میں مچلتے ہوئے جذبات تھے، اٹھتی ہوئی تمنائیں تھیں، حسرت و یاس میں ڈوبا ہوا دل غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین کو ڈھونڈتا رہتا تھا، اسی کس مکش اور اسی جستجو میں کوشاں رہتا کہ مجھے نائب غوث الورا مل جائے۔ حتیٰ کہ میں جانشین غوث کی تلاش میں بغداد شریف پہنچا۔ بغداد کی گلیوں میں دیوانہ وار چکر لگاتا، بغداد کی فضاؤں میں مستانہ چال چلتا، صرف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین کو تلاش کرنے میں منہمک رہتا۔ جب خانقاہ غوث میں پہنچا، درگاہ شریف کے ایک سجادہ نشین جو واقعی میری نظر میں جانشین غوث الورا لگتے تھے میں نے چاہا کہ ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کرلوں۔ مگر پھر نہ جانے کیوں میرے اندر ایک کھٹک سی محسوس ہوئی اور دل میں ان کی طرف سے آرزوؤں کا جو چراغ روشن ہو چکا تھا وہ یک بیک گل ہو گیا، میرے دل کی انجمن کا گوشۂ محبت سرد پڑ گیا، میری الفت کے زخموں کا بندھن ٹوٹ گیا، دل کی

کھلی ہوئی کلی مرجھاتی چلی گئی، لیکن یادر کھئے غم کی چوٹ ابھرتی ہے تو خود بخود ابر رحمت اس کی حفاظت کرتی ہے، غرض کہ دل کی اس کھٹک کی وجہ سے میں نے اپنا ارادہ بیعت منسوخ کر دیا۔

آخر دل کی بے قراری حد سے تجاوز کرنے لگی تو میری آرزوؤں کی شمع کو روشن کرنے کے لئے سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کا دریائے رحمت جوش میں آہی گیا اور اچانک میرے اوپر غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حالت خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ سرکار دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم آگے آگے جلوہ فرماں ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، ان کے پیچھے سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہیں، میری زبان سے برجستہ نکلا پیارے غوث، اس وقت دنیا میں آپ کا جانشین کون ہے؟ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تیرے ہی شہر بریلی میں تو میرا جانشین ہے۔ مجھ سے پھر بھی نہ رہا گیا اور میں نے عرض کیا کہ حضور کون ہیں؟

سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ نے سرکار مفتی اعظم کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ دیکھ یہی تو ہے میرا نائب۔ میں نے اپنی لاعلمی پر بے پناہ افسوس کیا اور پھر میں نے بریلی ہی کا سفر شروع کر دیا۔ سرزمین بریلی شریف پہنچ کر آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا تو اس وقت سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے برجستہ ارشاد فرمایا: کہئے میاں نواب صاحب کہاں۔ کہاں گھوم آئے، کیا کیا دیکھا۔ حضرت کے یہ چند کلمات مبارکہ سن کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اچانک میری آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔ فوری میں نے سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ شاید اسی موقعہ کے لئے کسی نے کہا ہے:

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی
کہاں چراغ جلا، روشنی کہاں پہنچی

(مقالات نعیمی اول، ص: ۳۰، ۳۱)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے صاف طور سے پتہ چلا کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔

مفتی اعظم اور عشق رسول

مشہور عالم دین حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی رقمطراز ہیں کہ:

عالم اسلام کی برگزیدہ اور اہم شخصیتوں پر ایک نظر ڈالئے تو عشق رسول کے باب میں مفتی اعظم کا اسم گرامی

جلی حرفوں میں روشن نظر آئے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبت رسول کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ کتنا خوش نصیب ہے، جس نے عشق مصطفیٰ کو مصطفیٰ رضا کے پیکر میں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے دیکھ لیا ہے۔

رسول بطحا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشق زار کا حال ذیل کے واقعہ میں ملاحظہ فرمائیے، انوکھے اور نرالے انداز میں احترام نسبت کا حسین منظر بھی دیکھیے۔

سفر حج میں جب آپ غار ثور کی زیارت کے بعد غار حرا کے پاس پہنچے تو اپنا عمامہ مبارکہ، جبہ، صدری، کرتا سب اتار کر زمین پر رکھ دیا، اس وقت سوزش عشق سے آپ کا قلب تپاں اور آنکھوں سے اشک رواں تھا۔ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اس کی پاک مٹی بدن پر ملنے لگے اور اس کے ذرات سے اپنی پیشانی کو اس طرح چمکایا کہ کہکشاں کا جمال، آفتاب کی شعائیں اور ماہتاب کی درفشانی بھی اس کی تابانیوں پر قربان ہونے لگی اور جب آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور پر مواجہ اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو حرم شریف کے خادم سے جھاڑو لے کر درود شریف پڑھتے ہوئے اس مبارک سرزمین کو بہارا۔ اس وقت آپ کا جذبۂ شوق اور کیف وسرور بیان سے باہر ہے۔ ایک مدت سے خوابیدہ آرزو آج بیدار ہو چکی تھی، دل میں مسرت کی کلیاں کھل اٹھیں اور مرادیں بر آئی تھیں، جنھیں آپ نے اپنی نعت پاک میں نظم فرمایا ہے:

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینہ کی گلیاں بہارا کروں میں

تیرا ذکر لب پر خدا دل کے اندر
یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں

دم واپسی تک تیرے گیت گاؤں
محمد محمد پکارا کروں میں

(تلخیص حجاز جدید مفتی اعظم نمبر، ص:۹۳، انوار مفتی اعظم، ص:۲۶)

(۱) مفتی اعظم اور احترام سادات

حیدر آباد کا واقعہ ہے کہ مکہ مسجد کا عظیم الشان اجلاس جس میں کم وبیش ساٹھ ہزار مسلمانوں کا اجتماع تھا اور پھر ہر ایک دل میں مفتی اعظم کی زیارت کی تمنا اور اس پر سادات کرام کا حضور مفتی اعظم سے گزارش کرنا کہ آپ کم از کم

کرسی پر رونق افروز ہو جائیں تا کہ مشتاقان دید کی تمنائیں پوری ہو جائے۔ یہ وہ منظر ہے جنھیں فراموش نہیں کیا جا سکا مگر ان مناظر سے زیادہ فراموش نہ کیے جانے کے لائق حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ جواب ہے جو حضور مفتی اعظم نے اپنی زبان فیض بار سے فرمایا تھا کہ آل رسول نیچے ہوں اور میں کرسی پر بیٹھوں یہ مجھے بھی گوارا نہیں۔ امر پر ادب کو ترجیح دے کر ایک اور وارفتگی کی بنا ڈالی جس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کے پاکیزہ جذبات کی یاد تازہ کردی۔

حیدر آبادی حیران وششدر رہ گئے، ان کے دلوں میں عشق رسول کی شمع فروزاں ہونے لگی اور پورا مجمع نشۂ محبت میں سرشار نظر آنے لگا۔ (ملخصاً جہازِ جدید مفتی اعظم نمبر، ص:۶۱، انوار مفتی اعظم، ص:۶۳)

(۲) تعظیم آل رسول کا عجیب وغریب واقعہ

حضور بحر العلوم، حضرت علامہ، مولانا، مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور دامت برکاتہم العالیہ رقمطراز ہیں کہ:

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نئی تعمیرات کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر ایک آل انڈیا تعلیمی کانفرنس کا اعلان فرما چکے تھے۔ کانفرنس ہوئی اور بے مثال ہوئی، اس میں از رہے دین پروری حضور مفتی اعظم اور حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ بھی شریک ہوئے، کچھ عقیدت مندوں نے اہل کچھوچھ کے بائکاٹ سے متاثر ہو کر اس خاندان کی دوسری شاخ (اہل بسکھاری) کے سجادہ نشین معروف بہ بابو میاں کو شرکت کی دعوت دی تو وہ بھی شریک ہوئے۔

علماء دیو بند کے خلاف علماء عرب وعجم کے فتاویٰ کفر سے ساری دنیا واقف ہے، اور اعلیٰ حضرت اور ان کے خاندان کو اس سلسلہ میں حق کی حمایت اور سچ کی جنبہ داری میں جو تقدم حاصل ہے وہ کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ بابو میاں جن کے اجداد پر دیو بندیوں کی حمایت کا الزام تھا، اس جلسۂ سنگ بنیاد میں شرکت کے موقعہ پر حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے دار العلوم اشرفیہ کی نچلی منزل کے مغربی کمرہ میں آئے، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو سلام کیا، مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور خود ہی تعارف کرایا ہوگا یا کسی نے بتایا ہوگا یا پہلے سے ہی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو معلوم تھا۔ بہر حال حضور مفتی اعظم ہند نے نہ سلام کا جواب دیا نہ مصافحہ کیا، بلکہ فرمایا، صاحب آپ کے خاندان کے لوگ علماء دیو بند کے حامی رہے ہیں اور ان پر علماء عرب وعجم کے کفر کے فتوے ہیں، اگر آپ بھی اس روش میں ان ہی کے ہمراہ ہیں تو میں آپ سے کیسے سلام وکلام کر سکتا ہوں جب کہ حدیث شریف میں ایسے لوگوں سے قطع تعلق کا حکم آیا ہے؟

بابو میاں نے کہا حضور میں کبرائے دیوبند کی تکفیر میں ساری دنیا کے اہل اسلام کا ساتھی ہوں، چنانچہ اسی وقت انہوں نے اس مضمون کی اپنی دستخطی تحریر حضور مفتی اعظم کے حضور پیش کی۔

اس وقت لوگوں نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا، حضور مفتی اعظم نے بابو میاں سے فرمایا، صاحب زادے آپ ذرا کھڑے ہو جائیں۔ نہ تو بابو میاں یہ سمجھے کہ کیوں یہ حکم ہو رہا ہے، نہ مجلس میں بیٹھنے والے ہی، مگر یہ حکم پا کر بابو میاں کھڑے ہوئے تو حضور مفتی اعظم نے ہاں شان و جلال، ہاں عظمت و تقدس و ہاں ریش سفید و رفعت پیری، ایک سبزہ آغاز نوجوان (بابو میاں) کا پیر دونوں ہاتھ سے پکڑ لیا، ڈبڈبائی آنکھیں ان کے چہرے کی طرف اٹھا کر فرمایا: صاحبزادے ہم تو آپ کے غلام و خانہ زادے ہیں، ہمارے پاس جو کچھ ہے آپ کے ہی جد کریم کا دیا ہوا ہے۔ ہم نے شروع میں جو کیا آپ کے ہی جد کریم کے حکم کی بجا آوری اور انہیں کے دین کا پرچم بلند کرنے کے لئے کیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک چاکر اپنے مالک کے پاؤں پکڑ کر اس سے معافی مانگ رہا ہے۔

اس وقت پورے مجمع پر رقت طاری تھی اور کھلی آنکھوں سے دنیا دیکھ رہی تھی کہ بلاشبہ حق و ہدایت، اطاعت شرع و اتباع سنت انہیں بزرگوں کے دم قدم سے ہے۔ درود ہو میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جنہوں نے فرمایا: مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ یعنی جو برائی دیکھے اپنے ہاتھ سے درست کرے اور سلام ہو حضور مفتی اعظم پر کہ آپ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس حکم پر پوری زندگی عمل کر کے شاہراہ حق قائم فرمادی۔

(جہان مفتی اعظم، ص: ۲۵۰)

خوشبو سے بتادیا کہ کوئی سید صاحب ہیں

علامہ یلیین اختر مصباحی لکھتے ہیں کہ (حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) انتقال کی شب جب لوگ تیمار داری میں مصروف تھے، ایک سید صاحب بھی وہاں موجود تھے، اور وہ بھی خدمت میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک حضور مفتی اعظم نے آنکھ کھولی، اور فرمایا! یہاں کوئی سید صاحب ہیں؟ مجھے خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی حضور! فلاں سید محمد حسین صاحب ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدمت کر کے مجھے گنہگار نہ بنائیں۔ آپ صرف میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور بس! (حجاز جدید مفتی اعظم نمبر، ص: ۹۲، انوار مفتی اعظم، ص: ۹۳)

حضرات! ان واقعات سے بخوبی پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سادات کرام سے اس درجہ کی محبت تھی تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عشق و محبت کا کیا عالم رہا ہوگا۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

بے اجازت جن کے گھر میں جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

درود شریف:

(۱) حضور مفتی اعظم ہند کی کرامتیں

بقیۃ السلف حضرت علامہ الشاہ الحاج محمد مبین الدین صاحب قبلہ رضوی امروہوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور سیدی مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عاشق رسول، ایک دیوانہ خدا تھے۔ اگر اس سے پہلے کبھی آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کی کتاب حیات کا مطالعہ کیا ہے تو شاید آپ کو یاد ہوگا جبلپور کا وہ تاریخی واقعہ کہ جب آپ اپنے مرید کے بے حد اسرار پر جبلپور کے علاقوں میں اپنے چند خادموں کے ساتھ تانگے میں سوار ہو کر تشریف لے جا رہے ہیں، تانگا اپنی رفتار پر آگے بڑھتا جا رہا ہے، چلتے چلتے ایک گاؤں سے گزرتا ہے کہ سڑک پر ایک بچہ کھیلتا، کودتا اچانک تانگے کے نیچے آ جاتا ہے، تانگے کا پہیا اس بچے کے سینے اور پیٹ کے درمیان سے اتر جاتا ہے، لوگوں میں غم وغصے کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے، چاروں طرف ہو کا عالم ہے، پوری سڑک پر سناٹا چھا گیا، ہر انسان اپنی اپنی جگہ پر پریشان، ہر طرف بے چینی ہی بے چینی نظر آ رہی ہے، باپ دھاڑے مار، مار کر رو رہا ہے، ماں بچے کی حالت دیکھ کر پچھاڑیں کھا رہی ہے، کسی کو سکون وچین نہیں، مگر ہو ہی کیا سکتا تھا۔ اس مجمع میں اللہ کا ایک ولی کامل، رسول عربی کا سچا عاشق، غوث الوریٰ کا صحیح جانشین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی چمکتی ہوئی تلوار ہے، جن کے چہرۂ انور پر عزم واستقلال کی ایک چٹان ہے، تحمل و بردباری کا ایک دریا ہے جو انتہائی سکون واطمینان کی موجیں مار رہا ہے، وہ اس وقت دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ کے لب گلفشاں ہوئے اور آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس بچے کو اٹھا کر لاؤ۔ کسی کی ہمت نہ ہوئی چونکہ بظاہر اس کے جسم میں جان نہیں۔ دنیا ظاہر پر نظر رکھتی ہے، مگر اللہ کے خاص بندے ظاہر و باطن دونوں پر یکساں نظر رکھتے ہیں اور حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ قضاء حقیقی نہیں بلکہ قضاء معلق ہے بقول حضرت عارف رومی۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

حضور مفتی اعظم ہند کے مکرر ارشاد فرمانے پر ایک خادم آگے بڑھا اور اس نے بچے کو اٹھا کر خدمت میں پیش کر دیا اس بچے کو لے کر جو بظاہر دم توڑتا ہوا نظر آ رہا تھا، زندگی کی آخری سسکیاں لے رہا تھا، بچہ حضرت کے ہاتھوں میں ہے، آپ نے اس بچے کے سینے اور پیٹ کے درمیان اپنا دست شفا پھیرا، پھر کیا تھا کہ اچانک وہ بچہ مسکرا پڑا، جیسے نکلی ہوئی روح دوبارہ واپس آ گئی ہو، وہ بچہ اچھل پڑا اور اپنے گھر کی طرف دوڑا، لوگ اسے بلاتے رہ گئے اور بچہ یہ پیغام دیتا ہوا گھر چلا گیا:

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

(مقالات نعیمی اول، ص: ۱۸، ۱۹)

(۲) حضور مفتی اعظم بیک وقت بریلی میں اور حرمین طیبین میں

شارح بخاری فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی رضوی صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور لکھتے ہیں کہ:

ایک سال بریلی شریف کے ایک حاجی صاحب حج سے واپس آئے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کب حج کے لئے گئے تھے اور واپس ہوئے یا نہیں؟ لوگوں نے انہیں بتایا کہ حضرت مفتی اعظم ہند امسال حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ انہوں نے عیدگاہ میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی ہے، ہم نے خود پڑھی سب حاضرین نے متفق اللفظ ہو کر یہی بتایا۔ انہوں نے حیرت سے کہا، آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں، میں نے ان کو طواف کرتے دیکھا ہے، مسجد حرام میں، منا میں، عرفات میں ان سے ملاقات کی ہے۔ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ مواجہ اقدس میں سلام عرض کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سن کر سارے حاضرین دم بخود رہ گئے، لیکن سب نے پھر یہی کہا کہ تمہیں دھوکا ہوا ہوگا۔ حضرت تو امسال دولت کدہ ہی پر رہے۔ حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ مگر پھر انہوں نے بتاکید کہا کہ دھوکا کیسا میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ان سے وہاں ملاقات کی ہے، ان کی دست بوسی کی، بات چیت کی، اور بلا کسی شبہ کے مسجد نبوی اور مواجہ اقدس میں دیکھا ہے، اس کا عام چرچہ ہوا، سب

نے ان حاجی صاحب کو یہی بتایا کہ تم جو کہتے ہو سچ ہے مگر حضرت امسال حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ حاجی صاحب نے خود یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا اور بھی بہت سے لوگوں سے بیان کیا۔

یہ حاجی صاحب جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے انہیں بہت پیار سے دیکھا، جان نواز انداز میں مسکرائے، اور حسب عادت ان کے قدم اور آنکھوں کو بوسہ دیئے۔ حاجی صاحب دم بخود بیٹھے ٹکٹکی باندھے حضرت کو دیکھتے رہے، کچھ دیر کے بعد حضرت ان سے مخاطب ہوئے، اور حرمین طیبین کے حالات پوچھتے رہے، اور ایک بار بڑے محبت آمیز لہجے میں فرمایا، حاجی صاحب ہر بات بیان کرنے کی نہیں ہوتی اس کا خیال رکھئے گا۔ اسی سے متاثر ہو کر یہ حاجی صاحب مرید ہوئے۔ (انوار مفتی اعظم، ص: ۲۷۲)

حضور مفتی اعظم غیب داں تھے: حضرت نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں شرکت کے لئے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی تشریف لے گئے تو کوچۂ جیلاں میں قیام کیا۔ وہاں ایک بدعقیدہ مولوی آپ سے علم غیب کے مسئلہ پر بحث کرنے لگا۔ صاحب خانہ اشفاق احمد نے آپ سے مؤدبانہ گزارش۔ کی حضور یہ مولوی بہت بدبخت ہے اس پر کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ حضور مفتی اعظم نے اپنے میزبان سے فرمایا یہ صاحب تو اپنی بات سناتے ہیں اور وہ بھی ان سنی کر دی جاتی ہے، آج میں ان کی ساری باتیں توجہ سے سنوں گا، حاضرین بھی خاموشی سے سنیں۔ مولوی سعید الدین انبالوی (دیوبندی) نے سوا گھنٹے تک یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ جب مولوی سعید الدین انبالوی بات کرتے کرتے تھک کر خاموش ہو گیا، تو حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر کوئی دلیل تم اپنے موقف کی تائید میں بیان کرنا بھول گئے ہو تو یاد کر لو۔ مولوی سعید الدین انبالوی صاحب جوش میں آگئے اور سوا گھنٹے تک بولنے کے بعد کہا: پس یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو علم غیب نہیں تھا۔ تم (یعنی حضور مفتی اعظم ہند سے کہا کہ تم) اپنے باطل عقیدے سے فوراً توبہ کر لو! رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا نہیں فرمایا تھا۔

اب مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی سعید الدین انبالوی دیوبندی سے فرمایا کہ آپ علم غیب کے رد اور نفی میں وہ سب کچھ کہہ چکے ہیں جو کہہ سکتے تھے۔ اب اگر زحمت نہ ہو تو میرے دلائل، علم غیب کے ثبوت میں سن لیں۔ مولوی سعید الدین انبالوی نے برہم ہو کر کہا: میں نے تم جیسے لوگوں کی ساری دلیلیں سن رکھی ہیں، مجھے معلوم ہے کہ کیا کہو گے۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے صبر وتحمل سے فرمایا: مولوی صاحب ! میرے چند سوالات ہیں آپ ان کا جواب دے دیجئے، اس میں آپ کے سارے سوالوں کا جواب موجود ہے۔ (۱) بیوہ ماں کے حقوق بیٹے پر کیا ہیں؟ مولوی سعید الدین نے تیز آواز میں کہا کہ میں غیر متعلق سوال کا جواب نہیں دوں گا۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا تم میرے سوالوں کا جواب نہ دینا سن تو لو! میں نے تمہاری باتوں کو تقریباً ڈیڑھ پونے دو گھنٹے تک سنا ہے، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر دیوبندی مولوی خاموش ہو گیا تو (۲) آپ نے دوسرا سوال کیا، کیا کسی سے قرض لے کر روپوش ہو جانا جائز ہے؟

(۳) کیا اپنے معذور بیٹے کی کفالت سے دست کش ہو کر اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے؟

(۴) کیا حج بدل کا روپیہ کسی سے لے کر حج نہ کرنا جائز ہے؟

ابھی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سوالات مکمل بھی نہیں کئے تھے کہ مولوی سعید الدین انبالوی دیوبندی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر گیا، اور آپ کا قدم پکڑ کر کہنے لگا بس کیجئے حضرت مسئلہ حل ہو گیا ہے اور مجھے سارے سوالوں کے جواب مل گئے ہیں اور آج یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔

اس لئے کہ یہ چاروں عیب میرے ہی اندر موجود ہیں، اور میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، لیکن آپ کو سب خبر ہے۔ اسی وقت مولوی سعید الدین انبالوی دیوبندی نے نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور مرید ہو گئے۔ (یادگار رضا، حضور مفتی اعظم نمبر، ۲۰۰۶ء، ص: ۱۱۳، رضا اکیڈمی)

حضرات! آپ نے سن لیا کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشن ضمیری کی کیا شان ہے، تو محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیب دانی کیا عالم ہو گا۔

بھٹکنے والوں کو دیتے تھے روشنی ہر دم
چراغ راہ ہدایت تھے مفتی اعظم

سلام اس پر جو نائب غوث اعظم اور مفتی اعظم تھا۔ سلام اس پر جو مجدد ابن مجدد تھا۔ سلام اس پر جو گفتار و کردار میں نمونۂ اسلاف تھا۔ سلام اس پر جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ سلام اس مصطفیٰ رضا پر جو عکس جمال احمد رضا تھا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

خوفِ خدا ﷻ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ الْبَغْدَادِیْ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ خواجه غریب نواز الْاَجْمِیْرِیْ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (پ۴،ع۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! خوف خدا وہ نیک اور مقبول عمل ہے کہ جس دل میں پیدا ہو جاتا ہے وہ دل نیکی اور تقویٰ کا مرکز بن جاتا ہے اور وہ شخص ہر قسم کے گناہ و برائی سے دور اور محفوظ نظر آنے لگتا ہے اور یہ خوف خدا کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جسم کے تمام اعضاء یعنی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیر اور دل و دماغ سب کے سب نیک اور اچھے کاموں میں مشغول نظر آتے ہیں۔ یہ خوف خدا کے برکات و حسنات ہوتے ہیں کہ آنکھ برائی نہیں خوبی اور بھلائی دیکھتی ہے۔ دل و دماغ برا اور خراب نہیں بلکہ بھلا اور اچھا سوچتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہاتھ اور پیر گناہ و ظلم کے راستے پر چلنے کی بجائے نیک اور حق و سچ راستہ پر چلتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنے دل میں خوف خدا پیدا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگتا ہے تو ہر قسم کے گناہ اور برائی سے محفوظ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب و مقبول بن جاتا ہے اور خوف خدا کا انعام و اکرام بڑا عظیم ہوتا ہے۔ ہر نیک کام کا بڑا بہتر اجر اور بدلہ ہے۔ دنیا میں خیر و برکت اور

آخرت میں عزت وعظمت اور نجات وبخشش اور پھر جنت کی نعمت۔ لیکن خوف خدا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا وہ نعمت و دولت ہے کہ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ جس دل میں خوف خدا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دو جنت عطا فرمائے گا۔

آیت کریمہ: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ ۲۷، رکوع ۱۳)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۱: جب بندے کا جسم خوف خدا سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑتے ہیں۔

كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا۔ جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۱۱۷، احیاء العلوم، ج:۴، ص:۱۴۲، مکاشفۃ القلوب، ص:۵)

حدیث شریف ۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِیْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ۔

(ترمذی، ج:۴، ص:۱۲۷، حاکم مستدرک، ج:۱، ص:۱۴۱، بیہقی ج:۱، ص:۲۰۱)

دوزخ سے اس شخص کو نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا یا میرے خوف سے کہیں بھی مجھ سے ڈرا۔

رونے والی آنکھ آگ سے محفوظ ہے

حدیث شریف ۳: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(ترمذی ج:۴، ص:۹۲، حاکم مستدرک، ج:۲، ص:۹۳، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۱۵۸)

یعنی دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی (۱) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی اور (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیکر رات گزاری۔

حدیث شریف ۴: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ طیبہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں۔

قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ○

(ترمذی، ج:۴، ص:۱۹۰، طبرانی کبیر، ج:۸، ص:۲۳۵، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۹۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے (بہنے والا) آنسو کا قطرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔

حدیث شریف ۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔

اِذَا خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا اٰمَنْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِذَا اٰمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح ابن حبان، ج۲، ص:۴۰۶، الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۱۳۷، بیہقی، ج:۱، ص:۶۱۷)

یعنی اگر وہ مجھ سے دنیا میں خوف رکھے گا تو میں اس کو قیامت کے روز امن میں رکھوں گا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو میں اس کو قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا۔

حدیث شریف ۶: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ایک تنکا ہاتھ میں لیکر فرمایا: کاش! میں ایک تنکا ہوتا، کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی۔ اور آپ خوف خدا سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرہ پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے (مکاشفۃ القلوب، ص:۷)

حدیث شریف ۷: میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خوف خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔

حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ (ترمذی، ج:۱، ص:۲۹۳، نسائی، ج:۲، ص:۵۴، مسند احمد، ج:۳، ص:۳۰۱، مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

یعنی اس طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔

محبوب مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب تھا کہ خوف خدا سے ہر وقت لرزہ براندام رہا کرتے تھے اور بول چال میں بہت احتیاط فرماتے اور کم بولنا اور مختصر گفتگو کو اپنی عادت بنا رکھی تھی۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی اپنے منہ میں ایک پتھر رکھ لیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کم بولنے میں بڑی عافیت ہے

حدیث شریف: مَنْ سَكَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا نجات پایا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص۴۱۳، کشف المحجوب، ص:۵۱۳)

حضرات! میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر بلند و بالا شان و عظمت ہے کہ انبیائے کرام کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہوا ہے اور نہ صبح قیامت تک ہوگا جس قدر نیک اور پرہیزگار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

خوف خدا کی برکت سے گنہگار جنت کا حقدار ہو گیا

اے ایمان والو! عالم ربانی، حجۃ الاسلام، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا وہ عورت ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی جوان عاشق کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا، جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہوگئی تھی۔ قافلہ جنگل میں ٹھہر گیا اور سب لوگ تھکے ماندے تھے سو گئے، تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں اور تیری محبت کے سبب ہی میں قافلہ کے ساتھ آیا ہوں۔ عورت نے کہا: جا کر دیکھ لو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟ جوان بڑا خوش ہوا اور سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آکر کہنے لگا کہ سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہیں۔ عورت نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سو رہا ہے؟ جوان بولا: اللہ تعالیٰ تو نہ کبھی سوتا ہے، نہ ہی اسے بھی اونگھ آتی ہے۔ تب عورت بولی: لوگ سو گئے تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ تو جاگ رہا ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہم کو ڈرنا چاہئے۔ جوان نے جب یہ بات سنی تو خوف خدا سے لرز گیا اور برے ارادہ سے تائب ہو کر گھر واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب اس جوان کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا: کیسے گزری؟ نوجوان نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میرے تمام گناہوں کو بخش دیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲)

حضرات! خوف خدا جس کے دل میں نہیں ہے وہ شخص انسان نہیں، شیطان ہے۔ اور خوف خدا سے انسان محبوب رحمان ہے۔

حضرات! عالم ربانی حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے افلاس و تنگ دستی سے پریشان ہو کر ایک تاجر کے گھر جا کر کھانے کا سوال کیا، تاجر نے کہا: اگر تم میری آرزو پوری کر دو تو جو چاہو مجھ سے لے سکتی ہو۔ عورت بے چاری چپ چاپ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئی اور جب بچوں کا بھوک کی شدت سے رونا بلکنا دیکھا تو وہ عورت دوبارہ اسی تاجر کے پاس لوٹ گئی اور کھانے کا سوال کیا۔ تاجر نے پھر وہی بات کی جو پہلے کہہ چکا تھا۔

عورت رضامند ہوگئی مگر جب یہ دونوں تنہائی میں پہنچے تو عورت خوف خدا سے کانپنے لگی۔ تاجر نے پوچھا، کس سے ڈرتی ہو؟ اس عورت نے کہا: رب تعالیٰ کے خوف سے لرزاں ہوں۔ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ تو تاجر نے کہا کہ جب تم اتنی محتاجی اور تنگ دستی میں بھی خدائے تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ یہ کہا اور عورت کو بہت سامال ومنال دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کی فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام کہہ دو اور کہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس تاجر کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم نے کون سی ایسی نیکی کی ہے؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

حضرات! خوف خدا وہ نیکی ہے۔ جس کے سبب بندہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نیک وصالح بن جاتا ہے

خوف خدا سے رونے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے

حضرات! بروز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا، جب اس کے اعمال تولے جائیں گے تو برائیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ چنانچہ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ملے گا اس وقت اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے رب تعالیٰ! تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے اور میں تیرے خوف سے رویا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس شخص کو ایک اشکبار بال کے بدلے جہنم سے بچالیا جائے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام پکاریں گے: فلاں بن فلاں ایک بال کے بدلے نجات پا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

حدیث شریف ۸: آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں۔ جس کی آنکھوں سے خوف خدا سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے تو اس شخص کو کبھی جہنم کی آگ چھوئے۔

(کنز العمال، ج:۳، ص:۱۴۲، طبرانی کبیر، ج:۱۰، ص:۱۷، ابن ماجہ، ج:۲، ص:۳۰۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ہزار دینار راہ خدا میں خرچ کرنے سے مجھے خوف خدا میں ایک آنسو بہا لینا زیادہ پسند ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۳۲۴)

حدیث شریف ۹: حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خوف خدا سے بہنے والے آنسو انسان کے جسم کے جس حصہ پر لگتے ہیں اس حصہ کو اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، ج:۲، ص:۹۳)

حضرت محمد بن المنذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب خوف خدا سے روتے تو آنسوؤں کے پانی کو اپنی داڑھی اور چہرہ پر مل لیا کرتے اور فرماتے کہ میں نے سنا ہے کہ آنسوؤں کے پانی جہاں لگ جائیں گے اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۹)

مومن کے آنسو دوزخ کی آگ کو بجھادیں گے

حضرات! بروز قیامت دوزخ سے ایک نہایت ہی بلند آگ باہر نکلے گی اور امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب بڑھے گی۔ امت اس آگ سے بچنے کی کوشش کرے گی اور کہے گی اے آگ! تجھے نمازیوں، صدقہ دینے والوں، روزہ داروں اور خوف خدا رکھنے والوں کا واسطہ واپس چلی جا! مگر آگ برابر آگے بڑھتی چلی جائے گی۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام پانی سے لبریز ایک پیالہ اللہ کے حبیب، امت کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں گے اور کہیں گے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس پانی سے آگ پر چھینٹے مارئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آگ پر پانی کے چھینٹے ماریں گے تو وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔ اس وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جبرئیل علیہ اسلام سے اس پانی کے متعلق دریافت فرمائیں گے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ یہ وہ پانی ہے جو خوف خدا میں رونے والے آپ کے گنہگار امتیوں کی آنکھوں سے نکلے تھے اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہ پانی آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ اس سے جہنم کی آگ کو بجھادیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۹)

اے ایمان والو! جب مومن کے آنکھ کے آنسو جہنم کی آگ کو بجھا دیتے ہیں تو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنسوؤں کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم وبخشش میں رونا، آنسو بہانا بہت ہی مقبول اور پسندیدہ عمل ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی گریہ وزاری کے واقعات خوب مشہور ہیں اور محبوب خدا امام الانبیاء مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو رات رات بھر سجدہ میں سر انور رکھ کر روتے رہتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امتی، امتی کی صدا لگا کر امت کے حق میں نجات وبخشش کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

حدیث شریف: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں۔ (کنز العمال، ج:۲، ص:۱۸۴)

حضرات! ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھیں تو ہمیشہ روتی ہی رہتی تھیں لیکن اس حدیث پاک میں تعلیم امت اور ہدایت کے لئے فرمایا تا کہ امتی کی آنکھیں بھی خوف خدا سے رونے والی ہو جائیں۔

اے ایمان والو! عالم ربانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کا قول نقل فرماتے ہیں کہ خوف خدا سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی طویل و عریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۲۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اشکباری

حدیث شریف: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آفتاب نبوت مہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخرت کی یاد کر کے (خوف خدا میں) رو پڑیں اور ان کے آنسو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عائشہ! کیوں روتی ہو؟ تو ام المومنین نے عرض کی حضور! آخرت کو یاد کیا تو (خوف خدا سے) آنکھیں اشکبار ہو گئیں (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹۵)

ابن علی ابن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رونا

حضرت زین العابدین بن علی بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگ جاتے، لوگوں نے سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے، تمہیں پتہ نہیں کہ میں کس کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کا ارادہ کر رہا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۲۳)

خندہ و گریہ زاری

اللہ تعالیٰ کا فرمان: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ. ۝ (پ۲۷، رکوع۷)

ترجمہ: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ہی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی نہیں ہنسے، صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔

حضرات! امت کی فکر کا یہ حال تھا، یہ سب کچھ امتی کے غم میں تھا ورنہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اور ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ کا وصال شریف ہو گیا۔ (تفسیر روح المعانی، ج:۱۵،ص:۱۱۱، مکاشفۃ القلوب، ص:۶۲۶)

ہنسو کم، زیادہ روؤ

حدیث شریف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد کریم سے باہر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے پاس ٹھہر گئے انہیں سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ دنیا کی تمام لذتوں کو منقطع کرنے والی (موت) کو اکثر یاد کیا کرو۔ پھر ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک ایسی جماعت سے ہوا جو ہنس رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: واللہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۹،ص:۲۶۳)

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی

حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب علیحدہ ہونا چاہا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام!

(۱) خود کو جھگڑوں سے بچایئے۔ (۲) ضرورت کے بغیر قدم نہ اٹھایئے۔ (۳) تعجب کے بغیر مت ہنسئے۔ (۴) گنہگاروں کو ان کی خطاؤں کی وجہ سے شرمندہ نہ کریئے۔ (۵) اور اپنی طرف سے رب کے حضور روتے رہئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۲۶)

حدیث شریف: محبوب داور شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

(ابن ماجہ، ص:۳۰۹)

جوانی میں ہنسنا بڑھاپے میں رلاتا ہے

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ (۱) جو شخص جوانی میں ہنستا ہے،

بڑھاپے میں روتا ہے۔ (۲) جو مالداری میں ہنستا ہے فقر میں روتا ہے۔ (۳) اور جو شخص زندگی میں ہنستا ہے موت کے وقت روتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۲۷)

رونا نہ آئے تو رونے جیسا چہرہ بنالو

حدیث شریف: شاہ طیبہ کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھو اور روؤ (یعنی نماز پڑھو اور روؤ، دعا مانگو اور روؤ، ذکر خدا کرو اور روؤ) اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسا چہرہ بناؤ۔ (ابن ماجہ، ص:۳۰۹)

آقا کریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

شہزادہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ سنی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ج (پ۱۰،ع۱۷)

ترجمہ: تو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔ (کنزالایمان)

تو آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کم ہنسو ورنہ آخرت میں بہت رونا پڑے گا اور یہ تمہارے اعمال کی جزا ہوگی۔ مزید فرمایا کہ مجھے اس ہنسنے والے پر تعجب ہوتا ہے جس کے پیچھے جہنم ہے اور اس مسرور وشاداں پر تعجب ہوتا ہے جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایسے جوان کے قریب سے گزر ہوا جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے پوچھا اے بیٹے! کیا تو نے پل صراط کو عبور کرلیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تجھے یہ معلوم ہے کہ تو جنت میں جائے گا۔ آپ نے پھر پوچھا تو وہ جوان نہ بولا۔ آپ نے فرمایا پھر کس لئے ہنس رہے ہو؟ اس کے بعد اس جوان کو کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۶۲۷)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے شہزادہ رسول آپ مجھے نصیحت کیجئے! تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے سفیان! (۱) جھوٹے شخص میں مروت نہیں ہوتی۔ (۲) حسد کرنے والے میں خوشی نہیں ہوتی۔ (۳) بد خلق

کے لئے سرداری نہیں ہوتی۔ (۴) اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے سفیان! اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا ہے اس کو چھوڑ دو گے تو عابد ہو جاؤ گے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو گے تو مسلمان ہو گے۔ (۶) جیسی دوستی تم لوگوں سے چاہتے ہو، تم بھی ان کے ساتھ ویسی ہی دوستی رکھو تب تم مومن ہو گے۔ (۷) بروں سے دوستی نہ رکھو ورنہ تو بھی برے عمل کرنے لگے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۴۲۵)

حدیث شریف: اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ یعنی آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر عمل کرتا ہے اس لئے تم دیکھو کہ تمہاری دوستی کس سے ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۱۹۳، کنز العمال، ج:۹، ص:۲۱)

اور فرمایا اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لو جو خوف خدا رکھتے ہوں۔ (۸) اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص بغیر قبیلہ کے عزت چاہے اور بغیر حکومت کے ہیبت (دبدبہ) چاہے اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آجائے۔ (۹) اور فرمایا کہ جو آدمی بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا۔ (۱۰) اور جو شخص بری جگہ جاتا ہے بدنام ہوتا ہے۔ (۱۱) اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا شرمندگی اٹھاتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۴۲۵)

حضرات! شہزادۂ رسول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات وفرمودات ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی بلکہ انمول ہیں مگر! جس طرح ہیرے جواہرات کے لئے جوہری یا بادشاہ چاہئے اسی طرح ان انمول فرمودات وارشادات پر عمل کرنے کے لئے نیک وصالح طبیعت کا مسلمان چاہئے۔

ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں

حدیث شریف: میرے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اٹھئے اور جہنمیوں کو جہنم میں بھیج دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ یا رب تعالیٰ! کتنوں کو جہنم میں بھیجوں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر (ایک) ہزار میں سے نوسو ننانوے کو (جہنم) میں بھیج دیجئے۔ (اور ایک کو جنت میں) (الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۲۳۰، حلیۃ الاولیاء، ج:۶، ص:۱۸۷، کنز العمال، ج:۱۴، ص:۳۸۴)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جب یہ فرمان سنا تو خوف خدا سے (رونے لگے) اور ہنسنا مسکرانا چھوڑ دیا۔ حبیب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کا یہ حال مشاہدہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ عمل کرو اور اطمینان رکھو! صحابۂ کرام یہ سنتے ہی خوش ہو گئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹۶)

اے ایمان والو! یہ رونے والے، خوف خدا میں آنسو بہانے والے، معمولی مسلمان نہ تھے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دستِ نبوت پر ایمان لانے والے، تمام اولیاء، اقطاب وابدال سے افضل واعلیٰ صحابۂ کرام تھے۔ تو معلوم ہوا کہ خوف خدا میں رونے والے، آنسو بہانے والے معمولی لوگ نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ لوگ خوف خدا میں لرزتے، کانپتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ومقبول ہوتے ہیں

حضرات! اس دنیا سے آخری سفر ہو اس سے پہلے اپنے رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں خوب رورو کر توبہ واستغفار کر کے معافی مانگ لو ورنہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے کیسے برداشت کر سکو گے؟

جہنم کا عذاب: جہنم کا مشروب گرم پانی کہ پیتے ہی پیٹ کی انتڑیاں سب کٹ کٹ کر باہر آجائیں گی تو لوگ جہنم میں موت کی تمنا کریں مگر موت نہیں آئے گی۔ ان کے پاؤں، ان کی پیشانیوں سے بندھے ہوں گے۔ ان کے چہرے گناہوں سے کالے ہوں گے، ان کو باندھ کر منہ کے بل ڈال دیا گیا ہوگا، ان کے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے آگ ہی آگ ہوگی۔ ان کا کھانا، پینا، بستر، لباس سب کچھ آگ کا ہوگا۔ ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جن سے ان کے سروں کو توڑا جائیگا، ان کے منہ سے پیپ بہے گی، دوزخ کی آگ کی گرمی سے ان کی آنکھوں کی پتلیاں ان کے رخساروں پر بہیں گی جس سے ان کے رخساروں کا گوشت اور بڑھ جائے گا وہ لوگ اس وقت موت کی تمنا کریں گے مگر انہیں موت کبھی نہیں آئے گی۔

جہنم کے سانپ اور بچھو ان کے جسم سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ تو یہ مناظر دیکھ کر تمہارا کیا حال ہوگا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص: ۲۹۷)

حضرات! اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم پروردگار مومن بنا کر زندہ رکھے اور مومن بنا کر اس دنیا سے اٹھائے۔ بے شک مومن ہی جنت کا حقدار ہے۔

میرے آقائے نعمت، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرات! ہر مومن کو چاہئے کہ وہ عذاب الٰہی سے ڈرتا رہے اور اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے روکتا رہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۝ وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ۝ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی ۝ (پ۔۳۰، ع۲)

ترجمہ: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بیشک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی جس کسی نے نافرمانی کی اور دنیا کی زندگی کو سب کچھ جانا، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

حضرات! جو انسان عذاب الٰہی سے بچتا ہے اور ثواب و رحمت کا امیدوار ہوتا ہے، اسے چاہئے کہ دنیاوی مصائب پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

حدیث شریف: میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی، جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا جائے گا مگر وہ لوگ حیرت میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندوں حیران کیوں ہو۔ تو مومن عرض کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ! تو نے ایک وعدہ فرمایا تھا جس کا وقت آ گیا ہے۔ تو فرشتوں کو حکم الٰہی ہوگا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھا دو۔ فرشتے عرض کریں، یا اللہ تعالیٰ! یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے حالانکہ یہ گنہگار رہتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ تم حجاب اٹھا دو، یہ میرے بندے میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ اس وقت حجاب اٹھا دیا جائے گا اور جنت والے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بے حجاب کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ عِبَادِىْ فَقَدْ رَضِيْتُ عَنْكُمْ فَهَلْ رَضِيْتُمْ عَنِّى

یعنی اے میرے بندو! تم پر سلامتی ہو میں تم سے راضی ہوں، کیا تم مجھ سے راضی ہو؟

تو جنت والے عرض کریں گے اے ہمارے رب تعالیٰ! ہم کیسے راضی نہیں ہوں گے، حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا۔ اور یہی اس فرمان الٰہی۔ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۔۳۰،ع۲۳) کا مقصود ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ O (پ۲۳،ع۳)

ترجمہ: ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔ (کنز الایمان، مکاشفۃ القلوب، ص۱۰)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


هو الله لا إله إلا هو له الحمد في الأولى

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

پہلا جمعہ..............................دوسرا بیان

موت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (پ۲۹،ع۱)

ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو،تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم سفیرو! باغ میں ہیں کوئی دن کے چہچہے
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائیگا

اطلس وکمخواب کے پوشاک پہ نازاں نہ ہو
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نامِ احمد کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

تمہید! خدائی دستور ہے کہ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اسے اس دنیا سے جانا ضرور ہے۔ بادشاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا ہر انسان اور جاندار کو مرنا ضرور ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ۴،ع۱۰) ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (کنزالایمان)

صد افسوس! کہ ہم انسان ہیں مگر ہم کو موت کا خیال نہیں آتا، جب کہ ہمارا یقین ہے کہ ہمیں مرنا ضرور ہے اور ہمارے سامنے روزانہ کئی جنازے اٹھتے ہیں، یہ سب دیکھتے ہوئے بھی ہم برے کاموں سے باز نہیں آتے اور ہر قسم کا گناہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! موت کا پنجہ بہت مضبوط ہے، وہ ہمیں بند کوٹھریوں اور مضبوط قلعوں میں بھی نہیں چھوڑے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (پ۵،ع۸)

ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (کنزالایمان)

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

موت کی یاد

حدیث شریف: ایک مرتبہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایسی جماعت کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کررہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: موت کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (احیاء العلوم، ج:۴،ص:۳۹۲)

حدیث شریف: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ ٥ یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کہ یہ لذتوں کو مٹانے والی ہے۔ (ترمذی، ج:۲،ص:۵۷، نسائی، ج:۱،ص:۲۵۸، ابن ماجہ،ص:۳۱۴، مشکوٰۃ شریف،ص:۱۴۰)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ موت کو یاد کرنا بہت بڑی بھلائی ہے اس لئے کہ موت کی یاد سے دل گناہوں سے متنفر ہوتا ہے اور نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

موت کو یاد کرنے والا شہیدوں کے ساتھ ہوگا

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کا یاد کرتا ہے، وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۶)

اللہ اکبر! موت کو یاد کرنے والا کتنا نیک بن جاتا ہے کہ اگر دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے تو گویا اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ موت، مومن کے لئے ایک تحفہ ہے۔
(حلیۃ الاولیاء، ج:۸، ص:۱۹۹، کنز العمال، ج:۵، ص:۵۴۶، مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۶)

موت کی یاد سے سخت دل نرم ہو جاتے ہیں

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ موت کو یاد کیا کرو تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۹)

تین چیزیں بہت اچھی ہیں: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم موت کے لئے جیتے ہو۔ ویران کرنے کے لئے آباد کرتے ہو، فانی چیز پر حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو نہیں مانتے سنو!

تین چیزیں سخت ہیں۔ جو اچھی ہیں: (۱) موت (۲) فقر (۳) مرض۔ (شرح الصدور، ص:۱۶)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فقر کو تواضع کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور موت کو اپنے رب تعالیٰ کی ملاقات کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور مرض کو اپنی خطاؤں کے مٹ جانے کے سبب اچھا سمجھتا ہوں (بیہقی شعب الایمان)

موت ایک پل ہے: حضرت حبان بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملانے کا ذریعہ ہے۔

(شرح الصدور، ص:۱۷)

ملک الموت، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آئے

ملک الموت، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آئے کہ ان کی روح نکالیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی روح نکالتے دیکھا ہے؟ تو ملک الموت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ ابراہیم (علیہ السلام) سے کہہ دو کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات کو برا جانتے ہوئے پایا؟ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میری روح ابھی قبض کرلو۔ (شرح الصدور، ص:۱۷)

حضرات! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق رکھنے والا مرنے سے کبھی خوف نہیں کھاتا کہ موت کے بغیر محبوب سے ملاقات ناممکن ہے۔

موت پسندیدہ چیز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا، اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو وہ یہ ہے کہ موت سے زیادہ پسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہو (شرح الصدور، ص:۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کا ذکر سنتے تو ان کے جسم سے خون کے قطرے گرنے لگتے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جب موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو ان کی سانس اکھڑ جاتی اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور جب رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی حالت سنبھل جاتی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ میں نے جس عقل مند کو دیکھا تو اس کو موت سے لرزاں اور غمگین پایا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۹)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عالم سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے

فرمایا کہ تم خلیفہ ہونے کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتے تمہارے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر ایک نے موت کا جام پیا ہے اور اب تمہاری باری ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو بہت دیر تک روتے رہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۹)

گھر میں قبر بنا رکھی تھی: حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر سوتے اور ہمیشہ موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے۔ اگر میں ایک لمحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو سارا کام بگڑ جائے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۹۰)

حضرات! آپ حضرات نے سن لیا کہ موت کیا ہے اور موت کی یاد کے وقت ان اللہ والوں کی کیا حالت ہوتی تھی جب کہ ان کے پاس صرف نیکی ہی نیکی تھی بلکہ وہ سراپا نیک تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہم کو موت کی فکر ہی نہیں۔ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے امان میں رکھے اور موت کو یاد کر کے نیک وصالح بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہر آدمی کا حصہ صرف کفن ہے: ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یاد رکھو کہ تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصہ کے، اور وہ کفن ہے۔

اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے جمع کیا، اس میں تیرا حصہ صرف دو چادریں ہیں جن میں تو (مرنے کے بعد) لپیٹا جائے گا اور خوشبو۔ (شرح الصدور، ص:۲۳)

آج ہم گھر میں ہیں اور کل قبر میں ہوں گے

مشہور بزرگ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد جلد ہی غافل ہو جاتے ہیں۔ موت نصیحت کرنے کو کافی ہے، زمانہ جدائی ڈالنے کو کافی ہے، آج ہم گھروں میں ہیں اور کل قبروں میں ہوں گے۔ (شرح الصدور، ص:۲۳)

اللہ والے موت کے مشتاق کیوں ہوتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے میں سو سال زندہ رہوں یا آج ہی مر جاؤں تو آج ہی مرنے کو اختیار کر لیتا تا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ملاقات کر سکوں۔ (شرح الصدور، ص:۱۸)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی: حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر لاغر و کمزور ہو گئے تھے کہ ان کے چہرے پر موت کا رنگ اور انتقال کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو اس وقت ان کی بیوی نے جب یہ منظر دیکھا تو غم نے نڈھال ہو کر بے قرار ہو گئیں اور ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے وَاحَرَبَاہُ یعنی ہائے رے میری مصیبت۔ بیوی کے منہ سے اتنا سننا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ اٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے میری بیوی! تم یہ مت کہو کہ ہائے رے میری مصیبت۔ بلکہ تم یہ کہو وَاطَرَبَاہُ۔ یعنی واہ رے میری شادمانی اور خوشی۔ اے میری بیوی سن! اس سے بڑھ کر خوشی اور مسرت اور کیا ہوگی کہ میں کل وفات پا کر اپنے تمام محبوبوں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے صحابہ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ (مثنوی شریف)

حضرت آسی غازی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

درود شریف:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول: مولی المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ لوگ سو رہے ہیں اور جب مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ (شرح الصدور، ص: ۴۳)

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کرو کیوں کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج: ۲، ص: ۶۷، شرح الصدور، ص: ۴۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ دنیا میں زاہد اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

(ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۵۰۱)

موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر تمنا کرتا ہے تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے، تو زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت میں بہتری ہو تو موت دے۔

اور! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیوں کہ اگر نیک ہے تو امید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ (بخاری شریف، نسائی شریف، بحوالہ شرح الصدور، ص:۶)

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی تمنا کا جواز

مالک اور بزار نے حضرت ثعبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی دعا کرتا ہوں۔ اور تو جب لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائشوں میں ڈالنے سے پہلے اپنے پاس بلا لینا (یعنی مجھے موت دے دینا)۔ (شرح الصدور، ص:۹)

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم معصوم ہیں، بلکہ سید المعصومین ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر گناہ اور خطا سے پاک وصاف ہیں اور آقا کریم معصوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو اس طرح سے فرمایا کہ اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کی دعا کرتا ہوں تو یہ دعا تعلیم امت کے لئے تھی کہ میرا امتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح سے دعا مانگے۔ مومن کبھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گنہگار وخطا کار نہیں جانتا، ہاں منافق ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گنہگار وخطا کار جانتے ہیں اور لکھتے بھی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا مولوی رفیق خاں پسروی لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: انبیاء علیہم السلام عیب دار ہوتے ہیں۔ (اصلاح عقائد، ص:۱۵۴)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے اور پسندیدہ بندے، حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمے

اور تمام محبوبوں اور جملہ انبیاء ورسل کے سردار ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بے عیب اور بے گناہ تھے۔

عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا ووالا ہمارا نبی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

درود شریف:

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میری قوت کم ہوئی اور عمر بڑی ہوئی، میری رعایا منتشر ہوئی، تو مجھے موت دے، تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔ ابھی ایک ماہ بھی اس دعا کو کیے ہوئے نہ گزرنے پایا تھا کہ آپ شہید ہوئے۔ (شرح الصدور، ص:۹)

ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان سے روایت کی کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے علماء کے نزدیک موت (یعنی مرجانا) سرخ سونے سے بہتر ہوگی۔ (شرح الصدور، ص:۱۰)

یا اللہ تعالیٰ! ہم کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھ اور ایمان کے ساتھ خاتمہ نصیب فرما آمین ثم آمین۔

مرحوم پر جنت واجب ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک جنازہ کے ساتھ گزرے تو ان لوگوں نے اس میت کی تعریف کی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔

پھر! کچھ لوگ دوسرے جنازہ کے ساتھ گزرے تو انہوں نے اس میت کی برائی بیان کی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔ مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

(یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (صحیح بخاری،ج:۱،ص:۶۰۷،صحیح مسلم،ج:۲،ص:۶۵۵)

جنازہ جلدی اٹھاؤ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کو جلدی اٹھاؤ کیوں کہ اگر جنازہ نیک آدمی کا ہے تو یہ ایک نیک کام ہے جسے تم کر رہے ہو اور اگر جنازہ اس کے علاوہ (یعنی برے آدمی) کا ہے تو تم ایک برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

(صحیح بخاری،ج:۱،ص:۲۰۷،صحیح مسلم،ج:۲،ص:۲۰۱)

موت کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا چاہئے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اپنے مرنے والوں کو.. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (محمد رسول اللہ) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تلقین کیا کرو۔

(صحیح مسلم،ج:۲،ص:۶۳۱،ابوداؤد شریف،ج:۳،ص:۱۹۰)

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کیا کرو۔

(ابوداؤد شریف،ج:۳،ص:۳۱۰،ابن ماجہ،ج:۱،ص:۴۸۰)

حضرات! آج کل کچھ لوگ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں جب کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیا ہے۔اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

میت کے لئے ایصال ثواب کا ثبوت: (۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اس کو ثواب پہنچے گا؟ قَالَ نَعَمْ ۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں (اس کو ثواب پہنچے گا) (صحیح بخاری،ج:۱،ص:۳۶۷،صحیح مسلم،ج:۲،ص:۶۹۶)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ اور انہوں نے مال چھوڑا ہے۔ اور انہوں نے وصیت بھی نہیں کی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ، خیرات کروں تو کیا یہ صدقہ وخیرات ان کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا؟

قَالَ نَعَمْ ۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں (ان کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا)

(صحیح مسلم، ج:۲،ص:۸۰۴، نسائی، ج:۲،ص:۱۲۳)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میری والدہ کا انتقال ہوچکا ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا وہ صدقہ اسے نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے عرض کیا میرے پاس ایک باغ ہے۔

فَاُشْهِدُکَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا ۔ یعنی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ باغ اس کی (یعنی اپنی ماں) کی طرف سے صدقہ کردیا۔ (ترمذی شریف، ج:۳،ص:۵۶، ابوداؤد شریف، ج:۳،ص:۱۱۸)

(۴) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ام سعد (یعنی میری ماں) کا انتقال ہوگیا ہے۔ تو کون سا صدقہ افضل ہے؟

قَالَ : اَلْمَاءُ، قَالَ : فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ! هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پانی، تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

(ابوداؤد شریف، ج:۲،ص:۱۳۰، الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۴۱، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۶۲)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے (یعنی ان تین چیزوں کا اجرا سے ملتا رہتا ہے)

اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ ۔ یعنی ایک صدقہ جاریہ دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تیسری وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، ج:۳،ص:۱۲۵۵، بخاری الادب المفرد، ج:۱،ص:۲۸، ابوداؤد، ج:۳،ص:۱۱۷)

حضرات! احادیث طیبہ سے دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہوا کہ وصال کرنے والے، مرنے والے کے حق میں فاتحہ و دعا کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ جائز اور سنت ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

دوسرا جمعہ.................................. پہلا بیان

محبت رسول ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

آیت کریمہ: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (پ۳-ع۱۲)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اور فرماتے ہیں:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

درودشریف:

تمہید: اے ایمان والو! محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ دو عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے، وہ عشق و محبت ہی کا جلوہ ہے۔ ایک آدمی اولاد کی محبت میں دوکان و مکان اور فیکٹری وغیرہ تعمیر کرتا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو اولاد سے پاک ہے مگر اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جن کی خاطر انبیاء، رسل کو فرشتوں انسانوں کو، زمینوں آسمانوں کو، جنت و دوزخ کو، فرش سے عرش تک پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ۔ یعنی اگر میرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

(زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۶۳، در منثور، المستدرک حاکم، ج:۳، ص:۶۱۵، روح البیان احزاب، ص:۲۳۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

حضرات! باپ، بیٹے بھائی، کنبہ وغیرہ سے محبت کرنے کو اسلام نے منع نہیں کیا ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ صِلُوا الْاَرْحَامَ یعنی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان سے الفت ومحبت رکھو۔ مگر سوال اس وقت کا ہے کہ جب اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کا ان چیزوں کی محبت سے ٹکراؤ ہو تو اس وقت اسلام کا کیا حکم ہے؟

تو ایمان والو! اس وقت اسلام کا حکم یہی ہے کہ ان تمام چیزوں کی محبت و الفت کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا جائے۔

چنانچہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۲)

ترجمہ: یعنی اس وقت تک کوئی تم میں سے مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد، اپنے ماں، باپ، بلکہ تمام جہان کے انسانوں سے بڑھ کر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محبت نہ کرے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
زن و فرزند سے، ماں، باپ سے اولاد سے پیارا

حضرات! محبت رسول، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ایمان کی بنیاد اور اصل ہے۔
عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

حضرات! آدمی، اسلامی احکام کا پابند ہو، نمازی ہو، حاجی ہو اور غازی بھی ہو لیکن اگر اس کا سینہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے تو ہرگز، ہرگز وہ آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ دیکھئے منافقین نمازی تھے، حاجی تھے، میدان جہاد کے غازی بھی تھے اور ہم لوگ تو آج کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر یہ منافقین تو امام الانبیاء والمرسلین کے پیچھے مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھتے تھے، مگر کیا وجہ ہے؟ کہ قرآن کریم نے ایسے نمازیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ۱، ع۲) یعنی یہ لوگ مومن نہیں۔

حضرات! منافقین کیوں مومن نہیں کہلائے؟ بس یہی وجہ تھی کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں تھی۔ اس لئے یہ لوگ عمر بھر دولت ایمان سے محروم ہی رہے اور ان لوگوں کے روزہ و نماز، حج و زکوۃ وغیرہ تمام اعمال صالحہ بیکار اور برباد ہو گئے۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اے مسلمان یاد رکھ! کہ دین نام ہے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت والفت کا۔
عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے:

کافر ہے وہ بد بخت جو اس دل کو کہے دل
جس دل میں نہ ہو الفتِ سرکار مدینہ

قیامت کا سرمایہ

ایک دیہاتی صحابی، حضرت ذوالخویصرہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مَتَی السَّاعَةُ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۶) یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم قیامت کب آئے گی؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا اَعْدَدْتَ لَهَا ۔ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ تو صحابی رسول نے عرض کی: مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۶)

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے پاس اس کے سوا اور کچھ تیاری نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔

نہ طاعت پر نہ تقویٰ پر نہ زہد و اتقا پر ہے
ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ پر ہے

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی سے یہ سن کر فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری، ج ۱، ص ۵۲۱) یعنی تم قیامت کے دن اسی کے ساتھ رہوگے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔

صحابۂ کرام یہ سن کر اس قدر خوش ہوئے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو زندگی میں کبھی بھی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی اس وقت ہوئی جب آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ خوش خبری سنائی کہ جو دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ رہے گا۔

اور حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بشارت سن کر فرمایا:

فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاهُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ. (بخاری شریف، ج:۱، ص:۵۲۱)

یعنی میں آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں۔ لہٰذا میں

یہ امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں کے ساتھ ہی میں رہوں گا، اگر چہ میرا عمل کبھی بھی ان حضرات کے اعمال کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اے ایمان والو! محبت رسول، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ لازوال اور بے بہا دولت ونعمت ہے کہ ایک مومن کے لئے زمین وآسمان کے خزانوں میں اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے چند نمونے پیش ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت

حضرات! جنگ حنین میں بہت زیادہ مال ودولت مسلمانوں کو ملا۔ اس دن آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو اس قدر کثیر مال غنیمت عطا فرمایا کہ سب کو مالا مال فرمادیا، ایک ایک مجاہد کو سو سو اونٹوں کی قطار عنایت فرمادی، لیکن یہ عجیب بات ہوئی کہ اس جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سب جگہوں کے مجاہدین کو تو خوب مال دیا مگر مدینہ والوں انصار کو کچھ بھی نہیں دیا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ مدینہ کے نوجوان انصار کے منہ سے نکل گیا کہ:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِىْ قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قریشیوں کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں کچھ نہیں دیتے، حالانکہ ہماری تلواروں سے کفار کا خون ٹپک رہا ہے۔

مدینہ طیبہ کے نوجوان انصاریوں کی یہ باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک (مبارک کان) تک پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قاصد بھیج کر تمام مدینہ والوں، انصاریوں کو بلایا اور فرمایا کہ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِىْ عَنْكُمْ۔

اے مدینہ والو! یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے میرے کان میں آئی ہے۔ تو مدینہ والے انصار کے سمجھ دار اور بوڑھے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) ہم میں سے سمجھ دار لوگوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ کہنے والے چند نوجوان لڑکے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَاَنْتُمْ تَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا (مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۱)

یعنی اے مدینہ والو! گروہ انصار! کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ (مکہ والے) اور سب لوگ تو

اپنے اپنے گھر مال و دولت لے کر جائیں گے اور تم جب اپنے گھر جاؤ گے۔ تو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے۔ کیوں کہ میں مکہ والوں یا دوسرے لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا بلکہ میں تمہارے ساتھ مدینہ چلوں گا۔ تو تم بتاؤ! اور جواب دو! کہ تمہیں مال و دولت لے کر گھر جانے میں خوشی ہوگی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو ساتھ لے کر گھر جانے میں تم زیادہ خوش ہو گے؟ یہ سن کر محبت رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا سیلاب مدینہ والوں، انصار کے دلوں سے امنڈ کر آنکھوں میں آ گیا اور سب کی آنکھیں برسنے لگیں اور گویا سب کا یہی جواب تھا کہ۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
انصار کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ اونٹ، یہ بکریاں، یہ باغات، یہ سارا مال آپ دوسروں کو دیدیجئے، ہمیں تو اللہ کا رسول چاہئے (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

درود شریف:

(۱) **صحابہ کی محبت**: عروہ بن مسعود، کفار کی جانب سے ثالث بن کر، قاصد بن کر مدینہ طیبہ میں آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور نیاز مندی کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ پلٹ کر جب مکہ پہنچے تو اپنے ساتھیوں، کفار و مشرکین سے ملے تو قسم کھا کر بیان کرنے لگے کہ میری قوم! خدا کی قسم! بے شک میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس قدر تعظیم و محبت کرتے ہوں جتنی محبت و تعظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک شریف کوئی نہ کوئی اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور وہ اس کو اپنے بدن اور چہرہ پر مل لیتا ہے اور جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کو حکم دیتے ہیں تو صحابہ آپ کے حکم کی تعمیل کی خاطر دوڑ پڑتے ہیں۔

وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ . (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۳۷۹)

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہ وضو کے پانی کو لینے کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ جیسے آپس میں لڑ پڑیں گے اور خون خرابے کی نوبت آ جائے گی۔

حضرات! عروہ بن مسعود نے مکہ جا کر کفار و مشرکین سے آنکھوں دیکھا حال بیان کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب وضو کرتے ہیں تو جسم سے لگا ہوا وضو کا پانی صحابۂ کرام زمین پر نہیں گرنے دیتے ہیں بلکہ اس پانی کو اپنے

ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اپنے بدن اور چہرے پر مل لیتے ہیں تو جو صحابہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ کب گوارہ کریں گے کہ ان کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم کا خون زمین پر گرے۔ اس لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جنگ کرنا آسان نہیں ہے۔

صحابہ کی محبت موئے مبارک کے ساتھ

(۱) سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کچھ بال شریف ہیں جو ہمیں حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں تو یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا:

لَاَنْ تَکُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَۃٌ مِّنْہُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۹)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک کے بال شریف کو بنا رہا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔

فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۵۶)

یعنی صحابۂ کرام یہی چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی شخص کے ہاتھ میں ہو۔

(۳) حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈالکر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بال شریف تھا۔

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ تُمْسِکُہٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّۃٍ فَخَضْخَضَتْہُ لَہٗ فَشَرِبَ مِنْہُ (صحیح بخاری، ج:۲، ص ۸۷۵، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۱)

یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا اس کو شفاء ہو جاتی۔

حضرات! صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موئے مبارک، تبرکاً اپنے پاس رکھتے تھے اور حالتِ مرض میں اس کی برکت سے شفا پاتے تھے۔

(۴) سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال تھے اور انہوں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی جانب سل رکھے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد میں مجھے کامیابی وکامرانی حاصل ہوتی رہی۔ (اصابہ، شفاء شریف، ج:۲، ص:۴۴)

جنگ یرموک میں موئے مبارک کی برکت

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے لڑ رہے تھے، کافروں میں سے ایک پہلوان آیا جس کا نام نسطور تھا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی زمین پر گر گئی، نسطور پہلوان موقعہ پا کر آپ کی پشت پر آ گیا اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار، پکار کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی اٹھا کر آپ کو دے دی، آپ نے اسے پہن کر نسطور پہلوان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے جنگ ختم ہونے کے بعد جب آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کی کہ دشمن تو آپ کی پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگے رہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال شریف سلے ہوئے ہیں۔ جو مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے کامیاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ان کی برکت میرے پاس سے چلی نہ جائے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔ (شفاء شریف، ج:۲، :۴۴)

اے ایمان والو! خوب غور کرو کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک کے بال شریف سے محبت وتعلق کا یہ عالم تھا تو خود آقا کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت وتعلق کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت: شروع اسلام میں ابھی چند لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانۂ کعبہ کے پاس کھڑے ہو

کر تقریر کر رہے تھے اور اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے کہ کفار مکہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر مارا کہ آپ خون میں نہا گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ اب نہ بچ سکیں گے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آتی ہیں اور اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آگئے تو ماں نے حال پوچھا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ ماں یہ بتاؤ کہ میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیسے ہیں؟
یعنی اپنی کوئی فکر ہی نہیں ہے اگر فکر ہے تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔
(البدایہ والنہایہ، ج:۳، ص:۳۰)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اور!

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

مال کی قربانی: غزوۂ تبوک کے موقع پر، محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل مال دولت اور گھر کا تمام سامان اسلام کے لئے اپنے محبوب آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کیا تو اس وقت ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور بٹن کی جگہ کانٹے لگائے ہوئے تھے۔ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے یار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

مَا اَبْقَيْتَ لِاَ هْلِكَ۔ یعنی اپنے (گھر) اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۔ یعنی گھر والوں کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ (ابوداؤد شریف، ج:۱، ص:۲۳۳، مشکوٰۃ، ص:۵۵۶، تاریخ الخلفاء)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق: مشہور محدث ومفسر حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر

فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی کہ اس انگوٹھی پر اللہ کا نام لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کندہ کروا کے لاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقش کرنے والے کے پاس گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کندہ کردو نقش کردو۔ اور جب لکھا گیا تو اس انگوٹھی کو لے کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور انگوٹھی کو پیش کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام اقدس بھی لکھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک بھی لکھا ہوا تھا۔ حضور نور علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے تم کو صرف اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھنے کے لئے کہا تھا، تم نے میرا نام اور اپنا نام بھی لکھوادیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے عشق نے اور میری محبت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ کا نام پاک سے اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام اقدس جدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نام پاک رہے اور محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام شریف نہ رہے۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام شریف اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ لکھوایا ہے۔ مگر! خدا کی قسم! میں نے اپنا نام نہیں لکھوایا۔ اتنے میں سدرہ کے مکین حضرت جبریل امین علیہ السلام آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکر صدیق کا نام میں نے لکھا ہے۔ جب ابوبکر میرے نام کے ساتھ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام جدا نہیں کرنا چاہتے تو میں بھی ابوبکر صدیق کا نام تمہارے نام سے جدا نہیں کرنا چاہتا۔ (تفسیر کبیر، ج:۱، ص:۸۷)

الٰہی تڑپنے، پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ، سوز صدیق دے

ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ہے

صحیح بخاری میں ہے: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۷۔ مشکوٰۃ شریف، ص:۱۲)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک اس کے ماں، باپ، اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہوجاؤں۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صلہ

محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ انور واقدس پر لے جانا اور سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ آپ کا دوست ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہے۔ اگر روضۂ اقدس کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قرب میں دفن کر دینا، ورنہ جنت البقیع قبرستان میں دفن کرنا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ روضۂ انور پر لے جا کر دروازہ کے سامنے رکھ دیا گیا اور عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے رفیق اور خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں اور آپ کے قرب میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ روضۂ مبارکہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور واطہر سے آواز آئی۔

اُدْخُلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ۔

یعنی دوست کو دوست سے ملا دو بے شک دوست، دوست سے ملنے کے لئے مشتاق ہے۔

(تفسیر کبیر، ج۵، ص:۴۶۵، جامع کرامات اولیاء، ج:۱، ص:۱۲۸، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۲۸۱)

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

اے ایمان والو! حقیقت میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام کے احکام کا پابند ہے، نمازی بھی، حاجی بھی ہے، غازی بھی ہے لیکن اگر اس کا سینہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ نہیں ہے تو ہرگز، ہرگز وہ مومن و مسلمان نہیں ہے۔ دیکھئے منافقین نمازی بھی تھے حاجی بھی تھے، امام الانبیاء کے

پیچھے نماز پڑھتے تھے مگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان نمازیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔ (پ ۱، ع ۲) یعنی یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔

حضرات! منافقین مومن کیوں نہیں! بس اس کی یہی وجہ تھی کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں تھی اس لئے یہ لوگ زندگی بھر بے ایمان ہی رہے اور ان لوگوں کے روزے و نماز اور حج وزکوۃ وغیرہ تمام اعمال صالحہ غارت و برباد ہو گئے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

حضرات! حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ابا جان! جنگ بدر میں، میں ابوجہل کے ساتھ تھا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ دوران جنگ آپ میری تلوار کی زد میں آگئے لیکن میں نے آپ پروار نہ کیا، باپ جان کر۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹا!

لَوْ اَهْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ مِنْکَ (تاریخ الخلفاء، ص: ۳۶)

یعنی اگر تو میری زد میں آجاتا تو میں تیرا لحاظ نہ کرتا (یعنی میں تجھے قتل کر دیتا، اس وقت میں تجھ کو بیٹا نہیں بلکہ دشمن رسول سمجھتا۔

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
زن و فرزند سے، ماں، باپ سے اولاد سے پیارا

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

مسلمان کہلانے والا بشر نام کا ایک منافق تھا، اس منافق کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا، یہودی نے منافق سے کہا اس جھگڑے کا فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کرائیں۔ چنانچہ مقدمہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

خدمت اقدس میں پہنچا، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاملے کی تحقیق فرمائی تو حق یہودی کا ثابت ہوا تو اس کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا، باہر نکلا تو کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ سمجھ میں نہیں آیا، اس لئے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں، وہ جو فیصلہ کریں گے منظور ہوگا۔ دونوں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے آپ کے سامنے پورا واقعہ بیان کردیا۔ آپ نے فرمایا: اچھا ٹھہرو میں گھر کے اندر سے آتا ہوں اور فیصلہ کردیتا ہوں۔ مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر گئے اور تلوار لے کر آئے اور منافق کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر تن سے جدا ہوگیا اور منافق کو قتل کردیا اور ارشاد فرمایا کہ جو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے، اس کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۲۴۸، تاریخ الخلفاء، ص:۱۲۳)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماموں کو قتل کیا

جنگ بدر میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقی ماموں، عاص بن ہشام بن مغیرہ جنگ کے لئے میدان میں آیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے مقابلہ کیا اور پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ قتل ہوگیا اور قیامت تک کے لئے یہ مثال قائم کردی کہ کنبہ، قبیلہ اور رشتہ داری سب کچھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

مقام حدیبیہ میں محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ موجود تھے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ میں قریش سے صلح کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ تو قریش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ تمہارے نبی محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے ہاں اے عثمان غنی تم آگئے ہو تو تم کو طواف کعبہ کی اجازت ہے۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کعبہ سے انکار کردیا اور فرمایا: مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم طواف نہ کرلیں گے۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۳، مشکوۃ شریف، ص:۵۶۱)

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قدم پر غلام آزاد کیا

ایک دن کی بات ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور بڑی شاندار دعوت کا اہتمام کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلے، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کو شمار کرنے لگے اور ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا۔ (جامع معجزات، ص:۶۵)

حضرات! قرآن مجید، کلام اللہ اور حدیث شریف فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں کہیں بھی صراحتہ یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر قدم شمار کیا جائے اور ایک ایک قدم کے بدلے غلام آزاد کیا جائے۔

لیکن خلیفۂ رسول اللہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کو شمار کر کے ہر قدم کے بدلے ایک، ایک غلام آزاد کیا اور کسی صحابی نے اس عمل کو بدعت و ناجائز نہ کہا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے کچھ چھینٹے نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت: سرچشمۂ ولایت مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کَانَ وَاللّٰہِ اَحَبَّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَبْنَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَاءِ۔

(شفاء شریف، ج:۲، ص:۱۸، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۳۸)

ترجمہ: یعنی خدا کی قسم آپ ہم کو اپنے مالوں، بال بچوں اور باپوں اور ماؤں سے اور پیاس کے باوجود ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت رسول میں نماز کو ترک کر دیا

اے ایمان والو! جان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض فرمایا ہے۔

مگر محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت واطاعت میں اس فرض کو ترک کر دیا۔ سانپ غار ثور میں انہیں کاٹتا رہا مگر انہوں نے اپنا پاؤں نہیں ہٹایا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیند میں خلل پڑ جائے گا۔

اسی طرح حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام صہبا میں جب آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر قضاء ہو گئی مگر آپ نے پاؤں نہیں اٹھایا اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیند میں خلل نہیں پڑنے دیا۔

اللہ اکبر! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت واطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جان بچانے کا فرض چھوڑ دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و اطاعت میں نماز عصر، خدا کے فرض کو ترک کر دیا مگر ان دونوں بزرگوں پر نہ اللہ تعالیٰ نے ناراضگی ظاہر کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے۔ بلکہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم پر لعاب دہن لگا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفا عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سکینہ نازل فرماتا ہے۔

اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے محبوب خدا مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِىْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ (مشکل الآثار، ج ۴، ص ۳۸۸)

یعنی علی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری میں تھے پھر آقا کریم، مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر ادا فرماتے ہیں

حضرات! محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اعلان کر رہا ہے کہ: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ (پ ۵، رکوع ۸)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حضرات! روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ افضل اور امت میں سب سے زیادہ نیک حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید الاولیاء حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے اعمال اور تمام عبادات سے زیادہ افضل واعلیٰ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جانتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی محبت: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے مشہور عاشق رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک دفعہ پاؤں سوج گیا تو آپ سے کہا گیا کہ جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کیجئے۔

فَصَاحَ يَامُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۱۸، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۵۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زور سے یا محماہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کہا تو ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا شرک و بدعت نہیں، بلکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت ہے۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے اور مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہی شخص کہتا ہے جس کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم سے محبت ہوتی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمارے سینہ کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

حضرات! جب بھی عشق والفت کی بات ہوگی اور محبت کی کتاب پڑھی جائے گی تو عاشق رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک ضرور آئے گا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق و محبت کے میدان میں اس قدر اذیتیں اٹھائی ہیں کہ آپ کے گلے میں ظالموں نے رسی کا پھندا ڈالا، ان کی مقدس پیٹھ پر اس قدر کوڑے برسائے کہ پشت مبارک لہولہان ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر کافروں نے اتنا وزنی پتھر رکھ دیا تھا کہ ان کی زبان باہر نکل پڑی، پھر سخت دھوپ میں گرم گرم ریت پر زخمی پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر زمین و آسمان گواہ ہیں، خدائی گواہ ہے۔ خدا گواہ ہے۔ کہ اس بے کسی و بے بسی کی حالت میں بھی کلمۂ حق لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) بلند آواز سے پڑھتے رہے اور زبان حال سے اعلان کرتے رہے کہ

میں مصطفیٰ کے جام محبت کا مست ہوں
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھُٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت بلال کو محبت کا کتنا عظیم صلہ ملا: عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت آزمائش و بلاء سے گزرے مگر اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن کرم کو نہ چھوڑا۔ تو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام حاصل ہوا اور کتنا عظیم صلہ ملا کہ صحابۂ کرام آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو یَا سَیِّدِیْ بِلَال کہکر مخاطب ہوتے تھے، یہ سب کچھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت تھی۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا

تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرت زید بن عبداللہ انصاری کی محبت

صحابی رسول حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک طبیعت علیل تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرما تھے۔ حضرت زید بن عبداللہ انصاری ملاقات کے بعد جب چلے تو آپ کی نظر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوے پر تھی، تلوے کا جلوہ دیکھتے رہے اور دربار کرم سے رخصت ہوتے رہے۔ حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پہنچ گئے مگر نگاہوں میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوے کا جلوہ سمایا ہوا تھا، اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ اور بیٹے نے آکر یہ خبر سنائی کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا۔ تو حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تازہ تازہ اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم پاک کا تلوہ شریف دیکھا تھا اور وہی ان کی آنکھوں میں سمایا ہوا اور بسا ہوا تھا تو بس چیخ اٹھے اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ بَصَرِیْ حَتّٰی لَا اَرٰی بَعْدَ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ اَحَدًا (مدارج النبوت، ج ۱، ص ۱۵۳، انوار محمدیہ ص ۳۴۳)

یعنی یا اللہ تعالیٰ میری آنکھ چھین لے یعنی مجھے اندھا کر دے۔ تاکہ میں ان آنکھوں سے اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہ دیکھوں۔

چنانچہ! ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ اندھے ہو گئے۔

اس حدیث شریف کو، عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حضرت خالد بن معدان کی محبت

صحابی رسول، حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اتنی زیادہ محبت تھی کہ ہر وقت ان کی زبان پر آپ کا نام پاک رہتا تھا۔ آپ کی بیٹی حضرت عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب میرے باپ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لاتے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجرین وانصار کے ساتھ اپنی محبت کو ظاہر کرتے اور ہر ایک کو نام لے کر یاد کرتے اور کہتے۔ هُمْ اَصْلِیْ وَفَصْلِیْ وَاِلَیْهِمْ یَحِنُّ قَلْبِیْ یعنی یہ حضرات مری اصل اور فرع ہیں اور انہیں کی جانب میرا دل میلان کرتا ہے۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۱۷، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۵۰)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ سوتے وقت یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا ناجائز وبدعت نہیں۔ بلکہ صحابی رسول کی سنت ہے۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

باپ ناپاک، بستر پاک: ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد، ابوسفیان، صلح حدیبیہ کے موقع پر مدینہ طیبہ اپنی بیٹی سے ملنے گئے۔ تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر لپیٹ کر رکھ دیا اور کافر باپ کو بیٹھنے نہ دیا اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کافر باپ، ابوسفیان سے فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو۔ اس لئے اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ مشرک باپ، ابوسفیان کو بیٹی کی اس بات سے بڑا رنج ہوا۔ مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں جو محبت رسول تھی اس کے لحاظ سے وہ کب برداشت کر سکتی تھیں؟ کہ بستر نبوت پر ایک مشرک ناپاک بیٹھے۔

اللہ اکبر! ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی عظمت ومحبت کو محبت رسول پر قربان کر دیا کیوں کہ یہی ایمان کی شان ہے کہ باپ چھوٹ جائے مگر عظمت مصطفیٰ اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

بے مثال محبت! ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ جن کا نام حویصہ اور محیصہ تھا۔ ان میں سے چھوٹا ایمان لے آیا تھا اور بڑا ابھی تک ایمان نہ لایا تھا۔ چھوٹے بھائی کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک یہودی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بڑا فسادی تھا۔ تو بڑے بھائی نے کہا کہ تو ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ اس کا احسان ہمارے اوپر ہے۔ تو چھوٹے بھائی نے جواب دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر مجھکو تیرے قتل کا حکم فرمادیں تو بھی میں دیر نہ کروں گا اور فوراً قتل کردوں گا۔ یہ سن کر اور عجیب وغریب محبت دیکھ کر وہ بھی مسلمان ہوگیا۔ (مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۵۵)

حضرات! دین وایمان میں مضبوط اور سخت رہنے سے دوسروں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور پلپلا اور صلح کلی بننے سے خود کا دین وایمان بھی خطرے میں رہتا ہے اور دوسروں پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔

ستون حنانہ کی محبت: مسجد کریم میں منبر کریم بننے سے پہلے کھجور کا ایک ستون تھا جسے ستون حنانہ کہتے ہیں، اس ستون سے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پشت انور لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ منبر کریم بننے کے بعد جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر پر جلوہ بار ہوئے تو ستون حنانہ زور زور سے رونے لگا۔

حَتّٰی نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْہِ ۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ، ج:۱، ص:۱۲۵)

یعنی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کریم سے اترے اور ستون حنانہ پر اپنا دست کرم پھیرا (تو اس کو سکون حاصل ہوا) اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کریم سے نیچے اترے اور ستون حنانہ کو اپنے سینے سے لگایا تو اس کو سکون حاصل ہوا اور وہ چپ ہوگیا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ستون حنانہ کو منبر کریم کے نیچے دفن کرادیا۔ (شفا شریف، زرقانی علی المواہب، ج:۴، ص:۱۳۸)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

دوسرا جمعہ......................................دوسرا بیان

اسمِ پاک محمد ﷺ کے فضائل و برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

آیت: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (پ۲۶،ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب
منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب
اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معنیٰ: ہمارے حضور سراپا نور، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک بڑا ہی عظیم اور پیارا ہے اس کا معنیٰ ہے۔

اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ ۔ یعنی جس ذات کی ہمیشہ تعریف کی جائے۔

حضرات! جس ذات گرامی کی ہر جگہ اور ہمیشہ تعریف وتوصیف کا خطبہ پڑھا گیا ہے اور پڑھا جاتا رہے گا، وہ نرالی شخصیت اور پیاری ذات ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والی وسلم کی ہے۔ فرش پر جدھر دیکھو انہیں کے نام پاک کا چرچا ہے۔

پانچوں وقت اذانوں میں، اور خدا کی عبادت نمازوں میں ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ موجود ہے اور آسمانوں میں، جنت کی بہاروں میں، ہر سو، ہر ایک شئی میں نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جلوہ اور عرش کی بلندی پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

درود شریف:

حضور کے اسمائے مبارکہ کی تعداد: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت سے نام ہیں، بہت سے علمائے کرام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ناموں کی تعداد ننانوے بیان کی ہے۔

اور حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ناموں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ (روح البیان، ج: ۷، ص: ۱۸۳)

حضور کے ذاتی نام دو ہیں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذاتی نام دو ہے آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

حضرات! احمد کا معنی ہے یعنی جو ذات اللہ تعالیٰ کی خوب حمد اور سب سے زیادہ تعریف بیان کرے۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معنی یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ذات کی تعریف وخوبی کو سب سے زیادہ اجاگر کیا اور بیان فرمایا یہی وجہ ہے: کہ آسمانوں میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے کہ جس ذات نے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بیان کی ہے۔ وہ محبوب خدا رسول اللہ، احمد مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اور زمین میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہوں، امیروں کو پتہ چل جائے کہ سب سے زیادہ جس ذات کی تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہے اور ہمیشہ بیان ہوتی رہے گی وہ ذات گرامی محبوب خدا، رسول اللہ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا ذکر قرآن شریف میں ایک مرتبہ آیا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ط (پ۲۸،ع۹)

ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) میں خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والا ہے اس کا نام احمد ہوگا۔

اور! نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا تذکرہ چار مرتبہ ہوا ہے۔

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (پ۴،ع۶)

(۲) مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (پ۲۲،ع۲)

(۳) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۔ (پ۲۶،ع۱۲)

(۴) وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ۔(۲۶،ع۵)

خدا نے آقا کریم کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) رکھا

سبحان اللہ سبحان اللہ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام ماں، باپ، دادا، دادی استاذ و پیرو مرشد وغیرہ رکھتے ہیں مگر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک خود خدائے تعالیٰ نے رکھا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تو اس امت کے سردار کی ماں ہے جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) رکھنا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۰۳)

اور! شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک خلق (یعنی تمام کائنات) کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے رکھا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۰۷)

نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت

(۱) اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِلَا اُعَذِّبُ اَحَدًا یُسَمّٰی بِاسْمِکَ فِی النَّارِ۔

(سیرت حلبیہ، ج:۱،ص:۱۳۵، مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۱۶۳، انوار محمدیہ،ص:۳۱۶)

ترجمہ: یعنی (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اس کو دوزخ میں عذاب نہیں دوں گا جس کا نام آپ کے نام (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پر ہوگا۔

نام پاک کی برکت سے کبھی فاقہ نہیں ہوگا

(۲) اہل مکہ کہتے ہیں: مَامِنْ بَيْتٍ فِيْهِ اِسْمُ مُحَمَّدٍ اِلَّا نَمٰى وَرُزِقَ وَرُزِقَ جِيْرَانُهُمْ ۔

ترجمہ: یعنی جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہو تو اس گھر میں خوب برکت ہوگی اور رزق زیادہ ملے گا اور اس کے پڑوسی کو بھی۔ (شفاء شریف، ج:۱،ص:۱۰۵)

(۳) ایک روایت میں ہے کہ جس گھر یا مجلس میں محمد نام کا شخص ہو، وہ گھر اور مجلس بابرکت ہو جاتی ہے۔

(کشف الغمہ، ج:۱،ص:۲۸۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفاعت فرمائیں گے

مشہور عاشق رسول حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: ہر کرا نام محمد بود۔ آں حضرت اورا شفاعت کند و در بہشت در آرد۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۳۶۲)

ترجمہ: یعنی جس کا نام محمد ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کی شفاعت کر کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

نام پاک کی برکت سے لڑکا پیدا ہو اور زندہ رہے

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ لَهٗ ذُوْبَطْنٍ فَاَجْمَعَ اَنْ يُّسَمِّيَهٗ مُحَمَّدًا رَزَقَهُ اللّٰهُ غُلَامًا، وَمَنْ كَانَ لَا يَعِيْشُ لَهٗ وَلَدٌ فَجَعَلَ اللّٰهَ عَلَيْهِ اَنْ يُّسَمِّيَ الْوَلَدَ الْمَرْزُوْقَ مُحَمَّدًا عَاشَ ۔ (روح البیان شریف، ج:۷،ص:۱۸۴، معارج النبوۃ،ص۴۲)

ترجمہ: یعنی جس کی بیوی حاملہ ہو اور بچہ کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا عطا کرے گا اور جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ارادہ کرلے کہ وہ ہونے والے بچہ کا نام محمد رکھے گا تو اس کا بچہ زندہ رہے گا۔

جس کا نام محمد ہے قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا

شاہ طیبہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جس نے نام رکھا تو اس نام پاک کی برکت سے وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ اَلَا لِيَقُمْ اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ لِكَرَامَةِ اِسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (شفا شریف، ج:۱، ص:۱۰۵)

ترجمہ: یعنی جب قیامت کا دن ہوگا تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) ندا کرنے والا یہ ندا کرے گا خبردار وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا نام محمد ہے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کی برکت وکرامت سے۔

ایک گھر میں زیادہ سے زیادہ محمد نام والے ہونا چاہئے

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ جس گھر میں ایک شخص کا نام محمد ہے تو کیا دوسرے کا نام بھی محمد ہی پر رکھے تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَا ضَرَّ اَحَدَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ فِىْ بَيْتِهٖ مُحَمَّدٌ وَّمُحَمَّدَانِ وَثَلَاثَةٌ (شفا شریف، ج:۱، ص:۱۰۵)

ترجمہ: یعنی تم کو کوئی نقصان نہیں کہ تمہارے گھر میں ایک نام کا محمد ہو یا دو نام والے محمد ہوں یا تین نام والے محمد ہوں۔

حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی، نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے

حضرات! جس ذات گرامی کے سبب حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مرتبے سے مشرف ہوئے تھے وہی ذات پاک ان کی توبہ کے قبول ہونے کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے روئے زمین پر تشریف لائے تو تین سو برس تک رو، رو کر توبہ واستغفار کرتے رہے اور ندامت کی وجہ سے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔

اور ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

قَالَ يَارَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَاغَفَرْتَ لِىْ۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب تعالیٰ میں تجھ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم (علیہ السلام) تو نے (میرے محبوب) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا نہیں کیا (اس دنیا میں) تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب تعالیٰ جب تو نے

مجھ کو پیدا فرمایا اور مجھ میں روح ڈالی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش اعظم کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تو میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَىَّ وَاِذَا سَاَلْتَنِیْ بِحَقِّهٖ قَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُکَ۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۶۳، درمنثور، المستدرک للحاکم، ج:۲،ص:۶۱۵، روح البیان، ص:۲۳۰، احزاب)

یعنی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تم نے بالکل سچ کہا بے شک وہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تم کو بخش دیا اور اگر وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا ہی نہیں کرتا۔

مشہور محدث حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا اٰدَمُ لَوْتَشَفَّعْتَ اِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِیْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاکَ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۶۲)

یعنی اے آدم علیہ السلام اگر تم (میرے محبوب) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا نام لے کر تمام زمین و آسمان والوں کی بخشش مانگتے تو ہم سب کو بخش دیتے اور تمہاری شفاعت قبول فرماتے۔

اے ایمان والو! حدیث طیبہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک اس قدر محبوب و مقبول ہے کہ جس نے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیا اس کا بیڑا پار ہو گیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی دعا مقبول ہو گئی۔

ہمارے مرشد اعظم مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہر گز خدا ملتا نہیں

اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط، غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

درود شریف:

عرش پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہے

حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں رَاَیْتُ عَلٰی اَقْوَامِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔

یعنی میں نے دیکھا کہ عرش اعظم کے ستونوں پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۶۲، المستدرک حاکم، ج:۲،ص:۶۱۵)

جنت کی ہر چیز پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لکھا ہے

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے ہر جگہ نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا دیکھا، جنت کے ہر محل و چپارہ پر نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نظر آیا، جنت کی حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر وَعَلٰی وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَعَلٰی اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَیْنَ اَعْیُنِ الْمَلٰئِکَةِ ۔ یعنی اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں لکھا پایا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۷)

ہر آسمان پر نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہے

ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج مَامَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِیْ بِهَا مَکْتُوْبًا ۔ یعنی میں جس آسمان سے گزرا سب پر میں نے اپنا نام لکھا پایا (حجۃ اللہ علی العلمین، ص:۳۱۱)

حضرات! دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہو گیا کہ ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کو خدا کریم نے فرش سے عرش تک اور دنیا سے جنت تک بلند کیا اور ہر شئے پر لکھا بھی اس لئے ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، صبح سے شام تک، رات و دن یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کی صدا لگاتے رہیں اور پکارتے رہیں۔

حشر تک ڈالیں ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

درود شریف:

نام مبارک چومنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو (چوم کر) اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور پڑھا قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دے چکے تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا کرے گا جیسا میرے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا ہے تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۲۲۹)

حضرات! نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چوم کر آنکھوں پر لگانے والے بڑے ہی خوش نصیب ہوتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

لہٰذا! ثابت ہوا کہ جنت میں جانے والے ہی انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

نام مبارک چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا

آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِیْ

اَلْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْہَامَیْہِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْہِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا۔ یعنی جو شخص اذان میں میرا نام سے اور اپنے انگھوٹے چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۲۲۹)

یا اللہ تعالیٰ! محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

نام مبارک کی برکت سے دو سو برس کا گنہگار بخشا گیا

حضرت علی بن برھان الدین حلبی اور حضرت ابونعیم احمد بن عبداللہ اور حضرت علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ۔

بنی اسرائیل میں ایک بڑا گنہگار تھا جس نے دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو نجس و گندگی کی جگہ پر پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اس شخص کو وہاں سے اٹھا کر لاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو اور دفن کرو۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ نبی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص بڑا ہی گنہگار تھا، دو سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔ ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے لیکن اس کی عادت تھی۔

كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حُوْرَاءَ۔

ترجمہ: یعنی جب وہ تورات شریف کھولتا اور (میرے محبوب کے) نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھتا۔ اس لئے میں نے اس کو بخش دیا۔ اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیا۔ (ابونعیم حلیۃ الاولیاء، سیرت حلبیہ، ج:۱، ص:۸۰، حجۃ اللہ علی العٰلمین، معارج النبوۃ، ص:۸۲)

حضرات! حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک کو چومنے سے آدمی گنہگار نہیں ہوتا ہے بلکہ نام مبارک چومنے کی برکت سے دو سو سال کا گنہگار جنتی اور مقبول بارگاہ خدا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہا مشکل آسان ہوگئی

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخاری الادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ اسے یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

فَقَالَ یَامُحَمَّدُ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)۔ (بخاری، الادب المفرد، ص ۳۳۲، شفاء شریف، ج ۲، ص ۱۸)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پکارا یا محمد، صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

آنکھیں روشن ہوگئیں: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ آنکھیں روشن فرما دے، تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ (ابن ماجہ، ص ۱۰۰، ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! یہ وہ دعا ہے جو حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی اور اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گویا سبق دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے وقت میری ذات کا وسیلہ اور میرے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اور یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرما لیتا ہے۔

حضرات! ہمارا مخالف کہتا ہے کہ یا محمد، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا یہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ظاہری زمانے میں تھا، اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے اس لئے اب نہیں کہہ سکتے۔ (معاذ اللہ) ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عثمان غنی کے زمانے میں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہا

مشہور عاشق رسول حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبرانی شریف کی حدیث کو نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص کو حضرت عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کام تھا مگر وہ توجہ نہ فرماتے تھے۔ اس نے اپنی

پریشانی کا ذکر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے وہی دعا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں تعلیم فرمائی تھی، اس شخص کو سکھا دی اور کہا کہ دو رکعت نفل نماز ادا کر کے یہ دعا پڑھو، تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ چنانچہ اس پریشان شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر خلیفۂ وقت امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس سے پہلے تو آپ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے مگر آج دعا کا یہ اثر ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس بٹھایا، اس سے اس کی حاجت وضرورت دریافت کی اور اسے پورا فرمایا۔ اور دعا کی یہ برکت تھی کہ پھر فرمایا کہ تمہیں ہم سے جب بھی کوئی کام ہو تو آجایا کرو۔ اس کے بعد وہ شخص وظیفہ بتانے والے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کی بتائی ہوئی دعا سے میرا کام بن گیا۔ (جذب القلوب، ص:۲۱۹)

حضرات! محبوب خدا محمد، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارا۔

نام مبارک کا ادب: سلطان محمود غزنوی نے ایک روز اپنے وزیر خاص کے بیٹے محمد سے کہا: اے ایاز کے بیٹے پانی لا۔ حضرت ایاز جو ولی صفت وزیر تھے، جب انہوں نے بادشاہ کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو متفکر ہوئے کہ شاید میرے بیٹے سے کوئی بے ادبی، غلطی سرزد ہوگئی ہے جس کی وجہ سے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناراض ہیں جو آج میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں بلایا بلکہ ایاز کا بیٹا کہا۔ بہر حال حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پریشان ہو گئے۔ بادشاہ نے حضرت ایاز کے پریشانی کی وجہ معلوم کی تو حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ بادشاہ معظم! آج آپ نے میرے بیٹے کو بلایا تو نام لے کر نہیں بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر بلایا۔ مجھے فکر ہوئی کہ شاید میرے بیٹے سے کوئی بے ادبی، گستاخی ہوگئی ہے تو سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا۔ اے ایاز! میں تمہارے بیٹے سے ناراض نہیں ہوں بلکہ معاملہ یہ ہے کہ تمہارے بیٹے کا نام محمد ہے اور جس وقت میں نے اسے بلایا تھا تو اس وقت میرا وضو نہیں تھا۔

مرا شرم آمد کہ لفظ محمد بر زبان من گزرد وقت کہ بے وضو باشم: یعنی مجھے شرم آئی کہ بے وضو لفظ محمد زبان پر لاؤں۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۱۸۵)

حضرات! حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ و وزیر

دونوں نیک اور ولی ہیں، معلوم ہوا کہ جو جتنا ہی نیک وصالح ہوتا ہے وہ اسی قدر نام مبارک کا ادب واحترام کرتا نظر آتا ہے۔ اور جب ان کے دل میں نام مبارک کا اتنا ادب ومحبت ہے تو خود محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکت کے ادب ومحبت کا کیا عالم ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی روایت: عاشق رسول محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ مجھے سلطان البغداد، فرد الافراد، قطب الاقطاب ابو الشیخ، ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، ان کی خدمت میں کھڑے ہوگئے، حاضرین مجلس نے عرض کی کہ محمد عبد الحق سلام عرض کرتا ہے تو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ سے معانقہ فرمایا یعنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے چمٹا کر گلے لگالیا اور ارشاد فرمایا کہ عبد الحق تم پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بشارت وخوش خبری اس نام مبارک کی برکت سے ہے کیونکہ میرا نام محمد عبد الحق ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۶۳)

حضرات! ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام مبارک کا کتنا ادب کیا کہ نام مبارک سن کر باادب کھڑے ہوگئے اور اس نام والے سے معانقہ فرمایا اور جنت کی بشارت بھی دی۔ یہ ہیں نام مبارک کی برکتیں اور اس کی رحمتیں۔

دعا: اللہ تعالیٰ ہمیں عاشق رسول بنا کر زندہ رکھے اور ادب والوں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کے ساتھ میں آپ حضرات سے رخصت ہو رہا ہوں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
نہیں دو جہاں سے بھی میرا جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

ألا بذكر الله تطمئن القلوب

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

تیسرا جمعہ...پہلا بیان

مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی آمد

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ○ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ○

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ ط (پ۲۸، رکوع ۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرات! عاشق مدینہ مجدد اعظم دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، امام عشق ومحبت الشاہ امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کئی طرح کے فتنے پیدا ہو چکے تھے۔ کچھ فتنے کھلے ہوئے تھے اور کچھ فتنے اسلامی لباس میں تھے۔ وہ شہد دکھاتے تھے اور زہر پلاتے تھے۔

اس دور میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ انور پر مختلف انداز سے حملے کئے جارہے تھے جس کا مطمع صاف طور پر یہ تھا کہ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان کم کردی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک عام بشر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش ہو رہی تھی، کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے علم غیب پر انگلیاں اٹھائی جارہی تھیں، کبھی بارگاہ ایزدی میں آپ کی وجاہت وعظمت پر پردہ ڈال کر شفاعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا انکار کیا جارہا تھا، کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم پر شیطان کے علم کی برتری ثابت کرنے کی مذموم جسارت کی جارہی تھی اور حد تو یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے حوالے سے امکانِ کذب یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ) ایسے گندے اور ناپاک عقیدے پھیلائے جارہے تھے۔ مسلمان طرح طرح کے وہم وشک میں مبتلا ہوتا ہوا نظر آرہا تھا۔

ایسے فتنوں اور پراگندہ ماحول میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معجزہ اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بن کر ایمان واسلام کے تحفظ کے لئے امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ گر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عنایت اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ ولایت سے اور اپنے مرشدانِ عظام کی دعاؤں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس سے زائد علوم وفنون پر کامل ملکہ حاصل تھا اور آپ نے ایمان واسلام اور مسلمانوں کے سچے عقیدے کی حفاظت کی خاطر ایک ہزار سے زیادہ تقریباً چودہ سو کتابیں تحریر فرمائیں۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

اے امام احمد رضا! تمہاری تربت پر شام وسحر رحمت ونور کا ساون برسے۔ تمہارے قلم کی روشنائی نے شہیدوں کے لہو کی طرح باغِ اسلام کو ہرا بھرا بنا دیا۔ تم نے بدعقیدگی کے آندھیوں کے مقابلے میں عشق کا چراغ جلایا اور زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام وایمان کی بقا کے لئے وقف کردیا۔

اے اہل سنت کے محسن! تم نے حق وباطل کے درمیان اتنی واضح اور ظاہر لکیر نہ کھینچ دی ہوتی تو آج بد عقیدگی اور گمراہی کے امنڈتے ہوئے خطرناک سیلاب میں مومنوں اور مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

کیا معلوم ہم اہل سنت کس ضلالت وبدعقیدگی اور جہنمی راہ پر بھٹکتے ہوتے ہمارا دین وایمان آپ کا مرہونِ منت ہے

(۲) جو دین ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا۔

اس دین کی حفاظت وصیانت اچھے رضا، پیارے رضا امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔

اے اہل سنت کے امام! اللہ تعالیٰ غافر وقدیر تمہاری خواب گاہ کو رحمتوں کے پھول سے بھر دے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

امام احمد رضا مجدد اعظم: صحیح حدیث شریف میں ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ (ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۲۴۱)

یعنی ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کردے۔

مشہور عالم باعمل حضرت مولانا الشاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

اسلامی بولی میں مجدد اسے کہتے ہیں جو امت کو بھولے ہوئے احکام شرعیہ یاد دلائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمادے، فقہ وکلام کے الجھے ہوئے معرکۃ الآراء مسائل کو سلجھادے، اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعہ اعلاء کلمۃ الحق فرما کر باطل اور اہل باطل کی جھوٹی شوکت کو مٹادے۔

حدیث شریف کی رہنمائی کے مطابق جب ہم چودھویں صدی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مجدد نظر آتا ہے جو چودھویں چاند کی طرح اپنی شانِ مجددیت میں درخشاں اور تاباں ہے۔ فضل وکمال کے ساتھ ہر ایک علم میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دین کے اس مجدد کو وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا جس کے سامنے عرب وعجم حل وحرم کے بڑے بڑے علماء نے سرنیاز خم کیے جس کے علمی دبدبے سے ایشیا کے فلاسفہ لرزتے رہے۔ اس عظیم المرتبت مجدد کا پیارا نام عبدالمصطفےٰ احمد رضا ہے جو اسلامی دنیا میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے نام سے مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وعن اہل السنۃ والجماعۃ۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۸۵)

اے امام اہلسنت تاجدار علم وفن
خوب کی تجدید ملت تم نے اے سروچمن

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے خاندان کا مختصر خاکہ

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (۲) بن حضرت مولانا نقی علی خاں (۳) بن مولانا رضا علی خاں (۴) بن مولانا حافظ کاظم علی خاں (۵) بن مولانا شاہ محمد اعظم خاں (۶) بن حضرت محمد سعادت یار خاں (۷) بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱) حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قندھار (ملک افغانستان) کے باعظمت قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان

تھے۔ حکومتِ مغلیہ کے زمانے میں لاہور تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ لاہور کا شیش محل آپ کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لائے، اس وقت آپ شش ہزاری عہدے پر فائز تھے۔ دربارِ شاہی سے آپ کو شجاعتِ جنگ کا خطاب ملا۔

(۲) حضرت محمد سعادت یار خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کو حکومت مغلیہ نے ایک جنگی مہم سر کرنے کے لئے روہیل کھنڈ بھیجا، فتحیابی کے بعد فرمانِ شاہی پہنچا کہ آپ کو اس علاقہ کا صوبہ دار بنایا گیا ہے۔ لیکن اس وقت آپ بسترِ وصال پر تھے اور صفرِ آخرت کی تیاری فرما رہے تھے۔

(۳) حضرت مولانا محمد اعظم خاں علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی تشریف فرما ہوئے، کچھ دن حکومت کے عہدۂ وزارت پر فائز رہے پھر امور سلطنت سے بالکل الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے آپ نے ترک دنیا فرما کر شہر بریلی کے محلہ معماران میں اقامت اختیار فرمائی، وہیں آپ کا مزارِ پاک بھی ہے۔ حضرت مولانا محمد اعظم خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا شمار صاحب کرامت اولیاء میں ہے۔

(۴) حضرت مولانا حافظ کاظم علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان شہر بدایوں کے تحصیل دار تھے اس زمانے میں یہ عہدہ آج کل کے ڈی۔ ایم کے منصب کا قایم مقام تھا۔ دو سو سواروں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی، آپ کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے تھے۔

(۵) قطب الوقت حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے بے مثل عالم اور ولی کامل گزرے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت سے حکمرانی کا رنگ ختم ہو کر فقیری و درویشی کا رنگ غالب آگیا ورنہ آپ سے پہلے بزرگوں کا یہ عالم تھا کہ شروع میں امور سلطنت کے عہدوں پر فائز رہتے پھر آخر میں اس سے الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے لیکن یہ سلسلہ قطب الوقت حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے ختم ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے دنیوی حکومت کا کوئی عہدہ اختیار نہ فرمایا اور ابتداہی سے زہد و تقویٰ، فقر و تصوف کی زندگی گزاری۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئی ہیں

(۶) حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علومِ ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ آپ اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم، بے مثل مناظر، بے نظیر مصنف گزرے ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب خدا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی و خدمت اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت و شدت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۸۶)

حضرات! مذکورہ خاندانی حالات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباء و اجداد میں اکثر عالم و فاضل، حافظ و قاری مفتی و محدث، ولی و قطب تھے تو اس حقیقت کے بعد یہ کہنا بجا ہوگا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانی عالم و فاضل، مفتی و محدث، ولی و قطب تھے۔

اعلیٰ حضرت کی ولادت: اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ با سعادت ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ ظہر کے وقت شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی۔ پیدائشی نام ''محمد'' اور تاریخی نام المختار ہے۔ جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا اسم شریف احمد رضا رکھا۔ خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت کی سن ہجری اس آیتِ کریمہ سے نکالا ہے۔

اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (پ ۲۸، ع ۴)

۷۲ ۱۲ھ

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا، اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت کرے گا ان سے بیزار ہو کر تنکا توڑ الگ رہے گا ان سے میل جول، دوستی نہ رکھے گا تو اس کے لئے وعدۂ الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان نقش فرمادے گا اور اس کو اپنی مدد خاص سے نوازے گا۔ اپنے اور غیر سب جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی ذاتِ گرامی خدا و رسول کے مخالفوں اور دشمنوں سے نفرت کرنے اور بے زار رہنے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہوگا اور درست ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے تعالیٰ کے ان خاص بندوں میں ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے چنانچہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کردیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پر لکھا ہوگا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۸۸)

حضرات! میرے آقائے نعمت مجدد اعظم دین و ملت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تن من دھن سب کچھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فدا اور قربان تھا۔

خود فرماتے ہیں:

مُرا تن من دھن سب پھونک دیا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے سچے عاشق خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تھے کہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوگا۔

خدا ایک پر ہو تو ایک پر محمد
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

(جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

والد گرامی کا خواب! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اور اپنے والد ماجد، قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب بیان کیا جس کی تعبیر میں قطب الوقت نے ارشاد فرمایا کہ۔

خواب مبارک ہے۔ بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری پشت سے ایک ایسا صالح فرزند پیدا کرے گا جو علوم کے دریا بہادے گا اور اس کی شہرت مشرق ومغرب میں پھیلے گی۔

جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گود میں اٹھالیا، پیار کیا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا اس کے چشمۂ عرفان سے ایک دنیا سیراب ہوگی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۲)

حضرات! بچپن میں ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر سعادت کے آثار نمایاں تھے اور حقیقت بیں نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ جو بچہ ابتداءً ہی اتنا ہونہار اور ارجمند ہے۔ خدائے تعالیٰ کی عطا و بخشش سے علم وفن کا دریا بہائے گا اور کرامت و بزرگی کا آفتاب بن کر چمکے گا۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

اعلیٰ حضرت کے دادا جان قطب الوقت تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان، قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سند یافتہ عالم وفاضل، مفتی ومحدث تھے۔ آپ کے خداداد علم وفضل کی شہرت اطراف وزمان میں ہوئی۔

قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر و تصوف میں کامل مہارت رکھتے تھے، آپ بہت پر اثر وعظ فرماتے تھے، آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں، خصوصاً فصاحت کلام، زہد و قناعت، سلام کی سبقت، حلم و تواضع، تجرید و تفرید کو آپ کی خصوصیت میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ (ذکر رضا، ص:۲۷)

قطب الوقت حضرت رضا علی خاں کی کرامت

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مشرکین کے تیوہار ہولی کے دن قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کچھ احباب کے ہمراہ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ مکان کے اوپر سے ایک عورت نے آپ پر رنگ پھینک دیا، آپ نے چھت کے اوپر نظر ڈالی اور ارشاد فرمایا، اے اللہ تعالیٰ اس نے مجھے رنگا ہے تو اس کو رنگ دے۔ ساتھ والے سمجھے کہ ابھی عورت مکان کے اوپر سے گرے گی اور خون میں رنگ جائے گی مگر اللہ کے ولی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی تاثیر کچھ اور تھی، ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔ اس طرح زمانے نے اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی قطب الوقت کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات کو پوری فرما دی اور اس عورت کو اسلام و ایمان کے حقیقی رنگ میں رنگ دیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص۴)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرات! مجدد اعظم دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم و فاضل، مفتی و محدث اور مشہور زمانہ ولی اور با کرامت قطب تھے۔

تو اب یہ کہنا بجا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھرانہ ولایت و قطبیت اور کرامت و روحانیت کا گھرانہ تھا۔

اعلیٰ حضرت کے والد مستجاب الدعوات تھے: حامی سنت، ماحی بدعت، رئیس الفضلاء، حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی فہم و فراست کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرما دیتے، وہی ظہور میں آتا۔ (ذکر رضا، ص:۲۷)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی کو اللہ تعالیٰ نے مستجاب الدعوات بنایا تھا یعنی آپ جو دعا فرماتے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول عطا فرماتا۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کو محبوب

دمقبول بناتا ہے تو اس کو ولایت کا عظیم منصب عطا فرماتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جاتا ہے تو اس کی دعا کو قبولیت کے شرف سے سرفراز فرماتا ہے تو ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث و فقیہ اور ولی کے فرزند تھے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بسم اللہ خوانی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ خوانی کے وقت اپنے استاذ محترم سے اس قدر اونچے سوالات کئے کہ استاذ محترم دنگ رہ گئے اور جواب نہ دے سکے تو آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت موجود تھے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوالات سن کر جوشِ محبت میں آپ کو گلے لگا لیا اور دل سے دعائیں دیں اور سارے سوالوں کا تسلی اور تشفی بخش جواب عطا فرمایا اور باتوں ہی باتوں میں اسرار و حقائق، رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب و دماغ میں بچپن ہی سے پیدا فرمادی۔ جس کا اثر بعد میں سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت اگر شریعت میں سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں۔ ملخصاً (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۸۹۔۹۰)

خوف فرمایا عالم باعمل خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم حضرت مولانا نعیم الدین صاحب صدیقی رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے

رسمِ بسم اللہ میں تھا کس قدر اونچا سوال
محوِ حیرت انجمن تھی واہ یہ نوری ذہن

درود شریف:

ناظرہ ختم کیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید کا ناظرہ ختم کیا۔

آپ کی تقریر و تعلیم: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ سال کی عمر میں ماہِ مبارک ربیع الاول شریف کی تقریر منبر پر رونق افروز ہو کر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں ذکرِ میلاد شریف پڑھا،

آپ نے اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان ومنشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکیس علوم پڑھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۱)

اعلیٰ حضرت فارغ التحصیل ہوئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر شریف میں چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء کو عالم وفاضل، مفتی ومحدث ہوکر فارغ التحصیل ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۲)

اعلیٰ حضرت کا پہلا فتویٰ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم وفاضل، مفتی ومحدث بن کر فارغ التحصیل ہوئے اسی دن مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا، والد ماجد نے ذہن نقاد وطبع وقاد دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی جلیل الشان خدمت آپ کے سپرد کردی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۳)

اعلیٰ حضرت کے استاذ طریقت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم طریقت حضرت مرشد برحق استاذ العارفین حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی۔ مرشد برحق کے وصال کے بعد بھی بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علم تقسیر وابتدائی علم جفر وغیرہ استاذ السالکین حضرت مولانا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل فرمایا۔

شرح چغمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبدالعلی رامپوری علیہ الرحمہ سے پڑھا پھر فضل ربانی وفیض نبوی نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجہ میں آپ نے کسی استاذ سے بغیر پڑھے محض خداداد بصیرت نورانی سے ۵۹ علوم وفنون پر دسترس حاصل فرمائی اوران کے شیخ وامام ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کے خزانے کو سمجھنا ہے اور تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہے تو معروف عالمِ باعمل، ولی کامل، فنافی الرضا حضرت مولانا الشاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معتبر ومستند کتاب سوانح اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کیجئے۔

اعلیٰ حضرت کی ذہانت: مولوی احسان حسین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں عربی کی ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قبلہ کا ہم سبق رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی خداداد ذہانت کا حال یہ تھا کہ استاذ سے کبھی چوتھائی کتاب سے زیادہ نہیں پڑھا، کتاب کا ایک چوتھائی حصہ استاذ سے پڑھ لینے کے بعد بقیہ پوری کتاب از خود پڑھتے اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۶)

اعلیٰ حضرت کے بچپن کے حالات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی میں تقویٰ، طہارت اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے استاذ کو سلام سکھایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کے زمانہ میں جو مولوی صاحب آپ کو پڑھایا کرتے تھے، ایک دن بچوں نے ان کو سلام کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا، جیتے رہو۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے مولوی صاحب سے فرمایا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا۔ مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو بہت دعائیں دیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۰)

اعلیٰ حضرت کا ادب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ برس ہی کی عمر میں معلوم کر لیا تھا کہ بغداد شریف کدھر ہے۔ پھر اس وقت سے دم آخر تک کبھی بھی بغداد شریف کی جانب پاؤں نہیں پھیلایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۰)

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

اعلیٰ حضرت کو مجذوب بزرگ بھی عزت دیتے تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ بریلی شریف کی ایک مسجد میں مجذوب بزرگ حضرت بشیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رہا کرتے تھے، جو شخص ان کے پاس ملنے جاتا اسے برا بھلا کہتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاقات کا شوق پیدا ہوا، ایک دن آپ ان کے پاس چلے گئے اور جا کر فرش پر (یعنی ان کے سامنے زمین پر) بیٹھ گئے، وہ مجذوب بزرگ پندرہ بیس منٹ تک تو غور سے آپ کو دیکھتے رہے اور پھر وہ مست و مجذوب بزرگ آپ سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے کہ تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں ان کا پوتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا، ''جبھی'' پھر فوراً اٹھے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں تشریف رکھئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۲۳)

حضرات! دین وسنیت کی حفاظت و پاسبانی کی جو روایات آپ کی ذات سے وابستہ ہیں ان کا آغاز بھی بچپن ہی سے ہو چکا تھا، جبھی تو ایک مست و مجذوب بزرگ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت وقدر کرتے ہوئے زمین سے اٹھا کر چارپائی کے اوپر بٹھاتے نظر آرہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور رمضان کا روزہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا زمانہ تھا، آپ کے پہلے روزے کے افطار کی تقریب بنائی جارہی تھی، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی، جس کی وجہ سے والدِ گرامی آپ کو ساتھ لے کر ایک کمرے میں تشریف لے گئے جہاں فیرنی کے پیالے چنے ہوئے تھے حضرت والد ماجد نے فرمایا: لو کھالو!

اعلیٰ حضرت نے عرض کی میرا تو روزہ ہے، کیسے کھالوں۔ والدِ محترم نے فرمایا: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، کسی کو خبر نہ ہوگی، چپکے سے کھالو! اعلیٰ حضرت جواب دیتے ہیں۔

جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، کمرہ کھول کر آپ کو باہر لے آئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۲۴)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بچپن میں معرفتِ حق تعالیٰ کی یہ شان تھی تو جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجدد کا منصب عالیہ عطا فرمایا ہوگا تو اس وقت معرفت رب تعالیٰ کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تدبیر سے پہلے
خدا بندے سے پوچھے خود بتا تیری رضا کیا ہے

اعلیٰ حضرت نے ساڑھے تین سال کی عمر میں عربی میں گفتگو کی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب عربی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے، دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ پھر اس بزرگ ہستی کو کبھی نہ دیکھا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۵)

اعلیٰ حضرت زیر بڑھتے اور استاذ زبر پڑھاتے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن کے زمانہ میں استاذ گرامی سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پڑھ رہے تھے استاذ محترم بار بار زبر پڑھاتے مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر پڑھتے تھے۔ اس وقت آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور دیکھ رہے تھے، حضرت دادا جان نے قرآن مجید دیکھا تو واقعی کاتب نے غلطی سے زیر کی بجائے زبر لکھ دی تھی۔

دادا جان نے فرمایا، جس طرح استاذ صاحب پڑھاتے تھے تم اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے، تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، میں چاہتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں جیسا استاذ محترم پڑھاتے ہیں مگر زبان پر قابو نہ تھا۔ دادا جان قطب الوقت نے فرمایا خوب! اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دیں۔ استاذ محترم نے فرمایا کہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا دراصل کاتب نے غلط لکھ دیا تھا اور خود اپنے دستِ اقدس سے تصحیح فرما دی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۴)

استاذ نے کہا: **احمد رضا تم انسان ہو یا جن۔** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد قابلیت و ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاذ سے جو سبق پڑھتے تو ایک دو بار دیکھ کر کتاب بند کر دیتے، مگر جب استاذ سبق سنتے تو لفظ بلفظ سنا دیتے۔ یہ حالت دیکھ کر استاذ سخت متعجب ہوتے۔ ایک دن استاذ معظم نے کمرہ بند کیا اور کہنے لگے کہ احمد رضا! سچ سچ بتاؤ کہ تم انسان ہو یا جنات؟ مجھ کو پڑھانے میں دیر لگتی ہے اور تمہیں یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت کو سکھایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضرت مولانا عبد العلی رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سے شرح چغمینی شروع کی تھی کہ والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس میں اپنا وقت کیوں صرف کرتے ہو۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ یہ سب (علوم) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کرم ہے۔ (یعنی مجھ کو سارے علوم سکھانے والے میرے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں)۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۷)

حضرات! یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا جواب پوری دنیا مل کر نہیں لا سکتی، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب امتی احمد رضا کو سکھایا اور پڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تعلیم دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو پڑھایا تو اللہ تعالیٰ کے پڑھائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی جواب نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سکھائے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا چودھویں صدی میں کوئی جواب نہیں ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت کے علم کی شان، بہت ہی کم لوگ ہیں جو نقش مثلّث یا مربّع مشہور قاعدہ سے بھرنا جانتے ہیں۔ پوری چال سے نقوش کی خانہ پُری کرنے پر تو شاید دو چار حضرات کو عبور حاصل ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک شاہ صاحب ملے جن کا خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم صرف مجھ کو ہے۔ دورانِ گفتگو مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ جناب نقشِ مربّع کتنے طریقہ سے بھرتے ہیں؟ شاہ صاحب نے بڑے فخر کے انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے۔ پھر ان شاہ صاحب نے مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کتنے طریقے سے بھرتے ہیں۔ مولانا بہاری خلیفہ اعلیٰ حضرت نے بتایا کہ الحمد للہ میں نقش مربّع کو گیارہ سو باون طریقے سے بھرتا ہوں۔ شاہ صاحب سن کر محو حیرت ہو گئے اور پوچھا کہ مولانا آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا ہے؟ مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور پر نور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقش مربّع کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟ مولانا بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا دو ہزار تین سو طریقے سے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۳)

والد ماجد فرماتے ہیں تم مجھے پڑھاتے ہو

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ طالب علمی میں ایک دن اصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت کا مطالعہ کر رہے تھے کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحریر کیا ہوا اعتراض و جواب نظر سے گزرا۔ اعلیٰ حضرت نے کتاب مذکور کے حاشیہ پر اپنا ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا۔ پھر جب اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لئے حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا کی نگاہ اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے حاشیہ پر پڑی تو دیکھ کر ان کو اس قدر مسرت ہوئی کہ والد ماجد اٹھے اور اعلیٰ حضرت کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرمایا: احمد رضا! تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو، بلکہ تم مجھ کو پڑھاتے ہو۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۷)

اعلیٰ حضرت کو علم لدنی تھا: وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی ریاضی کا ایک مسئلہ معلوم کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بریلی شریف تشریف لے گئے تھے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وائس چانسلر صاحب سے کہا کہ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بہت ہی با اخلاق اور منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی خاصی جانتے ہیں، باوجودیکہ کسی سے یہ علم پڑھا نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو علم لدنی تھا۔

حضرت مولانا بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وائس چانسلر صاحب کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو تھوڑی سی صحبت نصیب ہوئی تو اس کی برکت سے وائس چانسلر نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۶)

اے ایمان والو! ہم سنیوں کے امام مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم لدنی حاصل تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے دنیا، جہان کا علم رکھنے والا علیگڑھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر گناہ و خطا سے توبہ کرکے نیک و سنت والی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرات! غریب و سادہ لوگوں کو متاثر تو ہر کوئی کرسکتا ہے مگر پڑھے لکھے لوگوں کو متاثر کردینا اور وہ بھی بہت بڑی یونیورسٹی کے سب سے بڑے عہدے پر فائز رہنے والے وائس چانسلر کو اپنی نیک و پاک صحبت سے متاثر کرکے اس کی زندگی کو بدل دینا یقیناً یہ کام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے قطب الارشاد مجدد اعظم ہی کا ہو سکتا ہے ورنہ اس دور

میں اکثر و بیشتر دیکھنے میں آرہا ہے کہ بڑے گھرانے کے پیر و مرشد کہلانے والے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بڑے بڑے منصب و عہدے والوں کو متاثر کر دینا تو دور کی بات رہی بلکہ خود ان کی بگڑی ہوئی زندگی سے متاثر ہو کر دنیادار بنتے نظر آرہے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

اعلیٰ حضرت جیسا عالم دو سو سال میں نظر نہیں آیا

حقیقت یہ ہے کہ دین کے مجدد کے لئے قرآن و حدیث کے علوم میں جس قدر عبور کی ضرورت ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن و حدیث میں عبور عطا فرمایا تھا۔ الغرض اعلیٰ حضرت کا علمی پایہ اتنا بلند ہے کہ جلیل القدر علماء فرماتے تھے کہ گزشتہ دو صدی یعنی دو سو سال سنہ ۱۲۰۰ھ و سنہ ۱۳۰۰ھ کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۸)

اعلیٰ حضرت کے پڑوسی ایک حاجی صاحب کا بیان

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حاجی محمد شاہ خاں صاحب جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے کچھ فاصلے پر ان کا مکان تھا اور حاجی محمد شاہ صاحب بڑے دولت منداور زمیندار شخص تھے، حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جھاڑو لگا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے جب حاجی صاحب کو جھاڑو لگاتے ہوئے دیکھا تو ہماری غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ ایک بوڑھا دین دار اور زمیندار شخص جھاڑو لگائے اور ہم لوگ دیکھتے رہیں۔ ہم لوگوں نے چاہا کہ یہ خدمت ہم انجام دیں۔ مگر بوڑھے زمیندار حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے کہ میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں اور حاجی محمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں عمر میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا ہوں، ان کا بچپن دیکھا، جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا تب ہاتھ میں ہاتھ دیا اور مرید ہوا۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے مگر میں نے انہیں بچپن ہی سے تقویٰ، طہارت میں بے مثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۵)

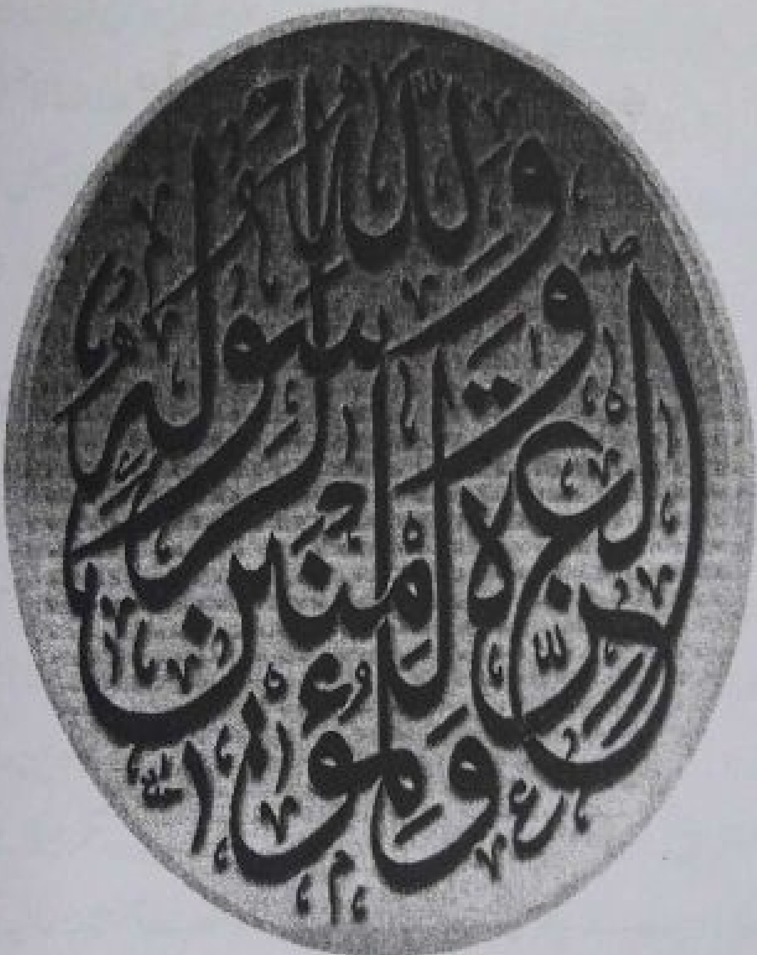
حضرات! زمانے بھر میں پیر و بزرگ بن کے پھرنا اور بات ہے، کمال تو جب ہے کہ گھر اور محلے کے لوگ پیر و بزرگ مان لیں۔ میرے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح

پوری دنیا کی محبت واحترام کی نگاہ میں پیرو بزرگ اور مجدد تھے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ گھر اور محلے والوں اور شہر والوں میں بھی پیرو بزرگ اور مجدد جانے اور مانے جاتے تھے۔

اسی لئے گھر والے اور شہر والے اور پوری دنیا والے پکارا ٹھے۔

رہبرِ راہِ شریعت سیدی احمد رضا
مرشد راہِ طریقت سیدی احمد رضا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

تیسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کی بیعت وخلافت اور احترام نسبت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

اُوْلٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸، رکوع ۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ ر جون ۱۸۵۶ء میں ہوئی اور آپ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء میں تقریباً بائیس سال کی عمر شریف میں اور آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارہرہ شریف میں حضور پرنور سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ اسی وقت مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ دونوں حضرات کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ حضور! آپ کے یہاں ایک طویل زمانہ تک بامشقت مجاہدات وریاضات کرانے کے بعد خلافت واجازت دی جاتی ہے مگر آپ نے ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت واجازت بھی عطا فرمادی تو حضرت مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں، اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ اور ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا اور پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے، ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی۔

پھر پیر ومرشد آلِ رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آلِ رسول! تو میرے لئے (دنیا سے کیا لایا ہے تو میں بارگاہِ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہوگئی کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آلِ رسول (دنیا سے) تو میرے لئے کیا لایا؟ تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۲۵۔۱۲۶)

اے ایمان والو! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے متقی و پرہیزگار، نیک وصالح اور پاک دل تھے کہ پیر ومرشد حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے اور اچھے مرید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لائق مرید تھے کہ پیر ومرشد آپ کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں۔

حضرات! اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جب آلِ رسول احمدی جیسے خدا رسیدہ پیر ومرشد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے عبقری مرید پر ناز کرتے نظر آتے ہیں تو ہم غلامانِ رضا، پیارے رضا، اچھے رضا، قادری رضا، برکاتی رضا امام احمد رضا پر کیوں نہ ناز کریں۔

اعلیٰ حضرت اور پیر کی گلی کا احترام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر ومرشد حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کس قدر ادب واحترام فرماتے رہے ہوں گے۔ آپ جب مارہرہ شریف حاضر ہوتے تو مارہرہ شریف میں جوتا چپل نہیں پہنتے تھے بلکہ آپ ننگے پیر مارہرہ شریف کی راہوں پر چلتے۔ اللہ اکبر! جب پیر ومرشد کے شہر کی گلیوں کے راہوں کے ادب کا یہ عالم تھا تو پیر ومرشد کے ادب واحترام کا کیا عالم رہا ہوگا۔ ملخصاً (ذکر رضا، ص: ۶۳)

حضرات! جب پیر ومرشد کے شہر کی گلیوں کے راستوں کا یہ ادب ہے تو جب عاشقِ مصطفیٰ، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کی گلیوں سے گزرے ہوں گے تو ادب واحترام کا کیا عالم رہا ہوگا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے
چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اعلیٰ حضرت اور پیرزادے کا احترام

(۱) شہزادۂ شاہ برکات حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۴۵)

(۲) شہزادۂ سید العلماء حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی دام ظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے، خاص مقام پر آپ کے آرام کرنے کے لئے چارپائی بچھادی گئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد اپنے مرشدان عظام کی بارگاہوں میں حاضری کے لئے چلے گئے اور جب واپس لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اس چارپائی پر حضرت سید العلماء سید آل مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر ابھی تقریباً تین سال کی تھی، خالی چارپائی دیکھ کر سو گئے اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چارپائی کے قریب شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے تھے، اتنے میں صاحب سجادہ حضرت سید مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو کیا دیکھا کہ شہزادہ سو رہا ہے اور وقت کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ادب واحترام کا مجسمہ بن کر چارپائی کے قریب شہزادہ کے روبرو کھڑے ہیں۔ حضرت سید مہدی حسن میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہزادے کو ڈانٹ کر جگانا چاہا اور کہنے لگے کہ تم سو رہے ہو اور اعلیٰ حضرت کھڑے ہیں۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور! شہزادہ کو سونے دیا جائے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اس ادب سے اللہ تعالیٰ میرے مدارج بلند فرما رہا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

حضرات! ادب واحترام کی اس شان کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی اسی لئے چودھویں صدی میں دور

دور تک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایسے باادب عاشق آل رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسا شرف و بزرگی والا بھی کوئی عالم ربانی نظر نہیں آتا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

مرشد کی نسبت کا حیرت انگیز احترام: ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سید مہدی میاں صاحب نے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے پاس خبر بھیجی کہ گھر کی رکھوالی کے لئے دو کتوں کی ضرورت ہے اور رامپور کے کتے چاہئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ بہت جلد اعلیٰ نسل کے وفادار دو کتے لے کر میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں صاحب زادوں مولانا حامد رضا حضور حجۃ الاسلام اور مولانا شاہ مصطفیٰ رضا حضور مفتیٔ اعظم ہند کو لے کر مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ میں حاضر ہوئے اور سید مہدی میاں سے کہا کہ حضور! حکم کے مطابق دو کتے حاضر ہیں۔ یہ سارا دن، گھر کا کام کاج بھی کریں گے اور رات کو گھر کی چوکیداری اور رکھوالی بھی کریں گے۔ (ذکر رضا، ص:۶۲)

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اعلیٰ حضرت اور پیر کی نسبت کا احترام

عاشق اعلیٰ حضرت، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو بیان کرتے ہوئے خود سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیر و مرشد کی نسبت و تعلق کا اس قدر ادب و احترام تھا کہ پیر و مرشد کے شہر مارہرہ شریف سے اگر نائی آ جاتا تو بہت خوش ہو کر گھر میں خبر کرتے کہ پیر و مرشد کے شہر مارہرہ شریف سے نائی شریف تشریف لائے ہیں، کھانے کا اہتمام کیا جائے اور خود کھانا لاتے اور نائی کو کھانا کھلاتے۔

حضرات! مجھے بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں پیر و مرشد کے شہر کا نائی اس قدر شریف ہے تو ان کی نگاہ میں پیر و مرشد کس قدر شریف و بزرگ ہوں گے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اعلیٰ حضرت اور تعظیم آلِ رسول: علماء فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دارالافتاء میں فتووں کو لکھتے اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہتے۔ قریب کے ایک مکان میں ایک سید صاحب اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ سید صاحب کے ایک صاحب زادے جو کمسن تھے۔ وہ سید زادے کھیلتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دارالافتاء کے سامنے آجاتے تو حضور اعلیٰ حضرت ان کم عمر سید صاحب کا ادب واحترام اس قدر کرتے کہ قلم، کاغذ رکھ دیتے اور دست بستہ آلِ رسول کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے پھر جب صاحب زادے سید صاحب خود بخود سامنے سے اِدھر اُدھر ہوجاتے تو اعلیٰ حضرت پھر قلم اٹھاتے اور لکھنے میں مشغول ہوجاتے، پھر صاحب زادے سامنے آجاتے تو عاشق صادق پھر تعظیماً کھڑے ہوجاتے۔ اس طرح متعدد بار واقعہ پیش آتا مگر چہرہٗ مبارکہ پر ناراضگی کے آثار نمودار نہیں ہوتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر ادب وتعظیم کے اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا تھا کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلِ پاک کے ایک چھوٹے سے بچے کی کس قدر تعظیم وتوقیر کرتے نظر آتے ہیں تو اب میں کہنا چاہوں گا کہ جب آل کی محبت وتعظیم کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وتعظیم کا عالم کیا ہوگا۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اور فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سادات کرام اور بزرگوں کا ادب وتعظیم کا وافر حصہ جو اعلیٰحضرت کے حصہ میں آیا ہے پوری دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا والوں کے سامنے برملا علی الاعلان آلِ رسول سادات کرام کے

شرف و بزرگی، محبت والفت، ادب وتعظیم کا خطبہ پڑھا اور اپنی کتابوں میں لکھا اور اپنے کردار وعمل سے ظاہر و ثابت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور

بے اجازت جن کے گھر جبرئیل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

(حسن رضا بریلوی)

اعلیٰ حضرت نے سادات کے احترام وادب کو بتایا

حضور سیدی شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی دام ظلہ العالی رقم طراز ہیں کہ حضور والد ماجد سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے تھے: ہم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تھا کہ مجدد کے مرتبے پر اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل میں سے کسی سید زادے کو فائز کر دیتا پھر آخر بریلی کے ایک خان زادے کو کیوں یہ منصب عطا فرمایا تب اندر سے کسی نے جواب دیا آل مصطفیٰ اگر کوئی سید مجدد کے منصب پر فائز ہوتا اور وہ اس طرح سادات کے احترام کا درس دیتا تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ سید زادہ اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے اس نے آل رسول کا ادب واحترام ایک نائب رسول کے زبان وقلم سے مشتہر کروادیا۔ اعلیٰ حضرت کا دنیا بھر کے تمام سیدوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے قول وفعل وحال کے ذریعہ دنیا والوں کو بتادیا اور سمجھا دیا کہ سیدوں کا ادب کس طرح کیا جاتا ہے۔ (پیغام رضا، جنوری ۲۰۰۵ء ص ۳۷)

اعلیٰ حضرت اور بغداد شریف کا ادب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ برس ہی کی عمر میں معلوم کرلیا تھا کہ (ہمارے مرشدِ اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہر پاک) بغداد شریف کدھر ہے پھر اس وقت سے دمِ آخر تک بغداد شریف کی جانب پیر نہیں پھیلایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۱۰)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں جب بغداد شریف کا اس قدر محبت وعقیدت اور ادب وتعظیم ہے تو کربلا شریف اور پھر مدینہ طیبہ کی عقیدت ومحبت اور ادب وتعظیم کا کیا عالم ہوگا۔

ملاحظہ فرمایئے! کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر مدینہ طیبہ کا ادب واحترام فرماتے تھے

مدینہ طیبہ کا ادب واحترام: جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے سب سے پہلے یہی پوچھتے کہ سید عالم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی حاضری دی؟ اگر وہ حاجی صاحب ہاں کہتے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ان کے قدم چوم لیتے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۱)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حاجی صاحب کا قدم اس لئے نہیں چومتے تھے کہ وہ صاحب حج کر کے آئے ہیں جو مذکورہ واقعہ میں سوال سے ظاہر ہے بلکہ آپ ان حاجی صاحب کا قدم اس لئے چوم لیا کرتے تھے کہ ان کے قدموں نے مدینہ طیبہ کی زمین کا بوسہ لیا ہے۔ تو جب مدینہ طیبہ کی زمین کا بوسہ لینے والا قدم محترم ومعظم ہو گیا، تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں مدینہ طیبہ اور پھر مدینہ والے آقا، مکین گنبد خضریٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کس قدر معظم ومحترم ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

درود شریف:

اعلیٰ حضرت حضور کے نام پاک کا نقشہ بن کر سوتے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشکلِ نام پاک "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سویا کرتے تھے۔ اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر "میم" بن جاتا اور ہاتھوں کی کہنیاں "ح" بن جاتیں اور کمر "میم" ہو جاتی اور پاؤں "دال" بن جاتے گویا نام پاک "محمد" کا نقشہ بن جاتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۲)

اعلیٰ حضرت کا ادب کتب احادیث کے ساتھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کی کتابوں پر دوسری کتاب نہ رکھتے تھے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث شریف کی کتابوں کا ایسا ادب کرتے تھے تو کلام اللہ قرآن مجید کا ادب واحترام کس شان کے ساتھ کرتے رہے ہوں گے۔

اسی ادب واحترام اور عشق ومحبت نے احمد رضا کو امام احمد رضا اور سارے حضرتوں میں اعلیٰ حضرت بنا دیا۔

خوب فرمایا ہے:

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند مولانا نعیم الدین صاحب رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے

دین حق کی خدمت واحیاء سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی کے تم
ہو امیر کارواں مقبول رب ذوالمنن

اعلیٰ حضرت کا ادب محفل میلاد میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل میلاد شریف میں شروع سے آخر تک باادب دو زانوں بیٹھے رہتے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۳)

اعلیٰ حضرت کا پہلا حج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ حج فرض ادا فرمانے کے لئے روانہ ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۶)

حضرات! علماء بیان فرماتے ہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبئی سے پانی کے جہاز میں سوار ہوئے، جہاز جانب جدہ روانہ ہوا، جہاز پانی کا سینہ چیرتے ہوئے آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ سمندر میں طغیانی کیفیت طاری ہوگئی، خطرناک سمندری طوفان پیدا ہوگیا جس نے جہاز کو اپنی چپیٹ میں لے لیا۔ جہاز کے عملہ نے اور کپتان نے جہاز کو ڈوبنے اور ہلاک ہونے سے بچانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بالآخر

جب جہاز کے بچنے کی کوئی تدبیر نہ رہی تو جہاز کے کپتان نے مجبور ہو کر اعلان کیا کہ تمام زائرین اور حجاج کرام ہوشیار آگاہ ہو جائیں اور اپنے جان و مال کی حفاظت خود کریں۔ تمام مسافر کپتان کے اس اعلان کو سن کر ہوش باختہ ہو گئے مگر کچھ لوگ باہم مشورہ کر کے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے اور جہاز کے کپتان کے ہوش ربا اعلان کو بتایا کہ سمندر میں زبردست طوفان کی وجہ سے جہاز ڈوبتا جا رہا ہے، آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معجزہ احمد رضا، قطب الاقطاب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت احمد رضا، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا احمد رضا، خاندان برکات کا چشم و چراغ احمد رضا، اہل سنت کا امام احمد رضا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی اطمینان و یقین کے ساتھ ارشاد فرمایا: آپ حضرات مکمل اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھئے اور ذکر و درود شریف کثرت سے پڑھتے رہئے، انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارا جہاز خیر و سلامتی کے ساتھ جدہ پہنچے گا، طوفان کی کیا مجال جو جہاز کو ڈبو دے اس لئے کہ میں نے اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا پڑھ لی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پھر جہاز میں سوار ہوا ہوں۔

یاد رکھو! کہ چاند و سورج کا نکلنا ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، ہواؤں کا رخ بدل سکتا ہے اور اندھیرا اجالے میں اور اجالا اندھیرے میں اور عالم کا نظام بدل سکتا ہے لیکن مختار دو عالم رسول بحر و بر کا فرمان نہیں بدل سکتا۔

مگر کپتان کی جانب سے بار بار اعلان کیا جا رہا ہے کہ جہاز ڈوبتا جا رہا ہے تمام مسافر اپنے جان و مال کی خود حفاظت کریں۔

اب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاز کی چھت پر تشریف لے گئے اور مدینہ طیبہ کی جانب رخ کر کے باادب کھڑے ہو گئے اور نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرنے لگے، اے ہمارے پیارے آقا مشکل کشا، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیم کی ہوئی دعا پڑھکر جہاز کی سواری کی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد و فرمان پر ہی اعتماد کرتے ہوئے لوگوں کو اطمینان و یقین دلا دیا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ جہاز ڈوبتا جا رہا ہے پھر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں مکمل اذعان و یقین کے ساتھ فریاد کرتے ہیں کہ۔

آنے دو یا ڈبو دو، اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی، لنگر اٹھا دیئے ہیں

اب یہ حال تھا کہ جہاز بھنور سے نکل کر طوفان کے نرغہ سے آزاد ہو چکا تھا، کچھ دنوں کے بعد جہاز خیر و سلامتی کے ساتھ جدہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالیتا ہے اور جان و مال کو سلامتی نصیب فرمادیتا ہے۔ اس لئے ہم کو بھی چاہئے کہ ہر موقعہ کی دعاؤں کو پڑھا کریں تاکہ اس کی برکت سے جان بھی محفوظ رہے اور مال بھی سلامت رہے اور نیکی و ثواب بھی حاصل ہوتا رہے۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

درود شریف:

نور خدا، اعلیٰ حضرت کی پیشانی میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حج میں ایک دن مقام ابراہیم پر نماز پڑھی، امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو خدا رسیدہ بزرگ تھے) نے جب آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور بہت دیر تک آپ کی پیشانی مقدس پر نگاہ جمائے دیکھتے رہے پھر انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ ۔ یعنی بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۶)

اعلیٰ حضرت کا دوسرا حج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرا حج ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں ادا فرمایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۲۶)

حضرات! دوسرے حج کا واقعہ حضرت مولانا سید ظفر الدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا

کہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب اور اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب اور اعلیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ یہ سب حضرات حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت جھانسی تک ان سب کو پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ان حضرات کو جھانسی میں ٹرین پر سوار کر دیا ممبئی جانے کے لئے۔ یہ سب حضرات ممبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت تک اعلیٰ حضرت کا ارادہ حج وزیارت کے سفر کے لئے بالکل نہ تھا کہ حج فرض ادا ہو چکا ہے، زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نعت کے اشعار یاد آ گئے کہ۔

گزرے جس راہ سے وہ سیدے والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

وائے محرومی قسمت کہ میں پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہ زوّار مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا کہ دل بے چین ہو گیا اور فرمایا۔

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

اور فرماتے ہیں

لے رضا سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

دل ودماغ سب مدینہ طیبہ پہنچ چکے تھے طوافِ گنبدِ خضریٰ میں مشغول تھے۔

فرماتے ہیں:

جان و دل ہوش وخرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

بس اسی وقت حج وزیارت بلکہ خاص زیارت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مصمم ارادہ فرما لیا اور بریلی شریف تشریف لا کر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر سامان سفر مکمل فرمایا اور ممبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور حسنِ اتفاق کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا، سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے۔

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر مبارک خالص دربار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری کے لئے تھا، حج بیت اللہ طفیل میں کیا، اصل مقصد زیارت وحاضری دربار اقدس وانور تھا۔

اسی کو اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف پہنچ کر ادائے حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے، ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت، ص: ۴۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار عالم بیداری میں کیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ روضۂ اقدس وانور پر حاضر ہوئے شوق دیدار میں مزار نور کے مواجہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا۔ (یعنی زیارت نصیب نہ ہوئی) تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک نعت لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

پھر اس نعت کے مقطع میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے کریم ورحیم نبی اور جواد و فیاض رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سخاوت ورحمت پر ناز اور اپنی بے بسی اور بے کسی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اپنے مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مواجہ شریف میں یہ نعت عرض کی اور مؤدب منتظر بیٹھ گئے قسمت جاگی، حجاب اٹھا اور عالم بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۹۴)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں تو بار بار زیارت جمال انور سے شرف یاب ہوئے مگر اس بار خاص روضۂ مقدسہ کے حضور عالم بیداری میں دیدار سے سرفراز ہوئے ہیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال عشق کو ظاہر کرتی نظر آتی ہے اور ان کی مقبولیت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

حضرات! یہ انعام واکرام مشفق ومہربان نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے وہ اعزاز ہے جو بڑے ناز کے پالوں کو ہی میسر آتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ پچھتر مرتبہ عالم بیداری میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۱۴۱)

اعلیٰ حضرت علمائے مدینہ کے جھرمٹ میں

مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری سے پہلے ہی آپ کے علم وفضل کا شہرہ اور آپ کے سچے عشق کا چرچا پہنچ چکا تھا۔ مدینہ طیبہ کے علماء اس عاشق رسول، نائب نبی کی ملاقات وزیارت کے لئے بے قرار ہو کر آپ کی آمد کا سختی سے انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، اطراف وآفاق سے علماء آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، کوئی بات نہیں پوچھتا لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہونچنے سے پہلے ہی علماء اور اہل بازار تک، آپ کی زیارت وملاقات کے مشتاق تھے چنانچہ جب مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے شام تک آپ کے پاس علمائے مدینہ کا ہجوم رہتا تھا۔ ملاقات وزیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی، یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں اعلیٰ حضرت سے ملنا ہوتا تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا۔ مکہ معظمہ کے علمائے کرام کی طرح مدینہ طیبہ کے علمائے عظام نے بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کیں اور یہ سلسلہ

مدینہ طیبہ سے واپسی تک قائم رہا یہاں تک کہ روانگی کے دن جب قافلہ کے اونٹ آ گئے اور اس پر سوار ہونے کی تیاری ہو چکی اس وقت تک علمائے کرام آپ سے اجازت نامے لکھواتے رہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۱۶)

مدینہ طیبہ کے مشہور عالم دین شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے کمال عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ اعلیٰ حضرت کو یا سیدی کہہ کر پکارتے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص۳۱۷)

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصب ورفعت سے جس قدر علمائے مکہ ومدینہ واقف ہوئے اس قدر خود ہندوستان کے حضرات بھی واقف نہیں ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کا جیسا اعزاز واکرام ہوا اور جس طرح مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے اکابر حضرات نے آپ کی بلند وبالا شان وعظمت کے سامنے سر نیاز خم کیا اس کا کچھ اندازہ اس نورانی واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ آگے آنے والے بیان میں ملاحظہ فرمائیے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


إن هذا القرآن يهدي للتي هي أقوم ويبشر المؤمنين
١٤٠٩

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

چوتھا جمعہ..پہلا بیان

عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

سنّیت کی شناخت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸، رکوع ۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اپنی تصنیف سفرنامہ حرمین، ص:۶۶ میں رقم طراز ہیں کہ ہم لوگ ایک ساتھ وفد کی شکل میں علمائے حرم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، ہمارے ساتھیوں کی ملاقات سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی جو نہایت ہی معمر بزرگ ہیں تقریباً تیس سال ممبئی میں رہ چکے ہیں، اب آخری عمر میں پھر مکہ شریف کی سکونت اختیار فرمائی ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا کہ بلاد عرب میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ڈنکا بج رہا ہے اور علمائے حرمین طیبین اعلیٰ حضرت سے جس قدر واقف ہیں ہندوستان کے لوگ اس قدر واقف نہیں ہیں۔ حضرت علامہ سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم لوگوں کو بطور امتحان حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس بھیجا جو اس وقت مکہ شریف کے قاضی القضاۃ ہیں ان کے والد محترم اعلیٰ حضرت کے ہم عصر دوست تھے۔ حضرت علامہ سعد اللہ مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے ملاقات کے بعد صرف اتنا کہئے گا کہ۔

نَحْنُ تَلَامِیْذُ تَلَامِیْذِ اَعْلٰی حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ رَضَا خَانْ بَرَیْلَوِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه

پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے گا کہ اعلیٰ حضرت کے علم وفضل کا سکہ علمائے حرم پر کس قدر بیٹھا ہوا ہے اور علمائے حرم کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کا کتنا احترام ووقار ہے۔ بہر کیف ہم لوگ حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی مدظلہ العالی کے دیردولت پر حاضر ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد ایک حسین وجمیل بزرگ تشریف لائے جن کی صورت سے نور سیادت کی شعائیں نکل رہی تھیں، سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے۔ حضرت مولانا نے حاضرین کو السلام علیکم کہا اور سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور پھر ہر شخص مصافحہ ودست بوسی کرنے لگا۔ حضرت مولانا نے ہر شخص سے خیریت پوچھی پھر نہایت ہی شیریں اور ٹھنڈا شربت حاضرین کو پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا نے ہر شخص کا مقصدِ حاضری دریافت فرمایا اور حاجت روائی فرمائی۔ جب ہم لوگوں کی باری آئی تو ہم لوگوں نے وہی جملہ دہرایا۔ نَحْنُ تَلَامِیْذُ تَلَامِیْذِ اَعْلٰی حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ رَضَا خَانُ فَاضِلِ بَرَیْلَوِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ۔ یعنی ہم لوگ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کے شاگردوں کے شاگر ہیں۔ اتنا سنتے ہی حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی سروقد اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور فرداً فرداً ہم لوگوں سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور بیحد تعظیم کی۔ پھر دوبارہ شربت وقہوہ پیش ہوا اور انہوں نے اپنی پوری توجہ ہم لوگوں کی جانب مبذول فرمادی۔ ایک آہ سرد بھر کر فرمایا سیدی علامہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نَحْنُ نَعْرِفُہٗ بِتَصْنِیْفَاتِہٖ وَتَالِیْفَاتِہٖ حُبُّہٗ عَلَامَۃُ السُّنَّۃِ وَبُغْضُہٗ عَلَامَۃُ الْبِدْعَۃِ۔

یعنی ہم حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کو ان کی تصنیفات وتالیفات سے پہچانتے ہیں، ان کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدمذہبی کی پہچان ہے۔

اس مجلس میں بڑے بڑے رؤسائے مکہ جلوہ افروز تھے اور حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی کی اس خصوصی شفقت والتفات کو دیکھ کر دم بخود تھے۔ تمام لوگوں سے حضرت مولانا موصوف نے ہم لوگوں کا تعارف کرایا اور بار بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۲۱)

حضرات! حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی معمولی اور ہندوستانی عالم نہیں بلکہ آل نبی، اولاد علی، سید السادات اور مکہ معظّمہ کے قاضی القضاۃ ہیں۔ وہ آل نبی اور اولاد علی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض وعداوت بد مذہبی اور گمراہی کی پہچان ہے۔ اب اگر کچھ مولوی یا پیر یا فلاں فلاں کہلانے والے یہ کہیں کہ ہم سنی ہیں، ہماری سنیت کی پہچان کے لئے اعلیٰ حضرت کی محبت کی ضرورت نہیں تو ہم غلامان رضا حضرت سید محمد علوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی

میں یہ فیصلہ دیں گے کہ آپ مولوی ہیں ہوا کریں، آپ پیر صاحب ہیں ہوا کریں، آپ فلاں، فلاں ہیں ہوا کریں۔ ہم سنیوں کو آپ کی ضرورت نہیں، ہماری سنیت تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرہونِ منت ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

درود شریف:

اعلیٰ حضرت کا قیام مدینہ طیبہ میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام شہر پاک مدینہ طیبہ میں اکتیس دن تک رہا اس درمیان میں آپ ایک مرتبہ مسجد قبا شریف کو گئے اور ایک بار میدان احد میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے باقی ایام سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری میں گزارا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۱۹)

عشق سراپا، احمد رضا: جب بندہ عاشق صادق ہوتا ہے تو اس کا قلب وجگر محبوب کی نسبت وتعلق رکھنے والی ہر چیز کی تعظیم وتوقیر کے لئے بے قرار نظر آنے لگتا ہے۔

دیکھئے صحابۂ کرام کے عشق کا کیا عالم تھا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آب وضو کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح ٹوٹے پڑتے تھے کہ جیسے جنگ ہو جائے گی۔ موئے مبارک کو جان سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے کہ عین جنگ کے وقت وہ ٹوپی گر گئی جس میں موئے مبارک سلے ہوئے تھے تو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اس کے حصول میں لگ جاتے اور جب تک حاصل نہ ہو جائے سکون وقرار نہ لیں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت وتعظیم کے پیش نظر شہر پاک، مدینہ طیبہ میں کبھی سواری نہ کی اور نہ ہی پوری زندگی بول وبراز فرمایا، اس کے لئے انہیں کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی بس یہی دلیل کافی تھی کہ خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس محبت وتعظیم سے منع نہیں فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہرِ پاک، مدینہ طیبہ میں حاضریٔ دربارِ نور اس طرح سکھاتے نظر آتے ہیں:

جب حرم محترم، مدینہ میں داخل ہو، حسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے، روتا، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے چلے، ہو سکے تو برہنا پاؤں یعنی ننگے پیر بہتر۔ (انوار البشارہ)

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کر چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

صحابۂ کرام کے مقدس قلوب میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس قدر محبت وعظمت تھی کی جانور کو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سجدہ کرتے دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔عرض کیا، آقا! جانور تو آپ کو سجدہ کریں اور ہم محروم رہیں کیا ہمیں اجازت نہ ہوگی؟ ارشاد ہوا میری شریعت میں غیر خدا کا سجدہ روا نہیں۔اگر ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ملخصا (الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ)

کبھی کبھی امام احمد رضا پر بھی صحابۂ کرام جیسی کیفیت عشق طاری ہوتی ہے لیکن شریعت کا پاس ولحاظ اس قدر ہے کہ فرماتے ہیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

نہ ہو آقا کو سجدہ، آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

عشق کا تقاضا اور بڑھتا ہے تو یوں تسلی دے لیتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا ہو وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کی تڑپ ہمیں ان کے مقام عشق کا پتہ دیتی ہے۔اسی لئے تو فرماتے ہیں:

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

درود شریف:

اعلیٰ حضرت سے عشق رسول ملا: کہاں ہیں عاشقان مصطفیٰ جو پہاڑوں کی کھوہ اور سمندروں کے ٹاپو میں اور کالجوں، اسکولوں اور ماہناموں کے پرچوں میں منزل عشق کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ آئیں اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عشق ومحبت کا درس حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کو عشق ومحبت کا مجسمہ بنایا تھا، آپ کے سوزشِ عشق کی گرمی جس طالب پر پڑ جاتی اس کا دل محبت رسول کا مدینہ بن جاتا۔ استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ ان کے شاگرد حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ

حضرت! آپ تو مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادابادی علیہ الرحمہ سے مرید ہیں لیکن آپ کو جتنی محبت و عقیدت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، اتنی اور کسی سے نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی یاد، ان کا تذکرہ، ان کے علم وفضل کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق صاحب محشی بخاری شریف سے پائی۔ سب سے بڑی نعمت وہ بیعت نہیں ہے جو مجھے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے حاصل ہوئی بلکہ سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑی نعمت وہ ایمان ہے جس کو میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا، میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کے بسانے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں اس لئے ان کے تذکرہ سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، میں ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعلِ ہدایت جانتا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۲۵)

حضرات! خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی معمولی عالم اور محدث نہ تھے بلکہ اپنے دور کے امام المحدثین تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو عشق رسول کی سرمدی نعمت اور ابدی دولت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہوئی اس لئے ان کا تذکرہ ہمیشہ ہماری زبان پر رہتا ہے۔ اور کیوں نہ ان کا تذکرہ کروں کہ ان کے ذکر سے قلب وروح کو سکون وقرار میسر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت سے ایمان کی مضبوطی ملی

حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور فرماتے ہیں کہ۔ صدرالافاضل حضرت مولانا سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے لوگوں کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے مختلف قسم کی دولتیں نصیب ہوئیں۔

لیکن! مجھے سب سے بڑی دولت ایمان کی اگر کہیں سے نصیب ہوئی تو وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دربار گرامی ہے۔ (پاسبان الہ آباد نومبر ۱۹۵۵ء ص:۱۸، بحوالہ کتاب العقائد، ص:۵)

حضرات! مشائخ مارہرہ شریف خاص کر حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی اور حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کثرت سے اپنی محفلوں اور گھر والوں میں کیا کرتے تھے۔ یہ وطیرہ اور طریقہ عشق ومحبت میں سرشار، سرمستوں کا تھا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

اعلیٰ حضرت آٹھ دس گھنٹے میں حافظ قرآن ہو گئے

حامی سنت، قاطع وہابیت ونجدیت، مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا مفتی شاہ حشمت علی قادری رضوی پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان ۱۳۲۷ھ کا اپنا عینی مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے لاعلمی میں اعلیٰ حضرت کو خط لکھا اور لاعلمی میں حافظ لکھ دیا۔ اعلیٰ حضرت نے خط پڑھا، تو اپنے، القاب کے ساتھ حافظ ملاحظہ فرمایا، خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور رونے لگے اور فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے: يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا ط (پ۴، رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو۔ (کنز الایمان)

اس واقعہ کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید حفظ کرنے کا پختہ ارادہ فرمالیا۔

(یوں تو اعلیٰ حضرت کو قرآن مجید کا اکثر وبیشتر حصہ زبانی یاد تھا)

اور روزانہ عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیتا پھر آپ اس کو سنا دیتے ۲۹ شعبان کے بعد سے شروع کیا اور ستائیس رمضان شریف تک پورا قرآن حفظ کرلیا اور تراویح میں سنا بھی دیا۔ (ترجمان اہل سنت پیلی بھیت)

حضرات! اسی طرح کی عبارت خلیفۂ اعلیٰ حضرت سید ظفر الدین بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۶ پر لکھا ہے۔

اور عاشق اعلیٰ حضرت ولی کامل حضرت مولانا مفتی شاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۲۷ پر رقم فرمایا ہے۔

حضرات! شیر بیشۂ اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم دید واقعہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا کے وضو کرنے کے بعد سے عشا کی جماعت کے قائم ہونے کے درمیان قرآن مجید حفظ کیا کرتے تھے جو تقریباً زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ کا وقت ہوتا ہوگا۔ تو ۲۹ شعبان سے ۲۷ رمضان شریف تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں، حساب لگا لیجئے۔ یہی تقریباً آٹھ دس گھنٹے ہوتے ہیں۔

گویا! اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل تقریباً آٹھ دس گھنٹے میں پورا قرآن مجید حفظ کرلیا اور حافظ قرآن ہو گئے اور خط لکھنے والے کی بات بھی سچی ثابت ہو کر رہی۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۝

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرات! سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر خدمت دین وشریعت میں مشغول رہتے، رات میں عبادت بھی کرتے مگر رات کے کچھ حصہ میں آرام بھی کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے انہیں دیکھ کر کسی نے کہہ دیا کہ یہ وہ (بزرگ) ہیں جو رات بھر عبادت میں گزارتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت سے پوری رات عبادت اور شب بیداری اختیار کرلی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

حضرات! حضرت امام اعظم کے واقعہ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت کے حافظ ہونے کے واقعہ میں کس قدر مماثلت اور یگانگت ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کی زندگی کے تمام واقعات کسی نہ کسی بزرگ کی یاد تازہ کرتے نظر آتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے معمولات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی کی آخری سانس تک شریعت وسنت کے پابند رہے۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جمعہ اور منگل کے دن غسل فرماتے اور لباس تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ ہاں عیدین کے دن کسی اور روز آجاتے تو اس دن بھی غسل فرما کر لباس تبدیل فرماتے۔

(۱) اسی طرح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتہ میں دو مرتبہ جمعہ اور منگل کے دن غسل فرما کر لباس تبدیل فرمایا

کرتے تھے۔ ہاں اگر عیدین یا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف کا دن کسی اور روز پڑتا تو اس دن بھی غسل فرما کر لباس تبدیل فرماتے۔

(۲) ہنسنے میں کبھی ٹھٹھا نہ لگاتے۔

(۳) جماہی آنے کے وقت دانتوں میں انگلی دبا لیتے جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔

(۴) بال بنواتے وقت اپنا کنگھا اور آئینہ استعمال فرماتے۔

(۵) اکثر وضو مکان ہی سے کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔

(۶) آپ کے وضو کے لئے دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔

(۷) نماز سے فارغ ہو کر مکان تشریف لے جایا کرتے لیکن عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چار پائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں بچھا دی جاتیں اور عام ملاقات ہوتی۔ یہ سلسلہ نماز مغرب تک جاری رہتا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۲)

حضرات! میرے آقائے نعمت و دولت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیس گھنٹے میں تقریباً تین گھنٹہ سویا کرتے تھے، باقی اوقات تصنیف و تالیف، کتب بینی، فتویٰ نویسی اور اوراد و اشغال کے لئے مخصوص تھے۔ عام ملاقات کے لئے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت مقرر تھا۔ ہر امیر و غریب، ادنیٰ و اعلیٰ سے ملاقات فرماتے، حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرماتے۔ مگر اب شیخ محترم، پیر مغاں کے حالات دیگر ہیں، امیر و رئیس اور دولت مند کے لئے وقت ہی وقت ہے مگر غریب و مفلس نادار مسلمان کے لئے ڈانٹ و پھٹکار، کہ وقت نہیں دیکھتے؟ جب بجھ میں آئے آجاتے ہو؟ کل آنا، پرسوں آنا، پھر ملیں گے۔

ارے شیخ محترم، پیر صاحب! کچھ تو خیال کیجئے کہ غریبوں سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کس قدر پیار و محبت فرمایا ہے۔ جن کے نام کا کھاتے ہو ان کی سنت کا کچھ تو خیال کرو۔

اعلیٰ حضرت کا نماز با جماعت کا اہتمام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ نماز با جماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا فرمایا کرتے، ہمیشہ عمامہ کے ساتھ نماز ادا فرمایا کرتے تھے کبھی بھی صرف ٹوپی کے ساتھ نماز ادا نہ کیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۲)

اعلیٰ حضرت عامل سنت تھے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض وواجب اور سنت مؤکدہ اور مستحبات کے سخت پابند تھے اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ جان ایمان، میرے کریم ورحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فلاں کام انجام دیا ہے تو اس سنت وعادت پر بھی عمل کے لئے بے قرار ہو جاتے اور اس وقت تک روح وقلب کو سکون میسر نہ آتا جب تک اس سنت پر عمل نہ فرما لیتے۔ ہدایت ونصیحت سے لبریز محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت پر عمل کا نورانی واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ دو حضرات کے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کے کندھوں کے سہارے نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے ہیں حاضرین بارگاہ میں علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور مریدین و خدام سب کے سب اس حیرت انگیز واقعہ کو دیکھ کر حیران و پریشان کہ اعلیٰ حضرت نحیف و کمزور بھی نہیں ہیں اور نہ علیل و بیمار ہیں، پھر اعلیٰ حضرت دو حضرات کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کیوں تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں حاضر ہوئے، نماز باجماعت ادا فرمائی اور بغیر سہارے کے دولت کدہ پر تشریف لائے، حاضرین بارگاہ جواب کے منتظر تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو حضرات کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کیوں تشریف لے گئے۔

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی

عامل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے مشفق ومہربان رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دو صحابی کے کندھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر نماز کے لئے مسجد شریف میں تشریف لائے احمد رضا نے سوچا کہ اگر موت آ گئی تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک سنت پر عمل باقی رہ جائے گا۔ اس لئے بغیر کسی عذر کے میں دو حضرات کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے سہارے سے نماز کے لئے مسجد حاضر ہوا تا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس سنت وادا پر بھی عمل ہو جائے۔

حضرات! شاہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ عمل ثابت ہو گیا تھا تو عاشق مصطفیٰ، عبد المصطفیٰ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سنت کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ احمد رضا کا جب اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیر مؤکدہ سنت پر عمل کا یہ عالم ہے تو فرض وواجب اور سنت مؤکدہ پر عمل کا کیا عالم ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے بیماری میں بھی نماز با جماعت کو ترک نہ کیا

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی مہینوں سے علیل تھے اور مرض اس قدر شدید تھا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں، شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز با جماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد تک پہنچاتے اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نماز با جماعت ادا کرتے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۶)

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت علیل ہیں، مسجد میں کوئی لے جانے والا نہ تھا، جماعت کا وقت ہو گیا، طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے اور نماز با جماعت ادا کی۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۶)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہی اعلیٰ حضرت اور مجدد اعظم نہیں ہو گئے تھے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانا خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

اے اعلیٰ حضرت کے ماننے والو! غور کرو! اور سوچو! کہ ہماری نمازوں کا کیا حال ہے؟ نماز با جماعت مسجد میں ادا کرنا تو کجا اپنے گھر میں تنہا نماز نہیں ادا کرتے۔ اعلیٰ حضرت کے واقعہ سے ہم کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت بزرگوں کی بارگاہ کے مؤدب تھے

باادب بانصیب۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے سبق ملتا ہے کہ بزرگان دین کی تعظیم وتوقیر اور علمائے کرام کا ادب واحترام ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ اعلیٰ حضرت جب علامہ شامی اور محقق علی الاطلاق جیسے بزرگوں کی باتوں پر کلام کرتے ہیں تو ادب وتعظیم اور تواضع وخاکساری کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک جگہ ردالمحتار میں علامہ شامی نے فرمایا اس اعتراض کا حل (یعنی جواب) ہماری سمجھ میں نہ آیا۔ مگر اسی اعتراض کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا حل یعنی جواب مل گیا۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جد المستار میں لکھتے ہیں وَظَهَرَ لَنَا بِبَرَكَةِ خِدْمَةِ كَلِمَاتِكُمْ یعنی اے ہمارے بزرگ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے کلمات پر (یعنی آپ کی باتوں) پر کام کرنے کی برکت سے ہمیں (اس اعتراض کا حل و جواب) سمجھ میں آ گیا۔ ملخصا (امام احمد رضا اور تصوف،۶۱)

حضرات! آج کل مغربی تہذیب میں پرورش پانے والے، دل دنیا کو دینے والے، کچھ یہاں کے اور اکثر باہری دنیا میں جا کر آنے والے، بے ادب و گستاخ ہو کر اکابر، بزرگانِ دین پر حرف گیری اور ان کے فرمودات پر اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ بے ادبی اور گستاخی کا حال ان لوگوں کا ہے جنہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علوم کا پچاسواں حصہ بھی نصیب نہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر باادب تھے۔

شہزادۂ شاہ برکات حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب، سجادہ نشیں سرکار کلاں مارہرہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ میں بریلی شریف حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کھانا لاتے اور خود ہی میرا ہاتھ دھلاتے، ہاتھ دھلاتے وقت دیکھا کہ میرے ہاتھ کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی ہے (یعنی میں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی ادب سے عرض کیا کہ حضور مجھے انگوٹھی عنایت فرما دیں۔ حضرت سید مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً انگوٹھی اتار کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی اور بریلی شریف سے بمبئی تشریف لے گئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کی انگوٹھی کو مارہرہ شریف میں حضرت سید شاہ مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی فاطمہ کے پاس بھیج دی اور ایک خط بھی ساتھ میں بھیجا جس میں لکھا تھا کہ شاہزادی صاحبہ یہ سونے کی انگوٹھی آپ کے لئے ہیں (عورتوں کے لئے سونا حلال ہے اور مردوں کے لئے نہیں) جب سید مہدی میاں صاحب بمبئی سے مارہرہ شریف واپس تشریف لائے تو شہزادی فاطمہ نے بتایا کہ بریلی شریف سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سونے کی انگوٹھی بھیجی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ شہزادی صاحبہ یہ سونے کی انگوٹھی آپ کے لئے ہے۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت سید مہدی حسن میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی! اعلیٰ حضرت نے انگوٹھی بھیج کر دین و شریعت کا مسئلہ سمجھایا ہے۔ ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۰۹)

حضرات! کچھ لوگ خاندانی بے باک اور بے ادب ہوتے ہیں پہلے ان کے باپ دادا نے اذان ثانی کے مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا مقابلہ کیا اور عامل شریعت و سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کے اس

قدر بے ادب ہوئے کہ مقدمہ قائم کر دیا۔ مخالف دنیا کی جھوٹی کچہری میں گئے اور اعلیٰ حضرت اپنے مرشدِ اعظم قطب الاقطاب شیخ عبدالقادری جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی سرکار میں حاضر ہوئے۔ الحاصل جو جہاں کے تھے وہاں گئے۔ جو جس کا تھا اس سے مدد مانگا۔

اعلیٰ حضرت بغداد والے سرکار کے مرید و ملازم تھے اس لئے عالم تصور میں بغداد حاضر ہوئے اور اپنی بے کسی و بے بسی اور لاچاری و مجبوری کی فریاد بے کسوں کے کس، بے بسوں کے بس اور لاچاروں کے چارہ گر، مجبوروں کے فریادرس اور کمزوروں کی ہمت و قوت، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث

دوہائی یا محی الدین دوہائی
بلا اسلام پرنازل ہے یا غوث

ترا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت
نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث

عدو بد دین مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث

عطائیں مقتدر، غفار کی ہیں
عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث

دیا مجھ کونہیں محروم چھوڑا
میرا کیا جرم، حق فاصل ہے یا غوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث

درود شریف:

حضرات! بغداد شریف سے عنایت کی نظر اٹھی، مجدد دین وملت حامی شریعت وسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فائز المرام اور کامیاب وکامراں ہوئے، تجدید سنت کی تاثیر پوری دنیا میں ظاہر ہوئی، دنیا کی اکثر مساجد میں اذان ثانی سنت کے مطابق ہونے لگی۔ مولانا احمد رضا، امام احمد رضا، مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، معجزہ نبی، چشم وچراغ خاندان برکات بن کر چمکے، چمک رہے ہیں اور چمکتے رہیں گے اور مخالف خائب وخاسر تھے اور رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

حضرات! آج بھی اس ذہنیت کے حامل کچھ مولانا، مولوی کہلانے والے مغربی دنیا کو دل کا سودا کر کے آنے والے اپنے باپ دادا کا بدلا لینا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ باپ دادا کی روش کے خلاف اعلیٰ حضرت پر اعتراض و سوال کرتے نظر آرہے ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے دین وسنیت کا دودھ پینے والے اعلیٰ حضرت کے ہزاروں لاکھوں روحانی بیٹے علم وحکمت کی نعمت ودولت سے مالا مال پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اعلیٰ حضرت نے جو دودھ پلایا تھا وقت آنے پر اس دودھ کا حق ادا کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سارے علماء اور مدارس محسوس کر رہے ہیں کہ یہ غلط اور فاسد تحریریں اور باتیں کیوں پیش کی جارہی ہیں اور پس پردہ ان تحریروں اور باتوں کے راز کیا ہیں۔ ہوش کے ناخن لو، متکبر اور گھمنڈی مت بنو، ہدایت کا راستہ لو، مسلک اعلیٰ حضرت کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لو، یاد رکھو! کل کے مخالف بڑی شان وشوکت اثر ورسوخ، پیری، مریدی والے تھے مگر گمنامی کی تاریک دنیا میں گم ہو گئے، تاریخ معاف نہیں کرتی، تاریخ میں ان کا نام اس طرح ملتا ہے کہ یہ لوگ سنت کا مقابلہ کرنے والے بلکہ سنت کو بدلنے والے تھے، تو تمہیں بھی تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ حق پر رہو، حق کی حمایت کرو، یہی مومن کی شان اور پہچان ہے۔

آج پوری دنیا میں مومنوں سنیوں کے نزدیک سکۂ رائج الوقت کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت کی ذات ہے۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

اعلیٰ حضرت کا خلوص

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہدایت دی اور میں کسی کی تعریف پر نہ خوش ہوتا ہوں اور نہ ہی اتراتا ہوں اور جو لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں ان کی برائی سے میں پریشان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے کرم سے اس نا قابل احمد رضا کو اس قابل کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و بزرگی، حمایت و تائید کا پرچم لہراتا رہے۔ اس خدمت عالیہ پر اگر کوئی مجھے گالی دے تو احمد رضا گالیاں کھاتا رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کے پہرا دینے والے کتوں میں اس کا نام و چہرہ رکھا جائے۔ (خلاصہ فوائد فتوی، ص:۴۹)

میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرہ تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید، جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

اعلیٰ حضرت کا پیغام دین کے خادموں کے نام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک مرید حاضر تھے، گالیوں سے بھرا خط دیکھ کر غصے میں آ گئے، عرض کیا کہ یہ شخص میرے قریب کا رہنے والا ہے، اس پر مقدمہ دائر کر کے اس کو سزا دلائی جائے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے تعریفی خطوط لا کر سامنے رکھ دیئے وہ پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، پہلے ان تعریف کرنے والوں کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیجئے پھر گالی دینے والے کو سزا دلائیے اور جب محب کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی بھی فکر نہ کیجئے۔ ملخصاً

(امام احمد رضا اور تصوف، ص:۴۳)

حضرات! یہ تھا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلوص اور دین کے خادموں کے نام پیغام کہ دین وسنیت کا کام کرتے چلے جاؤ، تعریف سے خوش نہ ہونا اور برائی سے پریشان نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثابت قدم فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اعلیٰ حضرت کا اخلاص

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور مٹھائی سے بھری ہانڈی پیش کی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کس لئے آنا ہوا۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ سلام کرنے، حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا کوئی ضرورت ہے؟ ان صاحب نے کہا کہ بس یوں ہی ملاقات کے لئے آ گیا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ آپ کے آنے کا کوئی مقصد ہے، اگر کوئی غرض ہے تو کہئے؟ وہ صاحب بولے کوئی غرض نہیں بس زیارت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ تین مرتبہ پوچھنے کے بعد اب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹھائی کی ہانڈی کو گھر کے اندر بھیج دیا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ صاحب بولے کہ حضور ایک تعویذ دے دیجئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعویذ لکھ کر دیا اور گھر کے اندر سے مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر ان صاحب کو واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے یہاں تعویذ بیچی نہیں جاتی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۹)

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوص کے پیکر تھے

واقعہ کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے۔

صوبہ گجرات کے شہر دھورا سے آپ کے کچھ میمن مریدین بریلی شریف حاضر ہوئے اور اپنے شہر دھورا چلنے کے لئے اپنے پیر و مرشد کو اصرار کرنے لگے، بڑی منت و سماجت کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھورا جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ تانگا لایا گیا، سامان سفر اس پر رکھا گیا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھورا جانے کے لئے تانگے پر سوار ہو گئے، تانگا چند قدم ہی چلا ہو گا کہ دھورا کے میمن مریدوں نے خوشی میں سرشار مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے کہ حضور! آپ اپنے دولت مند مریدوں میں تشریف لے جا رہے ہیں، اس قدر نذرانہ پیش ہو گا کہ حضور کی لکھی ہوئی تمام کتابیں چھپ جائیں گی۔ روپیہ اور دولت کا ذکر آتے ہی پیکر خلوص اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تانگا روک دیا جائے اور سامان تانگے سے اتار لیا جائے۔ اس لئے کہ سفر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے بہت منت و

سماجت کیا لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کے لئے تیار نہ ہوئے اور فرمایا کہ احمد رضا دولت و روپیہ اور نذرانہ کے لئے سفر نہیں کر رہا تھا بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی خاطر سفر کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

المختصر دنیا کی لالچ سامنے آتے ہی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر ملتوی فرما دیا اور ہزار کوششوں کے باوجود بھی سفر کے لئے تیار نہ ہوئے اور دھورا تشریف نہ لے گئے۔

حضرات! مٹھائی کی ہانڈی تعویذ لینے کے بعد واپس کر دی گئی وہ واقعہ اور دنیا کی دولت کی لالچ کا معاملہ آتے ہی دھورا کا سفر ملتوی کر دیا۔ ان دونوں واقعات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر کام اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہوا کرتا تھا اور آج کل کے کچھ پیر و مرشد کہلانے والے ایسے بھی نظر آتے ہیں جو نذرانہ کے لئے مالدار مریدوں کے گھر جانا اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

واجب پر عمل نہ ہو تو کوئی وظیفہ قبول نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہوئے اور کسی وظیفہ کے طلبگار ہوئے۔ ان صاحب کی داڑھی حد شرح سے کم تھی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو وظیفہ بتا دیا جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر درخواست کی تو فرمایا کہ کسی گزارش کی ضرورت نہیں، جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو خود وظیفہ بتا دیا جائے گا۔ یعنی نفل پر واجب مقدم ہے (امام احمد رضا اور تصوف، ص ۶۵)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرید کی کسی طرح سے کوئی پرواہ نہ کی بلکہ شریعت کا سبق سکھاتے رہے۔ کہ جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو وظیفہ بتا دیا جائے گا۔

یہ تھے ہمارے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے مرید کو ہر حال میں شریعت کا درس سکھاتے رہے۔ اور وظیفہ اس وقت تک نہ سکھایا جب تک مرید نے شریعت کے مطابق داڑھی نہ رکھ لی۔

حضرات! ہمارے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ولایت کی تین علامتیں ہیں

(۱) ہر چیز میں اللہ تعالیٰ ہی سے نیاز مندی واستغنا باللہ۔ (۲) ہر چیز میں قناعت۔ (۳) ہر چیز میں رجوع الی اللہ۔ (کشکول فقیر قادری، ص: ۲۳)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پاک کے جامع، نائب غوث اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی نظر آ رہی ہے، حقیقت میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوازشات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی کو دو عالم سے بے نیاز کر دیا تھا، خود فرماتے ہیں۔

مالِ دنیا تو کوئی چیز نہیں ہے سرمد
آنکھ اٹھا کر نہ کبھی دیکھوں سوئے ملکِ ابد
سب یہ الفت کی بدولت ہے غنائے بے حد
حبذا آفریں اے دولت عشق احمد
میں گدائی کے پردہ میں سکندر نکلا

اعلیٰ حضرت روشن ضمیر تھے

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مرتبہ خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوستانہ اور یارانہ تعلقات کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی رغبت دلائی تو انہوں نے کہا بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے، وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے کہ ان کی طبیعت سخت ہے۔ بہر حال حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صدر الافاضل کے ساتھ بریلی شریف پہنچے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اعلیٰ حضرت سے پوچھا کہ حضور کے مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بھائی کیا پوچھتے ہو، پٹھان ذات ہوں، طبیعت سخت ہے۔

کشف اور روشن ضمیری کی یہ شان دیکھ کر حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں آنسو

بھر گئے اور سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ بات تو میں نے کہاں اور کب کہی تھی، مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہو گئی۔

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی
کہاں چراغ جلا روشنی کہاں پہنچی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے زبردست معتقد ہوئے کہ بارگاہ اعلیٰ حضرت سے ہمیشہ کے لئے منسلک ہو گئے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، ص: ۲۷۰)

اعلیٰ حضرت غیب داں تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عطا کئے ہوئے علوم کے ذریعہ وصال سے چار ماہ بائیس دن پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ مجھے ۱۳۴۰ھ میں دنیائے فانی سے کوچ کر کے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہونا ہے۔ چنانچہ تین رمضان شریف ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء کو اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے آپ نے اپنے قلم حق سے یہ آیت کریمہ تحریر فرمائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ (پ۲۹، رکوع ۱۹)

۱۳ ھ ۴۰

ترجمہ: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔ (کنز الایمان)

اللہ اکبر: سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشق صادق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں وہ آیت مقدسہ بھی تحریر کر دی جو ان کے مادۂ تاریخ وصال پر مشتمل ہے۔

اور پھر دنیا نے دیکھ بھی لیا کہ اپنا مادۂ تاریخ وصال پیش کرنے والا ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال فرماتا ہے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۷۶)

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت و طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

اعلیٰ حضرت کی نگاہوں سے پردے اٹھ چکے تھے

جبلپور کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان فرمارہے تھے، کہ دوران تقریر مجلس میں حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب اور ایک مرد صالح موجود تھے، دونوں بزرگوں نے بیان کیا، درمیان تقریر ہماری آنکھ لگ گئی ہم سو گئے، ہم نے ایک عجیب جلوۂ نور دیکھا اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر بند کر کے منبر سے اتر گئے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے، تمام حاضرین بھی کھڑے ہو گئے اور سب کے سب صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ مگر تمام حاضرین تعجب وحیرت میں تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقریر بند کر کے منبر سے اتر کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی وجہ کیا ہے۔ جب حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب قبلہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ دوران تقریر میں محو خواب ہو گیا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت دوران تقریر منبر سے اتر گئے اور صلوٰۃ وسلام پیش کرنے لگے اس کی وجہ کیا تھی۔ حضرت برہانِ ملت خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہے تھے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سر کی آنکھوں سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کر رہے تھے۔ (ملخص، کرامات اعلیٰ حضرت، ص:۹۸)

حضرات! ایسا ہی واقعہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک وعظ میں پیش آیا تھا اور اعلیٰ حضرت نائب غوث اعظم ہیں۔

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تم ہی پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلِ سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

درود شریف:

اعلیٰ حضرت مظہر غوث اعظم تھے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین اسلام کی سچی خدمت اور محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت اور غلامی کے لئے چن لیا تھا۔

اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص عنایتوں کی جلوہ گاہ تھی، خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک بہت عمدہ اور اونچی سواری ہے۔ حضرت والد ماجد نے مجھے پکڑ کر اس اونچی سواری پر سوار کیا اور فرمایا کہ گیارہ درجہ تک تو میں نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اس سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی مراد ہے۔ (الملفوظ، ج:۳، ص:۶۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۳۱)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں تو طریقت میں حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہر اتم ہیں۔ اسی لئے قطب وولی اور مجذوب بزرگ بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام وادب کرتے نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

بریلی شریف میں ایک مجذوب بزرگ دینا میاں رہتے تھے جن کی زبان پوربی تھی اور وہ ایک لنگوٹی پہنا کرتے تھے مگر میں ان کی باتوں کو قارئین کی آسانی کے لئے اردو میں لکھ رہا ہوں۔

حضرت دینا میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ٹرین کو اپنی کرامت سے روک دیا تھا۔ شہر بریلی کے ہندو مسلمان سبھی ان کے نام سے واقف ہیں ایک دن ان کا گزر محلہ سوداگران میں ہوا جب وہ بزرگ اعلیٰ حضرت کی مسجد کے سامنے پہونچے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شانۂ اقدس سے تشریف لا رہے تھے مجذوب بزرگ حضرت دینا میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو دیکھ کر بھاگے اور ایک گلی میں جا کر چھپ گئے لوگوں نے کہا میاں کیوں بھاگتے پھرتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بابا مولوی صاحب آرہے ہیں لوگ بولے کہ مولوی صاحب آرہے ہیں تو کیا ہوا۔ تو انہوں نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا فرج کھلے ہوئے ہیں یعنی جسم کا وہ حصہ کھلا ہوا ہے تو ایسی حالت میں مجدد وقت نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ہونا ان کے احترام کے خلاف ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۳۱)

غلاموں کو بتادو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

حضرات! محبوب سبحانی پیر لاثانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سراپا کرامت تھی تو آپ کے مظہر و نائب۔ آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس سے بھی روحانیت وکرامت کے جلوؤں کا ظہور ہوتا تھا۔ اعلیٰ حضرت صرف عالم ہی نہیں بلکہ عارف وصوفی اور باکرامت ولی اور قطب بھی تھے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


وفي أنفسكم أفلا تبصرون وفي السماء رزقكم وما توعدون

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

چوتھا جمعہ............................دوسرا بیان

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کے ارشادات اور کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸، رکوع ۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مولانا غلام حسین صاحب جو علوم نجوم میں بڑے کمال کے ماہر تھے۔ ستاروں کی شناخت اور اس کے نتائج نکالنے میں کافی ملکہ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ مولانا غلام رسول صاحب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بارش کا کیا اندازہ ہے؟ بارش کب تک ہوگی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینے میں پانی نہیں ہے۔ آئندہ ماہ میں بارش ہوگی یہ کہہ کر زائچہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھادیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ستاروں کی وضع نہیں دیکھتے؟ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا محترم میں سب دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ستاروں کی وضع اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت کیا بج رہے ہیں۔ سامنے دیوار پر کلاک یعنی گھڑی دیکھ کر انہوں نے کہا سوا گیارہ بج رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ وہ صاحب بولے پون گھنٹہ۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اس سے پہلے

بارہ بج جائے تو۔ وہ صاحب بولے ہرگز نہیں۔ ٹھیک پون گھنٹہ کے بعد ہی بارہ بجے گا۔ اعلیٰ حضرت اٹھے اور گھڑی کی بڑی سوئی گھما دی۔ اسی وقت فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ٹھیک پون گھنٹہ کے بعد بارہ بجے گا اور بارہ تو بج گیا۔ وہ صاحب بولے گھڑی کی سوئی گھما دی گئی ہے ورنہ حساب سے تو پون گھنٹہ کے بعد ہی بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہونچا دے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا، ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا فرمانا تھا کہ چاروں جانب سے گھنگھور گھٹا چھائی اور پانی برسنے لگا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۶۲، ج: ۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس قدر محبوب ومقبول تھے کہ آپ کی مرضی ہوگئی تو بغیر موسم کے بارش ہونے لگی۔

اعلیٰ حضرت کی دعا کی برکت سے میت کی بخشش ہوگئی

بریلی شریف میں نواب ضمیر خاں کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ کی آرزو وتمنا کے مطابق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رات میں ان کی بی، بی صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر بہت خوش ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔ جس کی توقع بظاہر ان کے اعمال کے اعتبار سے نہ تھی۔ بی بی صاحبہ نے خوشی اور اچھی حالت کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری نماز جنازہ پڑھی اور ان کی دعاؤں کے سبب میرے سب گناہ بخش دیئے گئے اور میں بہت خوش اور اچھی حالت میں ہوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۶۲)

حضرات! اس واقعہ سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ نیکوں سے نماز جنازہ پڑھانی چاہئے اور نیکوں کی دعائیں لینی چاہئے اس لئے کہ نیکوں کی دعا سے گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی کرامت دیکھ کر غیر مقلد مولوی تائب ہوگیا

منشی لطافت حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک غیر مقلد مولوی مرادآبادی سے میری ایک مسئلہ میں بحث ہوگئی وہ غیر مقلد مولوی صاحب سے جواب نہ بن پڑا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنے لگے۔ منشی لطافت حسین صاحب نے کہا کہ آپ کو اس مسئلہ میں شبہ ہے تو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بریلی شریف چل کر گفتگو کر کے

مسئلہ حل کر لیجئے کرایہ وغیرہ اخراجات میں برداشت کرلوں گا وہ غیر مقلد مولوی صاحب بولے میں بریلی اعلیٰحضرت کے پاس نہیں جاؤں گا۔

رات کو غیر مقلد مولوی صاحب نے خواب دیکھا کہ انہیں کسی جگہ جانا ہے۔ بیچ میں ایک بڑا دریا ہے۔ کشتی کا پتہ نہیں، اسی فکر میں تھے کہ دو سوار کہ خشکی کی طرف آرہے ہیں اور دریا میں جارہے ہیں۔ غیر مقلد مولوی صاحب نے کہا کہ آپ لوگ مجھے لیتے چلئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ اسے چھوڑ دیجئے۔ یہ شخص ناپاک ہے۔ غیر مقلد مولوی صاحب کو سخت تعجب ہوا کہ میں تو بڑا پکا موحد یعنی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مولوی ہوں، مجھے ناپاک کس وجہ سے فرمایا؟

غیر مقلد مولوی صاحب کو خیال آیا کہ شاید مولانا احمد رضا صاحب کی شان میں گستاخی اور غیر مقلد ہونے کی وجہ سے ایسا فرمایا۔ اسی تردد میں تھے کہ کچھ دنوں کے بعد دوسرا خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا اور عظیم الشان شہر ہے۔ اس کا پھاٹک بھی بہت بڑا ہے۔، اور دونوں جانب دربان کھڑے ہیں اور لوگ اندر جارہے ہیں، جو شخص اندر جانا چاہتا ہے تو دربان اس سے کچھ پوچھتے ہیں اور چٹھی مانگتے ہیں، جو شخص چٹھی دکھادیتا ہے اس کو شہر کے اندر جانے دیتے ہیں۔ میں نے بھی پوچھا کہ یہ شہر کیا جگہ ہے؟ دربان نے کہا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دربار ہے۔ میں نے کہا مجھے بھی جانے دیا جائے تو دربان نے پوچھا کہ تمہارے پاس چٹھی ہے؟ میں نے کہا میرے پاس چٹھی نہیں ہے۔ دربان نے کہا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ وہ اجازت لینے گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اس شخص سے کہہ دو کہ پاک وصاف ہو کر چٹھی لے کر آئے۔ میں نے جا کر اس سے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاک وصاف ہو کر چٹھی لے کر آئے تو اس شخص نے کہا کہ کیسے پاک وصاف ہو کر آؤں اور چٹھی کہاں سے لاؤں؟ پھر دربان نے جا کر معلوم کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد رضا بریلوی سے پاک وصاف ہو کر آؤ اور انہیں سے چٹھی بھی لے کر آؤ اس وقت آنکھ کھل گئی پھر سونا حرام ہو گیا۔ پھر غیر مقلد مولوی صاحب بریلی شریف حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر کر رونے لگے۔ روتے روتے ہچکیاں بند گئیں اور سب حال عرض کیا توبہ کیا، داخل سلسلہ ہو کر مرید ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہی چٹھی ہے اور جس کشتی کی تلاش میں تھے وہ پیرومرشد ہے (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۶۲)

حضرات! سہاگن وہی ہے جسے پیا چاہے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی عزت اور بلند مقام ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہونچ کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت و الفت لازم ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت ضروری ہے ورنہ

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

یعنی ہدایت پانے کی بجائے گمراہ ہوسکتا ہے۔

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

(۴) اعلیٰ حضرت قطب تھے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید عبد الرحیم خاں صاحب سلطان پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب بریلی کے رہنے والے وہ پیلی بھیت اکثر جایا کرتے تھے، پیلی بھیت کے جنگل میں ایک خدا رسیدہ فقیر رہتے تھے، وہ صاحب ان کی تلاش میں رہا کرتے تھے، وہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں پیلی بھیت کے جنگل میں اس اللہ والے بزرگ کی تلاش میں رہا کرتا تھا، اتفاقاً ایک دن اس فقیر سے جنگل میں ملاقات ہوگئی، بہت ہی بوڑھے آدمی تھے۔ میں نے سلام کیا، جواب دیا اور کہا کہ بچہ یہاں کہاں آگیا؟ بھاگ بھاگ یہ شیروں کا جنگل ہے۔ میں بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے ایک شیر آرہا ہے۔ میں نے کہا، حضرت بچائیے شیر آرہا ہے۔ ان بزرگ نے شیر کی طرف دیکھا، شیر وہیں کھڑا رہ گیا اور مجھ سے فرمایا تو یہاں سے چلا جا تیرا حصہ یہاں نہیں ہے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا حصہ کہاں ہے؟ میری دلی تمنا یہی ہے کہ حضور ہی سے مرید ہوں گا۔ تو اس بزرگ فقیر نے فرمایا کہ بریلی محلہ سوداگران میں ایک قطب مولوی ہے، تیرا حصہ وہاں ہے۔ میں نے نام پوچھا تو اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی لیا اور مجھے اپنے ساتھ جنگل کے باہر لاکر واپس چلے گئے اس کے بعد میں بریلی شریف آیا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہوا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۶۵)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے وہ نیک و پارسا بندے جو جنگلوں میں رہ کر اپنی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارتے ہیں ایسے خدا والے نیک و پارسا بندے اولیاء اللہ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے مقام و منصب کو پہچانتے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطب و ولی فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید کراتے نظر آتے ہیں۔

ولی را ولی می شناسد یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتے ہیں۔

(۵) اعلیٰ حضرت ہر جگہ مریدوں کے ساتھ ہیں

مولوی اعجاز ولی صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۲۰ھ ہجری میں والدین کریمین حج کے لئے جانے لگے تو والدہ صاحبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اجازت چاہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر دوبارہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں سچ کہتا ہوں، میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ والدہ ماجدہ حج کے لئے روانہ ہو گئیں۔

ایک رات کی بات ہے کہ والدہ صاحبہ حطیم کعبہ میں نفل پڑھ رہی تھیں کہ لوگوں کا ہجوم آ گیا اور ساتھ والے سب جدا ہو گئے۔ والدہ صاحبہ بہت گھبرائیں اور خیال کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ اب کون سا وقت آئے گا جس میں مدد فرمائیں گے؟ لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ راستہ ملنا دشوار تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، ارادہ کیا کہ سلام کریں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عربی زبان میں فرمایا۔ اس قدر ہجوم کے باوجود مجھے راستہ مل گیا اور والدہ صاحبہ آسانی کے ساتھ وہاں سے چلی آئیں اور جب حرم شریف کے دروازہ کے باہر آئیں تو والد صاحب مل گئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہو گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۲۶)

والدہ صاحبہ جب حج سے واپس بریلی شریف آئیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ خاموش سنتے رہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۲۶)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نائب غوث اعظم اور قطب الارشاد تھے اور جو قطب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب اور جہاں چاہتا ہے آتا ہے اور جاتا ہے۔

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بعد وصال کی کرامت

(۶) اعلیٰ حضرت نے خواب میں آکر تسلی دی: جناب محمد حسین رضوی صاحب کا بیان ہے کہ میں اتنا سخت بیمار ہوا کہ پریشان ہوگیا، میں اپنے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا، رو رو کر دعا مانگی کہ حضور ایک لڑکی سوا مہینے کی ہے، باقی سب بچے بھی چھوٹے ہیں۔ حضور میرا گھر تباہ ہو جائے گا دعا فرما دیجئے۔ حضور اپنی حیات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے پیرو مرشد حشر میں، قبر میں ہر جگہ مدد کرتا ہے۔ حضور اس وقت سے زیادہ کون وقت ہوگا؟ میرے لئے دعا فرمایئے اور اسی حالت میں بہت رویا کہ انہیں دنوں میں میری منجھلی لڑکی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تیرے والد اس قدر ناامید ہوگئے ہیں، ان سے کہہ دو کہ بہت جلد آرام ہو جائے گا۔ چنانچہ چند دن ہی گزرے تھے کہ بیماری جاتی رہی اور شفا نصیب ہوگئی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۶۶)

حضرات! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس و انور بیماروں مریضوں کے لئے شفا خانہ ہے اور جو شخص صدق دل اور سچی نیت سے آقائے نعمت مرشدِ شریعت و طریقت مجدد اعظم دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یقیناً شفا نصیب فرماتا ہے اور اس کی ہر دعا قبول فرماتا ہے۔

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

غلاموں کو بنا دورہِ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

اعلیٰ حضرت کے ملفوظات

حدیث ضعیف ہے مگر اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری مرتبہ حج کے لئے گئے، مکہ معظمہ میں آپ کو بخار تھا، محرم شریف کے آخری دنوں میں طبیعت ٹھیک ہوئی تو آپ نے غسل فرما کر حمام سے باہر آکر دیکھا

کہ گھٹا چھا گئی ہے، حرم شریف تک پہنچتے پہنچتے بارش شروع ہوگئی، مجھے حدیث شریف یاد آئی کہ جو بارش میں طواف کرے وہ رحمتِ الٰہی میں تیرتا ہے۔ اسی وقت حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں کعبہ کا طواف کیا۔ بخار سردی کی وجہ سے پھر لوٹ آیا۔ مولانا سید اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخار دیکھ کر فرمایا کہ ایک ضعیف حدیث کے لئے آپ نے اپنی جان کو تکلیف دی اور بے احتیاطی فرمائی۔

حضرات! عاشق رسول آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ نے فرمایا حدیث ضعیف ہے مگر اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے۔ (الملفوظ، ج:۲، ص:۲۵)

حضرات! بہت سی حدیثیں جو اپنی سندوں کی وجہ سے محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں مگر صاحب روحانیت اولیاء کرام کے نزدیک کشف و مشاہدہ کے باعث قوی ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب منیر العین فی تقبیل الابہامین میں اس کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل بالاتفاق جائز ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام ابوذکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار المنتخب من کلامِ سید الابرار میں فرماتے ہیں:

محدثین وفقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی رغبت اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو۔

(۲) علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں:

غسل کرنے کے بعد بدن کو رومال سے پوچھنا مستحب ہے کہ امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے۔ یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(۳) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعاتِ کبیر میں بیان فرماتے ہیں:

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے، اسی لئے ہمارے ائمۂ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

اسی طرح کی باتیں امام جلال الدین سیوطی نے طلوع الثریا باظہار ارکان خفیا میں اور امام ابن الہمام نے المقتد النضید فی تحقیق کلمۃ التوحید میں اور سیدی عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اور امام فقیہ النفس محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں لکھی ہیں۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۵۲)

حضرات! محبوب خدا مختار دو عالم سید عالم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹایا، نکالا۔ حتیٰ کی عصر کا وقت ہوگیا اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضرات! وہابی دیوبندی اس حدیث شریف کو ضعیف حدیث ہونے کی وجہ سے اس کی فضیلت سے انکار کرتے ہیں اور اسی طرح کچھ سنی کہلانے والے وہابیوں، دیوبندیوں سے گھیل میل رکھنے والے بھی اس حدیث شریف کی فضیلت کے منکر نظر آتے ہیں۔

امام طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب خیضری و امام حافظ عسقلانی و امام حافظ سیوطی وغیرہم نے حسن وصحیح کہا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۱۳۹)

اے ایمان والو! ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن کتروانا برص یعنی کوڑھ پیدا کرتا ہے، ایک بزرگ عالم، (علامہ امیر ابن الحاج مکی صاحب مدخل) نے ضعیف حدیث کا خیال کر کے بدھ کو ناخن کتروالئے تو ان کو برص یعنی کوڑھ کا مرض ہوگیا، رات کو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے بدھ کے دن ناخن کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اس بزرگ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے نزدیک یہ حدیث صحت کو نہ پہنچی تھی۔ یعنی میں نے اس حدیث کو ضعیف سمجھ کر اس پر عمل نہیں کیا) تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اتنا کافی نہ تھا کہ حدیث ہمارے نامِ پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر شافی و نافی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دستِ شفا ان کے (بیمار) بدن پر لگا دیا (تو وہ بزرگ) فوراً اچھے ہوگئے۔ (کوڑھ کا مرض ختم ہوگیا) اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث شریف سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۶۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضعیف حدیثوں پر مکمل اعتماد اور بھروسہ

کرتے جو کسی نصِ شرعی کے مخالف نہ ہوتیں اور فضائل اعمال میں پورے اعتماد کے ساتھ ان پر عمل کرتے۔

حضرات! آج کل کچھ لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض وعناد میں آپ کی پیش کی ہوئی بعض ضعیف حدیثوں کو ضعیف کہہ کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف اور اشعار قابلِ اعتماد نہیں ہیں جب کہ ائمہ ومحدثین کے اقوال کی روشنی میں ظاہر اور ثابت ہے کہ ضعیف حدیث جو کسی نصِ شرعی کے مخالف نہ ہو فضائل میں جائز ومستحب ہے۔

مخالف سے گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی تحریر ایسی پیش کردے جو کسی نصِ شرعی کی مخالف ہو۔ فَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

اذان ثانی کے مسئلہ میں منہ کی کھائی ہے

آج تک کوئی حدیث ثبوت میں نہ پیش کرسکے کہ اذان ثانی مسجد کے اندر دینا سنت ہے۔ بغض رضا کتنا سنگین جرم ثابت ہوا کہ سنت کی مخالفت کا داغ تمہارا مقدر بن گیا اور یہ بدنما داغ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے توبہ کرلو ورنہ۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

(۲) مجاہدہ کسے کہتے ہیں

مجاہدہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے اسّی برس درکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کرم ورحمت ہوجائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کردیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی خود کارفرما ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ دنیوی ذرائع معاش اور دینی خدمات سب کو چھوڑنا پڑے گا، فرمایا: اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیتِ صالح ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ ہے۔

حضرت امام ابو اسحاق اسفرائینی جب انہیں بدمذہبوں کی گمراہی کی خبر ہوئی تو ان علماء کے پاس تشریف لے گئے جو دنیا چھوڑ کر پہاڑوں میں مجاہدہ کررہے تھے، ان سے فرمایا اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور امتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فتنوں میں ہے۔ تو ان علماء نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے، ہم سے ہو نہیں سکتا۔ امام وہاں سے واپس آئے اور بدمذہبوں کے رد میں دریا بہادیئے۔ (الملفوظ، ج:۱، ص:۸)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوگئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو جنت عطا کی گئی۔ نہ علم کے سبب بلکہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو ایک کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت کتا بھونک بھونک کر بکریوں اور بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں، نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہوگئی اس کو کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ (الملفوظ، ج:۳، ص:۳۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے میں سب سے بڑا مجاہدہ دین کی خدمت کرنا ہے اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے ایمان کے چوروں، ڈاکوؤں کو دیکھ کر بھونکتے رہیں اور امت کو جگاتے رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضرات! کہا جاتا ہے کہ (۱) بغیر پیر کے فلاح و کامیابی نہیں اور (۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ہاں اولیاء کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتاویٰ افریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ملخص۔ امام احمد رضا اور تصوف، ۱۰۷)

طالب اور مرید ہونے میں فرق ہے: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت یعنی مرید ہونے کا معنی پورے طور سے بکنا۔

پیر کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو (دیوبندی، وہابی، رافضی وغیرہ بدمذہب نہ ہو)

(۲) پیر کے لئے کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی کی مدد کے اپنے ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ح۲، ص۴۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص۳۲۷)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوگئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو جنت عطا کی گئی۔ نہ علم کے سبب بلکہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو ایک کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت کتا بھونک بھونک کر بکریوں اور بھیڑوں کو بھیڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں، نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہوگئی اس کو کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ (الملفوظ، ج:۳، ص:۳۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے میں سب سے بڑا مجاہدہ دین کی خدمت کرنا ہے اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے ایمان کے چوروں، ڈاکوؤں کو دیکھ کر بھونکتے رہیں اور امت کو جگاتے رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضرات! کہا جاتا ہے کہ (۱) بغیر پیر کے فلاح و کامیابی نہیں اور (۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ہاں اولیاء کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتاویٰ افریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ملخص۔ امام احمد رضا اور تصوف، ۱۰۷)

طالب اور مرید ہونے میں فرق ہے: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت یعنی مرید ہونے کا معنی پورے طور سے بکنا۔

پیر کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو (دیوبندی، وہابی، رافضی وغیرہ بدمذہب نہ ہو)

(۲) پیر کے لئے کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی کی مدد کے اپنے ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ج۲، ص۴۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۲۷)

حضرات! یہ چاروں شرطیں اس شخص میں ہونا لازم ہیں جس کو پیر و مرشد بنایا جائے پھر اسی سلسلے میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگ بیعت ہونا، مرید ہونا ایک رسم سمجھ کر ہو جاتے ہیں، حقیقت میں بیعت کا معنیٰ نہیں جانتے۔

اعلیٰ حضرت سچے مرید کی پہچان بتاتے ہیں

بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحیٰ منیری علیہ الرحمہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال دوں ان کے مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحیٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں، اب دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحیٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔ (الملفوظ، ح ۲، ص: ۳۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۲۷)

فنا فی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو پیر و مرشد کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیوض و انوار قلبِ شیخ پر فائز ہوتے ہیں اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ ہر جگہ شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی اور پھر ہر حال میں اپنے پیر و مرشد کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔ (ملخص الملفوظ، ح: ۲، ص: ۴۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر یقین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد مبارک اور تعلیم فرمائی ہوئی دعاؤں پر کس قدر یقین اور اطمینان حاصل تھا۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں مرض طاعون شدت کے ساتھ پھیلا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدت سے بخار ہوا۔ اور کان کے پیچھے گلٹیاں نکل آئیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی ایک طبیب کو لائے۔ طبیب نے یہ کیفیت دیکھ کر بار بار کہا کہ یہ طاعون کا مرض ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا، میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ کبھی طاعون ہوگا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا، اس بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا O

جن، جن امراض کے مریضوں اور جن، جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اس دعا کو پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ و مامون اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر یقین کامل کی بدولت اس مرض سے محفوظ رہے اور شفایاب ہوگئے۔ (ملخص۔الملفوظ، ج:۱،ص:۱۵)

حضرات! ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر ارشاد حق ہے۔ ناممکن ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان غلط ہو جائے اور پورا نہ ہو۔ ہر مومن و مسلمان کو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہر ارشاد و فرمان پر یقین کامل رکھنا چاہئے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کو عمل میں لانا چاہئے۔

نذرانہ قبول کرنا سنت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک صاحب مرید ہوئے اور نذرانہ پیش کیا۔ فرمایا اس کی کیوں تکلیف کی؟ انہوں نے عرض کیا، حضور! میری خوشی اسی میں ہے کہ حضور اسے قبول فرمالیں۔

الحمدللہ کہ حضور نے ہدیہ مختصر قبول فرمالیا اور ارشاد فرمایا کہ میں پہلے نذر نہیں لیا کرتا تھا مگر جب سے یہ حدیث شریف میری نظر سے گزری کہ کوئی شخص دے تو لے لے ورنہ ایک دن ایسا آئے گا کہ مانگے گا اور نہ ملے گا بعد میں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۴)

پاؤں چومنے پر ناراضگی

ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں چوم لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت رنج ہوا اور چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ فرمایا اس سے بہتر تھا کہ میرے سینے میں تلوار کی نوک پیوست کر کے پیٹھ کی طرف نکال لیتے، مجھے سخت اذیت اس سے ہوئی۔ خوب یاد رکھو، اب کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۴)

Scanned by CamScanner

عشرۂ محرم میں سبز، سرخ، سیاہ رنگ کا لباس پہننا منع ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم شریف کی پہلی تاریخ سے دس محرم تک سبز، سرخ، سیاہ لباس پہننے سے منع فرماتے۔ (ملخص، حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۴)

مسجد کا احترام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشِ مسجد پر ایڑی اور انگوٹے کے بل چلا کرتے تھے کہ دھمک پیدا نہ ہو۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۶)

مسجد میں آکر فوراً نیت باندھنا سنت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مسجد میں آکر سنتوں کی نیت اس وقت باندھتے ہیں جب تھوڑی دیر بیٹھ لیتے ہیں۔ حالانکہ مسجد میں آتے ہی بلا تاخیر نیت باندھنا چاہئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۶)

نماز میں چادر اوڑھنے کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے وقت اگر چادر جسم پر ہے تو سر سے اوڑھے شانوں (کندھوں) سے نہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۷)

دفع وسواس کی تدبیر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سو کر اٹھتے ہی تین مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھنے سے تمام وسوسوں سے بچا رہے گا اور دن بھر اس کی برکت اس کے خیالات پر حاوی رہے گی۔

(ملخص، حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۳،ص:۸۸)

حضرات! حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات کو دو مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے سے رات بھر ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے۔

عمامہ، مصلیٰ اور پائجامہ سر کے نیچے نہیں رکھنا چاہئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سر کے نیچے عمامہ اور مصلیٰ اور پائجامہ نہیں رکھنا چاہئے اور عمامہ کے شملہ سے ناک، منہ صاف نہیں کرنا چاہئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۹۰)

مزار پر حاضری کے آداب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) صاحب قبر کی پائنتی سے مواجہہ میں باادب حاضر ہو کر سلام عرض کرے لیکن سلام کے وقت بقدر رکوع نہ جھکے کہ غیر خدا کے لئے اتنا خمیدہ ہونا ممنوع ہے۔

(۲) مزار شریف (قبر شریف) سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔

(۳) مزار کو پشت نہ ہونے پائے۔

(۴) حجرہ خاص کے اندر بے باکانہ کسی سے کلام نہ ہو، کم سے کم اتنا پاس و لحاظ رکھے جتنا حیاتِ ظاہری میں رکھتا تھا کہ بعدِ وصال کہیں زیادہ ادراک ہو جاتا ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج: ۳، ص: ۹۲)

اعلیٰ حضرت غیروں کی نظر میں

مولانا کوثر نیازی دیوبندی سابق وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان مسئلہ تکفیر پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں

میرے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی کبھی کبھی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ مولانا احمد رضا خاں کی بخشش تو انہیں فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں تمہیں ہمارے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

اور مولانا کوثر نیازی دیوبندی پھر لکھتے ہیں کم و بیش اسی طرح کا ایک واقعہ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا، وہ فرماتے ہیں:

جب مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع دی۔ مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ جب دعا کر چکے تو حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے

پوچھا، وہ یعنی اعلیٰ حضرت تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔

تو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے ہیں کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہینِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

مولانا اشرف علی تھانوی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔ (اسوۂ اکابر، ص:۱۸، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص:۱۰۸)

حضرت والا اشرف علی تھانوی مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے اور شد و مد کے ساتھ فرمایا کرتے کہ ان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور ہم لوگوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں۔ (اشرف السوانح، ج:۱ص:۱۲۹)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں (مولانا) احمد رضا خاں صاحب کا بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بنا پر کہتا ہے، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔

(بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، :۱۰۸)

مولانا مرتضیٰ حسن در بھنگی

مولانا مرتضیٰ حسن در بھنگی ناظم تعلیمات دیو بند لکھتے ہیں: اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیو بند ایسے ہی (گستاخ و بے ادب) تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خاں صاحب پر ان علمائے دیو بند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب، ص۱۲)

مولانا کوثر نیازی دیو بندی

مولانا کوثر نیازی دیو بندی سابق وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان لکھتے ہیں: بریلی میں ایک شخص پیدا ہوا جو نعت گوئی کا امام تھا اور احمد رضا خاں بریلوی جس کا نام تھا، ان سے ممکن ہے بعض پہلوؤں میں لوگوں کو اختلاف

ہو، عقیدوں میں اختلاف ہو، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی نعتوں میں کوٹ، کوٹ کر بھرا ہے۔ (مغان نعت، ص:۲۹، کراچی ۱۹۷۵ء، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص:۱۱۰)

پھر مولوی کوثر نیازی دیو بندی لکھتے ہیں: ان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) کی امتیازی شان ان کا عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہے جس میں وہ سرتا پا ڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے اور مذہبی تقریبات میں بڑے ذوق وشوق سے اور احترام سے پڑھا جاتا ہے۔

(انداز بیان، ص:۸۹، بحوالہ عاشق رسول، ص:۹، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص:۱۱۱)

حضرات! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور دوسرے وہابی، دیوبندی مولوی ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کہہ رہے ہیں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے بڑے مولانا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب تو یہاں تک کہتے نظر آتے ہیں کہ اگر موقع ملتا تو میں ان کے پیچھے نماز ادا کرتا۔ تو گویا دیوبندی حضرات بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمان اور مومن سمجھتے ہیں جبھی تو اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش اور تمنا کرتے نظر آتے ہیں۔

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ یعنی فضل وحق وہی ہے کہ دشمن بھی گواہی دے۔

اعلیٰ حضرت کی آخری مجلس

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سخت علالت کے زمانے میں نقاہت وکمزوری کے باوجود بھی آپ کی ہر مجلس، وعظ ونصیحت کا ذخیرہ ہوا کرتی۔ علالت کے زمانے میں آپ کثرت سے اپنے مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر فرمایا کرتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا کرتے۔ آپ کی خشیت اور گریہ وزاری کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث بیان فرماتے تو خود آپ کی اور حاضرینِ مجلس کی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں۔ اکثر فرمایا کرتے کہ جس کا ایمان پر خاتمہ ہوگیا اس نے سب کچھ پالیا۔ کبھی فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ بخش دے تو یہ اس کا فضل ہے اور نہ بخشے تو اس کا عدل ہے۔ ایک دن لوگوں کو کاشانۂ اقدس پر طلب فرمایا اور دین وایمان کو بچانے کے سلسلہ میں ان کو سخت تاکید اور نصیحت فرمائی، وعظ ونصیحت کی اس آخری مجلس میں آپ نے جو ایمان افروز تقریر فرمائی اس کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں گا، تین ہی وقت ہوتے ہیں: بچپن، جوانی، بڑھاپا، بچپن گیا، جوانی آئی۔ جوانی گئی، بڑھاپا آیا اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں۔

اے لوگو! تم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں اور فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سب سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے صحابۂ کرام روشن ہوئے، صحابۂ کرام سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں کی سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قایم ہو چکی، اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا، جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے (ملخص، وصایا شریف، بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۷۸)

اعلیٰ حضرت کی وصیت کہ میری قبر کو کشادہ رکھنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے عاشق رسول تھے کہ آپ نے وصال شریف سے پہلے دفن کے بارے میں یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر کو اتنا کشادہ رکھنا کہ جب میرے مشفق و مہربان

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری قبر میں تشریف لائیں تو میں قبر میں اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و ادب کے لئے کھڑا ہو سکوں۔ (ذکر رضا، ص: ۴۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا دنیا والوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب دنیا میں محفلِ میلاد وغیرہ میں ہم اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو جب قبر میں پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تو میں کس طرح قبر میں لیٹا رہوں گا اس لئے میری قبر کو اس قدر گہری اور کشادہ رکھنا کہ ہم وہاں بھی کھڑے ہو کر پڑھیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اعلیٰ حضرت کا وصال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچیس صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸/ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ مبارکہ کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح کی پکار سنی ادھر روح پرفتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب جو وصال کے وقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں موجود تھے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔

وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے جب دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے تو ارشاد فرمایا کہ تصاویر ہٹا دو (حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ) یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خیال آنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا: یہی کارڈ، لفافہ روپیہ، پیسہ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا حامد رضا صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر کے قرآن لاؤ اور حضرت مولانا مصطفیٰ رضا سے پھر ارشاد فرمایا سورہ یٰس اور سورہ رعد شریف کی تلاوت کرو۔

اب آپ کی عمر شریف کے چند منٹ رہ گئے ہیں کچھ لوگ اس وقت حاضرِ بارگاہ ہوئے، آپ نے سب کے سلام کا جواب دیا اور سید محمود علی صاحب نے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا اور حال دریافت کیا گیا مگر آپ اس

وقت حاکمِ مطلق، محبوب حقیقی جل مجدہ کی طرف متوجہ تھے، کچھ نہ ارشاد فرمایا، سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے، تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پورا پڑھا، پھر اس کے بعد طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکرِ پاس، انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے۔ اس کے غایب ہوتے ہی وہ جان نور جسمِ اطہر حضور سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جنہیں (سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ایک جھلک دکھادیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

(ملخص سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۸۱،۳۸۲)

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت شریف میں یوں بیان فرماتے ہیں

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اعلیٰ حضرت بارگاہِ رسول میں

مشہور عاشقِ رضا، ولی کامل حضرت مولانا شاہ بدرالدین احمد قادری برکاتی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقبول تصنیف سوانح اعلیٰ حضرت میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ادھر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ دنیائے فانی سے روانہ ہورہے ہیں اور ادھر بیت المقدس سے ایک شامی بزرگ ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہورہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے، وہ شامی بزرگ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں، باپ حضور پر قربان! کس کا انتظار ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بے داری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی

طرف چل پڑے۔ جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشقِ رسول کی ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو اس دنیا سے روانہ ہو چکا ہے اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اس سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت بارگاہ رسول میں معلوم ہوتی ہے۔

کیوں نہ ہو عاشق رسول یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۸۵، ۳۸۶)

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عبقری عصر اور نابغۂ روزگار شخصیت تھے

حضرت صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی، پاکستان لکھتے ہیں کہ آج کل عبقری اور نابغہ، کا لفظ بہت سستا ہو گیا ہے اور ہر تیسرا چوتھا پڑھا لکھا آدمی خود کو عبقری اور نابغہ کہلوانے پر مصر ہے اور علامہ ہونا تو ہر ایک کے بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے جس کی بازار میں ”ذرا سی بکری“ ہو وہ عبقری بن جاتا ہے اور جس کو معمولی سی قوت ناطقہ مل جائے وہ نابغہ ہو جاتا ہے، حالانکہ (۱) سر منڈانے سے کوئی قلندر اور یونان میں پیدا ہونے سے کوئی سکندر نہیں بن جاتا۔

(۲) آداب قلندری سے ہر شخص آگاہ نہیں ہوتا اور شانِ سکندری کا ہر فرد حامل نہیں ہوتا۔

اس لئے عبقری اور نابغہ، صدی بھر میں دو چار ہی ہوتے ہیں۔ اگر ان کی قطاریں لگنی شروع ہو جائیں تو ہر ڈھیلے کے نیچے سے ارسطو اور افلاطون ہی برآمد ہوں گے۔ صورتِ حال اگر اس طرح ہو تو کسان کھیتوں میں گاجر مولی لگانے کے بجائے سقراط اور بقراط لگانا شروع کر دیں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبقریٔ عصر اور نابغہ روزگار شخصیت تھے جن کی علمی تخلیقات سے استفادہ کرنے کے لئے بذاتِ خود تخلیقی ذہن درکار ہے۔ روایتی ذہن تو چار قدم چل کر ہانپ جاتا ہے۔ میری بات پر اعتبار نہ آئے تو ان کی تصنیفات کی فہرست ملاحظہ کر لیجئے، متن تو دور کی بات ہے فقط کتابوں کے نام سمجھنے کے لئے المنجد جیسے لغت کی ہمہ وقت ضرورت لاحق رہتی ہے۔ مثلاً علم لوگارثم، علم تکسیر، علم زیجات، علم ارثماطیقی، علم توقیت اور ٹریگو میٹری پر ان کی تخلیقات پڑھنے اور سمجھنے والے لوگ اس خطے میں کتنے ہوں گے؟ شاید بڑی آسانی کے ساتھ انگلیوں پر گنے جا سکیں۔ (امام احمد رضا نمبر جولائی ۱۹۹۶ء)

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں مطالعہ حیران ہے اور زبان وقلم قاصر

علامہ مولانا محمد احمد رضوی مصباحی لکھتے ہیں:

امام احمد رضا کی زندگی کو جس قدر گہری نظر سے دیکھا جائے گا اس طرح کے آبدار موتیوں کی جلوہ ریزیاں عام ہوتی نظر آئیں گی، ان جلوؤں کو کوئی کہاں تک سمیٹے؟ مطالعہ حیران ہے اور زبان وقلم قاصر۔ مختصر یہ کہ اخلاص اور للّٰہیت نے ان کے قلب وذہن کو پوری طرح معطر کر رکھا تھا۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۷۶)

کسی بھی شخصیت کو اس کے معاصرین زیادہ پہچان سکتے ہیں اور ان لوگوں کا بیان زیادہ معتبر ہوگا جو علم وفن میں خود بلند رتبہ ہوں اور جنہیں اس شخصیت سے ملاقات اور اسے جانچنے پرکھنے کا موقعہ ملا ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے سفر حج میں اکابر علمائے حرمین سے ملاقاتیں کیں، ان کے ساتھ علمی مجلسیں بھی رہتیں۔ انہوں نے امام احمد رضا کی باتیں بھی سنیں، زبانی بحثیں بھی دیکھیں، رشحاتِ قلم بھی ملاحظہ فرمائے، کردار وعمل، افکار وخیالات کا بھی جائزہ لیا، ان سب کے بعد امام احمد رضا کی مدح میں انہوں نے جو ارشادات تحریر کیے انصاف کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے کافی ہیں۔

وہ حضرات ایسے غبی اور کم علم نہ تھے جو ایک ہندی کے علم وفضل سے بلا وجہ متاثر ہو جائیں اور معرفت وحقیقت میں اس کے پایۂ بلند کا تحریری اعتراف کرنے لگیں، ان کا قلم ایسا بے احتیاط اور بے لگام نہ تھا کہ تحقیق وتفتیش کے بغیر ایک شخص کے لئے مدائح کا دفتر تیار کر دے۔ حرم کی سرزمین پر تو دنیا بھر کے علماء ومشائخ پہنچتے رہتے تھے لیکن وہ اکابر کس سے متاثر ہوئے؟ اور کس کے علم وفضل کا خطبہ پڑھے، اس سلسلہ میں ایک بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔

مدینہ منورہ میں علماء نے امام احمد رضا کا جو اعزاز واکرام کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے شیخ اکرام اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں قیام پزیر ہوں ہندوستان سے ہزار ہا ہزار انسان آتے ہیں جن میں علماء، صلحا، اتقیا، بھی ہوتے ہیں لیکن میری آنکھوں نے یہی دیکھا کہ وہ شہر مبارک کی گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں اور کوئی توجہ دینے والا نہیں ہوتا۔

لیکن آپ کے اعزاز کا یہ حال ہے کہ عوام تو عوام بڑے بڑے علماء اور ارباب علم وفن اصحاب عز وعظمت آپ کی طرف چلے آ رہے ہیں اور آپ کے اکرام و تعظیم میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (الاجازۃ الصحیۃ، ص:۷)

ان اکابر علماء نے امام احمد رضا کے علم ظاہر ہی نہیں بلکہ علم باطن اور عرفان و تصوف کی بھی شہادتیں دی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ان شہادتوں پر مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بھی یہ معلوم ہو جائے گا کہ اکابر حرمین نے امام احمد رضا کے علم معرفت اور مقام طریقت کی بلندی کا بھی برملا اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

مزید تحقیق کے لئے وہ کتابیں (یعنی سوانح اعلیٰ حضرت از قلم مولانا بدر الدین احمد قادری) حیاتِ اعلیٰ حضرت از قلم مولانا ظفر الدین بہاری) بھی دیکھی جائے جن سے ان شہادتوں کو جمع کیا گیا ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ یہ اعزاز و اعتراف ان اکابر علماء اور جلیل الشان اولیاء کا ہے جن کا ظاہر و باطن شریعت و طریقت کی میزان پر تلا ہوا تھا، جن کی ولایت و بزرگی میں نہ کل کسی کو کلام تھا اور نہ آج ہو سکتا ہے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۱۲۱،۱۲۲)

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی رضوی میرٹھی خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار، اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آ کر ملیں نہریں شریعت و طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہلِ قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

عیاں ہے شانِ صدیقی تمہاری شانِ تقویٰ سے
کہوں اتقی نہ کیوں کر جب کہ خیر الاتقیاء تم ہو

خلوص مرتضٰی، خلقِ حسن، عزم حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن اے با خدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
یا رسول اللہ ! کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف وسری معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جاں فزا کے واسطے

طور عرفان علو وحمد وحسنی وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم ہم پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین ودنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

جب اہل بیت دے آل محمد کیلئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دوجہاں میں خادمِ آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول ِمقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزو علم وعمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ..پہلا بیان

ہمارے حضور ﷺ نور ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ الْبَغْدَادِيِّ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ خواجه غريب نواز الْاَجْمِيْرِيِّ اَجْمَعِيْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

قَدْجَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ O (پ۶،ع۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! یہ مبارک مہینہ ربیع النور کا، نور والا مہینہ ہے۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

درود شریف:

دس مفسرین کے اقوال کہ آیت نور میں، نور سے مراد حضور ہیں

حضرات! یہ آیہ مبارکہ جو میں نے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نور فرمایا ہے اور جمہور مفسرین اور ائمہ کرام ومحدثین عظام نے تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

(۱) صحابی رسول مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی مُحَمَّدًا۔

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر ابن عباس، ص ۷۲)

(۲) امام الکبیر علامہ امام جعفر محمد بن جریر الطبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا ﷺ

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر ابن جریر تفسیر بیضاوی، ج:۱، ص:۳۱۸)

(۳) علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی مُحَمَّدًا ﷺ

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر خازن ج:۱، ص:۳۱۷)

(۴) امام علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

وَالنُّوْرُ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر مدارک، ج:۱، ص:۳۱۷)

(۵) امام علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ وَبِالْکِتٰبِ الْقُرْاٰنُ ۔

ترجمہ: بے شک نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۳۹۵)

(۶) حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ هُوَنُوْرُالنَّبِيِّ ﷺ

ترجمہ: تحقیق کہ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور، وہ نور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (تفسیر جلالین شریف، ص:۱۱۱)

(۷) اور اسی طرح علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح المعانی، ج:۶، ص:۸۷ پر اور۔

(۸) علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان شریف، ج:۱، ص:۵۴۸ پر۔

(۹) اور امام ابو محمد بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر معالم التنزیل، ج:۲، ص:۲۳ پر۔

(۱۰) اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں تحریر فرمایا کہ نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور کتابِ مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اور تقویٰ و طہارت اور ولایت و روحانیت والے ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اپنے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت کیا کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور ہیں۔

خلقِ اول نور مصطفیٰ ہے: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

اور عاشقِ مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حدیث نور! مصنف عبد الرزاق میں محدث مدینہ منورہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے دادا استاذ محدث جلیل حضرت امام عبد الرزاق ابو بکر بن ہمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَآءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ فَجَعَلَ ذَالِكَ النُّوْرَ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ فِىْ ذَالِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَآءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّىٌّ وَلَا اِنْسِىٌّ (الی آخر الحدیث)

ترجمہ: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا دَور کرتا رہا اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، انسان کچھ نہ تھا۔ (مواہب لدنیہ، ج:۱، ص:۹، شرح زرقانی، ج:۱، ص:۴۶، سیرت حلبیہ، ج:۱، ص:۵۰، فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر مکی، ص:۵۱، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۳۰۹، انوار محمدیہ، ص:۱۳)

اور وہابیوں، دیوبندیوں کے مشہور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اس حدیث نور کو اپنی کتاب نشر الطیب کے ص:۶ پر لکھا ہے۔

اور! شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِىْ اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِىْ ۝

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوقات میرے نور سے ہے۔ (مطالع المسرات فی شرح دلائل الخیرات، ص:۲۰۷، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَبِّىْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ مِائَةِ عَامٍ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔ (زرقانی، ج:۱، ص:۴۹، تھانوی کی نشر الطیب، ص:۸)

حضرات! بڑے بڑے بزرگوں نے اپنی مستند کتابوں میں جو احادیث کریمہ نقل کی ہیں اس سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ٥
یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔

(بخاری شریف، ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، ص:۵۱۳، خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۶)

جبرئیل علیہ السلام کی عمر: علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح البیان شریف میں، امام علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت حلبیہ میں اور علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے جواہر البحار فی فضل النبی المختار میں نقل کیا کہ ہمارے حضور نور علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں اس کے سوا نہیں جانتا۔ یعنی مجھے اتنا معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارا ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا۔

رَاَیْتُهٗ اِثْنَیْنِ وَسَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ ٥ میں نے اس ستارے کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ یَاجِبْرِیْلُ وَعِزَّةِ رَبِّیْ اَنَاذَالِکَ الْکَوْکَبُ ٥
اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(روح البیان، ج:۳،ص:۵۴۳، سیرت حلبیہ، ج:۱،ص:۴۹، جواہر البحار، ص:۷۷۶)

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم کی پیشانی میں

امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عاشق رسول امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا وہ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے تھا۔

اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ جَبْهَةِ اٰدَمَ ٥
یعنی بے شک نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔

(تفسیر کبیر، ج:۲،ص:۳۱۸، جواہر البحار، ص:۱۵۳)

محدث ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُّوْرِیْ خَلَقَ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ ٥
ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا اور پھر میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ (بیان المیلاد النبوی، ص:۲۳)

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام ابن سبع کا قول نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَآئِصِهٖ اِنَّ ظِلَّهٗ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ كَانَ نُوْرًا ٥

ترجمہ: ابن سبع نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور تھے۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۶۹)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاکَ

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ وہ نور ہے کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن ہے اور سورج کی چمک بھی آپ ہی کے نور سے ہے۔ (قصیدۃ النعمان، ص:۲۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدْخَلَقَ كُلُّ شَیْءٍ مِّنْ نُوْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَاوَرَدَ بِهِ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ ٥

یعنی بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔

(صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ، ص:۹، الحدیقۃ الندیہ، ج:۲، ص:۳۷۵)

حضور کے مسکرانے سے گھر روشن ہوگیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (رات کے وقت) میں کپڑا سِل رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، میں نے بہت تلاش کیا مگر سوئی نہ ملی۔

فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَيَّضَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ ٥

یعنی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور سے اس قدر اجالا پھیلا کہ گمشدہ سوئی ظاہر ہوگئی، مل گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۵۶، نفی الفئی ص:۶۵)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا ترا

لکڑی سے روشنی ظاہر ہوئی

دو صحابی رات کے وقت ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ نور میں حاضر تھے، بات لمبی ہوگئی وقت زیادہ گزر گیا، رات بہت تاریک تھی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور موذی جانوروں کا خطرہ بھی تھا اور روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا تو ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک لکڑی کو اپنے دست نور میں لیکر صحابی کو عطا کی تو اس لکڑی سے روشنی ظاہر ہونے لگی اور اسی روشنی میں دونوں صحابی اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مشکوۃ شریف، ص:۵۳۶، ملخصا جامع کرامات اولیاء، ص:۴۱۹)

حضرات! ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ عنہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے نور ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دستِ نور لکڑی کو لگ جائے تو لکڑی سے بھی روشنی اور چمک ظاہر ہونے لگتی ہے۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

حضرت اسید کا چہرہ روشن ہوگیا

یعنی ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست نور حضرت اسید بن ابی ایاص کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو ان کا چہرہ اس قدر روشن ہوگیا کہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر بھی روشن ہو جاتا تھا۔

(کنز العمال، ج:۷، ص:۹)

اے ایمان والو! ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست نور ہے کہ کالے چہرے پر لگ جائے تو چہرہ ہمیشہ کے لئے روشن ہو جائے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایسے نور ہیں جو اپنے غلاموں کو نور کی خیرات دیکر نور والا بنا دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

حضور کے جسم نور کا سایہ نہ تھا

حدیث شریف:

فَقَدْ اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ ذَکْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں (نفی الفیٔ ص:۵۲)

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں:

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا سورج کے سامنے اور نہ چراغ کی روشنی میں۔

(کتاب الوفاء، ج:۲، ص:۴۰۷، بحوالہ نفی الفیٔ، ص:۵۲)

حدیث شریف: حضرت امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب میں رقم طراز ہیں۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ نظر نہ آیا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

(انموذج اللبیب، ص:۵۳، نفی الفیٔ، ص:۵۳)

اور عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کا سایہ نہ تھا اس کا ثبوت احادیث کریمہ اور ائمہ کرام و محدثین عظام کے اقوال و بیانات سے ثابت ہو چکا اور۔

(۱) حافظ رزین محدث و علامہ ابن سبع نے شفاء الصدور میں (۲) اور علامہ قاضی عیاض نے شفا شریف میں (۳) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں (۴) اور علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں (۵) اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں (۶) اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں (۷) اور شیخ عبد الحق

محدث دہلوی نے (۸) اور شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی نے (۹) اور بحر العلوم مولانا عبد الحی لکھنوی نے (۱۰) اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی وغیرہم نے بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسمِ پاک کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ حضور نور تھے۔ (نفی الفی ص:۵۲)

حضور کا سایہ تمام جہان پر ہے

علامہ شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حرمت و بزرگی کے سبب زمین پر نہ پڑنے دیا گیا، باوجود اس کے کہ تمام آدمی (اور تمام جہاں) حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ میں آرام کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بشر ہونا نور کے منافی نہیں۔ (نفی الفی ص:۵۴)

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں فرماتے ہیں۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ مَااَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذَالِکَ الظِّلِّ ٥

یعنی حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

(تفسیر مدارک، ج:۳، ص:۱۳۵، بحوالہ نفی الفی ص ۵۸)

ملائکہ کا سایہ نہیں: امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ امام اہلِ سنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطالع المسرات شریف میں تحریر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ اَنَامِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ٥ یعنی میں اللہ کے نور سے بنا ہوں اور فرشتے میرے نور سے پیدا کئے گئے۔

اور فرشتوں کا سایہ نہیں ہوتا ہے جو محبوب خدا، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے بنے ہیں اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے بنے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسمِ نور کا سایہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

(تلخیص قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام ص:۳۶)

اے ایمان والو! مخالف کہہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انسان ہیں آپ کے آنکھ، کان، ہاتھ، پیر، جسم و جسمانیت ہے اور فرشتہ تو صرف نور ہے بظاہر ہاتھ، پیر، آنکھ، کان، جسم و جسمانیت نہیں ہے اس لئے اس کا سایہ نہیں ہے۔

تو ہم اہل سنت کا جواب یہ ہے کہ فرشتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں تو جب ان کا سایہ نہیں ہے تو اللہ کے نور سے بننے والے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ بھی نہیں ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ متعدد مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بشری شکل میں انسان کے لباس میں بظاہر کان، ناک، ہاتھ، پیر جسم و جسمانیت کے ساتھ ہمارے سرکار، احمد مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضر ہوتے تو کیا کوئی بدعقیدہ شخص حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سایہ کا ثبوت دے سکتا ہے۔ نہیں دے سکتا۔ ہرگز نہیں دے سکتا۔ تو اب ماننا پڑے گا کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا ہے، چاہے نور لباس بشری میں ہو یا لباس بشری میں نہ ہو۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت میں نے دیکھا۔

وَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَ تْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ٥ یعنی کہ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (مسند امام احمد، ج:۴، ص:۱۲۷، ودلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۸۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت

اَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ٥ یعنی مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ (انوار محمدیہ امام نبہانی، ص:۲۳۰)

اور بعض روایت میں ہے۔ اِمْتَلَاءَ تِ الدُّنْيَا كُلُّهَا نُوْرًا ٥

یعنی تمام دنیا نور سے بھر گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۱۸، نبی الامی اعلیٰ حضرت، ص ۶۵)

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی، پورا عالم منور ہو گیا۔

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ ساری دنیا کی دنیا نور ہے

درود شریف:

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے


بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ...دوسرا بیان

حضور ﷺ کے ماں، باپ مومن اور جنتی ہیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ وَعَلٰی اُصُوْلِهٖ وَفُرُوْعِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَيْنِ اَبَوَیَّ (رواہ ابو نعیم)

درود شریف:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی چمکنے لگی اور حضرت آدم علیہ السلام جو مسجود ملائکہ بنے وہ بھی نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت تھی۔

مشہور بزرگ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ جَبْهَةِ اٰدَمَ ○ یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورِ پاک تھا (تفسیر کبیر، ج:۲، ص:۳۱۸، میلاد النبی، ص:۱۹)

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے آگے خاک پہ جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا تیرے سجدے سے ماتھا نور کا

نکتہ: یہاں پر ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ شیطان نے ہزاروں برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، مگر نبی کی تعظیم کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں برس کی عبادت کو نہیں دیکھا بلکہ اپنے نبی کی تعظیم و ادب کو دیکھا

اور تعظیم نہ کرنے والے کو ملعون و مردود قرار دے دیا اور فرشتوں نے تعظیم وادب کیا تو محبوب ٹھہرے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور مقرب بننے کے لئے عبادت کے ساتھ نبی کی تعظیم و توقیر بھی ضروری ہے۔

حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَةَ نُوْرِهٖ فِیْ وَجْهِ اٰدَمَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ سَجَدَ ٥

یعنی اگر شیطان نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چمک آدم علیہ السلام کے چہرہ میں دیکھتا تو فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا۔ (مواہب لدنیہ۔ زرقانی، ج:۱،ص:۶۳)

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ جو لوگ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں دیکھتے یا اس کے قائل نہیں ہوتے وہی لوگ بے ادب اور گستاخ ہوتے ہیں۔ پھر وہ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا جس کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہوگئی۔ اور اللہ کا خلیل، نمرود، مردود کے شر سے محفوظ و مامون رہے۔

پھر وہ نورِ پاک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشتِ پاک میں ٹھہرا جس کی برکت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر چھری کچھ بھی اثر نہ کرسکی اور حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام چھری کے نیچے بھی محفوظ و مامون رہے۔

حضرات! اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں چاہا وہ نور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گردش کرتا رہا اور پاک صلبوں سے پاک رحموں تک منتقل ہوتا رہا پھر وہ نورِ پاک حضرت عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ کے صلب پاک میں منتقل ہو کر حضرت عبداللہ کی پیشانی کو چمکاتا ہوا حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں قرار پایا۔

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورِ پاک جہاں سے گزرا اس جہاں کو چمکاتا اور روشن کرتا گزرا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور قربانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایثار و قربانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سطوت و حکومت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کا کمال و جمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حتیٰ کہ تمام انبیائے کرام اور رسولانِ عظام کی نبوت و رسالت کا کمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔

حضرات! حضرت ابوبکر کی صداقت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت عمر فاروق کی عدالت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت عثمانِ غنی کی سخاوت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت مولیٰ علی کی ولایت و شجاعت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت سیدہ فاطمہ کی طہارت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی شہادت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت امام اعظم کی امامت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ ہمارے پیر حضور غوث اعظم کی کرامت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ ہند کے راجہ پیارے خواجہ کی ولایت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ مخدوم کچھوچھ کی اشرفیت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ شاہ برکت اللہ کی برکت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت کی مجددیت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضور مفتی اعظم ہند کا تقویٰ اور طہارت ہمارے حضور کے نور سے چمکا اور ہم سنیوں کا چہرہ ہمارے حضور کے نور سے چمک رہا ہے اور چاند و سورج اور ستارے ہمارے حضور کے نور سے چمک رہے ہیں۔

قدرت کے نقیب نے پکارا، یوں اعلان کردو کہ آج تک جتنے چمکے ہیں تو ہمارے حضور کے نور سے چمکے ہیں اور قیامت تک جتنے چمکیں گے۔ تو ہمارے حضور کے نور سے چمکیں گے

تو بریلی شریف سے عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم!

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

نورِ مصطفیٰ شکمِ مادر میں

جس رات حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورِ پاک حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں قرار پایا۔ ماہِ رجب میں وہ رات جمعہ مبارکہ کی رات تھی۔ (زرقانی شریف، ج:۱، ص:۱۰۵، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۷)

شبِ جمعہ شبِ قدر سے افضل ہے

ہمارے پیر، پیرانِ پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ کیا شان والی رات تھی شب جمعہ کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی رات اپنی مادر مہربان کے شکم میں تشریف لائے، اسی وجہ سے جمعہ مبارکہ کی رات شب قدر سے افضل ہے۔ کیوں کہ جو برکات و حسنات اور اکرام و سعادت اس رات نازل ہوئے شب قدر کو نہ ملے ہیں نہ قیامت تک ملیں گے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲،ص:۲۰، بیان استقرار حمل)

شکمِ مادر میں آنے کے برکات

ہمارے حضور محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شکمِ مادر میں جب جلوہ گر ہوئے تو دنیا میں عجیب و غریب واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

(۱) جنت کے تمام دروازوں کو کھول دیا گیا

(۲) تمام عالم کو خوشبو سے معطر کر دیا گیا۔

(۳) اور مشرق سے مغرب تک تمام جہاں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمدِ آمد کی خوش خبری دی گئی۔

(انوار محمدیہ، ص:۲۱، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۸)

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ طیبہ مومن اور جنتی ہیں

عظیم و جلیل امام حضرت محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جلیل القدر عاشق رسول حضرت علامہ حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عظیم الشان بزرگ حضرت حافظ امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِىْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰى اَخْرَجَنِىْ مِنْ م بَيْنِ اَبَوَىَّ۔

(زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۱۷۴، خصائص کبریٰ: ج:۱، ص:۳۹، دلائل النبوۃ، ص:۳۳، شمول الاسلام، ص:۶)

یعنی اللہ تعالیٰ مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ کے ذریعہ پیدا فرمایا۔

حضرات! حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جتنے آباو اجداد اور مائیں اور دادیاں گزری ہیں سب پاک تھے۔ اگر کفر و شرک والے ہوتے تو ان کو پاک نہ کہا جاتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ (پ۲،ع۱۱)

ترجمہ: اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَةٍ (پ۲،ع۱۱)

ترجمہ: اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صاف طور پر فرمادیا کہ کافرو کافرہ سے مومن اور مومنہ بہتر ہیں۔

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (پ۱۰،ع۱۰)

ترجمہ: مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے ارشادِ پاک سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کفروشرک والے ناپاک ہیں چاہے مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن مردوں کی صلبوں اور عورتوں کی رحموں میں اپنا نور رکھا وہ مرد اور عورتیں کفرو شرک سے پاک تھیں ورنہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو ناپاک ونجس جگہ رکھ دیا، ہرگز نہیں یہ ناممکن اور محال ہے۔ لاریب، بے شک وشبہ اللہ تعالیٰ نے جس صلب اور جس رحم میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو رکھا وہ سب طیب وطاہرہ تھے، مومن اور جنتی تھے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور ترا سب گھرانہ نور کا

حضرات! وہابیوں دیوبندیوں کے پیرومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں، باپ کافرو مشرک تھے۔ (فتاویٰ رشیدکامل، ص:۲۱۸، مکتبہ محمودیہ، سہارنپور)

صد بار معاذ اللہ تعالیٰ۔ ہزار بار اللہ تعالیٰ کی پناہ

اے ایمان والو! سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے سوچو کہ کیا وہ پشتِ پاک اور وہ شکمِ پاک جس میں ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورِ پاک اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا، وہ کفروشرک والے تھے، گندے اور نجس تھے، اور دوزخی تھے؟ تو مومن ومسلمان اور جنتی تو یہی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنا نور ناپاک، گندی جگہ میں رکھے یہ ناممکن ہے۔ بلکہ نور کے لئے نور والی جگہ کا انتخاب فرماتا ہے۔

اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ مومن اور جنتی تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ O (پ۱۹، ع۱۵)

ترجمہ: اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (کنزالایمان)

عظیم الشان عاشق رسول حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے۔

کَانَ یَنْقُلُ نُوْرَہٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ وَبِھٰذَا التَّقْدِیْرِ فَالْاٰیَۃُ وَاِنَّہٗ عَلٰی اَنَّ جَمِیْعَ اٰبَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ O (الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۳۱۳)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک ایک ساجد (مسلمان) دوسرے ساجد (مسلمان) کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ اس پر دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام آباء کرام مسلمان تھے۔

اور اس آیت کریمہ یعنی وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ کے تحت حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ (۱) حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روئے زمین میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہتے ہیں۔ ورنہ زمین اور اہل زمین سب ہلاک ہو جائیں (الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۳۱۶، زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۲۰۴)

(۲) اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کبھی بھی زمین سات اللہ والوں سے خالی نہیں ہوئی۔ جس کے سبب سے زمین والے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۳۱۶، زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۲۰۴)

حضرات! حضرت امام سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ثابت کرنا اور بتانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے کے مسلمان اور اللہ والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ تھے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰی صُلْبٍ اَنْزَلَکَ وَبَطْنٍ حَمَلَکَ وَحِجْرٍ کَفَلَکَ (الحاوی للفتاوی، ج:۱، ص:۲۳۲)

یعنی اللہ تعالیٰ، اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اس صلب پر جس میں تم رہے ہو اور اس پیٹ پر جس نے تمہیں اٹھایا اور اس گود پر جس نے تمہیں کھلایا نار دوزخ کو حرام کر دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ:

یعنی میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم.............. یوں ہی اکیس پشت تک نسب نامۂ مبارک بیان کر کے فرمایا کہ میں اپنے ماں، باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا، آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے والدین تک تو میری ذاتِ کریم تم سب سے افضل۔

فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَسَباً وَ خَیْرُکُمْ اَباً ۝ یعنی میرے باپ تم سب کے آبا سے بہتر۔

(دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۴۷۱، بحوالہ شمول الاسلام، ص:۱۸، ۱۹)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام آباء عزت و بزرگی والے اور تمام مائیں پاکیزہ اور طاہرہ ہیں۔

اور آیت کریمہ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۝ کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ حضرت آمنہ طیبہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی ہیں۔ یہ دونوں ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے چُنا تھا۔

حدیث شریف کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔ (شمول الاسلام، ص:۲۳، ۲۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ کو ساتھ لیکر مقام حجون میں تشریف لے گئے، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رو رہے تھے اور بہت ہی زیادہ غمگین تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس حالت کو دیکھ کر میں بھی رو پڑی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ کو اونٹ پر چھوڑ کر تشریف لے گئے اور بہت دیر تک وہاں ٹھہرے رہے۔ جب واپس آئے تو خوش تھے اور مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، جب آپ گئے تھے تو بہت غمگین اور روتے ہوئے گئے تھے اور اب آپ خوش ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ کردے۔ اللہ نے ان کو زندہ کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ نے ان کو موت کی طرف لوٹا دیا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب سے ماں، باپ دونوں کے زندہ

ہونے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کر دیا تو وہ دونوں آپ پر ایمان لے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۶۸، الحاوی للفتاوی، ج:۲،ص: ۴۴۰)

حضرات! ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ موحد اور جنتی تھے۔

اور جو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھے اور ایمان لائے وہ خیر امت سے ہے۔ اسی غرض سے ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے اعجاز سے اپنے جنتی ماں، باپ کو زندہ کیا اور اپنا کلمہ پڑھا کر اپنے مومن امت میں شامل فرما کر خیر امت بہترین جنتی ہونے کا حقدار بنا دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین کریمین کو اصحابِ کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح زندہ کیا تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لا کر شرف صحابیت سے سرفراز ہو جائیں۔ (شمول الاسلام، ص:۲۲)

حضرات! کوئی مخالف سوال کرسکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ مومن اور جنتی تھے تو ان کی قبر پر جانے کے بعد غمگین کیوں ہو گئے اور روئے کیوں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر نیک اور وفادار اولاد جب اپنے ماں باپ کی قبر پر جاتی ہے تو ماں، باپ کے احسانات اور ان کے پیار اور الفت کو یاد کر کے ان کے قلوب غمگین ہوتے ہیں اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

بس اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اپنے ماں باپ کی قبر پر تشریف لے گئے تو ان کی یاد آئی اور ان کے پیار و محبت میں غمگین ہو گئے اور رونے لگے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آمنہ طیبہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایسے نیک بیٹے تھے کہ ان سے پہلے ایسا نیک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ اب قیامت تک پیدا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے ماں، باپ کو زندہ کر کے ان کا اکرام کیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور علامہ قرطبی اور ابن

ناصر الدین حافظ الشام وغیر ہما نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے پس آپ کے ماں، باپ کا وفات کے بعد خلاف قاعدہ زندہ ہونا اور ایمان سے مالا مال ہونا صرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اعزاز و اکرام ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، ج ۳، ص: ۴۰۰)

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کے شکمِ پاک میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نو مہینہ جلوہ گر رہے اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضائی ماں ہیں یعنی ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آپ نے دودھ پلایا ہے۔

جنگ حنین کے موقع پر ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ میدانِ حنین میں تشریف فرما ہیں کہ ایک خاتون آتی ہوئی نظر آئیں، ہمارے سرکار، دو عالم کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی چادرِ نوران کے لئے بچھائی اور اس چادرِ رحمت پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھایا۔ (الاستیعاب بحوالہ شمول الاسلام، ص: ۳۰)

حضرات! اس حدیث شریف سے ہم آپ حضرات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گود میں لینے والی اور دودھ پلانے والی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ جن کا اس قدر اونچا مقام ہے تو حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نو مہینہ اپنے شکم میں رکھا تو ان کے مقام و مرتبہ کا کیا عالم ہوگا۔ جب دودھ پلانے والی ماں حلیمہ سعدیہ کے ادب و تعظیم کا یہ عالم ہے تو حقیقی ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعظیم و توقیر کا عالم کیا ہوگا۔

اے ایمان والو! قبر انور کا وہ حصہ جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے مس ہے، لگا ہوا ہے۔ کعبہ معظمہ سے افضل، بیت المقدس سے افضل، بیت المعمور سے افضل، یہاں تک کہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ قبر انور کے اندر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں تو قبر شریف کعبہ معظمہ، بیت المقدس، بیت المعمور اور عرشِ معلیٰ سے افضل ہو جائے اور جس باپ کی پشت میں اور جس ماں کے شکم میں جلوہ گر رہے ہوں اور جس ماں کا دودھ پیا ہو وہ ماں، باپ کس قدر افضل اور بزرگ ہوں گے۔

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور، محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے قبل یعنی اعلانِ نبوت سے پہلے جو خوش نصیب حضرات توحید پر تھے یعنی **لا الہ الا اللہ** پر ایمان رکھتے تھے وہ اس دور کے مسلمان اور جنتی تھے۔

اسی طرح ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ **لا الہ الا اللہ** والے تھے، توحید پر تھے اس لئے اس

زمانے کے مومن و مسلمان اور جنتی تھے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ میں اصحاب کہف کی طرح ان کو زندہ کیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لا کر صحابیت کے عظیم منصب ومقام پر فائز ہو جائیں۔ (خلاصہ شمول الاسلام، ص:۲۲)

حضور ہر کلمہ پڑھنے والے کو دوزخ سے نکال لیں گے

یَارَبِّ ئذَنْ لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ یعنی اے میرے رب مجھے ان کو بھی (دوزخ سے نکالنے کی) اجازت عطا فرمادے جنہوں نے صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہے۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۱۸، بحوالہ شمول الاسلام، ص:۲۱)

حضرات! صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا کہ ہمارے حضور شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر توحید والے اور کلمہ پڑھنے والے شخص کو دوزخ سے بچالیں گے۔

تو ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کس طرح دوزخ میں جا سکتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے موحد و مومن ماں، باپ کو اعلیٰ جنت سے سرفراز فرمائیں گے۔

اے ایمان والو! وہابیوں کا یہ کہنا کہ نبی کے ماں، باپ کافر و مشرک تھے بالکل لغو اور بیکار اور نادانی کے بھنور میں ڈوبی ہوئی بات ہے۔ اصل میں وہابی کہنا اور بتانا یہ چاہتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کافر و مشرک تھے تو کافر و مشرک دوزخ میں جلیں گے یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ماں باپ کو دوزخ کی آگ سے نہیں بچا سکتے تو اپنی امت کو یعنی ہم کو اور آپ کو کیا بچا پائیں گے معاذ اللہ تعالیٰ صد بار معاذ اللہ تعالیٰ۔

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث آپ حضرات نے سن لی کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہمارے سرکار، دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر موحد مومن و مسلمان کو دوزخ کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

لاریب! بے شک وشبہ، ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ موحد مومن و مسلمان تھے تو ثابت ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ جنتی تھے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا اور ایک رومال بھی طلب کیا۔ رومال بہت میلا تھا اس کپڑے کو آگ کے تنور میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس رومال کو آگ کے تنور میں سے نکالا گیا تو وہ کپڑے کا رومال اس قدر سفید تھا جیسے دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا کہ اے انس یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس نے فرمایا۔

هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا وَسِخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا لِاَنَّ النَّارَ لَا تَاْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَآءِ ۝ (ابونعیم، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۸۰)

یعنی یہ وہ رومال ہے کہ جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے منہ مبارک کو صاف کیا کرتے تھے جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کپڑے کو اسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں کیوں کہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر گزر جائے آگ اسے نہیں جلاتی۔

حضرات! جب ایک کپڑا ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور اور جسم پاک سے مس ہو جائے تو آگ اس کپڑے کو نہیں جلا سکتی۔

تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پاک باپ ہیں جن کی پشت میں اور حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پاک ماں ہیں جن کے شکم میں ہمارے حضور اللہ کے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما رہے تو کیا مجال کہ دوزخ کی آگ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ کو جلا سکے۔

درود شریف:

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان کس قدر پیارا اور مضبوط تھا کہ بغیر کسی حیلہ اور حجت کے تسلیم کر لیتے تھے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کی برکت یقیناً بڑی شان والی ہے۔

مگر آج کل کچھ مسلمان کہلانے والے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات، موئے مبارک، نعلین شریف، جسم سے مس ہونے والے پیرہن مبارک کی وقعت واہمیت تو بہت دور کی بات ہے خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے ایمان لوگوں سے ہم کو دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین

وہابیوں کا عقیدہ: وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے شہید کہلانے والے مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ اولیاء، انبیاء و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز

اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۰)

حضرات! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ بدعقیدوں نے کیسے انداز سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کو عاجز و مجبور ثابت کیا اور ان کو اپنا جیسا اور اپنا بھائی اور اپنا بڑا بھائی کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ بے ایمان کو ادب واحترام سے محروم رکھتا ہے۔

حضرات! بڑے بھائی کی برائی اور بے ادبی سے آدمی کافر نہیں ہوتا مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برائی اور بے ادبی سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بڑے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو تو پیارے مصطفیٰ جانِ رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کی جانب برا خیال کرنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کی طرف برائی کی نسبت کرنا کوئی مومن گوارہ نہیں کر سکتا کہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کے دربان تو جنت میں آرام کریں اور جن کے نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی، اس شہنشاہ کے ماں، باپ جنت سے دور و محروم رہ کر دوزخ میں عذاب اور مصیبت اٹھائیں ایسی کوئی حدیث وروایت ہرگز نہیں اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ (ملخصاً شمول الاسلام، ص:۳۶)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ جسے پسند ہوں تو بہتر ہے ورنہ کم سے کم اپنی زبان کو ان کی برائی سے روکے اور اپنے دل کو ان کے بارے میں غلط خیال اور بری باتوں سے پاک وصاف رکھے۔ اِنَّ ذَالِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ سے ڈرے۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کے بارے میں بری بات کرنے اور ان کے بارے میں برا خیال لانے سے یقیناً محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایذا دینا ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ۱۰، ع۱۴)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا تُؤْذُوْا

اَلۡاَحۡیَاءَ بِسَبَبِ الۡاَمۡوَاتِ ○
مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔ (شرح ابن حجر کی بحوالہ شمول الاسلام، ص:۲۵)

امام مالکیہ حضرت امام قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین دوزخ میں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

بلاشبہ وہ شخص ملعون ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کہ بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا اَذٰی اَعۡظَمُ مِنۡ اَنۡ یُّقَالَ اَبَوَیۡهِ فِی النَّارِ ○

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا ہوگی کہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ دوزخ میں ہیں۔ (الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۴۳۲، مواہب لدنیہ، ج:۱، ص:۱۸۶)

حضرات! الحمد للہ حدیث شریف اور بزرگوں کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ مومن و مسلمان اور جنتی ہیں۔ یہ چند ارشادات اہل محبت اور اہل ایمان کے لئے کافی اور شافی ہیں۔ باقی رہا بے ادبوں گستاخوں کا مذہب و مسلک، جب ان کی نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی مقام نہیں ہے تو والدین کریمین کے مقام و منصب کیا جانیں گے اور کیا پہچانیں گے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ۱۱،ع۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

تمہید: حضرات! سال کے بارہ مہینوں میں ایک سچے مسلمان کے نزدیک ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ وہ ایمان افروز اور روح پرور تاریخ ہے جو اسلامی اور ایمانی خوشیوں کے ہزاروں گلشن اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ درحقیقت یہ تاریخ ایک مومن کے لئے وہ عید سعید ہے کہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ، شب برأت ہو یا شب قدر، ہر اسلامی خوشی کا دن اور ہر ایمانی خوشی کی رات اسی بارہویں شریف کا طفیل اور صدقہ ہے۔

واللہ! یہ مقدس تاریخ اگر اپنے دامن میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسرت وشادمانی لئے ہوئے عالم وجود میں نہ آتی تو نہ کعبہ قبلہ اہل ایمان ہوتا نہ نزول قرآن ہوتا۔ نہ دین اسلام ہوتا نہ کوئی مومن ومسلمان ہوتا۔

عاشق رسول، پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ ومنیٰ؟
لولاک والے! صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

حضور شکم مادر میں تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا

ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے، واپسی کے وقت مدینہ طیبہ میں اترے وہیں بیمار ہو گئے اور پچیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

مشہور قول کے مطابق حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔

اور ایک قول کے مطابق مقام ابواء میں مدفون ہوئے۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۲۳)

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شکم مادر میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو فرشتوں نے عرض کیا، یا اللہ تعالیٰ تیرا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو یتیم ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا لَهٗ حَافِظٌ وَّنَصِیْرٌ ٥ یعنی میں خود اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حافظ وناصر ہوں۔

(مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۹، انوار محمدیہ، ص:۲۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اے فرشتو! تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھو اور آپ کے نام سے برکت حاصل کرو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے یتیم ہونے کی کیا

حکمت ہے کہ والدہ ماجدہ کے شکم پاک میں تھے کہ والد ماجد انتقال فرما گئے، پھر چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں پھر دادا جان حضرت عبدالمطلب داغ مفارقت دے گئے، آپ نے فرمایا اس لئے تاکہ آپ پر کسی مخلوق کا احسان نہ رہے، صرف اللہ تعالیٰ کا احسان آپ پر ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا احسان ساری کائنات پر رہے۔ (سیرت نبوی، ص:۳۶)

دورانِ حمل کوئی تکلیف نہ ہوئی: ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ، طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شروع حمل سے آخر تک مجھے کوئی گرانی حمل جو عورتوں کو ایام حمل میں معلوم ہوتی ہے محسوس نہ ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

لَقَدْ عَلِقْتُ بِهٖ فَمَا وَجَدْتُ لَهٗ مَشَقَّةً حَتّٰى وَضَعْتُهٗ ۝

میں باردار ہوگئی تھی لیکن اول سے آخر تک میں نے کوئی دقت اور مشقت محسوس نہ کی۔

(طبقات کبریٰ، ج:۱، ص:۹۸، البدایہ النہایہ، ج:۲، ص:۲۶۳، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۴۷، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۸، انوار محمدیہ، ص:۲۲)

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت

حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے شکم میں تھے تو کسی کہنے والے نے کہا کہ۔ اِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَنَبِيِّهَا ۝

یعنی آپ اس وقت کے سردار اور نبی کی ماں بننے والی ہیں۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۸۱، مواہب لدنیہ، ج:۱، ص:۱۲۳، انوار محمدیہ، ص:۲۳)

حورانِ بہشت کی حضرت آمنہ کو بشارت

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے وقت ولادت چند عورتوں کو دیکھا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں بے مثال تھیں انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس نے میرے حال پر مطلع کیا کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں اور دوسری نے بتایا کہ میں۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں) مریم ہوں اور تیسری نے کہا کہ میں (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں) ہاجرہ ہوں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ (سیرۃ النبویہ، ج:۱، ص:۴۷)

میلاد النبی پر روشنی کا اہتمام

حضرات! جب ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جشن مناتے ہیں چاہے وہ خوشی اور جشن ملک کی آزادی کے موقعہ پر ہو یا بچے کی پیدائش پر ہو یا کسی بھی نعمت و دولت کے ملنے پر ہو، ہم اپنی حیثیت کے مطابق روشنی کرتے ہیں، قمقمے لگاتے ہیں اور اس طرح سے اپنی خوشی اور جشن کا اظہار کرتے ہیں اور گلی کوچوں، محلوں اور مکانوں کو سجا کر بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔

لیکن وہ اللہ تعالیٰ جس کی شان بہت بلند و بالا ہے، اس نے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کر دیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے۔

وَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْا حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ لَتَقَعَنَّ عَلَیَّ۔

اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے کہنا پڑا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

(اعلام النبوہ، ج:۱، ص:۲۷۳، البدایہ والنہایہ، ج:۲، ص:۲۶۴)

حضرات! اللہ تعالیٰ کی جانب سے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں آسمان کے تاروں کو محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مکان کے اتنے قریب کر دیا گیا تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے لگے تھے کہ کہیں یہ تارے مجھ پر گر نہ پڑیں اور وہ تارے مکان کی جانب جھکے ہوئے تھے اور خوب روشن تھے۔

مداح میلاد مصطفیٰ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

اور مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

تارے ڈھلک کر آئے کاسے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبح شب ولادت

درود شریف:

اے ایمان والو! صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقعہ پر خوب خوب چراغاں کرنا، مکانوں پر اور محلوں میں لائٹنگ کرنا، روشنی کرنا، قمقمے لگا بدعت و ناجائز نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کی خوشی کا ذریعہ ہیں۔

کعبہ کے چھت پر جھنڈا نصب کیا گیا

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی اور مسرت کا اظہار علی الاعلان ہونا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مشرق و مغرب میں جھنڈا نصب کر کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی و مسرت کا اظہار و اعلان کیا گیا اور کعبۂ معظمہ کے اوپر علم بلند کر کے گویا بندوں کو جتایا گیا کہ کعبۂ معظمہ جس کو بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے، اس پر خود خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے محبوب نبی، مقبول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش اور تشریف آوری کے موقعہ پر خوشی اور مسرت کے اظہار و بیان کے لئے جھنڈا نصب کیا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر فرمایا ہے، کعبہ معظمہ کو بیت اللہ، خانۂ خدا ہونے کا شرف حاصل ہے اور کعبہ معظمہ پر علم نصب کرنے کا مطلب یہ ہوا جو خوب ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیدا فرما کر اس قدر خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتا ہے کہ مشرق و مغرب میں اور کعبہ معظمہ پر جھنڈا نصب کیا گیا تا کہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر خود خالق و مالک اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہے کہ اپنے گھر کعبہ معظمہ پر علم کو نصب فرمایا۔

حضرات! ہم لوگ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتی اور غلام ہیں۔ تو ہم پر بھی لازم ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقعہ پر خوشی اور مسرت کے اظہار و بیان کے لئے اور خدائے تعالیٰ کی خوشی جان کر اپنے گھروں اور محلوں میں جھنڈے لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کثیر انعام اور ڈھیروں اکرام کے مستحق بن جائیں۔

میلادالنبی پر جھنڈے لگائے گئے

ہمارے سرکار احمد مختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے تمام پردے ہٹادئے تھے تو میں نے دیکھا مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو۔

وَرَأَیْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَماً بِالْمَشْرِقِ وَعَلَماً بِالْمَغْرِبِ وَعَلَماً عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ ٥

یعنی اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ج:۱،ص:۸۱، البدایہ والنہایہ، ج:۶،ص:۲۹۸، انوار محمدیہ، ص:۲۲)

پورا سال لڑکے پیدا ہوئے: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں تمام عورتوں کو لڑکے ہی عطا فرمائے۔

وَاَذِنَ اللّٰهُ تِلْكَ السَّنَةَ لِنِسَآءِ الدُّنْيَا اَنْ يَّحْمِلْنَ ذُكُوْرًا كَرَامَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سال یہ حکم فرمادیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تکریم میں تمام دنیا کی عورتیں لڑکوں کو جنم دیں۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۸۰، مواہب لدنیہ، ج:۱،ص:۱۲۳، انوار محمدیہ، ص:۲۲)

حضرات: گویا خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیدا کر کے خوش ہے اور بندوں کو انعام دے رہا ہے۔ ہم تو امتی ہیں غلام ہیں ہمیں کس قدر محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد پاک پر خوش ہو کر خوب خوب انعام واکرام اور تحفہ بانٹنا چاہئے۔

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن صبح صادق کے وقت رات جارہی تھی اور دن آرہا تھا۔

استاذ زمن فرماتے ہیں:

محروم نہ رہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِيْهِ ٥

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اسی دن (پیر کے دن) میں پیدا ہوا اور اسی دن میری بعثت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (صحیح مسلم، ج:۲،ص:۸۱۹، سنن کبریٰ، ج:۴،ص:۲۸۶)

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پہلی محفل مجلس انبیاء ہے

حضرات! روزِ میثاق مجلس انبیاء میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر بیان فرمایا۔ ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (پ ۳، رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ (کنز الایمان، میلاد نبویہ ص ۱۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مجلس میں اپنے حبیب، ہم بیماروں طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد کا ذکر تمام عالم سے پہلے بیان فرمایا۔

گویا ذکر میلاد شریف اس قدر پاکیزہ ہے کہ بیان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جس مجلس میں ذکرِ پاک کا بیان ہو وہ مجلس انبیاء ہے۔

اور آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کو بیان کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور ذکرِ میلاد پاک کو سننا سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں سنی مسلمان جو مجلسِ میلاد شریف کا انعقاد کر کے ذکرِ محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کر کے سنتِ خدا پر عمل کرتے ہیں اور ذکرِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سن کر سنتِ انبیاء علیہم السلام پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

الغرض اسی طرح ہر زمانے میں ہمارے حضور آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکرِ میلاد و تشریف آوری ہوتا رہا، ہر قرن میں انبیاء و مرسلین آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر ابراہیم و موسیٰ و داؤد و سلیمان

وزکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام نبی ورسول اپنے اپنے زمانے میں مجلسِ حضور ترتیب دیتے رہے اور میلاد شریف کی پاک محفل قایم کرتے رہے یہاں تک کی سارے نبیوں اور رسولوں میں پچھلا ذکرِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنانے والا، کنواری ستھری، پاک بتول حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیارا بیٹا جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے فرماتے ہوئے۔

مُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط (پ۲۸، رکوع۹)

ترجمہ: اوران رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (کنزالایمان)

یہ ہے مجلس میلاد شریف

جب ہمارے پیارے آقا رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش، میلاد شریف کا وقت قریب آیا تو تمام عالم میں محفل میلاد قائم تھی یعنی ہر عالم والے ہمارے پیارے حضور نورعلیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش شریف، میلادِ پاک کا ذکر کر رہے تھے۔ عرش پر محفل میلاد، فرش پر محفل میلاد، فرشتوں میں محفل میلاد ہو رہی تھی اور سب کے سب خوشیاں مناتے نظر آرہے ہیں۔ (میلادالنبویہ ص:۱۹)

کیا ہی خوب فرمایا ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

رُسل انہیں کا تو مژدہ سنانے آئے ہیں
انہیں کے آنے کی خوشیاں منانے آئے ہیں

درود شریف:

جبرئیل ومیکائل خوشیاں منانے حاضر آئے ہیں، سر جھکائے در دولت پر کھڑے ہیں، اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے، جس کے صدقے میں یہ ساری بارات بنائی گئی ہے، ساتوں آسمان میں عرش وفرش پر دھوم مچی ہے۔

حضرات! مجازی قدرت ومحبت والا اپنے محبوب کی آمد پر بہت کچھ خوشی وانبساط کے سامان مہیا کرتا نظر آتا ہے تو محبت حقیقی، قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ جو چھ ہزار سال پہلے بلکہ لاکھوں برس پہلے سے مرادالمرادین محبوب کی ولادت پر کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیطانوں کو اس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں ذکر میلاد شریف کے وقت جلتے نظر آتے ہیں اور ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ (میلادالنبویہ ص:۱۹)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرات! غلام تو میلاد شریف کے ذکر کے وقت خوش ہو رہے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

حضرات! غلام تو اس قدر خوش ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ عید رمضاں میں اس قدر خوش ہوئے نہ عید قرباں میں۔ جس قدر عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں خوش ہیں اس لئے کہ ان غلاموں کے ہاتھ ایسا رحمت کا دامن آیا ہے کہ یہ سب گر رہے تھے اس نے بچالیا، ایسا سنبھالنے والا ملا کہ ان کی نظیر نہیں، مثال نہیں۔

حضرات! ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے، دو کو بچا سکتا ہے اور اگر کوئی شخص زیادہ طاقتور ہے تو زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچالے گا۔ یہاں کروڑوں، عربوں پھسلنے والے، گرنے والے اور بچانے والے وہی ایک محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمُ النَّارَ هَلُمَّ اِلَیَّ ط

یعنی میں تمہارا بند کمر پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔ (میلاد النبویہ، ص: ۲۰)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں، کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن، کون بچائے بچاتے یہ ہیں

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو گر رہے تھے انہیں بانہوں نے تھام لیا
جو گر چکے یہ ان کو اٹھانے آئے ہیں

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور، آقائے کائنات، رحمت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں فرشتے ساتوں آسمان میں دھوم مچا رہے تھے اور عرش اعظم ذوق وشوق میں ہلتا تھا۔ ایک جھنڈا مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا (اعلان ہوا) کہ ان کا دارالسلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک ہے اور تمام جہان انہیں کی سلطنت اور انہیں کے تابع فرمان ہے۔ (میلاد النبویہ، ص:۲۰)

اللہ، اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش تک جاری ہے حکومت تیری

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

فرشتے خواہ نبی یا رسول ہوں، سب کو جو نعمت ملی ہے ہمارے حضور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کے دستِ عطا سے ملی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نعمت اللہ ہیں

قرآنِ عظیم نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام نعمت اللہ رکھا، حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (نِعْمَةَ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یعنی نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (بخاری، ج:۲، ص:۵۶۶)

لہٰذا شاہ طیبہ رحیم وکریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا تذکرہ کرنا گویا حکم الٰہی ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (پ۳۰، ع۱۸) اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنز الایمان)

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ (ملخصاً میلاد النبویہ، ص:۱۶)

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائے ہیں۔

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لکھوں سلام

محفل میلاد میں فرشتے بھی بلاتے ہیں

حضرات! ایک ہم اور تم ہی نہیں بلکہ محفل میلاد شریف کے لئے فرشتے بھی دعوت دیتے ہیں۔ فرشتوں نے جہاں بھی محفل میلاد شریف ہوتے دیکھی، ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں ہم سب کا مطلوب ہے۔ پھر فرشتے اس جگہ سے آسمان تک چھا جاتے ہیں اور ذکرِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں مشغول رہتے ہیں۔ ملخصا (میلاد النبویہ، ص: ۱۶)

خوب فرمایا مرید اعلیٰ حضرت جمیل رضوی علیہ الرحمہ نے

ہے ذکر میرے لب پر ہر صبح و شام تیرا
میں کیا ہوں ساری خلقت لیتی ہے نام تیرا

فرشتے رحمت کی شیرینی بانٹتے ہیں

اے عاشقو! تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو اور فرشتے میلادِ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں رحمت کی شیرینی تقسیم کرتے ہیں، وہ بھی عام کہ ہر کس و ناکس کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ ط یعنی ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔ خلاصہ (میلاد النبویہ، ص: ۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے مجلس میلاد قائم کی

حضرات! مجلسِ میلاد شریف آج سے نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود قایم کی اور برابر قائم کرتے رہے اور ان کی اولاد میں برابر محفل میلاد ہوتی رہی اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں۔ اول روز سے ہی اللہ تعالیٰ کی تعلیم تھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہ اے آدم! میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا کرو۔ (تلخیص میلاد النبویہ، ص: ۱۷)

اے ایمان والو! روز روشن کی طرح ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ محفل میلاد شریف وہی لوگ قایم کرتے ہیں اور ذکر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنتے اور سناتے ہیں جو بہت ہی خوش نصیب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ فرشتے محفل میں دعوت دیتے ہیں اور رحمت کی شیرینی تقسیم کرتے ہیں اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مجلسِ میلاد شریف قایم کی اور اپنی نیک اولاد کو محفل میلاد قایم کرنے کا حکم دیا۔

حضرات! ذکر میلاد شریف کی برکت سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے اور قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ جس جگہ پر میلاد ہو اس جگہ پر رحمت کی برسات ہوتی ہے۔ میلاد کی برکت سے دکھیوں کے دکھ دور ہوتے ہیں، بیماروں کو شفاء مفلسوں کو روزی کی نعمت ملتی ہے۔ بے اولادوں کو اولاد، بے مرادوں کو مراد حاصل ہوتی ہے اور میلاد شریف کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ محبوب خدا مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

اے ایمان والو! کلیجہ تھام کر بہت ہی غور فکر کے ساتھ وہابی، دیوبندی، تبلیغی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

وہابیوں کے نزدیک محفل میلاد ہر حال میں ناجائز و حرام ہے

وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ۔

(۱) مجلسِ میلاد ہر حال میں ناجائز و حرام ہے۔ (فتاوٰی رشیدیہ، ج:۲، ص:۸۳)

مشہور دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد (کرشن) کنہیا کے جنم کی طرح ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۱۴۸ مطبوعہ دیوبند)

اہل حدیث کہلانے والوں کے محدث میاں نظیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی ابو یحییٰ محمد شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں کہ۔

(۳) مجلسِ میلاد شریف، قیام وغیرہ بدعت و شرک ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد، ص:۴۸)

اہل حدیث کہلانے والوں کے حافظ محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ۔

(۴) میلادِ محمدی کے واقعات جو بیان کئے جاتے ہیں سراسر جھوٹے ہیں اور کسی دجال کے گڑھے ہوئے ہیں۔ (اخبار محمدی، دہلی، ص:۳، ۱۵ جنوری ۱۹۴۰)

حضرات! وہابیوں کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا ہے کہ محبوب خدا، ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف ہر حال میں ناجائز و حرام ہے مگر یہی وہابیوں کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ بچوں کا جنم دن، سالگرہ منانا جائز و درست ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

(۵) بچوں کی سالگرہ منانا اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز و درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج:۱، ص:۴۷)

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کے ایمان کے ساتھ، ساتھ عقل بھی برباد ہو چکی ہے کہ بچوں کا جنم دن منانا جائز اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش و میلاد منانا، ناجائز و حرام۔

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اے ایمان والو! منافقوں گستاخوں نے میلاد پاک کے بارے میں کس قدر دریدہ دہنی اور بے ادبی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس قدر بے باک اور نڈر تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی نہیں ہیں، لہٰذا ان بے ادبوں کو پہچانئے اور ان سے دور رہئے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے اور یقین رکھئے کہ ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر کرنا، ناجائز و حرام، بدعت و شرک نہیں بلکہ قرآن و سنت اور صحابۂ کرام و بزرگانِ دین کے اقوال و احوال سے ظاہر اور ثابت ہے کہ ذکر میلاد پاک کارِ خیر اور مبارک و محبوب عمل ہے۔

میلاد شریف کا بیان سنت مصطفیٰ ہے

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر ملی کہ آپ کے خاندان کو کسی نے برا بھلا کہا ہے

حدیث شریف (۱) : تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ممبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں عبد اللہ ابن عبد المطلب کا بیٹا ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے، ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے قبیلے کئے اور مجھے بہتر قبیلہ میں بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے، مجھے ان میں بہتر بنایا۔

فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَّخَیْرُھُمْ بَیْتًا ۔ تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ، ص:۵۱۳)

حدیث شریف (۲): حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا۔

فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم شریف، مشکوۃ شریف، ص:۱۷۹)

حدیث شریف (۳): كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۔ (ترمذی، ج۵، ص۵۸۵)

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور میں تمہیں اپنے ابتدا کی خبر دیتا ہوں، میں دعائے ابراہیم کا نتیجہ ہوں اور میں بشارت عیسیٰ ہوں اور میں اپنی والدہ کا خواب ہوں جو میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا۔

وَوَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ۝

اور والدہ ماجدہ سے میری ولادت کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا تھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات روشن ہوگئے تھے۔ (مسند امام احمد، ج:۴، ص:۱۲۷، دلائل النبوۃ، ج:۱، ص:۸۳، مشکوۃ، ص:۵۰۵)

اے ایمان والو! ان احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی میلاد کا ذکر فرمایا اور حدیث شریف میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات اور ظاہر ہونے والے نور کا تذکرہ بھی فرمادیا۔ تو صاف طور پر پتہ چلا کہ محفل میلاد کو کنہیا کے جنم کی طرح کہنے والا کافر و مرتد ہے اور میلاد شریف کے نورانی واقعات کو جھوٹا ثابت کرنا اور دجال کا گڑھا ہوا کہنا اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جھوٹا اور دجال کہنا ہوا اور اس طرح کی بات بدبخت منافق اور مرتد جہنمی ہی کہہ سکتا ہے۔

ائمہ و محدثین کی نظر میں میلاد شریف کی اصل

مشہور مفسر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ذکر میلاد شریف کی اصل صحیح بخاری، صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ حضور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو یہودیوں نے جواب دیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیابی دی، ہم اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس کا روزہ رکھتے ہیں۔تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کسی خاص دن میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان واکرام کا عطا ہونے سے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوتِ قرآنِ کریم اور دوسری عبادتوں کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے۔

وَاَیُّ نِعْمَۃٍ اَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَۃِ بِبُرُوْزِ ھٰذَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ ھُوَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ (حسن المقصد فی عمل المولد،ص:۶۳)

یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت سے بڑھکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس دن (خوش ہوکر) ضرور سجدہ بجالانا چاہئے۔

مشہور محدث امام نووی کے استاذ امام ابوشامہ کا قول

کہ ہمارے زمانے کے اچھے کاموں میں ایک اچھا کام یہ ہے جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کئے جاتے ہیں یعنی صدقہ وخیرات و بھلائی کے کام کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا اور اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ذکرِ میلاد کرنے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وتعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتا ہے کہ اَلَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین کو دیکر ہم پر احسان فرمایا۔(سیرت حلبی،ص:۱۰۰، سیرت نبوی،ص:۴۵)

امام ذہبی اور امام ابنِ کثیر کا قول

امام ذہبی اور امام ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ نیک وصالح بادشاہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی ابوسعید مظفر ہر سال بڑے تزک واحتشام سے محفل میلاد شریف منعقد کرتے تھے۔

وَکَانَ یَصْرِفُ عَلَی الْمَوْلِدِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ ثَلٰثَۃَ مِئَۃِ اَلْفِ دِیْنَارٍ۔

(البدایہ والنہایہ،ج:۹،ص:۱۸، سیر اعلام النبلاء،ج۱۶،ص۲۷۵)

اور ہر سال محفل میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔

حضرات! جلیل القدر ائمہ کرام اور محدثین عظام کے اقوال وبیانات سے صاف ظاہر اور ثابت ہوا کہ ذکر میلاد شریف کارِ خیر اور محبوب عمل ہے۔

برکاتِ میلاد شریف

اے ایمان والو! ذکرِ میلاد شریف سے رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے اور جس مکان اور جگہ میں محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے۔ وہ مکان اور جگہ انوار و برکات کا گہوارا بن جاتے ہیں۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

ورق تمام ہو، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے



صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

برکاتِ میلاد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پ۶،ع۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! ذکر میلاد شریف سے رحمت وبرکت کا نزول ہوتا ہے اور جس مکان اور جگہ میں محفل میلاد شریف ہوتی ہے وہ مکان اور جگہ انوار وبرکات کا گہوارہ بن جاتے ہیں۔ اور میلاد شریف پر خوشی کا اظہار کرنے سے دنیا وآخرت کے غم ومصیبت سے آزادی ملتی ہے اور جنت نعیم کا حقدار بھی بنا دیا جاتا ہے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

درود شریف:

محدث امام ابن جوزی کا قول

ہمیشہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، یمن، غرض مشرق سے مغرب تک عرب کے تمام باشندے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفلیں قایم کرتے آئے ہیں۔ جب ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔

وَيَهْتَمُّوْنَ اِهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَيَنَالُوْنَ بِذَالِكَ اَجْرًا جَزِيْلًا وَّ فَوْزًا عَظِيْمًا (المیلاد النبوی، ص:۵۸)

اور ذکر میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

محدث حضرت ابنِ جوزی کا دوسرا قول

مِنْ خَوَاصِهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ (سیرت نبوی، ص:۴۵)

یعنی میلاد شریف کی برکتوں میں سے یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوش خبری ہے۔

امام شمس الدین السخاوی کا قول

جلیل القدر محدث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اہل اسلام ماہ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور کثرت سے نیکیاں کرتے ہیں جس کے سبب بے شمار برکتیں اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔

اَنَّهٗ اَمَانٌ تَامٌّ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى تَعَجُّلَ بِنَيْلِ مَا يَنْبَغِيْ وَيُرَامُ ○

(المورد الروی فی مولد النبی، ص:۱۳، سبل الہدیٰ والرشاد، ج:۱، ص:۳۶۳)

یعنی بے شک اس پورے سال امن ہی امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی بشارت بہت جلد حاصل ہوگی۔

حضرات! جلیل القدر ائمہ کرام اور محدثین عظام کے اقوال و بیانات سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ ذکر میلاد شریف کار خیر اور محبوب عمل ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے ثویبہ کی آزادی

آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ کے چچا ابولہب کو اس کی کنیز ثویبہ نے آکر بتایا، میرے آقا آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر بہت ہی حسین وجمیل فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابوالہب اس خبر کو سن کر اس قدر خوش ہوا کہ ثویبہ کو آزاد کردیا۔

حضرات! سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب نے آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ اس لعین نے اپنی ساری زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دشمنی میں صرف کردی تھی۔ ایسا سخت کافر کہ قرآن مجید میں پوری سورہ " تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ اس کی مزمت میں اتری باوجود اس کے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو حاصل ہوا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِیَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِیْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِیْتَ ؟ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقِ بَعْدَکُمْ خَیْرًا غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَةَ O (بخاری شریف، ج:۲، ص:۷۶۴)

یعنی جب ابولہب مرا تو اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا، پوچھا: کیا گزری؟ ابولہب نے کہا: تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی ہاں مجھے اس (کلمے کی انگلی) سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اس لئے کہ میں نے (اس انگلی کے اشارے سے) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

اے ایمان والو! غور فرمایئے ابولہب کافر تھا، ہم مومن۔ وہ دشمن، ہم غلام۔ اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ہونے کی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔

حضرات! جب دشمن اور کافر کو ولادت کی خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو ہم غلاموں کو کس قدر فائدہ پہنچے گا

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

میلاد شریف سے خوش ہونے والا جنت میں داخل کیا جائیگا

حافظ الحدیث ابوالخیر شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے

سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا؟ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف سے خوش ہو کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے فرماتے ہیں۔

لَعَمْرِیْ اِنَّمَا یَکُوْنُ جَزَاءُہٗ مِنَ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ اَنْ یُّدْخِلَہٗ بِفَضْلِہِ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ نَعِیْمٍ ○

یعنی میری جان کی قسم اللہ کی طرف سے اس کی جزا یہی ہوگی کہ اللہ اپنے فضل عمیم سے اس کو جنتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۳۹)

مشہور عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا قول

یعنی ابولہب جو کافر تھا اور جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور کنیز کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا۔

تا حال مسلمان کہ مملوست بمحبت وسرور وبذل مال دروے چہ باشد (مدارج النبوۃ، ج۲،ص۱۹)

تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے مال خرچ کرتا اور میلاد شریف کرتا ہے۔

مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں

امام المحدثین حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے اہل اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں محافل میلاد شریف کا اہتمام کرتے آئے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں اس کی راتوں میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں، میلاد شریف کے چرچے کئے جاتے ہیں، ہر مسلمان میلاد شریف کے برکات سے فیضیاب ہوتا ہے۔

وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامِ ○

(المواہب اللدنیہ، ج:۱،ص:۱۴۷)

یعنی میلاد شریف کی مجرب چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے اور نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل کے لئے بشارت ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے سال بھر امان رہے گا

عاشقِ رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا، مساکین کو کھانا کھلانا، محفلِ میلاد منعقد کرنا اور کثرت سے درود شریف پڑھنا بڑا ثواب ہے۔
میلاد شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ سال بھر حفظ وامان عطا فرمائے گا اور اس شخص کے تمام جائز مقاصد پورا فرمائے گا۔ (ملخصاً ماثبت من السنۃ، ص:۵۹)

میلاد شریف منانے والا
حضرت صدیقِ اکبر کے ساتھ جنت میں ہوگا

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین یارِ غار و مزار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے ہمارے مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:۷، مطبوعہ ترکی)
حضرات! سبحان اللہ سبحان اللہ! کتنی برکتیں اور رحمتیں ہیں میلاد شریف منانے میں درہم و دینار خرچ کرنے اور کھلانے، پلانے پر کہ اس شخص کو جنت میں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

امیر المومنین عمر فاروق اور میلاد شریف کی تعظیم

امیر المومنین مرادِ مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ہمارے رحیم وکریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی تعظیم کی اس شخص نے گویا اسلام کو زندہ کردیا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:۷، مطبوعہ ترکی)

حضرت حسن بصری اور میلاد شریف پر خرچ

امیر الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
کاش! میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اسے ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کردوں۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص:۸، مطبوعہ ترکی)

میلاد شریف کی برکت سے ایمان پر خاتمہ ہوگا

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے سرکار، امت کے غم خوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و توقیر کرے تو وہ شخص ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔ (یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا) (النعمۃ الکبریٰ، ص:۸، مطبوعہ ترکی)

علامہ اسمٰعیل حقی کا قول کہ میلاد شریف کرنا نبی کی تعظیم ہے

مشہور عالم ربانی حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کرنا بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وَقَالَ الْاِمَامُ السُّيُوْطِي يَسْتَحِبُ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ ٥ اور امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (روح البیان شریف، ج:۵، ص:۲۶۱)

اے ایمان والو! صدیق و عمر اور ائمہ و محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال و احوال سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ شاہ طیبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر شریف کرنا بدعت و گناہ نہیں بلکہ صحابہ اور بزرگوں کی سنت ہے اور محبوب مصطفیٰ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنت میں رہنے کا ذریعہ ہے اور مرادِ مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں اسلام کو زندہ کرنا ہے اور عاشق آلِ مصطفیٰ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ایمان پر خاتمہ کا سبب ہے۔

حضرات! اس لئے ہم سنی مسلمان میلاد شریف مناتے ہیں اور صبح قیامت تک مناتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیاتِ ولادت کیجئے

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جان کافر پر قیامت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرات! اب میں اس علامہ اور محدث کا قول و بیان پیش کرنے جا رہا ہوں جن کو وہابی، دیوبندی اور تبلیغی بھی اپنا بزرگ اور پیشوا کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

میلادِ مصطفیٰ منانے سے نبی خوش ہوتے ہیں

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

میرے والد محترم بارہ ربیع الاول شریف کے موقعے پر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یومِ ولادت مناتے تھے اور کھانا پکا کر غربا و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔

ایک سال ایسا آیا کہ آپ کے پاس کھانا کھلانے کا انتظام نہیں تھا اور آپ کے پاس صرف دو پیسے تھے، آپ نے انہیں دو پیسے سے بھونے ہوئے چنے منگوائے اور ان کو میلاد شریف کی برکات حاصل کرنے کے لئے محفل میں تقسیم کردئے۔ جب رات کو سوئے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا اور خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے وہی بھونے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں۔

نِعْمَ مَا فَعَلْتَ یَاعَبْدَ الرَّحِیْمِ ۔ یعنی اے عبدالرحیم تو نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ (الدر الثمین، ص:۴۰)

حضرات! میلاد شریف منانے پر اعتراض کرنا بددینی اور جہالت ہے اور مخالف کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ میلاد شریف میں کھانا کھلانا اور تبرک تقسیم کرنا چاہے، چاہے بھُنا ہوا چنا ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بہت ہی محبوب و مقبول عمل ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

مشہور عاشق رسول علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کا قول

لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَعْمَلُوْنَ الْوِلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِىْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ فِى الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ ط (انوار محمدیہ، ص:۲۹)

یعنی ہمیشہ مسلمان ولادتِ پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَهٗ كَذَالِكَ مُسْتَحْسَنٌ ط (سیرت نبوی، ص:۴۵)

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرات! دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں حاجی صاحب وہ میلاد شریف کے بارے میں کیا کہتے ہیں ملاحظہ کیجئے فرمایا کہ مولد شریف تمام اہلِ حرمین (یعنی مکہ و مدینہ والے) کرتے ہیں اس قدر ہمارے لئے حجت (دلیل) کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص:۹۳)

اور حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہے بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (فیصلۂ ہفت مسئلہ، ص:۹)

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلمان کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

مخالف کا اعتراض

حضرات! ہمارا مخالف کہتا ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں مگر سنی بریلوی حضرات نے تیسری عید بھی گڑھ لی اور بنالی یہ بدعت سنی بریلوی مولویوں نے اپنی روٹی بوٹی کے لئے ایجاد کیا ہے ورنہ شریعت میں صرف دو عیدیں ہی ہیں۔

مخالف سے گزارش: وہابی دیوبندی، تبلیغی حضرات کے لئے درسِ عبرت ہے کہ ان کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال محفل میلاد شریف کا انعقاد کرتے تھے اور برکات حاصل کرتے اور قیام بھی کرتے۔ جس میں لطف ولذت حاصل کرتے، تو ان مخالفوں کو کم سے کم اپنے پیر و مرشد ہی کی مان کر توبہ کر لینا چاہئے

حضرات! مخالف کے سوالوں کے جواب کے لئے یہ آیت کریمہ کافی ہے، ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کلمہ پڑھنے والے حواریوں کے لئے جنتی کھانا خوان نعمت اترنے کے لئے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ ج (پ۷،ع۵)

ترجمہ: اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو، ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔ (کنزالایمان)

حضرات! غور وفکر کا مقام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں پر جس دن جنت سے خوان اترا یعنی جنتی کھانا اترا تو قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ دن ان کے اگلوں، پچھلوں کے لئے عید بن گیا اور جس روز محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد شریف ہوئی، کیوں نہ وہ دن عیدوں کی عید اور عیدوں کی جان بن جائے جس پر سب عیدیں قربان ہوں۔

استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبح شب ولادت

پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیب صبح شب ولادت

درود شریف:

معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ اسلام وشریعت میں صرف دو عیدیں ہی ہیں بالکل غلط ہے بلکہ جمعہ مبارکہ کے دن کو بھی اسلام نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن فرمایا ہے، منافقوں کے لئے نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جمعہ کا دن بھی عید ہے: ہمارے غم خوار نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ۔

یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ عِیْدًا ط

اے مسلمانوں کے گروہ بے شک یہ دن وہ ہے جس کو اللہ نے عید بنایا۔ (مشکوۃ شریف، ص:۱۲۳)

حضرات! مومنوں کے لئے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صاف طور پر فرمادیا کہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن عید ہے۔

جمعہ اور عرفہ کا دن عید ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ط** پڑھا آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّمَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمِ عَرَفَۃَ ٥ (ترمذی، مشکوۃ، ص:۱۲۱)

یعنی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا یہ آیت جس دن اتری اس دن دو عیدیں جمع تھیں، ایک جمعہ اور ایک عرفہ کا دن۔

حضرات! ان مبارک حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہی نہیں ہیں بلکہ جمعہ کا اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کے لئے عید ہے۔ مگر صرف مسلمانوں کے لئے، منافقوں کے لئے نہیں۔

اے ایمان والو! رمضان شریف میں ایک بابرکت رات ہے جس کو شب قدر کہتے ہیں، وہ رات نزول قرآن کی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رات کی عظمت بیان کی ہے۔

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ لا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ٥ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (پ۳۰،سورۂ قدر، رکوع ۲۲)

حضرات! رمضان شریف میں ایک برکت والی رات، شب قدر ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی عظمت و بزرگی کو ہزار مہینوں سے افضل بیان فرمایا۔

ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شب قدر کی برکت و رحمت کو بیان فرمایا: **مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ٥** یعنی جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑے ہو کر عبادت کی تو اس کے پہلے کے گناہ بخش دیئے گئے۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۷۰)

حضرات! مخالف لوگ، نزولِ قرآن کا دن تو مناتے ہیں مگر صاحبِ قرآن، محبوبِ رحمٰن محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دن منانے کو بدعت وگمراہی اور فضول خرچی کہتے نظر آتے ہیں۔

سچ اور حق بات تو یہ ہے کہ صاحبِ قرآن، محبوبِ رحمٰن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر تشریف نہ لاتے تو نہ رمضان ملتا اور نہ ہی قرآن نصیب ہوتا۔ آج ہم کو رمضان شریف جیسا مبارک مہینہ ملا اور قرآن مجید جیسی مقدس کتاب نصیب ہوئی تو یہ سب صدقہ ہے صاحبِ قرآن، محبوبِ رحمٰن، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد پاک کا، میلاد پاک کا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی ، جان ہے تو جہان ہے

شبِ میلاد، شبِ قدر سے افضل ہے

امام المحدثین حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

اِنَّ لَیْلَةَ مَوْلِدِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ ٥ یعنی بیشک میلادِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی رات تین وجوہ کی بنیاد پر شبِ قدر سے افضل ہے۔ (المواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۱۴۵)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی رات وہ مبارک رات ہے جس میں محبوبِ خدا رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد ہوئی جب کہ شبِ قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا کی گئی۔ لہٰذا وہ رات جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کا شرف ملا اس رات سے زیادہ افضل ہوگی جس کو آپ کے صدقے سے فضیلت دی گئی۔ پس اس میں کوئی نزاع نہیں کہ۔

(۲) اگر شبِ قدر کی فضیلت اس سبب سے ہے کہ اس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تو شبِ میلاد شریف کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں صاحبِ قرآن محبوبِ رحمٰن، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما ہوئے جس کی وجہ سے شبِ میلاد شریف کو وہ شرف وبزرگی حاصل ہوئی جو شبِ قدر کی فضیلت سے کہیں زیادہ افضل واعلیٰ ہے۔

لہٰذا شبِ میلاد شریف شبِ قدر سے افضل ہے۔

(۳) شبِ قدر کے سبب امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فضیلت بخشی گئی اور شبِ میلاد شریف سے تمام موجودات کو فضیلت سے نوازا گیا، ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجا تو اس رحمت کو تمام کائنات کے لئے عام کر دیا گیا۔

پس ثابت ہوا کہ نفع دینے میں شب ولادت شب قدر سے بہت زیادہ ہے۔
لہٰذا شب میلاد شریف شب قدر سے افضل ہے۔
محدث، امام حضرت علامہ زرقانی اور حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہمانے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ
إِنَّ لَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ ط
(زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج:۱ص:۲۵۵، جواہر البحار ج:۳ص:۴۲۴)
یعنی بیشک میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رات تین وجوہ کی بنیاد پر شب قدر سے افضل ہے۔
حضرت امام طحاوی نقل فرماتے ہیں کہ شب قدر افضل ہے پھر شب معراج پھر شب عرفہ پھر شب جمعہ پھر شب برأت پھر شب عید ہے اور
إِنَّ اَفْضَلَ اللَّيَالِيْ لَيْلَةُ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط (جواہر البحار ج:۳ص:۴۲۶)
یعنی بے شک ان تمام راتوں میں سب سے زیادہ افضل شب میلاد شریف ہے۔
مشہور عاشق رسول حضرت امام یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ
وَلَيْلَةُ مَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (انوار محمدیہ ص:۲۸)
اور شب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب قدر سے افضل ہے۔
حضرات! شب قدر کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں اور رحمت نازل ہوتی ہے جس کی وجہ سے شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
اور ہمارے پیارے حضور نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فضیلت و بزرگی کا یہ عالم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو اترتے ہیں۔ اور مزار انور و اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں۔
تو معلوم ہوا کہ فرشتے دربار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خادم ہیں تو خادم فرشتے جس رات میں اتریں تو وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہو جائے اور آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس رات میں تشریف لائے اس رات کو کچھ فضیلت نہ ہو؟
حضرات! حق و سچ تو یہ ہے کہ ہمارے حضور، آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی رات اور مہینہ پر کروڑوں اربوں مہینوں کی عظمت و بزرگی قربان۔

اور ایک خاص بات یہ ہے کہ شب قدر کی برکت ورحمت فقط اہل ایمان کے لئے ہے اور باقی انسان اس سے محروم رہتے ہیں۔ مگر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت ورحمت ایمان والے بھی حاصل کرتے ہیں اور ساری کائنات حاصل کرتی نظر آتی ہے۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سرو قد ستادہ صبح شب ولادت

کس داب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں ان کا کلمہ صبح شب ولادت

درود شریف:

یوم میلاد، یوم عید ہے

عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَاً اِتَّخَذَ لَیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہِ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا لِیَکُوْنَ اَشَدُّ غَلَبَۃً عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَعِنَادٌ ط (ماثبت من السنۃ، ص:۶۰)

یعنی اللہ تعالیٰ (خوب) رحمتوں سے اس شخص کو نوازے جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے میلاد شریف کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید بنایا تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بغض وعناد کی بیماری ہے ان کو سخت چوٹ لگے۔

(۲) فدائے رسول حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَاً اِتَّخَذَ لَیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہِ الْمُبَارَکَۃِ اَعْیَادًا ط (انوار محمدیہ، ص:۲۹)

یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمتوں سے مالا مال کرے جس شخص نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنایا۔

حضرات! انصاف۔ انصاف کہ کیا صرف دو عیدیں ہیں؟ یہ مخالف کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔

احادیث طیبہ اور بزرگوں کے اقوال واحوال سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اسلام میں صرف

دو عیدیں ہی نہیں ہیں بلکہ جمعہ کا روز، عرفہ کا دن اور میلاد شریف کے مہینہ کی تمام راتیں اور سارے دن عید کے ہیں۔

خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن بریلوی نے:

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہدِ بہار آیا صبح شب ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبح شب ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبح شب ولادت

درود شریف:

اللہ تعالیٰ عید منانے کا حکم دیتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط (پ۱۱،ع۱۱)

ترجمہ: تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ (کنز الایمان)

حضرات! اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت کے ملنے پر عید منانا، خوشی کا اظہار کرنا حکمِ الٰہی ہے اور شاہِ طیبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے


وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ
١٤١٧

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

اللہ کی سب سے بڑی نعمت

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ۝ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے

وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ط (پ۶، رکوع ۶)

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر۔ (کنزالایمان)

حضرات! ان آیات طیبہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور ان کا خوب چرچا کرنا، اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضا کا ذریعہ ہے۔ اور نعمت عظمیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت جس روز ہوئی اس دن عید منانا، خوشی کرنا، اس آیہ کریمہ پر عمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے

وَذَکِّرۡہُمۡ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ ط (پ۱۳، رکوع ۱۳)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔ (کنزالایمان)

Scanned by CamScanner

اے ایمان والو! اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سب دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے اور سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔

پھر وہ کون سے دن ہیں جن کو خاص طور پر یاد کرنے اور یاد دلانے، کا حکم دیا گیا ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ اہل ایمان جانتے ہیں کہ ہمارے مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے خاص اور بڑی نعمت ہیں، باقی تمام نعمت ودولت انہیں کا صدقہ ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

درود شریف:

مصطفیٰ نعمت خدا ہیں: حضرت امام بخاری نے صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۶۶ اور حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری، ج:۶،ص:۳۰۶ پر اور حضرت علامہ امام بدرالدین عینی حنفی عمدۃ القاری، ج:۱۹،ص:۶ پر اور حضرت علامہ امام فاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مطالع المسرات،ص:۱۵ پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔

حضرت شیخ محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اسم شریف نعمت اللہ ہے۔ (دلائل الخیرات،ص:۳۵)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ۝ (پ۴،رکوع۸)

ترجمہ: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہم پر لاتعداد انعام واکرام فرمائے ہیں اور بیشمار نعمت ودولت سے ہم کو نوازا ہے۔ زمین کو ہمارے لئے بچھونا، آسمان کو چھت بنایا۔ باران رحمت نازل فرما کر زمین میں سے طرح طرح کے میوہ جات کو اگایا۔ چاند، سورج، ستارے، جمادات، نباتات اور حیوانات کو ہمارے لئے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم نے ہم کو اس قدر نعمت ودولت سے نوازا ہے کہ ان کو شمار نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط (پ۱۳، رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔ (کنز الایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کو، نعمت و دولت کو، شمار کرنا چاہیں تو ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔ یہ اس رحمٰن و رحیم کا خاص کرم ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا پھر مسلمان کیا اور سب سے بڑا احسان و کرم یہ ہے کہ اس نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا امتی اور غلام بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم

حضرات! رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ نے بیشمار نعمتوں سے ہم بندوں کو نوازا مگر اللہ نے کسی نعمت کے عطا کرنے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ اے بندے! میں نے تجھ پر احسان کیا۔

اللہ نے دیکھنے کے لئے آنکھ، سننے کے لئے کان، بولنے کے لئے زبان اور پکڑنے کے لئے ہاتھ، چلنے کے لئے پیر اور سوچنے سمجھنے کے لئے عقل و دماغ عطا فرمائے مگر کسی نعمت پر احسان نہیں جتایا۔ مگر جب اپنے محبوب نبی، پیارے رسول، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہم میں مبعوث کیا تو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (پ۴، ع۸)

ترجمہ: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا، نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اس کائنات میں جلوہ گر ہونا رب تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام اور سب سے بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمادیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر سب سے بڑا احسان اور سب سے بڑی مہربانی ہے۔

احسان مومنوں پر

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا مگر احسان صرف مومنوں پر فرمایا۔ یہ اس لئے فرمایا کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آئے تو کل جہان کے لئے ہیں مگر قرب خاص ہے صرف مومنوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے مومنوں پر احسان فرمایا :

اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا ٥ یعنی ان میں اپنا رسول بھیجا۔ (پ۴، ع۸)

حضرات! اس فرمانِ رحمٰن سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ جو لوگ مومن ہیں۔ وہ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم میں موجود ہیں، وہ حاضر و ناظر ہیں، وہ آقائے کریم ہماری جانوں سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہیں۔

محفل میلاد میں رسول کی آمد!

یہ محفل ہے آقا کے آنے کی محفل
یہ محفل ہے قسمت بنانے کی محفل

اے ایمان والو! خوب سمجھ لو کہ تم مدینے سے دور ہو، مگر مدینے والے تم سے دور نہیں ہیں

امام اہلِ سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب فرمایا کہ۔

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں، وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے، وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

حضرات! غور کرو کہ تم اس وقت زمین پر بیٹھے ہو، اگر میں تم سے کہوں کہ تم چاند، تاروں کو دیکھو تو تم نظر اٹھا کر ایک سکنڈ سے بھی کم وقت میں چاند تاروں کو دیکھ لو گے اور تمہاری آنکھوں کا نور ایک سیکنڈ سے بھی کم میں لاکھوں میل کی دوری پر رہنے والے چاند، تاروں تک پہنچ کر پلٹ بھی آئے گا تو جب تمہاری آنکھوں کا نور چاند تاروں تک جانا اور پلٹ آنا ایک سکنڈ سے بھی کم وقت میں روزانہ لاکھوں بار ہو سکتا ہے تو وہ ذاتِ انور جو نورٌ علیٰ نور، جو ساری خدائی کا بھی نور ہے اور خدا کا بھی نور ہے۔ اگر وہ مدینہ سے ہماری محفل میلاد میں جلوہ گر ہو جائیں اور پھر مدینہ تشریف لے جائیں تو اس میں کون سا تعجب کا مقام ہے؟ کیا ہماری آنکھوں کے نور سے خدا کا خاص نور کروڑوں درجہ افضل و اعلیٰ نہیں ہے؟ تو پھر ایک پل بھر میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ سے محفل میلاد شریف میں آسکتے اور پھر جا سکتے ہیں۔

حضرت مولانا آسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

عشق بازوا جوشہ ہردو سرا تک پہنچا
وہ خدا تک ،وہ خدا تک وہ خدا تک پہنچا
کیا نہ پہنچے گا وہ فریاد کو میری پل میں
جو پلک مارنے میں عرش خدا تک پہنچا

حضرات! اسی طرح یہ بھی ایمان رکھو کہ در رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ مقدس چوکھٹ ہے کہ یہاں قسمت بنتی بھی ہے اور بگڑتی بھی ہے۔ جیسے قرآن کریم سے کچھ لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ ۱، رکوع ۳)

ترجمہ: اللہ بہتیرے کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیرے کو ہدایت فرماتا ہے۔ (کنزالایمان)

بس یہی حال دربار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے۔

حضرات! کون نہیں جانتا کہ حضرت بلال ایک حبشی غلام تھے، نہ کوئی عزت تھی نہ کوئی وقار۔ مگر جب یہی بلال حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں پہنچ کر ان کی مقدس چوکھٹ سے چمٹ گئے تو ان کی قسمت بن گئی کہ یہ جب مدینے کی گلیوں میں چلتے پھرتے تھے تو وہ جنتی صحابہ جن کی آنکھوں میں نور بصارت کے ساتھ ساتھ نور بصیرت بھی تھا، جب وہ حضرت بلال کے چہرہ کو دیکھتے تھے تو زبان حال سے پکار اٹھتے تھے کہ۔

بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے
چشمِ بینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

درود شریف:

اور ثعلبہ ابن ابی حاطب جو دور صحابہ میں اتنے عبادت گزار اور مقبولِ خلائق و باوقار تھے کہ لوگ محبت و پیار میں ان کو حمامۃ المسجد یعنی مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔ مگر جب انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور رحمت عالم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے روٹھ کر ان کو اپنی چوکھٹ سے ٹھکرا دیا تو ایک دم ان کی قسمت اس طرح بگڑ گئی کہ ایمان کی دولت برباد ہو گئی اور ثعلبہ سر پٹک پٹک کر مر گئے مگر مردودیت کا بدنما داغ ان کی پیشانی سے نہ دھل سکا اور ثعلبہ بن حاطب دونوں عالم میں ذلیل و خوار ہو گئے۔

اللہ اکبر اج کہا کسی عارف نے کہ

خدا کا قہر ہے ان کی نگاہ کا پھرنا
گرا جو ان کی نظر سے سنبھل نہیں سکتا

حضرات! ان دونوں واقعات سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وغلامی دونوں جہاں کی عزت وسرداری ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں کیا چیز ہے لوح وقلم تیرے ہیں

اور محبوب خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عداوت اور ان سے دوری، دونوں جہاں کی ذلت ورسوائی ہے۔

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں خوار پھرتے ہیں

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے



﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

محفل میلاد میں قیام کا ثبوت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

حضرات! عام بول چال میں قیام کے معنیٰ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا ہے مگر کبھی کبھی قیام کی اور بھی حالتیں ہوتی ہیں جو حدیث وسنت سے ثابت ہیں۔

لہٰذا مخالف کا یہ کہنا کہ اللہ کے علاوہ کسی کے لئے قیام کرنا بدعت وشرک ہے۔ یہ بالکل غلط اور گمراہی ہے۔

اس لئے کہ عبادت میں اصل چیز نیت ہے اور نیت کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (صحیح بخاری: ج ۱، پہلی حدیث)

یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اگر قیام عبادت ہے تو نماز کی باقی حالتیں کیا ہیں؟

اگر ہم نماز کی حالتوں پر غور کریں تو قیام کے بعد رکوع، سجدہ، قعدہ بھی نماز کا حصہ ہیں، قیام نماز کا حصہ ہے تو قعدہ بھی نماز کا حصہ ہے، قیام عبادت ہے تو قعود (نماز میں بیٹھنا) بھی عبادت ہے۔ قیام اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو قعدہ (بیٹھنا) بھی اسی کے لئے ہے۔

تو نماز سے الگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے قیام (کھڑا ہونا) اگر ناجائز وحرام اور بدعت وشرک ہے تو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے قعدہ کرنا یعنی کسی کے سامنے بیٹھنا بھی ناجائز وحرام اور بدعت وشرک ہونا چاہئے۔ کیوں کہ اگر قیام اللہ کے علاوہ کے لئے منع ہے تو قعدہ (بیٹھنا) بھی اللہ کے علاوہ کے لئے منع ہونا چاہئے۔ مخالف کی اس منطق پر اگر عمل کر لیا جائے تو دنیا میں کوئی مسلمان بچ ہی نہیں سکتا، سب کے سب کافر ومشرک ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ ہر مسلمان ہر دن کسی کے لئے قیام بھی کرتا ہے اور قعدہ (بیٹھنا) بھی کرتا نظر آتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ہمارے قیام (کھڑا ہونا) اور قعدہ (بیٹھنے) میں ہماری نیتوں کا دخل ہوتا ہے

نماز میں قیام وقعدہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کے لئے ہوتا ہے۔

اور میلاد شریف میں قیام وقعدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ومحبت کے لئے ہوتا ہے۔

قیام کا ثبوت سنت سے: ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بلانے پر قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اَوْ خَیْرِکُمْ ○ (صحیح بخاری، ج:۴، ص:۱۵۱۱، صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۳۸۸)

یعنی تم لوگ اپنے سردار یا اپنے سے بہتر کے لئے (تعظیماً) کھڑے ہو جاؤ۔

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ اپنے سے بڑے اور اپنے سے بہتر کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق ہے اور ان کی خوشی کا ذریعہ بھی ہے

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ۔

میں نے (حضرت سیدہ) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ کسی کو طور طریقہ، روش اور نیک عادت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا۔ جس وقت حضرت فاطمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی چومتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِھَا فَقَبَّلَتْہُ وَاَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا ○ (ترمذی، ج:۶، ص:۱۷۵، ابوداؤد، ج:۴، ص:۳۵۵)

یعنی اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے اپنی نشست سے کھڑی ہو جاتیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ چومتیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اے ایمان والو! حدیث شریف سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور روشن ہوا کہ بیٹی کے لئے بھی قیام سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کر کے بتا دیا اور اس نورانی حدیث سے ایک خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ۔

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ یعنی حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

تو ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نیک عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے قیام فرما کر قیامت تک کے لئے نیکوں کی تعظیم کرنا، قیام کرنا اپنی سنت بنا دیا۔ اب قیامت تک جو شخص کسی نیک جنتی کی تعظیم کرے گا اس کے لئے قیام کرے گا، ان کی پیشانی کو بوسہ دے گا تو سنت پر عمل کے ثواب کا حقدار ہوگا۔

اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دستِ مبارک کو چوم کر ہر بیٹی کے لئے باپ کے ہاتھوں کو چومنا سنت میں داخل کر دیا اور ہر امتی کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرنا بھی سنت میں داخل فرما دیا۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (انصار) کی عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا۔

فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (خوشی سے) کھڑے ہو گئے۔ (صحیح بخاری، ج:۳، ص:۱۳۷۹، صحیح مسلم، ج:۴، ص:۱۹۸۴)

جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت حبشہ سے مدینہ طیبہ آئے۔

تَلَقَّاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَعَانَقَهٗ وَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ ط تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آگے بڑھ کر ان سے معانقہ کیا اور ان کی پیشانی کو چوما۔ (طبرانی معجم کبیر، ج:۲، ص:۱۰۸، طحاوی شرح معانی الآثار)

(۵) عکرمہ (ابن ابوجہل) جب مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بے کس نواز بارگاہ میں حاضر ہوئے

اِسْتَبْشَرَ وَوَثَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا رِجْلَيْهِ فَرْحًا بِقُدُوْمِهٖ ٥

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کے آنے کی خوشی میں کھڑے ہو گئے یعنی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ (حاکم، المستدرک، ج:۳، ص:۲۶۹، بیہقی، ص:۳۹۸)

(۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ آئے۔

فَقَامَ اِلَیۡہِ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو گئے۔

(ترمذی، ج:۴، ص:۳۵۰، عسقلانی، فتح الباری، ج:۱۱، ص:۵۳)

حضرات! ان احادیث طیبات سے خوب روشن ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار کی عورتوں، بچوں اور حضرت جعفر وحضرت عکرمہ اور حضرت زید بن حارثہ کے لئے خوش ہو کر کھڑے ہوئے اور ان کا استقبال فرمایا تو معلوم ہوا کہ اصاغر کے لئے، غلاموں کے لئے بھی خوش ہو کر ان کے لئے قیام کرنا اور ان کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا اور ان سے معانقہ کرنا اور ان کی پیشانی کو چومنا بھی سنت ہے۔

حضرات! یہ سارے قیام جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کیا، بظاہر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے تھا۔ تو ثابت ہوا کہ اللہ کے علاوہ کے لئے بھی قیام ہے جبھی تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کیا۔

تو حاصل کلام یہ ہوا کہ جب نیکوں اور عام بندوں کے لئے قیام کرنا اور ان کے استقبال میں کھڑا ہونا گناہ و حرام نہیں ہے تو محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے قیام کرنا گناہ وحرام کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ مرد مومن کے لئے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں ان کی میلاد شریف کی محفل میں قیام کرنا بہت بڑے اجر وثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے:

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

درود شریف:

صحابۂ کرام سے قیام کا ثبوت

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا کہ اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وادب میں قیام فرماتے تھے، ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھ کر گفتگو فرماتے فَاِذَا قَامَ قُمۡنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاہُ قَدۡ دَخَلَ بَعۡضَ بُیُوۡتِ اَزۡوَاجِہٖ۔

یعنی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (جانے کے لئے) قیام فرماتے تو ہم سب بھی (ادب وتعظیم) کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوتا نہ دیکھ لیتے۔ (ابوداؤد، ج:۳، ص:۳۳۷، عسقلانی، فتح الباری، ج:۱۱، ص:۵۲)

اے ایمان والو! خوش ہو جاؤ کہ ہم سنی مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وادب میں قیام کرتے ہیں اور صحابۂ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے غلام ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اس لئے کہ صحابۂ کرام مسجد شریف میں اپنے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفل پاک میں بیٹھ کر گفتگو کرتے لیکن جب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گھر جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو تمام صحابہ اپنے رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وادب کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک باادب کھڑے رہتے جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے گھر میں داخل نہ ہو جاتے تو معلوم ہوا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وادب میں قیام کرنا، کھڑا ہونا صحابۂ کرام کا طریقہ اور سنت ہے اور یہی راہ، راہ جنت ہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول، فدائے صحابہ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

حضور نے رضاعی ماں باپ اور بھائی کے لئے قیام کیا

ایک روز ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رضاعی باپ ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی چادر نور ان کے لئے بچھائی، پھر رضاعی ماں آئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چادر شریف کی دوسری جانب ان کے لئے بچھادی۔

ثُمَّ اَقْبَلَ اَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ ط یعنی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رضاعی بھائی آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو گئے پس ان کو اپنے سامنے بٹھادیا۔ (ابوداؤد، سنن، ج:۳، ص:۳۳۷، عسقلانی، فتح الباری، ج:۱۱، ص:۵۲)

بزرگوں کا محفل میلاد میں قیام کرنا

(۱) مفتی مکہ معظمہ حضرت علامہ سید احمد زینی دہلان شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
یعنی ہمیشہ سے لوگوں کی عادت جاری ہے کہ جب ولادتِ پاک کا ذکر سنتے ہیں تو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں، یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ہے۔

وَقَدْ فَعَلَ ذَالِکَ کَثِیْرٌ مِّنْ عُلَمَآءِ الْاُمَّۃِ الَّذِیْنَ یُقْتَدٰی بِھِمْ ٥ (سیرت نبوی، ص:۴۴)

یعنی اور یہ قیام بہت سے علمائے امت نے کیا ہے جو مقتدیٰ اور پیشوا مانے گئے ہیں۔

(۲) حضرت امام علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت ایسے عالم امت اور امام الائمہ سے قیام ثابت ہے جو دین اور تقویٰ میں مشہور ہیں جن کا نام امام تقی الدین سبکی ہے۔

وَتَابَعَہٗ عَلٰی ذَالِکَ مَشَائِخُ الْاِسْلَامِ فِیْ عَصْرِہٖ (سیرت حلبی، ج:۱، ص:۱۰۰)

یعنی اور اس قیام میں بڑے بڑے مشائخ اسلام نے ان کے زمانے میں اتباع کی۔

(۳) بہت بڑے بزرگ حضرت امام سبکی کا قیام تعظیم

بے شک حضرت امام سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے زمانے کے بڑے بڑے علماء حاضر تھے۔ ایک نعت خواں نے حضرت ابوذکریا صرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عشق و محبت اور تعریف وتوصیف سے لبریز تھے جس کا کچھ خلاصہ یہ تھا کہ۔
مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے لئے اچھے کاتب کی تحریر سے سنہری تحریر چاندی پر لکھوایا جائے تو بھی کم ہے۔ اگر شریف انسان ان کا ذکر سنتے ہی کھڑے ہو جائیں حالتِ قیام میں صف بستہ یا گھٹنوں کے بل۔

فَعِنْدَ ذَالِکَ قَامَ الْاِمَامُ السُّبْکِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَجَمِیْعُ مَنْ کَانَ فِی الْمَجْلِسِ فَحَصَلَ اُنْسٌ کَبِیْرٌ بِذَالِکَ الْمَجْلِسِ وَ یَکْفِیْ مِثْلُ ذَالِکَ فِی الْاِقْتِدَاءِ ٥

یعنی تو اسی وقت (یہ سنتے ہی) حضرت امام سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھ سب مجلس

والے بھی کھڑے ہو گئے اور مجلس میں ایک وجد طاری ہو گیا۔ ایسے امام اور عالم کا قیام کرنا ہمارے لئے کافی ہے۔

حضرات! احادیث طیبہ اور بزرگوں کے اقوال و احوال سے خوب، خوب واضح اور ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کے لئے بھی قیام کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا۔ اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفل میلاد شریف میں قیام کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا ذریعہ اور بہت ہی بڑے خوش نصیب شخص کا عمل ہوتا ہے۔

حضرات! نماز میں قیام اللہ کریم کی بندگی اور عبادت کہلاتی ہے۔

اور! محفل میلاد شریف میں قیام، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم اور محبت کہلاتی ہے خوب کہا ہے کسی عاشق صادق نے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

برکات رضاعت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۝

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ ۝ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشقِ رسول امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرتِ حلیمہ چُن لی گئیں

ہمارے آقا مشفق و مہربان نبی، رحیم و کریم رسول، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سات دن اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند روز حضرت ثویبہ کا دودھ پیا اور اس کے بعد یہ نیکی اور بزرگی حضرت حلیمہ سعدیہ کو حاصل ہوئی کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دودھ پلانے کے لئے چن لی گئی تھیں

حضرات! عرب کے دستور کے مطابق قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی چند عورتیں جن میں ایک حلیمہ بھی تھیں مکہ میں بچے لینے کی غرض سے آئیں۔ حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر اور ان کے دودھ پیتے بیٹے (عبداللہ) بھی تھے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک دراز گوش اور ایک لاغر اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے، خشک سالی کی وجہ سے سواری کا چلنا دشوار تھا اور خود میرا یہ حال تھا کہ مجھ کو اتنا دودھ بھی نہیں آتا تھا کہ میرے بچے کا پیٹ بھر سکے۔

چنانچہ وہ بھوک کی شدت سے ہر وقت روتا اور اس کے رونے کی وجہ سے نہ رات کو چین کی نیند آتی اور نہ دن کو آرام ملتا، میری سواری لاغر اور کمزور تھی جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گئی اور دوسری عورتیں مجھ سے پہلے مکہ میں پہنچ گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے سب بچوں کو حاصل کر لیا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کسی عورت نے نہ لیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یتیم تھے اور جس وقت میں مکہ میں پہنچی اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ اور کوئی بچہ نہ تھا اور میں نے اس یتیم کو ہی لے لیا۔

حضرات! زمانہ کہتا ہے کہ ان عورتوں نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہیں لیا اور میں کہتا ہوں کہ میرے مصطفیٰ کریم نے ان عورتوں کی خدمت کو پسند نہیں فرمایا۔

اور دوسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے لیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو اپنی خدمت کے لئے پسند فرما لیا اور ان کا دودھ نوش فرما کر ہمیشہ کے لئے امام الانبیاء کی رضاعی ماں ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

چنانچہ جب حلیمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس گئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید گرم کپڑے میں لپٹے ہوئے سبز حریر پر سیدھے سو رہے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا رحمت والا ہاتھ سینۂ مبارک پر تھا اور آپ سے کستوری کی سی نہایت پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن و

جمال کا یہ عالم تھا کہ میں دیکھتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فدا اور فریفتہ ہوگئی۔ قریب ہو کر میں نے اپنا ہاتھ پیار اور نرمی سے آپ کے سینۂ انور پر رکھ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اپنی مبارک آنکھیں کھول دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جس کی شعائیں آسمان تک پہنچیں اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میری طرف دیکھا۔ میں نے فرطِ محبت سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اٹھا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گود میں لے کر اپنی داہنی چھاتی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ میں دے دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے میری چھاتی میں اس قدر دودھ اتر آیا کہ میں تعجب میں پڑ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جتنا چاہا پیا پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بائیں جانب لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بائیں چھاتی کا دودھ پینے سے انکار فرما دیا اور برابر یہی طریقہ مبارک رہا کہ ہمیشہ داہنے چھاتی سے پیتے اور بائیں چھاتی سے نہیں پیتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے بے شمار علوم کے خزانوں کو عطا فرما کر پیدا فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جانتے تھے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا شیر خوار بیٹا عبداللہ بھی ہے، اس لئے بائیں چھاتی کا دودھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کے لئے چھوڑ دیتے تھے گویا پیدا ہوتے ہی عدل وانصاف کی مثال قائم فرما دی اور زمانے کو بتا دیا کہ میں کسی کا حق دبانے نہیں بلکہ عدل وانصاف کے ساتھ حق والوں کو ان کا حق دلانے آیا ہوں۔

ہمارے حضور حضرت حلیمہ کی گود میں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے جانے کی اجازت لی تو انہوں نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لختِ جگر نور نظر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میرے سپرد کیا اور صحت وسلامتی کے ساتھ واپس لوٹنے کی دعا کی۔

پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے کر شوہر کے پاس آئیں اور شوہر کو دکھلایا تو شوہر بھی ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہماری وہ اونٹنی جو خشک سالی کی وجہ سے ایک قطرہ بھی

دودھ نہ دیتی تھی اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور میرے شوہر نے اس کے دودھ کو خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خود میری چھاتی بھی دودھ سے بھر گئی جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اور میرے بیٹے عبداللہ نے سیراب ہو کر پیا اور ہم نے چین وسکون کے ساتھ سو کر رات گزاری۔

یہ برکات دیکھ کر میرے شوہر نے کہا، حلیمہ! خدا کی قسم یہ سب برکتیں اس مبارک بچے کے سبب سے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ برکتوں میں اور بھی اضافہ ہوگا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل ہمارا گھر رحمتوں و برکتوں کا گہوارا بن گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھ کو بتایا کہ حلیمہ خاموش رہو اور ان باتوں کو چھپاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے علمائے یہود کو کھانا پینا سونا اور آرام کرنا حرام ہو گیا ہے۔ اگر ان کو معلوم ہو گیا تو وہ لوگ اس بچے کے ساتھ اور تیرے ساتھ حسد کریں گے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم تین دن تک مکہ میں ٹھہرے رہے، پھر دوسری عورتیں جب واپس ہونے لگیں تو میں بھی حضرت آمنہ طیبہ کے پاس الوداعی سلام کرنے اور واپس جانے کی اجازت لینے گئی تو میں نے حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، خدا کی قسم تمہارے بچے سے زیادہ برکت والا بچہ کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نور نظر کو پیار کیا اور مجھ کو دیتے ہوئے تاکید کی کہ اس بچے کی طرف سے خبر دار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سواری دراز گوش پر سوار ہوئیں اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سواری دراز گوش نے تین سجدے کئے پھر اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اور چلی۔

حضرات! سواری کا سجدہ کرنا اور آسمان کی جانب سر اٹھانا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرنا تھا کہ اس نے مجھ کو یہ شرف بخشا ہے کہ دونوں جہاں کے سردار محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج مجھ پر سوار ہیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے میری وہی سواری جو لاغر و کمزور ہونے کے سبب چل نہیں سکتی تھی، اب وہ اس قدر چست اور توانا ہو گئی کہ ان تمام سواریوں کو پیچھے

چھوڑ کر آگے نکل گئی جو مکہ سے پہلے کی چلی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر دوسری عورتوں نے تعجب کیا اور مجھ سے معلوم کیا کہ اے حلیمہ! کیا یہ وہی سواری ہے؟ وہ سواری تو اس قدر لاغر و کمزور تھی کہ اس سے چلا نہیں جاتا تھا اور وہ گر گر پڑتی تھی، تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سواری تو وہی ہے لیکن سوار بدل گیا ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ساری عورتیں تعجب میں پڑ گئیں اور بولیں کہ اب اس سواری کی عجیب شان ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں ان عورتوں کو جواب دے چکی اور خاموش ہوئی تو میں نے سنا کہ میری سواری کچھ بول رہی ہے کہ واقعی اب میری بڑی اور عجیب شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مرنے کے بعد زندہ کیا یعنی مجھ کو لاغر و کمزور ہونے کے بعد چست اور توانا کر دیا ہے۔

سواری کہہ رہی تھی: اے بنی سعد کی عورتو! تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتی کہ۔

مَنْ عَلٰی ظَهْرِیْ خِیَارُ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی میری پیٹھ پر کون سوار ہیں، میری پیٹھ پر خیر الانبیاء اور رسولوں کے سردار اور اولین و آخرین میں سب سے بہتر حبیب خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سوار ہیں۔

(طبقات ابن سعد، ص:۱۱۱، زرقانی علی المواهب، ص:۱۴۵، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۲۶-۲۷)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں راستے میں اپنے دائیں بائیں سے سنتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ

اے حلیمہ! تو (محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت سے قبل) غریب تھی اب دولت مند ہو گئی اور تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہو گئی۔ اس کے بعد میں بکریوں کے پاس سے گزری تو بکریاں دوڑ کر میرے پاس آ گئیں اور کہنے لگیں اے حلیمہ تو جانتی ہے کہ تو جس کو دودھ پلا رہی ہے وہ اللہ کے رسول اور اولادِ آدم کے سردار ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۲۶)

حضور کی برکت سے سارا گاؤں معطر ہو گیا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ جب ہم اپنے گھر پہنچے تو بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو خوشبو سے معطر نہ ہو اور میری بکریاں جو خشک سالی کی وجہ سے اس قدر دبلی اور کمزور ہو گئی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے فربہ اور موٹی ہو گئیں اور سب کے تھن دودھ سے بھر گئے اور ہم سب ان کا دودھ نکال کر خوب سیراب ہو کر پیتے۔

حضور کی برکت سے بیمار شفا پاتے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنی سعد کے لوگوں (اور سارے گاؤں والوں) نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل برکتوں کی بارش دیکھی تو ان لوگوں کے دلوں میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعظمت پیدا ہوگئی اور سارے گاؤں والوں کو آپ کے مبارک ہونے کا یقین ہوگیا یہاں تک کہ کوئی آدمی یا جانور بیمار ہوتا تو اس بیمار کو لے کر ہمارے گھر آجاتے اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دستِ رحمت بیمار کے جسم سے پھیر دیتے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۴۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شافی، نافی ہو تم، کافی، وافی ہو تم
دردکو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود

مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بچپن شریف

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہر ہر ادا بے مثل اور لا جواب ہے۔ حضور کی ولادت شریف سے قبل کے احوال لا جواب، حضور کی میلاد شریف لا جواب، حضور کا بچپن شریف لا جواب۔ چنانچہ محدثین کرام بیان فرماتے ہیں کہ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھوارے کو ہلایا کرتے تھے یعنی جھولا جھولایا کرتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۴۸، خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳)

حضور کی انگلی جدھر جاتی چاند ادھر ہی جھک جاتا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ کے بچپن شریف میں ایسے ایسے واقعات دیکھے۔

رَأَیْتُکَ فِی الْمَهْدِ تُنَاجِی الْقَمَرَ وَتُشِیْرُ اِلَیْهِ بِاِصْبَعِکَ فَحَیْثُ اَشَارَتْ اِلَیْهِ مَالَ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ اُحَدِّثُهٗ وَیُحَدِّثُنِیْ ۔ یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جھولے میں چاند سے بات کرتے دیکھا اور جدھر آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا ادھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں چاند سے اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۴۶، خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳)

اللہ اکبر! کیا شان ہے ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ آپ کا بچپن شریف ہے، آپ مہد میں جھولا جھول رہے ہیں، آپ کی انگشت مبارک جدھر جاتی آسمان کا چاند بھی ادھر ہی جھک جایا کرتا تھا گویا اللہ کریم نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے چاند کو کھلونا بنا دیا تھا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے کھیلا کریں اور محبوب نور تھے تو کھلونا بھی نور کا تھا۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

درود شریف:

حضور چاند کے سجدہ کرنے کی آواز کو مہد میں سنتے تھے

(۱) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں مہد میں جھولا جھولتا تھا اور جس وقت چاند عرش خدا کے نیچے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا تھا تو میں اس کے (سجدہ) میں گرنے کی آواز کو (مہد) سے سنتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳)

حضور، ماں کے شکم سے لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز کو سنتے تھے

(۲) ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ کے بچپن شریف میں آپ کو جھولے میں چاند سے بات کرتے دیکھا اور جدھر آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ ہوتا ادھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس روز کی تھی تو کیا۔ اس وقت آپ کو وہ سب واقعات معلوم ہیں؟ جو حالت بچپن میں آپ سے ظاہر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے عباس میرے چچا! یہ واقعات تو پیدائش کے بعد کے ہیں میں تم کو اس وقت کی بات بتاتا ہوں جب میں اپنی ماں کے شکم میں تھا اور رب تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ میری امت کے نامۂ اعمال کو لکھ رہا تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز کو میں اپنے ماں کے شکم میں سنتا تھا اور کس امتی کا نامۂ اعمال لکھا جا رہا ہے اس امتی کو بھی میں مادر شکم سے دیکھتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۳، مجمع الفتاویٰ ج۲،ص:۹۷)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر بلند و بالا مقام و مرتبہ سے نوازا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زمین پر، مکہ شریف میں، اپنے گھر میں، جھولا میں تشریف فرما ہیں اور حالتِ بچپن میں شیر خواری کے عالم میں چاند آسمانوں کے اوپر عرش خدا کے نیچے اللہ تعالیٰ کو جو سجدہ کرتا تھا تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو سنتے تھے۔ اور لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی چرچراہٹ کی آواز کو بھی ماں کے شکم میں سنتے تھے۔ اور اس امتی کو بھی دیکھتے تھے جس کی تقدیر لکھی جا رہی تھی۔

اے ایمان والو! اب اگر ہم اپنے گھروں سے اپنی محفلوں سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکارتے ہیں۔ یا رسول اللہ! کہتے ہیں تو یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہماری پکار کو، یا رسول اللہ کی صدا کو سنتے ہیں اور پکارنے والے غلام کو بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر اور ثابت ہے۔

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور کا بچپن میں چلنا پھرنا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چلنے پھرنے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوسرے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے بلکہ ان لڑکوں کو بھی کھیل کود سے منع فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نشو ونما حیرت انگیز تھا۔ آپ دو برس کی عمر میں چار برس کے معلوم ہوتے تھے اور ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرا بچہ ایک ماہ میں بڑھا کرتا ہے۔ اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف دو برس کے

قریب ہوئی تو ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ سخت دوپہر کے وقت باہر جانوروں کی طرف چلے گئے، چونکہ میں آپ کا بہت خیال رکھتی تھی، جب مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کے پیچھے گئی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شیما کے ساتھ واپس آرہے تھے۔ میں نے شیما کو جھڑک کر کہا کہ ایسی دھوپ میں ان کو اپنے ساتھ کیوں لائی ہے؟ شیما نے کہا امی جان ان کو دھوپ نہیں لگتی ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک ابر ان پر برابر سایہ کیۓ رہا، جب یہ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب یہ ٹھہر جاتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور اس شان سے ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔ حضرت حلیمہ نے فرمایا بیٹی کیا یہ سچ ہے؟ شیما نے کہا خدا کی قسم جو کچھ میں نے بتایا وہ سچ ہے۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۸۵، مدارج النبوت، ج:۲،ص:۲۶)

حضرت حلیمہ کا اسلام اور وصال

ابن حجر نے بیان کیا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ دولتِ اسلام سے مشرف ہوئیں۔ اور مدینہ طیبہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں ان کی قبر شریف مشہور ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ (سیرت نبوی،ص:۵۵)

حضرت آمنہ طیبہ کا وصال

ہمارے حضور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ تجارت کی غرض سے مکہ سے شام گئے، واپسی پر مدینہ طیبہ میں انتقال فرما گئے۔

اور قول مشہور کے مطابق حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۱۲۳)

اور جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف چھ برس کو پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور ام ایمن کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھیال مدینہ طیبہ میں قبیلہ بنی نجار کے پاس تشریف لائیں۔ ایک مہینہ مدینہ طیبہ میں اقامت فرمائی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان باتوں اور واقعات کو یاد فرماتے اور بیان کرتے جو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں ملاحظہ

فرمائے تھے۔ جب اس گھر کو دیکھتے جہاں والدہ ماجدہ کے ساتھ قیام کیا تھا تو بتاتے کہ یہ وہ گھر ہے جہاں میری والدہ رہی تھیں۔ اور یہ بھی بیان فرمایا کہ اس وقت جب یہودی میرے پاس آتے اور مجھ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ آمنہ کا بیٹا نبی ہے، یہ مدینہ طیبہ ہجرت کی جگہ ہے۔

ایک ماہ کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئیں لیکن مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے درمیان جب مقام ابواء میں پہنچیں تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور اسی مقام ابواء میں قبر بنی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بچپن میں چھ سال کی عمر میں اپنی پیاری اماں جان کو دفن ہوتے ہوئے دیکھا پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام ایمن کے ساتھ مکہ واپس آئے۔ (طبقات ابن سعد، ج:۱، ص:۱۶۳، سیرت نبوی، ص:۵۶، مدارج النبوت، ج:۲، ص:۳۳)

حضور، دادا جان کی کفالت میں

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصال کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے، آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر ہرگز کھانا نہیں کھاتے تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

حضور، ابو طالب کی کفالت میں

پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو دس یا ایک سو چالیس سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں رہے اور ابو طالب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دل و جان سے چاہتے تھے اور اپنی اولاد سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتے تھے اپنے پاس سلاتے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

ابو طالب تنگدست تھے مالی حالت بہت کمزور تھی۔

حضور کے بچپن کے برکات

(۱) ابو طالب اور ان کے گھر والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر کھانا کھاتے تو سب بھوکے رہتے اور حضور کے ساتھ مل کر کھاتے تو سب خوب سیر ہو کر کھاتے پھر بھی کھانا بچ جاتا۔

(۲) ابو طالب دودھ کا پیالہ سب سے پہلے حضور کو پیش کرتے، حضور کے پینے کے بعد پھر وہی پیالہ تمام گھر والے پیتے اور سب کے سب سیراب ہو جاتے، جب کہ وہ پیالہ صرف ایک آدمی کے لئے ہوتا تھا۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بچپن میں جب کہ ابھی آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی جب مکہ میں قحط پڑا، تمام قریش ابو طالب کے پاس آئے اور بارش طلب کی۔ ابو طالب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے کر کعبہ شریف میں آئے، ابو طالب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پشتِ انور کو کعبہ کی دیوار سے لگا دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا، اس وقت تک کوئی بادل نہیں تھا، اشارہ پاتے ہی چاروں طرف سے بادل جمع ہو گئے اور جھما جھم برسنے لگے۔ (سیرتِ نبوی، ص: ۷۹، مواہب اللدنیہ)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رحمت عالمیان، شفیع عاصیاں، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بچپن شریف میں برکت و رحمت کا یہ عالم تھا کہ دھوپ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ابر سایہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے تھوڑا کھانا سب گھر والے سیراب ہو کر کھاتے اور بچ بھی جاتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے ایک چھوٹا سا پیالہ جو ایک آدمی کو کفایت کرتا مگر اس پیالے سے سب گھر والے شکم سیر ہو کر پیتے پھر بھی دودھ بچ جاتا اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بچپن شریف میں یہ شان تھی کہ انگلی مبارک کا اشارہ پا کر چاند ادھر ہی جھک جاتا جدھر انگلی مبارک جاتی۔

اللہ، اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

چوتھا جمعہ.................................دوسرا بیان

یادگاری امت اور وصال شریف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ٥ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں

مولانا جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ و والسلام

تمہید: اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت ورہبری کے لئے انبیائے کرام ورسولان عظام علیہم السلام کی نورانی جماعت کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی اور رسول علیہ السلام اپنی امت کے درمیان رشد وہدایت کا فریضہ بہت ہی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ اور امت کے ساتھ پیار ومحبت اور شفقت کا برتاؤ بھی کرتے رہے۔ لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء ورسل میں ایک بھی نبی ورسول ایسے نہیں نظر آتے جو پیدا ہوتے ہی اپنی امت کی یاد کی ہو اور بخشش کی دعا مانگی ہو۔ ہاں ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان رحمت کا یہ عالم ہے کہ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی برلانے والا

حضرات! ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور امت کی یاد کی اور بخشش کی دعا فرمائی۔ حیات طیبہ کے شب و روز امت کی یاد میں گزرتے تھے۔ غار ثور، غار حرا میں، شب برات وشب قدر میں، مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ میں، مسجد حرام ومسجد نبوی میں، سفر وحضر میں اور بعد وصال قبر شریف میں ہم گنہگار امت کو یاد کیا اور بخشش کی دعا فرمائی اور بروز قیامت میزان وپل اور حوض کوثر پر بھی ہماری یاد فرمائیں گے اور اس وقت تک قرار نہ لیں گے جب تک امت جنت میں داخل نہ ہو جائے اسی کو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ! کی کثرت کیجئے

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر بارہ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت تشریف لے آئے۔

امام اہل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہایت ہی پاک وصاف، طیب وطاہر تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایسی پاکیزہ اور تیز خوشبو ظاہر ہوئی کہ سارا گھر معطر ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوتے ہی سجدے میں چلے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور باقی سب انگلیاں بند تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا پایا (مواہب لدنیہ، ج:۱ص:۲۶، زرقانی، ج:۱ص:۱۱۳، خصائص کبریٰ، ج:۱ص:۴۸)

حضرات! ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اپنے پیارے رب تعالیٰ کی بارگاہ احدیت وصمدیت میں سجدہ کیا اور شہادت کی انگلی آسمان کی جانب اٹھا کر باقی انگلیوں کو بند کر کے یہ اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے یہ بھی بتا دیا اور سمجھا دیا کہ سجدہ کرنے والا کسی حال میں خدا نہیں ہو سکتا اور یہ بھی پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ کو جس قدر میں نے پہچانا نہ کسی نبی ورسول نے پہچانا اور نہ کسی فرشتہ نے پہچانا اور اسی طرح میرے مقام ومرتبہ کا حال ہے کہ میرے مقام ومرتبہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نے نہیں پہچانا۔

حدیث شریف: یَااَبَابَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَةً سِوَا رَبِّیْ۔

یعنی اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔

عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اور ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں
نہ جانے کس بلندی پر ہے کاشانہ محمد کا

درود شریف:

ہمارے نبی کو تمام نبیوں اور رسولوں سے زیادہ کمالات عطا ہوئے

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ کوئی منادی ندا کر رہا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام کو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو، تمام مخلوق پہچان لے کہ تمام انبیاء و رسول کو جو کمالات و معجزات الگ الگ دیئے گئے تھے وہ سارے کمالات و معجزات بلکہ اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت آدم کا خلق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت اسمٰعیل کا ایثار، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی طاعت، حضرت داؤد کی آواز، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یوسف کا حسن، حضرت سلیمان کی سطوت، حضرت موسیٰ کا جلال، حضرت عیسیٰ کا جمال۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۱۲۳، مدارج النبوت، ج:۲،ص:۳۶)

حضرات! حتیٰ کہ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات و معجزات کو بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ایک ذات میں جمع دیکھنا ہو تو سرکار مدینہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ نور و رحمت میں نظارہ کرو۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ
کریم کا کرمِ بے حساب کیا کہنا

درود شریف:

ہمارے نبی نے پیدا ہوتے ہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فرمایا: حضرت صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح فرمایا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پشتِ انور پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (شواہد النبوت، ص:۲۵)

شب ولادت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت خانۂ کعبہ میں تھا تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی جانب (اور اسی جانب میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مکان شریف ہے جس میں سرکار کی ولادت ہوئی۔ گویا کعبہ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب جھکا اور سجدہ کیا) (شواہد النبوت، ص:۴۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

جس کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی

ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں

اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کے تمام بت اوندھے گر گئے اور سب سے بڑا بت ھُبل منہ کے بل گرا، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا جس سے محل کے چودہ مینارے زمین پر گر گئے، فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا بجھ گیا۔ دریائے ساوئی خشک ہوگیا اس دریا کے کنارے شرک و بت پرستی ہوتی تھی۔ شیاطین کا آسمانوں پر آنا جانا بند ہوگیا اور بوقتِ ولادت شیطان (ابلیس) چیخا اور رویا۔

(مدارج النبوت، البدایہ والنہایہ، زرقانی علی المواہب، ج:۱،ص:۱۲۱، خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۵۱)

اے ایمان والو! وہابیوں دیوبندیوں، تبلیغیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ آپ کو اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے ان سے دور رہنے میں آسانی رہے۔

وہابیوں کا عقیدہ کہ میلاد شریف کے واقعات دجال کے گڑھے ہوئے ہیں

وہابیوں، غیر مقلدوں کے حافظ محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ کسریٰ کے محل کا واقعہ بے اصل ہے۔ بتوں کا سرنگوں ہوجانا، دریا کا خشک ہوجانا، دریا کا جاری ہوجانا، روشنی کا دیکھنا سب جھوٹے ہیں اور کسی دجال کے گڑھے ہوئے ہیں۔ (اخبار محمدی دہلی، ص:۳، ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء)

حضرات! حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم بزرگ ہیں، انہوں نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں لکھا اور حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کتنے بڑے عاشق رسول ہیں کہ عالم بیداری میں ۷۶ مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا کہ میلاد شریف کے وقت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے۔ اگر یہ واقعات جھوٹے اور دجال کے گڑھے ہوئے ہوتے تو یہ اللہ والے لوگ اپنی کتابوں میں ان واقعات کو ہرگز نہیں لکھتے۔ اب ان وہابیوں کے نزدیک وہ کون لوگ ہیں جو جھوٹے اور دجال ہیں، جنہوں نے ان واقعات کو گڑھا اور جھوٹا بیان کیا ہے، ان نورانی واقعات کو بیان کرنے والے بریلی شریف کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود بہت سے واقعات بیان فرمائے جو ولادت کے وقت ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اور بہت سے ائمہ ومحدثین اور اولیاء وعلماء نے ان نورانی واقعات کو بیان فرمایا اور اپنی کتابوں میں لکھا بھی، مگر وہابی دیوبندی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض وعناد ہے اس لئے میلاد شریف کو کنہیا کا جنم کہتا ہے اور میلاد شریف کے نورانی واقعات کو جھوٹا اور دجال کے گڑھے ہوئے بتاتا ہے۔

حضرات! حق تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے ہیں۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ شاہد ہے اور میلاد شریف کی بہاریں اور برکتیں ہم غلاموں کے لئے ہیں۔ وہابی دیوبندی کو کیا لینا دینا ہے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرات! ہمارے سرکار، دونوں عالم کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور امت کو یاد فرمایا اور دعا مانگی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ أُمَّتِيْ ۞ یعنی اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

اور مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

شب معراج میں یادِ اُمت

حضرات! اسی طرح ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج میں بھی ہم گنہگار امت کو نہ بھولے بلکہ اس مبارک شب میں بھی امت کو یاد کیا اور بخشش کی تمہید باندھی۔

واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری کے لئے جنتی براق پیش خدمت کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب جنتی سواری براق پر سوار ہونے کے لئے قدم ناز کو اٹھایا اور سوار ہونا چاہتے تھے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو امت کی یاد آ گئی اور اٹھے ہوئے قدم رحمت کو روک لیا اور سوار نہیں ہوئے، توقف فرمایا اور یاد امت میں مبارک آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بڑے ادب واحترام کے ساتھ شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے حبیب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا میری خدمت میں کچھ کمی رہ گئی جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم براق پر سوار ہونے سے رک گئے۔ تو آقا کریم، معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! (علیہ السلام) تمہاری محبت وخدمت میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ مجھے میری امت یاد آ رہی ہے۔

اے جبرئیل! (علیہ السلام) آج میرے لئے میرے رب تعالیٰ نے اس باب کرم کو وا فرمایا ہے، کھولا ہے جو ہر نبی اور تمام رسولوں کے لئے بند تھا۔ آج ہمارے اکرام میں تمام آسمانوں اور جنت کو آراستہ کیا گیا ہے۔ تمام فرشتے میرے استقبال کے لئے صف بستہ کھڑے ہیں مگر اس خاص نوازش واکرام کے وقت مجھے میری امت یاد آ رہی ہے۔ اے جبرئیل! علیہ السلام میری امت گنہگار وکمزور ہے اور بروز قیامت ہر ایک امتی کو پل صراط سے گزرنا ہے۔ وہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ گناہوں کا بھاری بوجھ سر پر لئے اس نازک پل کو میری امت کیسے پار کرے گی؟

میری امت کی بخشش ونجات کے معاملہ میں جب تک مجھے خوش خبری نہیں سنائی جائے گی اس وقت تک میں براق پر سوار نہیں ہونگا۔ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ناز ہے اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں۔

رب تعالیٰ کی رحمت نے آواز دی اے جبرئیل! میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیغام مسرت سنادو کہ امت کی فکر نہ کریں کہ آپ کے نام لیوا غلام پل صراط سے ایسے گزر جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

(ملخصاً نزہۃ المجالس، ج ۲، ص: ۲۳۶)

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

اے ایمان والو! ہمارے پیارے حضور رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہر موقع پر امت کی یاد فرمائی اور رو رو کر بخشش کی دعا مانگی۔

شب معراج، رب تعالیٰ کے قرب میں بھی یاد امت

حضرات! شب معراج لامکاں میں رب تعالیٰ کے قرب خاص میں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) ہم نے اپنی مرضی سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کو نماز کا تحفہ عطا کیا ہے۔ اے میرے پیارے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) آپ کی کیا مرضی ہے؟ بولئے۔ آپ کا رب تعالیٰ آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو عطا فرمائے گا۔

تو ہمارے مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں عرض کیا اَلصَّالِحُوْنَ لِلّٰهِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے جتنے نیک امتی ہیں ان کو تو لے لے اور میری امت کے گنہگاروں کو میرے حوالے فرمادے۔ (ملخصاً نزہۃ المجالس، ج: ۲، ص: ۳۰۶)

اللہ اکبر! اس شان کی رحیمی کریمی اور یاد امت کسی اور نبی میں نظر نہیں آتی کہ نیکوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور گنہگاروں کو اپنے دامن کرم میں لے رہے ہیں اور ان کو چھپا رہے ہیں۔

حضرات! مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تو استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

حضور کا غار میں جا کر امتی امتی پکارنا

حضرات! ہمارے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جب یہ آیت اتری وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ج (پ۱۶ ع۸)

ترجمہ: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

آپ کو معلوم ہے کہ پل صراط کی حقیقت کیا؟

بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز اور پانچ سو برس کا راستہ ہے۔ اور پل صراط کے نیچے دوزخ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک کو اس پل سے گزرنا ہے۔

جب یہ آیت اتری تو غم خوار امت، فکر امت میں بے قرار ہو گئے اور بہت روئے کہ میری امت پل صراط سے کیسے گزرے گی۔

رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غمِ امت میں اس قدر روئے کہ دامن تر ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی حالت میں اٹھے۔ مدینہ طیبہ کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کا نام جبل تلا ہے۔ اس کے ایک غار میں ہمارے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے اور سر سجدہ میں رکھ کر غم امت میں زار و قطار رو رہے ہیں اور امت کی بخشش کی دعا فرما رہے ہیں۔

اور ادھر مدینہ طیبہ میں کہرام مچ گیا، صحابۂ کرام بے چین و پریشان ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟ ایسا لگتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں اندھیرا چھا گیا ہو۔ وہ صحابۂ کرام جن کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے بغیر چین نہیں آتا تھا، جو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے تھے وہ سب بڑے بے قرار اور پریشان ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟

حضرات! تین دن گزر گئے صحابہ بڑے پریشان تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری حالت تو ایسی ہوگئی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے۔ میں مدینہ طیبہ اور اس کے ارد گرد ہر ایک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پتہ پوچھتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ تین دن ہو گئے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہاڑوں کی طرف جاتے دیکھا تھا، اس کے بعد مجھے معلوم نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑوں کی طرف چل پڑا اور ہر ملنے والے شخص سے آپ کا پتہ پوچھتا تھا۔ فرماتے ہیں، ایک چرواہا مجھے ملا جو مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا، میں نے اس سے پوچھا، تو اس چرواہے نے کہا، ہاں ایک بات میں جانتا ہوں کہ اس پہاڑی میں ایک غار ہے، اس میں ایک شخص شب و روز رو رہا ہے اور جب سے اس کے رونے کی درد بھری آواز کو میری بکریوں نے سنا ہے تو کھانا پینا چھوڑ دیا ہے، میری یہ بھیڑ، بکریاں نہ کچھ کھاتی ہیں اور نہ پیتی ہیں۔ یہ بھیڑ، بکریاں انتہائی پریشان اور بے چینی کی حالت میں سروں کو جھکائے اسی غار کی طرف جاتی ہیں۔ میں کئی دنوں سے پریشان ہوں آخر معاملہ کیا ہے؟ میں نے کئی بار غار میں جانے کی کوشش کی مگر جب غار کے قریب پہنچتا ہوں خوف و ہیبت سے میرے قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور میں واپس آجاتا ہوں۔ ہاں غار میں رونے والا بڑے درد بھرے انداز میں روتا ہے اور بار بار امتی امتی پکارتا ہے۔ چرواہے کی باتوں کو سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ اس قدر غمِ امت میں رونے والے اور امتی، امتی پکارنے والے یقیناً ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے اور غار کے منہ کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جو سر سجدہ میں رکھے ہوئے غم امت میں رو رہے ہیں اور امت کو یاد کر کے امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پاکر اور آپ کو نہ دیکھ کر مدینہ میں کہرام مچا ہوا ہے، صحابہ بے چین و پریشان ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم سر کو سجدے سے اٹھائیے اور مدینہ تشریف لے چلئے۔ مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے میں روتے ہی رہے۔ مدینہ طیبہ میں صحابہ کو بھی خبر ہوگئی کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑی کے غار میں سر سجدے میں رکھے ہوئے اور رو رو کر امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

ابو بکر و عمر فاروق اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے صحابہ غار میں حاضر ہوئے اور سب نے منت و سماجت کی لیکن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سر سجدے میں رکھے ہوئے رو رہے ہیں اور امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جائے، ان کو دیکھ کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے سے سر انور اٹھالیں گے، اس لئے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سارے رنج وغم دور ہو جاتے ہیں۔

سیدہ، ظاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

چنانچہ صحابہ کے اصرار پر شہزادیٔ سلطان کونین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مولا علی شیر خدا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ غار میں اپنے بابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں عرض کرنے لگیں اے بابا جان! آپ یہاں تشریف لے آئے اور تین دن سے ہم آپ کی جدائی اور فراق میں پریشان ہیں کہ آپ کہاں چلے گئے۔ اے بابا جان ان کو دیکھو یہ آپ کی آنکھ کے نور اور دل کے چین آپ کے نواسے حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کے لئے بے چین ہیں اور آپ کو نہ دیکھ پا کر کھانا پینا بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اے بابا جان! اپنے حسن وحسین کے لئے سر کو سجدے سے اٹھائیے اور مدینہ طیبہ تشریف لے چلئے مگر پھر بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے سے نہ اٹھے اور برابر گریہ وزاری فرماتے رہے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے بابا جان! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا تو آپ کی بیٹی فاطمہ بھی سجدہ کرنے جارہی ہے اور اس وقت تک سر کو سجدے سے نہ اٹھائے گی جب تک قیامت نہ آجائے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اتنا عرض کرنا تھا کہ غم خوار امت، رسول رحمت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سر انور کو سجدے سے اٹھادیا اور ارشاد فرمادیا بیٹی! فاطمہ اگر تو ضد نہ کرتی تو میں اپنے سر کو سجدے سے اس وقت تک نہ اٹھاتا جب تک کہ رب تعالیٰ میری پوری امت کی بخشش ونجات نہ فرمادیتا۔ (تلخیص: نزہۃ المجالس، ج۲، ص۴۴۷)

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

وقت وصال یاد امت: ہمارے آقا، محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کی گھڑی جب قریب آتی ہے یعنی آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اور نور نظر، راحت جان حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس موجود ہیں۔ دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دیتی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے دروازہ پر جا کر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اور آرام فرما رہے ہیں۔ اس لئے آپ پھر آیئے گا۔ اس طرح تین مرتبہ دروازہ پر آواز ہوتی ہے اور ہر بار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جا کر یہ بول کر جاتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار ہیں اور آرام فرما رہے ہیں مگر تیسری مرتبہ دروازہ پر آواز ہوتی ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دروازے پر جانے کے لئے اٹھنا ہی چاہتی تھیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا میری پیاری بیٹی فاطمہ جاؤ اور دروازہ کھولدو یہ آنے والے اور کوئی نہیں بلکہ ملک الموت علیہ السلام ہیں۔ مگر بیٹی یہ تمہارے بابا جان کا گھر ہے۔ اس لئے قیامت تو آسکتی ہے مگر بغیر اجازت ملک الموت علیہ السلام گھر کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔

بے اجازت جن کے گھر جبریل بھی آتے ہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

المختصر: دروازہ کھولا گیا حضرت ملک الموت علیہ السلام اجازت حاصل کرتے ہیں۔ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے بارگاہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضری کے شرف سے باریاب ہوئے اور آنے کا مقصد بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاضر ہوا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی حکم ہے کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی ہوگی تو روح قبض کرنا ورنہ نہیں۔ تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے مطابق عمل پر کاربند ہوں۔ جیسا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے تو ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت یہ تو بتاؤ کہ مرنے والے کو روح کے نکلتے وقت کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرنے والے کو موت کے وقت اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ ستر ہزار تلواروں کا جھٹکا ایک طرف اتنی زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو غمخوار امت، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! تو کیا ایسی ہی تکلیف میری امت کو بھی موت کے وقت ہوگی؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غمگین و بے قرار ہو گئے اور امت کے غم میں روتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت! میں تم کو اس وقت تک اپنی روح کو قبض کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس بات کی ضمانت نہ دلوادو کہ قیامت تک میری امت کو موت کے وقت جو تکلیف ہونے والی ہے ان ساری تکلیفوں کو میری روح کے قبض کرنے کے وقت مجھ پر ڈال دیا جائے میں ان

ساری تکلیفوں کو برداشت کرلوں گا مگر میری امت کو تکلیف ہو میں کسی حال میں گوارہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے ملک الموت! میرے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خوشخبری سنادو کہ آپ کی امت کی روح ایسے نکال لی جائے گی جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور امتی کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

حضرات! رسول رحمت، شفیع امت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غمخواری۔ رحیمی، کریمی اور مہربانی پر سو جان سے فدا اور قربان ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مشفق و مہربان نبی اور سراپا رحم و کرم رسول ہم گنہگار امت کو عطا کیا۔

خوب فرمایا: عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو اور میں تم پہ فدا تم پہ کروروں درود
کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروروں درود

قبر انور میں بھی یاد امت: مشہور محقق عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبر انور و اقدس میں داخل ہوئے تھے اور قبر مبارک میں سب سے پیچھے نکلنے والے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، فرماتے ہیں کہ قبر انور و اقدس میں میں نے دیکھا کہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارک ہل رہے ہیں، میں نے کان لگا کر سنا تو فرما رہے تھے۔ رَبِّ اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ۔ یعنی بعد وصال قبر شریف میں بھی اپنی امت کو یاد فرما رہے تھے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کی بخشش کی دعا فرما رہے تھے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۵۱)

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت سے اس قدر پیار و محبت فرماتے تھے کہ پیدا ہوتے ہی امت کی یاد فرمائی اور ظاہری حیاتِ طیبہ میں یاد فرماتے رہے اور بعد وصال بھی قبرِ انور میں امت کو نہ بھولے بلکہ امتی، امتی کی صدا زبانِ نبوت پر جاری رہی۔

اس لئے مومن و وفادار امتی پر واجب ہے کہ دن ہو کہ رات ہر وقت اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یا نبی یا نبی کا ترانہ گاتا رہے اور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کی صدا لگاتا رہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:۔

قیامت کے دن یادامت کے لئے تین مخصوص مقام

حدیث شریف ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بروز قیامت ملاقات کے لئے عرض کیا یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر مجھے قیامت کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کرنا ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم سے کس جگہ ملاقات ہوگی؟

تو ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت میری ملاقات کے لئے تین مقام ہوں گے۔

حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن میری ملاقات کے تین مخصوص مقام ہوں گے جہاں میں مل سکوں گا۔

ایک مقام میزان ہے جہاں میری امت کے اعمال تولے جارہے ہوں گے اور میں میزان کے پاس اس لئے کھڑا رہوں گا کہ اگر کسی امتی کی نیکی کم ہوگی تو میں اپنی نیکی دے کر اس کمی کو پورا کردوں گا۔

(ترمذی جامع صحیح، ج:۴،ص:۶۲۱،مسند احمد بن حنبل، ج:۳،ص:۱۷۸، فتح الباری، ج:۸،ص:۶۳۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۱۳)

امام اہلِ سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ، واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ، واہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میزان پر نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں؟ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر پر ہوں گا۔ میری امت پیاسی ہوگی اور میں جام کوثر پلاتا ہوں گا۔

سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ٹھنڈا ٹھنڈا، میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

حوض کوثر کیا ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟

تو ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ جنت میں ایک نہر ہے جس میں بہت زیادہ خیر ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر بروز قیامت میری امت (اپنی پیاس بجھانے کے لئے) آئے گی۔

اٰنِیَتُہٗ عَدَدُ الْکَوَاکِبِ ط اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۰۰، ابوداؤد سنن، ج:۱، ص:۲۰۸)

حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد کیا ہے؟

تو ہمارے پیارے آقا مالک حوض کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَاٰنِیَتُہٗ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ وَکَوَاکِبِھَا (صحیح مسلم، ج:۳، ص:۹۸۱۷، ابن ماجہ سنن، ج:۲، ص:۱۴۳۸)

یقیناً حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں اور سیاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حوض کوثر سے پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

مَاؤُہٗ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ ۔ یعنی حوض کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۷۹۸، ابن ماجہ سنن، ج:۲، ص:۱۴۳۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر ہم حوض پر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پائیں؟ تو رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پل صراط پر ملوں گا، جبریل کے پر بچھے ہوں گے اور میں اپنی امت کے لئے دعا کر رہا ہوں گا۔

رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ۔ رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ۔ یعنی اے میرے رب میری امت کو سلامتی کے ساتھ گزار دے۔

حضرات! جب ہم گنہگاروں کے حق میں دعا کرنے والے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں گے تو فکر کس بات کی؟

اسی لئے تو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد

درود شریف:

حضرات! پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہے۔ پل صراط کے اوپر جہنم ہے اور اس کے پار جنت ہے۔ (بخاری کتاب الاذان، ص:۲۷۸)

رسول اللہ، امت کے ہمراہ

پل صراط سے سب سے پہلے گزریں گے

فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِہٖ ○ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۷۸، الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۲۲۰)

اے ایمان والو! صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ تمام رسولوں اور ان کی امتوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے ہمراہ پل صراط سے گزریں گے اور اس کو عبور کریں گے۔

یعنی پتہ چلا کہ سارے رسولوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اور تمام امتوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت جنت میں داخل ہوگی۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا صاحب شفاعت، مالک جنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْجَنَّةَ حُرِّمَتْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ حَتّٰى اَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا اُمَّتِيْ ط

یعنی بے شک جنت تمام انبیاء پر حرام کردی گئی ہے جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ (طبرانی معجم اوسط، ج:۱،ص:۲۸۹، مجمع الزوائد، ج:۱۰،ص:۶۹)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

ایک مخصوص دُعا اُمتی کے لئے

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے پیارے آقا محبوب داور، شافع محشر، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایک مقبول دعا عطا کی ہے، چاہے دنیا میں مانگ لیں یا آخرت میں۔ ہر نبی نے وہ مقبول دعا دنیا ہی میں مانگ لی اور ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

وَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ فِي الْاٰخِرَةِ (صحیح بخاری، ج:۵،ص:۲۳۲۳، صحیح مسلم، ج:۱،ص:۱۸۸)

یعنی میں نے اس مقبول دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت و بخشش کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔

اے ایمان والو! مصطفیٰ جان رحمت، شفیع امت سراپا کرم ہی کرم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر تن، من، دھن اور جان و دل کے ساتھ فدا اور قربان ہو جاؤ کہ ایسا مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی اور امت کو نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہم گنہگاروں کو نصیب ہوئے ہیں۔

عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری بھروسہ تیرا

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سارے نبی منبر پر بیٹھیں گے اور میں کھڑا رہوں گا

شاہ طیبہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر ہوں گے اور وہ سب اس پر بیٹھے ہوں گے اور میں منبر پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ میں اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت (بے یار و مددگار) رہ جائے چنانچہ میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

یَا رَبِّ اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ ۔یعنی اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت کو میرے حوالے فرما دے۔

چنانچہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے کچھ لوگ

یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَمِنْھُمْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِیْ ط

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

اور آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

حتیٰ کہ ان امتیوں کی بھی شفاعت کروں گا۔

قَدْ بُعِثَ بِھِمْ اِلَی النَّارِ ۔ جن کو دوزخ میں بھیجا جا چکا ہے۔

اور جہنم کا داروغہ عرض کرے گا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

مَا تَرَکْتُ لِلنَّارِ بِغَضَبِ رَبِّکَ فِیْ اُمَّتِکَ مِنْ بَقِیَّۃٍ ۔

(حاکم مستدرک، ج:۱،ص:۱۲۵،طبرانی معجم اوسط، ج:۳،ص:۲۰۸،الترغیب والترہیب، ج:۴،ص:۲۳۱)

یعنی آپ نے اپنی امت کے کسی فرد کو جہنم میں رہنے نہیں دیا جس پر آپ کا رب تعالیٰ عذاب کرے۔
یعنی آپ نے اپنی امت کے ایک ایک فرد کو جہنم سے نکال کر جنت کا حقدار بنا دیا۔
خوب فرمایا نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

حضرات! غم خوار امت، سراپا کرم وعنایت، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کس شان سے اپنی امت کے ساتھ پیار ومحبت فرمار ہے ہیں اور کس قدر امت کے لئے رحم وکرم کا دریا بہار ہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ اَوْمِثْقَالَ ذَرَّةٍ اَوْخَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ ٥

یعنی اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں جو برابر بھی ایمان ہے اور اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ذرے کے برابر، یارائی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ (صحیح بخاری، ج ۲،ص: ۱۱۲۷، مسلم شریف، ج:۱،ص:۱۸۳)

حضرات! ایمان کی حفاظت فرض عین ہے جو نماز وروزہ وغیرہ سے بھی اہم ہے۔ تو ایسے قیمتی ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بدعقیدوں، مخالفوں سے ہر حال میں دور رہا جائے، ان کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے مسلم بزرگ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

(۱) نبی خود اپنا بچاؤ نہیں جانتے تو دوسرے کو کیا بچائیں گے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۴)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ کو قیامت کے دن نہیں بچا سکتے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۷۹)

اے ایمان والو! مخالف کا عقیدہ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کو کس حد تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض وعناد ہے جو یہودیت اور عیسائیت سے بھی دو قدم آگے ہے۔

اور صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی کہ۔

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صاحب شفاعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص کو بھی جہنم سے بچالیں گے جس کے دل میں جو کے برابر یا ایک ذرے کے برابر یارائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور شافع محشر محبوب داور، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه (مسلم شریف، ج:۱،ص:۱۱۰)

یعنی میں ان لوگوں کو ضرور بضرور جہنم سے نکال لوں گا جنہوں نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پڑھا تھا۔

حضور کی شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور، نورعلیٰ نور، رحمت عالم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ٥

(ترمذی جامع صحیح، ج:۴،ص:۶۲۵، ابن ماجہ سنن، ج:۲،ص:۱۴۴۱)

یعنی میری شفاعت کبیرہ گناہ کرنے والوں (یعنی بڑے سے بڑے گنہگار) کے لئے ہے

حضرات! احدیث طیبہ کی روشنی میں خوب اچھی طرح پتہ چلا اور معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عطاو بخشش سے ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی شفاعت سے اس شخص کو جہنم سے بچالیں گے جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور اگر کوئی ایمان والا گنہگار امتی جہنم میں ڈال دیا گیا ہے تو اس شخص کو بھی جہنم سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرات! مخالف کا یہ کہنا کہ نبی خود اپنا بچاؤ نہیں جانتے تو دوسرے کو کیا بچائیں گے

یا مخالف کا یہ کہنا کہ نبی اپنی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو قیامت کے دن نہیں بچاسکتے۔

سراسر غلط اور دھوکہ ہے اور اس طرح کی بولی مومن کی نہیں بلکہ منافق جہنمی کی ہوتی ہے۔ بیشک وشبہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے وفادار مومن امتی کو دنیا میں ہر غم اور مصیبت سے بچاتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے غلاموں کو میزان وپل صراط پر بچائیں گے اور حوض کوثر کا جام اپنے ہاتھوں سے پلائیں گے۔

اور مخالف کا یہ کہنا کہ دوسرے کو کیا بچائیں گے۔ اگر دوسرے سے مراد وہابی دیوبندی ہیں تو یقیناً ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منافقوں کو نہیں بچائیں گے۔

اور بنت مصطفیٰ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان تو بہت ہی بلند و بالا ہے ان کی ایک نظر عنایت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں گنہگاروں کے قید و بند کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آئیں گی اور شہزادیٔ سلطان کونین کی ابرو کے اشارہ سے بیشمار امت جنت کی حقدار ٹھہرے گی۔

خوب فرمایا عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ

خدا، مصطفیٰ کی رضا چاہتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (پ۳۰،ع۱۸)

ترجمہ: اور بیشک قریب کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنز الایمان)

حضرات! ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غلاموں کی بخشش و نجات کی خاطر، غمِ امت میں اس قدر گریہ وزاری فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ، محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی لئے امت کو بخش کر جنت کا حقدار بنا دے گا۔

حضور کا غمِ امت میں رونا

اے ایمان والو! ایک دن کی بات ہے کہ ہمارے پیارے سرکار، امت کے غم خوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گریہ وزاری کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیوں رو رہے ہیں۔ (محبّ و محبوب کے درمیان راز محبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے)

مصطفیٰ جان رحمت، شفیع امت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! میری امت گنہگار ہے اور میں اپنی امت کے غم میں رو رہا ہوں۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس جواب پر رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہہ دو۔

اللہ تعالیٰ محبوب کو امت کے حق میں راضی کر دے گا۔

اِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْئُكَ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک ہم عنقریب آپ کو آپ کی امت کے حق میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے۔ (صحیح مسلم، ج:۱، ص:۱۹۱، نسائی سنن کبریٰ، ج:۶، ص:۳۷۳)

جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رب تعالیٰ کا یہ فرمان سنا تو فرمایا۔

وَاللّٰهِ! لَا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ ط (تفسیر جلالین، ج:۱، ص:۸۱۲)

یعنی اللہ کی قسم میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں ہوگا۔

اُمت کی بخشش ہوگئی تو محبوب راضی ہو گئے

حضرات! بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اذن شفاعت عطا فرمائے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی شفاعت سے امت کو بخشوائیں گے حتی کی جن کے دل میں جو کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر یا ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو بخشوالیں گے یہاں تک کہ اگر وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا گیا ہے تو اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے اور جنت میں داخل فرما دیں گے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کیا آپ راضی ہو گئے تو محبوب داور شفیع محشر، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب عرض کریں گے۔

نَعَمْ، رَضِيْتُ۔ (طبرانی معجم اوسط، ج:۲،ص:۳۰۷، کنزالعمال، ص:۶۳۷)

ہاں (اے میرے رب تعالیٰ) میں راضی ہو گیا۔

حضرات! ہمارے مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول، مصطفیٰ جانِ رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے تو زبانِ رحمت سے امتی امتی کی صدا آ رہی تھی اور ہم غلاموں کو یاد فرماتے رہے۔ شب معراج قرب رب تعالیٰ میں پہنچ کر امتی امتی فرما کر اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ خاص میں ہماری یاد فرمائی۔ حیات طیبہ کے آخری لمحات تک امتی امتی فرماتے رہے اور ہمارے غم میں روتے رہے اور ہماری بخشش کی دعا فرماتے رہے۔ بعد وصال قبر شریف میں امتی امتی کہہ کر ہم غلاموں کو یاد فرمایا اور بروز قیامت میزان و پل اور حوض کوثر پر امتی امتی پکاریں گے اور ہمارے لئے ہر طرح کی آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔ حق تو یہ ہے کہ ہر نبی کی زبان پر قیامت کے روز نفسی نفسی کی صدا ہوگی۔ اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان رحمت پر امتی، امتی کی صدا ہوگی۔

خدا کی قسم! سب محشر والے نبی کی تلاش میں ہوں گے۔ اور ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو ڈھونڈ رہے ہوں گے۔

مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشکوں کا بندھا ہوگا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا

درود شریف:

اے ایمان والو! سو جان سے قربان ہو جاؤ اپنے پیارے نبی اور اچھوں میں اچھے رسول، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ اس وقت تک سکون وقرار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ آئے گا جب تک ایمان والے امت کے ایک ایک فرد کو بخشوا کر جنت میں داخل نہ فرمادیں گے۔

اور قیامت کے دن امت کے غم میں رو رو کر گنہگار امت کی نجات وبخشش کی تمہید اٹھاتے رہیں گے اور اس وقت تک راضی اور خوش نہیں ہوں گے جب تک امت کا ایک ایک فرد جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل، بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف

آقائے کائنات نے صدیق اکبر کو امام بنایا: زمانہ علالت میں ہمارے حضور، نور علیٰ نور، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کے امام بنے اور تین روز تک مسلسل صحابہ کرام کی نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔

مشہور محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانۂ علالت میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے اذان دی اور اذان کے بعد حجرہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ !

گویا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کے بعد اپنے کریم ورحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مکان انور کے دروازۂ رحمت پر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ تو مکان شریف کے اندر سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ان کی امامت کریں۔

(مدارج النبوت، ج۲، ص۱۵)

حضرات! گویا امام الانبیاء حبیب کبریا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سامنے ہی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کا امام اور اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

اذان کے بعد نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا سنت ہے

حضرات! مشہور عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی معروف زمانہ کتاب مدارج النبوۃ شریف میں حدیث شریف کو تحریر فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کے بعد مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در نور پر کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ تو ثابت ہوگیا کہ اذان کے بعد نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت و ناجائز نہیں ہے بلکہ صحابۂ کرام کی سنت ہے۔

اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام کا ثبوت

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ، عظیم الشان محدث، حضرت علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فتاویٰ کبریٰ میں صحیح مسلم اور ابن ماجہ کے علاوہ سنن اربعہ کی وہ احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں اذان کے بعد اور دعائے وسیلہ سے پہلے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم وارد ہے۔ مثلاً یہ حدیث نقل فرمائی۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ

(صحیح مسلم، ج۱، ص۱۶۶، فتاویٰ کبریٰ، مقالات کاظمی، ج۳، ص۳۰۹)

یعنی آقائے کائنات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم موذن سے اذان سنو تو اس کی مثل کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درود پڑھو بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگو یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھو۔

حضرات! اس حدیث طیبہ سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ میرے آقا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ اذان دینے کے بعد مجھ پر درود وسلام پڑھو۔ تو اذان کے بعد اور نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

دوسری بات: یہ معلوم ہوئی کہ دعا مانگنے کے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ (صحیح مسلم، ج:۱،ص:۱۶۶)

یعنی میرے آقا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگو تو مجھ کو وسیلہ بنا لو یعنی میرے وسیلہ سے دعا مانگا کرو۔

تو! دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہوا کہ محبوب خدا، مصطفےٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنانا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم، الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرت بلال عاشق رسول تھے

اے ایمان والو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حجرہ شریف سے باہر نہ نکلنا اور نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کرنا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشق صادق تھے سب کچھ سمجھ گئے تھے، پھر عاشق زار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا گزری ملاحظہ فرمائیے۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سر پیٹتے (روتے اور فریاد کرتے باہر آئے۔ چونکہ امید ٹوٹ چکی تھی اور کمر شکستہ ہو گئی تھی (حضرت بلال) کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر مجھے جنا تھا تو اس دن کے دیکھنے سے پہلے مجھے موت آ جاتی اور میں (اپنے مشفق و مہربان) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس حال میں نہ دیکھتا۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں آئے اور کہا کہ اے ابوبکر صدیق اکبر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیے (مصلّے پر جائیے) اور لوگوں کو نماز پڑھائیے۔

(مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۱۶)

ابوبکر صدیق کا تڑپنا اور رونا: عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف (اور مصلیٰ امامت) ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر غمگین ہوئے کہ خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور تمام صحابہ رونے لگے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک میں یہ آواز پہنچی تو اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آرہی ہیں؟

تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور تڑپنے کی ہیں کہ صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مسجد میں نہ دیکھ کر رو رہے ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۱۶)

ابوبکر صدیق کی امامت وخلافت پر مولیٰ علی کی تصدیق وتائید

حضرات! محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے تمام صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام کی نمازوں کی امامت کے لئے مخصوص کرنا اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اول ہیں اس پر واضح دلیل ہے ملاحظہ فرمائیے۔

ابوبکر صدیق خلیفۂ اول ہیں، مولیٰ علی کی تصدیق وتائید

سید السادات، سید الاولیاء، ابوالحسن والحسین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُکَ۔ یعنی اے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا اور مقدم کیا ہے تو کون ہے؟ جو آپ کو مؤخر کرے۔ اور آپ نے لوگوں کی نماز پڑھائی، میں موجود تھا غائب نہ تھا، تندرست تھا بیمار نہ تھا۔ اگر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

چاہتے تو مجھے آگے بڑھا سکتے تھے (مگر مجھے نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا)

لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس شخص یعنی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو گئے جس پر خدا اور رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہوئے۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۱۸)

حضور کا ارشاد کہ میری قبر کو بت نہ بنانا: شاہ طیبہ، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وصال شریف سے پانچ دن پہلے فرمایا:

اے لوگو! جان لو! اور آگاہ ہو جاؤ! کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں اور نیکوں کی قبروں کو مساجد یعنی سجدہ گاہ بنالیا تھا، تمہیں لازم ہے کہ ایسا نہ کرنا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ **لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ** ط یعنی اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد (سجدہ گاہ بنالیا) بلاشبہ اے مسلمانو! میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

(شیخ ابن حجر، شرح مشکوٰۃ، مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۲۰)

حضرات! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی اور نصرانی اپنے نبی کی قبر کے سامنے سجدہ کرتے تھے اور نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا بنالیا تھا۔

تو لعنت کی وجہ صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگئی کہ جو بھی شخص کسی کی بھی قبر پر سجدہ کرے گا وہ شخص لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

الحمدللہ، صد بار الحمدللہ! ہم اہل سنت و جماعت یعنی سنی مسلمان مدینہ طیبہ میں اپنے رحیم و کریم نبی، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر پر اور بغداد شریف میں اپنے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر اور اجمیر شریف میں اپنے پیارے خواجہ ہند کے راجا حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر یا کسی بھی بزرگ کی قبر پر سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور قبر کا بوسہ لینا بھی خلاف ادب ہے۔ اور بہت سے عشاق کے نزدیک قبر شریف سے لپٹنا اور لپٹ کر رونا اور فریاد کرنا ثابت ہے۔

حضرات! خوب غور سے سن لیجئے اور یاد رکھئے کہ قبر کو بت بنانا اور قبر کی عبادت کرنا کفر ہے مگر قبر سے محبت کرنا اور قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو طلب کرنا حدیث و سنت سے ثابت ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

اور مجدد اعظم، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پر تجھ کو کیا

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

ان کے نام پاک پر دل، جان و مال
نجدیا ! سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

درود شریف:

اے ایمان والو! محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو ملعون قرار دیا جس نے کسی قبر کو سجدہ گاہ بنایا اور اس کی عبادت کی مگر ہمارے مخالف نے محبوب خدا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور اور مزار اقدس ہی کو بت اور شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ لکھا۔

حضرات! عدل وانصاف کی آنکھ سے اور ایمان کی روشنی میں دل کو تھام کر بغور ملاحظہ فرمائیے کہ وہابیوں نجدیوں کے نزدیک محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور، مزار اقدس کی حقیقت وحیثیت کیا ہے۔

وہ قصہ اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سن کر داستاں ان کی

ملاحظہ کیجئے:

وہابیوں کا عقیدہ

وہابی مولوی قاضی محمد بن علی شوکانی لکھتے ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بت ہے۔ (حاشیہ شرح الصدور، ص:۲۵ مطبوعہ سعودیہ)

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمٰن نجدی نے اپنے دادا کی کتاب، کتاب التوحید کی شرح فتح المجید میں لکھا کہ۔

(۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص:۲۰۹، مطبوعہ مصر)

وہابیوں کے نواب صدیق الحسن بھوپالی کے بیٹے نور الحسن بھوپالی نے لکھا کہ۔

(۳) پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کو گرادینا واجب ہے۔ (عرف الجاوی، ص:۶۱)

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ ہے کہ۔

(۴) رسول اللہ اور انبیاء کرام کی قبروں کی زیارت کے لئے جانے والا مشرک ہے۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص:۲۱۵)

اے ایمان والو! مخالف اہل سنت، وہابیوں کا ایمان وعقیدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف اور روضہ انور کے تعلق سے کتنا گندہ اور خراب ہے جو ان کی کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور باطل فرقہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! اب احادیث طیبہ کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر ایمان اور اخلاص کے ساتھ حاضری دینے والا اور روضۂ پُر نور کی زیارت کرنے والا لاریب جنتی ہے بلا شک وشبہ جنتی ہے۔

قبر نور کی زیارت کرنے والا شفاعت کا حقدار ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ ٥ یعنی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (شفا، ج:۲، ص:۸۳، الشفاء السقام، ص:۳، دار قطنی، ج:۲، ص:۲۷۸)

صرف میرے لئے مدینہ آؤ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: (۲) حدیث شریف: مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۞ (طبرانی، معجم کبیر، دار قطنی، جذب القلوب، ص:۲۰۵)

یعنی جو شخص میری زیارت کے لئے آیا، میری زیارت کے علاوہ اسے اور کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن نصیب کرے کہ ہم مدینہ طیبہ اپنے مشفق و مہربان نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں تو کسی اور کام یا حاجت کی نیت نہ رہے صرف ہمارا ارادہ اپنے رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی حاضری مقصود رہے۔

عاشق رسول، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بناء کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

(۳) حدیث شریف: مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا ط

(شفاء السقام، ص:۸، جذب القلوب، ص:۲۰۶)

یعنی جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کا گواہ بنوں گا۔

(۴) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ط

(مشکوٰۃ، ص:۲۴۰، شفاء السقام، ص:۲۶، جذب القلوب، ص:۲۰۶)

یعنی جس شخص نے قصدا نیت کر کے میری زیارت کی وہ شخص قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

حضرات! حدیث شریف میں مُحْتَسِبًا اور مُتَعَمِّدًا کا کلمہ بڑا معنی خیز اور قابل غور ہے۔ جس کے ذریعہ واضح طور پر بتایا اور سمجھایا گیا ہے کہ میری بارگاہ میں زیارت کے لئے آنا صرف قلب و روح کی تسکین کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ اور کسی صاحب ایمان سچے امتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت و نیکی نہیں۔

اللہ تعالیٰ بار بار مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرمائے آمین ثم آمین

الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے

جہاں پر رات، دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

درود شریف:

حضور نے ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی

ایک مرتبہ میرے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک قبیلہ کے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے، جب نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا رائے ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے، اذان کہہ دوں، شاید کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تشریف لے آئیں۔ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنے میں تاخیر ہو گئی تو تمام صحابہ نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لئے آگے بڑھا دیا کہ اچانک آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تشریف لے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں امامت کے مصلے سے پیچھے آجاؤں اور میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مصلی امامت پر تشریف لے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو اس پر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ رہو۔ یعنی تم مصلی امامت پر نماز پڑھاتے رہو۔ پھر محبوب خدا، امام الانبیاء، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود بھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے افضل اور سب سے مقدم تھے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۱۸۷)

حضور نے صرف دو صحابی کے پیچھے نماز پڑھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء، رسول خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صرف ایک مرتبہ نماز پڑھی اور ایک سفر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے۔ ایک مرتبہ ہی اور وہ بھی صرف ایک ہی رکعت نماز ادا کی اس لئے کہ صرف ایک ہی رکعت بچی تھی تو آقا کریم شریک ہوئے تو ایک رکعت میں شریک رہے اور چھوٹی ہوئی رکعت کو تنہا ادا فرمائی۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۱۷)

وصال کی رات چراغ میں تیل بھی نہیں تھا

زمانۂ علالت کا واقعہ ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں سونے کے روپے پیش کیے گئے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تمام روپیوں کو غربا و فقرا میں تقسیم فرمایا۔ صرف چھ یا سات روپے گھر میں باقی رہے اس کے بعد سلطان دارین، قاسم نعمت، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ ان سب روپیوں کو (امت کے غرباء میں) خرچ نہ فرما دیا۔ (بیہقی)

جب شب وصال دوشنبہ کی رات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک انصاری عورت سے تیل ادھار لیا اور چراغ روشن کیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! جواد و فیاض آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بے مثال سخاوت اور غریب نوازی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ ابھی کچھ ہی لمحہ پہلے سونے کے روپے غریبوں میں تقسیم فرمائے ہیں اور خود کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل ادھار لیا جا رہا ہے۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۲۱)

خوب فرمایا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

زمانۂ علالت میں انصار کی محبت

جب انصار صحابہ نے دیکھا کہ میرے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روز بروز زیادہ علیل ہوتے جا رہے ہیں۔ تو وہ بے چین و بے قرار اور حیران و پریشان ہو کر اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور مسجد نبوی کے گرد گھومتے اور چکر لگانے لگے اور آپس میں کہتے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ میرے مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے جائیں اور ہم نہیں جانتے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد (یعنی وصال کے بعد) ہمارا کیا حال ہوگا۔

جب انصار صحابہ کی حالت اور ان کی کیفیت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی تو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسجد شریف میں تشریف لائے منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور سر انور پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور جوق در جوق صحابہ جمع ہونے لگے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ موت سے ڈرتے ہو۔ جب کہ میرے وصال اور تم کو تمہاری موت سے خبردار کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ یعنی اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہیں میرے پاس آنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کوئی نبی ہمیشہ اپنی قوم میں نہیں رہا ہے تو میں تمہارے بیچ ہمیشہ کیسے رہوں گا؟ (ملخصا، مدارج النبوت، ج:۲،ص:۲۱۷)

ولادت و وصال کا مہینہ اور دن ایک ہیں: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت شریف ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف بھی ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے دن ہوا۔ گویا ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت شریف اور وصال شریف کا مہینہ اور تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔

حضرات! آخری حج کے موقعہ پر حجۃ الوداع کے دن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

اے ایمان والو! جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو بہت سے صحابہ کرام خوش ہو گئے کہ آج کے دن

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو مکمل فرمادیا ہے لیکن رازدار مصطفیٰ، افضل البشر بعد الانبیاء، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد رونے لگے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم کیوں رو رہے ہو تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دین کو مکمل کرنے تشریف لائے تھے اور آج کے دن دین مکمل ہوگیا۔ گویا یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب ہمارے بیچ تشریف نہیں رکھیں گے یعنی اب ہمارے غمخوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوجائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاں تک کسی کی نظر نہیں پہونچی ہے وہاں تک میرے ابوبکر صدیق کی نظر پہنچ گئی ہے۔ اور ابوبکر صدیق نے سچ سمجھا۔ (طبقات، ج۳)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اِلٰی اٰخِرِهٖ ط اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد صحابۂ کرام سمجھ گئے تھے کہ دین مکمل ہوگیا تو اب محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا میں زیادہ دنوں تک تشریف نہیں رکھیں گے اور مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سورۃ کو سن کر اس خیال سے رونے لگے اور اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد آقائے کائنات، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے (یعنی مجھ کو) چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے اللہ تعالیٰ کی لقاء قبول فرمائے تو اس بندہ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کرلیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ہماری جانیں ہمارے مال، ہمارے باپ، داد، ہماری اولادیں سب قربان ہوں (خزائن العرفان)

بروز وصال نماز فجر میں غلاموں کو ملاحظہ فرمایا

وصال شریف کے دن کا واقعہ ہے جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حجرہ شریف کے دروازہ سے پردہ ہٹا کر مسجد میں نمازیوں کی جانب نظر کرم فرمایا اور دیکھا کہ فجر کی نماز ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دروازہ شریف پر کھڑے رہے اور نگاہ مبارک نمازیوں کو دیکھتی رہی۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو پتہ چل گیا تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف کے دروازہ پر کھڑے ہوکر ہم غلاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ تو قریب کے نمازیوں نے آنکھیں ترچھی کرکے یعنی آنکھوں کی کنکھیوں سے اور جو لوگ کچھ دور تھے تو وہ لوگ سر جھکا کر اپنے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ اور جو حضرات اور دور تھے تو وہ حضرات تو قبلہ سے سینہ ہٹا کر قبلہ کے کعبہ کی

جانب منہ اور سینہ کرلیا اور دیدار میں مشغول ہو گئے۔ اور امام صاحب حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں اپنی جگہ سے پیچھے آجاؤں مگر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نمازیوں کی جانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر رہو اور اپنی نمازیں پوری کرلو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گویا اپنے غلاموں کی نماز اور ان کی محبت اور اپنے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ انور ایسا لگ رہا تھا جیسے قرآن مقدس کے کھلے ہوئے اوراق ہوں۔ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دروازہ کا پردہ چھوڑ دیا اور حجرہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اور اسی دن وصال فرمایا۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۲۷،تواریخ حبیب الٰہ،ص:۱۴۶)

باب کرم پر ملک الموت کا اجازت طلب کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار پر انوار، میں حاضر ہو، مگر خبردار! بغیر اجازت کے کاشانہ محبوب میں داخل نہ ہونا اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اجازت کے بغیر روح پرنور کو قبض نہ کرنا۔ تو حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ۔ یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ پر سلام ہو اور آپ کے تمام گھر والوں کو سلام ہو۔ اس وقت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرہانے موجود تھیں، حضرت سیدہ نے جواب دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی ہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے اجازت طلب کی اور حضرت سیدہ وہی جواب دیتی رہیں پھر تیسری مرتبہ کے بعد محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چشمان کرم کو کھولا اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے دروازے پر کون ہے؟ اور بار، بار آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ اے بیٹی فاطمہ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، بیویوں کو بیوہ بنانے والا اور بچوں اور بچیوں کو یتیم کرنے والا ہے۔ یعنی ملک الموت ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا تو رونے لگیں، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے میری بیٹی فاطمہ! تم رویا نہ کرو! اس لئے کہ تمہارے رونے سے حاملین عرش روتے ہیں اور اپنے

دست مبارک سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ انور سے آنسوؤں کو صاف کیا۔ اور فرمایا اپنے بچوں کو لاؤ۔ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لاتی ہیں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شہزادگان کو بوسہ دیا اوران کی تعظیم وتوقیر اوران سے محبت کرنے کے لئے صحابۂ کرام سے اور تمام امت کو وصیت فرمائی اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ! جاؤ دروازہ کھول دو ملک الموت کو آنے دو۔ حضرت ملک الموت حاضر ہوئے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اعلان کرر ہے تھے کہ اے فرشتو! اٹھو اور صف درصف کھڑے ہوکر استقبال کروکہ روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لارہی ہے۔ اس کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت! آؤ اور جوتمہیں حکم دیا گیا ہے اس پرعمل کرو۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۷۳۲)

حضرت ملک الموت جب قریب ہوئے تو مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت! یہ تو بتاؤ کہ موت کے وقت مرنے والے کو کس قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو حضرت ملک الموت نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم موت کی سختی اور تکلیف کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ہزار تلواروں کا جھٹکا ایک طرف اور موت کا جھٹکا ایک طرف اتنی زیادہ سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا تو میری امت کو بھی موت کے وقت اسی قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہوگی تو ملک الموت نے عرض کیا کہ ہاں۔ ہر مرنے والے کو اسی قدر سختی اور تکلیف پہونچتی ہے تو رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت! میں اس وقت تک تم کو اپنی روح کے قبض کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ قیامت تک میری تمام امت کو موت کے وقت جو سختی اور تکلیف ہونے والی ہو ان تمام سختیوں اور تکلیفوں کو اکٹھا کرکے میرے وصال کے وقت مجھ پر ڈال دیا جائے، میں گوارہ کرلوں گا مگر میری امت کو تکلیف ہو میں گوارہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہوتا ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ امت کی فکر نہ کریں آپ کے غلاموں کی روح ایسے نکال لی جائے گی جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور اس کو پتہ تک نہ چلے گا۔

روح پھر جسمِ اقدس میں رکھی گئی

حضرت ملک الموت کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے ملک الموت! جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو! حضرت ملک الموت محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح پرنور کو جسم انور سے قبض کیا اور اعلیٰ علیین لے گئے مگر یہاں تو غلاموں کی روحیں تھیں، پھر وہاں سے عرش پر لے کر گئے، عرش الٰہی کانپ

اٹھا کہ مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت کو برداشت کر سکوں پھر وہاں سے فرشتے بے شمار اعلیٰ مقامات پر لے گئے مگر کسی میں بھی یہ قوت وطاقت نہ تھی کہ روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہیبت وعظمت کو برداشت کر سکتا، تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ملک الموت! کوئی جگہ ایسی نہیں جو روح محبوب کی عظمت وبزرگی کا بوجھ اٹھا سکے۔ اس لئے اسی جسم نور میں روح نور کو رکھ دو جہاں سے نکالا تھا۔

کیا ہی خوب فرمایا عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

درود شریف:

وصال کے بعد مولیٰ علی کا ارشاد: مولائے کائنات سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد میں آسمان کی جانب سے فرشتوں کی صدا وَا مُحَمَّدَاهُ سنتا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح انور جسم اقدس سے جدا ہوئی تو ایسی عمدہ خوشبو ظاہر ہوئی کہ اس سے پہلے ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ اس کے بعد میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور پر چادر ڈال دی۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۳۲)

بعد وصال سیدہ فاطمہ نے کبھی ہنسا نہیں

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر صدمہ اور غم پہنچا کہ ہمیشہ روتی رہتی تھیں اور پھر کبھی کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

(مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۳۳)

Scanned by CamScanner

بعد وصال حضرت عائشہ صدیقہ کی حالت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روتے ہوئے کہتی ہیں کہ ہائے افسوس! اس نبی محترم نے فقر کو تونگری پر اور درویشی کو مالداری پر پسند فرمایا۔ ہائے افسوس! کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امت کی بخشش ونجات کی خاطر رات رات بھر جاگ کر گناہ گاروں کے لئے دعا فرماتے رہے اور کبھی بھی بے فکر اور بے نیاز ہوکر بستر استراحت پر نہ سوئے اور کبھی بھی فقیروں اور حاجت مندوں پر دروازہ کو بند نہ فرمایا بلکہ غریبوں اور سائلوں پر احسان کرتے رہے اور ان کی مرادوں کو پوری فرماتے رہے۔ دشمنوں نے پتھر مار کر دندان مبارک اور رخسار انور کو زخمی کر دیا اس کے بعد بھی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے حق میں ہدایت کی دعا دیتے ہیں اور ان پر بھی رحمتوں کے پھول برساتے نظر آتے ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۳۳)

آقا کے وصال کے بعد صحابہ کی کیفیت: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابۂ کرام اس قدر غم گین اور پریشان ہوئے کہ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں اور ان کے حواس معطل ہو گئے ہوں۔ بعض صحابہ کی زبانیں بند ہو گئیں اور ان کے ہوش وحواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اسی طرح کی حالت ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کیا تو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا سلام کو سنا مگر سلام کے جواب نہ دے سکے۔ بعض صحابۂ کرام بیٹھے رہے تو ایسا لگتا تھا کہ جم گئے ہوں، ان میں ہلنے کی طاقت نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے ارد گرد دیوانہ کی طرح چلتے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نے کسی شخص سے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے تو میں اس شخص کو قتل کر دوں گا۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۳۷)

حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی استقامت

تمام صحابہ میں سب سے زیادہ ثابت اور اشجع حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ وصال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وقت آپ اپنے مکان پر تھے۔ جب وصال شریف کی اطلاع ملی تو وہ فوراً سوار ہو کر تیزی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی جانب روانہ ہو گئے اور راستہ بھر روتے رہے اور

وَا مُحَمَّدَاهُ پکارتے رہے یہاں تک کہ مسجد شریف میں آئے، دیکھا کہ لوگ پریشان حال ہیں کسی طرف توجہ نہ دی اور نہ کسی سے بات کی سیدھے حجرۂ عائشہ میں داخل ہو گئے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور سے چادر نور اٹھائی اور جبین نور کا بوسہ لیا اور اپنے منہ کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ پر رکھ دیا اور فریاد کی اور وَا مُحَمَّدَاهُ کی صدا لگائی اور اس کے بعد سر اٹھایا اور رونے لگے۔ اس طرح تین مرتبہ کیا اور کہا: بِاَبِیْ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمْ آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ آپ ہر حال میں خوش اور پاکیزہ رہے زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی۔ اور پھر حجرہ شریف سے باہر نکلے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے قول سے ان کو روکا اور منبر رسول پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔

اے لوگو! جان لو کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے ہیں:

مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ۔

یعنی جو کوئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عبادت کرتا ہو تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تو وصال ہو گیا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہ آئے گی۔

حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر نے سارے صحابہ پر ایسا اثر کیا کہ سب کو یقین ہو گیا کہ ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ ملخصا (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۶۶، مدارج النبوت، ج:۲،ص:۴۳۷)

آقا کریم کو مولا علی اور حضرت عباس نے غسل دیا

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وصال شریف کے بعد اہل بیت اطہار نے اور حضرت مولا علی شیر خدا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غسل دیا اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے غسل کے وقت کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ جس طرح کہ دوسرے لوگوں کے شکم وغیرہ سے نکلتی ہے اس پر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں کہ کتنی پاکیزگی اور خوشبو ہے آپ کی حیات میں بھی اور آپ کی ممات میں بھی۔

اور محبوب خدا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تین مرتبہ پاک وصاف پانی، بیری کے پتے اور کافور کے پانی سے غسل دیا گیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیر غرس کے سات مشکیزے پانی سے غسل

دیا گیا۔ (بیرغرس یہ ایک کنواں ہے جو مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب نصف میل کے فاصلے پر واقع ہے) اس کنوئیں کا پانی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا تھا اور اس کے پانی سے وضو بھی کیا تھا اور وضو کے باقی پانی کو اسی کنوئیں میں ڈالا گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کنوئیں یعنی بیرغرس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وصیت تھی کی مجھے بیرغرس کے سات مشکیزہ پانی سے غسل دیا جائے۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۴۵)

آقا کریم کے غسل کے پانی کی برکت

جب غسل دیا گیا تو ہمارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف شریف کے گوشہ میں کچھ پانی جمع ہو گیا تھا حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوس لیا اور پی گئے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پانی کی برکت سے میرا سینہ علم و آگہی کا خزینہ اور میرا حافظہ بہت مضبوط ہو گیا۔ (مدارج النبوت، ج:۲،ص:۷۴۵)

اے ایمان والو! صحابہ کرام کا ایمان اور عقیدہ ملاحظہ فرمائیے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فائدہ دینے والا، فیض و برکت پہنچانے والا تو جانتے ہی تھے ان کا ایمان و عقیدہ تو یہ بھی تھا کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک سے جو پانی لگ گیا ہے وہ بھی فیض بخش اور فائدہ دینے والا ہے۔

آقا کریم کی نماز جنازہ کی کیفیت

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات کے زمانہ علالت میں فرمایا تھا کہ اول جو کوئی مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار ہے۔ اس کے بعد جبریل امین علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام، پھر ملک الموت علیہ السلام نے دیگر فرشتوں کے ساتھ پھر میرے اہل بیت، پھر باقی صحابۂ کرام۔ چنانچہ اسی طرح میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نماز پڑھی گئی اسی طرح سے صحابہ کی ایک جماعت آتی اور بغیر امام کے نماز پڑھ کر چلی جاتی۔

حضرات! منقول ہے کہ سب سے پہلے اہل بیت نے نماز پڑھی اور جب اہل بیت یعنی حضرت مولیٰ علی حضرت عباس حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے نماز پڑھ لی تو دوسرے لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ اہل بیت نے کس طرح نماز پڑھی اور کیا دعا کی؟ لوگوں نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیسے نماز پڑھی اور کیا دعا مانگی تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اور جس طرح لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اس طرح نماز نہیں پڑھی گئی اور وہ دعائیں بھی نہیں پڑھی گئیں جو دعائیں ہم نماز جنازہ میں پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ ہم اہل بیت نے یہ دعا پڑھی۔

حضور کی نماز جنازہ کی دعا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط (پ۲۲، ع۴)

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ اَلدَّاعِيْ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ٥

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جنازہ کی جانب کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے نبی رحمت! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے (درود و سلام) رحمت و برکت نازل ہو۔ یا اللہ تعالیٰ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا وہ سب ہم تک پہنچا دیا اور امت کے ساتھ نصیحت (ہدایت) کے تمام حقوق ادا فرمائے اور راہ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب فرما دیا۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں ان لوگوں میں بنا کہ ہم اس امر کی پیروی کریں جو آپ پر نازل ہوا اور ہم کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت کے دن (ایک جگہ) جمع فرما، لوگوں نے آمین کہی۔ (مدارج النبوت، ج۲، ص:۷۳۹)

اے ایمان والو! اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو جنازے کے سامنے درود و سلام پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا اور تعریف بیان کی۔ گویا اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی۔

آقا کریم قبر شریف میں مدفون ہوئے

حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضَعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ اُدْفُنُوْہُ فِیْ مَوْضَعِ فِرَاشِہٖ ط
(ترمذی۔ مشکوٰۃ، ص:۵۴۷)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح کو اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں اس کا دفن محبوب ہو اس لئے ان کو مقام فراش میں ہی دفن کیا جائے۔

منقول ہے: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قبر میں داخل ہوئے تھے اور قبر انور سے سب سے بعد میں نکلنے والے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ فرماتے ہیں کہ قبر انور میں میں نے دیکھا کہ رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارک ہل رہے ہیں، میں نے کان لگا کر سنا تو زبان کرم سے یہ آواز آرہی تھی رَبِّ اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ یعنی اے رب تعالیٰ! میری امت کو بخش دے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۷۵۱)

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

(صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ..پہلا بیان

حضور غوث پاک اور راہِ سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ خواجه غریب نواز الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

تمہید: میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مکرم، رسول معظم، سرکار اعظم، رحمت عالم سرکار مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاق و عادات کے مظہر کامل ہیں اسی لئے اولیاء کرام اور علمائے عظام نے آپ کی بارگاہ غوثیت میں نذر عقیدت پیش کیا اور آپ کی عظیم شان وعظمت کو یوں بیان کیا ہے کہ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر غم زدہ اور پریشان حال کی دستگیری فرماتے، ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے، لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں کو درگزر فرماتے، جو کوئی بھی آپ کی ذرا سی خدمت کرتا نذر و نیاز، ہدیہ، تحفہ، پیش کرتا اس کی قدر کرتے اور اسی وقت راہ خدا میں خرچ کرتے۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے، آپ انتہائی رحیم اور کریم النفس تھے۔ شجاعت ایسی کہ خلیفۂ وقت کو منبر پر بیٹھے للکار کر خلاف شرع امور سے روکتے، صدق وصفا میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ امانت کے پاسباں، انصاف وعدل کے پیکر، عفو و عطا فرمانے والے،

حلم وحیا میں بے مثل و بے مثال، مروت وملاحظہ میں بے نظیر، اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو سزا دیتا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور محتاج یتیم اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا آپ کے کرم میں شامل تھا۔ پیارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا کرتے اور کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوت قبول فرماتے، اثر انگیز ونصیحت آمیز وعظ فرماتے، وعظ میں بہت سے یہودی، عیسائی وغیر مسلم اسلام قبول کرتے اور گنہگار تائب ہوتے۔ ان تمام سے زائد اوصاف اور اخلاق کی حامل ذات مبارکہ ہے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

اے ایمان والو! اولیاء کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک اولیاء کرام کی تشریف آوری کا نورانی سلسلہ جاری رہے گا لیکن جماعت اولیاء میں جو مقام ہمارے بڑے پیر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے ہر ولی کو یہ شان میسر نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت، علمی عظمت، کمال ولایت، کثرت کرامت، یہ سب آپ کی وہ خاص الخاص خصوصیت ہے جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئی۔ اسی سبب سے بہت سے ولی اپنے اپنے دور میں چاند وسورج کی طرح چمکے اور چند دنوں ان کی ولایت کا ڈنکا بجتا رہا، مگر دھیرے دھیرے انکے ذکر وشہرت کی روشنی گھٹتی اور کم ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ دنیا ان کے ناموں کو بھول گئی مگر ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقریباً نوسو برس سے زائد کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آپ کی شہرت ومقبولیت کے آفتاب و ماہتاب کو کبھی گہن نہیں لگا، ہمیشہ آپ کی ولایت وکرامت کا ڈنکا مشرق ومغرب شمال وجنوب ہر چار دانگ عالم میں بجتا ہی رہا اور آج بھی آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک چمکتا ہی رہے گا۔ کیا ہی خوب فرمایا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

گیلان کے پیران پیر

نام مبارک	:	سید عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کنیت	:	ابو محمد
لقب	:	محی الدین، غوث اعظم، محبوب سبحانی، پیران پیر دستگیر
مقام ولادت	:	ایران کے ایک شہر، گیلان (جیلان) نام کا۔
تاریخ ولادت	:	یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ
تاریخ وصال	:	۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ
مزار انور	:	بغداد شریف
عمر شریف	:	اکانوے سال
والد ماجد	:	حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست
والدہ ماجدہ	:	ام الخیر فاطمہ ثانی

نسب مبارک

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان ۴۷۰ھ کو ایران کے ایک شہر گیلان (جیلان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ کا نام مبارک ام الخیر فاطمہ ثانی ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہے، اس لئے آپ خاندانی شرافت اور نسبی وجاہت کے اعتبار سے حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی۔ اسی مضمون کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو

اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

آپ کے مقدس ماں، باپ

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی کامل بزرگ تھے۔ ایک دن رمضان شریف کے مہینہ میں آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستے میں دریائے دجلہ پار کرنا پڑا، اس میں سے ایک سیب بہتا ہوا جب آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس سیب کو اٹھالیا اور اسی سے روزہ افطار کیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسے ندی میں بہہ گیا اور ہم نے مالک کی اجازت کے بغیر کیسے کھالیا۔ بغیر اجازت کے کھالینا آپ کو تقویٰ کے خلاف محسوس ہوا اور خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ سیب عذاب کا سبب بن جائے اور ہم خدا کی بارگاہ میں گرفتار ہو جائیں۔ یہ سوچ کر آپ وہاں سے اٹھے اور اپنا قصور معاف کرانے کے لئے سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے کنارے چل دیئے کافی دیر تک چلنے کے بعد ایک عظیم الشان باغ نظر آیا جس کی کچھ شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی پانی کی سطح پر جھکی ہوئی تھیں، اور ہوا کے جھونکوں سے پکے ہوئے پھل ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گر رہے تھے، آپ کو یقین ہو گیا کہ جو پھل میں نے کھایا ہے وہ اسی باغ کا تھا۔

پھر آپ نے اس باغ کے مالک کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اس باغ کے مالک ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت سید عبداللہ صومعی ہیں، آپ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتِ روحانی کشف سے جان لیا کہ یہ جوان بچہ جوانِ صالح ہے۔ فرمایا اے جوانِ صالح اس غلطی کو معاف جب کروں گا کہ تجھے دس سال تک میرے باغ کی دیکھ بھال کرنا ہوگی۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم پاتے ہی باغ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ جب دس سال کا طویل عرصہ گزر گیا تو ایک دن حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ایک شرط اور باقی ہے، اسے بھی انجام دینا ہوگا پھر معافی ہوگی۔ وہ شرط یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے جس میں پانچ عیب ہیں۔ پہلا عیب وہ اندھی ہے۔ دوسرا عیب وہ بہری ہے۔ تیسرا عیب وہ گونگی ہے۔ چوتھا عیب وہ لُنجی ہے۔ پانچواں عیب وہ لنگڑی ہے۔ اس سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے، ایک طرف سیب کی معافی کا سوال تھا اور دوسری طرف ایسی عورت سے نکاح کرنا جو اپاہج ہے، ساری زندگی کا مسئلہ تھا۔ آخر ایسی عورت کے ساتھ ساری زندگی کیسے کٹے گی۔ اس تصور نے ازحد پریشان کر دیا، ان کے ذہن میں خیالات

ہجوم بن کر آئے آخر فیصلہ کیا کہ زندگی فانی ہے، جوانی بھی چند دن کی مہمان ہے۔ حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے منظور ہے، میں آپ کی اپاہج بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کو تیار ہوں۔

یہ سن کر حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیب کی غلطی کو معاف کر دیا۔ نکاح ہو گیا۔ جب حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو دیکھا اس کے تمام اعضاء درست ہیں، ایک نہایت خوبصورت تندرست لڑکی بیٹھی ہے، اس حسن و جمال کے پیکر کو دیکھ کر خیال کیا شاید کوئی اور لڑکی ہے، جلدی سے باہر نکل آئے۔ حضرت سید عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور کہا یہ تو کوئی اور عورت ہے اس میں تو کوئی عیب ہی نہیں اور اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے جوانِ صالح یہی تیری بیوی ہے۔ میں نے اپنی بچی کے جو اوصاف بیان کئے تھے اس کا مطلب یہ تھا۔ وہ اندھی ہے یعنی اس نے کبھی نامحرم کو نہیں دیکھا۔ وہ گونگی ہے یعنی کبھی اس نے بدکلامی نہیں کی۔ وہ بہری ہے یعنی اس نے آج تک کسی غیر مرد کی آواز نہیں سنی۔ وہ لنجی ہے یعنی کبھی اس نے بری چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ لنگڑی ہے یعنی کبھی اس نے اپنے قدم کو برے راستے پر نہیں رکھا۔ یہ حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی تھیں جن کا نکاح حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جو ولی کامل کی بیٹی تھیں اور ولی کامل کی بیوی بنیں اور پھر انہیں پاک طینت خاتون حضرت ام الخیر فاطمہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم پاک سے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور اس مقدس ماں کو سردارِ اولیاء، بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانے اور گود میں لینے کا شرف حاصل ہوا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص: ۷)

آپ کے بھائی

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھائی بھی تھے جن کا اسم گرامی ابو احمد عبد اللہ تھا، یہ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ اور والدہ محترمہ کی خدمت رحمت ہی میں رہے اور جیلان کے علماء سے علم حاصل کیا اور جوانی کے ایام میں ہی اپنے وطن جیلان میں وصال فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص: ۱۱)

آپ کا بچپن

تمام بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ چنانچہ ولادت کے بعد ہی آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ آپ رمضان میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کبھی دودھ نہیں پیتے تھے یعنی رمضان شریف کے پورے

مہینے آپ روزہ رکھتے تھے اور جب افطار کا وقت ہوتا مغرب کی اذان ہوتی تو آپ دودھ پینے لگتے، یہ کرامت اس قدر مشہور ہوئی کہ جیلان کے ہر طرف یہ شہرہ اور چرچا تھا کہ سادات کے گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مبارک میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔ (قلائد الجواہر ص ۳)

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن مبارک سے سبق حاصل کریں کہ ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور رمضان شریف کا برکت والا مہینہ آیا تو روزہ رکھا یعنی شیر خوارگی کے زمانے میں بھی روزہ نہ چھوڑا اور ہم غلاموں کو سبق دے گئے کہ ہمارا سچا غلام وہی ہے جو رمضان شریف کا احترام کرے اور روزے کا پابند بنے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ۔ یہ شانِ عبادت و بندگی ہے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف کی۔ تو جس کا بچپن اتنا بے مثال ہے اس کی مکمل حیاتِ طیبہ کی شانِ بے مثال کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

غیبی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے لہو ولعب سے متنفر اور دور رہے۔ آپ نے خود اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک غیبی آواز میں سنتا تھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا ہے کہ اے برکت والے بچے! میری طرف آجا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۵۰)

الیٰ یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

سُبْحَانَ اللّٰہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کس قدر اونچا مقام ہے بارگاہ پروردگار عالم میں اے اللہ تعالیٰ ہمیں

اپنے پیارے ولی، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی غلامی نصیب فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

ولایت کا علم

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث، اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا، تو راستے میں میرے پیچھے پیچھے فرشتے چلتے نظر آتے تھے پھر جب میں مکتب میں پہنچتا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ

اِفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ ط یعنی اللہ کے ولی کے لئے بیٹھنے کی جگہ دو اور یہ آواز تمام مکتب والے سنتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ص: ۴۷، قلائد الجواہر، ص ۹ خلاصۃ المفاخر، شیخ عبدالحق، زبدۃ الآثار، ص ۷۹)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

بیل کی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر کے باہر سیر و تفریح کے لئے جا رہا تھا راستے میں ایک بیل ملا اس نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور بزبان فصیح کلام کیا۔ اے عبدالقادر! نہ تو تم اس گھومنے پھرنے کے لئے پیدا کئے گئے اور نہ اس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بے زبان جانور بیل سے یہ نصیحت سن کر میرے قلب میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہو گیا اور میں گھر واپس آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۲۵۵، خلاصۃ المفاخر)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کس قدر پیار فرماتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے کہ جب آپ کھیلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو الٰہی یا مبارک کی پیاری پیاری صدا سے روک دیتا ہے اور جب آپ مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو فرشتے ساتھ چلتے ہیں، مدرسہ تک آپ کو پہنچانے کے لئے جاتے ہیں اور بیٹھنے کی جگہ کشادہ کراتے ہیں اور آپ سے بے زبان جانور بیل بات چیت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ حالات بچپن شریف میں تھے اس لئے کہ آپ کو آگے چل کر قطبیت و غوثیت کے عظیم مسند پر جلوہ افروز ہونا تھا۔

ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ جہاں اولیاء کرام کی گردنیں ہیں، وہاں ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

ماں سے اجازت

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ سال کی عمر تک گیلان ہی کے مدرسوں میں علم حاصل کرتے رہے، سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ایک دن ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمتِ رحمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں علم دین حاصل کرنے کے لئے بغداد چلا جاؤں تو والدہ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ پیارے بیٹے میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری کامیابی بغداد میں رہنے پر موقوف ہے، اس لئے مجھے تمہاری جدائی تو گوارہ ہے مگر علم دین سے جدائی ہرگز گوارہ نہیں کر سکتی، خوشی خوشی میں تمہیں بغداد جانے کی اجازت دیتی ہوں، میرے پاس تمہارے والد محترم کے حصے کے اسی دینار موجود ہیں۔ چالیس دینار تمہارے بھائی کے ہیں اور چالیس دینار تمہارے ہیں پھر والدہ ماجدہ نے وہ چالیس دینار میری گدڑی کے بغل میں سی دیئے اور مجھے وصیت فرمائی کہ میرے پیارے بیٹے! تم کسی بھی حالت میں رہو مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا اور مجھے رخصت کرنے کے لئے دروازے تک تشریف لائیں اور فرمایا میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سفر کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور وہی محافظ ہے اور حسرت و محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ کر فرمایا: هٰذَا وَجْهٌ لَّا اَرَاهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ یعنی یہ وہ چہرہ ہے جسے قیامت کے دن تک نہ دیکھ سکوں گی۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۵۵)

اے ایمان والو! ہم سبق حاصل کریں اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کی تعلیم، دین کا علم کتنا اہم تھا کتنا ضروری تھا کہ اپنے لختِ جگر، نور نظر کو اپنے سے جدا کیا اور بغداد شریف روانہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی علم دین سے اپنے بچوں کو آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بغداد کا سفر

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر علم دین کے حصول کے لئے جیلان سے ایک قافلہ کے ساتھ بغداد شریف کا سفر فرمایا جو تقریبا چار سو میل کا سفر ہے۔ جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا تو ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف کھڑے ہیں اور سارا ماجرہ دیکھ رہے ہیں، ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے لڑکے! بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ اس نے بھی آپ کی بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ جب یہ دونوں ڈاکو سردار سے ملے اور سارا واقعہ بیان کیا تو سردار نے کہا کہ اس لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لائے گئے، ڈاکوؤں کے سردار نے دریافت کیا، صاحبزادے! سچ بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے پوچھا: کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا میری گدڑی کے بغل میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے حکم دیا گدڑی چاک کی جائے۔ آپ کی گدڑی مبارک چاک کی گئی تو اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ ڈاکو اور ان کا سردار آپ کی صداقت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سردار بولا کہ لڑکے تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم لوگ رہزن ہیں، تمہارے پاس یہ دینار تو بہت اچھی طرح پوشیدہ اور محفوظ تھے لیکن تم نے کیوں بتادیا اور اسے ظاہر کر دیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا، کیا میں جھوٹ بولتا، تم نے پوچھا اور میں نے سچ سچ بتادیا۔ میری والدہ ماجدہ نے چلتے وقت مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ بیٹا کیسا بھی وقت آئے، کیسی بھی حالت آئے مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا، اب کیا میں آپ لوگوں سے ڈر کر اور چالیس دینار کے لئے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دوں۔ اپنی ماں کی نصیحت کو بھول جاؤں اور اپنی پیاری ماں کو ناراض کروں۔ اے سردار سن لو دینار تو دے سکتا ہوں مگر ماں کی بات نہیں۔ خود تو لٹ سکتا ہوں مگر ماں کی وصیت و نصیحت کو نہیں لٹا سکتا، ماں کا حکم تھا ہر حال میں سچ بولنا اس لئے میں نے سچ سچ سب کچھ بتادیا۔

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدر پہ لاکھوں سلام

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیاری اور سچی بات کا سردار پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بولا آہ! تم اپنی ماں کا عہد و پیمان نہیں توڑ سکتے اور ہم ہر دم خدائے تعالیٰ کا عہد توڑ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے ڈاکوؤں کا سردار آپ کے قدم مبارک پر گر گیا، صدق دل سے توبہ کر لی، ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو۔ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر کے قافلے والوں کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور اب عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے بہترین صالحین بن گئے۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ هُمْ اَوَّلُ مَنْ تَابَ عَلٰی یَدِیْ یعنی سب سے پہلے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے والے وہی لوگ تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص: ۲۵۶، قلائد الجواہر، ص: ۹)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف سے ہم سب سبق حاصل کریں اور سچ کا دامن کسی حال میں بھی نہ چھوڑیں اور سچ کے ساتھ ہی رہیں اور سچ بولنا، سچ کے ساتھ ہی رہنا ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت محبوب سبحانی حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل سچ بولنے اور سچ کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرما۔

حصول علم

مدینۃ العلم بغداد شریف پہنچ کر وہاں کی مشہور و معروف درسگاہ جامعہ نظامیہ میں بحیثیت ایک طالب علم کے داخل ہوئے اور بڑے بڑے مشہور علماء کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابوزکریا یحییٰ بن علی سے علم ادب پڑھا اور ابوالوفاء علی بن عقیل اور محمد بن قاضی ابویعلیٰ اور حضرت قاضی ابوسعید مخذومی وغیرہ باکمال حضرات سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور ابوغالب محمد بن الحسن باکلانی وغیرہ تقریباً سترہ محدثین کرام کی درسگاہوں میں علم حدیث پڑھ کر مہارت تامہ حاصل فرمائی۔ اس طرح تمام علوم عربیہ میں مکمل مہارت حاصل کر لیا۔

چنانچہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں آپ نے فرمایا کہ۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: یعنی میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ قطب ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے تمام سعادت کے خزانے مل گئے۔ (قصیدۂ غوثیہ شریف)

آپ کا صبر

حضرات! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طالب علمی کے زمانے میں جن مصائب وتکالیف سے دوچار ہوئے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغداد شریف میں بظاہر آپ کا کوئی مددگار وغم خوار نہ تھا۔ والدۂ محترمہ کبھی کبھی کچھ مختصر درہم و دینار بھیج دیا کرتی تھیں۔ اسی سے خورد ونوش کا کام چلتا تھا۔ اس وقت آپ کو بہت ہی زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اے ایمان والو! اس پیارے واقعے سے ہمیں درس لینا چاہئے کہ تکلیف ودشواری کے راستوں سے گزرے بغیر منزل مقصود کا ملنا مشکل ہے اور علم ظاہر کے بعد علم باطن یعنی طریقت وتصوف کا علم بھی حاصل کرنا چاہئے اگر علم ظاہر منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی وشافی ہوتا تو ہمارے بڑے پیر آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بارحمت میں ایک مدت دراز تک رہ کر علم طریقت اور تصوف کا علم نہ حاصل کرتے یا اللہ تعالیٰ ہم کو علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی دولت بھی عنایت فرما۔ آمین۔

آپ کا مجاہدہ

میرے آقا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد آپ ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور بڑے بڑے مجاہدے کئے، سالہا سال مدائن اور ایوانِ کسرا کے کھنڈرات میں چلتے اور مراقبے کرتے رہے، کئی مہینوں تک صرف گری پڑی مباح چیزیں کھالیتے اور پانی نہیں پیتے، کبھی تو صرف پانی پی کر مہینوں تک کچھ نہیں کھاتے، ویرانوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے گشت کرتے رہتے اور کبھی کبھی چالیس چالیس دنوں تک بے آب ودانہ مسلسل عبادت وریاضت میں مشغول رہ کر خواہشات نفسانیہ سے جہاد فرماتے رہتے۔

حضرت احمد بن یحییٰ ناقل ہیں کہ میں نے خود حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں پھرتا رہا اس وقت نہ میں لوگوں کو پہچانتا تھا نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے اور میں برابر چالیس سال تک عشاء کے بعد سے صبح تک ہر روز بلاناغہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا اور انہیں ریاضت ومجاہدات کے دوران کچھ دنوں کے

لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جذب وسکر کی کیفیت بھی طاری ہوگئی تھی۔ چنانچہ بعض وقت آپ جنگلوں اور ویرانوں میں دوڑتے پھرتے اور آپ کو یہ خبر نہیں ہوتی تھی کہ کہاں جارہے ہیں۔ جب سہو ختم ہوتا اور ہوشیاری کی کیفیت نمودار ہوتی تو آپ اپنے کوکسی دور دراز مقام پر پاتے اور کبھی کبھی تو آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوجاتی تھی کہ بیابانوں اور ویرانوں میں زور زور سے چلا چلا کر ذکر کرتے اور نعرہ مارتے پھرتے تھے یہاں تک کہ لوگ آپ کو دیوانہ سمجھنے لگتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار،ص:۴۴۹،قلائد الجواہر،ص:۴۵۹)

شیطان کا فریب

حضرت شیخ عثمان سریفینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس زمانے میں عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں عبادت وریاضت میں مشغول تھے تو بسا اوقات جنگلوں کی بھیانک اور اندھیری راتوں میں شیاطین مسلح ہوکر خوفناک صورتیں بنا کر آپ کے پاس آتے اور ڈراتے، آپ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے اور ہاتف غیبی کی یہ آواز سنتے تھے یعنی اے عبدالقادر تم ان شیطانوں کے مقابلے کے لئے اٹھو کیونکہ ہم نے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے اور ہماری تائید تمہارے ساتھ ہے۔ (بہجۃ الاسرار،ص:۴۵۲)

میرے آقا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ اپنی سیاحت کے دوران ایک مرتبہ آپ کسی ایسے جنگل میں چلے گئے جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا، کئی دن آپ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا اور اچانک آپ کے سر مبارک پر بادل کا ٹکڑا آگیا اور بارش ہونے لگی جس سے آپ خوب سیراب ہو گئے پھر اس بادل سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جو حدِ نظر تک پھیل گئی اور اس روشنی میں ایک صورت ظاہر ہوئی اس نے پکار کر کہا اے عبدالقادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کردیا۔ یہ آواز سن کر میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا اور فرمایا اے مردود تو دور ہوجا وہ روشنی غائب ہوگئی اور وہ صورت دھوئیں کی طرح ہوکر پھیل گئی، پھر اس سے آواز آئی اے عبدالقادر! آج تم اپنے علم کی بدولت میرے فریب سے بچ گئے ورنہ اس کے پہلے اسی میدان میں ستر اولیاء طریقت کو میں گمراہ کرکے ان کی ولایت کو غارت وبرباد کرچکا ہوں۔ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے شیطان! میرا علم

بھلا کیا بچا سکتا ہے، جب تیرا علم تجھ کو نہیں بچا سکا۔ اے شیطان مردود خوب غور سے سن لے، میرے علم نے نہیں بلکہ میرے رب کے فضل و کرم نے مجھے تیرے شر سے بچا لیا۔

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور! آپ نے یہ کیسے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس گمراہ کن قول سے کہ تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حرام کر دیا ہے۔ فوراً میں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی ناپاک اور حرام چیزوں کو کسی کے لئے حلال نہیں فرماتا۔ (قلائد الجواہر، ص:۲۰)

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ...دوسرا بیان

واہ! کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سالہا سال کے مجاہدہ کے بعد میں نے ایک مرتبہ خدائے تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا جب تک خدائے تعالیٰ مجھے نہ کھلائے اور کچھ نہ پیوں گا جب تک اللہ تعالیٰ نہ پلائے، پھر چالیس دنوں تک بغیر کچھ کھائے پڑے رہ گیا یہاں تک کہ حضرت خواجہ شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے پھر مجھے اپنے گھر بلایا اور اپنے دست کرم سے مجھے کھلایا پلایا اور فرمایا کہ عبد القادر! تم نہیں کھا پی رہے ہو، بلکہ میں خدائے تعالیٰ کے حکم سے تمہیں کھلا پلا رہا ہوں۔ تمہارا عہد پورا ہو گیا۔ پھر حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کیا اور اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۷۴)

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

قسمیں دیدے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

درود شریف:

اعلائے کلمۃ الحق

اعلائے کلمۃ الحق یعنی حق بولنا مردمومن کے لئے بہت ہی اعلیٰ ایمان اور قیمتی جوہر ہے۔ حضور سراپا نور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دی جائے۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق بات کہنے میں بہت جری اور نڈر تھے۔ بڑے بڑے بادشاہوں اور امیروں کو حق کے معاملے میں آپ جھنجھوڑ کر رکھ دیتے۔ خلیفۂ بغداد نے جب ابوالوفا۔یحییٰ جیسے ظالم کو قاضی کا عہدہ سپرد کیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر خلیفۂ وقت کو اپنے وعظ میں للکارا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اے خلیفہ! تو نے ایک جابر وظالم کو خدا کے بندوں پر حاکم بنادیا ہے، تو ہوش رکھ کہ کل خدائے تعالیٰ قہار وجبار کے دربار میں تجھ کو نادم وشرمندہ ہو کر اس کا جواب دینا پڑے گا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرجلال حق گوئی سے خلیفۂ بغداد کے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال لرزہ براندام ہو گیا اور خلیفۂ بغداد نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ابوالوفا یحییٰ کو فوراً قضاۃ کے عہدے سے معزول کر دیا۔ (حیات طیبہ، ص ۴۶)

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قدم مبارک کی عظمت

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر وعظ میں فرمایا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یعنی میرا قدم ہر ولی کے گردن پر ہے" آپ کی زبان مبارک سے یہ اعلان سن کر اس وقت تین سو تیرہ اولیاء کرام جو وعظ کی مجلس میں حاضر تھے سب نے اپنا اپنا سر جھکا کر عرض کیا

کہ اے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا قدم مبارک ہماری گردنوں پر ہی نہیں بلکہ آپ کا قدم شریف تو ہمارے سروں اور ہماری آنکھوں پر ہے۔ اور ان تمام بزرگوں نے دیکھا کہ تمام روئے زمین کے اولیاء کرام آپ کے حکم پر اپنی اپنی گردنیں جھکائے کھڑے ہیں اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی اور مدینے والے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عطا کیا ہوا خلعت کرامت اولیاء کرام کے ازدہام میں فرشتے آپ کو پہنا رہے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۷)

حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس وقت اولیاء کرام نے دیکھا کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا جس کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ارشاد فرمایا۔

کَسَانِیْ خَلْعَةً بِطَرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

یعنی میرے رب نے مجھے اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی خلعت پہنائی اور فضل وکمال کا تاج میرے سر پر رکھ دیا ہے:

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاءُ وْسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

یعنی زمین وآسمان میں میری شان کے نقارے بجتے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے روبرو حاضر ہوتے ہیں۔

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحِیُّ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

یعنی میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور میرا نام محی الدین ہے اور میرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعلان خدائے تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ جیسا کہ حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ لگا دینے سے اندھے اور کوڑھی شفا پاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعلان سے مقام فردیت مراد ہے۔ اگرچہ بعض دوسرے اولیاء کرام بھی مقام فردیت سے نوازے گئے مگر

اس کے اعلان کی کسی کو اجازت نہیں ملی جیسا کہ آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام فردیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے قصیدہ شریف میں فرماتے ہیں :

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

یعنی قربِ الٰہی کی منزل میں مجھے وہ مقام حاصل ہے جس میں تنہا اور اکیلا میں ہی ہوں اور میرا رب مجھے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتا رہتا ہے اور وہ عظمت وجلال والا مولیٰ میرے لئے کافی ہے۔ (قصیدۂ غوثیہ شریف)

شیخ ابوبکر بطائحی کی بشارت

حضرت ابوبکر بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بزرگ ہیں جن کو خواب میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خرقہ پہنایا اور جب یہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے تو خرقہ موجود پایا۔ انہیں بزرگ کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس بدھ کو مسلسل میری قبر کی زیارت کرے گا وہ جہنم سے آزاد ہو جائے گا اور جو شخص میرے روضے میں داخل ہو گیا اس کو آگ نہیں جلا سکتی۔ چنانچہ اب بھی آپ کی یہ کرامت ہے کہ آپ کی قبر کے پاس گوشت اور مچھلی نہ پک سکتی ہے نہ بھن سکتی ہے۔ یہی بزرگ حضرت ابوبکر ہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسوں پہلے یہ غیب کی خبر دی تھی کہ عراق میں آٹھ اولیاء کرام درجۂ اوتاد پر فائز ہوں گے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت معروف کرخی (۲) حضرت احمد بن حنبل (۳) حضرت بشر حافی (۴) حضرت منصور بن عمار (۵) حضرت جنید بغدادی (۶) حضرت سری سقطی (۷) حضرت سہیل بن عبداللہ تستری (۸) حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور جب لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور! یہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عجمی سید ہیں۔ جو گیلان میں پیدا ہوں گے اور بغداد ان کا مسکن ہوگا اور پانچویں صدی میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ ولایت کے مقامِ فردیت کی ایسی عظیم منزل پر فائز ہوں گے کہ ایک دن وہ منبر پر اعلان فرمائیں گے کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ٥

یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' اس زمانے کے تمام اولیاء کرام ادب سے اپنی اپنی گردنیں جھکا کر عرض کریں گے کہ اے غوث اعظم آپ کا قدم مبارک ہماری گردنوں ہی پر نہیں بَلْ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ بلکہ آپ کا قدم مبارک ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے۔ (قلائد الجواہر، ص: ۷۸)

جو فرمایا کہ دوش اولیا پر ہے قدم میرا
لیا سر کو جھکا کر سب نے تلوا غوث اعظم کا

عارفوں کے سردار حضرت محمد کا کیس کی بشارت

حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عراق کے سید المشائخ اور امیر الاولیاء ہیں، جن کے مریدوں میں سترہ بادشاہ بھی تھے، اور آپ کے جھنڈے کے نیچے باادب چلا کرتے تھے۔ حضرت شیخ عزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں خواب میں حضور سرکار مدینہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پر بہار سے مشرف ہوا تو میں نے اپنے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ حضرت محمد کا کیس کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو، وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جن کے سبب سے میں قیامت کے دن فخر کروں گا کہ ایسے ایسے صاحب کمال میری امت میں ہیں۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲؍ رجب ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰؍ ربیع الاول ۵۰۱ھ کو بغداد شریف کے قریبی شہر قلمیلیہ میں وفات پائی۔ (قلائد الجواہر، ص: ۱۸)

حضرات! حضرت محمد کا کیس عظیم بزرگ ہیں انہوں نے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو فرمایا غور سے سنیں۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بغداد شریف میں وعظ فرمایا کرتے تھے اور یہ وہ دور تھا کہ ابھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسہ نظامیہ میں ایک طالب علم تھے اور نوجوانی کا عالم تھا۔ ایک دن سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وعظ سننے کے لئے گئے اور جیسے ہی مجلس میں بیٹھے حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور فرمایا کہ اس لڑکے کو مجلس سے باہر نکال دو۔ حکم پاتے ہی لوگوں نے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتھ پکڑ کر مجلس سے باہر کر دیا مگر ہمارے آقا حضور غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا اور ناراض نہ ہوئے بلکہ پھر مجلس میں آکر بیٹھ گئے۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر حکم دیا کہ اس لڑکے کو مجلس سے باہر نکال دو، لوگوں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکالا اور تمام حاضرین حیرت سے دیکھنے لگے کہ عجیب لڑکا ہے، بار بار مجلس سے نکالا جاتا ہے مگر پھر چلا آتا ہے۔ ہمارے آقا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بھی رنجیدہ نہ ہوئے اور تیسری بار پھر مجلس میں تشریف لے آئے۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگو! اس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ۔ لوگ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ

اے لوگو! میں نے اس لڑکے کو دو مرتبہ اپنی مجلس سے اس لئے نکالا تا کہ تم لوگ اچھی طرح ان کو دیکھ لو اور پہچان لو کہ یہ کون ہیں۔

اے اہل بغداد! تم سب اس ولی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ اس لئے کہ یہ وہ ہیں جو میرے بعد قطب الاقطاب ہونے والے ہیں۔ پھر اپنا عصا، تسبیح، مصلیٰ وغیرہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا عبد القادر! ابھی تمہارا بچپن ہے اور ہمارا بڑھاپا ہے، بیٹا ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ تم قطبیت کی عظیم منزل پر سرفراز ہونے کے بعد اعلان کرو گے کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ تو تمام روئے زمین کے اولیاء ادب واحترام سے اپنا اپنا سر جھکا کر عرض کریں گے کہ اے سرکار غوث اعظم آپ کا قدم مبارک تو ہمارے سروں اور آنکھوں پر بھی ہے۔ پھر آپ نے اپنی داڑھی پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا عبد القادر! تمہارا یہ وقت آئے تو میری سفید داڑھی کا خیال رکھنا اور

حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ کُلُّ دِیْکٍ یَصِیْحُ وَ یَسْکُتُ اِلَّا دِیْکُکَ فَاِنَّہٗ یَصِیْحُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی اے بیٹا عبد القادر! ہر مرغ بولے گا اور چپ ہو جائے گا مگر تمہارا مرغ قیامت تک بولتا رہے گا یعنی تمہارا سلسلہ اور تمہاری ولایت کا تذکرہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۳۲۷)

سرکار اعلیٰ حضرت عاشق بارگاہ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہے۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

درود شریف:

شیخ علی بن ہیتی کی بشارت

حضرت شیخ علی بن نصر ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد کے ان چار بزرگوں میں سے ہیں جو مردہ کو زندہ فرما دیتے تھے، ایک دن میرے آقا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ کی مجلس میں حضرت علی بن ہیتی حاضر تھے ناگہاں ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا، تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وعظ کے منبر سے اتر کر ان کے پاس باادب کھڑے ہو گئے جب حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو عرض کیا کہ اے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو ابھی خواب میں محترم و مکرم رسول اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا ہے تو ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسی لئے تو میں منبر سے اتر کر ادب واحترام سے آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تھا کہ آپ کو خواب میں دیدار نصیب ہوا اور میں سر کی آنکھوں سے پیارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پر بہار سے سرفراز ہوا۔ (بہجۃ الاسرار)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ذیشان کو سنتے ہی سب سے پہلے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدم کو اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا تھا۔ اللہ۔ اللہ کیا خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضرت اویس قرنی کی بشارت

ابن محی الدین اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضور سراپا نور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ جب اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا اور میری قمیص ان کو دینا اور کہنا کہ اویس قرنی میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ ذیشان سنایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدے میں جا کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا مانگی، غیب سے ندا آئی کہ اے اویس قرنی اپنا سر اٹھایئے میں نے آپ کی شفاعت سے پیارے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی نصف امت کو بخش دیا اور نصف امت کو اپنے محبوب ولی غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شفاعت سے بخش دوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوں گے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے پروردگار عالم تیرا وہ محبوب بندہ غوث اعظم کون ہے اور کہاں ہے، میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔

تو ندا آئی کہ وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بھی محبوب ہے۔ وہ قیامت تک اہل زمین کے لئے حجت ہوگا اور تمام اولین و آخرین اولیاء کی گردنوں پر اس کا قدم مبارک ہوگا اور جو اسے قبول کرے گا میں اس کو دوست رکھوں گا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن جھکائی اور کہا میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔ (تفریح الخواطر فی مناقب شیخ عبدالقادر)

دیوانۂ بارگاہ غوثیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

درود شریف:

حضرت جنید بغدادی کی بشارت

حضرت ابن محی الدین اربلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکاشفۂ جنیدیہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات ربانی کا ورود ہوا اور آپ بحر شحو دو مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا۔ میری گردن پر ان کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے۔ اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے، نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ان کلمات کے متعلق آپ سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سید عالم، رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہوگا جس کا لقب محی الدین اور نام عبدالقادر ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہے گا ''میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' تو میرے قلب میں خیال آیا کہ ہم ان کے زمانے میں نہیں ہیں اس لئے ان کا قدم ہم اپنی گردن پر کیوں لیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض اور قہر و غضب میں دیکھا تو فوراً میں نے اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم لوگوں نے سنا۔

(تفریح الخواطر فی مناقب شیخ عبدالقادر، ترغیب الناظر، بحوالہ حیات طیبہ، ص ۱۵)

دیوانۂ بارگاہ غوثیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

سلطان الہند حضور غریب نواز کا قول

سلطان الہند حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضات میں مشغول تھے جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد شریف میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا کہ ''میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' تو سلطان الہند سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد عالی کو سنا اور گردن جھکا کر عرض کیا کہ اے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا قدم مبارک صرف میرے گردن پر ہی نہیں بَلْ عَلٰی رَأْسِیْ وَعَیْنِیْ بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر بھی ہے۔ (سراج العوارف فی الوصایا و المعارف، ص ۴۱)

اسی پیارے مضمون کو مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں بیان کیا ہے۔

جب سے تو نے قدم غوث لیا ہے سر پر
اولیاء سر پر قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مریدوں کے لئے بشارتیں

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حضرت سہیل ابن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد والوں کی نظر سے غایب ہو گئے، لوگوں نے تلاش کیا دریائے دجلہ کے کنارے پایا تو کیا دیکھا کہ مچھلیاں بکثرت آپ کی خدمت میں آتی ہیں اور دستِ مبارک کا بوسہ دیتی ہیں۔ اسی اثنا میں ظہر کا وقت ہو گیا، ایک مصلیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گیا اور اس مصلے کے اوپر دو سطریں لکھی تھیں، پہلی سطر میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، ع۱۲)

اور دوسری میں بَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ ط اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (پ۱۲، ع۷)

لکھا ہوا تھا اور بہت سے نورانی شکل کے لوگ آئے اور مصلے پر صف میں کھڑے ہو گئے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلے پر آگے تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی اس وقت عجیب وغریب سماں تھا جب حضور غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھوں کو دعا کے لئے بارگاہ رب العلمین میں اٹھا کر عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ بے نیازی میں تیرے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کو اور مریدوں کے مریدوں کو صبح قیامت تک موت نہ دے مگر ایمان پر۔ یعنی میرے مریدوں کا ایمان پر خاتمہ نصیب فرما۔ حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی مبارک دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے ہوئے سنا اور جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا پوری کر چکے تو ہم نے غیب سے ایک ندا سنی کہ اے عبدالقادر جیلانی! میرے محبوب سبحانی، تم کو بشارت ہو، خوش خبری ہو کہ ہم نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے۔ (تلخیص بہجۃ الاسرار، ص ۲۹۱)

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۴﴾

ربیع الآخر شریف

دوسرا جمعہ.......................................پہلا بیان

حضور غوث پاک وعظ اور درس کی تاثیر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

حضرت شیخ ابوالحسن بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رحمت عالم، سرکار دوعالم، شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار پر انوار کیا تو بارگاہ رحمت میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے موت آئے۔ تو نبی معظم رسول محتشم، سراپا کرم ہی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا خاتمہ قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے ہوگا اور خاتمہ ایمان پر کیوں نہ ہوگا جب کہ تمہارے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حضرت شیخ ابوالحسن بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ اپنے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں وہی درخواست کی۔ تینوں مرتبہ میرے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ یعنی اس خوش نصیب کا خاتمہ ایمان پر ہی ہوگا جس کے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں۔

خواب سے بیدار ہوکر میں نے یہ پیارا خواب اپنے والد گرامی کی خدمت میں بیان کیا۔ پھر ہم دونوں باپ بیٹے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ وعظ فرمارہے تھے۔ ہم باپ بیٹے کو دیکھ کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو بشارت وخوش خبری ہمارے پیارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیں اور اس کا پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ہو تو اس کا خاتمہ ایمان پر کیوں نہ ہوگا۔ (ملخصاً۔ بہجۃ الاسرار،ص ۲۸۹)

کیا ہی خوب فرمایا استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے کہ۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ، میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوث اعظم

نیک میرے لئے اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں

حضرت شیخ ابوسعید کیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت غلامی قایم کرلے یقیناً وہ نجات پا جائے۔ (بہجۃ الاسرار،ص ۲۹۳)

شیخ بکا بن بطو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور آپ کے مریدوں میں پرہیزگار بھی ہوں گے اور گنہگار بھی۔ تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ پرہیزگار نیک وکار میرے لئے ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔ (تلخیص بہجۃ الاسرار،ص ۲۹۴)

قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیران پیر کا

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو قسم کے مرید ہیں ایک نیک مرید دوسرا گنہگار مرید۔ نیک مرید حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آستین میں رہتے ہیں جب کوئی آپ

کے مرید کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم جلال میں آستین پھاڑتے ہیں اور نقصان پہنچانے والا تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

مریدی لا تخف کہکر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک کتاب دی گئی جس میں قیامت تک آنے والے میرے مریدوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے تمام مریدوں کو میں نے تمہاری نسبت کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۹۴)

اور مولانا حسن رضا بریلوی خوب فرماتے ہیں۔

کر دیا تو نے قادری مجھ کو
تیری قدرت کے میں فدا یا رب

میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ہمیشہ ہے

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تبارک وتعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم! یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَآءِ عَلَی الْاَرْضِ ۔ یعنی میرا دست ہدایت میرے تمام مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان کا سایہ زمین پر۔ اور اے دنیا والوں سن لو! میرا مرید اچھا نہیں مگر میں تو اچھا ہوں، میرا مرید طاقت وقوت والا نہیں مگر میں تو طاقت وقوت والا ہوں اور میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں جائیں گے میں بارگاہ خداوندی میں نہیں جاؤں گا۔ (خلاصہ قصیدہ غوثیہ شریف، خلاصہ بہجۃ الاسرار، ص ۲۹۴)

اور عاشق بارگاہ غوثیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

مصطفیٰ کریم اور مرتضیٰ کی زیارت

حضرت شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں

۱۶ر شوال ۵۲۱ھ کو منگل کے دن دوپہر کے وقت ہمارے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو پیارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے عبدالقادر! تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں عجمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیٹا عبدالقادر اپنا منہ کھولو! جب میں نے اپنا منہ کھولا تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب دہن شریف میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ تم حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ لوگوں کو خدائے تعالیٰ کے راستہ کے طرف دعوت دو۔ پھر اس کے بعد میرے دادا جان حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے سرفراز ہوا تو انہوں نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن مجھے عطا فرمایا، میں نے عرض کیا چھ ہی مرتبہ کیوں؟ آپ نے بھی سات مرتبہ کیوں نہیں اپنا لعاب دہن عطا فرمایا؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب کے لئے چھ ہی مرتبہ اپنا لعاب دہن تمہیں بخشا ہے تا کہ جان عالم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ برابری کا شبہ نہ پیدا ہو سکے، نانا جان اور بابا جان کے کرم و فضل کی برکت سے میں خوب فصیح و بلیغ وعظ کہنے لگا۔ (قلائد الجواہر، ص ۱۳، شیخ عبدالحق زبدۃ الآثار، ص ۶۵، حیات طیبہ، ص ۴۳)

جس پہ حیراں زبان عرب
اس بلاغت فصاحت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم کا درس دینا

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر کامل حضرت سیدنا ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی قابلیت و خدمت دین کا جذبہ اور روحانی صلاحیت دیکھ کر اپنا مدرسہ نظامیہ جو بغداد شریف میں باب الازواج میں واقع تھا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسند درس و تدریس پر جلوہ فرما ہوئے اور تعلیم کا آغاز فرمایا تو تھوڑے سے عرصہ میں آپ کے علم و فضل کا کمال پورے بغداد اور قرب وجوار میں مشہور ہو گیا اور شریعت و طریقت کے علوم کو حاصل کرنے کے لئے صرف بغداد ہی نہیں بلکہ دور دراز کے طلبہ کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا حتیٰ کہ مدرسہ نظامیہ کی جگہ طلبہ کے بیٹھنے کے لئے ناکافی ہو گئی۔ میرے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلبہ کی بھیڑ دیکھ کر بغداد والوں کو مدرسہ کی عمارت کی توسیع کے لئے متوجہ کیا، یعنی مدرسہ کی بلڈنگ کو بڑھانے کے لئے بغداد والوں کو توجہ دلائی، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر، اشارۂ ابرو پر بغداد والوں

نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، یہاں تک کہ قرب و جوار کے مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے گئے۔
۵۲۸ھ میں مدرسہ کو خوب وسیع اور عالیشان بلڈنگ کی شکل میں بنا کر تیار کر دیا گیا اور پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہو کر دنیائے اسلام میں جامعہ قادریہ کے نام سے مشہور و معروف ہو گیا، جہاں صرف بغداد شریف کے طلبہ ہی نہیں بلکہ دور دور شہروں اور دیہاتوں کے ہزاروں طلبہ علم دین حاصل کرتے رہے اور فارغ التحصیل ہو کر سند تکمیل لے کر مختلف علاقوں میں جاتے اور دین متین کی خدمت انجام دیتے، اس طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر مدت میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی ایک عظیم جماعت تیار فرما دی۔ (حیات طیبہ، ص ۴۰)

وعظ میں تقریباً ستر ہزار سامعین

شیخ عبد اللہ جیائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لوگ گھوڑوں، خچروں، اونٹوں اور سواری کی گدھوں پر سوار ہو کر آتے تھے اور کھڑے رہتے تھے جب کہ مجلس حصار کی طرح گول ہو جاتی تھی اور مجلس میں تقریباً ستر ہزار سامعین حاضر رہتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۷۰، خلاصۃ المفاخر، قلائد الجواہر، ص ۱۳، شیخ عبد الحق، زبدۃ الآثار، ص ۶۵)

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وعظ کی مجلس میں عراق کے بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام اور جنات اور رجال الغیب بھی دور و دراز سے حاضر ہوتے تھے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریریں لکھنے کے لئے چار سو دواتیں استعمال کی جاتی تھیں۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۸۰)

وعظ کا اثر

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ مبارک کا یہ اثر تھا کہ سیکڑوں گنہگار و بدکار آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتے اور فساق و فجار تائب ہو کر پرہیزگار و نیکوکار بن جاتے اور تقریر کی تاثیر سے مجلس پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی، کوئی ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تو کوئی بے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیختا چلاتا اور کسی کے دل پر ایسی چوٹ لگتی کہ شمشیر محبت سے گھایل ہو کر موت کی نیند سو جاتا، جب وعظ ختم ہوتا تو کتنے جنازے اٹھائے جاتے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی حاضر ہوتے، آپ کے وعظ کا یہ اثر ہوتا کہ بہت سے یہودی عیسائی اور دوسرے کفار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۸۱، قلائد الجواہر، ص: ۲۱۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھیجنا بارگاہ غوث میں

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے ہیں: ایک راہب آیا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی ہاتھ پر توبہ کیا اور مسلمان ہوگیا۔ پھر اس راہب نے مجمع عام میں بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں، مجھے مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا تو میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کی یمن میں جو شخص سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا اسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ مجھے نیند آگئی، خواب میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے سنام بغداد چلے جاؤ اور شیخ عبد القادر جیلانی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ اس لئے کہ اس زمانے میں روئے زمین کے لوگوں میں سب سے بہترین ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


قل إني أخاف إن عصيت ربي عذاب يوم عظيم

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

دوسرا جمعہ...دوسرا بیان

حضور غوث اعظم کے کشف و کرامات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہمارے آقا، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت سراپا کرامت ہی کرامت تھی۔ حضرت شیخ علی بن الهیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ولی کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کرامت والا نہیں دیکھا جس وقت چاہتے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا اسی وقت لوگ دیکھ لیتے۔ (تفریح الخواطر)

مردہ زندہ ہوگیا

ہمارے سرکار، سردار اولیاء حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے چند مریدین اور ساتھیوں کے ساتھ ایک محلے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک عیسائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں، پیران پیر آقا دستگیر نے جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا تو مسلمان نے عرض کیا کہ یہ عیسائی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے افضل ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ تم کس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو افضل کہتے ہو۔ عیسائی کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی نہیں بلکہ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اولاد اور امتی ہوں، اگر میں مردے کو زندہ کر دوں تو کیا تو ہمارے پیارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فضیلت و برتری کو تسلیم کرے گا؟ عیسائی نے کہا ضرور تسلیم کروں گا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ قبرستان لے کر چل اور کوئی بہت پرانی قبر جس کو تو جانتا ہو بتا، میں قبر کے مردے کو زندہ کروں گا۔ وہ عیسائی ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر قبرستان گیا اور ایک پرانی بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اس قبر کا مردہ دنیا میں گانے بجانے کا پیشہ کرتا تھا۔ اگر تیری مرضی ہو تو یہ مُردہ گاتا ہوا قبر سے باہر آئے۔ حیرت سے عیسائی نے عرض کیا: یہ تو اور اہم بات ہے، ایسا ہی کیجئے۔ ہمارے سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کو دیکھا اور فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تو قبر شق ہوئی اور مُردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا قبر سے باہر نکل آیا۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھ کر عیسائی نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ (تفریح الخواطر)

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے ہیں مردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتی غوث اعظم کا

نہ مسجد، نہ بیت اللہ کی دیواروں سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اے ایمان والو! سبحان اللہ۔ کیا شان ہے ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ قبر پر کھڑے ہیں اور قبر کے اندر مُردے کو دیکھ رہے ہیں اور اس مُردے کے پیشہ کو بھی دیکھ رہے ہیں جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ اب ہم محبت و عقیدت سے سوچیں کہ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں تھے تو قبر کے اندر کے مُردے اور اس کی حالت کو دیکھ لیتے تھے اور آج مزار پاک میں جلوہ افروز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے اپنے مزار مبارک سے دنیا والوں کو خاص کر غلاموں کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔

مرغی زندہ ہوگئی

ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا آپ سے بے حد محبت و عقیدت رکھتا ہے، اپنی غلامی میں قبول فرمائیں اور شریعت و طریقت کی تعلیم سے آراستہ فرمادیں۔ چنانچہ وہ لڑکا عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگیا۔ ایک دن وہ عورت اپنے لڑکے کو دیکھنے کے لئے آئی تو دیکھا کہ اس کا لڑکا جو کی روٹی بغیر سالن کے کھا رہا ہے اور کثرت عبادت و ریاضت کے اثر سے بہت دبلا اور لاغر ہوگیا ہے۔ پھر جب وہ عورت بارگاہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرغی کا گوشت تناول فرما چکے ہیں اور ہڈیاں برتن میں رکھی ہوئی ہیں۔ عورت نے عرض کیا کہ میرے آقا آپ نے میرے بچے پر کوئی شفقت نہیں فرمائی، آپ تو مرغی کھا رہے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی سوکھی بغیر سالن کے کھلا رہے ہیں۔ یہ سن کر ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ٥ یعنی اے مرغی تو اس خدا کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم سنتے ہی مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہوگئی اور بزبان فصیح یہ پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ. اَلشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَلِیُّ اللّٰہِ. تب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے بوڑھی ماں سن جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہونچ جائے گا۔ تو جو چاہے کھائے۔

(بہجۃ الاسرار، ص: ۱۹۳، و قلائد الجواہر، ص: ۳۸، شیخ عبد الحق، زبدۃ الآثار، ص ۸۹)

جلایا استخوان مرغ کو دست کرم رکھ کر
بیاں کیا ہو سکے احیائے موتی غوث اعظم کا

چیل کو مارا اور زندہ فرمادیا

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چیل چلاتی ہوئی اوپر سے گزر گئی جس سے سامعین کی توجہ پراگندہ ہوگئی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم جلال میں ارشاد فرمایا: اے ہوا اس چیل کا سر اڑا دے۔ حاضرین مجلس کا بیان ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہوتے ہی چیل کا سر ایک طرف اور

اس کا دھڑ دوسری طرف جا گرا، پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ کی کرسی سے نیچے تشریف لائے اور چیل کے سر اور دھڑ کو ملا کر بسم اللہ پڑھا اور ہاتھ پھیر دیا تو وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور ہم لوگ دیکھتے رہ گئے۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۱۹۳، شیخ عبد الحق، زبدۃ الآثار، ص ۸۹)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو طاقت و تصرفات عطا کئے ہیں اس کو اپنے قصیدۂ غوثیہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلیٰ تَعَالٰی

یعنی اگر میں اپنا راز کسی مری ہوئی لاش پر ڈال دوں تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جائے۔ (قصیدۂ غوثیہ شریف)

اے ایمان والو! ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائی کے لئے مُردے کو زندہ فرمایا اور چیل پر کرم فرما کر زندہ فرما دیا اور مرغی کا گوشت تناول فرمایا اور پھر اسی کھائی ہوئی مرغی کی ہڈیوں کو جمع فرما کر مُرغی کو زندہ فرما دیا گویا ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عالم کو یہ سبق دیا کہ جب ہم رسول اللہ کے غلام، نبی پاک کے امتی خدا کی دین وعطا سے اس شان کے مالک ومختار ہیں کہ مُردے کو زندہ کر دیتے ہیں تو ہمارے پیارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ساری خدائی کے پیشوا ہیں ان کی شان و شوکت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

اندھا اور مفلوج صحت پا گیا

حضرت شیخ ابو الحسن قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرت کی خدمت میں تاجر ابو غالب بغدادی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے میرے سرکار آپ کے رحیم وکریم نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا کہ جس شخص کی دعوت کی جائے اس کو چاہئے کہ وہ دعوت کو قبول کرے اور میں آپ کو اپنے مکان پر دعوت کی زحمت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ میں ضرور آؤں گا۔ مقررہ وقت پر میں اور شیخ ہیتی آپ کے ہمراہ تاجر ابو غالب بغدادی کے مکان پر پہنچے وہاں دیکھا تو بغداد کے بہت سے علماء مشائخ اور اعیان موجود تھے۔ آپ کے سامنے دستر خوان لگایا گیا جس پر رنگارنگ کے کھانے چنے ہوئے تھے اور دو شخص ایک بہت بڑا ٹوکرا لائے۔ جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا یہ ٹوکرا دستر خوان کے ایک طرف لاکر رکھ دیا گیا۔ میزبان ابو غالب نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے، نہ خود کھایا نہ دوسروں کو اجازت دی۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں پھر آپ نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ کیا کہ اس ٹوکرے کو اٹھا کر یہاں لاؤ، وہ ٹوکرا لایا گیا جو بہت وزنی تھا پھر آپ نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو جب ہم نے ٹوکرا کھولا تو اس میں ابو غالب تاجر کا اندھا اور فالج زدہ لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا قُمْ بِـاِذْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تو تندرست ہو کر کھڑا ہو جا آپ کے فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی اور وہ دوڑنے لگا۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہو گیا اور لوگ نعرے لگانے لگے اور قادری دولہا بغداد کے شہنشاہ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کچھ کھائے پیے اس ہجوم میں سے اٹھ کر اپنی خانقاہ شریف میں آگئے۔ حضرت شیخ ابو سعید کیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مُردوں کو جلاتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۱۸۴، شیخ عبد الحق، زبدۃ الآثار، ص ۹۰)

شفا پاتے ہیں صد ہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوث اعظم کا

ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
مصیبت ٹال دینا کام کس کا غوث اعظم کا

درود شریف:

آپ کی دعا سے تقدیر بدل گئی

شیخ ابوالمسعود بن ابی بکر حریمی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ابوالمظفر حسن بن تمیم تاجر شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا سیدی! میں تجارت کی غرض سے سفر کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کردیئے جاؤ گے، اور تمہارا مال واسباب لوٹ لیا جائے گا۔ ابوالمظفر تاجر بڑا حیران و پریشان ہو کر مجلس سے باہر آ گیا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کرم میں حاضر ہو کر سفر میں جانے کی اجازت چاہی۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوالمظفر تم سفر کرو۔ صحیح سلامت لوٹ آؤ گے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ ابوالمظفر تاجر سفر تجارت پر نکلا اور اپنا سامان ایک ہزار دینار میں فروخت کردیا اور وہ ایک حمام میں نہانے کی غرض سے گیا اور طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور اسے اٹھانا بھول گیا اور اس مکان میں آ گیا جہاں اس کا قیام تھا اور گہری نیند میں سو گیا۔ عالم خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک قافلے کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب کے ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کردیا اور قافلے کے ہر شخص کو موت کی نیند سلا دیا اور ایک ڈاکو نے اس کی گردن پر تلوار ماری جس سے گردن کٹ کر الگ ہو گئی۔ وہ اس پریشان کن خواب سے بیدار ہوا اور کانپنے لگا اور اسے اپنی گردن پر خون کا اثر محسوس ہو رہا تھا اور کاری ضرب کا درد محسوس ہو رہا تھا، اسے اپنا روپیہ یاد آیا اور حمام میں دوڑ کر گیا، اس کا ہزار دینار طاق میں رکھا ہوا تھا۔

بغداد شریف سفر سے واپسی پر اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملاقات کروں گا اور حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ضعیف تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا: شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور انہوں نے تم کو قتل ہونے اور تمہارے مال کے نقصان سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ستر بار دعا کی ہے جب کہ تمہاری تقدیر میں قتل اور مال کا نقصان لکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے تمہاری تقدیر کو بدل دیا اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل اور مال کے نقصان سے بچا لیا۔ پھر ابوالمظفر تاجر سرچشمۂ ولایت

سرکار غوثیت۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحمت والی سرکار میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم کو شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری ستر دعا کا واقعہ سنا دیا ہے۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تم کو قتل سے اور تمہارے مال کو نقصان سے بچانے کے لئے اپنے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ فضل و کرم میں ستر بار دعا کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر کو بدل دیا اور بیداری کی چیز کو خواب میں دکھا دیا۔ (بہجۃ الاسرار، شیخ عبدالحق دہلوی، زبدۃ الآثار، ص ۸۵)

اور اسی مضمون کو ہمارے مرشد اعظم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب بیان کیا ہے

خدا نے تمہیں محو و اثبات بخشا
ہو سلطان لوح و قلم غوث اعظم

ہے قسمت میری ٹیڑھی تم سیدھی کردو
نکل جائے سب پیچ و خم غوث اعظم

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل و کرم غوث اعظم

بُری قسمت اچھی ہوگئی

حضرت ابوالخضر حسینی بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم کو رات میں کئی مرتبہ احتلام ہوا اور اسے ہر مرتبہ نئی صورت نظر آئی جن میں سے بعض سے تو وہ واقف تھا اور بعض عورتوں کو وہ نہیں جانتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی خواب کی حالت بیان کرنا چاہی تو اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رات میں تم کو کئی بار احتلام ہوا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے لوح محفوظ میں دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ تو فلاں فلاں عورت سے زنا کرے گا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیازی میں تیرے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کی برکت سے بیداری کے واقعہ کو خواب میں بدل دیا اور تیری بری قسمت کو اچھی بنا دی۔ (قلائد الجواہر، ص: ۱۳۰)

مجدد ابن مجدد مرشد اعظم، نائب غوث اعظم، حضور مفتی اعظم، الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

جو قسمت ہو میری بری، اچھی کر دے
جو عادت ہو بد، کر بھلی غوث اعظم

ہمارا بھی بیڑا لگا دو کنارے
تمہیں نا خدائی ملی غوث اعظم

اے ایمان والو! اوپر ذکر کیے گئے واقعہ کو ہم بار بار پڑھیں اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اور غلامی پر فخر و ناز کریں اور بارگاہ غوثیت میں فریاد پیش کریں کہ آقا و مولیٰ قادری دولہا ہم مریدوں کے بڑے پیر، دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے بری قسمت کو اچھی کیا ہے، ٹیڑھی تقدیر کو سدھارا ہے آج ہم غلام ابن غلام پریشان ہیں ہم پر دیا فرمائیے، رحم کیجئے اپنے آستانہ کی بھیک عطا کیجئے اور ہم مریدوں کی جو قسمت بری ہو اس کو بھی اچھی بنا دیجئے اور ٹیڑھی تقدیر کو سیدھی فرما دیجئے ہم آپ کے ہیں اور اتنی سی بھیک دیجئے کہ ہمیشہ آپ کے دامن کرم سے وابستہ رہیں دشمن بہت زیادہ ہیں سب سے حفاظت فرمائیے اور ہر میدان میں کامیابی عنایت کیجئے۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ بیڑے کے ہیں نا خدا غوث اعظم

درود شریف:

اونٹنی تندرست ہوگئی

عمر بن صالح حدادی نے ایک دن ہمارے پیارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کرم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! حج کے لئے جانے کا ارادہ ہے اور میری اونٹنی بیمار ہے چلنے پھرنے سے قاصر ہے اور دوسری اونٹنی میرے پاس نہیں ہے میں بہت پریشان ہوں کہ حج کا سفر طے کیسے کروں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بیمار اونٹنی کو ٹھوکر ماری اور اپنا دست کرم اس کی پیشانی پر رکھا تو بیمار اونٹنی شفا پا گئی اور چلنے پھرنے لگی اور عمر بن

صالح نے بیان کیا کہ میری بیمار اونٹنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کرم سے ایسی تندرست ہوگئی کہ ہم اسی اونٹنی پر بیٹھ کر حج کے لئے قافلے کے ساتھ چلے تو سارے قافلے والوں کی اونٹنیاں پیچھے رہتیں اور ہماری اونٹنی سب سے آگے آگے چلتی۔ (بہجۃ الاسرار شریف، ص ۲۳۱)

اے ایمان والو! ہم غور کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس شان کا مالک بنا دیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مادرزاد اندھوں کو آنکھ والا بنا دیا۔ مفلوجوں کو صحیح سالم کردیا، جزامی اور برص والوں کو اس مہلک مرض سے نجات عطا کی۔ بیمار و کمزور اونٹنی کو تندرستی اور طاقت وقوت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنی طاقت وقوت اور اختیار عطا کیا ہوگا۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے سرکار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کو یوں بیان فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

غوث پاک کے گیارہ نام مبارک کی فضیلتیں

ہمارے آقا پیران پیر روشن ضمیر محبوب سبحانی قطب ربانی گیارہویں والے پیر حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیارہ نام مبارک نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت اور صبح میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے اور اس کے ورد سے دل کی نیک مرادیں پوری ہوں گی اور بلائیں دور ہوں گی اور تمام نیک کاموں میں کامیابی حاصل ہوگی۔ (کتاب نافع الخلائق)

اے ایمان والو! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک نام میں بہت ہی فیض و برکت ہے۔ اور جب ہم یا غوث المدد پکارتے ہیں تو ولیوں کے شہنشاہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبی مدد اور ظاہری مدد حاصل ہوتی ہے۔

مجدد ابن مجدد، ہم شبیہ غوث اعظم، حضور مفتی اعظم، مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

کہا جس نے یا غوث اغثنی تو دم میں
ہر آئی مصیبت ٹلی غوث اعظم

سرکار بغداد کے گیارہ نام مبارک

سید محی الدین	امر اللہ
شیخ محی الدین	فضل اللہ
اولیاء محی الدین	امان اللہ
مسکین محی الدین	نور اللہ
غوث محی الدین	قطب اللہ
سلطان محی الدین	سیف اللہ
خواجہ محی الدین	فرمان اللہ
مخدوم محی الدین	برہان اللہ
درویش محی الدین	آیت اللہ
بادشاہ محی الدین	غوث اللہ
فقیر محی الدین	مشاہد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صلوٰۃ غوثیہ

حضرات! مشہور بزرگ عالم ربّانی حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری نے فرمایا:
ربیع الآخر کی ایک، تین، پانچ، سات، نو، گیارہ تاریخوں میں سے کسی بھی رات میں صلوٰۃ غوثیہ پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری ہوں گی۔ بعد نماز مغرب دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھیں پھر سلام کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ گیارہ مرتبہ پڑھیں! پھر گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام عرض کریں اور گیارہ بار یہ کہیں۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہے۔ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَاکَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَآءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلۂ مبارک سے اللہ پاک سے دعا مانگے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۴﴾

ربیع الآخر شریف

تیسرا جمعہ..پہلا بیان

انوارِ قادریہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ O اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ O

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ O

اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ. (پ۱۱،ع۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، مرید غوثیت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے، اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اور فرماتے ہیں:

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور فرماتے ہیں:

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

تمہید: شہزادۂ رسول، ہمارے بڑے پیر، پیران پیر، دستگیر، ابوالشیخ، ابومحمد، سید عبدالقادر جیلانی حسنی، حسینی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی صرف عام مخلوق ہی نہیں بلکہ اولیاء و علماء اور اقطاب و ابدال کے لئے بھی مشعلِ راہ رہی ہے۔ اولیائے کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کشف و کرامت اور مجاہدہ و عبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو گروہ اولیاء و اقطاب و افراد و اوتاد کا امام و سلطان بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء متقدمین میں بہت سے باکمال بزرگوں نے آپ کی ولایت و کرامت کو تسلیم کیا ہے اور آپ کے ظہور کی بشارتیں دی ہیں۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

اور آپ کے زمانے کے وبعد کے جملہ اولیاء و علماء اور تمام بزرگوں نے آپ کی پرہیزگاری و نیکی اور ولایت و کرامت اور بارگاہ خداوندی میں آپ کی محبوبیت و مقبولیت کو تسلیم کیا اور سب نے آپ کے حکم قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کو سن کر برملا اعلان کیا کہ یا سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شک آپ کا مبارک قدم میری گردن پر ہے اور بعض نے تو آپ کا قدم شریف اپنے سر اور آنکھوں پر بھی لیا۔

خوب فرمایا مرید قادریت، امام اہلِ سنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے، اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

نبی کا قدم غوث اعظم کے کاندھے پر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے۔ جس کی تلخیص پیش ہے کہ بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم معراج کے لئے جب تشریف لے جا رہے تھے تو براق پر سوار ہوتے وقت ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک حاضر ہوئی اور آپ نے کاندھا شریف کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس پر قدم رکھکر براق پر سور ہوں۔ تو اس موقع پر آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے شہزادے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوازا کہ آپ کے کاندھے پر اپنے پائے مبارک کو رکھا اور براق پر سوار ہوئے۔ اور فرمایا کہ میرا پاؤں تیری گردن پر ہے اور تیرا پاؤں سارے ولیوں کی گردن پر ہوگا۔ یہ واقعہ مکہ معظّمہ کی سرزمین پر ہوا۔ (ملخصا، فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲، ص:۲۰)

غوث اعظم نے بارہ برس کی ڈوبی کشتی ترائی

ہمارے بڑے پیر، محبوب سبحانی، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کرامت بہت ہی مشہور ہے اور محفلوں میں علمائے کرام بیان بھی کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت لب دریا بیٹھی رو رہی تھی اتفاقاً ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس طرف گزر ہوا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو؟ بوڑھی عورت نے عرض کی حضرت! بارہ برس ہو گئے ہیں اس دریا میں میرے لڑکے کی بارات مع سامان ڈوب گئی اور میرا لڑکا بھی ڈوب گیا۔ اسی کے غم میں یہاں آکر میں روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بارہ برس کی ڈوبی کشتی بارات اور ساز و سامان کے ساتھ صحیح و سالم نکل آئی اور بوڑھی عورت خوش ہو کر اپنے مکان کو چلی گئی۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، ج:۱۲، ص:۱۹۸)

حضرات! یہ وہ واقعہ ہے جس کا کتابوں میں ذکر نہیں ملتا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑا ہی پیارا اور دلنواز جواب دیا ہے۔ جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے اور اس ضابطہ کا پتہ چلتا ہے کہ بزرگوں کی طرف منسوب اگر کوئی واقعہ مشہور و زبان زد خواص و عوام ہو اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اگرچہ کسی مستند کتاب میں نہ ہو ہرگز اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ علم صرف کتابوں سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ سینہ بہ سینہ بھی آتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: پہلی روایت اگرچہ نظر سے کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور اور اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں تو اس کا انکار نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱ص:۱۹۸)

حضرات! دولہا اور بارات کشتی کے ساتھ بارہ برس پہلے ڈوب چکے تھے۔ بارہ سال میں کیا ہوا ہوگا، آپ خوب سمجھ سکتے ہیں نہ گوشت بچا ہوگا نہ ہی ہڈی۔ اور کشتی بھی خرد برد ہو چکی ہوگی۔ مگر ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی بڑی شان ہے۔ لب ہلتے ہی باب اجابت کھل جاتا ہے اور سائل و بھکاری کی منت و مراد پوری ہو جاتی ہے بلکہ بری تقدیر بھی اچھائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو ڈوبی تھی کشتی وہ دم میں نکالی
تجھے ایسی قدرت ملی غوث اعظم

لکھے کو مٹا کر تو لکھنے پہ قادر
کہ ہیں تیرے لوح و قلم غوث اعظم

ایک مرید کا دوسرے پیر سے مرید ہونا جائز نہیں

سید قاسم علی صاحب قادری سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ قادریہ اور قادری خاندان سے مرید تھے مگر نقشبندیہ سلسلہ کے کچھ مریدین، سرہند شریف کے ایک نقشبندی بزرگ سے مرید ہونے پر انہیں ورغلایا جناب موصوف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا اور عرض کرنا چاہا کہ کیا قادری سلسلہ کا مرید دوسرے سلسلے میں جا سکتا ہے اور کیا ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہوا جا سکتا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اورآپ کے خاندان وسلسلہ کی بزرگی وبرتری کو بیان کیا کہ قادری سلسلہ وخاندان سب سلسلوں سے افضل واعلیٰ ہے تو اس سلسلے کا مرید دوسرے سلسلے سے مرید کیوں کر ہوسکتا ہے؟ پھر بیان فرمایا کہ تبدیل شیخ یعنی ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہونا جائز ودرست نہیں۔ اس لئے کوئی قادری سلسلے کا مرید دوسرے سلسلے کے پیر سے مرید نہیں ہوسکتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک خاندان عالیشان قادری سب خاندانوں سے اعلیٰ وافضل ہے۔ تبدیل شیخ بلاضرورت شرعیہ جائز نہیں

حدیث میں ارشاد ہوا : مَنْ رُّزِقَ فِیْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْهُ ۔

یعنی جس کو جس چیز میں روزی ملی وہ اسی کو لازم پکڑ لے یعنی جو جس سے متعلق اور فیض یافتہ ہے اسی سے لگا رہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱،ص:۱۱۶)

کسی کے بہکانے سے پیر نہیں بدلنا چاہئے ورنہ سخت محرومی ہوگی:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ

سوال:۔ شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا (یعنی اس پیر کو چھوڑ دینا) کیسا ہے؟

جواب:۔ محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔ (الملفوظ، ج:۴،ص:۵۷)

حضرات! مگر خلاف شرع کام کرنے کی وجہ سے جیسے نماز نہیں پڑھتا یا پڑھتا ہے تو چھوڑ کے۔ روزہ نہیں رکھتا، داڑھی کترواتا ہے، دو چار انگوٹھیاں پہنتا ہے وغیرہ۔ تو ایسے کو پیر بنانا حرام ہے۔

اگر اپنا پیر کمزور ہے تو پیران پیر مدد فرماتے ہیں

ہمارے بڑے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفِ اللّٰهَ رَبِّیْ

عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

(قصیدہ غوثیہ شریف)

یعنی اے میرے مرید خوف نہ کر کہ تو کمزور ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے طاقتور بنایا ہے۔

اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں کوئی مرید ہوتا ہے اور جس کو پیر بنایا وہ سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل ہے اور اس کا سلسلہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ملتا ہے تو اگر چہ وہ پیر کمزور ہے اور ولایت و روحانیت سے خالی ہے تو بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرید کی مدد فرماتے ہیں اور اپنے فیوض و برکات و انوار کی دولتوں سے مالا مال کرتے ہیں۔ خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی نے۔

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

تمام قادریوں کو بخشش کی بشارت

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے، اس کاغذ میں میرے اصحاب اور مریدین کے نام (لکھے) تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہارے ان سب مریدوں کو تمہاری وجہ سے بخش دیا گیا اور میں نے دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے؟ تو داروغہ نے کہا (کہ آپ کا ایک مرید بھی دوزخ میں) نہیں ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص: ۲۹۴)

قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے ہاتھ میں پیران پیر کا

غوث اعظم کا ہاتھ مریدوں کے سر پر ہے

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ

اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ۔

میرا ہاتھ میرے مرید پر اس طرح ہے جس طرح آسمان (کا سایہ) زمین پر۔ اگر میرا مرید عمدہ (اچھا) نہیں تو میں تو عمدہ (اچھا) ہوں، مجھے اپنے رب تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم کہ میرے قدم میرے رب تعالیٰ کے سامنے برابر رہیں گے یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائے گا۔ (بہجۃ الاسرار، ص: ۲۹۴)

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

بیعت ہونا، مرید ہونا کسے کہتے ہیں

مرید غوث اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیعت، مرید ہونا کے کیا معنیٰ ہیں؟

تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیعت کا معنیٰ بک جانا۔ یعنی اپنے جان و مال کو اپنے پیر و مرشد کے ہاتھ پر بیچ دینا۔ پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

سبع سنابل شریف میں یہ واقعہ ہے کہ ایک صاحب کو بادشاہ نے موت کی سزا کا حکم دے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی اور یہ سزا پانے والا شخص اپنے پیر و مرشد کے مزار کی جانب چہرہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ جلاد نے کہا کہ اس وقت (یعنی مرنے کے وقت خانہ کعبہ) قبلہ کی جانب منہ کرتے ہیں (تو مرید صادق) نے فرمایا (اے جلاد) تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے۔ (اور حقیقت میں) یہی بات ہے کہ کعبہ معظمہ جسم کا قبلہ ہے اور پیر و مرشد روح کا قبلہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارادت (یعنی پیری مریدی) اس کا نام ہے۔ اگر اسی طرح سچی عقیدت کے ساتھ مرید ایک دروازہ پکڑ لے تو اس (مرید) کو ضرور بضرور فیض ملے گا۔

(الملفوظ شریف، ج:۲، ص۔۱۷)

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اُٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اگر پیر خالی ہے تو پیر کا پیر خالی نہ ہوگا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر پیر خالی ہے تو پیر کا پیر خالی نہ ہوگا اور اگر بالفرض وہ بھی نہ سہی تو (پیران پیر) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فیض و انوار کے معدن و منبع ہیں ان سے فیض آئے گا، سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہئے۔ (پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا)

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے اور دوکاندار نہیں دیتا تھا تو فقیر (جلال میں آ گیا) اور کہنے لگا کہ روپیہ دیتا ہے تو ٹھیک ورنہ میں تیری دوکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو

گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل (یعنی ایک اللہ والے) کا وہاں سے گزر ہوا جن کو سب لوگ جانتے تھے) اور جن کے سب معتقد تھے۔ انہوں نے دوکان دار سے فرمایا کہ جتنا جلدی تم سے ہو سکے اس فقیر کو روپیہ دے دو ورنہ دوکان الٹ جائے گی۔ تو لوگوں نے عرض کی حضرت! یہ بے شرع، جاہل کیا کر سکتا ہے تو (اللہ والے نے) فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ فقیر تو بالکل خالی ہے۔ پھر میں نے اس کے پیر و مرشد کو دیکھا تو اسے بھی خالی پایا، پھر اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا تو ان کو اللہ کا ولی پایا اور دیکھا کہ وہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب (ان کے مرید کے مرید) یعنی اس فقیر کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ پیر و مرشد کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا۔ (الملفوظ شریف، ج:۴، ص:۱۷)

اے ایمان والو! صاف طور سے پتہ چلا کہ مرید اگر کمزور ہے مگر اپنے پیر و مرشد کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑ رکھا ہے تو یقیناً فیوض و برکات سے مالا مال ہوگا۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ ہیں بیڑے کے نا خدا غوث اعظم

پیر کے شرائط: آقائے نعمت مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیعت اس شخص سے ہونا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہونا ضروری ہیں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی مدد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے (۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو (۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ج:۲، ص:۴۶)

مرید کیسا ہونا چاہئے: عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہت سے لوگ بطور رسم بیعت ہو جاتے ہیں (مرید ہو جاتے ہیں) مگر بیعت کا معنی نہیں جانتے بیعت یعنی مرید ہونا اسے کہتے ہیں کہ

حضرت یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں۔ تو حضرت یحییٰ منیری کے اس مرید نے عرض کی، یہ ہاتھ تو حضرت یحییٰ

منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے چکا ہوں، اب دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غایب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اس مرید کو دریا سے نکال لیا۔ (الملفوظ، ج:۲، ص:۴۷)

اے قادریو! ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ

اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو وہیں سے میں اسے ڈھانپ دیتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۹۲)

مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل و کرم غوث اعظم

خدا نے تمہیں محو واثبات بخشا
ہو سلطان لوح و قلم غوث اعظم

مرید کی نگاہ میں پیر و مرشد کا مقام

ہمارے بڑے پیر، پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مرید کے لئے ضروری ہے کہ اس کو اپنے پیر و مرشد پر مکمل یقین اور پختہ عقیدہ ہو کہ اس وقت میرے پیر و مرشد سے بزرگ اور نیک اور کوئی دوسرا شیخ و پیر نہیں۔ اس یقین اور عقیدہ سے اس کو اپنے اصل مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مرید کو قبولیت کا درجہ حاصل ہو جائے گا اور وہ مرید جو کچھ پیر و مرشد کی خدمت انجام دے رہا ہے اس کی وجہ سے آفت و مصیبت سے محفوظ رہے گا اور سلسلہ کی نسبت کی برکت سے وہ تمام خطرات سے بچا رہے گا اور پیر و مرشد کی زبان سے بھی وہی بات نکلے گی جو اس کے لئے مناسب ہوگی۔ اور بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ پیر و مرشد کی مخالفت کسی حال میں نہ کریں کہ پیر و مرشد اور مشائخ کی مخالفت مرید کے حق میں زہر قاتل ہے (یعنی ایسا زہر جس سے مرنا ہی ہے) اس لئے پیر و مرشد کی نہ کھل کر مخالفت کرے اور نہ کسی تاویل کے ساتھ، اور مرید پر لازم ہے کہ کوشش کرے کہ اپنے پیر و مرشد سے اپنا کوئی راز اور اپنی کوئی حالت چھپا کر نہ رکھے اور پیر و مرشد اگر کوئی حکم دے تو اس کو کسی کو نہ بتائے اور اس کو بجالائے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۶۱۷)

Scanned by CamScanner

جس شخص کو مجھ سے نسبت حاصل ہے وہ بھی میرا ہے

ابوالشیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس شخص کو مجھ سے نسبت حاصل ہے اس کو کعبۃ اللہ سے بھی وابستگی حاصل ہو جائے گی، خواہ اس کے اعمال پسندیدہ ہوں یا ناپسندیدہ ہوں پھر بھی وہ میرے ہی صحبت یافتگان و چاہنے والوں میں شمار ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۹۵، قلائد الجواہر ص:۵۲)

اور فرمایا جو شخص میری طرف منسوب ہوا اور میرا نام لے، اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور اس پر مہربانی کرے گا اگر چہ وہ برے عمل والا ہے مگر وہ میرے مریدوں میں ہے۔ بے شک میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص:۲۹۵)

حضرت مولانا جمیل الرحمن رضوی فرماتے ہیں:

مریدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

جو اپنے کو کہے میرا، مریدوں میں وہ داخل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا

مرید صادق کی دعا نے چور کو مرشد کامل بنا دیا

عاشق امام احمد رضا، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، رئیس القلم حضرت علامہ مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

عراق کا مشہور ڈاکو عبد اللہ گناہوں سے تائب ہو چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کا مقام پانے کے لئے پیر و مرشد کا ہونا لازمی ہے، اسی مقصد سے سرفرازی و کامیابی کے لئے عبد اللہ بھی پیر و مرشد کی تلاش میں تھا مگر نیک و سچے لوگ آسانی کے ساتھ نہیں ملا کرتے مگر جس پر خدائے تعالیٰ کا فضل و کرم ہو جائے۔ آج پوری رات عبد اللہ نے رو رو کر گزاری تھی کہ الٰہی! مجھے میرے پیر و مرشد سے ملا دے۔ آخر صبح ہونے والی تھی اور عبد اللہ نے بھی فیصلہ کر ہی لیا تھا کہ آج مرید ہو جانا ہے اور صبح جو سب سے پہلے ملے گا اسی کو پیر و مرشد بنا لوں گا۔ عبد اللہ رات بھر جاگا تھا، خوب دعائیں مانگی تھیں، عبد اللہ نماز فجر کے لئے گھر سے نکلا، ایک چور جس کا نام یحییٰ تھا، چوری کر کے رات کے اندھیرے میں بھاگا جا رہا تھا کہ

عبداللہ نے دوڑ کر یحیٰ چور کو پکڑ لیا اور بڑی منت و سماجت کے ساتھ عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میری رات بھر کی دعا کو قبول فرمالیا ہے اور آپ کو میرا پیر و مرشد بنا کر بھیج دیا ہے اس لئے جب تک آپ مرید نہیں کرتے میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ اور یحیٰ حیران و پریشان ہے کہ میں پیر و مرشد کہاں ہوں، میں تو ایک چور ہوں اور آج پکڑا گیا۔ یحیٰ چور نے کہا کہ میں پیر و مرشد نہیں ہوں تم مجھ کو چھوڑ دو۔ مگر عبداللہ اپنی ضد پر ہیں کہ تم جب تک مجھ کو مرید نہیں کر لیتے ہو میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں۔ بادلِ ناخواستہ نہ چاہتے ہوئے بھی اور جلدی سے رات کے اندھیرے میں گھر پہونچنے کی غرض سے تاکہ لوگ دیکھ نہ لیں، مجبوراً یحیٰ چور نے عبداللہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں نے تم کو مرید کیا اور میں جب تک واپس نہ آؤں تم اسی مقام پر کھڑے رہنا۔ یحیٰ تو چور تھا، جان چھڑا کر جھوٹ موٹ مرید کر کے اپنی راہ لیا، لیکن عبداللہ وہ ابھی کچھ دنوں پہلے ہی ڈاکا زنی سے توبہ کیا تھا اس کی طلب تو سچی تھی، وہ تو یہی سمجھ رہا ہے کہ رات کی میری دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیر و مرشد عطا فرمادیا ہے۔

اب عبداللہ اسی مقام پر کھڑا ہے جہاں یحیٰ چور نے مرید کر کے کہا تھا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تم اسی جگہ کھڑے رہنا۔ پیر و مرشد کے انتظار میں مہینہ گزرا مگر پیر و مرشد نہیں آئے، سال گزرا مگر پیر و مرشد کا پتہ نہیں تقریباً تین سال کا عرصہ دراز گزر گیا مگر پیر و مرشد کا کوئی سراغ نہیں چلا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ پیر و مرشد نہیں بلکہ چور تھا مگر ایک سچے اور پکے مرید کی دعا کس طرح اثر دکھاتی ہے کہ جھوٹ موٹ میں مرید کر کے جان بچا کر بھاگ جانے والا یحیٰ چور تین سال کے بعد چوری کرنے کے لئے بغداد معلیٰ میں محبوب سبحانی، قطب ربانی، پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں داخل ہوا، تلاش بسیار کے بعد جب کچھ ہاتھ نہ آیا تو کہنے لگا کہ بڑا نام ہے مگر اس گھر سے کچھ نہ ملا۔ اس کو کیا پتہ تھا کہ اب وہ نعمت ملنے والی ہے جو ہزار کوششوں کے بعد بھی نہیں ملا کرتی ہے۔ گھر سے نکل کر بھاگنا چاہا تو آنکھ اندھی ہوگئی، اب دروازہ ہی نہیں ملتا گھر سے نکلے کیسے، مجبوراً گھر کے ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔

ادھر حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ فلاں شہر کے قطب کا انتقال ہو گیا ہے، وہاں کے لئے قطب چاہئے۔ محبوب سبحانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! صبح قطب کا انتظام ہو جائے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا! صبح ہونے سے پہلے اگر کوئی بلا نازل ہوگئی تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ محبوب سبحانی، ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک مہمان آیا ہے، اس چور کو بلاؤ اسی کو قطب بنا کر بھیج دیتا ہوں۔ خادم اس یحیٰ چور کو لے کر بارگاہ قادریت وغوثیت میں حاضر ہوئے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قینچی سے اس کے بال کو تراشا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت وقوت سے مسند ولایت وقطبیت پر بیٹھا دیا اور اس کا ہاتھ

حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ اس جگہ پر جا کر عبداللہ کو مرید کرو اور پھر اپنے مقام پر جاؤ۔

حضرات! ایک سچے مرید کی دعا نے بگی چور کو ولی وقطب اور مرشد کامل بنا دیا۔ (سوانح غوث دخوبہ، ص:۱۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے، مٹتے نام ہو ہی جائے گا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

حضور غوث اعظم کے ارشادات

شہزادۂ رسول، سلطان الاولیاء ہمارے بڑے پیر، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات وفرمودات جو چاند وسورج سے زیادہ روشن اور زر وجواہرات سے بڑھ کر بیش قیمت ہیں اور ہر دور کے مسلمانوں کے لئے اور خاص کر ہم قادری مریدوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

نماز کے بارے میں: بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز رب تعالیٰ کی خوشنودی اور انبیاء کرام کی سنت اور ایمان کی اصل اور نماز، نمازی کے قبر کا چراغ اور منکر نکیر کے سوال کا جواب اور قیامت تک کے لئے قبر میں ایک غمگسار دوست کی طرح ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۰۷)

اور فرماتے ہیں کہ پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو (یعنی کوئی نیک عمل) قبول نہیں فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۰۸)

اور فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا یعنی نماز کو وقت پر ادا نہ کرے اور نماز کو سنت کے مطابق نہ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو پندرہ سزائیں دے گا۔ چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے، تین مرتے وقت، تین قبر میں، اور تین قبر سے اٹھتے وقت۔

موت سے پہلے چھ دنیاوی عذاب

(۱) غافل نمازی کو نیکوں کی فہرست سے خارج کردیا جاتا ہے۔ (۲) اس سے زندگی کی برکت دور کردی جاتی ہے۔ (۳) اس کے رزق سے برکت دور ہوجاتی ہے۔ (۴) اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (۵) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۶) وہ نیکوں کی دعا سے محروم کردیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کا عذاب

(۱) غافل نمازی کہ وہ موت کے وقت پیاسا مرتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں سات دریا الٹ دیئے جائیں۔ (۲) اس کی موت اچانک ہوگی یعنی توبہ واستغفار کی مہلت نہیں ملے گی۔ (۳) اس کے کاندھوں پر دنیوی چیزوں کا بوجھ اس قدر رہوگا کہ وہ بوجھل ہوکر جائے گا۔

قبر کے تین عذاب

(۱) قبر اس پر تنگ کردی جائیگی۔ (۲) قبر میں زبردست اندھیرا ہوگا۔ (۳) منکر نکیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے اٹھنے پر تین عذاب

(۱) اس سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوگا۔ (۲) اس سے حساب بہت سخت ہوگا۔ (۳) اللہ کے دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔ (اگر اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تو خیر)۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۵۱۳)

حضرات! بڑے پیر، پیرانِ پیر دستگیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات سے دن کے اجالے سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ نماز کی ناقدری اور اس کو وقت پر نہ ادا کرنا اور سنت کے مطابق نہ پڑھنا کس قدر عذاب ومصیبت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے ہم کو سچا پکا نمازی بنائے۔

آمین ثم آمین۔

مسجد میں داخل ہونے کے بارے میں

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بندہ وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور جس طرح مدت دراز کے سفر سے کوئی مسافر جب اپنے گھر واپس ہوتا ہے تو اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں، اسی طرح اس شخص کے مسجد میں آنے پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور مسجد میں آئے تو خوف کھاتا اور ڈرتا ہوا اور ادب کے ساتھ آئے اور تکبر و گھمنڈ اور خود بینی موجود نہ ہو صرف خدا کے گھر کی طرف توجہ ہو، یعنی یہ خیال رکھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا رہا ہوں، جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ مالکوں کا مالک ہے۔ اور احکم الحاکمین ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۵۰۹)

جمعہ کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہئے

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ اس روز اعمال (کا ثواب) دوگنا کر دیا جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص: ۴۳۲)

حضرات! پیران پیر، حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث شریف کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن تمام اعمال کے ثواب دوگنا کر دیئے جاتے ہیں، اس طرح درود شریف کا ثواب بھی دوگنا ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیں ہر نیکی کو خاص کر درود شریف کو جمعہ مبارکہ کے دن دوسرے دنوں سے زیادہ پڑھنا چاہئے۔

بھلائی کا حکم دینے والا سچا دوست ہے

پیران پیر، حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

آیت کریمہ: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (پ۱۰، ع۱۵)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ضروری ہے کہ تم بھلائی کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے نیکوں پر تمہارے بروں کو ضرور مسلط کر دے گا پھر نیک لوگ دعا کریں گے مگر ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔

اور! فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو امر و نہی (نیکی کا حکم اور برائی سے منع)، تنہائی میں کرو کیونکہ تنہائی میں نصیحت کا دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور آدمی بری باتوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے وہ اس کو سنوارتا ہے اور جو لوگوں کے سامنے نصیحت کرتا ہے وہ گویا اس کا عیب بیان کرتا ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تنہائی میں نصیحت کرنے کا اثر نہ ہو تو ایسے شخص کو علی الاعلان نصیحت کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں دوسرے لوگوں سے بھی مدد لینا چاہئے۔

اور! فرمایا ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں تمہاری قوم کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بروں کو ہلاک و برباد کروں گا تو اللہ کے نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رب تعالیٰ برے تو اپنے اعمال بد کی سزا پائیں گے لیکن نیکوں کو ہلاک کرنے کی کیا وجہ ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے میرے نبی علیہ السلام یہ نیک لوگ اس لئے ہلاک کئے جائیں گے) کہ میں جس سے ناراض تھا یہ لوگ اس سے ناراض نہیں ہوئے اور بروں کے ساتھ کھانے پینے میں برابر شریک رہے۔

اور! فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل جہاد ظالم حاکم (بادشاہ، امیر، دولت مند) کے سامنے حق بات کہہ دینا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۱۲۶)

ادب علم سے افضل ہے: ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن پر واجب ہے کہ ادب کو اختیار کرے اور بیان فرماتے ہیں کہ مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پہلے با ادب ہو جاؤ پھر علم حاصل کرو۔ ابو عبداللہ بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ادب پہلے، علم بعد میں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں عالم کو تمام اگلوں اور پچھلوں کے برابر علم ہے تو مجھے اس سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس نہیں ہوتا لیکن اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں

شخص کو ادب نفس حاصل ہے تو مجھے اس سے ملنے کی آرزو ہوتی ہے اور ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہوتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص:۱۲۷)

کسی عالم کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو۔

(۱) دنیا کی رغبت سے نکال کر عبادت کی ترغیب دیتا ہو۔ (۲) ریا، دکھاوا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے۔ (۳) تکبر وگھمنڈ سے چھڑا کر تواضع وانکساری کی ترغیب دے۔ (۴) کاہلی اور سستی سے بچا کر پند ونصیحت کرنے کی ترغیب دے۔ (۵) جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ کا وظیفہ: مقصد کو حاصل کرنے اور دشمنوں پر کامیابی کے لئے بہت کامیاب وظیفہ ہے۔ علماء وصوفیہ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مقصد کی تکمیل کے لئے رات کو سوتے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر داہنے ہاتھ پر دم کر کے زیر گلا داہنے کروٹ پر سو جائے ہر حاجت ومراد پوری ہوگی یا خواب میں اس کے حل کی تدبیر بتادی جائے گی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس نام کی برکت ہر دور میں دیکھی گئی ہے۔

بادشاہ ہند حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اپنی تلوار پر کندہ کرایا تھا، جس سے ہزاروں کافروں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ آج بھی دہلی کے لال قلعہ میں آپ کی وہ تلوار محفوظ ہے، جس پر جلی حروف میں لکھا ہے۔ یَا سَیِّدَنَا الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیُّ شَیْئًا لِلّٰہِ یعنی اے ہمارے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہمیں کچھ عطا کیجئے اور مدد کیجئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب الانتباہ میں مشکلات کے حل کے لئے لکھتے ہیں کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پھر ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید، اس کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ یَا شَیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیُّ شَیْئًا لِلّٰہِ پڑھے۔ خلاصہ: (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲، ص:۱۰۹)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

تیسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

نیکوں کی صحبت کی برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ٥ (پ۱۱، رکوع۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

جہاں میں جوہر اگر میرا آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا ہے، سکندری سے نہیں

(ڈاکٹر اقبال صاحب)

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

تمہید: یہ درست ہے کہ تخت وتاج کی طاقت، اور مال وزر کی قوت اور بادشاہوں، امیروں کی شان وشوکت ایک مسلم حقیقت ہے لیکن صرف چار دن کے لئے، مگر اولیاء اللہ کی روحانی طاقت وقوت اپنی عظمت وبرکت کے لحاظ سے بہت ہی بلند ترین منزل ہے اور بادشاہوں امیروں اور مالداروں کی صحبت میں جانے والا عام آدمی ہی نہیں بلکہ بہت سے عالم ومولانا کہلانے والوں کو دیکھا گیا کہ وہ بھی صحبت کی وجہ سے دنیادار اور گنہگار ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے جیسوں کی صحبت ویسی تاثیر۔

مگر! اللہ والوں کی صحبت میں آنے والا بُرا ہے تو نیک۔ گنہگار ہے تو پارسا۔ پرہیزگار اور اللہ والا بنتا نظر آتا ہے اس وقت میں آپ کو روحانی طور پر اجمیر مقدس اور بغداد معلی کی سیر کراؤں اور بتاؤں کہ ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذرا سی صحبت ونصیحت نے کتنے چوروں کو قطب اور ڈاکوؤں کو ابدال اور گنہگاروں، خطاکاروں کو نیک وصالح اور پرہیزگار بنا دیا تھا۔

جہاں میں جو ہر اگر میرا آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا ہے سکندری سے نہیں

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

درودشریف:

سچ فرمایا حضرت مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی نیکوں کی صحبت تجھ کو نیک وصالح بنا دے گی اور بروں کی صحبت تجھ کو برا بنا دے گی۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ سچوں، نیکوں کی صحبت اور اللہ والوں کے دامن سے وابستگی بہت ہی بڑی نعمت ودولت ہے کہ قطرہ ہو تو دریا بن جاتا ہے اور ادنیٰ، اعلیٰ ہو جاتا ہے اور بد ہو تو متقی وپرہیزگار ہو جاتا ہے اور نیکوں کے دامن سے لگے رہنے کی برکت ورحمت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔

حضرات! ہوا جب تیز چلتی ہے تو درختوں سے پتے خوب جھڑتے ہیں اور درخت سے جدا ہلکے پھلکے پتے

کو ہوا اپنے دوش پر اڑاتی ہے اور جہاں جی میں آیا وہاں پھینک دیتی ہے کبھی روڈ پر تو کبھی نالی میں اور کبھی کوڑے کباڑ کے مقام پر اور پڑا ہے، بس ولا چار نظر آتا ہے مگر ایک پتہ ایسا بھی نظر آیا جو اپنے مقام پر بڑا محفوظ اور سلامت ہے۔ ہوا کا جھونکا آتا ہے اور گزر جاتا ہے، آندھی آتی ہے اور چلی جاتی ہے، طوفان کا کوئی خطرہ نہیں۔ جب ہم نے اس ہلکے پھلکے کمزور، ناتواں پتے سے معلوم کیا کہ تجھے ہوا کیوں نہیں اڑاتی۔ وہ دوسرا پتہ تو ہوا میں اڑ رہا ہے اور ادھر ادھر گرا اور پڑ رہا ہے اور ادھر، ادھر گرا، پڑا نظر آ رہا ہے۔ اور تو اپنی جگہ پر محفوظ و مامون ہے، تو محفوظ و مامون ہلکے پھلکے پتے نے جواب دیا کہ میں ہلکا پھلکا، کمزور و ناتواں ضرور ہوں مگر ایک بھاری بھرکم مضبوط پتھر کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ دیکھئے مجھ کمزور و ناتواں کے ہاتھ میں ایک مضبوط و طاقتور کا دامن ہے، اس لئے ہر غم سے بے نیاز اور ہر خطرے سے محفوظ ہوں۔ گویا مجھ کو ایک مضبوط وسیلہ مل گیا ہے اور وہ پتہ جس کو ہوا اڑا رہی ہے اور ادھر ادھر گرا رہی ہے، اس کو کسی مضبوط کا وسیلہ نہیں ملا ہے۔

بلا تمثیل جتنے بدعقیدے ہیں وہ قیامت کے دن تن تنہا نظر آئیں گے اور قیامت کا ہوش ربا طوفان ان کو اڑائے پھرے گا اور ان کو ہلاک و برباد کر کے رکھ دے گا اور ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا، سنی مسلمان کمزور و ناتواں اور گنہگار ضرور ہیں مگر ہمارے ہاتھوں میں ہمارے پیر و مرشد کا دامن ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں ہمارے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں سرکار مخدوم اشرف کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں شاہ برکات کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں ہند کے راجہ پیارے خواجہ حضور غریب نواز کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں پیران پیر حضور غوث اعظم دستگیر کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں صدیق و عمر، عثمان و حیدر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دامن ہے اور ہمارے ہاتھوں میں محبوب خدا محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن ہے۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا
ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

درود شریف:

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ (مشکوۃ شریف، ص ۴۱۹، کشف المحجوب، ص: ۴۸۹)

یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو ہر ایک کو دیکھنا چاہئے کہ اس کا دوست کون ہے؟

حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ بخشد بہ نیکاں کریم

یعنی قیامت کے دن اللہ کریم برے بندوں کو اپنے نیک و محبوب بندوں کی وجہ سے بخش دے گا۔

نیک بندوں کی پہچان

حدیث شریف: ایک مرتبہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ۔ کیا میں تمہیں نیک بندوں کی پہچان بتاؤں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ پہچان بتا دیجئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خِیَارُکُمْ الَّذِیْنَ اِذَا رُئُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (مشکوۃ شریف، ص ۴۱۹)

یعنی تم میں نیک (اللہ والے) لوگ وہ ہیں جن کے چہرے کو دیکھو تو خدا یاد آئے۔

حضرات! میں نے خود جن کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے جیسے مرشدی الکریم عارف حق، ولی کامل حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصنف سوانح اعلیٰ حضرت اور مرشد اعظم مجدد ابن مجدد، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرد حق، قطب زماں حضور مجاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان بزرگوں کا چہرہ ایسا ہی تھا جیسا حدیث شریف میں بیان ہوا ہے کہ چہرہ دیکھو تو خدا یاد آئے۔ مگر افسوس کہ اب ایسے چہرے کہاں ہیں۔

اڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
جی میں کیا آیا کہ پابندِ نشیمن ہو گئیں

اصحاب کہف کا کتا

حضرات! چند نیک لوگ اللہ والے دقیانوس بادشاہ کے ظلم و جبر سے تنگ آکر اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے شہر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے جب رات نے اپنی سیاہ زلفوں کو دنیا پر بچھا دیا۔ اور جب دنیا خوب اندھیروں میں ڈوب گئی تو یہ اللہ والے نیک لوگ دبے پاؤں، دھڑکتے دل کے ساتھ، بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سے بچتے بچاتے نکلے تو ایک کتا ان اللہ والوں کے پیچھے پیچھے چلا۔ تو عالم محبت میں نیکوں نے اس کتے سے کہا کہ ہم لوگ چھپ کر تو جا رہے ہیں اور اگر تم نے بھونک دیا تو ہم پکڑے جائیں گے تو اس کتے نے بزبان حال عرض کیا کہ اے اللہ والو! وہ کتے اور ہوتے ہیں جو اللہ والوں پر بھونکتے ہیں، ہم تو اللہ والوں کی خدمت کے لئے ساتھ چل رہے ہیں۔

اللہ والے شہر سے نکل کر پہاڑی کے غار میں پہنچے اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے اور وہ کتا باادب غار کے منہ پر بیٹھا رہا، اللہ تعالیٰ کو اس کتے کا یہ ادب اور اپنے نیک بندوں کی محبت وخدمت اس قدر پسند آئی کہ اُس کُتے کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا:

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط (پ۱۵،ع۱۵)

ترجمہ: اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔ (کنزالایمان)

حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سگ اصحاب کہف روزے چند
پے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے آدمی بن گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان بروں کی صحبت میں بیٹھ کر کافر ہو گیا، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج

یعنی اے نوح علیہ السلام! وہ آپ کا اہل بیت ہی نہیں کیونکہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ق (پ۱۲،ع۴) اس کے عمل اچھے نہیں۔ وہ بروں کی صحبت سے کافر ہو گیا ہے اصحاب کہف کی خدمت وصحبت سے وہ کتا قیامت کے دن انسان کی شکل میں کنعان کی جگہ جنت میں جائے گا۔ اور کنعان، حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کی صحبت کی وجہ سے کافر ہو گیا اور وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اے ایمان والو! بروں کی صحبت سے دور بھاگو، خوب غور کرلو کہ جب کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا ہو کر بروں کی صحبت سے کافر ہو گیا اور جہنم میں ڈالا جائے گا تو ہماری اوقات ہی کیا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم بروں کی صحبت سے دور رہیں۔

اور کتا نیکوں، اچھوں کی صحبت و خدمت کی وجہ سے قیامت کے دن آدمی کی شکل میں کنعان کی جگہ جنت کا دولہا بنایا جائے گا۔

اللہ اکبر! نیکوں اور اللہ والوں کی غلامی اور صحبت کا صلہ کتنا عظیم ہے۔ جب ایک کتا جنت کا حقدار ہو سکتا ہے تو ہم قادری، چشتی، رضوی غلام اپنے غوث و خواجہ اور رضا کی غلامی کی نسبت سے بے شک وشبہ جنت کے حقدار ہیں۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

درود شریف:

صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے

حضرات! صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور وہ اثر ایک ایسی چیز ہے جس کی بدولت انسان میں انقلاب آ جاتا ہے۔ اگر اچھے کی صحبت اور نسبت کچھ ہی لمحہ کے لئے مل گئی تو اس کا اثر نظر آنے لگتا ہے اور ایک گنہگار و بدکار، متقی و پرہیزگار بنتا دکھائی دیتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔

ایک شرابی پر ایک نیک کی صحبت و نسبت کا اثر

بزرگوں نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ کے ولی حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب و مریدین کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک شرابی کو دیکھا کہ لب سڑک سر راہ نشے میں دھت پڑا ہوا ہے مگر اس کی زبان پر اللہ

اللہ کی صدا جاری ہے۔ اللہ کے دوست، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رک گئے اور ارشاد فرمایا ایک گلاس پانی لایا جائے۔ پانی کا گلاس حاضر خدمت کیا گیا، آپ نے اپنے دست مبارک سے اس شرابی کے منہ کو پانی سے دھل دیا، پاک وصاف کر کے فرمایا کہ اب پاک منہ سے اللہ تعالیٰ کا پاک نام لے گا اور تشریف لے گئے۔ جب رات کو سوئے تو خواب میں بشارت دی گئی کہ اے میرے نیک بندے سری سقطی تو نے میری خاطر میرے شرابی بندے کے منہ کو پاک وصاف کیا اور اب اس کے منہ پر تیرا ہاتھ لگ گیا ہے اور مختصر صحبت تیری اس بندے کو نصیب ہوگئی ہے تو تیری صحبت اور نسبت کی برکت سے میں نے اس کے دل کو دھل کر پاک و صاف کر دیا ہے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بے دار ہوئے، نماز تہجد کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ کل جو شخص شراب کے نشے میں دھت ہو کر پڑا ہوا تھا مسجد میں تہجد کی نماز ادا کر رہا ہے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرت واستعجاب میں اس شخص کو دیکھنے لگے تو وہ شخص حضرت سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتا ہے کہ حضرت آپ حیران و پریشان کیوں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ تو بتا دیا ہے۔ (خیر المجالس)

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہونچی
کہاں چراغ جلا، روشنی کہاں پہنچی

درود شریف:

حضرات! آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ اللہ والے کی تھوڑی سی صحبت اور ان کی نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی بندہ کو تھوڑی ہی دیر میں گناہوں، خطاؤں سے پاک وصاف فرما کر صرف نیک مومن ہی نہیں بلکہ ولی بنا دیا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا قریبی بن جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک لمحہ یعنی تھوڑی دیر اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنا، سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

سو آدمیوں کا قاتل جنتی ہو گیا

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بنی سرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے، پھر توبہ کا ارادہ کیا اور یہودی عالم ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے ننانوے قتل کئے ہیں تو اس یہودی عالم، راہب نے کہا کہ تمہاری توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اب پورے سو ہو گئے۔ پھر کسی سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس نے کہا:

اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا فَاِنَّ بِھَا اُنَا سًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۳۵۹)

یعنی فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں (یعنی اولیاء اللہ)

اس گنہگار شخص نے اس بستی کی جانب سفر شروع کیا کہ اللہ والوں کے پاس پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے مگر ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس شخص کی روح کو لینے کے لئے رحمت کے فرشتے بھی آگئے اور عذاب کے فرشتے بھی آگئے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کی روح لے کر ہم جائیں گے، بے شک یہ گنہگار ہے اور قاتل ہے مگر یہ اللہ والوں کے پاس توبہ کی نیت سے جا رہا تھا۔ اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کو ہم لے جائیں گے کیوں کہ یہ سو آدمیوں کا قاتل ہے۔ جب فرشتوں کی بحث ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ زمین کو ناپ لو، اگر اپنی آبادی سے قریب ہے تو عذاب کے فرشتو تم لے جاؤ اور اگر اللہ والوں کی آبادی سے قریب ہے تو رحمت کے فرشتو تم لے جاؤ اور ادھر زمین کو حکم دیا کہ اے زمین اپنی وسعت کو سمیٹ لے۔ جب فرشتوں نے زمین کو ناپا تو اپنے گھر سے دور تھا اور اللہ والوں سے قریب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! یہ بندہ میرے اولیاء سے قریب تھا گویا میرے قریب تھا اس لئے میں نے اس کے سارے گناہوں کو بخش کر جنت کا حقدار ٹھہرا دیا ہے اور تم اس کو جنت میں داخل کر دو۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۵۹)

حضرات! آج اس دنیا میں بے گناہ اور گنہگار، ظالم و جابر اور مظلوم دونوں ایک ساتھ نظر آتے ہیں لیکن قیامت کے دن دونوں الگ الگ ہوں گے اور سارے عیب بروز قیامت ظاہر ہو جائیں گے۔ ملاحظہ فرمائیے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (پ۲۳، ع۳)

ترجمہ: اور آج الگ چھٹ جاؤ اے مجرمو۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب جنتی، جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو ایک شخص جو جہنمیوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔ ایک اللہ والے کو پہچان کر اس سے عرض کرے گا

اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَتًا۔ (مشکوۃ شریف، ص:۴۹۴)

یعنی کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔

اسی طرح ایک اور شخص آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے ولی سے عرض کرے گا۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَکَ وَضُوْءً (مشکوۃ شریف، ص:۴۹۴)

یعنی ان میں سے ایک کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ وضو کرایا تھا۔

گویا دونوں جو جہنم میں جا رہے تھے اللہ کے ولی کے دامن کو تھام کر مچل جائیں گے اور عرض کریں گے کہ ہم نے دنیا میں تھوڑی ہی دیر آپ کی صحبت پائی اور آپ کی خدمت کی تھی تو آپ اکیلے جنت میں نہ جائیں بلکہ ہم کو بھی ساتھ لے کر جنت میں جائیں تو اللہ کے ولی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے۔

فَیَشْفَعُ لَهُ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوۃ شریف، ص:۴۹۴)

یعنی وہ جنتی اللہ والے اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

حضرات! اللہ والوں سے، پیروں، فقیروں سے محبت اور ان کی خدمت و غلامی اس خوش نصیب کو حاصل ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی غلامی اور نسبت سے دنیا کی نعمت و دولت بھی محفوظ و سلامت رہتی ہے اور ایمان و عمل کا خزانہ بھی شیطان کے شر و مکر سے محفوظ رہتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اور کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پ۱۱، ع۴) کا جلوہ دیکھئے۔

پیر و مرشد نے مرید کو شیطان کے شر سے بچالیا

عاشق رسول، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب انسان کی نزع کا وقت قریب آتا ہے، تو شیطان جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح مرنے والے کا ایمان سلب ہو جائے، کیونکہ اس وقت ایمان سے پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس وقت شیطان آ گیا اور کہنے لگا اے امام رازی تم نے عمر بھر مناظرے کئے، کیا تو نے خدا کو پہچانا؟ امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا ایک ہے تو اس پر کیا

دلیل؟ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلیل پیش کی تو شیطان جو معلم الملکوت رہ چکا تھا، اس نے وہ دلیل رد کردی۔ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری دلیل قائم کی تو ابلیس لعین نے وہ بھی کاٹ دی۔ یہاں تک کہ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو ساٹھ دلیلیں قائم کیں اور ابلیس نے ساری دلیلوں کو کاٹ دیا۔ اب امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت پریشان و حیران اور نہایت مایوس تھے کہ اب کیسے اس شیطان مردود سے بچا جائے۔ کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیکڑوں میل) دور دراز کسی مقام پر وضو فرما رہے تھے کہ وہاں سے پیر و مرشد نے (اپنے مرید کی پریشانی اور بیچارگی اور شیطان کی شرارت کو دیکھ کر) آواز دی کہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں خدائے تعالیٰ کو بے دلیل ایک مانتا ہوں۔ (الملفوظ شریف، ص:۳۰)

حضرات! یہ ہے سچوں کے ساتھ ہونے کا فائدہ اور پھل۔ اسی لئے مرید بھی ہوا جاتا ہے کہ پیر و مرشد کی نسبتِ غلامی سے اللہ تعالیٰ شیطان اور شیطان والوں کے شر سے بچائے اور ہمارے دین و ایمان کو محفوظ رکھے۔

مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

جو اپنے کو کہے میرا، مریدوں میں وہ داخل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا

اور فرمایا سید العلماء مارہروی نے:

مکر شیطاں سے مریدوں کو بچا لیتے
اس لئے تمہیں اپنا پیر بنایا خواجہ

درود شریف:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے سچوں، نیکوں کے ساتھ ہونے کا حکم کیوں دیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

چور ولی ہو گیا: ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر مبارک بڑی قیمتی تھی، اس میں بیش بہا ہیرے، جواہرات لگے ہوئے تھے۔ ایک چور کافی دنوں سے اسی تاک میں تھا کہ موقع ملے اور چادر کو چراؤں، ایک دن ہمارے بڑے پیر، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی طرف چلے، وہ چور بھی پیچھے پیچھے چلا جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جھاڑی کی آڑ میں پہنچے تو چور نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے پیچھے سے قیمتی

چادر کو پکڑا اور لے کر بھاگنے والا ہی تھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی جانب منہ کر کے دعا کی یا اللہ تعالیٰ! تو خوب جانتا ہے کہ یہ چور ہے، مگر اس نے میرے دامن کو پکڑا ہے، اب اگر چور ہی رہا تو کہا جائے گا کہ محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑنے والا بھی چور ہوتا ہے۔ غیبی ندا آئی، تمہارے دامن کی برکت سے اس چور کو، نیک و پارسا ہی نہیں بلکہ ولی کامل بنا دیا۔

مولانا جمیل رضوی فرماتے ہیں :

چلا جائے بلا خوف و خطر فردوس اعلیٰ میں
فقط اک شرط ہے، ہو نام لیوا غوث اعظم کا
فرشتو! روکتے کیوں ہو مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس کا غوث اعظم کا

درود شریف:

حضرات! ہمارے پیران پیر، دستگیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا چوری کرنے والا، بری نیت سے آنے والا، نواز دیا گیا اور مالا مال کر دیا گیا تو ہم قادریوں کا کہنا ہی کیا ہے ہم تو اس بارگاہ کے مرید اور قادری آستانہ کے غلام ہیں کیسے محروم رہ سکتے ہیں

مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل و کرم غوث اعظم

اے ایمان والو! دیر نہ کرو، دامن غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مضبوطی سے پکڑ لو، ان کی نسبت و غلامی کا سہارا بہت بڑا سہارا ہے، دنیا میں تو برکات و انوار ملتے ہی ہیں قبر و حشر میں جب نسبت قادری کے جلووں کا نظارہ ہوگا تو مچل جاؤ گے اور پھولے نہ سماؤ گے۔

قادری نسبت سے دھوبی بخشا گیا

شہزادۂ رسول، حسنی، حسینی پھول ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک دھوبی تھا جو آپ کے کپڑے دھویا کرتا تھا، اس کا انتقال ہو گیا تو قبر میں منکر نکیر نے سوالات کئے تو اس دھوبی نے جواب دیا کہ میں

محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہوں۔ فرشتوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، یا اللہ تعالیٰ ہمارے سوالات پر کہتا ہے کہ میں محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہوں۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا جب میرے محبوب عبدالقادر جیلانی کا نام لیتا ہے تو میں نے اس نام ونسبت کے طفیل اس کو بخش دیا۔ (الافاضات الیومیہ، ج:۲،ص:۲۹)

خوب فرمایا جمیل رضوی نے:

عزیز و کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نام والا غوث اعظم کا

لحد میں جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
طریقہ قادری ہوں نام لیوا غوث اعظم کا

حضرات! قادری نسبت وغلامی، کس قدر عظیم اور بلند ہے کہ گلی کا کتا ہے تو شیر پر بھاری ہے اور اس در کا مرید وغلام ہلکا، پتلا ہے مگر اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں محبوب نظر ہے۔

قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے ہاتھ میں پیران پیر کا

قادری سلسلہ ہے مقدر میرا
نسبت یہ مجھ کو احمد رضا سے ملی

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


هو الله لا إله إلا هو له الحمد في الأولى

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

بدگمانی اور غصے کی مذمت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، رکوع ۱۴)

ترجمہ: بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: آج کا دور فتنہ وفساد اور طرح طرح کی تباہی اور بربادی کا دور ہے۔ آج کے انسانوں میں کون سی برائی ہے جو نظر نہیں آتی ہے۔ آج کا مسلمان قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ، بہر حال گناہ ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صرف شراب وکباب، قتل وزنا اور ترک صوم وصلوٰۃ ہی صرف گناہ نہیں ہیں بلکہ بعض گناہ تو ایسے بھی ہیں کہ بہت سے لوگ تو اس کو گناہ ہی نہیں جانتے، اور اگر سمجھتے بھی ہیں تو کثرت کے ساتھ لوگ اس میں مشغول نظر آتے ہیں۔ وہ گناہ بدگمانی ہے۔ بدگمانی وہ بلا ہے اور ایسی خطرناک آگ ہے۔ جس میں گھر کا گھر۔ خاندان کا خاندان جل رہا ہے۔

حضرات! بدگمانی بہت ہی بدترین بیماری ہے جو دل ودماغ کو بیمار بنا دیتی ہے پھر انسان ہر کسی کے لئے برا ہی برا سوچتا رہتا ہے۔ جس سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے نظر آتے ہیں اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مجرم و گنہگار بھی ہو جاتا ہے۔

بدگمانی کیسی خراب ہوتی ہے

حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک و پرہیزگار بندوں میں سے تھے۔ ایک دن کی بات ہے کہ آپ دریائے دجلہ کے کنارے ذکر و فکر میں مشغول تھے کہ آپ کی نظر ایک ایسے نوجوان پر پڑی جو دریا کے کنارے ایک عورت کو کچھ کھلا اور پلا رہا تھا۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا اور سمجھا کہ یہ نوجوان کسی غیر عورت کے ساتھ ساحل دریا گناہ کر رہا ہے اور شراب و کباب میں مشغول ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ دریا میں ایک کشتی ہے جو آ رہی ہے۔ ساحل سے پہلے ہی کشتی غرق آب ہوتی ہوئی نظر آئی۔ اس کشتی میں پانچ لوگ سوار تھے سب ڈوبنے لگے وہ نوجوان جو عورت کے ساتھ تھا جلدی سے دریا میں کود کر تین لوگوں کی جان بچالی اور ابھی دو لوگ پانی میں غوطہ کھا رہے تھے کہ وہ نوجوان حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے فضیل! تم تو نیک اور پارسا ہو اور میں تو ایک گنہگار اور خطا کار ہوں۔ میں نے تین بندوں کی جان بچائی اور تم دو کی جان بچالو۔ پھر جلدی سے وہ نوجوان دریا میں جا کر ان دو لوگوں کو بھی بچا کر باہر نکال لایا۔ اب حضرت فضیل سمجھے کہ جس کو میں نے شرابی اور گنہگار گمان کیا تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کا نیک و مقبول بندہ ہے۔ اس مقبول شخص نے حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا:

اے فضیل! میرے لئے آپ کے دل میں جو بدگمانی ہوئی ہے اس سے توبہ کر لیجئے میں معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی آپ کو معاف فرمائے۔ اے فضیل! میں حج بیت اللہ کے لئے اپنی والدہ ماجدہ کو اپنے کندھے پر بٹھا کر لے گیا تھا۔ میری والدہ ماجدہ کو بھوک اور پیاس محسوس ہوئی تو میں اپنی ماں کو اپنے گود میں بٹھا کر کھلا اور پلا رہا تھا۔ یہ میری ماں ہیں کوئی غیر عورت نہیں۔ (خیر المجالس)

حضرات! بدگمانی بہت ہی بڑی بدی اور سخت ترین گناہ ہے اور شیطان کا بہت بڑا پھندا ہے جس سے شیطان دو دلوں میں نفرت پیدا کر کے دونوں کو محبت سے دور اور ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ ہر بلا و مصیبت سے بچانے والے، ہمارے مشفق و مہربان نبی، رحیم و کریم رسول، مصطفےٰ، جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیوں کہ بدگمانی کرنا جھوٹ ہے۔

اے ایمان والو! بغیر سوچے، سمجھے کسی کو بھی دشمن سمجھ لینا اور شک کی نظر سے اس کو دیکھنے لگ جانا اور خواہ

مخواہ اس طرح کی سوچ بنالینا کہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ہم کو کوئی جن، بھوت لگ گیا ہے اور جھوٹے بابا حضرات تو اور دو قدم بڑھ کر ایسے وہمی باتوں کو اور زیادہ مضبوط بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امان میں رکھے اور بدگمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حیرت انگیز حکایت

سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سائل کو دیکھا جو تندرست اور موٹا تگڑا تھا۔ آپ نے دل میں اس کے متعلق یہ خیال کیا کہ یہ شخص تندرست اور موٹا اور تگڑا ہے پھر بھی بھیک مانگ رہا ہے اور سوال کر رہا ہے۔ یہ شخص کیسا برا آدمی ہے۔ رات کو جب آپ سوئے تو خواب میں کوئی شخص ان کے لئے مردار کا گوشت لایا۔ فرمایا۔ یہ تو مردار کا گوشت ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ آج دن میں آپ نے ایک اللہ والے کو حقیر و ذلیل جان کر مردار کا گوشت کھایا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور اس اللہ والے کی تلاش میں نکل پڑے۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص فلاں محلے میں رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ان کے پاس پہونچے اور جب سامنے ہوئے تو اس اللہ والے نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی یہ آیت کریمہ پڑھی۔

هُوَ الَّذِیْ یَتَقَبَّلُ مِنْ عِبَادِهٖ. یعنی وہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب پتہ چلا۔ کہ یہ شخص کوئی معمولی نہیں بلکہ مرد خدا یعنی اللہ والا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۴۰)

حضرات! یہ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو معافی کے لئے اس شخص کا مکان تلاش کرتے ہوئے اس اللہ والے کے پاس پہونچ کر معافی کے طلبگار ہوئے اور اللہ والے کی دعا لیکر واپس لوٹے اور ایک ہم ہیں جو دن بھر میں نہ جانے کتنے لوگوں کو حقارت و ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے بدگمانی میں مبتلا ہوتے نظر آتے ہیں۔ مگر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ حال یہ ہے کہ اس بری عادت کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ الامان والحفیظ

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ ۲۶، رکوع ۱۴) یعنی عیب نہ تلاش کرو۔ (کنزالایمان)

حضرات! کسی مسلمان بھائی میں عیب اور کمزوری تلاش کرنا اسلام نے منع فرمایا ہے بلکہ اسلام پردہ پوشی اور بھائی کے عیب کو چھپانے کا حکم دیتا ہے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کو تلاش نہ کرو۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پوشیدہ عیب کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کے عیبوں کو ظاہر کر کے اس شخص کو ذلیل ورسوا کر دیتا ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ شریف، کنز العمال، ج ۶، ص ۴۳۹)

نصیحت سے لبریز واقعہ

عارف حق حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں بہت عبادت کرتا تھا اور تہجد گزار تھا۔ ایک رات اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھا ہوا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا، اور پوری رات نہ سویا، لوگوں کی ایک جماعت ہمارے قریب سو رہی تھی۔ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ یہ لوگ کیسے ہیں جو اٹھ کر دو رکعت نفل نہیں ادا کر سکتے۔ غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ گویا مر گئے ہیں۔ والد صاحب نے فرمایا۔ اے بیٹا سعدی! اگر تو رات بھر جاگ کر عبادت نہ کرتا اور رات بھر سویا رہتا تو اس عیب جوئی سے بہتر تھا۔ (گلستان سعدی)

آج تم پردہ پوشی کرو، کل تمہاری پردہ پوشی ہوگی

ہمارے آقا محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط (صحیح بخاری، ج:۱، ص: ۳۳۰، صحیح مسلم، ج:۲، ص: ۳۲۰)

یعنی جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپا دے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ (پ ۲۶، رکوع ۱۴)

ترجمہ: نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔ (کنز الایمان)

دوسرے کی ہنسی اُڑانے والے پر جنت کا دروازہ بند ہے

حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفےٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ دوسروں کی ہنسی اُڑاتے ہیں ان کے لئے بروز قیامت جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور وہ لوگ اس میں داخل ہونا چاہیں گے مگر ان پر جنت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ پھر جنت کا دوسرا دروازہ کھولا جائے گا مگر وہ لوگ جب اس کے قریب پہونچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ اسی طرح

ان کو بار بار بلایا جائے گا اور ہر بار ان کے لئے جنت کا دروازہ بند ملے گا۔ گویا ان کو دوسروں کی ہنسی اڑانے کی سزادی جائیگی جو وہ دنیا میں دوسروں کے ساتھ کرتے تھے۔ (کیمیائے سعادت، ص ۳۷۶)

حضرات! جاہلیت کے زمانہ میں لوگ غرور تکبر کی برائی میں بری طرح مبتلا تھے مال و دولت سیم وزر، رنگ ونسل، برتری اور بڑائی کا معیار تھا۔ انسانی شرافت، اخلاق کی برتری کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی لیکن ہمارے آقا کریم، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور لوگوں کو درس دیا کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ تم میں سے عزت و بزرگی والا وہ ہے جس کے اعمال اچھے اور نیک ہیں۔

انتباہ: اس بات کو خوب غور سے سن لیجئے اور یاد رکھئے کہ بدعقیدوں، منافقوں کی بدعقیدگی اور ان کی منافقت والی گمراہی سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور ان سے ہوشیار رکھنا بدگمانی نہیں اور نہ ہی چغلخوری اور غیبت ہے بلکہ ان کے شر و مکر سے لوگوں کو آگاہ کرنا واجب ہے۔

غصے کی مذمت

مَایَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ O فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَا اِلٰی اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ O (پ ۲۳، رکوع ۲)

ترجمہ: راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انہیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں۔ (کنزالایمان)

غصہ آگ کا ایک شعلہ ہے

حضرات! حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بے شک غصہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جلانے والی آگ سے بنایا گیا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۶۶)

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھے ایک مختصر عمل بتائیے تو محبوب خدا، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کرو، اس شخص نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کرو۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۰۳)

اللہ کے غضب سے بچنا ہے تو غصہ نہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے مجھے کون سی چیز بچا سکتی ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کرو۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۷۵)

بڑا پہلوان غصہ نہ کرنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سوال فرمایا کہ تم پہلوان کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ پہلوان نہیں ہے بلکہ (پہلوان) وہ شخص ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ وَاِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۲۶)

یعنی پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب پروردگار، رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ کَفَّ غَضَبَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ ط (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۹۱)

جو شخص اپنے غصے کو روکے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حضرات! آج ہمارا معاملہ یہ ہو چکا ہے کہ ہم کسی پر بھی غصہ کرنا اور اس کو نیچا دکھانا اپنی شان اور کمال سمجھتے ہیں جبکہ غصہ نہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور اس کے تمام عیبوں کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام جرموں اور عیبوں پر اپنی رحیمی، کریمی کا پردہ ڈال دے اور ان سب کو اپنے کرم سے چھپالے تو غصہ کے وقت ہم سنبھل جائیں اور غصہ کو پی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو غصہ کے وقت سنبھلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جنت میں لے جانے والا عمل

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے، تو مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کرو۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۷۰)

غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے: اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْغَضَبُ یُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصِّبْرُ الْعَسَلَ ۔ (الدرالمنثور، ج ۴، ص ۹۹)

یعنی غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا (ایک کڑوا پھل) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

شیطان کا بڑا پھندا غصہ ہے

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے ایک فرشتے سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا علم بتائیں کہ جس سے میرا ایمان اور یقین زیادہ مضبوط ہو جائے تو فرشتے نے کہا کہ غصہ نہ کریں، کیوں کہ شیطان اس وقت انسان پر قابو پالیتا ہے جب وہ غصہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا غصہ پی جایا کریں۔

(احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۲۷۰)

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک راہب شخص نے شیطان سے پوچھا کہ انسانوں کی کونسی عادت تیری زیادہ مدد کرتی ہے (اور تجھکو پسند ہے) تو شیطان نے کہا کہ تیزی یعنی غصہ۔ انسان جب غصے میں ہوتا ہے تو ہم اس کو پلٹ دیتے ہیں (یعنی اس پر قابو پالیتے ہیں) جس طرح بچہ گیند کو پلٹ دیتا ہے۔

(احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۷۰)

غصہ ہر برائی کی چابی ہے: نائب مصطفےٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ (۱) غصہ ہر برائی کی چابی ہے (۲) اور بیوقوف کو جواب نہ دینا ہی اس کا جواب ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۲۷۰)

حضرات! اللہ والے نیک لوگوں نے تو ہم کو یہ درس دیا اور سکھایا ہے کہ بے وقوفوں سے الجھنا کم عقلی ہے اور

عقلمند وہ شخص ہے جو بیوقوفوں کو جواب نہیں دیتا بلکہ ان سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے مگر آج کل کے عقلمندوں کی ہوشیاری یہ ہوگئی ہے کہ جب تک ہم جواب نہیں دیں گے ہوشیار نہیں کہلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جاہلوں سے بچائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کی بردباری یعنی خوبی کو غصے کے وقت، اور اس کی امانتداری کی خوبی کو طمع (لالچ) کے وقت جانچنا چاہئے۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۱۷۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا حکم نامہ

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ غصے کے وقت کسی کو سزا نہ دینا بلکہ مجرم کو قید کر کے رکھنا اور جب تمہارا غصہ تھم جائے تو اس کو اس کے جرم کے مطابق سزا دو اور پندرہ کوڑوں سے زیادہ نہ مارنا۔

اور! بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ غصے کے وقت عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ جس طرح جلتے تنور کے آگ میں زندہ جانور کا جسم ٹھکانے نہیں رہتا۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۱۷۱)

عالم قرآن، وارث نبی، حجۃ الاسلام، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

غصہ عقل کا دشمن ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص لالچ اور غصے سے محفوظ رہا وہ (دین و دنیا دونوں میں) کامیاب ہوگیا۔

اور! حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ باتیں مسلمانوں کی علامات میں سے ہیں (۱) دین میں مضبوط رہنا (۲) نرمی کرنے میں احتیاط برتنا (۳) یقین کے ساتھ ایمان (۴) علم خاکساری کے ساتھ (۵) رفاقت (کسی کا ساتھی بننا) بہت سوچ سمجھ کے بعد (۶) حق کو ادا کرنا (۷) مالداری میں درمیانہ انداز اپنانا (۸) فاقہ (تنگ دستی میں) صبر کرنا (۹) طاقت ہوتے ہوئے (بدلہ نہ لیکر) احسان یعنی بھلائی کرنا (۱۰) رفاقت میں برداشت (یعنی ساتھی بنالیا ہے تو نبھانا) (۱۱) غصے سے مغلوب نہ ہونا (۱۲) نیت خراب نہ کرنا (۱۳) مظلوم کی مدد اور کمزور پر رحم کرنا (۱۴) نہ کنجوسی کرے نہ حد سے زیادہ بڑھے (۱۵) ظالم اور جاہل سے دور رہے (۱۶) خود مشقت اٹھائے لیکن دوسروں کو آسانی پہونچائے۔

اور! حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ایک جملے میں اچھے اخلاق بیان فرما دیں تو

آپ نے فرمایا غصے کو چھوڑ دینا۔ اور ایک نبی علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے پوچھا کہ کون شخص ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ غصہ نہیں کرے گا تو وہ شخص (قیامت کے دن) میرے ساتھ ہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا (یہ سن کر) ایک نوجوان نے کہا کہ میں ضمانت دیتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے دوسری مرتبہ پھر یہی بات فرمائی تو اس نوجوان نے کہا میں اس بات کو پورا کروں گا۔ جب اس نبی علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو وہ نوجوان ان کے مقام پر فائز ہوئے اور وہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام تھے اور ان کا یہ نام اس لئے مقرر رہوا کہ انہوں نے غصہ نہ کرنے کی ذمہ داری اٹھائی (کفالت کی) اور اسے پورا کیا۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۷۲)

حضرات! جو لوگ اللہ والے تھے اگر کسی جاہل شخص نے ان کی ذات کو برا بھلا کہا اور ان کو گالی بھی دیدی تو بھی اللہ والے غصہ نہیں کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمایئے۔

میں ان کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جن کی شان وعظمت، افضل البشر بعد الانبیاء یعنی امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خوب فرمایا عاشق رسول، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سایہ مصطفےٰ مایہ اصطفےٰ
عزوناز خلافت پہ لاکھوں

ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے جس کو تو جانتا ہے گویا جو کچھ آپ کی عیب جوئی کی گئی اس کی طرف آپ کی توجہ نہ ہوئی بلکہ آپ اپنے اندر کمی ہی خیال فرماتے رہے اور یہ آپ کی بہت بڑی خوبی اور شان تھی حق تو یہ ہے کہ اللہ والے ایسے ہی اچھے ہوتے ہیں۔

اور! حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی شخص نے گالی دی تو انہوں نے فرمایا کہ (بروز قیامت) اگر میزان پر میری نیکیاں کم ہوئیں تو جو کچھ تو کہتا ہے تو میں اس سے بھی زیادہ بُرا ہوں اور اگر میری نیکیوں کا پلہ بھاری ہوا تو تیری گالی سے مجھے کچھ بھی نقصان نہ پہونچے گا۔

اور! ایک عورت نے اللہ کے ولی حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! اے ریا کار! آپ نے فرمایا تیرے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا اور آپ کو غصہ نہیں آیا۔

اور! ایک شخص نے اللہ کے دوست، حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی (برا کہا) تو انہوں نے فرمایا اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے اور اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔

(احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۳۸۲)

حضرات! غصہ پی جانا اور لوگوں کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک آدمی پر غصہ آیا تو آپ نے اسے مارنے کا حکم دیا تو میں نے بارگاہ عدالت میں عرض کیا اے امیر المومنین (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے)

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن (پ ۹، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (کنز الایمان)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی آیت پڑھی غور وفکر کے بعد اس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مارنے کا حکم دیا پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ (پارہ ۴، رکوع ۵) ترجمہ: اور غصہ پینے والے۔ (کنز الایمان)

اور اپنے غلام سے فرمایا اسے چھوڑ دو۔

اور حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پہلی بعض کتابوں میں فرمایا۔

اے انسان! جب تجھے غصہ آئے تو تو مجھے یاد کر لے اور جب میری ناراضگی کا وقت آئے گا تو میں تجھے یاد کروں گا اور تجھے ہلاک نہیں کروں گا اور جو شخص غصے کو چھوڑ دیتا ہے وہ انبیائے کرام، اولیائے عظام اور علماء وحکماء کے مشابہ ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۳۸۶)

اے ایمان والو! ذرا غور کرو اور سوچو تو سہی کہ ہم غصہ کر کے کس قدر نقصان کرتے ہیں اور دوسروں کی نگاہ میں گر جاتے ہیں اور جو غصہ کو پی جاتا ہے اور دوسروں کو معاف کر دیتا ہے اس کو اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم معاف کر دیتے ہیں اور وہ شخص انبیاء کا قرب اور اولیاء کا درجہ حاصل کرتا نظر آتا ہے۔ سچ ہے کہ

جو جھکا وہ بلند ہوا اور جو اکڑا وہ اُکھڑ گیا

اللہ تعالیٰ اپنا امان عطا فرمائے اور جھکنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! جب غصہ آئے تو اس کو ٹھنڈا کیسے کیا جائے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاِنْ کَانَ قَائِمًا فَلْیَجْلِسْ وَاِنْ کَانَ جَالِسًا فَلْیَنَمْ (شعب الایمان، ج۶، ص۳۱۰)

یعنی اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو سو جائے۔

اور اگر اس طرح کرنے سے بھی غصہ ختم نہیں ہوتا ہے تو ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرے کیوں کہ آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّا (ابوداؤد شریف، ج۲، ص۳۰۴)

یعنی جب تم کو غصہ آئے تو وضو کرنا چاہئے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْکُتْ (طبرانی معجم کبیر، ج۱، ص۳۳) یعنی جب تم کو غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن غصہ آگیا تو آپ نے پانی سے کلی کی اور فرمایا پانی غصے کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنے سے بھی غصہ کم ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج۳، ص۳۸۹)

حضرات! غصہ کرنا حرام بھی ہے اور غصہ کرنا ایمان کی علامت میں بھی ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کو غصہ دلایا جائے اور اسے غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے اور جس میں غصہ اور غیرت کی قوت بالکل نہ ہو وہ بالکل ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شدت و سختی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ (پ۲۶، رکوع ۱۲)

یعنی (وہ صحابہ) کفار پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔

اے ایمان والو! آیت کریمہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین غصہ اور سختی کرتے تھے مگر ان پر جو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مخالف اور دشمن تھے۔ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وفاداروں اور دوستوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے فرمایا

جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ط (پ۱۰، رکوع ۱۶)

ترجمہ: جہاد فرماؤ! کافروں اور منافقوں پر، اور ان پر سختی کرو۔ (کنز الایمان)

حضرات! غیرت مند شخص کو بری بات پر غصہ آنا لازمی ہے۔ اس لئے کہ غیرت ایمان کا حصہ ہے اور غیرت اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور مومنوں کے لئے ہے۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ سَعْدًا لَغَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْ سَعْدٍ وَاِنَّ اللّٰہَ اَغْیَرُ مِنِّیْ ۝ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۴۹۱)

بے شک سعد غیرت مند ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

حضرات! حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غیرت اسی لئے رکھی گئی ہے کہ نسبت محفوظ رہے اگر لوگ اس میں چشم پوشی سے کام لیں تو نسبت خلط ملط ہو جائے اس لئے کہا گیا ہے کہ جس خاندان کے مردوں میں غیرت رکھی گئی ہے ان کی عورتیں محفوظ رہتی ہیں۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۷۶)

نائب رسول حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بری بات دیکھ کر خاموش رہنا دین کی کمزوری ہے۔

مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: خَیْرُ اُمَّتِیْ اَشِدَّاءُ ھَا (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۲۶)

یعنی میری امت میں بہترین لوگ وہ ہیں جو دین میں سخت ہیں۔

حضرات! حدیث شریف اور حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں پتہ چلا کہ بری بات کو دیکھ کر چپ چاپ رہنا دین کی کمزوری اور گناہ ہے۔ آج کا ماحول کچھ اس طرح ہے کہ گھر میں عریانیت پھیلی ہوئی ہے۔ بے ہودہ ناچ، گانے آرہے ہیں اور نمازوں کو بے خوفی سے ترک کیا جارہا ہے۔ غیر لوگوں کا عورتوں، بچیوں کے ساتھ خلط ملط ہو رہا ہے اور اس طرح کے بے شمار گناہ ہمارے ماحول میں جنم لے رہے ہیں اور پنپ رہے ہیں لیکن گھر کا جوابدار اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے اندھا بنا ہوا ہے۔ اب ایسے بے دین ماحول میں بھی غصہ نہ آئے تو یقیناً ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُھُمُ الْبَطِیْءُ الْغَضَبِ السَّرِیْعُ الْفَیْءِ وَشَرُّھُمُ السَّرِیْعُ الْغَضَبِ الْبَطِیْءُ الْفَیْءِ ۝

(مسند امام احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۱۹)

یعنی بہتر وہ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور برے وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔

حضرت عمر فاروق نے برا کہنے والے کو معاف کر دیا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نشے والے کو دیکھا تو آپ نے اسے پکڑ کر سزا دینے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے آپ کو برا کہا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ بارگاہ عدالت میں عرض کیا گیا۔

اے امیر المومنین! جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا تو آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس لئے کہ اس نے مجھے گالی دے کر غصہ دلایا۔ اب اگر میں اسے سزا دیتا تو یہ اپنی ذات کے لئے غصہ ہوتا اور میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان کو اپنی ذات کے لئے سزا دوں۔

(احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۰۵)

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص نے غصہ دلایا تو آپ نے فرمایا! اگر تم مجھے غصہ نہ دلاتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۲۰۵)

اے ایمان والو! ہمارے بزرگوں کی شان لاجواب ہے۔ خود کو کسی نے برا بھلا کہا تو معاف فرما دیتے اور بدلہ نہیں لیتے تھے لیکن اللہ و رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو، اسلام کے مخالفوں کو، منافقوں اور بدعقیدوں پر غصہ کرتے اور ان کو سزا دیتے، قتل کرتے اور کسی بھی حال میں ان کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عمر نے منافق کو قتل کیا

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عدالت میں ایک منافق اور عیسائی کا مقدمہ پیش ہوا جبکہ یہ مقدمہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ نبوت میں پیش ہو چکا تھا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے فیصلہ عیسائی کے حق میں فرما دیا تھا لیکن منافق مسلمان نہ مانا اور اپنے حریف عیسائی سے کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کیا فیصلہ کیا مجھ کو سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ اس لئے یہ مقدمہ لیکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور منافق مسلمان اور عیسائی دونوں مقدمہ لیکر بارگاہ عدالت میں حاضر ہوئے۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ عیسائی نے کہا کہ اے عمر! یہ مقدمہ جو آپ کے پاس آیا ہے یہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جا چکا

ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ بھی فرمادیا مگر یہ (بظاہر) مسلمان ہوکر کہتا ہے کہ ہمیں نبی کا فیصلہ منظور نہیں اس لئے آپ کے پاس فیصلہ کے لئے آئے ہیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ابھی فیصلہ کردیتا ہوں اور گھر میں تشریف لے گئے اور میان سے تلوار نکالی اور منافق کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر جسم سے جدا ہوگیا اور منافق کو قتل فرما کر ارشاد فرمایا جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرات! ہم نے سب کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہی سے سیکھا ہے۔ غصہ نہیں کرنا چاہئے اور خود کو برا بھلا کہنے والے کو معاف کردینا چاہئے یہ عادت وسنت صحابہ کرام کی ہے لیکن منافق، بدعقیدہ پر غصہ کرنا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا یہ بھی صحابہ کرام کی سنت ہے۔ اس لئے مخلص مسلمان پر فرض ہے کہ غصہ کہاں کرنا ہے اور غصہ کہاں نہیں کرنا ہے۔ دونوں سنتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسی پر عمل پیرا رہے اور اسی میں بھلائی اور کامیابی ہے۔ ورنہ بہت بڑا خسارہ اور نقصان ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


هُوَ اللّٰهُ

﴿۴﴾

ربیع الآخر شریف

چوتھا جمعہ..دوسرا بیان

حسد اور اس کی تباہ کاریاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۔۵،ع۵)

ترجمہ: لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: حسد وہ عذاب اور گناہ ہے کہ حاسد دوسروں کی نعمت و دولت، عزت و عظمت کو دیکھ دیکھ کر حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اپنی تمام نیکیوں کو بھی جلا کر خاک و برباد کر لیتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حسد نیکیوں کو کھا جاتی ہے

آقا کریم، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ٥ (ابن ماجہ، ص:۳۲۰، مشکوٰۃ، ص:۴۲۸)

یعنی حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حسد سے بچنے والا جنتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ابھی اس پہاڑی سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا، فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نمودار ہوئے اور ان کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔ اور ان کی جوتیاں ان کے بائیں ہاتھ میں تھیں اور اس نے سلام کیا۔ دوسرے دن رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہی بات فرمائی تو وہی شخص آیا۔ تیسرے دن پھر وہی بات فرمائی تو وہی شخص آیا۔ جب محبوب خدا، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس شخص کے پیچھے پیچھے چلے اور فرمایا کہ میں تین دن تک گھر نہیں جاؤں گا، اگر آپ مجھے اپنے پاس ٹھہرائیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ اس شخص نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کے پاس تین راتیں گزاریں تو آپ نے دیکھا کہ وہ رات کو نہیں اٹھتے لیکن ہر کروٹ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ صرف صبح کی نماز کے لئے اٹھے اور ان سے ذکر کی آواز ہی آتی رہی، جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا میں کہ ان کے عمل کو معمولی سمجھتا تو میں نے ان سے کہا اے اللہ کے بندے میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس طرح کی بات سنی ہے تو میں آپ کے عمل کو معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے آپ کا کوئی زیادہ عمل نہیں دیکھا تو آپ اس مقام تک کس طرح پہنچے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہی سب کچھ ہے جو آپ نے دیکھ لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: وہی ہے جو آپ نے دیکھا (اور ایک خاص بات مجھ میں یہ ہے کہ) کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (نعمت و دولت، عزت وعظمت) عطا فرمایا ہے میں اس سے حسد نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ اسی عمل (یعنی حسد نہ کرنے) کی وجہ سے آپ اس مقام تک پہنچے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۱۶۶، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۱۴۰)

حضرات! حدیث شریف کی روشنی میں اس نورانی واقعہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ حسد کرنے والا بہت بڑا گنہگار ہے اور حسد سے بچنے والا بہت بڑا نیکوکار اور جنت کا حقدار ہوتا ہے۔

پہلی امتوں کی بیماری

شاہ بطحیٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت تک پہلی امتوں کی بیماری پہنچے گی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! پہلی امتوں کی بیماری کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (۱) تکبر، گھمنڈ۔ (۲) کثرت مال کی خواہش۔ (۳) ایک دوسرے سے دوری۔ (۴) حسد کرنا۔ (المستدرک حاکم، ج:۴، ص:۱۶۸، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۲)

ہمارے حضور، نور علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا تُظْهِرُ الشَّمَاتَةَ فَيُعَافِيهِ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ ۝ یعنی اپنے (مسلمان) بھائی کی برائی نہ چاہو ورنہ اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بچالے گا اور تم کو اس میں مبتلا کر دے گا۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۳۱۰)

حضرات! اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے اس سے پناہ مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے سے بندہ کو ملتا ہے اس لئے کسی سے حسد کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی عطاؤ بخشش سے جلنا ہے اور دوسروں کا برا چاہنے سے، برا چاہنے والے ہی کا برا ہوتا ہے۔ اور جس کا تم برا چاہتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے۔

حسد سے بچنے والا عرش الٰہی کے سائے میں

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش اعظم کے سائے میں دیکھا تو آپ نے اس کے مرتبہ پر رشک کیا اور فرمایا یہ شخص رب کی بارگاہ میں مکرم و معظم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس کا نام کیا ہے اور یہ نیک کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نیک کاموں میں سے تین نیک کام کو ظاہر فرمادیا۔ ایک یہ کہ خدا کسی کو نوازتا ہے تو یہ شخص حسد نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ یہ شخص اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ تیسرا یہ کہ اس شخص نے کبھی چغل خوری نہیں کی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۲)

حضرات! حسد کرنا، ماں، باپ کی نافرمانی اور چغل خوری یہ تینوں عمل جہنم میں لے جانے والے ہیں اور اگر ان میں سے ایک عمل بھی کسی شخص میں موجود ہے تو وہ ایک عمل ہی جہنم تک پہنچا کے لئے کافی ہے۔

افسوس صد افسوس! آج مسلمانوں میں یہ تینوں برے عمل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں برے کاموں سے ہم کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے۔ میرے فیصلے سے ناراض ہوتا ہے اور میں نے اپنے بندوں کے درمیان تو تقسیم کی ہے وہ (حاسد) اس تقسیم پر راضی نہیں ہوتا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۲۲)

آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اس بات کا ڈر ہے کہ۔

اَیَکْثُرُ فِیْهِمِ الْمَالُ فَیَتَحَاسَدُوْنَ وَیَقْتَتِلُوْنَ (لسان المیزان، ج:۲، ص:۷۵)

یعنی ان میں مال کی کثرت ہوجائے گی تو پھر ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حاجت مندوں کی ضرورت چھپا کر پوری کرو، ورنہ کُلُّ ذِیْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ یعنی ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۱۹۵)

حضرات! جب نعمت و دولت، عزت و عظمت نصیب ہوجائے تو نعمت و دولت دینے والے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں خوب سے خوب جھک جانا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے والے کو کوئی طاقت و قوت بھی ذلیل و رسوا نہیں کرسکتی۔ ورنہ ہر نعمت والے کے ساتھ حسد کیا گیا ہے اور کیا جائے گا اور یہ ارشاد اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے جو حق اور سچ ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بچے اسی درخت پر پتھر پھینکتے ہیں جس درخت میں پھل لگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاسدوں سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

چھ قسم کے لوگ سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے

چھ قسم کے لوگ حساب و کتاب سے ایک سال پہلے جہنم میں جائیں گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ لوگ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مالدار، ظلم کی وجہ سے (۲) عرب تعصب کی وجہ سے (۳) دیہاتی تکبر کی وجہ سے (۴) تاجر خیانت کی وجہ سے (۵) گنوار جہالت کی وجہ سے (۶) اور علماء حسد کی وجہ سے۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۲۲۳)

سب سے پہلا حسد ابلیس نے حضرت آدم سے کیا

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا گناہ حسد ہے کہ ابلیس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے ان سے حسد کیا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

(احیاء العلوم، ج: ۳، ص: ۲۲۳)

اے ایمان والو! دائمی نعمت و دولت پانے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اس دنیا میں سب سے پہلے حسد کا گناہ جن کے ساتھ کیا گیا وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور سب سے پہلے حسد کا گناہ کرنے والا ابلیس مردود ہے۔

مومن حسد کرتا ہے: حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا، کیا مومن حسد کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا واقعہ بھول گئے ہو؟ ہاں مومن حسد کرتا ہے۔

اور! حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی جس قدر زیادہ موت کو یاد کرتا ہے اسی قدر اس کی خوشی اور حسد کم ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج: ۳، ص: ۲۲۵)

حسد کی عداوت کبھی ختم نہیں ہوتی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہر آدمی کو راضی کرنے پر قادر ہوں مگر نعمت کا حاسد زوال نعمت پر ہی راضی ہوتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے:

كُلُّ الْعَدَاوَاتِ قَدْ تُرْجٰى اِمَاتَتُهَا

اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ مِنْ حَسَدٍ

یعنی تمام دشمنوں کو ختم کرنے کی امید کی جاسکتی ہے لیکن جو شخص حسد کی وجہ سے تم سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کی دشمنی ختم نہیں ہوتی۔

اور! بعض دانا فرماتے ہیں: حسد ایسا زخم ہے جو ٹھیک نہیں ہوتا اور حسد کرنے والے کو یہی سزا کافی ہے۔ اور ایک اعرابی نے کہا میں نے حاسد سے بڑھ کر کسی کو مظلوم کی طرح نہیں دیکھا، وہ تمہارے پاس نعمت دیکھتا ہے تو گویا اسے سزا مل رہی ہے۔

اور بعض بزرگوں نے فرمایا: حسد کرنے والے کو مجلسوں میں ذلت اور برائی ملتی ہے اور فرشتوں کی جانب سے لعنت اور قیامت کے دن عذاب اور رسوائی حاصل ہوگی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳،ص:۴۲۵)

بھائی کا بھائی، رشتہ دار کا رشتہ دار سے حسد زیادہ ہوتا ہے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کیا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳،ص:۵۲۵)

قرآن مجید سورۂ یوسف میں مکمل بیان ہے جس کا خلاصہ پیش ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کیا اور اس حسد کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام زیادہ پسند تھے تو دوسرے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا اور کنوئیں میں ڈالا اور بھائیوں نے حسد کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔

(ملخصا، احیاء العلوم، ج:۳،ص:۵۲۷)

حضرات! حسد وہ مہلک مرض ہے کہ آدمی حسد کی وجہ سے قتل جیسے گناہ پر بھی آمادہ ہو جایا کرتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

یہودیوں نے حسد کی وجہ سے نبی کا انکار کیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد سے پہلے یہودی جب کسی قوم سے لڑتے تو کہتے یا اللہ! اس نبی کے وسیلے سے جس کے بھیجنے کا تو نے وعدہ کیا اور اس کتاب کے طفیل جس کو تو نازل فرمائے گا، ہماری مدد فرما۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لے آئے تو یہودیوں نے آپ کو پہچاننے کے باوجود انکار کیا۔

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے حسد کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور قرآن مجید کا انکار کیا۔

اور! فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَ عَلٰی هَلَکَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًافَهُوَ یَعْمَلُ بِهٖ وَیُعَلِّمُهُ النَّاسَ ط (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۱،ص:۳۸۵)

یعنی صرف دو قسم کے لوگ قابل رشک ہیں، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دے کر راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور وہ اس پر عمل بھی کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔

اور! فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے حسد زیادہ ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت، عزت و عظمت زیادہ دیا ہے

اور! فرماتے ہیں کہ دو آدمی جو الگ الگ شہروں میں رہتے ہیں ان کے درمیان حسد نہیں ہوتا، اسی طرح دو آدمی جو کسی مکان یا مدرسہ یا مسجد میں ایک دوسرے کے پڑوسی بنتے ہیں تو ایک دوسرے سے نفرت، بغض اور حسد جیسے مرض پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور! فرماتے ہیں کہ (ایک ہی گروہ کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ حسد کرتے ہیں) جیسے ایک عالم دوسرے عالم سے حسد کرتا ہے، ایک عابد دوسرے عابد سے حسد کرتا ہے۔ ایک تاجر دوسرے تاجر سے حسد کرتا ہے، ایک موچی دوسرے موچی سے حسد کرتا ہے، ایک بھائی دوسرے بھائی سے حسد کرتا ہے، رشتہ دار رشتہ دار سے حسد کرتا ہے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان تمام باتوں کی بنیاد محبت دنیا ہے (جس سے حسد پیدا ہوتا ہے)

اور! فرماتے ہیں جب علماء علم سے مال اور مرتبہ حاصل کرنا چاہیں تو ایک عالم دوسرے عالم سے حسد کرنے لگتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۴۰)

حسد کی دوا: عالم ربانی، نائب مصطفیٰ حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جان لو! کہ حسد دل کی بڑی بیماریوں میں سے ایک ہے اور دل کی بیماریوں کا علاج علم اور عمل کے بغیر نہیں ہو سکتا اور حسد کی بیماری کے لئے علم نافع یعنی بہتر علاج یہ ہے کہ تم تحقیق کے ساتھ جان لو کہ حسد دنیا اور آخرت میں نقصان دیتا ہے۔ (یعنی حسد کرنے والا دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائے گا) اور جس سے حسد کیا جاتا ہے اس کا کوئی دینی اور دنیوی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس کا دونوں جہان میں فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔

اور جب تم بصیرت کے ساتھ یہ بات جان لو گے (یعنی حسد کرنے والا دین و دنیا دونوں میں نقصان اٹھاتا ہے اور جس سے حسد کیا گیا وہ دین و دنیا دونوں میں فائدہ ہی فائدہ حاصل کرتا ہے۔ (تو تم خود اپنے نفس کے دشمن اور جس کو دشمن سمجھتے ہو اس کے دوست ہو جاؤ گے تو یقیناً حسد جیسی بیماری سے دور ہو جاؤ گے اور جہاں تک حسد سے دینی نقصان ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے حسد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ناراضگی کو ظاہر کیا اور اس نے جو نعمت اپنے بندے کو دی ہے اس کو تو نے ناپسند کیا۔ لہٰذا دینی نقصان کے لئے اتنا جرم ہی کافی ہے اور جب تم جانتے ہو کہ حسد کی وجہ سے آخرت میں سخت عذاب ہوگا تو پھر کیسے حسد کرتے ہو۔ اور یقین جان لو کہ

تمہارے حسد کی وجہ سے جس سے حسد کرتے ہو وہ شخص مصیبت و مشقت میں نہیں پڑتا اور نہ ہی اس کی نعمت و دولت ختم ہوتی ہے بلکہ تمہارے حسد کی وجہ سے اس کی عزت وعظمت اور نعمت و دولت میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ایمان کے ساتھ عقل کا بھی تقاضہ ہے کہ آدمی حسد سے بچے کیونکہ اس میں دل کی پریشانی اور اپنے آپ کو رنج و بلا میں ڈالنا ہے اور فائدہ کچھ بھی نہیں۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۴)

جو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایک آدمی کسی سے محبت کرتا ہے لیکن ابھی تک وہ ان سے نہیں ملا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری، ج:۲، ص:۹۱۱)

اعرابی کا سوال، قیامت کب ہوگی

امام الانبیاء، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے اٹھ کر سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! قیامت کب ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! تم نے اس کے لئے (یعنی قیامت کے دن کے لئے) کیا تیاری کی ہے؟ تو اس اعرابی نے جواب دیا، میں نے کچھ زیادہ نمازیں اور روزے تیار نہیں کئے ہیں مگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ تو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۱۱)

حضرات! ہم اہل سنت و جماعت برے ہیں کہ بھلے، مگر ہیں محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وفادار امتی اور غلام۔

خوب فرمایا، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

صحابہ کو سب سے زیادہ خوشی ہوئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو اسلام لانے کے بعد جس قدر آج خوشی ہوئی اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی۔ یہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سب سے بڑی آرزو اور تمنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت تھی۔

اور! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ اگرچہ ہمارے اعمال ان کے اعمال کے برابر نہ تھے لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کے ساتھ ہوں گے۔

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایک شخص نمازیوں سے محبت کرتا ہے لیکن خود نماز نہیں پڑھتا، روزہ داروں سے محبت کرتا ہے لیکن خود روزہ نہیں رکھتا، حتیٰ کہ انہوں نے اور کئی اعمال کا ذکر کیا تو مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۱۱)

حضرات! صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے ذرہ برابر بھی وہم و شک کی گنجائش نہیں، بے شک و شبہ ہمارے آقا کریم، غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد حق اور سچ ہے، زمین پھٹ سکتی ہے، آسمان ٹوٹ سکتا ہے، چاند و سورج کا نکلنا، ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، نظام عالم بدل سکتا ہے۔ لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان نہ بدلا ہے نہ ہی بدل سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا! نتیجہ بہت ہی اچھا ہے۔ ہم سنی مسلمان، غوث و خواجہ اور رضا کے چاہنے والے، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبوب اعظم، رسول اعظم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت و الفت کرتے ہیں۔ اور ہمارے اس دعویٰ کی

دلیل یہ ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام کی مجلسیں قائم کرتے ہیں، ان کے نام کی سبیلیں لگاتے ہیں، اور ان کے نام پر نیاز کرتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن رافضی، شیعہ کو دشمن سمجھتے ہیں اور ان کے اور صحابہ کے راستے پر چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جب بھی نام پاک سنتے ہیں تو اپنے انگوٹھے کو چوم کر درود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت و سنت کو زندہ کرتے ہیں اور ہم اہل سنت، منافقوں پر سخت ہیں اور ان سے ہر حال میں دور رہتے ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو خوش کرتے ہیں اور ہر نماز کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اور اس عمل کو قبولیت نماز کی نشانی اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دلیل سمجھتے ہیں۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ بروز قیامت ہم غلامان غوث و خواجہ اور رضا حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور رحیم و کریم رسول، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اے ایمان والو! میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے، اللہ والوں کے مزارات کی حاضری کی نیکی سے حسد کی لعنت دور ہو سکتی ہے اور گناہوں سے چھٹکارا نصیب ہو سکتا ہے اور آقا کریم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک حق ہے۔ حق ہے۔ حق ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۱۱)

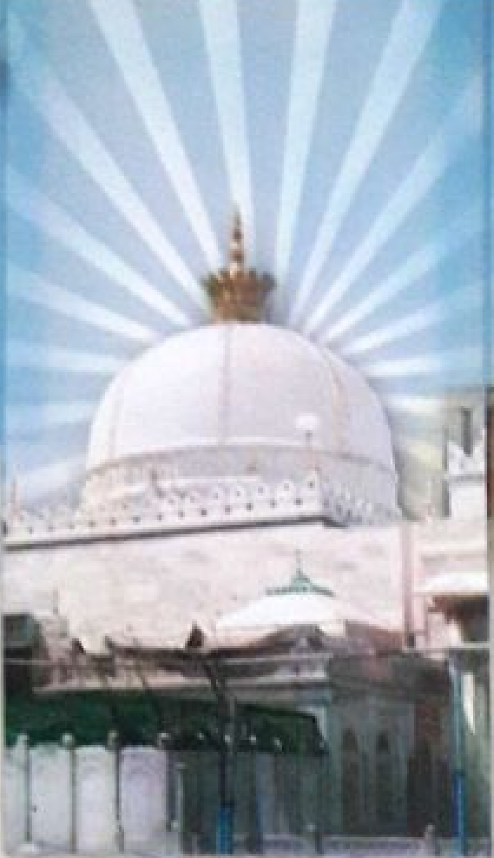
یعنی آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا (آج) جس سے محبت کرتا ہے۔

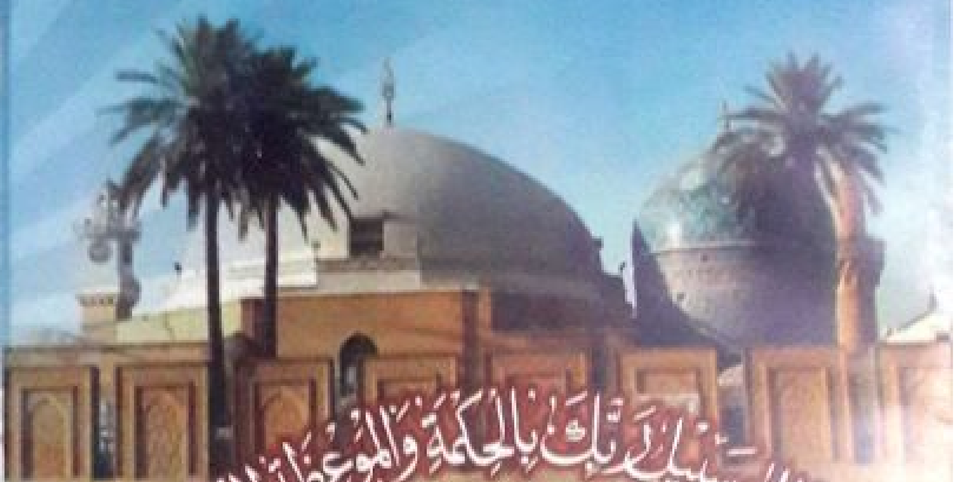
اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے خاص کر حسد کی لعنت اور عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے اور بروز قیامت غوث و خواجہ اور رضا کے صدقے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت صدیق و عمر اور عثمان غنی اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور رسول اللہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قرب میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خدایا بحق نبی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست ودامان آل رسول

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

یادداشت





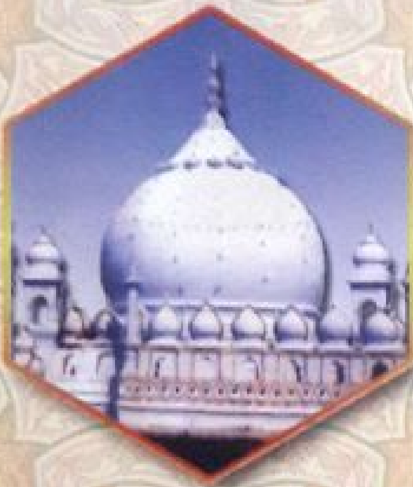
ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

انوار البیان

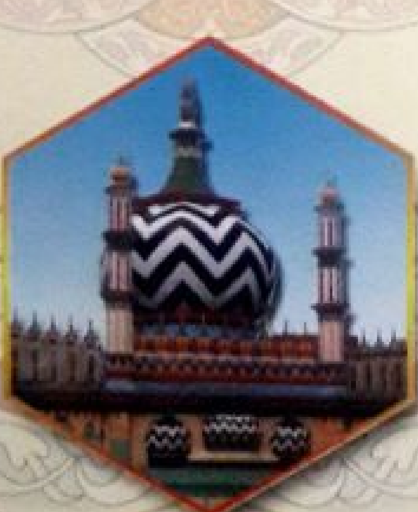
جلد دوم



تالیف

نمونۂ اسلاف عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی

انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ



امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

سلسلہ اشاعت.................. (۶۴)

کتاب	:	انوار البیان (جلد دوم)
تالیف	:	عطائے خواجہ حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ بانی وسربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم، پی)
تصحیح، تخریج	:	مولانا رضی الدین احمد قادری، برکاتی جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور
کمپوزر	:	مولوی محمد راحت حسین رضوی (عرف نوید) رضوی کمپیوٹر، اندور (ایم پی)
سن اشاعت بار اول	:	۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء
تعداد	:	(۱۱۰۰) گیارہ سو
ناشر	:	امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف (یو، پی)
قیمت	:	

تقسیم کار

کتب خانہ امجدیہ

۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون: 011-23243187 , 32484831

E-mail :kkamjadia@yahoo.co.uk

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

انتساب

محبوب خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)
آپ کے چاروں خلفائے راشدین
اور
آپ کی زوجہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ
اور
آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا
اور آپ کے نور عین امام حسن اور امام حسین
اور
آپ کی آل میرے پیر اعظم حضور غوث اعظم و
ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز
اور
آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا
اور
آپ کی امت کے ولی میرے پیر و مرشد مولانا شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی
میرے کریم، مجذوب بزرگ حضور دریا شاہ بابا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے نام
جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے
اور
قیامت تک برستا رہے گا.................. انشاء اللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا
انوار احمد قادری برکاتی رضوی

کلماتِ دُعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محدث، فقیہ، الحاج، الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری، ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔پی)

۷۸۶
۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ
"انوار البیان"
کے کچھ ابواب پڑھواکر سنے خوب سے خوب تر پائے مولیٰ تعالیٰ انکی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں
مقبول فرماکر مفید انام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلاۃ
واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفر لہ



میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہٗ کی تالیف کردہ کتاب مسمّٰی بہ "انوار البیان" کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۲۶ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء، بروز شنبہ

عرض حال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اما بعد !

ایک مدت دراز سے میری خواہش تھی اور احباب کا تقاضہ بھی تھا کہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت کے لئے ایک ایسی کتاب ترتیب دوں جو آیات کریمہ اور احادیث طیبہ اور مستند روایات و واقعات پر مشتمل ہو اور دینی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی ہو اور زبان وبیان کے لحاظ سے عام فہم اور آسان ہو، تاکہ علماء وطلباء وعوام اور خاص کر ائمۂ مساجد، بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔ لیکن یہ کام آسان نہ تھا، مگر اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور میرے بزرگوں کی عنایتوں وغوث وخواجہ ورضا اور مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعاؤں نے آسان کردیا کہ سال کے ۴۸ جمعوں کے لئے ۹۲ تقریروں کا حسین وجمیل مجموعہ ترتیب پایا، جس کے لئے وقت تقریباً پانچ سال لگا، اور اس ترتیب کا نام حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی الشاہ عبد المنان صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''انوار البیان'' منتخب فرمایا۔

حضور بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سفر میں ہمارے خاص رہنما اور مشیر تھے۔ سب کچھ کرکے، کتاب کی اشاعت سے قبل ۱۴؍محرم شریف ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹؍نومبر جمعہ مبارکہ کی شب میں ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر داغ مفارقت دے کر وصال فرماگئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

خدا رحمت کند...... ایں پاک طینت را۔ آمین۔

(۱) اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ میں نے فضائل حج کے بیان کی کچھ حدیثیں کعبۂ معظمہ کے سامنے مسجد حرام میں مقام امہانی (معراج شریف کی جگہ) پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین اور فضائل مدینہ طیبہ کی کچھ حدیثیں

مسجد نبوی شریف میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العلمین۔ اور اس کتاب یعنی انوار البیان کے کچھ حصے اجمیر شریف میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جنتی دروازہ کے اندرونی حصے میں بیٹھ کر لکھا فالحمد للہ رب العلمین۔ ان مبارک نسبتوں کے فیضان پر مکمل یقین ہے کہ کتاب مقبول خدا اور مقبول انام ہوگی۔

(۲) محقق مسائل جدیدہ، فقیہ العصر، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی مصباحی دام ظلہ العالی، صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ممنون ہوں جنہوں نے چار دن کا اپنا قیمتی وقت صرف فرمایا اور اندور تشریف لائے اور علمائے جامعہ کے ساتھ ہر مہینے کے حساب سے عنوان منتخب فرمایا۔ اور ان تمام حضرات کا شکریہ جنہوں نے ہمارے ساتھ محبت کی اور تھوڑا بھی ساتھ دیا ہے۔ جیسے فقیہ النفس، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضال احمد صاحب قبلہ رضوی، دام ظلہ العالی (مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف) خاص کر حضرت مولانا رضی الدین صاحب قادری برکاتی، جنہوں نے کتاب کی تصحیح کرنے میں نہ رات دیکھی نہ دن، شروع سے آخر تک جد و جہد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رضی الدین صاحب کو دونوں جہان میں خوش رکھے اور خیر کثیر عطا کرے اور عزیزی حضرت مولانا محمد عارف برکاتی، صدر المدرسین جامعہ اور عزیزم حضرت مولانا امین احمد قادری اور حضرت مولانا مفتی رفیق الاسلام صاحب اور جامعہ کے جملہ وہ علمائے کرام اور حفاظ عظام جن کی خدمت و محبت ہمارے ساتھ رہی اور محترم حاجی محمد صدیق بن محمد جمیل صاحب ٹھیکیدار اور میرے بھائی محترم حاجی محمد مقصود صاحب غوری رضوی اور محترم حاجی محمد اقبال صاحب غوری رضوی جن کی محبت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رحمٰن و رحیم مولیٰ ہم کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ساتھیوں اور تمام قادری، چشتی، برکاتی، رضوی، سنی بھائیوں کو ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے اور اس کتاب انوار البیان کو ہم سب کے لئے نجات و بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

گدائے غوث و خواجہ و رضا

انوار احمد قادری

۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۶ دسمبر ۲۰۱۲ء

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

اجمالی فہرست (جلد دوم)

اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

فہرست مضامین (جلد دوم)

جمادی الاولیٰ

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

دوسرا جمعہ..................دوسرا بیان

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

چوتھا جمعہ .... دوسرا بیان

جمادی الاخریٰ

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

پہلا جمعہ.................دوسرا بیان

دوسرا جمعہ.................پہلا بیان

دوسرا بیان

دوسرا جمعہ

تیسرا جمعہ ...... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

چوتھا جمعہ............دوسرا بیان

رجب المرجب

پہلا جمعہ.........پہلا بیان

پہلا جمعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا بیان

دوسرا جمعہ............دوسرا بیان

چوتھا جمعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا بیان

شعبان المعظم

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ........ پہلا بیان

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

تیسرا جمعہ ..... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

چوتھا جمعہ .... دوسرا بیان

﴿ ۵ ﴾

جُمادی الاولیٰ

پہلا جمعہ.................................پہلا بیان

درود وسلام کے فضائل وبرکات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ وَشُہَدَاءِ مَحَبَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ لَاسِیَّمَا عَلٰی اِبْنِہٖ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ وَابْنِہٖ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیْ وَشَہِیْدِ مَحَبَّتِہِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ رَضَا الْبَرِیْلَوِیْ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (پ۲۲، ع۴)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

بے شک وشبہ رحمت والے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے بے شمار فضائل وبرکات ہیں جن کو مکمل بیان کرنا ناممکن ہے۔

درود وسلام کے فضائل ومحامد پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور علمائے کرام اکثر بیان کرتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ مبارک سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حساب احسان وکرم ہے کہ اس

نے محض اپنے فضل خاص سے مجھ جیسے ناکارہ بے علم کو اپنے محبوب معظم، حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ محبوبیت میں درودوسلام کے مقدس عنوان پر چند اوراق لکھنے کی سعادت نصیب فرمائی۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

درودوسلام کی فضیلت وعظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جتنی عبادتیں اور ذکرواذکار ہیں وہ سب کے سب سرکار مدینہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہیں اور درود شریف رب تعالیٰ کی سنت ہے۔

اے ایمان والو! ہمیشہ ہمیشہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درودوسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہنا چاہئے۔ اس میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ یوں بھی سرکار عالم، غمخوار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ شکم والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دنیا میں جلوہ بار ہوتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سجدہ فرمایا اور ہونٹوں پر یہ دعا جاری تھی۔

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔ اے رب! میری امت میرے حوالے فرما۔

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

شب معراج سفر پر روانگی کے وقت امام الانبیاء، رحمت عاصیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی عاصی، سیہ کار، گنہگار امت کو یاد فرما کر غمگین ہوئے۔ آبدیدہ ہوئے، چشمان کرم سے آنسو چھلکنے لگے۔ امام عشق ومحبت، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہادیئے ہیں

اور دیدار ذات باری تعالیٰ کے وقت اور خصوصی انعام واکرام کی ساعت میں بھی گنہگار سیہ کار امت کو یاد فرمایا۔ عمر بھر خطاکار، گنہگار، سیہ کار امت کے لئے غمگین رہے۔ لہٰذا محبت وعقیدت کا یہی تقاضہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو، جان ایمان، سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یاد اور درود وسلام سے کبھی غفلت نہیں کرنا چاہئے،

امام اہلسنت، سراپا عشق رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ایمان والوں سے محبت بھرا پیغام دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

اے ایمان والو! ہم غور کریں کہ پیارے، پیارے رحمت والے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہم پر کتنے احسانات ہیں مگر یہ کب ممکن ہے کہ ہم غلام ابن غلام ان کا شکر یہ ادا کر سکیں، بس اتنا ہی کیا کریں کہ ان کا ذکر کریں، ان کی یاد منائیں اور ان پر درود وسلام کے تحفے بھیجا کریں۔

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل تم پہ فدا ،جانِ حَسن تم پہ فدا ہو

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کافی احکام صادر فرمائے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ مگر کسی میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ یہ کام ہم بھی کرتے ہیں، ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں اور ایمان والو! تم بھی کیا کرو۔ صرف درود شریف کے لئے ہی ایسا فرمایا گیا ہے، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کیوں کہ کوئی کام بھی ایسا نہیں جو خدا کا بھی ہو اور بندے کا بھی، یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے کام نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں سے بے نیاز ہے۔

مگر کوئی کام ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کا بھی ہو۔ ملائکہ بھی کرتے ہوں، اور ایمان والوں کو بھی اس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو، وہ صرف اور صرف پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔ یہ شان وشوکت، عظمت وبزرگی ہے۔ سلطان مدینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ خود خدائے تعالیٰ، خلاق دو عالم، اپنے حبیب، مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ اور ایمان والوں کو بھی درود کا حکم دیتا ہے۔

اے ایمان والو! آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ مصر میں جمال یوسف، حسن یوسف علیہ السلام کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ جب مصر کی عورتوں نے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو دیکھتی رہ گئیں اور محویت دیدار کے کیف وسرور میں ان کی انگلیاں کٹ گئیں، خبر نہ ہوئی۔ یہ تھا حسن یوسف علیہ السلام کا جلوہ۔

مگر جب عرب کے مردوں نے حسن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جلووں کا نظارہ کیا تو مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَق کے مژدۂ جاں فزا کے جلووں سے سرشار ہو کر پکار اٹھے۔ یعنی جس نے مصطفیٰ کو دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

اوران کے زبانوں پر یہ ترانہ تھا۔ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایسے عاشق ودیوانے ہوئے کہ صرف دیکھتے ہی دیکھتے نہ رہ گئے بلکہ دعوت محبت پر اپنے اہل وعیال اور وطن عزیز کو قربان کردیا اور پھر بھی محبت آواز دیتی رہی تو عشق کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے محبوب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سر کو بھی کٹا ڈالا جس کے شاہد آج بھی بدر واُحد اور کربلا کے میدان ہیں۔

یہ ہے جمال مصطفےٰ اور حسن مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جلوہ۔

حضرات! وہاں مصر کی عورتیں تھیں، یہاں عرب کے مرد ہیں۔ وہاں عورتوں کی انگلیاں، اضطراراً، بے خودی میں کٹیں، اور یہاں اختیاراً جان بوجھ کر سر کٹائے جارہے ہیں، عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب فرماتے ہیں:

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

حضرات! حسن یوسف علیہ السلام پر مخلوق فریفتہ اور شیدا تھی، لیکن حسن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چمک دمک اور جلوہ افشانی کا یہ عالم ہے کہ خود خالق ومالک طالب دیدار ہے۔

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا
یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا

اللہ بھی طالب ہے تیرا جن و بشر بھی
ہے عرش ترا خلد بھی اللہ کا گھر بھی

چہرہ ہے تیرا آئینہ حسن الٰہی
دیکھے تیرا جلوہ تڑپ جائے نظر بھی

اور اگر کوئی سوالی کسی کے دروازہ پر مانگنے جاتا ہے تو گھر والوں کے لئے مال واولاد کے حق میں دعائیں مانگتا ہوا جاتا ہے۔ سخی کے بچے زندہ رہیں، مال ودولت سلامت رہے، گھر آباد رہے وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ دعائیں مالک مکان سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ بڑا باادب ومہذب سوالی ہے۔ بھیک مانگنا چاہتا ہے مگر ہمارے بچوں کی خیر مانگ رہا ہے۔ خوش ہوکر جھولی میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتا ہے مگر یہاں اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے۔ اے ایمان والو! جب تم ہمارے یہاں کچھ مانگنے آؤ تو ہم تو اولاد سے پاک ہیں، مگر ہمارا ایک پیارا محبوب ہے، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اس حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام لیتے ہوئے، اس کے اہل بیت اور اس کے صحابہ کی بھلائی مانگتے ہوئے ان کو دعائیں دیتے ہوئے آؤ تو جن رحمتوں، برکتوں کی ان پر بارش ہو رہی ہے ان کا تم پر بھی چھینٹا ڈال دیا جائے گا۔ درود شریف پڑھنا دراصل اپنے خالق ومالک کی بارگاہ سے مانگنے کی ایک اعلیٰ ترکیب ہے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا، تجھے حمد ہے خدایا

اے رحمٰن ورحیم میرے بندہ نواز، پروردگار مولیٰ، ہم سراپا جرم وخطا انسانوں کی گناہ آلود زبان اس لائق کہاں، جو تیرے پیارے حبیب ومحبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان کے لائق درود وسلام پیش کرسکیں، لہٰذا تو محض اپنے لطف عمیم سے اس گنہگار فقیر قادری اور سارے ایمان والوں کی جانب سے بے شمار درود اور لامحدود سلام نازل فرما۔ اس سلطان عالم، مختار دوعالم، شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جس کے دست پاک میں تمام خزانوں کی چابیاں ہیں۔

اس حبیب معظم، محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جس پر خود خدا اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اس سلطان مدینہ پر آسمانوں میں، جس کا نام احمد اور زمین پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

اے میرے اللہ تعالیٰ! خطا کاروں، مجرموں پر فضل وکرم کی بارش برسانے والے رحمٰن ورحیم، ستار وغفار مولیٰ اس شہنشاہ مدینہ، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ جس کے آستانے پر تیرے رحم وکرم کی بھیک بٹتی ہے۔

اس شہنشاہ دوعالم کا صدقہ جس کی سلامی کے لئے صبح وشام لاکھوں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

اس جامع وکامل نبی رحمت کا صدقہ جس میں صفوۃ آدم، استقامت نوح، خلت ابراہیم، عبرت عزیر، لطافت ہود، حسن یوسف، صبر ایوب، حکمت داؤد، سطوت سلیمان، امامت ہارون، دم عیسیٰ، ید بیضا وغیرہ تمام اوصاف موجود، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

خدا نے ایک محمد میں دیدیا سب کچھ
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

اس رسول معظم، حبیب مکرم کا صدقہ جن کے توسل سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

اس نبی محتشم کا صدقہ جن کے طفیل ہی ہر توبہ، تمام دعائیں، عبادتیں، ریاضتیں، مجاہدات قبول ہوئے، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

اے ایمان والو! محفل میلاد شریف میں ذکرِ ولادت کے وقت یا کسی بھی وقت کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا سونے کی حالت میں یا چلنے کی حالت میں حضور پر نور سرکار مدینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنا باعث رحمت وبرکت ہے، مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں زیادہ ادب ہے اور اس مقدس فعل کو شرک وبدعت کہنا کھلی گمراہی اور جہالت ہے۔

صلوٰۃ وسلام کا ثبوت قرآن مجید سے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ (پ۲۲،ع۴)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنزالایمان)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے ایک پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا دوسرے سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سن کر قلبِ مومن میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایمان کی روشنی سے جن کے دل منور ومجلیٰ ہیں انہوں نے اپنے آقا ومولیٰ، سلطان مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں درود وسلام کا تحفہ کل بھی پیش کیا اور آج بھی پیش کرتے ہیں اور یہ مبارک طریقہ قیامت تک بلکہ قبر ومحشر میں بھی جاری رہے گا۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ و السلام

اور جن کے قلوب ایمان کی روشنی سے خالی ہیں اور جن کے دلوں میں محبت شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ بجھا ہوا ہے وہی لوگ صلاۃ وسلام کو بدعت کہتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام کی مجلس سے بھاگتے ہیں اور پڑھنے والوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اور کمال تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درود پاک بھیجنے میں تاکید نہیں فرمائی اور سلام کے بھیجنے پر تاکید فرمادی کہ سلام ضرور پڑھنا۔

اے ایمان والو! غور فرمائیں اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے پر تاکید کیوں فرمائی؟ کہ سلام ضرور پڑھنا خوب خوب پڑھنا دراصل بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا یہ بھی جانتا ہے کہ سلام کے منکر اور سلام پڑھنے والوں کو اس مقدس فعل سے روکنے والے ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو سلام کا حکم بھی دیا اور تاکید

بھی فرمادی کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے والو! انکار کرنے والے سلام سے انکار کر کے نافرمان ہو جائیں گے اور پھر ان کا حشر بھی سب سے بڑے نافرمان شیطان کے ساتھ ہوگا۔ لیکن تم ایمان والو! سلام ضرور پڑھنا، بار بار پڑھنا اور فرمانبردار، وفادار ہونے کا ثبوت دینا اس لئے کہ جو فرمانبردار ہوگا، پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کا تو ایسے خوش نصیب کا حشر بھی فرمانبرداروں، وفاداروں کے امام و پیشوا صدیق وعمر، عثمان وحیدر، حسن وحسین، غوث وخواجہ، رضا و مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہوگا۔

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! برکت ورحمت اور حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربت کے حصول کے لئے درود وسلام سے بہتر کوئی عمل ہی نہیں ہے۔

درود وسلام کی رحمتیں

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ٥

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم شریف، ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۱۳، دارمی، ج ۲، ص ۴۰۸)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَ رُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ ٥

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

(نسائی شریف، ج ۱، ص ۱۴۵)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ اُمَّتِيْ صَلَاةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشَرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَ كَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحٰى عَنْهُ عَشَرَ سَيِّاٰتٍ ٥

(۳) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرا امتی مجھ پر ایک مرتبہ خلوص دل سے درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور درود شریف کی برکت سے دس درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے۔ (نسائی شریف، ج ۱، ص ۱۴۵، کنز العمال، ج ۱، ص ۲۴۸)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ صَلٰوةً ٥

(۴) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے گا۔ (ترمذی شریف، ج ۱، ص ۱۱۰، مشکوٰۃ شریف، ص ۸۶)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! مذکورہ احادیث کریمہ سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ درود شریف کا پڑھنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں کتنا مقبول عمل ہے اللہ تعالیٰ درود پڑھنے والوں کو کتنی نیکیاں عطا فرماتا ہے اور کتنے درجے بلند فرماتا ہے اور سب سے خوشی کی بات تو یہ ہے کہ قیامت کے دن وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوں گے اور بزم محشر کے دولہا آمنہ کے لعل صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے قریب ہونے کا نسخہ بھی بتا دیا کہ جو میرا غلام جتنا زیادہ درود پڑھے گا اتنا ہی زیادہ مجھ سے قریب ہوگا لہٰذا ایمان والو! خوشی مناؤ اور اپنی قسمت پر ناز کرو کہ جن پیارے رسول، محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر خود اللہ تعالیٰ درود بھیجے اسی پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ہم سیہ کاروں گنہگاروں کو بھی درود و سلام بھیجنے کی سعادت عطا فرماتا ہے۔ اب وہی شخص درود بھیجے گا جسے قیامت کے روز رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قربت درکار ہو۔

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینت عرش معلیٰ الصلوٰۃ والسلام

(۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ ۝

(۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بڑا بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۸۷)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اس حدیث شریف میں ہمارے سرکار رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو بخیل و کنجوس فرمایا ہے جو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر پاک سنے اور درود شریف کا نذرانہ پیش نہ کرے اور محبت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ جب ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنے یا نام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنے تو بخیلی کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ فرط محبت سے عشق والفت کے انداز میں خوب خوب درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سخی غلام ہونے کا ثبوت دے۔

مومنو! پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

حدیث شریف: اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا ۝
یعنی سخی اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اگر چہ گنہگار ہو بخیل اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اگر چہ عبادت گزار ہو۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(۶) قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃِ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَلنِّصْفُ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا یُکْفٰی ھَمُّکَ وَیُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ ۝

(۶) یعنی حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

آپ پر میں بہت درود شریف پڑھتا ہوں تو کتنا درود شریف پڑھنا مقرر کرلوں تو سرکار مدینہ نے فرمایا جتنا چاہو۔ اگر بڑھادو تو تمہارے لئے اچھا ہے میں نے کہا آدھا فرمایا جتنا چاہو اگر بڑھادو تو تمہارے لئے اچھا ہے، میں نے کہا دو تہائی فرمایا جتنا چاہو، اگر بڑھادو تو تمہارے لئے اچھا ہے۔ میں نے کہا کہ ہر وقت درود شریف پڑھوں گا فرمایا کہ تب تو تمہارے غموں کو کفایت کرے گا اور تمہارے گناہ مٹادے گا۔ (ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، ص ۸۶)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رحمت عالم کے وہ صحابی ہیں جو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک، رات بھر، دن بھر، غرض یہ کہ ہر وقت اوراد و وظائف اور دعاؤں میں مشغول رہا کرتے تھے ایک دن رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہر وقت اوراد و ظائف اور دعاؤں میں مصروف رہنا یہ میری زندگی کا معمول ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے لئے وقت مقرر فرمادیں کہ کتنے وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہوں اور کتنے وقت دعائیں مانگوں اور کتنے وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پر درود شریف پڑھوں؟ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اجازت دیں تو تین حصہ وقت میں اوراد و وظائف پڑھا کروں اور ایک حصہ وقت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پر درود شریف کا تحفہ پیش کیا کروں۔ تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری مرضی، اگر زیادہ درود پڑھو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ تو صحابی نے عرض کیا کہ آدھا وقت درود شریف کے لئے متعین کرلوں، تو حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے اختیار ہے اگر زیادہ درود شریف پڑھو گے تو اور بہتر ہوگا صحابی نے عرض کیا کہ تمام وقت کا تین حصہ درود شریف کے لئے مقرر کرلوں تو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے اگر زیادہ پڑھو گے تو تمہارے لئے بہتر پھر تو صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم صبح سے شام تک، شام سے صبح تک رات ہو یا دن، فرائض و واجبات کے بعد ہر وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کی بارگاہ کرم میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا، میں اپنی عادت بنالوں گا۔ صحابی کے اس اندازِ غلامی پر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دریائے رحمت جوش میں آئی ارشاد فرمایا اگر تم ہر وقت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھو گے تو تمام غموں سے امن و سکون ملے گا راحت و عافیت ملے گی اور درود شریف کا یہ مقدس عمل تمام گناہوں کو مٹانے کے لئے کافی ہوگا۔

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو اور میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

(۷) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَآءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا ○

(۷) بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ انور پر خوشی تھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میرے پاس جبرئیل آئے عرض کیا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور آپ کا امتی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے مگر میں اس پر دس سلام بھیجوں۔
(سنن الدارمی، ج ۲، ص ۴۰۸، سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۴۵)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اس حدیث شریف کو بار بار پڑھئے اور اپنے مقدر پر ناز کیجئے کہ جو غلام اپنے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب پر رحمت کی بارش برسائے اور جو سعید امتی اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس سعادتمند غلام پر دس بار سلام بھیجتا ہے۔ کتنے خوش نصیب اور بلند قسمت ہیں وہ لوگ جو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام بھیج کر رحمت و سلامتی سے اپنے دامن کو بھر رہے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اس حدیث شریف سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب، مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی وخوشی چاہتا ہے ان بدعقیدہ وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے لئے عبرت ونصیحت کا مقام ہے جو دامن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کو خوش وراضی کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بُرے عقیدے والوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما کر دولت ایمان سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے دشمن تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اے ایمان والو! اپنی قسمت پر ناز کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سیہ کاروں، گنہگاروں کو اپنا شان والا، پیارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عطا فرمایا حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تمام مخلوق، نبی ہوں یا امتی، رسول ہوں یا ان کے فرمانبردار سب کے سب میری رضا تلاش کرتے ہیں اور اے پیارے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں تمہاری رضا چاہتا ہوں، امام اہلسنت، سراپا عشق ومحبت، سرکار اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کیا خوب فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

(۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوْا فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَی الدَّرَجَۃَ قَالَ اٰمِیْن ثُمَّ ارْتَقَی الدَّرَجَۃَ الثَّانِیَۃَ فَقَالَ اٰمِیْنَ ثُمَّ ارْتَقَی الدَّرَجَۃَ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ اٰمِیْنَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِعْنَا مِنْکَ الْیَوْمَ شَیْئًامَا کُنَّا نَسْمَعُہٗ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ فَقُلْتُ اٰمِیْن فَلَمَّارَقِیْتُ الثَّانِیَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَقُلْتُ اٰمِیْن فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْہِ الْکِبَرَ اَوْاَحَدَھُمَافَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ فَقُلْتُ اٰمِیْن ٥

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حاضر ہو جاؤ تو ہم حاضر ہو گئے۔ تو آپ منبر مبارک کی پہلی سیڑھی پر چڑھے اور آمین فرمایا پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے تو آمین کہا پھر تیسری سیڑھی پر چڑھے تو آمین کہا، پس جب آپ (خطبہ سے) فارغ ہو کر منبر سے اترے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج ہم نے آپ سے وہ بات سنی جو پہلے ہم نہ سنتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ جبرئیل آگئے میرے منبر پر چڑھنے کے وقت تو انہوں نے کہا جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اور بخشا نہ جائے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو، تو میں نے آمین کہا۔ پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل نے کہا جس کے سامنے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کا ذکر کیا جائے تو

وہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) پر درود شریف نہ پڑھے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو۔ تو میں نے کہا آمین، پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل نے کہا جو شخص والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کا بڑھاپا پایا اور جنت کا مستحق نہ ہو سکا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو تو میں نے کہا، آمین۔ (المستدرک علی الصحیحین، ج ۴، ص ۱۷۰)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اس حدیث شریف میں ایسے تین افراد کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے رحمت و برکت والی ساعتیں مرحمت فرمائیں تاکہ ان کے ذریعہ وہ جنت کے مستحق بن جائیں۔ مگر ایسے برکت و رحمت والے اوقات کو غفلت میں گذار کر جنت سے دور اور دوزخ سے قریب ہو گئے اور وہ تین قسم کے محروم لوگ وہ ہیں۔ (۱) جو رمضان شریف کا مہینہ پایا اور اس کا احترام نہ کیا اور جنت کا حقدار نہ بن سکا۔ (۲) جس نے ماں باپ کی ضعیفی کا زمانہ پایا اور ان کی خدمت و فرمانبرداری کر کے انہیں راضی و خوش کر کے جنت کا مستحق نہ ہو سکا اور (۳) جس نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر پاک سنا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھا، ان تین قسم کے لوگوں کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! یہ تینوں قسم کے لوگ تیری رحمت سے دور ہو جائیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آمین فرما کر قبولیت کی سند عطا فرما دی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دعا کرنے والے فرشتوں کے سردار اور آمین کہنے والے نبیوں، رسولوں بلکہ کل کائنات کے سردار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اب دعا کے رد اور نا مقبول ہونے کا سوال ہی کیا ہے۔ اس لئے تمام ایمان والے اگر یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان سے دور نہ ہو اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی دعا ان پر صادق نہ ہو تو رمضان المبارک کا پورا پورا احترام کریں اور ماں باپ کی خوب خدمت و اطاعت کریں اور جب بھی سرکار مدینہ، رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر پاک سنیں۔ تو عقیدت و محبت سے بارگاہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں درود وسلام کا تحفہ پیش کریں۔

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینت عرش معلی الصلوٰۃ والسلام

مومنوں پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام

(۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِى الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِىْ مِنْ اُمَّتِىْ السَّلَامَ ٥

(۹) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر گشت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ (دارمی شریف، ج۲، ص۴۰۹، مشکوٰۃ ص۸۶)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! ان فرشتوں کی یہی ذمہ داری ہے کہ وہ امتی کا درود و سلام سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت تک پہنچائیں کوئی بدعقیدہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی یہ نہ سمجھ لے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان فرشتوں کے محتاج ہیں، فرشتے پہنچائیں گے تب ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معلوم ہوگا ورنہ نہیں۔ بات در حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدائے تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے بنفس نفیس امت کا درود سنتے بھی ہیں اور درود پڑھنے والے اس امتی کو دیکھتے اور پہچانتے بھی ہیں، چاہے امتی قریب ہو کہ بعید ہو۔ اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ فرشتہ کہتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم فلاں کے بیٹے فلاں نے اتنی بار آپ کی خدمت اقدس میں درود پیش کیا ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ، اس دربار عالی میں اور ہم فقیروں گنہگاروں کا نام وہ بھی فرشتوں کی زبان سے۔ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جن کا نام درود شریف پڑھنے کی وجہ سے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش ہوتا ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہوتے ہیں اور اپنے اس غلام کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔

بھر کے جھولی مری میرے سرکار نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہئے؟؟

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

حضرات! اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال و افعال دیکھتا ہے، ہمارے اقوال سنتا ہے پھر بھی فرشتے ہمارے اعمال و افعال اور اچھے برے اقوال سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں، فرشتوں کے بتانے سے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے، نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ خبر ہے، مگر یہ فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ بارگاہ خالق و مالک میں بندوں کے اعمال پیش کریں۔ بس اسی طرح فرشتوں کی ذمہ داری ہے کہ

بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں امتی کا درود وسلام پہونچائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب تک فرشتے نہ پہنچائیں گے تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر نہ ہوگی جس طرح اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے باخبر ہے، اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خدا کی دین وعطا سے سارے عالم کو دیکھ رہے ہیں اور ساری چیزوں سے باخبر ہیں۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

دورو نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

(۱۰) قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتَ صَلٰوۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَمَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَاحَا لُھُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُ ھُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِہٖ عَرْضًا ٥

(۱۰) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور آپ کے بعد میں آنے والے درودوں کا کیا حال ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ محبت والوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور ان کے علاوہ کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (دلائل الخیرات شریف)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

(۱۱) لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ ٥

(۱۱) کوئی بندہ ایسا نہیں جو مجھ پر درود شریف پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے، وہ درود شریف پڑھنے والا کہیں ہو صحابہ کرام نے عرض کیا، آپ کے وصال فرمانے کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں میرے وصال کے بعد بھی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔ (طبرانی، جلاء الافہام)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! اس حدیث شریف کے بعد اب کسی قسم کا شبہ تک باقی نہیں رہتا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارا اور دو و سلام نہیں سن سکتے بلکہ اپنے ہر غلام کے درود و سلام کو خود سماعت فرماتے ہیں، چاہے ان کا غلام دنیا کے کسی بھی خطے میں ہو۔ اور دلائل الخیرات شریف کی حدیث میں تو یہ فرمایا کہ میں اپنے اس غلام کو پہچانتا بھی ہوں۔ بہر حال یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہوگئی کہ ہمارے سرکار رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر امتی کا درود و سلام خود سماعت فرماتے ہیں چاہے درود پڑھنے والا قریب سے، پڑھ رہا ہو یا دور سے۔

امام اہلسنت سراپا عشق و محبت، سرکار اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

انبیاء کرام زندہ ہیں

(۱) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ٥

(۱) حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں۔
(ابن ماجہ، ص ۱۱۸، مشکوٰۃ شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، ص ۵۷۶)

اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی دنیوی زندگی اور وصال کے بعد کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ (مرقاۃ، جلد دوم، ص: ۲۱۲)

(۲) عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ ٥

(۲) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرمایا ہے۔ ([illegible]، دارمی، بیہقی، مشکوٰۃ)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (مرقاۃ، جلد دوم، ص: ۲۰۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے ہیں (مگر منافق نہیں مانتا) کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے، ان کی زندگی جسمانی، حقیقی، دنیاوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ص: ۵۷۶)

صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اے ایمان والو! مذکورہ احادیث کریمہ اور مشہور و معروف بزرگ حضرت ملا علی قاری اور معروف و مقبول محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہم کے اقوال کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ کر ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نبی علیہم السلام جسمانی، حقیقی یہاں تک کہ دنیوی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، یہی ایمان و عقیدہ تمام صحابۂ کرام، تابعین کرام، تبع تابعین کرام اور ائمۂ مجتہدین حتیٰ کہ تمام مسلمانوں کا تھا اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہلسنت و جماعت یعنی ایمان والوں کا یہی ایمان و عقیدہ ہے اور جب تک چاند کی چاندنی، سورج کی روشنی، ستاروں کی جگمگاہٹ، دن کا اجالا، رات کی سیاہی باقی رہے گی ایمان والوں کا یہی عقیدہ رہے گا کہ ہمارے نبی سرکار مدینہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے کل بھی زندہ تھے، آج بھی زندہ ہیں اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

درود پاک کی مجلس

مراد مصطفیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود پڑھ کر اپنی مجلسوں کو زینت دو، بیشک مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہوگا۔

بعض صحابہ کرام سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جس مجلس میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے، اس مجلس سے ایک ایسی پاکیزہ خوشبو پھوٹتی ہے جو آسمان تک پہونچ جاتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ مجلس ہے جس میں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھا گیا ہے۔ (دلائل الخیرات)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود وسلام کے آداب

سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے وقت ادب واحترام کو ملحوظ رکھنا فرض ہے، پاک جگہ پر بیٹھ کر، کھڑے ہو کر چلتے پھرتے میں، وضو ہو تو افضل ہے اور بغیر وضو بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہو سکے تو خوشبو بھی لگائے اور مدینہ شریف کی طرف رخ کر کے ادب سے بیٹھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کر چکا ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کو تصور میں لائے اس طرح کہ گویا آپ سامنے جلوہ افروز ہیں اور میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں درود وسلام کا تحفہ پیش کر رہا ہوں، اور انتہائی ادب وتعظیم اور عظمتِ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیش نظر شرم وحیاء سے آنکھیں نیچی رکھے اور یقین کامل رہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ گنہگار کو دیکھ رہے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ قبول فرما رہے ہیں اور اگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ پاک کی زیارت سے باریاب ہو چکا ہو تو درود شریف پڑھتے وقت خیال کرے کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ پاک پر حاضر ہوں اور اس مقدس بارگاہ کی شان وعظمت کا کیا پوچھنا کہ جس کو خدائے تعالیٰ اپنی بارگاہ فرماتا ہے، یہ روضۂ شریف جس کی زیارت سے ہم مشرف ہوئے ہیں یہ تو کعبے کا بھی کعبہ ہے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور فرط ادب سے ہدیۂ درود وسلام پیش کر رہا ہوں، اس ادب واحترام سے اگر تو درود شریف پڑھنا اپنی عادت بنا لے گا تو ضرور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تیرے لئے جلوہ افروز ہونگے اور تو اپنی آنکھوں سے ان کا دیدار اور ان سے گفتگو کرے گا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری بات سنیں گے اور تجھ سے کلام فرمائیں گے۔ (روح البیان، ج:۷، ص:۲۳۳)

درود وسلام کے اوقات ومقامات

بزرگانِ دین علمائے کرام نے خصوصیت کے ساتھ حسب ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب فرمایا ہے۔

جو شئے تیری نگاہ سے گزرے درود پڑھ
ہر جز و کل ہے مظہر انوار مصطفیٰ

(۱) جمعہ کے دن (۲) جمعہ کی رات میں (۳) دوشنبہ کے دن (۴) دوشنبہ کی رات میں (۵) مسجد میں جاتے اور مسجد سے نکلتے وقت (۶) صبح وشام (۷) روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت (۸) صفا اور مروہ پر (۹) خطبہ میں امام کے لئے (۱۰) اذان کے جواب کے بعد (۱۱) وضو کرتے وقت (۱۲) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت درود شریف پڑھے بھولی ہوئی چیز یاد آجائے گی۔ (۱۳) وعظ کہنے اور تعلیم لینے اور تعلیم دینے کے وقت (۱۴) لکھنے کے وقت (۱۵) نکاح اور منگنی کے وقت (۱۶) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذکر کے وقت اور اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک سنے تو انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگائے اور پھر درود شریف پڑھنا چاہئے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص ۲۷۵)

درود شریف لکھنا واجب ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک لکھے تو درود شریف "صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یا اس طرح کا کوئی بھی درود شریف ضرور لکھے کہ بعض علماء کے نزدیک جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک لکھے تو درود شریف لکھنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

درود شریف کی جگہ "صلعم" اور "علیہ السلام" کی جگہ "عم" لکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ یونہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہیں چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کے ساتھ جل جلالہ پورا لکھیں، آدھے "ج" پر اکتفا نہ کریں۔ یہ بلا عوام تو عوام چودھویں صدی کے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکتوں سے اور کتنی بڑی بڑی سعادتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جس نے ایسا کیا، اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (فتاویٰ افریقہ)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۵ ﴾

جُمادی الاولیٰ

پہلا جمعہ..................................دوسرا بیان

برکات صلوٰۃ وسلام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥ (پ۲۲،ع۴)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار، جان رحمت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے مٹانے میں، آگ کو بجھانے والے ٹھنڈے پانی سے زیادہ مؤثر ہے اور آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام کا نذرانہ پیش کرنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے اور آپ کی محبت جان سے زیادہ افضل واعلیٰ ہے۔ (نسیم الریاض، ج:۳، ص:۴۹۹)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود

ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

صحابۂ کرام واہل بیت عظام کا درود وسلام

صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سرکار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کس قدر محبت تھی کہ ان کو سفر کرنا ہوتا تو جانے سے پہلے اور آنے کے بعد رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ پاک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اس کے بعد ہی کوئی دوسرا کام کرتے تھے یہاں تک کہ کوئی ان میں سے جب اپنے کسی دوست یا عزیز کو مدینہ شریف آنے کی دعوت دیتا تو اس طرح کہتا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے لئے کب آرہے ہو؟

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کی صلح کے موقعہ پر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر دولت اسلام سے مشرف ہوئے آپ کو حضرت کعب کے ایمان لانے سے بے حد خوشی ہوئی کہ مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کریں۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کعب ہمارے ہمراہ چل کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کرلو۔ حضرت کعب نے خوش ہو کر کہا بہت خوب ضرور چلوں گا اور مدینہ منورہ جا کر سب سے پہلا کام جو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا وہ یہی تھا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ حضرت عبد الرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سفر سے واپس آتے تھے تو سب سے پہلے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ مبارکہ پر حاضر ہو کر عرض کرتے۔

☆ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہُ

☆ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَبَابَکْرٍ

☆ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَبَتَاہُ

☆ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَسَلَّمَ (جذب القلوب، ص ۲۵۲)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود اور اعمال خیر

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درود وسلام کے پڑھنے پر، عظیم فوائد وثمرات کے ملنے پر بہت سی روایتوں کو نقل فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک طویل حدیث یہ ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گذشتہ رات میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا اس کے پاس ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے آئے تو والدین کے ساتھ حسن سلوک آیا اور ملک الموت کو لوٹا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس پر عذاب قبر مسلط ہوا تو اس کا وضو آیا اور اس کو عذاب قبر سے چھٹکارا دلا دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کو شیاطین نے گھیر لیا۔ پس اس کا ذکر الٰہی آیا اور ذاکر کو شیاطین کے زغہ سے نکال لیا، ایک امتی کو دیکھا پیاس کی شدت سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ جب حوض کے قریب جاتا ہے تو اسے پانی پینے سے روک دیا جاتا ہے پس اس کا روزہ آیا اور اس کو پانی سے سیراب کر دیا، ایک امتی کو دیکھا انبیائے کرام علیہم السلام حلقہ وار تشریف فرما ہیں۔ اور جب یہ ان کے قریب جاتا ہے تو دھتکار دیا جاتا ہے، پس اس کا غسل جنابت آیا اور اس کو میرے پہلو میں بٹھا دیا۔

ایک امتی کو دیکھا اس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے پس اس کا حج و عمرہ آیا اور اس کو روشنی میں پہنچا دیا، ایک امتی کو دیکھا وہ مومنین سے کلام کرنا چاہتا ہے لیکن ایمان والے اس سے کلام نہیں کرتے، پس اس کا صلہ رحمی کا عمل آیا اور کہا اے ایمان والو! اس سے کلام کرو یہ اپنے عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کرتا تھا، پس مومنین نے اس سے سلام ومصافحہ کیا۔ ایک امتی کو دیکھا جو نار جہنم کی تپش اور اس کے شراروں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے پس اس کا صدقہ آیا اور اس کے چہرے اور نار جہنم کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو گیا اور اس کے سر پر سایہ فگن ہو گیا، ایک امتی کو دیکھا اس کو دوزخ کے سپاہی گھیرے ہوئے ہیں پس اس کے کام امر بالمعروف (بھلائی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) آیا اور اس کو عذاب کے فرشتوں سے چھٹکارا دلا کر رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک امتی کو دیکھا اس کا نامہ اعمال بائیں جانب رکھا گیا پس اس کے پاس اس کا خوف الٰہی آیا اور اس کا نامۂ اعمال دائیں طرف کر دیا، ایک امتی کو دیکھا اس کو جہنم میں ڈال دیا گیا پس اس کا خوف الٰہی میں نکلا ہوا آنسو آیا اور اس کو جہنم سے نکال لیا ایک امتی کو دیکھا وہ دوزانو بیٹھا ہے اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے، پس میری محبت آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ خداوندی میں داخل کر دیا ایک امتی کو دیکھا وہ پل صراط پر بیمار اونٹ کی طرح کانپتا ہے، پس مجھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر بھیجا ہوا درود آیا اور اس کی کپکپی کو دور کر دیا۔ (القول البدیع، ص ۱۲۶)

عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

ایک درود شریف کی برکت سے جنت کا پروانہ ملا

حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام عرش کے سایہ میں جلوہ افروز ہوں گے اور یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ ان کی اولاد میں سے کن لوگوں کو فرشتے دوزخ کی طرف لے جارہے ہیں اور کن لوگوں کو جنت کی طرف لے جارہے ہیں۔ اچانک وہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ فرشتے حضور شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک امتی کو دوزخ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام حضور سراپا نور، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس بات کی اطلاع فرمائیں گے تو ہمارے سرکار، غمخوار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطلاع پاتے ہی بے قرار و بے چین ہو کر اس امتی کے پاس تشریف لے جائیں گے اور فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ اس میرے امتی کے نامۂ اعمال کو پھر سے وزن کرو۔ فرشتے عرض کریں گے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں بہت کم ہیں فرشتوں کی اس بات کو سن کر ہمارے نبی سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بارگاہ کبریا میں التجا فرمائیں گے۔

یَارَبِّ اَلَیْسَ قَدْ وَعَدْتَنِیْ اَنْ لَا تَخْزِیْنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ ٥

اے میرے رب! کیا تم نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ مجھے میری امت کے بارے میں رُسوا نہ فرمائے گا۔

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے فرشتو! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرو۔ چنانچہ اس گنہگار امتی کے نامۂ اعمال کو دوبارہ وزن کیا جائے گا اور ہمارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاغذ کا ایک چھوٹا سا پرزہ اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور وہ شخص جنت کا حقدار ہو جائے گا، وہ گنہگار امتی عرض کرے گا۔ فِدَاکَ نَفْسِیْ وَاَبِیْ وَاُمِّیْ آپ کی صورت و سیرت کیسی پیاری ہے مجھ گنہگار پر لطف و کرم کی بارش فرمانے والے آقا آپ کون ہیں اور یہ کاغذ کا پرزہ کیسا تھا؟ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرمائیں گے میں تمہارا نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں اور یہ کاغذ کا پرزہ تمہارا درود ہے جو تم نے مجھ پر بھیجا تھا۔ (القول البدیع، ص ۱۲۳)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

درود کی برکت سے مالدار ہو گیا

تحفۃ الاخیار کے مصنف نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سرور عالم، مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ پر روزانہ پانچ سو مرتبہ درود شریف پڑھے وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ پھر یہ حدیث نقل کرنے کے بعد ایک واقعہ بیان فرمایا۔

ایک نیک آدمی تھا اس نے یہ حدیث شریف سنی تو غلبۂ شوق کے ساتھ پانچ سو بار درود شریف کا ورد روزانہ شروع کر دیا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو غنی (مالدار) کر دیا اور ایسی جگہ سے اسے رزق عطا فرمایا کہ اسے پتہ بھی نہ چل سکا حالانکہ اس سے پہلے وہ مفلس اور حاجتمند تھا۔ (تحفۃ الاخیار)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دولت جو چاہو دونوں جہاں کی
کر لو وظیفہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

درود پڑھنے والا عرش کے سایہ میں ہوگا

سرکار مدینہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ تین شخص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہونگے، عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام وہ کون لوگ ہوں گے؟ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱) وہ شخص جو میرے کسی امتی کی پریشانی دور کر دے۔

(۲) وہ شخص جو میری سنت کو زندہ کرے۔ اور

(٣) وہ شخص جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھے۔ (القول البدیع،ص ١٢٣، افضل الصلوٰت علی سید السادات)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے آپس میں ملاقات کر کے باہم مصافحہ کرتے اور درود شریف پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے علیحدہ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (شرح حصن حصین، جذب القلوب،ص ٢٦٧)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

شہد میں مٹھاس کی وجہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ایک بار آمنہ کے لال ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شہد کی مکھی سے دریافت فرمایا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہم چمن میں جا کر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوس کر اپنے منہ میں لئے ہوئے آتے ہیں اور چھتے میں اگل دیتے ہیں وہی رس شہد بن جاتا ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھولوں کے رس تو پھیکے اور کڑوے بھی ہوتے ہیں اور تمہارا شہد کبھی پھیکا اور کڑوا نہیں ہوتا ہے یہ تو بتاؤ کہ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتی ہے؟ شہد کی مکھی نے عرض کیا:

گفت چوں خوانیم بر احمد درود
می شود شیریں و تلخی را ربود

یعنی کڑوے اور پھیکے رس کو چھتے میں ڈالنے سے پہلے اے پیارے آقا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم آپ پر درود کا تحفہ پیش کرتے ہیں پھر رس کو چھتے میں ڈالتے ہیں تو سارے پھیکے اور کڑوے سب کے سب میٹھے ہوجاتے ہیں اور

شہد کی یہ لذت اور مٹھاس درود پاک ہی کی برکت سے ہے۔ (مثنوی شریف)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! جس طرح درود شریف کی برکت سے پھیکا رس، کڑوا رس، میٹھا ہو گیا، اسی طرح اگر ہم درود شریف کا نذرانہ سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کرتے رہیں گے تو ہماری پھیکی عبادتوں میں بھی درود پاک کی برکت سے قبولیت کی مٹھاس پیدا ہو جائے گی جس طرح درود شریف کی برکت سے شہد شفاء بن گیا اسی طرح ہماری ہر دعا درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کریمی میں مقبول ومنظور بن جائے گی۔

دولت جو چاہو دونوں جہاں کی
کرلو وظیفہ نام محمد ﷺ

درود اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی:

اے موسیٰ! اگر میری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میں گنہگاروں کو پلک جھپکنے کی بھی مہلت نہ دیتا اور اے موسیٰ! اگر لا الہ الا اللہ پڑھنے والا کوئی نہ ہوتا تو جہنم کو دنیا پر بہا دیتا۔ اے موسیٰ! کیا تو پسند کرتا ہے کہ قیامت کے روز تو پیاسا نہ ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر میرے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ (القول البدیع ص ۱۲۳)

درود شریف:

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف کی برکت سے بخش دیا گیا

بنی اسرائیل میں ایک گنہگار آدمی تھا جب وہ مرگیا تو لوگوں نے نہ اس کا جنازہ اٹھایا اور نہ غسل دیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اے موسیٰ! اسے غسل دے کر نماز جنازہ پڑھو! اس لئے کہ ہم نے اس کو بخش دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیران ہو کر اس کی وجہ معلوم کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب ملا کہ اس نے ایک روز تورات کھولی اور اس میں ہمارے پیارے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام لکھا دیکھ کر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا، بس درود شریف کی برکت سے ہم نے اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ (سرور القلوب)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

شفاعت کا سوالی

حضرت ابراہیم بن علی بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی تو بارگاہ کرم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو"۔ (سعادت الدارین)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمر بن عبد العزیز کا درود وسلام

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے۔ جو حضور پر نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر امیر المومنین کی طرف سے درود و سلام پیش کیا کرتا تھا۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۲)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

شیخ کبیر سید احمد رفاعی کا ایمان افروز واقعہ

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کبیر سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور دربار رسالت میں صلوٰۃ وسلام کے بعد عرض کیا۔

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ ٥

دوری کی حالت میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا وہ میری قائم مقام بن کر زمیں بوسی کر لیتی تھی اور اس وقت جسمانی حاضری کے ساتھ دربار میں حاضر ہوں دست کریم باہر نکالئے تا کہ میرے لب دستِ پاک کو بوسہ دے کر محظوظ ومسرور ہوں۔

چنانچہ حضرت شیخ کبیر سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض ودرخواست پر رحمت بے کساں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست کرم روضۂ شریف سے باہر نکلا اور حضرت امام رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دست کرم کو بوسہ دیا۔ بہت سے اولیائے کرام اس وقت حاضر بارگاہ تھے اور یہ ایمان افروز، نورانی منظر کو اپنے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کیا۔ (خصائص کبریٰ)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت امام غزالی اور سلام

وَاحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ٥

اور اپنے دل میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی بزرگ شخصیت کا تصور کر اور کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اور یقین رکھ کہ سلام پہونچ گیا اور سلام کا جواب افضل آئے گا۔ (احیاء العلوم)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف کی بدولت مرنے کے بعد انعام

حضرت شیخ احمد بن منصور علیہ الرحمہ کا جب انتقال ہوا تو اہلِ شیراز میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد کے محراب میں کھڑے ہیں۔ اور وہ بہترین جنتی لباس پہنے ہوئے ہیں اور سر پر موتیوں والا تاج سجا ہوا ہے خواب دیکھنے والے نے عرض کیا، حضرت کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر کرم فرمایا اور مجھے تاج پہنا کر جنت میں داخل کیا پوچھا کس سبب سے آپ کو یہ عظیم رتبہ ملا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرتا تھا اور یہی مبارک عمل کام آگیا۔ (القول البدیع)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

ظالم بادشاہ سے پناہ ملی

ایک شخص ایک ظالم بادشاہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر بھاگا اور جنگل میں بیٹھ کر حضور پر نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا اور اس کے بعد عرض کیا کہ الٰہی! میں تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے توسل سے اس ظالم بادشاہ سے پناہ مانگتا ہوں، ابھی وہ دعا سے فارغ بھی نہ ہوسکا تھا کہ غیب سے آواز آئی کے میرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ تمام وسیلوں سے بہتر ہے۔ ہم نے تیری دعا قبول کی اور تیرے دشمن کو ہلاک کر دیا جب وہ جنگل سے واپس شہر میں آیا تو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ ظالم بادشاہ مرگیا۔ (نزہۃ المجالس، ج۲)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

ایک لڑکی اور درود شریف

صاحب دلائل الخیرات حضرت محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفر کے درمیان فارس کے ایک گاؤں میں گئے ظہر کی نماز کا وقت ختم ہو رہا تھا وضو کے لئے پانی کی حاجت تھی ہر طرف تلاش کیا مگر پانی کہیں دستیاب نہ ہوا ایک کنواں نظر بھی آیا مگر ڈول اور رسی کا پتہ نہ تھا۔ بڑی مشکل پیش آگئی تھی اتنے میں سامنے سے ایک لڑکی آتی ہوئی نظر آئی جس کی عمر نو برس کی تھی اس لڑکی نے آپ کو پریشان و متفکر دیکھ کر پوچھا، شیخ کیا بات ہے؟ آپ پریشان کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا ظہر کا وقت تنگ ہو رہا ہے، کنویں پر رسی اور ڈول نہیں ہے جس سے وضو کے لئے پانی نکال سکوں، میری پریشانی کا یہی سبب ہے، تم اس سلسلے میں کچھ مدد کر سکتی ہو تو کرو میں محمد بن سلیمان جزولی ہوں، اور اتفاق ہے کہ اس طرف آ گیا ہوں۔ لڑکی نے کہا کہ حیرت ہے کہ آپ ایک مشہور و معروف بزرگ ہو کر بھی ایک معمولی سا کام انجام دینے سے قاصر ہیں!

اتنا کہہ کر لڑکی نے کنوئیں میں تھوک دیا لڑکی کے تھوکتے ہی کنوئیں کے پانی میں جوش آ گیا پانی ابلنے لگا۔ لہریں مارتا ہوا پانی اوپر تک آ گیا اور کنوئیں سے باہر بہنے لگا۔ حضرت شیخ اور ان کے ساتھیوں نے وضو کر کے نماز ظہر ادا کی شیخ نماز سے فارغ ہو کر اس لڑکی کے مکان پر تشریف لے گئے، دروازہ پر دستک دی، لڑکی باہر آئی اور اس نے شیخ کو سلام کیا اور تشریف لانے کا سبب دریافت کیا، حضرت شیخ نے فرمایا کہ تمہیں اس خدائے پاک کی قسم جس نے پیدا کیا اور صراط مستقیم دکھایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی، جن کی شفاعت کی تم امیدوار ہو، ان کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ یہ بتاؤ کہ تم کو یہ مرتبہ اور درجہ کیسے نصیب ہوا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ اگر آپ نے اتنا بڑا واسطہ نہ دیا ہوتا تو میں ہرگز نہ بتاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ رتبہ فلاں درود شریف پڑھنے سے ملا ہے جو میرے وظیفہ میں ہے۔ حضرت شیخ نے لڑکی سے وہ درود شریف سیکھ کر اس کی اجازت حاصل کر لی۔ اس کے بعد حضرت شیخ کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں تمام منتخب اور بہترین درود پاک ایک جگہ جمع ہو جائیں جس میں اس لڑکی کا بتایا ہوا وہ افضل و اعلیٰ درود پاک بھی شامل ہو چنانچہ شیخ نے ''دلائل الخیرات'' کے نام سے کتاب تحریر کی اس میں لڑکی کا وہ درود شریف بھی درج ہے۔ (دلائل الخیرات شریف)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مدد

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حج کے موقع پر ایک صالح جوان کو دیکھا کہ وہ جب بھی قدم اٹھاتا یا رکھتا ہے تو یہ درود پاک پڑھتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس صالح نوجوان سے پوچھا کہ یہ بات جان بوجھ کر کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا "ہاں" پھر مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا "عراقی؟" میں نے کہا 'ہاں' اس نے سوال کیا کہ تم نے خدا کو کیسے پہچانا؟ میں نے جواب دیا "اس سبب سے کہ وہ رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور بچے کو شکم مادر میں صورت والا بناتا ہے۔ اس نے پھر کہا کہ اے سفیان! تم نے خدا کو جیسا پہچاننے کا حق ہے نہیں پہچانا۔ میں نے دریافت کیا کہ تم نے خدا کو کیسے پہچانا، جواب دیا کہ عزم وارادہ کے ٹوٹ جانے سے کہ جب میں نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس کے خلاف ہوا تو میں نے یقین کر لیا کہ میرا کوئی خدا ہے جو کام کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ "اسقدر درود شریف زیادہ پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ "حج کے سفر میں میری والدہ محترمہ ہمراہ تھیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے خانۂ کعبہ کے اندر پہنچادو۔ یک بیک ان کا پیٹ پھول گیا اور منہ سیاہ ہوگیا۔ میں ان کا یہ حال دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ اور فکر مند ہوا۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ اے پروردگار عالم! جل جلالہ۔ تو اسے ایسی مصیبت میں ڈالتا ہے جو تیرے گھر کی زیارت کے لئے آیا ہے۔ یہ دعا کرتے ہی ایک بادل آسمان سے اٹھا اور ایک سفید پوش مرد نے آکر اپنا ہاتھ میری ماں کے منھ اور پیٹ پر ملا، اسی وقت وہ بلا دور ہوگئی۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے ان کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ اور مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ: میں تمہارا نبی محمد رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں اور ہر قدم اٹھاتے اور رکھتے وقت مجھ پر درود شریف بھیجا کرو۔ (معارج النبوۃ، ص:۳۲۸)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تم ہو حفیظ ومغیث، کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

شافی و نافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروروں درود

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

سارا گھر خوشبو سے بھر گیا

شیخ ابن حجر مکی نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرد صالح ہر شب سوتے وقت ایک مقررہ تعداد میں درود شریف پڑھا کرتا تھا ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کی برکت سے سارا گھر روشن ہو گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قریب آؤ! وہ منہ جو درود بہت پڑھتا ہے اس کو میں بوسہ دوں۔ اس شخص کو شرم وحیا دامن گیر ہوئی اس نے اپنا رخسار سامنے کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد وہ بیدار ہو گیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو بھری ہوئی تھی اور ایک ہفتہ تک اس کے رخسار سے مشک کی خوشبو آتی رہی۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، جذب القلوب، ص ۲۶۵)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں!

حضرات! درود پاک کے فیضان کا عالم آپ نے ملاحظہ کیا کہ سرکار دو عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور کرم بالائے کرم کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے درود شریف پڑھنے والے کے منہ کو چوم لیا۔ یہ ہے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی برکت۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرت بختیار کاکی کا تحفۂ درود

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر رات کو تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے جب ان کا نکاح ہوا تو تین راتوں میں حسب

معمول مقررہ درود شریف نہ پڑھ سکے۔ کسی سے حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خواب میں فرمایا، بختیار کاکی کو میرا اسلام پہنچا دو اور ان سے کہہ دو کہ تم ہر رات جو تحفہ میرے پاس بھیجا کرتے تھے، وہ تین رات سے نہیں پہونچا۔ (اخبار الاخیار، ص ۳۲۵)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

گنہگار کی بخشش

روضۃ الفائق کے مصنف ایک بزرگ کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے پڑوس میں ایک گنہگار و بدعمل شخص رہتا تھا۔ اس کی موت کے بعد اس کو جنت کے باغوں میں دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار جارہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ان کو حیرت ہوئی، اس سے دریافت کیا کہ یہ مرتبہ تجھ کو کس سبب سے حاصل ہوا، اس نے جواب دیا کہ ایک روز میں محفل وعظ سے گذرا، ایک بزرگ میلاد شریف پڑھ رہے تھے وعظ کے دوران انہوں نے درود شریف کے کچھ فضائل بیان کرتے ہوئے حاضرین سے باآواز بلند فرمایا کہ، پڑھو عاشقو درود پڑھو، اور خود بھی نہایت ذوق وشوق کے ساتھ درود شریف پڑھنے لگے، میں بھی وہاں حاضر تھا اس لئے میں بھی ان بزرگ کے ساتھ درود شریف پڑھنے لگا، بس درود پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار و بدکار کو بخش دیا۔ (روضۃ الفائق)

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفوو غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

نیکیوں، عبادتوں اور دعاؤں کی قبولیت کا دارومدار

ایک بزرگ نماز پڑھتے ہوئے جب تشہد میں بیٹھے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گئے۔ رات جب آنکھ لگی تو خواب میں زیارت سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سرفراز ہوئے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے میرے امتی! تو نے مجھ پر درود شریف کیوں نہیں پڑھا؟ عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں ایسا محو ہوا کہ درود شریف پڑھنا یاد نہیں رہا۔ یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ ساری نیکیاں اور سب عبادتیں روک دی جاتی ہیں۔ جب تک مجھ پر درود پاک نہ پڑھا جائے۔ سن لے اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں سارے جہاں والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان نیکیوں میں درود شریف نہ ہوا تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے منہ پر ماردی جائیں گی۔ ان میں سے ایک بھی نیکی قبول نہ ہوگی۔ (درۃ الناصحین، ص:۱۷)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

نعمتوں کی بارش

عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں:

میں نے خواب میں حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور پوچھا "اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا "مجھ پر رحم فرمایا اور بخش دیا اور میرے لئے جنت یوں سجائی گئی جیسے دلہن کو سجایا جاتا ہے۔ اور مجھ پر نعمتیں یوں نچھاور کی گئیں جیسے کہ دلہن پر نچھاور کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کس عمل کے سبب؟ فرمایا: درود شریف کی برکت سے" (سعادۃ الدارین، ص:۱۱۸)

سبحان اللہ: سبحان اللہ کیا شان ہے درود پاک کی کہ درود شریف پڑھنے والا جنت میں دولہا بنایا جاتا ہے۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جنت کا حق دار

ایک مرد صالح فرماتے ہیں میں موسم بہار میں باہر نکلا اور یوں کہنے لگا "یا اللہ! درود بھیج اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درختوں کے پتوں کے برابر، یا اللہ! درود بھیج اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پھولوں اور

پھلوں کی تعداد کے برابر، یا اللہ! درود بھیج اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سمندروں کے قطروں کے برابر ۔ یا اللہ! درود بھیج ریگستان کی ریت کے ذروں کے برابر۔ یا اللہ! درود بھیج اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ان چیزوں کی گنتی کے برابر جو سمندروں اور خشکی میں ہے۔

تو ہاتف سے آواز آئی اے بندے! تو نے نیکیاں لکھنے والے فرشتوں کو قیامت تک تھکا دیا ہے اور تو رب کریم کی بارگاہ سے جنت کا حقدار ہوا۔ (نزہۃ المجالس، ج۲، ص۱۰۹)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی

ایک شخص نیک اور پرہیز گار تھا، نماز روزہ کا بہت پابند تھا مگر درود شریف پڑھنے میں سستی اور کوتاہی کیا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی سعادت سے سرفراز ہوا مگر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی، وہ بار بار کوشش کرتا شاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے آتا مگر ہر بار سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے اعراض فرماتے رہے۔ آخر اس نے گھبرا کر عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ فرمایا ''نہیں'' عرض کیا اگر نہیں تو حضور مجھ پر نظر عنایت کیوں نہیں فرمارہے ہیں۔ فرمایا ''میں تجھے پہچانتا ہی نہیں'' عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہوں اور میں نے علمائے کرام سے سنا ہے کہ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ فرمایا ایسا ہی ہے، مگر تم مجھے درود شریف کا تحفہ نہیں بھیجتے، میری نظر عنایت اور شفقت اس امتی پر ہوتی ہے جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

وہ شخص بیدار ہوا اور اس روز سے ہر دن بڑے شوق ومحبت سے درود پاک پڑھتا رہا ایک دن وہ پھر خواب میں مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی نعمت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہت خوش ہیں اور فرماتے ہیں اب میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں اور قیامت کے دن میں تمہاری شفاعت کا ضامن ہوں، لیکن درود شریف پڑھنا نہ چھوڑنا۔ (معارج النبوۃ، ص:۳۲۸/۱)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود نہ پڑھنے پر سزا

ایک شخص جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر پاک سنتا تو وہ درود شریف پڑھنے سے بخل کرتا۔ تو اس کی زبان گونگی ہوگئی اور آنکھوں سے اندھا ہوگیا، پھر وہ غسل خانہ کی نالی میں گر گیا اور پیاسا مر گیا۔

اس لئے درود شریف پڑھنے میں بخیلی سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ جب بھی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر ہو یا نام مبارک لیا جائے یا درود شریف پڑھنے کے لئے کہا جائے تو جھوم جھوم کر درود شریف پڑھنا چاہئے۔

(سعادۃ الدارین، ص:۱۴۳)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

عظمت موئے مبارک اور درود شریف

شہر بلخ میں ایک سوداگر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے، سوداگر کا انتقال ہوگیا۔ اس نے ترکہ میں مال و زر کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین بال شریف بھی چھوڑے۔ دونوں بیٹوں میں ترکہ تقسیم ہوا۔ دنیوی مال آدھا آدھا بانٹ لیا مگر بال شریف کی تقسیم میں یہ مسئلہ کھڑا ہوگیا کہ ان کو کیسے تقسیم کریں؟ چنانچہ بڑے لڑکے نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ایک ایک بال شریف رکھ لیں اور ایک بال شریف کو ٹکڑے کرکے آدھا آدھا بانٹ لیں، چھوٹا لڑکا جو کہ نہایت عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تھا یہ تجویز سن کر کانپ گیا اور اس نے کہا، میں ہرگز ایسی بے ادبی کی جرأت نہیں کرسکتا۔ میرا دل سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف کے دو حصے کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ سن کر بڑے بھائی نے بگڑ کر کہا اگر تجھے بالوں کی عظمت کا اتنا ہی پاس ہے تو یوں کر کہ تینوں بال شریف تو رکھ لے اور سارا سامان و دولت مجھے دیدے۔ چھوٹے بھائی نے اس فیصلے کو قبول کرلیا اور تینوں بال شریف لے کر سارا مال بخوشی بڑے بھائی کے حوالے کردیا۔ اب چھوٹے بھائی نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ تینوں مقدس بالوں کو سامنے رکھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عظمت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کیا کرتا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ

نے اس کے مختصر سے کاروبار میں اسے ترقی عطا فرمائی اور وہ مالدار ہو گیا۔ دوسری طرف بڑے بھائی کو دنیوی مال میں خسارے پر خسارہ آنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ مفلس و کنگال ہو گیا۔ دریں اثناء چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ کسی اللہ والے نے اس چھوٹے بھائی کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ سرکار مدینہ سرور قلب سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسے پہلو میں بٹھا رکھا ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرما رہے ہیں۔

جاؤ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر انہیں کوئی حاجت ہو تو میرے اس عاشق کی قبر کی زیارت کریں اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتیں پوری کر دے گا۔

اس اللہ والے نے اپنا خواب لوگوں پر ظاہر کیا اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیغام لوگوں کو سنایا پھر کیا تھا، لوگ بڑے ادب و احترام کے ساتھ جوق در جوق اس عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ صاحب مزار کی برکتوں سے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہونے لگیں لوگ اس مزار کا بہت ادب کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی سوار مزار کے پاس سے گزرتا تو ادب سے سواری کے نیچے اتر آتا۔ (القول البدیع)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! بال شریف کی عظمتوں کو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا شان ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال شریف کی، وہ مرد مومن سنی مسلمان کتنا خوش نصیب ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی، محبوب دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف کے سامنے درود شریف کی ڈالی پیش کرنے کی سعادت عطا فرماتا ہے اور مالدار و غنی بننے کا ایک نسخہ بھی ملا کہ جو شخص موئے مبارک کے سامنے درود وسلام پیش کرتا ہے وہ کتنا مفلس کیوں نہ ہو تعظیم بال شریف اور درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی و مفلسی دور فرما کر غنی و مالدار بنا دیتا ہے یہ ہے فیضان بال شریف اور درود شریف:

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

فضائل درود تنجینا

اس درود پاک کو ہر مہم اور مصیبت کے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ مشکل آسان ہوگی اور مقصد پورا ہوگا۔ حضور، راحتِ بیکساں، سرور انبیاء، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس درود شریف کی تعلیم حضرت شیخ صالح موسیٰ ضریر علیہ الرحمہ کو اس وقت فرمائی جب وہ بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے جہاز غرق ہونے لگا تمام لوگ شور مچانے لگے، شیخ صالح پر نیند کا غلبہ ہوا، حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے، حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جہاز والوں سے کہہ دو کہ یہ درود شریف ہزار بار پڑھیں، وہ بیاں کرتے ہیں کہ میری آنکھ کھلی اور میں نے جہاز والوں سے اپنا خواب بتایا اور ہم لوگوں نے پڑھنا شروع کیا جب تین سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھا تو جہاز چلنے لگا اور جو شخص اس درود شریف کو پانچ سو بار پڑھے اس کو ہر قسم کا فائدہ اور غنا حاصل ہو۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ درود پاک عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے نصف شب میں جو شخص کسی دنیوی یا اخروی حاجت کے واسطے پڑھے اللہ تعالیٰ اس درود تنجینا کی برکت سے پوری فرمادے گا۔ درحقیقت یہ درود شریف قبولیت دعا کے لئے بہت تریاق ہے۔

دُرود تنجینا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَابِهَامِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَابِهَاجَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَابِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَاعِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَابِهَااَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ يَاَارْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اے اللہ تعالیٰ ہمارے سردار، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر رحمت نازل فرما، ایسی رحمت کہ اسکے وسیلہ سے ہمیں خطروں اور آفتوں سے بچا اور اسکے وسیلہ سے ہماری تمام حاجتیں پور کر دے اور اسکے توسط سے تو ہمیں تمام گناہوں سے پاک فرمادے اور اسکے ذریعہ سے اپنی بارگاہ میں بلند درجات سے سرفراز فرما اور اسکے سبب سے ہماری انتہائی خواہشات زندگی اور موت کے بعد کی ہر قسم کی بھلائیوں تک پہنچا دے، اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

فضائل درود غوثیہ

سرکار اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، سراپا عشق ومحبت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے شجرہ میں اس درود شریف کو درج فرمایا ہے۔ اس درود شریف کے فضائل ومناقب بہت ہیں۔ چند ملاحظہ ہوں۔

جو شخص ہر دن گیارہ مرتبہ پڑھے اس کے تمام گناہ بخشے جائیں۔ اور وہ ہمیشہ خوش رہے اس کی دعائیں قبول ہوں۔ اور اس کی امیدیں پوری ہوں۔ دشمن پر فتح پائے۔ اچھے کاموں کی توفیق نصیب ہو۔ خواب میں خود سرکار مدینہ، سرور سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائیں، زیارت کی سعادت میسر ہو۔ جنت میں حضور پر نور، رحمت عالم، سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرب وخدمت میں رہنا نصیب ہو۔

اور اس کی ایک خاص برکت سیدی، سندی، یادگار سلف، حجت الخلف، رہبر اتقیاء، استاذ الفقہاء حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ بدر الدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سرپرست اعلیٰ مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا شریف بستی نے بیان فرمایا کہ درود غوثیہ کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ غیب سے روزی دیتا ہے۔ اس درود کا پڑھنے والا کبھی محتاج ومفلس وکنگال نہ ہوگا، اور اگر پہلے مفلس تھا تو اس درود کی برکت سے غنی ومالدار ہو جائے گا اور سرکار اعظم، نبی معظم، رسول محتشم، سراپا کرم ہی کرم، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعقیدت بڑھانے اور مضبوط کرنے میں اکسیر ہے۔ درود غوثیہ کے قارئین کا کہنا ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ درود غوثیہ کی برکت ورحمت سے ہر مقام وہر میدان میں کامیاب وکامران فرماتا ہے۔

دُرودِ غوثیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ O

یا اللہ تعالیٰ! درود بھیج ہمارے سردار اور ہمارے آقا، سخاوت کی کان، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی آل پر برکت ورحمت وسلامتی نازل فرما۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات میں سے ہے۔

فضائل دُرود فیض

یہ درود شریف امام اہلسنت، سراپا عشق ومحبت، مجدد دین وملت، حضور اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات میں سے ہے حضور پرنور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیض وبرکت حاصل کرنے میں مدد گار ہے۔ مقصد میں جلدی کامیابی ملتی ہے۔

درود فیض

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا، نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا، وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا ٥

اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رب ہے اے اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما ہم سب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہیں اے اللہ تعالیٰ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام نازل فرما۔

فضائل دُرودِ شفاء

اس درود شریف کی برکت سے جسمانی وروحانی بیماریوں سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ بارہا کا آزمودہ ہے۔

دُرودِ شفاء

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِھَا وَعَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِھَا وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ دَآئِمًا اَبَدًا ٥

اے اللہ تعالیٰ درود وسلام اور برکتیں نازل فرما ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جو دلوں کے طبیب اور انکی دوا ہیں اور جسم کی عافیت اور ان کی شفاء ہیں اور آنکھوں کی روشنی اور ان کی چمک ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل اور اصحاب پر ہمیشہ ہمیش۔

فضائل دُرودنور

اس درود شریف کے فضائل وخواص بہت ہیں۔ان میں سے بعض یہ ہیں، جو شخص کسی بھی جائز مقصد کے لئے اس درود شریف کو پڑھے گا، انشاءاللہ تعالیٰ وہ پورا ہوگا۔ جو ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھے اس کے مشکل کام آسان ہونگے۔اور دشمنوں پر کامیابی ہوگی۔اگر قید خانہ میں ہوگا اللہ تعالیٰ قید سے رہائی عطا فرمائے گا۔اور رزق میں کشادگی ہوگی محتاجی و مفلسی سے بچے گا۔

دُرودِنور پڑھنے کا وقت

عشا کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھے۔اور نماز پوری کرنے کے بعد جس جگہ پر سونا ہو اسی جگہ پر قبلہ رو، مؤدب بیٹھ کر یہ خیال کرے کہ سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور میں عاصی، خطا کار، رحمت عاصیاں، سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ شفاعت ورحمت میں دیدار کی تمنا لئے ہوئے حاضر ہوں اور درود شریف کا تحفہ پیش کر رہا ہوں اور پھر مسلسل درود نور کا ورد کرتا رہے یہاں تک کہ معینہ تعداد پوری ہو جائے۔ پھر اسی جگہ دائیں کروٹ پر قبلہ رو ہو کر سو جائے۔پانچ دن، ساتھ دن، گیارہ دن، اکیس دن، زیادہ سے زیادہ چالیس روز تک درود نور کا عمل جاری رکھے اور قلب میں جتنی پاکی وصفائی ہوگی اتنی ہی جلدی کامیابی ملے گی۔اور حقیقت یہ ہے کہ خادم وغلام کا نذرانہ درود جتنی ہی زیادہ محبت وعقیدت سے پیش ہوگا اتنی ہی جلدی کرم نوازی بندہ نوازی فرما کر آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زیارت کی نعمت ودولت سے سرفراز فرمائیں گے۔

دُرودِنور

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نُوْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَنْوَارِ

۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رَاْسِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الرُّؤُسِ

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی وَجْهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْوُجُوْهِ

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَبِیْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْبُنِ

٧۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَبْھَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْجِبَاہِ
٨۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَیْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْعُیُوْنِ
٩۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَاجِبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْحَوَاجِبِ
١٠۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَفْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْفَانِ
١١۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اَنْفِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاُنُوْفِ
١٢۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی خَدِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْخُدُوْدِ
١٣۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی صُدْغِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَصْدَاغِ
١٤۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اُذُنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاٰذَانِ
١٥۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی فَمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَفْوَاہِ
١٦۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی شَفَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الشِّفَاہِ
١٧۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سِنِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْنَانِ
١٨۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی لِسَانِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَلْسِنَۃِ
١٩۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی ذَقَنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَذْقَانِ
٢٠۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عُنُقِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْنَاقِ
٢١۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی صَدْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الصُّدُوْرِ
٢٢۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَلْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ
٢٣۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی یَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَیْدِیْ
٢٤۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی کَفِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَکُفِّ
٢٥۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اِصْبَعِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَصَابِعِ
٢٦۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی زَنْدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَزْنَادِ
٢٧۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی ذِرَاعِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَذْرُعِ
٢٨۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مِرْفَقِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْمَرَافِقِ
٢٩۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَضُدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْضَادِ

۳۰۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی اٰبِطِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاٰبَاطِ

۳۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مَنْکِبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْمَنَاکِبِ

۳۲۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی کُتُفِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْتَافِ

۳۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی تَرْقُوَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی التَّرَاقِیْ

۳۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی کَتَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْتَادِ

۳۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی ظَھْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الظُّھُوْرِ

۳۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی فَخِذِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَفْخَاذِ

۳۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رُکْبَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الرُّکَبِ

۳۸۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَاقِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی السُّوْقِ

۳۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی کَعْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْعُبِ

۴۰۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَقِبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاِعْقَابِ

۴۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَدَمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَقْدَامِ

۴۲۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی شَعْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الشُّعُوْرِ

۴۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی لَحْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی اللُّحُوْمِ

۴۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عِرْقِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْعُرُوْقِ

۴۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی دَمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الدِّمَاءِ

۴۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَظْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْعِظَامِ

۴۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جِلْدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْجُلُوْدِ

۴۸۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی لَوْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَلْوَانِ

۴۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی قَامَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقَامَاتِ ۝

وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَفْضَلَ صَلٰوۃٍ وَاَکْمَلَ بَرَکَۃٍ وَاَزْکٰی سَلَامٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ۝

فضائل دُرودِ جمعہ

بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھیں، جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو، جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں، جو کہیں اکیلا ہو تنہا پڑھے، یونہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں، اس کے چالیس فائدے ہیں۔ جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہاں صرف چند ذکر کیے جاتے ہیں۔

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا۔ ان کی عظمت تمام لوگوں سے زیادہ دل میں رکھے گا۔ جو ان کی شان گھٹانے والوں سے ان کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گا، دل سے بیزار ہوگا، ایسا جو کوئی مسلمان اسے پڑھے گا اس کے لئے بے شمار فائدے ہیں، جن میں سے بعض درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) اس کے پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔

(۲) اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

(۳) پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔

(۴) اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

(۵) اس کے پانچ ہزار درجے بلند کرے گا۔

(۶) اس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں

(۷) اس کے ماتھے پر تحریر فرمائے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

(۹) اس کے مال میں ترقی دے گا۔

(۱۰) اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت دے گا۔

(۱۱) دشمنوں پر غلبہ دے گا۔

(۱۲) دلوں میں اس کی محبت رکھے گا

(۱۳) کسی دن خواب میں برکت زیارت اقدس سے مشرف ہوگا۔

(۱۴) ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

(۱۵) قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی۔

(۱۷) اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا اور بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درود کی تمام سنیوں کے لئے اجازت عطا فرمائی ہے بشرط یہ کہ بدمذہبوں سے بچیں فقط اور اس درود کو درود رضویہ بھی کہا جاتا ہے۔

دُرودِ جمعہ

سنی مسلمانوں کے دین ودنیا کا بھلا، لازوال دولت اور بہت آسان

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۝

فضائل درود خضریہ

عالم باعمل حضرت علامہ مفتی شاہ بدرالدین احمد قادری، برکاتی، رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے اس فقیر قادری کی بیاض خاص میں اپنے دست کرم سے تحریر فرمایا جو آج بھی موجود ہے کہ جو شخص پریشانیوں اور مصیبتوں میں گھرا ہو اور حاجتیں پوری نہ ہو رہی ہوں اس کو چاہئے کہ درود خضریہ ہر دن ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرے، حضرت خضر علیہ السلام کرم فرما کر تشریف لائیں گے، مصافحہ کریں گے، مقاصد میں کامیابی اور حاجتیں پوری ہونے کی تدبیریں بتائیں گے۔ اس طرح حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات بھی ہو جائے گی اور مشکلیں آسان اور حاجتیں بھی پوری ہو جائیں گی۔

دُرودِ خضریہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہر نماز کے بعد کا دُرود وسلام

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا شَفِیْعَنَا یَوْمَ الْجَزَاءِ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ O

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

تم ہو جو ادو کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بیحد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم وخطا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

اے ایمان والو! اور پر لکھا ہوا درود وسلام اور سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقبول کروروں درود ہر نماز کے بعد مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے باادب کھڑے ہو کر پیش کرنا دونوں جہاں کی نعمتوں سے اپنے دامن کو بھرنا ہے اور ہر مقصد کی کامیابی کے لئے مفید وکارگر ہے۔

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا O

Scanned by CamScanner

فضائلِ دُرودِ تاج

خواص اس درود شریف کے بے شمار ہیں جن کا احاطہ مختصر میں دشوار ہے۔ مگر چند یہ ہیں کہ اس درود کا پڑھنے والا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا اور کشادگی رزق کے لئے تریاق ہے۔ دفع سحر، آسیب، جن اور شیاطین وباء کے لئے کارگر ہے اور بزرگوں نے اس درود شریف کی فضیلت میں بیان کیا ہے کہ جس مقصد کے لئے پڑھا جائے انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی نصیب ہوگی۔

دُرودِ تاج

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۞ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ۞ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۞ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ۞ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ ۞ شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْهُدٰی كَهْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِیْلِ الشِّیَمِ شَفِیْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ ۞ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُهٗ ۞ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ ۞ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ ۞ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ ۞ وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُهٗ ۞ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ ۞ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ ۞ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۞ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۞ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ ۞ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ ۞ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ ۞ سِرَاجِ السَّالِكِیْنَ ۞ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ ۞ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ ۞ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ ۞ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ ۞ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ ۞ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ ۞ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ یَا یُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۞

لاکھوں سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دوعالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حسن مجتبیٰ سیدالاسخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفی مایۂ اصطفی
عزوناز خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صلب قیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعیں
ساقی شیروشربت پہ لاکھوں سلام

شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

خواجۂ خواجگاں شاہ ہندوستاں
میرے خواجہ کی تربت پہ لاکھوں سلام

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفےٰ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کروڑوں درود

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہومیں تم پہ فدا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور، تم ہو عفو وغفور
بخش دو جرم وخطا تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہوتم، رزق کے قاسم ہوتم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن، پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلادو ہوا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

شافی و نافی ہو تم، کافی ووافی ہو تم
درد کو کردو دوا ، تم پہ کروروں درود

اپنے خطا کاروں کو ،اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جوراضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

﴿۵﴾

جُمادی الاولیٰ

دوسرا جمعہ............................ پہلا بیان

ماں، باپ کا مقام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط (پ۱۵،ع۳)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بے شمار اور بے حساب حمد وثنا اور شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنا محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم کو عطا فرمایا۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا

تمہید: کروڑوں کروڑ درود وسلام ہوں اس محبوب اعظم پر جو خالق کا محبوب ہے اور مخلوق کا بھی۔

جس ذاتِ گرامی نے ہمیں ہدایت کی راہ پر چلنا سکھایا اور خالق ومخلوق کے حقوق سے آشنا کیا اور ان راہوں پر چلنے سے منع فرمایا جس سے ہمارا رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ انہیں بری راہوں اور گناہوں میں ایک عظیم گناہ اور برائی، ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی اور ان کی نافرمانی بھی ہے۔ قرآنِ حکیم نے تقریباً پندرہ مقامات پر اللہ تعالیٰ کے حقوق کے

ساتھ ماں باپ کے حقوق کا ذکر فرمایا اور ان کے ساتھ نیکی، صلہ رحمی، حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کرنے کا حکم صادر کیا۔

ملاحظہ فرمایئے: سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط (پ۱۵،ع۳)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (کنزالایمان)

اور سورہ بقرہ میں فرمایا۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط (پ۱،ع۱۰)

ترجمہ: اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (کنزالایمان)

اور سورہ نساء میں فرمایا: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا. (پ۵،رکوع۳)

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ (کنزالایمان)

اور سورہ انعام میں فرمایا۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج (پ۸،رکوع۶)

ترجمہ: تم فرماؤ! آؤ میں تمہیں پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ (کنزالایمان)

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! اے ایمان والو! ان آیات میں کس قدر اہتمام کے ساتھ ماں باپ کے مقام اور مرتبے کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ماں باپ کے مقام و مرتبہ کو پہچاننے اور ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! جس طرح اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا ہم پر فرض قرار دیا ہے اسی طرح ماں، باپ کے لئے کوئی نامناسب اور سخت بات کہنے سے بھی منع فرمایا ہے اور ان کی نافرمانی اور بے ادبی کو حرام ٹھہرایا ہے۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ماں، باپ کو ان کا نام لیکر نہ پکارے یہ خلاف ادب ہے اور وہ سامنے نہ ہوں تو نام لے کر ان کا ذکر جائز ہے۔

(۲) ماں، باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم اپنے آقا سے بات کرتے ہیں۔

(۳) آیت (رَبِّ ارْحَمْهُمَا، الخ) سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا جائز اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہے۔

مُردوں کے ایصال ثواب میں بھی ان کے لئے دعائے رحمت ہوتی ہے لہٰذا اس کے لئے (یعنی ایصال ثواب کے لئے) یہ آیت اصل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

میرے عزیز! قرآن کریم میں جو بار بار اور پھر تاکید کے ساتھ ماں، باپ کے ساتھ نیکی، بھلائی اور حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے معنیٰ یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کہے اور نہ ہی ایسا کوئی کام کرے جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے جسم و جان اور مال سے ان کی خدمت میں دریغ نہ کرے، جب انہیں ضرورت ہو ان کے پاس حاضر رہے۔

مسائل: (۱) اگر ماں باپ اپنی خدمت کے لئے نوافل چھوڑنے کا حکم دیں تو ان کی خدمت نفل سے مقدم ہے۔

(۲) واجبات، والدین کے حکم سے ترک نہیں کئے جاسکتے۔

حضرات! احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔

(۱) تہہ دل سے ماں باپ کے ساتھ محبت رکھے۔

(۲) رفتار و گفتار میں، نشست و برخواست میں ادب لازم جانیں۔

(۳) ان کی شان میں تعظیم کے الفاظ کہے۔

(۴) ان کو راضی کرنے کی سعی کرتا رہے۔

(۵) اپنے نفیس مال کو ان سے نہ بچائے۔

(۶) ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیتیں جاری کرے۔

(۷) ان کے لئے فاتحہ، صدقات، تلاوتِ قرآن سے ایصال ثواب کرے۔

(۸) اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرے۔

(۹) ہفتہ وار ان کی قبر کی زیارت کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرات! ماں، باپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا معاملہ صرف جائز کاموں میں ہونا چاہئے، ایسا نہیں کہ والدین کی دل جوئی کی خاطر غلط اور غیر شرعی امور کو بھی درست ٹھہرا لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ملاحظہ فرمایئے۔

آیت کریمہ: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔ (پ۲۰،ع۱۳)

ترجمہ: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی، اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا مان۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عشرۂ مبشرہ میں تھے اور اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے جب اسلام لائے تو آپ کی والدہ حمنہ بنت ابوسفیان نے کہا: تونے یہ کیا نیا کام کیا۔ خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کھاؤں، نہ پیوں یہاں تک کہ مرجاؤں اور تیری ہمیشہ کے لئے بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک شبانا روز نہ کھایا، نہ پیا۔ نہ سائے میں بیٹھی۔ اس سے ضعیف (یعنی کمزور) ہوگئی پھر ایک دن، رات اور اسی طرح رہی۔ تب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس آئے اور فرمایا اے ماں! اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین (اسلام) چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد کی طرف سے مایوس ہوگئی تو کھانے پینے لگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پاک نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ لیکن اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے کیوں کہ ایسی اطاعت کسی مخلوق کی جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرات! اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو راضی کرنے کے بعد سب سے آسان ناراض ماں، باپ کو منانا ہے۔ ماں، باپ کس قدر ناراض کیوں نہ ہوں اگر بیٹا ان کے سامنے ندامت سے جھک جائے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ لیکر ان کی گود میں اپنے سر کو رکھ دے تو ماں، باپ کتنے زیادہ ناراض کیوں نہ ہوں۔ ان کا دل نرم پڑ جائے گا اور وہ اپنے بیٹے کو معاف بھی کر دیں گے۔

اور حدیث شریف میں آقا کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یوں بیان فرمایا۔

اِنَّ الْعَبْدَ یَمُوْتُ وَالِدَیْهِ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَهُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰی یَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۱)

یعنی بندے کے دونوں ماں، باپ یا ان میں سے ایک فوت ہو چکا ہو اور وہ ان کا نافرمان ہو۔ (یعنی بیٹا) ان کے لئے دعا کرے اور ان کے حق میں استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمانبردار لکھ دے گا۔

حضرات! ہمارے مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہم گنہگاروں کی بخشش ونجات کے لئے کتنا آسان طریقہ پیدا کر دیا ہے کہ ہر شخص اپنے ناراض ماں، باپ کو راضی کر کے جنت کا حقدار بن سکتا ہے۔ ورنہ ماں، باپ کے نافرمان کا دوزخ کی آگ سے بچنا غیر ممکن اور جنت میں داخلہ بھی نہیں ہو سکتا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان بہت ہی غور سے سنئے اور اگر سینے میں دل ہے تو اس کو ماں، باپ کی عظمت ومحبت کا کعبہ بنا لیجئے اور اگر سینے میں دل کی بجائے کوئی پتھر ہے تو اللہ سے دعا کیجئے کہ اس کو موم بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ○ (پ۱۵، رکوع ۳)

ترجمہ: اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہونچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا، نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا (کنز الایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے کتنے پیارے انداز میں ماں، باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب محبوب خدا رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم شریف ملاحظہ فرمائیے۔

سب سے زیادہ محبت کی مستحق ماں پھر باپ

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میری محبت اور خدمت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اُمُّکَ۔ تیری ماں، عرض کیا پھر کون؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اُمُّکَ تیری ماں۔ (اس شخص نے) عرض کیا پھر کون ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اُمُّکَ تیری ماں (چوتھی مرتبہ اس شخص نے) عرض کیا پھر کون؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَبُوْکَ تیرا باپ۔ (بخاری، ج، ص، مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۲، بحوالہ حقوق والدین، امام احمد رضا، ص ۲۱)

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آقا کریم،

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ فرمایا شوہر کا۔ میں نے عرض کیا کہ مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ قَالَ اُمُّهٗ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کی ماں کا۔

(بزار، حاکم، بحوالہ حقوق والدین، امام احمد رضا، ص ۲۰)

ماں کے قدم کے نیچے جنت ہے

ایک شخص آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کیا ہے اور آپ سے مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کیا تیری ماں زندہ ہے؟ تو اس شخص نے عرض کیا ہاں!

قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا (مشکوۃ شریف، ص ۴۲۱)

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کی خدمت میں لگے رہو اس لئے کہ جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے۔

حضرات! آپ سے گزارش ہے کہ آپ خوب غور کریں اور سوچیں کہ ہم کہاں، کہاں مارے مارے پھرتے ہیں اور نہ جانے کون، کون سے دروازے پر ٹھوکر کھاتے پھرتے ہیں۔ جب کہ جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے۔

ماں، باپ اولاد کے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں ایک شخص نے پوچھا کہ بیٹے پر ماں، باپ کا کیا حق ہے؟

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ (مشکوۃ شریف، ص ۴۲۱)

یعنی یہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کس قدر پیارا اور جامع جواب عطا فرمایا کہ آگاہ فرما دیا کہ ماں، باپ کی خدمت سے جنت ہے اور ان کی ناراضگی سے دوزخ۔

جنت بھی تیری ہے یہیں
دوزخ بھی یہیں ہے

ماں، باپ کی خدمت نہ کرنے والے سے نبی کی ناراضگی

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَقَّ وَالِدَیْہِ، مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَقَّ وَالِدَیْہِ، مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَقَّ وَالِدَیْہِ ط

ملعون ہے جو اپنے ماں، باپ کو ستائے ملعون ہے جو اپنے ماں باپ کو ستائے۔ خدا کی رحمت سے دور ہے جو ان کی نافرمانی کرے۔ (فتاوىٰ رضویہ، ج۱۰، ص۳۹۴)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں حدیث شریف کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تین ایسے شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے فرض ونفل اور کسی عمل کو قبول نہیں فرماتا۔ ان میں سب سے پہلا وہ شخص ہے، جو ماں، باپ کو ستاتا اور تکلیف پہونچاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، ج۱۰، ص۵۸)

آقا کریم نے فرمایا ماں، باپ کا نافرمان ذلیل وخوار ہو جائے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک مٹی میں ملے (یعنی وہ شخص ذلیل ورسوا اور خوار ہو) اس طرح تین بار فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا اے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! وہ ذلیل شخص کون ہے؟ تو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے، جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ ط اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ (صحیح مسلم، ج۲، ص۳۱۴، مشکوٰۃ شریف، ص۴۱۸)

حضرات! حدیث شریف کا مطلب صاف طور پر ظاہر وباہر ہے کہ ماں، باپ کا خدمت گار جنتی ہوتا ہے اور ماں، باپ کی خدمت سے جان چرانے والا اور ان سے دور بھاگنے والا بڑا ہی بدنصیب اور رحمت سے دور ہوتا ہے۔

والد کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: طَاعَۃُ اللّٰہِ طَاعَۃُ الْوَالِدِ. مَعْصِیَۃُ اللّٰہِ مَعْصِیَۃُ الْوَالِدِ (طبرانی، فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۵۸)

یعنی باپ کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے اور باپ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

حدیث شریف: محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ ط یعنی رب تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (بخاری فی الادب المفرد، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۱۹)

حضرات! باپ کا مقام کس قدر بلند و بالا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے خوش ہوگا جس سے اس کا باپ راضی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کیا جاسکتا ہے اور والد سے کہیں زیادہ بڑا درجہ ماں کا ہے تو خود فیصلہ کر لیجئے کہ ماں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی کس قدر ناراضگی ہوتی ہوگی۔

اصل واقعہ یہ ہے: عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی کہ میرا بیٹا بہت زیادہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا ہے، رات بھر جاگ کر عبادت کرتا ہے اور دن بھر روزے رکھتا ہے (مطلب یہ ہے کہ عبادت و ریاضت کی وجہ سے میری خدمت کم کر پاتا ہے) تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے۔ اور رب تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۱۰۵)

والدین کی خدمت سے روزی بڑھ جاتی ہے

محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّمَدَّ لَهُ فِيْ عُمْرِهٖ وَيُزَادُ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ط یعنی جسے پسند ہو کہ اس کی عمر بڑھ جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو جائے تو اس کو اپنے ماں، باپ کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کرنا چاہئے (کشف الغمہ، ص ۲۶، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۱، حقوق والدین، اعلیٰ حضرت ص ۷)

تین دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جن کے مقبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔

(۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ ط اور باپ کی دعا اولاد کے لئے۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۱۳)

حضرات! یہ تین حضرات ہیں، جن کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی بلکہ قبول ہی قبول ہوتی ہے ایک مظلوم یعنی ستایا ہوا شخص۔ دوسرا وہ شخص جو سفر میں ہو اور تیسرا باپ کی دعا اولاد کے حق میں۔

اللہ تعالیٰ! ہمیں تینوں کی دعا لینے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! ماں، باپ کی بد دعا سے ہر حال میں بچنے کی کوشش کرنا چاہئے ورنہ اس کا وبال دنیا اور دین دونوں میں آسکتا ہے اور ماں، باپ کو بھی چاہئے کہ اگر اولاد نالائق ہے تو کسی طرح سے ان پر غصہ اتار لے لیکن ان کے حق میں بد دعا نہ کرے ورنہ ماں، باپ بعد میں خود بھی پچھتائیں گے۔ (الامان والحفیظ)

ماں، باپ کو محبت سے دیکھنا مقبول حج کا ثواب ہے

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بھی اطاعت شعار اور خدمت گزار فرزند اپنے ماں، باپ کو رحمت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج لکھتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

وَاِنْ نَّظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ؟ قَالَ نَعَمْ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ ط (بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۱)

خواہ وہ ہر دن سو بار دیکھے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہاں! خواہ وہ ہر دن سو بار دیکھے، اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور پاک ہے۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش سے ہمارے مشفق و مہربان نبی، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ماں، باپ کے مقام کو اس قدر بلند و بالا کر دیا ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دیا اور ماں، باپ کے چہرے کو محبت سے دیکھنا حج مقبول بنا دیا اور خوش نصیب فرزند جتنی بار دیکھے گا اس کو اتنے مرتبہ حج مقبول کا ثواب ملتا رہے گا۔

حضرات! جب ماں، باپ کے دیدار کا یہ عالم ہے تو محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار کا کیا عالم ہوگا۔

جس خوش نصیب نے ماں، باپ کو محبت سے دیکھا تو مقبول حج والا ہو گیا اور جس خوش نصیب مسلمان نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سر کی آنکھ سے دیکھا تو مقبول صحابی ہو گئے۔

حضرت موسیٰ بھی ماں کی دعا لیتے ہیں

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مدینہ طیبہ میں ایک بزرگ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر بے کھٹک حاضری دیا کرتے تھے۔ایک روز طور پہاڑی پر پہونچے اور رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو ارشاد ربانی ہوا کہ اے موسیٰ! اب بہت احتیاط کے ساتھ یہ راستہ طے کیا کرو یعنی طور پہاڑی پر اب احتیاط سے آنا۔ اس لئے کہ ابھی تک تمہاری والدہ حیات تھیں، تم رات کے اندھیرے میں خاردار راہوں سے بے کھٹک چلے آتے تھے اس لئے کہ تمہاری ماں کی ظاہری دعائیں تمہارے شاملِ حال تھیں۔اب تمہاری ماں کا وصال ہو چکا ہے۔اب وہ ظاہری دعاؤں کا سایہ آپ پر نہیں رہا، اس لئے اے موسیٰ! علیہ السلام احتیاط لازم ہے۔ (مواعظ نعیمیہ، جلد ۳، ص ۳۴۲)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ بھی ان کے ماں کی دعا ہوتی تھی تو ہم جیسے گنہگار مسلمان کے لئے تو ماں کی دعا کی بہت ہی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ماں کی دعاؤں کے سائے میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اور مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک صحابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں جنت کے اوپر اور نیچے والی دونوں چوکھٹ چوموں گا۔اب رب تعالیٰ کے فضل سے میرا کام ہو گیا ہے تو نذر کیسے پوری کروں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو اپنی ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوم لے، ماں کا پیر جنت کی نچلی چوکھٹ ہے اور باپ کی پیشانی جنت کی اوپر والی چوکھٹ ہے تو دوسرے صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر اس کے ماں، باپ وفات پا گئے ہوتے تو یہ شخص نذر کیسے پوری کرتا؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پھر اپنی ماں کی قبر کی پائنتی اور باپ کی قبر کے سرہانے چوم لیتا اس کی نذر پوری ہو جاتی۔ (مواعظ نعیمیہ، ج ۳، ص ۳۴۲)

حضرات! حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ خود ماحی کفر و بدعت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ماں، باپ کی قبر کو چومنے کا اشارہ دیا ہے۔تو پتہ چلا کہ اگر قبر کو چومنا بدعت و حرام ہوتا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہرگز، ہرگز کسی کی قبر کو چومنے کی اجازت نہ دیتے۔اور ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا قبر کو ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا ادب

کے خلاف سمجھتے ہیں اور مجدد ابن مجدد الشاہ مصطفےٰ رضا حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سنگ در جانا پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

درود شریف:

ماں، باپ کا نافرمان جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ماں، باپ کی نافرمانی سے بچو، اس لئے کہ جنت کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک آتی ہے۔

اور ماں، باپ کا نافرمان جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا اور اسی طرح رشتہ توڑنے والا، بوڑھا زانی، تکبر سے اپنا ازار (تہبند) وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا بھی جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

اِنَّ الْکِبْرِیَاءَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (تفسیر مدارک، ج ۲، ص ۳۱۲)

ماں، باپ کا نافرمان دنیا ہی میں سزا پا کر رہتا ہے

حدیث شریف: محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تمام گناہوں میں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیَاۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ ط

(بیہقی، شعب الایمان، مشکوۃ شریف، ص ۴۲۱)

لیکن ماں، باپ کی نافرمانی کو نہیں بخشتا۔ اللہ تعالیٰ اس نافرمان کو زندگی میں ہی موت سے پہلے اس کی سزا دیتا ہے۔

حضرات! اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیئے اور سنیئے کہ ماں، باپ کا نافرمان اس دنیا ہی میں سزا پا کر رہتا ہے اور آخرت کا عذاب باقی ہے۔ (الامان والحفیظ)

ماں، باپ کی نافرمانی سے خاتمہ خراب ہوسکتا ہے

حدیث شریف: ایک نوجوان حالت نزع میں تھا اس پر موت کی کیفیت طاری تھی۔ اس کو کلمہ کی تلقین کی گئی۔ لیکن وہ کلمہ نہ پڑھ سکا۔

محبوب خدا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر ہوئی تو تشریف لائے اور فرمایا کہ پڑھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو نوجوان نے کہا کہ مجھ سے کلمہ شریف نہیں پڑھا جاتا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت کی کہ یہ نوجوان کلمہ کیوں نہیں پڑھ رہا ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ شخص اپنی ماں کو ستاتا تھا (جس کی وجہ سے موت کے وقت کلمہ نہیں پڑھ پارہا ہے) تو رحیم وکریم رسول، مصطفےٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس نوجوان کی ماں کو (جو ناراض تھی) بلایا اور فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے؟ تو اس عورت نے کہا ہاں! تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، (تو اپنے بیٹے کو معاف کردے تو اس عورت نے کہا کہ حضور! اگر آپ کا حکم ہے تو معاف کرتی ہوں ورنہ اس نے مجھے بہت ستایا ہے اور میری باتوں پر اپنی بیوی کی بات کو ترجیح دیتا ہے اور اسی کی باتوں کو مانتا ہے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے عورت) تو سن لے اگر آگ جلائی جائے اور تیرے بیٹے کو اس بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے اور اگر کوئی تجھ سے کہے کہ اپنے بیٹے کو معاف کردے ورنہ اس کو اس آگ میں ڈال دیا جائے گا؟ کیا تو اس وقت معاف کرے گی؟ تو عورت نے عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جب تو میں اپنے بیٹے کو معاف کردوں گی۔ تو مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تو اللہ تعالیٰ کو اور مجھے گواہ بنالے کہ تو نے اپنے بیٹے کو معاف کردیا اور تو راضی ہوگئی۔ اس عورت نے عرض کیا، یا اللہ تعالیٰ میں تجھے اور تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گواہ بناتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کردیا ہے اور اس سے راضی ہوگئی ہوں۔ اب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جوان سے فرمایا، اے لڑکے پڑھ! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کرگیا۔

محبوب خدا، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ ط شکر اس خدا کا جس نے میرے وسیلے سے اس کو دوزخ سے بچالیا۔ (طبرانی، فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۵۸)

حضرات! ماں کی نافرمانی کی سزا کس قدر سخت ہے کہ موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا جب تک ماں معاف نہ کردے۔

اور اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار میں اور اپنی دعا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنا چاہئے، جبھی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو میرے وسیلہ سے دوزخ سے بچالیا۔

ماں کی رضا کس قدر اہم ہے

حدیث شریف: سرچشمہ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا اور بعد سلام عرض کیا۔

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! حضرت عبداللہ بن سلام بستر مرگ پر آخری سانس لے رہے ہیں اور آپ کا آخری دیدار کرنا چاہتے ہیں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ سنتے ہی کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ تم لوگ بھی کھڑے ہو جاؤ، اور چلو اپنے بھائی عبداللہ بن سلام کی زیارت کرلیں (یہ حضرات آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام کے سرہانے جاکر فرمایا پڑھو!

اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط ان کے کان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تین بار یہی کلمہ شہادت پڑھا مگر وہ خود نہ پڑھ سکے، تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا تم ان کی بیوی سے جاکر پوچھو کہ دنیا میں ان کے اعمال کیسے تھے؟ اور ان کا مشغلہ کیا تھا؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اہلیہ کے پاس گئے اور ان کے اعمال و اشغال کے بارے میں معلوم کیا تو ان کی بیوی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حق کی قسم! جب سے انہوں نے مجھ سے نکاح کیا میں نہیں جانتی کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ان کی کوئی بھی نماز فوت ہوئی ہو اور ان کا کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں انہوں نے صدقہ و خیرات نہ کیا ہو، ہاں (ایک بات ضرور ہے کہ) ان کی ماں ان سے ناراض ہیں، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ خبر دی گئی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی والدہ کو بلایا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی والدہ کے پاس جاکر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیغام دیا مگر وہ نہ مانیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ یہ دونوں حضرات اس خاتون کو لیکر حاضر ہوئے تو اس خاتون نے حضرت عبداللہ بن سلام کو دیکھ کر کہا اے بیٹے! میں تم کو دنیا و آخرت دونوں میں کہیں بھی معاف نہ کروں گی۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ضعیفہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور بیٹے کو معاف کرو، تو ضعیفہ نے

کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میں اسے کیسے معاف کردوں اس نے اپنی بیوی کے لئے مجھے ستایا۔ تکلیف دی، میری نافرمانی کی، مجھے گھر سے علیحدہ کیا ہے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسے معاف کردو تو تیرا حق میرے ذمہ ہے (یہ انتہادرجے کی مہربانی اور عنایت ہے ماں، بیٹے دونوں کے لئے)

تو پھر ضعیفہ کہنے لگی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) گواہ رہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کردیا۔ اب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام سے فرمایا پڑھو، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

سید الاولیاء حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ ان کی نماز اور دفن سے فارغ ہوگئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلَا مَنْ كَانَتْ لَهٗ وَالِدَةٌ لَمْ يَبَرَّهَا خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى غَيْرِ الشَّهَادَةِ (درۃ الناصحین، ص ۲۳۱)

اے مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے اسے دنیا سے جانے کے وقت (یعنی موت کے وقت) کلمۂ شہادت پڑھنا نصیب نہ ہوگا۔

اے ایمان والو! حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو صحابی ہیں، ان کا یہ حال ہے کہ موت کا وقت طاری ہے، نزع کا عالم ہے اور کلمہ نہیں پڑھ پا رہے ہیں، اس لئے کہ ان کی ماں ان سے ناراض ہے۔ اب ہم غور کریں کہ اگر ہماری ماں ہم سے ناراض ہے تو ہمارا حشر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمیں ماں کو راضی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دوسرے کے ماں، باپ کو گالی دینا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں، باپ کو گالی دے۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک سلم کیا کوئی شخص اپنے ماں، باپ کو گالی دیتا ہے؟

قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَشْتِمُ اُمَّهٗ فَيَشْتِمُ اُمَّهٗ ط

(بخاری، ج۲، ص ۸۸۳، مسلم، ج۱، ص ۶۴، ترمذی، ج۲، ص ۱۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۱۹)

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب وہ کسی کے ماں، باپ کو گالی دے۔

وہ جواب میں اس کے ماں، باپ کو گالی دے تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں، باپ کو گالی دی۔

حضرات! اس حدیث پاک سے ہم کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ اگر ہم کسی کے ماں، باپ کو گالی دیتے ہیں تو گویا اپنے ہی ماں، باپ کو گالی دیتے ہیں۔ اور گالی گلوج یوں بھی ناجائز و حرام کام ہیں۔

اگر ماں، باپ ظلم کرتے ہیں تو بھی ان کی اطاعت لازم ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں، باپ کا حق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے تو اس کے لئے صبح میں ہی جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر ماں، باپ میں سے کوئی ایک ہی زندہ ہو تو جہنم کا ایک ہی دروازہ کھلتا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگرچہ ماں، باپ بیٹے پر ظلم کرتے ہوں؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ ط

(مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۱، بحوالہ بیہقی، شعب الایمان)

اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں۔

حضرات! مالک جنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کتنے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ اگرچہ ماں، باپ ظلم کرتے ہیں پھر بھی اولاد پر ماں، باپ کی اطاعت وخدمت لازم ہے۔ اس لئے کہ ان کے عظیم احسانات کے مقابلے میں ان کا ظلم کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ (پ ۱۵، رکوع ۳)

ترجمہ: تو ان سے "ہوں" نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ (کنزالایمان)

حضرات! خالق ومالک رب تعالیٰ نے ماں باپ کو اُف کہنے اور جھڑکنے سے روکا ہے اور فرمایا کہ جب تم اپنے ماں، باپ سے بات چیت کرو تو ادب واحترام ملحوظ رکھو ورنہ مجرم قرار دیئے جاؤ گے اور ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

بعض لوگ! اپنی بیویوں کے چکر میں ماں باپ سے گالی، گلوچ تک کرتے ہیں اور ان کو مارتے پیٹتے ہیں یہاں تک کہ ان کو گھر سے بھی نکال دیتے ہیں یا ان کو تنہا چھوڑ کر خود بیوی کے ساتھ دوسرا گھر بسا لیتے ہیں اور ماں،

باپ بیچارے بڑھاپے میں اس اولاد کو دیکھتے رہتے ہیں جس کو بڑی دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ اور جب وہ پیدا ہوا تو خوشیوں کا اہتمام کیا تھا اور اس کو پروان چڑھانے میں اس کی تعلیم دلانے میں کس قدر تکلیفیں اٹھائی تھیں آج وہی اولاد ماں، باپ کو ایک آنکھ دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ الامان والحفیظ O

ملاحظہ فرمایئے:

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فَضَّلَ زَوْجَتَهٗ عَلٰى اُمِّهٖ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ O (زواجر، ص۵۸)

یعنی جو شخص اپنی ماں پر اپنی عورت کو ترجیح دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہوتی ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ ہر گناہ وخطا سے محفوظ رکھے خاص کر ماں، باپ کی نافرمانی کی بلا ومصیبت سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

غریب ماں کا دل توڑا تو دردناک عذاب ملا

مراد مصطفےٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد عدالت میں ایک سوداگر تھا۔ ایک روز اس کی ماں اپنے خرچہ کے لئے اس کے پاس کچھ مانگنے آئی۔ تو اس کی بیوی نے کہا کہ آپ کی ماں ہم سے ہر روز اسی طرح مانگ مانگ کر ہم کو محتاج بنا دینا چاہتی ہے۔ غریب ماں یہ سن کر روتے ہوئے چلی گئی اور بیٹے نے اُسے کچھ نہ دیا۔

حضرات! ماں کو حقیر سمجھنے کا دردناک عذاب ملاحظہ کیجئے۔

ایک دن یہ لڑکا تجارت کا مال لے کر گھر سے نکلا، راستے میں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دیا اور اس نوجوان کو راستے پر خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے، کچھ لوگوں کا وہاں سے گزر ہوا تو اس کو اٹھا کر اس کے گھر پہونچا دیا۔ جب اس کے رشتے دار، دوست واحباب اس کو دیکھنے آئے تو اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ هٰذَا جَزَائِیْ فَلَوْ كُنْتُ اَعْطَيْتُ اُمِّیْ بِيَدِیْ دِرْهَمًا مَاقُطِعَتْ يَدِیْ وَسُلِبَ مَالِیْ ط یہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا ملی ہے اگر میں نے اپنے ہاتھ سے ماں کو ایک روپیہ بھی دیدیا ہوتا تو میرا ہاتھ نہ کاٹا جاتا اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔

پھر سوداگر سے ملنے اس کی ماں بھی آئی تو اس نے بڑے درد بھرے انداز میں کہا اے میرے پیارے بیٹے!

تیرے ساتھ دشمنوں نے یہ کیا کیا۔ تو بیٹے نے کہا کہ امی جان! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ مجھ سے خوش ہو جایئے۔

قَالَتْ یَابُنَیَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْکَ ط یعنی ماں نے کہا اے میرے بیٹے میں تجھ سے خوش ہوں۔

حضرات! جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اور ماں کی دعاؤں کی برکت سے اس نوجوان کے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح صحیح، سالم ہو گئے۔ (درۃ الناصحین، ص ۲۳۰)

اے ایمان والو! اس واقعہ سے ہمیں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ ماں کو ناراض کرنے کا عذاب کتنا دردناک ہوتا ہے اور وہ عذاب اس دنیا ہی میں اٹھانا پڑتا ہے۔

اور! یہ بھی درس ملا کہ ماں راضی ہو جائے اور خوش رہے تو آئی ہوئی بلا اور مصیبت رات ختم ہونے سے پہلے ہی دور ہو جاتی ہے۔

ماں، باپ کا حق ادا کرنے والے کے لئے صبح ہوتے ہی جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس (خوش نصیب) نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں، باپ کا حق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے تو اس کے لئے صبح ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا ط اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہی زندہ ہے تو جنت کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۱)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ ماں باپ کے وفادار کے لئے صبح ہوتے ہی جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور دنیا ہی میں وفادار اولاد دیکھ لیتی ہے کہ ماں، باپ کی خدمت و محبت کی برکت سے روزی کا دروازہ اور تمام رحمتوں کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جنت کی بہاروں کا لطف ماں، باپ کی دعا سے اللہ کریم عطا فرماتا ہے۔

ماں کی دعا سے بیٹا جنت میں نبی کا ساتھی

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی:

اِلٰھِیْ اَرِنِیْ جَلِیْسِیْ فِی الْجَنَّۃِ ط اے اللہ تعالیٰ تو دنیا ہی میں میرے جنت کے ساتھی کو دکھا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے موسیٰ (علیہ السلام) تم فلاں شہر کے فلاں بازار میں چلے جاؤ۔ وہاں ایک گوشت بیچنے والا قصاب ہے جس کی شکل وصورت اس طرح ہے وہی تیرا جنت کا ساتھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قصاب کی دوکان میں تشریف لے گئے اور وہیں شام تک رہے، دن ڈوبنے کے بعد قصاب گوشت کا ایک ٹکڑا تھیلے میں لے کر چلا تو اس کی دعوت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس قصاب کے گھر تشریف لے گئے، اس شخص نے عمدہ قسم کا کھانا پکایا اور اپنی دبلی، پتلی، بوڑھی ماں کو کھانا کھلایا۔ جب اس کی بوڑھی کمزور ماں شکم سیر ہوگئی تو ماں کو اچھے کپڑے پہنائے تو قصاب کی بوڑھی ماں اپنے ہونٹ ہلا رہی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ یہ دعا کر رہی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ جَلِیْسَ مُوْسٰی فِی الْجَنَّۃِ ط

اے اللہ تعالیٰ! میرے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بنا دے۔

فَقَالَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ لَکَ الْبَشَارَۃُ اَنَا مُوْسٰی وَاَنْتَ جَلِیْسِیْ فِی الْجَنَّۃِ

(درۃ الناصحین، ص ۴۹، نزہۃ المجالس، ص ۱۶۸)

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تجھے بشارت ہو کہ میں موسیٰ ہوں، اور تو میرا جنت کا ساتھی ہے۔

حضرات! ماں کی دعاؤں میں کس قدر تاثیر ہوتی ہے اور ماں کی خدمت کا صلہ و بدلہ کتنا عظیم ہوتا ہے کہ ایک قصاب ماں کی خدمت کر کے اور ماں کی دعا لیکر جنت بھی پایا اور جنت میں اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی بھی بن گیا۔

یا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ماں، باپ کی خدمت کر کے ان کی دعا لینے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین۔ ثم آمین

ماں، باپ کی دعا سفر میں بھی کام آتی ہے

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانے کی بات ہے کہ تین آدمی سفر کر رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ بارش

سے پناہ لینے کے لئے وہ تینوں ایک پہاڑ کی غار میں داخل ہو گئے۔ جب وہ اندر داخل ہو گئے تو ایک چٹان اوپر سے گری اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم سب اللہ تعالیٰ کے لئے جو کچھ نیک کام کئے ہوں اس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو ایک شخص نے اس طرح دعا کی یا اللہ تعالیٰ! میرے ماں، باپ بوڑھے تھے (بکریوں کے دودھ پر ہی میرا اور میرے بچوں کی زندگی کا گزارا تھا) میں جنگل سے بکریاں چرا کر لاتا، بکریوں سے دودھ نکال کر سب سے پہلے اپنے بوڑھے ماں، باپ کو پلاتا۔ ان سے پہلے نہ خود پیتا اور نہ ہی بچوں کو پلاتا۔ ایک دن مجھے گھر آنے میں دیر ہو گئی اور رات میں جانوروں کو لے کر ایسے وقت گھر آیا کہ میرے ماں، باپ سو چکے تھے میں دودھ لے کر ان کی خدمت میں کھڑا رہا اور وہ سوتے رہے اور میرے بچے بھوک سے روتے اور چلاتے رہے اور مجھے یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ انہیں جگا کر ان کے آرام میں خلل ڈالوں۔

حَتّٰی بَرِقَ الْفَجْرُ فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا ط یہاں تک کہ فجر نمودار ہوئی تو ان کی آنکھ کھلی اور دودھ پیا۔ اے رب تعالیٰ! تو علیم وخبیر ہے کہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کو کچھ ہٹا دے، یہ دعا کرتے ہی چٹان کچھ ہٹ گئی اور تھوڑا راستہ کھل گیا۔ دوسرے آدمی نے دعاء کی کہ یا اللہ تعالیٰ! میں ایک عورت سے محبت کرتا تھا اور جب اس عورت سے ایک مکان میں تنہائی کا موقعہ ملا تو میں تجھ سے ڈرا اور برائی کا ارادہ صرف تیری خوشی کے لئے ترک کر دیا اور گناہ سے محفوظ رہا۔ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے تو پتھر ہٹا دے تو وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ تیسرے آدمی نے دعا کی یا اللہ تعالیٰ! میں نے ایک مزدور کی مزدوری کے روپے سے تجارت کی اور جب خوب مال بڑھ گیا اور مزدور آیا اور اس نے اپنا حق مانگا تو میں نے سارا مال اس کے حوالے کر دیا اور امانت کی، امانتداری کی، اگر یہ عمل تجھے پسند ہے تو پتھر کو ہٹا دے۔ تو پتھر ہٹ گیا اور غار سے نکلنے کا راستہ بن گیا۔ اس طرح وہ تینوں آدمی ہلاک وتباہ ہونے سے محفوظ رہے۔ (بخاری شریف، ج ا، ص ۲۹۴، مسلم شریف، ج ا، ص ۲۹۴)

حضرات! ماں باپ کی دعا میں بڑی طاقت ہوتی ہے جو عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیتی ہے اور ماں باپ کی خدمت کرنے والا اور ان کی دعا لینے والا کتنی مصیبت میں کیوں نہ ہو ایک دن اس کی ساری مصیبت دور ہو جاتی ہے وہ تو پتھر تھا اگر پہاڑ بھی ہوتا تو وہ بھی ہٹ جاتا۔ اس لئے کہ ماں، باپ کی دعا میں بڑی طاقت اور اثر ہوتی ہے۔

تیرے میکدے میں کمی ہے کیا، جو کمی ہے ذوق طلب میں ہے
جو ہوں پینے والے تو آج بھی، وہی بادہ ہے وہی جام ہے

آقا کریم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کا ادب کیا

مکہ شریف کے پاس جعرانہ نام کے مقام پر جنگ حنین کے موقعہ پر فتح ہونے کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سولہ روز تک اسی مقام پر ٹھہرے رہے اور مال غنیمت تقسیم فرماتے رہے۔ محبوب خدا، مصطفےٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان ایسے جلوہ گر ہیں جیسے تاروں کے بیچ میں چودھویں رات کا چاند، گویا آج عرش سے فرش پر قدسی اُتر آئے ہیں کہ اچانک ایک خاتون! سر سے پاؤں تک چادر میں ملبوس تشریف لائیں خود آقا کریم ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑے ہوگئے۔ ان کے لئے اپنی چادر رحمت کو بچھادی۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ خدایا یہ کون خوش نصیب خاتون ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بلا اجازت بارگاہ میں حاضری کی جرأت نہیں فرماتے اور ان کو ایسی باریابی حاصل ہے کہ چادر پاک ان کے لئے بچھائی جاتی ہے۔ جب تک وہ تشریف فرما رہیں۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی توجہ کرم انہیں کی طرف رہی، کسی جانب التفات نہ فرمایا جب وہ چلیں گئیں تو معلوم کیا گیا کہ یہ خوش نصیب خاتون کون تھیں؟

فَقَالُوا اُمُّهُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْهُ! یہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضاعی ماں (حضرت حلیمہ سعدیہ) ہیں کہ انہوں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۱۰۸، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۰)

بڑی تونے توقیر پائی حلیمہ
کہ ہے تو اس آقا کی دائی حلیمہ

حضرات! جب آقا کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رضاعی ماں، دودھ پلانے والی ماں کا اس قدر ادب و تعظیم فرمایا ہے تو اگر حقیقی ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوتیں تو ان کے ساتھ محبت کا عالم کیا ہوتا۔

اب! چلتے چلتے ماں کی بددعا کا بھی اثر دیکھتے چلئے۔

ماں کی ناراضگی کا اثر

ایک بزرگ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا، ان کی ماں ان کے اس سفر پر خوش نہ تھیں۔ یہ بزرگ ماں کی رضا کے بغیر مکہ شریف کے لئے روانہ ہوگئے۔ ادھر ان کی ماں نے بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ بددعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے بیٹے نے مجھے جدائی کی آگ میں جلایا ہے تو، تو اس پر کوئی عذاب نازل فرمادے۔ یہ بزرگ مکہ

شریف کے سفر میں تھے کہ رات کے وقت ایک شہر میں پہونچے تو عبادت کے لئے ایک مسجد میں تشریف لے گئے۔

عجیب اتفاق! اسی رات ایک چور کسی کے گھر میں داخل ہوا، گھر والوں کو جب چور کے آنے کا علم ہوا تو چور جلدی سے مسجد کی طرف بھاگا۔ لوگوں نے اس کا پیچھا کیا وہ چور مسجد کے دروازے کے پاس آکر غائب ہوگیا۔ لوگ یہ سمجھے کہ چور مسجد میں گھس گیا ہے تو لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ یہی بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ لوگوں نے چور سمجھ کر انہیں ہی پکڑ لیا اور حاکم شہر کے پاس لے گئے۔ حاکم نے ان کے ہاتھ، پیر کاٹنے اور ان کی آنکھوں کے نکالنے کا حکم دیدیا۔ لوگوں نے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے اور ان کی آنکھیں نکال دیں اور شہر بھر میں اعلان کردیا کہ یہ چور کی سزا ہے تو ان بزرگ نے فرمایا: لَا تَقُوْلُوْا ذَالِکَ. بَلْ قُوْلُوْا ھٰذَا جَزَاءُ مَنْ قَصَدَ طَوَافَ مَکَّۃَ بِلَا اِذْنِ اُمِّہٖ ٥ یہ مت کہو کہ یہ چور کی سزا ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ ماں کی اجازت کے بغیر طواف مکہ کا ارادہ کرنے والے کی سزا ہے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بزرگ ہیں اور ان کے حال سے واقف ہوئے تو رونے لگے اور ان بزرگ کو ان کے عبادت خانہ کے پاس لاکر چھوڑ گئے اور ادھر ان کی ماں اسی عبادت خانہ کے اندر یہ دعا کر رہی تھیں۔

یَا رَبِّ اِنِ ابْتَلَیْتَ اِبْنِیْ بِبَلَاءٍ اَعِدْہُ اِلَیَّ حَتّٰی اَرَاہُ ط

اے رب تعالیٰ! اگر تو نے میرے بیٹے کو کسی مصیبت میں مبتلا کردیا ہے تو اسے میرے پاس لوٹا دے تا کہ میں اسے دیکھ لوں۔

حضرات! ماں اندر یہ دعا مانگ رہی ہے اور بیٹا دروازے پر یہ صدا لگا رہا ہے کہ میں ایک بھوکا مسافر ہوں مجھے کھانا کھلادو۔

حضرات! نہ بیٹا کو معلوم ہے کہ اپنے ہی دروازے پر صدا دے رہا ہے اور نہ ماں کو معلوم کہ یہ بھوکا مسافر میرا ہی بیٹا ہے۔

ماں نے کہا دروازے کے پاس آؤ، مسافر نے کہا میرے پاس پیر نہیں ہیں میں کیسے آؤں، ماں نے کہا ہاتھ بڑھاؤ، مسافر نے کہا میرے پاس ہاتھ بھی نہیں۔ ماں اب تک اس مسافر کو پہچان نہ سکی تھی اس نے کہا اگر سامنے آکر میں تجھے کھانا کھلاؤں تو میرے اور تیرے درمیان حرمت قائم ہوجائے گی تو مسافر بولا کہ آپ فکر نہ کریں میں آنکھوں سے بھی محروم ہوں تو ماں ایک روٹی اور کوزے میں ٹھنڈا پانی لے کر آئی اور اسے کھلایا، پلایا مگر پہچان نہ سکی۔ البتہ وہ مسافر پہچان گیا اور اس نے اپنا سر ماں کے قدموں میں رکھ کر عرض کیا۔

اَنَا ابْنُکَ الْعَاصِیْ. اے ماں! میں تیرا نافرمان بیٹا ہوں۔

اب ماں بھی پہچان گئی اور بیٹے کی حالت زار دیکھ کر سینے کے اندر ماں کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ بلک اٹھی اور فریاد کرنے لگی۔ اے رب تعالیٰ! جب حال اتنا برا ہو گیا ہے تو میری اور میرے بیٹے کی روح کو قبض کر لے تاکہ لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

ابھی یہ دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ماں بیٹے دونوں کا انتقال ہو گیا۔ (درۃ الناصحین، ص ۲۳۰)

حضرات! ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہزاروں بار پناہ مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور ماں باپ کے دل دکھانے اور ان کو ناراض کرنے کی بلاو مصیبت سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ماں اگر کافرہ ہے تو بھی حسن سلوک واجب ہے

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عہد پاک میں میری مشرکہ (کافرہ) ماں میرے پاس آئیں تو میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ میری بے دین (کافرہ) ماں آئی ہیں، میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا سلوک کرو۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۸۸۲، الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۲۲۱)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ماں، باپ اگرچہ کافرو کافرہ، مشرک ومشرکہ بھی ہوں تو اولاد پر پھر بھی ان کی اطاعت وخدمت فرض ہے تو مومن ومومنہ باپ اور ماں کا خیال رکھنا اور ان کی اطاعت وخدمت کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہم پر کس قدر لازم وضروری ہوگا۔

ماں کی دعا سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حدیث شریف: روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے (کیا) میرے لئے توبہ ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تیری ماں ہے؟ (تو اس شخص نے) عرض کی نہیں! پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تیری خالہ ہے؟ (تو اس شخص نے) عرض کی، ہاں! فرمایا جاؤ اور خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

(المستدرک، صحیحین، ج ۴، ص ۱۷۱، صحیح ابن حبان، ج ۱، ص ۴۰۳، مکاشفۃ القلوب، ص ۱۶۴)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف صاف ظاہر ہے کہ کتنا بڑا گناہ کیوں نہ ہو ماں کی دعا سے اور ماں

نہیں ہے تو ماں کی بہن خالہ کی دعا سے معاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ماں کی دعا کے ساتھ خالہ کی بھی دعا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ماں، باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک

حدیث شریف: ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ ماں، باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ہے کہ ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کیا کروں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ اَرْبَعَةٌ۔ ہاں چار باتیں ہیں (۱) ان پر نماز جنازہ پڑھنا (۲) اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا (۳) اور ان کی وصیت کو پوری کرنا (۴) اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا۔

اور فرمایا: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ ۔ بے شک سب سے بڑی نیکی اور حسن سلوک باپ کے ساتھ یہ ہے کہ باپ کے نہ ہونے پر اس کے دوستوں کے ساتھ بھلائی کرے اور ان سے رشتہ جوڑے رکھے۔

(بخاری شریف، ابوداؤد، بحوالہ اعلیٰ حضرت، حقوق والدین، ص ۲۵)

باپ کے دوست کی اہمیت

حدیث شریف: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ، جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے باپ نے جس کے ساتھ دوستی کی تم اپنے باپ کے اس دوستی کی حفاظت کرو اور اسے کاٹ نہ دو کہ اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دے گا۔ (بخاری شریف، ادب، مفرد، فتاویٰ رضویہ شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۴)

حضرت عبداللہ کا باپ کے دوست کے ساتھ حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ معظمہ کے راستے میں (حج کے موقعہ پر) ایک دیہاتی آدمی ملا تو آپ نے اس دیہاتی کو پہچان لیا کہ اس دیہاتی کے باپ آپ کے والد گرامی امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے تو حضرت عبداللہ ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے اس دیہاتی کو سلام کیا۔ اپنی سواری کے گدھے پر اس شخص کو سوار کیا اور سر سے عمامہ اتار کر اسے دیدیا۔ حضرت ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اور نیک وصالح بنائے۔ دیہاتی لوگ تو تھوڑے ہی پر خوش ہو جاتے ہیں تو انہوں نے فرمایا۔

بے شک ان کے باپ میرے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی اور سب سے اچھا سلوک یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی اور اچھا برتاؤ کرے۔ ان سے رشتہ جوڑے رکھے (مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۴، مکاشفۃ القلوب، ص ۱۶۴)

ماں، باپ کی قبر پر ہر جمعہ کو جانا چاہئے

عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ والدین کریمین کے انتقال کے بعد ان کے حقوق میں سے ہے۔

(۱) اولاد کو چاہئے کہ ہر جمعہ کو ان کی قبر کی زیارت کے لئے جائے اور وہاں سورۂ یٰس شریف ایسی آواز سے پڑھنا چاہئے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہونچائے اور راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے تو بے سلام اور بغیر فاتحہ پڑھے نہ گزرے۔

(۲) ماں، باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ زندگی بھر نیک سلوک کرتا رہے۔

(۳) ماں باپ کے دوستوں سے دوستی قائم رکھے اور ہمیشہ ان کا اعزاز واکرام کرتا رہے۔

(۴) کبھی کسی کے ماں، باپ کو برا نہ کہے تا کہ اس کے ماں، باپ کو کوئی برا نہ کہے۔

(اعلیٰ حضرت، حقوق والدین، ص ۲۳)

ماں، باپ کے لئے مغفرت کی دعا نیک سلوک ہے

حدیث شریف (۱) محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِسْتِغْفَارُ الْوَلَدِ لِاَبِیْهِ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْبِرِّ۔ یعنی اولاد کی مغفرت کی دعا ماں، باپ کے لئے انتقال کے بعد نیک سلوک ہے۔

(اعلیٰ حضرت، حقوق والدین، ص ۲۵)

ماں، باپ کے لئے دعا نہ کرنا روزی گھٹا دیتا ہے

حدیث شریف: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِذَا تَرَکَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَیْنِ وَاِنَّہٗ یَنْقَطِعُ عَنْہُ الرِّزْقُ ۔ یعنی جب آدمی ماں، باپ کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۱۹۳)

ماں، باپ کے لئے صدقہ وخیرات کا اجر وثواب

حدیث شریف: آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کچھ صدقہ وخیرات کرے تو اُسے چاہئے کہ اپنے ماں، باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ شریف، ج۱۰، ص۱۹۳)

ماں، باپ کے وصال کے بعد ان کے لئے نیکی کی صورت

حدیث شریف: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اپنے ماں، باپ کے ساتھ ان کی زندگی میں نیکی کرتا تھا اب وہ انتقال کر گئے ہیں تو ان کے ساتھ نیک سلوک کس طرح سے کیا کروں؟

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ نیک سلوک یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی روزے رکھے۔

یعنی جب اپنے لئے نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف سے پڑھے اور انہیں ثواب پہونچائے۔ یا نماز، روزہ جو بھی نیک عمل کرے اس میں ان کے لئے بھی ثواب پہونچنے کی نیت کر لے کہ انہیں بھی ثواب ملے گا اور تمہارے ثواب میں کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ (محیط، ردالمحتار، اعلیٰ حضرت، حقوق والدین، ص۲۶)

اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ

جو کچھ نفل صدقہ کرنا چاہے تو اس کے لئے افضل ہے کہ تمام مومنین، مومنات کی نیت کر لے کہ اس کا ثواب ان سب تک پہونچے گا۔

وَلَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ ۔ اور اس کے ثواب میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔ (اعلیٰ حضرت حقوق والدین، ص۲۷)

ماں، باپ کی جانب سے حج کرنے والا نیکوں کے ساتھ اٹھے گا

حدیث شریف ۱: ہمارے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے ماں، باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے۔

بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَبْرَارِ ؕ تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت کے دن نیکوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ (طبرانی اوسط)

حدیث شریف ۲: آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے ماں، باپ کی جانب سے حج ادا کرتا ہے تو وہ حج اس کے اور ان دونوں کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے خوش ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں، باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

ماں، باپ کی طرف سے حج کرنے والا دس حج کا ثواب پاتا ہے

حدیث شریف ۳: مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ماں، باپ کی طرف سے حج کرے تو ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

وَكَانَ لَهٗ فَضْلُ عَشَرِ حَجٍّ ؕ اور اس شخص کو دس حج کا ثواب زیادہ ملے گا۔

(دار قطنی، فتاویٰ رضویہ شریف، ج۱۰، ص۱۹۴)

ماں، باپ کی قبر کی زیارت سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

حدیث شریف ۴: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ماں، باپ دونوں یا ایک کی قبر پر جمعہ کے دن زیارت کے لئے جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور وہ شخص ماں، باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا لکھا جائے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص۱۵۴، اعلیٰ حضرت، حقوق والدین، ص۳۰)

حدیث شریف ۵: ہمارے آقا، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں، باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں یٰس شریف پڑھے تو اس میں جتنے حروف ہیں ان سب کی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ (دیلمی شریف، فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۱۹۴)

حضرات! چلتے چلتے یاد رکھئے اور میرا بیان اختتام پذیر ہو کہ یہ حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ ماں،

باپ کا مقام ومرتبہ اس قدر بلند وبالا ہے کہ اولاد تا عمران کی خدمت کرتی رہے اور سفر میں اپنی پیٹھ پر بٹھا کران کو لائے اور لے جائے اوران کو حج کرائے تو بھی ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ماں کی محبت کا بدلہ کچھ بھی نہیں ہوسکتا

حدیث شریف: محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! ایک مرتبہ راہ میں ایسے گرم پتھروں پر میں چلا ہوں کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہوجاتا۔ میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کرکے لے گیا ہوں، کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَعَلَّهُ اَنْ يَّكُوْنَ بِطَلْقَةٍ وَّاحِدَةٍ ، یعنی تیری پیدائش کے وقت جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہوسکے۔

(طبرانی شریف، اعلیٰ حضرت حقوق والدین، ص ۳۲)

اللہ اکبر! اے ایمان والو! ماں باپ کا مقام کس قدر ارفع واعلیٰ ہے کہ کوئی اولاد زندگی بھران کی خدمت میں مشغول رہے تو بھی ان کے حقوق مکمل ادا نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ ماں، باپ کا خدمت گزار اور فرمانبردار بنائے۔ آمین ثم آمین۔

اولاد کے حقوق ماں باپ پر

حضرات! عاشق مصطفےٰ امام احمد رضا، اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ ماں، باپ پر اولاد کے حقوق کیا ہیں اس میں سے کچھ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اگرچہ ماں، باپ کا حق اولاد پر، بہت ہی بڑا بنایا، یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا، مگر اولاد کا حق بھی ماں باپ پر عظیم رکھا ہے۔

(۱) سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رزیل قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔

(۲) دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچے پر نانا، ماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔

(۳) جماع کی ابتداء بسم اللہ شریف سے کرے ورنہ بچے میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔

(۴) جماع کے وقت عورت کی شرمگاہ پر نگاہ نہ کرے کہ بچے کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۵) جماع کے وقت زیادہ باتیں نہ کرے کہ بچے کے گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔

(۶) بیوی اور شوہر (دونوں) کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچے کے بے حیا ہونے کا خطرہ ہے

(۷) جب بچہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے کہ شیطان کے خلل اور اُم الصبیان سے بچے۔

(۸) چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہو۔

(۹) عقیقہ ساتویں دن اور نہ ہو سکے تو چودھویں دن، ورنہ اکیسویں دن کرے۔ لڑکی کے لئے ایک (بکری) اور لڑکے کے لئے دو (بکرا) کہ اس میں بچہ کو گویا رہن سے چھڑانا ہے۔

(۱۰) سر کے بال اتروائے۔

(۱۱) بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔

(۱۲) سر پر زعفران لگائے۔

(۱۳) نام رکھے، یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ تعالیٰ کے یہاں شکایت کرے گا۔

(۱۴) برا نام نہ رکھے کہ فال بد ہے (یعنی برے نام کا برا اثر پڑتا ہے اس لئے برا نام نہ رکھے)

(۱۵) (اچھا نام رکھے) عبد اللہ، عبد الرحیم، احمد، حامد، وغیرہا عبادات وحمد کے یا انبیاء و اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے۔ خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت، بچہ کی دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔

(۱۶) جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

(۱۷) مارنے، بُرا کہنے میں احتیاط کرے۔

(۱۸) جو مانگے بروجہ مناسب دے۔

(۱۹) خدا کی ان نعمتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے انہیں محبت، پیار کرے، بدن سے لپٹائے، کندھے پر چڑھائے ان کے ہنسنے، کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے۔

(۲۰) ان کی دلجوئی، دلداری، رعایت، محافظت ہر وقت حتی کہ نماز و خطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔

(۲۱) سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔

(۲۲) زبان کھلتے ہی اللہ، اللہ، پھر لا الٰہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔

(۲۳) قرآن مجید پڑھائے۔

(۲۴) مشفق نیک وصالح استاذ۔ صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور لڑکی کو نیک و پارسا عورت سے پڑھوائے

(۲۵) عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی وقبول حق پر مخلوق ہے۔ اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

(۲۶) محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔

(۲۷) آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت کی تعلیم دے کہ اصل سنت وزیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔

(۲۸) سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔

(۲۹) علم دین، خصوصاً وضو، غسل، نماز وروزہ وغیرہ کے مسائل سکھائے۔

(۳۰) پڑھانے، سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔

(۳۱) موقع پر چشم نمائی، تنبیہ، تہدید کرے مگر کوسنا نہ کرے کہ اس سے اصلاح کی بجائے زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

(۳۲) مارے تو منہ پر نہ مارے۔

(۳۳) جب دس برس کا ہو تو نماز مار مار کر پڑھائے۔

(۳۴) اس عمر (یعنی دس برس کی عمر سے) اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے، جدا بستر، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

حضرات! خاص لڑکی کے حقوق:

(۳۵) اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی (کا اظہار) نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے۔

(۳۶) سینا، پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے۔

(۳۷) سورۂ نور کی تعلیم دے۔

(۳۸) لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔

(۳۹) بیٹوں سے زیادہ دلجوئی اور خاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

(۴۰) جو چیز دے پہلے بیٹی کو دے بعد میں بیٹوں کو دے۔

(۴۱) نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔

(۴۲) بالاخانہ (یعنی چھت) پر نہ رہنے دے۔

(۴۳) گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔

(۴۴) جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے۔

(۴۵) حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔

(۴۶) ہرگز ہرگز کسی فاسق، فاجر، خاص طور سے بدمذہب کے نکاح میں نہ دے (ملخصاً فتاویٰ رضویہ شریف، ج۱۰، ص۳۶)

لڑکی کی پرورش پر جنت کی بشارت

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بالغ ہونے تک رہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا۔ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ ○ کہ میں اور وہ بالکل پاس، پاس ہوں گے یہ کہتے ہوئے حضور نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح (صحیح مسلم)

حدیث شریف: آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیاں یا تین بہنوں کی پرورش کرے پھر ان کو ادب سکھائے اور ان کے ساتھ مہربانی کرے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ ان کو مستغنی کر دے۔ (یعنی وہ بالغ ہو جائیں اور ان کا نکاح ہو جائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! اور دو بیٹیوں اور دو بہنوں کی پرورش پر کیا ثواب ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دو کا ثواب بھی یہی ہے۔ حَتّٰی لَوْقَالُوْا اَوْ وَاحِدَۃً لَقَالَ وَاحِدَۃً۔ یعنی صحابہ اگر ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک کی نسبت بھی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہی فرماتے۔ (شرح السنہ، مشکوۃ)

حضرات! یہ جو کچھ بیان ہوا ان میں کچھ مستحبات ہیں کہ ان کے چھوڑنے پر مواخذہ نہ ہوگا لیکن اجر و ثواب اور اچھی اولاد کی برکت سے محرومی ضرور رہے گی اور کچھ فرض ضروری امر ہیں جن کے ترک پر یقیناً اللہ تعالیٰ بروز قیامت گرفت ضرور فرمائے گا۔

اس لئے ہر ماں، باپ پر ضروری ہے کہ اولاد کے ساتھ اسی طرح سلوک کریں اور ان کے ساتھ پیش آئیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماں، باپ کا خدمت گزار بنائے اور ہمیں اپنی اولاد کے ہمراہ اسلامی تعلیمات کی روشنی

میں پرورش کرنے کی توفیق عطا فرمائے ورنہ دونوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کئے کا حساب و کتاب دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد ہونے کی حیثیت سے اپنے ماں، باپ کی عزت و تکریم کی توفیق دے اور اگر ہم ماں، باپ ہیں تو ہم کو اپنے اولاد کے حقوق کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ الکریم والہ واصحابہ اجمعین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۵﴾

جُمادی الاولیٰ

دوسرا جمعہ..دوسرا بیان

اُستاذ اور عالم کا مقام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (پ۲۲،ع۱۶)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اَلْعِلْمُ نُوْرٌ علم نور ہے اجالا ہے اندھیرے کو دور کر کے راستہ دکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا راستہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا راستہ۔ جنت کا راستہ۔ علم اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ہے، قرآن کا نور ہے، حدیث وسنت کا نور ہے۔ علم! ہدایت کا نور ہے۔ شریعت وطریقت کا نور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط (پ۲۳،ع۱۵)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (کنزالایمان)

حضرات! کتنے واضح انداز میں ہمارا خالق ومالک رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا عالم اور جاہل دونوں برابر ہیں؟ مطلب ومقصد صاف عیاں ہے کہ عالم نور والا ہے اور جاہل اندھیرے میں ہے اور جہالت موت ہے اور علم زندگی ہے۔

باب مدینۃ العلم: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اَلنَّاسُ مَوْتیٰ وَاَهْلُ الْعِلْمِ اَحْيَاءٌ ط یعنی (بے علم) لوگ مردہ ہیں اور علم والے زندہ ہے۔ (در مختار، ص:۵۱)

اور! مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا ارشاد پاک ہے:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا

لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ

یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو مال۔

علم دین کا سیکھنا فرض ہے: مدینۃ العلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ابن ماجہ، ص:۲۰، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۴)

یعنی علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں اور حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جس علم کی فضیلت کو بتایا گیا ہے اور مولی المسلمین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس علم کو زندگی سے تعبیر فرمایا ہے تو آخر ہم معلوم کریں کہ وہ علم کون سا علم ہے؟ کیا وہ اسکول اور کالج کا علم ہے تو نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ علم قرآن و حدیث کا علم ہے، شریعت و سنت کا علم ہے، وہ علم ہے جس کو پڑھ کر ہمارے مدرسوں کے بچے حافظ قرآن اور عالم دین بنتے ہیں۔

جلیل القدر محدث، حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ. یعنی بے شک یہ علم (یعنی قرآن و حدیث کا علم) دین ہے۔ (مسلم شریف، ج:.....ص:، مشکوٰۃ، ص:۳۷، سنن دارمی، ص:۱۲۴)

حضرات! دنیاوی تعلیم کا حصول منع نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ دین و ایمان سلامت رہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (پ۲۲، ع۱۶)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنزالایمان)

علماء انبیاء کے وارث ہیں

آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ط یعنی انبیاء کرام کے وارث (نائب) علماء ہیں۔ (ابن ماجہ، ص:۲۰، ابن حبان، ج:۱، ص:۱۲۶)

حضرات! قرآن و حدیث میں کس قدر علماء کی عزت و بزرگی کو بیان کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں علماء ہیں۔ اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ علمائے کرام انبیاء کرام کے وارث اور نائب ہیں مگر آج کل کچھ لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ وہ علماء اور تھے اور آج کے علماء اور ہیں۔

تو ایسے جاہلوں سے میری گزارش ہے کہ پہلے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو پھر ان کو برا بھلا کہنا، جن کے پیچھے تم نماز پڑھتے ہو اور دینی مسائل بھی انہیں علماء سے سیکھتے ہو۔

افسوس صد افسوس! چہرہ پر داڑھی نہیں، نمازوں کی پابندی نہیں، گھر کا ماحول، غیروں کے رنگ وڈھنگ میں غرق۔ نہ بچے قرآن پڑھ پاتے ہیں اور نہ جناب خود۔ اب تم غور کرو کہ برا کون ہے؟

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ؕ یعنی جس شخص نے خود کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ ۲۸، ع ۱۹)

ترجمہ: اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ (کنزالایمان)

حضرات! خوب غور سے اللہ تعالیٰ کا فرمان سن لیجئے کہ مولانا صاحب کو دیکھنا ہے۔ یا امام صاحب کو یا اور کسی کو، اور اللہ تعالیٰ تو تمہیں خود کو اور گھر والوں کو دیکھنے اور جہنم سے بچنے کا حکم دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو شیطان کے مکر سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

حدیث شریف: آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے علم کا چھوڑ دینا اور مال کا جمع کرنا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۶۳۲)

حضرات! حدیث شریف کی روشنی میں عالم کی فضیلت ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ ؕ

یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ دیتا ہے (یعنی عالم دین بنا دیتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (مجھے) دیتا ہے اور میں (سب میں تقسیم کرتا ہوں) (بخاری، ج: ۱، ص: ۱۶، مسلم ج: ۲، ص: ۱۴۳، مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۲)

عالم کی موت عالَم کی موت ہے

حدیث شریف: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ: یعنی ایک عالم دین کی موت ایک عالَم کی موت ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۶۳۲)

عابد پر عالم کی فضیلت

ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِىْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ط یعنی عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔

پھر فرمایا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے لئے فرشتے نیز زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۴)

علماء کے قلم کی سیاہی کی عظمت

حدیث شریف: محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت علماء (کے قلم) کی سیاہی کی دواتیں شہداء کے خون کے برابر تولی جائیں گی۔ (کنز العمال، ج:۱۰، ص:۱۴۱، مکاشفۃ القلوب، ص:۶۳۳)

طالب علم کے لئے فرشتے پر بچھاتے ہیں

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے کہا کہ اے ابو الدرداء بے شک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لئے نہیں آیا ہوں، تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے: وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ ط (مسند امام احمد ابن حنبل ج:۴، ص:۲۳۱، مشکوٰۃ، ص:۳۴)

یعنی اور طالب علم کی رضا (خوشی) حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔

مچھلیاں پانی میں عالم کے لئے دعا کرتی ہیں

اور آقا کریم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھوی رات کے چاند کی ستاروں پر ہے۔

وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ ۔ اور بے شک علماء انبیاء کے وارث (نائب) ہیں۔

اور فرمایا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے:

وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا: اور انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہے بلکہ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔ (ترمذی، ص: ۳۸۳، ابوداؤد، مشکوٰۃ، ص: ۳۴)

سب سے بڑا سخی علم سکھانے والا ہے

جود و کرم والے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ سب سے بڑا سخی کون ہے؟ تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا۔

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۔ اللہ اور اس کا رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑا سخی ہے، پھر میں تمام اولاد آدم سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد وہ شخص زیادہ سخی ہے۔

عَلَّمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ ۔ یعنی جس نے علم سیکھا اور پھر اسے پھیلایا اور اس شخص کو قیامت کے دن ایک امیر کی طرح (باعزت) لایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۷)

حدیث شریف: آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ۔ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری، ج: ۱، ص: ۷۵۲، ابن ماجہ، ص: ۱۹)

اے ایمان والو! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ بہت غور سے ملاحظہ کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ سب سے بڑا سخی کون ہے؟ تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جواب تھا کہ۔

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۔ یعنی اللہ اور رسول اللہ جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

حضرات! گویا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان وعقیدہ تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی ہر چیز کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

حضرات! یہ اچھا ایمان اور سچا عقیدہ ایک صحابی کا تھا اور وہابی، دیوبندی، تبلیغی کا عقیدہ یہ ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ کہ۔

رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ اور شیطان و ملک الموت کا علم قرآن سے ثابت ہے اور رسول اللہ کا علم قرآن سے ثابت نہیں اور جو شخص رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱ مطبوعہ کانپور)

حضرات! خوب غور کر کے فیصلہ کیجئے کہ جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ اور اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کو کم بتائے اور شیطان کے علم کو مانے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کا انکار کرے بلکہ ماننے والوں کو کافر و مشرک کہے، کیا وہ شخص مومن و مسلمان ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس لئے! ہر مومن پر فرضِ عین ہے کہ ایسے بدعقیدوں سے دور رہے اور کسی قسم کا تعلق ان سے روانہ رکھے۔

حضرات! ایک عالم دین کا بڑا مقام ہے۔ ایک شخص جو غیر عالم ہے وہ رات بھر جاگ کر نفل نماز پڑھے اور پوری رات عبادت میں مشغول رہے تو وہ ثواب حاصل نہیں کر سکتا جو ثواب اللہ تعالیٰ عالم دین کو صرف ایک مسئلہ بتا دینے یا ایک مسئلہ سکھانے پر عطا فرماتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: ہمارے حضور، نورٌ علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا ط

یعنی ایک ساعت علم دین کا پڑھنا، پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے (دارمی، ج:۱، ص:۱۵۷، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۶)

ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے

حدیث شریف: محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ۔ ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی، ص:، مشکوٰۃ، ص:۳۴)

عالم کا دیدار نبی کا دیدار ہے

حدیث شریف: ہمارے سرکار امت کے غمخوار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِیْ اَجْلَسَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِی الْجَنَّةِ ۔ یعنی جس شخص نے کسی عالم کی زیارت کی تو اس نے میری زیارت کی اور جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو شخص کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا گویا وہ میری مجلس میں بیٹھا اور جو (دنیا میں) میری مجلس میں بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (میرے ساتھ) جنت میں بیٹھائے گا۔ (نزہۃ المجالس، ج:۲، ص:۱۵۶)

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ماں باپ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے کعبہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے، اور عالم کے چہرہ کو دیکھنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:۳۴، نزہۃ المجالس، ج۲)

چالیس دن کے لئے عذاب قبر اٹھالیا جاتا ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَرَّ الْعَالِمُ اَوِالْمُتَعَلِّمُ عَلٰی قَرْیَةٍ رَفَعَ اللّٰهُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَتِهَا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ۝ یعنی جب عالم دین یا طالب علم کسی بستی سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کے لئے عذاب اٹھا دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۳۵، نزہۃ المجالس، ج:۲، ص۱۵۶)

عالم کی خدمت سے ستر حج کا ثواب

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابن مسعود! تمہارا گھڑی بھر علم دین کے حلقۂ درس (یعنی دین کی محفل) میں بیٹھنا اس حالت میں کہ نہ کوئی قلم ہاتھ میں ہو، اور نہ کوئی حرف لکھو تو تمہارے لئے ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ عالم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار شہیدوں اور ہزار حافظوں سے بزرگی میں زیادہ ہے۔

پس! جو شخص کسی عالم دین یا طالب علم کی مدد کرے گا، چاہے وہ مدد بہت ہی کم کیوں نہ ہو جیسے ایک لقمہ روٹی یا ایک پیالہ پانی یا ایک ٹکڑا کپڑا یا کوئی ٹوٹا ہوا قلم یا کاغذ ہو تو اس شخص نے گویا ستر مرتبہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب عطا فرمائے گا گویا اس نے احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کیا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص:۸۷)

عالم کی خدمت کرنے والا بے حساب جنت میں داخل ہوگا

حدیث شریف: ہمارے پیارے آقا، نبی رحمت، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عالم کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا اور جو شخص عالم کو ایک درہم دے یا پیٹ بھر کھانا کھلائے یا پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک اولاد عطا فرمائے گا اور بروز قیامت وہ شخص بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص:۸۷)

نبی کا دوست طالب علم ہے

حدیث شریف: آفتاب نبوت، ماہتابِ رسالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری رضا، چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ میرے دوست کی تعظیم کرے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کا دوست کون ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرا دوست طالب علم ہے اور مجھ کو ملائکہ سے بھی زیادہ پسند ہے۔

پس! جس شخص نے طالب علم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے اس سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو اس کے پاس بیٹھا گویا میرے پاس بیٹھا اور جس نے اس کی تعظیم کی گویا میری تعظیم کی اور جس نے میری تعظیم کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی۔ اس لئے وہ شخص بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا اور قیامت کے دن وہ شخص میری امت کا شفیع ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص:۷۹)

عالم سے بغض رکھنے والا عذاب میں

حدیث شریف: مولی المؤمنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء امت کے چراغ ہیں دنیا اور آخرت دونوں میں، وہ لوگ خوش ہوں گے جو عالم کے مقام و مرتبہ کو پہچانیں۔

اور جن لوگوں نے علماء سے بغض رکھا اور ان سے گستاخی اور بے ادبی کی ایسے لوگوں کے لئے (دونوں عالم) میں عذاب ہے۔ (درۃ الناصحین، ص:۳۳)

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا (آیت) کی تفسیر: نائب مصطفیٰ حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ O (پ۲، ع۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ (کنز الایمان)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: دنیا میں بھلائی علم اور عبادت ہے اور آخرت میں جنت ہے (احیاء العلوم شریف، ج:۱، ص:۴۹)

امیر العلماء، حجۃ الاسلام، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ کسی دانا کا قول ہے کہ جب عالم کا انتقال ہوتا ہے تو پانی میں مچھلیاں اور فضا میں پرندے روتے ہیں اگرچہ اس کا چہرہ سامنے نہیں ہے لیکن اس کی یاد نہیں بھولتی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۱، ص:۵۱)

رات بھر کی عبادت سے بہتر مسئلہ سیکھنا

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
میرے لئے ایک مسئلہ سیکھنا رات بھر کے قیام (یعنی رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرنے) سے بہتر ہے۔
اور! حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علم دین کا حاصل کرنا نماز نفل سے افضل ہے۔
(احیاء العلوم شریف، ج:۱، ص:۵۴)

علماء کا حق ماں باپ سے زیادہ ہے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علمائے کرام، امت محمدیہ پر ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ پوچھا گیا، وہ کیسے؟ اس لئے کہ ماں باپ اولاد کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں اور یہ علمائے کرام ان کو آخرت کی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں کہ علم کا پہلا مرحلہ خاموشی ہے پھر غور سے سننا پھر یاد رکھنا، اس کے بعد عمل کرنا، اس کے بعد اس علم کو پھیلانا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۱، ص:۶۱)

حضرات! مذکورہ بیان سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ پہلے علم کے مطابق عمل کیا جائے پھر دوسروں کو وعظ و نصیحت کی جائے اور علم کو سکھایا جائے ورنہ علم بے اثر ہو کر رہ جائے گا اور کسی بات میں بھی کوئی اثر نہ رہ جائے گا۔

عالم کو اپنا مقام یاد رکھنا چاہئے

حدیث شریف: عالم ربانی امام محمد غزالی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ۔

سب لوگوں سے افضل وہ مومن عالم ہے کہ جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔ (کنز العمال، ج:۱۰،ص:۳۰۱۷، مکاشفۃ القلوب، ص:۶۳۱)

حضرات! حدیث شریف میں جس عالم کی فضیلت بتائی گئی ہے وہ مومن عالم کی ہے۔ تو اسی عالم کی تعظیم و توقیر کی جائے گی جو سنی صحیح العقیدہ عالم ہو ورنہ وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، یہودیوں، نصرانیوں میں بھی عالم ہوتے ہیں اور انہیں بدعقیدہ گروہ کے عالموں کو علمائے سو (یعنی برے علماء) کہا گیا ہے۔

حضرات! بہت سے گمراہ سنی بھی، سنی عالم کو، عالم سوء یعنی برا عالم کہنے لگتے ہیں، وہ لوگ اپنے انجام کی فکر کریں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! کچھ لوگ جاہل ہی نہیں بلکہ اجہل ہیں مگر ان لوگوں نے اپنی شکل وصورت اور وضع قطع سب عالم کی بنا رکھی ہے، مدرسہ میں داخلہ ضرور لیا ہے اور مدرسہ کی روٹیاں بھی خوب کھائی ہیں مگر کچھ پڑھا لکھا نہیں۔ ایک سطر بھی عربی عبارت پڑھنے کی قوت وصلاحیت نہیں رکھتے۔ ایسے مولوی ہی بدنامی کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں اور قوم کا حال تو اس قدر خراب ہے کہ اگر بگڑے ہوئے مولویوں کے بارے میں بتایا جائے کہ ان نقلی مولویوں سے بچو تا کہ نیک عالم کی خدمت کی برکت تمہیں نصیب ہو۔ تو کچھ لوگ خاص کر دولت مند طبقہ یہ سوچتا ہے کہ مولوی کا مولوی سے آپس کا جھگڑا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور ہمیں اس میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اس طرح یہ کاروباری مسلمان بے چارہ اچھے اور سچے عالم کی صحبت اور خدمت سے محروم رہ جاتا ہے۔

حدیث میں اچھا عالم کون ہے: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معلوم کیا کہ اہل علم یعنی عالم کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جو اپنے علم کے موافق عمل کرے۔

پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (کی برکت) کو نکال دیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۳۷)

عالم ہی سب سے برا ہے اور عالم ہی سب سے اچھا ہے

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بد ترین علمائے سوء ہیں اور اچھوں میں سب سے اچھے علمائے حق (یعنی سنی علماء ہیں) (دارمی، ج ۱، ص ۱۱۶، مشکوٰۃ ص ۳۷)

ہر صدی میں مجدد ہوتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو باتیں میں نے معلوم کیں ان میں سے ایک یہ ہے

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا ۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے خاتمہ پر اس امت کے لئے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا۔ (ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ ص ۳۶)

حضرات! چودھویں صدی کے مجدد، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اور پندرھویں صدی کے مجدد ابن اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، حضور مفتی اعظم، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری، رضوی نوری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

عالم کی محفل، ذکر و تسبیح کی محفل سے بہتر ہے

آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو دو مجلسیں لگی ہوئی تھیں، تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک (مجلس) دوسری (مجلس) سے افضل ہے۔ ایک (مجلس) والے ذکر و تسبیح اور عبادت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عطا فرمائے (یعنی ان کو قبول کرے) اور چاہے تو منع کر دے۔ (یعنی اس مجلس کو قبول نہ کرے) اور دوسرے لوگ فقہ یا علم سیکھتے ہیں (یعنی دین کی باتیں سیکھتے ہیں) اور جاہلوں کو سکھاتے ہیں۔ پس یہ مجلس (دین سیکھنے اور سکھانے والی) افضل ہے۔

وَبُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۳۶)

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی مجلس میں بیٹھ گئے (یعنی دین سیکھنے اور سکھانے والی مجلس میں)

حضرات! معلوم ہوا کہ جس مجلس میں دین سکھایا جاتا ہے یا سیکھا جاتا ہے وہ مجلس بڑی مبارک ہوتی ہے اس میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔

ابلیس عالم سے گھبراتا ہے: ایک دن آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد کے دروازے کے قریب شیطان کو کھڑے دیکھا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے ابلیس! اس جگہ کیا کرتا ہے۔ تو ابلیس نے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ مسجد میں جا کر اس نماز پڑھنے والے کو غافل کر کے اس کی نماز کو خراب کروں۔ لیکن مجھے اس خوابیدہ شخص سے خطرہ ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تو نمازی سے کیوں نہیں ڈرتا جب کہ وہ عبادت اور دعا میں ہے اور اس سونے والے شخص سے کیوں ڈرتا ہے؟ وہ تو سویا ہوا ہے اور غفلت میں ہے۔ تو ابلیس نے کہا کہ اس نمازی کی نماز خراب کرنا بڑا آسان، کیونکہ یہ جاہل ہے اور سونے والا عالم ہے۔ اگر میں نمازی کو بہکاؤں اور اس کی نماز خراب کروں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں عالم بیدار ہو کر اس کی اصلاح نہ کر دے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جاہل کی عبادت سے عالم کا سونا بہتر ہے (درۃ الناصحین، ص:۳۶)

حضرات! خوب غور کر لیجئے کہ عالم دین کا مقام و مرتبہ کس قدر اونچا ہے کہ جاہل رات بھر جاگ کر عبادت کرتا رہے اور عالم دین عشا کی نماز پڑھ کر سوتا رہے تو بھی جاہل کی عبادت سے عالم کا سونا بہتر ہے۔

حدیث شریف: ہمارے حضور، سراپا نور، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ علماء و فقہاء سے بھاگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو تین بلاؤں میں مبتلا کر دے گا۔

(۱) ان کے کاموں میں برکت نہ ہوگی۔

(۲) ان پر ظالم بادشاہ مسلط ہو جائیں گے۔

(۳) ایسے لوگ دنیا سے بے ایمان ہو جائیں گے۔ (درۃ الناصحین، ص:۳۹)

اُستاذ کا مقام و مرتبہ

حضرات! عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور علم دین کا استاذ اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نائب ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام زندویسی نے فرمایا کہ عالم کا حق جاہل پر اور استاذ کا حق شاگرد پر برابر ہے۔ اور وہ حق یہ ہے کہ (شاگرد) استاذ سے پہلے بات نہ کرے اور استاذ کے بیٹھنے کی جگہ، استاذ کے غائب اور حاضر دونوں میں نہ بیٹھے۔ استاذ کی بات کو رد نہ کرے اور چلنے میں استاذ سے آگے نہ چلے۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۰)

ایک آیت سکھانے والا آقا ہے

ہمارے پیارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ عَلَّمَ عَبْدًا اٰیَةً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَھُوَ مَوْلَاہُ ط (طبرانی شریف، کنز العمال، ج:۱،ص:۲۶۷)

یعنی جس نے کسی بندہ کو کتاب اللہ کی کوئی ایک آیت سکھادی تو وہ اس کا آقا ہو گیا۔

مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَقَدْ صَیَّرَنِیْ لَہٗ عَبْدًا اِنْ شَآءَ بَاعَ وَاِنْ شَآءَ اَعْتَقَ ط

یعنی جس نے مجھے ایک حرف پڑھا دیا تو اس نے مجھ کو اپنا غلام بنالیا اگر چاہے بیچے یا چاہے آزاد کرے۔

اور امام شمس الدین سخاوی (مقاصد حسنہ) میں محدث شعبہ بن حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مَنْ کَتَبْتُ عَنْہُ اَرْبَعَةَ اَحَادِیْثَ اَوْ خَمْسَةً فَاَنَا عَبْدُہٗ حَتّٰی اَمُوْتَ ط

یعنی جس سے میں نے چار پانچ حدیثیں لکھ لیں تو میں اس کا بندہ (غلام) ہو گیا یہاں تک کہ میں مروں۔

اور بالفاظ دیگر فرمایا مَا کَتَبْتُ عَنْ اَحَدٍ حَدِیْثًا اِلَّا وَکُنْتُ لَہٗ عَبْدًا مَا اَحْیٰی ط

یعنی جس کسی سے ایک حدیث بھی میں نے لکھی (یعنی سیکھی) تو میں اس کا بندہ (یعنی غلام) ہو گیا آخر دم تک۔ (اعلیٰ حضرت حقوق والدین، ص:۴۷)

حضرات! استاذ کا مقام و مرتبہ بہت ہی بلند و بالا ہے، جس نے قدر کی وہ نوازا گیا اور جو بڑے ہوتے ہیں وہی بڑوں کی شان و عزت کو پہچانتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

حکایت: بادشاہ ہارون رشید بزرگوں کا خیر خواہ اور ان کی بارگاہ کا مؤدب تھا اس نے اپنے بیٹے کو حضرت اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دین پڑھنے کے لئے بھیجا اور حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ میرے بیٹے کو علم دین سکھادیں۔ حضرت اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ کے لڑکے کو پڑھانے لگے۔

ایک دن کی بات ہے کہ بادشاہ حضرت اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ وضو فرما

رہے ہیں اور شہزادہ پانی ڈال رہا ہے تو بادشاہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو ایک کوڑا مارا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہاتھ دیئے ہیں۔ایک سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے استاذ کا پیر دھوؤ۔ (غایت الاوطار، ج:۱،ص۱۵)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے ہر مومن کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ استاذ کا کیا مقام ہے کہ بادشاہ وقت اپنے بیٹے سے استاذ عالم کے پیر دھونے اور خدمت کرنے کا سبق سکھا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے استاذوں کا ادب اور ان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

مولیٰ علی نے وعظ بند کرا دیا

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنے زمانۂ خلافت میں) قصہ بیان کرنے والوں (یعنی واعظوں کو) منع کر دیا صرف حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وعظ کہنے کی اجازت دی اور سب کو منع فرما دیا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۱،ص:۱۱۲)

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: اپنی اصلاح سے پہلے دوسروں کی اصلاح کرنے سے بچو۔

(احیاء العلوم شریف، ج:۱،ص:۱۲۲)

اور فرمایا: بے عمل عالم اس بتی کی طرح ہے جو دوسروں کو روشن کرتی ہے اور خود جلتی رہتی ہے۔

اور فرمایا کہ عالم کے پھسلنے سے ایک عالم پھسلتا ہے۔

اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو آدمیوں نے میری کمر توڑ دی۔ایک عالم جس نے اپنی عزت کھو دی اور دوسرا جاہل جو زاہد بن رہا ہے (احیاء العلوم، ج:۱،ص:۱۶۵،۱۵۸)

اللہ تعالیٰ! ہمیں علم کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔اور عالم کہلوانے کی بجائے آقا کریم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وفادار غلام اور امتی ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون

﴿ ۵ ﴾

جُمادی الاولیٰ

تیسرا جمعہ..پہلا بیان

کوئی تجھ سا ہوا ہے، نہ ہوگا شہا!

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: چاشت کی قسم، اور رات کی، جب پردہ ڈالے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر عادت وخصلت لاجواب۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان نبوت لاجواب۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ نبوت لاجواب۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سماعت لاجواب۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی انگشت رحمت لاجواب۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست رحمت لاجواب

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قدم رحمت لاجواب

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہر خو اور خصلت لاجواب، ہر ادا اور عادت لاجواب۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حسن و جمال لاجواب۔

حضرات! حُسن یوسف علیہ السلام کا چرچا خوب ہوا کہ حسن یوسف کو دیکھا تو مصر کی عورتوں کی انگلیاں کٹ گئیں۔ اور جمال مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو عرب کے مردوں نے اپنے سروں کو کٹا ڈالا۔

خوب فرمایا عاشق رسول، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

ہمارے آقا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دن سدرہ کے مکین حضرت جبریل امین

علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام تم نے تمام انبیاء اور ان کے دربار کو دیکھا، ہر رسول اور ان کی بارگاہوں کو دیکھا، حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت، حضرت نوح علیہ السلام کی اجابت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایثار ومحبت، حضرت سلیمان علیہ السلام کی سطوت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت، یعنی اے جبرئیل علیہ السلام تم نے ہر نبی اور تمام پیغمبر اور ان کی شان وشوکت اور ان کے حسن وجمال کو دیکھا ہے۔

اے جبرئیل علیہ السلام یہ تو بتاؤ کہ تمام نبیوں اور رسولوں میں کسی کو میری طرح دیکھا؟

قَالَ جِبْرِیْلُ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلاً اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۔ (زرقانی، ج:۱،ص:۶۸، انوار محمدیہ،ص:۱۶)

یعنی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تمام مشارق ومغارب میں پھر کر (گھوم کر) دیکھا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے افضل کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے اک نے اک بنایا، تجھے اک نے اک بنایا

حضور بے مثل وبے مثال ہیں

حضرات! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بے مثل اور بے مثال تھے۔

حدیث شریف: لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔ (مشکوٰۃ شریف،ص:۵۱۷)

یعنی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مثل نہ ان سے پہلے دیکھا گیا نہ ان کے بعد۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

حدیث شریف: نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ مِنَ الْجَمَالِ مَالَمْ یُؤْتَہٗ اَحَدٌ وَلَمْ یُؤْتَ یُوْسُفُ اِلَّاشَطْرَ الْحُسْنِ وَاُوْتِیَ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْعَہٗ۔ (خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۱۸۳)

یعنی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو حسن و جمال عطا ہوا وہ کسی کو عطا نہیں ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک جز ملا تھا اور ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حسن کل دیا گیا۔

ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَنَا اَمْلَحُ وَاَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ ○

یعنی میرا حسن ملیح ہے اور میرے بھائی یوسف علیہ السلام گورے تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۵)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

حضور کا چہرۂ مبارک دلیل نبوت تھا

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے بے مثل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی میں معجزات و کمالات اور دیگر دلائل نبوت کا اثر و ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ مبارک ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دلیل نبوت کے لئے کافی تھا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۳، ص:۲۷)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دھاریدار جوڑا زیب تن کر رکھا تھا

اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔

یعنی میں کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی جانب نظر کرتا تو میرے نزدیک محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ، ص:۱۵۷)

حضرات! مشہور محدث حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے نزدیک زیادہ خوبصورت تھے۔ یہ غایت درجہ عشق و محبت کی بنیاد پر فرمایا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و مرسلین میں اور قیامت تک تمام مخلوقات میں سب کے نزدیک چاند کیا سارے حسینوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ملخصا (مدارج النبوت، ج:۱،ص:۷)

چہرۂ پر نور: ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ پر نور، جمال الٰہی کا آئینہ تھا، خود محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْرَاٗ الْحَقَّ۔

یعنی جس نے مجھ کو دیکھا، اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۵)

حضور کا چہرۂ پر نور سچے ہونے کی گواہی دیتا تھا

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) فرماتے ہیں کہ جب محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے کے لئے آرہے تھے اور میں بھی آیا تو میں نے جب آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو جان لیا۔

اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ الْكَذَّابِ۔ یعنی بے شک ان کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔

(خصائص کبریٰ، المستدرک، ج:۴،ص:۱۶۰)

حضور سب مخلوق سے زیادہ خوبصورت تھے

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث شریف بیان فرماتے ہیں کہ۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ خُلُقًا ٥

(بخاری شریف، مسلم شریف، ج:۲،ص:۲۵۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صورت و سیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔

حضرات! ہمارے آقا محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مسرور و خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور ایسا چمکتا۔

كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ مِّنَ الْقَمَرِ ○ گویا چہرۂ انور چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا۔ (بخاری شریف)

حضرات! ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور میں جو چمک اور جمال ہے وہ چاند کو بھی نصیب نہیں، حق اور سچ تو یہ ہے کہ چاند میں جو کچھ حسن و جمال ہے سب ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در نور کی خیرات اور بھیک ہے۔

کسی عاشق نے کہا ہے:

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند میں تو داغ ہے اور حضرت کا چہرہ صاف ہے

درود شریف:

حضرات! حضرت امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے بزرگ اور سچے عاشق رسول گزرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی مصطفیٰ ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حسن و جمال حتیٰ کہ آپ کی ہر ہر ادا بے نظیر اور بے مثال ہے جبھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا محبوب بنالیا۔ (خلاصہ قصیدہ بردہ شریف)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لا جواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

اے ایمان والو! اگر ہمارے حضور، سراپا نور، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تمام حسن ہمارے سامنے ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھوں میں ان جلووں کے دیکھنے کی تاب وقوت نہیں تھی۔

لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ (انوار محمدیہ، ص:۱۹۴، زرقانی علی المواہب، ج:۴، ص:۱۷)

یعنی ہمارے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تمام حسن ظاہر نہیں ہوا۔

استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

حضور کی ذات نور پر ستر ہزار غیرت کے پردے

حضرات! ہمارے حضور نور علیٰ نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات نور اور بے مثل حسن وجمال پر ستر ہزار غیرت کے پردے ڈال رکھا ہے تا کہ میرے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار ہو سکے ورنہ کس آنکھ میں تاب وطاقت تھی جو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کر سکتی۔ (خلاصہ معارج النبوۃ، ج:۲، ص:۱۱۸)

سچ فرمایا استاذ زمن نے:

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا، معلوم ہوتا کہ۔

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ. گویا سورج آپ کے چہرہ میں چل رہا ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ، ص:۵۱۸)

حضرات! ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم نور لاثانی تھا اور چہرۂ انور بے مثل و بے نظیر تھا اور جسم نور ورحمت سے نکلنے والا پسینہ بھی ایسا بے نظیر اور خوشبو والا تھا کہ کوئی بھی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کرتی تھی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

مشہور محدث حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سراپا نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اس لئے آپ کے جسم پاک کا سایہ نہیں تھا۔

(مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۲۶)

اور عاشق رسول، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس قدر پاک اور پاکیزہ تھے کہ جسم نور پر کبھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور نہ کبھی آپ کے کپڑوں میں جوئیں پڑیں تھیں۔ (شفاء شریف، ص:۲۳۳، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۱۳، انوار محمدیہ، ص:۳۱۱)

حضرات! اللہ اکبر! کیا شان ہے ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ مکھی اور جوئیں بھی پہچانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام و مرتبہ کیا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک اور کپڑے شریف پر کبھی نہیں بیٹھے۔

میرے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میرے آقا کی ہے بس شان عظیم
کہ جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

حضور کا پسینہ مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھا

اے ایمان والو! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے کستوری اور عنبر سے بڑھ کر خوشبو آیا کرتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وَلَا شَمَمْتُ مِسْكًا وَلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۶۴، مشکوۃ، ص:۵۱۷)

اور یعنی میں نے مشک وعنبر اور کسی خوشبو کو بوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ خوشبودار نہ پایا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: كَانَ عَرَقُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ ط (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۶۷)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسینہ آتا تو پسینہ کے قطرے چہرۂ مبارک سے موتیوں کی طرح ٹپکتے جو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی کبھی دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لاتے اور آرام فرماتے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سو جاتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے جسم پاک سے پسینہ نکلتا اور میری والدہ پسینہ مبارک کی بوندوں کو ایک شیشی میں بھر لیتی تھیں، ایک دن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو؟

قَالَتْ هٰذَا عَرَقُکَ نَجْعَلُهُ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ ط (بخاری و مسلم، مشکوۃ، ص:۵۱۷)

یعنی انہوں نے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ملالیں گے اور یہ پسینہ تو تمام عطروں سے زیادہ خوشبودار ہے۔

حضرات! صحابہ کرام اور صحابیات عظام کا ایمان وعقیدہ حضور پرنور، رسول خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنا اچھا اور پیارا تھا کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو بے مثال و بے نظیر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حسن و جمال اور آپ کا پسینہ مبارک بھی بے مثل اور لاجواب ہے۔

مگر وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ بھی دیکھتے اور سنتے چلئے اور فیصلہ کیجئے کہ ان لوگوں کا عقیدہ وایمان کس قدر گندہ اور ناپاک ہے۔

وہابی، دیوبندی کا عقیدہ کہ نبی اور امتی سب برابر ہیں

حضرات! مومن تڑپ اٹھے گا مگر منافق پر کچھ اثر نہ ہوگا ملاحظہ فرمائیے۔

اہل حدیث کہلانے والے وہابی دیوبندی، تبلیغی جماعت کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

(۱) سب انسان (نبی ہوں یا امتی) آپس میں بھائی ہیں، جو بڑا ہو وہ بڑا بھائی۔ اولیاء وانبیاء، امام زادہ، پیر وشہید سب انسان ہی ہیں اور عاجز (مجبور) بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں اور ان کی تعظیم انسانوں کی طرح کرنی چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۳۶)

(۲) نبی ایسے ہیں جیسے گاؤں کا چودھری۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۴)

اے ایمان والو! خوب غور کرو پھر فیصلہ کرو کہ وہابی، دیوبندی کس قدر ہمارے آقا نبی رحمت، مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض و دشمنی رکھتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا جیسا ایک انسان وہ بھی مجبور اور اپنا بھائی اور گاؤں کا چودھری کہا اور لکھا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ۔

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کا چہرہ کیا چاند وسورج سے زیادہ خوبصورت ہے؟ اور وہابیوں، دیوبندیوں کا پسینہ کیا مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہے؟ تو آپ کا جواب یہی ہوگا کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔

بلکہ وہابیوں، دیوبندیوں کے چہروں پر لعنت برستی ہے اور ان کا چہرہ کس قدر منحوس ہوتا ہے جو زمانے بھر میں ظاہر اور مشہور ہے اور وہابیوں، دیوبندیوں کا پسینہ کتنا بدبودار ہوتا ہے۔ کسی وہابی کا پسینہ سونگھ لیجئے خود پتہ چل جائے گا کہ دنیا میں اتنی خراب بدبو کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ مگر پھر بھی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا ایک انسان اور اپنا بھائی اور گاؤں کا چودھری جانتے اور سمجھتے ہیں۔

لہٰذا! ان بے ایمانوں سے اپنے ایمان واسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے ان سے دور رہنا بہت ہی ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت، محسن اہلسنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

درود شریف:

حضرات! اپنے پیارے نبی کی شان ملاحظہ کیجئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُہٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّہٗ قَدْ سَلَکَہٗ مِنْ طِیْبِ عَرْقِہٖ اَوْقَالَ مِنْ رِّیْحِ عَرْقِہٖ. (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۷)

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس راستے سے گزرتے تو وہ راستہ خوشبو سے معطر ہو جاتا اور تلاش کرنے والا خوشبو سے پہچان لیتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گزرتے۔

وَجَدُوْا مِنْہُ رَائِحَۃَ الطِّیْبِ وَقَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ھٰذَا الطَّرِیْقِ ۝

(دلائل النبوۃ، ص:۲۸۰، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۶۷)

تو لوگ اس راستے سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس راستے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چلے دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

اور فرماتے ہیں:

عنبر زمیں، عبیر ہوا، مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تیری رہ گزر کی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ہمارے حضور، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کچھ خوشبو عطا فرما دیں تو حضور اصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کل ایک شیشی لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی لے آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں پسینہ ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شیشی بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس میں سے لگا لیا کرے۔ پس جب وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پسینۂ مبارک کو لگاتی تو تمام مدینہ والوں کو خوشبو پہنچتی۔

فَسَمَّوْا بَيْتَ الْمُطَيِّبِيْنَ ۔ (زرقانی، ج:۴، ص:۲۲۴، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۶۷)

یعنی (پورے مدینہ میں) ان کا گھر بیت الطیبین خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۵ ﴾

جُمادی الاولیٰ

۶۔ تیسرا جمعہ...دوسرا بیان

رحمت عالم ﷺ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝۔ (پ:۱۷،ع:۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا، وہ جھولی بھرتے ہی گئے

سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

اور عاشق مصطفٰے اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے
آ،آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے
لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

مرقد میں بندوں کو تھپک کر
میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں ،کروڑوں دشمن
کون بچائے ،بچاتے یہ ہیں

اور فرماتے ہیں:

تیرا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بوکر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

اور فرماتے ہیں:

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا، اب ہوگی یا روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

تمہید: اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم جل شانہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اور رسولان عظام کو مبعوث فرمایا، بھیجا۔ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے کمالات ومعجزات دے کر بھیجا۔ حضرت آدم علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے، حضرت شیث علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے، حضرت نوح علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تو رحمت لے کر آئے، حضرت عیسیٰ روح اللہ آئے تو رحمت لے کر آئے۔ الغرض! سارے نبی رحمت لے کر آئے، سارے رسول رحمت لے کر آئے مگر! ہمارے نبی، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آئے تو سراپا رحمت بن کر آئے۔

تیرا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بوکر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ O (پ۱۷، رکوع۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان)

اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان یوں بیان فرمائی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (پ۔۱، رکوع۔۱)

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ (کنزالایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ تمام جہاں کا رب ہے اور آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت ہیں۔

کافروں پر رحمت

حضرات! ہم مسلمانوں اور مومنوں ہی پر آقا کریم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت محدود نہیں ہے بلکہ عالم کی ہر شئی پر اور کفار و مشرکین پر بھی رحمت ہے۔

رحمت رسول پاک کی ہر شی پر عام ہے
ہر گل میں، ہر شجر میں محمد کا نام ہے

حضرات! اگلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا ہی میں عذاب آجاتا تھا اور وہ برباد کردیئے جاتے تھے۔ قوم عاد کو ہوا اڑا لے گئی۔ قوم ثمود زلزلہ سے برباد کردی گئی۔ قوم لوط کی بستیاں الٹ، پلٹ کردی گئیں۔ قوم نوح طوفان میں غرق کردی گئی۔ نبی علیہ السلام کے مجرمین خنزیر و بندر بنا کر ہلاک کردیئے گئے۔

مگر اے ایمان والو! آؤ اور اپنے آقا کریم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا جلوہ دیکھو۔ کفار مکہ نے کیسے، کیسے ظلم کے پہاڑ توڑے، شرک و بت پرستی کرتے رہے، اللہ جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر غلط اور گندی تہمتیں لگاتے رہے اور ایسے، ایسے مظالم و سرکشی کا مظاہرہ کیا کہ زمین ان کی بداعمالیوں سے بھر گئی اور کانپنے لگی مگر ان گناہوں اور جرموں کے باوجود نہ ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے نہ ان کی بستیاں الٹ، پلٹ کی گئیں، نہ ان کی صورتیں مسخ ہوئیں بلکہ حد تو یہ ہو گئی تھی کہ کفار مکہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ابو جہل، ابولہب وغیرہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر واقعی قرآن اور دین حق ہے تو ہم پر آسمان سے عذاب نازل کردے، پتھر برسادے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (پ۹،ع۱۸)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نجدی اس نے مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

کافروں کے لئے دعائے رحمت

میدان احد میں کافروں نے ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پتھر مارے، جس سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوگیا اور رخ انور خون سے رنگین ہوگیا۔ صحابۂ کرام بے چین ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ ۔ یعنی حضور ان مشرکین، دشمنوں کے لئے ہلاکت و بربادی کی دعا فرمایئے یہ سن کر رحمۃ للعلمین نے مسکرا کر فرمایا کہ: میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا۔

اس موقعہ پر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً یعنی میں لعنت بھیجنے والا بن کر نہیں آیا، میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۱)

رحمت رسول پاک کی ہر شئی پہ عام ہے
ہر گل میں، ہر شجر میں محمد کا نام ہے

ابوجہل کو کنویں سے نکالا

حضرات! ابوجہل وہ بدبخت اور سنگ دل کافر انسان ہے جس نے اسلام کو مٹانے کے لئے طرح طرح کے منصوبے تیار کئے مگر اس کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور اسلام روز بروز پھولتا اور پھلتا رہا۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
یہ اتنا ہی ابھرے گا تم جتنا دباؤ گے

ابوجہل لعین نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہلاک کرنے کے لئے ایک کنواں کھدوایا، کنواں جب تیار ہو گیا تو اس پر گھاس پھوس ڈال دی تاکہ کنوئیں کا پتہ نہ چل سکے۔ اس ظالم نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ تم کنوئیں کے آس پاس کہیں چھپ کر بیٹھنا جب مسلمانوں کے نبی کا یہاں سے گزر ہوگا تو وہ کنوئیں میں گر جائیں گے۔ تو تم جلدی سے کنوئیں میں پتھر اور مٹی ڈال دینا مگر

فانوس بن کے جس کی حفاظت، ہوا کرے
وہ شمع کب بجھے جسے روشن خدا کرے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چنانچہ جب آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ہونے والا تھا تو آپ کے رب تعالیٰ نے آپ کو بتادیا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ اس راستے سے نہ گزرنا اس لئے کہ اس راستے میں ابوجہل ملعون نے آپ کے لئے کنواں کھدوا رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم واپس ہو گئے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کنوئیں کے پاس سے گزرے تو کنواں سمٹ گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قدم شریف بڑھایا اور کنواں پار کر کے گزر گئے اور ابوجہل ملعون کا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ ابوجہل کو جب معلوم ہوا کہ ہمارا منصوبہ فیل ہو گیا ہے تو ابوجہل بڑا پریشان ہوا اور جب کنوئیں کے پاس پہونچا تو دھوکہ کھا گیا اور خود کنوئیں میں گر گیا۔ ابوجہل چلآیا اور اس کے غلاموں کو بلایا اس کے غلام ابوجہل کو رسی باندھکر نکالنے لگے تو دیکھتے ہیں کہ جتنی رسی کو کنوئیں میں نیچا کرتے ہیں اتنا ہی کنواں نیچے ہوتا جاتا ہے اور ابوجہل ملعون کے لئے باہر نکلنا دشوار ہو گیا۔

فَنَادٰی اَبُوْجَهْلٍ مِنَ الْبِئْرِاِنْ مَضُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّاْتُوْانِیْ بِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یُخَلِّصُنِیْ اَحَدٌ دُوْنَهٗ ۝

یعنی ابوجہل نے کنوئیں سے آواز دی کہ تم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان کو لے کر آؤ۔ بے شک ان کے علاوہ مجھے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ (درۃ الناصحین، ص: ۱۹۷)

پھر ابوجہل کے ساتھی آقا کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت رحمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ابوجہل کنوئیں میں گر گیا ہے، ہم نے اس کو نکالنے کی بڑی کوشش کی مگر نہیں نکال سکے، اب ابوجہل نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ کہتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے سوا مجھے اس کنوئیں سے کوئی نہیں نکال سکتا:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

نجدی اس نے مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

حضرات! وہ کنواں تو ابوجہل نے کھدوایا تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس میں گر جائیں مگر ابوجہل خود اس میں گر گیا اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ نکالنے کے لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بلا رہا ہے۔

یعنی ابوجہل جیسے کافر کو بھی معلوم ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم برے سے برے کو بھی معاف فرما دیتے ہیں اور اپنی رحمت سے نوازتے ہیں۔

اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا بلکہ اس کنوئیں پر پہنچے اور ابو جہل سے فرمایا:

اِنْ اَخْرَجْتُکَ مِنْ ھٰذَا الْبِئْرِ اَتُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ (درۃ الناصحین، ص:۱۹۷)

ابو جہل نے وعدہ کیا کہ میں ایمان لے آؤں گا۔ تو آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست رحمت آگے بڑھایا اور ابو جہل کو نکال دیا۔ ابو جہل جب کنوئیں سے باہر نکل آیا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کی بجائے کہنے لگا: آپ بڑے جادوگر ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ) اور ایمان سے محروم رہا۔ بہر حال ابو جہل جیسا شیطان بھی آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت کا صدقہ پا کر رہا۔

نجدی اس نے مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرم کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولی بھرتے گئے

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت ابو جہل ملعون جیسے شیطان پر ہے تو ہم غلاموں پر رحمت کی کیا شان ہوگی۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رحمت ہی رحمت: ایک روز آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک کافرہ عورت کے مکان سے ٹیک لگائے ایک صاحب سے گفتگو فرما رہے تھے، مکان والی کافرہ عورت نے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز سنی تو بغض وحسد کی وجہ سے اپنے مکان کی کھڑکیاں بند کرلیں تاکہ اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز سنائی نہ دے۔ اُدھر جبرئیل علیہ السلام بارگاہ کرم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ جس مکان کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں یہ ایک کافرہ عورت کا مکان ہے اور اس مکان میں رہنے والی کافرہ عورت نے بغض وحسد سے اپنے مکان کی کھڑکیاں بند کردیں ہیں تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز اسے سنائی نہ دے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چونکہ آپ کا جسم رحمت اس مکان کی دیوار کے ساتھ مس ہوگیا ہے اس لئے وہ نہیں چاہتا کہ اس مکان میں رہنے والے دوزخ میں جلیں۔ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس عورت نے اپنے مکان کی کھڑکیوں کو بند کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے میں نے اس کے دل کی کھڑکیوں کو کھول دیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ کہنا تھا کہ وہ عورت بے قرار ہوکر اپنے گھر سے باہر نکلی اور آکر آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں پر گرگئی اور صدق دل سے پڑھا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور مسلمان ہوگئی۔

(نزہۃ المجالس، ج:۲، ص:۷۸)

جدھر، جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرم کرتے گئے
کسی نے مانگا نہ مانگا، وہ جھولی بھرتے گئے

ایک کافر مسافر پر رحمت

مدینہ طیبہ کی پاک بستی میں چند کافر مسافر آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم مسافر ہیں اور رات بسر کرنا چاہتے ہیں، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ان مسافروں کو تم لوگ آپس میں بانٹ لو۔ ارشاد پاک سن کر ایک، ایک مسافر صحابۂ کرام اپنے، اپنے گھر لے گئے، ایک مہمان باقی تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس سے فرمایا تم ہمارے مہمان ہو۔ چنانچہ اسے کاشانۂ رحمت پر لے جایا گیا۔ بڑی عزت سے بیٹھانے کے بعد ایک بکری کا دودھ اس کو پینے کے لئے دیا گیا۔ جسے وہ پی گیا پھر دوسری بکری کا دودھ اسے دیا گیا وہ بھی پی گیا۔ حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ اسے دیا گیا اور وہ سب پی گیا۔ پھر اسے کھانا دیا گیا، تو اس نے اتنا کھانا کھایا کہ سارے گھر کا کھانا ختم ہوگیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ بستر پر سو گیا اور حجرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

اس مسافر نے کھانا ضرورت سے زیادہ کھالیا تھا جس کی وجہ سے رات کو اس کے پیٹ میں تکلیف ہوگئی۔ اور اس نے نیند کی حالت میں بستر پر پاخانہ کر دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ پریشان ہوا، اس لئے کہ اب اس کا لباس بھی نجاست آلود تھا اور بستر کی چادر بھی خراب ہو چکی تھی۔ دل ہی دل میں بڑا شرمندہ بھی تھا اور چھپ کر بھاگنے کی فکر بھی کر رہا تھا کہ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسافر کی پریشانی سے آگاہ ہو چکے تھے، اس لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود آہستہ سے دروازہ کھولا کہ اس کو معلوم نہ ہو سکے کہ دروازہ کس نے کھولا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مصطفیٰ صبح آمد و در کشاد
صبح آں گم راہ را، راہ داد

در کشاد گشت پنہاں مصطفیٰ
تا نگردد شر مسار آں مبتلا

مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صبح تشریف لائے اور دروازہ کھولا اور اس گمراہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے راہ دکھلائی۔ دروازہ کھول کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہاں سے پردہ میں چلے گئے تا کہ وہ شخص شرمندہ نہ ہو۔

مسافر نے ادھر ادھر دیکھا کہ اب مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ جلدی سے حجرے سے باہر نکلا اور بھاگ گیا۔ حجرے کو دیکھا گیا تو مسافر مہمان موجود نہیں تھا اور خراب بستر موجود تھا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خراب چادر کو لیا اور خود دھونے لگے۔

ادھر! مسافر کو راستہ میں چلتے چلتے خیال آیا کہ وہ اپنے گلے کی تعویذ یا اپنی قیمتی تلوار حجرہ میں بھول آیا ہے وہ اپنی تعویذ لینے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہماری خراب کی ہوئی چادر کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہے ہیں اور اس مسافر کافر کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیکھا مگر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا اور اس مسافر سے بڑی رحمت کے ساتھ فرمایا کہ یہ تمہارا سامان ہے جو تم حجرے میں بھول گئے تھے لے لو۔ اس کریمانا برتاؤ پر اس کی حالت زیر وزبر ہوگئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور روتے، روتے عرض کرنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے بستر کیا صاف کیا ہے کہ میرا دل صاف کر دیا ہے اور اس نے کلمۂ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ (مثنوی شریف مولانا روم)

حضرات! اگر آج ہم کسی کے ساتھ محبت و مہربانی کرتے ہیں تو مطلب کے لئے۔ ایک احسان کیا اور دس مطالبات کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نیک کام بھی بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت ورحمت کے کچھ چھینٹے ہم کو بھی عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

غلاموں پر رحمت

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام تھے۔ برسہا برس سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر والوں سے بچھڑ گئے تھے، ان کے والدان کی یاد میں روتے تھے اور تلاش کرتے پھرتے تھے۔ آخر مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی، باپ بیٹے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر خوب روئے، مہربان باپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت رحمت میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے بیٹے کو مجھے عنایت فرمادیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جتنی قیمت چاہیں میں ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قیمت کی حاجت نہیں ہے، میں خوشی خوشی زید کو اختیار دیتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو تم اس کو اپنے ساتھ لے جاسکتے ہو۔

مگر جب زید کے والد نے اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو زید نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ پاک کو ایک نظر دیکھا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مہربانیوں اور عنایتوں کو یاد کیا تو زبان حال سے عرض کرنے لگے:

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں بچے دیکھ کے تلوا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلیں غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنے مشفق و مہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی پر ہزاروں آزادیوں کو قربان کرتا ہوں اور اے میرے والد گرامی! میں کسی حال میں بھی اپنے کریم و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چوکھٹ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حارثہ خاموش ہو گئے اور اپنے وطن چلے گئے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے زید کو آزاد کر دیا اور اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور آخری دم تک اپنے اس روحانی بیٹے کو ایسا نوازا کہ ان کے بیٹے اسامہ کو جو غلام زادے تھے اور اپنے نواسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو امام زادے تھے دونوں کو اپنے دوش نبوت پر بٹھا کر مجمع عام میں تشریف لاتے تھے۔

شفیق جونپوری نے خوب کہا ہے:

جس جگہ تذکرۂ فخر انام آتا ہے
جلی حرفوں میں اسامہ کا نام آتا ہے
ایک کاندھے پہ ہے لخت جگر شیر خدا
دوسرے کھاندھے پہ فرزند غلام آتا ہے

حضرات! یہ ہے ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت کہ ایک بار جو قدموں میں چلا گیا وہ پھر واپس آنے کا نام نہیں لیتا ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں بچے دیکھ کے تلوا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلیں غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

ہرنی پر رحمت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ایک راستے سے گزرے تو ایک اعرابی کو دیکھا کہ اس نے اپنے خیمہ کے پاس ایک ہرنی کو باندھ رکھا ہے۔

اور قریب ہی وہ اعرابی سو رہا ہے اور ہرنی نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکارا اُدْنُ مِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۝ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میری مدد فرمائیے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس ہرنی سے فرمایا۔ مَاحَاجَتُکِ ۝ تمہاری کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے عرض کیا کہ اس اعرابی نے مجھے پکڑ کر باندھ دیا ہے اور اس جنگل میں میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے آزاد فرما دیں تا کہ میں ان کو دودھ پلا کے آ جاؤں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی تو واپس آ جائے گی؟ اس ہرنی نے کہا اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے دردناک عذاب دے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر جلدی سے واپس آ گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسی طرح اس کو باندھ دیا۔ اتنے میں وہ اعرابی شکاری جاگ گیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اس ہرنی کو تو چھوڑ دے۔ اس نے اسی وقت ہرنی کو آزاد کر دیا۔

فَخَرَجَتْ تَعْدُوْنِیْ الصَّحْرَاءَ تَجْرِیْ جَرْیًا شَدِیْدًا فَرَحًا وَھِیَ تَضْرِبُ بِرِجْلَیْھَا الْاَرْضَ وَتَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔

(زرقانی علی المواہب، ج:۵، ص:۱۵۰، دلائل النبوۃ، ص:۲۲۰، حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۳۶۱)

یعنی تو وہ ہرنی آزاد ہوتے ہی خوش ہو کر بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتی اچھلتی اور کودتی ہوئی یہ کہتی تھی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۝

جدھر، جدھر بھی گئے۔ وہ کرم ہی کرم کرتے گئے
کسی نے مانگا، نہ مانگا، وہ جھولی بھرتے گئے

اونٹ پر رحمت: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت رحمت میں ایک اونٹ نے فریاد کی حدیث شریف میں ہے کہ جب اونٹ نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ رو رو کر فریاد کرنے لگا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اونٹ کے مالک کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ تو اس جانور کے بابت نہیں ڈرتا۔ فَاِنَّہٗ شَکَا اِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیْعُہٗ ۝ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۳۵۸)

یعنی اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو۔

جدھر جدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرم کرتے گئے
کسی نے مانگا، نہ مانگا، وہ جھولی بھرتے گئے

چڑیا پر رحمت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ کہ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے تو اس درخت پر ایک چڑیا کے دو بچے تھے ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا ان بچوں کی ماں چڑیا نے دیکھا تو اڑتی ہوئی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے آگری اور فریاد کرنے لگی۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بچوں کو کس نے پکڑا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے پکڑا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واولہ وسلم نے فرمایا جاؤ ان بچوں کو اپنی جگہ پر رکھ آؤ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص:۴۶۶)

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت وہ عظیم الشان بارگاہ ہے کہ ایسی بارگاہ نہ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہوگی۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بخدا، خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر، مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اور فرماتے ہیں:

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

ہاں! یہی وہ بارگاہ رحم و کرم ہے جہاں ہر کسی فریادی کی فریاد سنی جاتی ہے اونٹ کی فریاد، ہرنی کی فریاد، چڑیا کی فریاد، ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنتے ہیں اور سب کی مدد فرماتے ہیں تو جب جانوروں پر اس قدر مشفق و مہربان ہیں اور ان کی فریاد سنتے ہیں تو ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر ہر نماز کے بعد مدینہ طیبہ کی جانب چہرہ کر کے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں عرض کریں کہ۔

۱) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

۲) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ

۳) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

۴) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَاقَاسِمَ رِزْقِ اللّٰہِ

۵) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَادَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ بِاِذْنِ اللّٰہِ، وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاشَفِیْعَنَایَوْمَ الْجَزَاءِ

اور! پھر عرض کریں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم:

خلق کے حاکم ہو تم، رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

اور عرض کریں کہ:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(آمین ثم آمین)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


ورحمتي وسعت كل شيء

﴿۵﴾

جُمادی الاولیٰ

چوتھا جمعہ...پہلا بیان

دنیا و مذمت دنیا

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ٥ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ٥

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ٥

وَمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ٥ (پ۲۷، ع۱۹)

ترجمہ: اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

عاشق مصطفےٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

دنیا کو تو کیا جانے؟ یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

اے ایمان والو! دنیا ایک مسافر خانہ ہے اور ایک فانی گھر ہے اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ ایک دن فنا ہونے والا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

آنچہ دیدی برقرار خود نماند
آنچہ بینی ہم نماند برقرار

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نادان شخص نے ایک دیوار پر سورج کی روشنی دیکھی تو اس نادان آدمی نے سمجھا کہ یہ دیوار ہی روشن ہے اور دیوار سے دل لگالیا اور اس کا شیدا ہوگیا۔ نادان نے یہ نہ سمجھا کہ دیوار ہرگز ایسی نہیں یہ تو سورج کی روشنی ہے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

چوں باصل خویش پیوست آں ضیا
دید دیوارے سیہ ماندہ بجا

یعنی پھر جب سورج ڈھلا تو روشنی چلی گئی یعنی دھوپ ختم ہوگئی تو دیوار ویسی کی ویسی رہ گئی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مقصد ہے کہ جس طرح دیوار پر روشنی دیکھ کر نادان لوگ یہ جانتے ہیں کہ دیوار میں کچھ ہے لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد سورج ڈھلتے ہی دیوار کی اصل حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے کہ دیوار بے نور ہے اور ہم دھوکے میں تھے۔

حضرات! اسی طرح آدمی آج دنیا کی چمک، دمک کو دیکھ کر دنیا کا اس قدر گرویدہ اور عاشق ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے غافل اور ذکر خدا سے دور ہوتا ہوا نظر آتا ہے لیکن قیامت کے دن دنیا کی حقیقت کا راز کھل جائے گا تو انسان اپنی نادانی پر پچھتائے گا مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

حضرات! مگر یہی دنیا جس میں رہ کر ہر سانس اور ہر لحمہ ذکر الٰہی میں گزارا جائے اور مشفق ومہربان نبی کی اطاعت اور محبت میں بسر کیا جائے تو قسم خدا کی دنیا میں آنا اور دنیا میں رہنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سارے معاملات جنت کے سامان بن جائیں اور یہی دنیا ہمارے لئے جنت کی کھیتی ثابت ہوجائے۔

مگر آج کل مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ مسجد میں بھی دل نہیں لگاتے اور دنیا کی دوسری جگہوں کے معاملات تو کس قدر خراب ہوں گے۔ (الامان والحفیظ)

حضرات! دنیا کیا ہے اور دنیا کی حقیقت وحیثیت کیا ہے اور دنیا کو دل دینے والے لوگوں کا انجام کس قدر خراب ہوا ہے۔ اپنے کریم ورحیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ملاحظہ فرمائیے۔

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے

اللہ کے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ۔ یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔
(صحیح مسلم، ج:۲،ص:۴۰۶، ابن ماجہ، ص:۳۰۳، مشکوۃ، ص:۴۹۳)

دنیا کی حقیقت مردہ بکری اور مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں

ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ اس کی بدبو ہی کی وجہ سے (اس کے مالک نے) تو یہاں پھینک دیا ہے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! دنیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقار ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہ پی سکتا۔ (ابن ماجہ، ص:۳۰۲، المستدرک للحاکم، ج:۴،ص:۳۰۶)

دنیا کی محبت سے آخرت کا نقصان

ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی ٥
(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۵،ص:۵۶۵، مشکوۃ شریف، ص:۴۴۱)

یعنی جس نے دنیا سے محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا تم فانی دنیا پر باقی رہنے والی چیزوں کو ترجیح دو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ ط یعنی دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (شعب الایمان، ج:۷،ص:۳۲۸، الترغیب والترہیب، ج:۳،ص:۱۷۸، مشکوۃ شریف، ص:۴۴۴)

حضرت صدیق اکبر کا رونا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے کہ آپ نے پانی منگوایا اور آپ کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا اور جب آپ نے اسے منہ کے قریب کیا تو آپ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کو دیکھ کر باقی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رونے لگے پھر باقی لوگ تو خاموش ہو گئے لیکن آپ مسلسل روتے رہے حتیٰ کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خیال کیا کہ ہم آپ سے کچھ بھی پوچھ نہیں سکیں گے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اے خلیفۂ رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) آپ کے رونے کی وجہ کیا ہے؟ تو خلیفہ رسول امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھا، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی چیز کو اپنے آپ سے دور کر رہے ہیں لیکن مجھے آپ کے ساتھ کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ اپنے آپ سے کس چیز کو دور کر رہے ہیں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ دنیا ہے جو میرے پاس آئی تھی اور میں نے اس سے کہا مجھ سے دور ہو جا۔ وہ پھر آئی اور کہنے لگی اگر چہ آپ مجھ سے دور ہو جائیں گے لیکن آپ کے بعد آنے والے مجھ سے الگ نہیں ہو سکیں گے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۴، ص:۳۰۹، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۴۵۵)

اے ایمان والو! یہ دنیا وہ فریب کی چیز ہے جس کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سے دور کر دیا اور بھگا دیا ہے مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اس دنیا کو گلے لگاتے ہیں اور ہم اس کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! آؤ سمجھیں اور معلوم کریں کہ آخر دنیا کس چیز کا نام ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو بھگا دیا اور صحابۂ کرام دنیا سے دور رہتے تھے اور مومن دنیا سے کیوں نفرت کرتا ہے؟ اور کافر کیوں دنیا سے دل لگاتا ہے؟

تو عزیز! دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس میں لگ کر بندہ اپنے خالق و مالک کو بھول جائے وہ دنیا ہے۔ جیسے مال و دولت، زن و زر اور اولاد، کھیل تماشے فخر و غرور جن میں لگ کر اور مشغول ہو کر بندہ اپنے خالق و مالک کو بھلا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ط (پ ۲۷، ع ۱۹)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل، کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔ (کنز الایمان)

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا عَجَبًا کُلَّ الْعَجَبِ لِلْمُصَدِّقِ بِدَارِ الْخُلُوْدِ وَهُوَ یَسْعٰی لِدَارِ الْغُرُوْرِ ۔

یعنی اس شخص پر بہت تعجب ہے جو آخرت کے گھر کی تصدیق کرتا ہے لیکن دھوکے والے گھر (دنیا) کے لئے کوشش کرتا ہے۔ (الدر المنثور، ج:۵،ص:۱۳۶)

دنیا کی حقیقت

ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کوڑے، کرکٹ کے ایک ڈھیر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا آؤ دنیا کی طرف، پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس ڈھیر سے کپڑے کا ایک گلا، سڑا ہکڑا اور ایک گلی، سڑی، ہڈی اٹھائی اور فرمایا یہ دنیا ہے۔ (شعب الایمان، ج:۷،ص:۳۲۷)

حضرات! حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کی زینت عنقریب کپڑے کے اس ٹکڑے کی طرح گل، سڑ جائے گی اور جو جسم اس دنیا میں پرورش پاتے ہیں عنقریب گلی، سڑی ہڈیاں بن جائیں گے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳،ص:۴۵۶)

دنیا کو سمجھنا چاہئے

حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

بے شک دنیا میٹھی، سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں باقی رکھا تا کہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، بے شک بنی اسرائیل کے لئے جب دنیا پھیلائی اور تیار کی گئی تو وہ زیورات، عورتوں، خوشبو اور کپڑوں میں کھو گئے اور بھٹک گئے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳،ص:۲۲، ترمذی، ج:۲،ص:۴۳، کنز العمال، ج:۳،ص:۲۱۰)

ہر گناہ کی جڑ دنیا کی محبت ہے

نائب مصطفیٰ حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا کو معبود بنا کر اس کے بندے نہ بن جاؤ۔ اپنا خزانہ اس ذات کے پاس جمع کرو جو کسی کی کمائی کو ضائع نہیں کرتا، دنیاوی خزانوں کے لئے تو خوف ہلاکت ہوتا ہے مگر جس کے خزانے خدائے تعالیٰ کے یہاں جمع ہوں وہ کبھی تباہ و برباد نہیں

ہوں گے اور آپ نے فرمایا کہ اے میرے حواریو! (اے ساتھیو!) میں نے دنیا کو اوندھے منہ ڈال دیا ہے، تم میرے بعد کہیں اسے گلے نہ لگالینا۔ دنیا کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس میں آدمی اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے۔ اور دنیا کو چھوڑے بغیر آخرت کی بھلائی ناممکن ہے۔ دنیا میں دلچسپی نہ لو، اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور باخبر (ہوشیار) رہو۔ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ ایک لمحہ کی خواہش نفسانی بڑے پریشانی میں مبتلا کر دیتی ہے اور فرمایا کہ دنیا تمہارے لئے سواری بنائی گئی ہے اور تم اس کی پشت پر سوار ہو گئے تو اب بادشاہ اور عورتیں تمہیں اس سے اتار نہ دیں۔ (یعنی تم دنیا پر سوار رہنا تم پر دنیا سوار نہ ہو ورنہ ہلاکت و بربادی ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۴۵۶)

اللہ نے جب سے دنیا بنائی کبھی اس کو نہیں دیکھا

حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار، امت کے غم خوار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَخْلُقْ خَلْقًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَاِنَّهُ مُنْذُ خَلَقَهَا لَمْ يَنْظُرْ اِلَيْهَا۔

(شعب الایمان، ج:۷، ص:۳۳۸، کنز العمال، ج:۳، ص:۱۹۰)

بے شک اللہ کے نزدیک دنیا سے بڑھ کر کوئی مخلوق قابل نفرت نہیں اور اس نے جب سے اس دنیا کو پیدا کیا اس کی طرف نہیں دیکھا۔

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلا ایک مرتبہ اپنے تخت پر کہیں جا رہے تھے، پرندے آپ پر سایہ کر رہے تھے، انسان اور جنات آپ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے، بنی اسرائیل کے ایک عابد نے دیکھ کر کہا: اے سلیمان! خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک عظیم دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا کہ بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں درج صرف ایک تسبیح میری تمام سلطنت سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ سب ختم ہو جائے گا اور تسبیح باقی رہے گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۰۷)

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر! حضرات! کتنے پیارے انداز میں اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہم کو دنیا کی حقیقت اور اس کی قیمت کو بتایا اور سمجھایا ہے اور یاد الٰہی، ذکر خدا کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کر دیا ہے کہ مومن کی ایک تسبیح یعنی صرف ایک بار سبحان اللہ کہنا سلیمان علیہ السلام کی ساری سلطنت وحکومت سے بہتر ہے۔

جو راہ خدا میں دیا وہی باقی رہے گا

ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے۔

تمہیں مال کی کثرت نے مشغول (غافل) کر رکھا ہے۔ انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال مگر اپنے مال میں سے جو تو نے کھایا وہ ختم ہو گیا اور جو پہنا وہ پرانا ہو گیا اور جو راہ خدا میں خرچ کیا وہی باقی رہے گا۔

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:..... مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۲۳۰، مکاشفۃ القلوب، ص:۲۸۷)

دنیا اس کا گھر ہے، آخرت میں جس کا گھر نہیں

محبوب خدا، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

دنیا اس کا گھر ہے جس کا (آخرت) میں گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کے لئے کوئی دوسرا مال نہیں۔ دنیا کے لئے وہ آدمی جمع کرتا ہے جس کے پاس عقل نہیں اس پر وہ دشمنی کرتا ہے جو جاہل ہے۔ اور اس کے لئے وہ حسد کرتا ہے جس کے پاس سمجھ نہیں: وَلَهَا يَسْعىٰ مَنْ لَا يَقِيْنَ لَهٗ ط اور اس کے لئے وہی کوشش کرتا ہے جس کے پاس یقین نہیں۔ (شعب الایمان، ج:۷، ص:۳۷۵، کنز العمال، ج:۳، ص:۱۸۲، مشکوۃ، ج:۲، ص:۴۴۳، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۵۷)

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے یوں صبح کی کہ اس کا سب سے بڑا مقصد حصول دنیا ہو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے دل پر چار چیزوں کو مسلط کر دیتا ہے۔

(۱) ایسا غم جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ (۲) ایسا مشغول (بزی) کر دے گا جس سے کبھی چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ (۳) ایسی محتاجی جو کبھی ختم نہ ہو گی۔ (۴) وَاَمَلًا لَا يَبْلُغُ مُنْتَهَاهُ اَبَدًا ط (۴) اور ایسی امید جو کبھی پوری نہ ہو گی۔ (المستدرک للحاکم، ج:۴، ص:۳۱۷، کنز العمال، ج:۳، ص:۲۲۶، احیاء العلوم، ج:۳، ص:۲۵۸)

حضرات! آج جب ہم ماحول پر نظر ڈالتے ہیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ ذیشان حرف بحرف صادق پاتے ہیں کہ یقیناً دنیا دار پر اللہ تعالیٰ ان چاروں مصیبتوں کو مسلط کر دیتا ہے پھر آدمی اسی میں ڈوب کر رہ جاتا ہے اور تھوڑی موڑی زکوۃ فطرہ کسی کو دے دیتا ہے اور کسی غریب کی کبھی بھی مدد کر دیتا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ ہم نے ہماری زندگی کا مقصد پورا کر دیا۔ بہت بڑا دھوکہ ہے، گناہوں میں زندگی گزارنے والا، صبح سے شام تک اور

شام سے صبح تک ہر وقت فکرِ دنیا میں مبتلا رہنے والا انسان اسی طرح جیتا ہے۔ اور پھر ایک دن سب کچھ چھوڑ کر اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے اور مرتے وقت بھی دنیا اس کا پیٹ نہیں بھر پاتی ہے اور وہ آدمی دنیا کے حرص میں مبتلا اور دنیا کی بھوک لئے ہوئے قبر میں چلا جاتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

دنیا کی حقیقت عجیب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ مجھ سے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تجھے دنیا کی حقیقت دکھلاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم؟ آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ طیبہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی، چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ سر بھی تمہارے سروں کی طرح حریص (لالچی) تھے اور ان میں تمہاری طرح بہت آرزوئیں تھیں مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں۔ جن پر کھال بھی نہیں رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گے۔ یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں، جنہیں ان لوگوں نے کما کما کر کھایا، آج لوگ ان سے منہ پھیر کر گزرتے ہیں، یہ پرانے چیتھڑے جو کبھی ان کے (اچھے اچھے کپڑے) ملبوسات تھے۔ آج ہوا انہیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر وہ سوار ہو کر شہروں، شہروں گھوما کرتے تھے۔ جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ پھر میں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہت روئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۰۸)

حضرات! حقیقت میں یہ دنیا رونے کی جگہ ہے اگر یہ دنیا ہنسنے اور مسکرانے کی جگہ ہوتی تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رات، رات بھر روتے نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تباہی کے لئے عمارتیں بناؤ اور موت کے لئے بچے پیدا کرو۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۳۲۷، مکاشفۃ القلوب، ص:۲۰۸)

دنیا کے دل دادہ جہنم میں ڈالے جائیں گے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ایسے لوگ آئیں گے جن کے اعمالِ حسنہ تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گے مگر انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ صحابہ

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا وہ نماز، روزہ ادا کرنے والے ہوں گے؟ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں! وہ لوگ روزہ دار اور رات کا ایک حصہ عبادت میں گزارنے والے ہوں گے مگر وہ دنیا کے دل دادہ ہوں گے (یعنی دنیا کے زیب و زینت اور بناؤ سنگار پر فدا ہونے والے لوگ ہوں گے) (حلیۃ الاولیاء، ج:۱، ص:۲۳۳، مکاشفۃ القلوب، ص:۲۰۹)

عالم ربانی امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دنیا اور آخرت کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

اور! فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے تو بہت لمبی عمر پائی ہے، یہ بتائیں کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا دنیا ایک سرائے ہے جس کے دو دروازے ہیں، ایک دروزے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

(احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۶۰، مکاشفۃ القلوب، ص:۲۱۰)

مومن کی دنیا اور کافر کی دنیا میں بہت ہی فرق ہے

حضرات! نبی رحمت، شفیع امت، رسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ذہن میں محفوظ رکھے گا۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ۔ یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

(صحیح مسلم، ج:۳، ص:۴۰۶، ابن ماجہ، ص:۳۰۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۴۹۳)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ دنیا کی حقیقت مومن کے لئے ایک قید خانہ کی ہے اور کوئی بھی دانا شخص قید خانہ سے دل نہیں لگاتا اور اس دنیا کی حقیقت کافر کے لئے جنت ہے گویا یہ دنیا کافر کے لئے سب کچھ ہے اور دنیا ہی میں کافر کو اس کی نیکیوں کا صلہ اور بدلہ مل جاتا ہے۔ کچھ بھی قیامت کے لئے باقی نہیں رہتا اور مومن کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں تو ملتا ہی ہے مگر اصل بدلہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت جنت کی شکل میں مومن کو عطا فرمائے گا۔

حضرات! دنیا میں کافر اس لئے بھی زیادہ آسودہ حال اور بظاہر کامیاب رہتا ہے کہ اس کو سب کچھ دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چوتھے آسمان پر دو فرشتوں کی آپس میں ملاقات ہوئی، ایک فرشتے نے دوسرے فرشتے سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ تو فرشتے نے کہا کہ فلاں شہر میں ایک یہودی مرنے والا ہے اور اس نے مچھلی کھانے کی آرزو کی ہے لیکن اس کے علاقہ کے دریا میں مچھلیاں نہیں

ہیں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ مچھلیوں کو اس کے دریا میں لے جاؤں تا کہ اس یہودی کے آدمی ان کو پکڑ کر اس یہودی کی امید کی تکمیل کرسکیں۔ کیونکہ اس کی ایک نیکی باقی ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس کی موت سے پہلے دنیا ہی میں دینا چاہتا ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا کہ مجھے بھی ایک حکم ملا ہے کہ فلاں شہر میں ایک نیک شخص ہے جس کی برائی کی سزا اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں دے دی ہے اب اس کی موت کا وقت قریب ہے اور اس نے زیتون کی خواہش کی ہے لیکن اس کا ایک گناہ ابھی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں زیتون کو برتن سے گرادوں تا کہ اس کی خواہش پوری نہ ہوسکے جس کی وجہ سے اسے رنج وتکلیف ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس رنج اور تکلیف کے عوض اس کا گناہ بخش دے گا اور جب وہ نیک بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتو اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱، ص:۲۰۵)

حضرات! اس نورانی حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومن بندہ کو کوئی رنج وغم پہونچتا ہے یا تکلیف ہوتی ہے تو وہ اس لئے کہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

اور مومن تکلیف کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (پ۲، ع۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ رہنے کے لئے گھر کیوں نہیں بناتے، آپ نے فرمایا ہمیں پہلے کے لوگوں کے بوسیدہ اور پرانے مکان ہی کافی ہیں۔

ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اُحْذُرُوا الدُّنْيَا فَاِنَّهَا اَسْحَرُ مِنْ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ۔

(شعب الایمان، ج:۷، ص:۳۳۹، کنز العمال، ج:۳، ص:۱۸۳، مکاشفۃ القلوب، ص:۲۱۰)

یعنی دنیا کے (فتنوں) سے بچو کیوں کہ یہ ہاروت وماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔

حضرات! حدیث شریف میں کس قدر بار۔ بار دنیا سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ کہیں دنیا کو فتنوں کا اڈہ اور کہیں ہاروت وماروت سے زیادہ جادوگر دنیا کو کہا گیا۔ واقعی میں جب کسی مرد نے دنیا کو پہچان لیا تو پھر دنیا کو ایک آنکھ سے بھی دیکھنا پسند نہیں کیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کا نورانی واقعہ

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مثنوی شریف میں تارک الدنیا حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نورانی واقعہ رقم فرمایا ہے جس کا خلاصہ پیش ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ رات کو بادشاہ حضرت ابراہیم بن ادھم اپنے شاہی محل میں شاہی مسند پر آرام فرماتے تھے کہ آپ نے شاہی محل کی چھت پر کسی کے چلنے کی آواز سنی کہ خوب زور زور سے چھت پر چل پھر رہا ہے تو انہوں نے سوچا کہ یہ کون ہو سکتا ہے؟ اور کس کی ہمت ہے کہ بادشاہ کے محل میں شاہی چھت پر اور پھر رات کے وقت اس طرح چھت پر بے خوف پھر رہا ہے۔

تو حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہی محل کی کھڑکی میں سے آواز دی کہ کون ہے؟ یہ آدمی ہے یا جن ہے؟ تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ شاہی محل میں کچھ تلاش کر رہے ہیں حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ تو وہ بولے کہ ہم لوگ اونٹ تلاش کر رہے ہیں تو بادشاہ نے کہا ارے تم لوگ اونٹ کو بادشاہ کے محل میں، تخت پر ڈھونڈ رہے ہو؟ کیا اونٹ بادشاہ کے محل میں مل سکتا ہے؟ اونٹ تخت پر کیسے مل سکتا ہے؟

پس بگفتندش کہ تو بر تخت وجاہ

چوہی جوئی ملاقات ۔۔۔۔۔۔ الہٰ!

یعنی ان لوگوں نے جواب دیا کہ شاہی محل میں اونٹ نہیں مل سکتا، تو شاہی محل میں تخت پر بیٹھ کر خدا بھی نہیں مل سکتا۔ بادشاہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اس بات کا کچھ اس طرح اثر ہوا کہ آپ نے بادشاہی کے تخت و تاج کو چھوڑ دیا اور ذکر خدا میں مشغول ہو گئے اور تلاش حق شروع کر دی اور پھر حضرت بادشاہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مقصد میں اس حد تک کامیاب ہوئے کہ پہلے سروں کے بادشاہ تھے۔ اب دلوں کے بادشاہ ہو گئے۔ پہلے جسمانی حکومت کے بادشاہ تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے روحانیت کے تخت کا بادشاہ بنا دیا اور ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ شخصیت آپ کے سلسلے کے مریدوں میں ہیں اور بحر و بر میں آپ کی روحانیت کا سکہ چلنے لگا۔

دریا پر حکومت

چنانچہ! حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پرانی پھٹی ہوئی گدڑی سل رہے تھے۔ اتفاقاً اس طرف سے آپ کا وزیر (جو پہلے رہ چکا تھا) آ گیا اور آپ کو اس حالت میں دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے سات ملکوں کی حکومت کو خیر باد کہہ کے اور چھوڑ کے اب فقیروں کی طرح گدڑی سل رہے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شیخ سوزن زود، در دریا فگند
خواست سوزن را بآواز بلند

یعنی حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وزیر سے یہ بات سن کر اپنی سوئی کو دریا میں پھینک دی اور پھر آواز دی کہ میری سوئی لاؤ۔

وہ وزیر یہ بات دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ لو یہ نئی بات اور سنو کہ بھلا سوئی دریا میں گری ہوئی کبھی واپس بھی ملی ہے۔ لیکن اس وزیر نے دیکھا۔ کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں ماہی یا للہی
سوزن زر برلب ہر ماہئے

سر بر آورد ند از دریائے حق
کہ بگیرائے شیخ سوز نہائے حق

کہ ہزاروں مچھلیاں آپ کی آواز سنتے ہی اپنے مونہوں میں سونے کی سوئیاں لیکر آئیں اور باہر گردن نکال کر کہا۔ حضرت سوئی لیجئے۔ وہ وزیر یہ عجیب نظارہ دیکھ کر حیران رہ گیا پھر حضرات ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وزیر کو دیکھ کر فرمایا۔ اب بتاؤ! کہ یہ روحانی وحقانی بادشاہت اچھی ہے یا وہ فانی بادشاہت؟

حضرات! آپ نے دیکھ لیا کہ دنیا کی سلطنت چھوڑ دینے اور ذکر خدا میں دل لگانے سے اللہ تعالیٰ روحانیت کی حکومت کا بادشاہ بنا دیتا ہے۔ دنیاوی بادشاہت ختم ہو جائے گی مگر روحانیت وولایت کی بادشاہت وحکومت ہمیشہ ہمیشہ قائم ودائم رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل ودماغ کو دنیا سے موڑ کر دین کے ذکر وفکر میں مشغول فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

دنیا کی قیمت ایک گلاس پانی سے کم

حضرت امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ ابن سماک نام کے ایک بزرگ تھے۔ خلیفۂ بغداد ہارون رشید کے پاس تشریف لے گئے۔ ہارون رشید نے پیاس کو بجھانے کے لئے پانی طلب کیا، خادم نے پانی کا گلاس ہارون رشید کی خدمت میں پیش کی، تو اللہ والے بزرگ حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: محترم! ذرا ٹھہر جائیے اور مجھے بتائیے کہ اگر شدت کی پیاس کے وقت کہیں پانی نہ ملے اور آپ پیاس سے بے

قرار ہو جائیں تو یہ ایک گلاس پانی آپ کتنی قیمت دے کر خریدیں گے؟ بادشاہ ہارون رشید نے جواب دیا کہ آدھی سلطنت دے کر۔ پھر ان بزرگ نے پوچھا کہ اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں پہنچ جائے اور آپ کا پیشاب بند ہو جائے اور یہ پانی بدن سے نہ نکلے تو آپ اس کے لئے کتنی رقم دیں گے؟ بادشاہ ہارون رشید نے کہا کہ پوری حکومت۔ یہ سنکر وہ بزرگ حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اے بادشاہ! وہ حکومت جس کی قیمت صرف ایک گلاس پانی اور اس کا پیشاب ہو! بھلا کب اس قابل ہے کہ اس سے دل لگایا جائے اور اس پر اترایا جائے۔ حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت آموز باتوں کو سن کر بادشاہ ہارون رشید رونے لگا اور کچھ جواب نہ بن سکا۔ (تاریخ الخلفاء)

دنیا کی حقیقت، استنجا کے ڈھیلے سے بھی کم

منقول ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم شباب میں چند دوستوں کے ساتھ ایک کیمیا ساز کے پاس گئے تھے۔ حضرت محبوب الٰہی کے ساتھی تو کیمیا ساز کے پاس ٹھہر گئے تھے اور سونا بنانے کا ہنر سیکھتے رہے، مگر حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ بابا فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور آپ کی خدمت میں مشغول رہے۔ ادھر کیمیائی ہنر سیکھنے والے تقریباً چالیس دن کے بعد ایک ایک سونے کا ناریل بنا کر بڑی کامیابی کے ساتھ اپنے ساتھی حضرت محبوب الٰہی کے پاس آئے اور سب کچھ بتایا اور سونے کا ناریل بھی دکھایا کہ تم رہتے تو سونے کا ناریل تم بھی بنا لیتے اور سونا تم کو بھی دستیاب ہو جاتا۔ اللہ کے ولی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ملاحظہ فرمالیا۔ اور حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مجھے استنجا کی حاجت ہے۔ جاؤ! مٹی کا ایک ڈھیلہ لے آؤ۔ حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے سامنے آئے اور مٹی کا ڈھیلہ لینے گئے۔ جیسے ہی مٹی کے ڈھیلے کو اٹھایا مٹی ہاتھ میں آتے ہی سونا بن گئی۔ خود حیران اور جملہ ساتھی بھی حیرت میں، کہ کیا ہوا۔ اسی طرح جس مٹی کے ڈھیلے کو ہاتھ لگاتے وہ مٹی سونا بن جاتی۔ حضرت نظام الدین اولیاء ، اللہ کے ولی حضرت بابا فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ اے حضرت! میں جس مٹی کو ہاتھ لگاتا ہوں وہ مٹی کا ڈھیلہ سونا بن جاتا ہے۔

تو اللہ کے ولی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صاحبزادے کچھ سمجھے کہ تمہارے ساتھیوں نے اتنے عرصے میں محنت و مشقت کر کے کیمیا بنایا اور پھر اس سے ایک سونے کا ناریل اور میری صحبت

نے تم کو سراپا کیمیا بنا دیا ہے۔ جب بھی تم مٹی کو سونا بنانا چاہو تو تمہارا ہاتھ لگے گا اور وہ مٹی سونا بن جائے گی۔

اور! دوسری بات حضرت بابا فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا دیا کہ جس مٹی کو اٹھاتے وہ مٹی سونا بن جاتی اور سونے سے استنجا نہیں ہوسکتا ہے۔ گویا یہ سونا اس قابل نہیں ہے کہ اس سے استنجا کیا جائے اور اس سے پاکی حاصل کی جائے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے


بسم الله الرحمن الرحيم

﴿۵﴾

جُمادی الاولیٰ

چوتھا جمعہ..................................دوسرا بیان

غافل انسان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O (پ ۱۳، رکوع ۱۰)

ترجمہ: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنزالایمان)

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
سکون ملتا ہے دل کو بس خدا کو یاد کرنے سے

درود شریف:

تمہید: حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مقبول و مشہور کتاب مکاشفۃ القلوب میں غفلت کی مذمت و برائی میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غفلت وہ مہلک مرض ہے جو تندرست و کامیاب انسان کو بیمار اور ناکام بنا دیتی ہے۔ غفلت میں مبتلا شخص نعمت و دولت سے محروم رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غافل انسان نعمت و دولت والے آدمی سے حسد کرنے لگتا ہے۔ اور دین و دنیا دونوں میں خسارہ اور نقصان اٹھاتا ہے۔

غفلت سب سے بڑی حسرت ہے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک نیک آدمی نے اپنے استاذ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب سے بڑی حسرت کون سی ہے؟

تو استاذ نے جواب دیا کہ غفلت سب سے بڑی حسرت ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹)

اور امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا کیا اور فرمایا اے جھوٹے دعوے دار! تو نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور پھر بھی مجھ سے غافل رہا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹)

حضرات! جن لوگوں کے مدارج ومراتب بلند وبالا ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی آزمائش بھی بڑی ہے۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

حضرات! ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے چاہے آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں۔ اور اگر وہ چیز غافل ہوئی تو غفلت کے نتیجہ میں پھر وہ چیز تباہ وبرباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

ہر شئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے

ایک بزرگ نے جب یہ آیت پڑھی: یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ ط (پ۲۸،ع۱۱)

ترجمہ: اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ (کنزالایمان)

تو اس بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر ان چیزوں کی آواز ہمیں سنائی کیوں نہیں دیتی؟ ابھی خیال کیا ہی تھا کہ پیشاب کی حاجت ہوئی اور وہ بزرگ پانی کے برتن کو اٹھاتے ہیں تو اس برتن سے اللہ۔ اللہ کی آواز سنائی دی۔ تو انہوں اس برتن کو رکھ دیا اور سوچنے لگے کہ اس برتن کو پیشاب خانہ میں کس طرح لے جاؤں جو اللہ اللہ کر رہا ہے۔ پھر مٹی کے ڈھیلے کو اٹھایا تو ڈھیلے سے اللہ۔ اللہ کی آواز آرہی تھی۔ اب وہ بزرگ بڑے حیران و پریشان ہوئے کہ ان ڈھیلوں کو بھی پیشاب کے لئے استعمال نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ اللہ۔ اللہ کر رہے ہیں۔ الغرض وہ بزرگ جس طرف بڑھتے ہر چیز سے اللہ۔ اللہ کی صدا سنتے۔ وہ بزرگ بہت حیران و پریشان ہوئے کہ اب میں کیا کروں؟ تو رحمت الٰہی نے ان کو پکارا کہ اے میرے نیک بندے! تو نے کچھ سمجھا؟ کہ ہم ان چیزوں کی آواز تمہارے کانوں کو اس لئے نہیں سننے دیتے تا کہ تمہارے کاروبار نہ رک جائیں۔ وہ بزرگ فوراً سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کے طلبگار ہوئے۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱،ص:۲۲)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یاد سے کوئی غافل ہے تو انسان ہے۔

مینڈک کا ذکر

حضرت عبدالرحمٰن صفوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مینڈک کو دیکھا جو خشوع کے ساتھ اپنے اللہ کو یاد کر رہا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس مینڈک سے پوچھا تم کب سے اس عالم میں ہو؟ تو وہ بولا اے اللہ کے نبی میں مسلسل ستر سال سے اسی عالم میں اس طرح ذکرِ خدا میں مشغول ہوں اور اس عرصہ میں کبھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہوا۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱،ص:۲۷)

اے ایمان والو! غافل انسان سے وہ مینڈک بہت اچھا ہے جو اپنے خالق و مالک کو صبح و شام یاد کرتا ہے۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

درود شریف:

حضرات! جو شئی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کرتی ہے وہ شئی مٹادی جاتی ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ درخت اس وقت کاٹے جاتے ہیں جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جانور اور پرندے اس وقت صیاد کے ہاتھوں شکار ہوتے ہیں جب وہ ذکر خدا سے غافل ہوتے ہیں۔ نصیحت آمیز حکایت ملاحظہ کیجئے۔

غافل پرندہ شکار ہو گیا

حضرت عبدالرحمٰن صفوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص نے ایک پرندہ تحفے میں بھیجا، حضرت نے قبول فرما کر اسے پنجڑے میں بند کر دیا۔ کچھ عرصہ جب گزرا تو اس پرندہ نے بڑی منت و سماجت کے ساتھ اللہ کے ولی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا: اے جنید! تم تو اپنے دوستوں سے بڑی آزادی سے ملتے ہو اور ان سے ملاقات کا لطف اٹھاتے ہو اور مجھے میرے دوستوں کی ملاقات سے محروم کر رکھا ہے اور مجھے پنجڑے میں بند کر رکھا ہے۔ اللہ کے ولی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس پرندہ پر رحم آگیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ اڑتے وقت وہ پرندہ کہنے لگا۔ اے جنید! پرندہ، جانور

جب تک ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے آزاد رہتا ہے اور جب اس پر غفلت طاری ہو جاتی ہے تو وہ پرندہ جانور شکار ہو جاتا ہے، قید کرلیا جاتا ہے۔ اے حضرت جنید بغدادی! میں ایک ہی دن ذکر خدا سے غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے شکار کیا گیا اور پنجڑے کی قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ پھر پرندہ جانور نے کہا: ہائے افسوس! ان لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ جو شب و روز ذکر خدا سے غافل رہتے ہیں۔ اے حضرت جنید! میں آپ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی یاد خدا سے غافل نہ رہوں گا، یہ کہا اور اڑ گیا۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱، ص:۲۳)

حضرات! آج کا مسلمان تو اس قدر ذکر خدا سے غافل ہو چکا ہے کہ اذان ہوتی ہے اور مسلمان باتوں میں مشغول ہے، اذان ہو رہی ہے اور مسلمان کے گھروں میں ٹی وی چل رہی ہے، گانے کی آواز باہر تک آ رہی ہے، مسجد میں نماز ہو رہی ہے مگر مسلمان ذکرِ خدا سے غافل مسجد کے باہر بیٹھا نظر آ رہا ہے۔

حضرات! آج پوری دنیا میں مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کی وجہ بھی یہی ہے کہ مسلمان اپنے اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے تعلق توڑ چکا ہے اور ذکر خدا سے غافل ہو گیا ہے۔

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جب تم اہل بلا کو دیکھا کرو تو خدا سے عافیت طلب کرو۔ تو بارگاہ کرم میں سوال ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اہل بلا کون لوگ ہیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اہل بلا وہ لوگ ہیں جو ذکر خدا سے غافل ہیں۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱، ص:۲۳)

حضرات! ذکر خدا سے غفلت بہت بڑی بلا اور مصیبت ہے۔ اب جو لوگ نماز، روزہ، حج، ذکوٰۃ اور ذکر الٰہی سے غافل ہیں گویا وہ بہت بڑی بلا اور مصیبت میں گرفتار ہیں اس کا بہترین علاج اور تعویذ یہ ہے کہ غفلت سے توبہ کر کے ذکر خدا نماز و روزہ میں مشغول ہو جائے، خود بخود علاج ہو جائے گا۔

پرندہ حضرت جنید کی زیارت کے لئے آیا کرتا تھا

حضرت عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ پھر وہ پرندہ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے آیا کرتا تھا اور آپ کے ہمراہ دستر خوان پر کھانا بھی کھایا کرتا تھا۔ جب حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو وہ پرندہ زمین پر گرا اور اس نے بھی اپنی جان دے دی۔

بعد وصال حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس پرندہ پر میں نے رحم کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی رحم فرما کر بخش دیا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱، ص:۲۳)

حضرات! سچ حدیث شریف ہے کہ۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ۔یعنی جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے بن گئے تھے تو پرندہ جانور بھی آپ کا بن گیا تھا۔اب پیارا سمجھ میں آگیا کہ اگر کسی چیز کو اپنا بنانا ہو تو خود اللہ تعالیٰ کے بن جاؤ تو وہ چیز خود بخود اپنی بن جائے گی۔

غفلت والی نمازوں پر بزرگ رو پڑے

شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے بیمار نیک آدمی کی عیادت کو گیا جن کا شمار بڑے بزرگوں میں ہوتا تھا،ان کے آس پاس ان کے شاگرد بیٹھے ہیں اور شیخ ابو علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رو رہے تھے۔میں نے کہا اے شیخ! کیا آپ دنیا پر رو رہے ہیں؟ تو شیخ نے فرمایا نہیں میں اپنی نمازوں کے قضا (خراب) ہونے پر رو رہا ہوں۔میں نے کہا آپ تو عبادت گزار شخص تھے پھر نمازیں کس طرح قضا ہوئیں؟ انہوں نے فرمایا میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدہ سے غفلت میں سر اٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب،ص:۳۰)

حضرات! غفلت بہت ہی مہلک مرض ہے،غفلت کی حالت میں پڑھی جانے والی نمازیں بے لذت اور سجدے بے کیف ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بصری کا بہت ہی پیارا جواب

امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تعجب ہے کہ میں عبادت میں لطف نہیں پاتا ہوں۔تو آپ نے اس شخص کو جواب دیا کہ شاید تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔یعنی اللہ تعالیٰ سے غافل ہے۔ (مکاشفۃ القلوب،ص:۳۲)

حضرات! غفلت والی جگہوں اور غفلت میں مبتلا لوگوں سے اور غافل مخلوق سے ہر حال میں بچنا چاہئے اور ان سے دور رہنا چاہئے۔

ایک نیک لڑکی

حضرات! واقعہ بہت ہی مشہور ہے اور ہدایت ونصیحت سے لبریز ہے، اس لئے بیان کیا جارہا ہے ملاحظہ کیجئے۔ ایک بزرگ مچھلیاں پکڑ رہے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ آپ جو مچھلی پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے اور لڑکی اپنے والد سے مچھلیاں لے، لے کر پھر دریا میں ڈالتی جاتی۔ وہ بزرگ جب مچھلی پکڑ کر فارغ ہوگئے تو لڑکی سے فرمایا بیٹی مچھلیاں کہاں ہے؟ تو وہ بولی ابا جان میں نے تو ان سب کو پھر دریا میں ڈال دیا ہے۔

بزرگ نے فرمایا! تم نے یہ کیا! کیا؟ سارے دن کی محنت برباد کردی۔ تو وہ لڑکی بولی کہ آپ ہی نے تو سنایا تھا کہ جو مچھلی یاد الٰہی سے غافل ہوتی ہے وہی جال میں پھنستی ہے اور شکاری کے ہاتھ آتی ہے۔ تو آپ جس مچھلی کو پکڑتے تھے میں سمجھ جاتی تھی کہ یہ مچھلی ذکر الٰہی سے غافل ہے جبھی پکڑی گئی ہے۔ اس لئے میں نے اس خیال سے کہ یہ غافل مچھلی کھا کر اس کی صحبت سے کہیں ہم بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جائیں۔ اس لئے میں نے ان تمام مچھلیوں کو پھر دریا میں ڈال دی ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج:۱، ص:۲۳)

زیادہ کھانا بھی غفلت لاتا ہے

حضرات! زیادہ کھانا بھی آدمی کو غفلت میں ڈال دیتا ہے۔ اسی لئے بہت سے اللہ والوں نے چند کھجوروں پر رات بسر کردی تاکہ غفلت نہ پیدا ہو اور ذکر الٰہی میں سستی اور کاہلی نہ پیدا ہونے پائے۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا تُمِيْتُوا الْقُلُوْبَ بِكَثْرَةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَاِنَّ الْقَلْبَ كَالزَّرْعِ يَمُوْتُ اِذَا كَثُرَ عَلَيْهِ الْمَاءُ ۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۸۳)

یعنی بے شک اپنے دلوں کو کھانے پینے کی زیادتی سے مردہ نہ کرو کیونکہ دل کھیتی کی طرح ہے جو پانی کی زیادتی سے خراب ہو جاتی ہے۔

کھانے کے لئے پیٹ کے تین حصے کرو

مصطفیٰ کریم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے پیٹ سے بڑھ کر کسی برتن کو برائی سے نہیں بھرتا۔ انسان کے لئے چند لقمے کافی ہیں۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیٹ کے تین حصے کرے۔ (۱) ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے۔ (۲) ایک تہائی حصہ پانی کے لئے (۳) اور ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لئے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۴، ص:۱۳۲)

بھوک اور پیاس کا ثواب جہاد جیسا ہے

ارشاد طیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بھوک اور پیاس کے ذریعہ اپنے نفسوں کے خلاف جہاد کرو کیونکہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے ثواب جیسا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ عَمَلٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ جُوْعٍ وَعَطَشٍ ط (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۸۲)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کو بھوک اور پیاس سے بڑھ کر کوئی عمل پسند نہیں۔

کم کھانے اور پینے والا افضل انسان ہے

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا گیا کون شخص افضل ہے؟

(۱) آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کا کھانا اور ہنسنا کم ہو (۲) اور اتنے لباس پر راضی ہو جائے جس سے ستر کو چھپالے۔

(۳) مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سَیِّدُ الْاَعْمَالِ اَلْجُوْعُ وَذُلُّ النَّفْسِ لِبَاسُ الصُّوْفِ ط یعنی اعمال کا سردار بھوک ہے اور نفس کی ذلت اونی لباس میں ہے۔

(۴) آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَلْفِکْرُ نِصْفُ الْعِبَادَةِ وَقِلَّةُ الطَّعَامِ هِیَ الْعِبَادَةِ ط یعنی غور فکر نصف عبادت ہے اور کم کھانا (مکمل) عبادت ہے۔

(۵) محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وہ شخص افضل ہوگا جو زیادہ دیر بھوکا رہتا ہے اور زیادہ برا وہ شخص ہے جو خوب سوتا ہے اور زیادہ کھاتا، پیتا ہے۔

(۶) آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھوکا رہنا پسند فرماتے تھے۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۸۳)

(۷) ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بے شک شیطان، انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے پس شیطان کے راستوں کو فَضَیِّقُوْا مَجَارِیَهٗ بِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ ط (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۱۵۶)

بھوک اور پیاس کے ذریعہ تنگ کردو۔

جنت کا دروازہ کھٹ کھٹاؤ بھوک اور پیاس سے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

سے سنا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَدِیْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ يُفْتَحُ لَكُمْ۔
یعنی جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاتے رہو تمہارے لئے کھول دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، ج:۳، ص:۸۱۳)
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہم کس طرح جنت کا دروازہ ہمیشہ کھٹکھٹائیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بھوک اور پیاس کے ذریعہ۔

آقا کریم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا یہ ٹکڑا کیسا ہے؟ تو سیدہ نے عرض کیا کہ میں نے ایک روٹی پکائی تھی تو میں نے آپ کے بغیر کھانا پسند نہیں کیا اس لئے یہ ٹکڑا آپ کے لئے لائی ہوں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے منہ میں جارہا ہے۔
(معجم کبیر طبرانی، ج:۱، ص:۲۵۹)

بھوک سے سوچ عظیم اور دل زندہ ہوتا ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَجَاعَ بَطْنَهٗ عَظُمَتْ فِكْرَتُهٗ وَفَطَنَتْ قَلْبُهٗ ؕ یعنی جو شخص اپنے پیٹ کو بھوکا رکھتا ہے اس کی سوچ عظیم اور اس کا دل ہوشیار ہو جاتا ہے۔
(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا
مَنْ شَبِعَ وَنَامَ قَسَا قَلْبُهٗ یعنی جو شخص سیر ہو کر کھائے اور سو جائے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے۔
(۳) اور پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْبَدَنِ الْجُوْعُ ۝
یعنی ہر چیز کی زکوۃ ہے اور بدن کی زکوۃ بھوک ہے۔ (ابن ماجہ، ص:۱۲۶، احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۹۲)
امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ کم کھانا غفلت کی نیند سے محفوظ رکھتا ہے۔ کم کھانے سے عبادت کرنے میں آسانی ہوتی ہے، کم کھانے سے بار بار پانی نہیں پینا پڑتا اور استنجا وغیرہ کے لئے بار بار نہیں جانا پڑتا اس لئے کم

کھانے میں نفع زیادہ ہے۔

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی جرجانی رضی اللہ عنہ کے پاس ستو دیکھے جنہیں وہ پھانک رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ ستو کیوں پھانک رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا خیال ہے کہ چبانے اور پھانکنے کے درمیان میں ستر تسبیحات کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں چبائی۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۹۶)

حضرات! کم کھانے سے بدن کی تندرستی برقرار رہتی ہے اور بیماریاں دور رہتی ہیں۔ اور بھوکا رہنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صُوْمُوْا تَصِحُّوْا ط یعنی روزہ رکھو صحت مند رہو۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۸۳)

اے ایمان والو! حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی سے غفلت اور گناہوں کی کثرت کا سبب آدمی کا پیٹ اور شرم گاہ ہے۔ اور شرمگاہ کی خواہش کی وجہ پیٹ کی خواہش ہے اور کم کھانے اور بھوکا رہنے سے یہ تمام باتیں ختم ہوجاتی ہیں اسی لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اَدِیْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ ط یعنی ہمیشہ جنت کا دروازہ بھوک کے ذریعہ کھٹکھٹاتے رہو۔

(صحیح بخاری، ج:۲، ص:۸۱۲، احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۹۹)

پیٹ بھر کے کھانا اصل بیماری ہے

آقا کریم، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْبِطْنَةُ اَصْلُ الدَّاءِ وَالْحِمْيَةُ اَصْلُ الدَّوَاءِ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۱۹۸)

یعنی شکم سیری (پیٹ بھر کے کھانا) اصل بیماری ہے اور پرہیز کرنا (شکم سیری) سے اصل دوائی ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۶ ﴾

جُمادی الآخرہ

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ج (پ۱۰-ع۱۲)

ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول، نائب صدیق اکبر، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفیٰ — عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصادقین سید المتقین — چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

آپ کا نام اور نسب: اے ایمان والو! حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ ہے۔ ابوبکر آپ کی کنیت اور صدیق وعتیق لقب ہے۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان اور والدہ محترمہ کا نام ام الخیر سلمیٰ ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں ہمارے حضور پرنور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے آپ واقعہ فیل کے تقریباً ڈھائی سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء عربی، ص۲۱)

حضرات : افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت زیادہ قیمت پر خرید کر آزاد فرمایا، کافروں کو اس پر حیرت ہوئی اور یہ کہنے لگے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا اس لئے کیا کہ ان پر بلال کا کوئی بڑا احسان ہوگا جو بڑی قیمت دے کر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى O الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى O وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى O اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى O وَلَسَوْفَ يَرْضٰى O (پ۳۰،ع۱۷)

ترجمہ: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا (دوزخ سے) جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے، صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! آیت مبارکہ میں ظاہر فرمایا گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ہی ان پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور بہت سے غلاموں کو خرید کر آزاد کرایا ہے۔

تمہید: ہمارے سرکار، مدینے کے تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوہ صفا سے دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے جس پاک قلب نے نور ایمان کو قبول کیا۔ اپنے دل کو اسلام کا، کاشانہ بنایا اور غلامیٔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلادہ اپنے گلے میں پہنا وہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ جس کی تعریف وتوصیف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں آیتیں نازل کی اور ان کی شان وعظمت میں خود نبی دوعالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے فضائل بیان فرمائے جس سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں ممتاز اور یگانہ نظر آتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے کلمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا یعنی سب سے پہلے مسلمان ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہے۔

شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؟ جن کے والد، بیٹا، پوتا صحابی ہوئے۔

کون صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؟ جن کے کردار وگفتار میں، اقوال وافعال میں اللہ تعالیٰ کے پیارے

نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مطابقت تھی۔ جس کی خلوت وجلوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی۔ جس کو حاصل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت اور صحابہ کرام کی امامت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یار غار تھا اور یار مزار بھی ہے۔

بیاں ہو کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا — ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا
لٹایا راہ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے — کہ لٹ لٹ کر حسن گھر بن گیا صدیق اکبر کا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار سابقین اولین میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مشہور محدث حضرت میمون بن مہران سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر پہلے اسلام لائے یا حضرت علی؟ تو انہوں نے جواب دیا:

وَاللّٰهِ لَقَدْ اٰمَنَ اَبُوْبَكْرٍ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ بُحَيْرٰى رَاهِبْ ۔ یعنی حضرت ابوبکر تو بحیری راہب کے زمانے ہی میں مسلمان ہو چکے تھے (اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔)

ابن عساکر نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَكْرٍ ۔ سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے (تاریخ الخلفاء، ص ۲۳)

بعض صحابہ کرام اور تابعین عظام نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ہیں اور کچھ حضرات نے یہ کہا کہ سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام میں داخل ہوئیں۔ ان تمام اقوال کی روشنی میں سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۲۶)

حضرت ابوبکر کا قبول اسلام: حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام تجارت کے لئے تشریف لے گئے، جب دن نے اپنی چادر نور کو سمیٹا، اجالوں کی جگہ اندھیروں نے اپنی کالی زلفوں کو کائنات پر وسیع وعریض کیا یعنی رات ہوگئی تو قافلہ ایک گرجا گھر کے قریب ٹھہر گیا۔ سب سو گئے حضرت ابوبکر بھی

محو خواب تھے کیا دیکھا کہ چاند میرے قریب آرہا ہے اور میں اسے اپنی گود میں لے رہا ہوں خواب سے بیدار ہوئے بحیرا گرجا گھر کے راہب سے خواب بیان کیا، بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر سے آپ کا نام پوچھا، آپ نے ابوبکر بتایا پھر راہب نے سوال کیا کہ آپ کا وطن کہاں ہے آپ نے فرمایا میرا وطن مکہ ہے پھر سوال کیا کہ آپ کا خاندان کون سا ہے آپ نے قریش بتایا تو بحیرا راہب کہنے لگا اگر آپ کا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے خاندان، قریش میں اور آپ کے وطن مکہ میں مبعوث ہوں گے اور آپ دنیا میں نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حیات ظاہری میں وزیر اور بعد وصال خلیفہ ہوں گے اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرمائیں گے تو غار ثور میں قیام کریں گے اس حال میں کہ تمہاری گود میں ان کا سر ہوگا۔

بحیرا راہب سے خواب کی تعبیر سننے کے بعد حضرت ابوبکر جب دارالحرم مکہ شریف پہونچے تو نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم مجھے کلمہ شریف پڑھایئے اور اسلام میں داخل کر لیجئے۔ کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ جو نبی و رسول ہوتا ہے اس کو معجزہ عطا کیا جاتا ہے کوئی معجزہ دکھادیں تاکہ ایمان مضبوط ہو اور قلب کو اطمینان نصیب ہو جائے۔ ہمارے آقا نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اے ابوبکر! ملک شام تجارت کی غرض سے گئے تھے، رات کو سوئے، خواب دیکھا۔ بحیرا راہب سے خواب بیان کیا راہب نے جو تعبیر بتائی وہ میرا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ (تلخیص نزہۃ المجالس، ص ۲۵۴)

اے ایمان والو! قربان جایئے نگاہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ تشریف فرما ہیں مکہ شریف میں اور ملک شام کے خواب کو بیان فرما رہے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

گویا ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سمجھانا اور بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارا امتی کہیں بھی ہو کسی بھی حال میں ہو، میری نظر میں ہے۔ وہ مجھ سے چھپا نہیں ہے میں اسے ہر حال میں دیکھتا ہوں۔

حضرت ابوبکر بغیر تردد ایمان لائے: محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن تیمی نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے کسی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے تردد کیا۔ علاوہ ابوبکر کے۔

جب میں نے ابوبکر پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کرلیا اور میرا ساتھ دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۲۷)

حضرت عمر کا ارشاد: اللہ کے دوست امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں۔ حضرت ابوبکر کے ایمان کو اور تمام زمین کے مومنوں کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۵۶)

حضرت مولیٰ علی کا ارشاد: اسد اللہ الغالب امیر المومنین حضرت مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جب اپنے ایمان کو چھپاتے تھے، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۲۵)

صدیق اکبر کی شان میں قرآن: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں، انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے اعلیٰ وافضل ہیں۔ بارگاہ خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں آپ کی مقبولیت ومحبوبیت کا یہ حال ہے کہ آپ کی شان میں بہت سی آیتیں نازل ہوئیں اور احادیث کریمہ میں آپ کا ذکر جمیل موجود ہے۔

آیت نمبرا: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ O (پ۱۰،ع۱۲)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! سورۂ توبہ کی یہ مقدس آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ غار ثور میں ہجرت کی رات ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی بھی رفیق غم گسار نہیں تھا۔ کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے۔

قرآں نے ان کو ثانی اثنین کہہ دیا
ثانی نہیں خدا کی قسم یار غار کا

قرآن سے صحابیت کا ثبوت: حضرات! آیت کریمہ "اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ" سے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ آپ کا صحابی رسول ہونا قطعی یقینی ہے۔

آپ صحابی ہوئے، صحابیت کا انکار قرآن پاک کا انکار ہوا اور یہ کفر ہے۔ انکار کرنے والا کافر ہوا۔ اب وہ لوگ یعنی رافضی، شیعہ، حضرات جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی نہیں مانتے اور تبرا بکتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں گویا قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں جس کی وجہ سے کافر ہوئے بلکہ بدترین کافر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ۝ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ۝ (پ۳۰، ع۱۷)

ترجمہ: اور بہت اس سے دور رکھا جائیگا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے۔ جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! علامہ ابن جوزی اور دوسرے محدثین و مفسرین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ سورۂ واللیل کی یہ آخری آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کمزور و نحیف غلاموں کو خرید کر آزاد فرما دیتے جو ایمان لانے کی وجہ سے کافروں کے ہاتھوں ستائے جاتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد گرامی حضرت ابوقحافہ نے فرمایا، بیٹا ابوبکر! تم ضعیف، کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو۔ اگر تم جوان اور بہادر غلاموں کو خریدتے اور آزاد کرتے تو وہ تمہارے مشکل وقت میں کام آتے اور تمہاری مدد کرتے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد گرامی کو جواب دیا کہ ابا جان۔ ان غلاموں کو خریدنا اور پھر آزاد کرنا یہ عمل دنیاوی کسی فائدے کے لئے نہیں کرتا ہوں بلکہ صرف اور صرف اپنے رب کریم کی خوشی کے لئے کرتا ہوں

اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے علم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سات غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا جن کو اسلام لانے کی وجہ سے ستایا جاتا تھا۔ اسی لئے آپ کی انہیں خدمتوں اور کارناموں پر سورۂ واللیل کی ان آیتوں کا نزول ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۲۸)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ ۝ (پ۲۸، ع۱۹)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اس آیت کریمہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یعنی صالح المومنین سے مراد امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء،۳۸)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (پ۲۳،ع۱)

ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لیکر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اس آیت مبارکہ کے بارے میں مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت یعنی وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیوں کہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر نے حضور کی رسالت و نبوت کی تصدیق فرمائی اور سب سے پہلے ایمان سے مشرف ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء،ص۳۷)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ط (پ۲۶،ع۱۴)

ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اس آیت کریمہ کے بارے میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت یعنی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اَتْقٰی یعنی سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ پرہیزگار ہوگا وہی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ عزت اور بزرگی والا ہوگا۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر کا لقب افضل البشر بعد الانبیاء ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یعنی افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۳،ع۶)

ترجمہ: وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر، ان کے لئے ان کا نیگ ہے۔ ان کے رب کے پاس، ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے، مسلمان ہوئے، محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جام نوش فرمایا اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے ایمان لانے کے بعد ساری دولت راہ خدا میں قربان کر دیئے۔ دس ہزار رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار چھپا کر، دس ہزار ظاہر کر کے۔ اس قربانی پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو حضرت صدیق اکبر کے حق میں نازل فرمایا۔ (خزائن العرفان، پ۳، رکوع ۶)

درود شریف:

حدیث شریف اور صدیق اکبر: اے ایمان والو! کتنے پیارے انداز سے خود اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و شوکت کو بیان کیا، اب آیئے کچھ احادیث شریفہ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہیں ملاحظہ فرمالیں تاکہ یار غار مصطفیٰ، عزو ناز خلافت حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت و محبت میں مزید برکت اور تقویت حاصل ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ کیا شان و عظمت ہے۔ محبوب مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں۔ اور ہمارے پیارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حدیث شریف میں بیان فرمایا۔

قرآں نے ان کو ثانی اثنین کہہ دیا
ثانی نہیں خدا کی قسم یار غار کا

درود شریف:

حدیث شریف: ہمارے آقا، کونین کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَاخَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَنَا عِنْدَہٗ یَدًا یُکَافِئُہُ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ وَ لَوْکُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۵۵)

یعنی جس کا بھی احسان مجھ پر تھا میں نے اس کے احسان کا بدلہ دیدیا۔ سوائے ابو بکر کے کہ میں نے ابو بکر کے احسان کا بدلہ نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ ابو بکر کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جو ابو بکر کے مال نے فائدہ پہونچایا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا لیکن میں اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوں۔

حدیث شریف: ہمارے سرکار، احمد مختار، حبیب پروردگار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے ارشاد فرمایا: اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ۔

یعنی اے ابوبکر! سن لو کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)

حدیث شریف: نبی رحمت، شفیع امت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ (ترمذی، ج:۲، ص:۲۰۷، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۴)

یعنی کسی آدمی کے مال نے مجھ کو وہ فائدہ نہیں پہونچایا، جو فائدہ ابوبکر کے مال نے پہونچایا ہے۔

حدیث شریف: ہم غریبوں کے سہارے، پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ یعنی اے ابوبکر غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ رہوگے (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۰۸)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر

حدیث شریف: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب علیل ہوئے اور بیماری بڑھتی گئی تو ہمارے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیک والک وسلم میرے باپ بہت نرم دل کے ہیں وہ آپ کی جگہ نماز نہ پڑھا سکیں گے، پھر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی ابوبکر صدیق اکبر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم میرے باپ نرم دل کے ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھا سکیں گے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ناراض ہوکر تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ابوبکر کو حکم دو کہ میری جگہ پر لوگوں کو نماز پڑھائیں، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلے پر یعنی حضور کی جگہ کھڑے ہوکر امامت فرمائی یعنی لوگوں کو نماز پڑھائی اور کئی دن تک نماز پڑھاتے رہے۔

(بخاری شریف، ج:۱، ص:۹۱، مسلم شریف: ج:۱، ص:۱۷۸، ترمذی، ج:۲، ص:۲۰۸)

بخاری شریف، مسلم شریف کی یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید، حضرت عبداللہ ابن زمعہ و حضرت مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی

ہے، اور بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کو متواتر بتایا ہے اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو خلافت اور امامت کے لئے چُن لیا ہے۔

سایۂ مصطفٰے مایۂ اصطفٰے — عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت تمام امت پر واجب ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَشُکْرُہٗ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ اُمَّتِیْ ٥

یعنی ابو بکر سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا تمام امت پر واجب ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۴۰)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب عتیق کیوں پڑا

حدیث شریف: مرادِ مصطفٰی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور پُر نور، مصطفٰی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ ٥ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۲۰۸)

یعنی تو اللہ کی جانب سے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا گیا۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق کا لقب عتیق ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات جو تاروں سے جگمگا رہی تھی، سارا آسمان تاروں سے بھرا تھا، میرے بستر پر ماہتاب نبوت، مصطفٰی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ گر تھے، میں نے دربار کرم میں معروضہ پیش کیا یعنی سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آسمان میں جتنے تارے ہیں اتنی نیکیاں کیا آپ کے کسی صحابی کی ہیں، زبان رحمت کھلی، میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا، ہاں عمر فاروق کی نیکیاں اتنی ہیں یعنی آسمان میں جتنے تارے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا کہ ابوبکر یعنی میرے باپ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق کی تمام زندگی کی نیکیاں ابوبکر یعنی تمہارے باپ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۰)

درود شریف:

اے ایمان والو! کیسی پیاری حدیث شریف آپ حضرات نے سُنی، یقیناً ایمان کو تازگی میسر آئی ہوگی کہ کیسی شان وشوکت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی کے صلے میں عطا فرمایا ہے۔

عرض یہ کرنا ہے کہ سرکار کے غلام حضرت ابوبکر صدیق کی ایک نیکی کا جب یہ عالم ہے تو پوری حیات طیبہ کی تمام نیکیوں کا عالم کیا ہوگا۔ اور پھر دوسرا عرض یہ کرنا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیاں اس شان کی ہیں تو آقا ومولیٰ سرکار مدینہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیکیوں کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

اور تیسرا عرض یہ ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ نبوت سے امتی کے نامہ اعمال میں کتنی نیکیاں ہیں وہ سب چھپی نہیں ہیں۔ نگاہ نبوت میں آسمان کے تاروں کی تعداد بھی ہے اور امتی کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی تعداد بھی۔ جبھی تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔

گویا نگاہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حضرت عمر بھی ہیں اور آپ کی نیکیوں کی تعداد بھی اور آسمان کے تاروں کی تعداد کا علم بھی بلکہ ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ زمین ہو کہ آسمان، فرش ہو کہ عرش، خاکی ہوں یا قدسی، تمام مخلوقات کا علم ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار کی نظر میں مثل ہتھیلی ہے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

انگوٹھی پر نام مبارک: ایک مرتبہ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا اس پر کسی نقاش سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھوالاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگوٹھی لے لی اور نقاش کو جا کر فرمایا کہ اس انگوٹھی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ دے جب وہ انگوٹھی آپ نے بارگاہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کی تو اس پر لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَبُوْبَکْر صِدِّیْق۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا، یہ دونا موں کی زیادتی کیسی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ آقا آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا ہے کیونکہ میری محبت نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ رب کے نام اور آپ کے نام میں جدائی ہو۔ لیکن میرا نام میں نے نہیں لکھوایا ہے، ادھر سدرہ کے مکیں حضرت جبرئیل امیں بارگاہ کرم میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا اِسْمُ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَتَبْتُهُ اَنَا لِاَنَّهٗ مَارَضِیَ اَنْ یُّفَرِّقَ اِسْمَکَ عَنْ اِسْمِ اللّٰهِ فَمَارَضِیَ اللّٰهُ اَنْ یُّفَرِّقَ اِسْمَهٗ عَنْ اِسْمِکَ (تفسیر کبیر، ج:۱، ص:۸۷)

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام میں نے لکھا ہے۔ کیونکہ صدیق اکبر اس پر راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے جدا ہو تو خدائے تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق اکبر کا نام محبوب کے نام سے جدا ہو۔

پیارے نبی کی تین پیاری چیزیں: ہمارے پیارے نبی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں۔ جیسا کہ ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ ٥ یعنی مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اول خوشبو، دوم عورت، سوم نماز جو میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ (نسائی شریف، ج:۲، ص:۷۷)

پہلی پسندیدہ چیز خوشبو: اے ایمان والو! ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَرُدُّوا الطِّیْبَ یعنی خوشبو کے تحفہ کو لوٹایا مت کرو۔

(مستطرف، کنزالعمال، ج:۶، ص:۲۸۵)

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے خوشبو استعمال کرنا سنت ہے۔

ہمارے سرکار، انبیاء کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک سے جو پسینہ شریف نکلتا، وہ مشک وعنبر سے بھی زیادہ خوشبودار ہوا کرتا تھا۔ آپ کے جسم مبارک سے ایسی پیاری خوشبو اور مہک نکلتی تھی کہ جس راہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ہو جاتا وہ راستے خوشبو سے مہکنے لگتے تھے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

درود شریف:

حدیث شریف: صحابی مصطفےٰ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے گھر آرام فرماتے تھے اور جسم اقدس سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ میری والدہ حضرت ام سلیم حضور کے مبارک پسینہ کو ایک بوتل میں جمع کرنے لگیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چشم رحمت کھولا اور ارشاد فرمایا۔ اے ام سلیم! تم میرے پسینہ کو کیا کروگی۔ ام سلیم نے عرض کیا۔ **نَجْعَلُهُ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ اَطْیَبُ الطِّیْبِ** یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی الک وسلم ہم اس کو اپنی خوشبو یعنی عطر میں ملائیں گے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۵۷، مشکوۃ شریف، ص:۵۱۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پسینہ شریف ملا ہوا ہے۔ (بخاری شریف، جلد۲، ص......)

اے ایمان والو: جب ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے پسینے سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس طرح محبت فرماتے تھے تو پسینہ والے نبی سے محبت کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

اور سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے

جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

دوسری پسندیدہ چیز عورت: **اے ایمان والو!** ہمارے آقا، رحمت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک میں بے شمار حکمتیں جلوہ گر ہیں چند حکمتیں بیان کررہا ہوں پوری توجہ سے سماعت فرمائیں۔

پہلی حکمت: ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ** ۔ مجھے پسند ہیں تمہاری دنیا کی تین چیزیں۔ صرف دنیا نہ فرمایا بلکہ تمہاری دنیا فرمایا۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل دنیا کوئی اور ہے اور وہ قرب رب تعالیٰ ہے۔ جو صرف نور ہی نور کی دنیا ہے۔

درود شریف:

دوسری حکمت: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری دنیا کی مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ پہلی خوشبو، دوسری عورت ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے کہ ہمارے سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو پسند فرمایا۔

عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ زمانہ یاد کریں جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جلوہ گری نہیں ہوئی تھی تو عورتوں کا کیا مقام تھا۔ بیوہ عورتیں منحوس سمجھی جاتی تھیں اور لڑکیاں پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دی جاتی تھیں۔

معاشرے میں عورت کو ذلت اور نفرت سے دیکھا جاتا تھا۔ عورتیں درد و کرب میں مبتلا تھیں اور روتی تھیں، آہ و بکا کرتی تھیں، کسی رحمت والے، کرم والے، دردمند، مصیبت دور کرنے والے، مسیحا، مشکل کشا کو تلاش کر رہی تھیں، آواز دیتی رہتی تھیں۔ پکارتی رہتی تھیں، مگر ظلم و جبر کے اندھیرے اتنے گہرے اور موٹے تھے اور ہر جانب سے مسلط تھے کہ درد و کرب کی ماری عورت کی آواز پر کوئی لبیک کہنے والا نہ تھا۔ شرق سے غرب تک، شمال سے جنوب تک، ظالموں کا، چوروں کا، حرام کاروں کا راج تھا۔ صرف سوچو، سمجھو، غور کرو کہ عورتوں کے لئے کیسا نازک دور تھا، کتنا بھیانک زمانہ تھا۔ کیسے اندھیرے تھے۔ ظلم حد سے آگے گزر چکا تھا۔ قدرت کو جلال آ ہی گیا۔

مشیت کو اپنے بندوں پر پیار آ ہی گیا۔ باب رحمت کھلا ایک نور نے نور مجسم کو مبعوث کیا۔ اجالے پھیلے، عرش سے فرش تک نور کی کرن پھوٹی۔ عبداللہ کے گھر سے آمنہ طیبہ کی گود سے، اندھیرے منہ چھپانے لگے، ظلم دم توڑنے لگا، جہالت روپوش ہوئی، نور رحمت کی صبح ہوئی۔ ہر سو زمانے میں نور ہی نور تھا۔ چمک ہی چمک تھی، روشنی ہی روشنی تھی

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

آسمان سے زمین تک خیرات بٹنے لگی، نور کے صدقے لٹنے لگے۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

ناریوں کا دور تھا، دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

یعنی ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فضل رحمٰن بن کر، رحمت تمام بن کر، بے کسوں کے کس، بے یاروں کے یار بن کر مشکل کشا، معین و مددگار، شفیع روز شمار، احمد مختار بن کر، جلوہ گر ہوئے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا، تجھے حمد ہے خدایا

عورتوں کو جینے کا حق اور عزت کا مقام دیا۔ بیواؤں کو منحوس کی بجائے مبارک فرمایا اور بیوہ کی خدمت کو نیکی بنا دیا۔ لڑکیوں کو زندہ در گور ہونے سے بچا کر زندگی کا شعور عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا بچیاں گاڑنے کے لئے نہیں، پالنے کے لئے ہیں۔ ان کی پرورش پر جنت کی بشارت دی اور فرمایا جنت ماں کے قدم کے نیچے ہے۔

اب ظاہر و باہر ہو گیا کہ ہمارے حضور سراپا نور احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے زمانے کا حال کیا تھا اور عورتوں کا مقام کیا تھا۔ ظلم کی چکی میں پسنے والی عورت کو ظلم سے چھڑایا کس نے؟ بیوہ عورت کو منحوسیت کی لعنت سے بچایا کس نے؟ زندہ بچی کو زمین میں گڑنے سے بچایا کس نے؟ روتی، بلکتی، سسکتی عورت کو عزت و عظمت کے ساتھ مسکرانے کی تبسم ریز حیات تر زندگی کس نے عطا کی۔ وہ ذات گرامی کون ہیں؟ تو وہ نور کا پیکر، رحمت تمام، مجسم کرم، ہمارے پیارے نبی پیارے رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں ‏ اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود ‏ ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حضرات! وہ لوگ جاہل بھی ہیں اور ظالم بھی، جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو ان کا حق نہیں دیا وہ مذہب اسلام ہے اور پیغمبر اسلام ہیں جنہوں نے ہر عورت کو اس کا مکمل حق دلایا ہے اگر بچی لڑکی ہے تو اس کا حق، بہن ہے تو اس کا حق، ماں ہے تو اس کا حق، بیوی ہے تو اس کا حق، سارے حقوق کی حفاظت بھی کی اور دلایا بھی۔

درود شریف:

تیسری پسندیدہ چیز نماز: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تیسری پسندیدہ چیز نماز ہے۔ ہمارے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ** ۔یعنی میرے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ (کنز العمال، ج:۷، ص:۱۱۷)

اور آقا و مولیٰ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، **اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْن**

یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان رحمت سے ارشاد پاک سنا تو عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ سچ فرمایا آپ نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلٰثٌ۔ کہ مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔

اول: اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارکہ کا دیدار کرنا۔

دوم: وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا مال قربان کرنا۔

سوم: وَاَنْ یَّكُوْنَ اِبْنَتِیْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یعنی میری بیٹی عائشہ صدیقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ (منبہات تصنیف علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سبحان اللہ! سبحان اللہ!! عشق ہو تو ایسا محبت ہو تو ایسی کہ جاں نثار نبی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر محبوب تمنا عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہے۔ تینوں محبوب تمنائیں ایسی ہیں جس سے محبت رسول کا جام چھلکتا نظر آرہا ہے۔

گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا اور سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ مومن کی ہر آرزو اور تمنا میں عشق نبی جلوہ گر ہونا چاہئے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

پھر بھی عاشق مصطفیٰ، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جی نہیں بھرا۔ دل کی پیاس باقی ہے۔ فرماتے ہیں

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

حضرت ابوبکر کے بچپن کا واقعہ: حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بُت پرستی نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پندرہ سال کے ہوئے تو آپ نے بُتوں کو توڑ ڈالا یعنی بُت شکنی فرمائی۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب تنزیہ المکانۃ الحیدریہ ص ۱۳ پر رقم طراز ہیں کہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بُت خانہ لے گئے اور بتوں کی طرف اشارہ فرما کر حضرت ابوبکر سے کہا: ھٰذِہٖ اٰلِھَتُکَ الشُّمُّ الْعُلٰی فَاسْجُدْ لَھَا یہ تمہارے بزرگ خدا ہیں ان کو سجدہ کرو۔ باپ نے یہ کہا اور چلے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مبرم کی طرح بُت کے سامنے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دے مگر بُت کچھ نہ بولا پھر آپ نے فرمایا: اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسِنِیْ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا دے۔ بُت کچھ نہ بولا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر فرمایا، میں تجھ کو پتھر مارتا ہوں فَاِنْ کُنْتَ اِلٰھًا فَامْنَعْ نَفْسَکَ اگر تو معبود ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ پتھر بُت ہی بنا رہا۔ آپ نے پوری طاقت سے اس بُت کو پتھر مارا تو وہ جھوٹا خدا پتھر کا بنا ہوا منہ کے بل گر پڑا۔ اسی اثناء میں آپ کے والد گرامی تشریف لے آئے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر فرمانے لگے۔ میرے بیٹے تم نے یہ کیا کیا، آپ نے فرمایا وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے والد گرامی آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور سارا واقعہ سنایا۔ والدہ نے فرمایا اس بچے کو اس کے حال پر رہنے دو۔ کچھ نہ کہو۔ جس رات یہ بچہ پیدا ہوا۔ میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا، ایک غیبی آواز آرہی تھی۔ یَا اَمَةَ اللّٰہِ عَلَی التَّحْقِیْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُہٗ فِی السَّمَآءِ الصِّدِّیْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِیْقٌ۔ یعنی اے اللہ کی سچی بندی، تجھے مژدہ ہو اس عتیق بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور یہ سچا بچہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دوست اور رفیق ہے۔

(رواہ القاضی ابوالحسین احمد بن محمد الزبیدی بسندہ فی معالی الفرش الی عوالی العرش)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

پہلا جمعہ..................................دوسرا بیان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ۱۰۔ع۱۲)

ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دور جاہلیت میں بھی خاندان قریش کے بڑے معظم اور مکرم شخصیت مانے اور جانے جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان میں صاحب دولت تھے۔ حضرت ابوبکر باوقار اور صاحب احسان ومروت تھے۔ گم شدہ کی تلاش اور مہمانوں کی خوب تواضع، خاطر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر قریش کے ان گیارہ اشخاص میں ہیں جن کو دور جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں، شرف و بزرگی حاصل رہی ہے۔

حضرت ابوبکر دور جاہلیت میں، خون بہا اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ فرمایا کرتے تھے جو اس زمانے کا بہت ہی بڑا اعزاز کا منصب تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی، ایک مرتبہ کی بات ہے مجمع ہے صحابہ کرام کا۔ سوال کیا گیا حضرت ابوبکر سے کہ آپ نے دور جاہلیت میں کبھی شراب نوشی کو پسند فرمایا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ سوال ہوا کیوں نہیں پی؟ تو آپ نے فرمایا کُنْتُ اَصُوْنُ عِرْضِیْ وَاَحْفَظُ مُرُوَّتِیْ یعنی میں اپنی شرافت وعزت اور مروت کی حفاظت کرتا تھا اس لئے کہ جو شراب پیتا ہے اس کی عزت وشرافت اور مروت تباہ وبرباد ہوجاتی ہے۔ اس بات کو جب پیارے نبی، ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سنا تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۳۲)

حضرت ابوبکر کی تبلیغ کا اثر: یارِ غار نبی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُر خلوص کوشش اور اچھی تبلیغ سے حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبیدہ بن جراح جیسے بہت سے جید حضرات مسلمان اور صاحب ایمان ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۲)

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ اگر آج بھی ہم پُر خلوص کوشش کریں اور اچھی نصیحت سے کام لیں یقیناً اثر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے ہم سب کو خلوص کی دولت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حضرت ابوبکر بے مثل عالم اور خطا سے پاک: محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم لاجواب تھا، آپ بے مثل عالم اور بالاتفاق، اعلم الصحابہ یعنی جماعت صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے، حافظ قرآن کے ساتھ فن قرأت میں ماہر تھے۔ علم الانساب، تعبیر خواب اور خطبات کی فصاحت و بلاغت میں بے نظیر، آپ کی ذات بابرکت تھی۔ درمیان صحابہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا، چاہے کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو، آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ آپ حدیث شریف سناتے اور مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا۔ لوگوں کے قلوب مطمئن ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شان کے صاحب الرائے تھے کہ ایک صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنانے کا ارادہ فرمایا تو ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وغیرہم صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کی۔ تو ہم غریبوں کے آقا ہم فقیروں کی ثروت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، معاذ بن جبل تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ نہیں کہ ابوبکر خطا کریں۔ (طبرانی، تاریخ الخلفاء، ص:۳۳)

درود شریف:

حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس معراج کی رات کی صبح، دشمن رسول ابوجہل اور اس کے ساتھی مشرکین آئے اور کہنے لگے کہ ابوبکر آپ کو کچھ خبر ہے؟ آپ کے صاحب، آپ کے دوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کہ رات کو بیت المقدس آسمان، عرش وغیرہ کی سیر کو گیا اور رات ہی

میں آسمانوں وغیرہ کی سیر کر کے واپس بھی آ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کیا واقعی وہ ایسا فرما رہے ہیں؟ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَاُ صَدِّقُہٗ بِاَبْعَدَ مِنْ ذٰلِکَ (تاریخ الخلفاء، ص:۲۳)

یعنی اگر وہ اس سے بھی زیادہ بعید اور بڑی بات کی خبر دیں گے تو بیشک میں اس کی بھی تصدیق کروں گا۔

کس شان کا ایمان تھا حضرت ابو بکر کا: بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ابا جان آپ پر میرا ایک احسان ہے اور وہ یہ ہے کہ غزوۂ بدر میں آپ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ابو جہل اور کفار کے ساتھ تھا۔ لڑائی ہو رہی تھی۔ سر کٹ کٹ کے گر رہے تھے اور کئی مرتبہ آپ میری تلوار کے زد میں آ گئے لیکن آپ کو میں نے باپ ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا، یہ احسان ہے آپ پر میرا۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش ایمانی کے ساتھ ارشاد فرمایا: **لَوْ اَهْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ** یعنی اے میرے بیٹے عبدالرحمٰن سن لو اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو قسم خدا کی، میں تم کو بیٹا سمجھ کر نہیں چھوڑتا بلکہ اس وقت اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن سمجھ کر تم کو قتل کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء،۳۴)

کیا خوب فرمایا۔ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

درود شریف:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا وہ اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ کفار و مشرکین تکلیف نہ دیں جب مسلمانوں کی تعداد اڑتیس ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمیں اسلام کی تبلیغ علی الاعلان کرنا چاہئے۔ نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے پیارے صدیق۔ ابھی ہم

تعداد کے لحاظ سے تھوڑے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار اصرار کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا اور سارے صحابہ کو لیکر مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ یعنی تقریر شروع کیا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اسلام لائے۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشرافت مکہ والوں میں مسلم تھی اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرہ لہولہان ہو گیا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ بنو تیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ لوگ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زدوکوب کے بعد بچ سکیں گے۔ آپ کے قبیلہ کے لوگ مسجد حرام میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حادثہ میں انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے کیوں کہ اسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔

شام تک آپ بیہوش رہے اور جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس بات پر لوگوں نے آپ کو بہت ملامت کی کہ انہیں کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بے ہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہیں کا نام لیا اور ان کا نام کیوں نہ لیتے اس لئے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر اور یاد ہی تو مومن کی شان اور ایمان کی جان ہے۔ عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

کچھ لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب جان بچ جائے گی۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے، پینے کا کچھ انتظام کر دیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کچھ کھانے پینے کا سامان لیکر آئیں اور آپ کو کھانے کے لئے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاکر معلوم کرو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ وہ اپنے بیٹے کی بیقراری کو دور کرنے کے لئے ام جمیل کے پاس گئیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔

وہ بھی اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں انہوں نے ٹال دیا، اور کوئی صحیح جواب نہیں دیا اور کہا کہ اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں چلو۔ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر برداشت نہ کرسکیں اور رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی پوچھا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی والدہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو۔ تو ام جمیل نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخیرو عافیت ہیں آپ نے فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ حضرت ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا قسم ہے اللہ واحد ذوالجلال کی میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نہ کرلوں گا۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادیگی وہ آگ لگائی ہے

اور فرمایا:

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جان تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

آپ کی والدہ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ کچھ کھا پی لیں مگر آپ نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہ کرلوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ تو آپ کی والدہ نے لوگوں کی آمد و رفت کے بند ہوجانے کا انتظار کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو دیکھ کر پھر تکلیف دے۔ جب رات زیادہ گزر گئی اور لوگوں کا آنا جانا بند ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ محترمہ لیکر سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہونچیں۔ عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب

اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹ کر خوب روئے اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اشکبار ہو گئے حتیٰ کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہوگئی اور سب رو پڑے۔ (تاریخ الخلفاء،۳۵)

اسی گریہ وزاری ومحبت کے ماحول میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کریم، رؤف ورحیم، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عنایت میں عرض کیا کہ آقا میری ماں مجھ سے بڑی محبت فرماتی ہیں۔ آپ میری والدہ کے حق میں دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ایمان کی دولت سے مالا مال فرمادے اور جہنم سے نجات دیدے اور جنت کا حقدار بنادے۔ جان ایمان، مالک جنت، اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آپ کی والدہ کی طرف نگاہ نبوت ورحمت سے دیکھنا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ نے کلمہ پڑھا اور ایمان وصحابیت سے مشرف ہوگئیں۔ (حیاۃ الصحابہ اردو والبدایہ والنہایہ)

خوب فرمایا میرے آقا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہونچیں گے
اتنا تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

کل مال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان: حدیث شریف کی دو مشہور کتاب ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف میں ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک دن ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور اتفاق سے اس وقت میرے پاس بہت مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیکی میں آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لئے ممکن ہوگا تو وہ دن آج کا دن ہوگا۔ میں بہت زیادہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر ان سے نیکی میں آگے بڑھ جاؤں گا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کل دولت کا آدھا مال لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔

مَاأَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ یعنی اپنے گھر والوں کے لئے تم نے کتنا چھوڑا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ دیا ہے پھر حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا ساری دولت، کل سرمایہ حتی کہ کھانے پکانے کا برتن، کپڑا سلنے کی سوئی، پہننے کا کپڑا بھی سامان میں شامل فرمالیا اور پھٹا پرانا کمبل اپنے جسم اقدس پر اوڑھ لیا اور بٹن کی جگہ ببول کا کانٹا لگالیا۔ اور اسی شان کے ساتھ سب کا سب مال لے کر اسی لباس میں اپنے آقا کریم پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں شرف حضوری سے مشرف ہوئے۔ پھر اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور وہ بھی پھٹے پرانے کمبل اوڑھے ہوئے اور بٹن کی جگہ ببول کا کانٹا لگائے ہوئے تھے۔ ہمارے آقا کریم سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا اے سدرہ کے مکین جبرئیل امین! آج میں تم کو کس لباس میں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے محبوب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سے آپ کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس لباس کو پہن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں ہر فرشتہ کو حکم دیدیا ہے کہ تم اسی لباس کو پہن لو جس لباس میں میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نظر آرہے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۰، نزہۃ المجالس)

بہر کیف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عاشق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ یعنی اے ابوبکر۔ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ **فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ** (تاریخ الخلفاء، ص: ۳۰)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ گھر والوں کے لئے اللہ ورسول کو چھوڑ آیا ہوں۔

پروانے کو چراغ، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

درود شریف:

حضرات! اب تھوڑی دیر ٹھہر جائیے ایک نکتہ عرض کرتا چلوں غور سے سنئے۔

آج ہمارا مخالف بدعقیدہ کہتا ہے۔ نبی ایک ہیں ہر جگہ کیسے ہو سکتے ہیں سنی مسلمان کہتے ہیں۔ ہماری محفلوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آتے ہیں، ہم جہاں یاد کریں، ہمارے نبی جلوہ فرما ہوتے ہیں۔

بددین کہتا ہے جب نبی ایک ہیں تو ہر جگہ کیسے موجود ہو سکتے ہیں۔

تو بددین وہابی، دیوبندی، تبلیغی سے کہو اور اس سے پوچھو کہ ہمارے سرکار نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کہا تھا کہ اللہ ورسول کو گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھو کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو آپ کے پاس صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما ہیں۔ وہ اور کون رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ جن کو آپ گھر والوں کے لئے چھوڑ آئے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان پکارے گا اور جواب دے گا کہ میرے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ایک ہیں مگر ان کا جلوہ ہر جگہ ہے۔

اسی کو عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

اور اُستاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

طور پر ہی نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

اے ایمان والو! یاد رکھو! مومن جلوۂ حضور دیکھتا ہے منافق کو دکھائی نہیں دیتا۔

ابوجہل کو جلوۂ محبوب خدا کبھی بھی نظر نہیں آیا۔ اور عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل صحابہ میں بھی جلوہ یار دیکھتے ہیں اور گھر میں بھی جلوہ محبوب خدا کا نظارہ کرتے ہیں۔

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

حدیث شریف: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قُلْتُ لَا اَسْبَقُهٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا ۔ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کسی چیز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)

آپ کی بہادری: علامہ بزار رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو سب لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے برابر سے لڑتا ہوں، پھر کیسے میں سب سے زیادہ بہادر ہوا۔ تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے آپ ہی بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بہادر۔ دلیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تاکہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اس میں آرام فرمائیں اور گرد وغبار اور دھوپ سے محفوظ رہیں تو ہم لوگوں نے آپس میں کہا کہ لڑائی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کون رہے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن آپ پر حملہ کردے۔

فَوَاللّٰهِ مَادَنَامِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْبَكْرٍ یعنی خدا کی قسم اس کام کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی آگے نہیں بڑھا۔ آپ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے پھر کسی دشمن کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہو سکی اور اگر کسی دشمن کو آتا دیکھتے تو اس پر جھپٹ پڑتے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہم لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۵)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز کافروں نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم خدا کی کہ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب نہیں گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا اور انہیں دھکے دے دے کے پیچھے ہٹایا اور فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم ایسی ذات کو ستاتے ہو، مارتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا معبود، پروردگار صرف اللہ ہے اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ۲۸)

شب ہجرت: مسلمانوں پر قریش کے ظلم وستم کا سلسلہ اتنا آگے بڑھ چکا تھا کہ مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، چنانچہ صحابہ کی ایک جماعت حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی، باقی کچھ لوگ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہلے چلے گئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں چند مسلمان رہ گئے تھے تو قریش مکہ نے کہا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کر دینے کا اچھا موقع ہے۔ مشورے کے لئے دارالندوہ میں دشمنان اسلام جمع ہوئے سب نے اپنا اپنا مشورہ پیش کیا۔ آخر طے یہ پایا کہ ہر قبیلہ سے ایک جوان کو تیار کیا جائے۔ یہ سب جوان بہادر ننگی شمشیر لیکر رات کی تاریکی میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کاشانۂ نبوت کو گھیر لیں اور جب صبح ہوگی آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائیں تو یہ سب قریش کے نوجوان بہادر ایک ساتھ مل کر ان پر حملہ کر دیں۔ اس تدبیر کا فائدہ یہ ہوگا کہ جس قتل میں تمام قبیلے شامل ہوں گے اس کا بدلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبیلہ نہ لے سکے گا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھی، ماننے والے لے سکیں گے۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق قریش کے نوجوانوں نے ننگی تلواروں کے ساتھ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا۔ اور ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دشمنان اسلام کی سازشوں

سے خبردار فرمایا اور حکم دیا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر آپ مدینہ تشریف لے جائیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس رات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور فرمایا علی! فلاں، فلاں کی امانت ہے اسے دیکر تم بھی مدینہ آجانا اور خود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ دشمنان اسلام گھات میں تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلیں گے تو ہم اپنا کام کرلیں گے یعنی قتل کردیں گے۔

لیکن اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورہ یٰس فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَایُبْصِرُوْنَ ۝ تک تلاوت فرمائی اور دست مبارک میں مٹی لی اور ان کے سروں پر پھینک دی۔ اور ان کے بیچ سے تشریف لے گئے مگر کوئی کافر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ دیکھ سکا۔

ایک نکتہ: آج کل ہمارا مخالف یہ کہتا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں۔ حیات ہیں تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتے تو میرا جواب یہ ہے کہ تم کو تو اس وقت بھی نظر نہ آئے جب شب ہجرت تمہارے پاس سے گزرے تو اب چودہ سو برس کے بعد کیسے دیکھو گے۔ سرکار کا دیدار تو مومنوں کا حصہ ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

درود شریف:

حضرات! میرے سرکار دونوں عالم کے مالک ومختار مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاشانہ رحمت سے نکلے لیکن کوئی کافر آپ کو نہ دیکھ سکا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں مطلع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ آقا۔ کیا میرا بھی ساتھ ہوگا؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں ابوبکر! تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے۔ یہ پیغام ہجرت سن کر فرط محبت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کچھ تیاری کی گئی۔ پھر نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مکہ سے چلے، غار ثور کی طرف سفر شروع تھا۔ غار ثور مکہ سے تین میل دور جنوب کی جانب ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھی۔ غار ثور پر چڑھنے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چڑھائی بہت لمبی ہے راستہ دشوار ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے کندھے پر

سوار ہو جائیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر تردد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے مبارک پر سوار ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے مبارک پر اس انداز سے تشریف فرما ہوئے کہ دونوں پائے اقدس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے سے چپٹے ہوئے تھے گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کندھا رحل تھا اور بولتا قرآن اس رحل پر رکھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سرکار پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں پائے اقدس سینے سے چمٹائے ہوئے تھے اور کبھی داہنے پیر کو چومتے اور کبھی بائیں پیر کا بوسہ دیتے۔ عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

دو عالم سے کرتی بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرات! عالم محبت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو کیسی گزری۔ کیا حال تھا؟ تو جواب ملے گا۔ نہ پوچھو کیا حال تھا۔ نور کی برسات تھی۔ کرم کا سماں تھا۔ اتنی لمبی چڑھائی مکمل کیسے ہوئی کچھ پتہ نہ چلا۔ ہم اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لیکر غار ثور تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، آقا! آپ ذرا ٹھہریں تاکہ غار کو صاف کرلوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اسے صاف کیا اور جتنے سوراخ تھے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ کپڑا ختم ہو گیا ایک سوراخ باقی رہ گیا اس سوراخ پر اپنے پیر کا انگوٹھا رکھ دیا، تاکہ کوئی جانور سانپ وغیرہ اندر نہ آنے پائے۔ اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ فِيْ حُجْرِهٖ وَنَامَ۔

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اندر تشریف لائیے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ (مشکوٰۃ شریف ٥٥٦)

صبح ہوئی تو لوگوں نے کیا دیکھا کہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بستر سے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُٹھ رہے ہیں۔ حیران و پریشان ہو کر پوچھا کہ اے علی! تمہارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہاں گئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا جاگ کر پہرہ تم لوگ دے رہے تھے اور میں رات بھر بڑے آرام سے سوتا رہا۔ پھر مجھ سے پوچھتے ہو کہ آقا کہاں گئے۔ دشمنان اسلام پریشان ہیں کہ کہاں گئے۔

اسی اثناء میں غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا بن دیا اور کبوتر نے انڈا دیا۔ ادھر کفار مکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے دہانے تک پہونچ گئے ان کے قدموں کی آہٹ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مضطرب اور پریشان ہوئے عرض کیا۔ آقا! دشمن غار کے پاس کھڑے ہیں اگر یہ لوگ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو ہم کو یہ لوگ دیکھ لیں گے۔ تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَاظَنُّکَ یَا اَبَابَکْرٍ بِاِثْنَیْنِ اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا اے ابوبکر! ان دونوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ ہے۔ (بخاری شریف، جلد ۲، ص: ۶۷۲)

دشمنان اسلام غار کے اردگرد گھومتے رہے، چکر لگاتے رہے مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جان ہیں، جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گرد غار پھرتے ہیں

درود شریف:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی پر جان قربان کی

حضرات! ایک عمر رسیدہ سانپ ہزاروں برس سے اسی غار کے پاس رہتا تھا۔ اس سانپ نے سن رکھا تھا کہ اسی غار میں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بوقت ہجرت قیام فرمائیں گے تو میں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ آج وقت ہے زیارت کا، مگر دیدار کے لئے آنے کا راستہ بند ہے، بہت کوشش کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر ہٹادیں راستہ مل جائے اور دیدار ہو جائے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کب ایک زہریلے سانپ کو اپنے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے پاس آنے کی اجازت دیں گے۔ آخر کار سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈس لیا اور زہر سارے بدن میں سرایت کر گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ پُرانا زہریلا سانپ ہے اس کے زہر کا اثر بہت ہی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام میں خلل نہ ہونے پائے اس لئے اپنی جان کو جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر خطرے میں ڈالنا گوارہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ سانپ کے زہر میں مارنے کی صلاحیت ہے تو ہمارے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شفاء دینے اور جلانے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

اسی کو تو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ

درود شریف:

فَلُدِغَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ رِجْلِهٖ مِنَ الْحُجَرِ وَلَمْ یَتَحَرَّکْ مَخَافَةَ اَنْ یُّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ شریف،۵۵۶)

ترجمہ: ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سوراخ سے ڈسا گیا، آپ نے بالکل جنبش نہ کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاگ جائیں گے، پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے۔

یعنی سانپ نے ڈسنا شروع کیا، آپ نے تکلیف کو برداشت کیا اور اپنی جگہ سے بھی حرکت نہ کی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام میں خلل نہ پیدا ہو جائے۔ سانپ کا زہر آپ کے پورے جسم میں حلول کر چکا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، کوئی روتا ہے اس کے آنسوز مین پر گرتے ہیں، کسی کے آنسو دامن میں ٹپکتے ہیں، کسی کے آنسو آستین پہ پڑتے ہیں مگر اے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ تو بہت قیمتی ہیں مگر آپ کے آنسو بھی قیمتی ہیں آپ کی آنکھوں کے آنسو گرے اور چہرۂ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پڑ گئے۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آنکھوں کو کھولا اور فرمایا مَالَکَ یَااَبَابَکْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

اے ابوبکر کیا ہوا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگا دیا زہر ختم ہو گیا۔ شفا مل گئی (زرقانی، جلد ۱، ص ۳۸۹، مشکوٰۃ، ص:۵۵۶)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
اور حفظ جان تو اصل فروض غرر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اس کام پر مامور کیا تھا کہ تم دن کے وقت لوگوں کی باتیں سنو کہ وہ ہمارے بارے میں کیا کہتے ہیں اور جب رات ہو جائے ہمارے پاس آکر ان باتوں سے مطلع کرو؟ عامر بن فہرکو حکم دیا کہ دن کے وقت میں بکریاں چراؤ اور رات کے وقت بکریوں کو غار کے پاس لے آؤ جس سے تازہ دودھ حاصل ہو جائے اور اپنی بیٹی اسماء کو کھانا لانے پر متعین فرمایا کہ خاموشی سے یہ تینوں حضرات اپنے اپنے کام انجام دیں۔ (ابن ہشام، جلد ا، ص ۱۷۲)

چوتھے دن ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عاشق، یار غار کے ساتھ مدینہ شریف کی طرف کوچ فرمایا، ادھر دشمن تلاش کرتے رہے، مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پا سکے تو مجبور ہو کر یہ اعلان کیا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے اسے سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔ انعام کے لالچ میں عرب کا بہادر نوجوان جس کا نام سراقہ بن مالک ہے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تلاش میں مدینہ کی جانب نکل پڑا۔ سراقہ بن مالک گھوڑا دوڑا اتا رہا آخر کار سرکار کے قریب پہونچ چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو آتے ہوئے دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سراقہ آرہا ہے تو ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یَـا اَبَـا بَـکْرٍ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ اے ابوبکر! غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ مگر سراقہ بن مالک دو تین نیزوں کے برابر قریب آچکا تھا۔ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے ہیں کہ سراقہ کی نیت صحیح نہیں ہے۔ اپنی خادمہ زمین کو حکم صادر فرمایا: یَـا اَرْضُ خُـذِیْـهِ اے زمین! سراقہ کو پکڑ لے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ذیشان سننا تھا کہ گھوڑا ٹخنوں تک دھنستا ہوا زمین میں چلا گیا۔

عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جب سراقہ بن مالک نے یہ ماجرا دیکھا کہ آئے تھے گرفتار کرنے اور خود ہی گرفتار ہو گئے تو معافی کا طلبگار ہوا، میرے رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: یَـا اَرْضُ اُتْـرُکِیْـهِ اے زمین سراقہ کو چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی ہی دور سراقہ گیا تھا کہ پھر نیت خراب ہوگئی، پھر پلٹا اور مالک ارض وسماء کے قریب ہوا پھر سرکار کا حکم جاری ہوا یَـا اَرْضُ خُـذِیْهِ اے زمین سراقہ کو پکڑ لے۔

اب سراقہ بن مالک کا گھوڑا گھٹنوں تک دھنستا ہوا زمین میں چلا گیا، سراقہ پریشان ہوا اور شرمندہ بھی۔ آخر معافی کا طالب ہوا۔ میرے آقا، رحمت تمام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر سراقہ کو معاف فرما دیا۔

ارشاد ہوا۔ یَا اَرْضُ اُتْرُکِیْہِ اے زمین سراقہ بن مالک کو چھوڑ دے۔

اشارہ پانا تھا کہ زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا۔ اب سراقہ مکہ کی طرف چلا، کچھ دور پہونچا پھر نیت بدلی، شیطان نے اپنے چال میں لیا کہ ایک بار اور کوشش کرو ہوسکتا ہے کامیاب ہو جاؤ۔ سرکار کو گرفتار کرنے کی نیت سے سراقہ بن مالک پھر پلٹا، قریب ہوا، آقا کا حکم پھر جاری ہوا۔ یَا اَرْضُ خُذِیْہِ اے زمین سراقہ کو پکڑے لے۔ اب کی مرتبہ سراقہ کا گھوڑا کمر تک دھنستا ہوا زمین میں چلا گیا۔ آخر سراقہ بن مالک سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ ایک بار کی بات نہیں ہے بلکہ تین مرتبہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حکم ہوتا ہے اور زمین عمل کرتی نظر آتی ہے تو جس کا حکم زمین پر نافذ ہے۔ سنی سنائی نہیں بلکہ دیکھی ہوئی بات ہے وہ یقیناً سچے ہیں اور ان کا دین سچا ہے۔ اب سراقہ بن مالک کا دل بدل چکا ہے۔ نفرت کی جگہ محبت اور کفر کے اندھیروں کی جگہ اسلام کا اجالا نظر آنے لگا ہے۔ گھوڑے سے نیچے اترے، ادب سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ ہمارے سرکار رحمت پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سراقہ بن مالک کے ہاتھ میں، میں کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری، ج:۱،ص:۵۵۴،۵۵۵)

چنانچہ مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ فتح ہوا، جہاں بے شمار خزانے، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات حاصل ہوئے اور مدینہ طیبہ میں لائے گئے اور بیت المال میں جمع ہوئے۔ انھیں خزانوں میں ایران کے بادشاہ کسریٰ کا کنگن جو سونے کا تھا، وہ کنگن بھی تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کے کنگن کو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک پورا ہوا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۲،ص:۱۱۳)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

دوسرا جمعہ.. پہلا بیان

خلافتِ صدیقی

احادیث نبویہ کی روشنی میں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط (پ ۱۸، ع ۱۳)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں رہے تو ہر وقت کفار و مشرکین کی طرف سے اذیت اور تکلیف کا سامنا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد مشرکین کے حملوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک صحابی نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی ہم پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہم امن واطمینان سے رہ سکیں۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا ان کے ہاتھوں سے دنیا میں دین اسلام کو قائم فرمائے گا۔ کفار و مشرکین کا خوف اس وقت مسلمانوں کو

مرعوب نہ کرسکے گا اور مسلمان امن واطمینان کے ساتھ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ چاروں خلفاء کے مبارک زمانہ میں پورا ہوا۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی خلافت کے حق اور صحیح ہونے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔ (تفسیر مدارک، خازن، ابن کثیر)

آیت کریمہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۤئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ۶، ع۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا، وہ لوگ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! مفسرین کرام اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد جب کچھ لوگ اسلام سے پھر گئے یعنی مرتد ہوگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب ہی نے مرتدوں سے جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد جب عرب کے لوگ دین سے پھر گئے یعنی مرتد ہوگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے قتال فرمایا تو اس زمانہ میں ہم لوگ یعنی صحابہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت کریمہ (جو اوپر ذکر کی گئی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسی لئے حضرت ابن ابی حاتم، ابن تیمیہ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ برحق ہونے پر ایک بڑی دلیل ہے اور اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کا محبوب ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے تمام ساتھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ (تفسیر مدارک، خازن، مظہری، تاریخ الخلفاء، ص ۶۱، نورالابصار، ص ۱۸۵)

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفیٰ

عزوناز خلافت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں ایک عورت کسی کام کے لئے حاضر ہوئی، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا، پھر کسی وقت آنا۔ اس عورت نے عرض کیا اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ وصال فرما جائیں تو پھر میں کیا کروں۔ پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اے خاتون اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر صدیق کے پاس چلی جانا۔ (بخاری شریف، جلد۱، مسلم شریف، جلد۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں واضح اشارہ ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث دلیل ہے ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ برحق ہونے پر۔ (الاستیعاب، جلد۲، ص ۲۳۹)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

حدیث شریف: اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔ ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ترمذی، المستدرک، امام حاکم، جلد۳، ص ۷۵)

امام حاکم نیشاپوری اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے بعد صدقات کس کے حوالے کریں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ابوبکر کو دینا۔ (فتح الباری، جلد۷، ص ۲۳، المستدرک، جلد۳، ص ۷۷)

رسول اللہ کے وصال کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے

نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ، جانشین کون بنے گا۔ حدیث کی مشہور کتاب بیہقی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملے کو حل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جمع ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ بہت سے صحابہ موجود تھے۔ سب سے پہلے ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی شخص کو کہیں کا حاکم مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملے میں بھی ایک شخص

مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصاری میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔ ان حضرات کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مہاجرین میں سے تھے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ پہلے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معاون ومددگار رہے۔ اب اسی طرح خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مددگار رہیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا آپ ہمارے حاکم اور خلیفہ ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اور پھر تمام انصار ومہاجرین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔

اس کے بعد مسجد نبوی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور مجمع پر ایک نگاہ ڈالی تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں تھے۔ فرمایا ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہیں اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خاص صحابی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے، یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اے خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ فکر نہ کریں یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ نے بھی بیعت کر لی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع کو دیکھا تو اس میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود نہیں تھے۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا جائے جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں میری مدد کریں گے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اے خلیفہ رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کچھ بھی فکر نہ کریں۔ یہ کہکر اٹھے اور بیعت کر لی۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنِ الَّذِىْ يُؤَخِّرُکَ۔ یعنی حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھا دیا ہے تو پھر کون آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج۲،ص ۱۸۷)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد تھا کہ جب رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کا امام بنادیا ہے تو اب ہمارے خلیفہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

درودشریف:

امامت کا واقعہ سنہ ۱۰ھ میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آخری حج ادا فرمایا اس موقعہ پر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ عرفات کے میدان میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک شاندار خطبہ دیا جو اسلام کے جملہ اخلاقی وروحانی نظام کا مجموعہ تھا۔ آخر میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا۔ کیا میں نے آپ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پہونچا دیئے ہیں؟ جملہ صحابہ نے عرض کیا کہ بیشک آپ نے سارے احکام پہونچا دیئے ہیں اسی دن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (پ۶، ع۵)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنزالایمان)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو تمام صحابہ بڑے خوش ہوئے کہ ہمارا دین مکمل ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر نعمت کو پوری فرمادی اور ہمارے لئے دین اسلام پسند فرمایا سب خوش تھے مگر خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا آقا! آپ دین مکمل کرنے اور نعمتوں کو پوری کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اب دین مکمل ہوگیا اور نعمت پوری کردی گئی یعنی اس کا مطلب ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب ہمارے درمیان نہیں رہیں گے۔ اسی لئے میں رو رہا ہوں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم سے جدا ہو جائیں گے۔

آیت مبارکہ کا مطلب کسی نے نہیں سمجھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے۔

اسی طرح ایک دن زمانہ علالت میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کو پسند کرے یا آخرت کو۔ لیکن اس نے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کو پسند کرلیا۔

اس فرمان ذی شان کو سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود اپنا ذکر فرما رہے ہیں۔ زاروقطار رونے لگے یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر ہم اور ہماری اولاد قربان ہوں، کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہ سکیں گے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمان سے سمجھ گئے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم سے جدا ہورہے ہیں۔

حدیث شریف: ابن زمعہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب علیل ہوئے تو ایام علالت میں فرمایا۔ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاس ۔ ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کونماز پڑھائیں۔ (بخاری، جلد ا،ص:۹۴،طبقات ابن سعد، جلد ۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میرے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقیق القلب انسان ہیں جب وہ مصلیٰ خالی دیکھیں گے اور آپ کو نہ پائیں گے تو برداشت نہیں کرسکتے، رونے لگیں گے تو نماز کیا پڑھائیں گے اس لئے آپ حضرت عمر کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے تاکہ وہ لوگوں کونماز پڑھائیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا، لَا، لَا، یَابَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ یُصَلِّی بِالنَّاسِ اَبُوْبَکْرٍ یعنی نہیں نہیں نہیں اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان ابوبکر ہی سے راضی ہیں وہی لوگوں کونماز پڑھائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۴۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال والے دن فجر کی نماز پڑھارہے تھے۔ شدید بیماری اور نقاہت کے سبب تین دن ہو چکا تھا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف نہیں لائے تھے کہ اچانک حجرہ شریف کا دروازہ کھلا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پردہ اُٹھایا۔ سرکار اعلیٰ حضرت عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اٹھادو پردہ دکھادو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہورہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پردہ اٹھایا۔ فَنَظَرَ اِلَیْنَا فَتَبَسَّمَ ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ اس وقت آپ کا رُخ انور کھلے قرآن کے ورق کی طرح لگتا تھا۔ آپ کے چہرے سے زیادہ خوبصورت ہم نے کسی کا چہرہ نہیں دیکھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ کونماز کی حالت میں دیکھا۔ اور مسکرائے تو صحابہ بھی حالت نماز میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ زیارت کی عجیب وغریب حالت تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹ گئے۔ کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ عجیب سماں تھا قبلہ سے چہرہ ہٹا کر، قبلہ کے قبلہ پیارے نبی کو دیکھنے لگے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ناراض نہ ہوئے، ڈانٹا نہیں، پھٹکارا نہیں کہ اے صحابہ نماز کی حالت میں ہو اور مجھے دیکھ رہے ہو۔ بلکہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا: اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ یعنی تم اپنی نماز پوری کرلو۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پردہ گرادیا اور حجرے میں تشریف لے گئے اور صحابہ نے اپنی نماز پوری کی۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۹۳)

اسی دن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وصال فرمایا۔ (مسلم شریف، جلد۱، ص۱۷۹)

۱) **توضیح:** ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سامنے تمام صحابہ کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصلے پر کھڑا کر کے گویا یہ اعلان فرمادیا کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق ہیں

۲) **توضیح:** معراج کی شب مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام کی صف میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے افضل تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام نبیوں کا امام بنایا اور تمام صحابہ کی صف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل تھے۔ اس لئے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنایا۔ کیوں کہ امام افضل کو بنایا جاتا ہے۔

درود شریف:

۳) **توضیح:** وصال محبوب اور ابوبکر صدیق: ۱۲ ربیع الاول شریف بروز دوشنبہ ۱۱ھ کو ہمارے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام سخ میں تھے خبر پاتے ہی حاضر ہوئے اور حجرۂ عائشہ صدیقہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک منقش یمنی چادر اوڑھے آرام فرما ہیں۔ رُخ انور سے چادر کو ہٹایا اور جھک کر پیشانی مبارک کا بوسہ لیا پھر عرض کیا۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی میں بھی پاک اور صاف تھے اور موت کے بعد بھی پاک وصاف ہیں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی قسم! اللہ اللہ آپ کو ہرگز دو موتیں نہ دے گا وہ موت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر کی تھی وہ تو آپ کو آہی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرے سے باہر تشریف لائے، کیا دیکھا کہ لوگ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جدائی کے صدمے سے نڈھال ہیں ہر طرف حزن وملال کا عالم ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیوانگی، وارفتگی اور کرب وبے چینی کا یہ عالم تھا کہ ننگی تلوار لئے ہوئے اعلان کر رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوگئی اس کو میں قتل کردوں گا ایسے نازک وقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات تھی جو اسلام کے لئے سپر بن کر سامنے آئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جامع اور مؤثر تقریر فرمائی۔

اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّایَمُوْتُ ○

یعنی اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انتقال کر گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○ (پ۴،ر۶)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔ (کنز الایمان)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے یہ آیت سن کر لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بے قراری جاتی رہی آیت کریمہ کے حقیقی مفہوم سے لوگ واقف ہوئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قسم! یوں لگا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاوت سے پہلے لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ (بخاری شریف، ج۱، ص۵۱۹)

حضرات! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باثر تقریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنی ذات پر کس قدر قابو تھا اور ان کو مصائب و تکالیف کا مقابلہ کرنے کی کتنی زبردست قوت حاصل تھی۔ اپنی جان سے زیادہ عزیز اور محبوب ذات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کا قدم نہ لڑکھڑایا بلکہ آپ ثابت قدم رہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اپنے آپ کو ہی نہ سنبھالا بلکہ تمام صحابہ کرام کو حوصلہ اور ہمت عطا کی اور جب بھی اسلام پر سخت وقت آیا تو آپ کی ذات اسلام کے لئے سہارا بنی۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفیٰ

عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

۴) **توضیح:** اے ایمان والو! یہ معمولی بات نہیں ہے۔ ایمان کا معاملہ ہے۔ آج ہمارا مخالف وہابی، دیوبندی کہتا ہے اور لکھ کر چھاپتا بھی ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال آنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یعنی ٹوٹ جاتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: وہابیوں، دیوبندیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ نماز میں حضور اکرم کا خیال لانا، اپنے گدھے اور بیل کے خیال لانے سے بدتر ہے۔ یعنی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (صراط مستقیم،ص:۸۶)

حضرات! کیسی کھلی عداوت اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دشمنی ہے۔ اب بھی نہ پہچانو گے تو کب پہچانو گے۔ انکی نماز، ان کا روزہ، ان کی داڑھی، ان کی زکوۃ، ان کا حج نہ دیکھئے بلکہ، ان کا عقیدہ جو ان کی کتابوں میں ہے اسے دیکھئے اور بغور پڑھئے اور ان سے اپنے ایمان وعقیدہ کو بچائیے۔

حضرات! صحابۂ کرام کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے کہ

عین حالت نماز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سرکار مکی ومدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کی اور عین حالت نماز میں اپنے چہروں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف پھیر لیا اور دیدار کر رہے تھے اور کمال ایمان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلیٰ چھوڑ دیا اور پیچھے آ گئے اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدا بھاتی صورت تکنے لگے۔

وہ حسن ہے اے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

کیوں دید کے مشتاق نہ ہوں حضرت یوسف
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمہارا

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب چہرہ کرنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب و تعظیم میں امامت کا مصلیٰ چھوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکنا۔ اتنا سب کچھ ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نماز میں نہ آئے کیا ممکن ہے؟ ہرگز ممکن نہیں۔ بلا شک وشبہ یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نماز میں آیا اور یقیناً آیا تو اب؟ حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نماز ہوئی یا نہیں۔

بدعقیدہ وہابی جواب دے۔ لیکن قیامت تو آسکتی ہے مگر بدعقیدے جواب نہیں دے سکتے

اس لئے وہابیوں کو توبہ کر کے محبوب خدا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مجرم کی حیثیت سے عرض کرنا چاہئے۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم!

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

اور مرنے سے پہلے توبہ کر لینا چاہئے ورنہ موت کے بعد کچھ حاصل نہ ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانگیں گے قیامت میں اگر مان گیا

خطبۂ خلافت: جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیا اور سارے مسلمانوں نے آپ سے بیعت کر لی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر تمام صحابہ کے بیچ خطبہ دیا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے ہرگز امیر بننے کی خواہش نہیں تھی۔ میں تمہارا حاکم اور خلیفہ بنایا گیا ہوں۔ اگر میں نیک کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں برا کام کروں تو تم سب مجھے منع کرنا اور روکنا۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ تمہارا کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے۔ جب تک اس کا حق اس کو نہ دلا دوں اور تمہارا قوی آدمی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک اس کے ذمہ جو حق ہے حق والوں کو نہ دلا دوں اور جو قوم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد ترک کر دیتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ ذلت وخواری مسلط فرما دیتا ہے اور جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بلائیں اور عذاب نازل فرما دیتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کروں اور جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نافرمانی کرنے لگوں تو تم میری اطاعت ترک کر دینا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۵۲)

لشکر اُسامہ کی روانگی: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے اور منصب خلافت سنبھالا تو بڑے بڑے مشکل مسائل سامنے تھے، فوراً مدعیان نبوت، مرتدین اور منکرین زکوٰۃ سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ منکرین زکوٰۃ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے گردونواح میں جمع ہونے لگے مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اگر یہ مشکلات پہاڑ پر ڈال دیئے جاتے تو مضبوط پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن تدبیر اور صبر واستقلال سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا اور ان کا حل تلاش کیا۔ لشکر اسامہ جس کو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عہد مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر سترہ سال کی تھی اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لشکر کا امیر بنایا تھا ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہونچا اور مدینہ منورہ کے پاس ذی خشب ہی میں تھا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا

وصال ہو گیا۔ وصال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خبر سن کر اطراف مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہوئے اور خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زور دیکر کہنے لگے کہ آپ لشکر اسامہ کو واپس بلالیں اس وقت لشکر اسامہ کو روانہ کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ مدینہ منورہ کے قرب وجوار کے بہت سے عرب قبیلے کثیر تعداد میں مرتد ہو گئے ہیں اور لشکر اسامہ ملک شام بھیج دیا جائے؟

یہ وقت اسلام کے لئے نازک ترین تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال سے کفار ومرتدین کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑ گئی تھی۔ منافقین کا خیال تھا کہ اب کھیل کھیلنے کا وقت آ گیا ہے۔ کمزور ایمان والے دین سے پھر گئے تھے مسلمان بہت بڑے صدمہ سے نڈھال تھے۔ دل ٹوٹ رہے تھے بے سروسامانی کا عالم تھا جس کی مثال دنیا کی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ کھانا، پینا برا معلوم ہوتا ہے زندگی ایک ناگوار مصیبت نظر آتی ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ کو نظم سنبھالنا تھا۔ دین کو سنبھالنا، مسلمانوں کی حفاظت کرنا، ارتداد کے سیلاب کو روکنا کتنا دشوار تھا، آسان نہ تھا۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس بلانا اور مرضی مبارک کے خلاف جرأت کرنا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سراپا صدق کا رابطہ نیاز مندی گوارا نہ کرتا تھا اور اس کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے۔ اس پر صحابہ کرام کا اصرار کہ لشکر اسامہ کو واپس بلا لیا جائے اور خود حضرت اسامہ کا لوٹ کر آنا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنا کہ عرب کے قبیلے آمادۂ جنگ اور درپئے تخریب اسلام ہیں۔ اور کار آزما بہادر میرے لشکر میں ہیں۔ انہیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلاور مردان جنگ سے خالی کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اور مشکلات تھیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ہرگز مستقل نہ رہتا اور مصائب وافکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالت مبہوت کر ڈالتی مگر اللہ اکبر! حضرت ابو بکر صدیق کے پائے ثبات کو ذرہ برابر لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال میں ایک شمہ فرق نہ آیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر پرندے میری بوٹیاں نوچ کھائیں تو مجھے یہ گوارا ہے مگر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی مبارک میں اپنی رائے کو دخل دینا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس بلانا گوارا نہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۵۶)

یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسی حالت میں آپ نے لشکر اسامہ کو روانہ فرمادیا۔ اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت اور لیاقت اور کمال دلیری وجواں مردی کے علاوہ توکل صادق اور محبت

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بھی پتہ چلتا ہے اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد خلافت وجانشینی کی اعلیٰ قابلیت واہلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی تھی لشکر اسامہ روانہ ہوا اور جو قبیلے مرتد ہونے کے لئے تیار تھے اور یہ سمجھ گئے تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اسلام کا شیرازہ بکھر جائے گا اور اسلام کی سطوت وشوکت باقی نہ رہے گی انہوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوگیا۔ اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہوگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں اسلام کے لئے ایسا زبردست نظم فرمادیا ہے جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہوسکتا اور وہ ایسے غم واندوہ کے وقت میں بھی اسلام کی تبلیغ واشاعت اور اس کے سامنے اقوام عالم کو سرنگوں کرنے کے لئے ایک مشہور وزبردست قوم پر فوج کشی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا اور اس میں قوت باقی نہ رہے گی بلکہ ابھی صبر کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ یہ لشکر اسامہ کس شان سے واپس ہوتا ہے۔ فضل الٰہی اور اعانت خداوندی سے اسامہ کا لشکر ظفر پیکر فتحیاب ہوا۔ رومیوں کو ہزیمت وشکست ہوئی۔ جب یہ فاتح لشکر واپس آیا اس وقت وہ تمام قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر صدق دل کے ساتھ قائم ہوگئے۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے اختلاف فرما رہے تھے اپنی فکر کی خطا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت کے معترف ہوگئے۔ (سوانح کربلا، ص......)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر نہ ہوئے ہوتے تو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت باقی نہ رہ جاتی۔ اسی طرح آپ نے قسم کے ساتھ تین بار فرمایا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا اے ابوہریرہ! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کا امیر مقرر کرکے شام کی طرف روانہ فرمایا اور وہ ابھی ذی خشب مقام پر تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ اس خبر کو سن کر اطراف مدینہ کے عرب مرتد ہوگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات پر زور دیا کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو واپس بلالیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَوْ جَرَّتِ الْكِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَارَدَدْتُ جَيْشًا وَجَّهَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روانہ فرمایا ہے۔ اور نہ میں اس پرچم کو سرنگوں ہونے دوں گا جس کو میرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لہرایا ہے۔ یہ فرما کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا۔ لشکر کے سردار حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار تھے اور مسلمانوں کے امیر و خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل ساتھ چل رہے تھے۔ امیر لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ سوار ہو جائیں یا میں سواری سے اتر جاؤں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا، میں اس وقت پیدل اس لئے چل رہا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیر پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کرلوں۔ کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے بدلہ میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں۔ (طبری، جلد۲، ص ۴۶۳)

اثنائے راہ میں حضرت اسامہ سے کہا۔ اچھا ہوتا اگر تم عمر بن خطاب کو میرے پاس چھوڑ جاتے حضرت اسامہ نے اجازت دی۔

خلیفہ اول کا خطاب لشکر اسامہ سے: اے لشکر کے جوانو! ان باتوں کو یاد رکھنا۔ خیانت نہ کرنا۔ نفاق نہ برتنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا، نہ جلانا۔ پھل دار درخت کو نہ کاٹنا۔ بے ضرورت گائے، بکری، اونٹ کو ذبح نہ کرنا۔ اس کے علاوہ بھی نصیحت فرمائی۔ (طبری، ج۱، ص ۴۶۳)

اور اسامہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا وہ روانہ ہوئے تو مرتد قبیلے دہشت زدہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روم کی حکومت کے حد میں داخل ہو گئے طرفین میں جنگ ہوئی (کافروں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ و طفیل مسلمانوں کو فتح و ظفر سے سرفراز فرمایا) مسلمانوں کا لشکر فتحیاب ہو کر واپس ہوا تو اس طرح اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۱)

اے ایمان والو! حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عشق اور محبت دیکھنا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں دیکھو! کہ تمام صحابہ بضد ہیں، بار بار اصرار کر رہے ہیں کہ لشکر اسامہ بلا لیا جائے۔ ابھی مشکل وقت ہے مدینہ منورہ میں ضرورت ہے لیکن غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا تو عاشق صادق اس لشکر کو واپس کیسے بلا سکتا ہے۔ آقائے کائنات کے بلند کئے ہوئے جھنڈے کو سرنگوں ہوتا ہوا کیسے دیکھ سکتا ہے۔ یہ محبت رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طاقت وقوت تھی جس نے اسلام کا بول بالا کر دیا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے ﷺ

مانعین زکوٰۃ سے جہاد: ہمارے سردار، دو عالم کے مالک ومختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پردہ فرمانا تھا کہ کفر وارتداد نے خوب کھیل کھیلا۔ کچھ لوگ وہ تھے جو مکمل اسلام کے منکر ہو کر کافر ومرتد ہو گئے اور کچھ لوگ ایسے تھے جو اسلام کے کچھ احکام پر عمل کرتے تھے اور کچھ احکام کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ جب کہ زکوٰۃ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کا منکر بھی مرتد ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کے منکرین سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے ان سے عرض کیا کہ اس مشکل وقت میں منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! جو شخص ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ایک رسی یا بکری کا ایک بچہ بھی، زکوٰۃ دیا کرتا تھا اور اب دینے سے انکار کرے گا تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۵۱)

حضرات! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو ساتھ لیا اور منکرین زکوٰۃ کی طرف کوچ کیا مگر منکرین زکوٰۃ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر آپ واپس تشریف لے آئے۔ انہوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر جگہ فتح ونصرت عطا فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خاص کر، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے فیصلے کو صحیح ہونے کا اعتراف کیا اور عرض کرنے لگے کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کیا وہ حق ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت زکوٰۃ کے منکروں سے جنگ کر کے ان کو شکست دے کر ان کی کمر توڑ دی۔ اگر اس وقت ان کو چھوٹ دیدی جاتی تو پھر کچھ لوگ نماز کے منکر پیدا ہو جاتے اور بعض لوگ روزہ سے بھی انکار ہو جاتے تو اسلام میں رہ کیا جاتا اس طرح اسلام فنا ہو جاتا اور مٹ جاتا۔ مگر لاکھوں کروڑوں

سلام و رحمت ہو پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پر جن کی بے پناہ کوششوں اور اخلاص سے لبریز قربانیوں نے اسلام کی کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا۔

اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خوں ہے رواں چار یار کا

ایک جھوٹ بات: آج کل کچھ لوگ بہت زور لگا کر شدومد سے کہتے ہیں کہ مکہ، مدینہ، عرب میں کافر نہیں ہوں گے تو ان سے پوچھا جائے کہ زکوۃ کا انکار کرنے والے، اسلام سے پھر کر کافر و مرتد ہونے والے، جن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے جہاد کیا۔ جنگ کی۔ کیا وہ لوگ دیوبند یا بھوپال یا سہارنپور یا ہندوستان کے رہنے والے تھے بلکہ سارے منکرین زکوۃ اور کافر و مرتد ہونے والے مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ بہر حال عرب کے رہنے والے تھے تو یہ کہنا کہ عرب میں کافر نہیں ہوں گے۔ کتنی جھوٹ بات ہے۔ (الامان والحفیظ)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

دوسرا جمعہ..دوسرا بیان

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

وصال اور کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (پ۱۰-ع۱۲)

ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کی اصل وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف ہے۔ بس محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جدائی کے غم میں بیمار ہو گئے۔ اور اسی بیماری میں وصال فرمایا۔ (شواہد النبوۃ ۲۶۳)

آپ کی وصیت: آپ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: میرے پاس بیت المال کی ایک اونٹنی اور ایک پیالہ ہے ان دونوں چیزوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیت المال میں جمع کرا دینا اور جو وظیفہ کا روپیہ میں بیت المال سے لیتا تھا۔ ایک زمین ہے میری اسے بیچ کر، بیت المال سے لیا ہوا روپیہ سب لوٹا دیا جائے۔ آپ کے حکم کے مطابق اونٹنی۔ پیالہ اور وظیفے کی رقم بیت المال میں جمع کر دی گئی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور کہا اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے اور وہ بعد والے خلیفہ کو سخت مشقت میں ڈال گئے۔ (شواہد النبوہ، ص ۲۶۲)

دیدار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رات کے آخری حصے میں محوخواب تھا کہ میرے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے سلام فرمایا اور مصافحہ سے مشرف فرمایا اور اپنا نورانی ہاتھ میرے سینے پر رکھا جس سے میرا اضطراب دور ہو گیا۔

پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر صدیق! رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں تم سے ملنے کا شوق بہت ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا تم میرے پاس آجاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں بہت رویا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز سن کر گھر والے بھی رونے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ آپ جسے چاہیں خلیفہ مقرر فرمادیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ مقرر کردیا ہے جو صادق وقوی اور زمین وآسمان میں نیک ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے سلام کیا۔ پھر حضرت جبرائیل اور میکائل علیہم السلام نے سلام کیا اور کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آسمانوں میں صدیق، زمینوں میں صدیق، انسانوں میں صدیق، فرشتوں میں صدیق ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ میرے رُخسار پر آنسو بہہ رہے تھے اور میرے گھر والے میرے سرہانے کھڑے ہو کر رو رہے تھے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۲۶۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام کو بلا کر مشورہ فرمایا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا:

وصال مبارک: محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مکمل زندگی اسلام کی خدمت اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بسر کی اور جب خلافت کی ذمہ داریاں آپ کو سُپرد کی گئیں تو ان کو بھی اس طرح نبھایا کہ آنے والی نسلوں کے لئے مینارۂ نور ثابت ہوئیں۔

واقدی اور حاکم میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ، دوشنبہ مبارکہ کے دن غسل فرمایا اس دن سردی بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے آپ کو بخار آگیا اور پندرہ دن تک آپ بیمار رہے۔

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کا وقت جب قریب آیا، تو انہوں نے مجھے بلایا اور اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا۔ اے علی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میرا وصال ہو جائے یعنی میری روح میرے جسم سے نکل جائے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا، جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غسل دیا تھا۔ پھر خوشبو لگانا اور مجھے روضۂ اقدس کے

سامنے لے جانا یعنی میرا جنازہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حجرے کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کا ابو بکر یار غار، رفیق مزار بھی بننا چاہتا ہے یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کا صدیق آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر حجرۂ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا اور اگر دروازہ نہ کھلے تو مسلمانوں کے قبرستان (جنت البقیع) میں دفن کر دینا۔ (واقدی، حاکم)

ایک عقیدے کی بات: اے ایمان والو! محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتنا پیارا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ جانتے اور مانتے تھے اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور اگر زندہ نہ مانتے تو وصیت سن کر کہہ دیتے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا تو وصال ہو گیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو پردہ فرما چکے۔ میں کس سے جا کر آپ کی عرض پیش کروں۔ گویا صدیق و علی اور تمام صحابہ کا یہ ایمان و عقیدہ تھا کہ بعد وصال بھی ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور امتی کی فریاد سنتے ہیں۔ خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

اور فرماتے ہیں:

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

درود شریف:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے پوچھا! میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ گویا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا تھی کہ کفن میں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اتباع ہو اور دفن بھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی سے کیا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ تین کپڑوں میں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے دونوں کپڑے دھو دو۔ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ تھے اور ایک کپڑا نیا میرے لئے خرید لو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔ ابا جان! آپ خلیفۂ رسول اور نائب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ آپ کو اچھا کفن ملنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ! مرنے والے آدمی کی بہ نسبت زندہ آدمی کپڑے کا زیادہ مستحق ہے۔ دو سال تین ماہ کے قریب خلافت کی نازک ترین ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن (تاریخ الخلفاء، ص ۱۴۸)

بیاں ہوں کس زبان سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہیں یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا
الٰہی رحم فرما خادم صدیق اکبر ہوں
تیری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

حضرات! وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ (۶۳) سال تھی، شب سہ شنبہ (منگل کی رات) ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۴۸)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل اور کفن دیا گیا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال تھی۔ محبوب مصطفیٰ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک وصال کے وقت ترسٹھ سال تھی۔ جس چار پائی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسد نور اٹھایا گیا۔ اسی چار پائی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھایا گیا۔ (تاریخ طبری)

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ
ایسے صدیق نبوت پہ لاکھوں سلام
جس کا ہر ہر عمل ادائے مصطفیٰ
ایسے یار نبوت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے دروازہ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (وصیت کے مطابق) میں آگے بڑھا۔

فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ یَّسْتَاْذِنُ فَرَاَیْتُ الْبَابَ قَدْ فُتِحَ فَسَمِعْتُ قَائِلًا یَّقُوْلُ اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَى الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَى الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ (خصائص الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۸۱)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ابوبکر آپ سے یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا (روضۂ اقدس) کا دروازہ کھل گیا اور آواز آئی۔ حبیب کو حبیب کے پاس داخل کردو بے شک حبیب، حبیب کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ روضۂ اقدس سے جو آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس داخل کردو۔ محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔ اس آواز کو تمام حاضرین حتیٰ کہ مسجد میں موجود تمام لوگوں نے سنی۔ (شواہد النبوۃ، ص۲۶۳)

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفےٰ
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ
ایسے یار نبوت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

ایمان افروز نکتہ: آج ہمارا مخالف کہتا ہے اور بکتا پھرتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور پکارنے والے کی صدا سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ صحابہ کرام کا نہیں تھا بلکہ بریلویوں نے یہ عقیدہ گڑھ لیا ہے۔ اور اس کا ثبوت حدیث میں نہیں ہے۔

اے ایمان والو! مخالف سے سوال کرو کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا بریلوی تھے اس لئے کہ ان بزرگوں کا عقیدہ تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ ماننا اور دور و نزدیک سے سننے والا ماننا، یہ عقیدہ اگر بریلویت ہے تو ان مخالفوں سے کہو کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی شیر خدا اور جملہ صحابہ پر بریلویت کا فتویٰ لگادو کہ یہ سب بریلوی تھے۔ اگر تم لوگ دیوبند سے نجد تک۔ وہابیت سے ابلیسیت تک یہ سمجھتے اور مانتے ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عشق و محبت میں میلاد شریف منانا، انگوٹھے چومنا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا، رسول اعظم و نبی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ ماننا، مالک و مختار ماننا، دور و نزدیک سے سننے والا ماننا، اس کے علاوہ بے شمار کمالات و معجزات کا جامع ماننا، اگر یہ سب بریلویت ہے تو ہم سنیوں کو ایسی بریلویت پر ناز و فخر ہے۔

اے ایمان والو! غور سے سنو کہ بریلویت کوئی نیا دین یا اور نیا مذہب و مسلک نہیں ہے، ہرگز نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام کی عادت و سنت اور بزرگان دین کے کردار و عمل کو اس زمانے میں بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ خوب فرمایا اولاد علی سید آل مصطفیٰ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

درود شریف:

حضرت علی رو پڑے: حضرت اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور ان کے اوپر چادر ڈالی گئی تو لوگوں کی آہ و بکا سے پورا مدینہ لرز اٹھا، لوگ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن کی طرح پریشان تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے ہوئے آئے اور فرمانے لگے آج خلافت نبوی منقطع ہوگئی۔ پھر آپ اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہوگئے جس کے اندر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد پاک رکھا گیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اے ابوبکر! آپ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور ایمان میں سب سے زیادہ اخلاص والے، اور اللہ تعالیٰ پر سب سے زیادہ یقین رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس رہنے والے۔ اور سب سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں شرف و منزلت والے۔ اور سب سے زیادہ مکرم و معتمد تھے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی جب لوگوں نے آپ کی تکذیب کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی کتاب میں صدیق کے نام سے یاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ وہ ذات جو حق لے کر آئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور وہ جس نے تصدیق کی یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے غمخواری کی جبکہ لوگوں نے بخل کیا، آپ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے، جب لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا، آپ پر سکینہ نازل ہوئی۔ آپ ہجرت اور ہر مشکل مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رفیق اور ساتھی تھے۔ آپ امت کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہترین خلیفہ ثابت ہوئے ورنہ لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

وصال کے بعد آپ کی موت سے بڑا صدمہ مسلمانوں پر نازل نہیں ہوا۔ آپ کی ذات دین کے لئے عزت اور جائے پناہ، مسلمانوں کے لئے قلعہ، اور دارالامن، اور آپ منافقوں کے لئے سراپا شدت اور غیظ وغضب تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ فرمائے اور حق پر ثابت قدم رکھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جب تک حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلام فرماتے رہے لوگ خاموشی سے سنتے رہے اور پھر اس قدر روئے جیسا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن روئے تھے اور سب حاضرین بول اٹھے۔ اے اللہ تعالیٰ! کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے داماد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بے شک آپ نے سچ فرمایا۔ (ترمذی شریف، جلد۳)

کرامات صدیق اکبر: نائب مصطفیٰ خلیفۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سراپا کرامت ہے بلکہ آپ سے جو خوش نصیب سچی محبت کرے وہ بھی کرامت والا ہو جائے۔

پہلی کرامت: مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مرض وصال میں نصیحت فرمائی۔ اے عائشہ میری بیٹی۔ میرے پاس جو بھی دولت ہے وہ دولت وارثوں کی ہو چکی ہے۔ میرے وارثوں میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمٰن اور محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں۔ میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کی روشنی میں تقسیم کر کے اپنا حصہ لے لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن اسماء ہیں یہ دوسری بہن کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہیں ان کے پیٹ میں لڑکی ہے اور وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ نے جیسا فرمایا اسی کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے شکم سے لڑکی پیدا ہوئی (جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا) (مؤطا امام محمد، ص ۳۴۸)

اس حدیث پاک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامت کا ظہور ہوا۔

پہلی کرامت: لڑکی کی پیدائش بعد میں ہوگی اور میرا وصال پہلے ہو جائے گا۔

دوسری کرامت: میری بیوی حبیبہ حاملہ ہے اور اس کے شکم میں لڑکی ہی ہے۔ اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہیں ان کے شکم میں لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہیں۔

اے ایمان والو! آج ہمارا مخالف، وہابی کہتا ہے کہ نبی کو علم غیب نہیں ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیوں، دیو بندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ (براہین قاطعہ ص:۵۱)

مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی موت سے باخبر ہو جانا اور عورت کے شکم میں لڑکی ہی ہے اس بات کا علم ہونا یہ بھی علم غیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب عطا فرمایا۔ جب خلیفہ اور نائب کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو سرکار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

دوسری کرامت: حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرمایا اور خود پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلے گئے اور آپ نے کھانا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تناول فرمایا۔ کافی رات گزر گئی پھر آپ مکان پر تشریف لائے تو آپ کی بیوی نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روک رکھا تھا؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے مہمانوں کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا۔ تو بیوی نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت ناراض ہوئے اور ان کو سخت وسست فرمایا اور کہا اس نے مجھے خبر کیوں نہیں کیا۔ پھر کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ راوی کا کہنا ہے۔ اَیْمُ اللّٰہِ مَا کُنَّا نَاْخُذُ مِنَ اللُّقْمَۃِ اِلَّا رَبَامِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرَ مِنْھَا یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھاتے تھے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ ہم سب کے پیٹ بھر گئے، شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ کھانا بچ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب سے اپنی بیوی کو فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں پہلے سے زیادہ کھانا نظر آ رہا ہے۔ آپ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بیشک یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر وہ کھانا اللہ کے

حبیب، ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کیا گیا۔ صبح تک کھانا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں رہا۔ صبح ایک، ایک لشکر جس میں کافی لوگ تھے حاضر ہوئے، پوری فوج نے اس کھانے کو کھایا اور خوب شکم سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی وہ کھانا کم نہیں ہوا۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۰۶)

اے ایمان والو! کھانے میں اتنی زیادہ برکت کا ہونا، کھانے کا تین گنا زیادہ ہو جانا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت تھی۔

صدیقی خصوصیت: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شمار فضائل اور کمالات کے جامع ہیں۔ چند خصوصیات کا ہم ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱) آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔
۲) آپ نے سب سے پہلے قرآن کو جمع کیا۔
۳) آپ سب سے پہلے کفار و مشرکین سے لڑے۔
۴) آپ سب سے پہلے خلیفہ ہوئے۔
۵) آپ سب سے پہلے امت کے امام بنے۔
۶) سب سے پہلے آپ کا نام صدیق ہوا اس سے پہلے کسی کا نام صدیق نہیں ہوا۔
۷) سب سے پہلے آپ نے اسلام میں مسجد بنائی۔
۸) سب سے پہلے امت میں آپ جنت میں جائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص: ۱۳۷)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب: محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اس جگہ کبھی نہیں بیٹھے جس جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے اور پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر اس جگہ نہیں بیٹھے جہاں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۷)

اے ایمان والو! ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں اور خوب مضبوط کر لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کتنا ضروری ہے۔ بظاہر سامنے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں ہیں۔ بلکہ منبر کی وہ جگہ ہے جہاں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھا کرتے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا ادب کیا جہاں

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھتے تھے تو جب نسبت کا یہ ادب ہے تو اگر خود آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سامنے ہوں تو ادب کا عالم کیا ہوگا۔ باادب بانصیب۔ بے ادب کم نصیب

حضرات! آج ہمارا مخالف دیوبندی وہابی کہتا ہے کہ سنی مسلمان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ماننے والے بدعت کرتے ہیں، شرک کرتے ہیں۔ بات کیا ہے، جس کی وجہ سے ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بدعتی اور مشرک کہا جاتا ہے تو اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ ہم سنی مسلمان اپنے آقا کریم کے نام پاک کا ادب وتعظیم کرتے ہیں اور جب نام پاک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سنتے ہیں تو اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگالیا کرتے ہیں، کبھی موئے مبارک کا ادب، کبھی پیرہن مبارک کا ادب، کبھی آپ کی آل کا ادب، کبھی محفل میلاد کا ادب، کبھی آپ کی امت کے علماء کا ادب، کبھی پیر ومرشد کا ادب، کبھی استاذ وماں، باپ کا ادب، کبھی بزرگوں کے مزارات کا ادب اور کبھی قسمت کا ستارہ چمکا اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا مدینہ منورہ کی حاضری ہوئی تو روضۂ مبارکہ کا ادب۔ بہر حال جہاں جہاں ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت دیکھی ادب کیا، احترام کیا، حقیقت میں یہ درس اور سبق خلیفۂ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا ہے۔ اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام اور بزرگان دین کی سنت وعادت ہے۔

آقا کریم سرکار مدینہ رحمت وبرکت کے گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔

اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں جن کی بھی اقتداء کرلو گے ہدایت پاجاؤ گے۔ (مشکوٰۃ، ج:۲، ص:۵۵۴)

الحمدللہ! ثم الحمدللہ!! ہم سنی مسلمان، غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے غلام بدعتی نہیں ہیں بلکہ نسبت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کر کے صحابہ کرام کی سنت پر عمل کر کے سُنّتی یعنی سُنّی ہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

مگر سنیو! پھر ہمارا مخالف مکروفریب کا ایک جال ڈالے گا اور آپ کو گمراہ کرنا چاہے گا کہ یہ تو نبی کے ادب کا معاملہ ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب تو ہم بھی کرتے ہیں (حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے) مخالف کا دعویٰ

ہے کہ کوئی حدیث ہو تو دکھاؤ اور بتاؤ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کسی ولی یا نیک کا ادب کیا ہے۔ تو غور سے سنئے اور یاد رکھئے اور مخالف کو جواب دیجئے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا ادب واحترام کیا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا ادب واحترام کیا جہاں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے نیک اور صحابی ہیں۔ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ نیکوں کا ادب کرنا بھی سنت صحابہ ہے۔

درود شریف:

ہم دعا کرتے ہیں اور آپ حضرات بھی اس فقیر قادری گدائے خواجہ انوار احمد قادری رضوی کے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صدیق و عمر، عثمان وحیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسا ایمان عطا فرمائے اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے

ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

تیسرا جمعہ.................................پہلا بیان

غیبت کی مذمت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؀ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؀

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؀

وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ ط (پ۲۶،ع۱۴)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! غیبت کرنا کس قدر بڑا گناہ ہے اور غیبت کرنے والا کتنے عظیم عذاب میں مبتلا ہوگا ملاحظہ کیجئے۔

مسلمان پر مسلمان کی عزت واجب ہے: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: کُلُّ الۡمُسۡلِمِ عَلَی الۡمُسۡلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرۡضُہٗ ؀

(صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۱، مکاشفۃ القلوب، ص ۱۳۳)

یعنی ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ مسلمان کے جان و مال اور اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے

حدیث شریف: اللہ کے محبوب ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ۔ بے شک غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے کیوں کہ ایک آدمی زنا کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔

وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَایُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَغْفِرَ لَهٗ صَاحِبُهٗ ○

(الدر المنثور، ج ۶، ص ۹۷، مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۴۱۵، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۱۴)

اور غیبت کرنے والے کی بخشش اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ ہزار بار اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

حضرات! زنا کتنا بُرا فعل اور کس قدر عظیم گناہ ہے مگر اس سے بُرا اور بڑا جرم غیبت کا ہے۔ اے غیبت کرنے والا تو کتنا بُرا اور کس قدر بڑا گنہگار ہے ذرا غور تو کر۔

حدیث میں غیبت اور تہمت کی تعریف: محبوب خدا، محمد مصطفےٰ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا: هَلْ تَدْرُوْنَ مَاالْغِیْبَةُ ۔ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ تو عرض کیا گیا کہ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَهُهٗ ○ یعنی تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ پھر پوچھا گیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بات تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس شخص میں ہو تو۔ تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں نہ ہو تو تم نے اس پر تہمت لگائی۔ (صحیح مسلم، ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۵، مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱، ص ۳۸۴)

غیبت کرنے والا اپنے ناخن سے قیامت کے دن اپنا چہرہ چھیلے گا

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں نے ایسی قوم کو دیکھا جو اپنے چہروں کو اپنے ناخنوں سے چھیل رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزتوں کے پیچھے پڑتے تھے۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۱۳، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۱۴)

حضرات! غیبت کرنے والا بروز قیامت کس قدر مصیبت میں مبتلا کیا جائے گا کہ اپنے ہی ہاتھوں کے ناخنوں سے اپنے چہرے کو نوچ نوچ کر کاٹ رہا ہوگا۔ اس لئے آج ہی غیبت سے توبہ کر لو تا کہ قیامت کی مصیبتوں سے نجات مل سکے۔

نیکی کی کسی بات کو حقیر نہیں جاننا چاہئے: حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی اچھی بات بتائیں جس سے میں نفع حاصل کروں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: نیکی میں سے کسی بات کو بھی حقیر (یعنی کم) نہ جاننا اگر چہ اپنے ڈول میں سے پیاسے کے برتن میں پانی ڈالو اور اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔ وَاِنْ یُّرَوْا فَلَا تَغْتَابَنَّہٗ یعنی اور وہ چلا جائے تو ہرگز اس کی غیبت نہ کرو۔ (مسند احمد، ج ۵، ص ۶۳، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۱۲)

غیبت کرنے والا اپنے گھر میں بھی ذلیل رہتا ہے

حدیث شریف: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی پردہ دری نہ کرو (یعنی ان کے عیبوں کو نہ کھولو) اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا پردہ اٹھائے گا۔ (یعنی اس کے چھپے کو ظاہر کرے گا)

تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ اٹھا دے گا (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے سارے چھپے ہوئے عیبوں کو ظاہر فرما دے گا) اور اللہ تعالیٰ جس کا پردہ اٹھا دے۔

یَفْضَحُہٗ فِیْ جَوْفِ بَیْتِہٖ۔ تو اسے گھر کے اندر بھی رسوا کرتا ہے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۱۳)

حضرات! جو شخص دوسروں کی غیبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس کے گھر کے اندر بھی اس کا عیب کھول دیتا ہے اور وہ شخص اپنے گھر والوں میں بھی ذلیل و رسوا ہو کر رہتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

غیبت کرنے والا سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا: نائب مصطفےٰ، حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں منقول ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرتے ہوئے فوت ہو جائے تو وہ جنت میں سب سے آخر میں داخل کیا جائے گا۔ اور جو شخص غیبت کے گناہ کی حالت میں فوت ہو وہ جہنم میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۱۵)

حضرات! جتنا جلدی ہو سکے غیبت سے توبہ کر لو ورنہ سب سے پہلے غیبت کرنے والا ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا

غیبت کرنے والے نے خون کی اُلٹی کی

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی بھی افطار نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے (اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے) روزہ رکھا یہاں تک کہ جب شام ہوئی تو لوگ آنا شروع ہو گئے ایک کہتا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والہ وسلم میں روزہ دار ہوں۔ اجازت فرمائیں کہ میں افطار کروں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمائی۔ اس طرح پھر دوسرا شخص آیا پھر تیسرا اور لوگ آتے رہے (اور اجازت لے کر افطار کرتے رہے) حتیٰ کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دو عورتیں روزہ دار ہیں اور وہ آپ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کے پاس آتے ہوئے جھجک محسوس کرتی ہیں انہیں افطار کی اجازت عطا فرمادیجئے تو آقا کریم، نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (ان کی جانب سے) چہرۂ انور پھیر لیا۔ اس شخص نے پھر عرض کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی پھر عرض کیا تو آقائے دو عالم۔ مصطفےٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں (عورتوں) نے روزہ نہیں رکھا اور وہ آدمی روزہ دار کیسے ہوسکتا ہے؟ جس کا دن یوں گزرتا ہے کہ وہ لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔

جاؤ! اور ان دونوں عورتوں سے کہو کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا ہے تو وہ قے کریں۔ اس شخص نے واپس آکر بتایا تو دونوں عورتوں نے جمے ہوئے خون کی قے کی۔ وہ شخص آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لوٹ کر آیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ (خون) ان کے پیٹوں میں باقی رہتا تو ان دونوں عورتوں کو آگ (یعنی دوزخ کی آگ جلا دیتی۔ (الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۵۰۷، احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۳۱۵)

ایک روایت میں ہے۔ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا تو اس نے آکر عرض کیا۔

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دونوں عورتیں مرگئی ہیں یا مرنے کے قریب ہیں تو مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان دونوں عورتوں کو میرے پاس لاؤ، جب وہ دونوں آئیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اور ان میں سے ایک سے فرمایا قے کرو تو اس عورت نے پیپ اور خون کا قے کیا حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا اور دوسری عورت سے فرمایا تم بھی قے کرو تو اس نے بھی اسی طرح قے کیا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان دونوں عورتوں نے اس چیز سے روزہ رکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے

جو کچھ حرام کیا ہے اس کے ذریعہ روزہ توڑ دیا یہ دونوں بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھانے لگیں (یعنی غیبت کرنے لگیں)

(الدر المنثور، ج ۶، ص ۹۵، احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۱۶)

حضرات! غیبت کیسا خراب اور بدترین گناہ ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے پیٹ میں بدبودار خون اور پیپ جمع کرتا ہے اللہ تعالیٰ غیبت کے فریب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

غیبت کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی ہے

غیب داں رسول، مصطفےٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیکھا دو شخص جب نماز ظہر یا عصر سے فارغ ہوئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم دونوں وضو کرو اور نماز دُہرالو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزے کی قضا کرنا تو ان دونوں روزہ داروں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایسا حکم کس لئے دیا گیا؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۳۰۳)

حضرات! غیبت عظیم ترین گناہ ہے کہ جس کی وجہ سے نماز و روزہ اور اعمال خیر کی مقبولیت و نورانیت جاتی رہتی ہے اور نماز و روزہ میں کراہت آتی ہے لیکن نماز و روزہ نہ گیا۔ ملخصا (بہار شریعت، ج ا، در مختار، ج ۳)

سود سے بھی بڑا گناہ مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا ہے

عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت کے بیان کے درمیان سود کا گناہ اور مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا کے گناہ کو بھی بیان فرماتے ہیں۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی تک سود کا جو ایک درہم پہونچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے اور سب سے بڑا سود (یعنی سود سے بھی بڑا گناہ) مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنا ہے۔

(الکامل لابن عدی، ج ۳، ص ۱۵۴۸، احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۳۱۶)

حضرات! اس حدیث شریف سے بھی کوئی غیبت کے عذاب و گناہ کو نہ سمجھے تو اس سے بڑا نادان کون؟ کہ سود کا ایک روپیہ کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے کے گناہ سے زیادہ ہے اور اس سے بھی بڑا گناہ غیبت کرنا ہے۔ (الامان والحفیظ)

غیبت مومن کے دین میں بہت جلد اثر انداز ہوتی ہے

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! مومن آدمی کے دین میں غیبت اتنی جلدی سرایت کرتی ہے جتنی جلدی آکلہ! بیماری اس کے جسم کو خراب نہیں کرتی۔ (احیاء العلوم، ج۳، ص۲۱۷)

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! غیبت! (کھانے کا) لقمہ کے پیٹ میں پہنچنے سے بھی جلدتر، مومن کے دین میں رخنہ (فساد) ڈال دیتی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۶)

حضرات! آکلہ! ایک بیماری ہے جو جسم کو بہت جلد خراب کر دیتی ہے مگر غیبت وہ خطرناک گناہ ہے جو مومن کے دین کو اس سے بھی جلدی تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

مگر! مسلمان کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہیں۔ دن رات ایک دوسرے کی غیبت میں مشغول ہے اور اپنے دین کو برباد کرتا نظر آتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

غیبت کھجور سی میٹھی اور شراب سے زیادہ تیز ہے

حضرت ابن حجر مکی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں منقول ہے کہ غیبت میں کھجور سی مٹھاس اور شراب جیسی تیزی اور سرور ہے۔ (الزواجر، ج۲، ص۱۹)

حضرات! شراب کی عادت چھوڑ دینا آسان نہیں ہے اور غیبت تو اس سے بھی زیادہ تیزی اور سرور رکھتی ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے۔

اپنے عیب کو دیکھو، کامیاب ہو جاؤ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم کسی دوسرے کے عیب کا ذکر کرنا چاہو تو (پہلے) اپنے عیب کو یاد کرو۔

اور! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا، شہتیر اُسے نظر نہیں آتا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۴، ص۱۰۴)

اور! حضرت علی بن حسین، امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دوسرے کی غیبت کرتے

ہوئے سنا تو فرمایا غیبت سے بچو! یہ لوگوں میں سے جو کتے ہیں ان کا سالن ہے (ان کی خوراک ہے)

اور! مراد مصطفیٰ، امیر المومنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم پر اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم ہے بے شک اس میں شفاء ہے اور لوگوں کے ذکر (یعنی غیبت) سے بچو، یہ بیماری ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی عبادت کی اچھی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۱۸)

سچ بات کو پیٹھ پیچھے کہنا غیبت ہے

حدیث شریف: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ وہ بہت عاجز ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہم نے وہی بات کہی ہے جو اس میں پائی جاتی ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسی بات کہتے جو اس میں نہیں ہے تو تم اس پر بہتان باندھتے۔ (مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۹۴)

اے ایمان والو! آج کل غیبت کی برائی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ غیبت کرنے والا غیبت بھی کرتا جاتا ہے اور یہ بھی کہتا نظر آتا ہے کہ میری نیت غیبت اور برائی کی نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ غیبت کیا ہے۔

صرف اتنا کہا کہ قد چھوٹا ہے تو بھی غیبت ہے

حدیث شریف: ہم مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک عورت آئی، جب وہ واپس جانے لگی تو میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس کا قد چھوٹا ہے تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہ تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۶، ص:۲۰۶، الدر المنثور، ج:۶، ص:۹۴)

صرف اتنا کہا کہ دامن لمبا ہے تو بھی غیبت ہے

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں ایک عورت کے بارے میں کہا کہ اس عورت کا دامن لمبا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: پھینکو پھینکو۔ تو میں نے گوشت کے ٹکرے کی قے کی۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۵۰۴، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۰)

حضرات! غیبت کو سمجھئے اور اس کے عظیم وبال سے بچنے کی فکر کیجئے اور یاد رکھئے صرف اتنا کہہ دینا کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے یا اس کے کپڑے کا دامن لمبا ہے یہ بھی غیبت ہے۔ مگر ہم تو صرف قد کو ہی نہیں بلکہ پورے جسم کو ہی برا کہتے نظر آتے ہیں اور صرف کپڑے کے دامن کو ہی نہیں بلکہ مسلمان کے پورے لباس کو نوچ نوچ کر پھاڑتے نظر آتے ہیں۔ اب اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہمارا حال کیا ہوگا؟۔ (الامان والحفیظ)

بزرگوں کی نظر میں غیبت سے بچنا عبادت ہے

عالم ربانی، نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ اسلاف (بزرگوں) کو دیکھا کہ وہ عبادت (صرف) نماز و روزہ ہی کو نہیں سمجھتے تھے بلکہ لوگوں کی برائی اور غیبت سے بچنے کو عبادت سمجھتے تھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۱۷)

نماز و روزہ ادا کیا مگر غیبت کی تو جہنم میں جائے گا

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے کسی عورت کا ذکر کیا گیا کہ وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھتی ہے اور (خوب) روزے رکھتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو اذیت پہنچاتی ہے (یعنی ان کی غیبت کرتی ہے)

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ (عورت) جہنم میں جائے گی۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۴۴۰)

حضرات! یہ ارشاد پاک، محبوب رحمٰن، مختار دو جہاں، مالک انس و جاں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے۔ آسمان بدل سکتا ہے، زمین بدل سکتی ہے، چاند و سورج کا نکلنا ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، عالم کا نظام بدل سکتا ہے۔ لیکن محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک نہ بدلا ہے نہ بدل سکتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اس آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ نماز پڑھنے والا، روزہ رکھنے والا اگر غیبت خور ہے تو اس کی نماز و روزہ نامقبول اور وہ شخص جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

حضرات! تواب! جہنم سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ غیبت سے توبہ کر لی جائے اور جس کی غیبت کی ہے اس سے بھی معافی مانگ لی جائے تو اللہ تعالیٰ معافی دے کر جہنم کے عذاب سے محفوظ و مامون فرمادے گا۔

ایک بار کی غیبت سو مرتبہ زنا سے بدتر ہے

مشہور بزرگ حضرت ابواللیث بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک بار کی غیبت کو سو مرتبہ کے زنا سے بدترین سمجھتا ہوں۔

اور! حضرت ابوحفص الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو، رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں۔

اور! جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو قیامت کے دن اس کے چہرہ پر لکھا ہوگا، یہ (شخص) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۶)

غیبت سے نماز و روزہ مقبول نہیں ہوتے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ (اللہ کے ولی) حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی نمازی نے غیبت کی تو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے اور اگر کسی روزہ دار نے غیبت کی تو دوسرے دن پھر سے روزہ رکھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۱۷)

حضرات! بزرگوں کے اقوال و بیان سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ غیبت کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے سو مرتبہ زنا کیا اور عالم دین کی غیبت تو اور بھی بڑی مصیبت ہے کہ اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے اور نماز کا نور اور روزے کی برکت غیبت سے زائل ہو جاتی ہے، گویا غیبت کرنے والے کی نماز اور روزہ نامقبول ہو کر رہ جاتے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

غیبت سننا بھی غیبت ہے: نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ غیبت سننے پر خوش ہونا اور اس کی طرف کان لگانا بھی غیبت ہے اور وہ اس لئے کہ جب (غیبت کرنے والا) خوشی اور تعجب کا اظہار کرتا ہے تو غیبت کرنے والا خوش ہوتا ہے اور غیبت کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے گویا وہ اس طریقے سے اس

سے غیبت کرواتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے (یعنی غیبت سننے والا) تعجب ہے ہم تو اس شخص کو ایسا نہیں جانتے تھے، میں تو اسے اب تک اچھا آدمی سمجھتا رہا ہوں، میں تو اسے کچھ اور ہی سمجھتا رہا، اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائش سے بچائے۔ یہ سب کچھ غیبت کرنے والے کی تصدیق ہے اور غیبت کی تصدیق بھی غیبت ہوتی ہے بلکہ غیبت کے وقت خاموش رہنے والا بھی غیبت میں شریک ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۳)

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمُسْتَمِعُ اَحَدُ الْمُغْتَابِیْنَ۔ یعنی غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہوتا ہے۔

(تاریخ بغداد، ج:۸، ص:۲۲۶، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۳)

حدیث شریف: دو شخص تھے اس میں سے ایک نے دوسرے سے فرمایا کہ فلاں شخص بہت سوتا ہے۔ پھر انہوں نے محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سالن مانگا، تاکہ روٹی کھائیں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم سالن کھا چکے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں تو اس کا علم نہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں، کیوں نہیں، تم دونوں نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ (الدر المنثور، ج:۶، ص:۹۵)

حضرات! غور کیجئے کہ اتنا بھی کہنا کہ فلاں شخص زیادہ سوتا ہے یہ بھی غیبت ہے اور ایک صاحب نے کہا تھا اور دوسرے صاحب نے سنا تھا مگر! آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں نے غیبت کی۔ یعنی کہنے والا اور سننے والا دونوں غیبت میں شریک ہیں۔ الامان والحفیظ

زبان سے روکے اور دل سے خوش ہوتا ہے تو منافق ہے

نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زبان سے (غیبت کرنے والے سے) کہے کہ خاموش ہو جاؤ۔ لیکن دل سے سننا چاہتا ہے تو یہ منافقت ہے اور جب تک دل سے برا نہ جانے گا گناہ سے باہر نہیں ہوگا اور صرف ہاتھ کے اشارہ سے خاموش کرانا کافی نہ ہوگا۔ یا یہ کہ اپنے ابروؤں اور پیشانی سے اشارہ کرے کیونکہ یہ سستی اور اس بات کو معمولی سمجھنے کی علامت ہے بلکہ اسے سختی کے ساتھ اور واضح الفاظ سے روکنا چاہئے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۳)

مسلمان کی عزت کی حفاظت کرنے والا قیامت کے دن رسوانہ ہوگا

حدیث شریف: محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس کسی مومن کوذلیل کیا جارہاہواوروہ شخص طاقت کے باوجوداس مومن کی مدد نہ کرے اَذَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس شخص کورسوا کرے گا۔

(مسند امام احمد، ج:۳،ص:۴۸۷،احیاء العلوم،ج:۳،ص:۳۲۳)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ اگر کسی مسلمان بھائی کی کوئی شخص غیبت و برائی کررہاہےاوراگر طاقت ہے تو سننے والے پر لازم ہے کہ غیبت کرنے والے کوروکے چاہے زبان سے، یا طاقت سے بہرحال روکے۔اورجس بھائی کی غیبت و برائی کی جارہی تھی اس کی عزت کی حفاظت کرے۔تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی عزت کی محافظت فرمائے گا۔اوراس کورسواہونے سے بچالے گا۔ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت کی حفاظت کرے تو اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ۔

اَنْ يَّرُدَّ عَنْ عِرْضِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وہ قیامت کے دن اس کی عزت کی حفاظت فرمائے۔ (مسند امام احمد،ج:۶،ص:۴۴۹)

حدیث شریف: آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے اس کی عزت کی حفاظت کرے۔

كَانَ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّعْتِقَهٗ مِنَ النَّارِ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اس شخص کو دوزخ سے آزاد کردے۔

(مسند امام احمد، ج:۶،ص:۴۶۱)

حضرات! ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان بھائی کی عزت بچانے والا قیامت کے دن عزت پائے گا اور جو شخص طاقت ہونے کے باوجود اپنے بھائی کی عزت نہیں بچائے گا تو وہ شخص بروز قیامت بہت رسوا اور ذلیل ہوگا۔لیکن آج کل عزت بچانا تو کجا! ایک بھائی، اپنے بھائی کوذلیل کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے اور دوزخ کا حقدار بنتا نظر آتا ہے۔الامان والحفیظ

غیبت خور، دوست سے تنہائی بہتر ہے

حضرات! غیبت کرنے والے دوست سے تنہائی بہتر ہے کہ تنہائی میں گناہ سے تو محفوظ رہے گا۔ ملاحظہ فرمائیے:

حدیث شریف: حضرت عمران بن حطان کہتے ہیں کہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انہیں کمبل اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا ابوذر! یہ تنہائی کیسی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تنہائی بہتر ہے برے ساتھی سے اور اچھا ساتھی، تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔ (شعب الایمان، ج:۴، ص:۲۵۶)

حدیث شریف: محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اچھا ساتھی وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمہیں اللہ تعالیٰ یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔ (شعب الایمان، ج:۷، ص:۵۷)

اے ایمان والو! غیبت کرنے والے اور اس کی، اُس کی برائی اور نکتہ چینی کرنے والے کو دوست ہرگز نہ بناؤ ورنہ دین میں فساد پیدا ہوگا اور آخرت تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔

ہاں! دوست (ساتھی) ایسا ہو جو تمہارے ایمان کی فکر کرتا ہو اور تم کو اچھے عمل کی دعوت دیتا ہو اور جس کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے اور رہنے سے خدا یاد آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی نیک دوست اور اچھا ساتھی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ولی نے غیبت سنی تو مجلس سے چلے گئے

مشہور بزرگ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دعوت میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپس میں کہا کہ فلاں شخص ابھی تک نہیں آیا تو ایک شخص بولا کہ وہ موٹا تو بڑا سست ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے فرمانے لگے: افسوس! میرے پیٹ کی وجہ سے مجھ پر یہ آفت آئی ہے کہ میں ایک ایسی مجلس میں پہنچ گیا جہاں ایک مسلمان کی غیبت ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر وہاں سے واپس تشریف لے گئے اور تین دن تک کھانا نہ کھایا (اور صدمے سے بے حال رہے)۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرات! نیک لوگوں کی ہر بات نیک ہوتی ہے۔ یہ نیک تھے تو غیبت کی بات سن کر مجلس سے چلے گئے اور تین دن تک صدمے میں رہے کہ ایسی مجلس میں کیوں گیا اور کھانا تک نہ کھایا۔

اور! ایک ہم ہیں کہ غیبت ہی کی مجلس کو تلاش کر کے جاتے ہیں اور خوب غیبت کرتے ہیں اور غیبت کو سنتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غیبت کے گناہ سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ کے ولی حضرت شیخ بدرالدین احمد رضوی نے اپنے خادم کو غیبت سے توبہ کرائی

حضرات! مشہور عالم باعمل، اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شیخ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی زندگی کی کوئی نماز قضا نہیں اور مصلّے پر ہی وصال فرمایا۔ میں ان کے ہمراہ، ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند، خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ غریب نوازی میں حاضر تھا۔ حضرت کے خادم نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رمضان شریف میں اجمیر شریف حاضر ہوا تھا اور فلاں سید صاحب قبلہ کے گھر قیام کیا تھا، مگر سیدؔ صاحب نے فرمایا کہ آپ افطار شاہجہانی مسجد میں کر کے آجایئے گا، جو مجھے اچھا نہیں لگا۔ تو اللہ کے ولی شیخ بدرالدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اس بارگاہ میں بھی آپ گناہ سے باز نہیں آتے۔ آپ نے ہمارے سید صاحب کی غیبت کی، جلدی اٹھئے اور جا کر وضو کر کے بارگاہ میں معافی طلب کیجئے کہ حضور آپ کی بارگاہ میں مجھ سے غیبت کا گناہ ہو گیا ہے، معاف فرما دیجئے اور آئندہ ہم سے غیبت کا گناہ نہ ہو ہم پر کرم فرما دیجئے۔ انوار احمد قادری

حضرات! یہ شان ہوتی ہے اللہ والوں کی کہ غیبت کرتے نہیں اور غیبت سنتے بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی غیبت کرنے اور غیبت سننے دونوں بلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

غیبت کے بدلے خرچہ دیتے تھے: خاندان برکات کے مورث اعلیٰ حضرت سید میر احمد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت کیا کرتا تھا تو حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو خرچ کے لئے روپیہ بھیجا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک زمانے تک چلتا رہا۔ وہ شخص غیبت کرتا رہا اور حضرت اس کو خرچ بھیجتے رہے۔ ایک دن اس غیبت خور کی بیوی نے کہا کہ آپ غیبت

کرتے ہیں اور حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خرچ کے لئے روپیہ دیتے ہیں، کیا یہ انصاف کی بات ہے؟ کہ تم خرچ بھی لیتے ہو اور غیبت بھی کرتے ہو۔ تو اس شخص کو اپنی بیوی کی نصیحت سمجھ میں آگئی اور اس شخص نے غیبت کرنا چھوڑ دیا۔ تو حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو خرچ کے لئے روپیہ دینا بند کر دیا۔ تو وہ شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ جب میں آپ کی غیبت کرتا تھا تو آپ مجھے خرچ دیا کرتے تھے اور میں نے آپ کی برائی بند کر دی ہے تو آپ نے میرا خرچ بند کر دیا۔ تو حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تو میری غیبت کرتا تھا تو تیری نیکیاں مجھے ملتی تھیں۔ گویا تو میرا کام کرتا تھا اس لئے میں تم کو خرچ کا روپیہ دیتا تھا اور جب تم نے میری غیبت بند کر دی گویا میرا کام کرنا تم نے بند کر دیا تو میں نے بھی تم کو خرچ کا روپیہ دینا بند کر دیا۔ (خلاصہ سبع سنابل شریف، ص:۵۹)

غیبت کے بدلے تحفہ دیا: عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے تو حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس کھجور کا ایک تھال بھیجا اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مجھے نیکیوں کا تحفہ دیا ہے تو میں اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں۔ مجھے معذور سمجھو! میں پوری طرح بدلہ نہیں دے سکتا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۳۲)

حضرات! ہمارے اسلاف، غیبت کا جواب غیبت سے نہیں، برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ نیکی اور بھلائی سے دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت سید نعیم الدین صدر الافاضل مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہل کو حلم سے۔ بدسلوکی کو درگزر سے۔ کہ اگر کوئی تیرے ساتھ برائی کرے تو معاف کر۔ اس خصلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح محبت کرنے لگیں گے۔ (خزائن العرفان)

غیبت نہیں بلکہ برائی کو ظاہر کرنا واجب ہے

عالم ربانی، نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا اور وہ محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے گئے اور ان سے یہ بات عرض کی تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور ان کی اصلاح کر دی تو! یہ ان لوگوں کے نزدیک غیبت نہیں تھی۔ اسی طرح جب مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ ابو جندل نے ملکِ شام میں شراب پی ہے۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کر لی تو جو بات

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی ہے تو انہوں نے اسے غیبت قرار نہیں دیا۔ کیوں کہ خبر پہنچانے والے کا مقصد اس کی برائی کو ظاہر کرنا تھا تا کہ امیر المومنین اسے نصیحت کریں کیوں کہ جس قدر آپ کی نصیحت فائدے مند ہو سکتی تھی کسی دوسرے کی نصیحت اتنا کام نہ دیتی تو اس کا جواز نیک نیتی کی وجہ سے ہے اور اگر یہ مقصد نہ ہو تو وہ غیبت ہو گی اور غیبت حرام ہے۔

فتویٰ حاصل کرنا: جس طرح کوئی شخص کسی مفتی سے کہتا ہے کہ مجھ پر میرے باپ یا بیوی یا بھائی نے ظلم کیا ہے تو میں اس سے کس طرح بچ سکتا ہوں۔ لیکن یہاں بہتر یہ ہے کہ (نام نہ لے) اشاروں میں کہے۔ مثلاً یہ کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس پر اس کا باپ یا بھائی یا بیوی ظلم کرتے ہیں اور اگر نام لے لے تو بھی جائز ہے۔ حضرت ہندہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ ابوسفیان بخیل ہیں، مجھے کم خرچ دیتے ہیں جو میری اولاد کے لئے کافی نہیں۔ تو میں کیا اس کی لاعلمی میں کچھ لے سکتی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مناسب طریقے سے اس قدر لے سکتی ہو جو تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو۔ تو انہوں نے ان کا بخل اور ظلم ظاہر کیا لیکن ان کا مقصد مسئلہ معلوم کرنا تھا اس لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو جھڑ کا نہیں۔

مسلمان کو برائی سے ڈرانا مقصود ہے: جب تم کسی عالم کو دیکھو (یا کسی بھی مسلمان کو دیکھو) کہ کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور تمہیں ڈر ہو کہ اس کی بدعت و فسق اس میں سرایت کر جائے گا تو تمہیں چاہئے کہ اس کی بدعت اور فسق اس پر ظاہر کر دو، جب کہ مقصد اچھا ہو۔ اسی طرح جب کوئی شخص غلام خریدے (یا کوئی بھی چیز خریدے) اور تمہیں معلوم ہے کہ غلام میں یا فلاں چیز میں یہ کمی ہے تو تم اس کے عیب کو بتا سکتے ہو کیوں کہ تمہاری خاموشی سے خریدار کو نقصان ہوگا اس جگہ خریدار کی رعایت بہت ضروری ہے۔ اسی طرح اگر شادی کے سلسلے میں کسی سے مشورہ لیا جائے یا کسی کے پاس امانت رکھنے کے بارے میں رائے مانگی جائے تو اسے چاہئے کہ مشورہ مانگنے والے کو خیر خواہی کے ساتھ جو کچھ معلوم ہے، بتا دے۔ غیبت نہ ہو گی۔ اگر اسے معلوم ہو کہ صرف منع کرنے سے وہ اس کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہے گا تو بتانا واجب ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ جب تک اس کا عیب نہ بتایا جائے یہ باز نہیں آئے گا تو واضح الفاظ میں بتا دے (غیبت نہیں ہو گی) کیونکہ۔

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے رکتے ہو، اس کا پردہ فاش کر دو تا کہ لوگ اس کو پہچان لیں۔

اُذْکُرُوْہُ بِمَا فِیْہِ حَتّٰی یَحْذَرَ النَّاسُ ۔ اور اس میں جو خرابی ہو اس کو بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔

(سنن کبریٰ، بیہقی، ج:۱۰، ص:۲۱۰)

اور جو شخص کھلم کھلا (علی الاعلان) فسق کا مرتکب ہو۔ (یعنی گناہ کے کام کرتا ہو) جیسے ہجڑا، شراب کی مجلس قائم کرنے والا اور علی الاعلان شراب پینے والا اور ظلماً لوگوں کا مال لینے والا۔ یہ لوگ (علی الاعلان) کھلم کھلا یہ کام کرتے ہوں۔ اور اگر کوئی شخص ان کی یہ برائی بیان کرے تو محسوس نہ کرتے ہوں اور نہ ہی پسندیدگی کا اظہار کریں۔ اب اگر تم ان سے ان گناہوں کا ذکر کرو تو کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف: اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَلْقٰی جِلْبَابَ الْحَیَاءِ عَنْ وَجْھِہٖ فَلَا غِیْبَۃَ لَہٗ ۔

یعنی جو آدمی اپنے چہرے سے حیا کی چادر ہٹادے اس کی غیبت نہیں ہوتی۔ (سنن کبریٰ، بیہقی، ج:۱۰، ص:۲۱۰)

حضرت حسن بصری کا قول کہ تین آدمی کی غیبت نہیں ہوتی

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کی غیبت نہیں ہوتی (۱) نفسانی خواہشات پر چلنے والا۔ (۲) ایسا فاسق جس کا فسق واضح ہو (یعنی ظاہر ہو)۔ (۳) اور ظالم حاکم۔ یہ تین لوگ اپنے افعال کو ظاہر کرتے ہیں اور بعض اوقات فخر بھی کرتے ہیں تو وہ اس بیان کو کیسے پسند کریں گے جب کہ وہ ظاہر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ البتہ وہ عمل جو ظاہر نہیں کرتے ان کا ذکر کرنا گناہ ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۳۸)

حضرات! صحیح بخاری شریف میں ہمارے پیارے آقا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک چاند وسورج سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے کہ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی سارے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور دلوں کے احوال کو جاننا ہمارے اختیار سے باہر کی بات ہے۔ لہٰذا فاسق وفاجر اور علی الاعلان گناہ کرنے والے سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے گا ورنہ دوسرے لوگ بھی اس فسق میں مبتلا ہو سکتے ہیں خاص کر بدمذہبوں کی۔ یعنی وہابی، دیوبندی، تبلیغی وغیرہ جو اپنی تقریر وتحریر کی بنیاد پر کافر ومرتد ہیں ان سے لوگوں کو بچانا اور دور رکھنا جبھی ممکن ہے کہ ان کے باطل عقائد سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ یہ بدمذہب علی الاعلان اپنی تقریروں میں بیان کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھ رکھا ہے۔ تو ضروری ہوا کہ ان کے گندے عقیدے علی الاعلان تقریروں میں بیان کئے جائیں اور کتابوں میں چھاپ کر لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔

جیسے ملاحظہ کیجئے۔

وہابی، دیوبندی کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کے متعلق

(۱) غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے وہابیوں کے شیخ الاسلام، امام ومجدد ابن تیمیہ نجدی کا عقیدہ کہ:

اِنَّہٗ بِقَدرِ العَرشِ لَا اَصغَرَ وَلَا اَکبَرَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے نہ چھوٹا ہے نہ بڑا۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص: ۱۰۰، مطبوعہ مصر)

(۲) غیر مقلد، اہلِ حدیث کہلانے والے وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام وپیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (رسالہ یک روزی، ص: ۱۴۵)

اور! وہابی، دیوبندی جماعت کے پیرو مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ کہ

اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۱۳)

حضرات! اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ کا دھبہ لگانا، وہابیوں، دیوبندیوں کا شیوہ ہے جیسا کہ آپ حضرات نے ملاحظہ کرلیا۔

ایمان والوں کا عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے

مشہور محدث، اہلسنت کے امام وپیشوا حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

(۱) جھوٹ بولنا عیب ہے اور اللہ تعالیٰ (کی ذات) میں عیب ہونا محال ہے۔ (تفسیر کبیر، ج: ۴، ص: ۱۳۸)

اور! ہم اہلسنت کے امام وپیشوا حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ کا گمان کرنا بھی ایمان سے خارج کردیتا ہے۔ یعنی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے۔ (تفسیر کبیر، ج: ۵، ص: ۱۷۹)

حضرات! ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ ہمارا رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ جھوٹ اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے اللہ تعالیٰ اسی پیارے عقیدے پر خاتمہ بالخیر فرمائے آمین ثم آمین

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ پیارے نبی کے متعلق

غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے مولوی احمد دین کا عقیدہ کہ۔

(۱) نبی کو نور سمجھنے والے اور یہودیوں میں کوئی فرق نہیں۔ (برہان الحق، ص: ۱۰۱)

اور! اہل حدیث کہلانے والوں کا عقیدہ کہ

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خدا کا نور ماننا کفر ہے۔ (صحیفۂ اہل حدیث کراچی، ص:۵، ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

ایمان والوں کا عقیدہ کہ نبی خدا کا نور ہیں: عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں اور علی الاعلان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اور اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے قرآن مجید ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پ۶، ع۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ علماء فرماتے ہیں یہاں نور سے مراد، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (مجموعہ رسائل مسئلہ نور اور سایہ، ص:۶۲)

تمام محدثین اور ائمہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں نور سے مراد حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ (تفسیر ابن جوزی، ج:۲، ص:۳۱۷)

حضرات! محبوب خدا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نور نہ ماننا قرآن مجید کا انکار ہے جو کفر ہے۔

وہابیوں دیو بندیوں کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال کہ قبر میں اور قیامت کے دن میرے ساتھ اچھا ہوگا یا نہیں، کچھ معلوم نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۴۱)

وہابیوں اور دیو بندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ کہ

(۲) رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)

حضرات! ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ٥ (پ۵،ع۱۴)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیتا ہے اور وہابی انکار کرتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔ (صحیح بخاری شریف، ج:۲،ص:۱۰۸۳)

حضرات! اسی طرح علم غیب کے ثبوت میں صحیح مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۹۰ پر اور مشکوٰۃ شریف، ص:۷۰ پر بھی حدیث شریف موجود ہے مگر! بے ایمان منافق کو پورا دفتر اور بھرا سمندر بھی ناکافی ہے۔

اے ایمان والو! ایسے منافقوں، گمراہوں سے قوم کو آگاہ کرنا اور ان کے مکروفریب سے لوگوں کے ایمان وعقیدہ کو بچانے کے لئے ان کی گستاخی اور گمراہی کو علی الاعلان بیان کرنا فرض عین ہے، غیبت و برائی نہیں ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

تیسرا جمعہ...................................دوسرا بیان

چغل خوری کا فساد اور عذاب

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

آیت: هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيۡمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍ ۝ عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ ۝ (پ۲۹،ع۳)

ترجمہ: ذلیل بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، درشت خو، اس سب پر طرح یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! گناہ تو بہر حال گناہ ہے اور مومن کی شان ہے کہ ہر چھوٹے اور بڑے گناہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ آدمی کو ولایت و بزرگی سے بہت دور کر دیتا ہے اور گناہ پر مداومت اختیار کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزل سے دور رہتا ہے اور ایسا شخص اس کی دوستی کی خوشبو سے محروم ہوتا ہے۔

چغل خوری وہ بدترین گناہ ہے جس کی بدبو سے چغل خور گھر اور باہر، سب جگہ بدنام اور غیر معتبر ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ دنیا کا بہت بڑا عذاب ہے اور چغل خور کے لئے آخرت کا عذاب بہت ہی دردناک ہے کہ اس کی قبر میں آگ کے شعلے ہوں گے جس میں وہ بری طرح جل رہا ہوگا اور بروز قیامت اس کے منہ پر آگ کا لگام لگایا جائے گا جس سے اس کی زبان اور منہ جلتے رہیں گے۔ الامان والحفیظ

حضرات! مذکورہ آیت کریمہ میں زنیم کا لفظ ہے، غور سے سنئے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زنیم سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے باپ کا نہ ہو۔ اور اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جو شخص بات کو نہیں چھپاتا اور چغلی کھاتا ہے تو یہ اس کے ولد الزنا (یعنی حرامی) ہونے کی دلیل ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۳۲)

چغل خور کا انجام بد: محبوب خدا، شاہ مدینہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ ۔ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(بخاری شریف، ج:۲، ص:۸۹۵، مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۰۱، مسند احمد، ج:۵، ص:۳۱۱، مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۵، ص:۵۸۶، احیاء العلوم، ج:۳، ص:۳۴۳)

چغلی کھانے والے سب سے بُرے ہیں

شاہ طیبہ، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں فساد ڈالتے ہیں اور بے عیب لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ (کنز العمال، ج:۳، ص:۱۵، مسند امام احمد، ج:۶، ص:۴۵۹)

تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے

شاہ مدینہ، راحت سینہ، کرم و بخشش کے گنجینہ، ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا کیا تو ارشاد فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کہ آٹھ قسم کے لوگ تیرے اندر نہیں آئیں گے۔ (اس میں سے یہ لوگ بھی ہیں)

(۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) بار بار زنا کرنے والا (۳) چغل خور (۴) بے غیرت، وغیرہ۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۵۸۷)

چغل خور کی وجہ سے پوری مجلس کی دعا قبول نہیں ہوتی

حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک دفعہ قحط پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دعا کے لئے نکلے اور بارش کے لئے دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے رب العلمین! تو دعا کو شرف قبولیت کیوں نہیں بخشتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا اس لئے مقبول نہیں ہو رہی ہے کہ ان دعا کرنے والوں میں ایک چغل خور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا کہ یا اللہ تعالیٰ وہ کون ہے؟ کہ میں اس گناہ گار کو باہر نکال دوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چغل خوری کو پسند نہیں کرتا ہوں اور چغلی کھانے سے منع کرتا ہوں تو یہ کیوں کر ہو کہ میں کسی کی چغلی کروں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساری قوم کو چغل خوری سے توبہ کرنے کی ہدایت کی۔ جب سب نے توبہ کی تو بارش ہوگئی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۵)

حضرات! چغلی کھانا کس قدر برا فعل ہے کہ چغل خور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کی محفل میں موجود ہو تو نبی کی دعا مقبول ہونے سے روک دی جاتی ہے تو ہماری مسجدوں کے ائمہ حضرات کی دعا قبول نہ ہوتی ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے ہمیں مسجد و محفل میں جانے سے پہلے ہر گناہ خاص کر غیبت اور چغل خوری سے توبہ کر لینا چاہئے تا کہ ہماری وجہ سے دوسروں کی دعا رد نہ ہو۔

چغلی کی تعریف: حضرات! چغلی کیا ہے؟ اور چغلی کس کو کہتے ہیں، ملاحظہ کیجئے۔

عالم ربانی، نائب مصطفیٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چغلی کی تعریف یہ ہے کہ جس بات کو ظاہر کرنا ناپسندیدہ ہوا سے ظاہر کرنا چغلی ہے۔

اور عام لوگوں کے نزدیک چغلی کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص کسی آدمی سے جا کر کہتا ہے کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں یہ کہتا تھا (تو یہ بھی چغلی ہے)۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۳۶)

اور! لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص کے سامنے چغلی پیش ہو اور کہا جائے کہ فلاں شخص نے تمہارے بارے میں یہ بات کہی ہے یا تیرے حق میں فلاں کام کیا ہے یا وہ تیرے معاملے کو خراب کرنا چاہتا ہے! تو اس آدمی پر (جس کے سامنے یہ باتیں کی گئی ہوں) پانچ باتیں لازم ہیں۔

(۱) وہ شخص اس کی تصدیق نہ کرے۔ کیونکہ چغل خور فاسق ہوتا ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یَا یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآئَکُمْ فَاسِقٌ م بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًام بِجَھَالَۃٍ (پ۲۶، ع۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو۔ (کنز الایمان)

(۲) اس شخص کو اس بات سے منع کر دے اور اس کو نصیحت کرے اور اس کے سامنے اس کے اس عمل (یعنی چغلی کھانے) کی برائی بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ (پ۲۱، ع۱۱)

ترجمہ: اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے۔ (کنز الایمان)

(۳) اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اس سے بغض رکھے اور اس آدمی سے بغض رکھنے کو پسند کرے جو شخص اللہ تعالیٰ سے بغض رکھتا ہے۔

(۴) اور اپنے غائب بھائی کے بارے میں بدگمانی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ط (پ ۲۶، ع ۱۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک چغل خور

عادل و متقی امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عدالت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کسی دوسرے سے کوئی بات ذکر کی۔ (یعنی چغلی کھائی) تو آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہارے معاملے کی تحقیق کریں! اگر تم جھوٹے ہوئے تو اس آیت کے مصداق ہو گے۔ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ م بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا (پ ۲۶، ع ۱۳)

ترجمہ: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔ (کنز الایمان)

اور اگر تم سچے ہوئے تو اس آیت کے مصداق ہو گے۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ م بِنَمِيْمٍ O (پ ۲۹، ع ۳)

ترجمہ: بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا۔ (کنز الایمان)

اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کر دیں، اس شخص نے عرض کیا کہ امیر المومنین معاف کر دیجئے آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ (احیاء العلوم، ج:۳، ص:۳۴۷)

اے ایمان والو! ہمارے اسلاف، اللہ والے، غیبت اور چغل خوری کو سنتے بھی نہیں تھے بلکہ چغل خور کو بہت زیادہ برا اور ناپسند سمجھتے تھے اور آج کے دور میں غیبت کرنے والے اور چغلی کھانے والے کو دوست اور خیر خواہ سمجھا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ گھر گھر میں فتنہ، فساد نظر آ رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

نائب مصطفیٰ حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تیرے پاس (کسی اور کی) چغلی کھاتا ہے (برائی کرتا ہے) وہ شخص تیرے خلاف (دوسرے کے پاس) بھی چغلی کھاتا ہو گا۔

لہٰذا! چغل خور کو ناپسند کیا جائے اور اس کو برا جانا جائے اور اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کو سچا جانا جائے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۷)

حضرت مولیٰ علی اور چغل خوری: سر چشمۂ ولایت، میرے آقا، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

والد گرامی حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے آدمی کی چغلی کھائی تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! جو کچھ تم نے کہا ہے ہم اس کے بارے میں تحقیق کریں گے، اگر تم سچے ہوئے تو ہم تم سے ناراض ہوں گے اور اگر تم جھوٹے ہوئے تو ہم تم کو سزا دیں گے۔ اب اگر تم چاہو تو اپنی بات واپس لے لو، ہم تمہیں معاف کردیں گے۔ اس شخص نے کہا امیر المومنین! معاف کردیجئے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۸)

چغلی پر یقین رکھنا چغلی کھانے سے زیادہ بُرا ہے

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک چغلی پر یقین رکھنا چغلی کھانے سے زیادہ برا ہے۔

اور! فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ مومن کی کون سی عادت اس کی قدر کو کم کرتی ہے؟ تو فرمایا (۱) زیادہ گفتگو کرنا۔ (۲) راز فاش کرنا۔ (۳) اور ہر ایک کی بات کو مان لینا۔

اور تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے غلام بیچا اور خریدار سے کہا کہ اس میں چغل خوری کے علاوہ کوئی عیب نہیں۔ اس خریدار نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ (یعنی چغلی کو ہلکا پھلکا سمجھا تو اس کا کتنا بھیانک انجام ہوا ملاحظہ کیجئے) چنانچہ اس نے غلام خرید لیا اور چند دنوں تک تو غلام خاموش رہا پھر اپنے مالک کی بیوی سے کہنے لگا کہ میرا مالک تجھے پسند نہیں کرتا اور وہ شادی کرکے دوسری عورت لانا چاہتا ہے۔ (اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا شوہر دوسری شادی نہ کرے اور تم سے محبت کرے) تو تم ایسا کرنا کہ جب رات کو تمہارا شوہر سو جائے تو تم ایک استرے سے اس کی داڑھی کے چند بال کاٹ لینا تاکہ میں اس پر کوئی عمل کروں اور تمہارا شوہر تم سے محبت کرنے لگے گا۔

حضرات! (چغل خور نے اس طرح اس عورت کو بہکایا) پھر اس کے شوہر کے پاس پہنچا اور کہنے لگا (اے میرے آقا) آپ کی بیوی نے کسی کو دوست بنا رکھا ہے اور وہ تم کو قتل کرنا چاہتی ہے، اگر آپ کو میری بات پر یقین نہ آئے تو آج رات گھر جا کر آنکھیں بند کرکے یوں لیٹ جائیں جیسے سو رہے ہوں، آپ کو خود بخود میری بات کا یقین ہو جائے گا۔ آدمی نے اس کی باتوں پر یقین کرلیا اور دکھاوے کے طور پر سویا رہا اور عورت اُسترا لے کر آئی تاکہ داڑھی کے بال کاٹے۔ شوہر اٹھ گیا اور سوچا کہ واقعی اس کی بیوی اس کو قتل کرنا چاہتی ہے اور اس نے بیوی کو قتل کر دیا۔ عورت کے گھر والے آئے تو انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا اور اس طرح چغل خور کی بات میں آکر میاں بیوی دونوں قتل ہو گئے۔ اور دو خاندانوں کے درمیان جنگ جاری ہو گئی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۵۱)

حضرات! یہ ہے چغل خور کی بات سننے کا انجام کہ گھر کا گھر تباہ و برباد ہوگیا۔ الامان والحفیظ

حضرت لقمان کی نصیحت: حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے بیٹا! میں تمہیں چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اگر تم ان پر عمل کرتے رہے تو ہمیشہ تم سردار رہو گے۔

(۱) مخلوق سے اچھا سلوک کرو وہ قریبی ہوں یا دور کے۔ (۲) عزت دار اور کمینے دونوں سے جہالت (برائی) کو دور کرو۔ (۳) اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ چغل خور کی بات کو ہرگز نہ مانو اور چغل خور سے ان کو محفوظ رکھو اور کسی فسادی کی بات نہ سنو اور فریب دینے والے کی بات نہ مانو۔ (۴) اور تمہارے دوست ایسے لوگ ہونا چاہئے کہ جب تم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو تو نہ تم ان کے عیب بیان کرو اور نہ وہ تمہارے عیب بیان کریں۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۵۰)

چغل خور کی قبر میں عذاب: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں محبوب خدا، مصطفیٰ، کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھے ہم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور فرمایا: اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذِّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُ ھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ○

ترجمہ: بے شک ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ (صحیح بخاری، ص:۱۹۰، مسلم، ص:...... مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲)

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک ہری شاخ یعنی تر شاخ منگوائیں (کھجور یا ببول کی) پھر اس کو توڑ کر آدھی ایک قبر پر اور آدھی دوسری قبر پر رکھ دیا اور فرمایا۔

سنو! جب تک یہ شاخ ہری اور تازہ رہے گی (تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے گی) تو ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ (صحیح بخاری، ص:۱۹۰، مسلم، ص:...... مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف کی روشنی میں بزرگوں نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مزاروں اور قبروں پر پھول ڈالنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

اور دوسری بات! اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوئی کہ آقا کریم، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب نبی دو عالم، عالم ما کان و ما یکون، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غیب داں ہیں قبر کے اوپر سے مشاہدہ فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ کون سا عذاب ہو رہا ہے اور صحابۂ کرام نے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر مان بھی لیا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو بات بتا رہے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

تو ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عالم غیب یعنی غیب داں ماننا یہ صحابۂ کرام کی سنت ہے۔ الحمد للہ! ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا صحابۂ کرام کے مذہب ومسلک پر عامل ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عالم مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن اور غیب داں ہیں۔

وہابیوں کا عقیدہ

حضرات! اور وہابی دیوبندی کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔ اور ان سے بچتے رہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا حال معلوم نہیں: وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حال کہ قبر میں اور قیامت کے دن میرے ساتھ اچھا ہوگا یا نہیں کچھ معلوم نہیں۔
(تقویۃ الایمان، ص:۳۱)

رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں: وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ کہ۔ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے اور جو رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)

حضرات! وہابی دیوبندی کتنے بدترین منافق ہیں کہ شیطان جیسے مردود کے لئے علم غیب مان رہے ہیں اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کا انکار کرتے ہیں۔ سچ ہے کہ جیسوں کو تیسا۔

چغل خور کی قبر میں آگ ہی آگ: حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ طیبہ کے قریب علاقے میں رہتی تھی، وہ بیمار ہوگئی تو یہ شخص بہن کی تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مرگئی تو اس شخص نے اس کی تجہیز وتکفین کا انتظام کیا، آخر جب اسے دفن کر کے واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ وہ روپیوں کی ایک تھیلی قبر میں ہی بھول آیا ہے۔ اس شخص نے اپنے ایک دوست کا سہارا لیا اور دونوں نے قبر کو کھود کر روپیوں کی تھیلی نکال لی تو اس شخص نے دوست سے کہا کہ ذرا ہٹنا میں دیکھوں تو صحیح کہ میری بہن کس حال میں ہے۔ اس شخص نے قبر میں جھانک کر دیکھا تو قبر میں آگ ہی آگ ہے اور اس کی بہن آگ میں جل رہی ہے۔ اس شخص نے (جلدی جلدی قبر کو ڈھکا) اور چپ چاپ آیا اور ماں سے پوچھا کہ میری بہن میں کیا خراب عادت تھی؟ تو ماں نے کہا کہ تیری بہن کی عادت تھی کہ پڑوسیوں کے دروازوں سے کان لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی اور چغل خوری کیا کرتی تھی۔

پس! اس شخص کو معلوم ہو گیا کہ عذاب کا سبب کیا ہے۔ تو جو شخص عذاب قبر سے رستگاری چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ غیبت اور چغل خوری سے پرہیز کرے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۳۶)

دو منہ والا سب سے بُرا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ عِبَادِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثٍ وَهٰؤُلَاءِ بِحَدِيْثٍ۔

یعنی قیامت کے دن تم اس شخص کو سب سے برا آدمی پاؤ گے جس کے دو منہ ہیں ان لوگوں سے وہ اور بات کرتا ہے اور اُن لوگوں سے دوسری بات۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۴۹۶، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۲۵، مشکوۃ، ص:۴۱۱)

حدیث شریف: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ مدینہ، سرور قلب وسینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ٥ یعنی جو شخص دنیا میں دو چہروں والا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

(ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۳۱۲)

حضرات! اللہ تعالیٰ دو منہ والا ہونے سے بچائے۔ یعنی منہ پر کچھ پیٹھ پیچھے کچھ، اس کے پاس کچھ، اس کے پاس کچھ۔

ایسے ہی شخص کو حدیث شریف میں دو منہ والا کہا گیا ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے



﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

چوتھا جمعہ.................................پہلا بیان

اسلام میں ادب کا مقام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج (پ۵،ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو، اللہ کا اور حکم مانو، رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرات! تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک لشکر جہاد کے لئے بھیجا اور لشکر کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حضرت عمار بن یاسر سپاہی تھے۔ جب لشکرِ اسلام کفار کے شہر کے قریب پہنچا تو کفار خوف سے بھاگ گئے، صرف ایک شخص باقی رہا جو چھپ کر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں آ گیا اور امان حاصل کر لی۔ صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں آ گیا اور امان حاصل کر لی۔ صبح کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے مال کو مالِ غنیمت میں بھیج دیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی امان کی خبر دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے مال کو مالِ غنیمت میں بھیج دیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی امان کی خبر دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں امیر لشکر تھا، تم نے میری اجازت کے بغیر اس کو امان کیوں دی؟ اور ان کی بات نہ مانی۔

جب لشکر اسلام فتح وظفر کے ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو یہ معاملہ بارگاہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں

پیش ہوا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امان قائم رکھی اور قیدی کو چھوڑ دیا اور آئندہ کے لئے حکم دیا کہ امیر کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کو امن نہ دے۔ اس پر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ طعن آمیز بات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس مجلس پاک کا احترام نہ ہوتا تو اس غلام کو میں جواب دیتا (حضرت عمار ہاشم بن مغیرہ کے غلام تھے) آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے خالد! عمار کی رضا میں خدا کی رضا ہے اور عمار کے غضب میں خدا کا غضب ہے۔ بات ختم ہوگئی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معافی چاہی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

آیت کریمہ: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (پ۵، ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرات! آج کا موضوع ہے اسلام میں ادب و تعظیم کا مقام۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شعائر اللہ کے ادب و تعظیم کا حکم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۝ (پ۱۷، ع۱۱)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (کنزالایمان)

آیت کریمہ سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ شعائر اللہ کا ادب اور تعظیم اسلام کا ایک بڑا حصہ ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے نزدیک ادب و تعظیم کا کیا درجہ ہے؟ تو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْلَامُ کُلُّہٗ اَدَبٌ یعنی اسلام مکمل ادب ہے۔ ہمارے اسلام میں بے ادبی کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔

حضرات! ہر چیز کی تعظیم اس کے مناسب کی جائے گی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب اور تعظیم یہ ہے کہ ان کے حکم پر عمل کیا جائے اور ان کی نافرمانی سے باز رہا جائے وغیرہ۔ کعبہ معظمہ کا ادب یہ ہے کہ اس کی طرف پاؤں نہ کیا جائے اور منہ یا پشت کر کے پاخانہ یا پیشاب نہ کیا جائے وغیرہ۔ مسجد کا ادب یہ ہے کہ ناپاکی کی حالت میں اس میں داخل نہ ہو اور اس میں دنیاوی گفتگو نہ کرے وغیرہ۔ ماہ رمضان کا ادب یہ ہے کہ اس مہینے میں روزہ و تلاوت قرآن کا پابند رہے اور اگر معذور روزہ نہ بھی رکھے تب بھی سب کے سامنے نہ کھائے، نہ پئے وغیرہ۔ قرآن کریم کا ادب یہ ہے کہ خاموشی سے سنے اور باادب اس کی تلاوت کرے وغیرہ۔

صحابۂ کرام کا ادب

حدیث شریف: حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ حَوْلَہٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِھِمُ الطَّیْرُ۔ (شفا شریف، ج:۲،ص:۳۱)

ترجمہ: میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صحابہ آس پاس بیٹھے تھے، ایسے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

حضرات! محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام سمجھنا ہے اور بارگاہ مصطفیٰ کا ادب واحترام سیکھنا ہے تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیکھئے، ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت صدیق اکبر کا ادب: محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ درمیان نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب کی وجہ سے مصلی چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔ نماز کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو ثابت رہتا، جب کہ میں نے تجھے حکم دیا۔

فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو لائق نہ تھا کہ نماز پڑھائے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آگے۔ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۹۴)

اے ایمان والو! غور کرو! کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جیسی افضل عبادت میں بھی آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب واحترام کا خیال رکھا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنے پر حالت نماز میں مصلے سے پیچھے آگئے۔ اسی ادب نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نائب وخلیفہ بنے اور بعد وصال پہلوئے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں مدفون ہوئے اور قیامت تک کے لئے یار مزار بنے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

درود شریف:

موئے مبارک کا ادب: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف کا ادب واحترام بہت ہی شان وشوکت سے کرتے تھے اور محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک کو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے، ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَایُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۱)

یعنی بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا، جب کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال بنا رہا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے (چاروں طرف) ارد گرد پھر رہے تھے اور اس خیال میں رہتے تھے کہ کوئی بال شریف گرے مگر کسی کے ہاتھ میں (یعنی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی بال شریف زمین پر نہ گرنے پائے)

اللہ اکبر! کس شان کا ادب تھا۔ اور جب بال شریف کے ساتھ ادب ومحبت کا یہ عالم تھا تو خود آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ادب ومحبت کا عالم کیا رہا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

امام مالک کا ادب: (۱) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس سال تک مدینہ طیبہ میں رہے مگر کبھی پاخانہ اور پیشاب نہ کیا اور نہ ہی اپنے پاؤں میں جوتے اور چپل پہنے۔ (شفاء شریف، ج۲، ص۳۳)

(۲) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر شریف کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے ادب وتعظیم کی وجہ سے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں پر گراں گزرا۔ تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَوْ رَاَیْتُمْ مَارَاَیْتُ لَمَا اَنْکَرْ تُمْ عَلَیَّ مَا تَرَوْنَ۔

یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت کا مقام میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو ہرگز انکار نہ کرتے وہ جو مجھ پر تم دیکھتے ہو۔ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۳)

(۳) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اگر کوئی شخص مسئلہ دریافت کرنے آتا تو اسی وقت اس کو مسئلہ بتادیتے اور اگر کہتا کہ حدیث شریف پوچھنے آیا ہوں تو آپ غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے، عمامہ شریف باندھتے اور خوشبو لگاتے اور آپ کے لئے ایک خاص کرسی بچھائی جاتی اس پر بیٹھتے اور نہایت ادب و وقار سے حدیث شریف بیان فرماتے اور جب تک حدیث شریف بیان فرماتے رہتے خوشبو سلگتی رہتی۔

(شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۶، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۹۳، انوار محمدیہ، ص:۳۱۷)

(۴) حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ حدیث بیان فرما رہے تھے کہ آپ کو بچھو نے سولہ یا سترہ مرتبہ کاٹا، آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا مگر آپ نے حدیث بیان کرنے کو قطع نہ کیا اور جب حدیث شریف بیان کر چکے تو میں نے حال معلوم کیا تو فرمایا کہ آج میرے حدیث بیان کرنے میں بچھو نے سولہ یا سترہ مرتبہ کاٹا اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت اور ادب کے باعث صبر کے ساتھ حدیث بیان کرتا رہا (شفاء شریف، ج:۲، ص:۳۶، مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۱۹۳، انوار محمدیہ، ص:۳۱۷)

اے ایمان والو! یہ ادب و تعظیم تھی ہمارے بزرگوں کی محبوب خدا، مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں۔ لہٰذا ہم کو بھی بزرگوں کی اتباع میں اپنے مشفق نبی اور مہربان رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کا مکمل ادب و احترام کرنا چاہئے۔

بے ادب، بد نصیب کو خدا ہی جانے
با ادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

حضرات! قرآن و حدیث کے فرمان اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بزرگان دین کے اقوال و احوال سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ ادب و احترام کرنے والے بڑے خوش نصیب اور اللہ والے ہوتے ہیں اور ادب کرنے والے کس قدر نوازے جاتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

نام مبارک کے ادب کی وجہ سے دو سو برس کا گنہگار بخشا گیا

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت بڑا گنہگار تھا جس نے دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ شخص

مر گیا تو لوگوں نے اس کو ایسی جگہ میں پھینک دیا جہاں شہر کی گندگی، کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس شخص کو گندی جگہ سے اٹھا کر لاؤ اور اس کو غسل دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھو اور قبرستان میں دفن کرو! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص دو سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے، لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ تورات کھولتا۔ وَنَظَرَ اِسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهُ وَوَضَعَهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهُ وَزَوَّجْتُهُ سَبْعِيْنَ حُوْرَاءَ (حلیۃ الاولیاء، ابونعیم، سیرت حلبیہ، ج:۱، ص:۸۰، معارج النبوۃ، ص:۸۳)

اور میرے محبوب، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کو دیکھتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور ان پر درود پڑھتا اس لئے میں نے اس کو بخش دیا اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیں۔

حضرات! محبت اور ادب کتنی بڑی نعمت ہے کہ دو سو برس کا گنہگار آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک کا ادب و محبت کرنے اور چومنے کی وجہ سے بخش دیا گیا اور وہ شخص جنتی ہو گیا۔

قرآن کریم کے ادب سے جنت ملی: تاریخ اسلام میں نیک و متقی بادشاہ و امیر کم ہوئے ہیں، انہیں نیکوں میں حضرت محمود غزنوی بادشاہ کا نام بھی روشن ہے، محمود غزنوی بادشاہ اپنے خاص کمرے میں تشریف لائے کہ آرام کریں، دیکھا کہ اللہ کا کلام قرآن مجید طاق میں رکھا ہوا ہے، خیال آیا کہ میں اس کمرے میں پاؤں پھیلا کر آرام کروں جس میں قرآن کریم رکھا ہے اٹھے اور قرآن کریم کو دوسرے کمرے میں رکھ آئے۔ پھر خیال آیا کہ تم نے کیا کیا، یہ ادب کے خلاف ہے ادب تو یہ تھا کہ تم کو دوسرے کمرے میں جا کر سونا چاہئے اور کلام الٰہی قرآن کریم کو اپنی جگہ پر ہی رہنے دینا چاہئے تھا۔ پھر اٹھے اور قرآن کریم کو لا کر پہلے والی جگہ پر رکھا اور خود دوسرے کمرے میں جا کر سوئے۔ قرآن کریم کا یہ ادب اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا، انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو بہت خوش نظر آئے۔ تو سوال کیا کہ مرنے کے بعد آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ تو حضرت محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ قرآن کریم کے ادب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔ (دلیل العارفین، ص۲۱،۲۲)

درود شریف:

حضرات! ادب و احترام خوش نصیب حضرات ہی کرتے ہیں اور ادب و احترام کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس شخص کا ٹھکانہ جنت بنا دیتا ہے۔

اذان کے ادب سے جنت ملی

ملکہ زبیدہ بادشاہ ہارون رشید کی بیوی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔

ایک روز کی بات ہے کہ ملکہ زبیدہ نے پینے کے لئے پانی طلب کیا، خادمہ نے پانی کا گلاس لاکر حاضر کیا، خادمہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس اپنے ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی، فوراً پانی کا گلاس رکھ دیا اور اذان سننے اور اس کا جواب دینے میں لگ گئیں، اذان کا ادب کیا اور اس وقت تک پانی نہ پیا جب تک اذان ہوتی رہی۔

حضرت زبیدہ رحمۃ اللہ علیہا کا جب انتقال ہوگیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت زبیدہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہی ہیں تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ درجہ کس وجہ سے نصیب ہوا ہے تو حضرت ملکہ زبیدہ نے جواب دیا کہ اذان کے ادب سے نجات و بخشش اور جنت ملی ہے۔

گنہگار بندی نے ولی کا ادب کیا تو جنتی ہوگئی

علماء کے بیان میں سنا گیا ہے کہ حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کے بازار سے گزر رہے تھے، سارا شہر آپ کے ادب واحترام میں دست بستہ کھڑا تھا، ایک طوائف اپنے یاروں کے ساتھ کوٹھے پر بیٹھی تھی، آواز کانوں میں پڑی کہ اللہ کے ولی حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں، ادب سے کھڑے ہوجاؤ۔ اتنا سننا تھا کہ اس طوائف نے یاروں کی محفل کو چھوڑا اور بڑی تیزی کے ساتھ اوپر سے اتر کر نیچے آگئی اور دروازے کی آڑ سے اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور وہ طوائف اپنی جگہ پر پہنچی تو اس کے یاروں نے اس سے پوچھا کہ اگر اللہ والے کا دیدار کرنا تھا تو مکان کے اوپر سے دیدار زیادہ آسان تھا، نیچے جانے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ تو طوائف نے جواب دیا کہ صرف دیدار ہی مقصود نہ تھا بلکہ اللہ کے ولی کا ادب کرنا بھی مقصود تھا کہ میں گندی بندی اوپر رہوں اور اللہ تعالیٰ کا پاک و نیک بندہ نیچے رہے۔ اس لئے میں نیچے حاضر ہوگئی کہ اللہ والے کا ادب بھی ملحوظ رہے اور دیدار بھی ہوجائے۔ اس طوائف کا انتقال ہوگیا تو ایک اللہ والے نے خواب میں دیکھا کہ وہ طوائف جنت میں ہے۔ تو اس سے معلوم کیا کہ کون سی نیکی تم نے کی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم کو جنت نصیب کی تو طوائف نے جواب دیا کہ میرے

اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت زکریا ملتانی کے ادب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور جنت میرا مکان ہے۔

جس کو جو ملا ادب سے ملا: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کے ادب نے چمکایا۔

تابعین علیہم الرضوان کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ادب نے چمکایا۔

ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ادب سے ہی آدمی سنورتا ہے۔

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معین الدین کو جو کچھ ملا ہے پیرومرشد کی خدمت اور ادب سے ملا ہے۔ اعلیٰ حضرت، مجدد اعظم، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اور آل نبی کے ادب سے اعلیٰ حضرت بنے اور چمک گئے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

سبح اسم ربك الأعلى

الذي خلق فسوى والذي قدر فهدى

﴿ ٦ ﴾

جُمادی الآخرہ

چوتھا جمعہ...دوسرا بیان

گفتگو اور خاموشی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ٥ (پ۔۱۸،ع،۱)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حدیث شریف: میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً ٥ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۱۴)

یعنی مرد کا چپ رہنا ساٹھ سال کی عبادت (جو کثرت کلام کے ساتھ ہو) بہتر ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ مَا النَّجَاۃُ یعنی نجات کس بات میں ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ ٥ یعنی اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ (مشکوٰۃ، ص:۴۱۳)

خاموشی بھی اعمال میں افضل ہے: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا کہ تمام اعمال میں کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان مبارک منہ سے نکالی اور اس پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ خاموشی۔ (کیمیائے سعادت، ص:۳۷۰)

خاموشی میں رحمت ہی رحمت ہے: عالم ربانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ عبادت دس طرح کی ہے ان میں نو عبادت تو خاموشی میں ہے اور ایک لوگوں سے بھاگنا ہے (کیمیائے سعادت، ص:۳۱۱)

حضرات! عقل مند آدمی وہ شخص ہے جو خاموش رہنے کو پسند کرتا ہے اور قسم قسم کی زحمتوں اور شرمندگی سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور نادان شخص وہ ہے جو خاموش رہنا تو جانتا ہی نہیں اور زیادہ بول کر زحمت ہی اٹھاتا ہے اور لوگوں کے بیچ میں شرمندہ بھی ہوتا نظر آتا ہے۔

جو اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرے وہ جنتی ہے

حدیث (۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی داڑھوں اور ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں (یعنی زبان اور شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۶۶)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ مدینہ، سرور قلب وسینہ، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس نے داڑھوں اور ٹانگوں والی چیزوں (یعنی زبان اور شرمگاہ) کو برائی سے بچالیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۶۶)

اچھی بات صدقہ ہے: حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اچھی بات بھی صدقہ ہے۔

(بخاری، ج:...، ص:........، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۴)

فحش کلام کرنے والے پر جنت حرام ہے

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فحش کلام (یعنی بری بات) کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ (کیمیائے سعادت)

آپس میں ہنسی مذاق کرنا منع ہے: امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپس میں ہنسی مذاق مت کیا کرو کہ دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور قلوب برائی کی طرف لگ جاتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت،)

حضرات! ہنسی مذاق کی محفلوں میں شریک ہونا سخت منع ہے۔ اب ان حضرات کا کیا حال ہوگا جو فحش اور بے ہودا ڈراموں کے شوقین ہیں اور ناجائز مناظر، حرام کی جگہوں پر دیکھتے اور دل کو بہلاتے ہیں، ایسے لوگ عبرت حاصل کریں۔

فحش بات کرنے والا قیامت کے دن کتے کی شکل میں ہوگا

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ فحش کلام کرنے والا (یعنی بے حیائی کی باتیں کرنے والا) قیامت کے روز کتے کی شکل میں آئے گا۔ (کیمیائے سعادت،)

گانا بھی فحش کلامی میں داخل ہے: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: كَسْبُ الْمُغَنِّيْ وَالْمُغَنِّيَةِ حَرَامٌ. (المدخل، ج:۳، ص:۱۰۲)

یعنی گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے۔

حضرات! ناچنے اور گانے والے مردوں اور عورتوں پر بہت سے مسلمان فخر کرتے نظر آتے ہیں اور اگر وہ گانے اور ناچنے والا شہر میں آجائے تو بہت سے مسلمان ایسے فاسقوں کو اپنی آفسوں اور گھروں میں لے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ فوٹو کھنچا کر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔

حضرات! ایسے گانے اور ناچنے والے خود تو گنہگار ہیں اور اپنے گانوں اور عریاں عورتوں کے ساتھ ناچ ناچ کر اور دوسروں کے جذبات کو ابھار کر ان کے گناہوں کا حصہ بھی پاتے ہیں اور جب تک ان کا گانا اور ان کی بے ہودہ حرکت جاری رہے گی اور لوگ دیکھتے رہیں گے ان سب کو تو گناہ ملے گا مگر سب کے برابر اس ناچنے والے اور ناچنے والی کو گناہ ملتا رہے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اچھی بات سے جنت ملتی ہے: حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں لوگوں نے عرض کیا کہ اے حضرت! کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے جنت ملے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کبھی بولو مت! لوگوں نے عرض کیا کہ اے حضرت! یہ تو ممکن نہیں! تو فرمایا کہ اچھی بات کے علاوہ کچھ زبان سے مت نکالو (احیاء العلوم)

حضرات! جہاں بھی حکم دیا گیا ہے کلام کم کرو، چپ رہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ بری بات سے بچو اور جب بات کرو تو سچی اور اچھی بات کرو۔

زبان سیدھی ہے تو سارے اعضاء سیدھے ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

خالی خاموشی غفلت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کلام بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہے وہ لغو، (بے کار) ہے اور جو خاموشی فکر آخرت سے خالی ہے وہ غفلت ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حدیث شریف: آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ لمحہ بھر (آخرت کے بارے میں) غور وفکر سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا: سرچشمۂ ولایت امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا زخم کبھی نہیں بھرتا (یعنی وقت، وقت پر تازہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے بزرگوں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ انسان کو تیر مارنا، اس کو زبان سے طعن وتشنیع کرنے سے کم ہے، کیوں کہ زبان کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرات! تیر وتلوار سے جسم زخمی ہوتا ہے اور زبان سے دل زخمی ہو جاتا ہے جو کبھی دوا سے بھرتا نہیں۔ اسی لئے مومن کی زبان بہت ہی سوچ، سمجھ کر بولتی ہے۔

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ زبان سے زیادہ کوئی چیز حفاظت کے قابل نہیں۔ (احیاء العلوم)

زبان سے ڈرتے رہو! حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کس چیز سے ڈرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اس سے (یعنی زبان سے)۔ (تنبیہ الغافلین)

اے ایمان والو! میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اپنی زبان مبارک پکڑ کر یہ فرمانا کہ میں زبان سے ڈرتا ہوں، یہ تعلیم امت کے لئے تھا گویا میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امت کو تعلیم دے رہے ہیں کہ ہر حال میں زبان سنبھال کر رکھو اور ہر وقت زبان سے ڈرتے رہو۔

زبان سنبھل گئی تو سب کام بن گئے

حضرت یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی زبان اچھی رہتی ہے اس کے سب کام اچھے رہتے ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر بات کرنا چاندی ہے تو خاموش رہنا سونا ہے۔ (احیاء العلوم، ج:۱)

انسان کامل کب ہوتا ہے؟

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی کہ بیٹا حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کم بولنا عادت بنالو اس لئے کہ انسان جب کامل ہو جاتا ہے تو اس کی بات مختصر ہو جاتی ہے۔

(نہج البلاغہ، ص ۷)

کم بولو اور کام زیادہ کرو: حضرت امام اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن بات کم اور کام زیادہ کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

زیادہ بولنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہے

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کوئی بات نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (تنبیہ الغافلین، ص:......)

اچھی بات سے دل خوش کر دینا سنت ہے

حضرات! کبھی اور کسی وقت ایسی بات کہنا کہ سننے والا مسکرا دے اور اس کا دل خوش ہو جائے مگر بات جھوٹ نہ ہو بلکہ سچی ہو تو جائز اور درست ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہمارے مشفق و مہربان نبی، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی۔ وہ بوڑھی عورت یہ سنکر رونے لگی۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عورت! غمزدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ ہر بوڑھے اور بوڑھی کو جوان کر کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (کیمیائے سعادت)

حضرات! کیا پیارا انداز ہے بات کرنے کا اور کسی کے دل کو خوش کرنے کا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے اونٹ پر بٹھائیے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اونٹ کے بچہ پر بٹھاؤں گا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ مجھے اونٹ کے بچہ پر نہیں بیٹھنا ہے اس لئے کہ وہ مجھے گرا دے گا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا کوئی اونٹ ایسا بھی ہے جو اونٹ کا بچہ نہ ہوں۔ (کیمیائے سعادت)

عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ایک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

درود شریف:

بیوقوف کے لئے خاموشی بہتر ہے

فقہ حنفی کے بہت بڑے امام حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک شخص ہمیشہ حاضر ہوا کرتا تھا۔ جو کبھی کوئی سوال نہیں پوچھتا تھا اور مجلس میں خاموش بیٹھ کر باتیں سنا کرتا تھا ایک دن حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اے فلاں! تم ہمیشہ ہماری مجلس میں آتے ہو اور چپ ہی رہتے ہو، کبھی تم بھی بولا کرو اور کوئی مسئلہ تم بھی پوچھ لیا کرو؟ تو اس شخص نے کہا کہ حضور! مجھے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے وہ یہ ہے کہ روزہ کس وقت افطار کرنا چاہئے؟ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جب سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کر لینا چاہئے تو وہ شخص کہنے لگا کہ اگر آدھی رات تک سورج نہ ڈوبے تو پھر کیا کرے؟ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرا پڑے اور فرمایا کہ تمہارا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔ (حیوۃ الحیوان، ج: اول)

جنتی آدمی کی پہچان: عالم ما کان وما یکون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ابھی ایک جنتی مرد یہاں آئے گا۔ تو حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے سے داخل ہوئے تو لوگوں نے یہ بشارت ان کو سنائی اور دریافت کیا کہ وہ کون سا عمل ہے؟ جس کی وجہ سے یہ بشارت دی گئی ہے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا عمل تو بہت تھوڑا ہے لیکن کبھی میں نے اس چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جس سے میرا تعلق نہ ہوتا اور نہ میں نے کبھی لوگوں کا برا چاہا۔ (کیمیائے سعادت)

کلام زیادہ تو غلطیاں زیادہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کلام زیادہ ہوگا اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی، جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، جس کے اخلاق برے ہوں گے وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔

یا اللہ تعالیٰ! ہمیں گناہوں سے بچالے اور کم بولنے کی توفیق نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

پہلا جمعہ.................................پہلا بیان

حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ الْبَغْدَادِیْ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیْ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

بگرداب بلا افتادہ کشتی
ضعیفان شکستہ را تو پشتی

بحق خواجۂ عثمان ہارون
مدد کن یا معین الدین چشتی

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

(استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی)

یہ داغ کہاں تک رنج ہے، تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبی اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

(داغ دہلوی)

تیرے پائے کا کوئی ہم نے نہ پایا خواجہ
تو زمین والوں پہ اللہ کا سایہ خواجہ

(سید العلماء مارہروی)

ہند میں آپ ہیں سوغاتِ رسولِ عربی
ہر طرف ابر کرم آپ کا چھایا خواجہ

(سید اشرف مارہروی)

تمہید: آج کا یہ دور اللہ تعالیٰ کے نیک و پارسا بندے اور آقائے کائنات نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نیک و صالح اور متقی و پرہیز گار امتی، اولیاء اللہ سے بیزاری اور اسلام کی سچائی سے دوری کا ہے جو ارباب اسلام کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ناپاک منصوبوں کے تحت اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم کے نصاب اور کورس کی کتابوں میں ایسے غلط اور من گھڑت واقعات کو شامل کیا گیا ہے جس کے پڑھنے کے بعد شک و وہم اور تذبذب کا دروازہ کھلتا نظر آتا ہے اور ایک نوجوان مسلمان اللہ تعالیٰ کی سچی بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مضبوط غلامی سے اپنا تعلق و رشتہ کمزور کرتا ہوا نظر آتا ہے اور آئے دن ان باتوں کا مشاہدہ بھی ہو رہا ہے کہ ہمارا نوجوان شک و وہم اور تذبذب میں مبتلا ہو کر طرح طرح کے اعتراضات کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کبھی اللہ و رسول کے تعلق سے تو کبھی اولیاء اللہ کی روحانیت و کرامت اور ان کے مزاروں پر حاضری کے حوالے سے۔ یہ ساری خرافاتیں اور اسلام مخالف باتیں اسکول و کالج اور یونیورسٹیوں کی غلط و بے ہودہ تعلیم اور بد عقیدہ منافق لوگوں کی صحبت کا نتیجہ نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے ہماری نئی نسل، نوجوان مسلمان شک و وہم اور تذبذب کے دل دل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔ اور اسلام کی سچائی اور ایمان و یقین کی حقیقت سے دوری بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

مسلمانو! یہ ایک حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ سے دور ہونا، اسلام سے دور ہونا ہے

قرآن و سنت سے یہ بات ظاہر و ثابت ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اور آخری مذہب ہے اور قرآن

مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے اور پیغمبر اسلام محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئیگا۔

تو اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگلی امتوں میں ایک کے جانے کے بعد ہدایت و رہبری کے لئے دوسرے نبی تشریف لاتے رہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا تو اسلام کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کا کام آگے کیسے بڑھے گا؟

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ۝

یعنی میری امت کے علماء، بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ (کنز العمال، جلد ۱۰، ص ۵۹، حدیث نمبر ۲۸۶۷۳)

یعنی رشد و ہدایت کا جو فریضہ پہلے کے انبیائے کرام علیہم السلام انجام دیتے تھے، اب یہ کام میری امت کے علماء پورا کریں گے۔

اور ان سچے اور نیک و پارسا علماء کرام کے گروہ کو جو جانشین مصطفیٰ، نائبین نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں انہیں نیک و صالح اور متقی و پرہیز گار لوگوں کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔

حضرات! تاریخ شاہد ہے ہسٹری گواہ ہے کہ اسلام بادشاہوں اور امیروں کا مرہون منت کبھی بھی نہیں رہا بلکہ اکثر مسلمان کہلانے والے بادشاہوں اور امیروں نے اسلام کے پاک و صاف دامن کو داغدار کیا اور اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت وقوت کو نقصان پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ کی زمین تقویٰ، طہارت اور نیکی سے آباد ہوئی اور اسلام خوب پھولا اور پھلا تو بادشاہوں اور امیروں کے ذریعہ نہیں بلکہ ان پاک اور نیک لوگوں کے ذریعہ عمل میں آیا جن کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔ اللہ کے یہ ولی دنیا کے جس خطے میں گئے تو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سیرت و صورت کی سچی تصویر بن کر گئے، ان کا وجود مسعود مجسم اسلام تھا ان کا کردار و اخلاق، محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کردار و اخلاق کا صاف وشفاف آئینہ تھا۔

انہیں اللہ والوں کی پاک و نیک صحبت کی خوشبو سے علاقہ کا علاقہ معطر ہو گیا اور کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ختم ہوئے اور اسلام کا پرنور سویرا طلوع ہوا اور ایمان و یقین کا اُجالا پھیلا۔

اللہ کے ولی جس راہ سے گزر گئے اسلام کی خوبیوں سے آگاہی دیتے گئے اور ایمان کے نور سے اندھے قلوب کو منور و مجلی کرتے گئے۔

انہیں اللہ والوں نے اپنے علم وعمل، اخلاق وکردار اور روحانی کمالات وکرامات کے ذریعہ کفر وشرک اور وہم وشک کے اندھیروں میں بھٹکنے والے انسانوں پر اسلام کے برکات وحسنات کو ظاہر وروشن کر دیا جس کے سبب سے گاؤں کا گاؤں، قصبہ کا قصبہ، شہر کا شہر، ملک کا ملک اسلام کے دامن کرم میں ابدی پناہ حاصل کرتا گیا۔

انہیں پاک باز، باکرامت اور باکمال اربابِ روحانیت ہستیوں میں ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی، بندہ نواز، کرم نواز، حضور غریب نواز سنجری، اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی سب سے روشن ومنور ہے اور آپ کی خدمات سب سے زیادہ نمایاں اور تابناک ہیں۔ ہمارے پیارے خواجہ کی رحمت وبرکت والی ذات پاک نے ہندوستان کے اندر کفر وشرک اور شک ووہم اور تذبذب کے اندھیرے ماحول میں اسلام وایمان اور یقین کا چراغ جلایا اور حق وصداقت کا دیپ روشن کیا۔

آپ کے نہ آنے تک ہند میں اندھیرا تھا
روشنی گھر گھر پھیلی آپ ہی کے آنے سے

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ، طہارت اور روحانیت وولایت کے پاکیزہ کردار وعمل اور مواعظ حسنہ کی برکت وتاثیر سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ کافر، مسلمان ہوئے۔ چور ابدال ہوئے، گناہگار وخطاکار، نیک وصالح اور متقی وپرہیزگار ہوئے۔ اس طرح تقریباً نوے لاکھ انسان اسلام کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر ایمان ویقین کی ابدی نعمت اور حق وصداقت کی سرمدی دولت سے سرفراز ہوئے۔

مرشد و رہنمائے اہل صفا
ہادیٔ انس و جاں معین الدین

قربِ حق اے نیاز، گر خواہی
ساز وردِ زباں معین الدین

(حضرت نیاز بریلوی)

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

تاریخ ولادت ۵۳۰ ہجری

بمقام سنجر علاقہ سیستان

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

سجزی بکسر سین و سکون جیم وکسر زائے معجمہ نسبت بہ سیستان

سیستان را بزبان عربی سجستان و سنجری گویند۔

یعنی سجزی سین کے کسر، جیم کے سکون اور زائے معجمہ کے کسر کے ساتھ سیستان کی طرف نسبت ہے، سیستان کو عربی زبان میں سجستان اور سنجری کہتے ہیں۔ (انتباہ سلاسل اولیاء اللہ ،ص، ۸۸)

تاریخ وصال	۶ رجب شریف ۶۲۷ ہجری
بمقام	اجمیر شریف (ہندوستان)
نام نامی اسم گرامی	معین الدین حسن
القاب	ہندالولی، عطائے رسول، غریب نواز، خواجۂ بزرگ، نائب رسول، وارث الانبیاء، آفتاب چشتیاں، سلطان الہند۔

چشتی کہلانے کی وجہ: جماعت اہل سنت کی اعلیٰ ترین شخصیت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ طریقت کے مورثِ اعلیٰ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرید ہونے کی غرض سے حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے میرا نام دریافت کیا۔

عرض کیا: عاجز کو ابو اسحاق شامی کہتے ہیں۔

مرشد نے فرمایا: آج سے ہم تم کو ابو اسحاق چشتی کہیں گے اور قیامت تک جو تیرے سلسلے میں داخل ہوگا وہ بھی چشتی کہلائے گا۔

اسی نسبت سے ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چشتی کہلاتے ہیں۔ (سوانح غوث وخواجہ، ص، ۴۲)

ہمارے پیارے خواجہ نجیب الطرفین سید ہیں

آپ کا پدری نسب سیدنا امام حسین بن مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے اور آپ کا مادری نسب حضرت سیدنا امام حسن بن مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ اس طرح ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسینی اور حسنی سید ہیں۔

ہمارے پیارے خواجہ کا پدری نسب نامہ

(۱) سید معین الدین حسن (۲) بن سید غیاث الدین (۳) بن سید کمال الدین (۴) بن سید احمد حسین (۵) بن سید نجم الدین طاہر (۶) بن سید عبد العزیز (۷) بن سید ابراہیم (۸) بن سید امام علی رضا (۹) بن سید موسیٰ کاظم (۱۰) بن سید امام جعفر صادق (۱۱) بن، سید محمد باقر (۱۲) بن سید امام علی زین العابدین (۱۳) بن سید امام حسین (۱۴) بن سید السادات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص: ۲۵۷)

ہمارے پیارے خواجہ کا مادری نسب نامہ

(۱) سید معین الدین حسن (۲) بن ام الورع سیدہ ماہ نور (۳) بنت سید داؤد (۴) بن سید عبد اللہ حنبلی (۵) بن سید یحییٰ زاہد (۶) بن سید محمد روحی (۷) بن سید داؤد (۸) بن سید موسیٰ ثانی (۹) بن سید عبد اللہ ثانی (۱۰) بن سید موسیٰ اخوند (۱۱) بن سید عبد اللہ (۱۲) بن سید حسن مثنیٰ (۱۳) بن سیدنا امام حسن مجتبیٰ (۱۴) بن سید السادات مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (مسالک السالکین: ج ۲: ص ۲۷۱)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ ماہ نور رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ہی نیک اور بڑی عابدہ، زاہدہ تھیں۔

ہمارے پیارے خواجہ کی والدہ کا بیان

والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں کہ جب میرے پیارے بیٹے معین الدین حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے شکم میں تھے تو میں بڑے عجیب و غریب اور اچھے خواب دیکھا کرتی تھی۔ میرے گھر میں خوب خیر و برکت تھی، میرے دشمن میرے دوست بن گئے تھے، ولادت کے وقت میرا سارا گھر انوار الٰہی سے روشن تھا۔ (اہل سنت کی آواز: ۲۰۰۸ء، ص ۸۰)

ہمارے پیارے خواجہ کا بچپن

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا دور بڑی خوش حالی اور نیک نامی کے ساتھ گزرا اور آپ کے بچپن ہی میں آثار ولایت آپ کی جبین سعادت پر نمایاں اور ظاہر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی

دی ہوئی نعمت و دولت سب کچھ تھی۔ بڑے ناز و نعم کے ساتھ پلے اور بڑھے تھے اور ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو بھائی تھے۔ (ہشتاد اولیاء، ص ۲۸۸، بحوالہ خانقاہ برکاتیہ کا ترجمان، اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء ص ۷۸)

ہمارے پیارے خواجہ کے والد کا وصال

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید غیاث الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نیک اور بڑے متقی و پرہیزگار تھے ابھی ہمارے پیارے خواجہ کی عمر شریف پندرہ سال ہی کی تھی کہ والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ (مرآۃ الاسرار، ص: ۵۹۳)

ہمارے پیارے خواجہ کی تعلیم و تربیت

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات سال کی عمر شریف تک آپ کی پرورش خراسان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کا زمانہ والد بزرگوار کے زیر عاطفت گزرا، اس کے بعد سنجر کی مشہور درسگاہ میں داخل ہوئے اور وہیں سے تفسیر و حدیث اور فقہ کی تعلیم مکمل ہوئی چودہ سال کی عمر شریف میں اور کتاب مرآۃ الاسرار کے مطابق پندرہ سال کی عمر شریف میں والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور آپ کے والد ماجد کا مزار مبارک بغداد مقدس میں ہے۔ (سوانح غوث و خواجہ، ص ۴۴)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی ولی ہیں والد گرامی اور والدہ ماجدہ سے لیکر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک سارے خاندان اور پورے کنبہ کا ایک ایک فرد ولی اور قطب ہے اس پیاری نسبت کے باوجود ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسہ میں داخلہ لیتے ہیں۔ قرآن و حدیث اور تفسیر وغیرہ کی تعلیم مکمل فرماتے نظر آتے ہیں اور وقت کے جید عالم و فاضل بنتے نظر آتے ہیں۔

مگر آج کل کچھ پیر اور بزرگ کہلانے والے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ہم کو کسی مدرسہ کی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کو قرآن و حدیث کی تعلیم کسی مولانا سے حاصل کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے ہم سب کچھ پڑھے پڑھائے ہیں۔

تو ایسے پیر و بزرگ کہلانے والے حضرات سے ایک سوال ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پیدائشی ولی تھے، کیا آپ بھی پیدائشی ولی ہیں؟ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

پورا خاندان نیک و صالح اور ولی ہے۔ کیا آپ کے والد اور والدہ اور تمام خاندان ولی ہیں؟ تو یقین جانئے کہ ان تمام سوالوں کا جواب دینا بڑا مشکل ہو جائے گا۔

اس لئے گزارش ہے کہ پیر و بزرگ ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے اپنے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر عمل کیجئے۔

اور قرآن و حدیث اور تفسیر وغیرہ کی تعلیم حاصل کر کے ولی تو کجا۔ غلام حضور خواجہ غریب نواز بن جائیے۔ یہی سعادت آپ جیسے پیر و بزرگ کہلانے والوں کے لئے بارگاہ خداوندی میں کافی وشافی ہو جائے گی۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ہمارے پیارے خواجہ کی جائیداد ایک باغ اور ایک پن چکی

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ آقا غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائیداد میں سے ایک ہرا بھرا باغ اور ایک پن چکی ملی تھی، اسی کو آپ نے اپنے لئے ذریعہ معاش بنایا۔

خود ہی باغ کی نگہبانی کرتے اور درختوں کو پانی پلاتے، اس طرح آپ کی زندگی بہت آسودہ اور اطمینان سے گزر رہی تھی۔ (سیر العارفین: ص۵۰)

مگر قدرت نے ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغ اشجار کی نگہبانی کے لئے نہیں بلکہ آپ کو انسانوں کی تربیت اور باغ اسلام کی آبیاری کے لئے پیدا فرمایا تھا۔

گلشن ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابر کرم زور برسنا تیرا

پیارے خواجہ کی ملاقات، ابراہیم قندوزی مجذوب بزرگ سے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کی اشارۂ غیبی سے اللہ تعالیٰ کے ولی مست و مجذوب بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغ میں تشریف لائے۔ جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر صاحب ولایت مجذوب بزرگ پر پڑی تو ہمارے پیارے

خواجہ بڑے ادب واحترام کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ایک سایہ دار درخت کے پاس بٹھایا اور تازہ انگور کا ایک گچھا ان کی خدمت میں پیش کیا اور خود ان کی خدمت میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم قندوزی بزرگ نے انگور تناول فرمائے اور ہمارے پیارے خواجہ کے ادب واحترام اور آپ کی خدمت سے خوش ہو کر بغل سے کھلی کا ایک ٹکڑا نکال کر اپنے منہ میں ڈالا، دندان مبارک سے چبا کر ہمارے پیارے خواجہ کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کھلی کو کھاتے ہی ہمارے پیارے خواجہ کا باطن نور معرفت سے روشن ہو گیا اور قلب و روح میں انوار الٰہی جگمگانے لگے اور آپ کے دل کی دنیا زیروزبر ہوگئی۔ اس طرح آپ کے دل میں باغ اور پن چکی اور گھر کے سارے ساز وسامان سے بیزاری پیدا ہوگئی۔

اسی عالم میں ہمارے پیارے خواجہ نے باغ اور پن چکی فروخت کر کے ساری دولت فقراء و مساکین اور بے سہاروں پر لٹادی اور بے خودی کے عالم میں خراسان کی طرف راہ حق کی تلاش میں نکل گئے۔

(خزینۃ الاصفیاء: ص، ۳۵۰، مرأۃ الاسرار: ص ۵۹۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک ومحبوب بندوں یعنی اولیاء اللہ کی نسبت وتعلق میں کس قدر رحمت وبرکت اور تاثیر رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی مست ومجذوب بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چبائی ہوئی کھلی کھاتے ہی ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطن نور معرفت سے روشن ہوتا نظر آیا اور قلب وروح مجلیٰ ومصفیٰ ہو گیا اور دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہوتا نظر آیا۔

لہٰذا ہم غلامان خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وسنت پر عمل کرتے ہوئے اللہ والوں کی بارگاہ میں باادب خدمت کی سعادت حاصل کرنا چاہئے تا کہ اللہ والوں کی نگاہ کیمیا اثر سے ہم گنہگاروں، خطاکاروں کے قلوب کی سیاہی دھل جائے اور ہمارے دلوں میں نور معرفت کا اجالا پیدا ہو جائے اور زندگی کامیاب وبامراد ہو جائے۔

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

نہ جانے کون دعاؤں میں یاد کرتا ہے
میں ڈوبتا ہوں دریا اچھال دیتا ہے

ہمارے پیارے خواجہ پیرو مرشد کی تلاش میں

حضرات علم ظاہر کے بعد علم باطن ہے۔ علم سفینہ کے بعد علم سینہ ہے، ظاہری علوم کے لئے استاذ کی ضرورت پڑتی ہے اور استاذ ظاہری علوم کے ذریعہ حق وسچ کا راستہ دکھا دیتا ہے لیکن منزل مقصود ابھی آگے ہے اور علوم باطنی کے لئے پیرو مرشد کی ضرورت ہوتی ہے، پیرو مرشد علوم باطنی کے ذریعہ منزل مقصود یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک پہنچا دیتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس مرید صادق کو رب تعالیٰ تک پہنچا دیتے ہیں اور یہی منزل اولین و آخرین کی منزل مقصود ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

اور کسی نے کہا ہے۔

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم و فاضل، محدث و مفسر اور مفتی حق کہ تمام علوم ظاہری سے آراستہ ہونے کے بعد مردِ حق آگاہ، خدا رسیدہ شیخ کامل، پیرو مرشد کی تلاش و جستجو شروع فرما دی۔ شیخ معظم پیرو مرشد کی تلاش میں بہت سی خانقاہوں میں اولیائے باکمال و باکرامت کی خدمت میں حاضری کے شرف سے باریاب ہوتے، جواب یہ ملتا کہ معین الدین حسن تمہارا حصہ ہمارے پاس نہیں ہے، تمہارا حصہ کسی اور کے پاس ہے پھر وہاں سے علوم باطنی کی تشنگی کے ساتھ تلاشِ مرشد میں سفر شروع فرما دیتے۔ آخرکار، وہ نیک گھڑی اور ساعتِ سعید اور وہ روز روشن اپنی تمام رحمتوں و برکتوں کے ساتھ آہی گیا۔ پرخلوص جُہدِ پیہم اور سچی تلاش اور جستجو نے منزل مقصود کا پتہ اور وسیلہ شیخ کامل، اللہ کے ولی، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سچا نائب حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم الشان پیرو مرشد کے چشمۂ کرم پرلا کر کھڑا کر دیا اور سچ تو یہ ہے کہ۔

درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

سید العلماء، سید آلِ مصطفیٰ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لا رہے ہیں جیسے ہی ان کی نگاہ مجھ پر پڑی تو ان بزرگ نے ارشاد فرمایا حسن تم آ گئے؟ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا تعجب ہوا کہ میں نے تو ان بزرگ کو کبھی دیکھا نہیں اور آج پہلی مرتبہ ملاقات کر رہا ہوں مگر یہ بزرگ تو مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے ان بزرگ کو سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ اے حضرت! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ تو ان بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کے بادشاہ کو کون نہیں پہچانے گا، میں تو تمہارا انتظار کر رہا تھا اور تمہارے انتظار ہی میں اب تک جی رہا ہوں۔ وہ بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تھے۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء ص:۳۸)

ہمارے پیارے خواجہ خود مرشد کی ملاقات اور بیعت کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں شیخ کامل، پیر و مرشد کی تلاش و جستجو میں بغدادِ معلیٰ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں حاضر ہوا اور اپنے شیخ معظم پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دولتِ پابوسی سے مشرف ہوا یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میں نے اپنے پیر و مرشد کے قدم کو چوما اس وقت روئے زمین کے بڑے بڑے مشائخ عظام اور اولیاء کرام ہمارے پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ جب میں نے سرِ نیاز زمین پر رکھا تو پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا: دو رکعت نماز ادا کرو۔ میں نے ادا کر لی۔ پھر پیر و مرشد نے فرمایا قبلہ رو بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا۔ پھر پیر و مرشد کا حکم ہوا۔ سورۂ بقرہ پڑھو، میں نے پڑھی۔ پھر پیر و مرشد کا فرمان ہوا، ۲۱ مرتبہ درود شریف پڑھو۔ میں نے پڑھا۔ پھر پیر و مرشد کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا آ تجھے خدا تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد قینچی لے کر میرے سر پر چلائی اور کلاہ چہار ترکی میرے سر پر رکھی اور گلیمِ خاص عطا فرمائی۔ پھر پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا بیٹھ جاؤ! میں بیٹھ گیا۔ پھر پیر و مرشد نے فرمایا: ہمارے سلسلے میں ایک دن اور ایک رات کے مجاہدہ کا معمول ہے، تم آج رات اور دن مجاہدہ میں مشغول رہو۔

میں پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق مجاہدہ میں مشغول رہا۔ دوسرے دن جب خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا: آسمان کی طرف دیکھو! میں نے دیکھا تو پیر و مرشد نے دریافت فرمایا: کہ تم کہاں تک دیکھتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ عرش اعظم تک دیکھتا ہوں۔ پھر پیر و مرشد نے فرمایا زمین کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا تو پیر و مرشد نے پوچھا! کہ اب تم کہاں تک دیکھتے ہو تو میں نے عرض کیا تحت الثریٰ تک دیکھ رہا ہوں۔ پھر پیر و مرشد نے فرمایا: ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھو! میں نے پڑھی۔ پھر پیر و مرشد نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو! میں نے دیکھا تو پیر و مرشد نے فرمایا کہاں تک دیکھتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ حجاب عظمت تک۔ پھر پیر و مرشد نے

فرمایا آنکھیں بند کرو! میں نے بند کرلیں۔ پیرومرشد نے فرمایا کھول دو! میں نے آنکھیں کھولیں پھر پیرومرشد نے اپنی دو انگلیاں اوپر اٹھائی اور فرمایا کہ میری ان دونوں انگلیوں کے درمیان دیکھو اور فرمایا کیا دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی دونوں انگلیوں کے بیچ میں اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد پیرومرشد کا حکم ہوا کہ سامنے جو اینٹ پڑی ہوئی ہے اس کو اٹھاؤ! میں نے جب اس اینٹ کو اٹھایا تو اس کے نیچے سونے کے روپے پڑے تھے۔ پیرومرشد نے فرمایا ان روپیوں کو اٹھالو اور لے جا کر غریبوں اور فقیروں میں تقسیم کردو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ واپس لوٹ کر آیا تو پیرومرشد کا حکم ہوا کہ تم کچھ دن ہماری صحبت میں گزارو۔ تو میں نے عرض کیا کہ پیرومرشد کا حکم سر آنکھوں پر۔ (انیس الارواح، ص:۱۔۲)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ کو سننے کے بعد یقیناً ہم سب کا ایمان تازہ ہوگیا ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ کے ولی، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں انگلیوں کے درمیان اٹھارہ ہزار عالم دکھائی دے سکتے ہیں تو صدیق وفاروق اور عثمان و حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیرومرشد بلکہ اولین و آخرین کے شیخ اعظم محبوب خدا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کمالات و معجزات کا کیا عالم ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا کیا عالم ہوگا

ہمارے پیارے خواجہ بیس سال تک مرشد کی خدمت میں رہے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں شرف بیعت حاصل کر چکا تو میں نے بیس سال تک اپنے مشفق و مہربان پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں گزارے اور اس طرح خدمت میں لگا رہا کہ پل بھر کے لئے اپنی جان کو آرام نہ لینے دیا اور میں ہمیشہ پیرومرشد کی خدمت میں مشغول رہتا، سفر ہو کہ حضر پیرومرشد کا بستر اور کھانے پینے کے سامان اور سفر کے اسباب سر پر رکھ کر لے جاتا تھا۔ (سیر الاولیاء، ص۵۵، مرأۃ الاسرار، ص:۵۵۶، انیس الارواح، ص۳، اخبار الاخیار، ص۲۲)

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہونے کے بعد ایک دو تین سال نہیں مکمل بیس سال تک اپنے شیخ، اپنے پیارے پیرومرشد کی خدمت میں لگے رہے اور آج کے ایک مرید ہم

بھی ہیں کہ بیس سال تو بہت دور کی بات ہے، بیس گھنٹہ بھی پیرومرشد کی خدمت میں دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے اور اپنے ایمان وعقیدہ کوسنوارنے اور مضبوط بنانے کے لئے بھی وقت نہیں دے پاتے ہیں۔اپنے شیخ کی خدمت کرنا اور پیرومرشد کے بستر اور اسباب زندگی کوسر پراٹھانا تو بہت ہی مشکل نظر آتا ہے۔

حضرات! کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آج کل کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی جیسے کہاں ہیں؟ تو ایسے شخص سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کل کے مرید، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کہاں ہیں؟

جب آپ ہمارے پیارے خواجہ جیسے مرید نہیں بن سکتے تو خواجہ عثمان ہارونی جیسے پیرومرشد بھی نہیں مل سکتے۔ آپ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز جیسے سچے اور پکے مرید بن کر دکھادو تو اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ عثمان ہارونی جیسے پیرومرشد سے تم کو ملا دیگا۔ یہ دنیا کبھی بھی اللہ والوں سے خالی نہیں رہی ہے اور نہ خالی رہے گی، ہماری طلب سچی ہونی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نیکوں کو نیک ہی دیتا ہے۔مثل مشہور ہے، جیسوں کو تیسا۔

حضرات اس نورانی واقعہ سے اور ایک مسئلہ ظاہر وثابت ہوتا ہے اور اس حقیقت کا پتہ ملتا ہے کہ بغیر خدمت کے عزت وعظمت نہیں ملا کرتی ہے۔

ہر کہ خدمت کرد اومخدوم شُد

میرے آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائیگا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائیگا

نیکوں کی خدمت سے مقصد پا گئے

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صاحب دل درویش کو دیکھا اور ان کی ولایت و بزرگی کو پہچان گئے۔ان بزرگ کو اپنے گھر کے اندر لے گئے اور بڑے ادب وتعظیم سے ان بزرگ کو بٹھایا اور ان کے کھانے کے انتظام میں لگ گئے گھر میں تھوڑے

سے جَو کے علاوہ کچھ نہ تھا، اس جَو کو خود چکی میں پیسا اور چھلنی میں چھانا اور خود بابا فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روٹی پکائی تو درویش نے کہا کہ تمہارا حال یہ تھا کہ تمہارے گھر میں تھوڑے سے جَو کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی، تم نے اس جَو کو کس طرح پیسا اور اس کی روٹی پکائی؟ اے فرید الدین میں سب کچھ دیکھ رہا تھا، میں تمہاری خدمت سے خوش ہوں، کیا چاہتے ہو مانگو! حضرت بابا فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو تمنا تھی وہ ظاہر کی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس درویش فقیر کی دعا سے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا پوری ہوئی اور اپنا مقصد پا گئے۔ (سیر الاولیاء، ص ۵۲)

حضرات! آپ نے دیکھ لیا کہ نیکوں اور اللہ والوں کی خدمت سے سب کچھ مل جاتا ہے، تمنا پوری ہوتی نظر آتی ہے اور مقصد پورا ہوتا نظر آتا ہے۔

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
یہ وہ گوہر ہے جو ملتا نہیں ہے بادشاہوں کے خزینوں میں

مرید دو قسم کے ہوتے ہیں

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک رسمی اور دوسری حقیقی۔

رسمی مرید وہ شخص ہوتا ہے کہ پیر و مرشد نصیحت و تلقین فرماتے ہیں تو وہ شخص دیکھے کو ان دیکھی اور سنی کو ان سنی کر دیتا ہے یعنی رسمی مرید اس کو کہتے ہیں جو پیر و مرشد کے پند و نصیحت کو سن کر اس پر عمل نہیں کرتا۔ اور حقیقی مرید وہ شخص ہے جو پیر و مرشد کی محبت میں فنا ہو کر ان کے ارشادات و فرمودات پر عمل پیرا رہتا ہے۔ (سیر الاولیاء، ص: ۳۲۹)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ارادت و بیعت کے تذکرے کے درمیان دو فرمودات اور ارشادات جو پند و نصیحت سے لبریز ہیں ان کو بیان کر دیا ہے تا کہ اللہ کریم اپنے کرم سے ہمارے سینہ کو پیران کرام اور بزرگان دین کی خدمت و محبت کا مدینہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارے پیارے خواجہ کی نصیحت مرید کے لئے

شیخ الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

(۱) جس شخص نے جو کچھ پایا، پیر و مرشد کی خدمت سے پایا پس ہر مرید پر لازم ہے کہ پیر و مرشد کے حکم و فرمان پر عمل کرے۔

(۲) پیر و مرشد جو کچھ مرید کو نماز و عبادت اور اوراد و وظائف کا درس عطا فرمائیں تو مرید پر لازم ہے کہ گوش، ہوش سے سنے اور اس پر عمل کرے تاکہ مرید کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ سکے۔

(۳) ہمارے خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ قبرستان میں کھانا پینا گناہ کبیرہ ہے، جو شخص قبرستان میں کھائے گا وہ ملعون و منافق ہے کیوں کہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے۔

(۴) ہمارے پیارے خواجہ فرماتے ہیں کہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت میں نہیں ہے، مرد کو چاہئے کہ احکام الٰہی بجالانے میں سستی اور کوتاہی نہ کرے پھر جو کچھ چاہے گا اسے مل جائے گا۔ (دلیل العارفین: ص ۲،۱۶)

مرید کامل کب ہوتا ہے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مرید ثابت قدم یعنی کامل مرید اس وقت ہوتا ہے جب اس شخص کے نامۂ اعمال میں اعمال بد لکھنے والا فرشتہ بیس سال تک کوئی گناہ نہ لکھے۔ (سیر الاولیاء: ص ۵۵)

اے ایمان والو! اپنے پیارے پیارے اور اچھے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پاک اور فرمان مہربان سن لیا تو خوب غور سے سوچ کر فیصلہ کرو کہ کیا ہم سچے اور کامل مرید بن گئے ہیں؟ اس لئے کہ سچے اور کامل مرید بننے کے لئے اس شخص کے نامۂ اعمال میں ایک گناہ بھی نہ ہو اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہر دن ہزاروں گناہ نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز کے فرمانِ ذیشان کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوئی کہ ابھی ہم سچے اور کامل مرید ہی نہیں بن سکے ہیں اور پیروں، عالموں اور اماموں میں غلطی اور کمی ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالتے نظر آتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: نیکوں کے اندر کمی اور غلطی تلاش کرنا شیطان کی عادت ہے۔ (مثنوی مولانا روم)

اللہ تعالیٰ نیکوں کی محبت کے ساتھ اپنے پناہ و امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مرشد کو ناز ہے مرید پر

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کوئی مرید نہ تھا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدین اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور مجھے اپنے مرید معین الدین پر فخر وناز ہے۔ (مرأۃ الاسرار، ص ۵۹۵)

ہمارے پیارے خواجہ کا شجرۂ طریقت

خانقاہ برکاتیہ کا ترجمان اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء کے: ص ۸۵ پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقم کردہ شجرہ شریف کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) خواجہ معین الدین سنجری (۲) خواجہ عثمان ہارونی (۳) خواجہ حاجی شریف زندنی (۴) خواجہ قطب الدین مودود چشتی (۵) خواجہ ابواحمد چشتی (۶) خواجہ ابواسحاق شامی (۷) خواجہ علو الدینوری (۸) خواجہ ہبیرہ بصری (۹) خواجہ حذیفہ مرعشی (۱۰) خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی (۱۱) خواجہ فضیل بن عیاض (۱۲) خواجہ عبد الواحد بن زید (۱۳) خواجہ حسن بصری (۱۴) خواجۂ ولایت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء: ص ۸۷)

ہمارے پیارے خواجہ مرشد کے ہمراہ سفر میں

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہونے کے بعد شیخ طریقت کی خدمت میں مشغول رہے، جہاں کہیں پیر و مرشد تشریف لے جاتے ہمارے پیارے خواجہ آپ کا بستر اور سامان سفر اپنے سر پر رکھ کر پیر و مرشد کے ہمراہ چلتے۔ مکمل بیس سال پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر سیر و سیاحت کے دوران سیستان، دمشق، طوس، بدخشاں، بغداد معلی، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور دگر شہروں میں گئے اور وہاں کے اولیاء کرام سے ملاقاتیں کیں اور ان سے فیض حاصل کئے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

پہلا جمعہ..دوسرا بیان

حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا اجمیر شریف میں وُرودِ مسعود

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

ہند کی بے مثل خانقاہ برکاتیہ کے عظیم تاجدار، علماء ومشائخ کے سردار، مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردار، پیرو فقیر، حاجی ومفتی علامہ مولانا الشاہ سید آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری چشتی برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سجادہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت بغداد مقدس پہنچے تو اس وقت قطب الاقطاب محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کبیر السن یعنی بوڑھے ہو چکے تھے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہمارے خالہ زاد بھائی حسن سنجری کو ہمارے خاص حجرے میں ٹھہرایا جائے اور تین دن تک ہمارے پیارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہمان نوازی کی اور تیسرے دن تنہائی اور خلوت میں اپنے پیارے بھائی کو سینے سے لگایا اور آپ کو اسم اعظم تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جاؤ! ہمیں امید ہے کہ تم بغداد پھر واپس آؤ گے لیکن ہماری ملاقات نہیں ہوگی۔ میں نے جان لیا ہے کہ تمہارا حصہ کہاں ملنے والا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ پھر جب دوبارہ حج کے بعد بغداد مقدس آئے تو معلوم ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا ہے۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء ص ۳۸)

حضرات! معلوم ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور خواجۂ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوئی ہے اور ہمارے پیارے پیر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف بڑھاپے کی تھی اور ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف جوانی کی تھی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہمارے دونوں بزرگ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔

کعبۂ معظّمہ کی حاضری

ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے مشفق و کریم مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں خانۂ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حطیم کعبہ میں میزابِ رحمت کے نیچے مجھے لے کر گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر میرے حق میں دعا کی۔ یا اللہ تعالیٰ! میں نے معین الدین کو تیرے سپرد کیا، میرے بس میں جتنا تھا میں نے معین الدین کو بنا، سنوار دیا ہے۔ اب تو قبول فرمالے۔ پردۂ غیب سے آواز آئی میں نے معین الدین کو قبول کر لیا۔

پیر و مرشد حضرت عثمان ہارونی اس آواز کو سن کر بہت خوش ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں سجدۂ شکر ادا کیا۔

(انیس الارواح: ص: ۲)

مزار انور واقدس کی حاضری

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حج سے فراغت کے بعد میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدینہ طیبہ میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس دیرانور پر حاضر ہوا تو پیر و مرشد نے فرمایا: سلطان دو جہاں کو سلام کرو!

میں نے مزار انور پر بڑے ادب و احترام کے ساتھ سلام پیش کیا۔

تو روضۂ پاک سے آواز آئی ''وعلیکم السلام یا قطب مشائخ بر و بحر''، یعنی وعلیکم السلام اے (خشک و تر) جنگلوں اور پہاڑوں کے سردار!

جب یہ آواز آئی تو پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے معین الدین! اب تمہارا کام مکمل ہو گیا۔ (انیس الارواح: ص: ۲)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں ولایت و بزرگی، رحمت و برکت، نعمت و دولت کا باڑا آٹھوں پہر بٹتا نظر آتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں جھولی پھیلا کر تو دیکھو دست طلب دراز کر کے تو دیکھو، طلب سے زیادہ پاجاؤ گے۔ سوال سے سوا حاصل ہو جائیگا اور گنبد خضراء کے سائے میں مزار انور پر اور در اقدس کے حضور رحمت دنور کی خیرات کے لئے دامن پھیلانا، ہاتھ اٹھانا، ہمارے غوث و خواجہ و رضا اور اولیاء اللہ کی سنت و عادت ہے۔

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے، نامُرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو
یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں، بے نواؤ! آزما کر دیکھ لو

(جمیل رضوی بریلوی)

خرقۂ خلافت: جماعت اہل سنت کی معتبر و مستند شخصیت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ دوران سفر میں بیس سال تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت کرنے کے بعد ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ باون سال کی عمر میں اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہوئے۔ رخصت کے وقت پیر و مرشد نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور تبرکات محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم جو حضرات خواجگان چشت میں سلسلہ بہ سلسلہ چلے آرہے تھے ہمارے خواجہ کو عطا فرما کر اپنا جانشین اور صاحب سجادہ بنا دیا۔ خود حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان واقعات کی تفصیل اپنے قلم سے یوں بیان فرمائی ہے۔

آقائے نعمت و دولت حضرت پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا اے معین الدین! میں نے یہ سب کام تمہاری تکمیل کے لئے کیا ہے تم کو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ فرزند خلف وہی ہے جو اپنے ہوش و گوش میں اپنے پیر کے ارشادات کو جگہ دے۔

اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک، نعلین چوبی (کھڑاؤں) اور مصلیٰ عنایت فرمایا پھر ارشاد فرمایا: یہ تبرکات ہمارے پیران طریقت کی یادگار ہیں جو رسول خد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے تم کو دیئے ہیں۔ ان کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے رکھا۔ جس کو مرد پانا اس کو ہماری یہ یادگار دینا۔ اور خلق سے طمع نہ رکھنا، آبادی سے دور مخلوق سے کنارہ کش رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا۔

پیر و مرشد نے یہ ارشاد فرما کر مجھے اپنی آغوش رحمت میں لے لیا پھر میرے سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور میں رخصت ہوا۔

(انیس الارواح: ص: ۳۴، ۳۵، سوانح غوث و خواجہ: ص ۳۹، اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸: ص ۳۷۲)

اے ایمان والو! پیری مریدی، جاہ و مال اور دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں ہے، یہ مبارک و مسعود عمل صرف اور صرف اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ خلافت و اجازت ہر کسی کو دینے کی چیز نہیں ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پیدائشی ولی ہیں، بیس سال تک پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گزارے اور علوم ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے پھر پیر و مرشد نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا مگر آج علم و معرفت اور تقویٰ، طہارت نہیں بلکہ چاپلوسی اور لمبے نذرانوں کی بنیاد پر پیر و مرشد بننے والے، فاسق و فاجر، بے عمل و بے علم اور بے نمازی لوگوں کو بھی خلافت و اجازت دیتے نظر آتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

پُر خلوص گزارش: پیر و مرشد صاحب اور مرید صاحب دونوں کی خدمت میں پر خلوص گزارش ہے کہ کبھی تنہائی میں ٹھنڈے دل سے اپنے گریبان میں بار بار جھانک کر دیکھئے اور غور و فکر کریئے کہ کیا ہمارے اس طرز عمل سے ہمارے مشائخ اور پیران کرام کے نورانی اور روحانی سلسلے کی بے ادبی اور گستاخی نہیں ہے۔ اگر ہے تو توبہ کر لیجئے اور سچے پیر و مرید بن جایئے۔

قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اہلے، گہلے، مشائخ آج کل ہر ہر گلی
بے ہمہ و با ہمہ مرد خدا ملتا نہیں

ہیں صفائے ظاہری کے ساماں خوب خوب
جس کا باطن صاف ہو وہ با صفا ملتا نہیں

ایام سفر کے واقعات

رئیس القلم علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر سال کی طویل مدت سفر میں علم و ارشاد کے بڑے بڑے مشاہیر اور نادرۂ روزگار، اصحاب کمال سے ملاقاتیں کیں۔ دلوں کی تسخیر، روحوں کا تزکیہ اور جہان آب و گل میں تصرفات کے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات آپ سے ظہور میں آئے جن سے آج تک عقل و دانش کو سکتہ ہے۔ (سوانح غوث و خواجہ، ص ۵۰)

دوسری مرتبہ مکہ معظّمہ کی حاضری

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے تو مشاہدۂ عالم اور مطالعہ جہاں اور اہل اللہ کی زیارت کی غرض سے سفر کا آغاز کیا، بہت سے ملکوں اور شہروں میں تشریف لے گئے اور وہاں کے مردان حق اور اولیاء کرام سے ملاقات ہوئی اور فیض حاصل کیا۔ دوران سفر جہاں بھی جاتے پیر و مرشد کی ہدایت کے مطابق خود کو عام لوگوں سے علیحدہ رکھتے۔ سفر جاری رکھا۔ دوسری مرتبہ مکہ معظّمہ حاضر ہوئے۔

ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری مرتبہ ۵۸۳ھ میں مکہ معظّمہ حاضر ہوئے اور کعبہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دن و رات کعبہ کا طواف اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ ایک دن ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ معظّمہ میں پردۂ غیب سے یہ آواز سنی۔

اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں، تجھے بخش دیا، جو کچھ چاہے مانگ، تا کہ عطا کروں۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور اپنے رحمٰن و رحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں عرض کیا۔

یا الٰہی! تیرے بندے معین الدین کے لئے اس سے بڑی اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ تو نے مجھے اپنی بارگاہ کا مقبول بنالیا۔ اس کے بعد اگر کوئی آرزو ہے تو صرف یہ ہے کہ تو اپنے فضل و کرم سے میرے سلسلہ کے مریدوں کو بخش دے۔

آواز آئی! کہ اے معین الدین! تو ہمارا خاص بندہ ہے، تیری آرزو مبارک ہو، جو تیرے مرید اور تیرے سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے ان سب کو بخش دوں گا۔ (سوانح غوث و خواجہ: ص،۵۱)

پھر کچھ دن مکہ مکرمہ میں گزارے، پھر مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوگئے۔

مدینہ طیبہ کی حاضری اور بشارت

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمہ وقت اپنے پیارے نانا جان محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار انور، قبر نور پر حاضر رہتے ایک دن مزار انور پر حاضر تھے کہ آپ پر غنودگی طاری

ہوگئی، خواب میں آقائے کائنات نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت عطا کی۔

اے معین الدین! تم میرے دین کے معین ہو، میں نے تم کو ہندوستان کی ولایت عطا کی۔ ہندوستان میں کفر وشرک کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے، تم اجمیر جاؤ! تمہارے وجود کی برکت سے کفر وشرک اور باطل کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کی صبح کا اجالا پھیل جائے گا۔ (سیر الاقطاب:ص،۱۲۴)

اس شاندار اور پر بہار بشارت سے ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش اور مسرور ہوئے مگر حیران تھے کہ اجمیر کہاں ہے؟ اجمیر کا راستہ کیا ہے؟ اسی سوچ وفکر میں تھے کہ دوبارہ آنکھ لگ گئی اور ہادی ورہبر آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کے خواب میں تشریف لاکر تھوڑی ہی دیر میں مدینہ طیبہ سے ہندوستان کے تمام راستے اور اجمیر کا تمام شہر اور قلعہ اور پہاڑیاں آپ کو دکھلا دیا، پھر ایک جنتی انار ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکر مالک ومختار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معین الدین! ہم تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور آپ کو رخصت فرمایا۔ (مونس الارواح:ص،۳۰،سوانح غوث وخواجہ:ص،۵۳)

مدینہ طیبہ سے اجمیر کا سفر

اپنے پیارے آقا محبوب پروردگار، رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کے سبب عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوکر چالیس اولیاء کے ساتھ ہندوستان کے لئے روانہ ہوگئے۔

اے ایمان والو! ہمارے پیارے نبی، مالک ومختار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے اپنی بارگاہ سے سائل وبھکاری کی ہر مراد اور آرزو پوری فرمادیتے ہیں۔ عطائے رسول، ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں: بلکہ صرف سوچا تھا کہ اجمیر کہاں ہے؟ اجمیر کا راستہ کیا ہے تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوچ وفکر اور مراد کو دیکھ لیا اور اسی وقت مدینہ طیبہ سے ہندوستان کے سارے راستے اور اجمیر کا شہر اور اس کا قلعہ اور تمام پہاڑیاں دکھلا دیا۔

کیا ہی خوب فرمایا میرے آقائے نعمت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہونچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

دوران سفر رونما ہونے والے واقعات

پہلا واقعہ: قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ اوحد الدین و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہر خراسان کی ایک مجلس خیر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہو رہا تھا کہ سامنے سے سلطان شمس الدین التمش جس کی عمر اس وقت بارہ سال کی تھی ہاتھ میں ایک پیالہ لئے جا رہا تھا جیسے ہی ہمارے پیرو مرشد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس پر پڑی ارشاد فرمایا: جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا خدا اسے دنیا سے نہ اٹھائے گا۔ (فوائد السالکین: ص ۱۵)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان غیب ترجمان سے نکلا ہوا یہ جملہ تقدیر الٰہی بن گیا۔

تاریخ ہند شاہد ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ۶۰۷ھ میں شمس الدین التمش نام کا ایک گمنام شخص طوفان کی طرح اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے ہندوستان پر چھا گیا اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کھلی کرامت بن کر ایک دن شمس الدین التمش دہلی کے تخت پر قبضہ کر کے بادشاہ ہوا۔

جذب کے عالم میں جو نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

دوسرا واقعہ: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر بغداد معلی، چشت خرقان، جہنہ، کرمان، استرآباد، بخارا، تبریز، اصفہان، ہرات ہوتے ہوئے خراسان کے شہر سبزہ وار پہونچے تھے سبزہ وار کا حاکم یادگار محمد تھا جو متعصب شیعہ تھا، شہر کے کنارے اس کا ایک خوبصورت اور پُر فضا باغ تھا۔ ہمارے پیارے خواجہ ایک دن اس باغ میں تشریف لے گئے، باغ میں ایک صاف و شفاف حوض تھا، حوض میں غسل کیا اور حوض کے کنارے نماز ادا کی اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو گئے۔ اسی درمیان یادگار محمد شاہانہ کروفر کے ساتھ اس کی سواری باغ میں داخل ہوئی۔ حوض کے قریب ایک مسلمان فقیر کو دیکھ کر غضبناک ہو گیا اور بدخلقی اور بدتمیزی سے بولا اے فقیر! تم کو شاہی باغ میں آنے کی اجازت کس نے دی؟ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ولایت اٹھی نظر کا نظر سے ملنا تھا کہ یادگار محمد کانپنے لگا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہمارے پیارے خواجہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا، یادگار محمد ہوش میں آیا تو دل کی دنیا بدل چکی تھی، بدعقیدگی کا فساد ختم ہو چکا تھا۔ نہایت عاجزی کے ساتھ اپنی غلطی کی معافی مانگی اور اپنے تمام خادموں اور ملازموں کے ساتھ بدعقیدگی سے توبہ کر کے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہو گیا اور خدمت اقدس میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کر لی۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اب یادگار محمد سبزہ وار کی ظاہری و باطنی سلطنت کا بادشاہ بن چکا تھا۔ (خزینۃ الاولیاء، ص، ۱۵۸، مونس الارواح، ص، ۲۸)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ولایت کی تاثیر و فیضان کس قدر بلند ہے کہ شیعہ بدعقیدگی سے توبہ کر کے آپ کا مرید و معتقد ہو گیا۔

اس لئے میں اکثر کہاں کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی مشکل امر دشواری پیش آئے اور آپ کی حاجت پوری نہ ہوتی نظر نہ آئے تو سیدھے اجمیر شریف چلے جاؤ اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر آپ کے رو برو چند آنسوؤں کے قطرے گرا دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نگاہ خواجہ اٹھے گی اور تقدیر بدل جائے گی۔

غم جہاں کے ستائے ہیں در پر آئے ہیں
تمہارا در ہے کہ دار الاماں غریب نواز

رسول پاک کے صدقہ میں راہ دکھلا دو
بھٹک رہا ہے مرا کارواں غریب نواز

بلخ کا واقعہ: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبزہ وار سے بلخ پہونچے۔

بلخ میں ان دنوں ایک بہت بڑا نامی گرامی حکیم اور فلسفی شخص رہا کرتا تھا (پروفیسر) ضیاء الدین حکیم کے نام سے مشہور تھا، فلسفہ اور حکمت میں بڑا کمال حاصل تھا (پروفیسر) ضیاء الدین حکیم، اہل تصوف، پیران طریقت اور صوفیاء کرام بزرگوں کا مذاق بنایا کرتا تھا اور اللہ والوں سے بڑا متنفر رہا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ صوفیاء عقل و خرد سے عاری اور خالی ہوتے ہیں، اس کو اپنے فلسفہ اور حکمت پر بڑا ناز اور گھمنڈ تھا، بلخ شہر میں اس کا ایک پر فضا باغ تھا اور اسی باغ میں فلسفہ اور حکمت کا ایک مدرسہ تھا جس میں وہ پڑھایا کرتا تھا۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر اس علاقہ سے ہوا جہاں (پروفیسر) حکیم ضیاء الدین کا باغ اور اس کی فلسفی درسگاہ تھی، ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلنگ کا شکار کیا خادم نے اس کو بھون کر تیار کیا اور ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا کرنے لگے۔ اسی دوران (پروفیسر) حکیم ضیاء الدین آ گیا، دیکھا کہ ایک فقیر نماز پڑھ رہا ہے اور اس

کا خادم کلنگ بھون رہا ہے۔ جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو خادم نے بھونا ہوا پرندہ پیش خدمت کیا (پروفیسر) ضیاء الدین بھی پاس ہی بیٹھ گیا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پرندہ کی ایک ران حکیم ضیاء الدین کو عطا فرمادی اور دوسری ران خود تناول فرمانے لگے۔ (پروفیسر) ضیاء الدین گوشت کھاتے ہی بیہوش ہوگیا۔ جب پروفیسر صاحب کو ہوش آیا تو دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ فلسفہ وحکمت اور پروفیسری کا گھمنڈ وغرور سب مٹ چکا تھا اور اولیاء وصوفیاء سے بغض وعناد محو ہو چکے تھے دل کی پاکی وصفائی کے ساتھ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد بن چکا تھا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوا۔ گھر پہونچ کر حکمت وفلسفہ اور پروفیسری کی تمام کتابیں دریا میں ڈال دیں، علماء اور صوفیاء کی صحبت نے مردِ کامل بنادیا اور شب وروز ذکر وفکر کو اپنا معمول بنالیا، یہ ساری تبدیلیاں ایک سچے صوفی، ایک ولی کامل ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ولایت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء: ج:۱، ص، ۲۵۹، مونس الارواح: ص، ۲۹)

حضرات! (پروفیسر) حکیم ضیاء الدین اور اس کے تمام شاگردوں کے دماغوں پر ہمہ وقت پروفیسری اور حکمت وفلسفہ کا بھوت سوار رہتا تھا اور صوفیاء کرام اور اولیاء کرام اور علمائے کرام کے وعظ ونصیحت اور ان کی روحانی طاقت کا مذاق بنانا اور ان بزرگوں کی حقیقت وحیثیت کا انکار کرنا یہ سب شیطانی فتور والوں کی عادت تھی مگر ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نگاہ ولایت نے ان پروفیسروں اور فلسفیوں کے سروں سے پروفیسری اور حکمت وفلسفہ کے تمام بھوتوں اور شیطانوں کو اتار کر رکھ دیا اور صوفیاء واولیاء کی روحانی طاقت وقوت کو تسلیم کرنے پر مجبور کردیا۔

حضرات! آج کل بھی کچھ ڈاکٹر، پروفیسر، حکیم، انجینیر اور جدید علوم کے ماہر واسکالر کہلانے والے حکیم ضیاء الدین فلسفی کی طرح علماء، مشائخ اور صوفیاء کرام کی روحانیت وکرامت کا مذاق بناتے نظر آتے ہیں جب کہ یہی بگڑے بگڑائے لوگ حکومت وقت کے بنائے ہوئے حاکموں اور افسروں کی وقتی طاقت وقوت کو تسلیم کرتے نظر آتے ہیں اور ان کی شان میں خطبہ اور قصیدہ پڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔ کہ فلاں حاکم وافسر نے کالج میں اور فلاں افسر نے یونیورسٹی میں اور فلاں حاکم نے محکمۂ پولس اور فلاں صاحب نے ریلوے وغیرہ میں جگہ دلادی اس افسر وحاکم کی پہنچ اور طاقت بہت ہے۔

اے جدید علوم کے ماہر واسکالر صاحب! جب حکومت وقت کے بنائے ہوئے وقتی حاکموں اور افسروں کی پہنچ اور طاقت کا یہ عالم ہے تو حاکم مطلق اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب بندوں، اولیاء، صوفیاء اور ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے پیر دستگیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین و دنیا کا حاکم اور اپنی مخلوق کا افسر بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ان حاکموں اور افسروں کی پہنچ اور طاقت وقوت کا کیا عالم ہوگا۔

مگر ضرورت ہے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صاحب روحانیت بزرگ کی۔ اس لئے میرا پرخلوص التماس ہے ہر پروفیسر، ڈاکٹر، انجینیر، اسکالر کے لئے کہ اجمیر شریف میں ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر حاضری دیں اور اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھیں کہ ایک صوفی اللہ کے ولی کی پہنچ کہاں تک ہے کہ پہلے بھی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلسفیت کا بھوت اتارا تھا اور آج بھی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر ہر دن ہر قسم کے بھوت وجن اتارے جاتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خوب فرمایا حضرت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔

مرشد و رہنمائے اہل صفا
ہادی انس و جاں معین الدین

عاشقاں را دلیلِ راہِ یقین
سد راہِ گماں معین الدین

اور شہزادۂ حضور احسن العلماء حضرت سید محمد اشرف قادری برکاتی مدظلہ العالی کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔

بحرِ ظلمات میں تم ایک جزیرہ خواجہ
بیچ منجدھار میں تم میرا کنارہ خواجہ

داتا صاحب کے مزار پر ہمارے پیارے خواجہ کی حاضری

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلخ سے روانہ ہو کر سمرقند اور دوسرے صوبوں اور شہروں سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچے اور کئی مہینوں تک حضرت شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ انور واقدس پر حاضری دی اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ انور کے پاس ایک حجرہ میں چالیس دن کا چلہ کیا۔ وہ حجرہ آج بھی موجود ہے اور زیارت گاہِ خلائق ہے اور ہمارے

خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصت ہوتے وقت حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی برکات وکمالات سے متاثر ہوکر آپ کی شانِ اقدس میں یہ شعر کہا جو عالم گیر شہرت کا حامل ہے اور آج تک حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانور کی لوح پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہرِ نور خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

(سوانح غوث وخواجہ: ص،۵۵)

مزاروں پر حاضری دینا ہمارے خواجہ کی سنت ہے

اے ایمان والو! آج کچھ بدعقیدہ اور منافق لوگ مزاراتِ اولیاء پر حاضری دینے اور اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی قبروں سے فیض وبرکت حاصل کرنے کو شرک وبدعت کہتے نظر آتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے ہوش کو سنبھالیں اور بدعقیدگی اور منافقت سے توبہ کریں۔ اگر اولیاء کرام کے مزاروں اور قبروں پر حاضری اور ان کے فیض وکرم کا حصول کفر وشرک اور بدعت وگمراہی ہوتا تو ہادیٔ ہندوستاں ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور اور قبرِ اقدس پر حاضر ہوکر فیض وبرکت حاصل نہیں کرتے۔ ہادیٔ ہندوستاں عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں اولیاء کرام کے مزاروں اور قبروں پر حصول برکت ورحمت کے لئے حاضری دینا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وسنت ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

ہمارے پیارے خواجہ کا ورود اجمیر میں

ہادیٔ ہندوستاں جن کو آج پورا عالم خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتا ہے اور سلطان الہند، عطائے رسول، خواجہ غریب نواز کے مقدس لقب سے یاد کرتا ہے اور پکارتا ہے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خوف وخطر دشوار گزار راستوں، لق ودق صحراؤں اور بے آب وگیاہ میدانوں کو طے کرتے ہوئے منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں تھے، راہ میں جہاں کہیں شام ہو جاتی قیام فرماتے اور رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ صبح ہوتی پھر سفر شروع فرما دیتے۔

لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ پر انوار پر کئی مہینوں تک حاضر رہ کر فیض وبرکت حاصل کر کے لاہور سے روانہ ہوئے۔ دہلی ہوتے ہوئے راجستھان کے علاقے میں داخل ہوئے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجودِ مسعود مکمل اسلام تھا ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس شہر یا دیہات کے قریب سے گزر گئے آپ کے قدموں کی برکت سے شہر اور دیہات والوں کو ہدایت کی سعادت نصیب ہوئی۔

اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس زمین پر قیام فرمایا وہ زمین کا حصہ سجدہ گاہ بن گیا۔

راجستھان کے صحراؤں، پہاڑیوں اور کانٹوں سے بھرے راستوں سے گزرتے رہے اور سفر طے کرتے رہے۔

ہمارے پیارے خواجہ کا دورانِ سفر جوتا ٹوٹ گیا

آلِ نبی، اولادِ علی، سید العلماء حضرت سید آلِ مصطفیٰ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دورانِ سفر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے جوتے ٹوٹ گئے۔ تو تانت کے ٹکڑے سے جوتے باندھ لیتے تھے۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸: ص ۴۴)

ہمارے خواجہ کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفر اس قدر دشوار گزار تھا کہ سفر کرتے کرتے قدمِ مبارک زخمی ہو گئے تھے اور پیروں کے ناخن تک گر گئے تھے چنانچہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل چل کر سفر طے فرما رہے تھے، نہ تو ان کے پاس سامان سفر تھا اور نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز تھی۔

(اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸: ص ۴۴)

اللہ اکبر! ہندوستان میں آسانی کے ساتھ اسلام نہیں پھیلا ہے، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء نے فاقہ پر فاقہ کیا ہے اور بھوک و پیاس کو برداشت کیا ہے تب ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے۔ سفر کرتے کرتے جوتے ٹوٹے ہیں اور سفر کی کلفتوں اور صعوبتوں سے اپنے پیروں کو زخمی کیا ہے تب ہندوستان میں اسلام پھولا اور پھلا ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

منزلِ عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

رسولِ خدا کی مرضی سے ہمارے خواجہ ہندوستان آئے

عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دہلی سے اجمیر کے لئے روانہ ہوئے اور راجستھان کی پہاڑیوں اور جنگلوں کے درمیان سفر جاری تھا کہ اسی اثناء میں جنگلوں کے بیچ پرتھوی راج کی فوج سے شکست وہار سے دوچار، سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کا ایک سپاہی حیران و پریشان تنِ تنہا راجستھان کے جنگلوں میں بھٹک رہا تھا، سنسان جنگل و بیابان میں اس فوجی، سپاہی مسلمان نے جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ اجمیر جا رہے ہیں تو اس سپاہی مسلمان نے بڑی منت وسماجت کے ساتھ عرض کیا کہ آپ حضرات مسلمان ہیں اور میں بھی سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کا ایک مسلمان سپاہی ہوں اور اپنی فوج سے بچھڑ گیا ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہرگز اجمیر نہ جائیں، اس لئے کہ اجمیر کا راجہ پرتھوی راج بہت ظالم و جابر ہے اور اس کے پاس بہت بڑی فوج ہے۔ جب شہاب الدین جیسا بادشاہ کامیاب نہ ہوسکا تو آپ کے پاس تو فوج اور ہتھیار بھی نہیں ہیں تو آپ کامیاب و کامراں کیسے ہوں گے، آپ کو نقصان اٹھانا پڑیگا اور قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اس لئے اجمیر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیجئے اور اجمیر نہ جایئے۔

ہمارے خواجہ نے ارشاد فرمایا: وہ شہاب الدین تھا اور میں معین الدین ہوں، شہاب الدین اپنی مرضی سے آیا تھا اور معین الدین مختارِ دو عالم رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی سے آیا ہے۔ اور سلطان شہاب الدین فوج اور اسلحہ کے سہارے آیا تھا اور معین الدین اللہ و رسول کے سہارے آیا ہے اور اے مسلمان بھائی غور سے سنو اور یاد رکھو کہ جو شخص فوج اور اسلحہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ ناکام اور بے مراد ہوتا ہے۔ اور جو مردِ مومن اللہ و رسول پر بھروسہ کرتا

ہے وہ کامیاب و بامراد ہوتا نظر آتا ہے۔ یہ فرق ہے شہاب الدین اور معین الدین میں۔

خواجۂ خواجگاں معین الدین
فخرِ کون و مکاں معین الدین

سرِّ حق را بیاں معین الدین
بے نشاں را نشاں معین الدین

ہمارے خواجہ کا جہد پیہم: ہادیٔ ہندوستاں ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر مسلسل کرتے ہوئے دشوار گزار راہوں سے گزرتے ہوئے چالیس درویشوں کے قافلہ کے ہمراہ پہلا قدم اجمیر کی دھرتی پر رکھا۔

ہمارے خواجہ دین کے معین تھے

ہادیٔ ہندوستاں حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ورودِ مسعود سے پہلے پورے ہندوستان میں ہر جانب کفرو کافری اور بت پرستی کا دور دورہ تھا، ہندوستان کے سرکش لوگ اکثر خدائی کا دعویٰ کرتے تھے اور خدائے بزرگ و برتر کے شریک بنتے تھے۔ پتھروں، درختوں، جانوروں، چوپایوں اور گائے کے گوبر تک کو پوجتے تھے۔ سب دین اور اسلام سے غافل اور خدا اور رسول سے بے خبر تھے، کسی نے کبھی کعبہ کا رخ نہ دیکھا اور نہ کبھی اللہ اکبر کی صدا سنی تھی۔

ہادیٔ ہندوستاں، عطائے رسول خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی برکت سے ہندوستان کی زمین سے کفر و شرک کا اندھیرا دور ہو گیا اور ہر سو اسلام کا اجالا پھیل گیا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت میں دین کے معین تھے۔ (سیر الاولیاء، ص، ۵۷)

آپ کے نہ آنے تک ہند میں اندھیرا تھا
روشنی گھر گھر پھیلی آپ ہی کے آنے سے

اونٹ بیٹھے رہ گئے: ہادیٔ ہندوستاں ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نورانی اور روحانی قافلہ اجمیر پہنچا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر کے باہر ایک مقام پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام کرنا چاہا تو راجہ پرتھوی راج کے ملازموں نے بڑی بد اخلاقی اور نہایت بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جگہ قیام کرنے سے منع کیا اور سار بانوں نے کہا کہ اس جگہ پر ہمارے راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں یہاں سے جاتا ہوں، تمہارے اونٹ بیٹھتے ہیں تو اب بیٹھے ہی رہ جائیں

گے۔ یہ فرما کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے روانہ ہو گئے اور انا ساگر کے قریب قیام فرمایا، وہ جگہ آج بھی خواجہ غریب نواز کے چلے کے نام سے مشہور ہے۔ جب شام ہوئی تو راجہ کے اونٹ اپنی چراگاہوں سے آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تو اونٹ ایسے بیٹھ گئے کہ اٹھانے سے بھی نہ اٹھ سکے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سینے زمیں سے چپک گئے ہوں صبح کے وقت جب راجہ کے ملازموں، ساربانوں نے اونٹوں کو اٹھانا چاہا تو ہزار کوشش کے بعد بھی اونٹ نہ اٹھ سکے۔ ملازموں، ساربانوں نے سارے واقعہ کی اطلاع راجہ کو دی۔ تو راجہ پرتھوی راج نے کہا کہ تم لوگ اس درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اپنی غلطی اور بے ادبی کی معافی طلب کرو۔ چنانچہ ملازموں نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت طلب کی اور اپنی بے ادبی کی معافی چاہی۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تمہارے اونٹوں کے اٹھنے کا حکم ہو چکا ہے۔ جب یہ ساربان اونٹوں کے پاس آئے تو ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی طاقت و کرامت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ حقیقت میں سارے اونٹ کھڑے ہو گئے ہیں۔

(سیر الاقطاب: ص ۱۴۴، خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۶۸، مسالک السالکین، ص ۲۷۴، مونس الارواح: ص ۳۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کو اس قدر اختیارات و تصرفات عطا فرماتا ہے کہ ولی کے تابع فرمان زمین بھی رہتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا تو زمین نے فوراً حکم پر عمل کیا اور اونٹوں کو پکڑ لیا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ ایسی طاقت و قدرت عطا فرماتا ہے کہ کمان میں سے تیر چھوڑ دیا جائے اور وہ تیر کمان سے نکل کر ہوا میں جا رہا ہو۔ اور اللہ کا ولی یہ کہہ دے کہ اے تیر کمان میں واپس آجا تو وہ تیر کمان میں واپس آجاتا ہے۔

اور فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہوتا ہے۔ اگر چہ تمہاری آنکھوں کے سامنے وہ ایک بندے کی زبان سے نکل رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ قول اللہ تعالیٰ کا قول ہوتا ہے (مثنوی شریف)

رام دیو مہنت کا قبولِ اسلام

اناساگر کے آس پاس سیکڑوں مندروں میں ایک سب سے بڑا مندر تھا اور وہ بڑا مندر راجہ پرتھوی راج اور اس کے خاندان کے لئے مخصوص تھا اور اس مندر کا مہنت رام دیو تھا۔ رام دیو ایک بلند قامت اور طاقتور انسان تھا، بہت بڑا جادوگر اور سفلی عمل کا جانکار بھی تھا۔

رام دیو کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ۔

جب ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی طاقت وقوت سے اجمیر کی زمین پر اسلام کا شجر پھولنے اور پھلنے لگا اور اجمیر کی دھرتی سے ایمان و یقین کا چشمہ ابلنے لگا اور اللہ و رسول کی معرفت کے انوار و تجلیات سے خلق خدا منور و مجلی ہونے لگی تو اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت و طاقت اور مسلمانوں کی روز افزوں تعداد کو دیکھ کر راجہ پرتھوی راج گھبرا گیا اور اسی حیرانی اور پریشانی کے عالم میں رام دیو مہنت کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ اپنے جادو اور سفلی عمل سے اس مسلمان فقیر کو ہلاک و برباد کردو یا اس مسلمان فقیر کو ہمارے ملک سے باہر نکال دو ورنہ پورا اجمیر مسلمان ہو جائیگا اور ہماری حکومت خطرے میں پڑ جائیگی۔ راجہ پرتھوی راج کی گفتگو کو سننے کے بعد رام دیو مہنت تھوڑی دیر خاموش بیٹھا رہا اور بولا کہ اے راجہ صاحب یہ مسلمان درویش بہت ہی قوت و طاقت اور کمال کا مالک ہے۔ اس فقیر سے اس طرح مقابلہ آسان نہیں ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اس فقیر پر جادو اور سفلی عمل سے کامیابی ملے اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔

رام دیو مہنت اپنے چیلوں اور شاگردوں کے ساتھ عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور جادو و سفلی عمل کا منتر و تنتر پڑھنے لگا ایک مرید نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ ولایت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کفار و مشرکین اور پنڈت رام دیو جادوگر کی حمایت میں پھر واپس آگئے ہیں اور جادو چلا رہے ہیں، تاکہ ہم مسلمانوں کو مغلوب و پریشان کردیں۔

عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نہ گھبراؤ، ان سب کا جادو باطل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں پر ان کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہوگا بلکہ رام دیو جادوگر ان لوگوں پر حملہ کرتا نظر آئیگا۔

یہ ارشاد فرما کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ تمام کفار و مشرکین رام دیو مہنت کے ہمراہ قریب آ گئے۔

مگر جب ان کفار و مشرکین کی نگاہیں ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانیت ولایت والے چہرہ پر پڑیں تو ان کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا، ان کے قدموں میں چلنے کی طاقت ختم ہو چکی تھی اور زبانیں گونگی ہو چکی تھیں اور رام دیو مہنت بید کی طرح کانپ رہا تھا اور اس کے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ کفار و مشرکین رام دیو مہنت کو اس لئے لائے تھے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پریشان و حیران کرے گا مگر رام دیو مہنت ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں آ گیا اور لکڑی اور پتھر سے دشمنوں کو مار کر بھگا دیا۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رام دیو مہنت کی یہ مجاہدانہ شان اور محبت دیکھی تو ایک پیالہ پانی اپنے روحانی ہاتھوں سے عطا فرمایا اور بڑے شفقت و محبت سے فرمایا کہ اس پانی کو تم پی لو۔ رام دیو مہنت نے اس پانی کو بڑی عقیدت کے ساتھ پی لیا۔ پانی کا پینا تھا کہ رام دیو مہنت کا دل کفر و شرک کے اندھیروں سے صاف پاک ہو گیا اور اس کے قلب و جگر میں اسلام کی روشنی اور ایمان و یقین کا اجالا پھیل گیا اور وہ بے خود ہو کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی قدموں پر گر پڑا اور مسلمان ہو گیا۔

وہ دیو مسلمان ہو کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرتا ہے کہ حضور! آپ کے چہرۂ پُر نور کے دیدار سے میں بہت شاد (یعنی خوش) ہوں۔ تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مناسبت سے اس کا نام شادی دیو رکھا۔ ملخصاً (سیر الاقطاب)

ایک ضروری وضاحت: دیو سنسکرت زبان میں دیوتا کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور اہل ہند دیوتا کا لفظ مہان اور صاحب کمال انسان کے لئے بھی بولتے ہیں۔

پرتھوی راج کی ماں کی پیشین گوئی

ہادئ ہندوستان ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہندوستان آمد سے بارہ سال پہلے راجہ پرتھوی راج کی ماں نے علم نجوم کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ اجمیر میں ایک مسلمان فقیر آئیگا جو صاحب کمال ہوگا۔ چنانچہ ماں نے اپنے بیٹے راجہ پرتھوی راج کو پیشین گوئی کرتے ہوئے نصیحت کی کہ جب وہ مسلمان فقیر تمہارے ملک اجمیر میں آئے تو اس فقیر کے ساتھ نرمی و ادب اور تواضع سے پیش آنا، اگر تم نے اس مسلمان درویش

کے ساتھ بے ادبی اور بدسلوکی کا مظاہرہ کیا تو تمہارا ملک تباہ ہو جائیگا اور تم ہلاک و برباد ہو جاؤ گے۔ یہ سنکر پرتھوی راج مغموم اور متفکر ہوا۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء: ص،۴۵،۴۶)

اے ایمان والو! جب ٹھوکر کھانا اور برباد ہونا قسمت میں لکھ دیا جاتا ہے تو کسی کی نصیحت اور اچھی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی اور اللہ والوں کی بے ادبی اور ان کی گستاخی اس قدر بڑا عذاب اور سخت مصیبت لاتی ہے کہ پھر آدمی بچ نہیں پاتا اور ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکوں کے ادب کے ساتھ اپنے امن و پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اناساگر ہمارے خواجہ کے پیالے میں

شادی دیو کے مسلمان ہو جانے کے بعد کفار و مشرکین اور راجہ پرتھوی راج کا غم و غصہ اور زیادہ ہو گیا، کفار و مشرکین نے پرتھوی راج کو مشورہ دیا کہ اناساگر کے پانی پر پہرہ بٹھا دیا جائے، پانی نہ ملنے کی صورت میں یہ مسلمان فقیر اور اس کے تمام رفقاء پریشان ہو کر اجمیر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

یزیدی دماغ: حضرات کربلا میں بھی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جد کریم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر یزیدیوں نے پانی بند کرنے کے لئے نہرِ فرات پر پہرہ لگایا تھا مگر کربلا اور اجمیر کے حالات جدا جدا ہیں۔ کربلا میں مقابلہ کھلے کافروں اور مشرکوں سے نہیں تھا اور اجمیر میں ہمارے پیارے خواجہ کا مقابلہ بت پرستوں کافروں اور مشرکوں سے تھا، کربلا میں صبر کا امتحان ہو رہا تھا، امت کو صبر کا سبق سکھایا جا رہا تھا اور اجمیر میں صبر کا امتحان نہیں تھا بلکہ بت پرستوں اور مشرکوں کو روحانی اور ایمانی طاقت و قوت دکھا کر اسلام کی حقانیت و سچائی کو اجاگر کرنا تھا

اناساگر جس کا پانی چرند و پرند تک پیتے تھے مگر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا تھا، تالاب کے کنارے سپاہیوں کا سخت پہرہ بٹھا دیا گیا تھا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید جب اناساگر پر پانی لینے کے لئے گئے تو دیکھا کہ تالاب کے اردگرد فوج کا پہرہ لگا ہے اور پانی لینے سے منع کر دیا گیا۔ مرید نے آ کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سارا قصہ سنایا، یہ سب غیر اخلاقی طرز عمل کو سن کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں ولایت و روحانیت کی روشنی چمکی اور آپ کی پیشانی کی لکیروں سے جلال و ہیبت کے آثار نمودار ہوئے اور پر جلال انداز میں آپ نے فرمایا۔

شادی دیو! یہ میرا پیالہ لو اور انا ساگر پر جاؤ اور انا ساگر سے کہو! تجھے معین الدین نے بلایا ہے۔

شادی دیو عطائے رسول مالک ہندوستاں ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق پیالہ لے کر انا ساگر پر پہنچے اور پیالہ کو انا ساگر کے پانی میں ڈال کر کہا۔

اے پانی! چل تجھے میرے خواجہ نے بلایا ہے۔

مالک ہندوستاں عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم سنتے ہی انا ساگر کا سارا پانی پیالے میں آ گیا یہاں تک کہ اجمیر کے دوسرے تالاب اور کنوئیں کا پانی بھی پیالے میں سما گئے اور سارے تالاب اور کنوئیں خشک ہو گئے اور مزید حیرت کی بات تو یہ ہے کہ عورتوں اور جانوروں کا دودھ بھی سوکھ گیا۔

(اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص ۲۵۰)

حضرات! ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حیران و پریشان کرنے والے خود حیرانی اور پریشانی میں مبتلا نظر آنے لگے۔ پانی بند کرنے والوں پر پانی بند ہوتا ہوا نظر آیا۔

فاصلہ کتنا بڑا ہے انا ساگر کا مگر
حکم پاتے ہی ترے کوزے میں آیا خواجہ

(مولانا محمد رفیع الدین اشرفی)

اجمیر کے لوگ گھبرا گئے اور راجہ پرتھوی راج کے پاس پہنچے اور پرتھوی راج سے بتایا کہ راجہ غضب ہو گیا۔ یہ مسلمان فقیر بڑا ہی کمال و بزرگی والا ہے ہم نے تو اس فقیر پر پانی بند کیا تھا مگر اس درویش نے اپنے ایک مرید کے ذریعہ تمام انا ساگر اور پورے اجمیر کا پانی اپنے ایک پیالے میں بلایا ہے، اب پورے انا ساگر کا پانی اس مسلمان فقیر کے قبضہ میں موجود ہے اور ہم لوگ اس فقیر کو پریشان کرنے والے خود در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اور اگر پانی نہ ملا تو موت و ہلاکت کے سوا کوئی صورت نہیں نظر آتی۔

تو راجہ پرتھوی راج نے لوگوں کی مصیبت و زحمت کو دیکھ کر محسوس کیا کہ اگر پانی نہ ملا تو ہماری قوم پانی کے بغیر ہلاک و برباد ہو جائیگی۔ بڑا مجبور اور لاچار ہو کر کفار و مشرکین کا راجہ پرتھوری راج اولیاء و اصفیاء کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی غلطی اور بے ادبی کا معذرت خواہ ہوا اور معافی طلب کی۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہزادے رحمت الہند، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راجہ پرتھوی راج سے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد کسی شخص پر بھی پانی بند نہ کرنا اور اپنے نئے

نئے مرید شادی دیو کو حکم دیا کہ پانی کا پیالہ لے جا کر انا ساگر میں ڈال دو۔ شادی دیو نے پانی سے لبریز پیالہ کو انا ساگر میں انڈیل دیا۔ پیالہ اس وقت تک خالی نہیں ہوا جب تک انا ساگر پانی سے لبریز نہیں ہو گیا۔

سوال کربلا پر ہے اور جواب اجمیر سے مل رہا ہے

لشکر رضا کے ایک سچے سپاہی حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔ جس کو آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں۔

حضرات! ہمارا یہ کہنا ہے کہ سید الشہداء نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول سیدی سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں مظلوم تھے مگر مجبور نہیں تھے۔ اگر پانی کے ارادے سے کربلا کی زمین پر اپنی ایڑیوں کی ٹھوکر مار دیتے تو ندیاں بہہ جاتیں، چشمے ابل پڑتے، میدان نینوا جل تھل ہو جاتا، ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا۔ وہ محض ولی نہیں ولی گر تھے۔ اگر وہ کسی مردِ مسلمان پر اپنی نگاہ کرم و نظر عنایت اٹھا دیتے تو ولی بنا دیتے اسی لئے تو حضرت نیاز بریلوی نے فرمایا ہے۔

اے دل بگیر دامن سلطان اولیاء
یعنی حسین ابن علی جان اولیاء

اللہ اکبر! کیا کہنا میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوِ مرتبت کا، جس نے محبوب خدا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں معرفت حق حاصل کی ہو اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھوں سے کائنات کی بلندی کو دیکھا ہو اور چھوا ہو اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر میں سمٹی ہوئی پوری کائنات کا مطالعہ کیا ہو۔

کوئی بد باطن اور آنکھ کا اندھا ہی کہہ سکے گا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی نہیں ہیں یا پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا میں مجبور تھے۔

حضرات! سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ولی نہیں، ولی گر تھے۔ اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم تھے، مجبور نہیں تھے۔ اگر وہ چاہتے تو ایڑیوں کی ٹھوکر سے میدان کربلا کو جل تھل کر دیتے۔

حضرات کہیں میرا عنوان بھول نہ جایئے گا کہ۔

سوال کربلا پر ہے اور جواب اجمیر سے مل رہا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرامت والے ہیں مگر کرامت دکھا نہیں رہے ہیں کہ انہیں قوم کو (نانا کی امت کو) دستور حیات اور اصول زندگی دینا ہے۔ یعنی اے لوگو! اگر تم جینے کا ڈھنگ سیکھنا چاہتے ہو تو حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنگن میں دیکھنا اور اگر مرنے کا سلیقہ سیکھنا ہے تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں دیکھنا۔ میں تمہیں موت وزندگی دونوں کا سبق پڑھانے آیا ہوں۔

لیکن ہمارا مخالف بہت ہی ضدی اور ہٹ دھرم ہے۔ ہماری اس بات پر مطمئن نہیں ہوتا، گلے کی رگیں پھلا کر کہتا ہے، ہم یہ نہیں جانتے، ہم تو یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرامت والے تھے تو علی اصغر اور خیمہ کے دوسرے اعزاء اور اقربا کے لئے پانی کیوں نہ منگایا۔

حضرات! اب مجھے کہہ لینے دیجئے کہ میں نے یہی تو کہا تھا کہ سوال کربلا پر ہے اور جواب اجمیر سے دیا جارہا ہے۔

اے نادانو! میرے غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اناسا گر کا پانی منگا کر کیا بتایا، یہی تو بتایا کہ اولاد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوں، وہ میرے باپ دادا ہی تو ہیں اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ لہٰذا تم کربلا ہی کو مت دیکھو! اجمیر بھی دیکھو! کہ جب ان کا بیٹا پوتا ایسی کرامت والا ہو سکتا ہے تو ان کے اجداد و امجاد کی کرامتوں کا کیا عالم ہوگا۔ لیکن ہمارا حریف نہ ماننے کی قسم کھائے بیٹھا ہے، وہ کہتا ہے: ہمیں منطق و فلسفہ کی بھول بھلیاں نہیں چاہئے، ہم تو آنکھ کا مشاہدہ چاہتے ہیں، لہٰذا بات وہ کہو جو کلیجے میں اتر جائے

لہٰذا اے دوستو! ہمارے حریف کو آواز دو میں اب وہ بات کہنے جارہا ہوں کہ ذہنوں کے زنگ آلود تالے ٹوٹ جائیں گے۔

حضرات! اب میں آپ کے انصاف کا طلبگار ہوں۔ ہمارے حریف سے کہہ دیجئے کہ وہ منگانا ہی نہ دیکھے بلکہ یہ بھی دیکھے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کون ہے اور ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کون؟ تو اب مجھے عرض کر لینے دیجئے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ (داڑھی پر ہاتھ پھیر کے) یعنی داڑھی والے اور ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے وہ ہیں (سر پر ہاتھ پھیر کے) یعنی اریل والے۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہئے کہ کرامت اریل والوں کو دکھائی جاتی ہے، داڑھی والوں کو نہیں۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو یہی جلال طاری تھا کہ نانا کا کلمہ بھی پڑھتا ہے اور کرامت بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے میں نے عرض کیا تھا کہ سوال کربلا پر تھا اور جواب اجمیر سے مل رہا ہے۔

اے ایمان والو! ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیالے میں پورے انا ساگر کا پانی سمٹ آیا تھا اور تالاب بالکل خالی ہو گیا تھا اور پھر وہی پیالہ پانی سے بھرا ہوا تالاب میں انڈیل دیا گیا تو تالاب پانی سے لبریز ہو گیا۔

گویا ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیالہ وہ ہے جو پورے تالاب کا پانی اپنے دامن میں سمو لیتا ہے اور وہی پیالہ جب پھیلتا ہے تو تالاب کو پانی سے لبالب بھر دیتا ہے۔ یہ تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیالہ ہے۔

اور بروز قیامت ہمارے مشفق و مہربان نبی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن کرم اور چادر شفاعت جب پھیلے گی تو تمام گنہگاروں کو دامن کرم اور چادر نور میں سمیٹ لے گی۔

تو مجھے کہنا یہ ہے کہ جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیالے کی وسعت و پھیلاؤ کا یہ عالم ہے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چادر شفاعت کی وسعت و پھیلاؤ کا عالم کیا ہوگا۔

میرے آقائے نعمت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حضرات! اگر آج کا مرید ہوتا تو انا ساگر سے پانی لینے جاتا نہیں، پیر سے مناظرہ اور بحث کرتا اور کہتا کہ حضور! کہاں یہ چھوٹا سا پیالہ اور کہاں انا ساگر۔ جو کہنے میں ساگر اور دیکھنے میں جھیل معلوم ہوتا ہے۔ بھلا اس کا پانی اس میں کیسے آ سکتا ہے لیکن وہ پندرہویں صدی کا مرید نہیں تھا بلکہ نگاہ خواجہ کا پروردہ تھا، اس نے درس گاہ خواجہ میں تربیت پائی تھی، جن کی ایک نگاہ کرم راہزن کو راہ بر کر دے، حکم پاتے ہی مرید نے پیالہ اٹھایا اور حکم بجا لایا چونکہ وہ مرید جانتا تھا کہ بھیجنے والا پیالہ بھی دیکھ رہا ہے اور تالاب بھی۔

ہمارے خواجہ کے ساتھ بدسلوکی

ہادیٔ ہندوستان ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کرامت اور روحانی طاقت و قوت کا شہرہ پورے اجمیر اور آس پاس کے علاقوں تک پھیل گیا، کفار و مشرکین اور خود راجہ پرتھوی راج کو بے چینی ہو

گئی اور اضطراب پیدا ہو گیا اور ان کے خود ساختہ دھرم کی بنیادیں ہلنے لگیں، کچھ لوگوں نے راجہ پرتھوی راج کے پاس جا کر کہا کہ اے راجہ یہ درویش جو انا ساگر کے پاس ہمارے مندروں کے بیچ قیام پذیر ہو گیا ہے، اس جگہ پر اس مسلمان فقیر کا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ اس مسلمان فقیر کو اس جگہ سے ہٹا دینا بہتر ہے بلکہ ہو سکے تو اس مسلمان فقیر کو اپنے ملک ہی سے نکال دینا زیادہ بہتر ہوگا۔ راجہ پرتھوی راج نے چند مسلح سپاہیوں کو ان لوگوں کے ہمراہ کیا اور ان مسلح سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس مسلمان فقیر کو انا ساگر تالاب کے پاس سے ہٹا کر ہماری پوری حکومت کے حدود سے باہر نکال دیں۔ جب راجہ کے مسلح سپاہی اور پنڈتوں کی ایک بڑی جماعت ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچی اور وہ لوگ آپ کو سخت وسست کہنے لگے اور آپ کو اذیت دینے کا ارادہ کیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نیتوں کو بھانپ لیا اور ان کے تیور کو دیکھ کر زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھا کر اور اس پر آیت الکرسی پڑھ کر اس خاک کو ان شریروں کی طرف پھینک دیا۔ جس سے مسلح سپاہی اور تمام پنڈت پریشانی میں مبتلا ہو گئے اور سب کے سب اٹھ کر راہ فرار اختیار کرتے نظر آئے اس طرح سے دشمن اپنے باطل ارادے میں ناکام ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء: ص، ۸، بحوالہ سلطان الہند غریب نواز: ص، ۱۰۱)

اے ایمان والو! ہندوستان میں اسلام بڑی مشکلوں اور تکلیفوں کے ساتھ پھیلا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھوکے پیاسے رہ کر کافروں، مشرکوں، اور پنڈتوں، جادوگروں اور حکومت وقت کے مسلح فوجیوں کے ساتھ مقابلہ فرمایا ہے اور خداداد روحانی قوت وطاقت اور کرامت سے آپ نے ہر مقابل کو شرمندہ اور ناکام ونامراد کیا ہے اور کفر وشرک اور جادوگری وظاہری اسلحوں کی ہر قوت وطاقت کو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت وولایت کی قوت وکرامت کے سامنے ذلیل ورسوا ہونا پڑا ہے، اس طرح سے بے حساب کوششوں اور جہد پیہم کرنے کے بعد ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کا پھریرا لہرایا ہے اور پورے ہند میں ایمان ویقین کا اجالا پھیلایا ہے۔

حضرات! بڑا تعجب ہوتا ہے اُس وقت جب کوئی منافق مسلمان کہلانے والا شخص کہتا ہے کہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر حاضری دینا اور خواجہ صاحب کے مزار شریف پر جا کر دعا مانگنا اور یہ خیال کرنا کہ خواجہ صاحب سنتے ہیں اور ہماری مدد کریں گے یہ سب شرک وبدعت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور وہ منافق مسلمان بد عقیدہ شخص کہتا ہے کہ ہم تو توحید والے مسلمان ہیں اور ہم اللہ ہی سے مانگیں گے، خواجہ صاحب سے نہیں مانگیں گے۔

حضرات! اسی طرح کی باتیں یہودی اور منافق بھی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کیا کرتے تھے

کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کی توحید کے ماننے والے ہیں ہم آپ کو رسول مانیں یہ ہمارے مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ انہیں یہودیوں اور منافقوں کی راہ پر چلنے والے آج کے وہابی دیوبندی اور تبلیغی بھی نظر آتے ہیں کہ ہم توحید کے ماننے والے مسلمان ہیں انبیاء اور اولیاء کو ماننا اور ان کے مزاروں پر حاضری دینا، ان کو سفارشی بنانا، ہم توحید والے مسلمانوں کے نزدیک کفر وشرک ہے۔ (معاذ اللہ)

وہابی دیوبندی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کسی کو یعنی انبیاء اور اولیاء کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی بھی نبی اور ولی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور ان کو یعنی نبی اور ولی کو سفارشی سمجھنا، چاہے وہ شخص اس کو یعنی نبی اور ولی کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے تو بھی اس شخص کا اور ابو جہل کا شرک برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان: ص،۲۹)

اب اس کفر وشرک میں ڈوبی ہوئی عبارت کو پڑھنے کے بعد بھی آپ ان گمراہ لوگوں سے نہیں بچتے اور ان سے دور نہیں رہتے تو فیصلہ خود ہی کر لیجئے کہ آپ کا ٹھکانہ بھی ان ہی منافقوں کے ساتھ ہوگا۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (حدیث شریف)

یعنی جو شخص جس کے ساتھ محبت کریگا اس کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔

حضرات! بخاری و مسلم اور بہت سی صحیح حدیثوں سے ظاہر اور ثابت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وکیل و سفارشی بناتے تھے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مزار انور پر حاضری دیتے اور اپنے چہرے کو قبر انور کی جانب کر کے دعا مانگتے تھے اور اس طرح اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد و استعانت کے لئے درخواست کرتے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری زندگی میں مانگا کرتے تھے اور سوال کیا کرتے تھے۔ ایک صحابی نے مزار انور پر حاضر ہو کر اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس انداز سے عرض کیا جیسے وہ صحابی اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہے ہوں۔ وہ صحابی مزار انور پر اس طرح عرض کرتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں آپ مجھے کھانا کھلائیے۔ کہتے کہتے وہ صحابی سو گئے خواب میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں سے روٹی کھائی اور جب خواب سے بیدار ہوئے تو ایک ٹکڑا روٹی کا ان کے ہاتھ میں موجود تھا، اس وقت سیکڑوں اولیائے کرام دربار کرم میں حاضر تھے، سب نے یہ نورانی منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام کی موجودگی میں وسیلہ بنایا تو برسات ہوگی۔

اولیاء کے سردار حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے محبوب ولی حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے۔

اور ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے شمار اولیاء کرام کے مزاروں پر حاضری دی۔

المختصر! اللہ والوں کے مزارا نور پر حاضری دینا اور اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وکیل وسفارشی بنانا کتاب و سنت سے ثابت اور ظاہر ہے مگر ایمان و یقین والے خوش عقیدہ سنی مسلمان ہی چودہ سو برس سے مانتے ہیں اور قیامت تک مانتے رہیں گے۔

حضرات! اس گمراہ اور جہنمی جماعت کو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ولی سے کس قدر عداوت اور بغض ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عظیم الشان منصب و مرتبہ عطا فرمایا ہے جس کا روشن ثبوت قرآن وسنت ہے۔ آیئے بدعقیدوں منافقوں کی ایک اور کھلی ہوئی دشمنی اور نفرت سے بھری ہوئی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ۔

حوالہ: اللہ کا مخلوق اور اللہ کا بندہ ہونے میں اولیاء وانبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ (تقویۃ الایمان: ص ۳۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ (پ ۳، رکوع ۱)

یعنی ہم نے رسولوں میں بعض پر بعض کو فضیلت دی ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ صاف طور پر قرآن کریم میں اعلان فرما رہا ہے کہ تمام مخلوق اور تمام انسان تو کیا، اور میرے محبوب بندے مومن اور اولیاء تو کیا، ہمارے تمام رسول سب مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں اور سب رسول بھی مقام و مرتبہ میں ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں بلکہ ہم نے رسولوں میں بھی بعض رسولوں کو بعض پر فوقیت اور فضیلت سے نوازا ہے۔ یعنی ایک رسول دوسرے رسول کے برابر نہیں۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کے فرمان کی روشنی میں آپ فیصلہ کریں اور ایمان سے بتائیں کہ جب نبی، نبی کے

برابر نہیں اور رسول، رسول کے برابر نہیں ہو سکتے تو جن اور شیطان اور بھوت و پری جیسے مخلوق کو انبیاء اور اولیاء کے برابر سمجھنا اور یہ کہنا کہ ان میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کیا ایسی بولی کسی مومن اور مسلمان کی ہو سکتی ہے؟ کیا ایسی تحریر کوئی مومن اور مسلمان لکھ سکتا ہے؟ نہیں! اور ہرگز نہیں۔ ایسی گندی بولی منافق کی ہے اور ناپاک تحریر بھی دشمن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

پرخلوص گزارش! اس لئے ہم آپ سے پرخلوص گزارش کرتے ہیں کہ ان بے ایمان و بدعقیدہ لوگوں سے بچیں اور ان منافقوں کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں اور یہ منافق مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ ان منافقوں کے یہاں شادی بیاہ نہ کریں۔ نہ لڑکی دیں اور نہ لڑکی لیں۔ ان منافقوں کے ساتھ کھانے پینے سے بھی بچیں ورنہ ایمان کا طوطا اڑ جائے گا، نہ نماز کام آئیگی نہ روزہ، نہ حج نہ زکوٰۃ، نہ داڑھی اور نہ سجدہ کچھ بھی کام نہ آئیں گے، سب منہ پر مار دیئے جائیں گے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(ڈاکٹر اقبال)

ہمارے خواجہ کے مقابلہ کے لئے جوگی جے پال آیا اور مسلمان ہو گیا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کا شہرہ ہوا، اجمیر اور قرب و جوار میں آپ کی روحانی قوت و طاقت کا چرچا ہونے لگا اور اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا تو اجمیر کے کفار و مشرکین اور خود راجہ پرتھوی راج یہ خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان فقیر جادوگر ہے اور اس کے پاس جادو کی طاقت ہے اس لئے اس مسلمان درویش کا مقابلہ جادو ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں جوگی اجے پال جادوگری میں بہت مشہور تھا اور جادو کے فن میں نہایت مہارت اور کمال رکھتا تھا۔ جوگی اجے پال کے ڈیڑھ ہزار شاگرد تھے اور ملک میں بے پناہ اثر رکھتا تھا اور بڑے بڑے راجہ بھی اس کی عزت و تکریم کرتے تھے۔

چنانچہ راجہ پرتھوی راج نے اپنے باطل خیالات کی بنیاد پر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ کے لئے جوگی اجے پال کو اجمیر بلایا، جوگی اجے پال اپنے ڈیڑھ ہزار جادوگر شاگردوں کے ساتھ اناساگر کے قریب

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھا۔ اجے پال جادوگری کے نشے میں چور تھا اور غرور و گھمنڈ کا مکمل شیطان بنا ہوا تھا۔ اجے پال جوگی کا خیال فاسد تھا کہ ابھی تھوڑی ہی دیر میں اپنی جادوگری کی طاقت سے اس مسلمان فقیر کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک و برباد کر دیں گے اور انجام سے بے خبر تھا اور اس کو اللہ والوں کی روحانی طاقت کا بالکل اندازہ نہیں تھا۔

اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ جوگی اجے پال اپنے ڈیڑھ ہزار شاگردوں کے ساتھ ہمارے مقابلہ کے لئے آیا ہے تو اپنی عصائے مبارک سے لکیروں کا حصار کھینچ دیا اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ کوئی دشمن اس لکیر کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔ جوگی اجے پال نے جادو کا کرشمہ دکھانا شروع کیا پہاڑی کے ہزاروں پتھر زہریلے سانپ بن کر اس لکیر کی طرف لہراتے ہوئے چلے۔ جیسے ہی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بنائی ہوئی لکیر کے پاس پہنچتے ہلاک و برباد ہو جاتے۔ جب یہ جادو ناکام ہوگیا تو اجے پال نے پھر جادو کا فن دکھایا جس سے آگ کے شعلوں کی بارش ہونے لگی مگر آگ کے شعلے لکیر کے باہر گرتے لکیر کے اندر نہیں، حصار کے اندر کا حصہ بالکل محفوظ و مامون رہتا۔

جب اجے پال کے جادو سے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کا بال بیکا نہ ہوا تو جوگی اجے پال کہنے لگا کہ میں اپنا آخری کمال دکھاتا ہوں اور آسمان کی جانب جاتا ہوں وہاں سے اتنی بڑی بڑی بلا بھیجوں گا کہ تم بچ نہیں سکتے۔ اجے پال نے ہرن کا مرگ چھالا ہوا میں پھینکا اور اچھل کر اس پر بیٹھ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ فضا میں پرواز کرنے لگا اور نگاہوں سے غائب ہوگیا، دیکھنے والے لوگ حیران و پریشان تھے کہ اب کیا ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجے پال کے جادو کا یہ کرشمہ دیکھا اور لوگوں کی حیرت دیکھی تو اپنے پیر کی کھڑاؤں سے ارشاد فرمایا: اے اسلام کے راستے میں چلنے والی کھڑاؤں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دشمن خدا جادوگر کو مارتے ہوئے زمین کی طرف لے آ! اشارہ پاتے ہی کھڑاؤں اڑی اور جوگی اجے پال کے سر پر پہنچ گئی اور کھڑاؤں نے اس کے سر پر مارنا شروع کیا اور تھوڑی ہی دیر میں لوگوں نے دیکھا کہ کھڑاؤں اجے پال کو مارتے اور پیٹتے ہوئے فضا (ہوا) سے زمین پر لے آئی اور جوگی اجے پال زمین پر ہمارے پیارے خواجہ کے قدموں میں گرا اور پڑا نظر آرہا تھا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑاؤں نے جوگی اجے پال کے سارے غرور و گھمنڈ کے باطل خیال توڑ کر رکھ دیا تھا اور ایک ولی کی روحانی طاقت اور اسلام کی سچائی کے سامنے جادوگری کا فریب اور دھوکا ختم ہو چکا تھا اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ اولیاء اللہ جادوگر نہیں بلکہ روحانیت و کرامت کی عظیم قوت و طاقت کے مالک ہوتے ہیں۔

جوگی اجے پال ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر کر کہنے لگا اے اللہ کے ولی! آج مجھے پتہ چلا کہ جادوگری کا کرشمہ باطل اور جھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ولی کی روحانیت و کرامت کی طاقت حق اور سچ ہے۔

اے خواجہ! جب تیرے قدموں میں رہنے والی لکڑی کی کھڑاؤں کی طاقت وقوت کا یہ عالم ہے تو تیری طاقت وقوت کا عالم کیا ہوگا۔ پھر جوگی اجے پال نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر توبہ کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا نام عبداللہ بیابانی رکھا، عرض کی! حضور ہمارے لئے دعا فرما دیں کہ قیامت تک زندہ رہوں۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! اس بندے کی دعا قبول فرما۔ جب قبولیت کا اثر ظاہر ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا تو نے قیامت تک کی زندگی حاصل کر لی مگر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے گا۔ مشہور ہے کہ عبداللہ بیابانی اجمیر کے جنگلوں اور پہاڑیوں میں رہتے ہیں اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینے والوں میں سے اگر کوئی راہ بھول جائے تو راستہ بتاتے ہیں اور بھوکا ہے تو کھانا کھلاتے ہیں۔ (ملخصا خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۶۳،۲۶۳، مونس الارواح، ص ۳۲، اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص ۴۶)

اے ایمان والو! آج کا دور بھی کفر و کافری کا ہے اب ہند میں پھر معین الدین کی ضرورت ہے۔

حضرت سید محمد اشرف برکاتی فرماتے ہیں۔

والیٔ ہند یہاں ہند میں مشکل ہے بہت
فضل ربی سے ہو تم میرا سہارا خواجہ

اور راز الہ آبادی فرماتے ہیں۔

جلائے جاتے ہیں پھر آشیاں غریبوں کے
پھر اٹھ رہا ہے چمن سے دھواں غریب نواز

لب جھالرہ پر قیام: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی دیو اور عبداللہ بیابانی کے مسلمان ہو جانے کے بعد اناساگر کی قیام گاہ کو چھوڑ کر اپنے رفقاء کے ساتھ شہر اجمیر میں لب جھالرہ اس مقام پر قیام فرمایا جہاں اس وقت آپ کا مزار انور و اقدس ہے اور یہ جگہ شادی دیو کی ملکیت تھی۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص ۲۲۷)

پرتھوی راج کی بربادی: ہادیٔ ہندوستاں عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روحانی قوت وطاقت کے ذریعہ شادی دیو اور عبد اللہ بیابانی کے مسلمان ہوجانے اور ہر دن بے شمار کفار و مشرکین کا کفر و شرک کی ناپاکی سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہونے سے راجہ پرتھوی راج گھبرا چکا تھا اور اسی غیض و غضب میں پاگل ہو کر کہنے لگا کہ اس مسلمان فقیر کو ایک دن اجمیر سے باہر نکال دوں گا۔

حضرات! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پرتھوی راج اپنے گرواجے پال اور اپنے استاذ رام دیو کی طرح وہ بھی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے مسلمان ہو جاتا۔ اس صورت میں اس کا راج پاٹ بھی محفوظ و سلامت رہ جاتا اور اس کی آخرت بھی سنور جاتی۔

مگر جب بدنصیبی اور شقاوت تقدیر میں لکھ دی جاتی ہے تو عقل اندھی ہو جاتی ہے اور سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آتا اور ہدایت کی لازوال نعمت و دولت سے محروم رہتا ہے اور دین و دنیا دونوں تباہ و برباد ہوتے نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ نیکوں اور سچوں کی برائی اور دشمنی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

تمنا درد دل کی ہے تو خدمت کر فقیروں کی
یہ وہ گوہر ہے جو ملتا نہیں ہے بادشاہوں کے خزینے میں

پرتھوی راج کو دعوت اسلام

ہادیٔ ہندوستاں، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لب جھالرہ شہر میں تشریف لانے کے بعد پرتھوی راج کو خط کے ذریعہ دعوت اسلام پیش کی اور ارشاد فرمایا:

اے پرتھوی راج! تیرا عقیدہ جن لوگوں پر تھا وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمان ہو گئے، اگر تو بھلائی چاہتا ہے تو تو بھی مسلمان ہو جا ورنہ ذلیل و خوار ہوگا، مگر پتھر دل پرتھوی راج پر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق و سچ دعوت و نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا اور وہ سنگ دل کافر، کافر ہی رہا۔ تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراقبہ کیا اور متفکر لہجہ میں فرمایا! اگر یہ بدبخت ایمان نہ لایا تو میں اس کو اسلامی لشکر کے ہاتھوں زندہ گرفتار کرا دوں گا۔

(سیر الاقطاب، ص ۱۳۲)

حضرات! جب انسان عذاب و مصیبت اور قہر و بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے اور سمجھ بیکار ہو جاتی ہے تو وہ ظلم و ستم کا بازار گرم کرتا نظر آتا ہے۔

ہمارے خواجہ کا ارشاد، پتھورا را زندہ گرفتار کردیم

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید جو راجہ پرتھوی راج کے دربار میں ملازم تھا، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید پر مسلمان ہونے کی وجہ سے پرتھوی راج نے بہت ظلم وستم کیا اور ستایا۔ اس مرید نے مالک ہندوستاں ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اس ظلم و ستم کی شکایت پیش کی۔ ہند کے حقیقی راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو پرتھوی راج کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ تم خلق خدا پر ظلم وزیادتی کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روک لو۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پرتھوی راج کو بری لگی اور آپ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ کہے اور یہ بھی کہا کہ یہ مسلمان فقیر ہمارے شہر میں آکر غیب کی باتیں کرتا ہے اور اپنے ایک سردار کے ذریعہ ہمارے پیارے خواجہ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ اجمیر سے فوراً نکل جاؤ! ورنہ ہم تم کو گرفتار کرلیں گے۔

جب پرتھوی راج کا یہ گستاخانہ حکم اور ظالمانہ رویہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو آپ کی نگاہوں کا تیور بدل گیا اور عالم جلال میں ارشاد فرمایا۔

ماراۓ پتھورا را زندہ گرفتار کردیم وبہ لشکر اسلام سپردیم

یعنی ہم نے رائے پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے اسلامی فوج کے حوالہ کردیا۔

(سیر الاولیا، ص ۵۶، فوائد السالکین، ص ۲۴، مونس الارواح، ص ۳۷)

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

حضرات! اللہ والوں کی ٹیڑھی نظر (یعنی قہر کی نظر) سے ہر حال میں بچنے کی کوشش کرنی چاہئے ورنہ تقدیر کے خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

کسی نے کہا ہے۔

تم قہر سے دیکھو! تو شاداب چمن جل جائے
اور مسکرادو! تو اندھیرے میں اجالا ہوجائے

ہمارے خواجہ کی بشارت

ہندوستان میں شکست پر شکست کھا کر سلطان شہاب الدین غوری غزنی پہنچ کر اپنی ہار و ناکامی کا داغ مٹانے کے لئے مضبوط ارادہ اور بلند حوصلہ کے ساتھ پھر جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا اور ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑی فوج کو جمع کرنے میں لگ گیا اور سلطان شہاب الدین غوری نے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں کا عظیم لشکر جمع کر لیا مگر ہندی راجاؤں سے مقابلہ کے لئے فوج بہت کم تھی۔ ایک رات کی بات ہے کہ شہاب الدین غوری نے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ کو دیکھا اور وہ بزرگ فرمارہے ہیں: اے شہاب الدین! اللہ تعالیٰ تم کو ملک ہند کی بادشاہت عطا کرنے والا ہے، تم ہند کی طرف توجہ کرو۔ شہاب الدین غوری خواب میں اس بشارت کو سننے کے بعد بڑا خوش ہوا کہ کسی اللہ والے نے میری کامیابی کے لئے بشارت دے دی ہے اور اس کو یقین کامل ہو گیا کہ اب میں ہندوستان پر جنگ کر کے کامیاب و کامران ہو جاؤں گا۔ (سیر الاقطاب: ص،۱۳۲، معین الارواح: ص،۶۷)

مالک ہندوستان ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارۂ ابرو اور آپ کی بشارت کے بعد سلطان شہاب الدین غوری اپنا لشکر لے کر ترائن پہنچا۔ ترائن میں راجپوتوں کی تین لاکھ فوج موجود تھی۔ جنگ ہوئی شہاب الدین غوری کامیاب ہوا۔ ترائن کی فتح سے شہاب الدین کا حوصلہ بہت زیادہ بلند ہو گیا تھا اور کفار و مشرکین کے حوصلے ٹوٹتے نظر آرہے تھے۔ اس طرح شہاب الدین کی فوج آگے بڑھتی گئی اور فتح و نصرت ان کے قدموں کو بوسہ دیتی رہی اور راجہ پرتھوی راج بھاگتے ہوئے دریائے سرسوتی کے کنارے سلطان شہاب الدین غوری کے فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور پھر اسلامی فوج نے اس کو قتل کر دیا اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشین گوئی پوری ہوتی ہوئی نظر آئی۔

(تاریخ فرشتہ: ج،ا ص،۵۸، سوانح غوث و خواجہ: ص،۵۹، اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء: ص،۵۰)

حضرات! ہمارا ایمان و یقین ہے کہ زمانہ بدل سکتا ہے، عالم کا نظام بدل سکتا ہے، سب کچھ بدل سکتا ہے مگر اللہ والوں کا فرمان نہیں بدل سکتا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبد اللہ بود

(مثنوی شریف)

ہمارے خواجہ کی بارگاہ میں شہاب الدین

شہاب الدین غوری نے مسلسل کامیابی حاصل کرتے ہوئے سرسوتی، پانسی، سمانا، کہرام کے قلعوں کو فتح کرتے ہوئے پورے ملکِ ہندوستان پر قبضہ کرلیا اور مدینۃ الہند اجمیر شریف پہنچا۔ جس وقت سلطان شہاب الدین اجمیر شریف کے پہاڑی علاقہ میں داخل ہوا تو شام ہو چکی تھی۔ مغرب کا وقت تھا کہ ایک پہاڑ کی جانب سے اذان کی صدائے دل نوازسنی تو حیرت میں پڑ گیا اور معلوم کیا کہ اذان کی یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ ایک فقیر کچھ دنوں سے یہاں تشریف لائے ہیں، یہ آواز وہیں سے آرہی ہے۔ سلطان شہاب الدین غوری اس پہاڑ کی جانب چل پڑا جدھر سے آواز آرہی تھی۔ پہاڑی پر پہنچ کر دیکھا کہ اللہ والوں کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف بنائے ہوئے نماز ادا کررہی ہے۔

شہاب الدین بھی جماعت میں شامل ہوگئے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، جب نماز ختم ہوئی تو شہاب الدین غوری کی نگاہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو ہمارے پیارے خواجہ کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا اور بڑا خوش ہوا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے ہندوستان بلایا اور فتح وکامیابی کی بشارت دی تھی۔ شہاب الدین غوری اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکا اور ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر پڑا اور خوب روتا رہا اور شاہی تاج اور شاہی لباس اور اپنی تلوار کو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں ڈال کر عرض گزار ہوا کہ ملک ہندوستان میں صحیح معنوں میں ہند کے راجہ شہاب الدین غوری نہیں، ہند کے راجہ خواجہ معین الدین ہیں۔ پھر شہاب الدین غوری ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوگئے۔ (ملخصا اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء: ص ۵۱، ۳۳۰)

ہمارے خواجہ سے ہند میں اسلام

(۱) ملّا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں۔

ایں فتح بموجب راندنِ نفس مبارک رحمٰن آں قطب ربانی نمود۔ (منتخب التواریخ: ج ۱، ص ۵۰)

یعنی ہندوستان کی فتح وکامیابی اور ہندوستان میں اسلام کی طاقت وقوت قطب ربانی حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیری کی برکتوں سے ہوئی۔

(۲) سید العلماء حضرت مولانا مفتی الشاہ سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی سید میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہندوستان میں اسلام کا چراغ جلانے والے اور ایمان و یقین کی روشنی پھیلانے والے عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء ص ۵۳)

اور حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بربطِ عشق پہ مضراب عمل سے تم نے
نغمہ توحید کا، کیا خوب سنایا خواجہ

تیرے پائے کا کوئی ہم نے نہ پایا خواجہ
تو زمیں والوں پہ اللہ کا سایا خواجہ

ہمارے پیارے خواجہ نے دو شادی کی

حضرات ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دور میں دو شادیاں کیں۔ آپ کا نکاح کس سال ہوا، اس وقت آپ کی عمر شریف کتنی تھی، اور آپ کا نکاح کس بیوی سے پہلے ہوا، اور دونوں بیویوں کی اولاد کون ہیں ان سب کے متعلق مؤرخین و مصنفین کے بیانات میں بہت اختلافات ہیں۔

پہلی شادی: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک رات ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اے معین الدین تم ہمارے دین کے معین ہو، پھر بھی تم نے ہماری ایک سنت کو چھوڑ رکھا ہے۔

ایک حاکم جو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا، ایک قلعہ فتح کیا، بہت سے لوگ قید ہوئے، انہیں قیدیوں میں ایک راجہ کی لڑکی بھی تھی۔ حاکم نے اس لڑکی کو ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نام بی بی امۃ اللہ رکھا۔ بی بی امۃ اللہ کی رضا سے آپ نے ان سے نکاح کیا۔ بی بی امۃ اللہ نہایت پارسا اور نیک تھیں۔

دوسری شادی: سید وجیہ الدین مشہدی عمِ محترم سید حسین مشہدی جو شہید ہیں ان کا مزار شریف تارا گڑھ پہاڑی پر ہے۔ ان کی ایک لڑکی جوان ہو چکی تھی جس کی شادی کی فکر ہمیشہ لگی رہتی تھی، وہ کسی اچھے رشتہ کی تلاش میں

تھے، ایک رات خواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے سید وجیہ الدین ہمارے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم ہے کہ تم اپنی نیک سیرت لڑکی کا نکاح خواجہ معین الدین کے ساتھ کردو۔

سید وجیہ الدین نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب بیان کیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رشتہ کو قبول فرمالیا اور سید وجیہ الدین کی نیک سیرت بیٹی بی بی عصمت اللہ سے دوسرا نکاح فرمایا۔

(تاریخ فرشتہ: ج ۲، ص ۶۱۱)

ہمارے خواجہ کی اولاد امجاد

حضرت عبدالرحمن چشتی اور غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں کہ

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد میں تین بیٹے (۱) سید فخر الدین ابوالخیر (۲) سید ضیاء الدین ابوسعید (۳) سید حسام الدین ابوصالح اور ایک بیٹی سیدہ بی بی حافظہ جمال تھیں جن کا مزار ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے پائنتی کی طرف متصل ہے۔

خواجہ سید حسام الدین ابوصالح بچپن ہی میں ابدالوں کی صحبت میں شامل ہو کر غائب ہو گئے۔

(مراۃ الاسرار: ص ۶۰۲، خزینۃ الاصفیاء: ج ۱، ص ۲۶۳)

خواجہ فخر الدین چشتی

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بیٹے صاحب روحانیت بزرگ تھے اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ کے وصال شریف کے بعد بیس سال تک ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین رہے۔

اور حضرت خواجہ فخر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رزق حلال کے لئے اجمیر سے قریب ماندن گاؤں میں کھیتی کیا کرتے تھے۔ پانچ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۲۶۳ء میں قصبہ سروار میں وصال ہوا اور قصبہ سروار کے تالاب کے کنارے آپ کا مزار انور ہے۔ (مراۃ الاسرار: ص ۶۰۳، خزینۃ الاصفیاء ج ۱: ص ۲۸۴)

خواجہ حسام الدین سوختہ

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے، حضرت فخر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ بہت پایہ کے بزرگ ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لمبی عمر پائی وصال شریف ۷۴۱ھ میں ہوا مزار اقدس قصبہ سانبھر شریف میں ہے۔ (اخبار الاخیار: ص،۲۱۲)

حضرت بی بی حافظہ جمال

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ بی بی حافظہ جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی صاحب کمال، عالی مقام اور عارفہ کاملہ تھیں، کیوں کہ آپ کی تربیت ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر خاص سے ہوئی تھی، آپ کا مزار ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور کے پائنتیں کی طرف متصل ہے۔

(مرآۃ الاسرار: ص،۶۰۳)

منجھلے بیٹے خواجہ ضیاء الدین ابوسعید

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منجھلے بیٹے حضرت خواجہ سید ضیاء الدین ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی کے ہمراہ رہے۔ پچاس یا ساٹھ سال کی عمر میں وصال اجمیر شریف میں ہوا، جھالرا کے قریب حوض کے پاس آپ کا مزار مبارک ہے (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء: ص،۱۰۲)

ہمارے خواجہ کے مشہور خلفاء

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کثیر تعداد میں ہوئے ہیں۔ چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ مہرولی شریف دہلی)

(۲) خلیفۂ ارشد حضرت خواجہ سید فخر الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وصال ۵ شعبان ۶۶۱ ھ سروار شریف)

(۳) حضرت خواجہ صوفی حمید الدین ناگوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وصال ۲۹ ربیع الاول ۶۷۳ ھ ناگور شریف راجستھان)

(۴) حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وصال ۵ محرم شریف ۶۴۳ ھ دہلی)

(۵) حضرت خواجہ وجیہ الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وصال ۱۱ رجب شریف ہرات)

(۶) حضرت خواجہ برہان الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ وصال ۱۴ رجب شریف ۶۶۴ ھ اجمیر معلیٰ)

(۷) حضرت عبد اللہ بیابانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵ رجب ۶۴۸ ھ)

(۸) حضرت سیدہ بی بی حافظہ جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اجمیر مقدس)

ہمارے خواجہ کی تصانیف

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ قرآن اور زبردست عالم دین تھے۔ بعض روایات میں ان کے درس حدیث کا تذکرہ بھی ملتا ہے اور قلم کاروں نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف اور آپ کے شعری دیوان کا ذکر بھی کیا ہے۔

ایک اہم گزارش: مصنفین کے تذکروں میں بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں اور حقیقت کیا ہے بظاہر تردد باقی رہ جاتا ہے اس لئے کسی کی تحقیق کو غلط ثابت کرنا بہت ہی دشوار ہے اور کسی مضمون نگار کا نام لے کر اس کے قلم کو مجروح نہیں بنایا جا سکتا۔

میدان تصنیف و تحقیق میں قلم کار اور مضمون نگار کا راوی کے نیک و صالح ہونے کی نسبت بھی ملحوظ ہوتی ہے۔ ہمارا قلم مجادلہ اور مقابلہ والا نہیں بلکہ اخلاص و محبت والا ہونا چاہئے۔ مخلصوں اور نیکوں کے مضامین اور کتابیں ہر دور میں مقبول رہی ہیں اور صبح قیامت تک مقبول رہیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (انوار احمد قادری)

حضرت میر عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کامل رکھتے تھے، آپ کی تصانیف خراسان کے اطراف وجوانب میں کثرت سے ملتی ہیں۔ (سبع سنابل شریف: ص، ۴۳۵)

ذیل میں چند تصنیفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) انیس الارواح (۲) کشف الاسرار (۳) کنز الاسرار (۴) رسالہ آفاق وانفس (۵) حدیث المعارف (یہ رسالہ نادرالوجود ہے) (۶) دیوان معین (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸: ص، ۱۰۵)

حضرات! ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر مضمون اور آپ کی ہر تصنیف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی اور روحانی علوم کا خزانہ ہے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر میں سوز وگداز کے ساتھ ساتھ حق و سچ کا جلوہ اور خلوص وللٰہیت کی روحانیت بھی موجود وعیاں نظر آتی ہے. جس کی وجہ سے ہر قاری کا قلب وجگر خشیتِ الٰہی اور حب مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کی عقیدت ومحبت سے مالا مال ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

دوسرا جمعہ..................................پہلا بیان

حضرت خواجہ کی کرامات اور شان غریب نوازی

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق بہت ہی بلند تھے۔ لوگوں سے ملاقات کے وقت ایسے اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ فرماتے کہ لوگ آپ ہی کا ہو کر رہ جاتے۔ کفار و مشرکین خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی بیماری کے علاج کے لئے دعا اور دم کرانے کے لئے حاضرِ بارگاہ ہوتے۔ اخلاقِ کریمانہ کے ساتھ ان کے لئے دعا اور ان پر دم کرتے آپ کی دعا اور دم کرنے کی برکت سے ظاہری بیماری سے وہ لوگ شفا حاصل کر لیتے اور باطنی مرض کفر و شرک کا بھی علاج ہو جاتا۔ اس طرح وہ لوگ ہمارے خواجہ کے نورانی ہاتھوں پر توبہ کرتے اور مسلمان ہو جاتے۔ خوش طبعی اور خوش مزاجی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی۔ آپ کسی پر غصہ نہ کرتے مگر کبھی کبھی ناراض ہو جایا کرتے تھے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب تک ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں رہا، کبھی آپ کو ناراض ہوتے نہیں دیکھا سوا ایک دن کے۔

ہمارے خواجہ کبھی کبھی ناراض ہوتے

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خادم شیخ علی کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، درمیان راہ میں ایک شخص نے آپ کے خادم کا دامن پکڑ کر سخت وسست اور برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اس شخص پر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آگیا اور اس سے فرمایا، کہ کیا بات ہے؟ جو تو نے دامن پکڑا اور برا بھلا کہا۔ ملخصاً (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء: ص، ۳۳۵)

حضرات! بری بات اور ظلم و بدخلقی پر ناراض ہونا ایمان کی پختگی اور مضبوطی کی علامت ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلال میں آکر اور ناراض ہو کر ہی راجہ پرتھوری راج کو گرفتار کرایا۔ آپ نے ناراض ہو کر ہی اونٹوں کو بیٹھا دیا تو پھر نہ اٹھ سکے، جب تک معافی نہ مانگی گئی۔ ہمارے خواجہ نے ناراض ہو کر ہی اناساگر کا پانی پیالہ میں بند کر دیا تھا۔ ان واقعات سے ظاہر اور ثابت ہوا کہ ظلم و جبر اور بری باتوں پر ناراض ہونا ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وسنت ہے اور یہی حکم قرآن وسنت کا بھی ہے۔

انتباہ! آج کل کچھ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے نظر آتے ہیں کہ اسلام میں غصہ حرام ہے اور ناراض ہونا منع ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ صحابۂ کرام کبھی غصہ نہیں کرتے تھے۔ بزرگوں نے کبھی نفرت نہیں کیا۔ اس لئے ہمیں بھی غصہ کرنے، ناراض ہونے اور نفرت کرنے سے بچنا چاہئے۔ یہ کام حرام و گناہ ہیں۔ (الامان والحفیظ)

حضرات! اس طرح کی بولی بہت بڑی مکاری اور دھوکا ہے۔

حضرات! حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور اولیاء کرام، بزرگان دین کی بارگاہوں میں بے ادبی اور گستاخی اور ان کی شان اقدس میں بے ہودہ کلمات کہتے اور لکھتے ہیں۔ اکثر انہیں لوگوں کی یہ بولی ہے اور ان لوگوں کا مطلب ومقصد یہ ہے کہ ہماری بے ایمانی اور بدعقیدگی کو تم دیکھتے اور سنتے رہو مگر ہم کو برا نہ کہو اور ہم پر غصہ نہ کرو اور ہم سے نفرت وناراضگی کا اظہار نہ کرو جب کہ منافق وبدعقیدہ وظالم وجابر شخص سے غصہ ونفرت کرنا اور اس سے ناراضگی کا اظہار کرنا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین سے ثابت ہے۔

(۱) ثعلبہ ابن ابی حاطب نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر اس کے حق میں آیت کریمہ نازل فرمائی اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم نے صحابہ کے درمیان ثعلبہ پر جلال وناراضگی کا اظہار کیا۔

(۲) بخاری و مسلم کی صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے منافقوں کو مسجد نبوی شریف میں عین جمعہ کے خطبہ کے وقت صحابہ کی موجودگی میں باہر نکالا۔

(۳) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصے میں آ کر ایک منافق کو قتل کیا اور

(۴) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناراض ہو کر عالم جلال میں دعا کر دی تو شیخ صنعانی کی ولایت جاتی رہی اور ہلاکت و بربادی کے قریب چلے گئے۔

(۵) ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ظالم حاکم کے حق میں دعائے ہلاکت فرمادی تو وہ شخص شکار کے لئے گیا ہوا تھا واپس نہیں آیا، جنگل ہی میں ہلاک و برباد ہو گیا۔

المختصر! قرآن و سنت اور بزرگوں کے احوال و اقوال سے صاف طور سے ظاہر اور ثابت ہوا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گستاخوں اور ان کو برا کہنے والوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرنا، اخلاق نہیں ہے۔ بلکہ ایمان و عقیدہ کی کمزوری ہے

ہمارے خواجہ کے اخلاق و عادات

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے نورانی پرتو اور شاہکار نمونہ تھے۔

اور رسول خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صبر و تحمل اور حلم و بردباری کے عکسِ جمیل تھے۔

اور اپنے نانا جان مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عفو و درگزر اور غریب پروری و بیکس نوازی اور گرے پڑوں کے ساتھ شفقت و محبت اور غریب نوازی کی ہو بہو تصویر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بے حساب احسان و کرم اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عطا سے، عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی غریب نواز تھے۔

ہمارے پیارے خواجہ پیدائشی غریب نواز

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر غریبوں اور بیکس و بے سہارا لوگوں کے لئے دار الامان اور دار القرار تھا۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے بعد ایام شیر خواری ہی میں شان غریب نوازی کا ظہور ہونے لگا تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ماں کے گود میں والدہ ماجدہ کی چھاتی سے دودھ نوش فرما رہے تھے کہ ایک غریب عورت غربت وافلاس کے درد وغم کی دوا کے لئے آپ کی والدہ طیبہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس غریب خاتون کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بچہ بھوک سے نڈھال ہوکر رونے لگا۔ والدہ ماجدہ حضرت ماہ نور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان غریب خاتون سے ارشاد فرمایا: اے بہن! تمہارا بچہ بہت ہی بھوکا ہے اور بھوک ہی کی وجہ سے رو رہا ہے۔ اپنے بچے کو دودھ پلا دو! اس بیکس ولاچار عورت کی پلکیں نمناک ہوگئیں اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہونے لگی۔ اپنے آنچل سے آنسوؤں کو پوچھتے ہوئے عرض گزار ہوئی، اے سیدہ ماہِ نور! کتنے دن ہو چکے ہیں کہ اناج کا دانہ حلق کے نیچے نہیں اترا، میں فاقہ کے ساتھ وقت گزار رہی ہوں، بھوک سے پریشان ہوں جس کی وجہ سے میری چھاتیوں کا دودھ خشک ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ بچہ بھوک سے رو رہا ہے۔ آغوشِ مادر میں ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درد وغم کے سارے مناظر کو دیکھا اور ساری باتوں کو سنا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا منہ ماں کی چھاتی سے ہٹا لیا اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پیاری پیاری چھوٹی چھوٹی انگلی مبارک سے غریب عورت کے روتے ہوئے بچے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس اشارے کو والدہ ماجدہ سمجھ گئیں کہ میرا پیارا بیٹا معین الدین حسن کہہ رہا ہے کہ ایک چھاتی کا دودھ میں پی رہا ہوں اور دوسری چھاتی کا دودھ اس غریب بچہ کو پلا دو۔

والدہ طیبہ نے اس غریب بچہ کو اپنی گود میں لیا اور دودھ پلانے لگیں۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے اور فرطِ مسرت سے ہنستے تھے۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص ۱۷۰)

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی غریب نواز تھے

حضور محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نہ مجھ سا کوئی گدا ہے، نہ تم سا کوئی کریم
نہ در سے اٹھوں گا بے کچھ لئے غریب نواز

تمہاری ذات سے میرا بڑا تعلق ہے
کہ میں غریب بڑا، تم بڑے غریب نواز

ہمارے خواجہ بچپن ہی سے غریب نواز

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن کے زمانے میں ہم عمر چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے گھر بلالاتے اور ان بچوں کو کھانا کھلاتے۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص ۱۷۰)

اسی لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے غریب نواز تھے۔

سید عبدالحق قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تنگ دست ہوں، دامن بھی تنگ ہے میرا
عطا ہے آپ کی بے انتہا غریب نواز

معین الہند میں مظلوم اور بے کس کا
ہے اور کون تمہارے سوا غریب نواز

دوسرا واقعہ: ہمارے خواجہ عہدِ طفلی میں غریب نواز: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد طفلی کا ایک نورانی واقعہ ہے کہ عید کا دن تھا، ہر طرف مسرتوں کی چہل پہل تھی، ساری فضا رنگا رنگ پھولوں کی خوشبو سے مہک اٹھی تھی، آبادی کی ہر جانب سے مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر عید گاہ کی طرف بڑھ رہا تھا بیش قیمت پیراہن میں ملبوس ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے گھر والوں کے ہمراہ عید گاہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ایک نابینا اندھے لڑکے پر پڑی، جو رہگذر کے قریب پھٹے پرانے لباس میں ملبوس، اداس غمگین کھڑا تھا اس کا اترا ہوا چہرہ پھٹا ہوا لباس، غربت زدہ حال اور اس کی بے چارگی دیکھ کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھر آیا، اسی وقت اپنے نئے کپڑے اتار کر اس غریب و نابینا بچے کو پہنا دیا اور اسے اپنے ہمراہ عید گاہ لے گئے۔

اس نورانی واقعہ کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے غریب نواز تھے۔

(سوانح غوث و خواجہ، ص ۴۳)

اے ایمان والو! چلو اجمیر چلیں! ہر درد و غم کی دوا اور علاج اجمیر میں ہے، ہر بے کس و مجبور کا آسرا اور سہارا اجمیر میں ہے، ہر بھوکے اور پیاسے کا غم خوار و غمگسار اجمیر میں ہے، ہر دکھیارے اور وقت کے ستائے کی آہ و فریاد سننے والا اجمیر میں ہے۔ ہر مسکین و غریب کا مسکین پرور اور غریب نواز اجمیر میں ہے۔

حضور سید العلماء، سید آل مصطفےٰ مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرے پائے کا کوئی ہم نے نہ پایا خواجہ
تو زمین والوں پہ اللہ کا سایہ خواجہ

اور شہزادہ سید العلماء حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔

اجمیر چلو! اجمیر چلو! دربار لگا ہے خواجہ کا
رندو اپنی جھولی بھر لو! مے خانہ سجا ہے خواجہ کا

ہمارے خواجہ کی غریب نوازی

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک غریب کاشت کار حاضر ہوا اور اپنی مصیبت و پریشانی بیان کیا کہ حاکم نے میرے کھیت کی پیداوار ضبط کر لی ہے وہ حاکم کہتا ہے کہ جب تک بادشاہ سے شاہی فرمان نہ لکھا لاؤ گے اس وقت تک میں تم کو ضبط کی ہوئی پیداوار نہیں دوں گا اس لئے میں آپ کی خدمت میں مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط لکھ دیں، وہ بادشاہ سے کھیتی کے کاغذات دلا دیں گے۔ اس بات کو کسی کو بتائے بغیر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غریب کسان کو لیکر اجمیر سے پیدل سفر کرتے ہوئے دہلی پہنچ گئے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قیام کیا۔ حضرت قطب صاحب نے پیرو مرشد کی خدمت بجالانے کے بعد تشریف آوری کا سبب معلوم کیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غریب کسان کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس غریب کے ایک کام کے لئے آیا ہوں۔ حضرت قطب صاحب نے عرض کیا کہ پیرو مرشد کا حکم آ جاتا تو بادشاہ سے کاغذات حاصل کر کے میں اس خدمت کو انجام دے دیتا، پیرو مرشد کو اتنے لمبے سفر کی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی؟

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کاغذات کے حصول کا جہاں تک معاملہ ہے تو خادم کے ذریعہ کاغذات منگائے جاسکتے تھے، حکم بھیج کر کاغذات حاصل کئے جاسکتے تھے۔

مگر معاملہ یہ ہے کہ ایک مسلمان ذلت و غربت کے وقت خدا کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔ جب یہ غریب شخص میرے پاس آیا تھا بہت رنجیدہ اور دکھیارا تھا۔ مجھے اشارۂ غیبی ملا کہ کسی مسلمان کے رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی ہے اور ادائے بندگی کے لئے میں خود آیا ہوں۔ ملخصاً (سلطان الہند خواجہ غریب نواز: ص، ۱۱۳)

حضرات! اس واقعہ کے سلسلہ میں حضرت عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غریب مسلمان کی مدد کے لئے اجمیر شریف سے پیدل سفر کر کے بادشاہ کے پاس دہلی جانا اپنے مریدین کی بہتری کے لئے تھا، کیوں کہ اولیاء اللہ پیر و مرشد ہونے پر فخر نہیں کرتے اور جس کام میں مریدوں کی بہتری اور بھلائی ہو محض بلند مقام کی بنا پر باز نہیں رہتے اور اصل وجہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ ہر کام کے لئے مامور من اللہ ہوتے ہیں اور اپنے اختیار اور مرضی کو درمیان میں ہرگز نہیں لاتے چنانچہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس باب میں فرمایا ہے۔

رباعی کا مفہوم و مطلب: ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عشق آیا اور میرے رگ و ریشہ میں خون کی طرح داخل ہو گیا، عشق نے مجھے اپنے آپ سے خالی کر دیا اور میرے اندر دوست بھر دیا، میرے وجود کے سب اجزاء دوست نے لے لئے اور میرا نام ہی رہ گیا باقی سب وہی ہے۔ ملخصاً (مراۃ الاسرار، ص ۶۰۶)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ کو بار بار بیان کیا جائے اور اس کے برکات و حسنات کو دل کے نہاں خانے میں محفوظ کیا جائے۔ اور اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غریبوں اور پریشان حال والوں پر کس قدر مشفق و مہربان ہیں کہ ایک کاغذ کے لئے اجمیر شریف سے پیدل سفر فرما کر دہلی تشریف لے گئے اور ایک غریب کی مشکل کشائی فرمائی۔

اے غوث و خواجہ و رضا کے دیوانو! ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج بھی غمزدوں کی فریاد سنتے ہیں اور بے کسوں، لاچاروں اور مجبوروں کی مدد فرماتے ہیں۔ ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی غریب نواز تھے، بچپن میں غریب نواز تھے اور آج بھی غریب نواز ہیں۔

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

(حضرت حسن رضا بریلوی)

زمانے بھر کے ستائے ہوئے یہاں آتے ہیں
تیرا در ہے کہ دار الاماں غریب نواز

ہمارے خواجہ کس شان کے غریب نواز

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرا پیر بھائی تھا، اس کا انتقال ہو گیا، اس کے جنازہ میں شریک تھا، جب میرے پیر بھائی کو لحد میں رکھ دیا گیا اور اس کی قبر تیار کر دی گئی تو سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے وہ شخص میرا پیر بھائی تھا، اس نسبت اور تعلق کے سبب میں اپنے پیر بھائی کی قبر کے پاس تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گیا اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔ گھڑی دو گھڑی ہی گزری تھی کہ میں نے دیکھا کہ عذاب دینے والے فرشتے اس کی قبر میں آگئے اور اس شخص کو عذاب دینا چاہا، میرا پیر بھائی عالم تنہائی میں گھبرا کر بڑا پریشان نظر آرہا تھا، جب میں نے اپنے پیر بھائی کو قبر میں حیران و پریشان دیکھا تو میں اس تدبیر میں لگ گیا کہ کس طرح میں اپنے پیر بھائی کی مدد کروں اور اس کو عذاب سے چھٹکارا دلاؤں۔ ابھی میں سوچ و دو چار ہی میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرید کی خبر گیری کے لئے قبر میں تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرشتوں سے فرمایا، اس کو عذاب نہ دو۔ یہ میرا مرید ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ شخص آپ کے خلاف کام کرتا تھا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک یہ شخص گنہگار ہے اور میرے حکم کے خلاف زندگی گزارتا تھا مگر خود کو میرے دامن سے باندھ رکھا تھا۔ غیبی حکم ہوا کہ اے فرشتو! میرے محبوب بندہ عثمان ہارونی کے مرید سے ہاتھ اٹھالو اور اس کو عذاب نہ دو! ہم مرید کو اس کے پیر و مرشد کے سپرد کرتے ہیں (سیر الاولیاء: ص، ۵۴)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جب ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیر بھائی کو قبر میں عذاب وبلا میں مبتلا ہوتا ہوا دیکھا تو بے چین و مضطرب ہو گئے اور تدبیریں سوچنے لگے کہ کس طرح سے میں اس کی مدد کروں۔

حضرات! ایک باپ کو اپنے بھائی سے زیادہ اپنے بیٹوں سے پیار ہوتا ہے اور ہم ہندی مسلمان قادری نقشبندی سہروردی برکاتی اشرفی رضوی غرضیکہ کہ ہر سنی مسلمان ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی اولاد ہیں اور سب چشتی ہیں۔ اور جب پیر بھائی کے ساتھ غریب نوازی کا یہ عالم ہے تو اپنی روحانی اولاد ہم بے کس و مجبور غلاموں کے ساتھ شفقت و محبت کا کیا عالم ہوگا۔ اور اس نورانی واقعہ سے دوسری بات کا یہ پتہ چلا کہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب کچھ روشن ہے قبر کے اوپر سے دیکھ لیا کہ قبر کے اندر کیا ہو

رہا ہے اور آج قبر انور و اقدس سے دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان میں ہمارے مرید اور غلام کس حال میں ہیں اور ان پر کیا گزر رہی ہے اور اس نورانی واقعہ سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ وہ شخص گنہگار و خطاکار ہونے کے باوجود قبر کے عذاب سے اس لئے بچالیا گیا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید تھا، آپ کے دامن سے وابستہ تھا۔

میرے آقائے نعمت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائیگا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائیگا

(حدائق بخشش)

ہمارے خواجہ ٹوٹے دلوں کا سہارا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے ستائے ہوئے بے کس و بے بس کے آسرا اور ٹوٹے دلوں کے سہارا ہیں۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال ہمدردی اور غریب نوازی کا واقعہ بغور سماعت فرمائیں۔

ایک مرتبہ میرے آقائے نعمت، مرشد شریعت و طریقت، ولی کامل، عالم باعمل، عاشق اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ الشاہ مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر مقدس درگاہ معلیٰ کے حجرہ نمبر ۶۹ میں قیام فرماتے ارشاد فرمایا کہ ولیوں کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور کے چاروں طرف جوار نور میں یہ سب جو قبریں نظر آرہی ہیں، کوئی قبر چھوٹی سی بنی ہے، کسی قبر پر تھوڑا سا نشان ہے، پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زائرین ان قبروں کے اردگرد بیٹھے نظر آرہے ہیں، کوئی قبر ہی پر بیٹھا ہے اور ان قبروں کے اوپر سے لوگ گزرتے نظر آتے ہیں، ان قبروں میں آرام فرمانے والے بڑے بڑے قطب و ابدال اور ولی ہیں، اگر یہ اللہ والے کسی دوسرے مقام پر ہوتے تو ان کے مزاروں کے بڑے بڑے گنبد اور قبے ہوتے۔ مگر ولایت کے ان ستاروں نے اپنے آپ کو آفتاب ولایت، ماہتاب روحانیت و کرامت ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلووں میں گم کر

رکھا ہے۔ اور میرے شیخ نے فرمایا انہیں قبروں میں ایک قبر خالی ہے اور واقعہ بیان فرمایا کہ میاں بیوی اپنے نومولود شیر خوار بچے کے ساتھ عرس کے ایام میں ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ اقدس کی زیارت و حاضری کے لئے آئے ہوئے تھے، عرس کی بھیڑ بھاڑ میں ایک قبر کے پاس اپنے شیر خوار بچے کو لئے کھڑے تھے کہ بچے نے پیشاب کر دیا، پیشاب کے کچھ قطرات قبر کے اوپر گرے، قبر میں آرام فرما ولی کو ناراضگی ہوئی اور عالم جلال میں بچے پر نظر ڈالی، صاحب قبر کی نظرِ غضب سے بچہ تڑپا اور مر گیا۔

ماں کی ممتا چیخ مار کر رونے لگی، اپنے گود میں مردہ بچے کو لئے ہوئے بھاگی اور دوڑتی ہوئی ہند کے مسیحا ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبر انور و اقدس پر اپنے مردہ بچے کو ڈال دیا اور چیختے چلاتے ہوئے فریاد کی، اے ہمارے مسیحا پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بارگاہ میں لوگ مردہ لاتے ہیں اور آپ کے کرم سے زندہ لیکر واپس جاتے ہیں اور میں کیسی بدنصیب ہوں کہ آپ کے در کرم پر اپنا زندہ اور صحیح سالم بچہ لائی تھی اور اب میں اپنے بچہ کو مردہ حالت میں لے جاؤں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اسی وقت قبر انور شق ہوگئی اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک غریب عورت کی آہ و بکا اور گریہ وزاری کو برداشت نہ کر سکے اور قبر انور سے باہر آگئے اور مردہ بچہ کو اپنی آغوش رحمت و شفقت میں اٹھا لیا اور مردہ بچہ کو دم کیا بچہ زندہ ہوگیا، بچے کو اپنی گود میں لئے ہوئے اس قبر پر پہنچے جس قبر والے بزرگ کی نگاہ غضب سے بچہ مرا تھا، قبر میں لیٹے ہوئے ولی سے ارشاد فرمایا اسی وقت تم قبر خالی کر دو اور ہمارے اجمیر سے چلے جاؤ۔

ہمارے پاس اچھے برے سب آئیں گے، اسی کو یہاں رہنے کی اجازت ہے جو سب کو برداشت کرے اور نبھالے

یہ شان بندہ نوازی تو دیکھئے ان کی
وہیں غریب کھڑے ہیں جہاں غریب نواز

ہمارے سامنے ایک روز یوں بھی آ جاؤ
کوئی حجاب نہ ہو درمیاں غریب نواز

(رازؔ الٰہ آبادی)

نوٹ: یہ واقعہ جب ہمارے شیخ حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا تو اس وقت حضرت سید فاروق میاں چشتی خادم خواجہ صاحب اور بہت سے حضرات بھی موجود تھے۔ (انوار احمد قادری)

حضرات! ان واقعات سے ظاہر اور ثابت ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی غریب نواز تھے بچپن میں غریب نواز تھے، پیر بھائیوں کے لئے غریب نواز تھے، تا حیات خلق خدا کے لئے غریب نواز تھے اور قیامت تک کے لئے ٹوٹے دلوں کا سہارا اور غریب نواز ہیں۔

ہمارے پیارے خواجہ کی کرامات

اے ایمان والو! انسان کو سمجھانا آسان نہیں ہے، آدمی کی فطرت ہے اسی کو مانے گا جو عقل کہے گی۔ عقل وخرد پر اگر اسلام اور ایمان کا قبضہ ہے تو عقل سیدھی راہ بتاتی نظر آتی ہے اور اگر عقل بے مہار اور آزاد ہے تو انسان کو فرعون وقارون اور شداد ونمرود اور یزید بنا دیتی ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت ورہبری کے لئے انبیاء کرام اور رسولان عظام کو معجزہ کی طاقت وقوت عطا فرما کر مبعوث فرمایا اور سلسلۂ نبوت ختم ہونے کے بعد علماء اور اولیاء کی نورانی جماعت کو آدمیوں کی رشد وہدایت کے لئے کرامت کا کمال عطا فرمایا۔

حضرات! آج ہم مسلمانوں کی کم نصیبی ہے کہ ہم میں کوئی صاحب روحانیت اور ولایت کی بزرگی والا ولی دکھائی نہیں دیتا۔

حضرات ولی ضرور ہیں مگر ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہیں انہیں کے قدموں کی برکت سے یہ دنیا قائم ہے ورنہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے زمین دھنس جائے۔

کل تک ہمارے بیچ میں اولیاء اللہ چلتے پھرتے نظر آتے تھے، یہود ونصاریٰ اور کفار ومشرکین جو عقل کے غلام تھے۔ جو صرف عقل کی طاقت وقوت کو تسلیم کرتے تھے ان کے مقابلہ میں ہمارے بزرگوں نے، اولیاء اللہ نے ولایت وروحانیت اور کرامت کی لازوال قوت وطاقت کو پیش فرمایا۔ کتاب ماضی کے اوراق کو پلٹئے اور دیکھئے کہ ولی کی طاقت کس قدر ہوتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہزاروں ٹن کے وزن کا تخت بلقیس سیکڑوں میل کی دوری سے پلک جھپکنے سے پہلے دربار میں لاکر حاضر کر دیتے ہیں۔ (قرآن)

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں عین خطبہ کے وقت سیکڑوں میل کی دوری پر ملک شام میں اسلامی فوج کو دیکھ لیتے ہیں اور بیچ خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ: یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف دیکھو! (مشکوۃ شریف، ص، ۵۴۶)

حضرت ابو یوسف شاگرد رشید حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انگریزوں، عیسائیوں سے مناظرہ طے ہوتا ہے کہ تم مذہب عیسائیت کو ثابت کرو اور ہم مسلمان مذہب اسلام کے حق و سچ ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں، وقت مقرر ہو گیا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دریائے دجلہ کے کنارے جو مناظرہ گاہ تھا مناظرہ دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے عالم کتابوں کے ساتھ مناظرہ گاہ پر جمع ہو گئے۔ مناظرہ کا وقت ہو گیا مسلمانوں کے عالم، مناظر حضرت ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کسی کتاب کے کندھے پر مصلّیٰ ڈالے ہوئے اور ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے تشریف لاتے ہیں اور مناظرہ گاہ میں منبر پر آنے کی بجائے دریائے دجلہ کے پانی پر چلتے ہوئے بیچ دریا میں پانی کے اوپر اپنا مصلّیٰ بچھا دیتے ہیں اور وہیں سے آواز دیتے ہیں کہ اے عیسائی مولویوں آجاؤ اور مناظرہ کرلو! یہ منظر سارے لوگوں نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا اور عیسائی مولویوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے ولی کی اس کرامت کو دیکھا تو تمام عیسائی مولویوں نے کہا کہ اے حضرت! مناظرہ تو ہو گیا۔ ہم نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے اسلام کے حق و سچ ہونے کو دیکھ لیا ہم تو پانی پر نہیں آسکتے اس لئے کہ ہمارا مذہب ہی غلط اور باطل ہے، آپ آجائیں اور ہم کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل فرمالیں۔ سارے عیسائی نائب رسول عالم اسلام حضرت ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور بزرگی اور کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ولایت و روحانیت اور کرامت کی طاقت وقوت سے قبر کے مُردے کو زندہ فرمادیا، تمام عیسائی مسلمان ہو گئے۔

اور ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹوں کو بٹھا دیا تو پھر نہ اٹھ سکے، انا ساگر کو اپنے پیالہ میں بند کر دیا۔ رام دیو مہنت کو اس کے تمام جادو اور کرتب سے عاری اور خالی کر کے بیہوش کر دیا اور جوگی اجے پال کو اپنی لکڑی کی کھڑاؤں سے مروا کر اور پٹوا کر زمین پر گرا دیا اور اس کے تمام جادو کے کمال کے تان بان سب ٹوٹتے اور بکھرتے نظر آئے۔ راجہ پرتھوی راج کو اسلام کی فوج سے گرفتار کرایا۔

اس طرح ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و روحانیت کے انوار و تجلیات اور کرامت کی قوت و طاقت نے ہندوستان میں کفار و مشرکین کی کافری اور مشرکی کی تاریکی اور بت پرستی کے اندھیرے سے نکال کر اسلام کے ابدی نور اور ہمیشگی کا اجالا عطا فرمایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا ہندوستان اسلام کے نور سے روشن اور منور ہو گیا۔

حضرات! ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و روحانیت کی طاقت وقوت کا یہ عالم تھا کہ پل بھر

میں بندوں کو خدا سے ملا دینا آپ کی ادنیٰ کرامت تھی۔

معجزہ اور کرامت کی تفصیلی بحث میں نہ جاتے ہوئے صرف اتنا بتانا چاہوں گا کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی وہ قوت وطاقت ہے جس کو عقل انسانی سمجھنے سے قاصر ہو اور عقل انسانی کو متحیر وحیران کر دے۔

معجزہ : وہ خلاف عادت کمال ہے جو کسی نبی سے صادر ہو۔

کرامت : وہ خلاف عادت کمال ہے جو کسی ولی کے ذریعہ ظاہر ہو۔

معونت : وہ خلاف عادت چیز جو عام مومن مسلمان سے ظاہر ہو۔

استدراج : وہ خلاف عادت امر جو کسی فاسق وفاجر مسلمان یا کافر سے رونما ہو

اہانت : وہ خلاف عادت کام جو کسی کافر سے ظاہر ہو۔

(بہار شریعت حصہ: ۱ص، ۲۷)

اے ایمان والو! ہم کو پتہ کیسے چلے گا کہ یہ کرامت ہی ہے تو یاد رکھیئے کہ کرامت اسی مرد مومن سے ظاہر ہوگی جو ولی ہوگا اور ولی وہی مومن ہو سکتا ہے جس کا قول وفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول وفعل کے مطابق وموافق ہو۔

ملاحظہ فرمایئے ہمارے پیر، پیران پیر روشن ضمیر، سردار اولیاء، حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَرَامَةُ الْوَلِيِّ اِسْتِقَامَةُ فِعْلِهٖ عَلىٰ قَانُوْنِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ

یعنی ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قانون فرمان کے مطابق ہو۔ (بہجۃ الاسرار شریف: ص، ۱۰۵)

ولی کیا؟ ہر مومن کے لئے واجب ہے

نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری قادری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی ہر ولی، ہر پیر، ہر مومن کے لئے واجب ہے کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مہذب کے مطابق اپنے ایمان وعقیدہ کو صحیح رکھے کہ حق انہیں میں منحصر ہے اور سب اولیاء کرام سے اکمل الاولیاء حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور امام الاولیاء سیدنا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اب تک، اور اب سے قیامت تک اسی مذہب پر ہوں گے۔

اور جو شخص جماعت سے ایک بالشت دور ہٹے گا بلاشبہ اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال ڈالا اور جو لوگ نیک نہیں ہیں اپنی خواہش نفس سے جماعت اہلسنت کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر بے عقلی سے سنیت کا دم بھرتے ہیں (یعنی وہ لوگ جو جھوٹے ولی اور پیر بنتے ہیں اور وہابیوں، دیوبندیوں کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں اور بدعقیدوں کو لڑکی دیتے اور ان سے لڑکی لے لیتے ہیں اور ان منافقوں کی دعوت کھاتے اور ان کو کھلاتے ہیں) اور اپنے پیروکاروں، ماننے والوں اور چچوں کو بتاتے ہیں کہ جس راستے پر ہم چل رہے ہیں وہی مشائخ اور اولیاء کرام کا راستہ ہے اور کچھ کتابیں اور باتیں بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں جو سراسر جھوٹی ہوتی ہیں اپنی موافقت وتائید میں پیش کرتے ہیں تو یہ لوگ یعنی جھوٹے ولی اور پیر کہلانے والے ایسے ہیں جیسے اسلام میں منافق۔ ملخصاً (سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، ص:۲۳)

حضرات! حضرت سیدنا ابوالحسین نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم کہ ہم اور ہمارے مشائخ عظام اور تمام اولیاء کرام، ظاہر وباطن میں، تنہائی اور مجلس میں مذہب اہل سنت و جماعت ہی پر ہوئے ہیں اور ہیں اور ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی مذہب پر جئیں گے اور اسی پر مریں گے اور اسی پر قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور جو شخص (چاہے ولی کہلانے والا ہو یا پیر یا مرید) اس کے علاوہ کہے یا لکھے وہ بہت بڑا جھوٹا اور الزام لگانے والا ہے۔ ہم اور ہمارے پیران کرام اور سارے اولیاء عظام دنیا وآخرت میں اس شخص سے اور اس کے جھوٹے الزام سے بیزار، بیزار۔ ہزار، ہزار بار بیزار ہیں۔

سن لو! اور یاد رکھو! اور جو یہاں حاضر نہیں ہیں ان کو پہنچا دو! ملخصاً (سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، ص:۲۳، ۲۴)

اے ایمان والو! جب بندۂ مومن ولی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کو اس قدر کرامت وبزرگی نصیب ہو جایا کرتی ہے کہ اپنی آنکھوں سے دور دراز کی چیزوں کو دیکھ لیا کرتا ہے اور اپنے کانوں سے دور، دور کی باتوں کو سن لیا کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے جہاں چاہتا ہے مدد پہنچا دیا کرتا ہے اور اپنے پیروں سے جہاں چاہتا ہے چلے جایا کرتا ہے اور ایک قدم میں اپنے مقام سے ہزاروں میل کی دوری طے کر لیا کرتا ہے اس کے ثبوت میں حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں بخاری شریف کی حدیث نقل فرماتے ہیں۔

حدیث شریف: اِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۹۷)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندہ کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اس کے بعد امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِیْ یَقُوْلُ اللّٰہُ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰہِ سَمْعًا لَّہٗ سَمِعَ الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَصَرًا لَّہٗ رَاَی الْقَرِیْبَ وَالْبَعِیْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِکَ النُّوْرُ یَدًا لَّہٗ قَدَرَ عَلَی التَّصَرُّفِ فِی السَّھْلِ وَالصَّعْبِ وَالْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ ٥

(تفسیر کبیر، ج:۵، ص:۴۸۰)

یعنی جب کوئی بندہ طاعات (فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات) کا پابند ہو جاتا ہے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں، یعنی جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ محبوب بندہ دور ونزدیک کی آواز سن لیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی آنکھ ہو جاتا ہے تو وہ مقبول بندہ دور ونزدیک کی تمام چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ ولی بندہ دور ونزدیک کے مقامات پر آسان اور مشکل چیزوں پر تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ اس قدر بزرگی اور شان عطا فرماتا ہے کہ اولیاء اللہ قریب اور دور کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔

اولیاء اللہ قریب اور دور کی آواز کو سنتے ہیں

اولیاء اللہ قریب اور دور کا آسان معاملہ ہو یا مشکل، ہر معاملہ میں مدد کرنے کی طاقت وقوت رکھتے ہیں۔

اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

متعلق ہمارے مخالف وہابی اور دیوبندی حضرات بھی کہتے اور لکھتے ہیں جو ان کی کتابوں سے عیاں ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی ہیں۔ تو جب ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی ہی نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے امام و پیشوا ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ان کا مرید و غلام بغداد سے مدد کے لئے پکارے یا اجمیر سے یا اندور سے یا دنیا کے کسی مقام سے۔

تو ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلاموں کی فریاد سنتے ہیں اور مدد فرماتے ہیں۔

خوب فرمایا مولانا حسن رضا بریلوی نے۔

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے۔
اے حسن! کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

نبوت، خدا کا سایہ ہے اور ولایت، نبوت کا سایہ ہے۔ (بہجۃ الاسرار شریف، ص:۱۰۴)

امام یوسف نبہانی کا قول: کرامات اولیاء (اصل میں) انبیاء کرام کے معجزات ہیں۔ (کرامات اولیاء، ص:۷۶)

حضرات! مشہور عاشق رسول حضرت علامہ امام یوسف نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے کرامات کو ہر زمانے میں ائمہ اور علماء نے لکھا اور بیان فرمایا ہے۔

اور اولیائے کرام کی کرامتوں کو بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظیم قدرت پر ایمان قوی ہوتا ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے کا یقین مستحکم و مضبوط ہوتا ہے اور اگر آدمی مومن نہ ہو تو اولیاء اللہ کی کرامات کو دیکھ کر اسے ایمان ملتا ہے اور اگر پہلے سے مومن و مسلمان تھا تو ان کرامات کو دیکھنے کے بعد ایمان و یقین میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مذہب اسلام ہی حق اور سچ مذہب ہے اور باطل مذہب والوں کو اللہ تعالیٰ کرامت کی دولت نہیں عطا فرماتا۔ اور اولیاء اللہ کے کرامات، مذہب اسلام کے حق اور سچ ہونے کی دلیل و ثبوت ہیں۔ (کرامات اولیاء، ص:۷۶)

حضرات! اہل سنت و جماعت کے مخالف جتنے فرقے ہیں وہابی، دیوبندی، تبلیغی، رافضی، خارجی وغیرہ ان فرقوں میں نہ ولی ہوئے ہیں اور نہ ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔

یہ چیز بھی ان کے مذہب کے باطل اور جھوٹ ہونے کی روشن دلیل ہے۔

اور آج تک جتنے ولی ہوئے ہیں سب کے سب مذہب اہل سنت و جماعت (یعنی سنی مسلمانوں) ہی میں ہوئے ہیں۔ حضور بدر ملت، حضور احسن العلماء، حضور سید العلماء، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضور شیر بیشہ اہل سنت، حضور مفتیٔ اعظم ہند جیسا زندہ ولی اہل سنت میں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت اہل سنت میں، شاہ برکات اہل سنت میں، حضرت مخدوم اشرف اہل سنت میں، حضرت مجدد الفِ ثانی اہل سنت میں، حضرت محبوب الٰہی اہل سنت میں، حضرت صابر کلیری اہل سنت میں، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اہل سنت میں، حضرت قطب الدین بختیار کاکی اہل سنت میں، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز اہل سنت میں، ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہل سنت میں ہیں۔

ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں
معین الدین اجمیری محی الدین جیلانی

اے ایمان والو! ہر ولی کرامت والے ہوتے ہیں مگر ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجسم کرامت ہیں۔

ہمارے خواجہ نے دوران سفر مسلمان کیا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دہلی سے اجمیر تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں سات سو مشرکوں کو مسلمان کیا۔ (سیر الاولیاء ص: ۵۷)

حضرت نیاز بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

سرِّ حق را بیاں معین الدین
بے نشاں را نشاں معین الدین

مرشد و رہنمائے اہل صفاء
ہادیٔ انس و جاں معین الدین

ہمارے خواجہ کی کرامت سے ہاتھی پتھر ہو گیا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اجمیر تشریف لائے تو راجہ پرتھوی راج آپ کا جانی دشمن ہو گیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ ایک پاگل ہاتھی کو آپ کی طرف دوڑا دیا تاکہ ہاتھی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہلاک کر دے اور مار ڈالے۔ مست ہاتھی دوڑتا ہوا جیسے ہی آپ کے قریب آیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین سے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پاگل ہاتھی کی طرف پھینکی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ ہاتھی پتھر کا ہو گیا۔ (سیرت خواجہ: ص، ۳۰۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے، اس کی قدرت سے بے جان پتھر جان دار ہو جاتے ہیں۔ اور جاندار بے جان پتھر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت کے مظہر انبیاء کرام ہوتے ہیں اور انبیاء کرام کی شان کے مظہر اولیاء کرام ہوتے ہیں۔ اس طرح اولیاء کرام سے جو کرامات ظاہر ہوتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضرات! بے عقل اور بے ایمان ہیں وہ لوگ جو اولیاء کرام کی کرامتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے نظر آتے ہیں ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا وجود اولیائے کرام کی کرامت سے ہے۔

ہمارے خواجہ ہر رات کعبہ شریف میں

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال اجمیر شریف سے خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے، جو حاجی حج کے لئے جایا کرتے تھے وہ ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں پاتے۔ حالانکہ آپ اجمیر شریف میں موجود ہوتے اور آپ جب درجۂ کمال کو پہنچ گئے تو آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ ہر شب کعبۂ معظمہ میں گزارتے تھے اور نماز فجر اجمیر شریف میں ادا فرماتے تھے۔ (فوائد السالکین: ص، ۲۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر شب اجمیر شریف سے کعبہ معظمہ تشریف لے جاسکتے ہیں تو اپنے غلاموں، عاشقوں کے گھر بھی تشریف لا سکتے ہیں۔

رحمت کی گھٹا بن کر برسا جو غریبوں پر
اجمیر میں ایک ایسا اللہ کا پیارا ہے

ہمارے خواجہ کی مظلوم نوازی

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حاکم شہر مجھے شہر سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم فرمایا کہ وہ حاکم شہر اس وقت کہاں ہے؟ عرض کیا، شکار کھیلنے گیا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب حاکم شہر خود شہر میں واپس نہیں آئے گا، ہمارے مرید کو شہر سے کیا نکالے گا۔ تھوڑی دیر میں یہ خبر آئی کہ حاکم شہر جنگل میں گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (اسرار الاولیاء، ص، ۹۲، معین الارواح، ص، ۳۱۱)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ۔

نیکوں اور سچوں اور ان کے غلاموں کو ستانا، ان سے دشمنی رکھنا بہت بڑی بلا اور مصیبت اور تباہی و بربادی کا سبب بن سکتا ہے۔

خوب فرمایا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

ہمارے خواجہ نے مقتول کو زندہ فرمایا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ بے کس نواز میں ایک عورت روتے بلکتے آئی اور شکایت کی کہ حاکم وقت نے بلاقصور ہمارے بیٹے کو پھانسی دی ہے، آپ سے مدد کی طلبگار ہوں۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصا مبارک لے کر مقتول کی ماں کے ساتھ روانہ ہوئے اور خدام اور شہر کے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقتول کے قریب پہنچے اور عصا مبارک سے اس مقتول کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: اے مظلوم! اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا اور تختۂ دار سے نیچے چلا آ۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد اور کرامت سے مقتول زندہ ہو گیا اور تختۂ دار سے اتر کر خدمت عالیہ میں حاضری دی اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے گھر گیا۔ (مسالک السالکین، ج:۲، ص:۲۸۵)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو کس قدر قوت و طاقت کا مالک بنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی، ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت اور روحانی طاقت سے مردہ بھی زندہ ہوتا نظر آتا ہے۔

غم جہاں کے ستائے ہیں در پر آتے ہیں
تمہارا در ہے کہ دارا الاماں غریب نواز

یہ شانِ بندہ نوازی تو دیکھئے ان کی
وہیں غریب کھڑے جہاں غریب نواز

ہمارے خواجہ ایک بت خانہ میں گئے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک دن بت خانہ پر ہوا اس وقت سات کافر بت پرستی میں مشغول تھے۔ آپ کا جمال با کمال دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے اور ہوش میں آنے کے بعد آپ کے قدموں میں گر کر کفر و شرک سے توبہ کی اور مسلمان ہو گئے۔ ان ساتوں کے نام ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمید الدین رکھا۔ انہیں ساتوں میں سے ایک حضرت شیخ حمید الدین دہلوی ہیں جو ولایت کے منصب پر فائز ہوئے اور مشہور بزرگ ہوئے۔ (کلمات الصادقین بحوالہ مراۃ الاسرار، ص:۵۹۹)

اے ایمان والو! ہمارے اسلاف اور بزرگان دین نے بت خانوں میں جا کر پجاریوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اس طرح اسلام کی تبلیغ فرمائی اور ایک آج کل کے نام نہاد تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں جو مسجدوں کی بے حرمتی کرتے نظر آتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بے دین اور بزرگوں کا بے ادب و گستاخ بناتے نظر آتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو! چوروں کی رکھوالی ہے

ہمارے خواجہ نے رہزنوں کو توبہ کرایا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک سفر میں ظالم و جابر ڈاکوؤں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو گھیر لیا، یہ رہزن لوگوں کا مال و اسباب لوٹنے کے علاوہ انہیں قتل بھی کر دیتے تھے۔ جب ڈاکو برے ارادے سے آپ کے پاس آئے تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہِ روحانیت و کرامت پڑتے ہی لرزہ براندام ہو گئے، جب کچھ نہ بن سکا تو عجز و نیاز مندی سے عرض گزار ہوئے کہ ہم سب آپ کی نگاہ کرم کے طالب ہیں۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈاکوؤں کو توبہ کرائی اور اسلام کی ابدی نعمت و دولت سے سرفراز فرمایا۔ وہ تمام رہزن آپ کی صحبت کی برکت سے اولیاء اللہ میں شمار ہوئے ہیں۔ (احسن السیر، ص:۱۳۹، معین الارواح، ص:۲۱۲)

اے ایمان والو! کافروں، مشرکوں، گنہگاروں، خطاکاروں اور رہزنوں کو توبہ کرانے والے اور اسلام کی ابدی نعمت و دولت سے نوازنے والے اولیاء اللہ ہیں۔ ولی کے وسیلہ سے نبی ملتے ہیں اور نبی کے وسیلہ سے خدا ملتا ہے ہمارے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

ہمارے خواجہ کی کرامت سے آتش پرست ایمان لے آئے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز صحرا سے گزرے وہاں سات مجوسی ریاضت و مجاہدہ میں بہت مشہور تھے۔ یہ ساتوں مجوسی اس قدر ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے کہ چھ۔ چھ مہینے کے بعد ایک لقمہ کھانا کھاتے تھے اس لئے خلق خدا ان سے بہت متاثر تھی۔ ایک دن ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ ولایت ان مجوسیوں پر پڑی تو ان پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ سب کانپنے لگے اور آپ کے قدموں پر گرتے نظر آئے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ آگ کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ تو ان مجوسیوں نے عرض کیا، ہم اس لئے آگ کی عبادت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آگ ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر جلا نہیں سکتی۔ یہ فرما کر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جوتی مبارک کو آگ میں ڈال دی۔ بہت دیر تک آپ کی جوتی مبارک آگ میں رہی، جلنا تو درکنار آگ کا اثر تک نہ آیا۔ یہ

کرامت دیکھ کر سب نے صدق دل سے اسلام کا کلمہ پڑھا اور ایمان لے آئے اور آپ کی خدمت میں رہ کر اولیائے کامل ہوئے۔ (مسالک السالکین، ج:۲،ص:۲۸۶،معین الارواح،:ص۳۱۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو ایسی قوت وطاقت بخشی ہے کہ برے سے برا، بد سے بدتر اور گنہگاروں خطا کاروں میں بہت بڑا گنہگار اور خطا کار کیوں نہ ہو، اللہ والوں کی صحبت کی تاثیر وبرکت سے وہ شخص اپنے گناہ وخطا پر شرمندہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور نیک وصالح بنتا نظر آتا ہے اور اولیاء کرام کی نظر کیمیا اثر سے چور ورہزن قطب وولی بنتے نظر آتے ہیں جیسا کہ بیان کیئے گئے واقعہ سے صاف طور پر ظاہر وثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوروں اور رہزنوں کو توبہ کرایا اور ان سب کو ولی بنا دیا۔

تیرے گدا ہیں گنہگار و متقی دونوں
برے بھلے پہ تیرا فیض عام یا خواجہ

تیرا دیار ہے دار السلام یا خواجہ
تجلیاں ہیں نئی صبح و شام یا خواجہ

ہمارے خواجہ نے کعبہ دکھادیا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمرقند میں تشریف فرما تھے، حضرت خواجہ ابو اللیث سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے قریب ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی، ایک شخص نے اعتراض کیا کہ سمتِ قبلہ درست نہیں ہے، وہ شخص لوگوں سے بحث وتکرار کر رہا تھا، کسی طرح قائل نہ ہوتا تھا، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس شخص کو سمجھایا مگر وہ شخص نہ مانا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کا منہ کعبہ کی طرف کر کے فرمایا سامنے دیکھ! کیا نظر آرہا ہے! اس شخص نے کہا خانۂ کعبہ نظر آرہا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت اور نظر توجہ سے سمرقند سے مکہ مکرمہ تک کے تمام حجابات اور پردے اٹھ گئے اور وہ شخص اپنے شہر سمرقند سے کعبہ معظمہ کے دیدار سے مشرف ہوتا نظر آیا۔ (سیرت خواجہ غریب نواز،ص:۳۰۷)

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت وبزرگی کس قدر بلند وبالا ہے کہ اپنی ولایت وروحانیت کی طاقت سے ایک شخص کو سمرقند سے خانۂ کعبہ کا دیدار عطا فرمادیا۔

ہمارے خواجہ ارادوں کو دیکھ لیتے ہیں

ایک بار کا واقعہ ہے کہ ایک شخص خنجر چھپا کر ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی روحانیت اور ولایت کے نگاہ سے اس شخص کے برے ارادہ کو دیکھ لیا، وہ شخص ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب آکر بیٹھ گیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ اخلاق کریمانہ کا بہترین سلوک فرمایا اور اپنے قریب بیٹھا کر ارشاد فرمایا کہ تم خنجر باہر نکالو اور جس ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو! یہ سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دیکر آپ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے بغل سے خنجر نکال کر سامنے رکھ دیا اور قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھ کو میری غلطی کی سزا دیجئے بلکہ میرے خنجر سے میرا کام تمام کر دیجئے۔ رحیم و کریم ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم درویشوں، فقیروں کا شیوہ ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس کو نیکی اور بھلائی کا صلہ دیتے ہیں۔ پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے دعا فرمائی، وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اسی وقت سے خدمت میں رہنے لگا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے تائب ہوا اور اس کو ۴۵ بار حج کعبہ کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی مقدس زمین میں بعدِ وصال مدفون ہوا۔ (مرآۃ الاسرار، ص:۵۹۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و نیک بندوں کو روشن ضمیر بنا دیتا ہے، اللہ والے دلوں پر نظر رکھتے ہیں اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے عالم کے روبرو زبان سنبھال کر بولو! اور ولی کے سامنے دل سنبھال کر رکھو!

ہمارے خواجہ روزی کا انتظام فرما دیتے ہیں

فنائی الرسول حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! میں نے ہند کے راجہ میرے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا مانگی تھی کہ میری تنگدستی دور ہو جائے اور میری روزی کا انتظام ہو جائے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ۶ روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اس وقت سے آج تک جس کو ساٹھ سال کا عرصہ گزر گیا مجھے بلا ناغہ روٹیاں ملتی رہتی ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا

بلکہ اللہ تعالیٰ کا کرم تھا جو ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تم پر مہربانی فرمائی تاکہ تیری غربت وافلاس دور ہو جائے اور تم کو برابر روزی ملتی رہے۔ (مسالک السالکین، ج:۲،ص:۲۸۶، معین الارواح، ص:۳۱۳)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ وہ مقبول ومحبوب بارگاہ ہے، جس نے جو دعا مانگی قبول ہوئی اور جس نے جو مانگا وہ ملا۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ہمارے خواجہ مریدوں کے محافظ ونگہبان ہیں

ایک دن کی بات ہے کہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان شمس الدین التمش دہلی کی سرزمین پر سیر فرمارہے تھے، بہت سے امراء اور ارکانِ سلطنت بھی ہمراہ تھے، ایک بدکار عورت بادشاہ کے روبرو حاضر ہو کر رونے اور چلانے لگی اور بادشاہ کے دربار میں فریاد کی کہ میرا نکاح کرادیجئے میں بڑے عذاب میں ہوں۔

بادشاہ التمش نے کہا کہ تیرا نکاح کس کے ساتھ کرادوں اور تو کیوں عذاب میں ہے؟

بدکار فاحشہ عورت نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص نے جس کو آپ نے پیرومرشد بنا رکھا ہے، جو قطب الاقطاب بنے ہوئے ہیں۔(نعوذ باللہ تعالیٰ) انہوں نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، حرام کاری کی ہے (پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ حمل انہیں کا ہے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بے ہودہ بات سنی تو آپ کا سر شرمندگی اور ندامت سے جھک گیا۔

بادشاہ، امراء اور ارکانِ سلطنت حیران رہ گئے اور تھوڑی دیر کے لئے سب پر سکتے کی کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجمیر شریف کی طرف چہرہ کر کے اپنے پیرومرشد کا تصور کر کے عرض کیا:

یا میرے پیرومرشد میری مدد فرمائیے۔ ادھر یاد کیا، اسی وقت ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے حضرت قطب صاحب اور بادشاہ التمش نے سلام عرض کیا اور قدم بوس ہوئے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا بات ہے تم نے مجھے کیوں یاد کیا اور مجھے کیوں پکارا ہے؟ حضرت

قطب صاحب نے روتے ہوئے ماجرا بیان کیا تو معین بے کساں ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرط محبت سے تڑپ اٹھے اور اس بدکار و فاحشہ عورت سے پر جلال آواز میں فرمایا کہ دنیا دار اور مکار لوگوں کے کہنے پر دنیا کی دولت کے لالچ میں تو نے میرے قطب پر الزام لگایا ہے۔ سچ کیا ہے ابھی ظاہر ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اے پیٹ کے بچے تجھے معین الدین حکم دیتا ہے کہ تو بتا کہ تیرا باپ کون ہے؟ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم سنتے ہی بچہ فوراً اپنی ماں کے پیٹ میں سے بولا کہ یہ الزام سراسر غلط ہے، یہ عورت نہایت بدکار اور فاحشہ، فاجرہ ہے، میرے باپ قطب الدین بختیار کاکی نہیں ہیں۔

بادشاہ کے قہر و غضب سے گھبرا کر اس بدکار عورت نے اعتراف کر لیا کہ حضرت قطب صاحب کے دشمنوں کے ورغلانے اور انعام کے لالچ کی وجہ سے میں نے حضرت قطب صاحب پر الزام لگایا تھا۔ (مسالک السالکین، ج۲، ص۲۸۳)

اے ایمان والو! حسد و بغض ایک مہلک مرض اور خطرناک گناہ ہے، ہر دور میں نیکوں اور اللہ والوں کو ستایا گیا اور ان کے ساتھ حسد و بغض کا معاملہ کیا گیا ہے۔

كُلُّ ذِىْ نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیک نامی اور بزرگی کا شہرہ جب عام ہوا تو دنیا دار وزیروں وپیروں اور صوفی کہلانے والوں نے حسد و بغض کی وجہ سے حضرت قطب صاحب کو بدنام و ذلیل کرنے کے لئے ایک بدکار و فاحشہ عورت کو انعام کا لالچ دیکر اس بات کے لئے تیار کیا گیا کہ حضرت قطب صاحب پر بدکاری و زنا کا الزام لگائے۔ جیسا کہ واقعہ آپ حضرات سماعت کر چکے۔

حضرات! مجھے بتانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ رہنے والے مریدوں اور غلاموں کی عزت و عظمت کو حاسدوں اور دشمنوں کے تہمت و الزام کے شر سے حفاظت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نیکوں کے غلاموں کو دارین کی عزت و عظمت بھی عطا فرماتا ہے۔

حضور سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

مکر شیطاں سے مریدوں کو بچا لیتے ہو
اس لئے پیر تمہیں اپنا بنایا خواجہ

میری کشتی ابھی ساحل سے لگی جاتی ہے
ایک ذرا تم نے اگر ہاتھ لگایا خواجہ

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کو بنا دیتے ہیں پھر اسے بگڑنے نہیں دیتے۔

تسبیح کے دانوں کو بکھرنے نہیں دیتے
خواجہ جس کو بناتے ہیں بگڑنے نہیں دیتے

اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

ہمارے خواجہ کے کرم سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کرم کی تاثیر و برکت ملاحظہ فرمائیے۔

اجمیر مقدس کے قرب و جوار میں ایک باغ تھا۔ اس باغ کا مالک ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ باغ کے درخت خشک ہو کر بے برگ و بار ہو گئے ہیں۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی کے برتن میں پانی بھر کر دیا۔ اور فرمایا یہ پانی ان درختوں کی جڑوں میں ڈال دو! ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا ہوا پانی خشک درختوں کی جڑوں میں ڈال دیا گیا۔ جس کی برکت سے وہ باغ سرسبز و شاداب اور ہرا بھرا ہو کر پھل دار ہو گیا۔ (سیرت خواجہ غریب نواز: ص، ۳۰۹)

اے ایمان والو! جب ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کرم کی برکت سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو سکتے ہیں تو ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نظر عنایت سے ہمارا اسلام و ایمان کا شجر بھی سرسبز و شاداب اور ہرا بھرا ہو کر پھل دار ہو سکتا ہے۔ اور ہماری خشک حیات میں اطمینان و سکون کی رحمت و برکت سے شادابی اور تازگی میسر آسکتی ہے۔

اس لئے میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ چلو اپنے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار انور کی حاضری اور زیارت سے مشرف ہو جاؤ۔ دین و دنیا کی ہر نعمت دولت حاصل ہو جائے گی۔

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

کھڑے ہیں کب سے بڑھائے ہم آس کا دامن
اٹھا بھی دیجئے دست دعا معین الدین

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد کی کرامتیں

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ اقدس مطلع انوار اور منبع کرامات ہے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد بھی آپ کی کرامتوں کے ظہور کا نورانی سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرے پائے کا کوئی ہم نے نہ پایا خواجہ
تو زمیں والوں پہ اللہ کا سایا خواجہ

ہمارے خواجہ کا آستانہ بیماروں کے لئے شفاخانہ

عاشقِ مدینہ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، مولانا برکات احمد مرحوم جو میرے پیر بھائی ہیں اور میرے والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ۔

ایک ہندو کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے۔ ٹھیک دوپہر کو وہ بیمار شخص آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا: خواجہ اگن لگی ہے۔ تیسرے روز میں نے دیکھا کہ وہ بیمار شخص بالکل اچھا ہو گیا۔ (الملفوظ، ج۳، ص:۴۷)

اے ایمان والو! ہر قسم کی بلا اور بیماری کے لئے ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ شفاخانہ ہے۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانہ سے

زمانے بھر کے ستائے ہوئے یہاں آتے ہیں
تیرا در ہے کہ دارالاماں غریب نواز

ہمارے خواجہ کی حکومت بدعقیدہ پر

آقائے نعمت مجدد اعظمِ دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بھاگل پور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے تھے، ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی، اس بدعقیدہ شخص نے کہا: میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو، بے کار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو۔ انہوں نے کہا چلو! اور تم خود انصاف کی آنکھوں سے دیکھو، پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر ایک سال وہ بدعقیدہ شخص ان کے ساتھ اجمیر شریف آیا۔ دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے: خواجہ پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک شخص سے لوں گا۔ جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا ایک گھنٹہ ہو گیا ہوگا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا، جیب سے اس بدعقیدہ شخص نے پانچ روپے نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھے اور کہا، لو۔ میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے، بھلا خواجہ کیا دیں گے، لو ہم دیتے ہیں۔ فقیر نے وہ روپے تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا: خواجہ! توری بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے۔ (الملفوظ، ج:۳، ص:۲۷)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر صدا لگانے والے اور بھیک مانگنے والے فقیر بھی روشن ضمیر ہوتے ہیں اسی لئے تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در کے فقیر نے اپنی روشن ضمیری سے دیکھ لیا کہ پانچ روپے دینے والا ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عاشق اور خوش عقیدہ مسلمان نہیں ہے بلکہ وہابی بدعقیدہ ہے اور اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقت میں ہندوستان کے حاکم و راجہ ہیں اور آپ کی حکومت خوش عقیدہ مسلمان پر بھی ہے اور بدعقیدہ وہابی پر بھی آپ کی حکومت ہے۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور برہانِ ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

سرکار کرم کے صدقہ میں خواجہ کا روضہ دیکھ لیا
خواجہ کی غریب نوازی کا دربار میں نقشہ دیکھ لیا
مسکین و تونگر سب یکساں جذبات سے کھنچے آتے ہیں
ایک قبر میں سونے والے کا انسانوں پہ قبضہ دیکھ لیا

ہمارے خواجہ نے قبر انور سے آواز دی

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قبر انور میں آج بھی زندہ ہیں اور تمام تصرفات کے ساتھ موجود ہیں اور روضۂ انور پر حاضری دینے والوں کی آہ وزاری اور فریاد ودعا وقرآنِ مجید کی تلاوت کو سنتے ہیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں کچھ عرصہ تک ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ اقدس میں معتکف رہا، عرفہ کی رات تھی روضۂ مبارکہ کے نزدیک نماز ادا کی اور اسی جگہ قرآن مجید پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔ تھوڑی رات گزری تھی کہ میں نے پندرہ پارے ختم کر لئے۔ سورہ کہف یا سورہ مریم میں ایک حرف مجھ سے چھوٹ گیا۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ انور سے آواز آئی کہ یہ حرف، چھوڑ گئے، اسے پڑھو! میں نے اس حرف کو پڑھا۔ پھر دوبارہ آواز آئی، عمدہ پڑھتے ہو! خلف الرشید (یعنی اچھی اولاد) ایسا ہی کرتے ہیں۔ پھر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں قرآنِ کریم پڑھ چکا تو حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائنتی سر رکھ دیا اور رو کر مناجات کی۔ کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کس گروہ سے ہوں، یہی فکر تھی کہ ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ مولانا! جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے۔ پھر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی طرف سر رکھ دیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک میں اس گروہ سے ہوں جیسا کہ فرمایا تھا۔ کچھ دیر کے بعد بہت سی نعمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔ (راحت القلوب، ص:۵۳)

ہمارے خواجہ نے اورنگ زیب عالمگیر کے سلام کا جواب دیا

حضرات! مشہور واقعہ ہے کہ ہندوستان کے باشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزارات پر حاضر ہوتے اور سلام کرتے، اگر مزار سے سلام کا جواب آجاتا تو ٹھیک ورنہ مزار کو توڑ کر زمین کے برابر کرادیتے۔

اسی مقصد وارادہ سے حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر شریف ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور بآواز بلند سلام پیش کیا۔

ہمارے شیخ ولی کامل حضور بدرِ ملت علیہ الرحمہ کو اکثر بیان فرماتے ہوئے میں نے خود سنا ہے کہ حضرت اورنگ

زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ سلام پیش کیا تو بارگاہ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جواب نہیں ملا مگر جب تیسری مرتبہ سلام پیش کیا تو قبر انور واقدس سے جواب آیا وعلیکم السلام یا مجۃ الاسلام۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوابِ سلام سے حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک خاص قسم کا اثر ظاہر ہوا اور وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلال و بزرگی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ در خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مراقبہ میں مشغول ہوگئے اور آپ پر نیند طاری ہوگئی۔ عالم خواب میں ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، خدمت عالیہ میں عرض کی کہ حضور نے میرے دو مرتبہ سلام کرنے پر جواب مرحمت نہیں فرمایا بلکہ تیسری بار جواب سلام عطا فرمایا؟ تو ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب تم نے مجھے سلام کیا تو اس وقت میں کعبہ معظمہ کے پاس سجدہ میں تھا، جلدی سے میں نے سجدہ پورا کر کے تمہارے سلام کا جواب دیا ملخصاً۔ (معین الارواح، ص:۳۱۶)

اے ایمان والو! ہمارے پیر و مرشد ولی کامل حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر عرسِ خواجہ کے موقعہ پر اس نورانی واقعہ کو بیان فرماتے تھے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر عظمت و بزرگی سے نوازا ہے کہ وقت کے بادشاہ و امیر اور غریب، سب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر حاضری دیتے نظر آتے ہیں اور اپنے من کی مرادیں، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در اقدس سے حاصل کرتے نظر آتے ہیں۔

مسکین و تونگر یکساں جذبات سے کھنچے آتے ہیں
ایک قبر میں سونے والے کا انسانوں پہ قبضہ دیکھ لیا

ہمارے خواجہ کا ہاتھ قبر سے باہر آیا اور مصافحہ کیا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے ولی اور بزرگ ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت مولانا جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سفرنامہ میں سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانۂ پاک کی حاضری کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ۔

اجمیر شریف کی سر زمین میں سلسلۂ چشتیہ کے سر کردہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالی عنہ آسودۂ خاک ہیں، آپ کی قبر شریف کے پائیں انار کا ایک درخت تھا جس کی یہ خاصیت تھی کہ جو شخص سات انار کھالیتا وہ ولی ہو جاتا اور جس نے اولاد کی آرزو کے ساتھ کھایا حق تعالی نے اس کو فرزند عطا کیا، ہندوستان میں آپ ہی کے قدم سے اسلام آیا۔ فقیر جب آپ کے مزار پر حاضر ہوا تو عرض کیا السلام علیکم یا خواجہ معین الدین چشتی! یا خواجہ اپنا دستِ مبارک دیجئے، دست بوسی کروں۔ اسی وقت مزار مبارک سے ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا نورانی ہاتھ باہر کر دیا اور سلام کا جواب بھی دیا۔ میں نے اپنے خواجہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مصافحہ کیا اور آپ کے دستِ نورانی کو چوما اور بوسہ دیا۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص:۳۱۷)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے خواجہ سلطان الہند عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ اپنے دربار میں آنے والے ہر سائل کے سوال کو پورا فرماتے نظر آتے ہیں۔

سائل وزائر کی آرزو تھی کہ مصافحہ کروں گا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی قبر نور سے دستِ نور کو باہر فرما کر مصافحہ کی سعادت عطا فرمادی۔

خوب فرمایا حسن رضا بریلوی نے

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ہمارے خواجہ نے پان عطا فرمایا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت و بزرگی کا یہ عالم ہے کہ اپنے عاشقوں کے خواب میں تشریف لا کر نصیبہ جگا دیا کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

ہمارے مرشد اعظم سید الاولیاء حضرت میر سید محمد ترمذی ثم کالپوی رضی اللہ تعالی عنہ سلسلۂ قادریہ کے مشہور بزرگ ہیں۔

علامہ میر غلام علی آزاد چشتی بلگرامی حضرت سید محمد ترمذی رضی اللہ تعالی عنہ کی حاضری اجمیر شریف کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر سال ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور کی زیارت وحاضری کے لئے اجمیر شریف حاضر ہوتے تھے۔ ایک بار آپ آٹھ روز تک اجمیر شریف میں حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر رہے۔ ایک دن دراقدس پر مراقبہ میں مشغول تھے کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ عالم خواب میں سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور آپ کو پان کی ایک گلوری عنایت فرمائی میرے آقا حضرت سید محمد ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیدار ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ پان کی گلوری آپ کے ہاتھ میں موجود تھی۔ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حضرت سید محمد ترمذی کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت ومقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ اور جس وقت بھی آپ چاہتے روحانی ملاقات سے مشرف ہو جاتے۔ (سیرتِ خواجہ غریب نواز، ص:۳۱۸)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطا و نوازش کا ابرِ کرم عالمِ بیداری ہی میں نہیں بلکہ عالم خواب میں بھی برستا نظر آتا ہے۔

بیدم وارثی فرماتے ہیں۔

لحد میں، روزِ قیامت میں، دین و دنیا میں
تمہارے نام کا ہے آسرا غریب نواز

تمہارے در کی گدائی ہے آبرو میری
تمہاری دید میرا مدعا غریب نواز

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کرام کی تعداد اک ایک طویل فہرست ہے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک ہندوستان کے ہر علاقہ میں اسلام کی تعلیم وتربیت کا مرکز قائم کرنا چاہتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے بے شمار مخلص ومتقی مریدوں کو علومِ ظاہری و باطنی سے آراستہ فرما کر نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا اور انہیں ملک کے گوشہ گوشہ میں مذہب اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے متعین فرمایا۔

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت قطب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت وروحانیت کا مختصر تذکرہ اس لئے کر رہا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبتِ پاک میں رہنے والے اور آپ کی نگاہِ ناز سے سنورنے اور نکھرنے والے مرید و خلیفہ کس قدر بزرگی اور کرامت والے تھے۔

تمہارے در کی کرامت یہ بارہا دیکھی
غریب آئے ہیں اور ہو گئے غریب نواز

(حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ)

ہو نظر آپ کی تو بن جائے
بے ہنر با ہنر غریب نواز

(مفتی رجب علی علیہ الرحمہ)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

دوسرا جمعہ............................دوسرا بیان

حضرت خواجہ کے آستانے پر بزرگوں کی حاضری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ اولیاء کرام میں بہت بلند ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم الشان بزرگ وولی آپ ہی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمیر شریف میں جلوہ افروز رہتے اور دور دراز علاقوں میں تبلیغِ دین اور سلسلے کا کام حضرت قطب صاحب انجام دیتے تھے۔

حضرت قطب صاحب سترہ یا بیس سال کی عمر میں حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک رشد وہدایت کا مقدس فریضہ اپنے پیر ومرشد کی رہنمائی میں انجام دیتے رہے۔

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت اور تعلیم وتربیت کا اس قدر اچھا اثر حضرت قطب صاحب پر مرتب ہوا کہ آپ کی ذات سے بے شمار کرامات کا ظہور ہونے لگا۔

حضرت قطب صاحب کا لقب کا کی کیوں پڑا

شیخ المشائخ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں پر فاقے ہونے لگے، ایک مرتبہ تین روز تک گھر میں فاقہ رہا اہلیہ محترمہ نے فاقہ اور تنگدستی کی شکایت حضرت قطب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردی۔ حضرت قطب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا: ہمارے حجرے کے طاق میں سے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر ضرورت کے مطابق کاک (روغنی روٹی) لے لیا کرو اور گھر والوں اور درویشوں کو کھلا دیا کرو! اب ہر دن اہلیہ محترمہ قدرت الٰہی سے اس طاق میں سے گرم گرم روٹیاں لیتی جاتیں اور گھر والوں اور فقراء و مساکین کو کھلاتی رہتیں۔ اسی وجہ سے حضرت قطب صاحب کا کی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(مونس الارواح، ص:۶۵، مرآۃ الاسرار، ص:۶۹۱)

حضرت قطب صاحب روشن ضمیر تھے

ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے اپنی غریبی اور محتاجی کی شکایت کی، تو حضرت قطب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: اگر میں یہ کہوں کہ میری نگاہ عرشِ معلیٰ تک دیکھتی ہے تو کیا تم یقین کرلو گے؟ اس شخص نے کہا: ہاں، بلکہ اس سے بھی آگے۔ تو آپ نے فرمایا: جب تم اس قدر جانتے ہو تو پھر سن لو کہ تم نے جو چاندی کے وہ اسّی سکے مکان میں چھپا رکھے ہیں انہیں سکوں سے کھانے پینے کا انتظام کیوں نہیں کرتے؟ پہلے تم ان چاندی کے اسّی روپیوں کو خرچ کرلو پھر غریبی اور محتاجی کی شکایت کرنا۔ وہ شخص حضرت قطب صاحب کی روشن ضمیری سے اپنا راز کھلتا ہوا دیکھا تو بہت شرمندہ ہوا اور توبہ کیا پھر زمین خدمت کو بوسہ دیکر گھر لوٹ گیا۔ (سیر الاولیاء، ص:۶۲)

حضرت قطب صاحب کے بوریے کے نیچے خزانہ

حضرت قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالیہ میں ملک اختیار الدین ایبک حاجب نے روپیوں سے بھری ہوئی تھیلی کا نذرانہ پیش کیا، آپ نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ پھر آپ جس بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے اس کا ذرا سا کونا اٹھا دیا تو ملک اختیار الدین نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ چٹائی کے نیچے سونے کے سکوں کی ایک نہر موجود ہے۔

حضرت قطب صاحب نے فرمایا ہمیں تمہارے نذرانہ کی ضرورت نہیں ہے اسے واپس لے جاؤ۔

(سیر الاولیاء، ص:۶۳)

اے ایمان والو! یہ کرامت و بزرگی ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں بلکہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ کو اللہ تعالیٰ نے روشن ضمیر اور خزانوں کا مالک و مختار بنایا ہے تو ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشن ضمیری اور تصرف و اختیار کا کیا عالم ہوگا۔

اور میں کہنا چاہوں گا کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا جان محبوب خدا رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و شوکت اور عظمت و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

سرکارِ مدینہ کے صدقہ میں عطا کر دو
دولت بھی تمہاری ہے منگتا بھی تمہارا ہے

وہ ہند کے راجہ ہیں میں ان کا بھکاری ہوں
خالی میں چلا جاؤں کب ان کو گوارہ ہے

سرکارِ مدینہ کے نائب ہیں میرے خواجہ
اجمیر کی گلیوں میں طیبہ کا نظارہ ہے

رحمت کی گھٹا بن کر برسا جو غریبوں پر
اجمیر میں ایک ایسا اللہ کا پیارا ہے

(رازؔ الہ آبادی)

حضرت قطب صاحب کا وصال

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدِ صادق اور خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب دوشنبہ چودہ ربیع الاول شریف ۶۳۳ھ میں وصال فرمایا۔

(سیر الاولیاء، ص:۶۵، فرشتہ، ج:۲، ص:۶۲۰)

حضرت قطب صاحب کی نماز جنازہ

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت تھی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کام نہ کیا ہو اور عصر کی سنت ترک نہ کی ہو اور تکبیر اولیٰ اس کی کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔

خلقِ خدا انتظار میں تھی کہ وہ نیک بخت کون ہے؟ اور یہ عظمت وسعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔

سلطان شمس الدین التمش جو قطب صاحب کے مرید وخلیفہ اور دہلی کے بادشاہ تھے۔ ایک طرف کھڑے تھے۔ جب کوئی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے آگے نہ بڑھا تو سلطان شمس الدین التمش اپنے پیرو مرشد کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور کہا کہ میں چاہتا تھا کہ کوئی میرے حال سے مطلع نہ ہو لیکن پیرو مرشد نے میرا حال ظاہر فرمادیا۔ سلطان شمس الدین التمش نے اپنے پیرو مرشد حضرت قطب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (خزینہ، ج:۱، ص:۲۷۵)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار انور واقدس مہرولی شریف دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

ہمارے خواجہ فنافی الرسول تھے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عشق ومحبت میں وارفتہ اور فنا تھے۔

مشفق ومہربان نبی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے وابستگی اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ جب محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے یا حدیث نبوی بیان فرماتے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

ایک مرتبہ ہمارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر افسوس ہے جو قیامت کے دن آپ سے شرمندہ ہوگا، اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا، جو آپ سے شرمندہ ہو وہ کہاں جائیگا۔ یہ فرمانے کے بعد ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رونے لگے۔ (دلیل العارفین، ص:۱۰)

ہمارے خواجہ کی عبادت وریاضت

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر

کی نماز پڑھی یعنی چالیس سال تک رات میں سوئے نہیں بلکہ پوری رات عبادت کرتے رہے۔

(سید العلماء، بحوالہ اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص ۵۳)

ہمارے خواجہ کی تعلیمات وارشادات

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ الشیوخ مرشدِ راہِ شریعت وطریقت اور حقیقت، اسرارِ ربانی کے راز دار، سرزمینِ ہند میں نائبِ رسول اللہ تھے۔ جہاں آپ کی ذاتِ اقدس مجسم کرامت تھی وہیں آپ کی مجالس ومحافل رشد وہدایت، تعلیم وتلقین کی اعلیٰ ترین درسگاہ تھی۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات وارشادات کو آپ کے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھ لیا کرتے تھے جو تزکیۂ نفس اور راہِ ہدایت کے لئے سرچشمہ ہیں۔

ہمارے پیارے خواجہ نے فرمایا بہترین اطاعت

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت حشر کا میدان آگ کے دھوئیں سے بھر جائیگا، جو شخص بھی اس دن کے عذاب سے محفوظ و مامون ہونا چاہتا ہے، اس شخص کو وہ اطاعت وفرمابرداری کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بہترین اطاعت ہو۔ لوگوں نے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، یا مرشد وہ کون سی اطاعت ہے؟ تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ دکھ، درد والوں کی فریاد سننا، مسکینوں غریبوں کی حاجت پوری کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔

اول: دریا کی طرح سخاوت

دوم: سورج کی طرح شفقت

سوم: زمین کی طرح تواضع اور انکساری۔

فرمایا کرتے تھے جس کسی نے نعمت پائی سخاوت ہی کی بدولت پائی۔

اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہ ہے جو اپنی طرف سے خلقِ خدا کو کسی طرح کا کوئی رنج اور تکلیف نہ پہنچائے۔ (سیر الاولیاء، ص: ۵۶)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشادِ پاک کتنا جامع اور مانع ہے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ جس کو تھوڑی سی عزت یا طاقت یا دولت نصیب ہو جاتی ہے وہ ہر کسی کو اپنا غلام اور مدح خواں بنانا چاہتا ہے اور اگر اس کی مدح خوانی اور چمچہ گیری نہ کی جائے تو ظلم وستم کر کے اس شخص کو رنج والم پہنچایا جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص خود اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا شکار ہو کر ذلیل ورسوا ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پیارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فرمانِ ذیشان کے مطابق دولت مند ہونے کے بعد غریبوں کی مدد کریں۔ طاقت وقوت حاصل ہونے کے بعد مظلوموں کی مدد کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری عزت وعظمت اور نعمت ودولت کو برباد وتباہ ہونے سے محفوظ رکھے۔

حضرات! نیکی کا اجر بہت عظیم ہے اور بدی کا بدلہ بڑا خطرناک ہے (الامان والحفیظ)

ہمارے خواجہ کے ارشادات

صحبت کی تاثیر: حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پیر ومرشد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔

"اَلصُّحْبَۃُ تُؤَثِّرُ" یعنی صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو اس کے نیک ہو جانے کی امید ہے اور اگر کوئی نیک شخص بروں کی صحبت میں بیٹھنے لگے تو وہ بھی برا ہو جائیگا، کیوں کہ جس کو بھی کچھ حاصل ہوا ہے وہ صحبت سے ہی ملا ہے اور جو نعمت ملی وہ نیک لوگوں ہی کے ذریعہ میسر آئی۔ پھر فرمایا کہ اہلِ سلوک کے نزدیک نیک لوگوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے زیادہ بری ہے۔ (دلیل العارفین، ص:۳۶)

پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

حکایت: خلیفۂ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دورِ خلافت میں عراق کا بادشاہ ایک جنگ میں گرفتار ہو کر آیا، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو عراق کی بادشاہت پھر تجھے سونپ دی جائیگی۔ اس نے انکار کر دیا۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

اِمَّا الْاِسْلَامُ وَاِمَّا السَّیْفُ

یعنی اسلام قبول کرو یا قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس بادشاہ نے پھر بھی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تلوار لاؤ! وہ بادشاہ نہایت عقل مند تھا۔ آپ سے مخاطب ہو کر اس نے کہا، میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلا دو! حکم ہوا کہ اس کو پانی پلایا جائے۔ بادشاہ نے مٹی کے برتن میں پانی پینے کی خواہش ظاہر کی۔ جب مٹی کے برتن میں پانی اسے دیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھ سے وعدہ کرو کہ میں جب تک یہ پانی نہ پی لوں مجھے قتل نہ کرو گے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے وعدہ کیا کہ جب تک تو یہ پانی نہیں پی لے گا میں تجھے قتل نہ کروں گا۔

بادشاہ نے فوراً پانی کا کوزہ زمین پر پھینک دیا، مٹی کا برتن ٹوٹ گیا اور پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ پھر کہا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں گا قتل نہ کیا جاؤں گا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی عقل مندی اور دانائی سے حیرت زدہ ہو گئے اور فرمایا جاؤ تجھے معاف کیا۔ پھر اس بادشاہ کو ایک صالح اور زاہد شخص کے حوالہ کیا جب بادشاہ نے اس نیک شخص کی صحبت میں کچھ دن گزارے تو اس کی اچھی صحبت نے بادشاہ پر اس قدر اچھا اثر کرنا شروع کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس بادشاہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خود پیغام بھیجا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اس بادشاہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب میں تجھے عراق کی حکومت دیتا ہوں، مگر اس نے جواب دیا کہ مجھے ملک اور سلطنت نہیں چاہئے المختصر پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ وہ بادشاہ کس قدر عقل مند اور دانا تھا۔ (دلیل العارفین، ص: ۴۷)

حضرات! بادشاہ کافر تھا مگر نیک و صالح کی صحبت نے اس کافر بادشاہ کو مسلمان و مومن بنا دیا۔ یہ ہے اچھوں کی صحبت کی برکت۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

ہمارے خواجہ فرماتے ہیں:

نماز قرب کا ذریعہ ہے: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صرف نماز ہی ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ لوگ بارگاہ رب تعالیٰ سے قرب حاصل کر سکتے ہیں۔

اس لئے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ" یعنی نماز مومنوں کے لئے معراج ہے۔

ہر مقام میں نماز ہی سے نور حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی بندے کو خدا سے ملاتی ہے، نماز ایک راز ہے، جو بندہ اپنے خالق و مالک سے کہتا ہے وہی قرب الٰہی پا سکتا ہے جو اس راز کو راز رکھنے کے لائق ہو۔ اور یہ راز بھی نماز کے سوا کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

"اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ" یعنی نماز ادا کرنے والا اپنے رب تعالیٰ سے راز کی باتیں کرتا ہے۔

(دلیل العارفین، ص:۳)

دو فرشتوں کا نزول: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام خواجہ ابو اللیث سمرقندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے وقت کے عظیم الشان فقیہ و امام تھے ان کی تفسیر (تنبیہ) میں لکھا ہے کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے کہ۔

اے انسانو اور جنو! سن لو اور سمجھ رکھو! کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا قائم کیا ہوا فرض ادا نہیں کرتا، وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حمایت و پناہ سے باہر ہے۔

اور دوسرا فرشتہ محبوبِ خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ اطہر کی چھت پر (یعنی مسجد نبوی شریف کی چھت پر) کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے کہ اے آدمیو! اور جنا تو! سن لو! اور اچھی طرح جان لو! کہ جو شخص سنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ادا نہیں کرتا وہ شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ (دلیل العارفین، ص:۳)

نماز کے لئے جلدی کرو: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو وقت سے پہلے ہی نماز کے لئے تیار ہو جایا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس میں کیا حکمت؟ تم سب لوگ وقت سے پہلے ہی تیار ہو جایا کرتے ہو، کیا سبب ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ سبب یہ ہے کہ جب وقت ہو تو فوراً نماز ادا کر لیں۔ جب تیار نہ ہوں گے تو شاید وقت گزر جائے، پھر یہ منہ اپنے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس طرح دکھا سکیں گے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"عَجِلُوْا بِالتَّوْبَۃِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَعَجِلُوْا بِالصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْفَوْتِ"

یعنی مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو اور وقت گزر جانے سے پہلے نماز کے لئے جلدی کرو۔

(دلیل العارفین، ص:۱۰)

اے ایمان والو! ہم اپنی بدتر حالت پر جس قدر آنسوں بہائیں اور روئیں تو کم ہے۔ آج مسلمانوں میں شوقِ نماز نہیں، آج ہمارے دلوں میں جذبۂ نماز نہیں اور اگر کچھ نمازیں پڑھ بھی لیا تو جلدی جلدی، نہ قیام سنت کے

مطابق، نہ رکوع و سجود سنت کے مطابق۔ اور وقت ہوتے ہوئے بھی دنیوی کام ہم پر غالب نظر آتے ہیں اور ہم یہی سوچتے رہتے ہیں کہ ابھی وقت باقی ہے پڑھ لیں گے اور پتہ چلا کہ وقت گیا اور نماز بھی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سچا پکا نمازی بنادے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارے خواجہ سنتوں کے پیکر تھے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہر سنت پر عامل تھے، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

میں اور شیخ اجل شیرازی ایک مقام پر بیٹھے تھے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ شیخ اجل شیرازی نے تازہ وضو کیا لیکن انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے۔ غیبی فرشتے نے آواز دی اے شیخِ اجل! تم تو ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور ان کی سنت کو ترک کرتے ہو۔ شیخ اجل نے یہ آواز سن کر قسم کھائی کہ انشاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک میں کوئی سنت ترک نہیں کروں گا۔

پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے شیخِ اجل شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت متفکر پا کر حالات معلوم کیے تو شیخ اجل نے فرمایا کہ جس دن مجھ سے انگلیوں کا خلال بھول کر چھوٹ گیا، میں فکر میں ہوں کہ یہ منہ اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بروز قیامت کیسے دکھاؤں گا۔ (دلیل العارفین، ص:۳)

اے ایمان والو! یہ عبرت و نصیحت آموز واقعہ سننے کے بعد یقیناً ہمارے قلوب میں سنتوں کا جذبہ پیدا ہو گیا ہوگا کہ ہمارے اسلاف، بزرگانِ دین انگلیوں میں خلال کی سنت بھول کر چھوٹنے پر بھی کس قدر غمگین و متفکر ہو جایا کرتے تھے اور ایک ہمارا حال ہے کہ فرض و واجب ہر دن ترک و قضاء کرتے نظر آتے ہیں پھر بھی ہم کو نہ کوئی فکر لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی غم ہوتا ہے۔

آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ : غور و فکر کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ آج ہم صرف دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں، قبر و حشر سے بے خوف اور نڈر ہو چکے ہیں۔ قبر کے عذاب اور قیامت کے طوفان سے غافل ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہمارے دلوں سے ختم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنا محبوب و نیک بندہ بناتا ہے تو اس شخص کے قلوب کو اپنی خشیت کا منبع و معدن اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کا سفینہ اور مدینہ بنا دیتا ہے۔

ہمارے خواجہ کا ارشاد کہ ہر عضو تین بار دھونا سنت ہے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کتاب الصلوٰۃ مسعودی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث درج ہے کہ ہمارے پیارے سرکار احمد مختار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں ہر عضو کو تین بار دھونا میری اور تمام انبیاء کرام کی سنت ہے اور اس سے زیادہ کرنا ستم ہے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ سید الاصفیاء حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کے وقت ہاتھ صرف دو مرتبہ ہی دھوئے، جب نماز ادا کر چکے تو اسی رات خواب میں مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فضیل! مجھے تعجب ہے کہ تم نے وضو میں میری سنت ترک کر دی اور تم نے ناقص وضو کیا۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈرے، سہمے، لرزتے، کانپتے خواب سے بیدار ہوئے فوراً تازہ وضو کر کے نماز ادا کی اور ترکِ سنت پر کفارہ کے طور پر ایک سال تک پانچ سو رکعت نماز ہر دن ادا کرتے رہے۔ (دلیل العارفین، ص:۳)

باوضو سونے کی برکتیں: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو باوضو سوتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے حق میں دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! اس بندے پر رحم فرما کر بخش دے کہ یہ نیکی اور طہارت کے ساتھ سویا ہے پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ جب باوضو سوتا ہے تو فرشتے اس کی روح کو عرش کے نیچے لے جاتے ہیں جہاں اس کو بارگاہِ الٰہی سے خلعتِ فاخرہ عطا ہوتا ہے اور فرشتے اس کو واپس لے آتے ہیں اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے اس کی روح کو پہلے آسمان ہی سے واپس بھیج دیا جاتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اس لائق نہیں کہ اسے اوپر لے جایا جائے۔ (دلیل العارفین، ص:۳۔۴)

اے ایمان والو! باطہارت اور وضو کے ساتھ رہنا اور سونا اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت زیادہ پسند و محبوب ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم محبوب پاک۔ اللہ تعالیٰ کا دین، اسلام، پاک، اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک، صحابہ پاک، اولیاء پاک اور جو مومن و مسلمان پاک رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو محبوب و مقبول بنالیتا ہے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: داہنا ہاتھ منہ دھونے کے لئے اور کھانا کھانے کے لئے ہے اور

ہمارے خواجہ کا ارشاد کہ ہر عضو تین بار دھونا سنت ہے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کتاب الصلوٰۃ مسعودی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث درج ہے کہ ہمارے پیارے سرکار احمد مختار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں ہر عضو کو تین بار دھونا میری اور تمام انبیاء کرام کی سنت ہے اور اس سے زیادہ کرنا ستم ہے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ سید الاصفیاء حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کے وقت ہاتھ صرف دو مرتبہ ہی دھوئے، جب نماز ادا کر چکے تو اسی رات خواب میں مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فضیل! مجھے تعجب ہے کہ تم نے وضو میں میری سنت ترک کر دی اور تم نے ناقص وضو کیا۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈرے، سہمے، لرزتے، کانپتے خواب سے بیدار ہوئے فوراً تازہ وضو کر کے نماز ادا کی اور ترکِ سنت پر کفارہ کے طور پر ایک سال تک پانچ سو رکعت نماز ہر دن ادا کرتے رہے۔ (دلیل العارفین، ص:۳)

باوضو سونے کی برکتیں: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو باوضو سوتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے حق میں دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! اس بندے پر رحم فرما کر بخش دے کہ یہ نیکی اور طہارت کے ساتھ سویا ہے پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ جب باوضو سوتا ہے تو فرشتے اس کی روح کو عرش کے نیچے لے جاتے ہیں جہاں اس کو بارگاہِ الٰہی سے خلعتِ فاخرہ عطا ہوتا ہے اور فرشتے اس کو واپس لے آتے ہیں اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے اس کی روح کو پہلے آسمان ہی سے واپس بھیج دیا جاتا ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اس لائق نہیں کہ اسے اوپر لے جایا جائے۔ (دلیل العارفین، ص:۳-۴)

اے ایمان والو! باطہارت اور وضو کے ساتھ رہنا اور سونا اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت زیادہ پسند و محبوب ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم محبوب پاک۔ اللہ تعالیٰ کا دین، اسلام، پاک، اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک، صحابہ پاک، اولیاء پاک اور جو مومن و مسلمان پاک رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو محبوب و مقبول بنا لیتا ہے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: داہنا ہاتھ منہ دھونے کے لئے اور کھانا کھانے کے لئے ہے اور

بایاں ہاتھ استنجا کرنے کے لئے ہے۔اور پھر ارشاد مبارک ہوا کہ جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا قدم مسجد کے اندر رکھے اور جب مسجد سے باہر نکلے تو بایاں قدم پہلے باہر نکالے۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں آئے، بھول کر پہلے بایاں قدم مسجد میں رکھ دیا۔اسی وقت غیب سے آواز آئی، ثور (یعنی بیل) خدا کے گھر، مسجد میں اس طرح بے ادبی سے گھس آتا ہے۔اسی دن سے لوگ آپ کو سفیان ثوری کہنے لگے۔ (دلیل العارفین، ص:۴۰)

حضرات! اس واقعہ سے پتہ چلا کہ پہلے داہنا قدم مسجد میں رکھنا مسجد کا ادب ہے اور پہلے بایاں قدم مسجد میں رکھنا مسجد کی بے ادبی ہے۔

اور باادب خوش نصیب اور بے ادب بدنصیب۔

نمازِ فجر کے بعد لمحہ لمحہ رحمت برستی ہے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ والے، عشق و معرفت والے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج طلوع ہونے تک اپنے مصلے ہی پر بیٹھے رہتے ہیں اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب و مقبولیت حاصل ہو اور انوار الٰہی کی تجلی ان پر لمحہ لمحہ برستی رہتی رہے۔اس شخص کے لئے ایک فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ جب تک مصلے پر سے نہ اٹھے اس کے پاس کھڑا رہے اور اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت کی دعا کرتا رہے۔ (دلیل العارفین، ص:۴۰)

تمام گھر والوں کی بخشش ہو جاتی ہے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب عمدہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شیطان ابلیس کو بہت مایوس اور غمگین دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شیطان ابلیس سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو وہ ملعون کہنے لگا کہ میری مایوسی اور رنج و غم کا سبب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے چار عمل ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ جو لوگ مؤذن ہیں اذان دیتے ہیں۔جب وہ مؤذن اذان دیتے ہیں تو جو لوگ اذان سنکر اذان کے جواب دینے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اذان دینے والے اور اذان کا جواب دینے والے سب کو بخش دیتا ہے۔

(۲) دوسرے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے لئے جہاد کے لئے نکلتے ہیں اور نعرۂ تکبیر لگا کر راہِ خدا میں جنگ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس مجاہد کے تمام متعلقین کو بخش دیتا ہے۔

(۳) تیسرے وہ لوگ جو رزقِ حلال کماتے ہیں اور اس سے خود کھاتے ہیں اور اوروں کو بھی کھلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

(۴) چوتھے وہ لوگ جو فجر کی نماز ادا کر کے سورج نکلنے تک یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور پھر اشراق کی نماز ادا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے ستر ہزار احباب ورشتہ دار اور گھر والوں کی بخشش فرماتا ہے اور دوزخ کے عذاب سے خلاصی عنایت فرماتا ہے۔

پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نورانی حکایت بیان فرمائی کہ میں نے فقہ اکبر میں لکھا دیکھا کہ امام الائمہ امام المتقین حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک کفن چور چالیس برس تک مُردوں کے کفن چراتا رہا جب وہ مرا تو لوگوں نے اس کفن چور کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ٹہل رہا ہے۔ اس سے پوچھا کہ تیرا عمل تو ایسا نہ تھا کہ تو جنت میں ٹہلتا۔ تو وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ کو میرا ایک عمل پسند آ گیا، وہ عمل یہ کہ فجر کی نماز کے بعد میں اپنے مصلے پر بیٹھ کر سورج نکلنے تک یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر پھر اشراق کی نماز ادا کرتا میرا رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم مولیٰ چونکہ اندک پذیر اور بسیار بخشش یعنی تھوڑے عمل کو قبول کرلے اور بدلے میں بہت زیادہ دینے والا ہے اس لئے اس نے اپنے بے حساب فضل وکرم سے میرے اس عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا اور مجھے اس درجہ پر پہنچا دیا۔ (دلیل العارفین، ص:۵)

حضرات! نیکی اور بھلائی کرنے میں جلدی کرو جو بھی نیکی مل جائے ہاتھ سے جانے نہ دو۔ نہ جانے میرا رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کون سی نیکی قبول فرما کر بخش دے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم بے حساب ہے، نیکیوں اور بھلائیوں میں حصہ لیتے رہو اور اپنی نظر فضل ربی پر جمائے رہو، بس اس کے فضل وکرم کے التفات کی ضرورت ہوتی ہے پھر بیڑا پار ہے۔

تیرا کرم رہے تو سلامت ہے زندگی
تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی

پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے

حضرت قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے۔

پہلی چیز: اپنے ماں باپ کے چہرہ کو دیکھنا

حدیث شریف میں ہے جو فرزند اپنے ماں باپ کے چہرہ کو محبت سے دیکھتا ہے اس کے نامۂ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

پھر ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ۔

حکایت: ایک شخص بدافعال و بدکردار تھا اور بہت بدنام تھا۔ اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں اس شخص کو جنت میں حاجیوں کے گروہ کے ساتھ ٹہلتے ہوئے دیکھا تو اس شخص سے پوچھا کہ تجھے یہ مرتبہ کیسے مل گیا، جب کہ تو بدکار تھا۔ تو اس شخص نے جواب دیا: بے شک میں بہت بدکار و بدافعال تھا لیکن جب میں گھر سے نکلتا تو اپنی بوڑھی ماں کے قدموں پر سر رکھ دیتا اور میں اپنی ماں کا بہت ادب و احترام کیا کرتا تھا اور میری بوڑھی ماں مجھے بہت دعائیں دیتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے اور تجھے حج کا ثواب عطا فرمائے۔ رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ نے میری ماں کی دعا قبول کی اور میرے گناہوں کو بخش دیا اور مجھے جنت میں حاجیوں کے گروہ کے ساتھ جگہ دی۔

پھر میرے پیارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دوسری حکایت بیان فرمائی کہ۔

حکایت: ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ مرتبہ آپ کو کس طرح حاصل ہوا؟ تو حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں جب سات سال کا تھا اور مسجد میں استاذ کے پاس قرآنِ مجید پڑھنے جایا کرتا تھا، جب میرے استاذ نے یہ آیت کریمہ "وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا" پڑھائی یعنی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔

تو میں نے اپنے استاذ محترم سے اس آیت کا مطلب معلوم کیا تو استاذ معظم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس طرح میری یعنی اپنے استاذ کی خدمت بجالاتے ہو، اپنے ماں باپ کی بھی خدمت و اطاعت بجالاؤ۔ استاذ معظم سے یہ سنتے ہی گھر آیا اور ماں کے قدموں پر سر رکھ دیا اور ان سے عرض کیا کہ میری ماں، میرے حق میں دعا کر

اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے تیری خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ جب میں نے اپنی ماں سے یہ درخواست کی تو میری ماں نے رحم کھا کر دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور میرے لئے دعا کی۔ یہ دولت و نعمت جو مجھے نصیب ہوئی یہ سب میری ماں کی دعا کی وجہ سے تھی۔

اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ سخت سردی کے موسم میں رات کے وقت میری ماں نے پانی طلب فرمایا، میں پانی کا پیالہ بھر کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کی آنکھ لگ گئی تھی اور وہ سو گئیں تھیں۔ میں نے جگایا نہیں اور پانی کا پیالہ رات بھر ہاتھ میں لئے ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ چنانچہ رات کے آخری حصہ میں جب میری ماں بیدار ہوئیں تو مجھے پانی کا پیالہ لئے کھڑا دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ سخت سردی کی وجہ سے میرا ہاتھ بھی پیالہ سے چپک گیا تھا۔ جب میری ماں نے پانی کا پیالہ میرے ہاتھ سے لیا تو پیالہ کے ساتھ ہی میرے ہاتھ کا چمڑا بھی نکل آیا، میری ماں کو رحم آگیا اور مجھے اپنی گود میں لے لیا۔ پیار کیا اور بوسا لیا اور کہا اے جانِ مادر! تو نے میری خاطر بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ کہکر میرے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔ میری ماں کی دعا قبول ہوئی اور یہ سب دولت میری ماں کی دعا کی بدولت مجھے نصیب ہوئی۔ (دلیل العارفین، ص: ۲۰۔۲۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ جس شخص سے راضی اور خوش ہوتا ہے اسی خوش نصیب کو ماں باپ کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

ماں باپ کی دعا انبیاء کرام کی دعا کے مثل ہوا کرتی ہے، ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں رد نہیں ہوتی اور ماں باپ کی بد دعا کا اثر دین و دنیا دونوں کو خراب و برباد کر دیتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کو راضی اور خوش رکھیں اور ان کی خدمت کر کے دعائیں حاصل کریں تا کہ دنیا بھی کامیاب رہے اور آخرت بھی آباد رہے۔

دوسری چیز: قرآن شریف کو دیکھنا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ۔

قرآن شریف کو دیکھنا ثواب ہے۔ جو شخص کلام اللہ شریف کو دیکھتا ہے یا دیکھ کر پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص کو دو ثواب دو۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا، دوسرا قرآن شریف دیکھنے کا۔ اور ہر حرف کے بدلے میں اس شخص کو دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔

پھر اسی موقعہ پر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

قرآن شریف کے ادب کی برکت

حکایت: کہ حضرت سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں کسی کے گھر مہمان تھا۔ رات کو جس کمرے میں مجھے آرام کرنا تھا وہاں ایک طاق میں قرآن شریف رکھا ہوا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس کمرے میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے میں کس طرح سوؤں گا۔ پھر خیال آیا کہ قرآن شریف کسی اور کمرے میں رکھ دیا جائے مگر پھر خیال آیا کہ اپنے آرام کے خاطر میں کیوں اسے باہر کروں۔ جب میری موت ہوئی تو قرآن شریف کے ادب کے سبب میں بخش دیا گیا۔ (دلیل العارفین، ص:۲۱)

پھر میرے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ

قرآن شریف کے ادب کی رحمت

حکایت: پہلے زمانے میں ایک فاسق و گنہگار جوان تھا جس کی بدکاری سے لوگوں کو نفرت تھی۔ جب وہ بدکار و گنہگار جوان مر گیا تو خواب میں دیکھا گیا کہ وہ شخص سر پر تاج رکھے، جنتی لباس میں ملبوس فرشتوں کے ہمراہ جنت میں جا رہا ہے۔ اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو بدکار و گنہگار تھا۔ یہ دولت کیسے حاصل ہوئی؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ دنیا میں مجھ سے ایک نیکی ہوئی وہ یہ ہے کہ جہاں کہیں قرآن شریف دیکھ لیتا، کھڑے ہو کر بڑے ادب سے عزت کی نگاہ سے اس کو دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن شریف کے ادب کے بدولت بخش دیا اور یہ درجہ عنایت فرمایا۔ (دلیل العارفین:۲۱۔۲۲)

قرآن شریف دیکھنے سے بینائی بڑھتی ہے

ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ۔

جو شخص قرآن شریف کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی بینائی زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھتی۔ (دلیل العارفین، ص:۲۱)

اے ایمان والو! قرآن شریف کا فیضان جاری و ساری ہے۔ ہمارے اسلاف، بزرگانِ دین اپنے دکھ درد اور بیماریوں کا علاج قرآن شریف سے کیا کرتے تھے اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ انگریزی دواؤں پر ہی ہم بھروسہ کرتے ہیں۔

کاش! ہمارا بھروسہ کلام اللہ پر ہو جائے اور ہم قرآن کریم پڑھنا اپنی عادت بنالیں تو قرآن پاک کے نور سے ہماری آنکھیں منور و مجلی رہیں اور ہمارے قلوب بھی روشن ہو جائیں۔

درسِ قرآں جو ہم نے نہ بھلایا ہوتا
یہ زمانہ، نہ زمانے نے نہ دکھایا ہوتا

تیسری چیز: علماء کے چہرہ کو دیکھنا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ علماء کے چہرہ کو دیکھنا ثواب ہے۔ اگر کوئی شخص علماء کی طرف (محبت) سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس شخص کے لئے بخشش کی دعائیں مانگتا رہتا ہے۔

اس کے بعد ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی محبت ہو، ہزار سال کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔

اور اگر وہ شخص اسی حال میں مر جائے تو اسے علماء کا درجہ ملتا ہے اور اس مقام کا نام علیین ہے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص علمائے کرام کے پاس آمد و رفت رکھے اور (کم سے کم) سات دن ان کی خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے۔ ایسی نیکی کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت میں گزار دے۔ (دلیل العارفین، ص:۲۲)

پھر ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

حکایت: پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو علمائے کرام اور مشائخ عظام کو دیکھ کر حسد و نفرت کیا کرتا تھا اور ان کو دیکھ کر اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا کرتا تھا۔ جب وہ شخص مر گیا تو لوگوں نے اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن نہ ہوا۔ غیب سے آواز آئی کہ اس کو کیوں تکلیف دیتے ہو؟ اس نے دنیا میں علماء اور مشائخ سے اپنا چہرہ پھیرا تھا، اس لئے ہم نے اپنی رحمت سے اس کا منہ پھیر دیا ہے اور قیامت کے دن ریچھ (بھالو) کی صورت میں اس کا حشر کریں گے۔ (دلیل العارفین، ص:۲۲)

حضرات! آج کل تو کچھ مسلمان کہلانے والوں کی عادت ہی پڑ گئی ہے کہ جب تک علمائے کرام و مشائخ عظام کی غیبت و برائی نہ کر لیں تو ان کو سکون ہی نہیں ملتا۔ جب کہ حدیث پاک اور سرکار غریب نواز خواجۂ پاک کے

ارشاد پاک سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے کہ علمائے کرام اور مشائخ عظام کی خدمت ومحبت کا صلہ اور بدلہ بخشش و نجات اور رحمتِ پروردگار ہے۔ اور ان کی غیبت و برائی سے دنیا میں رحمت و برکت اٹھ جاتی ہے اور بروز قیامت ریچھ یعنی بھالو کے جیسی شکل ہو جائے گی اور اسی صورت میں حشر ہوگا۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پناہ مانگتے ہوئے علمائے کرام اور مشائخ عظام سے محبت کرو اور ہرگز ہرگز علماء و مشائخ کی غیبت و برائی نہ کرنا ورنہ اس کا وبال و عذاب دین و دنیا دونوں کو تباہ و برباد کر دیگا۔

چوتھی چیز: خانۂ کعبہ کو دیکھنا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خانۂ کعبہ کو دیکھنا ثواب ہے۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص خانۂ کعبہ کی زیارت کرے گا وہ عبادت میں داخل ہوگا، اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور اولیاء کا درجہ اسے نصیب ہوگا۔ (دلیل العارفین، ص:۲۲)

پانچویں چیز: پیر و مرشد کی زیارت

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پیر و مرشد کی زیارت و خدمت ثواب ہے

حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے معرفۃ المریدین میں پڑھا ہے کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر کی خدمت خلوص ومحبت سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس مرید کو بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کو موتیوں کے ہزار محل عطا کرے گا اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اس مرید کو نصیب فرمائے گا۔

پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مرید پر لازم ہے کہ جو کچھ پیر و مرشد کی زبان سے ارشادات سنے اس پر پوری کوشش سے عمل کرے اور پیر و مرشد کی خدمت بجالائے اور حاضر خدمت رہے اور پیر و مرشد کی خدمت بجالانے کے لئے متواتر حاضر ہونے کی کوشش کرتا رہے۔

پھر ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ۔

حکایت: ایک مرتبہ ایک زاہد شخص نے سو سال تک اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتا اور

رات بھر گزارہ کر عبادت کرتا، کسی وقت یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتا اور جو شخص اس کے پاس آتا اس کو عبادت الٰہی بجا لانے کی نصیحت بھی کرتا۔

وہ زاہد شخص انتقال کر گیا تو اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو اس زاہد شخص نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا کہ کس عمل کے بدلے بخشش ہوئی؟ تو اس نے جواب دیا کہ میری رات و دن کی عبادت کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ تم نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں کسی طرح کی کوتاہی اور کمی نہیں کی اس لئے ہم نے تجھے بخش دیا۔

اس کے بعد ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور بھیگی پلکوں کے ساتھ فرمایا کہ قیامت کے دن اولیاء، صدیقین اور پیرانِ کرام کو جب لایا جائے گا تو ان کے کندھوں پر کمبل پڑے ہوں گے اور کمبل میں لاکھوں دھاگے لٹکتے ہوں گے۔ ان بزرگوں کے مرید اور چاہنے والے ان دھاگوں کو پکڑ کر لٹک جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی قوت و عنایت سے ان کے ساتھ پل صراط پار کر کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

(دلیل العارفین، ص:۲۲۔۲۳)

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرید ہونے کے فوائد و برکات بیان فرما دیئے اور یہ بھی بیان فرما دیا کہ مرید کو ہر حال میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر پیر و مرشد جو حکم عطا فرمائیں مرید کو دل و جان سے قبول کر کے اس پر عمل پیرا رہنا چاہئے۔

حضرات! مرید ہونے کے بے شمار فوائد ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص سچا اور پکا مرید ہو۔ پھر مرید دنیا میں جس بھی مقام پر رہے گا پیر و مرشد کی دعائیں اور عنایتیں اس کے سر پر سایہ کی طرح رہیں گی جس کی برکت سے دنیوی معاملہ میں آسانیاں پیدا ہو جائیں گی اور مشکلات کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آئیں گی اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیر و مرشد کی نسبت سے مرید کو کوئی سختی لاحق نہیں ہوگی اور جنت میں داخلہ آسان ہو جائے گا۔

عاشق مدینہ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو!
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

اور سید العلماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مکرِ شیطاں سے مریدوں کو بچا لیتے ہو
اس لئے تمہیں اپنا پیر بنایا خواجہ

ہمارے خواجہ کا مسلک حنفی اور مشرب چشتی تھا

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مذہب حنفی کی تقلید کی نعمت اپنے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے ملی ہے۔ وہ خود سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور حنفی تھے، اس کے کثیر شواہد ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک حنفی تھا۔

اور ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید تھے حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اس وجہ سے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشرب چشتی تھا۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص: ۱۵۰)

حضور غوث اعظم اور حضور غریب نواز کی ملاقات ثابت ہے

حضور سید العلماء سید آل مصطفےٰ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان سال تھے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑھاپے کا زمانہ تھا۔

(اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص: ۳۸)

اور ایک روایت کے مطابق ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چچازاد بہن ہیں۔ اس رشتہ سے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں ہوتے ہیں۔

اور ملاقات کے وقت ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پچاس سال کی تھی اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف ۹۹ سال کی تھی۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص: ۵۰۰)

ولایتِ ہند کی خوش خبری

تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت الشاہ مصطفیٰ رضا حضور مفتی اعظمِ ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و مرشد قطب وقت حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ" یعنی میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔

تو سارے اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں حضور غوثیت مآب کے قدم کے نیچے رکھ دیں اور خواجہ معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس وقت نوجوان تھے اور خراسان کے کسی پہاڑی کے غار میں ریاضت و مجاہدہ فرما رہے تھے، اس حکم الٰہی پر اطلاع پاتے ہی تمام اولیاء کرام سے پہلے اپنا سر جھکانے کی جلدی کی اور سرِ مبارک زمین پر رکھ کر فرمایا کہ، بلکہ حضور کے قدم میرے سر پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ حال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ظاہر کر دیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ بزرگ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اولیاء کرام کے مجمع میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے قدمِ مبارک کے نیچے اللہ کے ولیوں اور دوستوں کے گردن رکھنے میں غیاث الدین کے بیٹے (معین الدین) نے سبقت کی لہٰذا وہ اپنی انکساری اور حسنِ ادب کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو گیا اور قریب ہے کہ ملک ہندوستان کی باگیں اس کے ہاتھ میں دے دی جائیں گی اور جیسا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ویسا ہی ہوا اور مولانا شیخ محمد جمال الدین سہروری نے سیر العارفین میں لکھا کہ پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکٹھا ہوئے اور حضور غوث پاک کی خدمت میں ستاون دن اور رات حاضر رہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طرح طرح کے فیوض باطنی اور کمالات حاصل فرمائے۔ (سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، ص:۳۱)

حضرات! مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح اور ثابت ہوگئی کہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ الاولیاء پیرانِ پیر، دستگیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات فرمائی اور فیض و برکت بھی حاصل کی۔

امام اہلِ سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور استاذ زمن فرماتے ہیں:

محی دین غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہیں
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

ہمارے خواجہ کی عقیدت حضور غوث اعظم سے

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی منقبت ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) یا غوث معظم، نورِ ہدیٰ، مختارِ نبی، مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم قطبِ علیٰ، حیراں ز جلالت ارض وسماں

یعنی اے باعظمت غوث! ہدایت کے نور بارگاہِ مصطفیٰ کے محبوب ومقبول، خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ، پسندیدہ، دو عالم کے سلطان، بلند مرتبہ قطب، آپ کی عظمت وبزرگی کے سامنے آسمان وزمین حیرت زدہ ہیں۔

(۲) در صدق ہمہ صدیق وشی، در عدل وعدالت چوں عمری
اے کانِ حیا عثمان منشی، مانند علی با جود وسخا

سچائیوں میں حضرت صدیق اکبر کے جانشینِ کامل، عدل وانصاف میں حضرت عمر فاروق اعظم کے پرتو، حضرت عثمانِ غنی کی شرم وحیا کے امین اور جود وسخا میں مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عکسِ جمیل

(۳) در بزمِ نبی عالی شانی، ستار عیوب مریدانی،
در ملک ولایت سلطانی، اے منبعِ فضل و جود و سخا

یعنی اے جود و سخا کے سرچشمہ! آپ شہرستانِ ولایت کے سلطان ہیں، مریدوں کے عیب پوش اور بارگاہ نبوت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں نہایت عالی قدر۔

(۴) چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش درت افتادہ چوں پیش شاہ گدا

چوں کہ قدمِ نبوت آپ کے سرِ اقدس کا تاج ہے اسی لئے آپ کا قدمِ مبارک سارے جہاں کا تاج ٹھہرا، ساری دنیا کے قطب آپ کے آستانۂ کریم کے حضور یوں پڑے ہوئے ہیں جیسے بادشاہ کے سامنے گداگر۔

(۵) گرداد مسیح بہ مردہ رواں، داری تو بدینِ محمد جاں،
ہمہ عالم محی الدین گویاں، بر حسن و جمالت گشتہ فدا

اگر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کو زندگی عطا کی تو آپ نے دین محمدی میں جان ڈال دی، سارا عالم آپ کو محی الدین کے لقب سے یاد کرتا ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے۔

(۶) در شرع بغایت پر کاری، چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلیٰ سیاری، اے واصفِ راز او ادنیٰ

آپ کو شریعت میں کامل دسترس حاصل تھی، حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند ہوشیار تھے۔ اے ''او ادنیٰ'' کے راز سے واقف! آپ کی سیرگاہ تو عرشِ معلیٰ ہے

(۷) از بس کہ قتیل نفس خودم بیمار خجالت مندولم
شرمندہ سیہ رو منفعلم از فیض تو دارم وچشمِ دوا

اگرچہ میں اپنے نفس کا مقتول ہوں، میرا دل بیمار اور شرمسار ہے اور میں خود بھی خجل، نادم اور سیاہ رو ہوں لیکن آپ کے فیض و کرم سے اپنے درد کی دوا رکھتا ہوں۔

(۸) معین کہ غلام نام تو شد در یوزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ زاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

معین جو آپ کے نام نامی کا غلام، آپ کے اکرام کا منگتا ہے اور آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے خواجہ بن گیا، آپ کی تسلیم و رضا کا طالب ہے۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء ص:۲۹۵)

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب فرد الافراد، محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ والا صفات سے کس قدر محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ مذکورہ منقبت سے صاف ظاہر اور ثابت ہے اور مذکورہ منقبت سے یہ بھی پتہ چلا کہ یا غوث کہنا بدعت و ضلالت نہیں بلکہ سلطان الہند ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وطریقہ ہے۔

ہمارے خواجہ نے یا رسول اللہ کہا:

یا رسول اللہ! شفاعت از تو میدارم امید
با وجود صد ہزاراں جرم در روزِ حساب

یارسول اللہ باوجود لاکھوں گناہ کے قیامت کے دن آپ کی کریم ذات سے مجھے شفاعت کی آس لگی ہے۔

(اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص:۲۸۴)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یا رسول اللہ کہہ کر مدد کے لئے پکارا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے:

یا رسول اللہ! بحالِ عاصیاں کن یک نظر
تا شودزاں یک نظر کارِ فقیراں ساختہ

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہم گنہگاروں کی حالت زار پر رحمت کی ایک نگاہ ڈال دیجئے تاکہ اس نگاہِ کرم کے صدقہ میں ہم فقیروں کا کام بن جائے۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص:۲۸۵)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کی سرزمین پر انسانوں کو کفر وشرک کی لعنت سے نجات دلایا اور اسلام کی ابدی نعمت عطا فرما کر مسلمان ہونے کا شرف نصیب کیا ہے۔

اگر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی الک وسلم پکارنا کفر وشرک ہوتا یا بدعت و گمراہی ہوتی تو عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم نہ پکارتے، نہ کہتے۔

مگر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارا اور کہا تو ثابت ہوگیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارنا اور کہنا کفر وشرک اور بدعت و گمراہی نہیں ہے بلکہ اسلام وایمان کی پہچان اور ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وطریقہ ہے۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا؟

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

شہزادۂ نبی فرزند علی حضرت فاطمۃ الزہرا کے نورعین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شانِ رفیع میں ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی یہ رباعی مشہورِ عالم ہے۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دیں ہست حسین دیں پناہ ہست حسین

سرداد نہ دادوست دردستِ یزید
حقا کہ بناء لا الہ ہست حسین رضی اللہ عنہ

(اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸ء، ص:۲۵۷)

موت کی حقیقت: قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک الموت کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں۔

پوچھا گیا کیوں؟ تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے:

" اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ "

یعنی موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتا ہے۔

پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہمیں اس جگہ لایا گیا ہے جہاں ہمارا مدفن ہوگا، ہم چند دنوں میں اس جہان سے سفر کر جائیں گے۔

المختصر! خلافت واجازت اور تمام تبرکات حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی اور فرمایا: جاؤ میں نے تم کو خدا کے حوالے کیا اور تمہاری منزل تک عزت سے پہنچایا۔

نصیحت: اس کے بعد فرمایا کہ چار چیزیں نہایت عمدہ ہیں۔

اول: وہ درویشی جو تونگری معلوم ہو۔

دوم: بھوکوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا۔

سوم: غم کی حالت میں مسرور و مطمئن دکھائی دینا

چہارم: دشمن کی دشمنی کے جواب میں دوستی کا مظاہرہ کرنا۔ (دلیل العارفین، ص:۵۸)

ہمارے پیارے خواجہ کا وصال شریف

شب وصال چند اولیاء اللہ نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ فرمایا رحمتِ الٰہی کے ہجوم میں آج معین الدین کی روح آنے والی ہے۔ ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

۶/رجب المرجب ۶۲۷ھ مطابق ۲۱ مئی ۹۲۹ء بروز دوشنبہ بعد نماز عشاء آپ نے حجرہ شریف کا دروازہ بند کرلیا اور خدام کو اندر داخل ہونے کی ممانعت کردی اس لئے سارے خدام حجرے کے باہر ہی کھڑے رہے رات بھر کانوں میں صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب میں وہ صدا بند ہوگئی۔ جب نماز صبح کا وقت ہوا اور حجرہ شریف کا دروازہ حسب معمول نہ کھلا تو خدام و معتقدین کو سخت تشویش ہوئی، دروازہ توڑ کر دیکھا گیا تو آپ واصلِ بحق ہو چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥ اور جبین مبارک پر قلمِ قدرت سے لکھا ہوا تھا

" ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ " یعنی یہ اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں رخصت ہوا۔

(راحت القلوب، ص:۶۱، مسالک السالکین بحوالہ معین الارواح، ص:۹۰، سوانح غوث و خواجہ، ص:۶۰)

وقت وصال، عمر شریف

ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً ستانوے برس کی عمر میں اپنے اسی حجرہ میں وصال کیا جس حجرہ میں آج حضور کا مزار مبارک ہے۔ (حضور سید العلماء کا بیان، بحوالہ اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸، ص:۵۵)

حضور سید العلماء، بیان فرماتے کہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد جب جبہ شریف اتارا گیا تو آپکا جبہ شریف بارہ سیر کا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب جبہ پھٹ جاتا تو پیوند پر پیوند لگا لیتے تھے اس جبہ شریف پر بوری کے، کمبل کے، چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸، ص:۵۳)

ہمارے خواجہ کی نمازِ جنازہ

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (سلطان الہند خواجہ غریب نواز ص:۱۱۹)

حضرات! مشہور عالم دین رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

دلوں کا مرکز عشق: کشور ہند میں حضرت خواجہ کا روضۂ پرنور دلوں کا مرکز عشق ہے جملہ اقطار ارض سے شوق کے قافلوں کا وہ ہر دور میں کعبۂ مقصود رہا ہے۔ آج بھی ہندی مسلمانوں کا وہ قبلۂ آرزو ہے۔ بلا تفریق مذہب وملت حضرت خواجہ کے سنگِ آستاں پر سب کی گردنِ عقیدت خم رہی ہے، آج بھی خم ہے، اور قیامت تک خم رہے گی۔ غریب، امیر، نیک و بد، عالم و جاہل، سالک و مجذوب، حاکم و محکوم، شاہ و گدا، سرمست و ہوشیار، یکساں طور پر سب کے لئے خواجہ کا آستانہ دل کی تسکین، روح کی کشش اور پیشانیوں کی تسخیر کا گہوارہ رہا ہے۔

مسلم بادشاہوں (اور اقطاب واولیاء) سے لیکر برطانوی فرماں رواؤں تک سب نے حضرت خواجہ کی عظمت خداداد کے آگے عقیدتوں کا خراج پیش کر کے ان کی معنوی حکومت کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔

المختصر! سلطنت مغلیہ کے ایک عظیم فرماں روا شاہ جہاں بادشاہ اور اس کی بیٹی شہزادی جہاں آرا بیگم کی رقت انگیز حاضری کا ایک واقعہ جسے خود اپنے قلم سے شہزادی نے کتاب مونس الارواح میں تحریر کیا ہے، اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے

شہزادی جہاں آرا بیگم دربارِ خواجہ میں

والد بزرگ وار کے ہمراہ آگرہ سے اجمیر (شریف) پہنچ کر زمین بوس ہوئی، قیام کے دوران بپاسِ ادب کبھی پلنگ پر نہیں سوئی اور نہ روضۂ اقدس کی طرف کبھی پاؤں اور پشت کیا، مرقدِ انور کی خاک وخوشبو کو سرمہ چشم بنایا، اس سے دل پر جو ذوق و شوق کی کیفیت طاری ہوئی وہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ غایت شوق کے عالم میں سراسیمہ ہوگئی، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ خود کو کیا کروں اور کیا کہوں۔

القصہ! میں نے قبر شریف پر عطر اپنے ہاتھوں سے ملا اور چادر گل جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی مزار شریف پر پیش کیا، بعد ازاں سنگِ مرمر کی مسجد میں نماز ادا کی۔ یہ مسجد (شاہ جہانی مسجد) دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف کر کے والد بزرگوار (شاہ جہاں) نے تعمیر کرائی ہے۔

مغرب تک وہاں حاضر رہی اور آں حضور کے یہاں شمع روشن کر کے جھالرہ شریف کے پانی سے روزہ افطار کیا۔

حضرات! شہزادی جہاں آرا بیگم کی آپ بیتی اور دل کے تاثرات کا یہ حصہ انتہائی رقت آمیز ہے۔ اسے پڑھ کر ایک عجیب سرور حاصل ہوتا ہے۔ امیر کشورِ ہند کی لاڈلی بیٹی کی ذرا خوش عقیدگی ملاحظہ فرمائیے، لکھتی ہے۔

عجب شام تھی جو صبح سے بہتر تھی کتنی فرخندہ رات تھی جس پر کئی بار دن کا اجالا نثار کیا۔ حضرت خواجہ کے جوار میں سپیدۂ سحر نہیں طلوع ہوتا، نامرادیوں کے اندھیرے میں فیروز بختی کی کرن پھوٹ پڑتی تھی۔

اگر چہ اس متبرک مقام اور اس گہوارۂ فیض سے گھر واپس آنے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر مجبور تھی، اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اس گوشۂ جنت میں کہیں اپنا آشیانہ بنالیتی، ناچار روتی ہوئی اس درگاہِ رحمت سے رخصت ہو کر گھر آئی، تمام رات بے قراری میں گزری۔ (مونس الارواح بحوالہ سوانح غوث وخواجہ، ص:۶۵)

حضرت سلطان اورنگ زیب کی حاضری دربارِ خواجہ میں

سلطان محی الدین حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالی عنہ متعدد مرتبہ اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ ان کا معمول تھا کہ اپنی قیام گاہ سے پاپیادہ روضۂ اقدس تک جاتے تھے۔ (معین الارواح، ص:۲۴۳)

حضرات! حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالی عنہ جہاں ایک نیک و متقی بادشاہ تھے وہیں ولی کامل اور مجدد بھی تھے سلسلۂ قادریہ رضویہ کے بزرگ، عالمِ باعمل حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہر بات تحقیق کے دائرہ میں ہوا کرتی تھی آپ اپنی مجلسوں میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اورنگزیب رضی اللہ تعالی عنہ کی عقیدت و محبت بارگاہِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ سے اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ جب ہندوستان کا بادشاہ حضرت اورنگ زیب رضی اللہ تعالی عنہ اجمیر مقدس حاضر ہوتے تو کبھی کبھی فقیر کا لباس زیب تن فرمالیا کرتے تھے اور مشکیزہ بغل میں لیکر حاضرینِ دربار کو پانی پلایا کرتے اور کبھی لنگرِ خواجہ حاصل کرنے کے لئے فقیروں کی قطار میں کھڑے ہو کر لنگر حاصل کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے عرض کیا کہ آپ قطار میں نہ کھڑے ہوں میں لنگر حاضر خدمت کر دیتا ہوں تو بادشاہ اورنگ زیب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ کے فقیروں کے بیچ کھڑے ہونے سے مجھے امید ہے کہ کل بروز قیامت عطائے رسول خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ اپنے غلاموں میں شامل فرمالیں گے تو میری نجات و بخشش کا سامان پیدا ہو جائیگا۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

اور حضرت اورنگ زیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ تم ان فقیروں کو کیا سمجھتے ہو؟ ہم نے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان فقیروں کے ساتھ دیکھا ہے اور دیدار کیا ہے۔

تیرے گدا ہیں گنہگار و متقی دونوں
برے بھلے پہ تیرا فیض عام یا خواجہ

بارگاہِ خواجہ میں حضرت اورنگ زیب اور ایک اندھا

مشہور واقعہ ہے جس کو علماء بیان کیا کرتے ہیں اور میں نے خود ولی کامل حضرت الشاہ مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی حضور بدر بلت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔

ایک مرتبہ حضرت اورنگزیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ایک اندھا فقیر دروازہ پر کھڑا ہے اور بھیک مانگ رہا ہے اور اس سے پہلے بھی اس اندھے فقیر کو بارگاہ میں بھیک مانگتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔

حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس اندھے فقیر کے بازو کو پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ تم کتنے سال سے اس بارگاہ میں حاضر ہو؟ اس فقیر نے جواب دیا: دو تین سال ہو گئے ہیں۔ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بارگاہِ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تمہاری حاضری کا مقصد کیا ہے؟ اس اندھے فقیر نے جواب دیا: اندھا ہوں، خواجہ کی بارگاہ میں آنکھ لینے آیا ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ عالمگیر نے پرجلال آواز میں فرمایا کہ پھر تم کو آنکھ کیوں نہیں نصیب ہوئی تم ابھی تک اندھے کیوں ہو؟

اے اندھے فقیر کان کھول کر سن لے، میں ہندوستان کا بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر ہوں۔ خواجہ کی قبر شریف پر فاتحہ پڑھنے مزار شریف کے اندر جا رہا ہوں اور فاتحہ پڑھ کر واپس آؤں تو تیری آنکھ نظر آنی چاہئے اور اگر تو اندھا ہی رہا تو میں تجھے اس تلوار سے قتل کر دوں گا۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار انور واقدس کے اندر تشریف لے گئے۔

ادھر یہ اندھا فقیر جان جانے کے خوف سے بلک بلک کر روتا ہوا فریاد کرنے لگا اے ہمارے پیارے خواجہ

ابھی تک تو آنکھ ہی نہیں تھی اب تو جان بھی چلی جائے گی، کرم کر دو! رحم کر دو! آنکھ کا اندھاپن دور کر کے آنکھ والا بنا دو۔ غریب فقیر کا رونا بلکنا ان کو کب گوارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اور ہمارے پیارے خواجہ کی نگاہِ کرم سے وہ فقیر آنکھ والا ہو گیا۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھ کر اور دعا مانگ کر جب باہر تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ وہ اندھا فقیر، اب اندھا نہ تھا بلکہ آنکھ والا ہو چکا تھا۔

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

(مولانا حسن رضا بریلوی)

حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فقیر سے فرمایا اگر تم کو آنکھ نصیب نہ ہوئی ہوتی اور تو اندھا ہی رہتا تو بھی میں تم کو قتل نہیں کرتا اور جو میں نے تم کو قتل کرنے کے لئے کہا تھا وہ صرف اس بات کو معلوم کرنے کے لئے تھا کہ تم نے عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلوص و محبت سے تڑپ کر مانگا تھا یا نہیں۔ پہلی بار روتے ہوئے بھیگی پلکوں کے ساتھ فریاد کی اور آنکھ عطا ہو گئی۔

خواجہ تیرے روضے پر کیا کیا نظر آتا ہے
اللہ کی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے رحمت و برکت کے حصول کا ٹھکانا ہے، اگر کوئی شخص اجمیرِ مقدس ہمارے پیارے خواجہ کی چوکھٹ پر حاضری دے اور پھر بھی اس کی جھولی خالی رہ جائے تو یقیناً سائل کے طلب میں کمی ہے، ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطاو بخشش میں کمی نہیں ہے۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

دل پہ ہر وقت دل دار کی نظر رہتی ہے
ان کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دربار وہ دربار کرم ہے جہاں امیر و غریب، عالم و جاہل، نیک و گنہگار نہیں دیکھا جاتا بلکہ ہر سائل و بھکاری پر عطا ہی عطا اور کرم ہی کرم ہوتا ہے۔

بلکہ میں تو اکثر و بیشتر کہا کرتا ہوں کہ عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عادت ہو گئی ہے بھیک دینے کی۔

حضرات! ہماری عادت ہے بھیک مانگنے کی اور ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت ہے بھیک دینے کی۔

یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ! آزما کر دیکھ لو!
چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نا مرادو! ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی دربار خواجہ میں

: مشہور عاشق رسول بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضری کا واقعہ اپنی کتاب شرح سفر السعادہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

میں اجمیر مقدس میں عطائے رسول سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور بارگاہِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عرض کیا کہ اے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اپنا تمام علم آپ کی چوکھٹ کے باہر چھوڑ آیا ہوں، یہ دامن خالی ہے، آپ جو چاہیں عطا فرما دیں۔ (شرح سفر السعادۃ)

حضرت مجدد الف ثانی کی حاضری بارگاہِ خواجہ میں

سلسلۂ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگ امام ربانی حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے۔

ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے سرہانے صندلی مسجد کے گوشہ میں ذکر و فکر اور تلاوتِ قرآن شریف میں مشغول رہتے۔ اس طرح تقریباً چالیس دن تک چلاکشی کرتے رہے اور ہمارے پیارے خواجہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضانِ کرم سے مستفیض و مستنیر ہوئے۔ ملخصاً۔ (معین الارواح، ص:۲۲۲)

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ کرم میں امام و مجدد اور محدث، قطب و ابدال اور ولی سب سائل و بھکاری نظر آرہے ہیں۔

خوب فرمایا حضور سید العلماء مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ہے یہ اقلیمِ ہند تیرے قدموں میں حضور
ہند کے سارے ولی تیری رعایا خواجہ

حضرت وارثِ پاک دربارِ خواجہ میں

مشہور و معروف مجذوب بزرگ حضرت وارث علی شاہ وارثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیوہ شریف والے۔ مشہور ہے کہ جب آپ نے اجمیر مقدس ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز کی چوکھٹ کی حاضری دی تو جوتا (چپل) پہننا چھوڑ دیا اور پھر تا حیات کبھی بھی نہ پہنا۔ (معین الارواح، ص:۲۲۷)

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر عظمت و بزرگی سے نوازا ہے کہ مست و مجذوب بزرگ اجمیر شریف کے شہر پاک کی قدر و منزلت کو پہچانتے ہیں اور اس شہرِ خواجہ میں جوتا، چپل پہننا بھی ادب و احترام کے خلاف سمجھتے ہیں تو ان مستوں اور مجذوبوں کے قلب و جگر میں ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب و احترام کا کیا عالم ہوگا۔ (سیرت خواجہ غریب نواز، ص ۳۶۵)

تمہارے حسن کی وہ شان خواجہ
دو عالم جس پہ ہیں قربان خواجہ

پلائیے جامِ الفت کا جام خواجہ
رہے غلام نہ اب تشنہ کام خواجہ

حضرت ابوالحسین نوری کی حاضری بارگاہِ خواجہ میں

قطبِ زماں، ولی کامل حضرت سید شاہ ابوالحسین احمدِ نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیر و مرشد حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہتمام کے ساتھ ہر سال ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے موقعہ پر اجمیرِ مقدس دربارِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔

سرکار نور، حضور نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے فقیر کو حکم ہوا ہے کہ اپنے خدام و مریدین کو بتا دیں کہ اگر کسی شخص کو کچھ عرض کرنا ہو تو درخواست لکھ کر وہ آپ کو دے دیں اور پھر آپ کی معرفت میں اس درخواست کو قبول کرلوں گا۔ (سیرت خواجہ غریب نواز،ص ۳۶۶)

حضرات! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں مارہرہ شریف کے بزرگوں کی محبوبیت و مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ کوئی خادم اور مرید خاندانِ شاہ برکات کے کسی شہزادے کو اپنی درخواست پیش کر دے اور وہ برکاتی شہزادہ ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سلطان الہند کی بارگاہ میں وہ درخواست پیش فرما دیں تو حضور غریب نواز اس عریضہ کو قبول فرمالیتے ہیں۔

حضرات! خاندانِ برکات بڑی شان و بزرگی والا گھرانہ ہے، جبھی تو مجدد اعظم امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برکاتی گھرانہ کو اپنا پیر خانہ بنایا ہے۔

اور پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے رضا یہ احمدِ نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

غریب نواز کے دربار میں اعلیٰ حضرت کی حاضری

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم خاص حضرت سید فخر الدین گردیزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے حضرت سید حسین علی وکیل جاؤرہ، خادمِ آستانہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مرید و خلیفہ ہیں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

سید حسین علی صاحب اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

میرے پیر و مرشد مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز بھی دو بار، دربار خواجہ غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ (دربار چشت، ملخصاً اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸،ص:۵۶۹)

حضرات! مجدد اعظمِ دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرشدِ اعظم

حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی اور مریدی پر بے شک وشبہ فدا اور قربان تھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار آپ کی غایت درجہ عقیدت ومحبت کو ظاہر وثابت کرتے نظر آتے ہیں۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا

قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

مگر! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ غریب نوازی و بندہ پروری کا بھی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلسوں ومحفلوں اور تحریروں میں تذکرہ کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دست گیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱،ص:۴۳)

حضرات! غلام معین الدین اور اجمیر شریف نہ لکھنے والے پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر ناراض اور پر جلال دکھائی دیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

مسئلہ: اگر کوئی مولوی (یا کوئی شخص) اجمیر کے ساتھ لفظِ شریف نہیں لکھتا اور نام، غلام معین الدین پر غلام نہیں لکھتا ہے تو کیا یہ خلافِ عقیدۂ اہل سنت ہے یا نہیں؟

جواب! اجمیر شریف کے نامِ پاک کے ساتھ لفظِ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع (یعنی بولنے چالنے میں اجمیر کہنا، اجمیر شریف نہ کہنا) اگر اس وجہ سے ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزی، حیاتِ ظاہری اور مزار انور واقدس کو (جس کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدوُّ اللہ (اللہ کا دشمن) ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: " مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ "

اور اگر یہ ناپاک التزام، سستی وکاہلی اور کوتاہ قلمی کی وجہ سے ہے (تو ایسا شخص) سخت بے برکتی وفضل عظیم و خیر جسیم سے محرومی ہے۔

كَمَا اَفَادَهُ الْاِمَامُ الْمُحَقِّقُ مُحِيُّ الدِّيْنِ اَبُوْ ذَكَرِيَّا قُدِّسَ سِرُّهُ فِي التَّرَضِّيْ ۔

اور اگر اس کا مبنیٰ وہابیت ہے تو وہابیت کفر ہے (یعنی ایسا کہنے والا اگر وہابی عقیدہ رکھتا ہے تو وہ شخص کافر ہے۔ تو اس کے بعد ایسی باتوں کی کیا شکایت؟ "مَا عَلٰى مِثْلِهٖ بَعْدَ الْخَطَاءِ"

اپنے نام سے غلام کا حذف (یعنی غلام کا لفظ نکال دینا) اگر اس بنا پر ہے (یعنی وہابی ہونے کی وجہ سے ہے) کہ حضور خواجۂ خواجگاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بننے سے انکار واستکبار (یعنی گھمنڈ) رکھتا ہے تو یقیناً گمراہ اور بحکمِ حدیث مذکور عدوُ اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا دشمن) ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى " اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ٥

اور اگر بر بنائے وہابیت ہے کہ غلامِ اولیاء کرام بننے والوں کو مشرک اور غلام محی الدین اور غلام معین الدین کو شرک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق، بے دین، کفار و مرتدین ہیں۔ "وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" واللہ تعالیٰ اعلم ملخصاً (فتاویٰ رضویہ، ج:۶، ص:۱۸۷، ۱۸۸)

اے ایمان والو! ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مبارکہ سے مجدد اعظمِ دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر عقیدت ومحبت تھی کہ شہرِ خواجہ، اجمیر شریف کو خالی اجمیر کہنے والوں سے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمادیا کہ ایسا شخص اللہ کا دشمن ہے یا ایسا شخص رحمت وبرکت سے محروم ہے۔

حضرات! جب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پیارے خواجہ کے شہر اجمیر شریف کو اس قدر شریف جانتے ہیں تو خود ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر شریف و بزرگ جانتے اور مانتے ہوں گے۔

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس وانور کو امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام مقبولہ میں شمار فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ہمارے خواجہ کا آستانہ مقاماتِ مقبولہ میں سے ہے

مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی قدس سرہٗ مقاماتِ مقبولہ میں سے ہے۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء)

یعنی ہند کے راجا ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ رحمت و برکت پر جو دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالیٰ دعاء مانگنے والے کو نہیں دیکھتا بلکہ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کی محبوبیت ومقبولیت کی وجہ سے اس کی دعاء کو قبول فرمالیتا ہے۔

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

حضرات! سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے مداح اور شیدا تھے اور سرزمین ہند میں بے شمار اولیائے کرام آرام فرما ہیں۔ خود سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرشدان عظام موجود ہیں مگر مجدد اعظم حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بزرگ کے مزار انور کو مقامات مقبولہ میں شمار نہیں کرایا اور نہ ہی لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لیکن خواجہ خواجگان، مرشد کاملاں، ہم غریبوں کے غمگسار، بے کسوں کے حامی و مددگار، خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے بے پناہ عقیدت و محبت ہی تو ہے جو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نورانی چوکھٹ اور آستانہ نور کو مقامات مقبولہ میں شمار فرمایا ہے۔

حضرات! اس تحریر سے بارگاہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقیدت والفت نور آفتاب سے زیادہ ظاہر اور روشن نظر آتی ہے۔

ہند کے راجا ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلامو! ذرا سوچو تو سہی کہ کچھ لوگ ایسے سچے عاشق خواجہ کی برائی اور بے ادبی کرتے نظر آتے ہیں اور حقیقت میں بات صرف یہ ہے کہ جو ان کا باطل گمان ہے میرا نام زمانہ کیوں نہیں لیتا۔

ہر محفل میں اعلیٰ حضرت کا ذکر خیر ہوتا نظر آتا ہے کوئی بھی محفل ہو آپ کی لکھی ہوئی نعتیں آپ کا سلام پڑھا اور گنگنایا جاتا ہے۔

حضرات! بے کام کے نام نہیں ہوتا۔ کام سے نام۔

اے سنی مسلمانو! مزاروں پر حاضری دینے والو! نیاز وفاتحہ دلانے والو۔ خواجہ خواجگان کے نام پر ایک ہو جاؤ اور مسلک اعلیٰ حضرت پر چلتے ہوئے بزرگوں کے، ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز کے مشن کو زندہ کر کے عام کرو۔ خواجہ خواجگان کے مشن پر خود چلو اور زمانے کو اس مبارک مشن پر چلنے کی دعوت دو۔ مزار ہو یا مدرسہ۔ مسجد ہو

یا خانقاہ۔ گاؤں ہو یا شہر، کوچہ ہو یا بازار ہر مقام سے یا خواجہ یا خواجہ کی صدائے دلنواز سنائی دیتی نظر آئے۔
اللہ تعالیٰ تمام سنی مسلمانوں کو ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت طیبہ پر عمل کرتے ہوئے ایک اور نیک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محبوب الٰہی کے مزار پر اعلیٰ حضرت نے حاضری دی

عاشق مدینہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
کہ میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی (خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا، طبیعت منتشر ہوتی تھی۔ (حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) میں نے عرض کیا، حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، اس شوروشغب سے مجھے نجات ملے۔
جیسے ہی پہلا قدم روضہ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا کہ سب ایک دم چپ ہوگئے۔ میں نے سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہوگئے۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شوروغل تھا۔ پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔
معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے۔ یہ بیّن کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی۔ بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یا غوثاہ زبان سے نکلا۔
حضرات! معلوم ہوا کہ کسی بھی مزار پر حاضری دی جائے تو اپنے پیر کے توسل سے ہی صاحب مزار سے عرض کیا جائے اور دعا مانگی جائے تو یقیناً صاحب مزار کرم فرمائیں گے اور حاضری مقبول ہو جائیگی۔ اور یہی راہ، راہِ اعلیٰ حضرت ہے۔

یہ راستہ سیدھا راستہ ہے نجات کے در سے جا ملے گا
طریق احمد رضا پہ چلئے نبی ملیں گے خدا ملے گا

(سید محمد اشرف برکاتی مارہروی)

دربارِ خواجہ میں لارڈ کرزن کی حاضری

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سلطان الہند، عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در اقدس پر ہندوستان کا وائسرائے لارڈ کرزن بھی ۱۹۰۲ء میں حاضر ہوا۔

مزار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہر مذہب وقوم کی حاضری اور ہر قوم کے لوگوں میں ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت اور آپ کے دربار کا شاہانہ رعب وجلال اور شان وشوکت کو دیکھ کر اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا اور لکھا ہے۔

لارڈ کرزن لکھتا ہے کہ میں نے ہندوستان میں ایک قبر کو حکومت کرتے دیکھا ہے۔ (معین الارواح،ص:۲۲۳)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت برہانِ ملت فرماتے ہیں۔

مسکین وتونگر سب یکساں جذبات سے کھنچے آتے ہیں
ایک قبر میں سونے والے کا انسانوں پہ قبضہ دیکھ لیا

حضرات! جس طرح ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض وکرم آپ کی ظاہری حیات میں جاری وساری تھا کہ سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان شمس الدین التمش کو اپنی روحانی طاقت سے ہندوستان کا بادشاہ بنایا اور جوگی اجے پال اور رام دیومہنت جیسے جادوگروں کو اپنی روحانی قوت سے کفر وشرک کی نجاست سے نجات دلا کر اسلام وایمان کی ابدی نعمت ودولت سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح آج بھی روحانی طور پر ہندوستان کی سلطنت آپ کے تصرف میں ہے۔ اسی سبب سے آپ کو سلطان الہند کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

جس کو بھی یہاں دیکھو خواجہ سے عقیدت ہے
اجمیر کے راجہ کی ہر دل پہ حکومت ہے

سلطان الہند بنا کے تمہیں بھیجا مدینہ والے نے
سدا اونچا تیرا جھنڈا معین الدین اجمیری

ہمارے خواجہ کا عرس مبارک

ہمارے خواجہ کا عرس مبارک ۶ رجب شریف کو ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف ہوتا ہے۔ ۶ رجب شریف کو عرسِ مبارک کے موقعہ پر رحمتیں اور برکتیں ظاہر طور پر جو محسوس بھی ہوتی ہیں، ہر زائر پر برستی نظر آتی ہیں اور اس ساعتِ سعید میں ہر شخص اپنی من کی مراد حاصل کرتا نظر آتا۔

عرسِ خواجہ اور عرسِ رضا کی برکتیں

مشہور عالم بزرگ، ولی کامل حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجمیر شریف میں عرس کے موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ۔

عرسِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضری دینے والا سال بھر تک بے حساب روزی و دولت پاتا رہے گا، اور اس کی روزی و دولت میں سال بھر تک کوئی کمی نہیں آئے گی۔ عرسِ مبارک میں حاضر ہونے والوں کے لئے ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے یہ اکرام وتحفہ نصیب ہوتا ہے۔

اور عرسِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہونے والے کا ایمان تر وتازہ اور مضبوط رہے گا۔

اس لئے ہر سنی مسلمان کو چاہئے کہ مشفق ومہربان محسنِ اعظم حضور خواجۂ اعظم سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کی حاضری کو لازم کرلے اور اس پر مداومت کرتا رہے۔

اجمیر کے عاشق ہیں خادم ہیں بریلی کے
یہ در بھی ہمارا ہے وہ در بھی ہمارا ہے

(راز الہ آبادی)

ہر مہینے کی چھٹی شریف

ہر مہینہ کی ۶ تاریخ کو عاشقان خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھٹی شریف کے نام سے یاد کرتے اور مناتے ہیں۔ ہر مہینے کی ۶ تاریخ کو اجمیر مقدس میں عاشقانِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت پر حاضر ہوکر یا حاضر نہیں ہوسکے تو اپنے گھروں میں، مسجدوں میں اپنے کریم ورحیم خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی فاتحہ دلاتے ہیں اور ہند کے راجہ پیارے، پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی اور وفاداری کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور عطائے رسول ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں سے من کی مرادیں بھی حاصل کرتے نظر آتے ہیں۔

ارادے روز بنتے ہیں اور بن کے ٹوٹ جاتے ہیں
وہی اجمیر جاتے ہیں جسے خواجہ بلاتے ہیں

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

بے کس کی فریاد! مشفق ومہربان بندہ نواز، خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں۔

بہ گردابِ بلا افتادہ کشتی
ضعیفانِ شکستہ را تو پشتی

بحق خواجۂ عثمان ہارون
مدد کن یا معین الدین چشتی

پردیس میں ہوں مولا کوئی نہیں ہے حامی
بے آسرا تمہارا بندہ نواز خواجہ

سارا چمن مخالف، ساری فضا ہے دشمن
کوئی نہیں سہارا بندہ نواز خواجہ

کہتے ہیں سب بھکاری خواجہ کے در کا مجھ کو
رکھیو بھرم خدارا بندہ نواز خواجہ

غلامِ قادری ہوں ارضِ، چشتی ہے وطن میرا
عطا کر غوث کا صدقہ معین الدین اجمیری

اے ہمارے خواجہ وہ دو کہ میرے گھر بھر کا بھلا ہو

(انوار احمد قادری رضوی)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

معراج النبی ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ O اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ O (پ۱۵، رکوع۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے، مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد! قریں ہو احمد! قریب آ سرور مجد!
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا، یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

نبی رحمت، شفیع امت، رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

اور فرماتے ہیں:

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

اور مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

بنا آسماں منزل ابن مریم
گئے لامکاں تاجدار مدینہ

درود شریف:

تمہید: آج کے بیان کا موضوع ہے معراج مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ اس لئے کہ یہ مبارک مہینہ رجب شریف کا ہے اور اسی مہینے کی ۲۷ رویں شب میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معراج شریف عطا کیا۔

انشاء اللہ آج ہم آپ کے سامنے اپنے آقا معراج کے دولہا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معراج شریف کے حوالے سے گفتگو کریں گے۔ ہم اہلسنت غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے غلاموں کا ایمان ہے اور ہم دل وجان سے تسلیم بھی کرتے ہیں کہ ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم وعنایت سے جو معراج کی نعمت عطا کی ہے وہ عالم بیداری اور جسم انور کے ساتھ معراج کا شرف حاصل ہوا۔ فرش سے عرش تک جانا اور پھر آن کی آن میں واپس تشریف لے آنا جب کہ زنجیر بھی ہلتی رہی اور بستر بھی گرم رہا۔

معراج شریف ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور خصوصی اعجاز ہے اور نبی کے معجزہ پر ہمارا ایمان ہے اور معجزہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ ہر شی پر قادر ہے۔

اے ایمان والو! خوب یاد کرلو! اگر کوئی کام واسطہ کے بغیر عادت کے خلاف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوتو اسے آیت کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانی کہتے ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا وجود مسعود جو بن ماں باپ کے ہونا اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بغیر ماں کے وجود میں آنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔ لِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ (پ،۳،ع،۴)

حضرات! یہ سارے امور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی آیت یعنی نشانی ہیں اور اگر کوئی عمل عادت کے خلاف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ظاہر ہوتو اسے معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کا ہاتھ پھیرنے سے شفا پا جانا اور ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آسمان کے چاند کا دو ٹکڑے فرمانا۔ مقام صہباء میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سورج کا نکالنا، کنکریوں سے کلمہ پڑھوانا، درخت کو اپنے پاس بلا لینا اور اپنی نورانی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کرنا وغیرہم۔

اور اگر کوئی عمل عادت کے خلاف ولی سے ظاہر ہوتو اسے کرامت کہتے ہیں۔ جیسے ہم قادریوں کے پیر، پیران پیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک وقت میں ستر مریدوں کے گھر جا کر افطار کرنا، بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو ترانا اور ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انا ساگر کو ایک پیالے میں بھر لینا۔ آن کی آن میں اجمیر شریف سے دہلی جانا اور اپنے مرید وخلیفہ کی عزت کی حفاظت کرنا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کی آیت ہو یا نبی کا معجزہ یا ولی کی کرامت سب خدائے تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی بدنصیب اللہ تعالیٰ کی آیت یا نبی کا معجزہ یا ولی کی کرامت کا انکار کرے تو حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ سارے امور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

آج کل کچھ عقل کے غلام وہ بات جو ان کی عقل میں نہ آئے اُسے انکار کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسے نہیں مانتے جو ہماری عقل میں نہ آئے اور معراج شریف کا واقعہ بھی ہماری عقل اور سمجھ میں نہیں آتا اس لئے ہم جسمانی معراج کو تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ معراج شریف ہمارے پیارے آقا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا روشن ترین معجزہ ہے اور معجزہ کہتے ہی اسے ہیں جو عقل اور سمجھ میں نہ آسکے اور جو عقل میں آجائے وہ معجزہ نہیں ہوسکتا۔

حضرات! معراج شریف کا انکار کرنا کھلی ہوئی گمراہی اور بددینی ہے۔ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب معراج کی صبح کو واقعہ معراج بیان فرمایا تو جہنمیوں کے سردار ابوجہل نے معراج کا

انکار کیا اور خوب مذاق بنایا تو اللہ تعالیٰ کے عتاب اور سخت پکڑ کا نظارہ کرو کہ ابوجہل جہنمی اور زندیق ہوا۔ اور جب معراج کی صبح کو جنتیوں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعۂ معراج سنا تو اسی وقت تصدیق فرمائی اور دل وجان سے سچ جانا اور تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور عظیم انعام واکرام کا بھی نظارہ دیکھو کہ ان کو صدیق کے اعلیٰ اور معزز لقب سے نوازا گیا۔ اب اگر کوئی بدنصیب واقعہ معراج کا انکار کرتا ہے تو وہ ابوجہلی غلام ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور جو خوش نصیب واقعہ معراج کو صحیح اور درست تسلیم کرتا ہے تو وہ صدیقی غلام ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

درود شریف:

معراج جسمانی: صحابہ کرام اور تابعین عظام کی کثیر تعداد اور مذہب جمہور یہی ہے کہ ہمارے پیارے آقا شب اسریٰ کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی معراج شریف عالم بیداری میں جسمانی تھی۔

(روح المعانی، ج:۸،ص:۷، مرقات، ج:۱۱،ص:۱۳۸)

حضرات! عالم بیداری میں جسمانی معراج شریف پر بے شمار دلائل موجود ہیں ہم یہاں پر کچھ دلائل پیش خدمت کررہے ہیں بغور ملاحظہ کیجئے۔

۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک۔ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (پ،۱۵،ع،۱) فرمانا لفظ عَبْد قرآن شریف اور حدیث شریف یا عرب کی بولی میں صرف روح کو نہیں کہا جاتا ہے یا صرف جسم کے لئے نہیں بولا جاتا ہے بلکہ روح اور جسم کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے اس لئے لفظ عَبْد استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف جسمانی تھی۔

۲) حدیث شریف میں ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے براق کی سواری پیش کی گئی جس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ (بخاری، مسلم، ج:۱،ص:۹۱، مشکوٰۃ،ص:۵۲۷)

روح کو سواری کی حاجت نہیں

حضرات! براق کا سواری بننا اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا براق پر سوار ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف جسمانی تھی۔

۳) **اللہ تعالیٰ کا فرمان۔** اَسْرٰی رات کی سَیر کو کہتے ہیں اِسْرَاء کا اطلاق اس سَیر پر نہیں ہوتا جو خواب میں ہو بلکہ اَسْرَاء کا اطلاق اس سَیر پر ہوتا ہے جو رات کے وقت عالم بیداری میں ہو۔ اس لئے اَسْرٰی کا استعمال ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف جسمانی تھی۔

۴) اللہ تعالیٰ کا فرمان، مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔(پ ۲۷، ع ۵)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (کنزالایمان)

بَصَرُ کا لفظ جسمانی نگاہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ خواب میں دیکھنے کو بصر کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ اس لئے بَصَرُ کے لفظ کا استعمال ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف جسمانی تھی۔

۵) معراج شریف، ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے اگر خواب میں معراج ہوتی تو خواب کی بات معجزہ کیسے بن جاتی۔ معراج کا معجزہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف جسمانی تھی۔

۶) ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جسمانی معراج کا ذکر کیا تھا اگر معراج شریف خواب کی بات ہوتی تو مکہ کے کافر مذاق نہ بناتے، تکذیب نہ کرتے، کفار مکہ کا اس شدت سے معراج کا انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معراج شریف جسمانی تھی۔

اے ایمان والو! غور سے سنو اور منکر معراج شریف کو دنداں شکن جواب دو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عالم بیداری میں جسم اقدس اور روح پاک کے ساتھ عرش اعظم پر اپنے قرب خاص میں بلا کر اپنی عین ذات کا مشاہدہ کرایا اور دیدار عطا فرمایا۔ وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْمِعْرَاجَ فِى الْمَنَامِ اَوْبِالرُّوْحِ لَيْسَ بِمَا يُنْكِرُ كُلَّ الْاِنْكَارِ وَالْكَفَرَةُ اَنْكَرُوْا اَمْرَ الْمِعْرَاجِ غَايَةَ الْاِنْكَارِ بَلْ كَثِيْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَدِ ارْتَدُّوْا بِسَبَبِ ذٰلِكَ (شرح عقائد نسفی، ص:۱۰۵)

یعنی معراج شریف جسمانی تھی بلکہ کافروں نے بڑی شدت سے انکار کر دیا اور بہت سے کمزور ایمان والے واقعہ معراج سن کر مرتد ہو کر بے ایمان جہنمی ہو گئے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حضرات! ہمارے آقا پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں خود بخود یعنی اپنے آپ سے یہ عظیم سفر طے کر کے عرش پر گیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرا محبوب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود بخود

اپنے آپ عرش اعظم پر میرے قرب میں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے خاص بندے کو لے گیا) یعنی لے جانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جانے والے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات، پاک ہے ہر عجز اور نقص سے کمی اور مجبوری سے۔ جب بھی یہ خیال آئے کہ اتنا طویل سفر کیسے طے ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھو اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ لے جانے کی طاقت رکھتا ہے تو اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانے کی طاقت رکھتے ہیں اور تشریف لے گئے۔

قرآنی دلائل: حضرت آدم علیہ السلام اور ہماری ماں حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں انسانی جسم کے ساتھ جنت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (پ ۱، ع ۴)

ترجمہ: اور ہم نے فرمایا اے آدم! تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو۔ (کنزالایمان)

۱) حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی جسم کے ساتھ جنت سے زمین پر تشریف لائے۔

۲) حضرت ادریس علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمانوں میں تشریف لے گئے اور جنت میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا ۝ (پ ۱۶، ع ۷)

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو، بے شک وہ صدیق تھا، غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مقام پر اُٹھا لیا۔ (کنزالایمان)

۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمانوں میں تشریف لے گئے اور اب بھی چوتھے آسمان پر جلوہ فرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ (پ ۶، رکوع ۲)

اور بیشک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات: اگر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں رہیں اور آسمانوں سے ہو کر

زمین پر آسکتے ہیں اور حضرت ادریس علیہ السلام آسمانوں میں جاسکتے ہیں اور پھر جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں جاسکتے ہیں اور چوتھے آسمان پر ہیں اور پھر آسمانوں سے زمین پر تشریف لائیں گے۔ یہ انبیائے کرام کی شان وعظمت ہے۔ تو ہمارے نبی شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام انبیاء سے افضل واعلیٰ ہیں تو شب معراج آسمانوں میں تشریف لے گئے جنت دیکھا، عرش اعظم کو اپنے نورانی قدموں سے شرف یاب فرمایا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔

حضرت حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

بنا آسماں منزل ابن مریم
گئے لامکاں تاجدار مدینہ

اور عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی
سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

واقعہ معراج کی صبح کو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معراج کی تصدیق کی تو کفار مکہ نے کہا کہ اس پر دلیل کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب جبرئیل علیہ السلام صبح وشام اور بار بار ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سدرہ سے آسکتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی آسمانوں پر جاسکتے ہیں۔ (معارج النبوۃ۔ ج ۳، ص ۱۰۹)

حکایت: حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ ان کا ایک مرید دریائے دجلہ پر غسل کرنے گیا۔ دریا کے کنارے کپڑے اتارے اور خود دریا میں نہانے لگا اور جب دریا سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ میں ہندوستان میں موجود ہوں، پھر اس نے یہاں شادی کی اور اولاد ہوئی۔ کافی مدت ہندوستان میں رہا۔

ایک دن وہ غسل کرنے کے لئے دریا پر گیا اور غوطہ لگایا، جب باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہی دریائے دجلہ ہے اور اس کے کپڑے دریا کے کنارے موجود ہیں جیسے اس نے پہلے رکھا تھا۔ کپڑے پہنے اور اپنے شیخ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ لوگ ابھی بھی اسی نماز کے لئے وضو کر رہے ہیں۔ (معارج النبوۃ، ج۳، ص۱۱۲)

ایک سانس میں ہزار سال کی عبادت

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب مرد کامل مقام ولایت پر فائز ہوتا ہے تو ایک سانس میں ہزار سال کی طاعت (یعنی عبادت) کرسکتا ہے۔ نیز بہت سے بزرگان دین نے ایک ساعت میں پورا قرآن ختم کیا۔ (معارج النبوۃ، ج۳، ص۱۱۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم قرآن

سرچشمۂ ولایت باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایک پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھنے سے پہلے تمام قرآن ختم کر لیتے۔ (معارج النبوۃ، ج۳، ص۱۱۳)

اب اگر ہمارے نبی، نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رات کے تھوڑے سے حصے میں سارے عالم کو دیکھا اور خالق عالم کو دیکھ کر واپس تشریف لے آئے تو تعجب کیا ہے؟ مگر معراج کی تصدیق کرنا اور ماننا ایمان والے کا حصہ ہے اور نہ ماننا، معراج شریف کا انکار کرنا منافق بے ایمان کی عادت ہے۔

معراج کی حکمتیں

پہلی حکمت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ط (پ۱۱، ع۳)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال و جان خرید لئے ہیں، اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ خریدنے والا، اور مومن بیچنے والے ہیں اور مومن کی جان و مال بکنے والا مال۔ اور اس کی قیمت جنت ہے۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سودے کے وکیل اعظم ہیں اور وکیل کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ

مالوں کو بھی دیکھے اور قیمت کو بھی دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ نے اپنی امت کو بھی دیکھا اور ان کی جان و مال کا بھی مشاہدہ فرمالیا ہے۔ آؤ جنت کو بھی دیکھ لو جو اس کی قیمت ہے اور خرید نے والے اپنے رب تعالیٰ کو بھی دیکھ لو اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج شریف عطا فرمایا۔ (معارج النبوۃ، ص ۹۲)

دوسری حکمت: ہمارے نبی امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلے جتنے نبی اور رسول علیہ السلام تشریف لائے سب کا کلمہ تھا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر یہ شہادت، یعنی گواہی سنی ہوئی تھی، کسی بھی نبی نے اللہ کو دیکھا نہیں تھا۔ اور شہادت کی انتہا، گواہی کا اختتام دیکھنے پر ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی نبی اس شان کا ہو جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر گواہی دے تا کہ اس کی گواہی پر شہادت مکمل ہو جائے پھر قیامت تک نہ کسی اور نبی کے آنے کی حاجت رہے اور نہ شہادت کی ضرورت باقی رہے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم، امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معراج شریف عطا فرمایا تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدائی کو بھی دیکھ لیں اور خدائے تعالیٰ کو بھی دیکھ لیں اور دیکھ کر پھر گواہی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سرکار نبیوں کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے کہ گواہی مکمل ہو چکی۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ شہادت پوری ہوگئی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج شریف عطا فرمایا۔

تیسری حکمت: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو زمین و آسمان میں ایک طویل بحث اور مناظرہ ہوا۔ زمین نے کہا اے آسمان۔ میں تجھ سے بہتر ہوں کہ مجھ میں شجر، حجر، چرند، پرند ہیں اور میرے دامن میں رنگ برنگے پھول ہیں جو میری زینت ہیں۔ آسمان نے جواب دیا اے زمین سن۔ مجھ میں چاند، سورج، ستارے، لوح وقلم، عرش وکرسی ہیں۔ زمین نے کہا مجھ پر بیت المقدس اور خانۂ کعبہ ہے۔ جس کی زیارت انبیاء واولیاء اور تمام مسلمان کرتے ہیں۔ آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے جس کا طواف فرشتے کرتے ہیں۔ آسمان نے کہا اے زمین۔ مجھ میں جنت ہے۔ تو زمین نے مسکرا کر خوشی میں ڈوب کر اپنا سر اونچا کیا اور آسمانوں کو مخاطب کر کے کہا اے آسمان سن۔ اگر جنت تجھ میں ہے تو مالک جنت عرش کی زینت محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ میں جلوہ فرما ہیں۔

عاشق رسول، امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمین سے

سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

یہ سن کر آسمان نے اعتراف عجز کرتے ہوئے سر جھکا دیا اور بارگاہ الوہیت میں عرض کیا کہ مولیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عرش اعظم پر بُلا تا، کہ وہ اپنے قدم رحمت سے نواز کر شرف یاب فرمائیں، تا کہ زمین کے سامنے شرمندہ ہونے سے ہم بچ سکیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج آسمانوں سے گزرے گویا اللہ تعالیٰ نے آسمان کی دعا کو قبول فرمایا۔ آپ کو معراج شریف عطا کی۔ (خلاصہ از معارج النبوۃ، ج ۳ص ۹۳)

چوتھی حکمت: ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی اور آخری رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ قیامت تک کا زمانہ ہمارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہی زمانہ ہے۔ اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ سائنس اپنے عروج کے شباب پر ہے۔ دن کا اجالا ہو کہ رات کا اندھیرا۔ گاؤں گاؤں۔ قصبہ قصبہ۔ شہر، شہر، ہر کوچہ و بازار میں سائنس کا کمال نظر آرہا ہے۔ ایسی حیرت میں ڈالنے والی چیزیں سائنس نے ایجاد کی ہیں کہ اسے دیکھ کر عقل حیران و پریشان ہے۔ سائنس ہی کی ایجاد ہے کہ راکٹ جو منٹوں میں ہزاروں کلومیٹر کی دوری پر جا کر واپس بھی آجاتا ہے۔ سائنس کا دعویٰ ہے کہ ہم چاند پر گئے اور پھر وہاں سے مٹی لیکر واپس بھی آگئے۔ اب اس سائنس کے زمانہ کے لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک ایسا معجزہ بھی عطا فرمائے جو اس زمانہ کے سائنس دانوں کے کمالات کا بھی جواب ہو اور قیامت تک آنے والے تمام سائنس دانوں کا بھی جواب ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی، نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معراج شریف کا معجزہ عطا فرمایا تا کہ چاند پر جانے کا دعویٰ کرنے والے یہ دیکھ لیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چاند کو بھی گردِ راہ بنا کر اور ساتوں آسمانوں کو اپنا زینہ بنا کر عرش اعظم پر جلوہ گر ہوئے۔ پھر لامکاں حاضر ہوئے اور آن کی آن میں واپس تشریف لائے تو زنجیر بھی ہلتی رہی اور بستر بھی گرم رہا اور وضو کا پانی جو گرا تھا بہہ رہا تھا۔ سائنس کے کمال والے یہ دیکھ کر حیران ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک آنے والے سائنس داں حیران رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم کو پہونچایا ہے وہاں تک سائنس والوں کی عقل بھی نہیں پہونچ سکتی ہے۔

پانچویں حکمت: اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؀ (پ۳۰، سورۂ کوثر)

زمین سے آسمان تک، فرش سے عرش تک کل عالم کا قبضہ و اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمادیا۔ یہی وجہ ہے کہ جنت کے دروازے پر اور جنت کے پتا پتا اور ڈالی ڈالی پر لکھا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یعنی تمام عالم کا، سب چیزوں کا، ذرے ذرے کا پتے، پتے کا۔ قطرے

قطرے کا، خالق یعنی پیدا کرنے والا خدائے تعالیٰ ہے۔ اور یہ تمام عالم کا، سب چیزوں کا، ذرے ذرے کا، پتے پتے کا، قطرے قطرے کا، مالک و مختار اللہ تعالیٰ نے اپنی عطا سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ جس پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرش سے عرش تک کل عالم کا مالک بنایا ہے تو شب معراج محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بلا کر سیر کرا کر۔ مالک کو اس کی ملکیت دکھادی جائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج شریف عطا فرمایا۔

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

اے ایمان والو! ہمارے آقا سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بے شمار فضائل و کمالات اور معجزات میں سے روشن ترین کمال اور معجزہ، معراج شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسراء اور معراج سے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو خصوصیت اور فضیلت عطا فرمائی۔ کسی نبی اور رسول کو وہ مقام بلند نصیب نہ ہوا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (پ۱۵،ع۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے، مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

معراج کے تعلق سے عقیدہ

مکہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک اسراء کا ثبوت قرآن شریف سے ہے۔ اس کا منکر کافر ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک کی سیر کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہے اس کا منکر مبتدع اور فاسق ہے اور دیگر عجیب وغریب احوال کا ثبوت حدیثوں سے ہے۔ اس کا منکر جاہل اور محروم ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج۱، ص۲۸۷)

اسراء اور معراج: اگر چہ عام بول چال میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس پورے سفر یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں اور لامکاں تک تشریف لے جانے کو معراج کہا جاتا ہے۔ لیکن

محدثین کرام اور مفسرین عظام کی اصطلاح میں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر اِسْـرَاء کہا جاتا ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف عروج فرمانا معراج کہلاتا ہے اس کے لئے احادیث صحیحہ میں معراج اور عروج کے الفاظ ملتے ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک کا سیر اِسْـرَاء ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر معراج ہے اور آسمانوں سے مقام قَـابَ قَـوْسَيْنِ تک اعراج ہے۔ (فوائد الفوائد، جلد۴، ص ۳۵۸)

آیت معراج میں فوائد اور نکات

اس آیت کریمہ میں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سفر معراج کو بیان کیا گیا ہے۔ سفر نامہ میں سات چیزوں کا بیان ضروری ہوتا ہے۔ (۱) سفر کس نے کرایا (۲) سفر کس نے کیا (۳) سفر کہاں سے کیا (۴) سفر کہاں تک کیا (۵) سفر رات میں ہوا یا دن میں (۶) سفر کتنی دیر میں کیا (۷) سفر کس لئے کیا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی تکریم کے ساتھ ان سات چیزوں کا ذکر فرمادیا (۱) سفر کس نے کرایا؟ فرمایا۔ سبحان نے۔ (۲) سفر کس نے کیا؟ فرمایا۔ اس کے عبد خاص یعنی خاص بندے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (۳) سفر کہاں سے کیا؟۔ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، مسجد حرام سے۔ (۴) سفر کہاں تک کیا؟ فرمایا۔ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى مسجد اقصیٰ تک۔ (۵) سفر کس وقت ہوا؟ فرمایا۔ اسریٰ راتوں رات لے گیا۔ (۶) سفر کتنی دیر میں ہوا؟ فرمایا۔ لَیْلًا رات کے تھوڑے سے حصے میں۔ (۷) سفر کس لئے کرایا؟ فرمایا۔ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا تاکہ دکھائیں ہم ان کو اپنی نشانیاں۔

نکتہ: اے ایمان والو! عام طور سے ہوتا یہ ہے اور روزمرہ کی زندگی میں ہم آپ دیکھتے رہتے ہیں کہ کامیابی کا سفر اگر باپ کرتا ہے تو بیٹا بیان کرتا ہے۔ پیرومرشد سفر کرتا ہے تو خلیفہ یا مرید بیان کرتا ہے۔ استاد سفر کرتا ہے تو شاگرد بیان کرتا ہے۔ حاکم سفر کرتا ہے تو محکوم بیان کرتا ہے۔ بادشاہ سفر کرتا ہے تو وزیر بیان کرتا ہے مگر اس سفر معراج میں ہمارے تمہارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وشوکت کا کیا کہنا کہ سفر ہمارے پیارے نبی، بندہ خاص صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کیا اور بیان سبحان یعنی اللہ تعالیٰ نے کیا۔

خوب فرمایا پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

درود شریف:

معراج کس مقام سے ہوئی

حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف روایتوں میں تطبیق فرمائی پھر بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی چچازاد بہن حضرت امہانی کے گھر آرام فرماتے تھے یعنی مقام ام ہانی سے معراج کی ابتداء ہوئی۔

(سیرت حلبی۔ص ۴۰۵۔تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۵۴، الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۱۴)

معراج کس رات میں ہوئی؟

معراج جس وقت ہوئی وہ دوشنبہ کی شب تھی۔یعنی پیر کی رات میں معراج ہوئی۔ پیر کی رات میں آپ پیدا ہوئے اور پیر ہی کو وصال فرمایا اور پیر ہی کو اعلان نبوت کیا۔ پیر ہی کو مکہ سے ہجرت فرمائی اور پیر ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ (سیرت حلبی، ص ۴۰۵)

معراج شریف کا مہینہ اور تاریخ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ دیار عرب میں لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی معراج شریف ۲۷ ر رجب المرجب کو ہوئی۔ (ماثبت بالسنۃ، ص ۱۳۹)

سُبْحٰنَ ۔ اللہ نے اس عظیم سفر کو سُبْحٰنَ سے شروع فرمایا۔ جو تعجب کے مقام میں استعمال کیا جاتا ہے چونکہ سفر معراج بھی ایک عجیب وغریب سفر تھا جو انسانی عقل وفہم سے بلند تر تھا۔ یہی وجہ تھی جو کفار مکہ نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے سُبْحٰنَ فرما کر یہ بتا دیا کہ سفر معراج ایک عجیب وغریب سفر ہے مگر اس ذات نے یہ سفر کرایا جو سُبْحٰنَ ہے۔ عجز وعیب اور مجبوری سے پاک ہے اس کے یہاں کوئی مشکل نہیں وہ ہر شی پر قادر ہے۔ لیکن کافر کیوں انکار کرتے ہیں؟

الَّذِیْ اَسْرٰی ۔ لفظ اِسْرَاء زبان عرب میں رات کے سیر کو کہتے ہیں۔ یعنی اس ذات نے رات کو سیر کرائی، یہاں سیر کرانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو رات میں سیر کرانے لے گیا۔

بِعَبْدِہٖ میں جولفظ ب ہے یہ مصاحبت کے لئے ہے۔ یعنی سیر کرانے والا، سیر کرنے والے کے ساتھ تھا اور یہ صحبت ومعیت کیسی تھی جو بیان میں نہیں آسکتی۔ اور بِعَبْدِہٖ میں ہٖ ضمیر ہے۔ اس کا مرجع ذات رب تعالیٰ ہے اور عَبْدِ خاص ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات ہے۔ صرف عَبْدٌ ہونا اور بات ہے عَبْدِہٖ ہونا بڑے کمال کا درجہ رکھتا ہے۔ عَبْدٌ دیگر عَبْدُہٗ چیزے دیگر۔ حضرات جس عَبْدٌ کا ذکر ہو رہا ہے وہ کوئی عام عَبْدٌ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص عَبْدٌ ہے۔ جس کی عبدیت پر اسے ناز ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں یکتا اور تنہا ہے تو اس کا خاص عبد بھی اپنی عبدیت میں یکتا اور تنہا ہے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے

کبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا تجھے یک نے ایک بنایا

درود شریف:

لَیْلًا میں جو تنوین نکرہ ہے برائے تقلیل وتحقیر ہے یعنی معراج ساری رات نہیں ہوئی بلکہ رات کے تھوڑے سے حصے میں اتنا طویل اور عظیم سفر ہوا ہے۔

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس عظیم سفر پر صرف ایک لحظ یعنی ایک لمحہ لگا ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ قصیر زمانہ کو طویل کردے اور طویل زمانہ کو قصیر کردے۔ (سیرت حلبی۔ ص ۳۶۴)

حضرات! یہ سیر خاص نشانیاں دکھانے کے لئے تھیں اور دیکھنا دکھانا اچھی طرح رات میں نہیں بلکہ دن میں ہوتا ہے تو پھر رات میں سیر کیوں کرائی اور وہ رات یعنی ستائیسویں کی رات جس میں چاند نظر ہی نہیں آتا مطلب یہ ہوا کہ نہ سورج کی روشنی میں اور نہ چاند کی چاندنی میں سیر کرایا۔ گویا اللہ تعالیٰ یہاں پر بھی اپنے پیارے حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وشوکت کو بتانا چاہتا ہے کہ اے دنیاوالو؟ دیکھ لواور اچھی طرح سے جان لو کہ ہمارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہ چاند کی چاندنی کے محتاج ہیں اور نہ سورج کی روشنی کے، بلکہ چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی ہمارے مدینے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کا صدقہ ہیں۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَاسَیِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِکَ الْمُنِیْرُ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَایُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ تُوئی قِصّہ مُختصر

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکادے چمکانے والے

درود شریف:

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام: مسجد حرام مکہ شریف کی وہ عزت والی مسجد ہے جس کے بیچ میں بیت اللہ شریف واقع ہے مگر مسجد سے مراد مکہ شریف ہے نہ خود مسجد شریف۔ کیونکہ معراج حضرت ام ہانی کے گھر سے ہوئی جو حرم شریف میں ہے۔ (حاشیہ جلالین، ص ۲۲۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو معجزہ عطا فرمایا اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو صرف معجزہ عطا نہیں کیا بلکہ ہمارے آقا پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سر سے پیر تک سراپا معجزہ بنایا۔ ہر نبی علیہ السلام کو کمال عطا کیا گیا اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سراپا کمال بنایا گیا۔

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو جتنے معجزات اور کمالات دیئے گئے وہ سارے معجزات اور کمالات بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہمارے آقا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تنہا عطا کئے گئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سبحان اللہ! سبحان اللہ!! کیا شان ہے ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی۔ مگر مانے گا وہی جو ایمان والا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت عاشق مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو! ایک دن کی بات کہ آسمان رشد و ہدایت کے چاند تارے، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپس میں بیٹھ کر انبیائے کرام علیہم السلام کے شان و عظمت کا تذکرہ فرمارہے تھے۔ کہ غلاموں کے درمیان آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سنا کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا گیا۔ تیسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ بنایا۔ چوتھے صحابی کہنے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ بنایا ہے۔ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار سید الابرار و اخیار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تم لوگوں نے سچ کہا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔
آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔

اَلَا وَاَنَاحَبِیْبُ اللّٰہِ۔ مگر غور سے سن لو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۰۵)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب بالا ووالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ان کے مراتب و درجات کے مطابق معراج کی دولت سے سرفراز کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی معراج

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا کہ ان کی پیدائش سے قبل ان کی خلافت وحکومت کے چرچے کئے پھر ان کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرما کر فرشتوں پر فضیلت بخشی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو

تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ مسجود ملائکہ بنا کر تاج خلافت ان کے سر پر رکھا۔ مکین جنت ہونے کا شرف بخشا اور ابوالبشر ہونے کا اعزاز عطا فرمایا، یہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کی معراج۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ مرتبہ عطا کیا کہ آپ کو ایک پتھر پر کھڑا کیا گیا اور پھر ان کے لئے زمین و آسمان کے تمام حجابات اٹھا دیئے گئے۔ حتیٰ کہ عرش اعظم سے زمین کے نیچے کے حصے تک ہر چیز کا مشاہدہ کرا دیا گیا یہاں تک کہ آپ نے بہشت بریں میں اپنے محل کو بھی دیکھ لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود کو گلزار کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا گھر کعبہ تعمیر کرنے کا شرف عطا فرمایا۔ یہ تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معراج

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معراج کو اس طرح بیان فرمایا۔

وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ (پ،۹،ع،۷)

یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے شرف سے نوازا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ (پ،۹،ع،۷)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے رب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا چاہتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کوہ طور پر آؤ۔ چالیس دن روزے رکھو، دیدار کی کیف لئے، عشق و مستی میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہونچے تو حکم ہوا جو قرآن بیان کرتا ہے۔ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ج اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی O (پ،۱۶،ع،۱۰)

یعنی نعلین اتاریئے بیشک آپ طویٰ کے پاک دامن میں ہیں۔ حضرت موسیٰ کوہ طور پر جلوہ فرما ہیں۔ پوری پوری رات قیام میں گزارتے ہیں۔ کیوں؟ دیدار رب تعالیٰ کے لئے۔

چالیس دن کا روزہ رکھا: کیوں؟

رب تعالیٰ کا دیدار ہو جائے۔ نعلین اتروایا جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ رب تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے تو نعلین اتاریئے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے تاکہ رب تعالیٰ کا دیدار ہو جائے۔ دیدار کی عجیب و غریب کیفیت ہے موسیٰ سب کچھ گوارا ہے مگر دیدار کرا دے۔

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

صدا پر صدا لگائے جا رہے ہیں۔ عشق بڑھتا جا رہا ہے۔ محبت موجیں لے رہی ہے۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں تو جواب ملتا ہے لَنْ تَرَانِیْ۔ ہرگز تو مجھے نہیں دیکھ سکتا یعنی فرمان کا مقصد ہے کہ موسیٰ میں دیدار کرا سکتا ہوں مگر تم میں دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

نکتہ: اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یعنی ہو سکتا ہے۔

گویا اشاروں، اشاروں میں بتایا جا رہا ہے کہ موسیٰ تمہاری آنکھ کو میں نے وہ طاقت ہی نہیں دیا ہے۔ جس سے تم مجھے دیکھ سکو۔ میری ذات ایک ہے میں احد ہوں۔ اور میں نے ایک ہی ذات کو وہ طاقت دیا ہے۔ جو میری ذات کو دیکھ سکے وہ میرے محبوب، احمد و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات ہے۔

یہ سب کچھ اشاروں، اشاروں میں بتایا جا رہا ہے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طلب جاری ہے۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یا رب تعالیٰ۔ مجھ میں حوصلہ نہیں ہے مگر تیرا کرم سب کچھ کر سکتا ہے الغرض ادھر سے طلب رَبِّ اَرِنِیْٓ رہی اور ادھر سے جواب لن ترانی ہی رہا۔ صدق و صفا کے پیکر، عشق و وفا کے مجسمہ کے ارمان کی تکمیل کے لئے رحمت مہربان ہوئی ارشاد ہوا۔ موسیٰ طور پہاڑی کو غور سے دیکھو میں اپنی تجلی پہاڑی پر ڈالتا ہوں۔ (تلخیص پیغام معراج۔ ص ۱۸۸)

قرآن بیان فرماتا ہے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (پ ۹، ع ۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑی پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اب ایک سوال ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تو دیکھا کس کو؟ اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ نہیں دیکھتے تو بے ہوش کیسے پڑتے؟۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ کچھ تجلی ضرور حضرت موسیٰ نے دیکھا تھا جبھی تو بے ہوش ہوئے اب وہ کچھ تجلی کیا تھی اور کتنی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی نہیں تھی بلکہ ذات باری تعالیٰ کی صفت کی تجلی تھی اور کتنی تھی؟ تو سوئی کے سوراخ کے ہزار حصے سے بھی کم تھی۔

جب اتنی صفت کی تجلی کا اثر یہ ہوا کہ بے ہوش ہو گئے تو اگر اللہ تعالیٰ کی صفت دیکھ لیتے تو حضرت موسیٰ کی کیا کیفیت ہوتی اور اگر خدائے تعالیٰ کی ذات کا دیدار کر لیتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عالم کیا ہوتا۔ بیان سے باہر ہے سمجھا جاسکتا ہے وہ بھی قدرے۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے جو عاشق مصطفےٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے۔

فرق طالب و مطلوب میں دیکھے کوئی
قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش ہے جلووں میں گم کوئی
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ہوش میں آئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور عرض کرنے لگے اے میرے رب تعالیٰ تو نے مجھے ایسی دولت سے سرفراز فرمایا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو تو نے عطا نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ اگر تم میرا شکر ادا کرنا چاہتے ہو تو مُتْ عَلٰی تَوْحِیْدِ وَّحُبِّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اے موسیٰ! اگر میرا شکریہ ادا کرنا ہے تو میری توحید اور میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے ساتھ رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام متعجب ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رب تعالیٰ! تیری توحید پر تو میرا ایمان ہے مگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت بھی، کیا تیری توحید کے ساتھ لازم وضروری ہے۔ (نزہۃ المجالس)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَوْ لَا مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَلَا مَلَکًا مُقَرَّبًا وَّنَبِیًّا مُرْسَلًا وَّلَا اِیَّاکَ یعنی اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور ان کی امت کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں زمین کو پیدا کرتا نہ آسمان کو، نہ چاند کو پیدا کرتا نہ سورج کو، نہ فرشتوں کو پیدا کرتا اور نہ انبیائے کرام کو پیدا کرتا۔ حتیٰ کہ اے موسیٰ تجھے بھی نہ پیدا کرتا۔

یعنی اے موسیٰ (علیہ السلام) سنو! فرش سے عرش تک زمین وزماں، شجر وحجر، برگ وبحر، شمس وقمر، خشک وتر، کچھ بھی نہ ہوتے حتیٰ کہ نہ کوئی نبی ہوتا نہ رسول ہوتے۔ نہ آدم ہوتے نہ آدمی ہوتا، یہ ساری خلقت محبوب کے

صدقے میں پیدا کیا ہے اور تم کو بھی اسی محبوب کے صدقے میں پیدا کیا ہے۔ خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے
چنین وچناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

درود شریف:

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔ یَا رَبِّ اَنَا کَلِیْمُکَ وَمُحَمَّدٌ حَبِیْبُکَ فَمَا الْفَرْقُ بَیْنَ الْکَلِیْمِ وَ الْحَبِیْبِ۔ یا اللہ تعالیٰ میں تیرا کلیم ہوں۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تیرے حبیب ہیں تو کلیم اور حبیب میں فرق کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَلْکَلِیْمُ یَاْتِیْ عَلٰی طُوْرِ سِیْنَاءَ ثُمَّ یُنَاجِیْ کلیم وہ ہے جو خود طور پہاڑی پر آئے اور عرض کرے۔ یا اللہ تعالیٰ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو جواب میں کہوں لَنْ تَرَانِیْ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے اور اَلْحَبِیْبُ یَنَامُ عَلٰی فِرَاشِہٖ اور حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ ہیں جو اپنے بستر استراحت پر آرام فرما ہوں اور میری طرف سے وصال اور دیدار کے تقاضے ہو رہے ہوں۔ یعنی اے موسیٰ (علیہ السلام) کلیم وہ ہے جو خدا کو دیکھنا چاہتا ہے اور حبیب وہ ہیں جن کو خدا دیکھنا چاہتا ہے۔

اَلْکَلِیْمُ یَعْمَلُ بِرِضَاءِ مَوْلَاہُ کلیم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اَلْحَبِیْبُ یَعْمَلُ مَوْلَاہُ بِرِضَائِہٖ اور حبیب وہ ہے جس کی رضا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یعنی جو حبیب چاہے وہی اللہ تعالیٰ چاہے (نزہۃ المجالس)

عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

قرآن شریف فرماتا ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ○ (پ۳۰، سورۃ الضحیٰ)

ترجمہ: رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا ارشاد

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پہاڑی پر رب تعالیٰ کی تجلی کا جو نظارہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے جلال کا یہ عالم تھا کہ کسی کو تاب وطاقت نہ

تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھ کو دیکھ سکے اور جوان کی آنکھ سے آنکھ ملا لیتا اس کی آنکھ پھوٹ جاتی پھر وہ آنکھ سے محروم ہو جاتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے چہرے پر طرح طرح کے نقاب ڈالے اور وہ سب جل گئے جلال کی تاب برداشت نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ لوہے، پتھر اور لکڑی کا نقاب بنا کر ڈالا وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے محبوبان خدا کے دامن یعنی ان کپڑوں کا نقاب بنایا گیا جن کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں نے استعمال کیا تھا پھر وہ نقاب باقی رہا۔ (فوائد الفوائد)

اے ایمان والو! جب اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے ملبوسات یعنی پہنے ہوئے کپڑوں کی برکت کا جب یہ عالم ہے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن کرم کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

اے ایمان والو! غوث وخواجہ ورضا کے غلامو۔ خوب خوب یاد رکھو کہ یہ سب مانے گا وہی جو ایمان والا ہوگا۔

جس کے دل میں پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چاہت ہی نہیں ہے تو وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ملبوسات یعنی کپڑوں کو کیا خاطر میں لائے گا۔ اسی لئے ایسے بے ایمان وہابیوں، دیوبندیوں سے ہمیں اپنا ایمان بچانا ہے اور ان سے دور رہنا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے جب گھر تشریف لائے تو آپ کی بیوی حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی معاملہ کیا ہے؟ جو آپ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اے صفورا۔ طور پہاڑی پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی تجلی سے نوازا اور اپنا دیدار عطا کیا۔ تو میری آنکھوں میں اس تجلی کی برکت سے اس قدر جلال کا اثر ہو گیا ہے کہ جو میری آنکھ کو دیکھتا ہے تو اس کی آنکھ پھوٹ جاتی ہے اور وہ آنکھ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا ہے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہونے پائے اور اگر تم نے بھی میری آنکھوں کو دیکھ لیا تو تم بھی آنکھ سے محروم ہو جاؤ گی اسی لئے میری آنکھ دیکھنے کی کوشش مت کرنا۔

حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں تو ان آنکھوں کو دیکھوں گی جن آنکھوں نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے چاہے آنکھ رہے یا جائے۔ بار بار اصرار کرتی ہیں کہ میں ان آنکھوں کو دیکھوں گی جن آنکھوں نے رب تعالیٰ کی تجلی کا دیدار کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت منع کیا۔

روکا مگر حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیدار کرنا چاہتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری آنکھ چلی جائے گی تم محروم ہو جاؤ گی۔ حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آقا ایسی آنکھ کا پھوٹ جانا ہی بہتر ہے جو آنکھیں جمال یار کا نظارہ نہ کر سکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چہرے سے نقاب اٹھا دیا اور حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک آنکھ کھلی رکھی اور دوسری آنکھ پر اپنا ہاتھ رکھ لیتی ہیں کہ اگر پھوٹے تو ایک آنکھ، اور دوسری سلامت رہے۔

حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھ پر پڑتی ہے ایک آنکھ پھوٹ جاتی ہے مگر حضرت صفورا لذت دیدار میں محو ہیں تکلیف کا احساس بھی نہیں ہوا پھر پھوٹی ہوئی آنکھ پر ہاتھ رکھ لیتی ہیں اور دوسری آنکھ دیدار کے لئے کھول دیتی ہیں نگاہ سے نگاہ ملتے ہی دوسری آنکھ بھی پھوٹ جاتی ہے مگر پھوٹی ہوئی پہلی آنکھ سے جب ہاتھ ہٹاتی ہیں تو وہ صحیح و سالم ہو جاتی ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے اسی طرح جس آنکھ سے دیکھتی ہیں وہ پھوٹ جاتی ہے اور دوسری صحیح و سالم ہو جاتی ہے پھر ہاتھ پھوٹی ہوئی آنکھ پر رکھ لیتی ہیں تو خدائے تعالیٰ کی شان کہ ہاتھ ہٹاتے ہی پھوٹی ہوئی آنکھ ٹھیک ہو جاتی ہے اسی طرح حضرت صفورا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کا دیدار کرتی جا رہی ہیں اور بار بار ان کو اللہ تعالیٰ آنکھیں عطا فرما رہا ہے۔ (تلخیص پیغام معراج ص ۱۷۳)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے



﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

معراج مصطفیٰ ﷺ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○ (پ۱۵،رکوع۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے، مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہجرت سے پہلے رجب شریف کی ستائیسویں رات کو شب دوشنبہ مبارکہ میں ہمارے آقا کریم، محبوب خدا، شب اسریٰ کے دولہا، نوشۂ بزم جنت، ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرما تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ستر ہزار فرشتوں کی بارات ساتھ میں لے لو اور جنت کو سجادو۔ داروغہ جہنم مالک کو حکم دو کہ دوزخ کے دروازے بند کردے۔ اور حوران بہشت عمدہ اور نفیس لباس زیب تن کرلیں۔ سب فرشتے معراج کے دولہا کی تعظیم کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔ اسرافیل صور نہ پھونکیں۔ عزرائیل آج کی رات کسی کی روح قبض نہ کریں۔ تمام قبروں سے عذاب اٹھالیا جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام شب اسریٰ کے دولہا کے استقبال کے لئے تیار ہوجائیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ جنت میں براق لانے کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا کہ جنت میں چالیس ہزار براق ہیں ہر ایک براق کی پیشانی پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ ایک براق کو دیکھا جو رو رہا ہے سر نیچے ڈالے ایک طرف کھڑا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کے پاس گئے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ براق نے کہا چالیس ہزار سال ہوئے کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معراج کا ذکر سنا تھا کہ سرکار نبیوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم معراج کا سفر فرمائیں گے کاش! مجھے ان کی سواری کے لئے منتخب کرلیا جاتا اسی شوق محبت میں رو رہا ہوں کہ سواری مجھے بنایا جائے اس براق کی محبت اور عشق کو جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری کے لئے پسند فرمالیا۔ (معارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۱۴)

گزارش: اے ایمان والو! رونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ سارے براق رہ گئے اور عشق نبی اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں رونے والا براق پسند کرلیا گیا۔

اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پسند کرے تو ہم بھی عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں رونے کی عادت بنائیں۔ مومن کا آنسو جو خوف خدائے تعالیٰ اور محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں گرتا ہے تو تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رونے والی آنکھیں عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

جبریل امین براق کے ساتھ حضرت ام ہانی کے گھر

حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ براق لے کر حضرت ام ہانی کے گھر حاضر ہوئے تو کیا دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بستر استراحت پر آرام فرما ہیں۔ فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے نوری ذہن سے سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ عَجِّلْ یَاجِبْرِیْلُ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جبرئیل جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ملاقات کا مشتاق ہے اب حضرت جبرائیل علیہ السلام حیرت میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جلدی بلا کر لاؤ اور ادھر محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عالم یہ ہے کہ آرام فرما رہے ہیں اگر آواز دے کر جگایا تو بے ادبی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

اور جلدی محبوب کو لے کر نہ گیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی عدولی ہوگی غور وفکر میں ہیں کہ کیا کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے یَا جِبْرِیْلُ قَبِّلْ قَدَمَیْہِ۔ یعنی اے جبرئیل علیہ السلام! آپ کے ہونٹ کافور کے ہیں اور حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تلوے نور کے۔ کافور میں ٹھنڈک ہوتی ہے۔ کافوری ہونٹوں سے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نوری تلوؤں کو مس کرو ٹھنڈک پہونچے گی میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیدار ہو جائیں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے کافوری لبوں سے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نوری تلوؤں کا بوسہ دیا یعنی چوما۔ ٹھنڈک پہونچی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیدار ہوئے۔ چشمان کرم وا کیا اور فرمایا جبرائیل علیہ السلام کیسے آئے ہو، آنے کا مقصد کیا ہے؟ عرض کیا اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم لایا ہوں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمْ۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ اور مولائے کریم نے حکم دیا عجل یا جبرانیل ۔ جلدی میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے کر آؤ یعنی اے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ معراج کے دولہا بننے والے ہیں۔ میکائیل واسرافیل بھی آپ کی خدمت کے لئے ساتھ میں ہیں۔ اور ستر ہزار نوری فرشتے براتی حاضر ہیں۔ اور جنتی براق سواری کے لئے موجود ہے۔ (نزہۃ المجالس)

براق: ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ براق خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور وہ سفید رنگ کا تھا۔ نگاہ جہاں تک پہونچتی ہے براق کا قدم وہاں پڑتا ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ج:۱، ص:۹۱، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲۷)

جبرئیل علیہ السلام سوچتے ہیں کہ یہ ایسی رات ہے کہ پوری دنیا اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہے ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آتا، خلد بریں کی نوری شمعیں روشن کر لینی چاہئے اس لئے کہ کونین کا سلطان دولہا بنا ہے اور آج اس کی بارات ہے روشنی ہونا ضروری ہے۔ غیب سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل علیہ السلام کیا کہہ رہے ہو۔ جنت کی قندیلوں کی کوئی حاجت نہیں۔ کیا آفتاب کے سامنے چراغ لے کر جاؤ گے۔ میں نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور انی پر اپنی صفت غیرت کے ستر ہزار پردے ڈال رکھے ہیں۔ صرف ایک پردہ اٹھا دو پھر دیکھو سارا عالم جمال رخ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جگمگا اٹھے گا اور ساری شمعیں اس کے سامنے بے نور ہو کر رہ جائیں گی۔ (پیغام معراج، ص ۹۰۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یہ جوت بڑتی تھی ان کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک، تلوے مبارک کا چومنا بتا رہا ہے کہ

اے ایمان والو! اس پیارے نبی معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وشوکت کو پہچانو اور مانو اور دیکھو کہ جہاں فرشتوں کے سردار جبرائیل کا سر ہے وہاں مدینے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔

ہزاروں جبرائیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں
نہ جانے کس بلندی پر ہے کاشانہ محمد کا ﷺ

راتوں کو بیدار رہ کر گنہگاروں کی مغفرت کے لئے دریا بہانے والی آنکھیں خدا جانے آج کس خواب شیریں سے سرشار ہیں۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہادیئے ہیں

مگر آج خواب میں کتنا لطف اور کس قدر سرور ہے کہ جبرائیل امین نے بیدار کیا مگر نیند نے دامن پکڑلیا۔ ملائکہ کی فوج در فوج جماعت آستانہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جلوس کی شکل میں چلنے کے لئے تیار ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام کچھ دیر انتظار کے بعد بصد تعظیم وتکریم معراج کے دولہا کو پھر بیدار کرتے ہیں۔ چشمان کرم کھلتی ہیں مگر نیند پھر قدم ناز پر لوٹ جاتی ہے بار بار جبرئیل علیہ السلام بیدار کرتے ہیں اور آقا بیدار ہوتے ہیں اور سوجاتے ہیں گویا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ امت کو بتانا چاہتے ہیں کہ

اے غلامو! آج اچھی طرح دیکھ لو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں میرا مقام کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے تھے اور حق تعالیٰ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنا چاہتا ہے۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

درود شریف:

آقا کریم شب اسریٰ کے دولہا، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیدار ہوتے ہیں حکم سنایا جاتا ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کل جنتیں نئی زیب وزینت کے ساتھ آراستہ ہو چکی ہیں۔

آسمانون میں آمد آمد کا غلغلہ بلند ہو چکا ہے نور کے پیکر آسمانوں میں تمنائے دیدار لئے کھڑے ہیں۔

شق صدر کا معجزہ ظہور پذیر ہوتا ہے

آب زم زم سے غسل دیا جاتا ہے۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نہانے سے جو نورانی پانی معراج کی رات گراتھا تو ستاروں نے اپنے اپنے دامن کے کٹوروں یعنی پیالوں میں بھر لئے تھے۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہی تو اب تک جھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دل کی تمنا اور آرزویوں بیان کرتے ہیں۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

حلہ بہشتی زیب تن کیا گیا، دولہا بنایا گیا، سواری کے لئے جنتی براق پیش کیا گیا۔ معراج کے دولہا نے براق پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا۔ براق وجد میں آ گیا شوخی کی۔ اچھلنے لگا۔ نافرمانی سے نہیں بلکہ ناز وفخر سے اُچھل رہا تھا کہ آج اس کا نصیبہ بیدار ہوا ہے عزت وکرامت کی ساعت آئی۔ محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری میں رہنے کا شرف ملا ہے۔ جوش خوشی میں۔ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور اچھلنے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ براق ہوش میں آ، دیکھ آج تجھ پر کون سوار ہو رہے ہیں؟ براق پسینہ پسینہ ہو گیا اور ادب اور عاجزی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ہمارے آقا معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سوار ہونے کا ارادہ فرماتے ہیں کہ امت کی یاد آجاتی ہے اور غم امت میں چشم کرم سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام عالم حیرت میں عرض کرتے ہیں کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا خدمت وتکریم میں کچھ کمی رہ گئی جو آپ سوار ہوتے ہوتے رُک گئے۔ توقف فرمایا۔ اور آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے میرے سرکار شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جبرئیل تمہاری خدمت وتکریم میں کوئی کمی نہیں ہے۔ ستر ہزار فرشتے میری تکریم کے لئے اور براق سواری کے لئے حاضر ہے۔ آسمانوں کو سجادیا گیا ہے۔ سارے انبیاء علیہم السلام میرے انتظار میں ہیں۔ خود خالق ومالک اللہ تعالیٰ میری دید کا مشتاق ہے۔ لیکن مجھے میری گنہگار امت یاد آرہی ہے۔ اے جبرئیل (علیہ السلام) میری امت کمزور اور گنہگار ہے پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ کمزور امت گناہ کا بوجھ اٹھا کر پل صراط کو پار

کیسے کرے گی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نوری ذہن سے فکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جلدی لے کر آؤ اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گنہگار امت یاد آرہی ہے۔ ابھی جبرئیل اسی سوچ وبچار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے جبرئیل! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ اپنی امت کی فکر نہ کریں آپ کی امت کو اللہ تعالیٰ پل صراط سے ایسے گزار دے گا کہ امت کو خبر بھی نہ ہوگی۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب امت کے لئے یہ خوشی کا پیغام سنا تو براق پر سوار ہوئے۔ (ملخص پیغام معراج ص ۱۳۹ مطبوعہ ۳)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غم امت میں رو رہے ہیں اور امت کی بخشش کے لئے کیا کیا انداز اپنا رہے ہیں۔ اور ایک ہم امتی ہیں کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھولے بیٹھے ہیں کوئی فکر نہیں کوئی خیال نہیں۔

آؤ عہد کریں اور یہ طے کریں کہ اس وقت تک ہم سوئیں گے نہیں جب تک اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھ نہیں لینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تین بار پڑھیں گے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھیں گے پھر سونے کی دعا یعنی اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ۔ اس کے بعد تین مرتبہ کلمہ شریف یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ پڑھیں گے پھر سوئیں گے۔

حضرات! میں پوری ذمہ داری اور یقین کے ساتھ آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ نے ان مبارک کلمات کو پڑھ کر سونے کی عادت بنالی تو یقین کر لیجئے کہ ایک نہ ایک دن سرکار مدینہ، نور ورحمت کے گنجینہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت خواب میں آپ کو ہوگی اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہونے والا مومن بڑا خوش نصیب اور جنت کا حقدار ہوتا ہے۔ اور جب سو کر بیدار ہو جائیں تو دعا پڑھیں یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اَلَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اور پھر کلمہ شریف تین مرتبہ پڑھیں اور اس کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا رَسُوْلَ اللہ تین بار پڑھ لیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ دن بھر خیر و برکت ہو اور ہر بلا و مصیبت سے محفوظ رہیں۔ اور آپ کی تجارت میں خوب برکت بھی ہوگی اور نامۂ اعمال میں ڈھیروں ثواب بھی جمع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری چلی

جب براق چلا نورانی راستے کی جب گرد اڑی تو ایسا نور برسا کہ پورے راستے پر بادل چھایا رہا اور ایسی بارش ہوئی کہ بحر و بر، خشک و تر اور دریا جل تھل ہو گئے۔ جنگل لبالب بھر گئے بلکہ زمین سے پانی ابلنے لگا۔

اٹھی جو گردِ رہِ منور، وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل، بھرے تھے جل تھل، امنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری چلی، جبرئیل امیں رکاب تھامے ہوئے ہیں۔ میکائیل لگام پکڑنے کی خدمت انجام دے رہیں ستر ہزار فرشتوں کا ہجوم ہے۔ صلوٰۃ و سلام کی دھوم ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجلی حق کا، سہرا سر پر، صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
درو پہ قدسی، پرے جما کر، کھڑے سلامی کے واسطے تھے

اس شان و شوکت کے ساتھ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری روانہ ہوتی ہے۔ ایسے جاہ و جلال کے ساتھ کوچ کیا۔ بڑے سکون و وقار کے ساتھ سفر شروع ہوا۔

باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاء کی سواری چلی

تھوڑی ہی دیر میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر اس زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ یثرب (مدینہ منورہ) یعنی آپ کے سکونت کی جگہ ہے۔ فَصَلِّ ھُنَا یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہاں نماز پڑھئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے براق سے

اتر کر نماز پڑھی۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر مدین آیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی جگہ بیت اللحم اور پھر جبل طور آیا ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان مقامات پر نماز پڑھی۔ (مواہب اللدنیہ، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲۹۴)

حضرات! ان واقعات سے معلوم ہوا کہ ان جگہوں پر نماز پڑھنا بڑی برکت رکھتا ہے، جن جگہوں کی نسبت محبوب بندوں کے ساتھ ہو۔

دیوبندی حضرات کے بڑے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے راستے میں بعض مقامات متبرکہ پر نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ میں نماز پڑھنا موجب برکت ہے۔ (نشر الطیب، ص ۹۲)

راستے میں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ایک جماعت پر ہوا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں ان الفاظ کے ساتھ سلام پیش کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اٰخِرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور! ان کے سلام کا جواب دیجئے۔ آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور وہ جماعت جس نے آپ کو سلام کیا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲۹۵ تفسیر ابن کثیر، ج ۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا

ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس گزرا وہ کھڑے ہو کر اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۶۸، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲۹۵)

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲۹۵)

حضرات! آپ حضرات نے سنا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث شریف سے آپ کو بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ قبر والا اگر مردہ ہوتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد موت قبر میں نماز کیسے پڑھ رہے ہیں؟ نماز پڑھنے کے لئے زندہ ہونا ضروری ہے۔ پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد موت اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ جبھی تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا اور پہچان گئے جبھی تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دی۔ اس سے بھی پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

حدیث شریف: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ ٥

(سنن ابن ماجہ، ص: ۱۱۸، مدارج النبوۃ، ج۱، ص ۲۹۵، معجم طبرانی)

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج۱، ص ۲۹۵، معجم طبرانی)

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

حضرات! جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں تو ہمارے نبی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں تو ہمارے آقا نبی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زندگی کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

درود شریف:

حضرات! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر کے اوپر زمین پر تشریف فرما ہو کر قبر کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کس حال میں ہیں اور اس کیفیت یعنی نماز پڑھنے کی حالت کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ گویا ہمارے نبی زمین پر رہ کر قبر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی حالت کو دیکھ رہے ہیں۔

اور آج ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر شریف سے اللہ تعالیٰ کی عطا سے سارے عالم کا مشاہدہ فرمارہے ہیں، ہم غلاموں کو اور ہماری حالتوں کو دیکھ رہے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف: ہمارے آقا معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَاهُوَ كَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام دنیا سے پردہ اٹھا دیا ہے لہٰذا میں تمام دنیا اور دنیا میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے۔ سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (معجم طبرانی، کنز العمال، ج:۱۱، ص:۱۸۹)

مسجد اقصیٰ میں امامت فرمانا

پھر ہمارے آقا نوشہ بزم جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیت المقدس پہونچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق کو مسجد اقصیٰ کے دروازے کے پتھر کے ایک سوراخ سے باندھ دیا۔ اسی دروازے کو اب باب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہا جاتا ہے۔ (مسلم، ج:۱، ص:۹۱، ترمذی، مشکوٰۃ، ص:۵۲۸)

پھر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد اقصیٰ میں تشریف لے گئے۔ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہمارے سرکار سید ابرار واخیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جملہ انبیائے کرام نے آپ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور آپ کی بارگاہ وجاہت میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور جملہ انبیائے کرام علیہم السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے افضل واعلیٰ ہونے کا اعتراف کیا۔ (مدارج النبوۃ، ص ۲۹۵)

پیشوائے سنیت، مرید بارگاہ قادریت، فدائے آستانہ چشتیت چشم وچراغ خاندان برکاتیت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

پھر اذان دی گئی اور تکبیر کہی گئی۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام نے صفیں درست کیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امام الانبیاء سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور مصلیٰ امامت پر آپ رونق افروز ہوں اور نماز پڑھائیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ شب معراج میں کل انبیاء علیہم السلام مقتدی ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امام ہیں۔

راز کی بات: سارے انبیائے کرام دنیا میں پہلے تشریف لائے اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب کے بعد میں تشریف لائے۔ کوئی خیال کر سکتا تھا کہ پہلے آنے والوں کا مرتبہ زیادہ ہوگا اسی لئے تو پہلے آئے اور بعد میں آنے والے کا مرتبہ کم ہوگا کیونکہ بعد میں آئے۔ اسی لئے معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں پہلے آنے والے تمام انبیائے کرام علیہم السلام ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑے ہیں اور سب کے بعد میں آنے والا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امامت کے مصلے پر سب سے آگے ہیں۔

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر کہ عیاں ہو معنیٰ اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

گویا یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ اے دنیا والو! اے آسمان والو! یہ نظارہ دیکھ لو! کہ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام مقتدی ہیں اور محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب کے امام ہیں۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

سبحان اللہ، ماشاء اللہ۔ کیا شان ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی۔

آؤ ہم سب مل کر اپنے پیارے نبی معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالی جاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔ باآواز بلند پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ٥

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

چوتھا جمعہ...پہلا بیان

عجائبات کا مشاہدہ اور دیدارِ الٰہی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِO

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی O (پ۲۷، رکوع ۵)

ترجمہ: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

آج کا دن کتنا مبارک دن ہے کہ مدتوں کے بعد مسجد اقصیٰ میں انبیائے کرام و رسولان عظام علیہم السلام کا عظیم الشان اجتماع و اجلاس ہو رہا ہے۔

خطابِ آدم: حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر ماں باپ کے خاص اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور جنت کو میرا مسکن بنایا اور مجھے مسجود ملائکہ ہونے کا شرف عطا کیا اور تمام چیزوں کے نام سکھائے اور صفی اللہ کا مبارک لقب عطا فرمایا۔

خطابِ خلیل: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے خلیل بنایا۔ اور ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھے صاحب قنوت کیا اور مجھ پر نار نمرود کو گلزار فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطاب

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھ سے کلام فرمایا اور مجھے برگزیدہ کیا اور مجھ پر توریت نازل کی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر ظاہر کی اور میری امت کو حق و ہدایت والی بنایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب

تمام حمدیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور زبور کا علم دیا اور میرے لئے لوہے کو موم کیا اور پہاڑوں اور پرندوں کو تابع کیا جو میرے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور مجھے خطاب و حکمت سرفراز فرمایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب

تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے میرے لئے ہوائیں تابع کیں اور شیطانوں، انسانوں، جنوں اور پرندوں کو مسخر کیا اور مجھے پاکیزہ ملک عطا کیا جس کا حساب نہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے کلمۃ اللہ ہونے کا شرف عطا کیا۔ مجھے کتاب و حکمت، توریت، انجیل کا علم دیا۔ مجھے مادر زاد اندھوں اور جزامی کو شفاء دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت بخشی، مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود سے پناہ دی۔

خطاب مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

معراج کے دولہا نوشۂ بزم جنت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عظیم الشان خطاب ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِكْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا ۝

یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے تمام عالم کے لئے رحمت بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنایا اور مجھ پر فرقان کو نازل کیا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت کو بہتر اور اعتدال پسند بنایا اور میری امت کو اول و آخر ہونے کا شرف عطا کیا اور میرا سینہ کھولا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھے فاتح اور آخری نبی ہونے کا شرف عطا کیا۔

یہ خطاب مبارک سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ بِهٰذَا اَفْضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل فرمایا۔

(تفسیر ابن کثیر، ج:۳، مواہب اللدنیہ، ج ۲، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۲۹۷)

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

ہمارے آقا پیارے نبی معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دوران سفر ملاحظہ فرمایا:

مجاہدین کو دیکھا

ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے، ایسی قوم کو دیکھا جو دن میں کھیتی بوتے ہیں اور اسی دن کاٹ لیتے ہیں پھر وہ کھیتی ایسی ہو جاتی ہے جیسے کاٹنے کے قبل تھی۔ آپ نے جبرئیل امین سے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں ان کی نیکی سات سو گنا سے زیادہ کی جاتی ہے۔

(مواہب اللدنیہ، ج:۲، ص:۱۵)

تارک صلوٰۃ کو دیکھا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے کچلنے کے بعد پھر ان کے سر صحیح سالم ہو جاتے پھر کچلے جاتے پھر ان کے سر صحیح ہو جاتے یہ سلسلہ بند نہیں ہوتا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز نہیں پڑھتے تھے۔

(مواہب اللدنیہ، ج:۲،ص:۱۵،مدارج النبوۃ،ج ا،ص ۲۹۸)

اے ایمان والو! آپ نے سنا کہ نماز نہ پڑھنے والے پر کتنا شدید عذاب ہو رہا ہے بے نمازی کا سر پھوڑا جا رہا ہے اور یہ عذاب مرنے کے بعد قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اب جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کو توبہ کر کے نمازی بن جانا چاہئے ورنہ ان کا سر بھی قیامت تک کچلا اور پھوڑا جائے گا اور ان کو عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بے نمازی ہونے سے بچائے اور نماز پڑھنے کی عادت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تارک زکوٰۃ کو دیکھا

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور وہ لوگ جانوروں کی طرح چر رہے ہیں کانٹے اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔

(مواہب اللدنیہ، ج:۲،ص:۱۵،مدارج النبوۃ،ج ا،ص ۲۹۸)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ عذاب مسلط فرمایا ہے۔

اے ایمان والو! خوب غور سے سن لو کہ زکوٰۃ نہ دینا آپ کو کتنے بڑے عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کو پورا، پورا ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

زانی کو دیکھا: ہمارے سردار، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے سامنے پاک اور حلال گوشت رکھا ہوا ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور بدبودار گوشت رکھا ہے مگر وہ لوگ کچے اور بدبودار گوشت کو کھا رہے ہیں۔

پاک اور حلال گوشت نہیں کھاتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ لوگ آپ کی امت کے وہ مرد ہیں جن کے پاس حلال اور پاک بیویاں ہیں مگر یہ لوگ خبیث اور گندی عورتوں کے پاس رات گزارتے ہیں اسی طرح وہ عورتیں ہیں جن کے پاس پاک اور حلال شوہر ہیں مگر یہ عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رات گزارتی ہیں۔ (مواہب اللدنیہ، جلد۲،ص۱۵)

اے ایمان والو! غور سے سنو اور یاد رکھو! ایک دن مرنا ہے اور جو کچھ کیا ہے اس کا عذاب یا ثواب ہمارے

سامنے ہوگا۔ زنا کرنا یعنی غیر عورت سے ملنا اور اس کے پاس رات گزارنا یہ وہ عمل بد ہے جس سے نسل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور زانی کی روزی گھٹا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ (پ۲۷، رکوع۵)

ترجمہ: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنز الایمان)

حضرات! ہمارے حضور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں پر جانا پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے عرش پر تشریف لے جانا، پھر اس سے آگے لامکاں اور پھر قاب قوسین کی اعلیٰ منزل میں جلوہ گر ہونا، اور اللہ تعالیٰ کا بے حجاب دیدار کرنا، اور بے شمار انعام واکرام حاصل کرنا۔

اسی کو عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پہ جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لئے تھے

وہاں فلک پر، یہاں زمیں میں، رچی تھی شادی، مچی تھیں دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے، ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

درود شریف:

حضرات! انبیائے کرام ومرسلین عظام علیہم السلام مسجد اقصیٰ میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کو ملاحظہ کیا، اور رُخ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی جانب روانہ ہوئے۔

حدیث شریف: پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آسمانوں کی طرف بڑھے اور جب آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی کون؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں جبرئیل ہوں، پھر کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟

جبرئیل علیہ السلام نے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ پھر کہا گیا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! (ان کو بلایا گیا ہے) آواز آئی مرحبا۔ آنے والا کتنا اچھا ہے۔ (مسلم، ج:۱،ص:۹۱، مشکوٰۃ،ص ۵۲۷)

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی ﷺ

آقائے دوعالم، معراج کے دولہا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری جب پہلے آسمان پر پہونچی۔

فلک پر غل ہوا محبوب رب العالمین آئے
بلایا ہے خدا نے لیکے جبرئیل امین آئے

انبیاء کو بھی جس نے خطبے دیئے ہیں
وہ امام آگیا وہ خطیب آگیا

پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا اور کہا، اے صالح نبی! نیک فرزند، مرحبا، مرحبا یعنی آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ (مسلم، ج:۱،ص:۹۳)

اے ایمان والو! غور سے سنو اور اپنی قسمت پر خوب ناز کرو کہ ہمارے نبی کی شان وعظمت کا کیا عالم ہے۔ مگر دشمن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہابی، دیوبندی نہیں سمجھتے۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

علماء فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے خفا، وغیوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے روحانی باپ ہیں کیوں کہ سارا عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے پیدا کیا گیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ ٥

(تفسیر روح البیان، ج۱،ص ۵۴۸، مدارج النبوۃ، ج۱،ص ۷)

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے سارے عالم کو پیدا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک ابوالارواح ہے تو حضرت آدم علیہ السلام اگرچہ ظاہر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے باپ ہیں مگر حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت، عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کی نبوت ان کی ابوۃ سب کو عام
ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں مرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صد ابوالبشر کی ہے

اس کے بعد مہمان عرش، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، پھر تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور جب ساتویں آسمان پر ہمارے آقا کریم، معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے جد امجد کو سلام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے صالح نبی اور صالح بیٹے! آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ (روح البیان، ج:۵، پیغام معراج، ص:۱۶۵)

سدرۃ المنتہیٰ: معراج کے دولہا ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے سدرہ کو دیکھا جو ایک بیری کا درخت ہے اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح چوڑے اور اس کا پھل مٹکوں کی طرح تھے۔

(مسلم، ج:۱، ص:۹۱)

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس بیت المعمور ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیت المعمور میں تشریف لے گئے وہاں ستر ہزار فرشتوں نے استقبال کیا اور مبارکباد پیش کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ بیت المعمور میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ بیت المقدس میں انبیائے کرام علیہم السلام کے امام اور بیت المعمور میں فرشتوں کے امام بنے۔ (روح البیان، ج۵، پیغام معراج، ص۱۶۵)

بیت المعمور: فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور ہے۔ یہ خانۂ کعبہ کے محاذ و مقابل ہے اگر یہ نیچے آئے تو خانۂ کعبہ پر آئے گا۔ جس طرح انسان خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اسی طرح فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ اور ہر روز ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ، ج۱، ص۳۰۱)

اور ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ انور پر مدینہ منورہ میں زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف،ص ۵۴۶)

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی خواہش کا اظہار کیا تو انہیں اجازت دی گئی تو فرشتوں نے اپنی کثرت سے چھپالیا یعنی تمام فرشتے سدرہ پر بیٹھ گئے تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کریں۔ (الدر المنثور، ج۶،ص ۱۱۶)

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ لَمْ یُجَاوِزْهُ اَحَدٌ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے آگے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی نہ جاسکا۔ (مواہب اللدنیہ ج ۲،ص ۲۵)

یہی وہ مقام ہے جہاں جبرئیل علیہ السلام بھی رُک گئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اب میں یہاں سے آگے نہ چل سکوں گا آپ کا ساتھ نہ دے سکوں گا۔ اِنْ تَجَاوَزْتُهٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ (مواہب لدنیہ، ج ۲،ص ۲۹)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اگر میں سدرہ سے آگے بڑھوں گا تو تجلیات ربانی کی تاب نہ لاسکوں گا اور میں جل جاؤں گا۔ شیخ محقق فرماتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ محبوبیت میں عرض کیا کہ اگر میں سدرہ سے آگے ایک بال برابر بھی بڑھوں تو اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات میرے پروں کو جلا کر راکھ کردیں گے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۱)

جلتے ہیں جبرئیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

درود شریف:

حضرت سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اگر یک سر موئے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ایک پرانی یاد

حضرات! جب جبرئیل علیہ السلام نے آنے جانے سے معذوری ظاہر فرمائی تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک پرانی یاد تازہ ہوگئی اور جبرئیل امین سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبرئیل! جب میرے

جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالا جارہا تھا تو تم حاضر ہوئے تھے اور میرے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تم نے کہا تھا۔ هَلْ لَکَ حَاجَۃٌ یعنی کیا میرے لائق کوئی خدمت ہے۔ تو میرے جداعلیٰ نے تم کو جواب دیا تھا، اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا مجھے تیرے ساتھ کوئی حاجت نہیں۔ فرمایا حاجت تو ہے مگر تم سے نہیں اور جس سے مجھے حاجت ہے وہ میرے حال سے واقف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کوئی مدد نہیں لی۔ مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مدد کرنے کی گزارش کی تھی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جداعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے اس احسان کا بہترین بدلہ دینا تھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! میں اپنے رب تعالیٰ کے قرب خاص میں جارہا ہوں۔ جہاں کوئی نبی اور رسول نہیں جاسکتا، حتیٰ کہ اے جبرئیل تو بھی نہیں جاسکتا اب اگر تمہارے پاس کوئی حاجت ہے، تو بتاؤ؟ میں اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کردوں گا۔ (پیغام معراج، ص۱۸۴)

حضرت جبرئیل علیہ السلام انبیائے کرام کی خدمت میں حاضری دیتے اور ان کی حاجت پوری فرماتے اور ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جبرئیل امین کی حاجت پوری فرمائی۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا، یارسول صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میری یہ تمنا ہے کہ روز قیامت جب آپ کی امت پل صراط سے گزرنے لگے تو میں پل صراط پر اپنے نورانی پر بچھادوں تا کہ آپ کی امت آسانی سے گزر جائے۔ (مدارج النبوۃ، ج۱، سیرت حلبی، ص۳۴۴، نزہۃ المجالس، ج۲)

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پل صراط اگر چہ بہت نازک جگہ ہے لیکن جب قیامت کے دن امت پل صراط سے گزرنے والی ہوگی تو نبی رحمت، شفیع امت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پل صراط کے پاس کھڑے ہوکر دعا فرمارہے ہوں گے۔ رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ ، رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ یعنی اے میرے رب تعالیٰ! میری امت کو آسانی سے گزار دے اور جب امت کے گزرنے کی دعا امت کے غمخوار خود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کی ہے تو اب جبرئیل کے پر بچھانے کی حاجت کہاں ہے۔

اسی کو عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

عرش اعظم: ہمارے آقا، دو عالم کے تاجدار، محبوب خدا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عرش پر جلوہ گر ہوئے۔ سدرہ سے عرش تک ستر ہزار پردے ہیں اور ہر پردے کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ عرش کے اوپر نہ کوئی مکان ہے نہ سامان۔ سب عرش کے نیچے ہیں۔ عرش کے اوپر لامکاں ہے جب ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عرش اعظم پر جلوہ گر ہوئے تو اس وقت یہ کیفیت تھی کہ سدرۃ المنتہیٰ نیچے، ساتوں آسمان نیچے، ساتوں زمین نیچے، زمین وآسمان میں رہنے والے نیچے، بیت اللہ نیچے۔ بیت المقدس نیچے۔ فرشتوں کا کعبہ بیت المعمور نیچے۔ جنت نیچے۔

اللہ تعالیٰ کا عرش نیچے تھا اور قدم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب کے اوپر۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرعرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

درود شریف:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب رحمت عالم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس قدر رفعت وبلندی بخشی کہ ساری مخلوق کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں کے نیچے کردیا اور دکھا دیا اور فرمادیا۔ اے میرے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے اپنی کل کائنات کو تیرے قدموں کے نیچے کردیا ہے اور تیرے قدموں کو ساری مخلوق کے سر کا تاج بنادیا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

زہے عزت واعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

آقائے کائنات، محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب عرش اعظم پر جلوہ گر ہوئے تو عرش نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن عظمت کو تھام لیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم صرف آپ کی ذات اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال احدیت اور جمال صمدیت سے آگاہ فرمایا، اور میں غمزدہ ہوں، آہیں بھرتا

ہوں، مگر کوئی راہ نہیں پاتا جس سے اپنی حاجت پوری کروں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اعظم خلق بنایا ہے اور میں ہیبت وخوف میں مبتلا ہوں۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو میں اس کے ہیبت وخوف سے کانپنے لگا پھر میرے پایہ پر لکھا لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تو میری ہیبت وگھبراہٹ اور بڑھ گئی اور میں لرزنے اور کانپنے لگا، پھر جب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا تو مجھے سکون حاصل ہوا اور میرا ہلنا اور کانپنا دور ہوا اور میری بے چینی اور گھبراہٹ ختم ہوگئی۔ آپ کا اسم مبارک میرے دل کے لئے چین اور قلب کے لئے اطمینان کا سبب ثابت ہوا۔ مجھ پر آپ کے اسم گرامی کی برکت ظاہر ہوئی اب تو بہت کچھ برکتیں حاصل ہوں گی۔ اسلئے کہ آپ کی نظر کرم مجھ پر پڑگئی ہے۔ اَنْتَ الْمُرْسَلُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ آپ تو تمام عالم کے لئے رحمت والے رسول ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور یقیناً مجھے بھی آپ کی رحمت کا حصہ ضرور ملے گا۔ (مدارج النبوۃ، ج ا، ص ۳۰۸)

اے ایمان والو! جب اللہ تعالیٰ کا عرش اعظم ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکارتا ہے اور یارسول اللہ کہتا ہے تو ہم غلامان سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حق زیادہ ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پکاریں اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہیں۔ اور عرش اعظم کہتا ہے کہ ہم گھبرا رہے تھے، کانپ رہے تھے۔ آپ کا نام پاک جب مجھ پر لکھ دیا گیا تو آپ کے نام مبارک کی برکت سے میری گھبراہٹ اور بے چینی دور ہوگئی۔ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک سے فائدہ پہونچتا ہے۔ جیسا کہ عرش کی گھبراہٹ اور بے چینی ختم ہوئی تو مجھے بتانا اور کہنا یہ ہے کہ جب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک سے عرش کو فائدہ ملا تو اگر مومن یعنی غلام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام لیں اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکاریں تو ضرور بالضرور فائدہ ملے گا۔

عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور براق دونوں سدرہ پر رُک گئے تو آپ کی خدمت میں رفرف پیش کیا گیا جو سبز رنگ کا تھا اور اس کا نور سورج کی روشنی پر غالب تھا آپ اس رفرف پر سوار ہوکر عرش اعظم پر جلوہ فرما ہوئے۔

(معارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۵۲، انوار محمدیہ، ص ۳۴۸)

عاشق مصطفیٰ امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب نقشہ کھینچا ہے

جھکا کا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ، گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا، وہ گرد قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے، چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

درود شریف:

ہمارے آقا معراج کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رفرف پر سوار ہو کر عرش سے آگے تشریف لے گئے۔ (الیواقیت والجواہر، ص ۳۵)

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رفرف پر سوار تھے۔ سفر جاری تھا، آگے بڑھتے رہے، بہت سے نورانی حجابات و مقامات طے کرنے کے بعد رفرف بھی رخصت ہو گیا، اب ہمارے حضور پر نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تنہا جانے والے تھے۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سراغ این ومتی کہاں تھا، نشان کیف والی کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

ہمارے سرکار مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لامکاں میں ستر حجاب نور کے طے کیے، اس وقت ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ کو وحشت سی معلوم ہوئی (یعنی کچھ گھبراہٹ اور اکیلا پن معلوم ہوا) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز میں یہ ندا سنائی دی۔ قِفْ یَامُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ ۝
اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ٹھہریئے۔ آپ کا رب تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں متفکر ہوا کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آواز کہاں سے آئی اور مجھے میرے ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آواز سے انس اور قرار حاصل ہوا۔ اور مجھ سے وحشت دور ہو گئی۔

(مواہب اللدنیہ، ج ۲، ص ۳۴، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۳۰۵)

اے ایمان والو! زمین والے، زمین پر، آسمان والے آسمان پر۔ عرش والے عرش پر، اور خود خالق و مالک اللہ تعالیٰ لامکاں میں اپنے پیارے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

درود شریف:

پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا ہوئی:۔ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ ۔
اے ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ قریب آ۔ اے احمد قریب آ۔ اے محمد قریب آ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم
(مدارج النبوۃ، ج ا، ص ۳۰۵)

اور ہمارے اعلیٰ حضرت عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
بڑھ اے محمد! قریں ہو احمد قریب آ سرور مجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی، یہ کیا سماں تھا، یہ کیا مزے تھے

درود شریف:

دیدارِ رب تعالیٰ آنکھوں سے

اے ایمان والو! ہمارے پیارے نبی معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ کی عین ذات کا دیدار کیا۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱) اِخْتَلَفَ فِیْ تِلْکَ الرُّوْیَۃِ فَقِیْلَ رَاٰہُ بِعَیْنِہٖ حَقِیْقَۃً وَھُوَ قَوْلُ جُمْھُوْرِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ
(تفسیر صاوی، پارہ ۲۹، ص ۱۱۶)

اس رویت باری تعالیٰ میں اختلاف ہے کہا گیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہی قول جمہور صحابہ اور تابعین کا ہے۔

۲) اِنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ اَکْثَرِ الْعُلَمَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ بِعَیْنَیْ رَاْسِہٖ لَیْلَۃَ الْاِسْرَاءِ (شرح مسلم، ص ۹۷)

یعنی اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

۳) ہمارے آقا معراج کے دولہا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ رَاَیْتُ رَبِّیْ ۔ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔ (فتح الباری ابن حجر، ج۱۰،ص۲۳۲)

۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قَدْرَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ (ترمذی، ج۲،ص۱۰۷) یعنی بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۱۹،ص۱۹۸، فتح الباری، ج۸،ص۶۰۸)

۶) ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا۔

هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ . قَالَ نَعَمْ کیا؟ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں۔ (شفا شریف، ج۱،ص۱۹۷)

۷) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا

۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے، کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے۔

(شرح مسلم نووی، ج۱،ص۹۷، فتح الباری، ج۸،ص۶۰۸، شفا شریف، ج۱،ص۱۹۶)

۹) حضرت امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار رب تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ دیکھا ہے۔ دیکھا ہے۔ اتنی بار فرماتے کہ آپ کی سانس ٹوٹ جاتی۔ (روح المعانی، ج۱۴،ص۵۲، روح البیان، ج۹،ص۲۲۳)

۱۰) پیروں کے پیر، روشن ضمیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رویت باری تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار سوائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کسی اور کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا۔ (الیواقیت الجواہر، ج۱،ص۱۲۸)

محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسمائے رب تعالیٰ کی بارگاہ سے گزرے تو ان اسماء کی صفات کے مظہر ہو گئے جب صفت رحیم سے گزرے تو رحیم ہوئے۔ صفت غفور سے گزرے تو غفور ہو گئے۔ صفت کریم سے گزرے تو کریم ہو گئے۔ صفت حلیم سے گزرے تو حلیم ہو گئے۔ صفت شکور سے گزرے تو شکور ہو گئے۔ صفت جواد سے

گزرے تو جواد ہو گئے۔ اسی طرح دیگر اسمائے رب تعالیٰ کی بارگاہ سے گزرتے گئے۔ یہاں تک کہ معراج سے واپس تشریف نہیں لائے مگر کامل واکمل ہو گئے۔ (الیواقیت الجواہر ص ۳۶)

حدیث شریف: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ رَبِّىْ فِىْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَىَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَىَّ فَعَلِمْتُ مَافِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (مشکوٰۃ ص ۶۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو حسین صورت میں دیکھا پھر اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا اس سے میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک پائی اور زمین وآسمان کی ہر چیز کو میں نے جان لیا۔

اور مواہب اللدنیہ، ج ۲، ص ۲۹، اور روح البیان، ج ۲، ص ۴۰۲ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

فَاَوْرَثَنِىْ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اولین وآخرین کے علوم کا وارث بنا دیا۔

مَقَامِ دَنَا فَتَدَلّٰى : پھر ہمارے حضور پرنور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کے قرب خاص میں اتنا قریب ہوئے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا۔ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ (پ ۲۷، ع ۵)

ترجمہ: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنز الایمان)

یعنی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قریب ہوئے اپنے رب تعالیٰ سے اور زیادہ قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ ہمارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دو کمانوں کے مقدار یا اس سے زیادہ قریب ہوا۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اُٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے، ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل فرقت، جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ہے اول، وہی ہے آخر، وہی ہے ظاہر، وہی ہے باطن
اسی کے جلوے، اسی سے ملنے، اسی سے، اس کی طرف گئے تھے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور پُرنور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنے علوم کا سرمایہ عطا کیا ہے؟ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں تمام اولین وآخرین کے علوم مجھے دیئے گئے اور زمین وآسمان میں جو کچھ ہے۔ سب کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

مگر نہیں مانتا تو بے ایمان وہابی، دیوبندی

ان کا عقیدہ ملاحظہ کرو اور ان سے بچتے رہو اور اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔

وہابی کا عقیدہ: (۱) وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا حال، کہ قبر میں اور قیامت کے دن میرے ساتھ اچھا ہوگا یا نہیں کچھ معلوم نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۴۱)

(۲) وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے" اور لکھتے ہیں کہ "شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے اور شیطان وملک الموت کا علم قرآن سے ثابت ہے اور رسول اللہ کا علم قرآن سے ثابت نہیں" اور جو شخص رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)

حضرات! جو حدیث بیان کی گئی اسے آپ حضرات نے بغور سن لیا ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا کہ میں نے زمین وآسمان میں جو کچھ ہے اور اول وآخر ساری چیزوں کو جان لیا اور وہابی، دیوبندی کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو کچھ بھی علم نہیں حتیٰ کہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ تو آپ کو اب یقین ہو گیا ہوگا کہ وہابی، دیوبندی دشمن رسول ہیں، مومن نہیں منافق ہیں ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا لازمی وضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ سے بے حجاب کلام کیا

اللہ تعالیٰ کی عین ذات کا اپنے سر کی آنکھوں سے دیدار فرمایا، اور اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات روبرو ہے اور اپنے رب تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا تو آسمان کے نیچے زمین میں کوہ طور پر بے شمار حجابات کے بیچ، مگر ہمارے نبی معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں تو زمین سے اوپر آسمانوں کے آگے عرش کے اوپر لامکان میں روبرو ذات رب تعالیٰ ہے اور بغیر حجاب کے۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰیO (پ ۲۷، رکوع ۵)

ترجمہ: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنزالایمان)

حضرات! ہمارے آقا شب اسراء کے دولہا، مہمان خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب دیدار کی نعمت اور کلام کے شربت سے نوازے جاچکے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ احدیت میں محبوب اکبر اور بندۂ خاص کی حیثیت سے تحفہ پیش کیا۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ۔ تمام بدنی، زبانی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تحیات وصلوٰۃ اور طیبات کا تحفہ آپ نے میری بارگاہ میں مجھے پیش کیا تو تمہارا رب تعالیٰ بھی تم کو سلام کا انعام عطا فرماتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ یعنی اے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر سلام ورحمت اور برکت نازل ہو۔ (معارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۳۹)

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا شان ومرتبہ ہے معراج کے دولہا ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اگر ہم کو، یا آپ کو، کوئی حاکم یا بادشاہ، سلام کرلے تو ہمارا اور تمہارا سر فخر سے اونچا ہو جاتا ہے تو غور کرو اور بتاؤ کہ اس محبوب پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت ورفعت کا عالم کیا ہوگا۔ جس کو خود خالق ومالک بادشاہوں کا بادشاہ احکم الحاکمین سلام فرماتا ہے۔

حضور کے صدقے عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لاکھوں سلام خوب فرمایا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اللہ تعالیٰ کے سلام کی بے شمار رحمتیں وبرکتیں، جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہو رہی تھیں

اس وقت شفیع امت، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو یاد فرماتے ہیں تو رب تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں یوں عرض کرتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. یعنی اے اللہ تعالیٰ تیرا سلام، ہم پر، اور تیرے نیک بندوں پر یعنی میری تمام امت پر بھی تیرا سلام ہو۔ (معارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۴۹)

اے ایمان والو! ہمارے آقا رحمت و برکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم گنہگار امت پر کتنے مہربان اور شفیق ہیں کہ وہاں یعنی لامکاں، قرب خاص میں۔ جہاں نہ کوئی نبی و رسول اور نہ فرشتے کی گزر ہے ہم گنہگاروں کا ذکر کیا۔ اور ہم امتیوں کو یاد فرمایا۔ اب ہم امت کا، غلاموں کا، فرض کیا ہے کہ ایسے رؤف و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھول جائیں ہرگز نہیں ہوسکتا، ہم غلامان سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے پیارے آقا، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو صبح وشام، رات و دن یاد کریں گے۔ محفل میلاد و معراج سجا کر یاد کریں گے۔ آپ کا نام مبارک چوم کر یاد کریں گے۔ ہر نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھ کر یاد کریں گے۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

اور ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا کی محبت کا فیصلہ یہ ہے، جو بزبان سرکار اعلیٰ حضرت ہے کہ۔

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

درود شریف:

حضرات! جب فرشتوں کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرب خاص میں معراج کے دولہا، محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجا اور حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تحیات وصلوات اور طیبات کا نذرانہ رب تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں پیش کیا ہے تو فرشتوں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (معارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۴۹)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حضرات! ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سفر معراج یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب سے واپس ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سفر سے واپس ہونے والا واپس آتا ہے تو اپنے گھر والوں کے لئے۔ دوست واحباب کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ لاتا ہے۔ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم ایک عظیم سفر پر اور عظیم بارگاہ میں آئے ہو۔ امت کے لئے کیا تحفہ لے جاؤ گے؟ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عرض کیا میرے رب کریم جو تو عطا فرمائے گا وہی لے کر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تم نے میری بارگاہ میں پیش کیا اور میں نے جو تم کو دیا یعنی سلام اور فرشتوں نے جو کہا وہ تحفہ تم اپنی امت کے لئے لے جاؤ تا کہ آپ کی امت اس کو نماز میں پڑھیں اور ہمیشہ ہمیش کی سعادت حاصل کریں۔ (معارج النبوۃ، ج۳، ص۱۵۲)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۷ ﴾

رجب شریف

چوتھا جمعہ..................................دوسرا بیان

شب معراج کی عبادتیں

Scanned by CamScanner

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۝ (پ۲۷،رکوع۵)

ترجمہ: پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ نے شب معراج، لامکاں، اپنے قرب خاص میں محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آپ کی امت کے لئے جو تحفہ عطا فرمایا وہ تحفہ نماز ہے۔

حدیث شریف: فُرِضَتۡ عَلَیَّ الصَّلٰوةُ خَمۡسِیۡنَ صَلٰوةً فِیۡ کُلِّ یَوۡمٍ فَرَجَعۡتُ۔

(مسلم، ج:۱،ص:۹۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲۸)

مجھ پر یعنی میری امت پر اور مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر میں واپس آیا۔

یاد امت: ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رب تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور کس شان سے دیکھا، قرآن پاک فرماتا ہے۔ مَازَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۝ (پ۲۷،ع۵)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ (کنزالایمان)

Scanned by CamScanner

مطلب پلک بھی نہ جھپکی اور دیدار ہوتا رہا۔ پھر ہمارے پیارے آقا رحمت تمام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اس کے بعد راز و نیاز کی باتیں ہوئیں جن کی کسی کو خبر نہیں۔ (معارج النبوۃ، ج ۳، ص ۱۵۲)

رب تعالیٰ نے فرمایا۔ حَبِیْبِیْ اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوَاکَ خَلَقْتُ لِاَجْلِکَ۔

یعنی اے میرے حبیب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے علاوہ جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے وہ سب تیرے لئے پیدا کیا ہے

معراج کے دولہا، پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عرض کرتے ہیں۔ اِلٰھِیْ اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوَاکَ تَرَکْتُ لِاَجْلِکَ میرے معبود میں ہوں اور تو ہے اور میں نے تیرے علاوہ سب کچھ چھوڑ دیا۔

(معارج النبوۃ، ج ۳، بحوالہ پیغام معراج، ص ۱۹۱، ۱۹۲)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے فرماتا ہے۔ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کی مرضی سے کچھ مانگو۔ جو تمہارا جی چاہے مانگ لو۔ تمہاری رضا میں میری رضا ہے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو چاہو مانگ لو تو میرے رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عرض کرتے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ اے رب! میری امت میرے حوالے فرمادے اور ایک روایت میں ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عرض کیا۔ اَلصَّالِحُوْنَ لِلّٰهِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ یعنی اے رب تعالیٰ! میری امت کے نیک لوگوں کو تو لے لے اور میری گنہگار امت کو مجھے دیدے۔

(معارج النبوۃ، ج ۳، بحوالہ پیغام معراج، ص ۱۹۳)

کیا ہی خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ
صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

اللہ تعالیٰ کا خطاب ستر ہزار مرتبہ

ستر ہزار مرتبہ خطاب باری تعالیٰ ہوتا ہے حَبِیْبِیْ سَلْ مَا شِئْتَ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو چاہو مانگ لو، ہر مرتبہ یہی عرض کرتے ہیں۔ میرے رب تعالیٰ میری امت مجھے دیدے۔ اس میں یہ راز ہے کہ امت جب مل جائے گی تو گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی شفاعت سے جنت میں داخل کردوں گا کیوں کہ رب تعالیٰ کی عطا سے جنت میری ہے اور امت بھی میری ہے مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت سے کافرومشرک اور منافق، وہابی، دیوبندی محروم رہیں گے اور مومن وفادار حتیٰ کہ گنہگار سرفراز کیے جائیں گے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور طلب کو قبول فرمایا اور امت کی بخشش کا وعدہ فرمایا۔ اب ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کے دیدار پُر بہار سے مشرف ہو کر امت کی بخشش کا پروانہ حاصل کر کے پچاس وقت کی نماز کا تحفہ لے کر واپس تشریف لائے۔ (پیغام معراج، ص ۱۹۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

حدیث شریف: فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً کُلَّ یَوْمٍ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص ۵۲۸)

یعنی ہمارے آقا معراج کے دولہا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہر دن

میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو روکنا چاہتے تھے اور چہرہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بار بار جلوۂ خدا دیکھنا چاہتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ کوہ طور پر صفت کی تجلی تھی اور نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں رب تعالیٰ کی ذات کی تجلی ہے۔ اور طور پہاڑی وسیلہ بنی اور جب تجلی کا نزول ہوا تو طور پہاڑی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی اور میں بے ہوش ہو گیا اور دل کی حسرت دل میں رہ گئی۔ میرا خواب پورا نہ ہوا تھا، آرزو باقی تھی، اب وقت آیا ہے کہ دل کی حسرت پوری کروں، آرزوؤں کی تکمیل کروں مگر ان کو روکوں کیسے ان کو روکنا آسان نہیں ہے تو امت کی کمزوری اور امت کی پریشانی کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ آپ کی امت کمزور ہے ہر روز پچاس وقت کی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ اپنے رب کے پاس جائیے اور نمازیں کم کرائیے۔

اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا کہ پچاس وقت کی نمازیں زیادہ ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیا یہ علم نہیں تھا اور جب اللہ تعالیٰ کو پانچ نمازیں فرض کرنی تھیں تو شروع میں پہلے پچاس نمازیں کیوں فرض کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بھی علم تھا اور بے شک وشبہ علم تھا کہ پانچ وقت کی نمازیں ہی فرض رہیں گی۔

مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بار بار اپنے قرب میں بلانا چاہتا تھا اور معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی بار بار قرب خاص میں جلوہ گر ہو کر رب تعالیٰ کا دیدار کرنا چاہتے تھے اور امت کو یہ خبر دینا چاہتے تھے کہ میری شان وعظمت کو میرے غلامو! خوب جان لو اور پہچان لو کہ بظاہر ایک بار رب تعالیٰ نے بلایا اور نو بار میں اپنی مرضی سے گیا۔

درود شریف:

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں پچاس وقت کی نمازیں زیادہ ہیں رب تعالیٰ کے پاس جا کر نمازیں کم کرائیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کے قرب خاص میں حاضر ہوئے۔ نمازیں کم کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز کو کم کر دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پینتالیس وقت کی نمازیں لیکر واپس ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، رب تعالیٰ نے کتنی نمازیں معاف کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: پانچ وقت کی نمازیں کم ہوئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں عرض کرتے ہیں کہ اب بھی نمازیں زیادہ ہیں کم کرائیے۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار بھیج رہے ہیں کہ نمازیں زیادہ ہیں کم کرائیے۔

نکتہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام محبوب خدا، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ منورہ میں جلوۂ خدا دیکھنا چاہتے تھے اس لئے نمازیں کم کرانے کے بہانے سے آپ کو بھیج رہے تھے کہ بار بار مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدا کو دیکھیں اور بار بار میں مصطفےٰ کو دیکھوں گا۔

خدا کا دیدار مصطفےٰ کی معراج ہے
اور مصطفےٰ کا دیدار موسیٰ کی معراج ہے

درود شریف:

اے ایمان والو! اگر ہمارے آقا، معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد اقصیٰ نہ جاتے بلکہ سیدھے آسمانوں سے ہو کر سدرہ پر اور لامکاں چلے جاتے۔ تو آپ کی معراج تو ہو جاتی لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معراج نہ ہو پاتی۔ کیوں کہ آپ کی معراج خدائے تعالیٰ کو دیکھنا ہے اور کائنات کی معراج آپ کو دیکھنا ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ جب معراج کے دولہا نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انبیائے کرام کے امام بنے تو آپ کی بشریت کی معراج ہوئی اور جب سدرہ پر جبرئیل امین سے آگے تشریف لے گئے تو آپ کی نورانیت کی معراج ہوئی اور جب عرش سے آگے بڑھے تو آپ کی حقیقت کی معراج ہوگئی اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب آپ نبیوں کے امام ہوئے تو نبیوں کی معراج ہوئی۔ آسمانوں پر پہونچے تو آسمانوں کی معراج ہوئی۔ سدرہ پر پہونچے تو سدرہ کی معراج ہوئی۔ عرش پر پہونچے تو عرش کی معراج ہوئی اور جب آپ دَنیٰ فَتَدَلّٰی اور فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی پر پہونچے اور عین ذات رب تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا تو آپ کی معراج ہوگئی کیونکہ کائنات کی معراج یہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھے اور آپ کی معراج یہ ہے کہ آپ خدا کو دیکھیں۔

ان کی معراج یہ ہے کہ خدا تک پہونچے
ہماری معراج یہ ہے کہ ہم ان کے قدم تک پہونچے

درود شریف:

اے ایمان والو! ہزاروں ہزاروں سال کا سفر، سفر معراج، رات کے بہت ہی قلیل وقت میں طے فرمایا اور واپس تشریف لائے تو زنجیر بھی ہل رہی تھی، بستر گرم تھا، اور وضو کا پانی بہہ رہا تھا۔

(روح المعانی، ج ۱۵، ص ۱۲، روح البیان، ج ۳، ص ۳۰۲)

عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے
نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

درود شریف:

شب اسریٰ کے دولہا ہمارے پیارے نبی شفیع امت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی واپسی ہوئی مسجد حرام میں تشریف لائے۔

حدیث شریف: فَاسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ تو میں واپس ہوا تو مسجد حرام میں تھا۔

(شفاء شریف، ج ۱، ص ۲۳۶)

ہمارے پیارے نبی، معراج کے دولہا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معراج سے واپس آکر سفر معراج کا ذکر فرمایا تو مومنوں نے دل وجان سے تسلیم کیا اور کفار ومشرکین نے انکار کیا اور خوب ہنسی اور مذاق بنایا، ابوجہل لعین کفار مکہ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچا اور کہنے لگا تمہارے صاحب اور تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہتے ہیں کہ میں رات بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے اتنا طویل سفر کرکے واپس بھی آگیا۔ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا یہ جھوٹی بات نہیں ہے؟ بتاؤ اب تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں تصدیق کرتا ہوں کہ ہمارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سچ فرمایا ہے حق فرمایا ہے۔ صبح ہوئی تو آپ صدیق اکبر کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۳، ص ۱۰)

سید السادات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ اِسْمَ اَبِىْ بَكْرٍ مِّنَ السَّمَآءِ الصِّدِّيْقُ۔

سرچشمہ ولایت حضرت علی ابوالحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ (روح البیان، ج ۳، ص ۳۰۵)

کفار مکہ نے جب واقعۂ معراج سنا تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔ مقصد یہ تھا کہ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو کسی طرح جھوٹا ثابت کر دیں اور شمع اسلام کو بجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ جسے بلند فرمائے اسے کون مٹا سکتا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

درود شریف:

ان کافروں میں اکثر ایسے بھی تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ کفار کہنے لگے اگر آپ سچے ہیں تو بیت المقدس کی نشانیاں ہمیں بتائیں۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان کرنی شروع فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام پردے ہٹا کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے پیش نظر بیت المقدس کر دیا۔ کفار سوال کرتے جاتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم بیت المقدس کو دیکھ کر جواب دے رہے تھے۔

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک
دیار کہکشاں میں روشنی ہے

شب معراج کی عبادت

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ رجب کی ستائیسویں رات میں عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے جس نے اس رات میں بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر قرآن کریم کی کوئی سورہ پڑھے اور دو رکعت پر تشہد (التحیات للہ آخر تک) پڑھ کر (بعد درود) سلام پھیرے اور بارہ رکعتیں پڑھنے کے بعد سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ تو دنیا و آخرت کے امور کے متعلق جو کچھ چاہے دعا کرے اور صبح میں روزہ رکھے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے گا مگر یہ کہ وہ کسی گناہ کی دعا نہ کرے۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص ۳۷۳)

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رجب وہ پُر عظمت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نیکیوں کا ثواب کئی گنا زیادہ دیتا ہے۔ جس نے اس ماہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو گویا اس نے سال بھر کے

روزے رکھے اور جس نے اس ماہ میں سات دن کے روزے رکھے تو اس پر دوزخ کے سات دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جس نے اس ماہ میں آٹھ دن کے روزے رکھے اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس ماہ میں دس دن کے روزے رکھنے والا اللہ سے جو مانگے گا وہ اسے عطا کرے گا اور جو اس ماہ میں پندرہ روزے رکھے تو آسمانی منادی آواز دیتا ہے اے روزہ دار! تیرے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے اب نیک عمل شروع کردو، جو زیادہ اچھے عمل کرے گا اسے زیادہ ثواب دیا جائیگا۔ (ماثبت بالسنہ مترجم ص ۱۷۱۰، بحوالہ شعب الایمان بیہقی)

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جسے رجب کہا جاتا ہے وہ یعنی (اس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے جو رجب میں ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اُسے اس نہر سے سیراب فرمائے گا۔

(درۃ الناصحین ص ۸۸، بحوالہ شعب الایمان، بیہقی)

(۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ راتوں میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی (۱) رجب کی پہلی رات (۲) شعبان کی پندرہویں رات (۳) جمعہ کی رات (۴) عید کی رات (۵) بقر عید کی رات۔ (مکاشفۃ القلوب، عربی ص ۲۳۹، بحوالہ دیلمی)

دُعا

حضرات! شب معراج تو ماہ رجب کی تمام راتوں سے افضل و برتر ہے تو اس رات میں بدرجۂ اولیٰ کوئی دعا انشاء المولیٰ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ رد نہیں ہوگی۔ دعاء سے پہلے اور دعاء کے بعد درود شریف ضرور پڑھے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود کے طفیل دعاء کو شرف قبولیت بخشے۔

جشن معراج

معراج شریف کا جشن منانا، مومنوں کا حصہ ہے اور منافقوں کو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کوئی غرض ومطلب نہیں ہے تو جشن معراج سے ان کو کیا فائدہ؟ ہاں ایمان والا مسلمان رجب شریف کی ستائیسویں شب سے پیار ومحبت کرتا ہے کہ یہی رات ہمارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب رب تعالیٰ میں پہونچ کر دیدار کا شرف حاصل ہوا اور اسی رات میں امت کے لئے نماز جیسی اعلیٰ عبادت کا تحفہ ملا۔ اسی رات اللہ تعالیٰ نے

امت کی بخشش کا وعدہ فرمایا۔ اس لئے ہم ایمان والے معراج کی رات میں جشن معراج کی محفل کا انعقاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب، معراج کے دولہا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر سنتے اور سناتے ہیں۔ درود وسلام پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، نیاز و فاتحہ دلاتے ہیں دعائیں ہوتی ہیں، کھانے کھلائے جاتے ہیں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہے۔

اے ایمان والو! سوچو اور غور کرو کہ جشن معراج منانے میں کوئی ایسا عمل ہے جو ناپسندیدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اور پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر ہے۔ درود وسلام ہے۔ نیاز و فاتحہ ہے دعائیں ہیں۔ کھانا کھلانا، مٹھائیاں بانٹنا ہے یہ سارے اعمال برکت ورحمت والے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے ہیں۔ مگر منافق تو الٹی ہی چال چلتا ہے اس کو ہر وہ عمل اچھا نہیں لگتا جس میں مدینے والے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان ظاہر ہوتی ہو۔ مگر سنی مسلمان کا ایمان تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر ہو۔ نعت ہو۔ درود وسلام ہو

اسی لئے عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اپیل: اے ایمان والو! خوب غور سے سن لو، اور یاد رکھو اور اپنی غلامی کا رشتہ نبی پاک مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خوب مضبوط کرلو، وہابی، دیوبندی، بدعت وشرک کہتا رہے ایک نہ سنو۔ اپنے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے معراج کا واقعہ خوش ہوکر دل سے سنو اور صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرکے، نامۂ اعمال کو نیکیوں سے پُر کرلو۔ معراج کی رات میں خوب نوافل پڑھو۔ درود وسلام کثرت سے پڑھو۔ خوشیوں کا اہتمام کرو دن میں روزے رکھو۔ ثواب ہی ثواب ہے۔ مگر ایمان والے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان تمام نیکیوں کو حاصل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

پہلا جمعہ.................................پہلا بیان

سراج الامۃ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ الْبَغْدَادِیْ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیْ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲ع۱۶)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنزالایمان)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، لَوْکَانَ الدِّیْنُ عِنْدَالثُّرَیَّا لَذَھَبَ بِہٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ اَوْقَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتّٰی یَتَنَاوَلَہٗ ۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ھٰٓؤُلَاءِ ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دین کا علم ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو بھی فارس کا ایک مرد اُسے حاصل کر لیتا۔

نیز حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھے اور ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سلمان فارسی کے

بدن پر اپنا ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ اگر ایمان (علم دین) ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو بھی ان کی قوم کے کچھ لوگ اُسے حاصل کر لیتے۔ (صحیح مسلم شریف، ص ۳۱۲، ج ۲، باب فضل فارس)

درود شریف:

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

تمہید: حضرات! حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحر شریعت و طریقت کے تیراک اور رموز حقیقت کے شناسا تھے، فراست و ذکاوت میں ممتاز اور تفقہ فی الدین میں یکتائے روزگار اور پوری دنیا آپ کے محاسن و اوصاف سے بخوبی واقف ہے۔

سبحان اللہ! آج تیرہ سو سال کے قریب ہو گئے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو وصال فرمائے ہوئے مگر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرچم علم آج بھی بلند ہے اور دنیا کے کونے کونے میں قیامت تک بلند رہے گا۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا حنفی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

شافعی، مالک، احمد، امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

امام اعظم کی پیدائش: ۸۰ھ کوفہ میں ہوئی۔

امام اعظم کا نام مبارک: نعمان، کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔

امام اعظم کا نسب: آپ فارسی النسل ہیں، آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں، سلسلہ نسب اس طرح ہے، نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں۔

آپ کے دادا اسلام لائے: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان (جن کا نام بعض ائمہ نے زوطی اور بعض نے نعمان لکھا ہے، اس طرح آپ کا نام نعمان ہے اور آپ کے دادا جان کا نام بھی نعمان ہے) نعمان مشرف بہ اسلام ہو کر کوفہ شہر میں بس گئے۔

مولیٰ علی کی دعا: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی جب پیدا ہوئے تو آپ کے دادا نعمان اپنے بیٹے حضرت ثابت کو لے کر سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو خلیفہ چہارم سید السادات حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے اور ان کی آنے والی اولاد کے لئے دعائے خیر فرمائی تو اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ حضرت ثابت کے گھر امت کا سراج اور اتنا عظیم امام پیدا ہوا جن کو دنیا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کہتی ہے۔

درود شریف:

(۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضور اسمٰعیل بن حماد فرماتے ہیں کہ

میرے پر دادا، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے والد، ثابت جبکہ وہ چھوٹے سے تھے تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

فَدَعَالَهُ بِالْبَرَكَةِ فِيهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَنَحْنُ نَرْجُوا مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ ذَالِكَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ فِيْنَا (تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۲۷، تبییض الصحیفہ، ص ۳۱، الخیرات الحسان، ص ۳۰)

تو آپ نے ثابت کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا کی، ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت مولیٰ علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمائی ہے۔

اے ایمان والو! ہمارے آقا حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت و تاثیر کا عالم ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ جس کو ان کی دعا نصیب ہو جائے تو وہ ادنیٰ ہو تو اعلیٰ و اعظم بنتا نظر آتا ہے، دیکھئے ابوحنیفہ، امام اعظم ہو گئے۔

امام اعظم کی صحابہ سے ملاقات ہوئی آپ تابعی ہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بائیس یا چھبیس صحابہ موجود تھے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصریح کی ہے کہ آٹھ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ کی ملاقات ثابت ہے۔ خصوصاً حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عوفی، حضرت مقعل بن یسار اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

(تاریخ بغداد، الخیرات الحسان، ص ۸۰)

حدیث شریف: مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ ○ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۶، مشکوٰۃ شریف، ص ۳۲)

یعنی اللہ تعالیٰ جس کو بہت بڑی بھلائی دینا چاہتا ہے تو اسے دین کا فقیہ بناتا ہے۔

حدیث میں آپ کے متعلق بشارت: عاشق رسول، محدث جلیل حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس حدیث شریف میں بشارت دی ہے جسے ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ ہمارے پیارے آقا، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ کَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ یعنی اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے رہنے والوں میں سے ایک شخص اُسے حاصل کرے گا۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۹۷، تبییض الصحیفہ، ص ۶)

اور بخاری شریف، مسلم شریف میں اس طرح ہے۔ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ یعنی اگر ایمان ثریا پر ہوا تو فارس کے لوگ اس کو حاصل کرلیں گے۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تبییض الصحابہ، ص ۶)

اور! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت یہ ہے کہ آقا کریم، مصطفےٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَوْ کَانَ الدِّیْنُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ نَاسٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ ○ یعنی اگر دین ثریا پر معلق رہا تو بھی فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے۔ (صحیح مسلم باب فضل فارس، تبییض الصحابہ، ص ۶)

حضرات! ان احادیث کریمہ میں ابنائے فارس اور رجال فارس سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب مراد ہیں۔

توراۃ شریف میں امام اعظم کا ذکر

عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ کا ذکر توراۃ شریف میں ہے۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت میں ایک نور ہوگا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لقب سراج الامۃ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فقہ و تصوف)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں امام اعظم

شیخ الاولیاء، حضرت داتا گنج بخش علی ہجوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں عاشق رسول، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مبارکہ کے سرہانے کی جانب سویا ہوا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک بزرگ کو آغوش مبارک میں لئے ہوئے ہیں اور باب بنی شبیہ میں تشریف لائے تو میں دوڑ کر بر پشت پائش بوسہ دارم یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاؤں مبارک کی پشت پر بوسہ دیا۔ میں متعجب و حیران تھا کہ یہ آغوش مبارک میں کون ہیں؟ تو دلوں پر نظر رکھنے والے، غیب داں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے امام ابوحنیفہ ہیں جو تمہارے ہی ملک کے ہیں۔ (کشف المحجوب، ص ۹۳، تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے گوشہ نشینی کو ترک کیا

ہمارے امام، امام اعظم، ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات خواب میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے حنیفہ! تم کو اللہ تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے اور تم گوشہ نشینی کا ارادہ ترک کر دو۔ اس بشارت کے بعد ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیائے سنت اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

حضرات! ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزاروں مسائل کو جمع کئے اور امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور حضرت عبد اللہ بن مبارک جیسے بے شمار ائمہ و محدثین پیدا کئے بلکہ جتنے ائمۂ کرام اور محدثین عظام ہوئے ہیں یا تو آپ کے شاگرد ہیں یا شاگردوں کے شاگرد ہوئے ہیں اور پوری دنیا میں سب سے زیادہ مسلک حنفی ہی پھولا اور پھلا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک مسلک حنفی پھولتا اور پھلتا رہے گا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۴)

امام محمد باقر نے امام اعظم کی پیشانی پر بوسہ دیا

ہر دور میں مخالفوں، حاسدوں نے ظلم و حسد کو روا رکھا۔ اسی طرح ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مخالفوں، حاسدوں نے بھی آپ کے ساتھ بغض وحسد کی کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی۔ اور آپ کے متعلق یہ بات مشہور کر رکھی تھی کہ امام اعظم قیاس پر عمل کرتے ہیں اور حدیث شریف پر عمل نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آپ نے میرے نانا جان کے دین اور ان کی احادیث کو قیاس سے بدل ڈالا۔ تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا معاذ اللہ! حدیث شریف کی کون مخالفت کرسکتا ہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ: آپ تشریف رکھئے تاکہ میں بھی مؤدبانہ طریق سے آپ کی خدمت میں بیٹھ کر کچھ عرض کرسکوں میرے نزدیک آپ اسی طرح لائق احترام ہیں جیسے آپ کے نانا، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کی نظر میں تھے۔ حضرت امام باقر تشریف فرما ہوئے، تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زانوئے ادب تہ کرکے آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔

امام اعظم ابوحنیفہ: میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ: نماز افضل ہے یا روزہ؟

حضرت امام باقر: نماز افضل ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ: اگر میں قیاس کو حدیث شریف پر ترجیح دیتا تو کہتا کہ حائضہ عورت پر نماز کی قضا ہونی چاہئے نہ کہ روزہ کی۔ حالانکہ میں حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے روزہ ہی کی قضا کا حکم دیتا ہوں۔

امام اعظم ابوحنیفہ: پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا منی؟

حضرت امام باقر: پیشاب زیادہ ناپاک ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ: اگر میں قیاس کو ترجیح دیتا تو کہتا کہ پیشاب سے غسل کرنا چاہئے اور منی سے صرف وضو۔ معاذ اللہ! میں حدیث کی مخالفت کیسے کرسکتا ہوں؟

امام اعظم ابوحنیفہ: عورت کمزور ہے یا مرد؟

حضرت امام باقر: عورت

امام اعظم ابوحنیفہ: وراثت میں عورت کا حصہ کیا ہے؟

حضرت امام باقر: مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ۔

امام اعظم ابوحنیفہ: یہ آپ کے نانا جان، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم ہے۔ اگر میں نے حدیث کو بدل دیا ہوتا تو قیاس کے مطابق مرد کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو حصہ دیتا کیوں کہ عورت کمزور ہے۔

مگر میرا فتویٰ وہی ہے جو قرآن کا حکم ہے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (پ۴، رکوع ۱۳)

ترجمہ: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر ہے۔ (کنزالایمان)

یہ سن کر شہزادۂ رسول حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش محبت میں اٹھ کر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سینے سے لگالیا۔ اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا کیوں کہ ان کو معلوم ہو گیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے قیاس پر عمل نہیں کرتے۔ (حیات ابوحنیفہ ابوزہرہ مصری، ص ۱۲۸)

قیاس حدیث سے ثابت ہے

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم، مصطفےٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اگر تمہیں کوئی فیصلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلہ کروگے؟ تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ قرآن مجید کے حکم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسئلہ قرآن مجید میں نہ ملے تو؟ عرض کی حدیث سے فیصلہ کروں گا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اگر حدیث میں بھی نہ ملے؟ عرض کیا اس وقت اجتہاد وقیاس سے کام لوں گا اور تلاش کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مار کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس کام کی توفیق دی۔ جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ، ص ۳۲۴)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جب کوئی مسئلہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نہ ملے تو قیاس واجتہاد کے مطابق فتویٰ دے۔ اس کام سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم راضی اور خوش ہیں اسی لئے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیاس واجتہاد کو بھی اختیار فرمایا۔

حضرت امام اعظم کی نگاہ ولایت: حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میزان الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ابو یوسف دونوں بڑے کشف والے تھے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ جب لوگوں کے وضو کا دھوون دیکھتے تو ان گناہوں کو پہچان لیتے جو دھل کر پانی کے ذریعے گرتے تھے اور جدا۔ جدا طور پر جان لیتے کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا۔ یا مکروہ کا۔ یا خلاف اولیٰ کا۔ بلا فرق اسی طرح جیسے نظر میں آنے والے جسموں کا کوئی مشاہدہ کرے۔ اور حضرت خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں یہ روایت پہونچی ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے ایک جوان وضو کر رہا تھا اس کا پانی جو گرا تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ کر اس جوان سے فرمایا اے بیٹے ماں، باپ کو ستانے سے توبہ کر، اس نے فوراً توبہ کر لی اور ایک دوسرے شخص کے وضو کے پانی کو دیکھ کر فرمایا: اے بھائی! زنا سے توبہ کر لے، اس نے بھی توبہ کر لی۔

وَرَأٰیُ غُسَالَۃَ اٰخَرَ فَقَالَ تُبْ مِنْ شُرْبِ الْخَمْرِ وَسِمَاعِ اٰلَاتِ اللَّھْوِ فَقَالَ تُبْتُ یعنی اور ایک شخص کے وضو کے پانی کو دیکھ کر فرمایا کہ شراب پینے اور لہو ولعب کی چیزوں کے سننے سے توبہ کر لے تو اس شخص نے توبہ کر لی۔ (میزان الکبریٰ، ص۲۲۵، بحوالہ فتاویٰ رضویہ شریف، ج۱)

اے ایمان والو! جب ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشف وکرامت اور بزرگی کا یہ حال ہے تو ہمارے آقا کریم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بزرگی اور شان وشوکت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

نگاہ ولایت: کچھ بچے گیند کھیل رہے تھے کہ گیند اتفاق سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آپ ہی کے سامنے گری اور بچوں میں سے خوف کے مارے کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ آپ کے سامنے سے گیند اٹھا لے۔ لیکن ایک لڑکے نے دوڑ کر آپ کے سامنے سے جب گیند کو اٹھا لیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا حرامی ہے کیوں کہ اس میں حیا نہیں (ادب نہیں) اور جب معلومات کی گئی تو پتہ چلا کہ واقعی وہ لڑکا حرامی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص۱۲۵)

حضرات! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کا جو بے ادب ہوتا ہے حقیقت میں وہ حرامی ہوتا ہے۔

حضرت امام اعظم کا مناظرہ: (۱) منقول ہے کہ ایک مرتبہ خدا کے منکروں، دہریوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناظرہ کیا اور مطالبہ کیا کہ آپ کسی عقلی دلیل سے خدائے تعالیٰ کے وجود کو ثابت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں تم لوگ کیا کہو گے جو کہے کہ میں نے ایک ایسی کشتی دیکھی ہے جو مال وسامان سے لدی ہوئی تھی اور طوفان کی موجوں میں سلامتی کے ساتھ چلی جا رہی تھی۔ اس پر کوئی ملاح نہیں تھا۔ وہ کشتی خود بخود ہر گھاٹ پر ٹھہرتی تھی اور سامان اتار کر پھر خود بخود طوفان کی موجوں سے بچتی ہوئی آگے چلی جاتی

تھی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ منکرین خدا دہریوں نے کہا یہ سب غلط ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا اور بالکل عقل کے خلاف ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیوں؟ کیا غلط بات ہے؟ تو منکرین خدا دہریوں نے کہا کہ ہماری عقل کبھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ کوئی کشتی بغیر ملاح کے اس طرح طوفان کی موجوں میں سلامتی کے ساتھ چلی جائے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر فرمایا کہ سبحان اللہ! جب ایک کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو پھر زمین آسمان کا سارا نظام بغیر کسی چلانے والے کے کس طرح چل سکتا ہے؟

راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نورانی تقریر سے ان کے قلوب روشن ہو گئے اور ان لوگوں نے کلمہ پڑھا اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ (حیات امام ابوحنیفہ ص ۱۳۶، الخیرات الحسان ص ۱۳۶)

مناظرہ: (۲) ایک مرتبہ "قرأت خلف الامام" یعنی نماز میں امام کے پیچھے قرأت پڑھنے، قرأت کرنے کے مسئلے میں مناظرہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی پوری جماعت سے بیک وقت مناظرہ کرنا غیر ممکن ہے۔ لہٰذا آپ لوگ اپنی جماعت میں سے کسی ایک ایسے شخص کو منتخب کر لیں جو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم ہو۔ تاکہ میں اس سے مناظرہ کروں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک شخص کو منتخب کر کے مناظرہ کے لئے پیش کر دیا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص جو کچھ کہے گا وہ آپ سب لوگوں کا کہا ہوا مانا جائے گا؟ تو ان سب نے کہا جی ہاں۔ پھر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ اس کی ہار جیت آپ سب لوگوں کی ہار، جیت شمار کی جائے گی؟ تو سب لوگوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا کیوں؟ تو لوگوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہم نے اس شخص کو اپنا امام منتخب کر لیا ہے۔ لہٰذا اس کا کہا ہوا، ہمارا کہا ہوا۔ اس کی ہار جیت، ہماری ہار جیت ہوگی۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بس مناظرہ ختم ہو گیا۔ یہی تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم نے نماز میں جب ایک شخص کو اپنا امام بنا لیا ہے تو اس کی قرأت ہماری قرأت ہوگی۔ لہٰذا مقتدیوں کو امام کے پیچھے قرأت کی ضرورت نہیں۔ (روح البیان، ج ۳، ص ۳۰۳)

حضرت امام مالک کا قول: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ذہانت و دانائی، اور عقل کا کمال بھی بے مثال عطا فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلک مالکیہ کے امام، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے؟ تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

نَعَمْ رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمَكَ فِي هٰذِهِ السَّارِيَةِ لَوْ يَجْعَلُهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِهٖ ۔ یعنی میں نے ابوحنیفہ کو

دیکھا ہے، اگر وہ اس پتھر کے ستون کو سونا ثابت کرنے پر اتر آتے تو وہ اپنی دلیلوں سے اس کو سونا ثابت کر دیتے۔

(تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۳۸، سیرت نعمان، ص ۱۲۷، الخیرات الحسان، ص ۱۶)

حضرت امام شافعی کا قول: مسلک شافعیہ کے امام حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا استاذ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

فَاِنَّ النَّاسَ کُلُّھُمْ عَیَالٌ عَلَیْهِ فِی الْفِقْهِ ٥ یعنی بے شک تمام لوگ فقہ حاصل کرنے میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔ (تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۳)

اور! امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں برکت حاصل کرتا ہوں امام ابوحنیفہ سے۔

یعنی جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں ان کی قبر پر آتا ہوں اور دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور پھر امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو فوراً میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(شامی ج ۱، ص ۵۱، تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۳، الدر السنیہ، ص ۲۸)

حضرت امام شافعی کا ادب: حضرت علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر زیارت کے لئے حاضر ہوتے تو وہاں نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور نماز فجر میں دعائے قنوت بھی نہیں پڑھتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ یہاں اپنے مذہب پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ تو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کی وجہ سے۔ (الخیرات الحسان، ص ۱۵)

حضرت امام احمد بن حنبل کا قول: مسلک حنبلی کے امام، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا استاذ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

(میرے دادا استاذ) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وتقویٰ، دنیا سے بے رغبتی اور دار آخرت سے دلچسپی کے اس مقام پر فائز تھے کہ اسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کر سکتا۔ (فقہ وتصوف، شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

حضرات! حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وعمل، تقویٰ و پرہیزگاری کے اس بلند مقام پر فائز تھے۔ جہاں تک کوئی امام نہ پہنچ سکا بلکہ تینوں ائمہ نے آپ کی جلالت شان وعظمت کا خطبہ پڑھا ہے۔

امام اعظم کی عبادت ومجاہدہ: حضرت ابوبکر خطیب بغدادی وحضرت ابن کثیر اور قطب الاقطاب، حضرت امام شعرانی نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے

فجر کی نماز ادا کی اور جس مقام پر آپ کا وصال ہوا اس جگہ پر آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا تھا۔

(تاریخ بغداد، ج:۱۳، ص:۳۵۴، البدایہ والنہایہ، ج:۱۰، ص:۱۰۷، طبقات کبریٰ شعرانی، ص:۴۶)

حضرت ابو مطیع فرماتے ہیں: چھ سال تک آپ حرم کعبہ میں رہے، ابو مطیع کہتے ہیں کہ میں جس وقت بھی حرم شریف میں گیا، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پایا۔

اور! حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔

اور! حضرت ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوف الٰہی سے اس قدر روتے کہ دیکھنے والوں کو آپ پر رحم آتا تھا۔ (الخیرات الحسان، ص:۸۱)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی دیر تک عبادت کرتے کہ دیکھنے والا آپ کو درخت یا ستون سمجھتا۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو پڑوس میں رہنے والے شخص کی بچی نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ میرے پڑوس کے گھر میں ایک درخت تھا وہ اب نظر نہیں آتا۔ تو باپ رو پڑا اور کہنے لگا بیٹی وہ درخت نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے امام حضرت ابوحنیفہ تھے جو رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے، ان کا وصال ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص۱۲۴)

امام اعظم کا ادب: منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اساتذہ کا بے حد ادب کرتے تھے۔ خود حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے۔

امام جعفر صادق کی صحبت کی برکت

شیخ الواعظین حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور والا، آپ کی عمر کتنی ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو برس۔ سائل آپ کے اس عجیب جواب سے حیران رہ گیا اور جب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آپ کا منہ تکنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ عزیز من! یوں تو ہماری عمر ساٹھ برس سے زیادہ گزر چکی لیکن میں اپنی زندگی کے ان تمام برسوں میں صرف اپنی اسی دو برس کی زندگی کو اپنی زندگی شمار کرتا ہوں جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس صحبت میں اس طرح گزر گئی

کہ ان کے انفاس قدسیہ کی بدولت میں ایک لمحہ بھی اللہ اور اس کے رسول کی یاد سے غافل نہیں رہا۔ باقی زندگی کے تمام برسوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنی عمر اور زندگی شمار کروں۔

لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ ٥ ترجمہ: اگر یہ دو برس نہ ملتے تو "نعمان" یعنی ابوحنیفہ ہلاک ہو جاتا۔

(قرآنی تقریریں، ص:۵۳)

حضرات! امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عرفانی تقریر سے یہ پتہ چلتا ہے اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یاد میں گزرنے والی زندگی کی انمول ساعتیں کتنی بیش بہا اور قیمتی ہوا کرتی ہیں۔

امام اعظم کا تقویٰ: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند پایہ امام ہونے کے ساتھ مثالی تاجر بھی تھے۔ اور آپ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔

ایک عورت، ایک مرتبہ ریشمی کپڑا بیچنے کے لئے لائی آپ نے قیمت معلوم کی۔ تو وہ بولی سو روپیہ۔ آپ نے فرمایا کپڑا زیادہ قیمت کا ہے۔ وہ عورت قیمت کو بڑھاتی رہی یہاں تک کہ چار سو تک پہنچ گئی، آپ نے فرمایا کہ قیمت ابھی بھی کم ہے تو وہ عورت کہنے لگی آپ مذاق کر رہے ہیں۔ تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بھاؤ کرنے کے لئے کسی مرد کو لاؤ۔ وہ عورت ایک آدمی کو لائی تو ہمارے امام نے وہ کپڑا پانچ سو روپیہ میں خریدا۔ (الخیرات الحسان، ص ۸۲، شیخ عبدالحق، فقہ و تصوف)

حضرات! اللہ والے ہر مقام پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں جبھی تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خریدار ہونے کے باوجود عورت کا نقصان برداشت نہ کیا بلکہ صحیح قیمت دے کر کپڑے کو خریدا۔ یہ ہیں اللہ والے جو ہر حال میں اللہ کے بندوں کا بھلا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نظر آتے ہیں۔

تقویٰ (۲): ایک مرتبہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عبدالرحمن کو خرید و فروخت کرنے کے لئے کچھ سامان بھیجا اور یہ بھی کہہ دیا کہ کپڑے میں عیب ہے، اس عیب دار کپڑے کو بیچتے وقت خریدار کو بتا دینا، ابن عبدالرحمن نے کپڑا بیچ دیا اور عیب بتانا بھول گئے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ خریدار کون ہے اور کہاں کا ہے۔ جب ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے اس روز جتنے روپیہ کی تجارت ہوئی تھی وہ کل رقم تیس ہزار تھی، وہ تیس ہزار رقم محتاجوں، فقیروں پر تقسیم کر دیا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فقہ و تصوف)

تقویٰ (۳) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک شخص قرض دار تھا اور اسی کے علاقے میں ایک شخص کی نماز جنازہ کے لئے آپ تشریف لے گئے تو ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور موسم بھی بہت گرم تھا اور

مقروض کی دیوار کے پاس کچھ سایہ تھا۔ چنانچہ جب لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اس دیوار کے سائے میں تشریف لے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ مکان کا مالک میرا مقروض ہے اس لئے اس کے مکان کے سائے سے فائدہ اٹھانا میرے لئے درست نہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۲۵)

حضرات! سبحان اللہ! یہ تھے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جس کو قرض دیا تھا اس سے تھوڑا سا بھی دنیاوی فائدہ حاصل کرنا گوارہ نہیں، حتیٰ کہ دھوپ تھی تو اس کے دیوار کے سائے میں بھی کھڑا ہو کر اتنا فائدہ لینا بھی گوارہ نہیں کیا۔

تقویٰ (۴) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی محتاط اور پرہیزگار بزرگوں میں سے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بادشاہ نے قاضی کا عہدہ قبول کرنے کے لئے آپ کو کہا تو آپ نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ میں اس منصب کی صلاحیت نہیں پاتا۔ خلیفہ نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر ایک جھوٹے کو قاضی نہیں بنایا جا سکتا اور اگر میں اپنے قول میں سچا ہوں تو میں اس منصب کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس طرح سے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۲۵)

حضرات! یہ تھے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ جنہوں نے قاضی کا عہدہ جو چیف جسٹس کا عہدہ ہوتا تھا قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ایک آج کل کے بکچھ عالم اور مولانا کہلانے والے حضرات ہیں جو چند ٹکڑوں کے لئے مشرکین نیتاؤں کا چکر لگاتے پھرتے ہیں اور ان کے پاس جانا اور ان کو اپنے یہاں بلانا فخر محسوس کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تقویٰ (۵) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجوسیوں نے گرفتار کر لیا اور انہیں میں سے ایک جابر وظالم مجوسی نے آپ سے کہا کہ میرا قلم بنا دیجئے۔ (لکڑی کا قلم بنایا جاتا تھا) آپ نے فرمایا میں ہرگز نہیں بنا سکتا اور جب اس مجوسی نے قلم نہ بنانے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں سے کہا جائے گا کہ ظالموں کو ان کے معاونین، ساتھ دینے والوں کے ہمراہ لاؤ۔ لہٰذا میں ایک ظالم کا معاون، ساتھ دینے والا نہیں بن سکتا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۲۵)

اے ایمان والو! خوب غور کرو کہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایک مجوسی، بدعقیدہ کی اتنی بھی مدد نہ کی کہ اس کا قلم بنا دیتے اور آج کے ٹی، ایس سی کہلانے والے کچھ لوگ بدعقیدوں کی مدد بھی کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ ہمیں اس کا عقیدہ نہیں دیکھنا ہے، وہ اللہ کی مخلوق تو ہے۔ تو کیا ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ مجوسی اللہ کا بندہ اور اس کی مخلوق ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب معلوم تھا کہ یہ شخص جو مجوسی ہے، اللہ ہی کا بندہ اور مخلوق ہے مگر اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گستاخ اور بدعقیدہ ہے اس لئے اس کی مدد نہیں کی۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو بھی اپنے امام، امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے ہر گستاخ اور تمام بدعقیدوں سے دور رہنا چاہئے۔

خوب فرمایا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا ۔ وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے ۔ اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اور فرماتے ہیں:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ۔ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل ۔ یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

بدمذہب و بدعقیدہ سے میل جول عذاب کا سبب ہے

منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک (شاگرد امام ابوحنیفہ) کو ان کے وصال کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ارحم الراحمین نے میری صرف ایک بات پر عتاب فرمایا، تیس برس تک مجھ کو کھڑا رکھا اور وہ بات یہ تھی کہ میں نے ایک مرتبہ ایک بدمذہب، بدعتی کو محبت و پیار کی نظر سے دیکھ لیا تھا تو میرے رب تعالیٰ نے اس کی وجہ سے مجھ پر عتاب فرمایا کہ تم نے میرے دشمن کو محبت و پیار کی نظر سے کیوں دیکھا؟ اور میرے دشمنوں سے دشمنی کیوں نہیں رکھی؟ (روح البیان، ج:۳، ص:۱۲۶)

اور اسی طرح مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام بھیجا تو صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قاصد سے فرمایا کہ تم لوٹ کر اس سے میرا سلام مت کہنا کیونکہ وہ بدمذہب (بدعقیدہ) ہو گیا ہے۔ (روحانی حکایات، ص:۱۵۰)

حضرات! بزرگوں کے کردار و عمل ہمیں بتا رہے ہیں کہ بدمذہب و بدعقیدہ شخص سے پیار و محبت سے بات کرنا اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کی توہین ہے اور عذاب و عتاب کا سبب بھی۔ صحابی کا طریقہ یہی ہے کہ بدعقیدہ سے سلام نہ کیا جائے جیسا کہ حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا۔

تقویٰ (۶) ایک مرتبہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار جارہے تھے کہ گردوغبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر آگئے تو آپ نے دریا پر جاکر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھوکر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ ہی کا فتویٰ ہے کہ اتنی نجاست سے کپڑا پاک رہتا ہے تو پھر آپ نے کپڑا دھوکر کیوں پاک کیا۔ تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۱۳۶)

تقویٰ (۷) ایک مرتبہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جارہے تھے کہ راستے میں کیچڑ تھا، آپ کے پاؤں کی ٹھوکر سے کیچڑ اڑکر ایک یہودی کے مکان کی دیوار پر پڑ گیا اور اس مکان کا مالک یہودی آپ کا مقروض تھا، آپ بہت پریشان ہوئے کہ اس یہودی کی مکان کی دیوار کیسے صاف کریں۔ اتنے میں یہودی اپنے مکان سے باہر آگیا اور آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ قرض مانگنے آئے ہیں۔ وہ یہودی عذر پیش کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ قرض کی بات چھوڑو میں تو اس فکر میں ہوں کہ تمہاری دیوار کو صاف کیسے کروں؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سنکر یہودی بے ساختہ کہنے لگا حضور! دیوار کو بعد میں صاف کیجئے گا پہلے کلمہ پڑھا کر میرا دل پاک وصاف کر دیں۔ چنانچہ یہودی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ (تذکرۃ المحدثین، ص:۵۶)

حضرات! ہمارے بزرگوں کے کردار واخلاق کو دیکھ کر بے شمار بے ایمان، ایمان لے آئے اور لاکھوں گمراہ، ہدایت پاگئے۔

حضرت امام اعظم کا اخلاق: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بااخلاق اور کریم الطبع تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ آپ کا پڑوسی ایک ایسا شخص تھا جو آپ کو ہمیشہ پریشان کرتا رہتا تھا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پریشان رہتے تھے مگر کبھی اس کو کچھ نہ کہا۔ اتفاق سے اس شخص کو پولیس والے کسی وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دئے۔ ایک دو دن گزرنے کے بعد جب وہ شخص نظر نہیں آیا اور اس کی جانب سے جو تکلیف پہنچتی تھی وہ پریشانی بھی نہیں ہوئی تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معلوم کیا کہ ہمارا پڑوسی آج کل نظر نہیں آتا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ کسی جرم کی وجہ سے پولیس والے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیئے ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت کوفہ کے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو گورنر نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور ادب وتعظیم سے آپ کو بیٹھایا اور آپ کے آنے کا مقصد معلوم کیا اور عرض کی، آپ نے کیوں تکلیف فرمائی ہے میں خود آپ کے پاس حاضر ہوجاتا۔ تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کے کوتوال نے ہمارے پڑوسی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈادیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ

اس کو رہا کر دیا جائے۔ گورنر نے اسی وقت حکم دیا کہ اسے رہا کر دیا جائے۔ آپ اپنے پڑوسی کو ساتھ لے کر واپس آئے اور پھر اس پڑوسی نے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے توبہ کر لی اور آپ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر دین کا علم حاصل کرنے لگا اور عالم دین بن کر فقیہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ (سیرت نعمان، ص: ۶۰، الخیرات الحسان، ص: ۱۳۸)

آپ سے مروی حدیثیں سترہ سو ہیں

شارح مؤطا نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی ہوئی حدیثوں کی تعداد میں کئی قول نقل کئے ہیں اس میں سے ایک قول یہ ہے کہ آپ سے روایت کی ہوئی حدیثوں کی تعداد ایک ہزار سات سو ہے۔ (زرقانی)

حضرات! غیر مقلدین جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اور ثبوت میں ابن خلدون کا حوالہ پیش کرتے ہیں تو وہ سراسر غلط ہے اور اس غلطی کی بہت ساری وجہیں ہیں۔ اور جو شخص آپ کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو دیکھنا چاہے وہ آپ کے شاگرد حضرت امام محمد اور حضرت امام ابو یوسف کی کتاب، موطا امام محمد اور کتاب الخراج، کتاب الامالی مجرد بن زیاد وغیرہا کا مطالعہ کرے۔ ان کتابوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی ہوئی کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

مگر جب خدا دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

اور حضرت ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراسی ہزار مسائل حل فرمائے ہیں اور کچھ علماء نے تو اس سے بھی زیادہ لکھا ہے۔

اے ایمان والو! اللہ و رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بے لوث اور خلوص ومحبت سے لبریز دین وسنت کی خدمت کا صلہ بھی خوب سے خوب تر عطا کیا کہ آج پوری دنیائے اسلام میں مذہب حنفی کا بول بالا ہے اور محبوب خدا، مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کس قدر قرب کا درجہ نصیب ہوا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم خواب میں آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

اَیْنَ اَطْلُبُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ عِنْدَ عَلَمِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ ٥ یعنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کہاں تلاش کروں تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کے پاس مجھے تلاش کرو۔

(کشف المحجوب شریف، ص: ۱۰۸، تذکرۃ الاولیاء، ص: ۱۲۷)

قبرانور سے امام المسلمین کا لقب ملا: ہمارے امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر پاک، مدینہ طیبہ میں روضۂ اطہر، قبرانور پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ تو روضۂ اطہر قبرانور سے جواب آیا۔

وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ سلام ہو تم پر اے مسلمانوں کے امام (صفیۃ الاولیاء، ص:۱۵)

حضرت امام اعظم کا قصیدہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں بہت بہترین قصیدہ لکھا، جس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی
جُدْلِیْ بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِیْ بِرِضَاکَ

یعنی اے سب سے نیک و بزرگ شخصیت نعمت الٰہی کے خزانے اپنے کرم سے مجھے بھی عطا فرمائیے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے۔

وَالْاَنْبِیَآءُ وَکُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی
وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَ

یعنی تمام انبیاء ورسل اور سارے فرشتے اور مخلوق قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اے خیرالوریٰ!

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ بِکَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَهُوَ اَبَاکَ

یعنی آپ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ کامیاب ہوتے قبولیت دعا سے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ
لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

یعنی میں آپ کے جود و کرم کا محتاج ہوں اور مخلوق میں آپ کے سوا ابوحنیفہ کا کوئی نہیں ہے۔ (قصیدہ نعمانیہ)

اے ایمان والو! ان اشعار کے ذریعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان وعقیدے کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ہر نعمت و دولت کا

مالک جانتے ہیں بلکہ جو کچھ بھی کسی کو ملا ہے یا ملے گا وہ بھی آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں ہی سے ملے گا۔ اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے حضرت آدم کی دعا قبول ہوئی تو بغیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلے کے اب کسی کی بھی دعا قبول نہ ہوگی تو ثابت ہوا کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو ایمان وعقیدہ تھا وہی ایمان وعقیدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

اور الحمد اللہ وہی عقیدہ ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا کا بھی ہے۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

امام اعظم کی نصیحت: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت وصال اپنے شاگرد حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرتے رہو، قبروں اور مشائخ کی اور مبارک مقامات کی کثرت سے زیارت کیا کرو۔ (نصرۃ الاصحاب، بحوالہ الاشباہ والنظائر)

حضرات! اس نصیحت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنیوں، بریلویوں کا وہی عقیدہ ہے جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

امام اعظم کا وصال: مشہور روایت کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ستر سال کی عمر میں ۲؍شعبان المعظم ۱۵۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے


قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

﴿۸﴾

شعبان المعظم

پہلا جمعہ..................................... دوسرا بیان

"نماز" تحفۂ معراج

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ ۝ (پ۱۶، رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی، شرمندگی

اے ایمان والو! پیارے آقا، شب اسریٰ کے دولہا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں معراج سے واپس آیا تو پچاس وقت کی نماز رب تعالیٰ نے مجھے اور میری امت کے لئے عطا فرمایا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲۸)

معراج کے دولہا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ رب تعالیٰ نے آپ کو کیا دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نماز کا تحفہ میری امت کے لئے دیا ہے اور فرمایا ہے۔ اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مومنوں کی معراج ہے۔

اے پیارے محبوب! آپ نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا یہ آپ کی معراج ہے اور آپ کی امت نماز پڑھے گی تو نماز مومنوں کی معراج ہے۔

نماز کم کرانا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کی امت کمزور ہے بوجھ نہیں اٹھا سکتی اور پچاس وقت کی نماز آپ رب تعالیٰ کے حضور جائیے اور نمازوں کو کم کرائیے۔ امت کی کمزوری اور پریشانی دیکھ کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امت کے غم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور معروضہ پیش کرتے ہیں کہ اے رب کریم! میری امت کمزور ہے پچاس وقت کی نماز زیادہ ہے کچھ کم کردے، تو اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز کو معاف فرمادیا۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم واپس ہوئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا نماز کتنی کم ہوئی ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے موسیٰ! رب تعالیٰ نے بڑا کرم فرمایا اور پانچ وقت کی نماز معاف فرمادی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا کہ آپ کی امت کمزور ہے اتنی بوجھ نہیں برداشت کرسکتی۔ جائیے اور کم کرائیے۔ امت کے غم کو دیکھ کر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اور پانچ وقت کی نماز کو کم فرمادیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نوبار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نوبار اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس طرح رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر حضور کی امت کے لئے پینتالیس وقت کی نماز کو معاف کردیا اور پانچ وقت کی نماز رہ گئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب بھی زیادہ ہیں اور کم کرائیے تو شرم وحیا کے پیکر ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نماز کم کرانے کی غرض سے اب مجھے رب تعالیٰ کے حضور جانے میں شرم آتی ہے۔ (ابن ماجہ، ص..........)

ہمارے حضور سراپا رحمت ونور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب پانچ وقت کی نماز کا تحفہ لے کر آرہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) غم نہ کیجئے کہ نمازوں کی تعداد گھٹی ہے تو ثواب بھی کم ہوگیا ہوگا۔ بلکہ اے محبوب رسول (صلی اللہ علیک والک وسلم) امت پڑھے گی پانچ وقت کی نماز اور ثواب دیا جائیگا پچاس وقت کی نماز کا۔

محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کو انعام: جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور ابھی کیا نہیں ہے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور نیک کام کرلے تو اس کو دس نیکی دی جاتی ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے اور برا کام نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر برا کام کرلے تو ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف، ج..........ص..........)

حضرات! یہ سب صدقہ ہے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کا کہ ہم کیسے بھی ہیں مگر محبوب نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت ہیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

عقیدے کی بات: اہلسنت کا مخالف کہتا ہے کہ قبر والوں سے مدد لینا بدعت ہے شرک ہے اور قبر والوں کی مدد نہیں لینی چاہئے تو ایسے لوگوں سے پوچھا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے۔ آپ قبر میں تشریف فرما ہیں۔ پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی تھی کم ہو کر پانچ وقت کی نماز رہ گئی۔ تو یہ نماز کی تخفیف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش اور مدد سے ہے۔ اب وہابی، دیوبندی جو یہ بکتے پھرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا شرک و بدعت ہے اور قبر والوں سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے۔ تو ان کو چاہئے کہ پچاس وقت کی نماز پڑھیں۔ اس لئے کہ پانچ وقت کی نماز تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش اور وسیلہ سے کم ہو کر ملی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر والے ہیں اور ان کی مدد سے امت کی پریشانی دور ہوئی ہے ورنہ پچاس وقت کی نماز پڑھنا کتنا دشوار ہوتا۔ تو پتہ چلا کہ قبر والے بھی مدد کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری امت کی مدد کی۔ تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب موسیٰ علیہ السلام قبر والے ہو کر مدد کر سکتے ہیں تو گنبد خضریٰ کے مکین، ہمارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مدد اور استعانت کا عالم کیا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں
کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن
کون بچائے بچاتے یہ ہیں

درود شریف:

نماز کیا ہے؟ حضرات! مخلوق کا اپنے خالق کے حضور میں بندگی کا اظہار، اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار، اس کے رحمٰن و رحیم ہونے کی یاد، حسن ازل کی حمد و ثنا، اس خالق و مالک کے بے شمار احسانات کا شکریہ،

یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض نیاز، یہ فطرت کی آواز، بے قرار روح کی تسلی و تشفی، مضطرب قلب کی راحت، مایوس دلی کی آس، زندگی کا حاصل، ہستی کا خلاصہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا فطری جواب، معراج کا تحفہ، دین کا ستون، کامیابی کا راز نماز ہے۔ نماز ہے، نماز ہے۔

نماز کی افضلیت: حضرات! نماز کو جملہ عبادات میں خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ حج زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے۔ زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ صاحب نصاب مسلمان کو دینا ہے۔ رمضان شریف میں روزے بھی گیارہ ماہ بعد آتے ہیں مگر نماز وہ عبادت ہے جو ایک دن میں پانچ مرتبہ فرض ہے۔ نماز ہی وہ اعلیٰ عبادت ہے جو ہر مرد و عورت، امیر و غریب، پیر و صغیر، آزاد و اسیر، عربی و عجمی، گورے اور کالے، جوان اور بوڑھے، بیمار اور تندرست، شاہ و گدا، مریض و حکیم، مسافر و مقیم، ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے۔

احادیث مبارکہ

حدیث ۱: اِنَّ اَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَلَاتُهٗ (نسائی، ص ۵۵)

قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کا حساب اس کی نماز کا ہوگا۔

اے ایمان والو! یہ دنیا فانی ہے اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے ہمیں چند روز دنیا میں گزار کر اپنے پیارے رب تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں حاضر ہونا ہے اور ہر چیز کا حساب دینا ہے کتنا کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ حساب دینا ہے جوانی کو حرام کاری میں گزاری یا نیک کاموں میں، سب کا حساب دینا ہے، زندگی کی ایک ایک سانس، ایک ایک لمحہ، منٹ و سکنڈ کا حساب دینا ہے مگر جو سب سے پہلے حساب ہوگا وہ نماز کے بارے میں ہوگا۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

حدیث ۲: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلَاتُهٗ فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِهٖ شَیْئًا قَالَ الرَّبُّ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰی ذٰلِکَ ۝ (ترمذی، ج ۱، ص ۵۵، درمنثور، ج ۱، ص ۷۰۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

بے شک قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کے اعمال میں سے جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیابی اور فلاح پائے گا اور اگر وہ درست نہیں ہوئی تو وہ نامراد اور ناکام ہوگا اور اس کی فرض نماز میں کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے نفل میں تاکہ اس سے اس کے فرضوں کہ کمی پوری کیا جائے، اس طرح اس کے باقی اعمال کا حساب ہوگا۔

حدیث ۳: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر یہ بگڑی اور خراب ہوئی تو تمام اعمال بگڑیں گے۔ (طبرانی فی الاوسط، کنز العمال، ج ۷، ص ۲۸۳)

ہمارے پیارے آقا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۴: لِكُلِّ شَیْءٍ عَلَمٌ وَعَلَمُ الْاِیْمَانِ اَلصَّلٰوۃُ (منیۃ المصلی، ص ۴، مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: ہر چیز کی علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔

اے ایمان والو! آگ کی علامت گرمی ہے۔ برف کی علامت ٹھنڈا ہو۔ سورج کی علامت دھوپ ہے۔ چاند کی پہچان روشنی۔ ہے پھول وگلاب کی پہچان خوشبو ہے اور مومن کی پہچان یہ ہے کہ نمازی ہو۔

حضرات! افسوس کی بات ہے کہ آپ مومن ہیں اور نماز نہیں پڑھتے، ایسے مومن کو اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہئے کہ ایمان میں کوئی کمی تو نہیں ہے۔

حدیث ۵: اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

اول: گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

دوسرا: نماز قائم کرنا

تیسرا: زکوٰۃ دینا

چوتھا: حج کرنا

پانچواں: رمضان شریف کے روزے رکھنا۔ (بخاری، ج ۱، ص ۶، مسلم، ج ۱، ص ۳۲، مشکوٰۃ، ص ۱۲)

سب سے افضل بندہ

حدیث ۶: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب بندوں میں افضل بندہ وہ مسلمان ہے، جو نماز کے لئے وقت کا خیال رکھتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

وقت میں نماز پڑھنے والا بے حساب جنت میں داخل ہوگا

حدیث ۷: نبی رحمت، رسول برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر بندہ وقت میں نماز پڑھے تو میرے بندے کا میرے ذمہ کرم پر وعدہ ہے کہ اسے عذاب نہ دوں گا اور بے حساب جنت میں داخل کروں گا۔ (حاکم، کنز العمال، ج ۷، ص ۱۲۷)

سبحان اللہ! سبحان اللہ!! حضرات! وقت میں نماز پڑھ لینا کتنی سعادت اور نیکی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ عمل کتنا پسند ہے کہ بندہ کو عذاب بھی نہ ہوگا اور بے حساب جنت میں جائیگا۔ آج کی اس مبارک محفل میں آؤ ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ وقت میں نماز پڑھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بضرور پڑھیں گے۔

درود شریف:

حدیث ۸: ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ نُوْرُ الْمُوْمِنِ ٥ نماز مومن کا نور ہے۔ (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۱۷)

حدیث ۹: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُوْمِنِیْن ٥ نماز مومنوں کی معراج ہے۔

حدیث ۱۰: اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ وَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ ۔ نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز چھوڑی اس نے دین کی بنیاد ڈھا دیا اور جس نے نماز قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا۔ (منیۃ المصلی، ص ۴، مطبوعہ لاہور)

نماز رحمت ہی رحمت ہے

حدیث ۱۱: امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز ہی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ نماز فرشتوں کی محبوب عبادت ہے۔ انبیائے کرام کی سنت

ہے۔ معرفت کا نور ہے۔ ایمان کا جز ہے، دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ رزق میں برکت کا سبب ہے۔ نمازی کے دل کا نور ہے۔ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب کا وسیلہ ہے۔ قبر میں مونس وغمخوار ہے۔ میدان قیامت میں سایہ اور سر کا تاج ہے۔ نماز دوزخ کے درمیان پردہ ہے۔ نماز میزان کو بوجھل کرنے والی ہے۔ پل صراط سے پار کرنے والی ہے اور نماز جنت کی کنجی ہے۔ (نزہۃ المجالس، تنبیہ الغافلین)

نماز نے بُڑھیا کو طوفان سے بچالیا

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر طوفان کا عذاب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے نوح! (علیہ السلام) جب طوفان آئے تو نیک بندوں کو اپنے ساتھ کشتی میں بیٹھالینا تا کہ نیک لوگ عذاب سے محفوظ رہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک بڑھیا سے وعدہ فرمالیا کہ طوفان آئے گا تو میں تم کو بھی ساتھ لے لوں گا اور اپنی کشتی میں سوار کرلوں گا۔ مگر جب طوفان آیا اور آکر تباہیاں مچا کر چلا گیا۔ مگر بڑھیا کا خیال حضرت نوح علیہ السلام کو نہیں آیا طوفان گزر جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو اچانک بڑھیا کا خیال آیا اور بے حد افسوس ہوا کہ بڑھیا کا کیا ہوا ہوگا چند نیکوں کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام اس بڑھیا کی خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے۔

دور سے بڑھیا کی جھوپڑی دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے شکر ادا کیا کہ بڑھیا کی کٹیا سلامت اور موجود ہے اور قریب تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ بڑھیا اپنی کٹیا میں نماز پڑھ رہی ہے اور عبادت میں مشغول ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بڑھیا کو سلام کیا۔ بڑھیا بولی۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام کیا طوفان آگیا ہے۔ آپ مجھے لینے آئے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بڑھیا طوفان آیا اور تباہیاں مچا کر چلا بھی گیا۔ کیا تجھ کو خبر نہیں ہوئی؟ بڑھیا بولی اے حضرت! مجھے تو طوفان کی مطلق خبر نہیں، میں تو نماز پڑھ رہی تھی اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھی۔ (تفسیر روح البیان، ج۳، ص۸۵)

اے ایمان والو! یہ ہے نماز کی برکت کہ طوفان آیا، دنیا کو تہ وبالا کر کے چلا بھی گیا مگر بوڑھی عورت جو اپنے رب تعالیٰ کے لئے نماز پڑھ رہی تھی اس کو پتہ بھی نہ چلا۔

اے ایمان والو! آؤ ہم بھی نمازی بن جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نماز کی برکت سے ہر طوفان اور غم سے نجات نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! بڑھیا نماز بھی پڑھتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے نبی (علیہ السلام) سے محبت بھی کرتی تھی۔ تو پتہ چلا کہ وہی نماز برکت و رحمت بنتی ہے جو نبی کی محبت و غلامی کے ساتھ ادا کی جائے۔

درود شریف:

حضرات! آج ہمارا مخالف وہابی، دیوبندی، تبلیغی کہتا ہے ایسی نماز پڑھو جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ نماز میں درود و سلام دونوں موجود ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجا جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خیال نہ آئے ممکن ہی نہیں ہے، کہ جب درود پڑھو گے تو درود والے کا خیال ضرور آئے گا۔ سلام بھیجو گے تو سلام والے کا خیال یقیناً آئے گا اور ہم ایمان والوں کی نماز تو مکمل اور مقبول اس وقت ہوتی ہے جب نبی کا خیال آجائے۔

درود شریف:

نماز نہ پڑھنے سے آبادی برباد ہوگئی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک بستی پر ہوا جس میں خوب سرسبز و شاداب درخت کھڑے لہرا رہے تھے۔ صاف شفاف پانی کے چشمے بہہ رہے تھے، بستی میں بڑی آبادی اور شادابی تھی چند سال کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بستی سے گزرے تو دیکھا درخت سوکھے ہوئے ہیں۔ پانی کے چشمے خشک پڑے ہیں مکانات گرے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ یہ تباہی و بربادی کا منظر دیکھ کر سوچنے لگے کہ اس بستی کا اور اس میں رہنے والوں کا حال اتنا برا کیوں ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اس بستی والے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یہ نماز چھوڑنے کا وبال ہے۔ اس لئے یہ بستی ویران و برباد ہوگئی ہے۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! وہ گھر برباد ہے جہاں نمازی نہ ہوں، وہ بستی ویران ہے جس میں نماز پڑھنے والے نہ ہوں۔ آؤ ہم سب اپنے اپنے گھروں کا، اپنی اپنی آبادی کا محاسبہ کریں کہ ہمارے گھر اور ہمارے محلے آباد ہیں، یا ویران و برباد ہیں۔ توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے۔

میرے رحمٰن و رحیم خالق و مالک مولیٰ کے دربار کرم کا منادی صبح شام ندا دیتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

خوب نماز پڑھو، گھر والوں کو نمازی بناؤ، بلکہ پورے محلے والوں کو نماز کی دعوت دو تا کہ گھر بھی آباد رہے اور محلہ بھی شاد رہے اور قیامت کے دن اپنے پیارے رب تعالیٰ سے خوب خوب انعام و اکرام کی دولت سے مالا مال ہوسکو۔

حدیث ۱۲: ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (ابوداؤد، مشکوۃ، ص ۵۸)

اے ایمان والو! جب سات سال کے بچوں کے لئے نماز کی تاکید کا حکم ہے تو ہمارے جوانوں اور بوڑھوں پر کیا نماز معاف ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ لہٰذا نماز پڑھو۔ بچوں کو پڑھاؤ، جب پورا گھر نمازی ہوگا تو گھر کی رونق و برکت کا عالم ہی کچھ اور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو ہمارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی الفت و محبت کے جلوؤں اور نماز کی برکتوں سے جگمگا دے۔ آمین۔ ثم آمین

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

دوسرا جمعہ.......................................پہلا بیان

فیضان نماز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط (پ۲۱، رکوع ۱)

ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! نماز ہی وہ عبادت ہے جس کا حساب روز محشر سب سے پہلے ہوگا۔ نماز ہی وہ عبادت ہے جو گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ نماز سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور نمازی کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

نماز کی برکت سے گناہ جھڑتے ہیں

حدیث شریف ۱: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم موسم خزاں میں باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ آپ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ کر ہلایا۔ پتے ان سے جھڑنے لگے۔ پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے عرض کیا، میں حاضر ہوں۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۸)

حدیث شریف۲: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی، جب نماز پڑھتا ہے تو اس کے جسم پر گناہ کا میل باقی نہیں رہتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک سنا کہ تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہے گا؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ اس کے بدن پر کچھ میل باقی نہ رہے گا۔ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

فَذَالِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷)

ترجمہ: تو یہ پانچ وقت کی نماز کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی برکت سے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے

حدیث شریف۳: قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ۔ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

اے ایمان والو! جب امتی نماز پڑھتا ہے تو ہمارے رحیم آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے قلب میں ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں۔ اور نمازی امتی سے خوش ہوتے ہیں۔ بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ امتی جس سے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہو جائیں اور جو امتی نماز نہیں پڑھتا ہے یقیناً وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تکلیف پہونچاتا ہے اور ناراض کر کے دین و دنیا دونوں کو تباہ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے محبوب عمل نماز ہے

حدیث شریف۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے، ہمارے سرکار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا سب سے محبوب عمل ہے۔ پھر کیا ہے تو فرمایا ماں، باپ کی خدمت کرنا، میں نے عرض کیا پھر کیا ہے، تو فرمایا جہاد کرنا۔ (بخاری، ج۲، ص۸۸۲، مسلم، مشکوٰۃ، ص۵۸)

نماز کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث شریف ۵: حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہم بیٹھے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے اور میں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر وہ ظہر کی نماز پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے یعنی وہ گناہ جو فجر کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان ہوئے ہوں پھر جب عصر کی نماز پڑھتا ہے تو ظہر اور عصر کے بیچ کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے پھر جب مغرب کی نماز پڑھتا ہے تو عصر کی نماز اور مغرب کی نماز کے درمیان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ پھر جب عشاء کی نماز پڑھتا ہے تو مغرب کی نماز اور عشاء کی نماز کے بیچ کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے پھر وہ شخص رات بھر سوتا رہے پھر اٹھ کر وضو کرے اور فجر کی نماز پڑھے تو عشاء کی نماز اور فجر کے بیچ کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور یہی وہ نیکیاں ہیں جو برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اور گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

نماز سے گناہ دھلتے ہیں

حدیث شریف ۶: امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہارے صحن میں نہر ہو ہر روز وہ پانچ مرتبہ غسل کر لے تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل رہ جائے گا؟ لوگوں نے عرض کیا۔ جی نہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: نماز گناہوں کو ایسے ہی دھو دیتی ہے جیسا کہ پانی میل کو دھو دیتا ہے۔ (ابن ماجہ، مسلم، ج ۱، ص ۲۳۵)

نماز سے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث شریف ۷: ہمارے سرکار امت کے غمخوار پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: پانچ وقت کی نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان شریف سے رمضان شریف تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے ہوں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۵۷)

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو اور نماز کی برکت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں کتنی برکت ورحمت رکھی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا زریں دور تھا۔ توحید ورسالت کا غلغلہ بلند ہو رہا تھا۔ نیکیاں بدیوں پر چھا رہی تھیں۔ جہالت کی تاریکیاں دور ہو رہی تھیں۔ نور خدا ہر سو پھیل رہا تھا۔ ایسے میں ایک شخص جو کہ نمازی تھا اور ساتھ ہی بدعمل وبدکردار بھی تھا۔ نماز کی برکت سے توبہ کی توفیق ملی پھر کیا تھا نیک و پرہیزگار ہو گیا۔

نماز کی برکت سے بُرا شخص نیک و پرہیزگار ہو گیا

حدیث شریف ۸: ایک شخص ہمارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا مگر برے اعمال میں بھی مشغول تھا۔ اس شخص کے بارے میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر کیا گیا کہ فلاں شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے اور برے عمل بھی کرتا ہے تو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بیشک اس کی نماز اس کو ہر برے کام سے روک دے گی۔ چند دنوں کے بعد وہ شخص تمام برے اعمال سے توبہ کر کے نیک و پرہیزگار ہو گیا۔ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سنا تو فرمایا کیا میں تم کو نہیں کہتا تھا کہ ان کی نماز انہیں تمام برے کاموں سے روک دے گی۔ (خزائن العرفان)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے اور برے اعمال کا ارتکاب بھی کرتا ہے تو اس کو طعنہ نہیں دینا چاہیے۔ کہیں اس کا دل ٹوٹ گیا اور اس نے نماز بھی چھوڑ دی تو اس کا گناہ طعنہ دینے والوں کے سر جائے گا۔ اس لئے نماز پڑھنے والے کو طعنہ نہیں دینا چاہئے نہ اس کا مذاق بنانا چاہئے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ نماز کی برکت سے وہ شخص برے اعمال سے توبہ کر کے، نیک و پرہیزگار بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط (پ۲۱، رکوع۱۶)

ترجمہ: بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (کنزالایمان)

نماز کی برکت سے چور نیک ہو گیا

حدیث شریف ۹: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا کہ

فلاں شخص رات میں نماز پڑھتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک دن نماز اسے برے کام سے روک دے گی۔ (مکاشفۃ القلوب)

نماز کی برکت سے گناہ معاف ہو گیا

حدیث شریف ۱۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص سے زنا کا گناہ ہو گیا۔ وہ شخص نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے کئے ہوئے گناہ کا اقرار کیا اور بخشش کا طلبگار رہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر آیت کریمہ نازل فرمایا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰاکِرِیْنَ O (پ۱۲، رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔ (کنز الایمان)

یعنی اس شخص نے جب گناہ معاف ہوتے ہوئے دیکھا تو خوشی سے سرشار ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم لِیَ هٰذَا۔ اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا یہ مغفرت و بخشش میرے لئے خاص ہے تو ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّهِمْ۔ نہیں بلکہ ساری امت کے لئے ہے۔ (مشکوۃ شریف۔ ص ۵۸)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو! اور اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ آج ہمارا مخالف وہابی، دیوبندی کہتا ہے۔ سب کام اللہ کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلے کی ضرورت کیا ہے۔ ہم نبی سے کیوں کہیں۔ نبی کے پاس

مدینہ جانے کی حاجت کیا ہے۔ تو مخالف وہابی سے پوچھو کہ صحابی رضی اللہ عنہ سے گناہ ہوا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس کیوں حاضر ہوئے اور بخشش کیوں طلب کی، مدد کیوں مانگا۔ کیا صحابی سے زیادہ کوئی اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ گویا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ دیتا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بخشش اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے لیکن اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جانے سے اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ لینے سے۔ اور مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ گناہ ہو جائے، خطا سرزد ہو جائے، ظلم ہو جائے تو پیارے آقا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جانا، اور ان کا وسیلہ لینا بدعت و شرک نہیں بلکہ صحابہ کرام کی عادت و سنت ہے۔

کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ مجدد ابن مجدد، ولی ابن ولی، قطب عالم، ہم شبیہ غوث اعظم، سرکار مفتی اعظم، مرشد اعظم، الشاہ مصطفیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلوی نے:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

اور عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا۔ تجھے حمد ہے خدایا

درود شریف:

خدائے تعالیٰ سے بے مثال خوف

حدیث شریف ۱۱: عہد رسالت میں ایک مسلمان سے زنا کی معصیت سرزد ہوگئی۔ یہ گناہ اتنی مخفی صورت میں ہوا تھا کہ کوئی انسانی نگاہ وہاں نہ پہونچ سکی اور کسی کو علم نہ ہونے پایا۔ نفسانی خواہش کے ہیجان میں وہ ضبط نفس سے کام نہ لے سکا۔ بعد میں احساس ہوا کہ دنیوی عدالت کی سزا سے تو بچ سکتا ہوں مگر اُخروی خسران سے کون بچائے گا۔ بہتر ہے کہ سنگساری کی سزا دنیا میں بھگت لوں۔ انتہائی ندامت کے ساتھ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر کہا۔ غضب ہو گیا مجھ سے زنا کا ملعون فعل سرزد ہوا ہے۔ براہ کرم مجھے جناب رسالت

ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے جا کر سزا دلوا دیجئے۔ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، کسی نے گناہ کے ارتکاب کرتے وقت آپ کو دیکھا ہے؟ جواب نفی میں پا کر فرمایا۔ جا اور کسی سے ذکر نہ کرنا۔ خدائے تعالیٰ سے توبہ کر جب اس نے تیرا یہ گناہ چھپالیا تو وہ تیرا گناہ بھی معاف کر دے گا۔ یہ الفاظ اور پھر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے صادر ہوئے۔ اطمینان کے لئے یہی کچھ کافی تھا۔ اس وقت تو وہ مطمئن ہو کر چلا گیا مگر پھر خدا خوفی نے ذہن پر غلبہ پالیا اور عذاب آخرت کے تصور نے لرزا دیا۔ بھاگا بھاگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس پہونچا اور واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے بھی وہی کچھ فرمایا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ چکے تھے۔ لیکن اس پر ایسا خوف طاری تھا کہ بار بار آتا اور سزا کی استدعا کرتا۔ چوتھی مرتبہ اس نے سزا کا عزم کامل کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور رجم کئے جانے کی التجا کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سنگساری کا حکم دیا اور اس نے پورے اطمینان کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔

حضرات! غور کیجئے! اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کی سزا دردناک موت ہے۔ ہر طرف سے پتھر برسائے جائیں گے۔ بے انتہا رسوائی ہوگی لیکن خدا خوفی کا جذبہ تھا۔ جس نے ہر اذیت و تکلیف برداشت کرنے کا تحمل عطا کر دیا۔ تمدن و معاشرت کی پوری تاریخ اس طرح کی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس طرح کا ایمان وایقان نماز ہی سے نصیب ہو سکتا ہے۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ وہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ جزا اور سزا اسی قادر و قیوم کے ہاتھ میں ہے۔ جو ہر وقت تمہیں دیکھتا ہے

نماز انسان میں یہ احساس پیدا کرتی ہے کہ سب حاکموں کا سب سے بڑا حاکم خدائے کائنات ہے۔ جس سے کوئی جرم نہیں چھپایا جا سکتا۔ گناہ چاہے شیش محلوں کے سنہرے پردوں میں کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے نہیں چھپ سکتا۔ جب مسلمان ہر روز ایمان وایقان کے ساتھ پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری دے تو اس سے کیسے کوئی گناہ سرزد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ہے اور یقیناً حق ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ (پ۲۱، رکوع۱)

ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (کنزالایمان)

نمازی کے تمام گناہ معاف ہو گئے

حدیث شریف ۱۲: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے سارے گناہ باندھ کر اس کے سر پر رکھے جاتے ہیں۔ جب بندہ رکوع میں جاتا ہے تو سارے گناہ گر جاتے ہیں۔ نمازی جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو سارے گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۱۶)

حدیث شریف ۱۳: اللہ تعالی کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں سہو نہ کرے تو جو کچھ پہلے اس کے گناہ ہوئے ہیں اللہ تعالی معاف فرما دیتا ہے۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵۸)

حدیث شریف ۱۴: میرے رحیم وکریم آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا جیسا حکم ہے اور نماز پڑھی جیسے نماز کا حکم ہے تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہو گیا۔ (نسائی، جلد ۱، ص ۱۸، ابن ماجہ، ص ۳۶)

تنہائی کی دو رکعت

حدیث شریف ۱۵: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے کہ اللہ تعالی اور فرشتوں کے علاوہ کوئی نہ دیکھے تو ایسے نمازی شخص کی دوزخ سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔

(کنز العمال، ج ۷، ص ۱۲۵)

نمازی ہونا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

حدیث شریف ۱۶: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ایمان والے بندے پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اسے دو رکعت نماز کی توفیق دی گئی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص)

اے ایمان والو! ہمارے اکابر و اسلاف، نماز سے بڑی محبت کیا کرتے تھے اور ان کے دلوں میں نماز کی بڑی قدر ہوا کرتی تھی جیسے نماز کا وقت ہوتا، کسی چیز کی پرواہ کیے بغیر نماز شروع کر دیتے۔

ایک عالم باعمل کے نماز کی پابندی کا آنکھوں دیکھا حال

پیر ومرشد، ولی کامل، عالم باعمل، فنافی الرضا حضرت مولانا مفتی الشاہ بدرالدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصنف سوانح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے بے پناہ محبت فرماتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا سب سے پہلے نماز ادا فرماتے۔ ایسا نہیں کہ ابھی تو بہت وقت باقی ہے بعد میں نماز پڑھ لیں گے۔ کہ فلاں سے ملنا ہے پھر نماز پڑھیں گے۔ فلاں کام ہے وہ کرلیں پھر نماز پڑھیں گے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ نماز کا وقت ہو جائے تو ٹال مٹول کرنا کہ ابھی وقت ہے پڑھ لیں گے اور نماز میں تاخیر کرنا۔ نفس کا دھوکہ ہے۔ شیطان کا بہکاوا ہے۔ نماز چھوٹ سکتی ہے، ضائع ہوسکتی ہے۔ لہٰذا جب وقت نماز ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤ، نماز ادا کرلو۔ پھر باقی کام کرو۔

میرے آقائے نعمت بدرملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر فرماتے تو سب سے پہلا سوال نہ ٹکٹ کا کہ کنفرم ہے یا نہیں۔ ٹرین کب آئیگی یا کب جائے گی کچھ نہیں بلکہ نماز کے بارے میں ہوتا کہ نماز کیسے پڑھیں گے اور کب پڑھیں گے ۔کہیں ٹرین کی وجہ سے نماز ضائع نہ ہو جائے۔ ٹرین کا انتظار فرماتے، نماز کا وقت ہو جاتا، نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ساتھی کہتے کہ حضرت؟ ٹرین آئے گی اور چلی جائے گی ہم یہیں رہ جائیں گے۔ آقائے نعمت حضور بدرملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ٹرین جائے گی، نماز تو نہیں جائے گی۔ نماز فرض ہے۔ سفر کرنا فرض نہیں ہے۔ اور دیکھا گیا کہ کبھی بھی ٹرین نہیں چھوٹی نماز کی برکت سے ٹرین بھی وقت پر ملتی اور سفر بھی نماز کی ادائیگی کے ساتھ ہوتا۔ سچ فرمایا۔ مَنْ جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کیا کامیاب ہوا۔ نماز کی بے بہا محبت وقدر نے کتنا عظیم الشان انعام عطا کیا کہ حضور بدرملت آقائے نعمت نماز مغرب سے فارغ ہوکر مصلے پر اپنا رُخ مدینہ منورہ کی جانب کئے ہوئے تسبیح وتہلیل میں مشغول تھے۔ ۸ر رمضان المبارک کی رات تھی اور پروانہ اجل آیا اور جان کو جان جاناں کے حوالے کیا یعنی وصال فرمایا۔ یہ ہے مومن کامل کی نماز سے بے پناہ محبت۔ وقدر کا انعام واکرام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمارے بزرگوں کی طرح نماز سے محبت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

گدائے بدرملت

انوار احمد قادری رضوی

دو رکعت نماز جنت سے افضل ہے

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر مجھے جنت اور دو رکعت نماز، ان دونوں میں سے ایک کا اختیار ملے تو میں دو رکعت نماز اختیار کرلوں۔ اس لئے کہ دو رکعت نماز میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جنت میں میری رضا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص)

نمازی بے حساب جنت میں داخل ہوگا

حدیث شریف ۱۷: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا بندہ وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندے کا میرے ذمہ کرم پر وعدہ ہے کہ میں اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کروں۔ (کنز العمال، ج ۷، ص ۱۲۷)

فرشتوں کی دعا نمازی کے حق میں

حدیث شریف ۱۸: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو بندہ نماز پڑھ کر اس جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعاء کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک کہ بے وضو ہوجائے یا اُٹھ کھڑا ہو۔

ملائکہ کا استغفار اس کے لئے یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْہِ ۔ اے اللہ تعالیٰ تو اس کو بخش دے۔ اے اللہ تعالیٰ! تو اس پر رحم کر۔ اے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر۔ (ابوداؤد شریف، ج ۱، ص ۸۲)

رات بھر عبادت کا ثواب

حدیث شریف ۱۹: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو نماز صبح کے لئے طالب ثواب ہوکر حاضر ہوا گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور نماز عشاء کے لئے حاضر ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا یعنی عبادت کی۔ (بیہقی، کنز العمال، ج ۴، ص ۸۰، شعب الایمان، ج ۳، ص ۵۵)

دوزخ سے آزاد ہوا

حدیث شریف ۲۰: میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جس نے چالیس دن نماز فجر و عشاء باجماعت پڑھی اس کو اللہ تعالیٰ دو براءتیں عطا فرماتا ہے ایک دوزخ سے۔ دوسری نفاق سے (خطیب، کنز العمال، ج ۴، ص ۸۰)

نماز عشاء و فجر کی فضیلت

حدیث شریف ۲۱: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نماز عشاء و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا۔ (طبرانی کبیر، ج ۱۰، ص ۹۹، در منثور، ج ۱، ص ۱۳۷)

بے نمازی کا نام دوزخ کے دروازے پر

حدیث شریف ۲۲: اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جس نے قصداً نماز چھوڑی جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم شریف، کنز العمال، ج ۴، ص ۷۱)

نماز میں حج کا ثواب

حدیث شریف ۲۳: ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو طہارت کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لئے نکلا اس کا اجر ایسا ہے جیسا حج کرنے والے محرم (احرام باندھنے والے) کا اور جو چاشت کے لئے نکلا اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی مثل ہے۔ اور ایک نماز سے دوسری نماز تک کہ دونوں کے درمیان میں کوئی لغویات نہ ہو۔ علیین میں لکھی ہے یعنی درجۂ قبول کو پہونچتی ہے۔ (ابوداؤد شریف، ج ۱، ص ۸۲)

اے ایمان والو! نماز پڑھو اور حج و عمرہ کا ثواب حاصل کرو یعنی جو شخص باوضو گھر سے نکلا نماز فرض ادا کرنے کے لئے مسجد میں گیا اس کو اس قدر ثواب ملتا ہے جتنا احرام باندھ کر حج کرنے والے کو ملتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم

حدیث شریف ۲۴: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صوبوں کے حاکموں کے پاس فرمان بھیجا کہ تمہارے سب کاموں سے اہم کام۔ میرے نزدیک نماز ہے۔ جس نے اس کی پابندی کیا اور اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔ (بخاری، مسلم، موطا، امام مالک، ج ۱، ص ۳)

بے نمازی قیامت میں قارون وفرعون کے ساتھ ہوگا

حدیث شریف ۲۵: سید عالم آقائے دو عالم، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کی محافظت یعنی پابندی کی قیامت کے دن وہ نماز اس کے لئے نور و برہان ونجات ہوگی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون وفرعون وہامان واُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۷۵، دارمی، بیہقی)

حضرات! غور سے سنو! نماز پڑھنے والا بہت بڑا خوش نصیب ہوتا ہے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہی نور اور نجات جیسی نعمت نصیب ہوگی اور نماز نہ پڑھنے والا کتنا بڑا بدنصیب ہوتا ہے کہ قیامت کے دن قارون وفرعون وہامان واُبی ابن خلف جیسے ملعونوں ومردودوں کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ امان عطا فرمائے بے نمازی ہونے سے بچائے اور قیامت کے دن محبوبوں کے زمرے میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صحابہ کرام ترک نماز کو کفر جانتے تھے

حدیث شریف ۲۶: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے سوا نماز کے۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۹۰)

بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے۔ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مثلاً حضرت امیر المومنین فاروق اعظم وعبد الرحمٰن بن عوف وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس وجابر بن عبد اللہ ومعاذ بن جبل وابو ہریرہ وابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد بن حنبل واسحٰق بن

راہویہ وعبداللہ بن مبارک وامام نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بھی یہی مذہب تھا اگر چہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر ائمہ نیز بہت سے صحابہ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے۔ (بہار شریعت، ح ۳، ص ۱۳)

نماز غم ومشکل کے وقت سامان راحت ہے

حدیث شریف ۲۷: ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جب کوئی غم لاحق ہوتا یا کوئی مشکل امر پیش آتا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰى ○ (مشکوۃ، ص ۱۱۷)

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کوئی سخت مشکل امر پیش آتا تو آپ نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔

اے ایمان والو! جب غموں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہوں۔ مصیبتوں کی آندھیاں چل رہی ہوں۔ تکلیفوں کے ہجوم ہوں۔ تو ایسے وقت میں نماز کا سہارا لو، نماز سے مدد حاصل کرو؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط (پ۲، رکوع ۳)

ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ (کنز الایمان)

جنتی کا سوال جہنمی سے: جب جنتی جنت میں جا رہے ہوں گے اور جہنمی دوزخ میں ڈالے جا رہے ہوں گے تو جنتی لوگ جہنم میں جانے والوں سے سوال کریں گے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ (پ۲۹، رکوع ۱۶) ترجمہ: تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی۔ (کنز الایمان)

تو دوزخی جواب دیں گے۔

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ (پ۲۹، رکوع ۱۶)

ترجمہ: ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! نماز وہ عظمت والی عبادت ہے، جس کے ترک کرنے والے کی سزا تو آپ نے سن لی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ نماز وقت پر بڑے خلوص سے پڑھو تا کہ دوزخ کے عذاب سے بچ سکو اور جنت کے حقدار بن سکو۔

ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

بے نمازی کی نگاہ سے گھر کو بچاؤ

ایک شخص تنگ دستی کا شکار ہے۔ اس کے گھر میں غربت وافلاس کا پہرہ ہے۔ بڑی تنگ دستی سے زندگی گزر رہی ہے۔ پریشان حال وہ شخص آستانہ قادریت وغوثیت پر حاضر ہوتا ہے اور اپنی غریبی اور تنگ دستی کی روداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سناتا ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے سوال کیا کہ تمہارا گھر راستے پر تو نہیں ہے۔ اس شخص نے بتایا کہ میرا گھر راستے پر پڑتا ہے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شخص جا اور اپنے گھر کے دروازے پر پردہ ڈال دے تیری غریبی اور تنگ دستی دور ہو جائے گی اور گھر میں رحمت و برکت ہو جائے گی۔ وہ شخص بڑا حیران ہے کہ نہ وظیفہ دیا نہ تعویذ۔ بس پردہ ڈال دو غریبی دور ہو جائے گی آخر بات کیا ہے؟

اس شخص نے جاکر گھر کے دروازے پر پردہ ڈالا کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ کاروبار خوب پھلا پھولا۔ تجارت میں بہت نفع کمایا۔ رحمت و برکت سے گھر بھر گیا۔ غریبی دور ہوگئی اور تنگ دستی چلی گئی۔ کچھ تحفہ اور نذرانہ لیکر اپنے پیر۔ پیران پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہدیہ سلام ونیاز کے بعد تحفہ ونذرانہ خدمت عالیہ پیش کیا اور عرض گزار ہوا کہ سرکار نے نہ تعویذ دیا۔ نہ کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے فرمایا۔ بس اتنا کہا کہ گھر کے دروازے پر پردہ ڈال دو، برکت ہو جائے گی اور یقیناً پردہ ڈالتے ہی ڈھیروں برکت ہوئی۔ اے ہمارے پیر، آخر پردہ ڈالنے میں راز کیا تھا؟

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمہارا گھر راستے پر ہے۔ لوگوں کا گزر ہوتا ہے۔ گزرنے والوں میں بے نمازی بھی گزرتے ہوں گے اور ان کی نظر تمہارے گھر کے اندر پڑتی ہوگی اور جس جگہ پر بے نمازی کی نظر پڑ جاتی ہے تو اس جگہ سے رحمت و برکت چلی جاتی ہے۔ اس لئے میں نے تم سے کہا کہ گھر کے دروازے پر پردہ ڈال دو تا کہ تمہارا گھر بے نمازی کی نگاہ سے محفوظ ہو جائے۔

اللہ اکبر: **حضرات!** نماز نہ پڑھنے والے کی نگاہ میں کس قدر بے برکتی اور نحوست ہوتی ہے کہ جس گھر میں پڑ جائے تو اس گھر سے رحمت و برکت دور ہو جاتی ہے۔

اب مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جب بے نمازی کی نگاہ میں بے برکتی اور نحوست کا یہ عالم ہے تو جس گھر میں بے

نمازی ہی رہتے ہوں تو اس گھر میں رحمت و برکت کیسے ہوگی؟ الامان والحفیظ !

اندھا رہنا گوارہ ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی۔ آپ نے حکیم کو دکھایا تو حکیم نے کہا کہ آپ کی آنکھوں میں تکلیف زیادہ ہے۔ اس کا علاج کرنا پڑے گا مگر چند دن آپ نماز نہیں پڑھ سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مجھے پوری زندگی یعنی عمر بھر اندھا رہنا گوارا ہے مگر ایک وقت کی نماز چھوڑنا مجھے ہر گز گوارا نہیں ہے۔ (حیات صحابہ)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

برکاتِ نماز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط (پ۲۱، رکوع ۱)

ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

پانچ وقت کی نماز پڑھنے والا گناہ سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کسی صحیفہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا ہے کہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) دو رکعت نماز ہوگی، جس کو میرا محبوب رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور اس کی امت پڑھا کریں گی یہ فجر کی نماز ہے۔ جو شخص اسے پڑھا کرے گا۔ میں اس کے دن اور رات کے گناہ بخش دوں گا اور وہ میری پناہ میں رہے گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام۔ چار رکعت نماز ہوگی جس کو میرا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور اس کی امت پڑھا کریں گی۔ یہ ظہر کی نماز ہے میں انہیں اس نماز کی پہلی رکعت کے عوض میں مغفرت عطا کر دوں گا اور دوسری رکعت کے ثواب میں ان کی میزان عمل کا نیکیوں والا پلہ بھاری کر دوں گا اور تیسری رکعت کے بدلے میں ان پر فرشتے مقرر کر دوں گا جو میری تسبیح اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں گے چوتھی رکعت پر ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دوں گا۔ جن میں سے جنت کی حوریں انہیں

جھانکیں گی اور میں حوران جنت کو ان کی زوجیت (یعنی نکاح) میں دوں گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام چار رکعت نماز ہے۔ جو میرا محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی امت پڑھا کریں گے یہ نماز عصر ہے۔ جس کے ثواب میں آسمان وزمین کا کوئی ایسا فرشتہ نہ ہوگا جو ان کے لئے دعائے بخشش نہ کرے اور جس شخص کے لئے فرشتے دعائے بخشش کریں اسے کبھی عذاب نہ ہوگا۔ اے موسیٰ علیہ السلام تین رکعت نماز ہوگی۔ جس کو میرا محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی امت غروب آفتاب کے فورا بعد پڑھیں گے۔

جس سے میں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دوں گا اور وہ اپنی جس حاجت کے لئے مجھ سے کہیں گے میں اسے پورا کروں گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام چار رکعت نماز ہوگی جس کو میرا محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی امت رات کو شفق (آسمان کی سرخی) غائب ہونے کے بعد پڑھیں گے۔ یہ عشاء کی نماز ہے جو ان کے لئے دنیا ومافیھا سے بہتر ہوگی اور وہ اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (تذکرۃ الواعظین، ص ۲)

نمازی، تمام آسمانی کتابیں پڑھنے کا ثواب پاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بندۂ مومن نماز کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آتا ہے اور اللہ اکبر! کہتا ہے تو وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا آج اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جب سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں اس کے جسم کے بالوں کی تعداد کے برابر ایک ماہ کی عبادت لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس کی قبر فراخ ہو جاتی ہے پھر جب اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہتا ہے تو جانکنی کی سختی اس پر آسان ہو جاتی ہے اور جب بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں چار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور چار ہزار برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور چار ہزار درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ پھر جب سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے حج یا عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتا ہے تو احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے کا ثواب پاتا ہے۔ اور تمام آسمانی کتابوں کے پڑھنے کے ثواب کا حقدار ہو جاتا ہے اور جب سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نگاہ رحمت سے اس کو دیکھتا ہے اور جب سجدہ کرتا ہے تو قرآن مجید کی سورتوں اور تمام حروف کی تعداد کے برابر غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب سبحان ربی الاعلیٰ

کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں جن وشیاطین اور انسان کی تعداد کے برابر نیکیاں درج فرماتا ہے اور جب التحیات پڑھنے بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو غازی کا ثواب دیتا ہے اور جب سلام پھیرتا ہے اور نماز سے فراغت حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کے تمام دروازے بند کردیتا ہے اور جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ (تذکرۃ الواعظین، ص۱۰)

نماز سے دس برکتیں حاصل ہوتی ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: نماز دین کا ستون ہے اس کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ دس برکتیں عطا فرماتا ہے۔

۱) دنیا اور آخرت میں چہرہ منور رہتا ہے۔
۲) قلبی سکون اور روحانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔
۳) قبر منور ہوجاتی ہے۔
۴) میزان عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔
۵) جسم تمام بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔
۶) دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔
۷) جنت میں حور وقصور ملتے ہیں۔
۸) دوزخ کی آگ اور قیامت کی گرمی سے نجات ملتی ہے۔
۹) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
۱۰) جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص۱۱)

نمازی کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز پڑھنے والے کے لئے تین سعادتیں مخصوص ہیں۔ اول یہ کہ اس کے پاؤں کے ناخن سے لیکر سر کی مانگ تک آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے قدموں سے لیکر فضائے آسمانی تک فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اگر اسے خدائے تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ

معلوم ہوتو یہ نماز میں اس قدر مستغرق ہوجائے یعنی ڈوب جائے کہ پھر اسے چھوڑ کر کسی اور جانب متوجہ ہی نہ ہو۔ (احیاء العلوم)

روح نماز خشوع و خضوع ہے: نماز کی اصل روح، خشیت و تقویٰ ہے۔ انسان کو کسی حاکم یا بادشاہ کے سامنے جانا ہے تو انتہائی مؤدب بن جاتا ہے۔ خوف سے لرز رہا ہوتا ہے کہ کہیں دربار کا کوئی ادب واحترام نہ رہ جائے اور سزا کا مستحق ہو جائے۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی اُسے اس کے سوا کوئی خیال نہیں آتا کہ وہ حاکم یا بادشاہ کے سامنے کھڑا ہے اور اس سے بات کر رہا ہے جب انسان بادشاہوں کے بادشاہ، اور حاکموں کے حاکم، احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہو یعنی نماز پڑھ رہا ہو، تو اس کے قلب کی جو کیفیت ہونی چاہئے، قلم و زبان میں اس کی تاب بیان نہیں۔ اس احساس کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے حقیقی نماز وہی ہے ایسی نماز سے تقدیر بدل سکتی ہے گھر سے بازار تک حتیٰ کہ پورا معاشرہ بدلا جاسکتا ہے لیکن وہ نمازیں جو دکھاوے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ زبان پر نماز کے کلمات ہوتے ہیں مگر ذہن و دل کہیں اور بھٹک رہے ہوتے ہیں تو ایسی نماز بے اثر ہوتی ہے۔

سچی نماز: صحیح معنوں میں نماز تو وہ ہے جس سے دل میں سوز و گداز اور خشوع و خضوع ہوتا ہے اور نمازی کو معراج محبوب کا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ ایسی ہی نماز سے متعلق شب اسریٰ کے دولہا محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے: **اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ** نماز مومنوں کی معراج ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان: **اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ** ۝ (پ۱۸، رکوع۱)

ترجمہ: جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

کیوں کہ نماز خالق و مالک کے حضور میں اپنی بے چارگی، عاجزی اور بے بسی کے اظہار کا نام ہے۔ اگر خشوع نہ ہو تو نماز کا مقصد اصلی حاصل نہیں ہوتا۔ خشوع کے معنی ہیں، بدن کو جھکانا، آواز پست کرنا، آنکھیں نیچی رکھنا، یعنی نماز کی ہر ادا سے عاجزی اور محتاجی کا اظہار ہونا۔ (لسان العرب)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً** (پ۹، رکوع۱۴)

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! خوف خدا سے کانپو، اللہ تعالیٰ جس بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے وہ بندہ اپنے رب تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتا ہے اور روتا گڑگڑاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی بارگاہ میں رونا، گڑگڑانا یہ صفت، خاص اللہ والوں کی ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ

مشہور بزرگ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان فرماتے ہیں۔ نصف رات گزر چکی تھی ایک شخص کعبۃ اللہ کی دیواروں کو پکڑ کر زاروقطار رو رہا تھا اور فریاد کر رہا تھا۔ یا اللہ تعالی میرے رحمٰن ورحیم، خالق ومالک اگر میرے اعمال تیری بارگاہ میں قبولیت کا درجہ حاصل نہ کر سکے ہوں تو مجھے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھانا تا کہ تیرے نیک بندوں کے سامنے شرمندہ نہ ہوسکوں۔

حضرت شیخ سعدی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں رونے والے سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں، اتنے درد کے ساتھ کیوں رو رہے ہیں؟ اور ایسا کیوں کہتے ہیں کہ مجھے اندھا کر کے اٹھانا تو رونے والے شخص نے کوئی جواب نہیں دیا پھر اس رونے والے سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ تو رونے والے نے کہا اَنَا عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالی) عنہ ہوں۔

حضرات! یہ پیران پیر ہیں (رضی اللہ تعالی عنہ) ولیوں کے سردار ہیں (رضی اللہ تعالی عنہ) جن کا قدم مبارک اولیاء کی گردنوں پر ہے یہ ہے اللہ تعالی کا خوف کہ راتیں گزارتے ہیں تو روتے اور گڑگڑاتے ہوئے۔

منزل عشق میں تسلیم ورضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم صرف نام کے قادری نہ بنیں بلکہ سچے قادری غلام بن جائیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو اپنے خوف وڈر سے رونے اور گڑگڑانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

نماز میں سکون واطمینان: نماز کو پورے سکون واطمینان سے ادا کرنا چاہئے۔ نماز کے ارکان کو جلدی جلدی پورا کرنے والو۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے مرغ کی ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی ہے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی شریف میں ایک شخص نے جلدی جلدی نماز ادا کی۔ تو ہمارے حضور سراپا نور مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے شخص؟ تیری نماز نہیں ہوئی۔ اسے دوبارہ پڑھ۔ اس شخص نے پھر اسی طرح نماز پڑھی تو سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے

فرمایا تیری نماز نہیں ہوئی۔ پھر سے نماز پڑھو۔ تیسری مرتبہ بھی اس شخص نے اسی طرح جلدی۔ جلدی نماز پڑھی۔ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے شخص تیری نماز نہیں ہوئی۔ تو اس شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں کیسے نماز پڑھوں جو ادا ہو جائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اس طرح کھڑا ہو۔ اس طرح قرأت کر۔ اس طرح اطمینان وسکون سے رکوع وسجود کر۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ص ۴۷)

نماز کی چوری: ایک مرتبہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ نماز کی چوری کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ رکوع وسجود اچھی طرح نہ کرنا اور خشوع نہ ہونا۔ (مسند احمد بن حنبل، ص ۳۱۰، داری، ج ۱، ص ۲۲۷، طبرانی، عبدالرزاق)

نماز کے لئے سکون ضروری ہے: ایک موقع پر ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم باہر سے آؤ اور نماز ہو رہی ہو تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ اس طرح آؤ کہ تم پر سکون اور وقار طاری ہو۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۲۲۰)

مسئلہ: اگر بے اطمینانی ہو اور بے سکونی کے اسباب ہوں تو پہلے انہیں دور کیا جائے پھر نماز پڑھی جائے۔ مثلاً اگر بھوک سے بے تابی ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لیا جائے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۹۲، مسلم، ج ۱، ص ۲۰۸، ابوداؤد، ترمذی، موطا امام مالک، مستدرک، حاکم)

مکمل توجہ: نماز کی روح مکمل توجہ اور حضور قلب ہے۔ ایک مرتبہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی عبادت اس احساس سے کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ احساس پیدا نہیں ہو سکتا تو اس احساس کے ساتھ عبادت کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۲)

نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے

اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرو، کیا تمہیں یہ خیال نہیں کہ ممکن ہے تمہاری نظر واپس نہ آسکے۔ اور جب تک بندہ نماز میں دوسری طرف توجہ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور جب بندہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے۔ (مسند احمد، بخاری، ج ۱، ص ۱۰۳)

نماز میں اللہ تعالیٰ سے بات ہوتی ہے: ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

تم جب نماز پڑھو تو پوری طرح خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ اور نماز میں ادھر اُدھر نہ دیکھو کیونکہ جب تک بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ (طبرانی، کنز العمال، ج ۷، ص ۲۰۴)

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد: ایک مرتبہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو آخری صف کے ایک نمازی کو دیکھا اور فرمایا۔ اے فلان! تو خدا کا خوف نہیں کرتا یہ کس طرح نماز پڑھتا ہے جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب تعالیٰ سے محو گفتگو ہوتا ہے تو سوچنا چاہئے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے کس طرح گفتگو کرے۔ (متدرک۔ حاکم، کنز العمال، ج ۷، ص ۲۱۴)

اس خیال سے نماز پڑھو کہ یہ زندگی کی آخری نماز ہو سکتی ہے

ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصیحت کی درخواست کی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس خیال کے ساتھ نماز پڑھو کہ موت سامنے ہے اور دنیا کو چھوڑ رہے ہو گویا یہ تمہاری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (مسند احمد، کنز العمال، ج ۷)

اے ایمان والو! نماز کی حالت ایسی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت میں اس حد تک کھو جاؤ کہ دنیا کی کسی چیز کا مطلق خیال نہ ہونے پائے، نماز میں اس درجہ مشغول ہو جاؤ کہ بڑی سے بڑی مصیبت و پریشانی بھی آجائے تو آپ کو خبر نہ ہو۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز

ایک مرتبہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک پنڈلی میں تیر یا نیزہ پیوست ہو گیا۔ اس تیر کو نکالنے کی بہت کوشش کی گئی مگر اس کے نکالنے سے جو درد ہوتا تھا اس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں مشغول ہونے دو۔ اس وقت تیر نکال لی جائے گی ایسا ہی ہوا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں مشغول ہو گئے تو لوگوں نے آپ کی پنڈلی سے تیر کھینچ لیا اور آپ نماز پڑھتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کپڑوں پر خون کے دھبے نظر آئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، یہ خون کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اے علی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پنڈلی میں جو تیر پیوست تھی اور اس کو چھونے سے آپ تڑپ جاتے تھے

جب آپ نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے تو ہم لوگوں نے اس تیر کو آپ کی پنڈلی سے نکال لیا ہے۔ اسی زخم کا یہ خون ہے۔ سید السادات سرچشمہ ولایت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ کی قسم۔ میں نماز میں محو و مشغول تھا مجھے کچھ خبر نہیں کہ تم لوگوں نے یہ تیر کب نکال لی۔ (انیس الواعظین ص ۳۳)

ایک اللہ والے کی نماز: حضرت ادریس بن اویس بیان کرتے ہیں کہ مشہور بزرگ۔ اللہ کے ولی حضرت حاتم ایک مرتبہ عصام بن یوسف کے پاس تشریف لائے۔ عصام نے ان سے کہا۔ اے حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم اچھی طرح نماز پڑھنا جانتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پوچھا کس طرح نماز ادا کرتے ہو؟ حضرت حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو سب سے پہلے کامل طریقے سے وضو کرتا ہوں۔ پھر نماز کے لئے اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں۔ یہاں تک کہ میرا ہر عضو سکون و قرار کی حالت میں ہوتا ہے اور میں کعبہ شریف کو اپنے دونوں آنکھوں کے درمیان اور مقام ابراہیم کو اپنے سینے میں اور اللہ تعالیٰ کو اپنے سر پر دیکھتا ہوں۔ جو میرا حال جانتا ہے اور میرے دونوں قدم پل صراط پر ہوتے ہیں اور جنت میرے داہنی جانب اور دوزخ میرے بائیں جانب اور ملک الموت پیچھے ہوتے ہیں۔ اخیر تک یہی کیفیت رہتی ہے تکبیر کہتے وقت اپنا محاسبہ کرتا ہوں۔ قرآن مجید غور و فکر سے پڑھتا ہوں، رکوع تواضع سے کرتا ہوں اور عجز و نیاز کا اظہار کرتے ہوئے سجدہ کرتا ہوں پھر اطمینان سے التحیات کے لئے بیٹھتا ہوں اور طریقہ سنت پر سلام پھیرتا ہوں اور پھر صبر پر معاہدہ کرتا ہوں اس طرح سے میں پوری نماز ادا کرتا ہوں۔

عصام بن یوسف نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کب سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے تیس سال ہوئے اس طرح نماز ادا کرتے ہوئے۔ یہ سن کر عصام بن یوسف پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہو گئی۔ عصام بن یوسف ایک نیک خو حاکم اور پرہیزگار بادشاہ گزرے ہیں، انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ایسی نماز تو ہم نے زندگی میں نہیں پڑھی۔ اتنا کہا اور غش کھا کر گر پڑے اور جسم مبارک سے روح پرواز کر گئی۔ (تذکرۃ الواعظین، ص ۲۸)

اے ایمان والو! اس کو کہتے ہیں خشوع و خضوع والی نماز۔ اور ایک ہماری نماز ہے جس میں خشوع و خضوع تو نظر ہی نہیں آتا۔ جلدی جلدی رکوع و سجود کرتے ہیں اور نماز سے چھٹکارا حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سچی نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

نماز پڑھتے رہے اور چور چادر لے گیا

حضرت یعقوب اوتاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر اولیاء میں آپ کا نام آتا ہے، بہت نیک اور پرہیزگار تھے نماز میں اس طرح محو اور مشغول ہو جاتے کہ کسی چیز کی خبر نہ رہ جاتی تھی۔ ایک مرتبہ نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک چور نے آپ کے سر سے چادر کو اتار لیا اور چادر لے کر جانے لگا تو لوگوں نے چور کو پکڑ لیا اور کہا یہ چادر ایک بزرگ اللہ کے ولی کی ہے، اسی وقت واپس کر دو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے لئے ہلاکت و بربادی کی دعا کر دیں اور تمہارے ساتھ ہم لوگوں پر بھی عذاب نازل ہو۔ چور ڈر گیا اور آپ کو چادر اوڑھا دی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس واقعہ کو بیان کیا اور چور نے بھی چوری سے توبہ کر لی۔ اللہ والے نے فرمایا مجھے کچھ خبر نہیں کہ چادر کب میرے سر سے اتاری گئی اور پھر کب سر پر ڈال دی گئی۔ میں تو نماز میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا تھا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص ۲۷)

نماز کی برکت سے آگ بجھ گئی: حضرت مسلم بن سیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پایہ کے ولی گزرے ہیں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی اور آپ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ شور و غل مچا اور لوگوں نے آگ بجھا دی۔ مگر آپ کو کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص ۱۰۹)

نماز کو جلدی جلدی پڑھنا منافق کی پہچان ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ہمارے آقا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی نماز ہے کہ سورج کا انتظار کرتا رہے جب کہ وہ زرد ہو جائے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں ہو جائے تو کھڑا ہو کر چار چونچیں مارے اور اس میں تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ (مسلم، مشکوۃ، ص ۶۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (پ ۵، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ (کنز الایمان)

حضرت خلیل علیہ السلام کی نماز

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو ان کے دل کی دھڑکن کی صدا جو ذکر خدا کی

وجہ سے ظاہر ہوتی وہ صدا دو میل تک سنائی دیتی تھی اور امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا ارداہ فرماتے تو آپ کے جسم مبارک میں لرزہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی اور روئے مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ اب اس امانت کے اٹھانے کا وقت آ گیا ہے۔ جس کو ساتوں زمین اور آسمان بھی نہ اٹھا سکے۔ (کیمیائے سعادت، ص ۱۰۳)

حضرت طلحہ کی نماز: ایک مرتبہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے باغ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ ایک خوبصورت پرندے پر پڑی کہ وہ گھنے درختوں کی شاخوں میں الجھا ہوا ہے اور نجات کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال اس خوبصورت پرندے کی طرف ایسا لگا کہ آپ اس کی طرف کھو گئے اور نماز سے غافل ہو گئے جس سے آپ کو یاد نہ رہا کہ آپ نے کتنی رکعت ادا کی ہیں۔ پس آپ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ اس کا آپ کو اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے اس باغ کو مدینہ کے غریبوں پر صدقہ کر دیا۔ (کیمیائے سعادت، ص ۱۰۸)

نماز میں سوکھی لکڑی کی طرح: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا لگتا کہ ایک سوکھی ہوئی لکڑی کھڑی ہے۔ یہ کیفیت تھی آپ کی نماز میں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۱۰۸)

میرے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز

سراج الامۃ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا پڑوسی ایک یہودی تھا۔ دوسری رات یہودی کے لڑکے نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ ابا جان! ہمارے پڑوس والے مکان میں رات کو ایک درخت نظر آیا کرتا تھا جو آج نظر نہیں آتا۔ باپ نے کہا بیٹا! وہ درخت نہیں تھا۔ مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ تھے جو تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے آج ان کا وصال ہو گیا ہے۔

اے ایمان والو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف بزرگان دین کتنے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ کوئی سوکھی ہوئی لکڑی کھڑی ہے۔ نہ ہلنا ڈولنا، نہ اِدھر اُدھر دیکھنا، نہ کپڑوں کو سمیٹنا، آج ہم نماز پڑھتے ہیں تو اِدھر اُدھر دیکھ بھی لیتے ہیں۔ ہمارا جسم حرکت کرتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری نماز سے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

نماز پڑھتے رہے اور چور چادر لے گیا

حضرت یعقوب اوتاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر اولیاء میں آپ کا نام آتا ہے بہت نیک اور پرہیز گار تھے نماز میں اس طرح محو اور مشغول ہو جاتے کہ کسی چیز کی خبر نہ رہ جاتی تھی۔ایک مرتبہ نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک چور نے آپ کے سر سے چادر کو اتار لیا اور چادر لے کر جانے لگا تو لوگوں نے چور کو پکڑ لیا اور کہا یہ چادر ایک بزرگ اللہ کے ولی کی ہے، اسی وقت واپس کر دو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے لئے ہلاکت و بربادی کی دعا کر دیں اور تمہارے ساتھ ہم لوگوں پر بھی عذاب نازل ہو۔ چور ڈر گیا اور آپ کو چادر اوڑھا دی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس واقعہ کو بیان کیا اور چور نے بھی چوری سے توبہ کر لی۔ اللہ والے نے فرمایا مجھے کچھ خبر نہیں کہ چادر کب میرے سر سے اتاری گئی اور پھر کب سر پر ڈال دی گئی۔ میں تو نماز میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا تھا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص ۲۷)

نماز کی برکت سے آگ بجھ گئی: حضرت مسلم بن سیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پایہ کے ولی گزرے ہیں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی اور آپ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔شور و غل مچا اور لوگوں نے آگ بجھا دی۔ مگر آپ کو کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا۔ (تذکرۃ الواعظین، ص ۱۰۹)

نماز کو جلدی جلدی پڑھنا منافق کی پہچان ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ہمارے آقا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی نماز ہے کہ سورج کا انتظار کرتا رہے جب کہ وہ زرد ہو جائے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں ہو جائے تو کھڑا ہو کر چار چونچیں مارے اور اس میں تھوڑا سا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ (مسلم، مشکوۃ، ص ۶۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ (پ ۵، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔ (کنز الایمان)

حضرت خلیل علیہ السلام کی نماز

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو ان کے دل کی دھڑکن کی صدا جو ذکر خدا کی

وجہ سے ظاہر ہوتی وہ صدا دو میل تک سنائی دیتی تھی اور امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا ارداہ فرماتے تو آپ کے جسم مبارک میں لرزہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی اور روئے مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ اب اس امانت کے اٹھانے کا وقت آ گیا ہے۔ جس کو ساتوں زمین اور آسمان بھی نہ اٹھا سکے۔ (کیمیائے سعادت، ص۱۰۳)

حضرت طلحہ کی نماز: ایک مرتبہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے باغ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ ایک خوبصورت پرندے پر پڑی کہ وہ گھنے درختوں کی شاخوں میں الجھا ہوا ہے اور نجات کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال اس خوبصورت پرندے کی طرف ایسا لگا کہ آپ اس کی طرف کھو گئے اور نماز سے غافل ہو گئے جس سے آپ کو یاد نہ رہا کہ آپ نے کتنی رکعت ادا کی ہیں۔ پس آپ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ اس کا آپ کو اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے اس باغ کو مدینہ کے غریبوں پر صدقہ کر دیا۔ (کیمیائے سعادت، ص۱۰۸)

نماز میں سوکھی لکڑی کی طرح: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا لگتا کہ ایک سوکھی ہوئی لکڑی کھڑی ہے۔ یہ کیفیت تھی آپ کی نماز میں۔ (غنیۃ الطالبین، ص۱۰۸)

میرے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز

سراج الامۃ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا پڑوسی ایک یہودی تھا۔ دوسری رات یہودی کے لڑکے نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ ابا جان! ہمارے پڑوس والے مکان میں رات کو ایک درخت نظر آیا کرتا تھا جو آج نظر نہیں آتا۔ باپ نے کہا بیٹا! وہ درخت نہیں تھا۔ مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ تھے جو تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے آج ان کا وصال ہو گیا ہے۔

اے ایمان والو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف بزرگان دین کتنے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ کوئی سوکھی ہوئی لکڑی کھڑی ہے۔ نہ ہلنا ڈولنا، نہ اِدھر اُدھر دیکھنا، نہ کپڑوں کو سمیٹنا، آج ہم نماز پڑھتے ہیں تو اِدھر اُدھر دیکھ بھی لیتے ہیں۔ ہمارا جسم حرکت کرتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری نماز سے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

حضرت خلف بن ایوب کی نماز

حضرت خلف بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بھڑ نے آپ کو کاٹ لیا مگر آپ کو کچھ پتہ بھی نہ چلا۔ حضرت خلف بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو نماز کی حالت میں بھڑ کاٹ رہی تھی اور آپ کو کچھ احساس بھی نہ ہوا۔ تو آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ قہار و جبار کے سامنے کھڑا ہو، وہ بھڑ جیسی چیز کے کاٹنے کی طرف کیا توجہ کر سکتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

نماز قضا کر کے پڑھنے والے کے لئے دردناک عذاب ہے

نماز نہ پڑھنا تو بہت بڑا عذاب ہے مگر وہ لوگ جو نمازوں کو وقت گزار کر یعنی قضا کر کے پڑھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (پ۳۰،ع۳۲)

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (کنز الایمان)

وَیْــلٌ کے معنیٰ ہیں، تباہی و بربادی، وہ لوگ جو نماز سے غفلت برتتے ہیں وقت گزار کر یعنی نماز قضا کر کے پڑھتے ہیں ان کے لئے تباہی بربادی ہے۔ ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی سے خود جہنم پناہ مانگتی ہے۔ اس وادی کا نام ویل ہے جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والوں کے لئے ویل ہی ٹھکانہ ہے۔

نماز میں سستی و کاہلی کرنے والوں کا انجام

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ (پ۱۶، رکوع۴)

ترجمہ: تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی سزا کا ذکر فرمایا ہے جو اپنی نفس کے آرام کی خاطر وقت کو گزار کر نماز قضا کر کے پڑھتے ہیں فجر کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھتے ہیں۔ ظہر کی نماز عصر میں، عصر کی نماز دوسرے وقتوں میں ادا کرتے ہیں ایسے نمازیوں کے لئے ہی غی وادی ٹھکانہ ہے جو جہنم میں ایک بدبودار جگہ ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں نماز ضائع کرنے کا مطلب ہے۔ نماز کو اپنے وقت میں نہ پڑھنا۔ صاحب تفسیر مظہری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول نقل فرمایا۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ ۔ کا مطلب ہے کہ نماز کو وقت گزار کر پڑھنا یعنی نماز کو اپنے وقت پر ادا نہ کرنا۔ (مظہری)

غی کونسا مقام ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غی جہنم میں ایک ایسی وادی ہے کہ خود جہنم اس کی گرمی اور بدبو سے پناہ مانگتی ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غی جہنم کے اندر ایک بہت بدبودار گہری وادی ہے۔ (بیہقی شریف، مظہری)

اے ایمان والو! نماز کو وقت پر نہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جہنم کی گہری اور بدبودار وادی میں ڈالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وقت میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسلمانوں کی حالت زار: اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک اور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ نماز کو ترک کرنے والا اور نماز میں سستی و کاہلی کرنے والا سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ مگر آج مسلمانوں کی حالت اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ مذہب سے بے گانگی اور دین سے لاپرواہی اپنے عروج پر پہونچ چکی ہے۔ عیش و آرام، نفس پرستی اور دنیا طلبی ہی کو مسلمانوں نے زندگی کا مقصد اصلی سمجھ لیا ہے۔

افسوس صد افسوس! حضرات! چار دن کی زندگی کو غنیمت جانو یہ دنیا فانی ہے۔ قارون، شداد، فرعون، نمرود اور یزید جیسے دشمنان خدا بادشاہ تھے حکومت کرتے تھے۔ خوب عیش و عشرت سے زندگی گزارتے رہے، خدائے تعالیٰ کو بھول کر، عبادت و بندگی سے منہ موڑ کر، دولت و حکومت کے نشے میں مبتلا رہے اور ایک دن ایسا آیا کہ ان کی بادشاہت و حکومت ان کو موت سے نہ بچا سکی، اور بڑے ذلیل و خوار ہو کر سخت عذاب میں گرفتار ہوئے اور اس فانی دنیا سے چلے گئے۔ اور مسلمان دنیا میں عیش و عشرت کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تم اپنی حقیقت کو سمجھو اور جانو! چار دن کی عیش و عشرت کو چھوڑ دو، دنیا میں آنے کا مقصد پہچانو۔

اپنے پیارے رب تعالیٰ کی عبادت سے دل لگاؤ۔ نماز کو وقت پر ادا کرو۔ اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت دل میں بٹھالو ہر نماز کے بعد مدینہ شریف کی جانب چہرہ کر کے جھوم جھوم کر درود و سلام پڑھو۔ موت آنی ہے اور آ کر رہے گی۔

اللہ تعالیٰ مومن کو ہمیشگی کا آرام عطا فرماتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ مومن کے لئے جنت میں محل ہے جس میں حوریں غلامان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت گزار ہوں گی۔

نماز چھوڑنا زنا و قتل سے بُرا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ایک عورت سے زنا کا قبیح فعل سرزد ہوگیا۔ زنا سے حمل ٹھہر گیا اس عورت سے بچہ پیدا ہوا، اس عورت نے اس بچے کو قتل کر دیا۔ بعد میں احساس گناہ ہوا۔ وہ عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا واقعہ بیان کیا اور عرض کرنے لگی یا نبی اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھ سے تو گناہ ہوگیا ہے اور میں اس گناہ سے توبہ کرتی ہوں۔ آپ سفارش فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ کو معاف فرمادے اور توبہ قبول فرمالے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے گناہ کو سن کر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا اے بدکار! یہاں سے چلی جا کہیں تیرے گناہ کی وجہ سے آسمان سے آگ نہ برسنے لگے۔ وہ عورت بہت شرمندہ ہوئی اور واپس چلی گئی اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میری ایک گناہ گار بندی جو توبہ کے لئے آئی تھی اس کو آپ نے کیوں بھگادیا اور نکال دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا آپ نے اس عورت سے زیادہ گنہگار شخص کو دیکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس سے بڑا گنہگار کون ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا۔ اس سے بڑا گنہگار وہ شخص ہے جو قصداً نماز نہیں پڑھتا۔ (زواجر، ج ا،ص ۱۱۲)

اے ایمان والو! گویا نماز نہ پڑھنا زنا اور قتل سے بڑا گناہ ہے۔ اب جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ کتنے بڑے گنہگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے اور نماز پڑھنے کی عادت عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

نماز نہ پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ بری ہو جاتا ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، ماں، باپ کے حکم کی نافرمانی مت کرنا، چاہے ماں باپ تم کو گھر سے نکال دیں، نماز فرض کو قصداً نہ ترک کرنا کیونکہ جو فرض نماز کو جان بوجھ کر ترک کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔ (احمد۔ مشکوٰۃ،ص ۱۸)

نماز باجماعت کی فضیلت

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝ (پ۱، رکوع۵)

ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے۔ ستائیس درجہ ثواب زیادہ ہے۔ (بخاری، ج۱،ص۸۹ مسلم، ج۱،ص۲۳۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے چالیس دن تکبیراولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دو چیزوں سے آزاد فرمادیتا ہے۔ ایک دوزخ سے۔ دوسرے نفاق سے۔ (ترمذی شریف، ج۱،ص۵۶)

جماعت سے نماز رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر کے بعد لوگوں پر نگاہ ڈالی تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو نہ پایا۔ تو فرمایا فلاں شخص جماعت میں کیوں حاضر نہیں ہوا تو لوگوں نے عرض کیا کہ رات بھر عبادت میں جاگتے رہے۔ شاید! اس لئے جماعت میں حاضر نہ ہو سکے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر وہ شخص تمام رات سو یا رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا تو رات بھر کی عبادت سے بہتر تھا۔ (ابن ماجہ، ص۳۳، مکتوبات امام ربانی، ج۱)

بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسلام کا عظیم قانون ہے

حضرات! ہمارے اسلاف، بزرگان دین اگر کسی شخص کو جماعت کی نماز میں نہیں پاتے تو معلوم کرتے کہ فلاں شخص جماعت میں کیوں نہیں آیا۔ اور اس شخص سے مواخذہ فرماتے کہ تم نے جماعت کی نماز کیوں چھوڑی اور آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ نماز نہ پڑھنے پر بھی کوئی پوچھنے والا بھی نہیں۔ باپ، بیٹے سے مواخذہ نہیں کرتا۔ شوہر بیوی سے مواخذہ نہیں کرتا۔ دوست، دوست سے مواخذہ نہیں کرتا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو روکنے اور ٹوکنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جب کہ اسلام کا حکم ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک

حدیث شریف: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے۔ اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل میں اسے برا سمجھے اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۵۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۴، رکوع ۲)

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔ (کنزالایمان)

نابینا پر بھی جماعت معاف نہیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مدینہ میں زہریلے جانور اور درندے بہت زیادہ ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (نماز باجماعت) سے رخصت دیتے ہیں (کہ میں گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں) سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح (اذان کی آواز) سنتے ہو؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا (باجماعت نماز پڑھنے کے لئے) حاضر ہوا کرو۔ (ابوداؤد۔ نسائی، ج ۱، ص ۹۸، مشکوٰۃ، ص ۹۷)

تارک جماعت پر ناراضگی

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں چاہتا ہوں (یعنی ایسا کروں) کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں پھر اذان دی جائے اور ایک شخص کو حکم دوں جو نماز پڑھائے۔ پھر ایسے لوگوں کے گھر جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص ۶۵، نسائی ج ۱، ص ۹۷)

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں گھروں کو جلانے کا حکم دیتا۔ (احمد۔ مشکوٰۃ، ص ۹۷)

اے ایمان والو! سوچو اور غور کرو کہ ہمارے آقا، نبی رحمت، شفیع امت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے حق میں کتنے رحیم و کریم اور مہربان ہیں کہ امتی کی تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کرتے، مگر جماعت کی نماز چھوڑنے والوں پر کس قدر ناراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور محبوب اعظم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی سے بچائے اور نماز با جماعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نماز پیغام مساوات ہے: نماز با جماعت انسان کو مساوات یعنی برابری کا درس دیتی ہے

خطبہ حجۃ الوداع

حدیث شریف: لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى (مسند احمد بن حنبل، ج ۵، حدیث ۴۱۱)

ترجمہ: کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو کسی گورے پر، کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔

اے ایمان والو! یہ اس حقیقت کا اعلان تھا کہ انسانی فضیلت نہ خاندان پر موقوف ہے اور نہ نسل و رنگ پر، نہ کسی خاص ملک یا قوم کا باشندہ ہونا۔ نہ اچھا لباس، عالیشان مکان یا دولت و ثروت کے انبار کسی کو بڑا بنا سکتے ہیں۔ محض علم یا عہدہ بھی بڑائی کا ذریعہ نہیں بن سکتے ہیں۔ بڑائی اور فضیلت صرف تقویٰ، پرہیزگاری پر منحصر ہے۔ نماز کا نظام اس عقیدے کا عملی ثبوت ہے اس میں کالے، گورے، امیر و غریب، عربی و عجمی کا کوئی فرق نہیں۔ سب اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر برابر ہو جاتے ہیں۔ سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر پوری جہان انسانیت کو مساوات یعنی برابری کا سبق دیتے ہیں۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز — قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے — تیری سرکار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے

درود شریف:

نعمت کے ملنے پر سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے

سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال حاصل ہوا۔ یا گمی ہوئی چیز مل گئی۔ یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا۔ غرض کسی نعمت کے ملنے پر سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے۔

سجدۂ شکر کا طریقہ: باوضو کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں۔ تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں نہ اس میں ہاتھ کانوں تک اٹھانا ہے نہ باندھنا ہے نہ ہی سلام پھیرنا ہے۔ سجدۂ تلاوت کا بھی یہی طریقہ ہے کھڑے کھڑے سجدے میں جانے کے لئے بجائے بیٹھے بیٹھے جائیں تو بھی جائز ہے مگر افضل کھڑے ہو کر ہے۔ (بہار شریعت، ح۳، ص.........)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

شب براءت، فضائل و برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

حٰمٓ ۝ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ (پ۲۵، رکوع۱۴)

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آج کی رات نہ خوابوں میں گزرنے پائے
آج کی رات ہے رو رو کے دعا کرنے کی

اے ایمان والو! شب براُت ایسی مبارک اور رحمت والی رات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رحمت و برکت والی رات میں بندوں کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ طلب سے سوا عطا فرماتا ہے۔ بے شمار رحمت و برکت کا نزول فرماتا ہے۔ اسی مبارک رات میں عمر میں برکت، روزی میں کشادگی لکھی جاتی ہے اور بَرَاءَةٌ کا معنیٰ بری ہونا، رہا ہونا اور نجات پانا ہے۔ اس رات میں رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو معاف فرما کر جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرمادیتا ہے۔ اس لئے اس رات کو شب براُت کہا جاتا ہے۔

شب براُت میں پانچ برکتیں خاص ہیں

(۱) تقسیم امور (۲) نزول رحمت (۳) فیضان بخشش (۴) قبول شفاعت (۵) فضیلت عبادت (فتوحات الٰہیہ ج۴، ص۱۰۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تقسیم امور یعنی کام بانٹنے کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ سال بھر میں جو کچھ ہوگا وہ سب لوح محفوظ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ رزق، موت، حیات، بارش یہاں تک کہ یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے فلاں، فلاں حج کرے گا۔ (الدرالمنثور، ج۶، ص۲۵)

اللہ تعالیٰ کا اعلان شب برأت میں

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو تم لوگ رات میں عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں دن ڈوبنے کے وقت سے آسمان دنیا پر تجلی رحمت کا نزول فرما کر اعلان فرماتا ہے کہ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اسے بخشش دوں، کیا کوئی رزق کا طلبگار ہے کہ میں اسے رزق عطا کروں۔ کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اسے عافیت عطا کروں۔ کیا کوئی ایسا اور ایسا یعنی فلاں فلاں حاجت والا ہے کہ میں اس کی حاجت پوری کروں (یہ اعلان رات بھر ہوتا ہے) یہاں تک کہ فجر نمودار ہوجاتی ہے یعنی صبح ہوجاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۱۱۹، ابن ماجہ، ص ۹۹)

شب برأت میں روزی لکھ دی جاتی ہے

حدیث شریف: مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ارشاد فرمایئے کیا ہوتا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اس رات میں انسان کا بچہ جو اس سال پیدا ہوگا لکھ دیا جاتا ہے اور جتنے لوگ مریں گے انہیں بھی لکھا جاتا ہے اور لوگوں کے سارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور ان کی روزیاں بھی اتار دی جاتی ہیں یعنی لکھ دی جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ ص بیہقی)

اے ایمان والو! شب برأت ایسی مبارک رات ہے کہ ہمارا پیارا رب تعالیٰ دن ڈوبنے کے بعد سے ہی بے شمار رحمتیں دنیا والوں پر نازل فرماتا ہے اور بے حساب روزی ان کے لئے لکھ دیتا ہے اور بے شمار لوگوں کو بخش دیتا ہے اور ان گنت لوگوں کو بلا و مصیبت اور بیماری سے رہا فرما دیتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ رحمت و برکت میں ڈوبی ہوئی شب برأت کی قدر کریں اور اس رات میں جاگ کر عبادت کریں۔ دعاء مانگیں۔ ذکر و نعت کی محفلوں کو سجائیں کلمہ و درود و سلام کی کثرت کریں تا کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے اور ڈھیروں رحمتیں و برکتیں ہمیں نصیب فرما دے۔ آمین۔ ثم آمین۔

شب برأت میں حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں

حدیث شریف: ایمان والوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم نے اپنے محبوب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت کے دروازے کھول دیتا ہے ایک رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اس رات میں موت کا وقت، روزی اور حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ (خطیب)

شب برأت میں مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شعبان کے پورے مہینے روزہ رکھتے یہاں تک کہ اسے رمضان شریف سے ملا دیتے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کو شعبان کے روزے بہت پسند ہیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ اے عائشہ! جو شخص بھی سال بھر میں مرتا ہے اس کا وقت موت شعبان ہی میں لکھا جاتا ہے تو مجھے پسند ہے کہ میرا وقت وصال اس حال میں لکھا جائے کہ میں اپنے رب تعالیٰ کی عبادت اور نیک کام میں مشغول رہوں۔

اے عائشہ! اسی ماہ میں ملک الموت مرنے والوں کا نام لکھتے ہیں تو مجھے پسند ہے کہ میرا نام روزہ کی حالت میں لکھا جائے۔ (خطیب ص)

شب برأت میں ہر سوال پورا ہوتا ہے

حدیث شریف: فَلَا يَسْأَلُ اَحَدٌ اِلَّا اُعْطِيَ اِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا اَوْمُشْرِكٌ (بیہقی ص)

(شب برأت میں) جو شخص بھی مانگے اسے دیا جاتا ہے علاوہ زانیہ عورت اور مشرک کے۔

شب برأت میں قبرستان جانا سنت ہے

حدیث شریف: مومنوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری باری کے دن ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پایا پھر میں نے دیکھا (مدینہ شریف کے قبرستان) جنت البقیع

میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تم یہ خیال کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہارے ساتھ عدل نہ کریں گے؟ میں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ بات نہیں ہے، مجھے گمان ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوسری ازواج میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ۔ بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات میں آسمان دنیا کی طرف تجلی رحمت کا نزول فرماتا ہے تو نبی کلب کی بکریوں کے بال کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (ابن ماجہ، ص۹۹۔ ترمذی)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے سن لیا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب برأت میں قبرستان تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قبروں پر جانا ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔ ایک روایت کے مطابق ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہدائے اُحد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں پر تشریف لے گئے۔ (الدر المنثور، ج۴، ص۶۴۱)

اور قبروں کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی۔ قبر والوں کے لئے اور قبر والوں کے وسیلہ سے امت کی بخشش کی دعا کی۔ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہدائے کرام کی قبروں پر کیوں تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جانتے تھے کہ قرب قیامت کچھ لوگ نماز پڑھیں گے۔ داڑھیاں رکھیں گے، دین کی بات خوب کریں گے۔ بظاہر مسلمان کہلائیں گے مگر حقیقت میں وہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے۔ ایسے لوگ ہی نیکوں کی قبروں پر جانا بدعت و شرک کہیں گے اس لئے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہیدوں، نیکوں کی قبروں پر تشریف لے گئے تاکہ میرا غلام، سنی مسلمان اس وقت پریشان نہ ہو اور ان منافقوں کو جواب دے سکے کہ نیکوں کی قبروں پر جانا بدعت و شرک نہیں بلکہ باعث برکت اور سنت ہے اور قبر والوں کے لئے دعاء کرنا اور ان کے وسیلہ سے دعاء مانگنا بھی سنت ہے۔

درود شریف:

شب برات میں بھی ماں باپ کے نافرمان محروم رہتے ہیں

حدیث شریف: ایمان والوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں جانے اور وہاں سے

آنے اور پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جو گفتگو ہوئی اس کو بیان فرماتی ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ سے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اللہ تعالیٰ اس رات میں نبی کلب کی بکریوں کے بال کی تعداد کے برابر گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے لیکن مشرک، کینہ والا، بدعتی جو اہلسنت سے نہ ہو، رشتہ کاٹنے والا، کپڑا گھسیٹ کر چلنے والا، ماں، باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی اس رات میں بھی نگاہ کرم سے محروم رہتا ہے۔ (الدر المنثور، ج ۶، ص ۲۷)

شب برأت میں عام بخشش کا اعلان

حدیث شریف: حضرت نوفل بکالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان کی پندرھویں رات میں اکثر باہر تشریف لاتے، ایک مرتبہ شب برأت میں باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے شب برأت میں آسمان کی طرف نظر فرما کر فرمایا کہ یہ وہ رات ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جس نے جو دعا مانگی تو قبول ہوئی اور جس نے بخشش مانگی وہ بخش دیا گیا۔ لیکن ناجائز مال حاصل کرنے والا، جادوگر، کاہن، نجومی، جلاد، فال نکالنے والا گویا اور باجہ بجانے والا نہ ہو۔ اس کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعاء کی، اے اللہ تعالیٰ، داؤد کے رب اس رات جو شخص دعاء مانگے یا بخشش چاہے اس کو بخش دے یعنی اس کی دعا قبول فرمالے اس لئے کہ اس رات میں تیرے خاص فضل و کرم کا چرچہ ہر شخص کی زبان پر عام ہے اگر چہ ہر رات تیرا کرم ہوتا ہے۔ (ماثبت بالسنۃ، ص ۱۹۴)

شب برأت میں تاروں کے برابر بندوں کی بخشش ہوتی ہے

حدیث شریف: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو جنت میں بھیجتا ہے تاکہ جنت سجائی جائے اس لئے کہ آج کی رات آسمانوں کے تاروں، دنیا کے رات و دن، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن اور ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر بندوں کی بخشش کروں گا۔ (جامع کبیر)

شب برأت میں دو رکعت نماز چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک پہاڑ پر ہوا آپ نے اس پہاڑ پر ایک خوبصورت پتھر دیکھا جو انڈے کی طرح ہے اور دودھ کی طرح سفید ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا کہ کتنا خوبصورت پتھر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے نبی عیسیٰ! علیہ السلام اس سے بھی زیادہ تعجب کی چیز اس خوبصورت پتھر میں، میں نے رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی۔ یا اللہ تعالیٰ اندر کی چیز کو دکھادے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معروضہ قبول ہوا اور پتھر پھٹ گیا آپ نے دیکھا اس پتھر میں ایک شخص عبادت میں مشغول ہے اس کے داہنے جانب ایک انگور کا درخت ہے جو پھل سے لدا ہوا ہے اور بائیں جانب پانی کی نہر جاری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عابد شخص سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کتنے عرصے سے اس پتھر میں عبادت کر رہے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتی ہوں اور چار سو سال سے اس پتھر میں عبادت کر رہا ہوں۔ بھوک لگتی ہے تو انگور کھالیتا ہوں اور پیاس کے وقت نہر کا پانی پی کر پیاس بجھالیتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعجب اور بڑھ گیا اور عرض کرنے لگے اے اللہ تعالیٰ اب اتنا نیک بندہ کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جس جگہ یہ شخص عبادت میں ہے وہاں نہ ریا ہو سکتی اور نہ دکھاوا۔ صرف تیری عبادت ہی عبادت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے نبی عیسیٰ علیہ السلام سنو! تمہارے بعد آخری نبی میرے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائیں گے تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کو شعبان کی پندرہویں شب یعنی شب برأت عطا فرماؤں گا اس شب برأت میں میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا امتی، غلام صرف دو رکعت نماز پڑھے گا اس کو موسیٰ علیہ السلام کے اس امتی سے زیادہ ثواب دوں گا یعنی میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتی کی دو رکعت نماز اس کے چار سو سال کی عبادت سے افضل ہوگی۔ (درۃ الناصحین، ص ۲۲۴)

اے ایمان والو! ہم سنی مسلمانوں کی دو رکعت یا چار رکعت نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار سو سال سے زیادہ افضل ہونا کسی اور وجہ سے نہیں ہے صرف اور صرف محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ہے اور آپ کے امتی ہونے کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو شرف وفضیلت عطا کی ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

رحمت خدا لامحدود ہے: پیارے آقا محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشقوں سے گزارش ہے کہ مذکورہ واقعہ سے شک وشبہ میں نہ پڑیں بلکہ آپ کی نگاہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر ہونا چاہئے اس کا کرم وعنایت حد وحساب سے پاک ہے وہ قادر وقیوم رب تعالیٰ نوازنے پر آئے تو ذرہ کو آفتاب قطرہ کو دریا، فقیر کو امیر گدا کو بادشاہ بنادے اور وہ قادر مطلق قبول فرمالے تو ایک مرتبہ یا اللہ کہنے پر بندے کو چار سو سال کیا چیز ہے ہزاروں سال کی عبادت کے برابر ثواب عطا فرمادے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت یعنی آپ کا امتی ہونا تو بڑی فضیلت اور اہمیت کا درجہ رکھتی ہے اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کی برکت اور شب برأت کی فضیلت سے ایک غلام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو رکعت نماز کا ثواب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی کے چار سو سال کی عبادت سے زیادہ ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بس ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے لطف عمیم وفضل عظیم اور نسبت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت اور شب برأت کی فضیلت پر نظر رکھنے اور سمجھنے کی۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

بد سہی چور سہی مجرم وناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

درود شریف:

شب برأت میں

حضور کی شفاعت تمام مومنوں کے لئے قبول ہو چکی ہے

حدیث شریف: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شعبان کی تیرہویں رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کے لئے شفاعت کی دعاء کی تو ایک تہائی امت کی شفاعت قبول ہوئی پھر چودہویں رات کو دعاء کی تو دو تہائی امت کی شفاعت عطا کی گئی پھر پندرہویں رات شب برأت میں دعاء کی تو ساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہوگئی۔ علاوہ ان نافرمان بندوں کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح بدک کر بھاگتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۵۰)

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن

حدیث شریف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وَاُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَهُنَّ اَحدٌ قَبْلِیْ اِلٰی قَوْلِهٖ وَاُعطِیْتُ الشَّفَاعَة۔

(بخاری، ج ۱، ص ۴۸، مسلم، ج ۱، ص ۱۹۹، نسائی)

اور مجھے عطا کیا گیا وہ سب کچھ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بارگاہ خاص سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو ایک دعاء خاص عطا کی جاتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو بے شک دیا جائے گا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی وہ دعائے خاص دنیا میں کر چکے ہیں اور میں نے وہ خاص دعاء قیامت کے دن کے لئے چھوڑ رکھی ہے اور وہ دعاء خاص قیامت کے دن میری امت کے لئے میری شفاعت ہے میں نے اس دعاء خاص کو ساری امت کے لئے بچا رکھا ہے جو ایمان کے ساتھ دنیا سے جائے۔

(بخاری، ج ۲، ص ۹۳۲، مسلم، ج ۱، ص ۱۱۳، احمد)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ شفاعت والے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا شفاعت لو، یا

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

رحمت خدا لا محدود ہے: پیارے آقا محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عاشقوں سے گزارش ہے کہ مذکورہ واقعہ سے شک وشبہ میں نہ پڑیں بلکہ آپ کی نگاہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر ہونا چاہئے اس کا کرم وعنایت حد وحساب سے پاک ہے وہ قادر وقیوم رب تعالیٰ نوازنے پر آئے تو ذرہ کو آفتاب قطرہ کو دریا، فقیر کو امیر گدا کو بادشاہ بنادے اور وہ قادر مطلق قبول فرمالے تو ایک مرتبہ یا اللہ کہنے پر بندے کو چار سو سال کیا چیز ہے ہزاروں سال کی عبادت کے برابر ثواب عطا فرمادے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت یعنی آپ کا امتی ہونا تو بڑی فضیلت اور اہمیت کا درجہ رکھتی ہے اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کی برکت اور شب برأت کی فضیلت سے ایک غلام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو رکعت نماز کا ثواب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی کے چار سو سال کی عبادت سے زیادہ ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بس ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کے لطف عمیم وفضل عظیم اور نسبت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت اور شب برأت کی فضیلت پر نظر رکھنے اور سمجھنے کی۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

بد سہی چور سہی مجرم وناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سولاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

درود شریف:

شب برأت میں

حضور کی شفاعت تمام مومنوں کے لئے قبول ہو چکی ہے

حدیث شریف: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شعبان کی تیرہویں رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کے لئے شفاعت کی دعاء کی تو ایک تہائی امت کی شفاعت قبول ہوئی پھر چودہویں رات کو دعاء کی تو دو تہائی امت کی شفاعت عطا کی گئی پھر پندرہویں رات شب برأت میں دعاء کی تو ساری امت کے حق میں شفاعت قبول ہوگئی۔ علاوہ ان نافرمان بندوں کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اونٹ کی طرح بدک کر بھاگتے ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۵۰)

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن

حدیث شریف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وَاُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ۔

(بخاری، ج ا، ص ۴۸، مسلم، ج ا، ص ۱۹۹، نسائی)

اور مجھے عطا کیا گیا وہ سب کچھ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بارگاہ خاص سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو ایک دعاء خاص عطا کی جاتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو بے شک دیا جائے گا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی وہ دعائے خاص دنیا میں کر چکے ہیں اور میں نے وہ خاص دعاء قیامت کے دن کے لئے چھوڑ رکھی ہے اور وہ دعاء خاص قیامت کے دن میری امت کے لئے میری شفاعت ہے میں نے اس دعاء خاص کو ساری امت کے لئے بچا رکھا ہے جو ایمان کے ساتھ دنیا سے جائے۔

(بخاری، ج ۲، ص ۹۳۲، مسلم، ج ا، ص ۱۱۳، احمد)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمرو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ شفاعت والے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا شفاعت لو، یا

آدھی امت آپ کی جنت میں جائے تو میں نے شفاعت کو پسند کیا۔ اس لئے کہ شفاعت زیادہ عام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ میری شفاعت صرف نیک مسلمانوں کے لئے ہے؟ نہیں بلکہ میری شفاعت ان تمام گناہگاروں کے لئے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور خطا کار ہیں (احمد، ابن ماجہ، ص ۳۱۹)

اے ایمان والو! قربان ہو جاؤ اپنے آقا کریم، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اور ٹوٹ کر، دل و جان سے ان سے محبت کرو، قیامت کے دن ہم گنہگاروں کا اگر کوئی سہارا اور آسرا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے پیارے مصطفیٰ کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت و بخشش ہے۔ اسی کو عاشق مصطفیٰ پیارے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

صدقہ اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

اے ایمان والو! شب برأت کی فضیلت و برکت کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ آپ حضرات نے سن لی۔ شب برأت کا ایک ایک لحہ برکت و رحمت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس مبارک رات کی قدر و منزلت کو پہچانو۔ دل کو حسد و کینہ، تکبر و گھمنڈ کی لعنت سے پاک کر کے گناہوں سے سچی توبہ کر لو۔ اس رحمت و برکت والی رات میں خوب نمازیں پڑھو۔ تلاوت قرآن کریم کرو۔ کلمہ شریف کا ورد کرو، درود و سلام کی کثرت کرو، بخشش و مغفرت کے طلبگار بن جاؤ۔ عزت و عظمت اور رزق کے حصول کے لئے التجاء کرو۔ خاص کر ایمان پر خاتمہ کے لئے رو رو کر خوب دعائیں مانگو۔ خبردار! اس مبارک رات کا ایک لحہ بھی کھیل، کود، سیر و تفریح اور غفلت کی نیند میں سو کر برباد نہ کرنا۔

شب برأت کا روزہ

حدیث شریف: ہمارے سرکار، امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

قُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا نَھَارَھَا (ابن ماجہ، ص ۹۹)

یعنی شب برأت میں جاگ کر عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو۔

بہتر یہ ہے کہ چودہ شعبان اور پندرہ شعبان کو روزہ رکھا جائے۔

شب برأت کی نمازیں

حدیث شریف: حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں (طبرانی)

چھ رکعت نماز کا ثواب بارہ برس کی عبادت کے برابر

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد کوئی بُری بات نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بارہ برس کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۹۸ ابن ماجہ)

شب برأت میں رات بھر جاگ کر عبادت کرنے سے جنت واجب ہو جاتی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص پانچ راتوں میں شب بیداری کرے یعنی رات بھر عبادت کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (انہیں میں ایک رات) شعبان کی پندرہویں رات، شب برأت ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۹۸، بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۱۰۵)

شب برأت میں رکوع کرنے والوں کے لئے بشارت

ہمارے بڑے پیر، پیران پیر، روشن ضمیر، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

طُوْبٰی لِمَنْ رَکَعَ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ طُوْبٰی لِمَنْ سَجَدَ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ

اس رات (یعنی شب برأت) میں رکوع کرنے والوں کے لئے بشارت ورحمت ہے۔ اس رات میں سجدہ کرنے والوں کے لئے بھلائی اور سعادت ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ج ۱، ص ۱۶۹)

چھ رکعت نماز کس طرح ادا کی جائے

پہلے دو رکعت نماز درازیٔ عمر کی نیت سے پڑھے۔ پھر دو رکعت نماز رزق کی کشادگی کی نیت سے ادا کرے۔ اور پھر دو رکعت نماز دوزخ کی آزادی کی نیت سے پڑھے یا گناہوں کی بخشش کی نیت سے پڑھے۔

اور مناسب یہ ہے کہ چھ رکعت نماز پڑھنے کے بعد پھر دو رکعت نماز ایمان پر خاتمہ بالخیر کی نیت سے ادا کی جائے کہ ایمان پر خاتمہ ہی اصل ہے۔

شب براٗت کے اوراد و وظائف

نوافل نمازیں کثرت سے پڑھے پھر سو مرتبہ درود شریف، سو بار کلمہ شریف، سو مرتبہ استغفار، سو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر دعا مانگے اور یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاء قبول فرمائے گا۔

شب براٗت میں زیارت قبور

حدیث شریف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کی ماں فرماتی ہیں کہ (شب براٗت میں)

فَاَدْرَكْتُهٗ بِالْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ يَسْتَغْفِرُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالشُّهَدَآءِ (بیہقی شریف)

میں نے آپ کو بقیع الغرقد میں (یعنی جنت البقیع قبرستان میں) پایا آپ مسلمان مردوں اور عورتوں اور شہیدوں کے لئے بخشش کی دعاء فرما رہے تھے۔

بابرکت راتوں میں زیارت قبور افضل ہے جیسے شب براٗت۔ (فتاویٰ عالمگیری)

شب براٗت میں مومنوں کی روحیں اپنے گھر آتی ہیں

اور دروازے پر کھڑی ہو کر بلند دغمناک آواز میں پکارتی ہیں کہ اے گھر والو! اے میرے بچو! اور میرے قرابت دارو! آج کچھ صدقہ کر کے ہم پر مہربانی کرو۔ اور اگر گھر والے میت کے لئے کچھ صدقہ نہیں کرتے تو مردے حسرت کے سات واپس چلے جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عید یا جمعہ یا روز عاشورہ یا شب

برأت ہوتی ہے تو مردوں کی روحیں اپنے گھروں کے دروازے پر آ کر کھڑی ہوتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہے کوئی جو ہمیں یاد کرے، ہے کوئی جو ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔ (خزینۃ الروایات)

تین چیزیں صدقہ جاریہ ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ

(مسلم ج ۱ ص ۴۱، ابوداؤد ج ۲ ص ۳۹۸، مشکوۃ ص ۳۲)

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل، صدقہ جاریہ اور علم نافع اور نیک بیٹا جو اس کے لئے یعنی ماں باپ کے لئے دعا کرتا رہے۔

بیٹے کی دعاء سے باپ کا درجہ بلند ہوتا ہے

ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند کرے گا تو وہ بندہ عرض کرے گا یا اللہ تعالیٰ مجھے یہ درجہ کہاں سے ملا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے بیٹے کی دعا کی وجہ سے۔ (شرح الصدور، ص ۳۷، بحوالہ بخاری شریف)

اے ایمان والو! حدیث مبارکہ: آپ حضرات نے سن لیا کہ مردوں کی روحیں اپنے گھروں پر آتی ہیں اور آواز دیتی ہیں ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ شب برأت اور دوسری مبارک راتوں میں اپنے مردوں کے لئے صدقہ وخیرات کریں۔ غرباء و مساکین کو کھانا کھلائیں۔ قرآن شریف پڑھ کر اور کلمہ و درود کا ورد کر کے مردوں کی فاتحہ دلائیں اور ایصال ثواب کریں اور ان کے لئے بخشش کی دعاء مانگیں۔ آج ہم ان کے لئے کریں گے تو کل ہمارے لئے کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے بلکہ اس سے زیادہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھلائی کی توفیق عطا فرمائے۔ مگر یہ سب نیکی و بھلائی کے کام ایمان والوں یعنی سنی مسلمانوں کے نصیب میں ہیں۔ بے ایمان و بدعقیدہ کو ان نیک کاموں سے کوئی غرض و مطلب نہیں بلکہ بے ایمان وہابی ومنافق تو زندوں کے بھی دشمن ہیں اور مردوں کے بھی دشمن ہیں۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے



﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

زیارت قبور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ : رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ (مشکوٰۃ المصابیح،ص ۱۵۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے منع فرمایا تھا اب تم لوگ ان کی زیارت کرو کہ یہ دنیا سے بے رغبت بناتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

درود شریف:

اے ایمان والو! قبر کی زیارت سنت ہے۔ گزشتہ بیان میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات گرامی کی روشنی میں ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور واقدس کی حاضری نہ صرف جائز بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت وسنت ہے اور آج تک کے اولیائے کرام وبزرگان دین کا معمول رہا ہے مگر منافق وبدعقیدہ شخص کہہ سکتا ہے کہ نیکوں ومحبوبوں اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری اور زیارت کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نیکوں اور محبوبوں کی قبروں کی حاضری اور زیارت بدعت وناجائز ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اولیاء وصالحین کی قبروں کی زیارت وحاضری احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے احوال واقوال کی روشنی میں بیان کیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ اولیاء وصالحین کی قبروں کی زیارت وحاضری سنت ہے۔ بدعت وناجائز نہیں ہے۔

نیکوں کی قبروں کی زیارت سنت نبوی ہے

حضرت محمد ابن ابراہیم التیمی سے روایت ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ يَأْتِي قُبُوْرَ الشُّهَدَآءِ عِنْدَرَأْسِ الْحَوْلِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارْ قَالَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ۔

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سال کے آغاز میں شہدا کی قبروں پر تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر سلام ہو تمہارے صبر کے صلہ میں آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔ راوی نے کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (امام عبدالرزاق، المصنف، ج ۳، ص ۵۷۳، امام طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۱۳، ص ۱۴۲، امام سیوطی الدر المنثور، ج ۴، ص ۶۴۱، امام ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، ج ۲، ص ۵۱۲)

حضرت ابوبکر صدیق

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا چلو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کر کے آئیں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ (صحیح مسلم، ص ۱۹۰، ابن ماجہ، ج ۱، ص ۵۲۳)

امام نووی لکھتے ہیں: وَفِيْهِ فَضِيْلَةُ زِيَارَةِ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَصْحَابِ اس حدیث مبارکہ میں نیکوں کی زیارت اور اصحاب کی فضیلت کا بیان ہے۔ (نووی، شرح النووی علی صحیح مسلم، ج ۱۶، ص ۱۲۳)

اے ایمان والو! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور رسل کے امام ہیں اور سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ فرش سے عرش تک ساری خدائی میں سب سے بلند و بالا اشرف ہیں۔ اس کے باوجود شہدا کی قبروں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جانا اور حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر تشریف لے جانا۔ آخر کیا وجہ ہے؟

مطلب صاف طور پر ظاہر ہے کہ ہمارے آقا غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جانتے تھے کہ قرب قیامت میں کچھ منافق مسلمان یہ کہتے نظر آئیں گے کہ نیکوں، اللہ والوں کی قبروں پر جانا بدعت وناجائز ہے۔ میرا غلام پریشان ہوگا۔ اس لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہدا اور نیکوں کی قبروں کی زیارت کے لے تشریف لے گئے تا کہ منافق، غدار مسلمان کے خلاف دلیل ہوجائے اور میرا غلام بتا سکے کہ نیکوں اور اللہ والوں کی قبروں پر جانا اور زیارت کرنا بدعت وناجائز نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے نبی، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور نیکوں کی قبروں کی زیارت کرنا افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی سنت مبارکہ ہے۔

حضرات! منافق، وہابی، دیوبندی کے لئے اب کوئی راستہ ہی نہیں بچا کہ کہہ سکے کہ بغداد شریف، اجمیر شریف، بریلی شریف اللہ والوں کے مزاروں پر کیوں جاتے ہو؟

حدیث شریف کی روشنی میں آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر وباہر ہوگیا کہ اللہ والوں کی قبروں کی زیارت کرنا بدعت وناجائز نہیں ہے بلکہ سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سنت حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق اور سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔

اللہ والوں کی قبروں کی زیارت سے نیکیاں بڑھتی ہیں

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلْتَزِدْکُمْ زِیَارَتُهَا خَیْرًا ٥ میں نے تمہیں تین باتوں سے منع کیا تھا ان میں سے ایک قبروں کی زیارت تھی۔ لیکن اب قبروں کی زیارت کرو۔ اور اس زیارت سے اپنی نیکیاں بڑھاؤ۔ (نسائی شریف، ج ۷، ص ۲۳۴، حاکم المستدرک، ج ۱، ص ۵۳۲، ابن حبان ج ۱۲، ص ۲۱۲، بیہقی کبیر، ج ۴، ص ۷۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے حضور، جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

بیشک میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ اب جو بھی قبر کی زیارت کرنا چاہے اسے اجازت ہے کہ وہ قبروں کی زیارت کرے۔ کیونکہ بے شک قبروں کی زیارت دل کو نرم کرتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (حاکم المستدرک، ج ۱، ص ۵۳۲)

اسی طرح کی حدیث حضرت ابو سعید خدری۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین سے بھی روایت ہے۔ (حاکم المستدرک، ج ا،ص ۵۳۰، بیہقی کبیر، ج ۴،ص ۷۷، احمد بن حنبل المسند، ج ۳،ص ۳۸، طبرانی معجم کبیر، ج ۲۳،ص ۲۷۸)

زیارت قبور چاروں مسلک میں جائز ہے

شریعت میں قبروں کی زیارت کرنا باعث اجر وثواب اور آخرت کو یاد دلانے کا ذریعہ ہے۔ ائمہ حدیث وتفسیر نے تفصیل کے ساتھ اس کے جائز ہونے کو بیان کیا ہے۔

چاروں مسلک کے ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے قبروں کی زیارت جائز ومستحب ہے۔

(۱) مسلک حنفی کے امام علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸،ص ۷۰ پر۔

اور احنفی امام علامہ عبد الرحمٰن عمادی الروضۃ ج ا،ص ۵ پر لکھتے ہیں کہ

بے شک صالحین کی قبروں کی زیارت بلند درجہ باعث ثواب اور نیک عمل ہے۔ یہ ان آزمودہ اعمال میں سے ہے جن کے ذریعہ برکتوں کی بارش ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ ان کے مزارات کی حاضری قبولیت دعا کے لئے مجرب جگہیں ہیں۔

(۲) مسلک مالکی کے مشہور زمانہ امام اپنی تصنیف المدخل، ج ۲،ص ۱۳۹ پر لکھتے ہیں کہ

ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اولیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت سے اپنے آپ کو دور نہ کرے اس لئے کہ ان کی زیارت سے مردہ دل اس طرح زندہ ہو جاتے ہیں جس طرح مردہ زمین موسلا دھار بارش سے زندہ ہو جاتی ہے۔ ان کی زیارت کی برکت سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں کیوں کہ اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن ومنان کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی کوئی بات رد نہیں فرماتا۔

اور اللہ تعالیٰ اولیاء سے محبت کرنے والوں کو نامراد ونا کام نہیں کرتا ہے۔ اس لئے کہ اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا باب رحمت ہیں جو اس کے بندوں کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ والوں کی کس قدر شان وبزرگی ہے۔ حدیث شریف سے ظاہر وثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں میں قبول فرمائے اور مشہور ولی ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عاشق مدینہ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی ولایت و بزرگی پر اجماع امت ہے ان کے عشق و محبت میں ہمیں ڈوبے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

علامہ ابن الحاج الفاسی المالکی نے اپنی کتاب المدخل، ج ۲، ص ۲۵۵ پر ایک بزرگ، اللہ تعالیٰ کے ولی کے مزار پر حصول برکات کا واقعہ لکھا ہے۔

بے شک حصول برکت کے لئے اللہ والوں کی قبروں کی زیارت مستحب عمل ہے کیوں کہ اللہ والوں کی برکتیں جس طرح ان کی زندگی میں فیض پہونچاتی ہیں اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی ان کا فیض جاری رہتا ہے۔ اور اللہ والوں کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا ائمہ دین اور علمائے محققین کا معمول رہا ہے۔

اس عبارت کو لکھنے کے بعد علامہ ابن الحاج نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو، اسے چاہئے کہ وہ شخص اللہ والوں کی قبروں اور ان کے مزارات پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی طرف جانے کے لئے سامان سفر نہ باندھا جائے۔

(۱) مسجد حرام (۲) مسجد نبوی (۳) مسجد اقصیٰ، ان کے علاوہ کے لئے سفر نہ کیا جائے، تو اس کا جواب مشہور بزرگ، حجۃ اللہ، حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم کے آداب سفر میں بیان کیا ہے کہ عبادات کے لئے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لئے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام۔ صحابہ کرام۔ تابعین عظام اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی اس عمل خیر میں شامل ہے۔

(۳) حضرت امام شافعی کا حضرت امام اعظم کے مزار پر حاضر ہونا

خطیب بغدادی تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۲۳ پر لکھتے ہیں کہ

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حصول برکت کی غرض سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر حاضر ہوتے اور زیارت کرتے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کی برکات و حسنات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں۔

اِنِّیْ لَاَ تَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَجِیْ اِلٰی قَبْرِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ زَائِرًا ○ بیشک میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر شریف پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور قبر کے پاس کھڑے ہوکر حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں تو میں وہاں سے نہیں ہٹتا۔ یہاں تک کہ میری حاجت پوری ہوچکی ہوتی ہے۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ والوں کی بڑی شان ومنزلت ہے۔ دیکھئے اپنے امام اعظم کی شان وعظمت کا کیا عالم ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بزرگ امام وولی خود بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہوجاتا ہوں تو میری ہر حاجت پوری ہوجاتی ہے اور مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔

جب امام اعظم کے مزار پاک پر برکت ورحمت کا یہ عالم ہے تو رسول اعظم محبوب اعظم کے مزار انور اور قبر اقدس کی برکت ورحمت کا کیا عالم ہوگا۔

جب ان کے گدا بھردیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے، تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت امام احمد بن حنبل اللہ والوں کی زیارت کے لئے ملک شام تشریف لے جاتے تھے

علامہ ابن مفلح نے اپنی کتاب المقصد الارشد ج ۱، ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور ولی حضرت محمد بن یوسف الفریابی کی زیارت کے لئے سفر کر کے ملک شام تشریف لے گئے تھے۔

حضرات! چاروں مسلک کے چاروں اماموں کا معمول مستند اور معتبر کتابوں کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہر امام نے اللہ والوں اور بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور زیارت کے شرف سے مشرف ہوئے اور خوب خوب برکات وحسنات حاصل کئے ہیں۔

کچھ لوگ اپنے آپ کو حنبلی و مالکی اور شافعی وحنفی کہلواتے ہیں اور بزرگان دین کے مزارات کی حاضری اور زیارت کو شرک وبدعت کہتے ہیں ایسے کذاب ودجال حضرات نہ حنفی نہ شافعی اور نہ ہی حنبلی و مالکی ہیں۔ بلکہ ابلیسی اور جہنمی ہیں ایسے کذابوں اور دجالوں کے مکروفریب سے ہوشیار رہنے اور بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

(۱) حضرت امام ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔

(کتاب الثقات، ج ۸، ص ۴۵۷)

(۲) حضرت ابوالفرج ہندبائی نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔

(ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، ج ۵، ص ۲۳۳)

(۳) مشہور ولی حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے مشائخ کی حاضری۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۸۱)

(۴) محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیخ حماد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف پر حاضری۔ (قلائدالجواہر)

(۵) سلطان الاولیاء ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرد حق آگاہ ولی کامل حضرت داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضری۔ (سوانح غوث وخواجہ، ص ۵۵)

(۶) فنافی الرسول حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہونا اور چالیس دن تک مزار انور کے پاس چلہ کرنا۔ (معین الارواح، ص ۲۱۹)

(۷) حضرت سید شاہ مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔

(۸) حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار پاک ہند کے راجہ ہمارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوئے اور چالیس دن کا چلہ کیا۔ (سفینۃ الاولیاء، ص ۱۵۸، معین الارواح، ص ۲۳۲)

امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرشد الاولیاء حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور پر حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے برکات وحسنات حاصل کئے ہیں۔

حضرات! ہم نے چند بزرگوں کی زندگی کے واقعات بطور نمونہ پیش کر دیئے ہیں۔ ایسے ہزاروں بلکہ لاکھوں ثبوت پیش کئے جاسکتے ہیں جن میں ائمہ دین ومحدثین اور اولیاء وعلماء اللہ والوں کے مزارات پر حاضر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نیکی وثواب اور دین ودنیا کی خیر و بھلائی کی نعمت و دولت حاصل کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایمان پر ثبات قدمی نصیب فرمائے اور بزرگان دین کے دامن سے سچی اور پکی وابستگی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

بسم الله الرحمن الرحيم

وبالحق أنزلناه وبالحق نزل

وما أرسلناك إلا مبشرا ونذيرا

﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

طہارت کے فضائل وآداب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ○(پ۱۱، رکوع۲)

ترجمہ: اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ (کنزالایمان)

درودشریف:

اے ایمان والو! نماز کے لئے طہارت لازم وضروری ہے۔طہارت اگرنہیں ہے تونمازنہیں ہوتی ہے بلکہ جان بوجھ کربے طہارت نمازاداکرنے کوعلماء کفر لکھتے ہیں (اس کی وجہ یہ ہے) کہ بے غسل یا بے وضونماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اورتوہین کی۔ (بہارشریعت، ح۲،ص۷)

پیارے آقا کاارشادصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

حدیث شریف: اَلصَّلٰوةُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ وَالطَّهَارَةُ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ (مسلم،مشکوۃ،ج۱،ص۳۹۔امام احمد)

ترجمہ: یعنی جنت کی کنجی نماز ہےاورنماز کی کنجی طہارت ہے۔

اَلطَّهَارَةُ نِصْفُ الْاِیْمَان ترجمہ: طہارت آدھاایمان ہے۔ (ترمذی شریف،ج۱،ص۶)

اچھی طرح طہارت نہ کرنے کاوبال

حدیث شریف: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک روزفجرکی نمازمیں سورۂ روم تلاوت فرمارہے تھےاورآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کومتشابہ لگا۔نماز کے بعدارشادفرمایا۔کیاحال ہےان لوگوں کاجوہمارے ساتھ نمازپڑھتے ہیں اوراچھی طرح طہارت نہیں کرتے۔انہیں کی وجہ سےامام کوقرأت میں شبہ پڑتا ہے (نسائی،ج۱،ص۱۱۰)

اے ایمان والو! جب اچھی طرح طہارت نہ کر کے نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو جو لوگ بے طہارت یعنی بغیر غسل کئے نماز پڑھتے ہیں تو اس کی نحوست کا عالم کیا ہوگا۔

طہارت کی دو قسم ہے: ایک طہارت کبریٰ، دوسری طہارت صغریٰ۔ طہارت کبریٰ غسل ہے اور طہارت صغریٰ وضو ہے۔ جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے ان کو حدث اکبر اور جن چیزوں سے وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج۲، ص۷)

وضو کا بیان: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط (پ۶، رکوع۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ (کنزالایمان)

وضو کرنے والے کے اعضاء قیامت کے دن روشن ہوں گے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت میری امت اس میں حال میں بلائی جائے گی کہ اس کے منہ اور ہاتھ، پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔ (بخاری، ج۱، ص۲۵ و مسلم، ج۱، ص۱۲۶)

کامل وضو سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا، کیا میں تم لوگوں کو ایسی چیز نہ بتادوں، جس کے سبب اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف فرمادے اور درجات بلند کردے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس وقت وضو نا گوار ہوتا ہے اس وقت کامل وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اس کا ثواب ایسا ہے جیسے کفار کی سرحد پر حمایت بلاد اسلام کے لئے گھوڑا باندھنے کا ہے۔ (مسلم شریف، ج۱، ص۱۲۷)

وضو کے پانی سے گناہ دُھل جاتے ہیں

حدیث شریف: حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے اور صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ یہاں تک کہ پلکوں کے گناہ نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے گناہ نکل گئے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں کے گناہ نکل گئے اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پیر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پیروں کے ناخنوں سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ (نسائی، ج ۱، ص ۱۴، امام مالک، ص ۱۰)

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ: سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا ایک شخص وضو کر رہا ہے اور اس کے اعضائے وضو سے زنا کے گناہ گر رہے ہیں اس شخص کو بلایا اور فرمایا اے فلاں تو زنا کی خطاء کا مرتکب ہے، تو نے زنا کا گناہ کیا ہے۔ اُس شخص کو حیرت ہوئی کہ جب میں نے زنا کیا تو کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔ میرے اور عورت کے علاوہ اس فعل بد کے بارے میں اور کوئی نہیں جانتا تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں نے زنا کا گناہ کیا ہے۔ اس گناہگار شخص نے دریافت کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے فعل بد زنا کیا ہے تو آپ نے فرمایا جب تو وضو کر رہا تھا تو وضو کے پانی کے ذریعہ تیرے جسم کے گناہ گر رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ تیرے جسم سے وضو کے پانی کے ذریعہ زنا کا گناہ گر رہا ہے۔ (میزان الکبریٰ، ص ۲۲۵، فتاویٰ رضویہ، ج ۱)

اے ایمان والو! اس واقعہ سے پتہ چلا کہ وضو کا پانی تمام گناہوں کو دھوڈالتا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ کامل وضو کیا کریں تاکہ ہمارے گناہ دُھل جائیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک و محبوب بندوں کو کس شان کا علم عطا فرماتا ہے کہ ان کی نگاہ سے گناہگار کا گناہ بھی پوشیدہ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ولایت کو جب یہ تاثیر دی ہے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ پاک کی شان کا عالم کیا ہوگا خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

سخت سردی میں وضو کرنے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

حدیث شریف: حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وضو کے لئے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے۔ حمران کہتے ہیں کہ میں پانی لایا امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ، منہ دھوئے یعنی وضو کیا تو میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بندہ کامل وضو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (بزار، ج ۲، ص ۷۵)

ٹھنڈی میں کامل وضو سے دوگنا ثواب ملتا ہے

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی، اوسط، ج ۴، ص ۱۰۶)

وضو پر وضو کرنا انبیائے کرام کی سنت ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ وضو کرنا تو لازم و ضروری ہے لیکن جو شخص دوبار یعنی وضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کو دوگنا ثواب ملتا ہے اور جو شخص تین بار وضو کرے تو میرا اور اگلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وضو ہے۔ (امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۴۱۷)

کامل وضو سے جنت کی بشارت

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ ہمارے پیارے رسول محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے اور پھر پڑھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۱۲۲)

درود شریف:

بسم اللہ پڑھ کر وضو کرو

حدیث شریف: سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں یعنی کامل وضو نہیں ہوا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے بسم اللہ پڑھ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا بدن پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۱۳، ابن ماجہ، ص ۳۲، دار قطنی، ج ۱، ص ۱۰۸، حدیث ۲۲۸، بیہقی)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کی برکت

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ ایک صبح کو حبیب خدا، طبیب امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔ اے بلال؟ کس عمل کے سبب جنت میں تم مجھ سے آگے آگے چل رہے تھے۔ میں رات جنت میں گیا تو تمہارے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں جب اذان کہتا ہوں اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرا جب کبھی وضو ٹوٹتا ہے تو وضو کر لیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے۔ (ابن خزیمہ، ج ۲، ص ۲۱۳)

وضو سے شہادت کا ثواب ملتا ہے

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ جب ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اس وقت میری عمر آٹھ سال کی تھی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے بیٹے؟ تم سے ہو سکے تو ہر وقت باوضو رہا کرو۔ اگر کسی شخص کی موت وضو کی حالت میں ہو جائے تو اس کو شہادت کا درجہ نصیب ہوگا۔ (عوارف المعارف)

وضو کے پانی سے شفاء ملتی ہے

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وضو فرمایا اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے

ہو کر نوش فرمایا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وضو کا بچا ہوا پانی پینا ستر مرض سے شفاء ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، کنز العمال، ج ۹ ص ۱۳۶)

مسواک کرنا سنت ہے

حدیث شریف: مسواک کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مسواک کرنا لازم کرلو کیوں کہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ (بخاری شریف، مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲ ص ۴۳۸، حدیث ۵۸۶۹، کنز العمال، ج ۹ ص ۱۳۸)

مسواک کی اہمیت

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میری امت پر شاق (یعنی دشواری) کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (یعنی مسواک کرنا فرض کر دیتا) اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس وقت بھی نماز پڑھتے تو مسواک ضرور فرماتے۔ (طبرانی اوسط، ج ۱، ص ۳۴۱)

مسواک والی نماز کا ستر گنا ثواب

حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دو رکعت نماز جو مسواک کر کے پڑھی جائے بے مسواک کی ستر رکعت سے افضل ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جو نماز مسواک کے ساتھ پڑھی جائے بغیر مسواک نماز پر ستر گنا افضل ہے۔

(ابو نعیم، مشکوۃ شریف، الترغیب والترہیب، ج ۱ ص ۱۰۲، شعب الایمان ۳، ص ۲۶)

اللہ والے کا پیار، مسواک سے: عالم ربانی نائب رسول، ولی کامل حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی مصنف سوانح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ نماز چاشت بھی پابندی سے ادا فرماتے تھے اور ہر وضو میں مسواک کرنا لازم تھا مگر پہلے برش سے منجن فرماتے پھر مسواک کرتے ایک دن پوچھا گیا کہ حضرت

جب برش کرلیا تو مسواک کرنے کی ضرورت کیا ہے تو عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پان کھانے کی وجہ سے برش سے منجن کرتا ہوں اور مسواک اس لئے کرتا ہوں تا کہ پیارے مصطفےٰ، سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ادا ہو جائے۔اور فرماتے ہیں کہ: برش کرنا جائز ہے اور مسواک کرنا سنت ہے۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۸ ﴾

شعبان المعظم

چوتھا جمعہ..دوسرا بیان

جمعہ کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۸،ع۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ (کنزالایمان)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِی الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی الْبَیْضَةَ ۔ (مسلم شریف، ج۱،ص۲۸۲)

تمہید: اے ایمان والو! جمعہ مبارکہ کا دن بڑی فضیلت اور برکت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روز جمعہ کو بے شمار خوبیاں عطا کی ہیں، انہیں خوبیوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اسے جمعہ کہا جاتا ہے۔ جمعہ کا دن، دنوں کا سردار اور مسلمانوں کے ہفتہ کی عید کا دن ہے۔ جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے۔ جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔ جمعہ کے دن مرنے والا فتنۂ قبر اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور شہید کا درجہ پائے گا، جمعہ

کے دن ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ بندہ جو سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے دیگا بشرطیکہ حرام کا سوال نہ ہو۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ فرض ہے۔ نماز جمعہ جو شخص بغیر کسی عذر شرعی کے نہ ادا کرے وہ سخت گنہگار اور عذاب نار کا مستحق اور فاسق وفاجر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کے پڑھنے کی بڑی سختی سے تاکید فرمائی ہے۔

جمعہ کے دن کی فضیلت

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کائنات بزم محشر کے دولہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انہیں حکم ہوا اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ج:۱، ص:۱۱۰، نسائی، ج:۱، ص:۱۵۴)

حدیث شریف: اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی دن صور پھونکا جائے گا (یعنی جمعہ کے دن قیامت قائم ہوگی) جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس وقت حضور پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انتقال فرما چکے ہوں گے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے تو اللہ کا نبی زندہ ہے اور روزی دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ص:۷۶، نسائی، ج:۱، ص:۱۵۴، بیہقی)

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار

حدیث شریف: ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا ہے اور جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید اضحیٰ وعید الفطر سے افضل ہے۔ اس میں (یعنی جمعہ کے دن میں) پانچ خصلتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (۲) اور اسی میں زمین پر انہیں اتارا۔ (۳) اور اسی میں انہیں وفات دی۔ (۴) اور اسی میں (یعنی جمعہ کے دن میں) ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس

وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دیگا جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔ (۵) اور اسی دن (یعنی جمعہ کے دن) میں قیامت قائم ہوگی کوئی مقرب فرشتہ و آسمان و زمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتے نہ ہوں۔ (ابن ماجہ، ص: ۷۶)

جمعہ میں ایک ساعت بہت مقبول ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید البشر شافع محشر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے جس بھلائی کا سوال کرے (یعنی جو دعا کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا کرے گا۔ (مشکوۃ، ص: ۱۱۹)

مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ وقت بہت تھوڑا ہے، رہا یہ کہ وہ (مقبول وقت) کونسا ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں سے ایک قوی روایت یہ ہے کہ امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔

(بخاری، مسلم، ج: ۱، ص: ۲۸۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے ہم مسلمانوں کو جمعہ کا دن عطا فرمایا جو تمام دنوں کا سردار ہے حتیٰ کہ دونوں عیدوں سے افضل جمعہ مبارک کا دن ہے اور جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جو بہت ہی مقبول ہے اس مبارک ساعت میں مومن بندہ اپنے رب تعالیٰ سے جو بھی سوال کرے اور دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا بلکہ سوال پورا کرتا ہے اور دعاء کو قبول فرماتا ہے مگر سوال حرام و ناجائز نہ ہو۔ اب وہ مقبول ساعت کونسی ہے تو ایک قوی روایت کے مطابق امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لیکر ختم نماز تک ہے۔ لہٰذا اب ہمیں چاہئے کہ نماز جمعہ کے لئے خوب ادب واحترام کا مظاہرہ کریں اور جب امام خطبہ کے لئے بیٹھے تو حضور قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے دل ہی دل میں اپنے رب تعالیٰ سے دعاء مانگیں اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ ضرور بہ ضرور وہ اپنے بندے کی دعاء کو قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعا کی توفیق دے اور ہماری دعا کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین۔ ثم آمین۔

جمعہ کا دن بخشش کا دن ہے

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شافع محشر محبوب داور مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو جمعہ کے دن بغیر مغفرت کئے نہ چھوڑے گا۔

(طبرانی اوسط، ج:۳،ص:۳۵۱)

اے ایمان والو! جمعہ کے دن کے لئے خوب اچھی طرح تیاری کرلو اور اچھی طرح پاک وصاف ہوکر ادب کے سانچے میں ڈھل کر نماز جمعہ کے لئے مسجد جاؤ اس یقین کے ساتھ کہ آج ہمارا رب کریم ہمارے گناہوں کو بخش دے گا اور بخشش ونجات کا پروانہ عطا فرمائے گا اور جب نماز جمعہ سے فارغ ہوکر اپنے گھر کو آئیں گے تو ہمارے ساتھ بخشش کا پروانہ ساتھ ہوگا گویا اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں گناہوں سے پاک وصاف فرمادیا ہے۔

جمعہ کے ہر گھنٹے میں چھ لاکھ کی بخشش

حدیث شریف: حضرت ابویعلیٰ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں کوئی گھنٹا ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ کو آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہوگیا تھا۔

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جو جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرے گا وہ شخص عذاب قبر سے بچالیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر لگی ہوگی (یعنی وہ شخص شہید ہوگا) ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے، عذاب قبر اور فتنہ قبر سے بچالیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا (یعنی قیامت کے دن) کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے کہ اس کے لئے گواہی دیں گے یا مہر ہوگی۔ (بہار شریعت، حصہ ۴،ص ۸۷۔۸۸، بحوالہ الترغیب، ج:۱،ص:۴۹۳)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے سن لیا کہ جمعہ مبارکہ کا دن کتنے برکات وحسنات کا حامل ہے کہ جمعہ کے دن کے ہر گھنٹہ میں اللہ تعالیٰ چھ لاکھ گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جن پر دوزخ واجب ہوچکی تھی۔ لہٰذا ہم سب بھی کوشش کریں کہ دوزخ سے آزادی پانے والے چھ لاکھ گنہگاروں کی فہرست میں ہمارا نام بھی شامل ہوجائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ میرا رب تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد کریم اور بے حساب رحیم ہے۔ اپنے پیارے حبیب، امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل ضرور بہ ضرور ہمارا نام مغفرت ونجات کے رجسٹر میں لکھ دیگا اور دوسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ جو بہت ہی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ یقیناً وہ مسلمان مرد یا وہ مسلمان عورت جو جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن انتقال کرجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو قبر میں ہر فتنہ اور عذاب سے محفوظ

فرما دیتا ہے اور قیامت کے دن ان سے کچھ حساب نہ ہوگا اور ان کو شہید کا درجہ نصیب ہوگا۔

لیکن ۔ یہ ساری عظمت و بزرگی اور برکت و رحمت اس مسلمان کو نصیب ہوں گی، جو روز جمعہ کے ادب اور نماز جمعہ کی پابندی کے ساتھ، ساتھ محبوب خدا، نبی دو عالم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے زندہ نبی ماننے کے ساتھ، ساتھ با اختیار اور غیب داں نبی بھی مانتا ہو اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارنے کو سنت اور ثواب جانتا ہو بلکہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارتا بھی ہو۔ نبی دو عالم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماننے اور محبت کرنے کے بغیر چارہ نہیں، نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ حتیٰ کہ نماز جمعہ، اگر محبت رسول نہیں ہے تو سب فضول ہیں۔ کسی کام کے نہیں اور جو جمعہ کے دن یا رات میں مرے یا رمضان شریف میں مرے یا شب قدر میں مرے اور سب سے بڑی بات یہ ہے جو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کوئی شخص چاہے کعبہ میں مرے یا مدینہ منورہ میں مرے اگر وہ مرنے والا مومن نہیں ہے یعنی سنی صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہے تو وہ شخص جہنمی ہے، دوزخ کا حقدار ہے۔ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنا، یا رمضان شریف میں مرنا، یا کعبہ شریف اور مدینہ منورہ میں مرنا، اس شخص کے لئے بے سود اور فضول ہے۔ بے شمار کافر و مشرک یہودی و عیسائی اور شیعہ وغیرہ منافق و مرتد مکہ شریف اور مدینہ شریف میں مرے ہیں آج بھی بے شمار کافر و مشرک یہود و نصاریٰ جمعرات و جمعہ کے دن، اور رمضان شریف کے مہینے میں مرتے ہیں تو کیا جمعرات اور جمعہ کا دن، یا رمضان شریف کا مہینہ، ان مرنے والے کافروں، مشرکوں کو کچھ فائدے دے سکتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جو شخص ان کو جنتی کہے گا وہ خود جنت سے محروم رہے گا۔

مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ

اور یہی حکم بلکہ اس سے سخت حکم وہابی، دیوبندی، تبلیغی کا ہے جو اپنی کفریات و گستاخی کی بنیاد پر کافر و مرتد ہیں جن پر سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب حسام الحرمین شریف شاہد و عادل ہے اور بے شک وشبہ وہ مومن مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جملہ کمالات و معجزات اور اختیارات وعلوم غیبیہ پر مکمل ایمان رکھتا ہو اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارنے کو جائز و مستحسن سمجھتا ہو۔

ایسا مومن و مسلمان جب جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن یا رمضان شریف میں۔ یا مکہ شریف یا مدینہ منورہ میں انتقال کرتا ہے تو وہ حسنات و برکات اور فضیلتیں جو حدیث شریف میں بیان ہوئی ہیں ان کا مستحق قرار پاتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا ہمارے ایمان کے محافظ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے :

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

درود شریف:

خطبہ کے وقت چُپ رہنے والے کی مغفرت

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، پھر جمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چُپ رہا اس کے لئے مغفرت ہو جائے گی (یعنی وہ شخص بخش دیا جائے گا) ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور۔ اور جس شخص نے کنکری چھولی اس نے لغو کیا یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہوا سے ہٹادے۔ (مسلم، ج:۱، ص:۲۸۳، ابوداؤد، ج۱، ص:۱۵۱، ترمذی، ج:۱، ص:۱۱۳، ابن ماجہ)

اے ایمان والو: نماز جمعہ کی بڑی فضیلت ہے، اس شخص کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو نماز جمعہ کو ادب واحترام کے ساتھ پڑھتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جس شخص نے ایک کنکر کو ہاتھ لگا دیا تو گویا اس شخص نے خطبہ جمعہ کا ادب واحترام نہیں کیا۔ اس لئے وہ شخص اللہ تعالیٰ کے اس خصوصی انعام واکرام سے محروم رہے گا جو خطبۂ جمعہ کے وقت نصیب کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ادب واحترام کے سانچے میں ڈھل کر بڑی خاموشی سے خطبۂ جمعہ سماعت کریں، وہ وقت ادب کے ساتھ چپ رہنے کا ہے اگر کوئی شخص گردن پھلانگتے ہوئے آتا ہے یا بات چیت میں لگا ہوا ہے یا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے، یا اپنے جسم کو حرکت دے رہا ہے، تو ہم کو چاہئے کہ اس وقت اس شخص کو نہ روکیں نہ ٹوکیں ورنہ ہم بھی اسی شخص کی طرح مجرم وگنہگار ہو جائیں گے اور ہمارے بھی اجر وثواب جاتے رہیں گے۔

جو شخص تین جمعہ نہ پڑھے وہ منافق ہے

حدیث شریف: ابن خزیمہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو شخص تین جمعہ بلا عذر چھوڑ دے وہ منافق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے تین جمعہ پے در پے چھوڑ دیا اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ (طبرانی، صحیح ابن حبان، ج:۱، ص:۲۳۷)

جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا سنت ہے

حدیث شریف: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آقائے اعظم نبی معظم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس طہارت کی استطاعت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو تو اس سے معطر ہو پھر نماز کے لئے نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے یعنی دو شخص بیٹھے ہوں تو اس میں گھسنے کی کوشش نہ کرے پھر فرض نماز ادا کرے اور امام جب خطبہ پڑھے تو خاموش رہے تو اس کے لئے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۲۴)

اے ایمان والو! جمعہ کی نماز کو چھوڑ دینا کتنا بڑا جرم اور گناہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی مجبوری کے اگر تین جمعہ چھوڑ دیتا ہے تو وہ شخص منافقوں میں لکھ دیا جاتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور جمعہ کی نماز کی توفیق عطا فرمائے اور جمعہ کے دن غسل کرنا، تیل لگانا، سرمہ ڈالنا خوشبو سے معطر ہونا اور بالوں کو تراشنا، ناخن کاٹنا اور اچھے لباس زیب تن کرنا سنت ہے۔ اور نماز کے لئے مسجد میں جائے تو دو شخصوں کے بیچ گھسنے کی کوشش نہ کرنا بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا اور ادب کے ساتھ خاموشی سے خطبہ سننا تو اللہ تعالیٰ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے بیچ میں ہونے والے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے رہتے ہیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور مسجد میں پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ تو پہلے آنے والا ایسا ہے جیسے اس شخص نے اونٹ کی قربانی کی، اس کے بعد آنے والا ایسا ہے جیسے اس شخص نے گائے کی قربانی کی اور جو شخص اس کے بعد آتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے دنبہ کی قربانی کی اور اس کے بعد آنے والا شخص ایسا ہے جیسے مرغی کا صدقہ کیا اور اس کے بعد کا شخص ایسا ہے جیسے انڈا صدقہ کیا اور جب امام خطبہ کے لئے آتا ہے یعنی خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے اپنا دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں یعنی خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ (بخاری، مسلم، ج:۲، ص:۲۸۲، ابن ماجہ، ص:۸۷، ترمذی، ج:۱، ص:۱۱۲)

جمعہ کے دن غسل کرنے سے گناہ مٹادیئے جاتے ہیں

حدیث شریف: خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر وحضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہ طیبہ، رحمت والے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اس کے گناہ اور خطائیں مٹادیئے جاتے ہیں اور جب وہ شخص مسجد کی جانب چلنا شروع کرتا ہے تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر قدم پر اس شخص کو بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اُسے دوسو برس کے عمل کا اجر ملتا ہے۔ (طبرانی کبیر، ج:۸،ص:۱۳۹، معجم اوسط، ج:۳،ص:۳۱۴)

اے ایمان والو! وہ مسلمان کتنا خوش نصیب ہوتا ہے جو اذان سنتے ہی مسجد میں حاضر ہوجاتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور آنے والے کا نام اپنے دفتر میں لکھ لیتے ہیں۔ یادرکھو! فرشتوں کا اپنے رجسٹر میں ہمارا نام لکھنا اس کو کم نہ سمجھنا بہت بڑی بات ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے کام آئے گا۔ ترمذی شریف کی روایت کے مطابق یعنی جو شخص اذان سن کر خطبہ ونماز سے پہلے مسجد میں حاضر ہو، سواری پر نہ آئے بلکہ پیدل چل کر آئے اور امام کے قریب ادب سے بیٹھ کر خطبہ سنے اور کوئی لغو وفضول کام نہ کرے تو ایسے شخص کو ایک سال کے روزے رکھنے اور ایک سال کی راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب ملے گا اور وہ شخص کتنا کم نصیب ہے جو خطبہ کے وقت مسجد میں آتا ہے جبکہ فرشتے اپنا دفتر بند کرلیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

اسلئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اذان سن کر مسجد میں حاضر ہوجائے تاکہ فرشتے اس شخص کا نام اپنے دفتر میں درج کرلیں اور خوب ادب سے امام کے قریب بیٹھ کر خطبہ سنے اور پھر نماز ادا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم سے ایک سال کے روزے اور ایک سال کی راتوں کو جاگ کر عبادت کا ثواب حاصل ہوجائے اور اس مسلمان کی قسمت کتنی بلند وبالا ہے جو شخص جمعہ کی نماز کے ادب واحترام کی خاطر اور اپنے پیارے نبی رحمت وبرکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت جان کر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم پروردگار اس مسلمان کے تمام گناہ اور خطائیں معاف فرمادیتا ہے مگر یہ ساری برکتیں اور فضیلتیں اس شخص کے لئے ہیں جو مومن اور سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔

جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت

حدیث شریف: ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت کے مطابق ہمارے سرکار امت کے غمخوار رحمت

پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ص:۷۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن ۸۰ رمرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو اس لئے کہ جمعہ کے دن میری امت کا درود میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے پس جو شخص مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا وہ شخص قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

اے ایمان والو! جو خوش نصیب مسلمان چاہتا ہو کہ درد والم سے بھرے، مصیبت وزحمت سے لبریز، نفسی، نفسی کے عالم میں بروز قیامت امتی، امتی کی رحمت وشفقت بھری صدا لگانے والے، شافع محشر، محبوب داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زیادہ قریب جگہ نصیب ہوجائے تو اس امتی کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ درود وسلام اپنے شفاعت والے نبی، کرم وبخشش والے رسول، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت رحمت وبرکت میں پیش کرے۔ ان کا وعدہ سچا ہے تم اپنا وعدہ پورا کرو، وہی تو اپنے کریم ورحیم رب تعالیٰ کے کریم وسخی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جو نیک وبد نہیں دیکھتے۔ ان کے کرم کا دروازہ آٹھوں پہر سائلو اور فقیروں کے لئے کھلا رہتا ہے۔ خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ امام عشق ومحبت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

فضائل درود جمعہ: بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھیں، جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو، جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں۔ جو کہیں اکیلا ہو تنہا پڑھے، یونہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں، درود جمعہ کے چالیس فائدے ہیں جو صحیح اور معتبر حدیثوں سے ثابت ہیں۔ یہاں صرف چند نمونے ذکر کئے جاتے ہیں۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت رکھے گا اور ان کی

عظمت کو تمام جہان والوں سے زیادہ دل میں رکھے گا۔ جو شخص ان کی شان گھٹانے والوں سے، ان کے ذکر پاک کو مٹانے والوں سے دور رہے گا، قلب کے ساتھ ان سے بیزار ہوگا، ایسا جو کوئی مسلمان درود جمعہ پڑھے گا اس کے لئے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض درج کئے جاتے ہیں۔

۱) اس پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔

۲) اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

۳) پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔

۴) اس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

۵) اس کے پانچ ہزار درجات بلند کرے گا۔

۶) اس کے ماتھے پر لکھ دیگا یہ منافق نہیں۔

۷) اس کے ماتھے پر تحریر فرمائے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

۸) اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

۹) اس کے مال میں ترقی دے گا۔

۱۰) اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت دے گا۔

۱۱) دشمنوں پر غلبہ دے گا۔

۱۲) دلوں میں اس کی محبت رکھے گا۔

۱۳) کسی دن خواب میں برکت زیارت اقدس سے مشرف ہوگا۔

۱۴) ایمان پر خاتمہ ہوگا۔

۱۵) قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مصافحہ کرے گا۔

۱۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی۔

۱۷) اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا اور بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درود کی تمام سنیوں کے لئے اجازت فرمائی ہے بشرطیکہ بدمذہبوں سے بچیں۔ فقط اور اس درود کو درود رضویہ بھی کہا جاتا ہے۔

درود جمعہ .... یعنی .... درود رضویہ

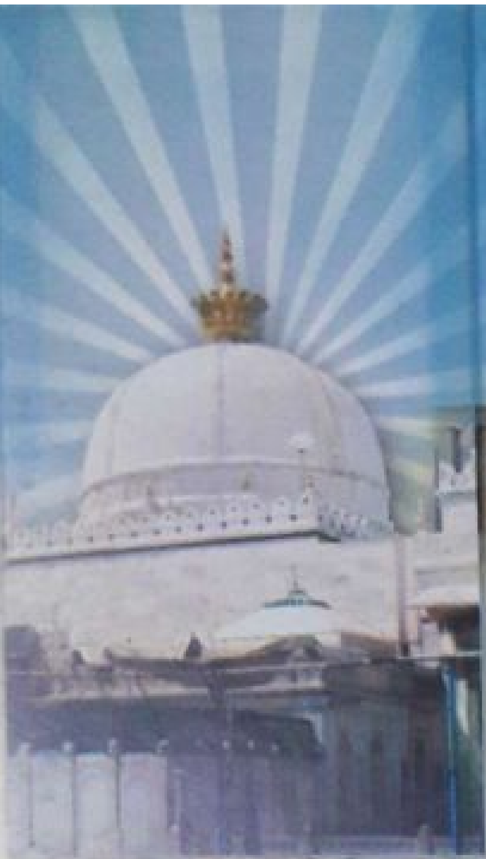
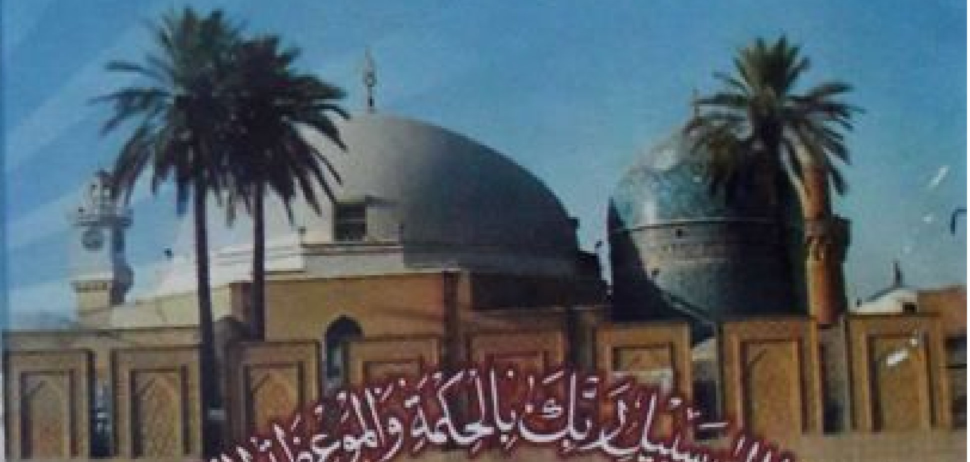
صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

سنی مسلمانوں کے دین ودنیا کا بھلا، لازوال دولت اور بہت آسان

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

یادداشت

ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (القرآن)

۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

انوار البیان

جلد سوم



تالیف

نمونۂ اسلاف، عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی

انوار احمد قادری دامت برکاتہم القدسیہ صاحب قبلہ



امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (نحل ۱۲۵)

۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

انوار البیان

جلد سوم

تالیف

نمونۂ اسلاف، عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی

انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور (ایم پی)

ناشر

امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف یوپی (انڈیا)

سلسلہ اشاعت .... (۶۴)

کتاب : انوار البیان (جلد سوم)

تالیف : عطائے خواجہ حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم، پی)

تصحیح، تخریج : مولانا رضی الدین احمد قادری، برکاتی
جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور

کمپوزر : مولوی محمد راحت حسین رضوی (عرف نوید)
رضوی کمپیوٹر، اندور (ایم پی)

سن اشاعت بار اول : ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء

تعداد : (۱۱۰۰) گیارہ سو

ناشر : امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف (یو، پی)

قیمت :

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

انتساب

محبوب خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

آپ کے چاروں خلفائے راشدین

اور

آپ کی زوجہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ

اور

آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا
اور آپ کے نور عین امام حسن اور امام حسین

اور

آپ کی آل میرے پیر اعظم حضور غوث اعظم و
ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

اور

آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا

اور

آپ کی امت کے ولی میرے پیر و مرشد مولانا شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی
میرے کریم، مجذوب بزرگ حضور دریا شاہ بابا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے نام
جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے

اور

قیامت تک برستا رہے گا.................انشاء اللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا
انوار احمد قادری برکاتی رضوی

کلماتِ دُعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محدث، فقیہ، الحاج، الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری، ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔پی)

۷۸۶
۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ
"انوار البیان"
کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے خوب سے خوب تر پائے مولیٰ تعالیٰ انکی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں
مقبول فرما کر مفید انام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلاۃ
واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہٗ کی تالیف کردہ کتاب مسمّٰی بہ "انوار البیان" کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین علیہ وعلیٰ الہ وصحبہٖ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۱۲ء، بروز شنبہ

عرض حال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اما بعد !

ایک مدت دراز سے میری خواہش تھی اور احباب کا تقاضہ بھی تھا کہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت کے لئے ایک ایسی کتاب ترتیب دوں جو آیات کریمہ اور احادیث طیبہ اور مستند روایات و واقعات پر مشتمل ہو اور دینی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی ہو اور زبان وبیان کے لحاظ سے عام فہم اور آسان ہو، تا کہ علماء وطلباء وعوام اور خاص کر ائمۂ مساجد، سبھی اس سے مستفید ہوسکیں۔ لیکن یہ کام آسان نہ تھا، مگر اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور میرے بزرگوں کی عنایتوں وغوث وخواجہ ورضا اور مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعاؤں نے آسان کردیا کہ سال کے ۴۸ جمعوں کے لئے ۹۲ تقریروں کا حسین وجمیل مجموعہ ترتیب پایا، جس کے لئے وقت تقریباً پانچ سال لگا، اور اس ترتیب کا نام حضور، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی الشاہ عبد المنان صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''انوار البیان'' منتخب فرمایا۔

حضور بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سفر میں ہمارے خاص رہنما اور مشیر تھے۔ سب کچھ کرکے، کتاب کی اشاعت سے قبل ۱۴ر محرم شریف ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ر نومبر جمعہ مبارکہ کی شب میں ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر داغ مفارقت دے کر وصال فرماگئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

خدا رحمت کند......ایں پاک طینت را۔ آمین۔

(۱) اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ میں نے فضائل حج کے بیان کی کچھ حدیثیں کعبۂ معظمہ کے سامنے مسجد حرام میں مقام امہانی (معراج شریف کی جگہ) پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العلمین اور فضائل مدینہ طیبہ کی کچھ حدیثیں

مسجد نبوی شریف میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العلمین۔ اور اس کتاب یعنی انوار البیان کے کچھ حصے اجمیر شریف میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جنتی دروازہ کے اندرونی حصے میں بیٹھ کر لکھا فالحمد للہ رب العلمین۔ ان مبارک نسبتوں کے فیضان پر مکمل یقین ہے کہ کتاب مقبول خدا اور مقبول انام ہوگی۔

(۲) محقق مسائل جدیدہ، فقیہ العصر، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی مصباحی دام ظلہ العالی، صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ممنون ہوں جنہوں نے چار دن کا اپنا قیمتی وقت صرف فرمایا اور انڈور تشریف لائے اور علمائے جامعہ کے ساتھ ہر مہینے کے حساب سے عنوان منتخب فرمایا۔ اور ان تمام حضرات کا شکریہ جنہوں نے ہمارے ساتھ محبت کی اور تھوڑا بھی ساتھ دیا ہے۔ جیسے فقیہ النفس، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضال احمد صاحب قبلہ رضوی، دام ظلہ العالی (مفتی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف) خاص کر حضرت مولانا رضی الدین صاحب قادری برکاتی، جنہوں نے کتاب کی تصحیح کرنے میں نہ رات دیکھی نہ دن، شروع سے آخر تک جدو جہد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رضی الدین صاحب کو دونوں جہان میں خوش رکھے اور خیر کثیر عطا کرے اور عزیزی حضرت مولانا محمد عارف برکاتی، صدر المدرسین جامعہ اور عزیزم حضرت مولانا امین احمد قادری اور حضرت مولانا مفتی رفیق الاسلام صاحب اور جامعہ کے جملہ وہ علمائے کرام اور حفاظ عظام جن کی خدمت ومحبت ہمارے ساتھ رہی اور محترم حاجی محمد صدیق بن محمد جمیل صاحب ٹھیکیدار اور میرے بھائی محترم حاجی محمد مقصود صاحب غوری رضوی اور محترم حاجی محمد اقبال صاحب غوری رضوی جن کی محبت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رحمٰن ورحیم مولیٰ ہم کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ساتھیوں اور تمام قادری، چشتی، برکاتی، رضوی، سنی بھائیوں کو ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے اور اس کتاب انوار البیان کو ہم سب کے لئے نجات وبخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

گدائے غوث وخواجہ ورضا

انوار احمد قادری

۲۱ رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۶ ردسمبر ۲۰۱۲ء

اجمالی فہرست (جلداول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

اجمالی فہرست (جلد دوم)

(۵) جمادی الاولیٰ

(۶) جمادی الآخرہ

(۷) رجب شریف

(۸) شعبان المعظم

اجمالی فہرست (جلدسوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

فہرست مضامین (جلد سوم)

رمضان المبارک

پہلا جمعہ.................................پہلا بیان

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ ..... دوسرا بیان

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

چوتھا جمعہ........ پہلا بیان

چوتھا جمعہ............دوسرا بیان

شوال المکرم

پہلا جمعہ............پہلا بیان

پہلا جمعہ ...... دوسرا بیان

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

تیسرا جمعہ ۔۔۔۔۔۔ دوسرا بیان

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

Scanned by CamScanner


وما توفيقي إلا بالله
١٤١٧

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

قرآنِ کریم کا فیضان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو: رمضان شریف کا مہینہ بے شمار فضائل و برکات کا حامل ہے۔ اس ماہ مبارک کی ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن مجید کو رمضان شریف میں نازل فرمایا۔ رمضان اور قرآن میں ایک خاص نسبت ہے اس ماہ مبارک رمضان شریف میں ایمان والے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور تراویح کی نماز میں قرآن کریم کا ختم شریف بھی ہوتا ہے اس لئے آج ہم فیضان قرآن اور عظمت قرآن کے موضوع پر بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامل قرآن بنائے اور فیضان قرآن سے مالا مال فرمائے۔

قرآن ہدایت اور شفا و رحمت ہے مومنوں کے لئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ٥ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ٥ (پ۱۱، رکوع۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (کنز الایمان)

ہمارے حضور صاحب قرآن، حبیب رحمٰن، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس زمانے میں تشریف لائے وہ دور جاہلیت کا تھا۔ عرب کے لوگ اقلیم کلام وسخن کے تاجدار اور میدان فصاحت وبلاغت کے شہسوار سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایسی کامل واکمل کتاب عطا فرمائی جس میں ہر زمانے کے لئے اور ہر قوم کے لئے تمام روحانی وجسمانی امراض کے لئے نسخۂ شفاء ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پاک کلام: قرآن مجید کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو سنایا تو فصاحت وبلاغت کے تاجداروں کی گردنیں جھک گئیں اور زبانیں گونگیں ہو گئیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

قرآن کریم کی عظمت فصحاء عرب پر: فصحاء عرب نے جب کلام ربانی کو سنا تو اس کی فصاحت وبلاغت کے آگے ان کی گردنیں جھک گئیں اور زبانیں خاموش ہو گئیں۔ قرآن مجید کی عظمتِ فصاحت وبلاغت کے سامنے لرزہ براندام ہو کر یا تو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا اقرار کر کے مشرف باسلام ہو جاتے۔ یا قرآن کی شان فصاحت وبلاغت کا اعتراف کر کے اپنی عاجزی کا اعلان کر دیتے تھے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فصحاء عرب میں شمار کئے جاتے تھے۔ ایک دن ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز فجر میں سورۂ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ جبیر بن مطعم کلام ربانی کو بغور سنتے رہے جب اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۝ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ (پ۲۷، ع۳)

ترجمہ: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (کنز الایمان)

کی آیت سنی تو آپ کا بیان ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا اللہ تعالیٰ کا عذاب میری طرف آ رہا ہے۔ خوف سے جسم کا بال بال لرزنے اور کانپنے لگا۔ قرآن کریم کی عظمت کا دل سے معترف ہو کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

(اعجاز القرآن، ابو بکر باقلانی، ص۳۰)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کتنے سخت دشمن تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے قتل کے ارادہ سے گھر سے چلے تھے مگر سورہ طٰہٰ کی تلاوت سنی تو کفر کا اندھیرا جاتا رہا اور دل کی دنیا بدل گئی اور اسلام لے آئے۔

عتبہ بن ربیعہ خطیب قریش اور عظیم ساحر البیان و فصیح اللسان شخص تھا جب ہمارے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نبوت سے سورہ حٰمٓ کی ابتدائی آیتیں اس نے سنیں تو خوف و دہشت سے اُچھل پڑا۔ گھبراہٹ کے عالم میں قریش کے صنادید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو کچھ پڑھتے ہیں خدا کی قسم نہ وہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ کہانت ہے، ان کے لفظ، لفظ میں ایسی پر تاثیر لذت اور لرزہ براندام کردینے والی ہیبت ہے جو دلوں کو موہ لیتی ہے اور قلوب میں خوف خدا کا سیلاب لاتی ہے اور خدا کی قسم ان کے کسی لفظ کا بھی جواب ہمارے پاس نہیں ہے (اعجاز القرآن، ص ۴۱)

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حاذق حکیم و طبیب تھے مکہ مکرمہ آئے، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے پیچھے کچھ لڑکے تھے۔ کفار مکہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے لڑکوں کا جھنڈ دیکھ کر ضماد بن ثعلبہ نے بھی یہی گمان کیا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جنون کا علاج جانتا ہوں اور کرسکتا ہوں۔ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور قرآن کریم کی چند آیتوں کو تلاوت فرمایا۔ ضماد بن ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ میرا دل کانپ اٹھا اور اسی وقت میں نے اسلام قبول کرلیا۔ (مسند امام احمد، ج ۱، ص ۲۰۲)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں جب تشریف لے گئے اور جب آپ نے سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں تو نجاشی بادشاہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ بادشاہ رونے لگا۔ (مسند امام احمد، ج ۱، ص ۲۰۲)

اے ایمان والو! قرآن کریم کی تلاوت کے فیضان و برکات کے بارے میں آپ حضرات نے سن لیا کہ قرآن شریف کی تلاوت کی تاثیر سے، کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والے، اسلام کے اجالے میں آگئے اور مسلمان ہوگئے۔ یہ ہے قرآن مجید کا فیضان۔

قرآن میں ہر سوال کا جواب موجود ہے: آج دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں اور ہر مذہب میں کتاب بھی موجود ہے۔ ہر مذہب والا اپنے مذہب کی حقانیت و سچائی کے ثبوت میں کوئی نہ کوئی کتاب پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے مذہب کی کتاب حق اور سچ ہے

زبور شریف، تورات شریف، انجیل شریف بے شک مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَاء ہیں مگر موجودہ زبور، تورات، انجیل، خلط ملط سے پاک نہیں ہیں ان آسمانی کتابوں میں تحریف کردی گئی ہیں اس لئے یہ کتابیں بھی قابل اعتبار نہ

رہیں اب اس دور میں کوئی کتاب حق اور سچ نہیں ہے صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو حق اور سچ ہے۔ چودہ سو برس سے آج تک قرآن مجید کا ایک ایک حرف محفوظ ہے نہ بدلا گیا ہے اور نہ ہی بدلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ۱۴،ع۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن۔ اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرات! قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہمیشہ ہر شخص کے لئے ہدایت تھی اور ہمیشہ ہر ایک کے لئے ہدایت رہے گی۔ مذہب اسلام کی حقانیت اور سچائی کے لئے قرآن کریم ایک مضبوط اور عظیم دلیل ہے اور ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بے شمار معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

حضرات! دنیا کی تمام کتابیں سامنے رکھو اور سوال کرو کہ تمہارا نام کیا ہے۔ تم کہاں سے آئے۔ تم کس کی طرف آئے۔ تم کیوں آئے۔ تم کب آئے تو تمام کتابیں خاموش نظر آئیں گی اور کسی کتاب کے پاس بھی ان تمام سوالوں کا جواب نہیں ملے گا۔ لیکن قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ حق اور سچ کتاب ہے جس میں تمام سوالوں کا مفصل اور مدلل جواب موجود ہے۔

آیئے قرآن کریم سے ہی پوچھیں اور سوال کریں۔ اے قرآن بتا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ۝ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ (پ۳۰،سورۃ البروج) یعنی میرا نام قرآن ہے۔

اے قرآن بتا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ۲۷،ع۱۶) یعنی رب العالمین کی طرف سے آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ آپ کس کی طرف تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (پ۲۶،رکوع۵) یعنی میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔

اے قرآن تو بتا کہ آپ کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ آپ کیوں تشریف لائے ہو؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ ھُدًی لِّلنَّاسِ (پ۲،ع۷) یعنی لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ آپ کس مہینے میں تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (پ۲،ع۷) ۝ یعنی رمضان شریف کے مہینہ میں آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ دن میں آپ تشریف لائے یا رات میں اور اس رات کا نام کیا ہے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (پ۳۰،رکوع۲۲) یعنی شب قدر میں آیا ہوں۔

اے ایمان والو! سن لیا آپ لوگوں نے کہ قرآن پاک نے تمام سوالوں کا مکمل جواب عطا کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید حق اور سچ ہے ایسی حق اور سچ کتاب ہمارے پاس ہے مگر ایک ہم ہیں جو قرآن کریم سے دور ہیں، گھر میں قرآن شریف موجود ہے مگر طاقوں میں رکھا ہوا ہے، لیکن مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی فرصت نہیں اور قرآن کریم پر عمل کرنا تو مسلمانوں نے چھوڑ ہی رکھا ہے۔ (الامان والحفیظ)

اے ایمان والو! خوب غور سے سن لو یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ دونوں جہاں کی کامیابی کا راز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ عزت وعظمت، رزق ودولت، حفظ وامان کسی اور کے پاس نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے پاس ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کو دلوں میں اتارو، قرآن شریف کو پڑھو اور پڑھاؤ اور اس کی مقدس تعلیمات پر عمل کر کے سچے مسلمان ہو جاؤ، مسلمانوں کی ناکامی وبربادی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ دیا۔ اور یہود ونصاریٰ مشرکین کی راہوں پر چل پڑے۔ سچ کہا ہے ڈاکٹر اقبال نے۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے — تم مسلماں ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نہ دولت عثمانی ہے — تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر — اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

رمضان شریف میں تورات، زبور، انجیل نازل ہوئیں

انبیائے کرام علیہ السلام پر آسمانی کتابیں اسی ماہ مبارک میں نازل کی گئی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان شریف کی پہلی تاریخ میں نازل ہوئے۔ تورات چھ رمضان شریف میں، زبور اور انجیل تیرہ رمضان شریف میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن سیکھنے اور سکھانے والا سب سے افضل ہے

ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔

تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (بخاری شریف، ج:۲، ص:۵۲:۷، مشکوۃ شریف، ص ۱۸۳)

عالم قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ۔ قرآن کا عالم معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

(بخاری شریف، ج:۲،ص:۱۱۲۵،ترمذی شریف، ج:۲،ص:۱۱۸،مشکوٰۃ،ص:۱۸۳)

قرآن شریف کے ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن شریف کے ایک حرف کی تلاوت کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور فرمایا: الم لَيْسَ بِحَرْفٍ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ ۔ یعنی میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ الم تین حرف ہیں۔ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ تیس نیکیاں دیتا ہے اور تیس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور قرآن شریف جس جگہ پڑھا جائے وہاں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف، ج:۲،ص:۱۱۹،مشکوٰۃ،ص:۱۸۶)

ویران گھر: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس کے سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، ج:۲،ص:۱۱۹،مشکوٰۃ،ص:۱۸۶)

جس نے حافظ قرآن کی عزت کی اس نے نبی کی عزت کی

پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حفاظ قرآن کی عزت کرو۔ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَنِيْ۔ جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ (کنز العمال، ج:۲،ص:۲۵۸)

حافظ قرآن اور ان کے ماں، باپ کی عزت

ہمارے سرکار، احمد مختار، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ قیامت کے دن اس کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی چاند جیسی ہوگی اور اس کے ماں، باپ کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ قرآن کے (حافظ) قاری کے ماں، باپ کہیں گے یہ ہمیں کس وجہ سے لباس پہنایا گیا ہے تو ان سے کہا جائے گا یہ تمہارے بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے ہے (ابوداؤد، ج:۱،ص:۲۰۵،حاکم، ج:۱،ص:۷۵۶)

حافظ قرآن دس رشتہ داروں گنہگاروں کو بخشوائے گا

ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اس

کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا اس کے گھر والوں میں سے ان دس لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (ترمذی شریف، ج:۲،ص:۱۱۸، ابن ماجہ)

اے ایمان والو! جب حافظ قرآن دس گناہگار رشتہ دار کی شفاعت کرے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے تو ہمارے سرکار شفیع روز شمار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کا عالم کیا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

درود شریف:

تہائی قرآن کا ثواب: ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کوئی کیسے پڑھ سکتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری، ج:۲،ص:۷۵۰، مسلم، ج:۱،ص:۲۷۱، ابن ماجہ، ص:۲۶۸)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب ملتا ہے اور جس نے تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورت پڑھی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔

شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔

(ترمذی، ج:۲،ص:۱۱۵، مشکوۃ شریف، ص۱۸۴)

اے ایمان والو! جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے وہ گھر قبرستان کی طرح ہے۔ اور جس سینہ میں قرآن نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ آیئے! ہم سب عہد کریں کہ قرآن کریم کی تلاوت کریں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے۔

آباد ہے وہ دل جس میں تیری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہو ویران ہے برباد ہے

دلوں کا زنگ کیسے دور کریں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دل زنگ آلود ہوتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس زنگ کو کیسے دور کیا جائے؟ قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۸۹)

قرآن کی تلاوت نور ہے: ہمارے آقا سید عالم، نور مجسم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت کرو یہ تمہارے لئے دنیا میں نور ہوگا اور آسمان میں تمہارے لئے بے شمار نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا۔

(کنز العمال، ج:۱، ص:۲۶۸)

قرآن شفاعت کرے گا: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِهٖ (مسلم، ج:۱، ص:۲۷۰)

قرآن پاک پڑھا کرو اس لئے کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے والے پر جنت واجب ہوگئی

ہمارے سرکار محبوب پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو قل ھو اللہ احد (پوری سورۃ) پڑھتے دیکھا ارشاد فرمایا: وَجَبَتْ (واجب ہوگئی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَقُلْتُ مَاوَجَبَتْ (یعنی میں نے عرض کیا کہ) کیا واجب ہوگئی؟ قَالَ اَلْجَنَّةُ (تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت (واجب ہوگئی) (ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۷، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۸)

سورۂ فاتحہ کی شان: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ سدرہ کے مکین حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اگر روئے زمین کے تمام دریا کے پانی سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت قلم بن جائیں اور ساتوں زمین اور آسمان سب کاغذ ہو جائیں اور ابتدائے عالم سے لیکر آج تک تمام فرشتے اور سارے انسان مل کر اس کے فضائل لکھنا چاہیں تو نہیں لکھ سکتے۔ (ہشت بہشت)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

امیر المومنین سید السادات میرے آقا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے لگوں تو اتنی ضخیم لکھ دوں کہ ستر اونٹوں کا بوجھ تیار ہو جائے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۳۷)

سورۂ فاتحہ لا علاج بیماری کا علاج ہے

ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ ہر طرح کی بیماری کا علاج ہے جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہوتی ہو تو صبح کی نماز کے بعد سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ پڑھ کر دم کرنے سے لا علاج بیماری کا علاج ہو جاتا ہے اور میرے پیارے خواجہ، بندہ نواز، کرم نواز، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اَلْفَاتِحَۃُ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ یعنی سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے اور ہر درد کے لئے دوا ہے اور فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (سنن الدارمی، ج:۲، ص:۵۳۸، ہشت بہشت)

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے آقا، جانِ جان، صاحب قرآن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علماء قرآن سے کبھی آسودہ نہیں ہوں گے اور کتنا زیادہ بھی بار بار قرآن کو پڑھا جائے مگر قرآن پرانا نہیں ہوگا اور اس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔

ترمذی شریف اور اشعۃ اللمعات میں ہے یعنی قرآن کے معانی و علوم کبھی ختم نہ ہوں گے اس لئے علماء قرآن مجید سے کبھی آسودہ نہ ہوں گے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۳۷)

اندھا آنکھ والا ہو گیا: ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص قرآن کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس کے آنکھ کی روشنی بڑھ جاتی ہے اور اس کی آنکھ کبھی نہیں دکھتی اور نہ خشک ہوتی ہے اور میرے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نابینا شخص ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کے بارے میں عرض کیا تو اس بزرگ اللہ والے نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قرآن شریف اس شخص کی دونوں آنکھوں پر ملا جس سے اس شخص کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (دلیل العارفین)

قرآن کریم کا ادب کرنے والا جنت میں فرشتوں کے ساتھ ہوگا

ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ، سلطان الہند، عطائے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص بڑا گنہگار فاسق و فاجر تھا اور لوگ اس کے فسق و فجور کے سبب اس سے نفرت کرتے تھے اس گنہگار شخص کا انتقال ہوگیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے اور جنتی لباس پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو رہا ہے اس شخص سے پوچھا گیا تو، تو بدکار، گنہگار تھا یہ دولت کہاں سے نصیب ہوئی تو اس شخص نے جواب دیا کہ بے شک میں بدکار و گنہگار تھا مگر ایک نیکی کرتا تھا وہ یہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی قرآن شریف کو دیکھتا تو کھڑا ہو جاتا اور بڑے ادب و احترام سے دیکھتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ادب و احترام کے سبب مجھے بخش دیا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمایا۔ (ہشت بہشت)

قرآن کریم کا ادب اور محمود غزنوی

حضرت محمود غزنوی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بستر پر دراز ہوئے آرام کرنے کے لئے تو دیکھا کہ قرآن شریف طاق میں رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے دل میں سوچا کہ قرآن مجید جہاں رکھا ہوا ہے وہاں میں کس طرح سو سکتا ہوں یہ ادب کے خلاف ہے۔ قرآن شریف کو طاق سے لیا اور دوسرے کمرے میں رکھ دیا۔ پھر خیال آیا کہ میں نے قرآن مجید کو اپنے آرام کے لئے دوسری جگہ رکھ دیا ہے یہ بھی خلاف ادب ہے پھر اٹھے اور قرآن شریف کو اسی جگہ رکھ دیا جہاں پہلے رکھا ہوا تھا اور خود بادشاہ دوسرے مکان میں آرام کے لئے چلے گئے۔ جب آپ کا وصال ہوگیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمود غزنوی بادشاہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے ملا تو جواب دیا قرآن کریم کے ادب و احترام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور میرا مقام جنت میں ہے۔ (دلیل العارفین، ص ۲۱، ۲۲)

اے ایمان والو! آج ہمارا یہ حال ہے کہ قرآن کا ادب ہم نہیں جانتے اور نہ کرتے ہیں۔ جیسے ویسے قرآن کریم کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں نہ چھونے کا ادب معلوم ہے اور نہ پڑھنے کا ادب ہم کرتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں قرآن مجید رکھا ہے گرد و غبار پڑے ہوئے ہیں دھول جمی ہوئی ہے، ٹی وی کا کور روز صاف ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن مجید کو ہم ہاتھ نہیں لگاتے تو پھر ہمارے گھروں میں برکت و رحمت کیسے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے

ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لئے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ جس نے یٰس پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے یٰس پڑھے گا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔ (داری، ج:۲، ص:۵۴۸، ترمذی، ج۲، ص۱۱۶، مشکوٰۃ، ص:۱۸۷)

اے ایمان والو! جاگو اور ہوش میں آؤ کتنے بہروپئے اسلامی لباس میں، مسلمانوں کی صورت میں قرآن کریم پڑھ کر قرآن کے غلط، سلط مطالب کو بیان کر کے تمہارے ایمان کو برباد کرنے میں لگے ہیں۔ ضرورت ہے صحیح تعلیم قرآن کی، اسی قرآن سے بہت سے لوگ ہدایت یافتہ ہوئے ہیں اور بہت سے لوگ غلط معنیٰ و مطلب بیان کر کے گمراہ ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ۱، ع۳)

ترجمہ: اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! قرآن ایک ہے مگر پڑھنے والا جس کے سینے میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے اس قرآن سے ہدایت پائے گا اور وہ شخص جس کا سینہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے اسی قرآن سے گمراہ ہو جائے گا۔ قرآن پڑھنے والا ہدایت پاتا ہے اور کچھ لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں۔

مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب، قرآن مقدس سے کتنے لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور کتنے لوگوں کو ذلیل وخوار کرتا ہے (مسلم شریف)

قرآن کریم کا غلط معنیٰ نکالنے والا بدترین مخلوق ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے ہیں۔ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نُزِلَتْ فِی الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (بخاری، ج۲، ص۱۰۲۴)

یعنی بے شک یہ لوگ ان آیات قرآنی کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مومنوں (مسلمانوں) پر چسپاں کرتے ہیں اے ایمان والو! جاگو، ہوش میں آؤ اور اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرو؟ کیسا نازک دور آگیا ہے کہ چہرے پر داڑھی ہے ہاتھ میں تسبیح ہے اور زبان پر کلمہ ونماز ہے اور مسلمان کہلا رہے ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں حدیثیں سناتے ہیں۔ بخاری بخاری کی رٹ لگاتے ہیں اور قرآن وحدیث کے معانی ومطالب کو بگاڑ کر غلط انداز سے پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے سنی مسلمان دھوکہ کھا جاتا ہے اور ان کی باتیں سننے لگتا ہے اور ان کے نقلی چہرے کو پہچان نہیں پاتا۔ فریب کا شکار ہو جاتا ہے اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ اپنے ایمان کو برباد کر لیتا ہے اور جہنم کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ قرآن کو ہاتھ میں دیکھ کر فریب نہ کھانا، قرآن کا پڑھنے والا ضروری نہیں ہے کہ مومن ہی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت بیان کی جا چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مقدس سے اللہ تعالیٰ کتنے لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور کتنے لوگوں کو ذلیل وخوار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرآن تو صاف لفظوں کے ساتھ آگاہ کر رہا ہے کہ قرآن پڑھنے والا گمراہ بھی ہوتا ہے اور ہدایت یافتہ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کتنے واضح انداز سے بیان فرمایا ہے کہ ہر قاری قرآن مومن نہیں ہوتا بلکہ منافق بھی قرآن پڑھتا ہے۔ اور منافق کی پہچان ہے کہ قرآن وحدیث کا غلط مطلب نکالے اور بیان کرے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت بیان ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے ان آیات قرآنی کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم کی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ وہ شخص بدترین مخلوق ہے جو قرآن وحدیث کا غلط ترجمہ کرے اور ان کے مطلب ومفہوم کو بگاڑ کر بیان کرے جیسا کہ اس زمانے کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی کرتے ہیں۔ یہ وہ گمراہ طبقہ ہے جنہوں نے قرآن کو اس کی شان نزول، اور منشاء ومراد کے خلاف استعمال کیا اور احادیث کریمہ کے معانی ومطالب کو غلط انداز سے بیان کر کے امت میں فتنہ وفساد پیدا کر دیا یعنی آیت کریمہ تو نازل ہوئی۔ بتوں اور جھوٹے خداؤں کے بارے میں اور وہابی، دیوبندی، تبلیغی ثابت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں، نیکوں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام اور بزرگان دین علیہم الرضوان کے لئے اسی لئے قرآن کا ارشاد پاک ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ ۱، رکوع ۳)

مثال کے طور پر وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا عقیدہ کہ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ اور شیطان و ملک الموت کا علم قرآن سے ثابت ہے۔ اور رسول کا علم قرآن سے ثابت نہیں۔ اور جو شخص رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۵۱، مطبوعہ کانپور)

حضرات! آپ نے سن لیا کہ وہابی دیوبندی کا عقیدہ کس قدر خراب ہے کہ شیطان کا علم تو قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب قرآن سے ثابت نہیں ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)

حضرات! اب میں آپ حضرات کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا ہے اب آپ خوب غور سے سنئے اور یاد رکھئے تاکہ بدعقیدہوں کو جواب دے سکیں کہ تمام علوم قرآن مجید میں ہیں اور قرآن مجید میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینے مبارک میں ہے تو آپ حضرات خود فیصلہ کرو اور وہابی دیوبندی کو بتاؤ کہ میرے آقا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام علوم حاصل ہوئے ہیں کیوں کہ قرآن میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور قرآن میں سارے علوم موجود ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علوم کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور اس میں علم غیب بھی موجود ہے۔ لیکن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب مومن مانتا ہے اور منافق انکار کرتا ہے۔

قرآن میں علوم کا خزانہ ہے: قرآن مجید وہ باعظمت کتاب ہے جس میں تمام علوم کا خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ۱۴، ع۱۸)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنز الایمان)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (پ۷، ع۱۰)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (کنز الایمان)

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لَوْ ضَاعَ لِيْ عِقَالُ بَعِيْرٍ لَوَجَدْتُهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ یعنی اگر میرے اونٹ کے پاؤں کی رسی گم ہو جائے تو میں اس کو قرآن میں تلاش کر کے پالوں گا۔ (اتقان، ج۲، ص۱۲۶)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ۔ یعنی تمام علوم قرآن کے اندر موجود ہیں یہ اور بات ہے کہ لوگوں کی کوتاہ عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں (اتقان، ج۲)

آیۃ الکرسی کی فضیلت اور علم غیب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے فطرانہ کے غلہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ رات ہوئی تو ایک شخص آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اس نے کہا میں غریب عیال دار اور حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ یَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَافَعَلَ اَسِيْرُکَ الْبَارِحَةَ۔ اے ابوہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس نے سخت حاجت اور عیالداری کی شکایت کی مجھے رحم آیا تو اسے چھوڑ دیا۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ وہ (چور) پھر آئے گا، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس کے انتظار میں تھا کہ وہ (چور) پھر آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اس (چور) نے کہا، مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور بال بچے والا ہوں، اب نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اس (چور) کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَا فَعَلَ اَسِيْرُکَ ۔ اے ابوہریرہ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس (چور) نے سخت محتاجی اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے پھر اس پر رحم آگیا اور میں نے چھوڑ دیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَيَعُوْدُ۔ اے ابوہریرہ! یاد رکھو اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان پر یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں انتظار میں تھا اور وہ (چور) آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حضور میں پیش کروں گا تو ہر بار یہی کہتا ہے کہ پھر نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا ہے اس (چور) نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں تجھے ایسے کلمات یعنی وظیفہ سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع دے گا۔ جب تم آرام کے لئے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لو۔ صبح تک اللہ کی طرف سے ایک محافظ (فرشتہ) رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا میں نے اس (چور) کو چھوڑ دیا۔

فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَافَعَلَ اَسِيْرُکَ۔ صبح ہوئی تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابوہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اس

(چور) نے مجھ سے کہا میں تم کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذَّابٌ ۔ اس نے سچ کہی ویسے وہ بڑا جھوٹا ہے اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ جس سے تم تین راتوں سے گفتگو کر رہے ہو، جانتے ہو وہ (چور) کون ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں اس (چور) کو نہیں جانتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ذَاكَ شَيْطَانٌ وہ شیطان ہے۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۳۱۰، مشکوٰۃ،ص۱۸۵)

اے ایمان والو! اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ جبھی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (چور) کل پھر آئے گا اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ آنے والا اور چوری کرنے والا کوئی انسان نہیں ہے بلکہ شیطان ہے۔ اور یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہم سونے سے پہلے اپنے بستر پر آیۃ الکرسی پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو رات بھر ہماری حفاظت کرتا ہے۔ یہ ہے آیۃ الکرسی شریف کی برکت۔ اللہ تعالیٰ ہم کو پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب پر ایمان رکھنے کی اور سونے سے پہلے آیۃ الکرسی شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

بسم اللہ شریف کی برکت: ہمارے آقا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ لیا کرو (اس کی برکت یہ ہوگی) جب تک تمہارا وضو باقی رہے گا اس وقت تک فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے (طبرانی)

بسم اللہ شریف پڑھنے سے بخشش کا پروانہ ملتا ہے

کان ولایت صاحب خلافت میرے آقا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو عمدگی اور ادب سے پڑھا اس شخص کی بخشش ہوگئی (کنز العمال)

بیٹے نے پڑھا اور باپ بخش دیا گیا

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر والے پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ یہ ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ چند قدم آگے تشریف لے گئے اور رفع حاجت سے فارغ ہو کر پھر واپس تشریف

لائے اور اسی قبر سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ قبر میں نور ہی نور ہے اور اس قبر پر رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا اللہ تعالیٰ کیا ماجرا ہے۔ ابھی عذاب نازل ہو رہا تھا اور اب اس قبر میں نور ہی نور ہے اور رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔ تو ارشاد ہوا۔ اے روح اللہ (علیہ السلام) یہ شخص بڑا گنہگار اور بدکار تھا۔ اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا۔ لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اس لڑکے کو مدرسہ بھیجا گیا۔ استاد نے اس لڑکے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی۔ ہمیں حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں جس کا بچہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے (تفسیر نعیمی)

اے ایمان والو! ہمارے اسلاف پہلے کے مسلمان باعزت و کامیاب تھے اس لئے کہ وہ قرآن کریم سے محبت کرتے تھے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ تاریخ پڑھو تو پتہ چلے گا کہ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے پوری دنیا کو اپنے پیارے اسلام کے سامنے جھکا دیا تھا۔

قیصر و کسریٰ جیسی سپر طاقتوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر میدان میں فتح و ظفر کامیابی و کامرانی نے ہمارے بزرگوں کے قدم چومے اور آج ہم ہیں کہ یہود و نصاریٰ و مشرکین کے قدموں میں پڑے نظر آرہے ہیں۔ ذلت و رسوائی ہماری پہچان بنتی جا رہی ہے۔ کفار و مشرکین ہم پر غالب آرہے ہیں اور ہم ان کی حکومتوں میں غلام بنتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق نہیں۔ ایک دوسرے کی برائی و غیبت میں لگے ہیں۔ ایک دوسرے سے اختلاف معمولی بات ہے۔ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کٹ رہے ہیں اور ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں۔ آؤ سب مل کر توبہ کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنا شروع کر دیں اور یقین رکھیں کہ وہ دن دور نہیں کہ کامیابی و کامرانی پھر ہمارے قدم چومے گی۔

درس قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا ۔۔۔ یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر ۔۔۔ آج ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

پہلا جمعہ.................................دوسرا بیان

رمضان المبارک کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

سعادت کے جلو میں رحمت پروردگار آئی
مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا

اور سرکار اعلیٰ حضرت، عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شور مہ سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے مے دے رمضاں آیا

روزہ فرض الٰہی ہے: ہر مسلمان (مرد و عورت) عاقل و بالغ پر رمضان شریف کے روزے فرض ہیں اور نماز معراج کی شب فرض ہوئی جبکہ روزے ۱۰ ر شوال ۲ھ کو فرض ہوئے۔ (تفسیر خازن۔ بہار شریعت)

روزہ کے لئے رمضان کا مہینہ کیوں منتخب ہوا

اسلام میں اکثر اعمال کے پیچھے کسی نہ کسی نیک بندے کی یاد موجود مقصود ہے جیسے عرفات کے میدان میں حج کا فریضہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی یادگار ہیں۔ قربانی کا نیک عمل حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

صفا و مروہ کی سعی، حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے کی یاد کو باقی رکھتا ہے۔ اسی طرح ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے مہینے میں کچھ دن کھانے، پینے سے پرہیز کرتے تھے یعنی ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رمضان شریف میں بھوکے اور پیاسے رہنا پسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی روزے کے لئے ماہ رمضان شریف کو پسند فرمالیا اور پورے رمضان شریف کے روزے ایمان والوں پر فرض کردیئے تاکہ میرے حبیب، کونین کے طبیب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یادگار باقی رہے اور میرے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت قائم رہے۔

روزہ امم سابقہ پر بھی فرض تھا: حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام پورے سال روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر، ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن نہیں رکھتے تھے۔ (تفسیر عزیزی، ج ا، ص ٦٣٩)

روزے کا سب سے بڑا فائدہ: روزہ رکھنے کے سبب روزہ دار متقی پرہیزگار بن جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ تاکہ تم (اے ایمان والو) پرہیزگار بن جاؤ۔

بچوں کو روزہ رکھنے کا حکم دو: بچوں کو جلد سے جلد روزہ رکھنے کا حکم دو یعنی عادت ڈالو۔ تاکہ جب بچہ بالغ ہوجائے تو اسے روزہ رکھنے میں دشواری نہ ہو۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ بچہ کی عمر جب دس سال کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اسے ماہ رمضان شریف میں روزہ رکھوایا جائے۔ اگر طاقت ہوتے ہوئے بچہ روزہ نہ رکھے تو مار کر روزہ رکھوائیں۔ (ردالمحتار)

رمضان شریف کو پہچانو: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہوجاتا کہ رمضان شریف کی (فضیلت و برکت) کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہوتا (تو بہتر تھا) (ابن خزیمہ، ج ٣، ص ١٩٠، الترغیب، ج:٢، ص:١٠٢، کنزالعمال، ج:٨، ص:٢٢٣)

رمضان شریف کی پہلی رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر رحمت فرماتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول مقبول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرم فرماتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی جانب نظر کرم فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دیگا اور ہر دن دس لاکھ (گنہگاروں) کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ان کی تعداد کے برابر اس رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو فرشتے عید مناتے ہیں (یعنی خوشی کا اہتمام کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے گروہ ملائکہ اس مزدور کو کیا بدلہ دیا جائے جس نے کام پورا کرلیا۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ! اس بندے کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ (اصبہانی، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۹۸)

رمضان شریف کا روزہ رکھنے والا صدیقین وشہداء کا ثواب پاتا ہے

ہمارے سرکار محبوب پروردگار مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان شریف کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں میں قیام کروں (یعنی نماز تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم صدیقین اور شہداء میں سے ہو جاؤ گے۔

(بزار، ابن خزیمہ، ابن حبان، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۰۶،۱۰۵، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۱۹)

رمضان شریف میں برکت ہی برکت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری دن وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت و برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات (ایسی ہے) جو ہزار مہینوں سے افضل ہے (یعنی شب قدر) اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (یعنی نماز تراویح) تطوع (یعنی سنت) ہے جو اس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس ماہ میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس ماہ میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ

سے آزاد کردی جاتی ہے (یعنی دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے اور روزہ افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کچھ کم ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہم میں سے ہر شخص اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ روزہ افطار کرائے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت اور اس کا اوسط مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو اپنے غلام (یعنی نوکر ملازم) پر اس مہینہ میں تخفیف کرے (یعنی کام کم لے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۳،ص:۳۰۵، صحیح ابن خزیمہ، ج:۳،ص:۱۹۱)

رمضان ابر رحمت ہے: کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کا پیارا گھر مسلمان کو بلا کر دیتا ہے جیسے کنواں کہ اس کے پاس جائے تو پانی ملتا ہے اور رمضان شریف ابر رحمت ہے یعنی رمضان خود ہی آ کر برستا ہے اور سیراب کردیتا ہے (تفسیر نعیمی)

ماہ رمضان کی ہر ساعت عبادت ہے

رمضان شریف وہ برکت والا مہینہ ہے کہ اس کا دن ہو یا رات ہر وقت عبادت ہوتی ہے روزہ عبادت، افطار عبادت، تراویح عبادت، پھر تراویح پڑھ کر سونا بھی عبادت، کیوں کہ سحری کے انتظار میں سویا اور سحری کھانا عبادت، گویا رمضان شریف کا دن ہو یا رات اس کی ہر ساعت عبادت ہی عبادت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

رمضان میں مرنے والے کا حساب نہ ہوگا

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہوتا ہے اور جو شخص رمضان شریف میں مرجائے تو اس سے قبر میں سوال و جواب نہ ہوگا (تفسیر نعیمی)

رمضان شریف کے کھانے، پینے کا حساب نہ ہوگا۔ (روح البیان شریف)

رمضان کے لئے پورے سال جنت کو سجایا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے

فرمایا، جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے سجائی جاتی ہے۔ جب رمضان شریف کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے اور وہ کہتی ہیں اے رب تعالیٰ! تو اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۳،ص:۳۱۲،۳۱۳)

رمضان شریف میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک روایت میں آتا ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری، ج:۱،ص:۲۲۶،۲۲۵، مسلم، ج:۱،ص:۳۳۶)

رمضان میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں

ہمارے آقا و داتا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہین جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے اے خیر! (یعنی بھلائی) کے چاہنے والے! متوجہ ہو جا اور اے شر کے طلبگار! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات (رمضان) میں ہوتا ہے۔ (امام احمد، ترمذی، ج:۲،ص:۱۵۵، ابن ماجہ، ج:۱،ص:۱۱۹)

رمضان شریف میں ہمارے حضور کی خاص عطاء ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیتے اور ہر سائل مانگنے والے کو عطا فرماتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، ج:۳،ص:۳۱۱)

اے ایمان والو! رمضان شریف میں ہمارے نبی قاسم نعمت و دولت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیتے تھے تو ہم بھی آج نہ جانے کتنے غم والم اور مصیبت و بیماری کے قیدی بنے ہوئے ہیں۔ دشمنوں کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آؤ اپنے مختار نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں اس ماہ مبارک رمضان شریف میں عرض کریں کہ آقا کل کے قیدیوں کو آپ نے آزاد کیا تھا ہم بھی زمانے کے ستم کے قیدی بن چکے ہیں ایک نگاہ کرم ڈال دیجئے اور قید غم سے آزاد فرمادیجئے۔ یقیناً کرم ہوگا اور آزادی نصیب ہوگی اور دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگتے تھے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مانگنے والے کو عطا فرماتے تھے۔ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے اور نبی سے مانگنے کو شرک و بدعت کہنا بے ایمان وہابی، دیوبندی کی گندی طبیعت ہے۔ اسی لئے ہم ایمان والے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام اپنے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگتے تھے اور مانگتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اور اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہمارے نبی دیتے تھے، دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

رمضان اور قرآن شفاعت کریں گے

قیامت میں رمضان اور قرآن روزے دار کی شفاعت کریں گے۔ رمضان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہے گا یا اللہ تعالیٰ میں نے اسے دن میں کھانے، پینے سے روکے رکھا تھا اور قرآن عرض کرے گا کہ یا رب تعالیٰ! میں اسے رات میں تلاوت قرآن یعنی تراویح کے ذریعہ سونے سے روکے رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ رمضان اور قرآن کی شفاعت قبول کرے گا اور روزہ دار کو بخش کر جنت عطا فرمائے گا (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲،ص:۵۸۶، تفسیر نعیمی)

پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری، ج:۱،ص:۶۵۸ مسلم، ج:۱،ص:۲۵۹ سنن ابوداؤد، ج:۱،ص:۱۹۳)

ترجمہ: جو شخص ایمان واخلاص سے رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

جمعہ کی ہر ساعت میں دس لاکھ کی بخشش: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں ہر دن افطار کے وقت دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا اور جمعہ مبارکہ کی رات شروع ہونے سے لیکر جمعہ کا پورا دن سورج ڈوبنے تک ہر ساعت میں دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو جہنم کے عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان شریف کا آخری دن آتا ہے تو پہلی رمضان سے اب تک جتنے بخشے گئے ہیں اس کی مقدار کے برابر اس آخری ایک دن میں بخشے جاتے ہیں (تنبیہ الغافلین)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

دوسرا جمعہ.......................................پہلا بیان

روزہ کے فضائل ومسائل

اور سحر وافطار کی برکتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

رمضان بخشش کے لئے آیا ہے: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کو امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عذاب دینا مقصود ہوتا تو اس امت کو رمضان اور سورۂ قل ھو اللہ احد شریف نہ عطا فرماتا (نزہۃ المجالس)

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت و بغیر مرض کے افطار کیا یعنی چھوڑ دیا تو زمانے بھر کا روزہ اس روزہ کا بدلہ نہیں ہو سکتے اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔

(بخاری شریف، ج...، ص...، ابن ماجہ، ص:۱۲۰، ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۶)

جنت میں روزے دار کا دروازہ: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے (جنت میں) وہی داخل ہوں گے جو روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری، ج:۱، ص:۲۶۱، ومسلم، ج:۱، ص:۳۶۴)

روزہ ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روزہ

پر یعنی ڈھال ہے اور دوزخ سے بچنے کا مضبوط قلعہ ہے۔ (امام احمد، ج:۳،ص:۳۶۷، بیہقی)

روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے آقا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر شے کے لئے زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے (ابن ماجہ،ص:۱۲۵)

روزہ کے برابر کوئی عمل نہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھے کوئی عمل بتایئے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں، میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی عمل بتایئے تو ارشاد فرمایا۔ روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ پھر میں نے (تیسری بار) عرض کی کہ مجھے کوئی عمل بتایئے تو (تیسری مرتبہ بھی) حکم ہوا کہ روزہ کو لازم کرلو۔ (نسائی شریف، ج:۱،ص:۲۴۰، الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۵۳)

روزہ دار اور جہنم کے بیچ سو برس کا فاصلہ

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ دار اور دوزخ کے درمیان سو برس کی دوری ہوگی اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جو شخص غیر رمضان میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کے فاصلے پر دوزخ سے دور ہوگا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ روزہ دار اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کردے گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

(مسلم، ج:۱،ص:۳۶۴، ترمذی، ج:۱،ص:۲۹۲، ابن ماجہ، طبرانی اوسط، ج:۳،ص:۲۶۸)

اے ایمان والو! روزہ دار سے اللہ تعالیٰ بڑی محبت فرماتا ہے اور روزہ دار پر کوئی عذاب ہو اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہیں، اسی لئے تو جہنم کو اپنے روزہ دار بندے سے اتنا دور رکھتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے بیچ ہے مگر روزہ دار کا مومن سنی مسلمان ہونا ضروری ہے ورنہ یہودی، عیسائی، شیعہ اور وہابی، دیوبندی بھی روزہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

درود شریف:

روزہ دار کے منہ کی بو: ہمارے آقا، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ ٥
(بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۵۵، مسلم، ج:۱،ص:۳۶۳)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ۔ ایک خوشی روزہ دار کو افطار کے وقت ملتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت ملے گی جب رب تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۵۵، مسلم، ج:۱،ص:۳۶۳)

افطار کے وقت کی دعا رد نہیں ہوتی: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دار کی دعاء افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم نبی رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں تین شخص کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔ ایک روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور دوسرا عادل بادشاہ اور (تیسرا) مظلوم کی دعا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ابر (یعنی آسمان) سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا اگر چہ تھوڑے زمانے کے بعد۔ (امام احمد، ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ، ص:۱۳۵)

اے ایمان والو! افطار کا وقت بڑا مقبول ومسعود ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم سے خصوصی انعام واکرام کی بارش ہوتی ہے اور روزہ دار کی ہر دعا افطار کے وقت اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر ایک ہم ہیں جو اس مقبول وقت میں۔ پھل۔ فروٹ اور دوسرے افطاری کی چیزوں کو اِدھر سے اُدھر رکھنے اور سجانے میں لگے رہتے ہیں اور ایسی مقبول ساعت کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ آؤ ہم عہد کریں کہ افطار سے کم سے کم دس منٹ پہلے دعاء مانگنا شروع کر دیں گے اور کوئی بات نہیں۔ کوئی کام نہیں صرف دعاء مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں افطار کے وقت توفیق دعا عطا فرمائے۔

افطار کرانے والا بخش دیا جاتا ہے: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ جس شخص نے رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۷۴)

اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے اللہ تعالیٰ اس شخص کو

میرے حوض سے قیامت کے دن پانی پلائے گا، کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ (روزہ افطار کرنے والا) جنت میں داخل ہو جائے گا (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۷۳)

روزہ دار کو پانی پلانے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

ہمارے سرکار، امت کے غمخوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص نے روزہ دار کو پانی پلایا تو وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ حکم گھر پر ہے، یا سفر میں، یا اس جگہ جہاں پانی نہ ملتا ہو؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حکم عام ہے اگر چہ فرات (ندی) کے کنارے پر بھی پانی پلا دے (مکاشفۃ القلوب)

روزہ افطار کرانے کا ثواب: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان مہیا کرا دے تو اسے (یعنی روزہ افطار کرانے والے کو) بھی اتنا ہی ثواب ملے گا (یعنی جتنا روزہ دار کو ثواب ملے گا)۔

(نسائی، ابن ماجہ، ص:۱۲۵، شعب الایمان، ج:۳، ص:۴۱۸)

روزہ افطار کرانے والے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم، نبی محترم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا، فرشتے ماہ رمضان میں اس کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے مصافحہ کرتے ہیں۔ (طبرانی کبیر، ج:۶، ص:۲۶۱، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۱۵)

اے ایمان والو! روزہ افطار کرانا کتنا محبوب عمل ہے کہ روزہ دار کے برابر ثواب بھی پاتا ہے اور غازیٔ اسلام کے جیسا ثواب دیا جاتا ہے اور فرشتے روزہ افطار کرانے والے کے حق میں بخشش کی دعاء کرتے ہیں اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام اس خوش نصیب سے شب قدر میں مصافحہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق

دے تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزہ افطار کرایا جائے کہ روزہ دار کے برابر ثواب حاصل ہو اور فرشتوں کی دعاء بھی ملے اور شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مصافحہ کی سعادت بھی نصیب ہو جائے۔

کھجور یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ **اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ** یعنی جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ اس میں برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے (افطار کرے) کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۱۳۹، مشکوٰۃ)

حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روزہ افطار کے لئے کھجور یا پانی استعمال فرمایا کرتے تھے اس لئے کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا سنت ہے۔

روزہ جلدی افطار کرنا سنت ہے: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم، نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔ (بخاری، ج:۱، ص:۲۶۳ مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰)

افطار میں تاخیر کرنا منع ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ۔** ہمیشہ دین اسلام غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیوں کہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۳، مشکوٰۃ، ص:۱۷۵)

اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ پسند ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۱۵۰)

وقت سے پہلے افطار کرنا عذاب کا سبب ہے

ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور مجھے ایک پہاڑ پر لے جا رہے تھے راستے میں، میں نے چیخنے اور چلانے کی آوازیں سنی تو میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں تو ان دو لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ ایسے لوگوں کی آوازیں ہیں جو جہنمی ہیں۔ پھر میں آگے گیا تو وہاں پر ایک

قوم کو دیکھا جو الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کے منہ اور جبڑوں کو پھاڑ رہے ہیں جس سے خون جاری ہے۔ میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیتے تھے۔

(زواجر، ج۱، ص۱۰۹، ابن خزیمہ، ابن حبان)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم روزہ دار کو عطا فرمائے۔ شیطان کب چاہے گا کہ روزہ دار روزہ رکھ کر گناہوں سے پاک وصاف ہو جائے اور اپنے رب تعالیٰ کو راضی کر لے اور جنت کا حقدار بن جائے، اس لئے روزہ افطار کرتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ وقت سے پہلے افطار کرنا روزہ کو ضائع کر دیتا ہے اور یہ عذاب کا سبب بن سکتا ہے اور روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرنا بھی منع اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس لئے جب یقین کامل ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہے اور اب افطار کا وقت ہو گیا ہے تو روزہ افطار کرنا چاہئے۔

سحری کھانا سنت ہے: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے پیارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری برکت کی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ اس کو مت چھوڑنا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کسی کو سحری کھانے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے۔ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان شریف میں نبی اعظم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ سحری کھانے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ یہ برکت والا کھانا ہے۔ (نسائی، ج:۱، ص:۲۳۵)

سحری میں برکت ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے، رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

(بخاری، ج:۱، ص:۲۵۷، مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰، نسائی، ج:۱، ص:۲۳۳، ابن ماجہ، ص:۱۲۱)

سحری کھانے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی۔ ابن حبان، ج:۵، ص:۱۹۴)

سحری سے قوت ملتی ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سحری کھانے میں دن کے روزہ کے لئے قوت ملتی ہے اور (دوپہر

کے وقت تھوڑی دیر آرام) یعنی قیلولہ کرنے سے رات کی عبادت کے لئے قوت حاصل ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ، ص:۱۲۱، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۳۰، ابن خزیمہ، بیہقی)

سحری چاہے ایک گھونٹ پانی سے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ کیوں کہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔

(امام احمد، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۳۰)

تین شخصوں کے کھانے کا حساب نہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا جبکہ حلال کھایا ہو (ایک) روزہ دار اور (دوسرا) سحری کھانے والا اور (تیسرا) وہ مجاہد) یعنی سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(طبرانی کبیر، ج:۱۱، ص:۲۸۵)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق "سحری" ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَصْلُ مَابَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتٰبِ اَكْلَةُ السَّحْرِ ۔ ہمارے اور اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔ (مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰، ابوداؤد، نسائی، ج:۱، ص:۲۳۵، ترمذی، ابن خزیمہ)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے خاص فضل و کرم سے نوازا اور روزہ رکھنے کی توفیق عطا کی اور افطار کی نعمت سے مالا مال کیا اور افطار کے وقت ہم نے جو دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمائی اور سحری کی برکت و رحمت سے ہم غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سرفراز فرمایا۔ سحری بھی کھاؤ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود و رحمت کے حقدار بھی بن جاؤ، مگر سحری کھانے میں بھی احتیاط ضروری ہے سحری تاخیر سے کھانا سنت ہے مگر اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ سحری کا وقت ختم ہو جائے اس لئے احتیاط کے طور پر پانچ، دس منٹ پہلے سحری کر لینا چاہئے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

دوسرا جمعہ..............................دوسرا بیان

رمضان المبارک کا ادب واحترام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سب لوگ میرے منبر کے پاس جمع ہو جاؤ، ہم حاضر ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کے پہلے زینے پر چڑھے کہا آمین، دوسرے زینے پر چڑھے فرمایا آمین۔ تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا فرمایا آمین۔ جب منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم نے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایسی بات سنی ہے جو کبھی نہیں سنی۔ تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کی وہ شخص دور ہو جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس نے رمضان شریف پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ تو میں نے کہا آمین۔ اور جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ شخص دور جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ شخص مجھ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا آمین اور جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی وہ شخص دور ہو جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس شخص کے ماں، باپ، دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے تو میں نے کہا آمین۔ (حاکم، الترغیب والترہیب، ج:۲،:۹۲)

اے ایمان والو! وہ شخص کتنا بدنصیب ہے۔ جس کے حق میں رسولوں کے سردار، ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام دعاء ہلاکت وبربادی فرما رہے ہیں۔ لہٰذا! رمضان شریف کی قدر ومنزلت کر کے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی سے بچنا چاہئے اور جب اور جہاں بھی ذکر حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوتا ہو تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں کثرت سے درود وسلام پیش کرنا چاہئے تا کہ ہلاکت وبربادی سے محفوظ رہیں اور برکت وسلامتی سے مالا مال ہوں اور ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ہمیں ان کی خوب خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کر کے ہلاکت وبربادی سے بچ کر کے جنت کا حقدار ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق محبت وخدمت دے۔

ماہ رمضان کے ادب کا صلہ جنت ہے: ایک شخص بڑا بدکار اور گنہگار تھا۔ پورے سال بھر بدعملی اور گناہ کے کاموں میں مشغول رہتا تھا لیکن جب رمضان شریف کا برکت ورحمت والا مہینہ آتا تو خوب پاک وصاف کپڑے پہن کر پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا۔ اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو صرف رمضان شریف میں نمازیں پڑھتا ہے اور پاک وصاف نظر آتا ہے۔ اچھے کام کرتا ہے، ایسا کیوں کرتا ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ یہ مہینہ خیر وبرکت اور توبہ ومغفرت کا ہے۔ اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے رمضان شریف کے ادب واحترام اور اس ماہ میں اچھے عمل کے سبب بخش دے۔ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا، میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے رمضان شریف کے ادب وتعظیم کرنے کے سبب بخش دیا۔ (درۃ الناصحین)

رمضان شریف کے ادب سے ایمان ملا پھر جنت

شہر بخارہ میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا۔ ایک دن رمضان شریف میں مجوسی اپنے بیٹے کے ساتھ بازار گیا اس مجوسی کے بیٹے نے بازار سے کوئی چیز کھانے کی خریدی اور کھانے لگا، مجوسی باپ کو یہ دیکھ کر کہ میرا بیٹا رمضان شریف میں سر بازار مسلمانوں کے سامنے کچھ کھا رہا ہے۔ بیٹے کو ایک طمانچہ مارا اور ڈانٹنے لگا کہ شرم کرو اس لئے کہ رمضان کا مہینہ ہے اور مسلمانوں کا روزہ ہے۔ بیٹے نے جواب دیا ابا! آپ بھی تو رمضان میں کھاتے، پیتے ہیں تو مجوسی باپ نے کہا بیٹا! میں کھاتا ہوں مگر گھر کے اندر، مسلمانوں کے سامنے نہیں کھاتا اس ماہ مبارک کی بے ادبی نہیں کرتا ہوں۔ جب وہ مجوسی شخص وفات پا گیا تو کسی اللہ والے نے عالم خواب میں دیکھا کہ وہ شخص بڑے مزے سے جنت

میں گھوم رہا ہے۔ حیرت سے پوچھا کہ تو تو مجوسی تھا جنت میں کیسے آگیا، کہنے لگا کہ میں تو حقیقت میں مجوسی تھا لیکن جب موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے ادب وتعظیم کی برکت سے مجھے ایمان کی دولت سے نوازا اور اب جنت میں اعلیٰ مقام پر ہوں۔ (درۃ الناصحین)

اے ایمان والو! رمضان شریف عظمت وبرکت والا مہینہ ہے۔ سال بھر کا گنہگار اگر رمضان شریف میں پاک وصاف ہوکر توبہ استغفار کرکے روزہ رکھ لے اور نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھے تو اس شخص کا ٹھکانہ جنت ہے اور اگر مجوسی کافر شخص بھی رمضان کا ادب واحترام کرتا ہے تو ایمان کی دولت لازوال پاتا ہے اور مرنے کے بعد جنت اس کا مقام ہوتا ہے۔

الحمدللہ کروڑوں بار الحمدللہ ہم تو مومن مسلمان اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام ہیں۔ اگر ہم رمضان شریف کا ادب وتعظیم کریں، روزہ رکھیں، نمازیں پڑھیں اور پورے مومن اور مکمل مسلمان بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ہم کو کتنے انعام واکرام کی دولت ونعمت عطا فرمائے گا اور بے شک ہمارے لئے بھی جنت کو ٹھکانہ اور مکان بنائے گا۔

شریعت میں عقل کا دخل محرومی ہے

روزہ ایک عظیم عبادت ہے جس کے ادا کرنے میں بلاشبہ، بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ مسائل کی ناواقفی یا اپنی عقل کی مداخلت سے اس کو برباد کرلینا بڑی ہی محرومی اور بدنصیبی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھنے والے لوگ علماء اور اماموں سے مسئلہ معلوم کرتے رہا کریں تاکہ روزے میں کوئی خرابی نہ ہونے پائے۔

چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَکَلَ اَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (ابن ماجہ، ص:۱۲۰، مشکوٰۃ شریف)

یعنی جو شخص روزہ کی حالت میں بھول گیا اور اس نے کھا، پی لیا تو وہ شخص اپنا روزہ پورا کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

اے ایمان والو! بھول کر کھانے، پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے جماع کرلیا اور اس کو روزہ بالکل یاد نہیں تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت، ج۵)

نسیان: یعنی بھول جانا کہ کسی کو بالکل یاد ہی نہ رہا کہ اس کا روزہ ہے۔ جیسے کوئی سوکر اٹھا، پیاس لگی، پانی پی لیا یا بھوک لگی، کھانا کھالیا، یقیناً ایسا ہوسکتا ہے تو اس صورت میں میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے

مطابق روزہ نہیں ٹوٹتا، نہ قضا، نہ کفارہ، شام کو وقت پر افطار کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اپنے کرم سے تمہیں بھلا کر کھلایا اور پلایا بھی اور روزہ بھی قبول فرمالیا۔ کھانے، پینے کی مقدار مقرر نہیں چاہے کم کھایا، خوب پیٹ بھر کھالیا۔ خوب پانی پیا، چائے وغیرہ پی لی ایک ہی حکم ہے۔ (بہار شریعت، ح۵)

خطاء: یعنی غلطی، کہ روزہ تو یاد ہے لیکن غلطی سے روزہ توڑنے والا کوئی کام کرلیا، جیسے کلی کر رہا تھا کہ حلق میں پانی چلا گیا تو اس خطا یعنی غلطی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قضا کرنا پڑے گا کفارہ لازم ہوگا۔ (بہار شریعت، ج۵)

عمد: یعنی قصداً جان بوجھ کر روزہ توڑنے والا کوئی کام کرنا جیسے بہت بھوک اور پیاس لگی جان کر کھالیا اور پی لیا، جان کر بیوی سے صحبت کرلی تو قصداً روزے کو توڑ دینا، روزے کی سخت بے حرمتی ہے۔ لہٰذا روزہ قضا بھی کرنا ہوگا اور کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ اور توبہ بھی کرنا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس گناہ کی سزا کو معاف فرمادے۔ ایک روزہ توڑنے کا کفارہ ساٹھ روزے مسلسل رکھنا ہے کہ درمیان میں کسی دن کا روزہ نہ چھوٹنے پائے۔ چاہے فرض روزہ توڑا ہو یا نفل روزہ دونوں کا کفارہ ایک ہی ہے کیونکہ نفل روزہ شروع کر دینے کے بعد فرض ہو جاتا ہے کہ اس کا پورا کرنا فرض روزے کی طرح فرض ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص بڑھاپے، بیماری وغیرہ کی وجہ سے ساٹھ روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے اگر عورت پر کفارہ لازم ہے اور وہ ساٹھ روزے رکھ رہی ہے تو حیض کی وجہ سے جن دنوں کا ناغہ ہوگا اس میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت، ح۵)

ایک حدیث شریف کفارے سے متعلق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (صحابہ) اپنے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں موجود تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا۔ وہ شخص کہنے لگا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کیا تیرے پاس غلام ہے جسے آزاد کردے اس نے عرض کیا، نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے، عرض کرنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلا سکتا ہے، کہنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ٹھہرے رہے ہم سب (صحابہ) اسی طرح (بیٹھے) تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ وہ سوال

کرنے والا کہاں ہے اس نے عرض کیا، میں حاضر ہوں ۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کردو تو اس شخص نے عرض کیا کہ کیا میں یہ اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں ۔ خدا کی قسم مدینہ کے دونوں گوشوں، اس کا مطلب تھا دونوں حصوں کے درمیان (یعنی پورے مدینہ شریف میں) سب زیادہ محتاج میرے ہی گھر والے ہیں۔

فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ ○

(بخاری، ج:۱،ص:۱۵۹، مسلم، ج:۱،ص:۳۵۴)

پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے مبارک دانت چمکنے لگے، پھر فرمایا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔ (کفارہ ادا ہو جائے گا)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محتاج نہیں بلکہ مختار بنایا ہے کسی کے لئے ایک چیز حرام فرما دیں اور دوسرے کے لئے وہی چیز حلال فرما دیں یہ شان صرف ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو خود کے کفارے کی کھجوروں کو کھانے کی اجازت دیدی، حالانکہ مسئلہ یہی ہے کہ کوئی شخص اپنی زکوٰۃ و کفارہ کی چیزوں کو یا واجب صدقہ اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا لیکن اس شخص کو خود کے کفارہ کی کھجور کھانے کے لئے حلال فرمایا اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج نہیں بلکہ مختار بنایا ہے اور جس کے لئے جو حکم چاہوں صادر فرما دوں اور میری ہی اداؤں اور مرضی کا نام شریعت ہے اور اس شخص کے لئے کفارہ، روزہ توڑنے کی سزا کو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے رحمت ونعمت بنا دیا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ۔۔۔ یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا
واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا ۔۔۔ نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

درود شریف:

آداب روزہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں بے ہودہ اور بری بات کہنے سے باز نہ آئے اور بری باتوں پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(بخاری، ج:۱،ص:۲۵۵، ابوداؤد، ج:۱،ص:۳۲۲، ترمذی، نسائی)

رات بھر کا جاگنا بے کار گیا: ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں جنھوں نے بھوکا رہنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں، جنھوں نے رات جاگنے کے سوا کچھ بھی نہ پایا۔ (ابن ماجہ، ص:۱۲۱)

تین قسم کے لوگوں کا روزہ: ایک قسم عام لوگوں کے روزہ کی ہے جو پیٹ کو کھانے، پینے اور شرم گاہ کو جماع یعنی بیوی سے صحبت کرنے سے روکے رکھتے ہیں۔ دوسری قسم، خاص بندوں کا روزہ، جوان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضا کو گناہوں سے باز رکھتے ہیں۔ تیسری قسم، خاص نیک بندوں کا روزہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں اور سب سے جدا ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ح:۵، ص ۹۸)

اے ایمان والو! حدیث مبارکہ یعنی ہمارے آقا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کا مطلب و مقصود صاف، صاف ظاہر ہے کہ بہت سے مسلمان روزہ رکھتے ہیں اور ان کا فرض ادا بھی ہو جاتا ہے کہ بظاہر وہ روزہ توڑنے والا کوئی کام نہیں کرتے، لیکن جو تقویٰ اور بلند درجہ روزے سے نصیب ہونا چاہئے اور تراویح ادا کرنے سے جو فرحت و خوشی ملنا چاہئے، اس سے وہ محروم رہتے ہیں کیونکہ وہ روزے کی حالت میں بھی اپنی بے ہودہ عادت کے مطابق، جھوٹ، مکر، بہتان اور غیبت وغیرہ برے کاموں سے باز نہیں آتے، وہ تجارت کرتے ہیں تو دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے، ملازمت کرتے ہیں، تو سستی سے باز نہیں آتے، لوگوں پر ظلم کرنے دوسروں کا حق مارنے، رشوت لینے سود سے پیسہ کمانے کی ناجائز و حرام حرکتوں کو نہیں چھوڑتے۔ رمضان کے ایک مہینہ کا روزہ تو مسلمان کو بہت بلند کر سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روزہ مسلمان کی مادی اور روحانی بلندی کا ذریعہ ہے لیکن افسوس کہ ہم اس کو ایک رسم سمجھ کر اختیار کرتے ہیں وہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار نہیں کرتے جس سے روزہ کا پورا فائدہ نصیب ہو، یاد رکھئے اللہ تعالیٰ نے ہماری فلاح و کامیابی کے لئے ہمیں روزہ جیسی عبادت عطا کی ہے۔

روزہ میں دو دشواریاں تھیں: روزے ماہ شعبان ۲ھ میں پیر کے دن فرض ہوئے، شروع میں روزہ کی عبادت کچھ زیادہ سخت تھی کہ دن کی طرح رات کو بھی مرد و عورت کا ملنا، صحبت کرنا حرام تھا اس طرح پورے مہینہ روزہ رکھنا پڑتا تھا، کھانے، پینے کا وقت بھی بہت کم تھا کہ افطار سے عشاء کی نماز تک کھا پی سکتے تھے، عشاء کے بعد سونے کے ساتھ ہی روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان دونوں دشواریوں کو ختم کر دیا۔

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کی ایک رات میں اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کر لیا آپ نے غسل کیا اور احساس گناہ سے رونے اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ پھر آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

میں آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں معذرت پیش کرتا ہوں، آج مجھ سے بڑی غلطی ہوئی، میں اپنی بیوی کے پاس پہونچا تو ایک ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ میں اپنے نفس کے فریب میں مبتلا ہو گیا اور اپنی بیوی سے صحبت کرلیا، تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال سن کر کچھ دوسرے صحابہ بھی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی ایسی غلطی کا اعتراف کیا۔ (روح البیان)

چند صحابہ کی غلطی پوری امت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا ذریعہ بن گئی

وحی نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے روزے کی ایک سختی ختم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (پ۲، ع۷)

ترجمہ: روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا، وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ (کنزالایمان)

دوسری دشواری بھی ختم: حضرت صرمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر محنت ومزدوری کیا کرتے تھے ایک رات افطار کے بعد بیوی سے کھانا مانگا وہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں یہ تھکے ہارے کھانے کا انتظار کرتے، کرتے سوگئے، بیوی نے بیدار کیا اور کھانا پیش کیا تو فرمایا اب تو روزہ شروع ہو چکا ہے، یہ کھانا میں کیسے کھا سکتا ہوں، ایسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا۔ صبح ہوئی تو محنت ومزدوری کے لئے چلے گئے۔ دوپہر تک تو کام کرتے رہے اور کمزوری بڑھتی گئی اور آخر کار بے ہوش ہو کر گر پڑے، حضرت صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حالت پر اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور ان کے صدقہ میں امت سے روزے کی یہ دوسری سختی بھی ختم ہوگئی۔ وحی نازل ہوئی، سونے نہ سونے کی پابندی ختم کردی گئی ہے۔ کھانے، پینے کا وقت بڑھا کر صبح صادق تک کردیا گیا۔ (خزائن العرفان)

لہٰذا! اب دوسری عبادتوں کی طرح روزہ مکمل ہے چودہ سو برس سے اسی طرح ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔ اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ساتھ روزوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

روزہ سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (بخاری، ج:۱،ص:۲۵۴، مسلم، ج:۱،ص:۳۶۳)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزا میں خود دوں گا۔

اور! کچھ محدثین کرام نے اس حدیث قدسی کو اس طرح بھی پڑھا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزا میں خود ہوں (تفسیر نعیمی)

اے ایمان والو! روزہ وہ عبادت ہے کہ روزہ دار بندہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے گویا نماز، حج، زکوۃ، صدقہ وخیرات وغیرہ تمام نیک اعمال سے جنت ملتی ہے مگر روزہ وہ عبادت ہے جس سے جنت کا خالق و مالک خود اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔

نورانی واقعہ: حضرت محمود غزنوی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ ایک بازار لگائی اور اس میں دنیا کے ہر قسم کے ساز و سامان رکھ دیئے گئے جس میں ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی اچھی سواریاں سب موجود تھیں اور ارکان دولت کو حکم ہوا کہ جس کی مرضی میں جو آئے اسے وہ لے لے۔ جس چیز پر جو شخص ہاتھ رکھ دے گا وہ چیز اس کی ہو جائیگی۔ جس کو جیسا پسند آیا اس نے اسی چیز پر ہاتھ رکھ دیا۔ کسی کو گھوڑا پسند تھا اس نے گھوڑا لیا، کسی کو ہیرے جواہرات پسند تھے اس نے وہ لیے، کسی کو سونا چاندی پسند تھا اس نے سونا چاندی پر ہاتھ رکھا۔

مگر حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بادشاہ کے خاص وزیر تھے۔ انہوں نے ہیرے جواہرات بھی دیکھے، اونٹ، گھوڑے بھی دیکھے۔ سونا چاندی پر بھی نظر کیا مگر آگے بڑھتے گئے سب سے دامن بچایا اور بادشاہ کے قریب پہونچ کر بادشاہ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ بادشاہ نے پوچھا ایاز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔ کیا بات ہے تم نے بازار کی کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی جس شخص کو جو چاہئے تھا اس نے اس پر ہاتھ رکھ دیا اور مجھے بادشاہ چاہئے تھا اس لئے میں نے بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیا ہے تاکہ مجھے بادشاہ سلامت مل جائیں اور جب بادشاہ سلامت میرے ہو جائیں گے تو ہیرے، جواہرات، اونٹ، گھوڑے، سونا، چاندی حتیٰ کہ بازار کی ساری دولت میری ہو جائیگی۔ اس لئے میں نے بازار کے مالک پر اپنا ہاتھ رکھ دیا ہے۔

اے غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اچھی طرح جان لو کہ روزہ وہ نیک عمل ہے جس کے ذریعہ روزہ دار مومن بندہ کو خود اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ملے تو سب کچھ ملا

حدیث شریف: صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک مرتبہ وضو کرایا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔

سَلْ رَبِیْعَۃُ۔ اے ربیعہ! مانگ کیا چاہتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کیا شان ہے ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی۔ فرماتے ہیں جو چاہو مانگو میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے تم کو عطا کر دوں گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری نعمت و دولت کے خزانوں کا مالک بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اور حضرت ربیعہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمان اختیار سن کر یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ سے کیا مانگوں آپ کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔ آپ تو محتاج ہیں معاذ اللہ تعالیٰ مجھے مانگنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ سے مانگ لوں گا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں مومن اور منافق میں فرق ہو جاتا ہے۔ منافق، بے ایمان یہی کہتے اور لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں وہ تو محتاج و مجبور ہیں۔ ان سے مانگنا بدعت و شرک ہے جیسا کہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی گمراہ کن کتاب تقویۃ الایمان، ص ۸۹، میں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عقیدہ اور ان کے ماننے والے! ایمان والے ہم سنی مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام نعمت و دولت کا مالک بنایا ہے جبھی تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد عرض کرتے ہیں۔ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ

یعنی اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے جنت میں آپ کی رفاقت چاہئے یعنی میں اسی جنت میں رہوں جس جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رہیں گے۔

ہمارے حضور نور علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ جنت جو میرے لئے اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے وہ تمام جنتوں سے اعلیٰ ہے۔ اسے میں کیسے دے سکتا ہوں اس

جنت کے دینے کا مجھے اختیار حاصل نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے آقا احمد مختار مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَ غَیْرَ ذٰلِکَ ؟یعنی اے ربیعہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے جو مانگا ہے وہ جنت تو تم کو میں نے دیا اس کے علاوہ جو چاہو مجھ سے مانگ لو؟ گویا حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرر ہے تھے۔

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، بس صرف یہی چاہئے (یعنی اے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جنت الفردوس میں آپ کے ساتھ رہنا نصیب ہو جائے۔ اوراس سے بڑی کوئی دولت ہی نہیں ہے، جس کو میں مانگوں۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

اور جب حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک جنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت مانگ کر اور پھر اپنے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت ملنے کی بشارت سن کر مزید کسی حاجت سے انکار کر کے گویا یہ اعلان کرر ہے تھے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ یعنی اے ربیعہ! جنت تو تم کو مل گئی اس کے شکریہ میں تم خوب سجدہ کیا کرو اور کثرت سے نماز نفل پڑھا کرو؟

(مشکوٰۃ شریف، مسلم، ج:۱،ص:۱۹۳، ابوداؤد، ج:۱،ص:۱۸۷)

اے ایمان والو! یہ مہینہ تو گھر گھر رحمت بانٹتا اور برکتیں تقسیم کرتا آیا ہے اب کوئی رمضان کی عظمت ہی کا احساس نہ کرے تو اس مہینہ کا کیا قصور ہے، جس طرح انسان کو جسم کا میل صاف کرنے کے لئے غسل کرنا پڑتا ہے، اپنے کپڑوں کو صاف کرنے کے لئے انہیں دھونا پڑتا ہے اسی طرح اس ماہ مبارک کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھنا، تراویح پڑھنا، تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔ جو اتنی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکے اسے رمضان کی رحمتوں سے امید رکھنے کا کیا حق پہونچتا ہے۔

اے غوث وخواجہ ورضا کے غلامو! ایک طرف تو رمضان کی برکتوں کا بھرا بادل ہم پر سایہ کئے ہوئے

ہے۔ دوسری طرف ہمارے دن رات تکلیفوں اور مصیبتوں سے بھرے نظر آ رہے ہیں۔ مدتوں سے کان ترس گئے کہ دنیا کے کسی گوشے سے تو امن وسکون کی خبر سنائی دے۔ لیکن مایوسی ہی مایوسی ہے کون سی قوم ہے جس کو پرسکون زندگی میسر ہے، کون سا ملک ہے جہاں انسانوں کی عزت وآبرو محفوظ ہے۔ آخر کہاں جائیں اور کیا کریں کہ پرسکون زندگی میسر آئے، تو میں دعوت دیتا ہوں دنیا کے انسانوں کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو، کہ مادی سہاروں کو چھوڑ کر اسلام کا سہارا لے لو، یہ تمہیں اسی طرح پرسکون زندگی مہیا کر دے گا جس طرح چودہ سو برس پہلے تباہ حال انسانوں کو نواز چکا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے سچے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سچے غلام بن کر دیکھو؟ تو تمہیں نظر آئے گا کہ رمضان کا برکتوں بھرا بادل ہم پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یہی موقعہ ہے اسلام کا پٹا گردن میں ڈال لینے کا اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن پکڑ لینے کا، گناہوں سے توبہ کرنے کا، تراویح اس طرح پڑھو کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر آنکھوں سے آنسو ٹپکیں۔ سحری ایسے کھاؤ کہ ہر نوالے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جھولیاں بھری محسوس ہوں۔ یقین کیجئے اگر ہم نے اس حال میں ایک مہینہ رمضان شریف کا گزار لیا تو اس کی برکتیں ہمیں ایسی نصیب ہوں گی کہ پھر کوئی تڑپ اور کوئی اضطراب باقی نہ رہے گا۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

تیسرا جمعہ...پہلا بیان

غزوۂ بدر کا بیان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج (پ۴،ع۴)

ترجمہ: اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی، جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تیرے قدموں پہ سر ہو، اور تارزندگی ٹوٹے

یہی انجام الفت ہے یہی مرنے کا حاصل ہے

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

اے ایمان والو! رمضان شریف کی سترہ تاریخ اور دن، اسلام کی تاریخ کا افضل ترین دن اور تاریخ ہے۔ اس تاریخ میں جو واقعہ پیش آیا اس کی اہمیت وافادیت کا تقاضہ ہے کہ ہر سال اس ماہ مبارک میں اس کو ضرور بیان کیا جائے اور سنا جائے یعنی غزوۂ بدر، جو روزے کی فرضیت کے بعد اسی سال رمضان شریف کی سترہ تاریخ ۲ھ جمعہ کے دن پیش آیا۔

بدر ایک کنواں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ کنواں بہت مشہور تھا۔ اس لئے اس کے آس پاس کی آبادی، دیہات کو بھی بدر کہا جاتا ہے یہ دیہات (یعنی گاؤں) اب بھی موجود ہے اور

وہ میدان بھی ہے جہاں غزوۂ بدر ہوا تھا۔ خوش عقیدہ مسلمان مکہ شریف سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے یا مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے بدر میں بھی حاضر ہوتے ہیں کہ یہ باعث ثواب ہے اور اس امت پر ان شہدائے بدر کا عظیم احسان ہے جنہوں اسلام کی حفاظت وبقا کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو آپ حضرات بھی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حاضری کے ساتھ بدر میں بھی حاضری دیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد: اے ایمان والو! خطبہ کے بعد میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کا ذکر فرمایا ہے گویا قرآن شریف یہ بتانا چاہتا ہے کہ کسی بھی میدان میں فتح وکامیابی کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ مسلمانوں کی اپنی ظاہری اور مادی طاقت وقوت نہیں ہے۔ دیکھئے میدان بدر میں، مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے تھے تو بڑے کمزور تھے، ہر ظاہری اعتبار سے کمزور تھے۔ تعداد میں صرف تین سو تیرہ تھے اور دشمن کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ مسلمانوں کے پاس سواری کے لئے صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے، چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں جبکہ دشمن کے پاس سو گھوڑے، سات سو اونٹ بکثرت زرہ اور دوسرے ہتھیار موجود تھے اور کھانے کا معقول انتظام تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں کمزور مسلمانوں پر کرم فرمایا اور ان کی مدد کی تاکہ قیامت تک مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کامیابی وکامرانی اللہ تعالیٰ کی مدد سے نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کس طرح ہوئی

قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔

وَاِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ (پ۱۰،ع۱)

ترجمہ: اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا۔ (کنزالایمان)

پہلی مدد: اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں کو کافروں کی تعداد میدان جنگ میں کم نظر آنے لگی۔ تاکہ مسلمان دشمن کی کثرت دیکھ کر گھبرائیں نہیں اور قرآن مقدس فرماتا ہے۔ یَرَوْنَھُمْ مِّثْلَیْھِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ط (پ۳،ع۱۰)

ترجمہ: انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں۔ (کنزالایمان)

دوسری مدد: اس طرح ہوئی کہ جنگ کے دوران کافروں کو مسلمانوں کی تعداد دوگنی نظر آتی تھی جس کی وجہ سے کافروں پر مسلمانوں کا ڈر اور خوف طاری ہو گیا تھا اور کافروں کی ہمت پست ہو گئی۔

اور پھر قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ (پ۹،ع۱۵)

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔ تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ (کنزالایمان)

تیسری مدد: اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں مسلمانوں کی تیسری مدد اس طرح کی کہ ایک ہزار فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا گیا۔

جنگ بدر میں صحابہ کرام کی جانثاری

کفار و مشرکین کا ایک ہزار لشکر جرار سیلاب کی طرح بڑھتا چلا آرہا تھا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نازک وقت میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کر کے جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان فرمایا تو صرف تین سو تیرہ نہتھے اور بے سروسامان مجاہدین اسلام نے جس جذبۂ شہادت اور خلوص و وفا کے ساتھ اس حق و باطل کی جنگ میں اللہ تعالیٰ اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر لڑے ہیں۔ یقیناً آفتاب و ماہتاب نے روئے زمین پر ایسی جاں بازی و سرفروشی کا منظر نہ دیکھا ہوگا۔ جس بے سروسامانی کے عالم میں غزوۂ بدر کی تیاری ہوئی۔ تو ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جنگ کے سلسلے میں مشورہ کیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جس طرح آپ حکم دیں ہم تیار ہیں۔ ہم اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیں گے۔ ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کا یہ جذبہ دیکھا تو خوش ہو کر ان کے حق میں دعاء فرمائی۔ میدان بدر میں جب حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا تو مسلمانوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم پر جانثاری، بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو میدان بدر کی زمین کبھی بھی بھول نہ پائے گی۔

فضائے بدر کو ایک آپ بیتی یاد ہے اب تک
یہ وادی نعرۂ توحید سے آباد ہے اب تک

مہ وانجم پہ اس مٹی کے ذرے مسکراتے ہیں
زبان حال سے ماضی کے افسانے سناتے ہیں

انصار و مہاجرین! تمام صحابہ کرام نے اسلام پر فدا ہونے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے جان کی قربانی کا وعدہ کیا۔ گویا غلامان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ رہے تھے۔

نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو غرق کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

ہمارا مرنا، جینا آپ کے احکام پر ہوگا
کسی میدان میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا

درود شریف:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں

جنگ کی رات سب سوتے رہے لیکن کائنات کے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اسلام کے ان سپاہیوں کے لئے فتح و کامرانی کی دعاء کرتے رہے، صبح ہوئی تو مسلمانوں کی صفوں کو درست کیا۔ جنگ کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور عرض کی۔ اے اللہ تعالیٰ اب تیری اس مدد کا وقت آگیا ہے۔ جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ الْیَوْمَ لَاتُعْبَدْ۔ (بخاری، مسلم شریف، ج:۲، ص:۹۳، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۵۳۱)

یعنی اے اللہ تعالیٰ اگر مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک ہوجانے دیا تو پھر تیری بھی عبادت نہ کی جائے گی (یعنی پھر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا)

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رب تعالیٰ کے حکم سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا گھبراؤ نہیں آگے بڑھو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کا لشکر تمہاری مدد کے لئے آرہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ جب جنگ پورے زور پر آئی تو ان فرشتوں نے اپنا کام پورا کیا کہ تلوار لگنے سے پہلے سر کٹتے نظر آرہے تھے کچھ کافروں کے منہ اور ناک پر کوڑوں کے نشان نظر آرہے تھے اور یہی فرشتوں کو خدا کا حکم تھا۔

غور کیجئے! کیسی زبردست مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کہ دشمن پر مار پڑ رہی ہے اور مارنے والا نظر نہیں آتا، اسی طرح وہ قوت و قدرت والا اپنے مومن بندوں کی مدد کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (پ۳،ع۱۰)

ترجمہ: اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز: جنگ بدر میں ایک آواز آرہی تھی اَقْدِمْ هَيْزُوْمُ. اَقْدِمْ هَيْزُوْمُ۔ (مسلم، ج:۲، ص:۹۳، مشکوۃ المصابیح، ص:۵۳۱)

ہیزوم آگے بڑھو۔ ہیزوم آگے بڑھو۔ صحابہ کہتے ہیں ہم حیران تھے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کو کہہ رہے ہیں کہ آگے بڑھو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم کتنے مرتبہ کسی کافر کو قتل کرنا چاہتے تو وہ پہلے ہی قتل ہو جاتا۔ ہم سمجھ جاتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔

کفر و اسلام: حق و باطل کی اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ ہے جس میں مسلمان بے سروسامان اور لشکر کے مجاہدین کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس قلیل جماعت کو تین گنا زیادہ کافروں کے لشکر پر شاندار فتح عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا اعلان: كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (پ۲،ع۱۷)

ترجمہ: بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔ (کنزالایمان)

ابو جہل کا انجام: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں میدان بدر میں کھڑا تھا کہ انصار کے دو چھوٹے کم عمر لڑکے میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے چچا جان! ابو جہل کون ہے؟ اور وہ کہاں ہے؟ یہ دونوں بچے معاذ بن عمرو اور معوذ بن عفراء تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں بچوں سے کہا کہ تم دونوں ابو جہل کا پتہ کیوں پوچھتے ہو؟ تو ان دونوں بچوں نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ ابو جہل لعین، بدبخت ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ گویا وہ بچے کہہ رہے تھے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ابو جہل لعین، گالیاں دیتا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کرلیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ اس کو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پر اپنی جانیں قربان دیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان بچوں سے کہا کہ ابو جہل کوئی معمولی آدمی نہیں ہے وہ کافروں کے لشکر کا سردار ہے اس کو قتل کرنا آسان نہیں ہے اس کے اردگرد فوج کا دستہ حفاظت کر رہا ہے اس لئے۔ حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

بچے بولے۔ چچا جان! یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جہل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بچو! وہ ہے ابو جہل جو لشکر کے بیچ گھوڑے پر سوار ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے انگلی کا اشارہ کیا، میری نگاہ وہاں پہونچی تو میں نے دیکھا کہ وہ دونوں بچے ابو جہل کے گھوڑے کے پاس موجود تھے۔ بچے چھوٹے تھے اس لئے ان کا ہاتھ ابو جہل تک پہونچنا مشکل تھا اس لئے بچوں نے سب سے پہلے اپنی تلواروں کا وار گھوڑے کی ٹانگ پر کیا اور گھوڑا اچلاتا ہوا زمین پر گرا اور ابو جہل گھوڑے سے زمین پر آیا، دونوں بچوں نے بڑی تیزی سے اپنی ننھی منھی تلواروں سے ابو جہل کے سر پر حملہ کر دیا جس سے ابو جہل خاک وخون میں تڑپنے لگا اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ (پ۲،ع۳)

اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ابو جہل کا لڑکا عکرمہ نے وار کیا جس سے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا جس سے جنگ کرنے میں دشواری ہو رہی تھی تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار دوسری ہاتھ میں لے لی اور جنگ کرتے رہے۔ اللہ، اللہ کیا جذبہ تھا، لٹکتا ہوا بازو رکاوٹ بن رہا تھا، پاؤں کے نیچے رکھا اور توڑ کر پھینک دیا۔ اس ننھے مجاہد کی اس ادا کو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت معاذ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس پر لگا دیا تو کٹا ہوا بازو کندھے کے ساتھ پھر جڑ گیا۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۵۵)

تھوڑی دیر بعد حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ان دو ننھے عاشقوں اور مجاہدوں یعنی حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہمیشہ ہمیش کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ان کے وسیلے سے پوری امت پر اور خاص کر اس پورے مجمع پر رحمتوں، غفران کی بارش فرمائے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۵۵، بحوالہ بخاری و مسلم)

بدر میں ابو جہل اس جگہ پر مرا ملے گا

ہمارے پیارے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں جنگ سے پہلے اس جگہ کا معائنہ کرنے کے لئے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے کہ جنگ کی تیاری مکمل کرلی جائے۔ بدر کے میدان میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ سے پہلے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کل جب جنگ ہوگی تو میری امت کا فرعون ابو جہل اس جگہ مرا ملے گا اور امیہ ابن خلف اس جگہ مرا پڑا ہوگا اسی طرح بہت سے کافروں کے سرداروں کے بارے میں فرمایا کہ فلاں اس جگہ پر فلاں اس جگہ پر مرا پڑا ہوگا ایک دن پہلے ہی ان کے موت کی خبر دی۔ ''هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ'' غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ''هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ'' غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (مسلم شریف، ج:۲،ص:۱۰۲، مشکوۃ المصابیح،ص:۵۳۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا وہ (کفار)۔ حدود سے ذرا آگے پیچھے نہ تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں نشاندہی فرمائی تھی۔ (سیرۃ الرسول بحوالہ مسلم، نسائی، امام احمد)

اے ایمان والو! جنگیں دنیا میں بیشمار ہوئی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر کسی بادشاہ یا لشکر کے سپہ سالار نے جنگ سے پہلے کامیابی و کامرانی کی بشارت نہیں دی نہ یہ بتا سکا کہ فلاں دشمن اس جگہ پر قتل کیا ہوا مرا ملے گا۔

یہ شان صرف اور صرف ہمارے پیارے رسول، قائد عالم، سردار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے کہ جنگ بعد میں یعنی کل ہوگی اور فتح و ظفر، کامیابی و کامرانی کا مژدہ پہلے سنادی اور کون سا دشمن کس جگہ مرا پڑا ہوگا جنگ سے پہلے بتادیا۔ بعض بزرگوں کی کتابوں میں اس طرح کی بھی روایت ملتی ہے جب ابو جہل کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں تشریف لائے اور میدان کا جائزہ لیا اور ایک لکیر کھینچی اور کہا کہ کل جب جنگ ہوگی تو ابو جہل مارا جائے گا اور اس کی لاش اس لکیر پر پڑی ہوگی تو امت کا فرعون ابو جہل گھبرایا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کل میری موت کا دن ہے، اب مجھے مرنے اور قتل ہونے سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔ اس لئے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ سے جو بات میں نے سُنی ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوئی بلکہ وہ بات پوری ہو کے رہتی ہے سچ کہا گیا۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ یعنی حق وہی ہے جس کی سچائی کی دشمن بھی گواہی دے اور جب ابو جہل خاک و خون میں تڑپ رہا تھا زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا، ارد، گرد اس کے ساتھیوں کی جماعت

کھڑی ہے۔ اس نے مرتے مرتے سوال کیا کہ دیکھو تو کہ میرا جسم اس لکیر پر تو نہیں ہے جو لکیر محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھینچی تھی جب ساتھیوں نے غور کیا اور دیکھا تو یقیناً ابو جہل کا دھڑ اسی لکیر پر تھا تو ابو جہل کہنے لگا کہ میرا دھڑ کھینچ کر یا اٹھا کر اس لکیر سے دور کردو تا کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک بات تو جھوٹی ہو جائے۔ مر رہا ہے۔ خاک و خون میں تڑپ رہا ہے مگر عداوت و نفرت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اس لعین کے ساتھی اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ اِدھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ملک الموت (علیہ السلام) سنو ابو جہل بد بخت جھوٹا ہے اور میرا پیارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سچا ہے۔ دیری نہ کرو، روح قبض کرلو۔ ملک الموت (علیہ السلام) نے روح نکالی۔ ظالم ابو جہل کا جسم ناری ٹھنڈا ہو گیا اور اسی لکیر پر لاش پڑی تھی جو لکیر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھینچی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کی شان و شوکت کا عالم یہ ہے کہ جو آپ حضرات نے ملاحظہ کیا مگر ماننے اور قبول کرنے کے لئے ایمان کا ہونا شرط ہے۔ خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونا ضروری اور لازمی ہے اسی لئے تو وہابی، دیوبندی، تبلیغی کو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور ہم سنی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غیب داں مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔

عاشقِ مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

میدان بدر میں عشق سے لبریز واقعہ

ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ کے لئے صفیں سیدھی فرما رہے تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق حضرت سواد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہونچے ان کا پیٹ کچھ بڑا تھا جو صف سے باہر نکل رہا تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے پیٹ پر اپنی چھڑی لگاتے ہوئے فرمایا اِسْتَوِ یَا سَوَادُ اے سواد! سیدھے کھڑے ہو جا۔ بس حضرت سواد نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے میرے پیٹ پر جو لکڑی ماری ہے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حیرت میں پڑ گئے کہ اس مشکل گھڑی میں سواد کو کیا ہو گیا ہے اور ہمارے نبی، عادل ورحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سنتے ہی اپنا کپڑا اٹھاتے ہوئے فرمایا۔ اے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو میرا پیٹ حاضر ہے تم اپنا بدلہ لے لو، اسی چھڑی سے مارلو جس سے تمہیں تکلیف پہونچی ہے۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک پیٹ کو چوما اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک سے چمٹ گئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے سواد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ کیا ہے؟ تم تو اپنا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس وقت میں میدان جنگ میں ہوں کیا پتہ موت کا وقت آجائے اور میں شہید ہو جاؤں پس میرے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ میرا جسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک جسم کے ساتھ مس ہو جائے یعنی چھو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقعہ نصیب فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ اب میرے جسم پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی پس جو میرا مقصد تھا وہ پورا ہو گیا میں اپنا بدلہ معاف کرتا ہوں۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۴)

اے ایمان والو! یہ تھا حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایمان اور ان کا عشق جو آپ حضرات نے سن لیا، یعنی جو جسم آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک جسم سے چھو جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ مگر میں آپ حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک کا پیرہن شریف یا موئے مبارک کی برکت ورحمت کے حصول کے لئے مومن خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونا لازم وضروری ہے یعنی ایسا مسلمان ہو جس میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق کی حرارت موجود ہو۔ اسی لئے عاشق صادق سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بدر میں

جو کافر گرفتار ہوئے وہ بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پیش کئے گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا۔ کسی کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جو

کافر جس کا رشتہ دار ہے وہی اس کو قتل کرے اور کسی نے یہ مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ مشورہ زیادہ پسند آیا کہ قتل نہ کیا جائے بلکہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ انہیں گرفتار ہونے والوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت عباس بھی تھے۔

علم غیب دیکھا اور حضرت عباس ایمان لے آئے

حضرت عباس سے بھی کہا گیا کہ اگر آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم فدیہ ادا کیجئے اور آزاد ہو جایئے۔ حضرت عباس نے کہا کہ میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کر سکوں۔

ہمارے آقا غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر فرمایا، چچا عباس فدیہ دو اور رہا ہو جاؤ مگر حضرت عباس نے پھر دوسری مرتبہ بھی یہی کہا کہ میرے پاس اس قدر رقم نہیں ہے جو میں فدیہ ادا کر سکوں تو تیسری مرتبہ ہمارے سرکار غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ چچا جان آپ مکہ جا کر فدیہ کی رقم بھیج دیجئے گا۔ آپ کو آزادی کا پروانہ دیدیتا ہوں تو حضرت عباس بولے میرے گھر مکہ میں بھی کوئی رقم نہیں ہے۔ تو ہمارے حضور غیب کی خبر دینے والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو آتے وقت آپ نے اپنی بیوی (یعنی میری چچی) ام الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کیا تھا اور آپ نے اپنی بیوی (یعنی میری چچی) ام الفضل سے کہا تھا کہ میں سلامت آگیا تو ٹھیک ہے ورنہ اگر جنگ میں قتل کر دیا گیا تو یہ مال میرے بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کے حوالہ کر دینا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غیب کی بات کو سن کر حضرت عباس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ کہنے لگے کہ آج میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور جو نبی ہوتا ہے وہ غیب کا علم رکھتا ہے ورنہ مال کو زمین میں دفن کرنے کا معاملہ میرے اور میری بیوی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ مدینے میں ہیں اور مکہ میں میرے گھر کی بات بتا رہے ہیں جو ایک راز تھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۶)

علم غیب کے سبب ایمان لائے:۔ جنگ بدر میں جب نوفل کو قید کیا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نوفل سے فرمایا فدیہ دو اور رہائی حاصل کرو۔ تو نوفل نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں فدیہ کس سے ادا کروں گا تو ہمارے غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جدہ میں جو تم نے نیزے رکھے ہیں وہ فدیہ کے طور پر دیدو ہم تمہیں آزاد کر دیتے ہیں۔ نوفل غیب کی بات کو سن کر حیرت

میں پڑ گیا اور کہنے لگا جدہ میں میرے پاس ایک ہزار نیزے رکھے ہوئے ہیں مگر اس راز کا علم میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ گویا نوفل کہہ رہے تھے کہ جو مدینہ میں رہ کر جدہ کی خبر رکھے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور برحق رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۶)

اے ایمان والو! جنگ بدر کا واقعہ آپ حضرات نے سن لیا کہ حضرت عباس ایمان لائے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب دیکھ کر نوفل مسلمان ہوئے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب دیکھ کر اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو ایمان والا اور مسلمان کہتے اور کہلواتے ہیں اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اب آپ حضرات ہی بتائیں کیا ایسے لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ لہٰذا ہمیں ایسے بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنا ہے تا کہ ہمارا ایمان محفوظ رہے۔

قبر والے کافر بھی سنتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب جنگ میں فتح ہو جاتی تو تین دن میدان جنگ میں ٹھہرتے۔ میدان بدر میں بھی فتح کے بعد تین دن تک قیام فرما رہے تین دن کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ میدان بدر سے روانہ ہوئے رات کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کنویں کے پاس تشریف لائے جس میں کفار قریش کی لاشیں ڈالی گئی تھیں، کنویں کے پاس کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اے ابوجہل! اے امیہ بن خلف! اے عقبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتے تو آج خوش ہوتے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا تھا **فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَاوَعَدَنِیْ رَبِّیْ حَقًّا** ۔ پس بیشک جو وعدہ میرے رب تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا میں نے سچا پایا۔ (سیرۃ الرسول، بحوالہ، مسند امام احمد، ص ۳۶۴)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! انہیں مرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آج ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ مردہ جسم کیسے گفتگو کر سکتے ہیں تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ **مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ** (مسند امام احمد، ص ۳۶۴)

یعنی میں جو کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

اے ایمان والو! اس حدیث مبارکہ سے صاف صاف ظاہر و باہر ہو گیا کہ مرنے اور قتل ہونے کے بعد کافر بھی سنتے ہیں، جبھی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر میں قتل ہونے والے کفار قریش کی لاشوں سے خطاب فرمایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر فرمایا، اے عمر! تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں مجھے بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ جب مرے ہوئے کافر سے بات کی جائے تو وہ سنتے ہیں تو وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرا ہو یا شہید ہوا ہو، یا وہ اللہ کا ولی جو اللہ تعالیٰ کی دوستی کے ساتھ دنیا سے گیا ہو اگر اس کی خدمت میں عرض و معروض کیا جائے تو یقیناً وہ اپنی قبر میں فریادی کی فریاد سنتے ہیں اور پھر ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔

اسی لئے تو عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفےٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

دورو نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

شہدائے بدر: جنگ بدر میں تین سو تیرہ مجاہدین اسلام میں سے صرف چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

جنگ بدر میں کتنے کافر قتل ہوئے

جنگ بدر میں تقریباً ایک ہزار کی تعداد تھی لشکر کفار کی۔ جس میں کافروں کے ستر آدمی قتل ہوئے۔ جن میں اکثر کافروں کے سردار تھے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۲۹۷)

حضرات! افسوس یہ مسجدوں کے نمازی اور میدان جنگ کے غازی دنیا سے چلے گئے۔

آہ اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

کتنے افسوس کی بات ہے جو ہمارے برے اعمال و کردار نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے۔ نہ آج رات کے عابد رہے اور نہ دن کے غازی رہے۔ نہ وہ نماز رہی نہ وہ سجدہ رہا، نہ وہ دعائیں رہیں، جو باب اجابت میں پہونچ کر

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہماری جانب متوجہ کرتیں اور نہ وہ اسلام کے سچے غازی رہے جن کا ذوق شہادت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو راضی کر کے اسلام کی جڑوں کو کمزور ہونے سے بچا کر مضبوط و مستحکم کرتا۔

ایک طرف تیغ بکف ایک طرف سر بہ سجود
پھر ضرورت ہے انہیں بے سروسامانوں کی

حضرات! جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک قسم جہاد کفار ہے جو آپ حضرات سن چکے۔ دوسری قسم جہاد نفس ہے۔ نفس سے جہاد کی حقیقت کے بارے میں عرض کر رہا ہوں آپ حضرات غور سے سنئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

نفس سے جہاد:۔ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ. (مشکوٰۃ، ص ۳۳۴)

یعنی سچا اور کامل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (مشکوٰۃ، ص ۳۳۴)

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔

اے ایمان والو! آپ حضرات نے سن لیا کہ جنگ کے میدان میں تیر و تلوار سے دشمن سے لڑنا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جہاد اصغر یعنی چھوٹا جہاد فرمایا اور نفس سے جہاد کو جہاد اکبر یعنی بڑا جہاد فرمایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھنا، اور ہمیشہ اس کے خلاف رہنا یہ نفس کا جہاد ہے جو آسان نہیں بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے کہ میدان جنگ میں تیر و تلوار سے دشمن کا مقابلہ کرنا چند دنوں یا مہینوں رہتا ہے مگر نفس سے جہاد صبح سے شام تک، رات سے دن تک، گھر سے بازار تک، ہر آن اور ہر لمحہ، ہر قدم یہاں تک کہ زندگی کی آخری سانس تک جاری رہتا ہے۔ تمام گناہ والی لذتوں اور شہوتوں سے نفس کو روک کر رکھنا۔ اور تمام عبادتوں کی مشقتوں پر ثابت قدم رہنا۔ دنیا بے شمار گناہ والی لذتوں اور شہوتوں سے بھری پڑی ہے۔ شراب، منشیات، سینما وموسیقی، رقص وسرور، حسن وجمال کا بے حجاب نظارہ یہ گناہوں کے وہ دل کش و دل فریب سامان ہیں کہ آدمی کا نفس بار بار ان کی طرف لپکتا ہے مگر نفس کے مجاہد کی یہ شان ہوتی ہے کہ نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ ہمیشہ نفس کو ان گناہوں کی طرف بڑھنے سے روکے رکھتا ہے۔ اسی طرح وقت فجر کا نمازی اپنے نرم نرم بستر اور گرم گرم لحاف کی میٹھی نیند کو چھوڑ کر سخت سردی میں وضو کر کے مسجد میں سر بسجود ہو کر نفس سے لڑتا ہے اور روزہ دار سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈا، ٹھنڈا

پانی اور میٹھا شربت موجود ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہاتھ بھی نہیں لگاتا اور نفس سے جہاد کرتا ہے اور کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوتا ہے۔

غزوۂ بدر سے سبق: غزوۂ بدر کے واقعات سے جو سبق ملا ہے اسے مسلمانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ وہ سبق یہ ہے کہ ہم مخلص، متقی، پرہیزگار مسلمان بن جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مخلص، متقی، پرہیزگار مومن بندوں کی مدد فرماتا ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی قوت وطاقت پر ان کو غالب کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝ (پ۲۶،ع۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صبح قیامت تک کے مومنوں سے ہے جب بھی مومن مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مومن بندہ کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار کے بھاری لشکر پر غالب کر دیا اور ان کے قدم ایسے مضبوط کر دیئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو ہلا نہیں سکی۔ پس ضرورت ہے غزوۂ بدر کی یاد تازہ کرنے کی اس کے دیئے ہوئے سبق پر عمل کرنے کی، ہم اپنے کردار واعمال اور حال پر نظر کریں اور غور کریں کہ ہم نے کتنا کھویا ہے اور کیا پایا ہے۔ آج ہم کتنی ذلتوں اور ناکامیوں کے شکار ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیں کیوں نصیب نہیں ہوتی۔ صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کے ساز وسامان کو اپنا سہارا سمجھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے صدقے روزہ ونماز کے وسیلے سے اور شہدائے بدر کی بے مثال قربانیوں کی برکت سے ہماری حالت بدل دے اور اپنی مدد ہمیں اور سارے عالم کے مسلمانوں کو نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

تیسرا جمعہ..................................دوسرا بیان

زکوٰۃ کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ o اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ o (پ۱۸، ع۱۳)

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکاۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

درد و آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں
ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں
عقل والوں کے نصیبوں میں کہا ذوق جنوں
عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

اے ایمان والو! جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ارشاد فرماتا ہے

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ o (پ۱۸، ع۱۳)

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکاۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے گویا نمازی مسلمان کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ اے نماز پڑھنے والے، اگر تو چاہتا ہے کہ تیری نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوجائے تو جو مال وزر تجھے دیا گیا ہے۔ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کردے اور ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ

جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری سے تمہیں یہ انعام ملے گا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تم اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اور لطف عمیم سے دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

زکوٰۃ میں رحمت و برکت

اے ایمان والو! زکوٰۃ دینا ایسا کارخیر اور نیک عمل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے بندہ کو ہدایت کی نعمت اور اس کے کاروبار میں خوب رحمت و برکت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ (پ۱۹، رکوع۱۶)

ترجمہ:۔ ہدایت اور خوش خبری ایمان والوں کو وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (کنز الایمان)

زکوٰۃ ادا کرنے سے غم اور خوف سے نجات ملتی ہے

اے ایمان والو! مال و دولت جمع کر کے انسان بے پناہ بلا ومصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت مال کی حفاظت کی فکر اور مال کے ضائع ہونے کا خوف وغم لگا رہتا ہے لیکن وہ شخص جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر غم اور خوف سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۳، رکوع۶)

ترجمہ:۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

زکوٰۃ دینا بہت بڑا ثواب ہے

اے ایمان والو! زکوٰۃ ادا کرنا وہ نیک عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر زکوٰۃ دینے والے بندہ کو اجر عظیم یعنی خوب ثواب عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ○ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ اَجْرًا عَظِيمًا ○ (پ۶، رکوع۲)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ دینے سے جنت الفردوس ملتی ہے

اے ایمان والو! زکوٰۃ اس لئے ادا کرو تا کہ مال خوب بڑھے اور تجارت پھولے پھلے اور آپ کا مال بلا ومصیبت سے محفوظ ہو جائے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے جہاں مال ودولت تلف وضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے بندہ سے راضی ہو کر اس بندہ کو جنت الفردوس کا وارث بنا دیتا ہے جس میں زکوٰۃ دینے والا بندہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُونَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ○ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○ (پ۱۸، رکوع۱)

ترجمہ:۔ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ نہ دینا دردناک عذاب ہوگا

اے ایمان والو! جو لوگ سونا، چاندی (اور مال ودولت) جمع کرتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن دوزخ کی آگ میں وہ تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہ (مال ودولت) ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا تو اب (اس کا مزہ) چکھو جو (مال ودولت) جمع کرتے تھے (پ۱۰، ع۱۱)

گنجے سانپ کا عذاب

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائیگا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس شخص کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (یعنی میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا) (بخاری شریف، ج:ا، ص:۱۸۸)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ بن جائے گا۔ مالک کو دوڑائے گا اور وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس (مالدار) کے منہ میں ڈال دے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳، ص:۴۲٦)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اگر آپ کو سونا و چاندی مال و دولت سے نوازا ہے تو مکمل زکوٰۃ ادا کرو ورنہ یہی دولت گنجے سانپ بن کر آپ کو ڈسیں گے اس وقت نہ باپ کام آئے گا اور نہ بیٹا کام آئے گا جس کے لئے تم نے مال و دولت جمع کیا ہے۔ گنجے سانپ کا عذاب کم نہ سمجھنا۔ سانپ جب ایک ہزار سال کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار سال کا ہوجاتا ہے تو وہ بال گر جاتے ہیں اور وہ سانپ گنجا ہوجاتا ہے (یعنی زہر کی زیادتی سے سب بال گر جاتے ہیں اور پھر سانپ گنجا ہوجاتا ہے) (بہار شریعت، حصہ ۵، ص۴)

زکوٰۃ نہ دینے والا قتل کا مستحق ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اس وقت اعراب میں سے کچھ لوگ کافر ہوگئے (یعنی زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر جہاد اور قتال کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم میں ان سے جہاد و قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرے (یعنی نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے) زکوٰۃ حق المال ہے۔ خدا کی قسم بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔ (بخاری، ج:ا، ص:۱۸۸، و مسلم)

مسئلہ: زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری، بحوالہ بہار شریعت، حصہ ۵، ص۱۰)

زکوٰۃ دوسرے مال کو ہلاک کر دیتی ہے

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کر دے گی۔ (شعب الایمان، ۳، ص: ۲۷۳)

مسئلہ: زکوٰۃ آپ پر واجب تھی اور زکوٰۃ کی رقم آپ نے مستحق زکوٰۃ کے حوالے کرنے کی بجائے اپنے دوسرے مال میں ملائے رکھا تو زکوٰۃ کا مال دوسرے مال کو ہلاک و برباد کر دے گا۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ٦)

مال و دولت کے برباد ہونے کا سبب

حدیث شریف: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ (طبرانی اوسط، ج: ۳، ص: ۲۷۵)

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مختار شفیع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خشکی اور تری میں جو مال تلف یعنی ہلاک و برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ (طبرانی شریف، الترغیب والترہیب، ج: ۱، ص: ۳۰۸)

اے ایمان والو! ہوش میں آجاؤ اور اپنے مال و دولت کو، ہلاک و برباد ہونے سے بچالو یعنی زکوٰۃ ادا کرو۔ آپ کی دولت سونا، چاندی حتیٰ کہ آپ کی ذات بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو جائے گی پھر کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت و ضمانت کی چیز کو تباہ و برباد کر سکے۔ لہٰذا مکمل زکوٰۃ ادا کیا کرو، خود محفوظ رہو گے اور مال و دولت بھی محفوظ رہے گا اور مرنے کے بعد جنت الفردوس کے وارث بن جاؤ گے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں ایک وہ تونگر (یعنی مالدار شخص) ہے کہ اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا) (ابن خزیمہ، ج: ۴، ص: ۸، وابن حبان، ج: ٦، ص: ۲۵۴)

زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی کبیر، ج:۱۰، ص:۱۰۳)

اے ایمان والو! بہت سے مسلمان ہیں جو نماز بڑی پابندی سے پڑھتے ہیں مگر مال و دولت کے لالچ نے انہیں اندھا کر رکھا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور زکوٰۃ نکالتے بھی ہیں تو آدھا، تیہا۔ جب تک زکوٰۃ مکمل نہ نکالی جائے اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ بے شک نماز کی پابندی بڑی سعادت کی چیز ہے مگر زکوٰۃ بھی آپ پر فرض ہے اس لئے زکوٰۃ کا ادا کرنا آپ پر واجب ہے ابھی آپ نے حدیث شریف سنی ہے کہ جو شخص زکوٰۃ نہ ادا کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی پس ہم پر فرض ہے کہ پورے مال کا حساب کر کے پوری پوری زکوٰۃ ادا کریں۔

زکوٰۃ نہ دینے والا ہلاک ہوگیا

دور نبوت میں ثعلبہ بن ابی حاطب نے زکوٰۃ نہیں دیا تو ہلاک و برباد ہوگیا۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مالدار ہو جاؤں ہمارے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ تھوڑا مال زیادہ مال سے بہتر ہے اس لئے کہ تھوڑے مال پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا آسان ہے اور زیادہ مال پر شکر ادا کرنا مشکل ہوتا ہے یہ حکم سن کر ثعلبہ واپس چلا گیا مگر مال و دولت کی محبت نے اسے پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا اور ثعلبہ دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرما دیجئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مجھے مالدار بنا دے اور ثعلبہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اگر وہ مجھے مال و دولت سے نوازے گا تو میں اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گا اور ہر حقدار کا حق ادا کروں گا یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست رحمت کو دعا کے لئے اٹھائے اور ثعلبہ کے حق میں دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مَالًا ۔ اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا کر۔ ہمارے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا ثعلبہ کے حق میں قبول ہو چکی تھی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ثعلبہ نے کچھ بکریاں خریدیں اور اللہ تعالیٰ کی شان وہ کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں جگہ تنگ ہونے لگی تو ثعلبہ اپنی بکریوں کو لیکر مدینہ منورہ سے دور جنگل میں چلا گیا اور وہیں بکریوں کے ساتھ جنگل میں رہنے لگا۔ پہلے پانچ وقت کی نماز مسجد میں آکر جماعت سے پڑھتا تھا۔ مال بڑھتا گیا تو اب صرف ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے آکر پڑھتا۔ اور مال بڑھا۔ دنیا نے ثعلبہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو پانچوں وقت کی نماز جماعت تو چھوٹی ہی تھی اب ایسا وقت آگیا کہ نماز جمعہ کے لئے بھی مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔ مال وزر کی محبت نے ثعلبہ کو مسجد اور نماز باجماعت سے دور کیا حتیٰ کہ جمعہ بھی چھوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب دیکھا کہ ثعلبہ نماز باجماعت کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا اور جمعہ بھی چھوڑ دیا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے دریافت فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا حال ہے؟ تو صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ثعلبہ کا مال اس قدر بڑھ گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں رہنے کی جگہ کم پڑگئی ہے اس لئے وہ مدینہ منورہ سے دور جنگل میں چلا گیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔ ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔

اب ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے نائبین صحابہ کو مالداروں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قائم کئے ہوئے عاملین بیرونی علاقوں کے امراء اور مالداروں کے پاس پہونچے اور حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم سنایا تو ان مالداروں اور امیروں نے اپنے مال کی زکوٰۃ وصدقات کو مدینہ شریف میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس روانہ فرمائے۔ لیکن زکوٰۃ کے وصول کرنے والے نائبین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب ثعلبہ بن حاطب کے پاس گئے تو وہ یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا کہ یہ ٹیکس ہے۔ جاؤ فرصت کے وقت میں سوچوں گا اور پھر زکوٰۃ ادا کروں گا۔ محصلین زکوٰۃ ثعلبہ کا یہ جواب سن کر دربار رسالت میں واپس آئے، ابھی انہوں نے ثعلبہ کا کوئی پیغام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض نہیں کیا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ افسوس ہے۔ اے ثعلبہ افسوس ہے کہ تو نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے اور جب محصلین وعاملین نے ثعلبہ کا جواب بارگاہ نبوت میں پیش کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بہت افسوس ظاہر کیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا اور یہ آیت ثعلبہ کے حق میں نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اوران میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ (کنزالایمان)

اس آیت مقدسہ میں ثعلبہ کے بخل اور اعتراض کی مذمت کی گئی ہے۔ ثعلبہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوکر آیات کو نازل فرمایا ہے تو ثعلبہ گھبرایا اور کہنے لگا کہ لوگ مجھے بخیل اور کنجوس کہیں گے۔ بدنامی کے ڈر سے زکوٰۃ کا حساب لگایا اور زکوٰۃ کا مال لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اپنی زکوٰۃ لیکر حاضر ہوا ہوں میری زکوٰۃ قبول فرمالیجئے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ! اپنی زکوٰۃ واپس لے جا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ جواب سن کر ثعلبہ واپس لوٹ گیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالتا۔ ہمارے سرکار، شفیع روز شمار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ثعلبہ موقعہ غنیمت جانا اور زکوٰۃ کا مال لیکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ فرما کر زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا کہ جب ہمارے آقا کریم پیارے رسول، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں تیری زکوٰۃ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ثعلبہ زکوٰۃ کا مال لیکر حاضر ہوا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہکر زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں تیری زکوٰۃ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ یہ فرما کر زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا پھر ثعلبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مر گیا۔ (مدارک شریف، وروح المعانی، طبرانی کبیر، ج:۸، ص:۲۱۸)

قارون کا بُرا انجام

قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک فرد تھا۔ بڑا غریب، مفلس، نادار اور مفلوک الحال شخص تھا۔ اس کی غریبی اور مفلسی پر رحم کھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو علم کیمیا سکھا دیا جس سے اس نے خوب سونا اور چاندی اور مال و دولت جمع کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ق۔ (پ۲۰، ع۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں۔ (کنزالایمان)

اور ایمان والوں نے جب قارون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کر اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر یعنی زکوٰۃ وصدقہ نکال دے تا کہ قیامت کے دن تیری نجات ہو سکے۔

وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ (پ۲۰،ع۱۱)

ترجمہ: اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔ (کنزالایمان) مگر وہ بدنصیب قارون کہنے لگا۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ط (پ۲۰،ع۱۱)

ترجمہ: بولا یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی بجائے قارون کہنے لگا میں علم والا ہوں میں نے اپنے علم اور قابلیت سے یہ دولت حاصل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب قارون کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارا مال لینا چاہتے ہیں اور قارون بدنصیب نے ایک فاحشہ عورت کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے لئے دعاء ہلاکت فرمائی جس سے اللہ تعالیٰ نے قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ قارون اور اس کا خزانہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (خزائن العرفان وتفسیر خازن)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے ثعلبہ بن ابی حاطب انصاری جو مدینہ شریف کا رہنے والا تھا اور قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدمی تھا ان دونوں بدنصیبوں کے حالات وواقعات آپ حضرات نے سن لیا کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ان لوگوں کا انجام کتنا برا ہوا۔ ثعلبہ ہلاک ہو گیا اور قارون اپنے خزانے کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب جو لوگ بھی مال ودولت کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ہیں ان لوگوں کو بھی ہوش میں آنے کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تمہارا حشر بھی ثعلبہ اور قارون کی طرح ہو جائے۔ تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ، اور تمہارا مال بھی تباہ وبرباد کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مال دے تو صدقہ وزکوٰۃ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سخاوت جنت کا درخت ہے

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول، ہمارے پیارے نبی اور سخی داتا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلسَّخَاءُ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَالشُّحُّ شَجَرَۃٌ فِی النَّارِ (مشکوٰۃ شریف،ص:۱۶۷) سخاوت جنت میں ایک درخت ہے اور بخیلی جہنم میں ایک درخت ہے۔

اے ایمان والو! سخی کے لئے جنت کی خوشخبری ہے اور بخیل کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسجد ومدرسہ میں خرچ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے جس سے سخی ہر بلا ومصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سخی بنائے اور بخیل طرح طرح کی بلا ومصیبت میں مبتلا رہتا ہے اور بخیل کا مال اس کے لئے زحمت ہی زحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیل سے محفوظ رکھے۔

نبی کی دعا سخی کے لئے: اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا. اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلْفًا. ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا دیتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! سخی کو خوب نفع عطا فرما اور اے اللہ! بخیل کو بربادی عطا فرما۔

(بخاری، مسلم، ج:۱،ص:۳۲۵،مشکوٰۃ،ص:۱۶۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ عَلَیْکَ (بخاری ومسلم،مشکوٰۃ،ص:۱۶۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

یعنی جو شخص خوب دریا دلی سے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

سخی بندہ اللہ تعالیٰ کا قریبی ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے آقا جواد وفیاض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ. وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ وَالْجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ

یعنی سخی بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے اور بخیل کنجوس بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔ اور جاہل سخی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ ہے عبادت گزار بخیل بندہ سے۔ (ترمذی، ج:۲،ص:۷،مشکوٰۃ،ص:۱۶۴)

اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کرنا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جو پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکَ (مشکوٰۃ،ص:۱۶۵)

یعنی فرشتے نے کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ تو اس کوڑھی نے کہا اچھا رنگ، اچھی جلد، اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ کوڑھی کی بات سن کر اس فرشتے نے جو انسانی شکل میں اس کے پاس موجود تھا۔ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَاَعْطٰى لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا (مشکوۃ،ص ۱۶۵)

پس اس فرشتے نے اس کوڑھی پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی جلد عطا ہو گئی پھر فرشتے نے اس سے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ قَالَ الْاِبِلُ تو اس شخص نے کہا مجھے اونٹ پسند ہے۔ چنانچہ اس شخص کی پسند کے مطابق اسے ایک اونٹنی دیدی گئی اور فرشتے نے اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ جس سے اس کے اونٹ میں خوب برکت ہوئی۔

گنجا آدمی: پھر وہ فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا، بتا تجھے کیا چاہئے اور تو کیا پسند کرتا ہے تو اس گنجے شخص نے کہا میرے سر پر خوبصورت بال ہوں اور میری یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس گنجے شخص کے سر پر خوبصورت بال آگئے، پھر فرشتے نے اس شخص سے پوچھا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اس شخص نے گائے کی تمنا کی۔

فَاَعْطٰى بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ (مشکوۃ،ص ۱۶۵)

تو اسے ایک حاملہ گائے دی گئی اور فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

اندھا آدمی

فرشتہ تیسرے شخص کے پاس آیا جو اندھا آدمی تھا اس سے کہا تجھے کونسی چیز پسند ہے۔ تو اس اندھے شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں لوٹا دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔

فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ (مشکوۃ،ص ۱۶۶) تو فرشتے نے اس اندھے شخص پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ تو وہ شخص کہنے لگا مجھے بکری پسند ہے۔ لہٰذا اس شخص کو ایک بکری عطا کی گئی اور فرشتے نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان تینوں آدمیوں یعنی وہ کوڑھی جس کے جسم پر فرشتے نے ہاتھ پھیرا تھا اور اسے تندرست اور خوبصورت کر دیا تھا اور ایک اونٹنی دی تھی جس سے وہ خوب مالدار ہو گیا پھر اس شخص کے پاس فرشتہ آیا جو پہلے گنجا تھا اور فرشتے نے اپنا ہاتھ پھیر کر گنجے کی بیماری

دور کر دی تھی اور اسے ایک حاملہ گائے دیا تھا جس سے وہ شخص زمانے کا غنی و مالدار ہو گیا پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے اندھا تھا فرشتے نے اپنا ہاتھ پھیر کر اس کی بینائی واپس لوٹائی تھی اور اس شخص کو ایک بکری عطا کی تھی جس سے وہ شخص بہت بڑا دولت مند ہو گیا۔

وہی فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے کوڑھی تھا اور فرشتے نے سوال کیا۔ فَقَالَ اَنَا رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ فرشتے نے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں۔ سفر کی وجہ سے میرا سامان ضائع ہو گیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور تیری مدد کے بغیر میں گھر نہیں پہونچ سکتا ہوں اس خدائے تعالیٰ کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھی رنگت اور اچھی جلد عطا کی ہے۔ فرشتے نے سائل و فقیر بن کر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک اونٹ دیدے تاکہ میری پریشانی دور ہو جائے۔ تو اس امیر و دولت مند نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جنہیں میں پوری نہیں کر پاتا ہوں تو تجھے کہاں سے دوں؟ فرشتے نے کہا کہ شاید میں تجھے پہچانتا ہوں تو وہی شخص ہے جو پہلے کوڑھی تھا اور فقیر و محتاج تھا اور لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے کوڑھ کی بیماری سے نجات دی اور مال و دولت سے بھی نوازا تو اس مالدار شخص نے غصے میں آکر بولا کہ میں کب کوڑھی تھا، میں تو ہمیشہ سے تندرست و خوبصورت ہوں اور یہ مال و دولت تو میرے باپ دادا سے وراثت میں ملی ہے۔ فرشتے نے کہا۔ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے، جیسا تو پہلے تھا ویسا ہی کر دے۔ پھر وہ شخص پہلے جیسا یعنی کوڑھی ہو گیا اور مال و دولت بھی ہلاک ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس گیا جو پہلے گنجا تھا اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا، اس شخص نے بھی دینے سے انکار کر دیا اور کوڑھی شخص کی طرح کہنے لگا میں کب گنجا تھا میں تو پیدائشی خوبصورت اور تندرست ہوں اور میرا مال تو باپ، دادا سے چلا آرہا ہے میں کبھی غریب و مفلس تھا ہی نہیں۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا، وہ شخص پہلے کی طرح گنجا و محتاج و کنگال ہو گیا۔ پھر فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے اندھا تھا اور سوال کیا۔ اَسْئَلُكَ الَّذِىْ رَدَّ عَلَيْكَ الْبَصَرَ وَشَاةً یعنی فرشتے نے کہا میں تجھ سے اس اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں دیں، مجھے ایک بکری دیدیجئے تو وہ شخص جو پہلے اندھا تھا کہنے لگا بے شک میں پہلے اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا کی اور آنکھ والا بنایا تو اے سائل ایک بکری کی بات نہیں ہے تو میرے مال میں سے جتنا چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آج تو جو کچھ بھی میرے اللہ تعالیٰ کے نام پر لے گا میں دے دوں گا اس پر فرشتے نے کہا۔ آج تم سب کا امتحان و آزمائش کی گئی۔ فَقَدْ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ وَسَخِطَ عَنْ صَاحِبَیْکَ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دو ساتھیوں سے ناراض ہوا۔ (بخاری، ج ۱، ص ۴۹۲، مسلم، مشکوٰۃ، ص ۱۶۶)

اے ایمان والو! بخاری شریف مسلم شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی اس سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو نعمت و دولت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور پچھلی حالت کو بھولنا نہیں چاہئے ورنہ بہت بڑا خسارہ ونقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت و دولت میں جو غریبوں کا حق ہے یعنی زکوٰۃ وصدقہ اس کو مکمل ادا کر دینا چاہئے ورنہ مال و مالدار دونوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہوسکتی ہے ہر مالدار وامیر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرے، اپنے مال سے ان کی مدد اور خدمت کرے اور ان کی دعائیں لے ہر مانگنے والے، کو ایک جیسا نہیں سمجھنا چاہئے۔ معلوم نہیں کہ دروازے پر سائل وفقیر کی شکل میں کون کھڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پ ۳۰، رکوع ۱۸)

حدیث شریف: حضرت ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ جب کوئی غریب شخص میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اگر میرے گھر میں کوئی چیز نہ ہو تو مجھے شرم آتی ہے (یعنی شرم اس لئے کرتی ہوں کہ فقیر کو دینے کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِدْفَعْ يَدَهُ وَلَوْ ظُلْفًا مُحَرَّقًا (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۶۶)

یعنی اس کے ہاتھ میں کچھ دیدو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی ہو۔

اے ایمان والو! حدیث پاک کا مطلب خوب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ۔ زیادہ نہیں دے سکتے تو کچھ نہ کچھ ضرور دے کر بھیجو۔ خاص کر زکوٰۃ تو فرض ہے اسے ہر حال میں ادا کرنا ہے۔ زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

اے ایمان والو! بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث پاک جو ابھی میں نے آپ حضرات کو سنایا اور آپ حضرات نے سنی اس حدیث پاک سے صاف صاف ظاہر ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے کا ہاتھ لگا تو کوڑھی کا کوڑھ اور گنجے کا گنجا پن اور اندھے کا اندھا پن دور ہو گیا اور وہ تینوں بیماری سے نجات پا کر صحت مند وتندرست ہو گئے اور فرشتے کی دعاء کی برکت سے تینوں آدمی مالدار وغنی ہو گئے۔ بس ہم ایمان والے اللہ تعالیٰ کی برکت ورحمت فضل وکرم اور نعمت و دولت کے ملنے کا ذریعہ جان گئے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اسی وقت ملے گا جب کسی اللہ تعالیٰ کے نیک بندہ کا ہاتھ ہمارے لئے اُٹھ جائے۔ ہاتھ اللہ والے کا ہوگا اور فضل وکرم اللہ تعالیٰ کا

ہوگا۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہم سنی مسلمان اللہ والوں کے در پر حاضری دیتے ہیں کبھی اجمیر شریف حاضر ہوتے ہیں کہ ہاتھ ہند کے راجا ہمارے خواجہ کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کرتے ہیں کہ ہاتھ ہمارے پیر دستگیر کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھچڑا پکاتے ہیں اور ان کے نام کی سبیل لگاتے ہیں کہ ہاتھ شہید اعظم، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ محفل میلاد پاک منعقد کرتے ہیں اور درود وسلام پڑھتے، خوب نعت سنتے اور سناتے ہیں اور ہم پر تقدیر احسان کرے مدینہ منورہ اپنے سرکار، نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حضور حاضر ہوں کہ ہمارے پیارے آقا، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورانی ہاتھ (دست کرم) اٹھے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم، نعمت ودولت سے ہمارا بیڑا پار کردے۔ ہاتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کردیا

موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کے ذریعہ جب پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ میرے باپ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں میرے فراق اور جدائی میں روتے، روتے سفید ہوگئی ہیں یعنی آنکھوں سے دیکھنا بند ہوگیا ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ اِذْهَبُوا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج (پ ۱۳، رکوع ۴)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (کنزالایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جس کو قرآن مجید بیان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج (پ ۳، رکوع ۱۳)

ترجمہ: اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اپنے ایمان کو تازہ کرو! اور خوب مضبوط کرلو اور بھر پور یقین کرلو کہ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ کتنا حق اور سچ ہے جس کی تائید وتصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید کرتا نظر آتا ہے۔ حضرت یوسف

علیہ السلام کا کرتا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے چہرے پر ڈالا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں تو خوب سوچ کر اور سمجھ کر فیصلہ کرو کہ ہمارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے امام و نبی ہیں تو ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرہن شریف، جبہ شریف، اگر کسی اندھے یا کسی قسم کے بیمار کے جسم سے لگ جائے تو بیمار کا عالم کیا ہوگا اور شفا جھوم کر آئے گی اور بیمار کی ظاہری بیماری ہی نہیں بلکہ باطنی مرض بھی شفایاب ہوتا نظر آئے گا۔

پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

شافی ونافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم
درد کو کردو دوا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اور اس بات کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان کرتا ہے کہ میں اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اب وہابی، دیوبندی، تبلیغی جواب دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کا کیا حکم اور فتویٰ ہے کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں شفا دیتا ہوں میں زندہ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور مردوں کو بھی زندہ فرماتے ہیں۔ اب میں یہاں پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ بیمار جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جائے گا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگے گا تو شفا اور مدد ملے گی، تو گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جانا بھی ضروری اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مددگار ماننا بھی لازم وضروری ہوا۔ اسی لئے ہم ایمان والے سنی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضر ہوتے ہیں اور مدد کے لئے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم بھی پکارتے ہیں۔

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ! کہا پھر تجھ کو کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں شفا دیتا ہوں زندہ کرتا ہوں، تو وہابی، دیوبندی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور بیماروں کو شفا دیتے ہیں تو ہم ایمان والے سنی

مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اور ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اللہ کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہی ہمارے ظاہر و باطن کی بیماریوں کو شفا دیتے ہیں اور ہمارے مردہ دلوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ مگر ہمارا مخالف بڑا مکار و عیار ہے وہ تو انبیائے کرام اور اولیاء عظام علیہم السلام کو ہر حال میں محتاج و بے اختیار اور لاچار مانتا ہے اور اپنی کتابوں میں بھی لکھتا ہے جیسا کہ

پیشوائے وہابیہ، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان ص ۰ ۷ پر لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ مگر ہمارے مخالف کو یہاں پر یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، سید الاولیاء حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک و مختار ہو سکتے ہیں مگر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہیں اور اپنی غلامی کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اے ایمان والو! ہوشیار، ہوشیار، خبردار، خبردار کبھی بھی ان کے جال میں نہ آجانا، ہمارا مخالف بڑا عیار و مکار ہے اس کی گھٹی میں دغا و فریب اور انبیاء و اولیاء کی عداوت و دشمنی خوب بھری پڑی ہے۔

اسی لئے تو ہمارے ایمان و عقیدہ کے محافظ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

فضائل صدقات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (پ۳،ع۴)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح، جس میں اُگائیں سات بالیں، ہر بال میں سودانے، اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اس میں کا کچھ میرے پاس رہ جائے یعنی سارا سونا تین رات کے گزرنے سے پہلے میں غریبوں، فقیروں میں بانٹ دوں گا۔ ہاں مجھ پر کچھ قرض ہو تو اس کے لئے کچھ رکھ لوں گا۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۵۴، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۰)

خرچ کرو حساب نہ کرو

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا خرچ کر اور شمار نہ کر، کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا کچھ دے جو تیری طاقت ہو۔ (بخاری و مسلم، ج:۱، ص:۳۳۱)

صدقہ بلا پر بھاری ہے

حدیث شریف: رزین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۲۰، مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۱۶۷)

اچھی بات بھی صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں میں عدل یعنی صلح کرانا صدقہ ہے۔ کسی کو جانور (یعنی سواری) پر سوار ہونے میں مدد کرنا اور اس کا سامان اٹھا دینا صدقہ ہے۔ اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے اور راستہ سے اذیت (یعنی تکلیف والی) چیز دور کر دینا صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم، ج:۲،ص:۱۵)

درخت لگانا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے اس میں سے کسی آدمی یا پرندہ یا کسی جانور نے کھایا وہ سب اس شخص کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم، ج:۲،ص:۱۵)

بھولے کو راہ بتانا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے نیک بات کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے۔ کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے اپنے برتن میں سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف، ج:۲،ص:۱۷)

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بُری موت کو ٹال دیتا ہے۔

(ترمذی، ج:۱، ص:۱۴۴، وابن حبان، ج:۵، ص:۱۳۱)

پہاڑ سے زیادہ وزن دار صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو اس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب کر دیا تو زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کیا اے اللہ تعالیٰ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے جو پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں لوہا ہے۔ تو فرشتوں نے عرض کی لوہے سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے عرض کی آگ سے زیادہ بھی کوئی چیز سخت ہے تو فرمایا ہاں پانی ہے، پھر فرشتوں نے عرض کی پانی سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو فرمایا ہاں ہوا ہے پھر فرشتوں نے عرض کی ہوا سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ابن آدم (علیہ السلام) کا داہنے ہاتھ سے صدقہ کرنا کہ اسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ ص:۱۷۰)

صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حدیث شریف: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، صدقہ گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ (امام احمد، ابن ماجہ، ص:۳۱۰، ترمذی)

گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، مسلمان جو کچھ اپنے اہل (یعنی بال و بچوں) پر خرچ کرتا ہے اگر ثواب کے لئے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

(مگر شریعت کی پابندی کے ساتھ خرچ ہو) (بخاری، ج:۲، ص:۸۰۵، ومسلم، ج:۱، ص:۳۲۴)

حرام مال صدقہ نہیں، گناہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا مالک شریعت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا، جس شخص نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا تو اس میں اس کے لئے کچھ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔

(ابن خزیمہ، ابن حبان، ج:۵، ص:۱۵۲، حاکم)

کم مال والے کا صدقہ افضل ہے

حدیث شریف: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کون سا صدقہ افضل ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کم مایہ (یعنی تھوڑی دولت) والے شخص کا صدقہ، کہ وہ شخص کوشش کر کے صدقہ دیتا ہے۔ (ابو داؤد، ج:۱، ص:۲۳۶، ابن خزیمہ، حاکم)

ایک روپیہ، لاکھ روپئے سے بڑھ کر ہے

حدیث شریف: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ایک درہم لاکھ درہم سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا، ایسا کیوں ہے، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم تو فرمایا ایک شخص کے پاس مال کثیر ہے اس نے اس میں سے لاکھ درہم صدقہ کیا (اور ابھی اس کے پاس لاکھوں درہم موجود ہیں) اور ایک شخص کے پاس صرف دو (یعنی دو روپیہ) ہیں اس نے اس میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا (اور اب صرف ایک ہی باقی ہے اس لئے اس شخص کا صدقہ افضل ہے۔ (نسائی، ج:۵، ص:۱۷۱، ابن خزیمہ، ابن حبان، ج ۵، ص ۱۴۴)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بندہ بڑا محبوب و مقبول ہے جو بندہ مکمل زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مال کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ کر لیتا ہے اور وہ بندہ جو صدقہ کرتا ہے تو صدقہ کرنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور مال و دولت میں برکت ہوتی ہے۔ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ صدقہ موت کی سختی کو دور کر دیتا ہے۔

صدقہ بلا و بیماری کو دفع کرتا ہے

صدقہ آدمی کی عمر کو بڑھا دیتا ہے۔ صدقہ دشمن سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ صدقہ بڑی سے بڑی بیماری کا علاج ہے۔

صدقہ سے بچہ اچھا ہو گیا

ایک دن کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی، میرے مرشد، عالم باعمل، حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے (انوار احمد قادری) سے فرمایا، میرے ساتھ چلو ایک بیمار کی تیمارداری کے لئے چلنا ہے۔ مرشد کامل کا حکم تھا، ہم حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس گھر پہونچے جہاں بچہ سخت بیماری میں مبتلا ہے۔ بچہ ایک بڑی بلا و مصیبت میں گھرا ہوا ہے بچہ موت کے منہ میں ہے کہ دیکھنے والا خود پریشان ہو جائے۔ حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کا حکم ہوا۔ صدقہ کے لئے جانور لایا جائے، ایک تندرست بکرا حاضر کیا گیا، بچہ کا ہاتھ بکرے پر لگایا گیا اور حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے روبرو بکرا ذبح کیا گیا، ادھر بکرا ذبح ہوا، اُدھر بچہ پُرسکون ہو کر مسکرانے لگا اور پھر وہ بچہ مکمل تندرست ہو گیا۔

حضرات! یہ ہے صدقہ کی برکت۔ کہ صدقہ سے بڑھ کر بلا و بیماری کا کوئی علاج نہیں۔

غریب کی مدد کرنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں وہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، حج سے فارغ ہو کر حرم شریف میں بیٹھے تھے کہ نیند لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے، ایک نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج کی سعادت حاصل کی ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا چھ لاکھ لوگوں نے فریضۂ حج ادا کیا، پھر فرشتے نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟ تو دوسرے فرشتے نے جواب دیا کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو بے چین و بے قرار ہو گئے اور خیال کیا کہ چھ لاکھ لوگ مکہ میں دور دراز سے حج کے لئے آئے، لیکن کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا؟! ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص ہے جو جوتے سلنے کا کام کرتا ہے، جس کا نام علی بن الموافق ہے وہ حج پر نہیں آیا مگر اس کو حج مقبول کا ثواب دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے چھ لاکھ حاجیوں کا حج قبول کر لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خواب سے بیدار ہوئے تو شوق پیدا ہوا کہ اس شخص سے ملا جائے اور ایسے مقبول شخص کی زیارت کی جائے جس کی وجہ سے چھ لاکھ حاجیوں کا حج قبول ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق کے سفر کے لئے زادراہ باندھا اور اس شخص کی ملاقات کے لئے چل پڑے۔ جب آپ دمشق پہونچے تو پتہ معلوم کر کے علی بن الموافق کے گھر پہونچے اور ان سے ملاقات کی اور اپنا وہ خواب جو مکہ شریف میں دیکھا تھا بیان کیا اور سوال کیا کہ آپ کا وہ کون سا نیک عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج مقبول کا ثواب عطا کیا اور آپ کے طفیل چھ لاکھ لوگوں کا حج قبول کر لیا گیا، یہ سوال سن کر علی ابن الموافق کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو بتانے لگے کہ اے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ایک عرصہ، تیس سال سے حج کی تمنا تھی اور میں جوتے سل کر اور مرمت کر کے حلال روزی کماتا اور اس حلال روزی میں سے بچا بچا کر تین سو درہم جمع کئے تھے اور میں نے جب حج کی تیاری کی، کہ صبح قافلہ کے ساتھ حج وزیارت حرمین طیبین کے لئے جانا ہے اسی رات کی بات ہے، میری بیوی حاملہ ہے اس کی خواہش ہوئی کہ گوشت کھائیں اور پڑوسی کے گھر گوشت بنا تھا جس کی خوشبو میرے گھر میں آرہی تھی، میں اپنی بیوی کی خواہش پوری کرنے کے لئے پڑوسی کے گھر گیا، کہ تمہارے گھر میں گوشت بنا ہے، میری بیوی حاملہ ہے اس کی خواہش ہے کہ میں گوشت کھاؤں گی۔ تو مجھے پکے ہوئے گوشت میں سے تھوڑا گوشت دیدے تا کہ میری بیوی کی خواہش پوری ہو جائے، میرا اتنا کہنا تھا کہ میرا پڑوسی رونے لگا اور اس نے اپنا راز ظاہر کیا کہ ہفتہ ہو گیا ہے میرے گھر چولہا نہیں جلا، میرے بچے بھوک سے بلک رہے تھے۔ موت سامنے نظر آرہی تھی، بچوں کو موت سے بچانے کے لئے میں شہر کے باہر گیا جہاں مرے ہوئے جانور ڈالے جاتے ہیں ایک گدھا کو دیکھا جو مرا ہوا پڑا تھا، اس کے جسم سے کچھ گوشت کاٹ کر لایا ہوں اور اسے پکایا ہے تا کہ میرے بچوں کی جان بچ جائے، یہ گوشت میرے لئے حلال ہے مگر تمہارے لئے حرام ہے۔ یہ سب سن کر اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میں اپنے گھر آیا اور وہ رقم جو میں نے تیس سال میں حج کے لئے جمع کیا تھا وہ سب رقم تین سو روپے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے اور ایک غریب مسلمان کی بے کسی و پریشانی دور کرنے کے لئے اپنے پڑوسی کو دیدیئے۔ یہی ہمارا عمل ہے، یہی ہماری نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

زکوٰۃ کس کو دیا جائے

بہار شریعت ح ۵، ص ۵۶ پر ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت کا مطالعہ کیجئے۔ سات مصارف جن میں سے ایک فقیر ہے، دوسرا مسکین۔

(۱) **فقیر:** جو ایک وقت کا کھانا کھالے تو دوسرے وقت کے لئے انتظام ہو۔

(۲) مسکین: وہ شخص ہے جس کے پاس ایک وقت کا کھانا ہے لیکن دوسرے وقت کے لئے انتظام نہیں اور کچھ اسباب بھی نہ ہوں جس سے انتظام ہو سکے۔ اسی لئے مسکین کو سوال کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن فقیر کو سوال کرنے کی اجازت نہیں۔ (بہار شریعت)

اے ایمان والو! زکوٰۃ وصدقہ کتنا محبوب عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر زکوٰۃ دینے والے اور صدقہ کرنے والے کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے اور زکوٰۃ وصدقہ کے ذریعہ وہ ہمارے بھائی جو غریب ہیں ان کی مدد ہو جاتی ہے جس سے غریب مسلمانوں کی دعائیں ملتی ہیں، روزی بڑھتی ہے، بلا و بیماری ٹل جاتی ہے لیکن ہم پر زکوٰۃ ادا کرنا جہاں واجب ہے وہاں یہ دیکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ ہماری زکوٰۃ مستحق تک پہونچتی ہے یا نہیں۔ ہم جس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ گھر میں رنگین ٹی وی ہے، خوب ٹھاٹ باٹ ہے مگر زکوٰۃ لے رہے ہیں۔ نماز پڑھتے نہیں، روزہ رکھتے نہیں وہ لوگ بھی زکوٰۃ مانگتے پھرتے ہیں ایسوں کو زکوٰۃ وصدقات دینا اپنی زکوٰۃ وصدقات کے ثواب کو ضائع کرنا ہے۔

زکوٰۃ دینے کی سب سے بہتر جگہ

مدارس اسلامیہ میں جہاں مسلمانوں کے ہونہار بچے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر کے حافظ قرآن اور عالم دین بن کر عالم اسلام میں پیغام قرآن وحدیث پہونچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اگر آپ کی زکوٰۃ کی رقم ایسی جگہ لگی ہے تو آپ بڑے خوش نصیب ہیں جو ثواب جاریہ کے مستحق بن جائیں گے۔ جس کا ثواب قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی ختم نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو صاحب ثروت و دولت ہے ایسے لوگ اپنے بچوں کو حافظ و عالم نہیں بناتے، اگر کسی امیر کا بچہ حافظ یا عالم بن گیا ہے تو خدائے تعالیٰ کا انعام کہا جائے گا۔ مدرسے میں پڑھنے والے اکثر طلبہ غریب یا یتیم ہوتے ہیں اگر آپ کی مدد مدرسے میں زکوٰۃ وصدقہ یا عطیہ کی رقم سے ہوگی؟ تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے ثواب کی کوئی مقدار نہیں ہے، آپ کو کھانا، کھلانے کا پانی پلانے کا ثواب، کپڑے پہنانے کا ثواب، بیماری کے علاج کا ثواب اور یہ بچے مہمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں ان کی خدمت کا ثواب اور سب سے بڑا اجر وثواب یہ ہوگا کہ آپ کی مدد وتعاون سے مدرسے کے طلبہ حافظ قرآن اور عالم دین بن رہے ہیں جس کا اجر وثواب کبھی ختم نہ ہوگا، بے شمار مثالیں موجود ہیں ایسے لوگوں کی جنہوں نے مدرسے کے ساتھ محبت کیا اور مہمانان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم طلبہ کے ساتھ مدد وخدمت کی ان کی دولت وعزت میں اللہ تعالیٰ نے اضافہ

فرمایا اور ان کی آنے والی نسلیں بھی نعمت و دولت سے مالا مال رہیں ہیں۔

لہٰذا میری گزارش ہے اور وقت کا تقاضہ بھی ہے کہ ہم مسلمان اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ کا اکثر حصہ مدارس اسلامیہ میں دیکر اسلام وسنیت کو مضبوط بنائیں اور قرآن وحدیث کی تعلیم کو گھر گھر پہونچانے میں مدد کریں اور اس حدیث شریف کے مصداق بن جائیں۔ میرے آقا پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: جس شخص نے میری ایک حدیث دوسرے تک پہونچائی یا پہونچانے والے کی مدد کی وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ابوداؤد شریف)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

چوتھا جمعہ..................................دوسرا بیان

شب قدر کی فضیلت و برکت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ○ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ○

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اِنَّا اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ○ وَمَا اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ○ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ○ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِّنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ○ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ○ (پ۳۰، رکوع ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا، کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے خود اس رات کا نام لیلۃ القدر رکھا، یعنی عظمت و بلندی والی رات، کیوں کہ اس رات میں عظمت والے رب تعالیٰ کا عظمت والا کلام، قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوا اور یہ امت بھی بڑی عظمت والی ہوگئی جس نے عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور عظمت والے قرآن مجید سے محبت کیا اور ان کے فرمان پر عمل کیا۔

قرآن مجید نے خود ہی اس رات کی قدر و منزلت اور عظمت و بزرگی کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ رات کتنی عظمت و برکت والی ہے کہ اس رات کی عبادت کا ثواب، عبادت کرنے والے کو ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال چار ماہ سے زیادہ عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اس ایک رات میں عبادت، توبہ و استغفار اور دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جو ثواب و نیکی اور عزت و عظمت، برکت و رحمت عطا فرماتا ہے وہ ہزار مہینوں کی عبادت و محنت سے نصیب نہیں ہوسکتا۔

حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ قدر کی شان نزول اس طرح بیان فرمایا، کہ ہمارے حضور نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت اور پہلی امتوں کی عمروں میں موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ پہلی امتوں کی عمریں زیادہ اور طویل تھیں، اور میری امت کی عمر بہت مختصر اور چھوٹی ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قلب مبارک میں خیال آیا کہ پہلی امتوں کی عمریں زیادہ تھیں تو ان کی نیکیاں بھی زیادہ ہوں گی اور میری امت کی عمر کم ہے تو نیکیاں بھی کم ہوں گی، گویا میری امت کی نیکی پہلی امتوں کی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ان کی عمریں زیادہ ہیں تو نیکی بھی زیادہ ہوں گی۔ پس اس خیال امت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارکہ کا رنگ بدل گیا اور چہرۂ انور سے رنج وغم کے آثار نمودار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو گوارہ نہ ہوا کہ میرا پیارا حبیب امت کا طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے غم میں رنجیدہ اور کبیدہ خاطر رہے اس لئے سورۂ قدر کو نازل فرمایا۔ (تفسیر عزیزی، پ ۳۰)

اِنَّـآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝ وَمَآ اَدۡرٰکَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۝ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۝ سَلٰمٌ قف هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۝ (پ ۳۰، رکوع ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں۔ اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنزالایمان)

شب قدر میں قرآن مجید کا نزول

قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر میں نازل ہوا، ہزار مہینے تک عبادت کرنے کا جو ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح الامین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں تاکہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں کو فرشتے خیر و برکت سے نوازیں اور عبادت کرنے والے بندوں پر سلام بھیجیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ شب قدر میں عبادت کرنے والے بندوں کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور یہ برکت و رحمت کا سلسلہ اس رات شام سے صبح تک جاری رہتا ہے۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت

کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس شخص پر جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو اس پر رحمتیں بھیجتے ہیں یعنی اس شخص کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف، ۱۸۲، بیہقی)

شب قدر میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم ماہ نبوت آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ شب قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۷۰، مسلم شریف)

عام بخشش کا اعلان

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل امین ایک سبز جھنڈا لئے فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر نزول فرماتے ہیں اور اس سبز جھنڈا کو کعبہ معظمہ پر نصب فرما دیتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف شب قدر میں کھولتے ہیں وہ بازو مشرق و مغرب میں پھیل جاتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان آج کی رات قیام کرے یا نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ اے فرشتو! اس شخص سے سلام و مصافحہ کرو اور ان کی دعاؤں پر آمین کہو اور صبح تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ صبح ہونے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو واپس چلنے کا حکم فرماتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے سردار حضرت جبرئیل! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے معاملات کے بارے میں کیا کیا؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی خاص نظر کرم فرمائی اور چار قسم کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں کو معاف فرما دیا۔ حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ چار قسم کے لوگ کون ہیں تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ایک) وہ شخص ہے جو شراب کا عادی ہے (دوسرا) وہ شخص ہے جو ماں، باپ کا نافرمان ہے (تیسرا) وہ شخص ہے جو قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتے داروں سے رشتہ توڑنے والا) (چوتھا) وہ شخص ہے جو آپس میں بغض و کینہ رکھتا ہے (الترغیب والترہیب، کنز العمال، ج:۸،ص:۲۶۸)

شب قدر کی برکت سے محروم لوگ

حدیث شریف: ایک روایت میں نقل ہے کہ شب قدر میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت سے محروم ہیں وہ لوگ نو قسم کے ہیں (۱) جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے (۲) جو لوگ خون ناحق کرتے ہیں (۳) رشتہ داروں سے رشتہ توڑنے والے (۴) قبرستان میں جا کر ہنسنے والے (۵) اس کی بات اس کو اور اس کی بات اس کو کر کے لڑانے والے (۶) دینی استاذ کو تکلیف دینے والے (۷) نماز میں سستی کرنے والے (۸) تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کی طرف کینہ رکھنے والے (۹) بے غسل رہنے والے۔

وہ شخص محروم ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب رمضان شریف کا مہینہ آیا تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک ایسا مہینہ آیا ہے۔ جس میں ایک رات (یعنی شب قدر) ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا، گویا تمام بھلائی سے محروم رہا اور اس کی (یعنی شب قدر) کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقت میں محروم ہے۔ (ابن ماجہ شریف، ص:۱۱۹)

ایمان افروز واقعہ

اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہمارے پیارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بزم محبت میں بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت متقی و پرہیز گار اور عبادت گزار، اللہ تعالیٰ کا ولی تھا جس کا نام شمعون تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزار مہینے اس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتے تھے حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر طاقتور تھے کہ لوہے کی مضبوط زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کی ذرا سی حرکت سے توڑ ڈالتے تھے۔ کفار و مشرکین نے جب دیکھا کہ حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہمارا کوئی بھی حربہ نہیں چل رہا ہے تو انہوں نے آپ کی بیوی کو جو حد درجہ کی مکار و چالاک تھی بہت سارے مال و دولت کی لالچ دیکر اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ بدنصیب بیوی کے ذریعہ کافروں نے حضرت شمعون علیہ الرحمۃ والرضوان کو قید کر کے قتل

کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو شہادت کا درجہ عطا فرمایا اور کافروں پر اللہ تعالیٰ نے قہر و غضب نازل فرمایا اور انہیں زمین میں دھنسا دیا اور دغاباز، بدنصیب بیوی پر قہر و جلال کی ایسی بجلی گری کہ وہ بھی ہلاک ہوگئی۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے جب اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہزار مہینوں کی عبادت و بندگی و تکالیف اور جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ سنا تو بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمیں تو بہت تھوڑی اور کم عمریں ملی ہیں، لہٰذا ہم حضرت شمعون علیہ الرحمہ کی طرح عبادت کر کے نیکی و ثواب حاصل نہیں کر سکتے یعنی بنی اسرائیل کے نیکیوں کے برابر آپ کی امت نیکی نہیں پا سکتی۔ بس اتنا سننا تھا کہ ہمارے کریم و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غمگین و رنجیدہ ہوگئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر کو نازل فرمایا، اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تسلی اور خوشخبری دیدی گئی کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ بے چین و رنجیدہ نہ ہوں، آپ کی امت کو ہم نے ہر سال میں ایک رات ایسی عطا کر دی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس ایک رات یعنی شب قدر میں آپ کا امتی یعنی آپ کا فرمانبردار غلام میری عبادت کرے گا تو میرے ولی شمعون (علیہ الرحمہ) کے ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب پائے گا۔

اے ایمان والو! یہ نورانی واقعہ جو بیان کیا گیا اس میں ہمارے لئے ہدایتوں کے چشمے اُبل رہے ہیں اور نصیحتوں کی بے شمار شمعیں جگمگا رہی ہیں۔

پہلی حکمت: یہ ہے کہ جو عبادت، تکالیف و مصائب کے ساتھ ہوتی ہے، اسی عبادت سے بندۂ مومن بلند مرتبے پر فائز ہوتا ہے جیسے رات بھر جاگ کر اور کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا اور اگر یہ نہیں تو عبادت تو ہو جائے گی لیکن مرتبہ بلند کہاں نصیب۔

دوسری حکمت: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں سے لڑنا اور جہاد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

تیسری حکمت: یہ ہے کہ بندۂ مومن کے لئے اعتماد و بھروسہ کے لائق ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات ہے ورنہ دھوکہ ہو سکتا ہے چاہے بدنصیب بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ دنیا کی لالچ اور مال و دولت کے حرص میں ماضی قریب سے ماضی بعید تک بے شمار عورتوں کو مبتلا دیکھا گیا ہے جنہوں نے اپنے نیک اور ولی صفت شوہروں سے بے وفائی کر کے بدچلن اور عیاش دولت مند کے ساتھ رہنا پسند کیا ہے۔ بے

وفا بیویاں نیک اور پارسا شوہروں کے لئے آزمائش وامتحان کا ذریعہ بنیں ہیں۔ نیک بندوں نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ منزل اور بلند مقام سے سرفراز فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے فیض وکرم کو عام اور جاری وساری کردیا اور بعد وصال بھی ان صابر بندوں کا عرس خوب دھوم سے خلق خدا مناتی ہے اور بے شمار فیضان سے مالا مال ہوتی ہے۔ اور وہ بے وفا بیوی جس نے اللہ والے کے ساتھ دغا و فریب کیا تو آپ حضرات نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی قہر کی بجلی گری جس سے وہ ہلاک وتباہ ہوگئی اور اگر کوئی بے وفا عورت زندہ ہے تو اس کی زندگی ایک جنازہ ہے۔ بلا نے گھیر رکھا ہے جس گھر میں قدم رکھا رحمت وبرکت گئی۔ اب بلا ہی بلا ہے۔ اور مرنے کے بعد، ابھی قبر و قیامت کا عذاب باقی ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی بھی حال میں بے وفائی اور دغا نہ کرے اور اگر شوہر اللہ تعالیٰ کا ولی و نیک بندہ ہے تو اس کے ساتھ بے وفائی اور مکاری کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے ناراض ہوجائے تو اللہ والے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیتے ہیں لیکن نیک بندہ یعنی اللہ کے ولی جب کسی شخص سے ناراض ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندہ کو معاف نہیں کرتا ہے۔

چوتھی حکمت یہ ہے کہ بندۂ مومن کے لئے شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ یہ سب صدقہ ہے ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کا۔ آپکے امتی ہونے کا، ورنہ پہلی امت کے لوگ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فیض وکرم ان کے لئے اس قدر کیوں نہیں تھا۔ یہ فیض جود وسخا محبوب رسول، پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کا صدقہ ہے کہ کام ومحنت صرف ایک رات کیا جائے اور اجر وثواب یعنی محنتانہ ومزدوری ایک ہزار سال کے عمل سے زیادہ دیا جائے یہ سب رحمتیں وبرکتیں محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کی بھیک ہے۔

خوب فرمایا۔ عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اُڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری بھروسا تیرا

درود شریف:

ضعیف و کمزور حضرات بھی کچھ لمحے گزاریں

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان شریف کی ستائیسویں رات (یعنی شب قدر) صبح ہونے تک عبادت کی وہ مجھے رمضان شریف کی تمام راتوں سے زیادہ پسند ہے۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ، صلی اللہ تعالی علیک والک وسلم وہ ضعیف و کمزور مرد اور عورتیں کس طرح عبادت کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے (یعنی کھڑے ہوکر عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) تو ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ حضرات تکیہ لگالیں یعنی کسی چیز کا سہارا لے لیں، جس سے عبادت کرنے میں آسانی ہو جائے لیکن اس مبارک رات کے کچھ لمحے ضرور بیٹھ کر گزاریں، اور اپنے رب تعالی کی بارگاہ میں دعا مانگیں، آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا مگر یہ بات میں اپنی امت کے تمام رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں (مکاشفۃ القلوب)

شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا، شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں اور تیئیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۷۰، مسلم شریف)

ستائیسویں رات ہی شب قدر ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے شب قدر کے متعلق حلف اٹھا کر (یعنی قسم کھا کر) کہا کہ وہ (یعنی شب قدر) ستائیسویں شب ہے۔ حضرت زرین تابعی رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کس دلیل سے آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ (یعنی شب قدر) ستائیسویں رات ہے؟ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

شب قدر کون سی رات ہے؟

اس مبارک رات کے تعین میں ہمارے اسلاف اور علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس کے قریب ہیں ہر سال شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ضرور ہوتی ہے، مگر تاریخیں بدلتی رہتی ہیں اور یہ بھی علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس رات کے متعین نہ کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس کی تلاش میں مسلمان کم از کم پانچ طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں گزاریں۔ (تفسیر مظہری)

حضرت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ علمائے کرام کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں کو شب قدر ہوتی ہے۔ (روح المعانی شریف)

ہمارے اسلاف کے اقوال

اگرچہ بزرگان دین اور مفسرین کرام و محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا شب قدر کے تعین کے متعلق بہت اختلاف ہے پھر بھی اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو ہی ہوتی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابی ابن صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اماموں کے امام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیروں کے پیر، ولیوں کے سردار ابوالشیخ، ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بے شمار بزرگان دین و علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں رات ہی کو ہوتی ہے (تفسیر عزیزی)

شب قدر کا انعام

امیر المومنین مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص شب قدر میں سورۂ قدر سات مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ فرما دیتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعاء کرتے ہیں (نزہۃ المجالس)

شب قدر کی دعا

مسلمانوں کی ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی خدمت بابرکت میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا پڑھوں؟ تو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ دعا مانگو؟

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی : یعنی اللہ تعالیٰ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی دینے کو پسند بھی کرتا ہے، مجھے بھی معاف فرمادے (مسند امام احمد بن حنبل، ابن ماجہ، ص:۲۷۰، ترمذی، ج:۲، ص:۱۹۱، مشکوۃ شریف، ص۱۸۲)

حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں اخلاص کے ساتھ نفل نماز پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان شریف)

شب قدر میں نوافل

اے ایمان والو! شب قدر میں نفل نمازیں جس طرح چاہیں پڑھ سکتے ہیں، بہت سے بزرگوں سے مختلف قسم کی نمازیں پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ کسی بزرگ سے چار رکعت، کسی بزرگ سے ۱۲ رکعت، کسی سے ۲۰ رکعت اور پھر پہلی رکعت میں سورۂ قدر سات بار پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں فلاں سورت سات بار پڑھنا ہے۔ اس طرح پڑھنے کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اتنی ہی رکعت نماز پڑھیں جن میں مکمل دل لگے ورنہ جلدی جلدی پڑھ لینے سے اٹھک بیٹھک کر لینے سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا، اس لئے تھوڑی سی نمازیں پڑھیں مگر خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھیں اور نماز میں اس سورۃ کو پڑھیں جو آپ کے لئے آسان ہو، یقیناً نتیجہ حاصل ہوگا اور نماز مقبول ہوگی۔

شب قدر میں نماز مغرب کے بعد آٹھ رکعت نماز پڑھیں

دو رکعت کی نیت باندھیں اگر سورۂ قدر پڑھ سکتے ہیں تو ہر رکعت میں سورۂ قدر پڑھیں اس لئے کہ حدیث شریف میں سورۂ قدر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ورنہ وہ سورت پڑھیں جو آپ کے لئے آسان ہو۔ پہلی دو رکعت میں کشادگی رزق کی نیت کریں، دوسری دو رکعت عمر میں خیر و برکت کی نیت کریں، تیسری دو رکعت میں گناہوں کی بخشش کی نیت، چوتھی دو رکعت ایمان پر خاتمہ کی نیت کریں۔ اس طرح آٹھ رکعت نماز مکمل کریں اور اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد صبح تک جتنی نمازیں چاہیں پڑھیں اور اگر شب قدر میں محفل میلاد شریف ہو رہی ہو تو ضرور شریک ہوں کہ وعظ و نصیحت سننے سے دین و ایمان مضبوط ہوتے ہیں اور ایسی ہی محفلوں میں شریک ہونے سے

ایمان محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نعت سننا اور سنانا عین اسلام اور عین ایمان ہے اور بے شمار اجر وثواب کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

شب قدر کی تیاری:۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں یہ مقدس عظمت والی رات نصیب فرمائی، جو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے پس غنیمت جانئے اور تیاری کیجئے۔ یہ رات جاگنے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے اور کلمہ شریف کے ورد کی رات ہے اور خوب، خوب تیار رہئے کہ یہی رات جس میں فرشتے ہم سے سلام ومصافحہ کریں گے صرف ظاہری صفائی نہیں بلکہ اپنے دلوں کو بھی پاک وصاف کرلیں۔ اگر ہمارے ماں، باپ ہم سے ناراض ہیں تو ان سے معافی مانگ لیں۔ اگر ہم پر کسی کا حق ہے تو اس کو ادا کردیں اگر سود کھاتے ہیں تو اس سے توبہ کرلیں، اپنے دلوں میں مسلمانوں کی محبت، الفت اور ان کے لئے ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کریں، ہر قسم کی کدورت، نفرت، بغض وحسد، کینہ کی گندگیوں سے اپنے دل کو پاک وصاف کرلیں۔ یاد رکھئے آج کی رات حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ ہم کو دیکھنے اور ہم سے ملاقات کرنے آرہے ہیں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے یہ رات یعنی شب قدر ہم کو عطا فرما کر ہم پر بڑا احسان کیا۔ یہ رات رونے اور گڑگڑانے کی رات ہے اور رو رو کر اپنے رب تعالیٰ کو منا کر بخشش ونجات پانے کی رات ہے۔ یہ رات دعا مانگنے کی رات ہے۔ اپنے لئے مانگو اور اپنے مومن بھائیوں کے لئے خوب دعاء کرو اس رات میں مومن بندہ کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

در کریم سے بندہ کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

عید الفطر کے فضائل و مسائل

Scanned by CamScanner

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِىِّ الْبَغْدَادِىِّ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِيْرِىِّ اَجْمَعِيْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! آج عید کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور اپنے پیارے حبیب ہمارے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل رمضان شریف جیسا رحمت ومغفرت والا مہینہ امت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمایا۔ جس مسلمان نے اپنے رب تعالیٰ کے لئے رمضان شریف کے روزے رکھے، اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت جان کر نیند کو قربان کر کے سحری کیا اور روزہ رکھا، اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور تمام نمازوں کو بجماعت ادا کرتا رہا اور افطار کے وقت دعاء میں مشغول رہا پھر افطار کیا اور مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کیا اور عشاء اور تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا رہا تو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ادب واحترام کے ساتھ رمضان شریف کا مہینہ مکمل کیا تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور عید سعید کا انعام ان کو عطا فرمایا۔

اسی لئے ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عید کی رات کو لیلۃ الجائزہ فرمایا ہے یعنی عید کی رات انعام واکرام پانے کی رات ہے اور عید کا دن مغفرت وبخشش پانے کا دن ہے جیسا کہ الترغیب والترہیب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک طویل حدیث روایت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے حضور

سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آج کے روز یعنی عید کے دن عام اعلان فرماتا ہے اے میرے بندو! جو سوال کرنا ہے کرو؟ میں اس کو پورا کروں گا، میری عزت وجلال کی قسم آج یعنی عید کے دن اپنی آخرت کے بارے میں جو مجھ سے سوال کروگے وہ میں پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کی بھلائی مانگوگے میں تم کو دوں گا۔ میری عزت کی قسم جب تک تم میرے حکم پر عمل کرتے رہوگے میں تمہاری خطاؤں اور لغزشوں پر پردہ ڈالتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ظالموں کے ساتھ رُسوا نہ کروں گا اور تم اس حال میں نماز عید سے فارغ ہوکر اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر آؤگے کہ مغفرت وبخشش پاچکے ہوگے اور تم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگیا۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۷)

عید کا دن کس کے لئے ہے: اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس مسلمان بندہ سے راضی ہوگیا ہے اس خوش نصیب مسلمان کے لئے آج کا دن عید کا دن ہے اگر ہم نے اپنے ظاہر کو صاف کرلیا اور باطن گندہ ہے اگر ہم نے غسل کرکے جسم کو پاک کرلیا ہے اور قلب میں بغض وحسد، غیبت وتہمت، بھائی سے بھائی کی نفرت، ماں باپ کی نافرمانی کی نحوست، نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ ادا نہ کرنے کی معصیت، حرام روزی حاصل کرنا اور جھوٹ بولنے کی لعنت، تکبر وگھمنڈ جیسے شیطانی عادت موجود ہیں تو یقیناً ہماری روح بھی گندی ہے اور ہمارے دل بھی ناپاک ہیں۔ تو سوچو اور غور کرو کہ چمکدار کپڑے پہننے سے کیا حاصل ہوگا جب تک ہمارے دل چمکدار اور صاف شفاف نہ ہوجائیں۔

افسوس صد افسوس: آج کے مسلمانوں کی تمام توجہ جسم وکپڑے اور مکان پر ہے کہ آج عید کا دن ہے سب صاف اور ستھرے اور چمک، دمک والے ہونا چاہئے یعنی ہماری نظر صرف ظاہر پر ہے۔ جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن یعنی روح وقلب کی پاکیزگی کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی کی قدر وقیمت ہے۔

کاش ہم مسلمان: اپنے باطن کی طرف نظر کرلیں یعنی روح وقلب کو پاکیزہ اور صاف ستھرا بنانے کی فکر کرلیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ٥ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى٥ (پ ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنز الایمان)

یعنی وہ مسلمان کامیاب ہے جس نے تزکیہ نفس کیا یعنی اپنے دل کو پاکیزہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور نمازیں پڑھیں گویا رب تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو کامیابی کا راز سمجھایا جارہا ہے کہ وہی لوگ کامیاب ہیں جنہوں نے اپنے دل کو پاک وصاف کیا اور دل کی پاکی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

اے ایمان والو! نماز وہ مقبول عبادت ہے جس کے بغیر قلب کی پاکی حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ جس مسلمان کا قلب تمام معصیتوں اور گناہوں کے دھبوں سے پاک وصاف ہوگیا وہی دل زندہ وتندرست ہوکر سیدھا کہلاتا ہے اور جس کا دل سیدھا ہے۔ اس کے جسم کے تمام اعضاء سیدھے رہیں گے۔ جسم کا کوئی حصہ حرام وگناہ کی طرف نہیں بڑھ سکتا۔ اس لئے کہ دل سیدھا ہے اور اگر جسم کے اعضاء سے گناہ سرزد ہونے لگیں یعنی آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں گناہ وحرام کا ارتکاب کررہے ہوں تو گویا دل ٹیڑھا ہوگیا ہے اس لئے دل کو سیدھا رکھنے کی احادیث طیبہ میں سخت تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ دل کے بگاڑ اور اس کے ٹیڑھے پن کے علاج کے لئے کثرت سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور اپنے رب تعالیٰ کے ذکر اور ہمارے پیارے نبی معراج کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعشق میں ڈوب کر پانچوں وقت کی نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے دل پاک وصاف اور زندہ ہوکر سیدھا اور درست ہوجائے گا۔ بہرحال ہماری گفتگو اور بیان کا مقصد یہ ہے کہ صرف ظاہری جسم کو بنا اور سنوار لینے اور آج عید کے دن چمکدار کپڑے پہن لینے سے اللہ تعالیٰ سے مسرت وشادمانی کی نعمت ودولت اور عید کی عیدی یعنی انعام واکرام نصیب نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرتے رہیں اور رمضان شریف میں جو ہماری عبادت تھی کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ خوب تلاوت قرآن مجید کرتے تھے۔ کثرت سے کلمہ ودرود شریف اور رورو کر دعاء مانگتے تھے یہ ہماری عادتیں باقی رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام سال کے تمام دنوں کو ہمارے لئے عید کا دن بنادے گا۔

عید کے دن ایک یتیم بچہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز عید کے لئے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے، راستے میں چند بچے کھیل رہے تھے۔ ان میں ایک بچہ غمزدہ اور پریشان راستے کے ایک طرف الگ، تھلگ کھڑا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور زاروقطار رورہا تھا۔ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظر کرم اس یتیم بچے پر پڑی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس بچے کے پاس تشریف لے گئے اور شفقت وپیار سے اس کے سر پر دست رحمت رکھا اور پیار بھرے انداز میں اس سے پوچھا کہ اے بچے! تم کیوں رورہے ہو؟ اور اس پریشان حال میں کیوں ہو؟ وہ بچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتا نہ تھا اس لئے وہ کہنے لگا کہ میں ایک یتیم بچہ ہوں۔ میرے والد محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے

ساتھ ایک جنگ میں تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے اور میری والدہ نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اب میرا اس دنیا میں کوئی معین و مددگار نہیں ہے۔ اگر میرے والد ہوتے تو مجھے بھی نہلاتے اور نیا کپڑا پہنا کر میری انگلی پکڑ کر مجھے بھی عیدگاہ اپنے ساتھ لے جاتے۔ جب میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جن کے باپ زندہ ہیں وہ نئے کپڑے پہن کر خوشیاں منا رہے ہیں تو مجھے اپنے باپ کی یاد ستا رہی ہے اور مجھے یہ مصیبت پریشان کر رہی ہے اس لئے میں رو رہا ہوں۔

رحمت تمام مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت مچل پڑی اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس یتیم بچے کو اٹھایا اور اپنے گلے سے لگالیا اور اسے اپنے گھر لے آئے اور اسے نہلایا اور بہترین لباس پہنایا اور خوشبو میں بسایا اور کھلا، پلا کر اس کو کندھے پر بیٹھا کر عیدگاہ کی جانب روانہ ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ اے بچے! کیا اب تم خوش ہو کہ نہیں اور کیا تم کو یہ پسند ہے کہ میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ صدیقہ تمہاری ماں؟ علی مرتضیٰ تمہارے چچا، امام حسن اور امام حسین تمہارے بھائی اور سیدہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) تمہاری بہن ہو جائیں تو اس بچے نے پہچان لیا کہ اس طرح کرم کی بارش کرنے والے کوئی اور نہیں بلکہ محبوب خدا، رحمت عالم، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ بچہ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ، یا رحمت اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے اور جب دوسرے، بچوں نے اس یتیم بچے کو نئے لباس میں ملبوس، خوشبو سے معطر اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ دیکھا تو ان بچوں نے رشک کرتے ہوئے بصد حسرت کہا کہ کاش ہمارے باپ بھی شہید ہو گئے ہوتے تو ہمیں بھی یہ سعادت و نعمت اور خوش نصیبی حاصل ہو جاتی جو اس یتیم بچے کو ملی۔ (زبدۃ الواعظین)

پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیئے ہیں دُربے بہادیئے ہیں

حضرات! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن اپنی خوشی میں کسی غریب اور یتیم کو شریک کر لینا سنت ہے

اے ایمان والو! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (۱) جس دن کوئی گناہ سرزد نہ ہو وہ دن مومن کے لئے عید کا دن ہے (۲) جس دن ایمان کے ساتھ دنیا سے آخری سفر ہوگا وہ دن مومن کے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا۔ (فقیہ ابواللیث)

حضرات! اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ہر دن گناہ سے بچنے کی توفیق دے اور ایمان پر ثابت قدم رکھتے ہوئے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

ہر مذہب والے عید مناتے ہیں: تاریخ شاہد ہے کہ ماضی میں ایسا ہوا ہے اور حال ہمارے سامنے ہے۔ ہر قوم اور تمام مذاہب کے ماننے والے سال میں کسی نہ کسی دن عید مناتے ہیں اور خوشیوں کا اہتمام کرتے ہیں مگر ان کی عید منانے کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ ہر قسم کے گناہ ان کی خوشی میں شامل ہوں، ناچنا، گانا، شراب نوشی، فحاشی، مرد و عورت کا باہم عریاں ہو جانا اور زنا جیسے فعل حرام کا ارتکاب ان کی عید و خوشی میں شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے پاک رب تعالیٰ نے پاک رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ پاک مذہب اسلام عطا فرمایا۔ اسلام وہ مذہب مہذب ہے جس نے کسی بھی حال میں اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کے گناہ سے روکا ہے اور عید کا دن تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کرنے کا دن ہے۔ عید کا دن اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا دن ہے اللہ تعالیٰ سے نعمت و دولت پانے کا دن ہے اور جب کوئی بندہ عید کے دن کسی طرح کا کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو عید کے دن کے انعام و اکرام سے محروم کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ط (پ۱۳، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی اگر تم میرا شکر ادا کرو گے (اس پر جو نعمتیں میں نے تم کو دی ہیں) تو میں نعمتیں اور زیادہ فرما دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

یعنی میری نعمت کے ملنے پر اگر تم ناقدری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے جس سے بچنا تمہارے لئے ممکن نہیں۔

شاہ بطحا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ شریف کے لوگوں نے سال میں دو دن ایسے مقرر کر رکھے ہیں جن کو وہ کھیل، کود، لہو و لعب میں گزار دیتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا مذہب اسلام بے راہ روی اور گناہ والے کھیل کود کی اجازت نہیں دیتا، اسلام قلب میں روحانیت اور طبیعت میں شرافت و نیکی بیدار کرنے کی دعوت دیتا ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان جاہلیت کے تہواروں کے بدلے دو عیدیں مقرر کیں۔ ایک عید الفطر اور دوسری عید قرباں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ عید کے دن گناہوں سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور پھر آپ نے خود بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کیا اور حمد و ثنا بیان فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

عید کے دن کی تکبیر: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۝ (ابن ماجہ، ص ۹۱، مشکوٰۃ شریف)

اے مسلمان جاگ جا: عید کے دن ہر مسلمان تکبیر کہے یعنی اپنے خالق و مالک رب تعالیٰ کی کبریائی و بزرگی بیان کرے اور اپنے رب تعالیٰ کے حضور رکوع کرے اور سجدہ یعنی نماز ادا کرے۔ ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے حبیب، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس تکبیر و نماز کے ذریعہ اپنے غلاموں یعنی مسلمانوں کو یہ بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہماری حقیقی عید اللہ تعالیٰ کے ذکر و بندگی سے ہوتی ہے گویا ہم مومنوں کی عید صحیح معنوں میں اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی برکت سے مومن بندہ کو دائمی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر غم و زحمت کو دور کرتا ہے اور جو شخص غم و پریشانی میں نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے ذکر اور نماز کی برکت سے غم کو خوشی میں اور پریشانی کو آسانی میں تبدیل فرمادیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ راضی ہے تو ہر دن عید کا دن ہے

سرچشمۂ ولایت کان خیر و برکت امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید کے دن جو کی بھوسی کی بنی ہوئی روٹی تناول فرمارہے تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آج تو عید کا دن ہے اور آپ جو کی بھوسی کی روٹی کھارہے ہیں؟ میرے آقا ابوالحسن والحسین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا کہ آج عید کا دن اس بندۂ مومن کے لئے ہے جس کا روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگیا ہو اور اس شخص کے گناہ بخش دیئے گئے ہوں۔ آج کا دن بھی ہمارے لئے عید کا دن ہے اور ہر وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہے جس دن ہم کوئی کام گناہ کا نہ کریں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۷)

اے ایمان والو! میرے آقا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم غلاموں کو بتادیا کہ جس دن کوئی گناہ کا کام نہ ہو بلکہ وہ کام ہو جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے راضی اور خوش ہوجائے تو وہ دن بندۂ مومن کے لئے عید کا دن ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید: امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عید کے دن اپنے بیٹے کو پرانی قمیص پہنے دیکھا تو رو پڑے، بیٹے نے عرض کیا۔ ابا جان! آپ کس لئے روتے ہیں؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے بیٹے! مجھے اندیشہ ہے کہ آج عید کے دن جب لڑکے تجھے اس پھٹے پرانے لباس میں

دیکھیں گے تو تیرا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے جواب دیا دل تو اس کا ٹوٹے جو رضائے الٰہی کو نہ پاسکا یا جس نے ماں، باپ کی نافرمانی کی ہو اور مجھے امید ہے کہ آپ کی رضامندی کے طفیل اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، بیٹے کو گلے لگایا اور اس کے لئے دعا کی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۰،۷)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ نئے اور چمک، دمک والے کپڑوں سے حقیقی عید نصیب نہیں ہوتی ہے بلکہ ماں باپ کی رضامندی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے بندۂ مومن کے لئے عید کے دن عید ہوتی ہے ورنہ وعید ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید

عید کے روز لوگ دربار عدالت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا دروازہ بند ہے اور آپ زار و قطار رو رہے ہیں۔ لوگوں نے حیران و پریشان ہو کر عرض کیا یا خلیفۃ المسلمین! آج تو عید کا دن ہے۔ آج تو مسرت و شادمانی اور خوشی کا دن ہے۔ یہ عید کے دن رونا کیسا؟ آپ نے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا ھٰذَا یَوْمُ الْعِیْدِ وَھٰذَا یَوْمُ الْوَعِیْد۔ اے لوگو! یہ عید کا دن بھی ہے اور وعید کا دن بھی ہے یعنی آج کا دن خوشی کا دن بھی ہے اور غم کا دن بھی ہے۔ آج جن لوگوں کے نماز روزہ مقبول ہو گئے ان لوگوں کے لئے آج کا دن عید کا دن ہے اور جن لوگوں کی نماز و روزہ رد کر کے ان کے منہ پر مار دیئے گئے ہیں ان لوگوں کے لئے تو آج کا دن وعید یعنی غم کا دن ہے اور میں تو اس خوف سے رو رہا ہوں کہ۔

اَنَا لَا اَدْرِیْ أَمِنَ الْمَقْبُوْلِیْنَ أَمِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ ۝

یعنی مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں مقبول ہوا ہوں یا رد کر دیا گیا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۳۷۸)

اے ایمان والو! خوب غور کرو اور سوچو! کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو ہمارے آقا، قاسم جنت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی تھی جن کی مبارک جماعت کو عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفےٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

بلاشک وشبہ: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقبول خلیفہ اور مقبول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقبول امیر و امام تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول صحابی ان کی نماز و روزہ اور تمام اعمال بلاشک وشبہ مقبول تھے۔ مگر خشیت الٰہی خوف خداوندی کا آپ پر اس قدر غلبہ تھا کہ صرف یہ سوچ کر رو رہے تھے کہ نہ معلوم میری نمازیں اور روزے قبول ہوئے ہیں یا نہیں، عید کے دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گریہ وزاری صرف اور صرف خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کے غلبہ کی وجہ سے تھی ورنہ آپ مقبول اور آپ کی نمازیں اور روزے و جملہ اعمال مقبول تھے اور ایک ہم مسلمان ہیں کہ نہ نماز کی پابندی ہے اور نہ ہی روزوں کا ادب واحترام، تو مقبول ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ مگر عید کی تیاری پورے ماہ رمضان شریف کرتے ہیں اور چمک دمک والے کپڑے پہننے کو ہم نے عید سمجھ رکھا ہے۔

منزل عشق میں تسلیم ورضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

اللہ تعالیٰ کی رضا حقیقی عید ہے

بلند پایہ بزرگ بڑے نیک و پرہیزگار، مسلمانوں کے بادشاہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹیاں عید سے ایک دن قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں ابا جان! کل عید کا دن ہے ہم کون سے کپڑے پہنیں گے؟ آپ نے فرمایا یہی کپڑے جو تم نے پہن رکھے ہیں۔ انہیں دھو کر آج صاف کر لو اور کل عید کے دن پہن لینا۔ بیٹیاں مچل گئیں اور ضد کرتے ہوئے کہا۔ نہیں آپ ہمارے لئے نئے کپڑے بنوا دیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری بیٹیو! عید کا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ نئے کپڑے پہننا ضروری تو نہیں۔ بیٹیوں نے عرض کیا کہ آپ کی بات صحیح و درست ہے لیکن ہماری سہیلیاں اور دوسری لڑکیاں ہمیں طعنہ دیں گی کہ تم بادشاہ کی بیٹیاں اور امیر المومنین کی لڑکیاں ہو اور اس پُرانے کپڑے سے عید منا رہی ہو۔ یہ کہتے ہوئے بیٹیوں کی آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔ بیٹیوں کی باتیں سن کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھی بھر آیا اور آنکھیں چھلک پڑیں۔ آپ نے خازن کو بلا کر فرمایا مجھے میری ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی دیدو۔

خازن بڑے نیک اور پرہیزگار تھے عرض کیا۔ حضور! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہیں

گے؟امیر المومنین نے فرمایا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ۔یعنی اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے تو نے بہت عمدہ اور صحیح بات کہی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹیوں سے فرمایا، میری پیاری بیٹیو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا وخوشی پر اپنی آرزو اور خوشی کو قربان کردو۔ کوئی شخص اس وقت تک جنت کا حقدار نہیں بن سکتا جب تک وہ شخص کچھ قربانی نہ دے۔

اے ایمان والو! جو واقعہ آپ حضرات نے سنا اس میں ہمارے لئے بے شمار ہدایتوں کے چراغ روشن ہیں جس سے ہم کو عبرت ونصیحت بھی ملتی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین اور مسلمانوں کے بادشاہ تھے جو چاہتے خرچ کر سکتے تھے، مگر ایسا نہیں کیا اس لئے کہ ان کے دل میں خوف خدائے تعالیٰ تھا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے کہ ایک دن ہم کو بھی مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر ذرے ذرے کا اور ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہے لیکن آج کے مسلمانوں کا حال اس کے برعکس ہے۔ مسجد کا معاملہ ہو یا مدرسے کا یا کوئی اور امانت ہو۔ امانت بہر حال امانت ہے۔ شریعت مطہرہ نے جہاں خرچ کرنے کی اجازت دی ہے صرف وہیں خرچ کئے جائیں گے ورنہ حرام و ناجائز ہوگا۔ ایک دن مرنا ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر ذرے ذرے کا اور ہر امانت کا حساب دینا ہے۔ سوچ لو! اور آج ہی فیصلہ کرلو! ورنہ کل شرمندہ ہوگے اور پچھتاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور حلال روزی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پیروں کے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عید

نیک و پارسا اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے، جن کو صحیح معنوں میں عید منانے کا حق حاصل تھا وہ کیا فرماتے ہیں۔ سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

ہمارے پیر، روشن ضمیر، عالم کے دستگیر ابوالشیخ ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کتنی بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے کہ آپ کا قدم مبارک ہر ولی کے گردن پر ہے۔ کیا ہی خوب فرمایا نائب غوث اعظم ،قطب عالم، مرشد اعظم، حضور مفتی اعظم ہند بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل وکرم غوث اعظم

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک رُباعی میں فرماتے ہیں۔

خلق گوید کہ فرداروز عیداست
خوشی درروح ہرمومن پدید ست
دراں روزے کہ با ایماں بمیرم
مرادر ملک خود آں روزعید است

یعنی اللہ کی مخلوق کہہ رہی ہے۔ کل عید ہے، کل عید ہے اور سب خوش ہیں لیکن میرا خاتمہ جس دن ایمان پر ہوگا وہی دن میرے لئے عید کا دن ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین)

اے ایمان والو! کتنے بڑے ولی اللہ کا واقعہ آپ حضرات نے سناوہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہوگا جس دن ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

پتہ چلا کہ بے ایمان کے لئے عید ہے ہی نہیں۔ عید تو صرف مومن کے لئے ہے اور مومن وہ شخص ہے جو اپنی عزت وآبرو اور جان و مال کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم ناز پر قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہو اور وقت آنے پر قربان بھی کردیتا ہو۔

امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

شب عید کی فضیلت: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت تمام خیرالانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی راتوں میں (یعنی شب عیدالفطر اور شب عیداضحیٰ میں طلب ثواب کے لئے رات بھر جاگ کر عبادت کرے) اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

(ابن ماجہ، ص ۱۲۷، بہار شریعت، ح ۴، ص ۱۰۵، الترغیب والترہیب، ح ۲، ص ۱۵۲)

پانچ راتوں کی برکت: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص پانچ راتوں میں شب بیداری کرے یعنی رات بھر جاگ کر عبادت کرے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں اور دسویں راتیں اور چوتھی عیدالفطر کی رات اور (پانچویں) شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب برأت۔ (بہار شریعت، ح ۴، ص ۱۰۵، الترغیب والترہیب، ح ۲، ص ۱۵۲)

اے ایمان والو! عیدین کی راتیں بڑی برکت و رحمت والی ہیں جو شخص عید کی رات میں شب بیداری کرے یعنی رات میں جاگ کر اپنے رب تعالیٰ کے لئے نماز پڑھے۔کلمہ و درود شریف کا ورد کرے دعاء اور دوسری عبادتوں میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔

قبر میں نور ہی نور: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اپنی عیدوں کو تکبیروں سے زینت دو۔ (کنز العمال، ج۸، ص۲۵۰)

(یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد) عید کے دن کثرت سے پڑھنا چاہئے۔

اور شاہ مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا اور مسلمانوں کی روحوں کو (یعنی مرحومین کی روحوں کو) ہدیہ یعنی ایصال ثواب کیا تو ہر ایک مسلمان کی قبر میں ایک ہزار نور داخل ہوتے ہیں اور جب وہ شخص مرے گا جس نے یہ کلمہ پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار نور داخل فرمائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب)

اے ایمان والو! جو مومن بندہ کسی مومن میت کے لئے کچھ ذکر خیر کر کے ایصال ثواب کرتا ہے تو میت کو نور و ثواب ملتا ہے اور ایصال ثواب کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ نور و ثواب کی نعمت عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا ہم کو مومنین مرحومین کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب کرنا چاہئے تا کہ مرنے کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو۔

نماز عید الفطر سے پہلے کھجور کھانا سنت ہے: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور عید الاضحیٰ کو نہ کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی شریف، ابواب العیدین، ج۱، ص۱۲۰) اور بخاری شریف کی روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرما لیتے اور وہ کھجوریں طاق ہوتیں (یعنی ۳۔۵۔۷ یا اس سے زیادہ طاق کھجوریں) (بخاری شریف، ج۱، ص۱۳۰، ترمذی، ج۱، ص۱۲۰، ابن ماجہ)

عید کی نماز کے بعد راستہ بدل کر آنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا، نبی رحمت، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے.

(ابن ماجہ، ص ۹۲، ترمذی، ابواب العیدین، ج ۱، ص ۱۲۰، دارمی، ج ۱، ص ۳۶۰)

اے ایمان والو! ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عید الفطر کی نماز سے پہلے چند کھجوریں کھانا سنت اگر وہ کھجوریں طاق ہوں تو بہتر ہے اور اگر کھجوریں نہ ملیں تو میٹھی چیز بھی کھا سکتے ہیں اور عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا سنت ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عید کی نماز کے لئے ایک راستہ سے جانا اور عید کی نماز پڑھ کر دوسرے راستے سے آنا سنت ہے۔

روز عید کی سنتیں: روز عید یہ سارے کام مستحب یعنی نیک وثواب ہیں۔ ۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن تراشوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا ہوا صاف کپڑا پہننا (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) فجر کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عیدگاہ جلد چلا جانا (۱۰) نماز سے پہلے (یعنی نماز عید سے پہلے) صدقۂ فطر ادا کرنا (۱۱) عیدگاہ پیدل جانا (۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۳) نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا مگر کھجوریں طاق ہوں۔ اگر کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا (۱۴) خوشی ظاہر کرنا (۱۵) کثرت سے صدقہ دینا (۱۶) عیدگاہ کو اطمینان ووقار اور نیچی نگاہ کر کے جانا (۱۷) آپس میں مبارکباد دینا مستحب ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۹۳، ترمذی، ج ۱، ص ۱۱۹، بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۰۶)

مسئلہ: سواری پر عید کی نماز کے لئے جانے میں حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لئے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۴۹)

مصافحہ کرنا اور گلے ملنا سنت ہے: حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے گلے ملے یعنی معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۱۰۲)

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگالیا یعنی معانقہ فرمایا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم اپنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوئے تو ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیا (یعنی ہم نے آپ سے مصافحہ کیا اور ہاتھوں کو چوما) (ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۷۰۹)

اے ایمان والو! مصافحہ اور معانقہ کرنا یعنی گلے لگانا سنت ہے اور بزرگوں کے ہاتھوں اور پیروں کو چومنا

بھی صحیح و درست ہے جیسا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور پائے مبارک کو بھی چوم لیتے تھے۔

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ حضرت وازع بن زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک اور قدم مبارک کو بوسہ دیتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ نماز عید کے بعد مسلمانوں سے مصافحہ اور معانقہ کریں اور بزرگوں کے ہاتھوں کا بوسہ دیں کہ یہ سب امور کار ثواب اور برکت و رحمت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے خوشیاں بڑھتی ہیں اور عید کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ (ابوداؤد، ج۲، ص۷۰۹)

صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بخاری، ج۱، ص۲۰۴، بہار شریعت، ح۵، ص۶۷، درمختار)

بیان صدقۂ فطر: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا بندے کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ (بہار شریعت، ح۵، ص۶۷ بحوالہ کنز العمال، ج۴، ص۳۱۶)

صدقۂ فطر واجب ہے: حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایک شخص جا کر مکہ شریف کے کوچوں یعنی گلیوں میں اعلان کردے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ (ترمذی شریف، ج۱، ص۱۴۶)

صدقۂ فطر روزوں کی پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے زکوۃ و صدقۂ فطر مقرر فرمائی تا کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزوں کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش (یعنی کھانا) ہو جائے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ص۱۳۱)

صدقۂ فطر کب ادا کرے: صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کردے اگر رمضان شریف سے پہلے یا رمضان شریف میں کسی دن بھی ادا کردے تو جائز ہے صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا (اور اگر عید کا دن گزر گیا اور صدقۂ فطر ادا نہ کیا تھا تو صدقۂ فطر اب بھی اس پر واجب ہے عمر میں جب بھی ادا کرے گا تو ادا ہو جائے گا مگر ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ بہتر و افضل یہی ہے کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے ادا کردے۔ (درمختار، ج۳، ص۳۶۲، بہار شریعت، ح۵، ص۶۷)

اے ایمان والو! آج عید کا دن ہے۔ نماز عید کے لئے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہم مسلمانوں کو اپنے گھر میں بلایا، اپنا ذکر اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی باتیں سننے اور سنانے کا موقع عطا فرمایا۔ رکوع اور سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ آج کی اس مبارک ساعت میں ہم اپنے کریم ورحیم رب تعالیٰ کے حضور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے دعاء مانگیں کہ اللہ تعالیٰ نماز عید کے طفیل ہم کو ہر دن پانچوں وقت کی نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی ہم سب نماز عید کے بعد ایک دوسرے سے مصافحہ ومعانقہ یعنی گلے ملیں گے۔

کہ یہ سب امور سنت ہیں ہم کو ضرور سنت پر عمل کرنے کا ثواب نصیب ہوگا۔ حدیث پاک ہے کہ دو مسلمان آپس میں جب مصافحہ کرتے ہیں یا معانقہ کرتے ہیں تو دونوں کے جُدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دونوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ج۲، ص ۷۰۸)

ہمارے تو کام بن گئے۔ سنت پر عمل کا صلہ ملا کہ ہم خطا کاروں کی گناہ ومعصیت سے مغفرت وبخشش ہوگئی۔

ایک گنہگار کو اور کیا چاہئے
حشر میں دامن مصطفےٰ چاہئے

حضرات! آج کے دن کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دو کہ صدقہ گناہوں اور خطاؤں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور صدقہ کے ذریعہ نیکیاں قبول ہو جاتی ہیں۔ خوب خوشی کا اظہار کرو اللہ تعالیٰ حقیقی خوشی عطا فرمادے گا۔ غریبوں اور یتیموں کو بھی اپنی خوشی میں شریک کرلو اس لئے کہ غریبوں اور یتیموں سے محبت کرنا سنت ہے۔ یتیموں کی دعا لو کہ یتیم کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے دعاء مانگو کہ آج عید کے دن ہر سائل کا سوال پورا کیا جائے گا اور مانگنے والوں کی ہر دعا مستجاب ہوگی۔

یا اللہ! یا رحمٰن! یا رحیم! تیرے محبوب رسول اور ہمارے غمخوار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلہ سے اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز اور پیارے رضا وہمارے پیر ومرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل ہم کو ہمارے ماں باپ کو اور اس مجمع میں جتنے حضرات ہمارا بیان سن رہے ہیں ان سب کو۔ بلکہ پورے عالم اسلام کو وہ انعام واکرام عطا فرمادے جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور عید کی عیدی سے نواز دے اور مغفرت وبخشش پانے والوں میں ہم سب کا نام لکھ دے۔ اپنا امان عطا فرما۔ اپنی حفاظتوں کے سائے میں رکھ ہر پل اور ہر لمحہ میرے غوث وخواجہ ورضا ومرشد کا سایہ عطا فرما اور وہ کام لے لے جس سے تو اور تیرا حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم راضی ہو جائے۔ ہم کو اور جتنے حاضرین ہیں ان سب کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرما اور بار بار نصیب فرما۔

دکھادے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اور مدینہ شریف کے طفیل طواف کعبہ اور حج کعبہ نصیب فرما۔ کربلا شریف، بغداد شریف اور بار بار ہر مہینہ، اجمیر شریف کی حاضری نصیب فرما اور جن لوگوں نے مجھ گنہگار سے دعا کے لئے کہا ہے مولیٰ تعالیٰ تو سب کو جانتا ہے اور سب کے احوال کو بھی جانتا ہے ان سب کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما اور یا رحمٰن یا رحیم آخری دعا یہ ہے کہ ہم سب کو ایمان پر، غلامی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر زندہ رکھ اور اسی پر خاتمہ بالخیر نصیب فرما۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت سیدی خواجہ عثمان ہارونی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ۱۱، رکوع ۱۲)

ترجمہ: سن لو! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

آپ کا وطن: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وطن شریف خراسان میں قصبہ ہارون ہے۔

(مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

حضرات! خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے قصبہ کو بعض حضرات ہرون اور بعض ہارون کہتے ہیں۔ مرآۃ الاسرار میں ہارون لکھا ہے۔ اور خیر المجالس کے مطابق ہرون ہے۔

آپ کا سال ولادت: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سال ولادت میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک سال ولادت ۵۳۶ھ مطابق ۱۱۴۱ء ہے

آپ کا خاندان: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔

(سلطان الہند غریب نواز، ص ۷۳)

آپ کی تعلیم: ۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم حفظ کیا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے نیشاپور کے علماء کی خدمت میں رہ کر حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر مروجہ علوم وفنون میں کامل دسترس حاصل کر کے زبردست محدث وفقیہ اور عالم وفاضل ہوئے۔ (ملخصاً مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

بیعت وخلافت: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہ کر راہ سلوک ومعرفت کی تربیت حاصل کی اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ (سیر الاولیاء، ص ۵۳)

خواجہ عثمان ہارونی کی عبادت وریاضت

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر سال تک سخت ریاضت ومجاہدہ میں بسر کیا اور اس مدت میں پیٹ بھر کر نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا اور قرآن مجید کے حافظ تھے۔ روزانہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔

(اہلسنت کی آواز، ۲۰۰۸ء ص ۲۰۲)

خواجہ عثمان ہارونی مستجاب الدعوات تھے

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعواۃ تھے یعنی آپ جو دعاء مانگتے تھے اللہ تعالیٰ فوراً قبول فرمالیتا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعاء مانگی کہ میری قبر مکہ معظمہ میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبول بخشا اور قبر شریف مکہ مکرمہ میں ہے۔

دوسری دعاء آپ نے یہ مانگی کہ میرے فرزند معین الدین نے مدت دراز تک جو میری خدمت کی ہے اس کے صلہ میں اس کو وہ ولایت وبزرگی عطا ہو جو کسی اور کو عطا نہ ہوئی ہو۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۶۱)

خواجہ عثمان ہارونی کتنے بڑے بزرگ تھے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور کمالات وبزرگی کا اس بات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ خواجہ بزرگ، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شاہباز آپ کے مرید ہیں۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۵۴)

خواجہ عثمان ہارونی کی مقبولیت کا عالم

سید السادات حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت ومقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نماز ادا فرما لیتے تو غیب سے آواز آتی کہ ہم نے تمہاری نماز قبول کی، مانگو کیا مانگتے ہو۔ خواجہ عثمان ہارونی عرض کرتے کہ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ آواز آتی کہ اے عثمان! میں نے جمال لازوال تجھ کو بخشا، کچھ اور مانگو کیا مانگتے ہو؟

عرض کرتے ہیں الٰہی! تیرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کو بخش دے۔ آواز آتی کہ میں نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے تیس ہزار گنہگاروں کو تمہاری وجہ سے بخش دیا۔ آپ کو پانچوں وقت یہ بشارت ملتی۔ (سبع سنابل شریف، ص ۴۳۵)

حضرات! جب بندہ، محبوب ومقبول ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کا اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جایا کرتا ہے اور اس منزل میں بندہ جو بھی عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

خواجہ عثمان ہارونی کی کرامات

(۱) آنکھیں بند کروا کے دریا پار کرا دیا: ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر وبیشتر بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے دریا دجلہ کے کنارے پر پہنچا۔ دریا کو پار کرنے کے لئے کشتی نہ تھی۔ میرے پیر ومرشد نے فرمایا آنکھیں بند کرلو! میں نے آنکھیں بند کر لی، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا آنکھیں کھول دو! جب میں نے آنکھیں کھولیں تو ہم دونوں دریا کے پار دوسرے ساحل پر کھڑے تھے۔ (سیر الاولیاء، ص:۵۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اسی لئے حکم عطا فرمایا ہے کہ

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ٥ (پ ۱۱، رکوع ۴) یعنی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ!

حضرات! پیر ومرشد کی صحبت کی کتنی عظیم برکت ہے کہ مرشد نے آنکھ بند کروا کے دریا پار کرا دیا اور مرید کو پتہ تک نہ چلا۔ یہ ہے اللہ والوں کی غلامی اور مریدی کا نتیجہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ہم سنی مسلمان اپنے مرشدانِ کرام کے دامن کے سائے میں پل صراط پار کر جائیں گے اور احساس تک نہ ہونے پائے گا کہ ہم پل صراط پار کر کے جنت میں داخل ہو چکے ہیں۔

عاشقِ رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

(۲) چالیس سال کا گم شدہ بچہ گھر آگیا

ہند کے مرشدِ اعظم سرکار خواجہ اعظم حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک بوڑھا شخص سخت پریشانی اور حیرانی کے عالم میں میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ چالیس سال سے میرا لڑکا گم ہے۔ اس کی زندگی و موت کی مجھے خبر نہیں کہ میرا لڑکا زندہ ہے یا مر گیا۔ آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ دعا کریں کہ میرا بیٹا مجھے مل جائے۔ آپ نے سر جھکا لیا اور مراقبہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ دعا مانگو کہ اس کا بیٹا اسے مل جائے۔ جب دعا کر چکے تو آپ نے اس بوڑھے شخص سے فرمایا کہ تم گھر جاؤ، تمہارا بیٹا گھر آگیا ہوگا۔

جب وہ بوڑھا شخص گھر پہنچا تو کسی نے مبارک باد دی کہ تمہارا بیٹا گھر آگیا ہے۔ جب باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی تو دونوں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو خواجہ نے اس سے فرمایا، تم اتنے سالوں تک کہاں رہے تو اس نے بتایا کہ مجھے جناتوں نے پکڑ لیا اور سمندر کے ایک جزیرہ پر زنجیروں کی بیڑیاں پہنا کر قید کر رکھا تھا۔ میں سمندر کے اس جزیرہ پر تھا کہ آپ کی شکل کے ایک بزرگ آئے۔ انہوں نے زنجیروں پر نگاہ ڈالی تو وہ ٹوٹ کر گر پڑیں اور ان بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ آنکھیں بند کرو! اور جب میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ (سیر الاولیاء، ص:۵۴، مراۃ الاسرار، ص:۵۵۸)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک و صالح بندوں کو کیسی کیسی کرامتوں سے نوازا ہے۔ اللہ والوں کی نگاہِ التفات سے قید و بند کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آتی ہیں۔ اس لئے ہماری فکر یہ ہونی چاہئے کہ اللہ والوں کی غلامی سلامت رہے پھر ہم کو مشکل و مصیبت اور تکلیف و سختی سے بچانا اور نجات دلانا، اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی قوت و طاقت سے اللہ والوں کا کام ہے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(ڈاکٹر اقبال)

(۳) خواجہ عثمانِ ہارونی مجوسی لڑکے کے ساتھ آگ میں

حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایسی جگہ سے ہوا جہاں آتش پرست آباد تھے ان کا ایک بہت ہی بڑا آتش کدہ تھا جس پر انہوں نے گنبد بنایا تھا جس میں شب و روز آگ جلتی رہتی۔ روزانہ بیس گاڑی لکڑی جلائی جاتی تھی اور ہر وقت آتش پرستوں، مجوسیوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ حضرت خواجہ نے وہاں سے دور ایک درخت کے نیچے ندی کے کنارے قیام فرمایا۔ آپ نے اپنے خادم فخرالدین کو حکم دیا کہ افطار کا وقت قریب ہے روٹی تیار کرو! خادم آگ لینے کے لئے گئے تو آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کر دیا۔ خادم نے جا کر ماجرا بیان کیا۔ تو خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود آتش کدہ کے پاس تشریف لے گئے جہاں آتش پرستوں کا سردار اپنے سات سالہ بچہ کو گود میں لئے ہوئے تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے اردگرد تمام مجوسی بیٹھے آگ کی پوجا کر رہے تھے۔

حضرت خواجہ نے مجوسیوں کے سردار سے فرمایا: جو آگ تھوڑے سے پانی سے ختم ہو جاتی ہے اسے پوجنے کا کیا فائدہ؟ اس خالق و مالک کی عبادت و پوجا کیوں نہیں کرتے جس نے آگ وغیرہ سب کو پیدا کیا ہے۔ آگ کی پوجا کرتے ہو؟ جو ایک مخلوق ہے۔ مجوسیوں کے سردار نے جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں آگ کا بڑا درجہ ہے۔ آگ ہمارا معبود ہے اس لئے ہم اس کی پوجا کرتے ہیں تاکہ مرنے کے بعد ہمیں نہ جلائے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: برسوں ہو گئے ہیں تم لوگ اس آگ کی پوجا کرتے ہو، آؤ اس کے اندر ہاتھ ڈالکر دیکھو کہ یہ آگ تمہیں جلاتی ہے یا چھوڑ دیتی ہے۔ مجوسیوں کے سردار نے جواب دیا کہ جلانا آگ کا کام ہے، کسی کی کیا مجال جو اس کے قریب جا سکے۔ حضرت خواجہ نے مجوسیوں کے سردار کی گود سے اس کا سات سالہ بچہ لیا اور آگ کی طرف بڑھے اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰىٓ اِبْرَاهِيْمَ ۝ پڑھ کر دہکتے ہوئے آتش کدہ میں چلے گئے۔

مجوسیوں۔ آتش پرستوں میں شور و غل مچ گیا، کچھ دیر حضرت خواجہ نگاہوں سے غائب رہے پھر آپ اس آگ سے اس حال میں نکلے کہ آپ کے اور اس مجوسی بچے کے کپڑوں پر آگ تو کیا اس کے دھوئیں کا اثر بھی نہ تھا۔ اس دوران ہزاروں آتش پرست جمع ہو گئے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر سب حیران و ششدر رہ گئے، انہوں بچے سے پوچھا تو نے آگ کے اندر کیا دیکھا بچے نے جواب دیا کہ وہاں گل و گلزار کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ حضرت خواجہ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام آتش پرست مجوسیوں نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دئے اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

حضرت خواجہ نے آتش پرستوں کے سردار کا نام عبداللہ اور اس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ نے دونوں کی تربیت فرمائی، حتیٰ کہ دونوں ولایت کے منصب پر فائز ہوئے اور اس آتش کدہ کی جگہ مسجد تعمیر کی گئی۔ حضرت خواجہ نے اس جگہ ڈھائی سال تک قیام فرمایا۔ (مونس الارواح، ص ۲۶، خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۵۲، مراۃ الاسرار، ص ۵۵۹، معین الارواح، ص ۴۷)

اے ایمان والو! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ جو اللہ کا ولی ہوتا ہے آگ اس کو نہیں جلا سکتی۔

حضرات! آگ کا کام ہے جلانا تو آگ نے جلایا کیوں نہیں؟ تو ہمارا مخالف کہے گا کہ خواجہ صاحب نماز پڑھتے تھے اور عبادت کثرت سے کیا کرتے تھے تو یہ نماز کی برکت تھی، عبادتوں کا صلہ تھا، جس کی وجہ سے آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا اور ان کو جلایا بھی نہیں۔

خواجہ صاحب نمازی اور عبادت گزار تھے اس لئے آگ میں جلنے سے محفوظ رہے۔ تو بد عقیدہ شخص سے سوال کیا جائے کہ آتش پرستوں کے سردار کا وہ سات سالہ لڑکا جس کو خواجہ صاحب اپنے گود میں لیکر آگ میں تشریف لے گئے، وہ تو کافر و مشرک کا لڑکا تھا، وہ لڑکا نمازی اور عبادت گزار نہ تھا تو آگ نے اس پر اثر کیوں نہیں کیا، وہ لڑکا آگ میں جلنے سے محفوظ کیوں رہا؟

حضرات! اولیاء کرام کے مخالف قیامت تک اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔

حضرات! ہم غلامانِ اولیاء خواجہ صاحب سے عرض کریں کہ حضور آپ جلتی اور بھڑکتی شعلہ بار آگ میں کیوں تشریف لے گئے؟ تو خواجہ صاحب کی بارگاہ سے یہ جواب ملے گا کہ ہم شعلہ بار آگ میں اس لئے گئے کہ آتش پرستوں، آگ کے پجاریوں کے روبرو اسلام کی حقانیت وسچائی کی قوت وطاقت کو اجاگر کیا جائے اور آگ کے سامنے جھکنے والوں کو خدائے واحد کی بارگاہ میں جھکایا جائے، آگ کے پجاریوں کو اللہ واحد کا پجاری بنایا جائے، کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو اسلام کے اجالوں میں لاکر مسلمان کیا جائے تو پھر ہم غلامانِ اولیاء حضرت خواجہ صاحب کی بارگاہ میں معروضہ پیش کریں گے کہ اے خواجہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی کرامت و بزرگی کو ظاہر کر کے آتش پرستوں، مجوسیوں اور کافروں مشرکوں کے سامنے اسلام کی حقانیت وسچائی کی قوت وطاقت کو اجاگر کر کے ان کو مسلمان بنانا تھا تو آپ تنہا آگ کے شعلوں میں چلے جاتے، آپ کا مقصد پورا ہو جاتا مگر آپ آتش پرستوں کے سردار کے لڑکے کو اپنی گود میں لیکر آگ میں کیوں گئے تو یقیناً خواجہ صاحب کی بارگاہ سے یہ جواب ملتا نظر آئے گا کہ اگر ہم تنہا بھی آگ میں چلے جاتے تو کافر و مشرک آتش پرست ہماری یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو جاتے مگر ہمیں تو مخالف کو جواب بھی دینا تھا کہ اللہ کے ولی ہر تکلیف اور بلا سے محفوظ ہیں اور جو

شخص اللہ کے ولی سے قریب ہے وہ بھی آگ میں جلنے اور مرنے اور ہر قسم کی مصیبت و بلا سے محفوظ ہو جایا کرتا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے قریب رہنے والے بروز قیامت بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ و مامون رہیں گے۔

(۴) **ستر جاہلوں نے توبہ کی:** ستر جاہلوں کی ایک مجلس آدھی رات خرافات میں مبتلا تھی، انہیں لوگوں کے درمیان حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کا ذکر ہونے لگا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم سب اس وقت خواجہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کا امتحان لیں گے اور اگر ہم لوگ کرامت دیکھ لیں گے تو سب مرید ہو جائیں گے۔ ان جاہلوں میں سے ہر ایک نے اپنے دماغ میں الگ الگ کھانے کا خیال کیا جو آدھی رات کے بعد ملنا بظاہر مشکل کام تھا۔ پھر وہ سب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ نے ان جاہلوں کو دیکھ کر فرمایا وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ ان سب جاہلوں کو اپنے سامنے بٹھایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، فوراً ہی ایک کھانے کا طبق غیب سے ظاہر ہوا جس میں قسم قسم کے کھانے تھے۔ حضرت خواجہ نے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق جدا جدا کھانے تقسیم فرمائے، جب ان جاہلوں نے حضرت خواجہ کی کرامت دیکھی تو خلوص دل کے ساتھ توبہ کی اور آپ کے مرید ہو گئے اور وہ لوگ کمالاتِ ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۲۵۶)

حضرات! اس واقعہ سے پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ والوں کا امتحان لینے والے اور ان کو آزمانے والے فاسق و فجار اور جاہل و گنوار ہی ہوتے ہیں۔ نیک و صالح اور تھوڑا بھی علم رکھنے والے یہ کام نہیں کرتے۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جاہل و آوارہ شخص ہی کیوں نہ ہو، جس نیت سے اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ولی کی دعا سے اس کی نیت کے مطابق اس شخص کو وہ چیز مل جایا کرتی ہے اس لئے ہم کو چاہئے کہ اچھی نیت کے ساتھ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری دیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اچھا صلہ و بدلہ عطا فرمائے۔

اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کتنا بڑا جاہل اور فاسق شخص کیوں نہ ہو اگر اللہ کے ولی کے پاس چلا جاتا ہے تو اللہ کے ولی کی نگاہِ کرم سے گناہ و خطا کے راہ سے بیزار و متنفر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کر کے نیک و صالح ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم و ضروری ہے کہ اللہ والوں کی خدمت میں اور ان کے مزاروں پر خود حاضری دیں اور اپنے گھر والوں کو بھی حاضری دلائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم جوان بزرگ پر برس رہا ہے اس کے کچھ قطرے اور چھینٹے ہم کو بھی نصیب ہو جائیں اور ہمارے دلوں سے فسق و فجور اور گناہوں کا دھبہ دھل جائے اور ہمارے قلوب میں نیک و صالح بننے کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے دوستوں، اولیاء کرام کا مقرب ومحبوب ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جس کو اپنا مقرب ومحبوب بندہ بنانا چاہتا ہے۔

ہمارے مرشدِ اعظم، قطب عالم سرکار مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو!
بے وسیلہ نجدیو! ہر گز خدا ملتا نہیں

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا وصال

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی تھی کہ آپ کا مدفن مکہ معظمہ میں ہو۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حیات کے آخری دنوں میں مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے اور بقیہ عمر مکہ شریف میں بسر فرمائی اور وہیں پانچ شوال ۶۱۷ھ مطابق ۱۲۲۰ء کو وصال فرمایا اور مکہ معظمہ کے قبرستان جنۃ المعلیٰ میں یا اس کے قریب مدفون ہوئے۔ (سلطان الہند غریب نواز، ص: ۷۷)

اور مرآۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ شوال ۶۰۷ھ کو وصال فرمایا اور مکہ معظمہ میں مدفون ہوئے۔ (مرآۃ الاسرار، ص: ۵۶۳)

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں بیس سال تک رہے۔ پیر ومرشد کے ارشادات وفرمودات آپ لکھ لیا کرتے تھے۔ انہیں فرمودات وملفوظات کے مجموعہ کا نام کتاب انیس الارواح ہے۔

ایمان کی حقیقت

(۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس پرہیزگاری ہے اور اس کا سرہانہ فقر ہے اور اس کی دوا علم ہے اور اس بات کی شہادت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ایمان ہے یعنی مومن وہ شخص ہے جو کلمۂ طیبہ کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے اور ایمان سوائے نیکوکار آدمی کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ (انیس الارواح، ص: ۵و۳۹)

نماز کی اہمیت

(۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص نماز ادا نہیں کرتا اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (انیس الارواح،ص:۵)

گناہوں کا وبال

(۳) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن اس وقت ہوتا ہے جب بندوں کے گناہ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔ (انیس الارواح،ص:۷)

عورت کے نزدیک شوہر کا مقام

(۴) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کی فرماں برداری کرتی ہے وہ عورت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگی اور جس عورت کو شوہر بلائے اور وہ نہ آئے تو اس کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ (انیس الارواح،ص:۱۰)

اللہ کے بن جاؤ

(۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے درویش! یاد رکھ! کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے تو ساری چیزیں اس کی بن جاتی ہیں۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ تمام چیزوں سے دل ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف دل کو لگائے تاکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے وہ سب اس کی ہو جائے۔ (انیس الارواح،ص:۱۳)

صدقہ کی برکت

(۶) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ سب سے اچھا عمل صدقہ دینا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ستر سال تک اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا ہے اور بہت سی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن بارگاہِ الٰہی کا دروازہ نہیں کھلا۔ جونہی میں نے اپنی طرف

خیال کیا اور جو مال میری ملکیت میں تھا، سب راہ، خدا میں صرف کیا تو اللہ تعالیٰ (مہربان ہو گیا) اور میرا بن گیا اور جو اللہ تعالیٰ کی ملکیت تھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے سب میری ملکیت ہو گئی۔

پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آثار اولیاء میں لکھا ہے کہ ایک درہم صدقہ دینا ایک سال کی ایسی عبادت سے بہتر ہے، جس میں دن کو روزہ رکھا جائے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کی جائے۔ (انیس الارواح، ص: ۱۴)

حضرت خواجہ عثمانِ ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وسلم قرآن شریف پڑھنا بہتر ہے۔ یا صدقہ دینا۔ تو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینا زیادہ افضل ہے۔ کیوں کہ صدقہ دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔

پھر یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک یہودی راستے میں کھڑا ہو کر ایک کتے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا رہا تھا (حاصل واقعہ یہ ہے کہ) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودی شخص سے فرمایا تو جو یہ کام کر رہا ہے قبول نہیں۔ اس یہودی نے کہا کہ اگر میرا یہ عمل قبول نہیں ہے، مگر میں یہ عمل جس کے لئے کر رہا ہوں وہ خدا دیکھ رہا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔

الغرض! ایک زمانہ کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں پہنچے تو پرنالے کے نیچے سے آواز آئی کہ رَبِّیْ! یعنی اے میرے رب! پھر غیب سے آواز آئی کہ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ! یعنی اے میرے بندے! خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران ہوئے کہ چل کر دیکھوں تو سہی کہ وہ کیسا نیک بخت بندہ ہے۔ جب آپ وہاں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سجدے میں سر رکھ کر رَبِّیْ! اے میرے رب! پکارتا ہے۔ آپ وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے رہے اتنے میں اس شخص نے سر اٹھایا اور خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تم مجھے پہچانتے ہو؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا میں وہی شخص ہوں جسے تم کہتے تھے کہ میری نیکی قبول نہیں۔ دیکھا کہ میری چیز کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھے اپنے گھر میں بلا لیا۔

پھر فرمایا کہ صدقہ بہشت کی سیدھی راہ ہے اور جو شخص صدقہ دیتا ہے وہ خدا کی رحمت سے دور نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں دیکھا کہ صبح سے شام تک خلقِ خدا آتی اور سب کے سب کھا کر جاتے اگر کسی وقت کوئی چیز مہیا نہیں ہوتی تو خادم کو ہمارے پیارے پیر و مرشد فرماتے کہ پانی ہی پلا دو تا کہ کوئی شخص خالی نہ جائے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! زمین سخی آدمی پر فخر کرتی ہے اور رات و دن نیکیاں اس کے اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں۔ (انیس الارواح، ص: ۱۵، ۱۶)

نفس سے جہاد

(۷) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ زیادہ کھانا کھالیا تھا جس کی وجہ سے (نفل) نماز نہ پڑھ سکا، جب رات ختم ہوئی اور دن نکل آیا تو میں نے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ سال بھر تک میں اپنے نفس کو پانی نہیں دوں گا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید روٹی اور مرغی کا انڈا کھانے کی خواہش پیدا ہوئی کہ آج مل جائے تو اس سے روزہ افطار کروں۔ عصر کی نماز کے وقت وضو کرنے کے لئے باہر نکلے تو ایک لڑکے نے آکر آپ کو پکڑ لیا اور چلا چلا کر کہنے لگا کہ یہ چور ہے۔ ایک دن میرا سامان چرا لے گیا تھا۔ اور آج پھر چوری کرنے آگیا ہے۔

لڑکے کی چیخ پکار اور شور و غوغا سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ لڑکا اور اس کا باپ مکے مارنے لگے۔ حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ مکے کھا چکے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو پہچان لیا اور کہا اے لوگوں یہ چور نہیں ہے یہ تو (اللہ کے ولی) حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ لوگ معافی کے خواستگار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ جب وہ آدمی حضرت خواجہ ابوتراب کو اپنے گھر لے گیا اور شام کے کھانے کے لئے مرغی کے انڈے اور سفید روٹی جس کی آپ نے خواہش کی تھی اتفاقیہ طور پر اس کے گھر میں موجود تھی آپ کے سامنے پیش کئے۔ جب حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ان کھانوں کو اٹھا لو! میں نہیں کھاؤں گا۔ اس نے سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج میں نے صرف اس کی خواہش کی تھی تو بغیر کھائے میں نے چھ مکے کھائے ہیں اور اگر میں اس کو کھا لوں گا تو نہ جانے کتنی بلا و مصیبت نازل ہو۔

حضرت خواجہ ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کھائے اٹھے اور چلے گئے۔ (انیس الارواح، ص: ۱۷)

مومن کو گالی دینا

(۸) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے وہ گویا اپنی ماں اور بیٹی

کے ساتھ زنا کرتا ہے اور وہ شخص ایسا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لڑائی میں فرعون کی مدد کرتا ہے اور جو شخص مومن کو گالی دیتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (انیس الارواح، ص:۲۰)

پانی پلانا اور کھانا کھلانا

(۹) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت کوئی آدمی پیاسے کو پانی پلاتا ہے تو اسی وقت اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں گویا وہ شخص ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور بغیر حساب کے جنت میں جائے گا اور اگر اسی دن فوت ہو جائے تو شہید کا درجہ پائے گا۔

اور پھر فرمایا کہ جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور بہشت میں اس کے لئے ایک محل بناتا ہے۔ (انیس الارواح، ص:۲۵)

لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں

(۱۰) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لڑکیاں خدا کا ہدیہ ہیں۔ پس جو شخص ان کو خوش رکھتا ہے خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے خوش ہوتے ہیں۔

اور جو شخص لڑکیوں کے پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرے تو یہ خوشی کرنا ستر مرتبہ خانۂ کعبہ کی زیارت کرنے سے افضل ہے اور جو ماں باپ اپنی لڑکیوں پر رحم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور انبیاء کرام و اولیائے کرام لڑکیوں سے بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ پیار کرتے تھے۔ (انیس الارواح، ص:۲۵)

سلام کرنا

(۱۱) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ جب مجلس میں جائے تو سلام کرے اور جب مجلس سے اٹھے تو سلام کرے۔ کیوں کہ سلام کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور فرشتے اس شخص کے لئے بخشش کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اور سلام کرنے سے ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور ہزار حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور سو حج اور سو عمرہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ (انیس الارواح، ص:۲۷)

علماء کا بیان

(۱۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف کے حوالہ سے فرمایا کہ آخری زمانہ میں عالموں کو مارا جائے گا اور ان کو برا بھلا کہا جائے گا۔ (انیس الارواح،ص:۳۹)

اور فرمایا کہ آخری زمانے میں امیر لوگ طاقتور ہو جائیں گے اور عالم حضرات عاجز و کمزور۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی برکت اٹھالے گا اور شہر ویران و برباد ہو جائیں گے اور دین میں فساد واقع ہو جائے گا، پس تمہیں یاد رہے کہ وہ لوگ (یعنی امیر لوگ) اہلِ دوزخ ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا (انیس الارواح،ص:۴۳)

توبہ کے بارے میں

(۱۳) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مرنے سے پہلے توبہ کرلو! پھر بعد میں افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) جب تیرے بیٹے توبہ کریں گے تو میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔

توبہ دو قسم کی ہے: ایک سچی توبہ کہ انسان توبہ کرنے کے بعد گناہ کے نزدیک نہ جائے۔ اور دوسری توبہ یہ ہے کہ دن رات توبہ کرے اور پھر بھی گناہ نہ چھوڑے تو ایسی توبہ اچھی نہیں۔ (انیس الارواح،ص:۴۴)

ارشادِ عالی: حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیارے اور سچے مرید یعنی ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول، سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے معین الدین! میں نے تیری کمالیت کے لئے ان باتوں کی ترغیب دی ہے، پس چاہئے کہ جو کچھ میں نے کہا تم دل و جان سے اس کو بجالاؤ تاکہ قیامت کے دن شرمندہ نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ لائق مرید وہ ہے کہ جو کچھ اپنے پیر کی زبان سے سنے تو اس پر عمل کرے تاکہ شرمندہ نہ ہو۔

(انیس الارواح،ص:۴۵)

بہ گرداب بلا افتادہ کشتی — ضعیفان شکستہ را تو پشتی
بحق خواجہ عثمان ہارون — مدد کن یا معین الدین چشتی

دُعا: یااللہ! یارحمٰن !یارحیم! اپنے حبیب ہم بیماروں کے طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر ومرشد سید العابدین بدر العارفین شیخ الاعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ پر ہم کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما اور ہمارے پیارے خواجہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے خواجہ جیسا ہم کو بھی اپنے پیر کا سچا اور وفادار مرید بنا اور ہمارے پیارے خواجہ کی طرح ہم کو بھی اپنے پیر ومرشد کی ہدایات وفرمودات پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرما: آمین ثم آمین۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

پہلا جمعہ..دوسرا بیان

بسم اللہ شریف کی فضیلت وبرکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ٥ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ٥ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

ترجمہ: بیشک مراد کو پہونچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! فلاح دارین یعنی دین و دنیا کی کامیابی کا راز سر بستہ ہے مومن کے قلب کی صفائی اور پاکیزگی پر اس دنیا کا کوئی شعبہ ہو یا یوم آخرت کی فلاح وظفر، کامیابی و کامرانی ناممکن ہے جب تک قلب مومن ہر قسم کے گناہ سے پاک اور صاف و ستھرانہ ہو جائے اور مومن کا قلب ہر قسم کے وسوسے اور تمام گناہوں، کدورتوں اور برائیوں سے پاک کرنے کے لئے رب تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد لازم و ضروری ہے بغیر ذکر الٰہی کے قلب کو طیب و طاہر بنانا ناممکن ہے اور ذکر الٰہی میں سب سے اہم اور جامع ذکر اپنے وقت پر نماز کی ادائیگی ہے بغیر نماز کی ادائیگی کے ذکر الٰہی کا مقبول ہونا ناممکن ہے۔

میری گفتگو کا مقصود آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کامیابی و کامرانی کے لئے قلب کی پاکیزگی و صفائی بہت ضروری امر ہے اور قلب کے پاک و صاف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم و ضروری ہے۔

حضرات! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا بھی اللہ تعالیٰ کا مقبول ذکر ہے اور کلمہ شریف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ورد کرنا بھی افضل و پسندیدہ ذکر الٰہی ہے۔

بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کا نورانی قافلہ اور رسولان عظام کی پر انوار جماعت مبعوث فرمایا اور بے شمار صحیفے نازل فرمائے اور چار بڑی کتابیں نازل فرمائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور شریف نازل ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت شریف نازل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل شریف نازل ہوئی اور ہمارے پیارے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ، جان رحمت، شمع بزم ہدایت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہوا۔ جس طرح ہمارے رسول، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح قرآن مجید تمام صحیفوں اور جملہ آسمانی کتابوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف میں تحریفیں کی گئیں یعنی شیطانی خصلت کے لوگوں نے جو چاہا نکال دیا اور جو چاہا اپنی مرضی سے بڑھا دیا مگر قرآن مجید جو ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے اس ربانی کتاب قرآن شریف کی حفاظت کو رب تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لے لیا۔ خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

آیت: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (پ ۱۴، رکوع ۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

سبحان اللہ: کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف کی جو ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ مبارکہ پر نازل ہوئی چودہ سو برس پہلے جیسے تھی آج بھی ویسے ہی ہے اور ہمیشہ محفوظ رہے گی۔ ایک لفظ کیا ایک نقطہ بھی نہ بدلا گیا ہے نہ بدلا جائے گا اور نہ ہی کوئی بدل سکتا ہے۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حضرات: تمام آسمانی صحیفے اور رحمانی کتابیں یعنی زبور شریف۔ توریت شریف۔ انجیل شیرف وغیرہ علوم ہدایت و برکت سے مالا مال ہیں لیکن عرض یہ کرنا ہے اور میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے تمام علوم اور معرفت کے خزانے الگ الگ جو زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور تمام صحیفوں میں موجود ہیں وہ سب کے سب علوم اور معرفت کے خزانے بلکہ اس سے اور زیادہ۔ خوب زیادہ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن شریف جو ہمارے پیارے نبی جان رحمت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ مبارک پر نازل ہوئی۔ اس کتاب میں موجود یعنی یوں عرض کروں کہ تمام آسمانی صحیفوں اور رحمانی کتابوں کے علوم قرآن مجید میں موجود ہیں اور قرآن شریف کے تمام علوم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کے تمام علوم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں موجود ہیں اور بسم اللہ شریف کے تمام علوم اور معرفت کے گنجینے بسم اللہ شریف کے ب میں موجود ہیں اور ب کے تمام علوم اور برکت و رحمت کے خزینے ب کے نقطے میں موجزن اور موجود ہیں۔

ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرو

ہمارے حضور سراپا نور شافع محشر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ (مطالع المسرات، کنزالعمال، ج۱، ص۲۷۷)

یعنی ہر نیک کام جو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص اور ادھورا رہ جاتا ہے۔

حضرات! ہر نیک اور جائز کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا چاہئے لیکن حرام اور ناجائز کام سے پہلے بسم اللہ شریف ہرگز ہرگز پڑھنا نہ چاہئے بلکہ شراب پیتے وقت، زنا کرتے وقت، جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہر نیک کام کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھنا برکت و رحمت کا سبب ہے۔ اور بسم اللہ شریف پڑھے بغیر کسی کام میں برکت نہیں ہوتی۔ جس کھانے کو تناول کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لی جاتی ہے اس کھانے میں شیطان شریک نہیں ہوتا اور بسم اللہ شریف کی برکت سے کھانا نور بن کر پیٹ میں جاتا ہے۔ اور کھانے والے کا پورا جسم نور سے منور اور روشن ہو جاتا ہے۔

اور جس کھانے میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھی جاتی اس کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانا برکت سے خالی ہو جاتا ہے اور کھانے والا انسان کھانے کے بعد بھی بھوکا رہ جاتا ہے یعنی بھوک باقی رہ جاتی ہے۔

بسم اللہ شریف جب یاد آئے پڑھئے

اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِىَ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فِىْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ○

(ترمذی شریف، ج۲، ص۷، ابن ماجہ، ص۲۳۵)

یعنی جب تم نے کھانا شروع کیا اور بھول گئے بسم اللہ شریف پڑھنا تو جب یاد آئے یعنی بیچ کھانے میں تو پڑھ لو بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ ○

حضرات! کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گئے تو جب یاد آئے چاہے ایک ہی لقمہ باقی تھا تو پڑھ لو بسم اللہ شریف، جتنا کھانا شیطان نے کھایا تھا، قے کردے گا اور آپ کے کھانے میں برکت ہو جائے گی۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۲۹)

دُبلا اور موٹا شیطان: فدائے مصطفےٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع کی بات ہے ایک مسلمان اور ایک کافر کے شیطان میں ملاقات ہوئی۔ کافر کا شیطان بہت موٹا تازہ بدن پر کپڑے پہنے اور سر میں تیل ڈالے ہوا تھا اور مومن کا شیطان دُبلا پتلا تھا پراگندہ سر اور ننگا تھا، کافر کے شیطان نے مومن کے شیطان سے سوال کیا بھائی! تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ شیطان نے جواب دیا میں ایک ایسے اللہ والے کے ساتھ ہوں جو کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھتا ہے۔ اس لئے میں بھوکا رہ جاتا ہوں اور جب وہ پانی پیتا ہے اور یا اور کوئی چیز پیتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اس لئے میں پیاسا رہ جاتا ہوں، لباس پہنتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھتا ہے اس لئے میں ننگا ہوں۔ اور سر میں تیل ڈالتا ہے تو بسم اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اس لئے میں پراگندہ بال ہوں۔ کافر کے شیطان نے کہا کہ میں ایک ایسے انسان پر مسلط ہوں جو کسی کام میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھتا اسی لئے میں اس کے کھانے میں، پینے میں، لباس میں، حتیٰ کہ اس کے ہر کام میں شریک رہتا ہوں اس لئے میں موٹا تازہ ہوں۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! ہم سب شیطان کے مکر سے بچنے کی تدبیر کریں اور ہر نیک کام بسم اللہ شریف سے شروع کریں۔ ہمارے کام برکت والے ہو جائیں گے اور نیکیاں بھی خوب ملیں گی۔

کھانے کے بعد بھی بھوکا رہا: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہیں کرم کے موتی لٹا رہے ہیں اور صحابہ کرام اپنے اپنے دامن کو بھر رہے ہیں۔ ایک صحابی نے بارگاہ کرم میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں کھانے کے بعد بھی بھوکا رہتا ہوں، مجھ میں بھوک باقی رہتی ہے سیر نہیں ہو پاتا ہوں۔ تو ہمارے حضور سراپا نور برکت ورحمت والے آقا نے ارشاد فرمایا، لَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ۔ شاید تم اکیلے کھاتے ہو، عرض کیا ہاں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اکیلے کھاتا ہوں تو ہمارے پیارے نبی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِجْتَمِعُوا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ ۝ یعنی مل جل کر سب ساتھ میں کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ تمہارے کھانے میں برکت ہو جائے گی۔

(سنن ابن ماجہ، ص ۲۳۶، کنز العمال، ج ۱۵، ص ۱۰۳)

جماع کے وقت بسم اللہ شریف: ہر مسلمان سنی بھائی کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لے تو شیطان کے خلل سے پاک رہے گا اور جو اولاد ہوگی وہ نیک اور صالح ہوگی (ابوداؤد، ج ۱، ص ۲۹۳)

حدیث شریف: مواہب اللدنیہ شریف میں ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: جب تم اپنی عورت سے جماع کرو تو بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ جب تک غسل جنابت نہیں کرو گے اس وقت تک فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے اور پیدا ہونے والی اولاد جب تک زندہ رہے گی اس کی ہر سانس پر تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

سواری کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا

ہمارے آقا معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا، جب تم سواری پر سوار ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیا کرو ہر قدم پر ایک نیکی پاؤ گے۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! اکثر ہمارا حال یہ ہے کہ سواری پر سوار ہوتے وقت ہم غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں بسم اللہ شریف پڑھنا یاد نہیں رہتا اور پھر ہم کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر تباہی سے بچنا ہے حادثات سے اپنے آپ کو بچانا ہے تو سواری پر بیٹھنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لو تو مصیبت و بلا سے نجات بھی ملے اور ثواب کا ثواب ملے گا۔

گنہگار کی بخشش: ایک اعرابی صحابی نے رحمت عالم، سردار دو عالم ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بڑا گنہگار ہوں۔ آپ میرے حق میں بخشش کی دعا فرما دیں تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرو تو وہ ارحم الراحمین تیرے گناہ بخش دے گا وہ صحابی تعجب خیز لہجے میں عرض گزار ہوئے اور کہنے لگے بس اتنا ہی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے آقا نے فرمایا جو مسلمان مرد یا عورت سچے دل اور یقین کامل کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پڑھنے والے کو دوزخ سے نجات دے دیگا۔ (اسرار الفاتحہ)

بسم اللہ شریف کی برکت سے باپ بخش دیا گیا

روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے کچھ دیر کے بعد پھر اسی قبر سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ اس قبر میں نور ہی نور ہے اور وہاں رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت متعجب ہوئے اور بارگاہ مولیٰ میں عرض گزار ہوئے کہ مجھے اس کا راز بتایا جائے، ارشاد ہوا اے عیسیٰ روح اللہ علیہ

السلام یہ بڑا گنہگار اور بدکار شخص تھا اس سبب سے عذاب ہو رہا تھا لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا آج اس لڑکے کو مدرسے بھیجا گیا استاذ نے اس لڑکے کو بسم اللہ پڑھایا مجھے حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس کے باپ کو عذاب دوں جس کا لڑکا زمین پر بسم اللہ پڑھ رہا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

سبحان اللہ! کیا کیا رحمتیں ہیں بسم اللہ شریف کے پڑھنے کی، مگر جب تک ہم پڑھیں گے نہیں تو برکت و رحمت پائیں گے کیسے؟

استاذ اور ماں باپ کی بخشش: صحابی مصطفےٰ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ سرکار دو عالم فخر آدم بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب استاذ بچے سے کہتا ہے کہ پڑھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو ہمارے آقا فرماتے ہیں استاذ، بچے اور بچے کے ماں، باپ کے لئے بخشش لکھ دی جاتی ہے۔ (دیلمی)

بسم اللہ شریف کی برکت سے دو یہودی مسلمان ہو گئے: ایک یہودی، ایک یہودن پر عاشق ہو گیا اس کے عشق میں بے قرار رہنے لگا چنانچہ ولی کامل حضرت عطا اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور معروضہ پیش کیا اللہ کے ولی نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ کر دیا اور فرمایا نگل جاوہ کاغذ کا ٹکڑا جس پر بسم اللہ شریف لکھا تھا حضرت کے کہنے سے نگل گیا۔ پیٹ میں جاتے ہی اس کا دل نور ایمان سے منور ہو گیا اور عورت کا عشق دل سے جاتا رہا، کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ اور شیدا ہو گیا۔ اسی دور میں اس کی محبوبہ نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، اگر تجھے جنت چاہئے تو اللہ تعالیٰ کے سچے ولی حضرت عطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ بابرکت میں حاضر ہو جا! وہ عورت حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں ہی اس شخص کی معشوقہ ہوں اور پھر اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت عطاء اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت سے فرمایا، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ، اس عورت نے پڑھا، پڑھتے ہی اس کا دل بھی روشن ہو گیا، پھر کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئی، ولی کامل کی بارگاہ رحمت سے دونوں جہان کی نعمت اپنے دامن میں سمیٹے گھر پہونچی رات سوئی تو قسمت چمک چکی تھی، باب رحمت کھل چکا تھا پھر کیا تھا خواب میں دیکھا کہ جنت کی سیر کر رہی ہے جنت کے باغوں میں گھوم رہی ہے جنت کے مکانوں کو دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا، پکارنے والا آواز دے رہا ہے۔ اے بسم اللہ پڑھنے والی خوش نصیب عورت اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کچھ دیا وہ تو نے دیکھ لیا جب آنکھ کھلی تو بے قرار ہو کر اس نے دعا کی۔

اے اللہ تعالیٰ یا رحمٰن، یا رحیم تو نے مجھے جنت میں داخل فرما کر پھر نکال دیا میں تجھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ

Scanned by CamScanner

الرَّجِیْم کا واسطہ دیتی ہوں مجھے پھر جنت میں بھیج دے۔ دردمند دل سے مانگی ہوئی دعا قبول ہو چکی تھی جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی اور وہ خوش بخت عورت جنت میں داخل ہو گئی۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! دیکھو تو بسم اللہ شریف میں کتنی برکتیں ہیں وہ شخص ایک یہودی تھا اور وہ عورت ایک یہودن تھی، بسم اللہ شریف کی برکت سے ان دونوں کو جنتی دولہا اور دولہن بننے کا شرف حاصل ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہم اور آپ تو مومن ہیں غلام رسول ہیں اگر ہم بسم اللہ شریف پڑھا کریں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا کیا عالم ہوگا۔ اور دوسری بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ اللہ کے ولی کے وسیلہ کے بغیر جنت تو کیا ہر رحمت اور برکت سے محرومی ہی محرومی رہتی ہے اور جو خوش بخت اللہ کے پیاروں کو وسیلہ بناتا ہے رحمت و برکت بھی پاتا ہے اور جنت کا حقدار بھی بن جاتا ہے جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا اور دیکھا

حضور مفتی اعظم مرشد اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈلو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

بسم اللہ شریف کے لکھنے سے میت کی نجات

وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جو مرنے سے پہلے اچھی بات کی وصیت کر جاتا ہے۔ ایک شخص نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے سینے اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھ دینا، ایسا ہی کیا گیا پھر کسی نے خواب میں اس خوش نصیب کو دیکھ کر حال پوچھا اس نے جواب دیا کہ جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو فرشتے آئے، جب پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھی دیکھی تو فرشتوں نے کہا تو عذاب سے بچا یعنی رحمت کا حقدار بن گیا۔ (درمختار، باب صلاۃ الجنازہ، ج ۳، ص ۱۸۵)

کفن پر بسم اللہ شریف کیسے لکھیں

عظیم الشان محقق حضرت علامہ شامی اپنی تصنیف لطیف (ردالمختار شریف) میں رقمطراز ہیں کہ میت کی پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھیں اور سینے پر کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لکھیں مگر نہلانے کے بعد اور کفن پہنانے سے پہلے کلمہ کی انگلی سے لکھیں (روشنائی) سے نہ لکھیں۔ (ردالمختار، باب صلاۃ الجنازہ، ج ۳، ص ۱۸۶)

انتباہ: کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) خواہ پڑھیں یا لکھیں تو ساتھ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ضرور پڑھیں اور لکھیں۔

حضرات! ہم گنہگاروں کا اس دنیا میں یا میدان محشر میں کون آسرا و سہارا ہے فقط ہمارے حضور شافع محشر محبوب داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہیں جو ہمارے آسرا اور سہارا ہیں اور اپنی شفاعت والی چادر میں چھپا کر جنت میں لے جانے والے بھی ہیں۔ گزارش کرنے والا انوار احمد قادری۔

اور سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا عاشق مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

فرعون کے دروازے پر بسم اللہ شریف: اے ایمان والو! مومن تو بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے اس کے نیک عمل کا صلہ گھر میں اولاد میں، روزی میں، روزگار میں بلکہ دنیا کے ہر شعبہ میں، برکت ورحمت اور کامیابی کی شکل میں دیا جاتا ہے اور آخرت میں جس انعام واکرام سے مومن خوش عقیدہ غلام رسول نوازا جائے گا پھر جنت کا دولہا بنایا جائے گا۔

لیکن! اگر کافر بھی نیک عمل کرتا ہے تو صرف دنیا میں اس کا اجر ملتا ہے اور برکت پاتا ہے، آخرت میں کچھ بھی نہ پائے گا لیکن دنیا میں کافر کو بھی نیک عمل کا صلہ ملتا ہے۔ میں جو واقعہ بیان کرنے جا رہا ہوں سنئے اور غور وفکر کیجئے۔ فرعون کیسا کافر اللہ کا دشمن، نبی کا غدار، بندوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والا مگر اپنے گھر یعنی شاہی محل کے باہری دروازے پر، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھوایا تھا، جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو قبول نہ کیا اور سرکشی کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ تعالیٰ مجھے تو اس میں بھلائی کے آثار نظر نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام شاید تم اسے ہلاک کر دینا چاہتے ہو تم اس کے کفر کو دیکھ رہے ہو اور میں اپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

گھر کی حفاظت ہوگئی: ہم اہلسنت وجماعت کے عظیم الشان امام حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر کے باہری دروازے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا وہ ہلاکت سے بچ گیا

(یعنی اس گھر میں تباہی بربادی نہیں آسکتی) خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو تو پھر سُنّی مسلمان، غلام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہوگا جو لکھتا بھی ہے اور ہر نیک کام میں بار بار بسم اللہ شریف پڑھتا بھی ہے۔ (تفسیر کبیر)

بچے کو بسم اللہ شریف سکھادو بخشے جاؤ گے

ہمارے حضور سراپا نور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بچہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ماں، باپ کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ شریف)

اے ایمان والو! ہم اپنی تقریر کو اختتام کی منزل سے گزارتے ہوئے آپ حضرات سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ عرض کرنا چاہیں گے کہ بسم اللہ شریف کا ورد صبح، شام، ہر نیک کام کرنا اپنی عادت بنالیں اور گھر والوں کو بھی بار بار کہتے رہیں خاص طور پر اپنے بچوں کو بھی بسم اللہ شریف پڑھنے کا عادی بنائیں، دین ودنیا کی بھلائی ہمارے لئے ہوگی۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرم

دوسرا جمعہ..پہلا بیان

علم غیب مصطفیٰ ﷺ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (پ۵،ع۱۴)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی ! تیری دانائی کی

شش جہت، سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

اور

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

تمہید! حضرات! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں کا علم سکھایا اور تمام چیزوں کا نام، تمام زبانوں میں سکھایا اور ان کو تمام ملائکہ کے نام اور تمام اولاد آدم کے نام اور تمام حیوانات و جمادات کے نام اور ہر چیز کی قسموں کے نام اور تمام شہروں اور تمام گاؤں کے نام اور تمام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو آئندہ عالم وجود میں آنے والے ہیں ان سب کے نام اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جانداروں کے نام۔

اور مشہور محدث و مفسر حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

وَاَسْمَآءُ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَكُلُّ نَعِيْمٍ فِى الْجَنَّةِ وَاَسْمَآءُ كُلِّ شَىْءٍ حَتّٰى الْقَصْعَةَ وَالْقُصَيْعَةَ، فِى الْخَبَرِ عَلَّمَهُ سَبْعَ مِأَةِ اَلْفِ لُغَةٍ. (روح البیان، ج:۱، ص:۱۰۰)

یعنی اور تمام کھانے پینے کی چیزوں کے اور جنت کی تمام نعمتوں کے نام، اور ہر چیز کے نام یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کے نام اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانوں کا علم سکھایا۔

حضرات! جب آپ لوگوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کے خزانوں کو معلوم کر لیا تو خود فیصلہ کر کے بتائیے۔ کہ سید آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم کے خزانوں کا عالم کیا ہوگا۔

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی! تری دانائی کی

شش جہت سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کی شان

ہمارے استاذ معظم، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف تجلی الٰہی کا مشاہدہ فرمایا۔ مگر پھر بھی اس دیدار تجلی سے ان کی آنکھوں کو کس قدر نورانی کمال حاصل ہوا؟ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مقبول ترین کتاب شفا شریف میں ایک حدیث لکھتے ہیں کہ:

كَانَ يُبْصِرُ النَّمْلَةَ السَّوْدَاءَ فِى اللَّيْلَةِ الظَّلْمَآءِ مِنْ عَشْرَةِ فَرَاسِخَ (شفاء شریف)

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بصارت کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ وہ کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیس میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں نے صرف نور الٰہی کی تجلی دیکھی، جب ان کی آنکھ کی نورانیت و بصارت کا یہ عالم ہے کہ ایک کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیس میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔

تو پھر ہمارے آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھ کی نورانیت و بصارت اور دیکھنے کا عالم کیا ہوگا جس نے خدائے تعالیٰ کی عین ذات کو دیکھا اور اس طرح دیکھا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (پ۲۷،ع۵)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! حق تو یہ ہے کہ جس آنکھ سے خدا نہیں چھپا، اس آنکھ سے خدا کی خدائی کب چھپ سکتی ہے؟

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

درود شریف:

حضرات! قرآن کریم ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہمیشہ باقی رہنے والا عظیم الشان معجزہ ہے۔ یہ کتاب مبین مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (پ۲۶،ع۵)

اور قرآن کریم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

اور قرآن کریم علوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بیش بہا خزانہ ہے اور اس کتاب مبین میں ہر شئی کا علم موجود ہے۔ غیب کا علم، قیامت کا علم، موت کا علم، ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی اس کا علم، الغرض جملہ علوم کا سرچشمہ قرآن کریم اور قرآن کریم سینۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں موجود ہے۔ گویا غیب کا علم ہو یا قیامت کا علم، یا علوم کائنات سب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سینۂ پاک میں موجود ہیں۔

حضرت کا علم، علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے، پڑھے ہوئے۔

علم غیب کا ثبوت قرآن سے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ (پ ۲۷، ع ۱۱)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

حضرت امام خازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَقِیْلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَایَكُوْنُ وَكَانَ لِاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنْبِیءُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ (لباب التاویل، ج:۴، ص:۲۰۸)

یعنی اور کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو چکا ہے اس کا بیان ہے کیوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اولین وآخرین کی خبر دیتے ہیں۔

اور امام صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَقِیْلَ هُوَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ وَالْمُرَادُ بِالْبَیَانِ عِلْمُ مَاكَانَ وَمَایَكُوْنُ وَمَاهُوَ كَائِنٌ (زاد المسیر، ج:۸، ص:۱۰۶)

یعنی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی ہے کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے مراد ہے ہر اس واقعہ کا علم جو ہو چکا ہے اور (قیامت تک) ہونے والا ہے۔

اور اسی طرح علامہ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معالم التنزیل میں اور علامہ امام جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الصاوی علی الجلالین میں اور امام قرطبی نے الجامع لاحکام القران میں لکھا کہ انسان سے مراد، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔

علم غیب کا ثبوت احادیث طیبہ میں

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بَابُ مَایُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّوَالِ ۝ کے تحت نقل فرمایا ہے کہ آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک دن ظہر کی نماز کے بعد منبر پر رونق افروز ہوئے اور قیامت کے دن اور قیامت سے پہلے کی بڑی بڑی ہونے والی باتوں کا ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص جس چیز کے بارے

میں مجھ سے سوال کرنا چاہے وہ سوال کرلے، کیونکہ خدا کی قسم! میں جب تک اس جگہ میں ہوں، تم لوگ جس چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ یہ سن کر لوگ (گھبرا گئے، ڈر گئے) بہت زیادہ رونے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بار، بار فرماتے کہ مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوگیا۔

فَقَالَ اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ النَّارُ ٥ یعنی اس شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم (مرنے کے بعد) میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ (جنت میں یا جہنم میں؟) تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میرا باپ کون ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۸۳)

مشرق ومغرب کا علم: آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰـــہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا (صحیح مسلم، ص:۳۹۰، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۳)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین کو سمیٹ دی تو میں نے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

حضرات! نماز کی حالت کی بات ہے کہ ایک صحابی کی نماز میں کمی واقع ہو رہی تھی، رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کر رہے تھے اور نمازیوں کی آخری صف میں تھے تو نماز سے فراغت کے بعد آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرا منہ صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہو:

فَوَ اللّٰہِ مَایَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ

(صحیح بخاری، ج:۱، ص:۱۵۳)

یعنی خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا
تجھے اک نے اک بنایا، تجھے اک نے اک بنایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی مَاوَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَابَیْنَ یَدَیَّ (خصائص کبریٰ، ج:۱،ص:۶۱، زرقانی علی المواہب، ج:۴،ص:۸۳)

یعنی بے شک میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

علم غیب کا کھلا ثبوت: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: مَا بَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ (بیہقی، شعب الایمان، ج:۳،ص:۴۹۱)

یعنی میری قبر اور میرے منبر کے بیچ کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

اللہ اکبر! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں صحابہ کے درمیان فرمایا مگر کسی صحابی نے چوں و چرانہ کیا اور کسی طرح کا اعتراض نہ کیا کہ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف کہاں ہوگا؟ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر کہاں بنے گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیا معلوم؟ ایسا کسی صحابی نے نہیں کہا بلکہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو فرمایا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آمنا وصدقنا کہا اور دل و جان سے مان لیا، اس لئے کہ وہ مومن اور صحابی تھے اور علم غیب کا انکار کرنا تو منافق اور وہابی کا کام ہے۔

حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ اسی جگہ مزار اقدس، قبر کریم ہے اور قبر کریم اور منبر کریم کے بیچ کی جگہ کو جنت کی کیاری کہا جاتا ہے۔

حضرات! اس حدیث شریف یعنی جنت کی کیاری والی حدیث کو نجدی حکومت نے بھی مسجد نبوی شریف میں ریاض الجنہ میں لکھ کر بورڈ لگا رکھا ہے۔

حضرات! اپنے مخالف سے اگر سوال کرو گے کہ مسجد شریف کی اس جگہ کو جنت کی کیاری کیوں کہتے ہیں؟ تو سارے مخالفین کا یہی جواب ہوگا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تو ہم بھی مانتے ہیں کہ مسجد شریف کی یہ جگہ جنت کی کیاری ہے۔ گویا ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس جگہ کو جنت فرما دیں تو وہ جگہ جنت ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس جگہ کو جنت بنا دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

يَطْلَعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ (المستدرک، ج:۳،ص:۷۳)

یعنی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص نمودار ہوگا تو ابو بکر تشریف لائے تو انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے

حضور نے دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی

اسی طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دس صحابہ کو جنتی فرمایا:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ. (ترمذی شریف، ج:۲،ص:۲۱۶، مشکوۃ شریف، ص:۵۶۶)

یعنی (۱) ابو بکر جنتی ہیں (۲) عمر جنتی ہیں۔ (۳) عثمان جنتی ہیں (۴) علی جنتی ہیں (۵) طلحہ جنتی ہیں (۶) زبیر جنتی ہیں (۷) عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں (۸) سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں (۹) سعید بن زید جنتی ہیں (۱۰) ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

محب صحابہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حضرات! قیامت قائم ہوگی، حساب و کتاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہے گا جنت میں داخل فرمائے گا۔

مگر آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دنیا ہی میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا وغیرہ دس صحابہ کو جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔

گویا اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب ہے کہ کون، کون جنتی ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

درود شریف:

آسمان کے تاروں کا علم: ہم مسلمانوں کی مادر مہربان، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات کی بات ہے کہ ہم کھلے آسمان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب میں نے آسمان کے تاروں کی جانب دیکھا تو میں نے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ تَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ (مشکوۃ شریف، ص:۵۶۰)

یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟

تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: نَعَمْ عُمَرُ ہاں عمر (فاروق) ہیں جن کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنی تو میرے والد حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟

تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عائشہ؟ عمر فاروق کی ساری نیکیاں، ابوبکر صدیق کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ علماء اس ایک نیکی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ غار ثور والی نیکی کا ذکر ہے۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ معلوم ہے کہ آسمان میں تارے کتنے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کتنی، کتنی نیکیاں ہیں۔

سر عرش پر ہے تیری گزر، دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شیٔ نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

احد پہاڑ پر علم غیب کا نور: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ تھے اور احد پہاڑ میں زلزلہ آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدم مبارک کی ایڑی سے احد پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا:

فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ۔ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۵۲۳، مصنف عبدالرزاق ج:۱۱،ص:۲۲۹)

یعنی تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضرات! محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے کہ میں اور ابو بکر صدیق قتل نہیں ہوں گے اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قتل کئے جائیں گے اور شہید ہوں گے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

حضرات! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدموں کو اپنے سینے پر پاکر احد پہاڑ مارے خوشی کے جھومنے لگا۔ قدم نور کے اشارہ سے پھر رُک گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار، اللہ اکبر ایڑیاں

جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں کی خبر

آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں اور جنگ موتہ سیکڑوں میل دور ملک شام میں ہو رہی ہے۔ آقا کریم مدینہ طیبہ میں جو صحابہ تھے ان کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کو جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں کی خبر دے رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر پہونچنے سے پہلے لوگوں کو دے دی تھی۔

فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرُ فَأُصِيبَ ثُمَّ اَخَذَ اِبْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۳۱)

یعنی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جھنڈا زید کے ہاتھ میں تھا، وہ شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا جعفر نے پکڑ لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑ لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چشمان مبارک اشکبار ہو گئیں، یہاں تک کہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی (حضرت) خالد بن ولید نے پکڑ لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے سرفراز کیا۔

حضرات! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سیکڑوں میل دور، ملک شام میں ہونے والی جنگ موتہ میں شہید ہونے والے مجاہدین کا نام لے لے کر بتاتے جا رہے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آمنا وصدقنا کہتے جا رہے ہیں اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیب کی خبر کو قبول کرتے اور مانتے جا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو ماننا صحابہ اور مومنوں کا عقیدہ ہے اور نہ ماننا منافقوں اور وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کچھ طاقت ہے نہ کچھ علم غیب (اور آگے لکھتے ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتے اور اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس کام کو کر لیتے اور اگر برا معلوم ہوتا تو کیوں اس برائی میں قدم رکھتے۔ الغرض ان کو نہ کچھ طاقت ہے اور نہ ان کو علم غیب ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۴۱)

حضرات! قرآن کریم کے سی پاروں میں، احادیث طیبہ کی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم غیب کے انوار چاند وسورج سے زیادہ روشن اور جگمگار ہے ہیں۔

مگر ابوجہل کے غلاموں کا ایمان وعقیدہ مر چکا ہے اور ان کی بصیرت وبصارت دونوں ضائع ہو چکی ہیں اور ان کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں اس لئے علوم غیب کے جگمگاتے ستارے بھی ان اندھوں کو نظر نہیں آ رہے ہیں۔

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

قبروں کے اندر کے راز کو بتا دیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بے شک ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب کی کوئی بڑی وجہ بھی نہیں۔ ان میں سے ایک چغلی کھاتا تھا اور ایک پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ:

ثُمَّ اَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَکَسَرَهٗ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۸۴)

یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک ہری لکڑی لے کر (کھجور کی ٹہنی) اس کے دو ٹکڑے کئے اور ان دونوں قبروں پر ایک، ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا جب تک یہ لکڑی خشک نہیں ہوگی یقیناً ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی

حضرات! صحیح بخاری شریف کی اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے اور دونوں عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ کریم نے خوب علم غیب عطا فرمایا ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر کے اندر قبر والے کو بھی دیکھتے ہیں اور قبر والے کس حال میں ہیں اس کو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۲) ہم سنی مسلمان اپنے بزرگوں اور مردوں کی قبروں پر جو پھول ڈالتے ہیں اس کی اصل یہی حدیث ہے کہ قبروں پر ہری لکڑی یا پھول ڈالنا بدعت نہیں بلکہ سنت ہے۔

مخالف کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس قبر پر ہری لکڑی رکھی جس پر عذاب ہو رہا تھا تو کیا تمہارے بزرگوں اور مردوں پر عذاب ہوتا ہے جو تم سنی لوگ ہر قبر پر پھول ڈالتے ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہری لکڑی یا پھول جب تک ہرے اور شاداب ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے، اب قبر والا اگر عذاب میں ہے تو عذاب ٹل جاتا ہے اور قبر والا اگر نیک و پرہیزگار ہے تو اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں، اس لئے ہم سنی مسلمان نیک و بد کی ہر قبر پر پھول ڈالتے ہیں اور ان کی دعائیں لیتے ہیں۔

ایک مشہور کہاوت ہے: کہ کر بھلا تو ہو گا بھلا۔ یعنی آج ہم کسی کی قبر پر پھول ڈالتے ہیں تو کل ہماری قبر پر کوئی ضرور پھول ڈالے گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

سراقہ کے ہاتھ میں کسریٰ کا کنگن

آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر اپنا تعاقب کرنے والے شخص سراقہ بن مالک کو توبہ کرنے کے بعد جب سراقہ رخصت ہونے لگا۔

قَالَ لَهٗ کَیْفَ بِکَ یَاسُرَاقَةُ اِذَا تَسَوَّرْتَ بِسُوَارِیْ کِسْرٰی ۔ (السیرۃ الحلبیہ، ج:۲، ص:۴۵)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے: اے سراقہ (میں دیکھ رہا ہوں) کہ تجھے کسریٰ کا کنگن پہنایا جائے گا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا، تو مال غنیمت میں کسریٰ کا کنگن موجود تھا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے وہ کنگن سراقہ بن مالک کو پہنایا گیا۔ (سیرۃ حلبی، ج:۲، ص:۴۵)

حضرات! برسوں بعد ہونے والا واقعہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے تھے اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت سراقہ بیمار ہو گئے تھے، بیماری اس قدر سخت اور زیادہ تھی کہ آپ کے بچنے کی کوئی امید نہیں نظر آتی تھی، حکیموں اور طبیبوں نے جواب دے دیا تھا، لوگ نا امید ہو کر آپ سے ملنے آتے تھے، اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آخری وقت سمجھ کر آپ سے ملنے آئے اور ملاقات کے وقت فرمایا کہ اے سراقہ اب تمہارا آخری وقت ہے، اگر مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کرنا۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت سراقہ جوش میں آ گئے اور فرمایا! اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم سمجھتے ہو کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے، اور اب میں اس دنیا سے جا رہا ہوں۔ قسم خدا کی مجھے موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے آقا کریم غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک پورا نہیں ہو جاتا۔

میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر فرمایا تھا کہ اے سراقہ! میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت تک میں مروں گا نہیں جب تک میں کسریٰ کا کنگن پہن نہ لوں گا۔ (نزہۃ المجالس)

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر مضبوط یقین اور زبر دست بھروسہ تھا کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے برسوں پہلے جو فرمادیا ہے، برسوں بعد ہونے والے واقعہ کے بارے میں اس میں کوئی ردو بدل نہیں ہوسکتا اور وہ ہو کر رہے گا۔ تو وہی ہوا جو فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

درود شریف:

ابوسفیان کے خیالات کی خبر: فتح مکہ کے وقت ابوسفیان جو اسلام قبول کر چکے تھے، صحابۂ کرام کے ہمراہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کا منظر دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ میرے پاس لشکر ہوتا تو دوبارہ اس شخص کے ساتھ جنگ کرتا۔ غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے خیالوں کو جان لیا اور ابو سفیان کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک ابوسفیان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا: (اگر تو مجھ سے جنگ کرتا) اِذًا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ. تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرتا۔

ابوسفیان نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سامنے قیام فرما دیکھ کر کہا:

مَا اَیْقَنْتُ اِنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی السَّاعَۃِ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج:۵،ص۱۰۲)

یعنی مجھے یقین نہیں تھا کہ آپ قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔

اسی رات ابوسفیان نے اپنی بیوی سے کہا کہ کیا آج جو کچھ ہوا تو اسے اللہ کی جانب سے سمجھتی ہے، تو اس نے کہا: ہاں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ صبح جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کو اس کی گفتگو جو اس کی بیوی سے ہوئی تھی، آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْتَ لِھِنْدٍ اَتُرِیْنَ ھٰذَا مِنَ اللّٰہِ (دلائل النبوۃ، ج:۵،ص:۱۰۲)

تو نے (اپنی بیوی) ہندہ سے یہ کہا تھا کہ کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

تو اب! حضرت ابوسفیان بے ساختہ پکار اٹھے کہ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس وقت میرے ساتھ میری بیوی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں تھا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیسے خبر ہوگئی۔ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ (دلائل النبوۃ، ج:۵، ص:۱۰۳)

حضرات! حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان مضبوط ہو گیا اور دوبارہ کلمہ پڑھنے کی توفیق ملی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کو دیکھ کر۔

افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیوبندی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور نبی کے علم غیب کا انکار بھی کرتے ہیں تو ان لوگوں کو ابوسفیان سے کچھ سبق پڑھ لینا چاہئے تاکہ توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

علم غیب ذاتی اور علم غیب عطائی

حضرات! اللہ تعالیٰ کو جو علم غیب ہے وہ ذاتی ہے بغیر کسی کے دیئے ہے اور آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو علم غیب ہے عطائی ہے۔ اللہ کے دیئے سے ہے۔

اب! مخالف سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ علم غیب دینے پر قادر ہے کہ نہیں تو اس کا یہی جواب ہوگا کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ہر شی پر قادر ہے اور علم غیب دینے پر بھی قادر۔ تو ہم سنی مسلمانوں کا یہی ایمان وعقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ہی عالم غیب، غیب داں اور غیب کے جاننے والے ہیں۔

پھر بھی ہمارا مخالف ہم سنیوں پر الزام لگاتے نہیں تھکتا کہ سنی بریلوی علماء اللہ تعالیٰ کے علم کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کو برابر جانتے ہیں اس لئے سنی مسلمان کافر و مشرک ہیں۔

اور اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی اس آیت پاک کو پیش کرتے ہیں۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط (پ۲۰، ع۱)

ترجمہ: تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ (کنز الایمان)

اس آیت کو وہابی، دیوبندی خوب کثرت سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس آیت میں صاف، صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی، نبی ہوں یا رسول غیب نہیں جانتے۔

تو! ہم عرض کریں گے کہ ہمارا بھی یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی غیب

نہیں جانتا، ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب ہے اور اس آیت میں جو حکم ہے وہ ذاتی علم غیب کے بارے میں ہے۔

اور! اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر نبی و رسول غیب داں ہیں ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پ۲۹، ع۱۲)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنز الایمان)

حضرات! یہ آیت کریمہ صاف طور پر اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کا مقدس گروہ جو خدا کے پسندیدہ ہیں ان کو عالم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ یعنی ان کو علم غیب عطا فرما کر، غیب داں بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (پ۵، ع۱۴)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرما دیا ہے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل بہت ہی بڑا ہے۔

پانچ چیزوں کا علم! مخالف کا دھوکہ! کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پانچ چیزوں کا علم نہیں ہے۔ (۱) قیامت کب آئے گی۔ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۴) کون کل کیا کریگا؟ (۵) کون کہاں مریگا؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (پ:۵ ع۱۴)

یعنی اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم) آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے (پھر سے غور سے سنئے) آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرما دیا ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ ان پانچ چیزوں کا علم باقی کیسے رہ سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ سکھا دیا ہے

حضرت کا علم، علم لدنی تھا اے امیر
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے، پڑھے ہوئے

درود شریف:

حضرت ابوبکر صدیق کا علم: آقا کریم، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی شان تو بہت

ہی بلند و بالا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اور غلام حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے علم غیب کی نعمت و دولت سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے وصال کا وقت آیا تو کچھ وصیت فرمائی جس میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ یہ میراث کی چیزیں ہیں اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں (جب کہ ایک ہی بہن تھی) تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن اسماء ہیں۔ دوسری کون ہے؟

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ذُوْ بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ اَرَاهَا جَارِيَةً (مؤطا امام مالک، ج:۲،ص:۶۴۵، تاریخ الخلفاء، ص:۱۵)

تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر نے فرمایا وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور وہ میرے خیال میں لڑکی ہے۔

اور! حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی بنت خارجہ کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

حضرات! جب حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی یہ شان ہے تو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت عمر فاروق اعظم کا علم

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں ہیں اور ہزاروں میل دور اسلامی لشکر کو دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دشمن دھوکہ سے اسلامی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو لشکر اسلام کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعہ مبارکہ کے دن عین خطبہ کے وقت پکارا۔

یَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اور جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہاڑ کی جانب نظر کی تو دشمن کو دیکھ لیا اور دشمن کا حملہ ناکام رہا اور لشکر اسلام نے فتح و نصرت کے جھنڈے بلند کر دیئے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:۵۴۶، دلائل النبوہ، ص:۵۰۷)

حضرات! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے ہزاروں میل دور لشکر اسلام کو دیکھ لیا اور ان کو آواز دے کر دشمن کی چال سے آگاہ بھی کر دیا۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی یہ شان ہے

تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کی بزرگی اور برتری کا عالم کیا ہوگا۔

سرعرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت مولا علی کی نگاہ: ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے علی بتاؤ! کہ اس وقت جبریل کہاں ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے دائیں پھر بائیں دیکھا، پھر زمین وآسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اس وقت جبریل کو نہ تو آسمانوں میں پاتا ہوں اور نہ زمین میں، شاید تو ہی جبریل ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج:۲، ص:۳۵۲)

حضرات! حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری زمین کو دیکھ ڈالا۔ اور تمام آسمانوں کو نظر کیا اور بیٹھے ہیں مدینہ طیبہ میں تو جب حضرت علی کی نگاہ کی یہ شان ہے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ ونظر کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت غوث اعظم کی نگاہ: آل نبی اولاد علی، قطب الاقطاب، سلطان البغداد، ابومحمد، ابوالشیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَوْلَا لِجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِىْ لَاَخْبَرْتُكُمْ بِمَاتَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدَىَّ كَالْقَوَارِيْرِ مَافِىْ بَوَاطِنِكُمْ وَظَوَاهِرِكُم (بہجۃ الاسرار، ص:۲۴)

یعنی اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی، تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ تم میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، میں تمہارا ظاہر وباطن سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔

اور فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا
كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالٖ

(قصیدہ غوثیہ شریف)

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے، ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

سبحان اللہ! جب ہمارے پیر اعظم، حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا یہ عالم ہے تو ہمارے نبی، رسول اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کی شان وشوکت کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی نگاہ: ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند، حضرت سید معین الدین چشتی سنجری، اجمیری حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص خنجر چھپا کر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا، ہمارے پیارے خواجہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی روحانیت کی نگاہ سے اس شخص کے برے ارادہ کو دیکھ لیا۔ وہ شخص ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ اخلاق کریمانہ کا بہترین سلوک پیش کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم خنجر باہر نکالو اور جس کام کے ارادہ سے آئے ہو اس کو پورا کرو! یہ سنتے ہی وہ شخص کانپنے لگا اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ کہہ کر اس شخص نے بغل سے خنجر نکال کر سامنے رکھ دیا اور قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھ کو میری غلطی کی سزا دیجئے بلکہ میرے خنجر سے میرا کام تمام کر دیجئے۔ ہمارے رحیم و کریم خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم فقیروں درویشوں کا شیوہ ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس کو نیکی اور بھلائی کا صلہ دیتے ہیں پھر ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے دعا فرمائی، وہ شخص بہت متاثر ہوا اور اسی وقت سے خدمت اقدس میں رہنے لگا۔ ہمارے پیارے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے تائب ہوا اور اس کو ۴۵ بار حج کعبہ کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی مقدس زمین میں بعد وصال مدفون ہوا۔ (مرأۃ الاسرار، ص:۵۹۸)

حضرات! اللہ تعالیٰ کی دین و عطا ملاحظہ کیجئے کہ اس نے ہمارے پیارے خواجہ، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب کی نعمت سے نوازا ہے اور حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے دلوں کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ تو مجھے بتانا یہ ہے کہ جب حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کا یہ عالم ہے تو آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

دوسرا جمعہ .... دوسرا بیان

ذکرالٰہی کی فضیلت وبرکت

Scanned by CamScanner

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ٥ (پ۲، رکوع ۲)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! جس انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا ہے وہ انسان زندہ ہے اور جس انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے وہ انسان مردہ ہے۔ (بخاری شریف، مشکوۃ شریف، ص ۱۸۸)

مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم اسلام ابن رضا فرماتے ہیں۔

لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ   لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ

لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ   لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

مولیٰ دل کا زنگ چھڑا   قلب نوری پائے جلا

دل کو کردے آئینہ   جس میں چمکے یہ کلمہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ہمارے سرکار پیارے آقا رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ افضل الذکر کلمہ شریف۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، ص ۲۰۱)

کلمہ شریف کی فضیلت

ہمارے پیارے رسول رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ (بخاری، مسلم و کشف الغمہ، جلد اول، ص ۲۱)

یعنی جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وظیفہ: ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، یا باری تعالیٰ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا دے کہ اس سے میں تجھے یاد کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ تیرے بے شمار بندے لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ مجھے ایسا وظیفہ بتا۔ جو صرف میرے لئے خاص ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَا مُوْسٰی لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ کَفَّةٍ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِیْ کَفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۱)

ترجمہ: یعنی اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جس پلڑے میں رکھا جائے گا وہ پلڑا بھاری ہوگا اور وزن دار ہو جائے گا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میرے پیارے اللہ تعالیٰ کا نام کائنات کی ساری چیزوں سے بھاری اور وزن دار ہے۔

میرے خواجہ کے دیار کی نورانی حکایت

میرے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہندوستان میں ایک ہندو مشرک تھا جو کفر میں ڈوبا ہوا بتوں کی پوجا کرتا تھا ایک مرتبہ کسی مشکل میں مبتلا ہوا پریشانی اور حیرانی کے عالم میں جس بُت کو پوجتا تھا اس بت کے پاس گیا اور اپنی مشکل بیان کی اور مراد مانگی مگر پتھر تو پتھر ہی ہے کچھ نہ ہوا ہندو، مشرک، مشکل میں گھرا رہا وہ مشرک بت سے ناامید ہو کر اس نے سوچا مسلمان اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں میں بھی اس مشکل گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں اور دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ اس مشرک نے شرمندہ ہو کر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور

بلند آواز سے پکارا یا اللہ! فضا میں کڑکا ہوا بجلی چمکی نور کا ہالہ آسمان پر چھا گیا اور ندا آئی لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ ٥ اے میرے بندے میں موجود ہوں، مانگ جو مانگتا ہے تیری حاجت پوری کی جائیگی۔ مشکل آسان کی جائے گی۔ تیرا دامن مرادوں سے بھر دیا جائے گا۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں عرض کیا یا اللہ تعالیٰ یہ بندہ مشرک ہے بتوں کی پوجا کرتا تھا مگر بتوں نے اس کی کچھ نہ سنی اور تجھے ایک مرتبہ ہی پکارا ہے اور تو نے جواب دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اگر میں بھی اس بُت کی طرح جواب نہ دوں تو میرا بندہ کہاں جائے گا وہ بُت جھوٹے ہیں اور میں سچا خدا ہوں اور اپنے بندے کی فریاد سنتا ہوں اور مدد کرتا ہوں، اس بُت پرست مشرک نے جب یہ ماجرد یکھا تو کلمہ شریف پڑھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمان ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد اول)

اے ایمان والو! اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کی شان کو جانو اور سمجھو کہ اللہ تعالیٰ جب ایک مشرک کی آواز پر لَبَّیْکَ عَبْدِیْ فرماتا ہے تو ہم غلامان محبوب خدا ہیں اگر ہم یقیناً صدق دل سے اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ ہم پر کس قدر کثرت سے رحمت و برکت نازل فرمائے گا کہ مشکلیں آسان اور تکلیفیں دو ہوتی نظر آئیں گی اور ہمارے سارے کام بنیں گے اور ہم بامراد ہو جائیں گے۔

آؤ ہم سب مل کر پڑھ لیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

استاذ زمن شاعر شیریں سخن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتیٔ اعظم ابن رضا الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں ہوں بندہ وہ مولیٰ کون ہے اپنا اس کے سوا
میں ہوں اس کا وہ ہے میرا جس نے بنایا اور پالا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، آسمانوں میں ہو یا زمین میں، یا سمندر کے پانی کے نیچے سب اپنے اپنے طریقے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر کچھ انسان اور جنات ہی ہیں جو اپنے پیدا کرنے والے

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف پ ۱۵، رکوع ۵ میں فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ط

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے۔ (کنزالایمان)

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر زندہ درخت یعنی پیڑ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر چیز کی تسبیح اس کی حیثیت کے مطابق ہے

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتا ہے اور ان سب کی تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے۔ صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے اپنے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی انگشتہائے مبارکہ سے پانی کے چشمے جاری ہوتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کھانا کھاتے تو کھانا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ (بخاری، جلد ا، ص ۳۳، مسلم، ج ۲، ص ۲۳۵)

افضل الذکر کلمہ شریف: دیوانہ مصطفےٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امت کے غمخوار ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ، ص ۲۰۱)

دوزخ سے آزاد: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص گواہی دے (یعنی پڑھے) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم، ج ا، ص ۴۶، مشکوٰۃ، ص ۱۴)

دو غلام آزاد کرنے کا ثواب

ہمارے سرکار محبوب کردگار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سونے سے پہلے دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھ لے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو غلام آزاد کئے (انیس الواعظین)

عرش اعظم کا سوال: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عرش ہلنے لگتا ہے حکم ہوتا ہے اے عرش ساکن ہو جا۔ عرش عرض کرتا ہے اے اللہ

تعالیٰ جس نے کلمہ پڑھا اس کو بخش دے تا کہ مجھے سکون ملے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے کلمہ شریف پڑھنے والے بندے کو بخش دیا۔ (انیس الواعظین)

ہر قطرے کے بدلے ثواب ہی ثواب ہے

نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک جو بندہ لَاۤ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ پڑھے اور درمیان میں دنیاوی بات نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور جو وضو کرتے وقت کلمہ شریف پڑھتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا اور اس کا ثواب اس شخص کو ملے گا۔ (انیس الواعظین)

کامیابی کا نسخہ: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہمارے طبیب رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَیُّھَا النَّاسُ قُوۡلُوۡا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ) تُفۡلِحُوۡا (کشف الغمہ)

یعنی اے لوگو! لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (محمد رسول اللہ) پڑھو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اے ایمان والو! اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک بار بار پڑھئے اور سوچئے کہ ہم کو در در جانے کی ضرورت نہیں۔ بھٹکنے کی حاجت نہیں کلمہ شریف پڑھئے اور کامیاب ہو جائیے۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
دربدریوں ہی خار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

بیماری سے نجات: سید الطائفہ ہم قادریوں کے مرشد اعظم حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مکہ شریف کعبہ معظمہ کی زیارت کے لئے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ سفر جاری ہے ایک مقام پر سواری مکہ شریف کی جانب چلنے کی بجائے قسطنطنیہ کی جانب چل پڑی۔ بسیار کوشش پکڑنے کے باوجود سواری قسطنطنیہ کے شہر میں داخل ہوگئی۔ وہاں پہونچ کر دیکھتا ہوں کہ لوگ کثیر تعداد میں جمع ہیں اور آپس میں

محو کلام ہیں۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ بادشاہ کی لڑکی پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہے اور کسی طبیب کی تلاش کی جارہی ہے۔
حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے لے چلو میں بادشاہ کی لڑکی کا علاج کردوں گا لوگ مجھے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب شاہی محل کے دروازے پر پہونچا تو اندر سے آواز آئی۔ اے جنید! تو کب تک اپنی سواری کو ہمارے پاس آنے سے روکتا رہے گا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مخلوق کا مسیحا بنایا ہے۔ (مسیحا مریض کے پاس آگیا) حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ایک لڑکی حسن و جمال میں یکتائے روزگار زنجیر میں بندھی ہوئی ہے اور مجھ سے فریاد کررہی ہے کہ حضرت! میرے لئے دعاء کیجئے اور مجھے بچالیجئے۔ مجھے بیماری سے نجات دلادیجئے مجھے بلانے پکڑ لیا ہے۔ رحم کیجئے، کرم کیجئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بادشاہ کی لڑکی سے کلمہ شریف یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھنے کو کہا۔ لڑکی نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا، کلمہ شریف پڑھتے ہی زنجیر ٹوٹ کر گرگئی اور بادشاہ کی لڑکی بلا سے نجات پاکر اسی وقت تندرست ہوگئی۔ بادشاہ اپنے سامنے یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہوا اور کہنے لگا۔ اے حضرت جنید بغدادی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کتنے پیارے اور اچھے حکیم ہو کہ ایک پل میں میری لڑکی کی بیماری دور کرکے اسے اچھا اور تندرست کردیا۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے بادشاہ سے کہا تم بھی کلمہ شریف پڑھ لو، تمہارے دل سے کفر کی بیماری دور ہوجاؤ گی۔ بادشاہ نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ کلمہ شریف کی برکت اور ایک ولی کی کرامت دیکھ کر کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوگئے۔ (نزہۃ المجالس، ج ا، ص ۱۶)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھالے آئے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اے ایمان والو! کلمہ شریف پڑھنے والے شیعہ بھی ہیں وہابی، دیوبندی، تبلیغی بھی ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے سائے میں جو عبادت ہوتی ہے وہی قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ولی کا دامن ہاتھ میں ہو اور کلمہ شریف پڑھا جاتا ہے تو مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور کفر کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے اور اسلام کا اجالا پھیل جاتا ہے
خوب فرمایا میرے مرشد اعظم، ہم شبیہ غوث اعظم، قطب عالم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈلو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

درود شریف:

جنت کی کنجی: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ○

ترجمہ: معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گواہی دینا جنت کی کنجی ہے۔ (مشکوۃ شریف، ص ۱۵)

گنہگار جنت میں: ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک گنہگار لایا جائے گا جس کے ننانوے دفتر گناہوں سے بھرے ہوں گے اور ان کی لمبائی حد نظر تک ہوگی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے۔ گنہگار عرض کرے گا نہیں، پھر فرمایا جائے گا تیرے پاس کوئی عذر ہے، وہ گنہگار کہے گا میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں، پھر رحم وکرم والا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہے۔ آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اس وقت ایک پرچہ کاغذ کا نکالا جائے گا جس میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوگا (خلوص دل محبت سے جو پڑھا تھا) اس پرچہ کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور ننانوے دفتر گناہوں کے دوسرے پلڑے میں۔ گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے اور کلمہ والا پلڑا وزنی ہو جائے گا۔ اب وہ گنہگار عرض کرے گا اے میرے اللہ تعالیٰ ننانوے دفتر گناہوں کے مقابلے میں ایک کاغذ کے پرچے کی کیا حقیقت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میرے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ میرا نام سب سے وزنی اور بھاری ہے کلمہ شریف کی برکت سے گنہگار بخش دیا جائے گا۔ اور جنت کا دولہا بنا دیا جائے گا۔ (حاکم، مشکوۃ، ص ۴۸۶)

کلمہ شریف کے پڑھنے سے گناہ بخش دیئے گئے

ہمارے حضور پاک صاحب لولاک مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اعرابی (دیہاتی) صحابی حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بہت گنہگار ہوں (میں بہت گنہگار ہوں) تو ہمارے آقا رحمت ہی رحمت کرم ہی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی سے سوال کیا تیرے گناہ ستاروں سے زیادہ ہیں؟ اس اعرابی نے عرض کیا ہاں۔ پھر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا بارش کے قطروں سے بھی زیادہ تیرے گناہ ہیں، اس اعرابی نے جواب دیا، ہاں پھر ہمارے سرکار بے سہاروں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا، کیا درختوں کے پتوں سے زیادہ تیرے گناہ ہیں؟ تو اس دیہاتی نے جواب دیا

ہاں! پھر میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کیا تیرے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں تو اس سوال پر وہ اعرابی خاموش ہو کر رونے لگا۔ ہمارے پیارے نبی نے بڑی شفقت و محبت بھرے لہجے میں فرمایا، کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ (کلمہ شریف کی برکت سے) تیرے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ (انیس الواعظین)

اے ایمان والو! کیا شان ہے کلمہ شریف کی، کیا رحمتیں، برکتیں ہیں کلمہ شریف کی۔ آیئے ہم سب مل کر بلند آواز سے ایک دوسرے کو گواہ بنا کر کلمہ شریف پڑھ لیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

حضرات! یقین ہے اور رحمت سے پوری امید ہے کہ اس پورے مجمع میں کسی نہ کسی کا کلمہ شریف پڑھنا۔ ہمارے پیارے اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا اور ضرور ہوگا اور ایک کے صدقے میں ہم سب رحم و کرم سے مالا مال کر دیئے جائیں گے۔

رحمت کی صدا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کرئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروے منزل ہی نہیں

کلمہ پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے آقا جنت کے دولہا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

ایمان تازہ کرو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایمان کس طرح تازہ کریں؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کثرت سے پڑھا کرو؟ (طبرانی)

کلمہ پڑھنے والے پر دوزخ حرام ہے

عبادہ ابن صامت صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے آقا ابو القاسم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص سچے دل سے کلمہ شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام فرمادیگا۔

(مسلم، ج۱، ص۴۶، ترمذی، مشکوٰۃ، ص۱۴)

کلمہ شریف بہترین صدقہ ہے: صحابی رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ

ہمارے آقا کریم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ہر عضو کا صدقہ ہے (ایک بار) سُبْحَانَ اللّٰہُ کہنا ایک صدقہ اور جب بھی کہو گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جب بھی پڑھو گے اَللّٰہُ اَکْبَرُ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ جب بھی بولو گے اور پڑھو گے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہارے لئے صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور چاشت کی دو رکعت نماز ان تمام کا عوض (یعنی بدلہ) بن جاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۳۲۴، بیان صدقہ)

نصرانی مسلمان ہو گیا: امام خواجگاں حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابرکت بارگاہ میں ایک نصرانی شخص کبھی کبھی حاضری کے شرف سے باریاب ہوا کرتا تھا، کئی دن گزر گئے۔ خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نصرانی شخص کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ بستر مرگ پر حالت نزع میں ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نصرانی شخص کے گھر پر تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا؟

کَیْفَ حَالُکَ تیرا کیا حال ہے؟ نصرانی شخص عرض کرنے لگا۔ اے حضرت کیا بتاؤں میرا برا حال ہے۔ موت سر پر کھڑی ہے کوئی پرسان حال نہیں۔ دوزخ کی آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ آج عدل کا ترازو قائم ہے مگر میرا دامن نیکی سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن رحیم ہے غفور ہے، مگر میرے پاس کوئی حجت اور دلیل اور عذر نہیں۔ نگاہوں کے سامنے جنت نظر آ رہی ہے مگر جنت کو کھولنے کی کنجی میرے پاس نہیں ہے۔ یہ سارا غم کا واقعہ سن کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ مت گھبراؤ تمہارے پاس جنت کی کنجی آنے والی ہے۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر جانے لگے تو نصرانی شخص نے عرض کی اے حضرت آپ تشریف لے جا رہے ہیں اور جنت کی کنجی میرے پاس آ گئی ہے اور کلمہ شریف یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھا اور ہمیشہ کے لئے سو گیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا وہ شخص عرض کرنے لگا کہ کلمہ شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشش دیا اور اعلیٰ جنت میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائی ہے اور اب میں جنت میں ہوں۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! کیا شان ہے کلمہ شریف کی اگر ہم غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہو کر کلمہ شریف صبح، شام، سوتے، جاگتے پڑھ لیا کریں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کتنے کرم اور کامیابی کے دروازے کھول دے گا۔ آؤ ہم سب مل کر

ایک مرتبہ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھ لیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب فرماتے ہیں۔

ترا ذکر لب پر خدا دل کے اندر
یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں
دم واپسی تک تیرے گیت گاؤں
محمد، محمد پکارا کروں میں

درود شریف:

عظیم بشارت: پیارے سنی بھائیو! عظیم بشارت اپنے پیارے نبی محبوب داور شافع محشر ساقی کوثر مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں سنیے اور کلمہ شریف سے محبت پیدا کیجئے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خلوص دل سے باوضو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بارہ کرامت کے مقامات عطا فرمائے گا۔

۱) موت کے وقت کلمہ شریف زبان پر جاری ہو جائے گا یعنی اسلام کی حالت میں انتقال کرے گا۔
۲) جان کنی کی سختی اس پر آسان ہوگی۔
۳) اس کی قبر روشن ہوگی۔
۴) منکر نکیر اس کے پاس اچھی شکل میں آئیں گے۔
۵) قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔
۶) عمل کے ترازو پر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔
۷) پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
۸) دوزخ کی آگ اس کے جسم پر حرام ہوگی۔
۹) شراب طہور سے نوازا جائے گا۔
۱۰) جنت میں اس کو ستر حوریں ملیں گی۔
۱۱) پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت اس کو نصیب ہوگی۔
۱۲) اللہ تعالیٰ کا دیدار اس کو نصیب ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین)

اے ایمان والو! سبحان اللہ! ماشاء اللہ۔ کیا، کیا برکات اور بہاریں ہیں کلمہ شریف کی کلمہ شریف کے پڑھنے سے دین اور دنیا کی ساری دولتیں اور نعمتیں اور سب کچھ عطا فرمادیئے گئے اس خوش نصیب کو۔ جس نے صدق دل سے کلمہ شریف پڑھا۔

پیارے سنی بھائیو! مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ اب آپ حضرات کے قلب وذہن میں کلمہ شریف کی برکت ورحمت کی بہاریں آگئی ہوں گی اور کلمہ شریف سے مزید محبت پیدا ہوگئی ہوگی اور اب آپ حضرات کلمہ شریف پڑھنے کی عادت بنالیں گے اور ضرور بنالیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ایک گزارش: اس بے علم وعمل اسیر خواجہ سگ رضا انوار احمد قادری رضوی کی ایک اہم گزارش قبول فرمائیں کہ جب بھی کلمہ شریف پڑھیں تو ساتھ میں درود شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔

یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے .

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

سلام اور مصافحہ

کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا O (پ۵،ع۸)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو، بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔ (کنز الایمان)

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط (پ۱۸ع۱۴)

ترجمہ: پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

تمہید: اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ایمان والوں کو، مومنوں سے سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ بڑی ہی پیاری سنت ہے اور سلام میں بے شمار فوائد اور برکتیں ہیں اور سلام کرنا، ایک دعا بھی ہے۔ جس سے جان و مال، عزت وآبرو اور مال و دولت کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔

سلام کو عام کرو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (صحیح مسلم، ج:۱،ص:۴۷، ترمذی شریف، ج:۵،ص:۵۲، ابوداؤد شریف، ج:۴،ص:۳۵۰)

یعنی تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ، اور تم مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس پر تم عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے، وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

حضرات! اس حدیث مبارکہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آپس میں سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور آپس میں محبت کرنا مومن کے لئے ضروری ہے اور مومن ہی جنت میں جائیں گے۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

سب سے بہتر اسلام، سلام ہے: حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام میں سب سے بہتر کون سا عمل ہے؟ تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۱۳، صحیح مسلم، ج:۱،ص:۶۵)

یعنی تم کھانا کھلاؤ اور سلام کرو! جس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو۔

حضرات! آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں ثابت ہوا کہ کھانا کھلانا اور سلام کرنا (مومن، مومن کو) اسلام میں بہت ہی بہتر اور اچھا عمل ہے مگر آج کل کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو سلام تو خوب کرتے نظر آتے ہیں لیکن کھانا کھلانا، بزرگوں کی نیاز کرنا، اللہ والوں کا لنگر لٹانا، میلاد شریف، گیارہویں شریف، چھٹی شریف میں کھانا کھلانا تو دور کی بات ہے بلکہ اس کھانے کو ناجائز و بدعت بھی کہتے نظر آتے ہیں۔ اور ہم غلامان غوث وخواجہ ورضا، سنی مسلمان کبھی میلاد شریف کے نام پر، کبھی اپنے پیارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت کے موقع پر، کبھی گیارہویں شریف میں، کبھی چھٹی شریف میں نیاز ولنگر پکا کر خود کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں اور آپس میں سلام بھی کرتے ہیں اور دونوں باتوں پر عمل کر کے خوب خوب ثواب حاصل کرتے ہیں۔

سلام کا صحیح طریقہ: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ جب پیدا کیا تو یہ فرمایا کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور ان کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، کیوں کہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہاں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ. تو انہوں نے جواب دیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. اور فرشتوں نے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کے الفاظ زیادہ کیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ (حضرت صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۰۳)

حضرات! معلوم ہوا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا یہی صحیح اور سنت طریقہ ہے اور سلام کا جواب اس سے بہتر دینا چاہئے یعنی وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۝ کہہ دیا تو بہتر ہو گیا جیسا کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۝

کام زیادہ ہوگا تو ثواب بڑھتا جائے گا

آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا...... آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو جواب دیا، وہ بیٹھ گیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے لئے دس..... یعنی دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہا..... آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب دیا، وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا اس کے لئے بیس پھر تیسرا شخص آیا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کہا، اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے تیس.....اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ. آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے چالیس۔ اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں..... یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔ (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۰۸)

پہلے سلام کون کرے: آفتاب نبوت ماہتاب رسالت، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ، عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ ۝

(صحیح بخاری، ج:۵، ص:۲۳۰۱؛ صحیح مسلم، ج:۳، ص:۱۷۰۳)

یعنی سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

اور حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ چھوٹا، بڑے کو سلام کرے۔

سلام میں پہل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ مَنْ بَدَأَھُمْ بِالسَّلَامِ (ابوداؤد شریف، ج:۳، ص:۳۰۱، بیہقی شعب الایمان، ص:۶، ص:۴۳۳)

حضرات! سلام میں پہل کرنے والا شخص بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے کہ اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس خوش نصیب کو اپنی بارگاہ میں مقرب ومقبول بنالیتے ہیں۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کو سلام فرماتے

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔ (صدر الشریعہ، اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۰۶)

حضرات! یہ حدیث شریف بتارہی ہے کہ صرف بڑوں کو ہی سلام نہیں ہے بلکہ بچوں کو بھی سلام کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

سلام کرنے میں نیت کیا ہو: حضرت صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت آبرو اور مال سب کچھ سلامت اور اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں رہے۔ ان چیزوں کے خلاف نیت کرنا حرام ہے۔ (ردالمحتار، بحوالہ اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۰۸)

صحابہ سلام کرنے کی نیت سے بازار جاتے تھے

خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سلام کرنے کی نیت سے بازار جاتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقعہ ملے گا۔ (اسلامی اخلاق وآداب، ص:۱۰۸)

حضرات! وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، رافضی وغیرہ کو سلام کرنا ہر حال میں ناجائز و حرام ہے اور اگر مسلمان جان کر سلام کیا تو کفر ہے۔

بس اتنا یاد رکھئے کہ جو شخص ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرنا جائز و درست سمجھتا ہے تو ہم اس کو سلام کریں گے اور جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلام کو ناجائز و حرام کہے گا ہم اس کو ہرگز، ہرگز سلام نہیں کریں گے۔

کافر کو سلام نہ کرے، اگر وہ سلام کرے تو جواب دے سکتا ہے

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کافروں کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر جواب میں صرف عَلَیْکُمْ کہے۔

اور اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلمان اور کافر دونوں ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کی نیت کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کہے۔ (عالمگیری، بحوالہ: اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۱۱)

اور لکھتے ہیں کہ کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز، ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (درمختار، بحوالہ: اسلامی اخلاق و آداب، ص:۱۱۱)

نوٹ: سلام کس کو کرے اور کس کو نہ کرے۔ اور سلام کب کرے اور کب نہ کرے، اس کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہے تو حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کتاب اسلامی اخلاق و آداب میں سلام کے آداب و مسائل کا مطالعہ کرے۔

مصافحہ کرنے سے دونوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ، فَیَتَصَافَحَانِ، اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّفْتَرِقَا۔

(صحیح بخاری، ج:۵، ص:۴۷، ابوداؤد، ج:۴، ص:۳۵۴)

یعنی جب بھی دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ سلام کرنا اور مصافحہ کرنا دونوں عمل سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی خلوص ومحبت کے ساتھ سلام ومصافحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

سلام میں پہل کرنا، انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے

مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (بہت) چاہا کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مجلس میں آنے یا جانے کے وقت سلام کروں لیکن (پوری زندگی میں) مجھے یہ موقع نہ ملا جب کبھی میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہلے ہی سلام کر دیتے تھے اور فرماتے ہیں کہ پہلے سلام کرنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ (بہشت بہشت)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلام کرنے کا جذبہ: علماء بیان کرتے ہیں کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن پختہ ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلے کہ آج میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہلے سلام کروں گا اور مسجد نبوی شریف کی دیوار سے چھپ کر کھڑے رہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف سے مسجد شریف میں تشریف لائیں گے تو میں آگے بڑھ کر سلام کرلوں گا لیکن جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف سے نکلے اور مسجد میں تشریف لائے، ابھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوچ ہی رہے تھے کہ میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آگے بڑھ کر سلام کروں کہ اس سے پہلے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار ہو گئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم غلاموں کو بھی کبھی سلام کا موقع عطا فرما دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سلام کرنا نیک کام ہے اگر نیکی کرنے میں، میں نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پیچھے رہوں گا تو میری امت کا کیا حال ہوگا۔

اللہ اکبر! سلام میں پہل کرنا کتنی عظیم نیکی ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہل کرنا چاہتے ہیں لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سلام کرنے میں پہل فرماتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنے کا جذبہ رکھنا، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور پہلے سلام کرنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی سلام میں پہل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب بھی سلام میں پہل فرماتے ہیں

مشہور عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اب بھی کوئی عاشق، جب مواجہہ اقدس میں سنہری جالیوں کے سامنے۔ مزار انور پر حاضر ہوتا ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غلام کے سلام کرنے سے پہلے اس کو سلام کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

حضرات! اب بھی، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیض و کرم جاری ہے جیسا کہ پہلے ظاہری حیات میں جاری تھا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

سلام کرنے والے کو، ۹۰ نیکیاں ملتی ہیں

عالم ربانی حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو پہلے سلام کرنے والے کو ۹۰ نیکیاں ملتی ہیں اور سلام کا جواب دینے والے کو، ۱۰ نیکی ملتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرات! سلام میں پہل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ، ۹۰ نیکی عطا فرماتا ہے اور سلام کا جواب دینے والے کو صرف، ۱۰ نیکی نصیب کرتا ہے۔

تو خوش نصیب ہے وہ مسلمان جو آگے بڑھ کر سلام کرتا ہے اور ۹۰ نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔

تین دن تک بات، چیت بند کر دینا، ناجائز ہے

مصطفیٰ جان رحمت، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے

بھائی سے تین دن تک ملاقات نہ کرے اور بات چیت بند رکھے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری شریف)

حضرات! صحیح بخاری شریف کی اس حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے، ایک بھائی کا دوسرے بھائی سے، شوہر کا بیوی سے، بیوی کا شوہر سے، دوست کا دوست سے تین دن سے زیادہ بات چیت بند کر کے رکھنا اور آپس میں ملاقات نہ کرنا، ناجائز و حرام ہے۔ اور ان دونوں میں اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بہتر اور نیک وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

سلام کرنا گھر والوں کے لئے رحمت و برکت کا ذریعہ ہے

آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: يَـابُنَـيَّ، إِذَا دَخَلْتَ عَلىٰ اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلىٰ اَهْلِ بَيْتِكَ (ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف، ص:۳۹۹)

یعنی اے میرے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر، تاکہ تیرے اور گھر والوں کے لئے رحمت ہو۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا، گھر والوں میں اور گھر میں رحمت و برکت کا ذریعہ ہے۔

گھر میں داخل ہو، تو سلام کرو

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلىٰ اَهْلِهٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِسَلَامٍ (بیہقی شریف، مشکوۃ شریف، ص:۳۹۹)

یعنی جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب گھر سے باہر نکلو تو گھر والوں کو سلام کرو۔

مومن کے گھر میں روح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے

مشہور محدث، حضرت علامہ ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

جب گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو، سلام کرنے سے گھر میں برکت ہوتی ہے اور اگر (گھر میں کوئی نہ ہو) گھر خالی ہو تو (اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تصور کر کے) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ دیا کریں (یعنی یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کو سلام ہو) اور حضرت ملّا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن کے گھر میں آقا کریم، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک تشریف فرما رہتی ہے۔ (شرح شفاء)

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

حضرات! اس حدیث شریف سے، مشہور محدث کے بیان سے سورج کی روشنی سے زیادہ روشن اور ظاہر ہو گیا کہ ہر مومن کے گھر میں آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح مبارک جلوہ فرما رہتی ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہم غلاموں کے گھروں میں نور کی خیرات اور رحم و کرم کی بھیک دینے اپنے غلاموں کے گھروں میں تشریف لاتے ہیں۔

مگر! مخالف نہیں مانے گا اور کہے گا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک ہیں اور مومن لاکھوں کروڑوں ہیں تو ایک جان کہاں کہاں جا سکتی ہے تو ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت شاہ مینا کا جلوہ ہر پتے پر

علماء بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے ولی حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر لکھنؤ میں رہتے تھے اور ایک عالم آپ کی ذات سے فیض حاصل کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک انگریز افسر اپنے چند پولس والوں کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس عیسائی حاکم نے قطب شہر حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لے کر پوچھنے لگا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا یہ ہے کہ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرنے والے کی قبر میں آتے ہیں: کیا یہ صحیح ہے؟ تو حضرت نے فرمایا بالکل صحیح و درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ طاقت عطا کی ہے کہ وہ ہر مرنے والے کی قبر میں تشریف لاتے ہیں۔ انگریز حاکم عیسائی افسر کو غصہ آ گیا اور تیور بدلتے ہوئے کہنے لگا کہ مسلمان اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے جھوٹی محبت رکھتے ہیں۔ قطب وقت اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آ گئے اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت کیا بج رہا ہے تو اس انگریز نے جواب دیا، دن کے بارہ بجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا کہ یہ جو سامنے پیپل کا

درخت نظر آرہا ہے اس کے پتوں کو غور سے دیکھ۔ جب انگریز افسر نے درخت کے پتوں کو بغور دیکھا تو حیرت میں پڑ گیا کہ حضرت شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے بیٹھے ہیں اور ہر پتے پر بیٹھے نظر آرہے ہیں۔ تو حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر کہنے لگا کہ آپ تو میرے سامنے بھی بیٹھے ہیں اور ہر پتے پر بیٹھے نظر آرہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ولی نے فرمایا: نادان؟ جب ایک امتی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا:

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا۔
اس پار کا جب یہ عالم ہے تو اس پار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

بیٹے کے سلام سے باپ، عذاب سے بچا

بزرگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص بڑا ہی گنہگار اور بدکار تھا لیکن اس کی عادت تھی کہ جب وہ گھر سے نکلتا تھا تو گھر والوں کو، اپنے بچوں کو سلام کرتا تھا ایک دن گھر سے نکلا، تجارت کی غرض سے باہر جارہا تھا جب اس نے اپنے چھوٹے سے بچے کو سلام کیا تو بچے نے اپنی توتلی زبان سے وعلیکم السلام کہا اور اپنے باپ کے سلام کا جواب دیا۔ باپ سفر کو چلا گیا راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا تو وہ شخص دیکھتا ہے کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ تشریف لے آئے اور ڈاکو ان کو دیکھ کر بھاگ گئے تو اس شخص نے اس بزرگ سے پوچھا کہ حضرت آپ کون ہیں؟ اور آپ اس مصیبت کے وقت کام آئے، اگر آپ نہ آتے تو ڈاکو مجھ کو ہلاک کر دیتے۔ تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جلدی جاؤ اور میرے بندے کو ڈاکوؤں سے بچاؤ اس لئے کہ جب یہ شخص گھر سے نکلا تھا تو اس نے اپنے چھوٹے سے بچے کو سلام کیا تھا۔ تو اس بچے نے بھی اپنے باپ کو سلام کا جواب دیا تھا۔ اور وعلیکم السلام کہا تھا۔ تو میری غیرت کو گوارا نہیں کہ جس کا چھوٹا سا بچہ اپنے باپ کو میری سلامتی میں دیکر بھیجے اور اس پر کوئی عذاب ومصیبت آئے تو میں نے بیٹے کے سلام کی برکت سے اس کے باپ کو ہر عذاب اور مصیبت سے محفوظ کر دیا ہے۔

گویا: چھوٹے سے بچے کے سلام نے باپ کو لٹنے اور قتل وغارت ہونے سے بچالیا۔ یہ ہے سلام کرنے کی برکت حضرات! جب بیٹے کے سلام کی یہ برکت ہے تو اگر ہم صبح وشام اپنے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

پر درود و سلام پڑھتے رہیں گے تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود سلام کی برکت کا کیا عالم ہوگا۔ اور جب بیٹے کے سلام نے باپ کی جان بچائی تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام کی برکت سے جان بھی محفوظ رہے گی اور ایمان بھی سلامت رہے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرّم

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

تبرکات کی تعظیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج (پ۱۳،رکوع۴)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! اعلیٰ نسبت سے ادنیٰ اور بے برکت شئ اعلیٰ اور برکت والی ہو جایا کرتی ہے۔ اور شئ جس قدر اعلیٰ اور برکت والی ہوگی، اس کی نسبت و برکت بھی اسی قدر اعلیٰ ہوگی۔ مثال کے طور پر یہ ایک کپڑا ہے اور بڑا ہی قیمتی ہے مگر اس کپڑے کو کوئی بھی اپنی آنکھوں اور سینے سے نہیں لگاتا اور نہ چومتا ہے اور نہ ہی اپنے سر پر رکھتا ہے۔ اور ایک کپڑا وہ بھی ہے جسے جزودان بنا کر اللہ کی کتاب قرآن مجید پر چڑھایا گیا اور غلاف بنا کر اللہ کے گھر کعبہ پر ڈالا گیا جس کو ہر مومن آنکھوں اور سینوں سے لگاتا اور چومتا ہے اور وہ لوگ بھی چومتے نظر آتے ہیں جن کے مذہب میں چومنا، بوسہ دینا بدعت و شرک ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

معلوم ہوا کہ کلام اللہ، قرآن مجید اور بیت اللہ کعبہ معظمہ کی نسبت کی وجہ سے کپڑے کا جزودان اور غلاف کعبہ چوما جاتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہم کپڑا نہیں چوم رہے ہیں بلکہ کتاب اللہ اور بیت اللہ کی تعظیم کر رہے ہیں اور اس کی نسبت کو چوم رہے ہیں۔

اب اس مختصر سی تمہید کے بعد میں آپ کو بتانا اور سمجھانا چاہوں گا کہ ہم سنی مسلمان کپڑا اور چادر نہیں چومتے ہیں بلکہ کپڑا اور چادر کی شکل میں نسبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ اور نسبت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور نسبت اولیاء اللہ کو چومتے ہیں۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اے ایمان والو! حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں اس قدر روئے کہ آپ کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی اور آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص بھیجی کہ لے جاؤ اور میرے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو ان کی آنکھوں پر ڈالا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ج (پ ١٣، رکوع ٤)

اے ایمان والو! جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی برکت کا یہ عالم ہے تو ہمارے آقا کریم جو یوسف علیہ السلام کے بھی نبی ہیں، ان کی قمیص مبارک کی برکت کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اے ایمان والو! قرآن کریم میں ایک صندوق کا ذکر کیا ہے جس کو تابوت سکینہ بھی کہتے ہیں، جو شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جس کی لمبائی تین ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ کی تھی۔ اللہ تعالی نے اس صندوق کو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور یہ صندوق ایک دوسرے کے پاس سے منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے پاس رہا، اس وقت اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا مبارک اور چند ٹکڑے الواح کے تھے۔ بنی اسرائیل اس صندوق کا ادب کرتے اور اس کو آگے رکھتے تو جنگ میں فتح پاتے اور اس کی برکت سے ان کی دعائیں قبول ہوتیں اور حاجتیں پوری ہوتی تھیں۔

لیکن! جب بنی اسرائیل کے حالات خراب ہو گئے اور ان میں بد عملی پیدا ہو گئی تو بنی اسرائیل سے یہ برکت والی صندوق چھین لی گئی اور پھر اس صندوق کی بے ادبی اور بے حرمتی کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان بے ادبوں کو طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا کر دیا اور ان کی پانچ بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ (ملخصاً، تفسیر خازن، مدارک، خزائن العرفان)

حضرات! کلام الٰہی سے یہ بات ظاہر اور ثابت ہوئی کہ اللہ والوں کے کپڑے اور تبرکات میں بہت برکتیں ہوتی ہیں اور ادب کرنے والا مالا مال اور نہال کر دیا جاتا ہے۔ اور بے ادب بیماریوں، اور بلاؤں میں گھر کر اپنی دنیا و آخرت برباد کر لیتا ہے۔ الامان والحفیظ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۲،ع۱۶)

ترجمہ: نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

آقا کریم کے وضو کے پانی میں برکت

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث شریف سنئے اور آقا کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم و ادب کر کے صحابۂ کرام کی سنت و عادت پر عمل کر کے بے شمار برکات و حسنات کمائیے۔

حدیث شریف: قریش مکہ میں عروہ بن مسعود کو، جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

عروہ بن مسعود کو مدینہ طیبہ بھیجا، وہ آئے اور حالات دیکھ کر واپس ہوئے اور جا کر قریش کو بتایا کہ۔

اے قوم! خدا کی قسم بے شک میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں، خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جیسا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں اور رینٹھ کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے منہ

اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔

وَاِذَا تَوَضَّاَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وُضُوْئِهٖ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۳۱)

اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو انکے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گر پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے۔

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کے پانی کی بڑی قدر و منزلت تھی، کیونکہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ یہ پانی جسم رحمت سے لگ کر بہت ہی برکت و نور والا ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ پروانوں کی طرح ان پر نثار ہوتے اور ان کے حصول کی بہت کوشش کرتے اور یہ سب کچھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود ان کو مشاہدہ فرماتے تھے مگر کبھی منع نہیں فرمایا بلکہ ان کے جذبات محبت کا احترام فرماتے۔

لہٰذا! سنیو! اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بال شریف، پیرہن شریف، نعلین شریف اور تمام تبرکات کی خوب خوب قدر و عزت کر کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے غلام بن جاؤ اور رحمت و برکت سے اپنے دامن کو بھر لو۔

آقا کریم کے وضو کا پانی اور حضرت بلال

حدیث شریف: حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضرت) بلال کو دیکھا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے، جس کو اس میں سے کچھ ملتا وہ اس پانی کو اپنے منہ پر ملتا۔

وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۴۷)

اور جس کو کچھ (پانی) نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھوں کی تری لے کر مل لیتا۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۴۷)

حضرات! غور کیجئے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عشق و محبت کا عالم کیا تھا۔ وہ لوگ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کے پانی کو لینے کے لئے جب دوڑتے رہے ہوں گے تو دیکھنے والا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا رہا ہوگا کہ جب جسم اقدس سے لگنے والے پانی کی قدر و منزلت کا جب یہ عالم ہے تو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت و عقیدت کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اور عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

آقا کریم کے دست اقدس کی برکت سے پانی میں شفا

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز فجر سے فارغ ہوتے تو مدینہ طیبہ کے بچے اپنے برتن جس میں پانی ہوتا، لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آپ ہر ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔

فَرُبَّمَا جَاءَهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا (مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۸۱۲، بیہقی شعب الایمان، ج ۲، ص ۱۵۴)

یعنی بعض وقت سردی ہوتی تب بھی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنا دست اقدس پانی میں ڈبو دیتے۔

حضرات! وہ بچے اس پانی کو لے کر اپنے گھر جاتے اور وہ پانی تبرک سمجھ کر پیا جاتا۔ لہٰذا وہابی، دیوبندی کے فریب سے بچتے رہئے اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سنت پر چلتے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ ٹھکانا جنت ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

دست نور سے پانی میں نورانیت

حدیث شریف: ام المومنین حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، اس وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غسل فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے چہرہ پر پانی چھڑکا۔

فَلَمْ يَزَلْ مَاءُ الشَّبَابِ فِيْ وَجْهِهَا حَتّٰى كَبُرَتْ وَعَجَزَتْ (الاستیعاب، ص ۷۵۶)

تو ان کا چہرہ ایسا پرنور اور خوشنما ہوگیا کہ بڑھاپے میں بھی جوانی کی رونق ان کے چہرہ سے زائل نہ ہوئی۔

حضور کے پیرہن مبارک کی برکت

حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جبہ شریف تھا۔

قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يَسْتَشْفِيْ بِهَا

(مسلم، ج:۲،ص:۱۹۰، مسند احمد، ج۶،ص ۳۴۷)

وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہنا کرتے تھے، ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

آقا کریم نے قبر کو جنت کا ٹکڑا بنا دیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت اسد (حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ) کا انتقال ہوا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور ان کے سر کے پاس بیٹھ کر فرمایا۔

يَرْحَمُكَ اللهُ فَإِنَّكِ كُنْتِ أُمِّيْ بَعْدَ أُمِّيْ تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنِيْ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳،ص:۱۲۱)

یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے بے شک تم میری ماں کے بعد میری ماں تھیں، تم خود بھوکی رہتیں اور مجھے پیٹ بھر کھلاتیں۔

پھر! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور غسل کے بعد اپنے قمیص مبارک میں کفن دیا۔ پھر! اسامہ بن زید ابو ایوب انصاری، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایک حبشی غلام کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا پھر آپ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر تشریف لائے اور قبر کو کشادہ اور ہموار کرایا اور پھر خود قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اے اللہ تعالیٰ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کو اس کی قبر کا معاملہ آسان کر دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے۔

بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳،ص:۱۲۱)

یعنی اپنے نبی (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے طفیل اور ان نبیوں کے طفیل جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں بے شک تو سب سے بڑا مہربان ہے۔

پھر! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَلْبَسْتُهَا قَمِيْصِىْ لِتُكْسٰى مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا لِيُهَوَّنَ عَلَيْهَا O (الاستیعاب، ج:۲،ص:۷۷۳)

یعنی میں نے اپنا قمیص اس لئے پہنایا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو (یعنی میری ماں کو) جنت کا حلہ پہنائے اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ اس پر نرمی و آسانی ہو اور اس کو عزت و سکون حاصل ہو۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس خاتون کے ساتھ جو سلوک کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ کسی اور کے ساتھ کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

يَا عُمَرُ اَنَّ هٰذِهِ الْمَرْءَةَ كَانَتْ اُمِّىْ الَّتِىْ وَلَدَتْنِىْ O یعنی اے عمر یہ خاتون میری حقیقی ماں کی طرح تھی۔

اور فرمایا! کہ ابو طالب ہمیشہ احسان پرورش جتاتے اور یہ اس کو تہذیب اور شائستگی سکھاتی۔

پھر فرمایا! بے شک مجھے جبرئیل علیہ السلام نے میرے رب عزوجل کی جانب سے خبر دی ہے کہ یہ خاتون جنتی ہے

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ سَبْعِيْنَ اَلْفًامِنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهَا (المستدرک للحاکم، ج:۳،ص:۱۰۸)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود قبر میں لیٹے تا کہ میرے جسم کی برکت سے قبر جنت کا باغ بن جائے اور میری ماں فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر میں آتے ہی جنت کے باغ میں پہنچ جائے اور میں نے اپنا قمیص ان کو اس لئے پہنایا تا کہ میرے پہنے ہوئے کپڑے کی برکت سے قبر کے معاملات آسان ہو جائیں اور اس کے بدلے میں جنت کا لباس نصیب ہو جائے۔

حضور کی چادر نور کی برکت

حدیث شریف: حضرت مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک روز محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک جنازہ میں شرکت فرما کر واپس لوٹے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگیں۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم کیا دیکھتی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبرستان سے تشریف لا رہے تھے تو آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور تعجب ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کپڑے بھیگے نہیں۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! تم نے سر پر کیا اوڑھ رکھا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک چادر۔

تو فرمایا اے عائشہ! اس چادر کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے اور وہ رحمت کی بارش جو مجھ پر ہمیشہ برستی رہتی ہے اس کو تم نے دیکھ لیا۔ (مثنوی شریف دفتر اول)

حضرات! ہمارے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے لگنے والی چادر شریف کی برکت و نورانیت کا یہ عالم ہے کہ ہماری مقدس ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوڑھ لی تو آنکھوں سے حجابات اٹھ گئے اور غیب کی بات ظاہر ہو گئی اور رحمت کی نورانی بارش کو دیکھ لیا۔

حضرات! غور کیجئے کہ جب ملبوسات، پہنے ہوئے کپڑوں میں یہ برکت ہے کہ جو اوڑھ لے اس پر غیب ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی نگاہوں سے پردہ اٹھ جاتا ہے تو خود محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہوں کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

اور فرمایا

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیالے کی برکت

حدیث شریف: حضرت امام ابن مامون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پیالہ تھا۔

فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيهَا الْمَاءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا (شفا شریف)

ہم اس میں پانی ڈال کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی۔

حدیث شریف: حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لیا تھا۔

مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے، پیالے میں آب زمزم بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ، کنز العمال)

اے ایمان والو! مراد مصطفیٰ، امیر المومنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں بہت ہی سخت تھے۔ اگر تبرکات سے برکت حاصل کرنا درست نہ ہوتا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خداش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیالے میں پانی پینا اور اپنے چہرے پر ملنا یہ فعل ہرگز نہ کرتے۔

تو معلوم ہوا کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کپڑے سے، پیالے سے، موئے مبارک سے اور تمام تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نیکوں کی سنت و عادت ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:۔

حدیث شریف: حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عریض وعمدہ پیالہ دیکھا جو چوب نضار کا بنا ہوا تھا اور اس پر لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ لوہے کی جگہ سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس چیز کو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بنایا ہو اس کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے۔

یہ سنکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ویسے رہنے دیا اور فرمایا:

لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْقَدَحِ اَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَ كَذَا (بخاری شریف)

بے شک، یقیناً میں نے اس پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بارہا پانی پلایا ہے۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی بھی پیا ہے۔ (شرح مناوی)

عصاء مبارک کی برکت

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو خالد بن سفیان بن بلیغ ہزلی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ میں جب اس کو قتل کر کے واپس بارگاہ کرم میں حاضر ہوا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو اپنا عصاء مبارک عطا فرما کر ارشاد فرمایا:

تَحَضَّرُ بِهٰذِهٖ فِي الْجَنَّةِ یعنی اس عصاء کے ساتھ جنت میں چلے جانا۔

وہ عصاء مبارک حضرت عبد اللہ ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس عصاء شریف کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب، بیہقی، حیاۃ الحیوان)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو مجھے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور انہوں نے فرمایا:

اِنْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ فَاَسْقِيْكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح بخاری، ج:۶، ص:۲۶۷۳، بیہقی سنن کبریٰ، ج:۵، ص:۳۳۹)

میرے ساتھ گھر چلئے میں آپ کو اس پیالے میں پلاؤں گا جس میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا ہے۔

اے ایمان والو! صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ایمان و عقیدہ ملاحظہ فرمائیے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لب مبارک وہ منہ شریف جس کی ہر بات وحی الٰہی ہوا کرتی تھی۔

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا لب پاک، منہ مبارک جس برتن اور پیالے سے مس ہو گیا، لگ گیا، تو حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک وہ برتن اور پیالہ بڑا برکت والا ہو گیا، صحابۂ کرام ایسے برتنوں اور پیالوں کو بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور دوسروں کو اس پیالے سے تبرک سمجھ کر پانی پلاتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تبرک سمجھ کر پانی پیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے ظاہر اور ثابت ہوا مگر مومن کو سمجھانے اور بتانے کے لئے ایک حدیث شریف ہی کافی وشافی ہے مگر منافق کے لئے پورا دفتر بے کار ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

نبی کے عصاء کے ساتھ دفن کیا گیا

حدیث شریف: سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک عصاء مبارک تھا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق وہ عصاء شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔ (بیہقی)

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنے کو بدعت و ناجائز سمجھتے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرہن شریف، پیالہ مبارک اور عصاء شریف کو اپنے پاس محفوظ نہیں رکھتے اور یہ وصیت نہیں کرتے کہ میرے وصال کے بعد عصا مبارک کو میری قبر میں رکھ دیا جائے جیسا کہ حضرت کی قبر میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عصا مبارک رکھا گیا۔

حضرات! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات سے فیض و برکت حاصل کرنا سنیوں، بریلویوں ہی کا طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ نورانی افعال حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت وسنت ہیں۔

عصاء مبارک کی بے ادبی سے کینسر ہو گیا

حدیث شریف: (ایک بے ادب) جہجاہ غفاری نے ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عصاء مبارک! جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں تھا، ان کے ہاتھ

سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑنے کی (ناپاک) کوشش کی تو لوگوں نے شور مچا کر اسے روک دیا مگر پھر بھی اس نے توڑ ڈالا (تو اس کو کیسی سزا ملی ملاحظہ فرمایئے) فَاَخَذَتْهُ الْاَكِلَةُ فِیْ رُكْبَتِهٖ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ (شفاء شریف، ج ۲، ص ۶۲۱)

یعنی اس کے گھٹنے پر پھوڑا نکلا جو ناسور بن گیا۔ (یعنی کینسر) جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی اور ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔

اے ایمان والو! یاد رکھئے کہ بے ادبی کرنے والے کی تباہی و بربادی ضرور ہوتی ہے جیسا کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عصاء مبارک کی بے ادبی کرنے والا شخص جس پیر پر عصاء مبارک رکھ کر توڑا تھا اس پیر میں کینسر کا مرض ہو گیا اور وہ پیر کاٹا گیا۔

با ادب با نصیب۔ بے ادب کم نصیب

نعلین شریف کا ادب

امام اہل سنت مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طَبَقَةً فَطَبَقَةً شَرْقًا، غَرْبًا، عَجَمًا، عُرْبًا، علمائے دین اور ائمہ معتمدین نعل مطہر، حضور سید البشر، افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے، کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے، اور انہیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے، اور دفع امراض اور حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے، اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے۔

علامہ ابوالیمن ابن عساکر، اور شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب سے مستقل کتابیں تصنیف کیں، اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی خیر النعال، اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔

اور بھی دس بزرگوں کے اسما کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر کئے ہیں کہ ان سب (بزرگوں) نے نعلین شریف کو بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب الدنیہ، امام علامہ احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور۔ (تبرکات کے آداب وفضائل، ص ۳۲)

نعلین شریف کے فوائد وبرکات

امام اہلسنت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ۔

علما فرماتے ہیں: جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو (۱) ظلم ظالمین، شر شیاطین اور چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے (۲) عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو (۳) جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو (۴) زیارت روضۂ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو۔ (۵) جس لشکر میں ہو نہ بھاگے (۶) جس قافلے میں ہو نہ لٹے (۷) جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے (۸) جس مال میں ہو نہ چرے (۹) جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ (۱۰) جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔ (۱۱) موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں، مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں۔ (امام احمد رضا، تبرکات کے آداب وفضائل، ص:۳۲)

حضرات! آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نعلین شریفین کے فیوض و برکات بے شمار ہیں اور جس قدر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گنائے ہیں اگر ہم اسی کو دل میں رکھ لیں اور نعلین شریفین کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں تو یقیناً ہم کامیاب ہوں گے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

درود شریف:

دست پاک کی نسبت کا ادب: حدیث شریف: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک گچھ تھا، جب وہ بیٹھتے اور اس کو چھوڑ دیتے تو وہ (بال کا گچھ) زمین سے جا لگتا، انہیں کہا گیا کہ تم ان کو منڈوا کیوں نہیں دیتے تو فرمایا۔

لَمْ اَکُنْ بِالَّذِیْ اَحْلَقُھَا وَمَسَّھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ (شفاء شریف، ج:۲، ص:۴۴)

میں انہیں ہرگز نہیں منڈواؤں گا کیوں کہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے۔

جسم مبارک کی نسبت کی تعظیم

حدیث شریف: حضرت ابن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹتے اور لیٹتے۔ان سے سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس جگہ پر محبوب خدا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (وفاء الوفاء،ص:......)

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ وَاضِعًا یَدَهٗ عَلٰی مَقْعَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰی وَجْهِهٖ (شفاء شریف، ج:۲،ص۴۴)

منبر اقدس پر جو جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی وہاں اپنے ہاتھوں کو ملتے پھر اپنے منہ پر پھیر لیتے

منبر شریف کا ادب صدیق وعمر نے کیا

حدیث شریف: ہمارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منبر شریف کے تین درجے تھے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تھے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بلحاظ ادب اوپر کے درجہ پر نہ بیٹھے بلکہ درمیانی درجہ پر بیٹھے اور پاؤں سب کے نیچے کے درجہ پر رکھا۔حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو اوپر کی دونوں سیڑھیوں کو چھوڑ دیا اور سب سے نیچے کے درجہ پر بیٹھتے اور پاؤں زمین پر رکھتے۔اس طرح مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ کا ادب واحترام کیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کردیئے۔آپ نیچے کے تینوں درجوں کو چھوڑ کر اوپر کے بڑھائے ہوئے چوتھے درجہ پر کھڑے ہوئے۔ (کشف الغمہ،ص:......،وفاء الوفاء،ص......)

اے ایمان والو! محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ ہیں محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔اور انہوں نے اس جگہ کا ادب ملحوظ رکھا جس جگہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیٹھا کرتے تھے اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درجے پر نہ بیٹھے جس درجے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

بیٹھا کرتے تھے اور اس درجہ پر بھی نہ بیٹھے جس درجے پر محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھا کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جگہ پر بیٹھے اور نہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور نہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھے بلکہ چوتھی سیڑھی سب سے اوپر قائم کیا اور پھر اس پر بیٹھے۔ گویا ان حضرات نے امت کو بہت ہی بہترین سبق سکھایا کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلاموں، نیکوں کا بھی ادب کرتے ہیں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور نیکوں کا ادب و تعظیم کرنا بدعت و ناجائز نہیں بلکہ صحابۂ کرام وخلفائے راشدین کی عادت و سنت ہے۔

کیا ہی خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، محبّ صحابہ اور غلام اہل بیت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرات! اسلامی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد والوں نے اپنے بڑوں اور نیکوں کے ہاتھ اور پاؤں چومے ہیں اور برکتیں حاصل کی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ کو بوسہ دیا

حدیث شریف: مسلمانوں کی ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا تو حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اس کو چوم لیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں اور جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ وَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ

اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ (امام بخاری الادب المفرد، ص ۱۹۸، ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۰۲، حلیۃ الطالبین، ص ۳۱، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۵۴۴)

اے ایمان والو! جنتی عورتوں کی سردار، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امی جان، محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کھڑے ہو کر تعظیم کی اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھڑے ہو کر بیٹی کے ساتھ اظہار محبت فرمایا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

حضرات! حدیث شریف سے روشن ہے کہ نبی دو عالم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ناجائز و بدعت نہیں ہے بلکہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے۔

آقا کریم کا دست کرم صحابہ نے چوما

حدیث شریف: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ۔

قَبَّلْنَا یَدَاہُ۔ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص: ۱۴۳، ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۱۸)

حدیث شریف: صحابی رسول حضرت اشج رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے حَتّٰی اَخَذَ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَھَا یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ فِیْکَ لَخُلُقَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ یعنی تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند ہیں۔

(امام بخاری الادب المفرد، ص: ۸۶، مطبوعہ مصر)

حدیث شریف: حضرت ذارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم نے اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کی۔ فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ۔ یعنی ہم نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۲۱۸، مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۰۲)

حدیث شریف: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ۱۱ ربیع الاول شریف کو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں لشکر کے ساتھ رخصتی کی اجازت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اور آقا کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو گئے اور اپنے سر کو جھکا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کا بوسہ لیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۴۸۶)

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو چومتے بھی تھے۔

آقا کریم کے غسل کے پانی کی برکت

ہمارے حضور! سراپا نور، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غسل دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف شریف کے گوشہ میں کچھ پانی جمع ہو گیا تھا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوس لیا اور پی گئے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پانی کی برکت سے میرا سینہ علم وآگہی کا خزینہ اور میرا حافظہ بہت مضبوط ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۴۵)

نیکوں کے ہاتھ اور پاؤں کو برکت کے لیۓ چومنا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔ رَأَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَیِ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ۔

یعنی میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔

(امام بخاری، الادب المفرد، ص:۱۴۴، تنویر القلوب، ص:۲۰۰)

۲) عالم ربانی، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراد مصطفیٰ، امیر المؤمنین، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بوسہ دیا۔ (کیمیائے سعادت فارسی ص:۱۹۴، عوارف المعارف ۱۶۰)

۳) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بوسہ لیا۔

(تاریخ بغداد، ج:۹، ص:۹۴)

۴) عاشق رسول حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آل رسول محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پاؤں چوما۔ (شواہد النبوۃ، ص:۱۸۱)

۵) صاحب صحیح مسلم شریف امام ومحدث حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برکت کے حصول کے لئے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر عرض کیا کہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے پاؤں کا بوسہ لوں۔ (ابن نقطہ، التقیید ج:۱ص:۳۳)

حضور غوث پاک کے دست پاک کو اولیاء نے چوما

ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف آرہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک شخص جو نحیف البدن، بہت ہی کمزور، متغیر رنگ تھا ملا۔ اس نے میرا نام لے کر مجھے سلام کیا اور قریب آنے کو کہا۔ جب میں اس کمزور کے پاس پہونچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کے لئے کہا اور میں نے اس کمزور کو سہارا دیکر کھڑا کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس (بیمار) کا جسم صحت مند ہونے لگا اور اس کی شکل وصورت میں تر وتازگی نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر حیران ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگا انا الدین۔ میں دین اسلام ہوں۔ کُنْتُ قَدِمْتُ وَدَثَرْتُ فَاَحْیَانِی اللّٰہُ تَعَالیٰ بِکَ بَعْدَ مَوْتِیْ یعنی میں قریب المرگ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے پھر سے زندہ کیا۔ پھر میں وہاں سے بغداد کی جامع مسجد میں آیا تو ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور میرے جوتے کو پکڑ لیا اور مجھے یَا سَیِّدِیْ مُحْیِ الدِّیْنِ کہہ کر پکارا۔ پھر جب میں نماز پڑھنے لگا تو چاروں جانب سے لوگ آکر یُقَبِّلُوْنَ یَدِیْ میرے ہاتھ کو چومنے لگے اور یَا مُحْیِ الدِّیْنِ کہہ کر پکارنے لگے۔ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔ (بہجۃ الاسرار ص:۵۴، قلائد الجواہر ص:۷، نفحات الانس ص:۲۶۰)

بادشاہوں نے حضور غوث پاک کے ہاتھ کو چوما

بادشاہ وقت اور امراء، وزراء، پیران پیر، دستگیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تھے، اگر آپ حجرہ شریف میں تشریف فرما ہوتے تو اٹھ کر گھر تشریف لے جاتے، جب وہ حجرہ میں بیٹھ جاتے تو پھر دولت خانہ سے باہر تشریف لے جاتے تا کہ ان کے لئے آپ کو اٹھنا نہ پڑے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے گفتگو نہایت بے باکی سے فرماتے اور واضح الفاظ میں ان کو وعظ ونصیحت فرماتے تو وہ لوگ آپ کے سامنے عجز وانکساری سے بیٹھتے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ (بہجۃ الاسرار ص:۸۶، قلائد الجواہر ص:۱۹، سفینۃ الاولیاء ص:۶۳)

اقطاب وابدال کی جماعت نے حضور غوث پاک کے ہاتھ کو چوما

علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب قلائد الجواہر شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو الحسن علی بن ملایب الیقواس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا اور سب لوگ اپنی مشکلات کی آسانی کے لئے دعا کرانے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔

سب نے محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور اپنی اپنی مشکلات کے حل کے لئے دعا کی درخواست کی اور ہم سب آگے بڑھے۔

وَقَبَّلْنَا یَدَیْهِ وَانْهَرَ الْجَمَاعَتُ اِلیٰ تَقْبِیْلِ یَدَیْهِ بِاَجْمَعِهِمْ۔ یعنی ہم سب لوگوں نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور چاروں طرف سے لوگ آپ کی دست بوسی کے لئے آرہے تھے۔ (قلائد الجواہر، ص: ۳۲، مطبوعہ مصر)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ قطب وولی بھی ہمارے پیر اعظم، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے اور مشکلات کے حل کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اس طرح دعا لیکر برکت حاصل کرتے تھے اور تعظیماً دست غوثیت کو چوم کر بھی برکت ورحمت حاصل کیا کرتے تھے۔

بے ادب بد نصیب کو خدا ہی جانے

با ادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

خواجہ عثمان ہارونی کے پاؤں کو خواجہ غریب نواز نے چوما

ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن چشتی، سنجری، ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب میں اپنے شیخ، شیخ الاعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو اپنے شیخ کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ دیا۔ (انیس الارواح، ص: ۲)

حضرت خواجہ غریب نواز کے پاؤں کو خواجہ قطب الدین نے چوما

ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ، ہم غریبوں کے غمگسار، بے کسوں کے حامی ومددگار خواجہ معین الدین حسن چشتی

اجمیری، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: روز پنجشنبہ در مسجد جامع اجمیر دولت پابوس حاصل شد۔ یعنی جمعرات کے روز جامع مسجد اجمیر شریف میں میرے شیخ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک کو چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ (اخبار الاخیار فارسی ص: ۳۲۔ دلیل العارفین مجلس ۹)

بابا فرید نے خواجہ قطب الدین کے ہاتھ کو چوما

حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست کرم کو بوسہ دیا۔ (اسرار الاولیاء فارسی، ص: ۸۰)

اے ایمان والو! روز روشن سے زیادہ ظاہر و ثابت ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ و پاؤں کو چومنا بدعت نہیں ،بلکہ سنت ہے۔

خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بیٹی سے اپنی محبت کا اظہار کیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد گرامی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ادب کے طور پر کھڑی ہوئیں اور تعظیما دست اقدس کا بوسہ دیا اور یہ بتادیا کہ میں صرف جنتی ہی نہیں ہوں بلکہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوں اور میری عادت وسنت یہ ہے کہ میں نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے تعظیما کھڑی ہوتی ہوں اور دست اقدس کو چومتی بھی ہوں۔

اسی طرح! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے کھڑے ہو کر تعظیم کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ بھی دیا۔

اور اسی طرح! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بزرگ و نیک صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم و عزت کی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

اور اسی طرح! تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے سے بزرگ و نیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم کی اور ان کے ہاتھ کو چوما۔

اور اسی طرح! ایک محدث نے دوسرے محدث، جیسے حضرت امام و محدث مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو چوما۔

اور اسی طرح! ایک امام نے دوسرے امام، جیسے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کی قبر پر جا کر فیوض و برکات حاصل کیے۔

اور اسی طرح! بڑے بڑے اولیاء کرام نے ہمارے پیر اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما۔

اور اسی طرح! ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کے قدموں کا بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ، ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ، عطائے رسول، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کی اور ان کے ہاتھوں کو چوما۔

اور اسی طرح! معجزۂ مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام سادات کرام کی تعظیم وتوقیر فرمائی اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! مفتی اعظم! علی الاطلاق مجدد ابن مجدد الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سادات کی عزت کی اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

اور اسی طرح! ہمارے شیخ ولی کامل، عالم ربانی حضرت مولانا، مفتی الشاہ بدر الدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم نے خود دیکھا کہ آل رسول اور بزرگوں کی خوب عزت کرتے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے۔ (انوار احمد قادری رضوی)

تو معلوم ہوا کہ بڑوں کی عزت وادب کے لئے کھڑا ہونا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چومنا، خرافات وبدعت نہیں بلکہ نیک کام اور سنت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نیک و بزرگ کی عزت وتکریم کرنا جنتی کا کام ہے، جہنمی کو ان نیک کاموں سے کیا غرض؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کیوں چومے جاتے ہیں؟

سلسلہ چشتیہ کے عظیم الشان بزرگ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے مرید حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مشائخ و درویشاں کہ دست بوسیدن می دہند نیت ایشاں ایں است کہ گردد، دریں وبہ مغفورے دست رسد ما یک دیگر آمرزیدہ گردیم O

یعنی ہم بزرگوں کے ہاتھ اس لئے چومتے ہیں کہ کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ لگنے سے بخشش ہو جائے۔

اور ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو اس کی موت کے بعد دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ جو کچھ میں نے دنیا میں کیا تھا سب کچھ میرے سامنے لایا گیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اتنے میں حکم ہوا کہ اس نے فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں حضرت خواجہ شریف حاجی (ہمارے خواجہ کے مشائخ میں سے ہیں) کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا جس کی برکت سے اس کو بخشا جاتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی برکت سے بخشے جائیں گے اور دوزخ سے نجات پائیں گے۔

اور فرماتے ہیں کہ ہر حال میں بزرگوں کی دست بوسی کرنی چاہئے تا کہ کسی بخشے ہوئے کے ہاتھ لگنے کی وجہ سے مغفرت ہو جائے۔

اور فرماتے ہیں کہ جس وقت لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں تو ہزاروں رحمتیں ان پر نازل ہوتی ہیں اور جب وہ دست بوسی سے فارغ ہوتے ہیں تو تمام رحمتیں ان پر نثار ہوتی ہیں۔ (اسرار الاولیاء، ص:۷۷)

حضرات! کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے پیر و مرشد، اپنے دینی استاذ، اپنے ماں، باپ اور اپنے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کو چوم کر سنت کا ثواب اور ہزاروں ہزار رحمتوں کے مستحق بن جاتے ہیں۔

حضرات! کچھ لوگ اس قدر بدنصیب ہوتے ہیں کہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم کسی امام اور عالم کا ہاتھ نہیں چومتے۔ وہ لوگ غور کریں کہ کتنی بڑی سعادت و نیکی سے محرومی ہوتی ہے۔

بے ادب بد نصیب کو خدا ہی جانے
باادب بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں

اب! اختتام کی منزل ہے ایک حدیث شریف ملاحظہ کر لیجئے۔

ماں کے قدم کو چومنا کعبہ معظّمہ کو چومنا ہے

امام و محدث حضرت علامہ بدرالدین عینی حنفی، شارح بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ بے شک ایک آدمی محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ کی فتح دی تو میں کعبہ معظّمہ کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا۔ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَقَالَ قَبِّلْ قَدَمَیْ اُمِّکَ وَقَدْ وَفَیْتَ نَذْرَکَ ○
یعنی تم اپنی ماں کے دونوں پاؤں کو بوسہ دو۔ تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ (عمدۃ القاری، ج:۲،ص:۸۲، مطبوعہ مصر)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱۰﴾

شوال المکرّم

چوتھا جمعہ.................................پہلا بیان

مالک ومختار نبی ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَمَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰىهُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ مِنۡ فَضۡلِہٖ ج (پ ۱۰، ع ۱۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

استاذ زمن، حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ، اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیری، عادت تیری

تو ہی مُلک خدا، مِلکِ خدا کا مالک
راج تیرا ہے، زمانے میں حکومت تیری

اور عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اور فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تمہید: ہم جس دور میں ہیں یہ بڑے فتنوں اور ہنگاموں کا دور ہے۔ اور سب سے بڑا فتنہ بدعقیدگی کا فتنہ ہے۔ وہابیت کا فتنہ ہے۔ دیوبندیت کا فتنہ ہے۔

اور تمام بدعقیدوں کا مذہب ومسلک یہ ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے جیسے ایک انسان تھے اور وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں تھے۔ معاذ اللہ تعالیٰ! یہ عقیدہ اور مذہب ومسلک قرآن کریم کا دیا ہوا نہیں ہے اور قرآن کریم کا دیا ہوا عقیدہ اور مذہب ومسلک کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن سے ثبوت کہ اللہ ورسول نے غنی کردیا

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنے واضح الفاظ میں بیان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ غنی (مالدار) فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی غنی کرتے ہیں یعنی دولتمند بنادیتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

دوسری آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰،ع۱۳)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔ (کنزالایمان)

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا خطبہ دیا کہ میں بھی دیتا ہوں اور میری عطا سے میرا محبوب، مصطفیٰ کریم بھی دیتا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ ورسول نے نعمت دی

تیسری آیت ملاحظہ فرمائیے: اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِ (پ۲۲،ع۲)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ (کنزالایمان)

چوتھی آیت ملاحظہ فرمائیے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ (پ۶،ع۱۲)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول (کنزالایمان)

حضرات! کتنا واضح اور روشن ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان پر احسان کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت عطا فرمائی اور اللہ کے محبوب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو نعمت عطا کی اور اللہ تعالیٰ بے شک تمہارا مددگار ہے مگر اللہ کے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تمہارے مددگار ہیں۔

حضرات! بدعقیدوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر فتویٰ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ بھی بریلوی عقیدے والا ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ بیشک اللہ تعالیٰ خود سے مددگار ہے اور ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے مددگار ہیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

انا اعطینا کا لکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک آپ نے سنا اور اپنے ایمان کو تازہ کیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ملاحظہ فرمائیے اور اپنے ایمان کو خوب سے خوب تر مضبوط کیجئے۔

حدیث سے ثبوت کہ اللہ ورسول نے غنی کردیا

حدیث شریف: (۱) فَاَغۡنٰهُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ (صحیح بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۹۸)

ترجمہ: یعنی تو اللہ نے اس کو غنی کردیا اور اللہ کے رسول نے بھی اس کو غنی کردیا۔

حضرات! خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو غنی دولتمند بناتا ہی ہے اور اللہ کے فضل سے اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی غنی، مالدار، دولتمند بنادیتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

حدیث سے ثبوت کہ اللہ ورسول مددگار ہیں

دوسری حدیث شریف ملاحظہ کیجئے: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ ۝ (ترمذی، ج:۲، ص:۳۱)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مددگار ہیں اس کے جس کا کوئی مددگار نہ ہو۔

تیسری حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے غلام حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرمایا:

اَحَبُّ اَهْلِىْ اِلَىَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۲۲۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۷۳)

یعنی مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کو اللہ نے نعمت دی اور میں نے اس کو نعمت دی۔

مشہور محدث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے نعمت بخشی اور اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے نعمت بخشی۔ مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن کریم میں بیان ہوئی کہ جب تو فرماتا تھا اس سے جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت دی۔

وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ هُوَزَيْدٌ یعنی اور اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو نے اسے نعمت دی وہ زید بن حارثہ ہے۔

حضرات! ان آیات کریمہ اور احادیث طیبہ سے صاف طور پر پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ تو حقیقی مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے بنانے سے ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی مالک ومختار ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہمارے پیارے نبی، مالک ومختار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک اور ایک اور بے مثل اور لاجواب بنایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔

عاشقِ مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے مثل بنایا ہے تو اب قیامت تک ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مثل اور جواب ناممکن اور محال ہے۔

صوم وصال: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صوم وصال یعنی بغیر افطار کیے روزے پر روزہ رکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسی طرح روزے رکھنا شروع کر دیے جب کمزوری کے آثار ان میں نمایاں ہوئے تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں صوم وصال یعنی بغیر افطار کے روزے پر روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا:

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ تو خود روزہ رکھتے ہیں۔

قَالَ وَاَيُّكُمْ مِثْلِىْ ؟ اِنِّىْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِىْ رَبِّىْ وَيَسْقِيْنِىْ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۶۳، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۳۵۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، تم میں (یعنی میری طرح) میرے جیسا کون ہے؟ میں رات (اپنے رب تعالیٰ کے پاس) گزارتا ہوں میرا رب تعالیٰ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

حضرات! صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی اس حدیث میں خود محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمارہے ہیں کہ میں تمہاری مثل تمہاری طرح نہیں ہوں۔ اور تم میں سے کوئی بھی میری مثل۔ میری طرح نہیں ہے۔

حضرات! کیا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن کریم کی اس آیت، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (پ۱۶، ع۳) نہیں پڑھتے تھے، کیا ان کو یہ آیت یاد نہیں تھی؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیوں نہیں کہا کہ ہم سب آپ کے مثل اور آپ کی طرح ہیں۔

حضرات! معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بے مثل اور بے نظیر مانتے تھے اور اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا مفہوم ان کے نزدیک وہ نہیں تھا جو آج کل کے ہمسری و برابری کا دعویٰ کرنے والوں نے سمجھا ہے۔

ایمان والوں کو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان و عقیدہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں، تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا، تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اے ایمان والو! اب وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کر لیجئے تا کہ آپ کو ان بد عقیدوں سے دور رہنے میں آسانی رہے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

(۱) عقیدہ: سب انسان (نبی ہوں یا امتی) آپس میں بھائی ہیں۔ جو بڑا ہو وہ بڑا بھائی۔ اولیاء و انبیاء، امام زادہ، پیر و شہید، سب انسان ہی ہیں اور عاجز (مجبور) بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں اور ان کی تعظیم انسانوں کی طرح کرنا چاہئے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۱۳۱)

(۲) عقیدہ: انبیاء اور اولیاء، اللہ کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان،ص:۱۱۹)

اللہ تعالیٰ بدعقیدوں کے برے عقیدے اور ان کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دو عالم کے بادشاہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زمین اور آسمان، دونوں جہان کا بادشاہ بنایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث شریف: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

ہمارے دو وزیر آسمان میں ہیں (۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام۔

وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ (ترمذی شریف،ج۲،ص۲۰۹، مشکوٰۃ شریف،ص:۵۵۲)

یعنی اور دو وزیر زمین والوں میں (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے فضل وعطا سے زمین کے بھی بادشاہ ہیں اور آسمان کے بھی بادشاہ ہیں۔ اور بادشاہ ہی کے وزیر ہوتے ہیں۔ اسی لئے آسمان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام وزیر ہیں اور زمین میں محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہیں۔ خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بے مثل اختیار

مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا، تم حج کرو! ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آقا کریم مصطفےٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ حتیٰ کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال کیا۔

قَالَ لَاوَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ۝ (مسلم،ج:۱،ص:۴۳۲، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، احمد، مشکوٰۃ،ص:۲۱۳)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے اور پھر تم ہر سال حج نہ کرتے تو عذاب میں پڑ جاتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت بانٹتے ہیں

شارح بخاری، حضرت امام قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وَكُنِيَتُهُ اَبُو الْقَاسِمِ لِاَنَّهُ يَقْسِمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا (مواہب الدنیہ شریف، ج:۱،ص:۱۹۵)

یعنی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ہے۔ اس لئے کہ آپ مستحقین کے درمیان جنت بانٹتے ہیں۔

حضرات! بانٹتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، ہمارے آقا کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جنت و دوزخ دونوں کا مالک بلکہ حق تو یہ ہے کہ ساری کائنات کا مالک بنایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ربیعہ بن کعب کو جنت عطا کی

خادم رسول، حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت کے لئے رات کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو جاتے تھے تاکہ دروازہ شریف کھلے تو میں اٹھ جاؤں اور وضو کا پانی وغیرہ خدمت اقدس میں پیش کر دوں۔ ایک مرتبہ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کے لئے پانی پیش کیا اور وضو کرایا تو مالک جنت، مصطفےٰ جان رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَلْ يَا رَبِيْعَةُ. یعنی اے ربیعہ بن کعب جو مانگنا ہے مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں۔

یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم۔ جنت مانگتا ہوں اور جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہوں یہ بھی مانگتا ہوں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَوْغَیْرَ ذٰلِکَ یعنی اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگ لو۔ تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے جو مانگنا تھا وہ عرض کر دیا۔ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا، سجدہ کثرت سے کرتے رہو۔ (مسلم شریف، ج ا، ص ۱۹۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۷۶)

اے ایمان والو! حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنت بھی دیتے ہیں اور جو مانگو وہ عطا فرماتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگنا شرک و بدعت ہے بلکہ وہ تو اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کرتے ہیں۔ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ سے جنت اور جنت میں آپ کی خدمت مانگتا ہوں۔ (صحیح مسلم، ج ا، ص ۱۹۳)

گویا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان وعقیدہ تھا کہ ہمارے پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت کے مالک ومختار ہیں اور جس کو چاہتے ہیں جنت عطا فرما دیتے ہیں۔

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمد کی تو یہ امت محمد کی ﷺ

اور! عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی ﷺ

آنکھ بھی دی اور جنت بھی عطا کر دی

جنگ احد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں ایک دشمن کا نیزہ یا تیر پیوست ہو گیا۔ جب اس تیر کو نکالا گیا تو ساتھ میں آنکھ کا ڈھیلا بھی باہر آ گیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھ کا ڈھیلا ہاتھ میں لیا اور دوسرے ہاتھ سے آنکھ بند کئے ہوئے اللہ کے حبیب، بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اپنی پھوٹی ہوئی آنکھ اور آنکھ کا ڈھیلا جو باہر ہو گیا ہے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دکھایا اور سارا واقعہ بیان کیا تو آقا کریم، مصطفیٰ

رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی قتادہ سے فرمایا! اے قتادہ! آنکھ چاہتے ہو یا جنت؟ تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آنکھ تو میری مرضی سے دے دیجئے اور جنت اپنے کرم سے عطا فرمادیجئے۔

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور اپنے دہن مبارک سے لعاب دہن شریف نکالا اور آنکھ کا ڈھیلا زخمی آنکھ میں رکھ کر لعاب دہن شریف لگا دیا تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وقت میری دکھتی ہوئی آنکھ درست ہوگئی اور پہلے سے زیادہ روشن ہوگئی۔

(زرقانی علی المواہب ج ۵، ص ۱۸۲، انوار محمدیہ ص ۲۹۷، شفاء شریف ج ۱، ص ۲۳)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دوزخ سے بچاتے ہیں

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا؟ بیشک ابو طالب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حمایت میں لوگوں سے لڑتے جھگڑتے تھے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وَجَدْتُهُ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰى ضَحْضَاحٍ (صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۱۵)
یعنی میں نے اسے (اپنے چچا ابو طالب کو) سر سے پاؤں تک آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو میں نے نکال کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔

هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (صحیح بخاری ج ۱، ص ۵۴۸)
یعنی وہ (ابو طالب) پاؤں تک کی آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے۔
یعنی ابو طالب کا صرف پاؤں دوزخ کی آگ میں ہے، اگر ابو طالب میری بات مان جاتے اور میرا کلمہ پڑھ لیتے تو میں ابو طالب کو مکمل دوزخ کی آگ سے بچا لیتا۔

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اگر غیر مومن بھی کرتا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کو بھی نوازتے ہیں اور اپنے کرم کی بھیک کچھ نہ کچھ اس کو عطا فرماتے ہیں۔

خوب فرمایا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں:

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

آقا کریم، مومن گنہگاروں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے گنہگار ایمان والوں کو خود اپنے ہاتھ سے دوزخ سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمادیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اُخرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۷)

یعنی میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور پھر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

حضرات! کتنے واضح الفاظ میں محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت وطاقت کا اظہار فرمایا کہ میں اپنے گنہگار غلاموں کو دوزخ سے نکال لوں گا اور پھر ان کو جنت میں داخل کردوں گا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمد کی، تو یہ امت محمد کی ﷺ

حضرات! وہابیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ کرتے چلئے تاکہ ان سے بچئے اور دوسروں کو بھی بچایئے۔

غیر مقلدوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے امام، مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کچھ طاقت ہے نہ کچھ علم غیب۔ ان کی طاقت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کو کیا نفع پہنچا سکتے؟ (تقویۃ الایمان، ص:۵۸)

اے ایمان والو! اب بھی نہ پہنچانو گے تو کب پہنچانو گے۔ کس قدر دریدہ دہنی اور بے ادبی وگستاخی، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں کی گئی اور آج بھی کی جارہی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

جب کہ! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مومن گنہگاروں کو دوزخ سے نکال لیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اس طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مومن سنی مسلمان کو نفع دیتے ہیں اور نقصان سے بچاتے ہیں اور منافق، وہابی کو نہ نفع دیں گے اور نہ دوزخ کی آگ سے بچائیں گے۔

اسی لئے تو اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا ہے:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا

درود شریف:

ایک پیالہ دودھ، اور ستر صحابہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا، شدت بھوک کی وجہ سے ایک دن راستے کے کنارے پر کھڑا ہو گیا جہاں سے لوگ گزرتے ہیں، شاید کسی کی نظر میرے اداس چہرے پر پڑے، وہ میرا حال معلوم کرے تو میں اس کو بتاؤں کہ میں بھوکا ہوں۔ اس طرح میری ضرورت پوری ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو صاحب میرے سامنے سے گزرے وہ محبوب

مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو میں نے ان کو سلام کیا اور قرآن کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ حالانکہ مجھے وہ آیت یاد تھی مگر میرا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ جواب دیتے وقت میرے اداس چہرے کو دیکھ کر رحم کھائیں اور مجھے کھانا کھلادیں۔ مگر وہ نگاہ نیچی کیے ہوئے آیت بتا کر آگے بڑھ گئے اور میری طرف دیکھا تک نہیں۔

پھر! مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی نظر جھکائے، جھکائے جواب دیا اور آگے بڑھ گئے اور میری جانب دیکھا تک نہیں۔

ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ یعنی پھر میرے پاس سے آقا کریم ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرادیے اور فرمایا کہ ابو ہریرہ میرے ساتھ چلو، میں پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کھانے کا کوئی سامان ہے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ایک انصاری نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت عالیہ میں بھیجا ہے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دودھ کا پیالہ لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور سب کو بلالاؤ۔ وہ سب بھی بھوکے ہیں۔ وہ بھی دودھ پی لیں گے۔ اس وقت اصحاب صفہ ستر لوگ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ دودھ مجھے مل جاتا تو بہتر تھا۔ اس لئے کہ میں زیادہ مستحق تھا۔ یہ تھوڑا سا دودھ (ستر) اصحاب صفہ کو کس طرح کافی ہوگا؟ اور میرے لئے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ لیکن اللہ اور اللہ کے رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلالایا۔ وہ سب (ستر) اصحاب صفہ حاضر بارگاہ ہوگئے۔ تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے پیالہ لیا اور ان میں سے ایک کو دیا۔ جب وہ خوب سیر ہو کر دودھ پی چکے تو میں نے دوسرے کو دیا انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا۔ اس طرح ستر اصحاب صفہ سیر ہو کر جب دودھ پی چکے تو مالک ومختار نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ کا پیالہ لیا۔

فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ یعنی تو میرے جانب دیکھا اور مسکرادیے اور فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے۔

پھر! مجھے حکم دیا بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینے لگا۔ دودھ پی لیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور دودھ پیا۔ پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: اِشرَبْ یعنی اور پیو۔ تو میں نے عرض کیا:

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یعنی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اب تو پینے کی بالکل گنجائش نہیں رہی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ پیالہ لے لیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور ختم کر دیا۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۵۵)

حضرات! ایک پیالہ دودھ میں ستر صحابۂ کرام نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ دودھ سے بھرا ہی رہا اور پھر محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی نوش فرمایا:

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت، پیارے رضا اچھے رضا، قادری رضا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سارے عالم کا کل اختیار دے کر اس لئے بھیجا تھا کہ اگر ہماری قدرت اور ہمارے اختیارات کو کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کو دیکھے، ان کی طاقت کو دیکھے، تو اس کو میری قدرت وطاقت خود بخود سمجھ میں آجائے گی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

زبانِ مبارک کی برکت

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نبوت سے جو نکل گیا وہ بات ہو کے رہی۔ ملاحظہ فرمائیے:

اللہ کے محبوب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔

حدیث شریف: فَقِیْلَ لَهٗ اِسْمُهٗ بَیْسَانُ وَمَاؤُهٗ مِلْحٌ فَقَالَ بَلْ هُوَ نُعْمَانُ وَمَاؤُهٗ طَیِّبٌ فَطَابَ

(شفاء شریف، ج:۱، ص:۲۱۸)

ترجمہ: یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس چشمہ کا نام بیسان اور اس کا پانی نمکین اور کھارا ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ اس چشمہ کا نام

نور ان اور اس کا پانی میٹھا ہے تو وہ میٹھا ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص، ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مجلس میں آجاتا اور جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کلام فرماتے تو وہ منہ مار مار کر آپ کی نقل اتارا کرتا تھا۔

حدیث شریف: فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ كَذَالِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتّٰى مَاتَ (بیہقی، خصائص کبری، ج:۲،ص:۷۹)

یعنی ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو فرمادیا: ایسا ہی ہو جا۔ (بس وہ شخص ایسا ہی ہو گیا) اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کرم فرما کر سیدھی نظر سے دیکھ لی تو ٹیڑھی تقدیر بھی سیدھی ہو گئی اور غضب کی نگاہ سے دیکھ لیا اور فرمادیا کہ تیرا منہ ٹیڑھا ہو جائے تو پھر ہمیشہ کے لئے منہ ٹیڑھا ہی ہو گیا۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور! یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن اور گستاخ ہو اس کے لئے بددعا کرنا اور یہ کہنا کہ اس کا منہ ٹیڑھا ہو جائے بالکل درست اور سنت ہے۔

دعائے ہلاکت: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کو فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھا۔ تو اس نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا یعنی میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے۔

قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَامَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَارَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ (مسلم شریف، ج:۲،ص:۱۷۲، مشکوۃ،ص:۵۳۶)

ترجمہ: یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جا، آج سے بے کار ہی رہے گا۔ اس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبر سے کیا تھا تو اس دن سے وہ ہاتھ بے کار ہو گیا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آسکا۔

Scanned by CamScanner

حضرات! اس حدیث شریف سے بھی پتہ چلا کہ جو لوگ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عالیہ کے ناقد اور بے ادب ہیں ان کے لئے بربادی کی دعا کرنا اور ان کی خرابی کے لئے بددعا کرنا حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

گستاخ رسول کے لئے بربادی کی دعا کرنا جائز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گستاخ اور مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ ٥

(صحیح بخاری، ج:....ص:....، صحیح مسلم، ج:....ص:...... مشکوٰۃ، ص:۵۳۵)

یعنی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔

لہٰذا جب وہ شخص مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے تو قبر اس کو باہر پھینک دیتی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا، یہاں تک کہ اس کا جسم سڑ گل کر نیست و نابود ہو گیا مگر قبر نے قبول نہ کیا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص:۵۳۵)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ دشمن رسول کا انجام بہت ہی برا ہے اور دشمن رسول کے لئے بربادی اور ہلاکت کی دعا کرنا بالکل درست بلکہ سنت ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لڑکی کو زندہ فرمایا

آقا کریم، محبوب خدا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے اپنی چھوٹی سی بچی کو فلاں وادی میں پھینکا تھا تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کے ساتھ اس وادی میں تشریف لے گئے اور اس بچی کا نام لے کر پکارا، اے فلاں، اے بچی! اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے جواب دے، تو وہ بچی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ کہتی ہوئی نکلی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ بیشک تیرے ماں، باپ مسلمان ہوگئے ہیں۔ اگر پسند ہو تو میں تجھ کو ان کے پاس پہنچا دوں۔

قَالَتْ لَاحَاجَةَ لِیْ فِیْهِمَا وَجَدْتُ اللّٰهَ خَیْرًا لِّیْ مِنْهُمَا (شفاء شریف، ج:۱،ص:۲۱۱)

یعنی بچی نے کہا (یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) مجھے ان کی حاجت نہیں، میں نے اللہ تعالیٰ کو ان سے بہتر پایا ہے۔

حدیث (۲): بیہقی نے حدیث شریف کو اس طرح روایت کی ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی تو اس نے عرض کیا میں اسلام اس وقت قبول کروں گا جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میری بچی کو زندہ فرمادیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس شخص نے آپ کو اپنی بچی کی قبر دکھائی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس لڑکی کو آواز دی تو اس لڑکی نے کہا: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ (یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) میں حاضر ہوں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دنیا کی طرف آنا پسند کرتی ہے

فَقَالَتْ لَاوَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ وَجَدْتُ اللّٰهَ خَیْرًا لِّیْ مِنْ اَبَوَیَّ وَوَجَدْتُ الْاٰخِرَةَ خَیْرًا لِّیْ مِنَ الدُّنْیَا (شفاء شریف، ج:۱،ص:۲۱۱، مدارج النبوۃ، ج:۱،ص:۲۴۰، انوار محمدیہ،ص:۲۹۵)

یعنی بچی نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! خدا کی قسم مجھے دنیا میں واپس آنا پسند نہیں، بے شک میں نے اپنے ماں، باپ سے اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا اور دنیا سے آخرت کو بہتر پایا۔

حضرات! ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمادیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے بچی زندہ ہوگئی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو خاص کر انبیائے کرام اور رسولان عظام کو بڑی طاقت وقوت کا مالک بنایا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طاقت وقوت کو بڑی شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ط (پ۳، ع۱۳)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے، اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر گئے ہو۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اللہ اکبر! جب اللہ تعالیٰ نے اس قدر شان وعظمت اور قوت وطاقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا ہے تو اپنے محبوب، مصطفیٰ جان رحمت، جان مسیحا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر شان وعزت اور قوت وطاقت کا مالک بنایا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھ سے مانگو

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّهْرَ فَقُوْمُوْا فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ (نسائی، ج:۲،ص:۱۱۷)

یعنی جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہو جاؤ اور پھر کہو کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگتے ہیں۔

حضرات! اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کے بعد مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدد مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے ہم سنی مسلمان غلامان غوث وخواجہ ورضا ہر نماز کے بعد اپنے رخ کو مدینہ طیبہ کی جانب کر لیتے ہیں اور اپنے مشفق و مہربان نبی رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

دوسری بات: اس حدیث شریف میں خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مدد مانگو۔ اس فرمان سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگنا اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا بدعت وشرک نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب، مصطفیٰ سے مدد مانگنے کا حکم دیتا ہے

مشہور بزرگ، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ توریت شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ هَاجِرَةَ تَلِدُ وَيَكُوْنُ مِنْ وَّلَدِهَا مَنْ يَّدُهٗ فَوْقَ الْجَمِيْعِ مَبْسُوْطَةٌ اِلَيْهِ بِالْخُشُوْعِ ٥

(تحفہ اثنا عشریہ، ص:۲۶۵)

یعنی بے شک ہاجرہ کی اولاد ہوگی اور اس کی اولاد میں وہ شخص ہوگا جس کا ہاتھ سب کے ہاتھ سے بلند تر ہوگا اور سب کے ہاتھ اس کی جانب عاجزی سے پھیلے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضرت شاہ، مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے لکھتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں اس شان کا شخص کہ جس کے ہاتھ سب سے بلند تر ہوں اور تمام زمانہ اس کے سامنے عاجزی سے جھکے سوائے محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کسی وقت کوئی نہیں ہوا۔ (تحفۂ اثناعشریہ، ص:۲۶۵)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت: آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۵۵۸، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۵۰)

یعنی بیشک مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اُوْتِیْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۱۰۴۲، صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۴۳)

یعنی مجھے زمین کے تمام خزانے دیئے گئے۔

حدیث شریف: ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

یَاعَائِشَۃُ لَوْشِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۲۱)

یعنی اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں

صحیح مسلم شریف کی روایت ہے: محبوب خدا، مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۵۱۲)

یعنی مجھے سونے اور چاندی کے خزانے عطا کیے گئے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سب کچھ عطا فرمادیا اور اپنی ساری خدائی کا مالک بنادیا مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان بندگی دیکھئے کہ کھجور کی چٹائی بستر ہے اور پیوند لگے کپڑے لباس اور جو کی موٹی اور کھردری روٹی خوراک۔

عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تابع فرمان سورج ہے

ہمارے سرکار، دوعالم کے مالک ومختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبضہ واختیار سورج پر ہے ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ. (طبرانی مجم، مواہب لدنیہ، انوار محمدیہ ص:۲۷۲)

ترجمہ: یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سورج کو حکم دیا (کہ رک جائے) تو وہ دن کی ایک ساعت کے لئے ٹھہر گیا۔

اللہ اکبر! کیا شان مصطفیٰ ہے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ حکم ہوا تو سورج پلٹ آیا اور ٹھہر بھی گیا

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حبیب یمنی نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا: اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نبی ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے فرمادیئے اور ارشاد فرمایا: گواہ رہنا۔ چاند کے دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے تھے کہ حرا پہاڑ ان کے درمیان نظر آرہا تھا۔ (صحیح بخاری، ج:۱، ص ۵۴۶)

حضرات! اتنا واضح اور عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی کفار و مشرکین ایمان نہ لائے اور کہہ دیا کہ یہ تو جادو ہے تو اگر آج کل کے وہابی، دیو بندی اور صلح کلی اگر ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سورج کو لوٹانے اور چاند کو دو ٹکڑے کرنے کی قوت و طاقت کو تسلیم نہیں کرتے، یہ تو بغیر دیکھے چودہ سو برس بعد کی بات ہے اور کفار مکہ تو آنکھ سے دیکھتے تھے اور انکار کرتے تھے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سورج الٹے، پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر چیز کے مالک و مختار ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قبضہ ہر شی پر ہے، ملاحظہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: اُوْتِیْتُ مَفَاتِیحَ کُلِّ شَیْءٍ (مسند احمد، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۹۵)

ترجمہ: یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئیں۔

استاذ زمن، مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا، مالک و مختار بنایا

درود شریف:

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے

صلح حدیبیہ کے دن جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخت پیاسے ہوئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم پیاس سے نڈھال ہیں اور پانی نہیں ہے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے برتن میں جس میں تھوڑا پانی تھا، اپنے دست مبارک کو رکھ دیا۔

فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ یعنی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پانی سے وضو کیا اور خوب سیراب ہو کر پیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس دن آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

لَوْ کُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَکَفَانَا اگر ہم ایک لاکھ کی تعداد میں بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔ مگر اس دن ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۸۹۸)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اور فرمایا!

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ، واہ

ٹوٹی ہوئی پنڈلی درست ہوگئی: حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو رافع یہودی (جو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا) کو قتل کر کے اس کے مکان سے اترنے لگے تو سیڑھی سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے اسی وقت گرم، گرم اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور اپنے رفقاء کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ تو میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔

فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْكِهَا قَطُّ ٥

تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دست مبارک پھیر دیا تو میری پنڈلی ایسی درست ہوگئی کہ جیسے کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۷۷)

حضرت علی کے سینہ کو علم ومعرفت کا خزینہ بنا دیا

سرچشمۂ ولایت، مولی المومنین، حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے یمن میں گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ:

وَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقَضَاءِ ٥ (ابن ماجہ،ص:۱۶۷)

یعنی میں قضا (فیصلے کرنا) نہیں جانتا تو مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیسے کروں گا؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سنکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ!

قَالَ فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ فَمَاشَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ ○

(ابن ماجہ، ص ۱۶۷، خصائص کبری، ج:۲، ص:۷۳)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس وقت سے تا دمِ حیات فریقین کے فیصلے کرنے میں ایک ذرہ کے برابر بھی مجھے غلطی کا شبہ نہیں ہوا۔

حضرات! ہمارے سرکار، احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک کا یہ اثر ہوا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی نہ تھا۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو ہریرہ کا ذہن قوی کر دیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت زیادہ حدیثیں سنا کرتا تھا مگر کچھ دیر کے بعد حدیثوں کو بھول جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے آقا کریم! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے آپ کی حدیثیں بہت سنتا ہوں۔ مگر سب بھول جاتا ہوں۔ تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اُبْسُطْ رِدَائَکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۱۴) یعنی اے ابو ہریرہ اپنی چادر پھیلاؤ۔

تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر پھیلا دی اور میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دونوں خالی ہاتھوں کو ملا کر چادر میں انڈیل دیا اور فرمایا:

ضُمَّہٗ اِلٰی صَدْرِکَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۵۱۵،۵۱۴)

یعنی اے ابو ہریرہ اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالو۔

حضرات! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چادر کو اپنے سینے سے لگالیا اور فرماتے ہیں کہ:

مَا نَسِيْتُ بَعْدُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٥

(صحیح بخاری، ج:۱،ص:۵۱۴،۵۱۵،مسلم شریف، ج:...،ص....)

یعنی اس کے بعد سے میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔ (یعنی زیر، زبر بھی نہ بھولا)

حضرات! ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ بظاہر خالی ہیں اور اسی دست کرم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر میں ڈالا مگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ گئے کہ بظاہر ہاتھ خالی ہیں مگر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوت حافظہ عطا فرمادیا، جب ہی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا، سب یاد رہا اور اس میں سے کچھ بھی نہ بھولا۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

درود شریف:

صحابہ کا عقیدہ کہ نبی دیتے ہیں

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان وعقیدہ تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عطا فرماتے ہیں اور نعمت ودولت کو گھٹانے اور بڑھانے کی بھی طاقت وقوت رکھتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کردے گا۔ یہ سن کر محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

زِدْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس سے زیادہ کردیجئے۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر فرمایا: اچھا تو اللہ تعالیٰ اس طرح دونوں چلو بھر کے میری امت کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا:

زِدْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اور زیادہ کردیجئے۔

اتنے میں مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔ اے حضرت ابوبکر چھوڑو! یعنی اب بس کرو۔ اس طرح تو لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

وَمَا عَلَيْكَ اَنْ يُّدْخِلَنَا اللّٰهُ كُلَّنَا الْجَنَّةَ. یعنی (اے عمر) اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو یوں ہی جنت میں داخل کردے تو تیرا کیا بگڑتا ہے۔

تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا

اِنَّ اللّٰهَ اِنْ شَآءَ اَنْ يُّدْخِلَ خَلْقَهُ الْجَنَّةَ بِكَفٍّ وَّاحِدٍ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی ساری مخلوق کو اپنے ایک ہی چلو سے جنت میں داخل فرمادے۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ عُمَرُ ۝ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عمر نے سچ کہا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۸۶)

حضرات! محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمام صحابۂ کرام میں سب سے افضل و اعلیٰ شان کے مالک ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کی عطا سے نعمت ودولت تقسیم فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت و دولت میں بھی کمی وزیادتی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے:

دکھائی جائیگی محشر میں شان محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا
خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہوگا

حضرت جابر کے دونوں بچوں کو زندہ فرمادیا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خندق کھود رہے تھے کہ خندق کھودتے کھودتے خندق کے بیچ میں ایک بہت بڑی چٹان آگئی کہ اس چٹان کا توڑنا ضروری ہوگیا تھا کیونکہ اسی چٹان کو پل بنا کر دشمن مدینہ میں آسکتا تھا اور اس چٹان کے توڑنے کا ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور سارے صحابہ اس کو توڑنے سے عاجز آگئے اور وہ چٹان نہ ٹوٹی۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ چٹان کہاں ہے اور

چٹان کے پاس آکر تیشہ، کودال اپنے دست مبارک میں لیا اور ایک مرتبہ تیشہ، کودال کو اس چٹان پر مارا تو پوری چٹان ریزہ ریزہ ہوکر بکھر گئی اور چٹان ریت اور بالو کی طرح بن گئی۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۸۸)

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیشہ مارا تو چادر شریف اوڑھے ہوئے تھے، وہ چادر کریم بھی ہاتھوں کے ساتھ اوپر اٹھ گئی تو میں نے دیکھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھوک کی وجہ سے شکم ناز پر پتھر باندھ رکھا ہے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا۔

فَلَمْ اَصْبِرْ عَلیٰ نَفْسِیْ یعنی تو مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ (صحیح بخاری، ج:۲،ص:۵۸۸)

اور میں اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے سارا ماجرا بتایا اور کہا کہ گھر میں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ تو بیوی نے جواب دیا کہ گھر کے اندر صرف ایک سیر جو ہے اور بکری کا چھ مہینے کا بچہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں بکری کے بچہ کو ذبح کرتا ہوں اور تم چکی سے آٹا تیار کرو۔ وہ آٹا تیار کرنے لگیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا تو اس وقت آپ کے دو چھوٹے چھوٹے فرزند بھی وہیں موجود تھے جنہوں نے بکری کے بچہ کو ذبح ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جب حضرت جابر تشریف لے گئے تو وہ دونوں بچے چھری لے کر چھت پر چلے گئے۔

مشہور بزرگ حضرت مولانا جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ بڑے لڑکے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں جیسا کہ ہمارے والد نے اس بکری کے بچہ کے ساتھ کیا ہے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے کو باندھا اور حلق پر چھری چلادی اور نادانی سے اس کو ذبح کردیا اور اس کا سر جدا کرکے اس کو اٹھایا۔ جوں ہی حضرت جابر کی بیوی نے اس کو دیکھا تو وہ اس کے پیچھے دوڑی، وہ اس کے خوف سے چھت سے گرا اور مرگیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے اس وقت چیخ و پکار اور واویلا نہ کیا تاکہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پریشان و غمگین نہ ہوں اور دعوت بے مزہ نہ ہوجائے، نہایت صبر واستقلال سے دونوں بچوں کو اندر لاکر ان پر کپڑا ڈال دیا اور کسی کو ان کے حال کی خبر نہ کی یہاں تک کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ بتایا۔ اگرچہ دل صدمہ سے خون کے آنسو رو رہا تھا، اس کے باوجود چہرہ کو تازہ اور شگفتہ رکھا اور کھانا وغیرہ پکایا اور غیب داں

آقا، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور کھانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے رکھا گیا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آگئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر سے کہو کہ اپنے فرزندوں کو لائے تاکہ وہ بچے آپ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کرسکیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنے دونوں فرزندوں کو لاؤ! وہ فوراً آئے اور بیوی سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ ان کو جلدی بلاؤ! غم کی ماری بیوی رو پڑی اور کہا: اے جابر اب میں ان کو نہیں لاسکتی۔ حضرت جابر نے فرمایا: بات کیا ہے؟ روتی کیوں ہو۔ بیوی نے اندر لے جاکر سارا ماجرا سنایا اور کپڑا اٹھا کر بچوں کو دکھایا تو وہ بھی رونے لگے اور دونوں بچوں کو لاکر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔ اس وقت گھر سے چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا اے جبریل میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ دعا فرمائیں ،میں ان کو زندہ کردوں گا۔ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی۔ وہ دونوں بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہوگئے۔ (مدارج النبوۃ، شواہد النبوۃ للجامی ،ص:۸۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام مہاجرین وانصار صحابۂ کرام جو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ آئے تھے کھا کر فارغ ہوگئے اور اس کے بعد ہم نے کھانا پورے محلّہ میں تقسیم کیا۔ اسی طرح دوسرے دن پورے محلّہ میں کھانا تقسیم کیا، اسی طرح تیسرے دن بھی کیا مگر کھانا باقی رہا تو میں نے تیسرے دن برتن کو کھول کرکے دیکھ لیا تو گوشت کا برتن پہلے کی طرح بھرا ہوا تھا اور آٹے کا برتن بھی بھرا ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رات آتے آتے سارا گوشت اور سارا آٹا ختم ہوگیا۔ تو میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اور سارا ماجرا بیان کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے اس کو کھول کر دیکھا نہ ہوتا تو تم زندگی بھر کھاتے رہتے اور وہ کھانا ختم نہ ہوتا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

وصال شریف کے بعد بھی مدد فرماتے ہیں

ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو مانگتے

تھے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہر سائل کا سوال پورا فرماتے اور ان کی مدد فرماتے تھے۔ اسی طرح آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بھی صحابۂ کرام اور بزرگان دین اپنی دینی اور دنیوی ضرورتوں کے لئے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مرقدِ نور، مزار اقدس پر حاضر ہوتے اور اپنے سوال عرض کرتے تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے سوالوں کو پورا کرتے اور ان کی مدد فرماتے اور دربار نور سے فیضان کا یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مشہور عاشق رسول! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقبول ترین کتاب، جذب القلوب الی دیار المحبوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

حضرت ابوبکر اقطع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور پانچ دن گزر گئے کھانے کا ایک دانہ بھی نہیں چکھا تھا، چھٹے روز مرقد نور، قبر کریم پر حاضر ہوا اور عرض کیا۔ (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں) اس کے بعد (قبر کریم کے قریب عرض کرتے کرتے میں سو گیا) تو میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا۔ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنی جانب ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب ہیں اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تھے، مجھ سے کہتے ہیں کہ اٹھو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں آگے بڑھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کا بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی دی میں نے کھالی، جب میں بیدار ہوا تو ایک ٹکڑا روٹی کا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جذب القلوب، ص: ۲۴۰)

بعد وصال روپیہ دیا: حضرت احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگل میں پھرتا رہا میرے بدن کی کھال پھٹ گئی تھی میں مدینہ طیبہ آیا اور مرقد نور، قبر کریم پر حاضر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کو سلام عرض کر کے سو گیا۔ تو میں نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ اے احمد! تو آگیا، کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں) تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کھول۔ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند درہم (یعنی روپے) میرے ہاتھ میں دیئے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ روپے میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ میں بازار گیا۔ گرم گرم، تازہ تازہ کھانا، روٹی اور فالودہ خریدا پھر میں جنگل کو چلا گیا۔ (جذب القلوب، ۲۴۰، ۲۴۱)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا ، میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ رسول اللہ مالک ہیں

آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب، ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ وَ قَالَ هَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (تاریخ الخلفاء، ص:۳۶، الصواعق المحرقہ، ص:۷۲)

یعنی مجھے نہیں نفع دیا کسی مال نے کبھی جو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال نے مجھے نفع دیا۔

محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جب یہ سنا) تو روئے اور عرض کیا کہ میری جان اور مال کا مالک آپ کے سوا کون ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

حضرات! اس حدیث شریف سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان اور مال کا مالک، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جانا اور مانا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مالک و مختار جاننا اور ماننا، حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مالک و مختار بنا دیا، ملاحظہ ہو۔

نبی کا غلام مالک و مختار ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری دی تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ آگے ہوں اور روضۂ اقدس کا دروازہ کھولیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آگے ہوں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس شخص سے آگے کس طرح ہو سکتا ہوں جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ کلمات فرمائے ہوں

یعنی جس وقت قیامت کا دن ہوگا، جنت کا رضوان فرشتہ جنت و دوزخ کی کنجیاں لے آئے گا اور کہے گا اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے یہ جنت و دوزخ کی کنجیاں ہیں۔

اِبۡعَثۡ مَنۡ شِئۡتَ اِلَی الۡجَنَّۃِ وَابۡعَثۡ مَنۡ شِئۡتَ اِلَی النَّارِ (نور الابصار، ص:۹)

یعنی جس کو چاہو جنت میں داخل کرو اور جس کو چاہو دوزخ میں بھیج دو۔

اللہ اکبر!

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرات! جو اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور غلام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا بھی مالک و مختار بنا دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ اور غلام ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی شان عطا کی کہ جس کو چاہیں جنت میں داخل فرما دیں۔ تو مجھے یہ بتانا ہے کہ جب خلیفہ کی شان کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

حضرت عمر کی حکومت دریا پر: مصر کے لوگ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورنر مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا جب تک ہم مصر والے ایک نوجوان لڑکی، ہر سال دریائے نیل میں نہ ڈالیں تو دریا جاری نہیں ہوتا۔ ہمارا یہ دستور قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے اس سال نوجوان لڑکی دریا میں نہیں ڈالا تو دریا سوکھ گیا۔ دریا کی حالت کو دیکھ کر مصر کے لوگ مصر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ گورنر مصر نے ان سارے حالات کی خبر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا۔

مِنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ اِلٰی نِیۡلِ مِصۡرِ یعنی یہ خط اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی جانب سے دریائے نیل کے نام ہے۔

خط کا مضمون یہ تھا: اے دریائے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہرگز جاری نہ ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے

حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری فرمادے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط مصر کے گورنر کے پاس بھیجا کہ اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط رات کے وقت دریائے نیل میں ڈالا گیا۔ صبح لوگوں نے دیکھا کہ پہلے سے زیادہ سولہ گز گہرا پانی دریا میں بہہ رہا تھا اور آج تک یہ دریا خشک نہ ہوا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۹۰)

زلزلہ جاتا رہا: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک دن زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر زمین پر زور سے اپنے درے سے مارا اور فرمایا کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا؟ پھر بھی تو لرز رہی ہے۔ تو فوراً زمین کا زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ٹھہر گئی۔ (تاریخ الخلفاء)

اور! مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس طاقت وقوت کو بیان کیا ہے۔ (جمال الاولیاء، ص:۰۷)

اے ایمان والو! مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت دریا پر اور زمین پر بھی نظر آرہی ہے۔ تو مجھے کہنا یہ ہے کہ جب غلام کی شان وشوکت کا یہ عالم ہے تو دو عالم کے مالک ومختار محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت عثمان غنی نے دوبار جنت خرید لی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ رُوْمَةَ وَيَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ (حاکم تاریخ الخلفاء، ص:۱۱۸، الصواعق المحرقہ، ص:۱۰۸)

یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت خرید لی۔ بیر رومہ کے دن اور جیش عسرہ کے روز۔

حضرات! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جنت کا مالک بنایا ہے کیوں کہ بیچتا وہی ہے جو مالک ہوتا ہے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنت خرید کر جنت کے مالک ہو گئے

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

اور فرماتے ہیں!

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا، تیرا

حضرت علی جنت ودوزخ تقسیم کریں گے

آقا کریم، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (دارقطنی۔الصواعق الحرقہ، ص:۱۲۴)

یعنی اے علی! تم جنت ودوزخ کو تقسیم کروگے قیامت کے دن۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت سنا کر یہ بتا دیا کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھے بہت ہی بڑی شان وعزت سے نوازا ہے میرے غلاموں کی یہ شان ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت تقسیم کررہے ہوں گے۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

اور!

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

غلاموں کی حکومت پانی پر

حضرات! جب تک ہم آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا غلام بن کے رہے۔ کائنات

ہماری غلام رہی، جب سے ہم نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی چھوڑی غیروں کے غلام بن گئے۔ جو خدا کے سامنے جھکتا ہے۔ کائنات اس کے سامنے جھکتی ہے اور جو خدا کے سامنے نہیں جھکتا تو وہ سب کے سامنے جھکتا ہے۔ جب تم خدا کے بن جاؤ خدا تمہارا۔ تم رسول اللہ کے بن جاؤ، رسول اللہ تمہارے۔ اور جب اللہ ورسول تمہارے تو دونوں جہان تمہارے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام بنے، بولو! ان کی یہ شان ہوئی یا نہ ہوئی؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل کو خط لکھا یا نہ لکھا اور دریا نے ان کا کہنا مانا یا نہ مانا؟ مانا کیوں! اس لئے کہ وہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کہنا مانتے تھے تو دریا بھی ان کا کہنا مانتا تھا، ملاحظہ کیجئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ راستے میں آ گیا دریائے دجلہ۔ ایرانیوں نے دوسری طرف دریا کے مورچے بنا لئے کہ جو بھی تیرتا ہوا آگے آئے بس تیر مارتے جاؤ اور ان کی لاشوں کو دریائے دجلہ میں بہاتے جاؤ اور دریائے دجلہ کا پانی مسلمانوں کے خون سے سرخ کر دو۔ ہزاروں کی تعداد میں ایرانیوں نے دریا کے کنارے کمانوں پر تیر چڑھا کر لیٹ گئے۔

حضرت سعد جو امیر لشکر تھے، لشکر سے فرمایا تم جانتے ہو ہمارے پاس کشتیاں نہیں ہیں۔ دریا پار کرنا ہے، بولو کیا کریں؟ مسلمان مجاہدوں نے کہا ہم اپنے امیر کا حکم ماننا جانتے ہیں، ہمیں حکم دیجئے کشتیاں نہیں تو کیا، آپ حکم دیں ہم دریا میں کود جائیں گے۔ فرمایا: میں وہ امیر نہیں ہوں کہ تمہیں کہہ دوں، آگے بڑھ جاؤ اور خود پیچھے بیٹھ جاؤں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سب سے آگے میں لڑتا ہوں گھوڑا آگے دوڑایا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دائیں طرف آ گئے اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب آ گئے۔ یہ تین سوار آگے تھے باقی سب پیادے اور سوار پیچھے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا اللہ تعالیٰ! تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام تیرے نام کا بول بالا کرنے نکلے ہیں، دریا پار کرنا ہے، ہمارے پاس کوئی کشتی نہیں ہے، اس دریا کو ہمارے لئے مسخر کر دے۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیئے، آگے، آگے یہ تین تھے، پیچھے سارا لشکر، وہ دریا پر اس طرح دوڑتے چلے جا رہے تھے جیسے روڈ پر ہم اور آپ دوڑتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ادھر یہ پانی کی سطح پر گھوڑے دوڑاتے جا رہے ہیں، ان کے سم بھی پانی میں نہیں بھیگے، ادھر ایران والوں نے دیکھا تو ڈر کر میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے اس طرح سب فرار ہو گئے اور ایران پر پرچم اسلام لہرانے لگا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرات! جس وقت دریا پار کر گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بھائیو! کسی کی کوئی چیز دریا میں گری تو نہیں؟ ایک بوڑھے صحابی نے کہا میرا ایک مٹی کا پیالہ دریا میں گر گیا ہے۔ تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ مٹی کا پیالہ تھا کہاں گیا ہوگا اس کا کیا پتہ؟ نہیں! بلکہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا اے دریا! ہمارے ایک مجاہد کا پیالہ گر گیا ہے وہ پیالہ دیدے۔ اتنا کہنا تھا کہ پانی میں ایک بھنور پیدا ہوئی اور کسی غیبی طاقت نے اس پیالے کو باہر پھینک دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیالہ پکڑ کر بوڑھے مجاہد کو دے دیا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

درود شریف:

حضرات! آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی اور فرمانبرداری کی شان ملاحظہ کیجئے کہ ان کی حکومت دریا پر، ان کا قبضہ پانی پر، جہاں جاتے ہیں ساری خدائی ان کے تابع فرمان نظر آ رہی ہے۔ جب غلاموں کی شان کا یہ عالم ہے تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم کی حکومت دریائے دجلہ پر

مشہور بزرگ حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں اتنا خطرناک سیلاب آ گیا کہ شہر بغداد کے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اہل بغداد فریاد کے لئے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ اپنا عصا لے کر اٹھے اور دریا کے کنارے جا کر اپنا عصا دریا کی پرانی

حد پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ اے دجلہ! خبردار! اپنی حد سے آگے نہ بڑھنا۔ اس کے بعد فوراً ہی دجلہ کی طغیانی ختم ہونے لگی اور آہستہ آہستہ پانی اپنی اصلی حد پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

حضرات! ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ:

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ

لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

یعنی اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔

تو جب ولیوں اور پیروں کے سردار کی شان کا یہ عالم ہے تو امام الانبیاء اور سید الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

خواجہ کی حکومت اناساگر پر: بہت مشہور واقعہ ہے کہ ہند کے راجہ، ہمارے خواجہ، سلطان الہند، عطائے رسول، خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری، اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے اناساگر کا پورا پانی ایک پیالہ میں آ گیا تھا اور پیالہ کا پانی پھر ساگر میں ڈال دیا تو پورا ساگر بھر گیا اور لبریز ہو گیا، کیا مطلب؟ کہ جب ولی اللہ خواجہ کی شان کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان و بزرگی کا عالم کیا ہوگا۔ (اہل سنت کی آواز ۲۰۰۸، ص ۳۵)

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۰ ﴾

شوال المکرم

چوتھا جمعہ.................................دوسرا بیان

سچی توبہ کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط (پ ۲۸، ع ۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

میرے پیر حضور غوث اعظم کے واسطے
میرے خواجہ حضور غریب نواز کے واسطے
میرے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے واسطے
میرے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند کے واسطے
میرے آقائے نعمت بدر ملت اور دریا شاہ کے واسطے
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اور! کسی نے کہا ہے:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
لیکن تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے کی جہنم کی بہت تدبیریں مگر
تیری رحمت نے کبھی اس کو گوارا نہ کیا

تمہید! حضرات! اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! سچی توبہ کرو۔ اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (پ۱۸، ع۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنز الایمان)

حضرات! اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بڑا کرم اور احسان عظیم ہے کہ گنہگاروں، خطا کاروں کو گناہ کے عیب اور خطا کی ناپاکی سے پاک وصاف ہونے کے لئے ایک کارآمد اور بڑا ہی کامیاب نسخہ عطا فرمایا ہے وہ ہے توبہ!!

رحمت کی صدا! لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط (پ۲۴، ع۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی شان

حدیث شریف! آقا کریم مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں ایک شخص آیا جو کمبل

اوڑھے ہوئے تھا۔اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں ایک جھاڑی کے پاس سے گزرا تو میں نے اس جھاڑی میں چڑیا کے بچوں کی آواز سنی تو میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں چھپالیا، اتنے میں ان کی ماں آگئی وہ میرے سر پر چکر کاٹنے لگی، میں نے اس کے سامنے وہ بچے کھول دیئے وہ ان پر گر پڑی تو میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا وہ سب میرے پاس ہیں تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان سب کو زمین پر رکھ دو۔ میں نے ان سب کو زمین پر رکھ دیا تو ان کی ماں ان سے چمٹی ہوئی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان چوزوں کی ماں کی اپنے بچوں سے اس قدر محبت پر تعجب کرتے ہو۔

فَوَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِھَا (ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف، ص:۲۰۸)

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا۔اللہ تعالیٰ بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے، جتنی بچوں کی ماں چوزوں پر مہربان ہے۔

اس کے بعد! آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ! ان سب کو جہاں سے لائے تھے وہاں چھوڑ آؤ۔

حضرات! ماں کو بھی اپنے بچے سے اتنی محبت نہیں ہوتی ہے جتنی محبت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے ہوتی ہے اسی لئے! توبار، بار رحمت خدا آواز دیتی ہے کہ میرے بندو! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلامو! توبہ واستغفار کرو، تاکہ میں تم کو بخش دوں۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

حضرات! توبہ سے صرف گناہ نہیں مٹتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ توبہ کے ذریعہ گناہ بھی مٹاتا ہے اور گناہ کے برابر نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ط (پ۱۹، ع۴)

ترجمہ: تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ (کنزالایمان)

یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو صرف مٹاتا اور معاف ہی نہیں کرتا بلکہ ان کے گناہوں کو مٹا کر ان کے بدلے میں نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

رحمت کی بارش سب پر ہوتی ہے

مولی المومنین، حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا گناہ گار کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت میں حصہ ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو برتن منگوائے ایک پاک وصاف اور دوسرا گندہ وکیچڑ آلود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کو اگر بارش میں رکھا جائے تو بتاؤ یہ دونوں ہی پانی سے بھر جائیں گے یا پاک وصاف برتن تو پانی سے بھر جائے گا اور گندہ وکیچڑ آلود خالی رہ جائے گا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ بارش ہوگی تو دونوں ہی بھر جائیں گے۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

كَذَالِكَ رَحْمَةُ اللهِ تَعُمُّ الطَّائِعَ وَالْعَاصِيَ (نزہۃ المجالس)

یعنی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہر نیک وبد کے لئے عام ہے۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جواب دیا: حدیث شریف: محبوب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے رب! مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندے زندہ رہیں گے میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا، ان سے گناہ کے کام کرواتا رہوں گا۔

تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جواب دیا:

وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ (مشکوۃ شریف، ص:۱۹۶)

یعنی مجھے میری عزت وجلال اور بلندی کی قسم کہ میں اپنے بندوں کو بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے توبہ واستغفار کرتے رہیں گے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بخشش ومحبت پر قربان جاؤ کہ وہ ہم پر کس قدر رحیم وکریم ہے کہ شیطان اگر ہمارا دشمن ومخالف ہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مہربان اور مددگار ہے۔

گنہ رضا کا حساب کیا، وہ اگرچہ لاکھوں سے ہوں سوا
مگر اے کریم تیرے عفو کا، نہ حساب ہے نہ شمار ہے

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے

حدیث شریف: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست کرم رات کے گنہگاروں کے لئے صبح تک اور دن کے گنہگاروں کے لئے رات تک دراز رہتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۵۸، مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۲)

توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے گناہ ہی نہیں کیا

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجہ، ص:۳۱۳، مشکوۃ شریف، ص:۲۰۶)

یعنی گناہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا تھا۔

سچی توبہ کسے کہتے ہیں: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ توبۃ النصوح یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ توبہ کے بعد پھر آدمی گناہوں کی طرف نہ لوٹے جیسے نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔ (غنیۃ الطالبین)

لہٰذا جب بھی مومن اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے تو گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ تو اب اسے چاہئے کہ اپنی توبہ کا خیال رکھتے ہوئے پھر گناہ کے قریب نہ جائے۔

حدیث شریف: آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

توبہ مقبول نہیں ہوئی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لئے کہ انہوں نے توبہ کے دروازہ کو شرمندگی سے مستحکم نہیں کیا تھا۔ توبہ کرنے کے بعد گناہ کرنا نہیں چھوڑا تھا۔

اور فرمایا! کہ گناہوں کو بھول جانا بہت خطرناک بات ہے۔ ہر عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اپنے گناہوں کو نہ بھولے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۶)

گناہ پر شرمندہ ہونا، توبہ ہے

ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (گناہ پر) ندامت اور شرمندگی توبہ ہے۔

اور فرمایا! کہ جس شخص نے گناہ کیا پھر اس پر شرمندہ ہوا، تو شرمندگی اس گناہ کا کفارہ ہے

اور! حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ توبہ کے چار ستون (پلّر) ہیں۔ (۱) زبان سے معافی مانگنا۔ (۲) دل سے نادم و شرمندہ ہونا۔ (۳) تمام اعضاء کو ہر قسم کے گناہ سے روکے رکھنا۔ (۴) یہ نیت رکھنا کہ آئندہ کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی فرمایا کہ توبۃ النصوح یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ جس گناہ سے توبہ کی ہے اس کی طرف پھر نہ لوٹے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۵۹)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ دل سے شرمندہ اور نادم ہونا ہی اصل توبہ ہے۔ اب رہی یہ بات کہ لوگ کان پکڑتے ہیں اور اپنے گالوں پر طمانچے لگاتے ہیں تو اس کا ثبوت کتابوں میں کہیں بھی نہیں نظر آتا۔

توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے: ہمارے پیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور! گناہ سے توبہ کر کے پھر توبہ کو توڑ کر گناہ کرنے والا پھر رب تعالیٰ سے توبہ و معافی مانگنے والا گویا اپنے رب تعالیٰ سے مذاق کرتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۵۹)

گناہ سے دل پر ایک کالا دھبہ پڑ جاتا ہے

ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میں نے کسی چیز کو طلب کرنے میں اتنا حسین اور تاثیر میں اتنا تیز نہیں پایا۔ جتنی پرانے گناہ کے لئے نئی نیکی ہوتی ہے۔

بلاشبہ! نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ فرمان! نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے ایک عظیم نصیحت ہے۔ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو گناہ سے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے گھبرا کر اللہ تعالیٰ

کی طرف رجوع کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے۔ تو اس وقت وہ نقطہ دل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ، گریہ و زاری اور استغفار نہیں کرتا ہے تو گناہ بالائے گناہ، داغ پر داغ تہ بہ تہ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تمام دل سیاہ ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۵۸)

اللہ تعالیٰ کو توبہ پسند ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ○ (پ۲، ع۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف: صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اس سے بخشش طلب کرو۔

فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ (مسلم شریف)

یعنی میں تو دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

اور! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ

وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ سَبْعِیْنَ مَرَّةً (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۹۹۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم میں دن بھر میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

حضرات! نیکوں اور اچھوں کی توبہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجات کی بلندی کے لئے ہوتی ہے اور! گناہگاروں اور بدوں کی توبہ گناہوں اور خطاؤں سے معافی کے لئے ہوتی ہے۔

الغرض! توبہ کی اصل اور بنیاد گناہوں سے ندامت اور شرمندگی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

سچی توبہ کی برکت سے شراب، دودھ بن گئی

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک شرابی شراب پی کر، شراب کے نشے میں دھت ہو کر چلا آ رہا ہے اور شراب کی بوتل بھی ساتھ میں ہے، اُدھر سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ شرابی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیتا ہے اور شراب کی بوتل کو بغل میں چھپا لیتا ہے۔ اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم و شرمندہ ہو کر عرض کرتا ہے کہ یا

منان وستار مولیٰ مجھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچالے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درے سے بھی بچالے۔ میں تیری بارگاہ میں نادم وشرمندہ ہوں اور کبھی بھی شراب نہ پیوں گا ادھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شرابی کے قریب پہنچ گئے اور شرابی کو دیکھا اور اس نے شراب کی رنگین بوتل جو چھپائی تھی اس حرکت کو بھی دیکھ لیا تھا۔ امیر المومنین نے پر جلال آواز میں فرمایا کہ تو نے شراب پی رکھی ہے۔ اور شراب کی بوتل کو بھی چھپا رکھا ہے۔ مجھ سے ڈرتا ہے اور جس کے حکم سے شراب حرام ہے اس اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ اس شرابی کی حالت خراب تھی۔ ڈرتے۔ ڈرتے شراب کی بوتل باہر نکالی مگر اس کی توبہ قبول ہو چکی تھی۔ تو شراب کی بوتل میں رنگین شراب نہیں ہے بلکہ شراب کی جگہ دودھ ہے۔ شرابی حیرت میں ہے کہ بوتل میں شراب بھرنے والا میں، شراب کی رنگین بوتل کو لانے والا میں، اور جب بغل میں چھپایا تھا تو بھی شراب تھی۔ آخر ماجرا کیا ہے اور ادھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑی حیرت میں ہیں کہ ابھی ابھی میں نے خود، دیکھا تھا تو اس بوتل میں رنگین شراب تھی اب! اس بوتل میں دودھ کہاں سے آگیا۔ اتنے میں غیبی آواز آئی اے عمر تعجب نہ کرو! یہ میرے بندے کی سچی توبہ کی برکت ہے کہ میں نے شراب کو دودھ بنا دیا ہے۔ (ملخصا مثنوی مولانا روم)

حضرات! یہ ہے سچی توبہ کی برکت کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں نادم وشرمندہ ہو کر سچی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما کر اس کی سچی توبہ کی برکت سے رنگین شراب کو پاک وصاف دودھ بنا دیتا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہگار کے لئے

سچی توبہ کی برکت سے مٹی، سونا بن گئی

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول، سلطان الہند حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشائخ کرام میں سے ہیں۔ آپ کا مقام ومرتبہ گروہ اولیاء میں بہت ہی بلند وبالا ہے آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور ڈاکو تھے۔ بے شمار ڈاکو آپ کے ساتھ کام کرتے تھے اور آپ تمام ڈاکوؤں کے سردار تھے۔ ایک مرتبہ رات کے وقت جنگل میں ایک قافلہ ٹھہرا اور اس قافلہ میں ایک شخص رات میں آیت کریمہ تلاوت کر رہا تھا کہ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (پ۲۷،ع۱۸)

ترجمہ: کیا؟ ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لئے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کا حضرت فضیل کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ ڈاکہ ڈالنے رہزنی کرنے اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی۔ جب سچی توبہ کرلی تو اپنے تمام ساتھیوں یعنی ڈاکوؤں کو بلایا اور رو رو کر سب ساتھیوں کو بتانے لگے کہ اب فضیل اپنے رب تعالیٰ سے ڈرنے لگا ہے اور میں نے رہزنی اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی ہے۔ لہٰذا! میرا راستہ اور ہے اور تم سب کا راستہ اور ہے تو! سچی توبہ کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ تمام ساتھیوں نے بھی ڈاکہ زنی اور تمام گناہوں سے توبہ کی اور سب نے ایک ساتھ بیک آواز کہا کہ اے حضرت فضیل ابھی تک رہزنی اور ڈاکہ زنی میں آپ ہمارے سردار تھے اور اب توبہ کرنے میں بھی آپ ہمارے سردار ہیں۔ حضرت فضیل نے ساتھیوں سے فرمایا کہ جس کے ساتھ ہم نے لوٹ مار کی ہے جہاں تک ہو سکے ان سے معافی مانگ لینا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ پاس میں ایک گاؤں ہے جس میں ایک یہودی رہتا ہے کچھ ہی عرصہ ہوا ہے ہم نے اس کا قافلہ لوٹا تھا۔

چنانچہ! حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس گاؤں میں یہودی کے گھر پہنچے، یہودی دیکھ کر گھبرا گیا کہ فضیل ڈاکو آ گیا۔ مگر فضیل کی آنکھوں میں آنسو تھے یہودی حضرت فضیل کو روتا ہوا دیکھ کر کہنے لگا کہ فضیل کیا بات ہے؟ تم روتے کیوں ہو؟ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوں اور تم سے معافی کے لئے آیا ہوں۔ وہ یہودی توریت شریف کا جانکار تھا۔ اس نے توریت شریف میں پڑھا تھا کہ جو مسلمان اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلے گا تو وہ اگر مٹی کو ہاتھ لگا دے گا تو وہ مٹی سونا بن جائے گی۔ تو اس یہودی نے کہا کہ اے فضیل ہم نے قسم کھائی تھی کہ ہم تم سے بدلہ لیں گے لیکن تم معافی کے لئے آئے ہو تو سب معاف کردوں گا مگر تم نے جو میری سونے کی اینٹیں غصب کی تھیں وہ واپس کردو ہم تم کو معاف کردیں گے۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سونے کی اینٹیں تو ختم ہو چکی ہیں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ تو یہودی نے کہا کہ اے فضیل تم جنگل جاؤ اور مٹی کی اینٹ بنا کر لے آؤ میں سونا سمجھ کر رکھ لوں گا۔ حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگل پہنچے مٹی کو پانی سے گوندھا اور اینٹ تیار کی جب اینٹ سوکھ کے تیار ہوگئی تو حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مٹی کی اینٹوں کو ایک بوری میں بھرا اور لا کر یہودی کے حوالے کیا یہودی نے جب بوری کے منہ کو کھولا تو دیکھتا ہے کہ اس بوری میں مٹی کی اینٹ کی جگہ سب سونے کی اینٹیں ہیں حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے سارے ساتھی حیرت میں ہیں کہ مٹی کو پانی سے گوندھا ہم نے اور اینٹ تیار کر کے بوری میں بھرا ہم نے اور بوری کو لے کر آئے بھی ہم تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ بوری نگاہوں سے غائب نہیں ہوئی۔ پھر اس میں سونے کی اینٹ کیسے؟

تو غیبی آواز آئی کہ اے فضیل! تمہاری سچی توبہ کی برکت ہے کہ ہم نے مٹی کو سونا بنا دیا ہے۔ حضرت فضیل بن

عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم واحسان کو یاد کرتے رہے اور آپ کی سچی توبہ کی ایک برکت یہ ظاہر ہوئی کہ یہودی نے بھی آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوگیا۔ ملخصا (کشف المحجوب، ص:۱۵۳، ملخصا، تذکرۃ الاولیاء، ص:۵۱)

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

درود شریف:

حضرت بشر حافی کی توبہ: گروہ اصفیاء کے سردار حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف و کرامت میں بہت مشہور تھے اور اپنے زمانے کے اولیاء میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ آپ کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ کے پاس شراب کی فیکٹری تھی آپ شراب بناتے تھے اور شراب پیتے بھی تھے ایک مرتبہ شراب کے کارخانہ سے گھر کو جا رہے تھے کہ راستے میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم لکھا ہوا تھا۔ کاغذ کے اس ٹکڑے کو بڑے ادب واحترام سے اٹھایا اور اپنے رب تعالیٰ کے نام کو چوما اور اس کاغذ کو عطر سے معطر کیا اور ایک بلند مقام پر رکھ دیا۔ بس اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ادب اس قدر پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور جب وہ اپنے مکان سے شراب کے کارخانہ میں آئے اور اپنے مخصوص آرامگاہ میں سو گئے، خواب میں بشارتیں آنے لگیں اور ایک مرد درویش کو حکم ہوا کہ بشر کے پاس جاؤ اور میرا سلام کہو اور میرا پیغام بشر کو سنا دو کہ جس ہونٹ نے میرے نام کا بوسہ لیا ہے اب میں اس ہونٹ اور منہ سے ناپاک شراب نہیں پینے دوں گا اس درویش نے حضرت بشر کے شراب خانہ کے دروازہ پر جا کر دستک دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا قاصد ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بشر کو سلام کہا ہے اور پیغام بھیجا ہے کہ میں اپنے بشر کو اب شراب نہیں پینے دوں گا حضرت بشر اپنے بستر سے اٹھے اور دروازہ پر قاصد سے ملے۔ قاصد نے کہا کہ اے بشر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لایا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہے کہ اب! میں ان ہونٹوں سے ناپاک شراب کو نہیں لگنے دوں گا جن ہونٹوں نے میرے نام کو بوسہ دیا ہے اور اس منہ میں پلید شراب کو نہیں جانے دوں گا جس منہ نے میرے نام کو چوما ہے۔ بس حضرت بشر پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور بار، بار یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سلام کہا ہے میرے رب تعالیٰ نے مجھے سلام کہا ہے۔ اور بے خودی کے عالم میں ننگے پیر جنگل کی طرف چلے گئے سچی توبہ کی اور اللہ کے ولی ہوگئے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گناہ گار کے لئے

حضرات! حافی کا معنیٰ ننگے پیر والا حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر ننگے پیر رہے۔ (۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت میرے پاس اللہ کا سلام آیا تھا اس وقت میں ننگے پیر تھا اس لئے اب میں ننگے پیر رہنا پسند کرتا ہوں۔ (۲) اور آپ سے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا گیا کہ زمین اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا فرش ہے اور شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا ادب کے خلاف ہے۔

بزرگوں نے بیان کیا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کو اس قدر پسند فرمایا اور قبول کیا کہ جنگل میں یا جہاں بھی حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہتے تھے وہاں کے چرند و پرند اور گائے، بیل تمام جانوروں کو حکم دیدیا کہ اس جگہ پاخانہ، پیشاب نہ کرنا، جہاں میرا بشر رہتا ہے۔ کہیں میرے بشر کا پاؤں گندہ نہ ہو جائے۔ (ملخصاً کشف المحجوب، ص:۱۶۳، ملخصاً تذکرۃ الاولیاء، ص:۶۹)

حضرات! حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف فرما کر گروہ اولیاء کی سرداری عطا فرمادی۔

توبہ کے گناہوں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

اور! توبہ کرنے والے کو، پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے نیک بننے والے کو، شرابی جواری نے توبہ کی اور نمازی اور حاجی بن گیا تو اس کو طعنہ نہیں دینا چاہئے کہ سو چوہا کھا کے چلی بلی حج کرنے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ ملاحظہ کیجئے۔

توبہ کرنے والے کو طعنہ دینا بڑا گناہ ہے

پیروں کے پیر، حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص کسی (توبہ کرنے والے) مسلمان کو اس کے پچھلے گناہ کی وجہ سے اس کو طعنہ دیتا ہے، تو وہ طعنہ دینے والا شخص اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک وہ طعنہ دینے والا اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور ذلیل و رسوا نہ ہو جائے۔ (ملخصاً، غنیۃ الطالبین، ص:۲۶۵)

حضرات! بڑے پیر، روشن ضمیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث شریف سے پتہ چلا کہ بڑے سے بڑا گنہگار خطا کار، جب اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کر کے نیک و صالح ہو جائے تو اس کے

پچھلے گناہوں کی وجہ سے اس کو طعنہ نہیں دینا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ طعنہ دینے والے شخص کو اسی گناہ میں مبتلا کر کے اس کو ذلیل و رسوا فرما دے گا، اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! توبہ اور دعاء کو مقبول بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسی طرح توبہ و دعاء کریں جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے ہم کو بتایا ہے۔

اول و آخر درود شریف: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی دعاء مانگی جائے تو اول و آخر درود شریف پڑھ لینا چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ، محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درود شریف کی برکت سے بندے کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمادے۔

لہٰذا! جب بھی ہم توبہ واستغفار کریں تو پہلے آقا کریم، محبوب خدا، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھ لیا کریں اور یقین رکھیں کہ درود شریف کی برکت سے ہماری توبہ ضرور قبول ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا اور خوب رونا بہت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حدیث شریف: آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھو، اور روؤ، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے شخص جیسا چہرہ بناؤ۔ (ابن ماجہ، ص:۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رو، رو کر توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو تین سو برس تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتے اور گڑگڑاتے رہے اور توبہ کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول نہ کی۔

لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں یوں عرض کیا کہ یارب **اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ** یعنی اے رب تعالیٰ تیرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل مجھے معاف فرمادے۔

تو! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بخش دیا اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔

(امام بیہقی دلائل النبوۃ، روح البیان، ص:۲۳۰)

حضرات! محبوب کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بغیر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نہ کسی کو بخشا ہے اور نہ قیامت تک بخشے گا۔

وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرت ابولبابہ کی توبہ: حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک پوشیدہ راز فاش کر دیا تو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ناراض ہو گئے اور ان کے حق میں آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی میرے قدم اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہیں تھے کہ میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ بلاشبہ اس وقت میں نے اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امانت میں خیانت کی ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں کو قتل کرنے کے بارے میں فرمایا تھا اور یہ راز کی بات تھی جس کو حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کو بتا دیا) چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس گناہ کے تصور سے لرز گئے اور اپنے اس گناہ پر نادم و شرمندہ ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی شریف کے ایک ستون میں رسی سے باندھ لیا اور قسم کھالی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اور آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دست مبارک سے مجھے نہیں کھولیں گے۔ خدا کی قسم نہ میں کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا چنانچہ چھ دن چھ رات تک حضرت لبابہ مسجد کے ستون میں بندھے رہے، نمازوں اور انسانی حاجتوں کے وقت ان کی بیوی صاحبہ ان کو کھول دیا کرتی تھیں پھر وہی ان کو باندھ دیا کرتی تھیں۔ بھوک، پیاس کی شدت سے ان کی قوت سماعت جاتی رہی اور آنکھوں کی روشنی میں بھی کمی آگئی اسی حالت میں ایک رات جب کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ صبح صادق کے وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ناگہاں، ہنسی آگئی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہنسی کیوں آرہی ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ! میں اس خوشی میں ہنس رہا ہوں کہ ابولبابہ کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوگئی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت لے کر حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ اے ابولبابہ! تمہیں بشارت مبارک ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز سننا تھا کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل آئے اور مسجد نبوی شریف کی طرف دوڑ پڑے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ستون سے کھولنے لگے۔ مگر حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے روتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا کہ خبردار! ہرگز، ہرگز کوئی مجھے نہ کھولے۔ خدا کی قسم جب تک خود آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے۔ میرے مجرم وگنہگار دل کو تسلی نہیں ہوسکتی کہ میرے رب تعالیٰ نے میری خطا کو معاف فرما دیا ہے اور میری توبہ کو قبول فرمالیا ہے چنانچہ لوگ ہٹ گئے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز کے وقت تک بندھے رہے اور لوگ ان کے اردگرد کھڑے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مسجد نبوی میں نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی ہی پیار کی نگاہ سے دیکھا اور مسکرایا اور اپنے دست کرم سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسیوں کو کھول دیا۔ (صاوی، ج:۱، ص:۱۳۲)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرات! حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گناہ وخطا ہوگیا تو سیدھے اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مسجد نبوی شریف کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ کریم نے گناہ گار بندوں کو محبوب رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں آنے کا حکم دیا ہے۔

آیت: جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ (پ۵،ع۶)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ۔

بخدا، خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر، مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضرات! حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ اس قدر قبول ہوئی کہ اب کتنا بڑا کوئی خطا کار گنہگار کیوں نہ ہو مسجد نبوی شریف میں ستون لبابہ کے پاس جا کر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبول توبہ کی برکت سے اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

مزار انور کی حاضری سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

ایک اعرابی صحابی جب مدینہ طیبہ میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوئے تو محبت کا یہ عالم تھا کہ قبر شریف کے اردگرد کی مٹی کو اپنے سر پر ڈالنے لگے پھر بڑے ہی درد بھرے انداز سے رو، رو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو کچھ خدائے تعالیٰ کا پیغام لائے۔ ہم نے اس کو پڑھا، اور اس پر ایمان لائے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (پ۵،ع۶)

تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے گناہ کر کے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ کے فرمان جاؤک پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کے دربار میں اپنے گناہوں کی مغفرت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے رب تعالیٰ سے میرے گناہوں کی بخشش کرادیجئے تو مزار انور، قبر اقدس سے آواز آئی کہ اے اعرابی تو بخش دیا گیا۔ (خزائن العرفان، ص:۱۰۵)

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی ظاہری حیات میں بھی اپنے غلاموں کو نجات وبخشش کا مژدہ سناتے تھے اور آج قبر کریم میں آرام فرما ہیں اور اپنے خطا کار غلاموں کو نوازتے ہیں اور مغفرت ونجات کی خوشخبری دیتے ہیں۔

دوسری بات! اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات میں بھی یارسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ اور وصال کے بعد بھی یارسول اللہ! کہتے تھے تو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا شرک وبدعت نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت وسنت ہے۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

اللہ والوں کے پاس جانے سے بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے

بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا ہی گنہگار و خطا کار تھا، جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا المختصر یہ ہے کہ توبہ کی غرض سے اللہ والوں کے پاس جارہا تھا کہ راستے ہی میں اس گنہگار کا انتقال ہو گیا عذاب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے دونوں اس کے پاس پہونچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ زمین کو ناپا جائے اگر اللہ والوں کی بستی سے قریب ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور اس کو جنت میں داخل کر دیں اور اگر اپنے گھر سے قریب ہے تو عذاب کے فرشتے اس کو عذاب دیں۔ جب زمین ناپی گئی تو اللہ والوں کی بستی سے قریب تھا تو اس کی توبہ قبول ہو گئی اور اس شخص کو اللہ والوں کے قریب ہونے کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں نے معاف کر دیا اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (مولانا روم، مثنوی شریف، مسلم شریف، ج:۲، ص:۳۰۷، مشکوۃ شریف، ص:۲۰۳)

صحبت کی برکت سے ایک گویا محدث بن گیا

ہمارے پیر حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کوفہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک فاسق کے گھر میں بہت سے اوباش جمع تھے اور شراب پی جا رہی تھی، ان لوگوں میں ایک گانے والا بھی تھا جس کا نام زادان تھا وہ بربط پر عمدہ آواز سے گا رہا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عمدہ آواز کو سن کر فرمایا کیسی اچھی آواز ہے کاش یہ شخص اپنی عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو کتنا اچھا ہوتا پھر آپ چلے گئے۔ زادان نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن لی تھی لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ زادان: نے کہا یہ کیا کہہ رہے تھے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کہہ گئے ہیں کہ کتنی عمدہ آواز ہے کاش گانے کی بجائے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی تو کتنا اچھا ہوتا یہ سنتے ہی زادان: کے دل پر خوف و ہیبت طاری ہو گئی اور اسی وقت بربط کو توڑ ڈالا اور دوڑتا، بھاگتا ہوا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور رونے لگا۔ آپ نے زادان کو گلے لگا لیا اور اس کے ساتھ خود بھی رونے لگے اور فرمایا، میں کیسے اس سے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے، اس کے بعد زادان نے گانے بجانے سے توبہ کر لی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ یہاں تک کہ قرآن پاک پڑھ لیا اور اتنا علم حاصل کیا کہ

امام بن گیا۔ چنانچہ حضرت زادان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی حدیثیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۶۲)

حضرات! مسلم شریف کی حدیث اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ کو اللہ والوں کے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قبول فرما کر جنت کا حقدار بنا دیتا ہے اور ایک گانے بجانے والا ایک صحابی کی صحبت کی برکت سے تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور دین کا امام اور محدث بنتا نظر آتا ہے۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! تو معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے قریب جا کر توبہ کرنے سے بہت جلد توبہ قبول ہو جاتی ہے اور سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند......یعنی نیک کی صحبت نیک بنا دیتی
صحبت طالح ترا۔ طالح کند.......اور برے کی صحبت برا بنا دیتی

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیکوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بے حساب گناہ سچی توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آدمی کے گناہ ساتوں آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے برابر (یا اس سے بھی زیادہ ہوں تو) اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والے کو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۷)

سچی توبہ کی برکت: اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ (سچی) توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔

اس کے جسم کے اعضاء اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصہ جس کے نیچے اس نے گناہ کیا ہے اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں۔ جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر گواہی دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۵)

حدیث شریف: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے عرش پر لکھا تھا کہ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۝ (پ۱۶، ع۱۳)

یعنی جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے میں اسے بخشنے والا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۱۵)

حضرات! حدیث شریف کی روشنی میں سمجھئے کہ سچی توبہ کا کتنا بلند مقام ہے کہ توبہ کرنے والے کے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما کر اس کو بخش دیتا ہے۔

توبہ کے آنسوؤں نے جہنم بجھا دیا
توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے

حضرات! (۱) سچی توبہ کرنے سے برائیاں، نیکیوں میں بدل جاتی ہیں۔ (قرآن کریم)

(۲) سچی توبہ عذاب سے بچاتی ہے۔ (قرآن کریم)

(۳) سچی توبہ کرنے سے بخشش ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے۔ (قرآن کریم)

(۴) سچی توبہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے۔ (قرآن کریم)

(۵) سچی توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۲۰۲)

(۶) سچی توبہ کرنے سے رزق بڑھتا ہے اور غم دور ہو جاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف، ص:۲۰۴)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

پہلے جمعہ کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

بحیثیت خلیل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجِہِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا ○ (پ۵، رکوع ۱۴)

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

ہمارے پیارے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جد کریم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش بابل کے شہر میں نمرود مردود کے دور سلطنت میں ہوئی

نمرود بادشاہ کی حکومت پوری دنیا پر تھی۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ چار ایسے بادشاہ گزرے ہیں جن کی بادشاہت پوری دنیا پر تھی۔ ان چاروں میں دو بادشاہ مومن تھے اور دو بادشاہ کافر تھے۔ مومنوں میں ایک حضرت سکندر ذوالقرنین علیہ الرحمہ اور دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام تھے اور کافروں میں ایک بخت نصر اور دوسرا بادشاہ نمرود مردود تھا۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۱۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پیارے نبی احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دونوں عالم کے بادشاہ ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

درود شریف:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کا وقت قریب آیا، تو آپ کی والدہ ماجدہ نمرود بادشاہ کے ڈر سے ایک تہ خانہ میں چلی گئیں۔ جو آپ کے والد ماجد نے شہر سے دور تیار کیا تھا۔ اسی تہ خانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور وہیں رہے۔ روزانہ آپ کی والدہ اس تہ خانہ میں تشریف لاتیں اور دودھ پلا کر واپس آجاتیں۔ آپ بہت جلد بڑھ رہے تھے۔ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۱۰)

ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف تیرہ برس یا سترہ برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی والدہ سے سوال کیا کہ میرا رب کون ہے؟ یعنی میرا پالنے والا کون ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا میں ہوں۔ پھر سوال کیا کہ تمہارا رب (پالنے والا) کون ہے؟ تو والدہ نے جواب دیا تھا تمہارے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے والد کا رب (پالنے والا) کون ہے؟ تو آپ کی والدہ نے فرمایا خاموش رہو اور کوئی جواب نہ دے سکیں اور اپنے شوہر سے جا کر کہا کہ جس لڑکے کی نسبت جو مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کے دین کو بدل دے گا وہ فرزند یہی ہے اور ساری گفتگو اپنے شوہر کو بتایا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تہ خانہ سے باہر تشریف لائے تو اس وقت سورج غروب ہوا اور آسمان پر ستارہ طلوع ہوا تو آپ نے دیکھا کہ قوم کے لوگ شرک میں مبتلا ہیں تو آپ نے باطل پرستی کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال فرمایا جس کو قرآن کریم نے بیان کیا۔

اور فرمایا اے لوگو! چاند سورج اور ستارے معبود نہیں ہیں جو کبھی ڈوبے اور پھر نکلے اور ڈوبنے والا ہمارا خدا نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند سورج اور ستاروں کی پرستش کے خلاف بیزاری کا اعلان کیا اور ایک خدا کی وحدانیت کو ماننے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت و بندگی کی دعوت پیش کی۔

آپ کا چچا آزر بت بناتا اور بیچتا تھا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے فرمایا

یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْــٴًـا ۝ (پ۱۶، رکوع ۶)

ترجمہ: اے میرے باپ کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے، نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے۔ (کنزالایمان)

آپ کا چچا آزر لاجواب ہو گیا اور کہا اے ابراہیم اگر یہ بُت تیری رسالت اور تیرے خدا کی وحدانیت کی گواہی دیدیں تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء کی تو تمام بتوں سے یہ آواز آئی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰهِ۔ آزر نے جب یہ معجزہ دیکھا تو کہنے لگا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) تو بڑا جادوگر ہے۔ اور ایمان نہ لایا۔ (معارج النبوت ص۔۳۱۹)

حضرات! نمرود کی قوم کا سال میں ایک عید کا دن ہوتا تھا جس کو وہ لوگ میلے کے طور پر مناتے تھے۔

ایک روز جوان کے میلہ کا دن تھا۔ عمدہ لباس پہن کر میلے میں جاتے اور قسم قسم کے لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے۔ واپس ہو کر بت خانہ میں جاتے اور بتوں کی پوجا کرتے۔

اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سب میلے میں جا چکے ہیں اور بت خانے میں بت اکیلے رہ گئے ہیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی لی اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور ایک بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑی رکھ کر چلے گئے۔ جب نمرود کی قوم کے لوگ میلے سے واپس ہوئے اور بت خانہ میں جا کر اپنے بتوں کی بدحالی دیکھی تو سب بھڑک گئے اور کہا کہ یہ کام ابراہیم (علیہ السلام) کا ہے اسی نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

جب یہ واقعہ نمرود کو بتایا گیا تو نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو نمرود کو سجدہ نہیں کیا جو اس کے دربار میں ہر آنے والے کا طریقہ تھا۔ تو نمرود نے آپ سے کہا کہ تم نے مجھے سجدہ نہیں کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہوں۔ تو نمرود نے کہا تیرا رب کون ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ (پ۳، رکوع ۳)

ترجمہ: میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں۔ (کنزالایمان)

چنانچہ نمرود نے دو قیدیوں کو بلایا، ایک قیدی جو رہا ہونے والا تھا اس کو مار دیا اور جو قتل ہونے والا تھا اس کو رہا کر دیا اور کہا میں نے اس کو زندہ کر دیا۔ اے ابراہیم (علیہ السلام) دیکھو میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جان لیا کہ نمرود بڑا بے وقوف اور نادان ہے۔ اب اس کے سامنے ایسی دلیل پیش کی جائے جس سے ظالم نمرود بے بس اور لاچار ہوئے۔ اور اس کی جھوٹی خدائی کا بھانڈا پھوٹ جائے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ایسی دلیل قائم فرمائی جس کا کوئی جواب نمرود کے پاس نہ تھا۔ اس کو قرآن کریم بیان فرماتا ہے: قَالَ اِبْرَاهِیْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (پ۳، رکوع ۳)

ترجمہ: ابراہیم نے فرمایا۔ تو اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے، تو اس کو پچھم سے لے آ، تو ہوش اُڑ گئے کافر کے۔ (کنزالایمان)

نمرود مردود غصہ میں آکر کہنے لگا اے ابراہیم (علیہ السلام) تو نے ہی ہمارے بتوں کو توڑا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بڑے بُت سے پوچھو جس کے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہوئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اسی بڑے بت نے ناراض ہو کر تمام بتوں کو توڑ دیا ہے تو نمرود نے جواب دیا کہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ بُت سنتے نہیں۔ اور بولتے نہیں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا یَنْفَعُكُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّكُمْ ۝ (پ۱۷، رکوع ۵)

ترجمہ: کہا تو کیا؟ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہونچائے۔ (کنزالایمان)

خلاصہ! یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کا نمرود مردود کے پاس کچھ جواب نہ تھا۔ اس لئے عاجز و شرمندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہو گئی

نمرود نے اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ مشورہ میں طے ہوا کہ آپ کو آگ کے شعلوں میں زندہ ڈال کر جلا دیا جائے۔

نمرود مردود نے حکم دیا کہ ایک پتھر کی تیس گز لمبی اور بیس گز چوڑی ایک چہار دیواری تیار کی جائے اور ہر چھوٹے، بڑے مرد، عورت اس چہار دیواری میں لکڑیاں جمع کریں۔ اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے گا اس کو بھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اسی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ کفار و مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دشمنی اور نمرود مردود کو خوش کرنے کے لئے اس جوش وخروش کے ساتھ لکڑیاں جمع کیں۔ ایک ماہ کامل تک لکڑیاں جمع کی جاتی رہیں۔ جب چہار دیواری لکڑیوں سے بھرگئی تو ان میں آگ لگادی گئی۔ آگ کے شعلے آسمان کو چھونے لگے۔ اگر کوئی پرندہ آگ کے اوپر سے گزرتا تو جل کر راکھ ہو جاتا تھا۔ آگ کی گرمی اور حرارت سے شہر کے لوگ پریشان ہونے لگے اور آبادی کے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا دشوار ہو گیا تھا۔

جب آگ اپنے پورے شباب پر آگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالے جارہے تھے کہ حضرت جبریئل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

يَـا اِبْرَاهِيْمُ أَلَكَ حَاجَةٌ : یعنی اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو بتایئے جبرائیل خدمت کے لئے حاضر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: نَـعَـمْ اَمَّـا اِلَيْكَ فَلاَ ہاں حاجت تو ہے مگر اے جبرائیل علیہ السلام تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ آپ؛ کو جس سے حاجت ہے اس سے طلب کرو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا : عِلْمُهُ بِحَالِيْ حَسْبِيْ مِنْ سُوَالِيْ یعنی وہ میرے حال کو خوب جانتا ہے اور وہ میرے سوال سے باخبر ہے اور وہی میرے لئے کافی ہے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمار ہے تھے۔

جانتا ہے وہ میرا رب جلیل
آگ میں جاتا ہے اب اس کا خلیل

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے قریب پہونچ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ يَـا نَـارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۝ (پ۱۷، رکوع۵)

ترجمہ: اے آگ ہوجا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ (کنزالایمان)

رب تعالیٰ کا حکم سنتے ہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گلزار ہوگئی۔

نمرود مردود بلند مکان پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہلاک اور آگ میں جل کر راکھ ہوگئے ہوں گے۔ جب دیکھا تو آگ کے تمام شعلے پھول بن چکے تھے اور تمام آتش کدہ گل گلزار بنا ہوا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں پھولوں کے تخت پر جلوہ گر تھے۔ پوچھا اے ابراہیم علیہ السلام کس طرح اس آگ سے بچ کر اس ناز و نعمت میں پہونچ گئے ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: هٰـذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ یہ میرے رب تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ (معارج النبوۃ، ص ۳۲۶)

نمرود کی بیٹی کا ایمان لانا

حضرات! جب نمرود کی بیٹی رغفہ نے بلند مکان سے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صحیح وسالم ہیں اور نارِ نمرود گلزار بنا ہوا ہے تو رغفہ کے دل میں ایمان پیدا ہو گیا اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اجازت لیکر کلمہ پڑھتے ہوئے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔ پڑھتے ہوئے بلند مکان سے نارِ نمرود میں کود گئی۔ سلامتی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور اپنے ایمان کو تازہ کیا پھر سلامتی سے اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ جب نمرود نے اپنی بیٹی کا ایمان اور پھر اس کا بلند مکان سے آگ میں جانا اور آگ سے سلامت رہنا مشاہدہ کیا۔ بڑا تعجب میں پڑا مگر لوگوں کی ملامت سے ڈرتے ہوئے اپنے باطل دین پر قائم رہا۔ اگر چہ اس کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی حقانیت آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکی تھی۔ پہلے تو لڑکی کو پیار و محبت سے سمجھایا کہ دین ابراہیم سے پھر جائے مگر نیک بیٹی اپنے سچے دین سے نہ پھری تو اب اس کو طرح طرح کی تکلیف پہونچانے کا ارادہ کیا اور اس کے ہاتھوں اور پیروں کو باندھ کر سخت دھوپ میں گرم ریت پر لٹا دیا۔ ادھر دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رغفہ کو اس کے ظالم باپ نمرود مردود کے ظلم سے چھڑا کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے آئے۔ کچھ مدت کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے بیٹے مدین کے ساتھ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سعادت مند لڑکی سے بیس فرزند بطناً بعد بطن پیدا فرمائے جو سب کے سب مسند نبوت پر فائز ہوئے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ (معارج النبوت، ص ۳۳۷)

اے ایمان والو! نمرود مردود کی بیٹی رغفہ کلمہ شریف پڑھتے ہوئے بلند مکان سے کود کر نارِ نمرود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہونچتی ہیں تو وہ بھی آگ سے محفوظ رہتی ہیں۔ یہ ہے کلمہ شریف کی برکت اور نبی کی محبت کا اثر۔ اگر ہم بھی کلمہ شریف پڑھنا اپنی عادت بنالیں اور پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی محبت کریں تو بروز قیامت کلمہ شریف کی برکت اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت سے دنیا کی ہر بلا و مصیبت کی آگ سے اور قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نبی کے دشمن کا برا انجام: نمرود مردود بڑا ظالم و سفاک بادشاہ تھا۔ اپنے کو خدا کہلواتا تھا اس کا سجدہ کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں اور سرکشوں کو ڈھیل دیتا ہے۔ اور وہ اس چھوٹ اور ڈھیل کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور جب ظلم و گناہ حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آکر رہتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق نمرود کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ تھی اور تین سو سال تک بیمار نہ پڑا تھا۔اس نے سمجھ لیا کہ اگر میں بندہ ہوتا تو ضرور بیمار ہوتا۔اس کے سرکش اور ظالم ہونے کے بہت سے اسباب تھے۔ایک وجہ یہ بھی تھی جو وہ بیمار نہیں ہوتا تھا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے خود کو خدا کہلوانے لگا اور جھوٹا خدا بن بیٹھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی جھوٹی خدائی کا بھانڈا پھوڑنے کے لئے ایک لنگڑے مچھر کو بھیجا۔جو اس کے ناک کے راستے سے دماغ میں چلا گیا اور اس کو کاٹنے لگا۔نمرود سخت پریشان ہوا۔ایک لنگڑے مچھر کے عذاب سے بچنے کی اس کے پاس کوئی تدبیر نہ تھی۔دن و رات درد و کرب میں مبتلا رہنے لگا۔حکماء سے علاج کراتا مگر ''مرض بڑھتا گیا۔جوں جوں دوا کی'' اس کے ہلاک و برباد ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ایک ماہر حکیم جو غالباً اس کے ظلم و ستم سے پریشان اور اس کی جھوٹی خدائی سے آگاہ تھا۔اس نے مشورہ دیا کہ بادشاہ! ایک پرانے چمڑے کے جوتے سے آپ کے سر پر مالش کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ آپ کے سر کا درد کچھ کم ہو جائے اور آپ کو آرام نصیب ہو۔

حکم ہوا کہ پرانا چمڑے کا جوتا لایا جائے۔جوتا حاضر کیا گیا اور ایک شخص کو متعین کیا گیا کہ اس پرانے جوتے سے نمرود کے سر پر مالش کیا کرے۔جب جوتا نمرود کے سر پر پڑنے لگتا۔تو مچھر دماغ کے ایک کونے میں بیٹھ جاتا اور تکلیف و درد کم ہو جاتا اور نمرود سمجھتا کہ بیماری کا علاج ہو رہا ہے۔پھر مچھر دماغ میں کاٹتا پھر جوتے سے اس کے سر کو پیٹا جاتا پھر درد کم ہو جاتا۔اسی طرح جوتا سر پر پڑتا رہا یہاں تک کہ سر پھٹ گیا اور دماغ باہر آ گیا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور جھوٹا خدا نمرود، ذلت و رسوائی کے ساتھ تڑپ، تڑپ کر مر گیا۔

حضرات! یہ ہے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمن کا بُرا انجام۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دشمن نمرود کا کتنا برا حال ہوا۔آپ حضرات نے دیکھ لیا اور آج بھی جو لوگ نبی سے دشمنی کرتے ہیں اور نبی پر طرح طرح کا اعتراض کرتے نظر آتے ہیں وہ لوگ بھی کسی نہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا ملیں گے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے، انبیائے کرام اور اولیائے کرام سے عداوت و دشمنی سے بچنا لازم و ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی عداوت و دشمنی سے بچائے اور ان سے محبت و عقیدت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ثم آمین

حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے شام تشریف لے گئے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔آپ کے ہمراہ حضرت سارہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ پہلے آپ حراں میں مقیم ہوئے کچھ دن کے بعد مصر کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں کا بادشاہ بڑا ظالم اور فاسق تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جس کی شادی ہوتی وہ دولہن اس کے سامنے پیش کی جاتی اگر اسے پسند آتی تو اپنے پاس رکھ لیتا ورنہ واپس بھیج دیتا۔ اس بدبخت بادشاہ نے ہر جانب آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو حسین وجمیل تھیں۔ بادشاہ کو خبر دی گئی کہ ایک مسافر کے ساتھ ایک عورت ہے جو بڑی حسین وجمیل ہے۔ ظالم بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاس بلالیا۔ ظالم بادشاہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے ہی آپ پر فریفتہ ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باہر رہنے دیا اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بند کمرے میں لے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کمرہ کے درودیوار کو شیشہ کی طرح کردیا کہ آپ کو کمرے کے اندر کے سب حالات نظر آتے تھے۔ جب ظالم بادشاہ نے خیال فاسد سے اپنا ہاتھ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھایا تو اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ ظالم بادشاہ توبہ کرنے لگا اور مجبور ہوکر آپ سے معافی مانگی اور آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔ پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا اور آپ کی طرف ظالم نے ہاتھ دراز کیا تو پھر اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ اسی طرح جب اس کی نیت خراب ہوتی اور آپ کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو اس کا ہاتھ خشک ہوجاتا۔ ظالم بادشاہ کہنے لگا کہ میرے لئے دعا کرو اور میں معافی مانگتا ہوں کہ کبھی بھی بری نیت نہیں کروں گا اور آپ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ آپ نے دعا کی تو اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔ یہ سارا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کمرے سے باہر ملاحظہ فرمارہے تھے۔ ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کرامت دیکھ کر اپنی ایک نیک وپارسا کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں دیدیا۔ اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نیک کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سپرد کردیا۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے ملک شام تشریف لاتے ہیں اور ارض مقدس میں سکونت پذیر ہوجاتے ہیں۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس لئے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نیک وپارسا کنیز حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بخش دی۔

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجِرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا (بخاری شریف، ج ۱، ص ۴۷۴)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں ارض مقدس پر آباد ہو گئے۔ بیس سال کا عرصہ گزر گیا آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ (پ٢٣، رکوع٧) یعنی اے رب تعالیٰ مجھے نیک بیٹا عطا فرما۔

دردمند دل سے اخلاص کے ساتھ نکلی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے میں آپ کی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جن کو جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ذبیح اللہ کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

شہر مکہ کا وجود میں آنا اور تعمیر کعبہ

ظاہری بات ہے کہ جو بچہ بڑھاپے میں اور بڑی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد پیدا ہوا ہو گا وہ بچہ ماں، باپ کی نظر میں کتنا عزیز اور کس قدر زیادہ پیارا ہو گا۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنی گود میں بٹھاتیں اور پیار کرتیں تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی گود کو خالی دیکھ کر رشک کرنے لگیں اسی وجہ سے آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو یہاں سے کہیں دور مقام پر چھوڑ آؤ۔ اصل میں یہ راز و حکمت ہے۔ شہر مکہ کے وجود میں آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ معظمہ کی تعمیر کا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما دیا تھا۔

چنانچہ وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اس سرزمین پر چھوڑ آؤ۔ جو اب مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

کو اپنے ہمراہ لیکر ملک شام سے کعبہ معظمہ کے نزدیک اس مقام پر چھوڑا جہاں آج زم زم کا چشمہ ہے۔ یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ۔ نہ سایہ دار درخت تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نیک بخت بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک توشہ دان کھجوروں کا اور ایک برتن پانی کا دیکر واپس تشریف لانے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی اور عرض کی اے میرے سرتاج اَیْنَ تَذْھَبُ وَتَتْرُکُنَا بِھٰذَا الْوَادِی الَّذِی لَیْسَ فِیْہِ اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ ۝

یعنی اے ابراہیم علیہ السلام! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ ہمیں اس وادی میں اکیلے اور تنہا چھوڑ کر، جس میں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی اور کوئی چیز۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی توجہ فرمائی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند مرتبہ یہی سوال کیا مگر کوئی جواب نہ آیا تو عرض کی کہ اے ابراہیم علیہ السلام کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ مجھے اس وادی میں اکیلے اور تنہا چھوڑ کر جارہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں میں اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے ایسا کررہا ہوں تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا۔

اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ ۝

یعنی جب رب تعالیٰ کا حکم ہے تو پھر کچھ خوف نہیں اللہ تعالیٰ خود ہی حفاظت فرمائے گا اس پر میرا بھروسہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چلتے وقت دعا کرتے ہیں

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ۝ (پ۱۳، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے، شاید وہ احسان مانیں۔ (کنز الایمان)

آب زم، زم کا چشمہ: کچھ دنوں تک حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کھجوروں اور پانی سے گزارہ کیا اور اپنے فرزند کو دودھ پلاتی رہیں۔ جب وہ پانی ختم ہوگیا۔ پیاس کی شدت ہوئی اور چھاتی سے دودھ خشک ہوگیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا حلق مبارک پیاس کی شدت سے سوکھ گیا۔ ننھے شیر خوار بچے کی جان جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں پہلے صفا پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور چاروں طرف نظر کیا

مگر کسی طرف بھی پانی نظر نہ آیا تو صفا پہاڑی سے دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر تشریف لائیں اور چاروں طرف دیکھتی رہیں کہ پانی کہیں مل جائے مگر کسی طرف بھی پانی کا نام ونشان تک نہ ملا۔ اسی طرح حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سات مرتبہ صفا سے مروہ پہاڑی پر دوڑیں۔ اور آپ پلٹ پلٹ کر اپنے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف بھی دیکھتی رہتی تھیں کہ کوئی موذی جانور میرے بیٹے کو گزند نہ پہونچادے اور جب بھی نظر کرتیں تو دیکھتی تھیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھ اور پیر ہل رہے ہیں مگر جب ساتویں مرتبہ مروہ پہاڑی سے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے قدموں کے رگڑنے کی جگہ صاف شفاف پانی کا چشمہ اُبل رہا تھا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آتی ہیں۔ اور پانی کے چشمہ کے چاروں طرف ریت اور مٹی رکھ کر پانی کو روکتی ہیں اور کہتی جاتی ہیں زم۔ زم یعنی اے پانی ٹھہر جا، ٹھہر جا۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پانی کو زم زم یعنی اے پانی ٹھہر جا نہ کہتیں تو یہ پانی ساری دنیا کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوتا۔

اے ایمان والو! حقیقت میں زم زم کوئی نام نہیں ہے۔ زم زم کے معنی ہیں ٹھہر جا کے، اور یہ کوئی نام نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نیک بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان مبارک نے اس پانی کے متعلق زم زم فرمایا تو اب قیامت تک کے لئے اس پانی کا نام زم زم ہی پڑ گیا۔

گویا نیک بندے یا نیک بندی کی زبان سے جو لفظ نکل جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مقبول انام بنا دیتا ہے۔

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صفا پہاڑی سے مروہ اور مروہ پہاڑی سے صفا تک دوڑنا اس قدر پسند فرمایا کہ صفا اور مروہ پہاڑی کو اپنی نشانی قرار دے دیا۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط (پ۲، رکوع ۳)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔ (کنزالایمان)

صفا اور مروہ کو نشانی کیوں بنایا گیا؟

اس لئے کہ ان دونوں پہاڑیوں پر اللہ تعالیٰ کی نیک بندی کا قدم پڑ گیا ہے۔ اس لئے اب وہ جگہ عام جگہوں سے ممتاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار پائی۔

حضرات! جب قدم پڑ گیا تو وہ جگہ برکت ورحمت والی ہوگئی۔ تو اس قبر کی عظمت وبزرگی اور رحمت وبرکت کا کیا عالم ہوگا جس قبر میں اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ یا نیک بندی آرام کررہے ہوں اور پھر تربت پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت وبرکت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس میں خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ اسی لئے عاشق مصطفیٰ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنی نیک بندی کا دوڑنا اس قدر پسند آیا کہ ہر حاجی کو قیامت تک کے لئے صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم دیدیا تا کہ دنیا والے میرے محبوں اور نیکوں کی قدر ومنزلت کو پہچان لیں اور جان لیں کہ میری نیک بندی ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تو ضرورت کے وقت دوڑی تھیں لیکن آج ہر حاجی صفا ومروہ کے درمیان بغیر ضرورت دوڑتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے تا کہ میری نیک بندی ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سنت باقی رہے اور ان کی دوڑنے کی وہ ادا زندہ اور جاری رہے اور اگر کسی حاجی نے حضرت ہاجرہ کی اس سنت پر عمل نہیں کیا یعنی سعی نہیں کی تو اس کا حج مکمل نہیں ہوا۔

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

درود شریف:

آب زم زم کی فضیلت: اے ایمان والو! آب زم زم بڑی فضیلت وبرکت والا ہے۔ زم زم کے پانی کو انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے نوش فرمایا ہے اور خود ہمارے پیارے آقا محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا اور اس کی فضیلت وبرکت کو اپنی مبارک زبان سے بیان فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھڑے کھڑے ڈول سے زم زم پیا اور باقی جو بچا اسے زم زم کے کنویں میں ڈال کر آب زم زم کو مزید برکت والا بنادیا۔

(ترمذی شریف، تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۳۰۳، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۲)

آب زم زم تبرک کے لئے لے جانا سنت ہے

حج کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آب زم زم مشکیزوں اور برتنوں میں بھر کر ساتھ لے گئے تھے۔ عرصے تک وہ پانی بیماروں کو پلاتے رہے اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سہل بن عمر کے ذریعہ آب زم زم کے دو مشکیزے مدینہ منورہ منگوائے۔ (ترمذی شریف، تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۳۰۴)

اے ایمان والو! ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آب زم زم کو ساتھ لے جانا اور پھر مکہ شریف سے مدینہ منورہ منگوانا اور آب زم زم کو شفا کے لئے بیماروں کو پلانا۔ یقیناً آب زم زم کی فضیلت و برکت کو ثابت کرتا ہے۔

آب زم زم پیٹ بھر کے پینا سنت ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیشک آب زم زم بھوک کے لئے غذا ہے۔ اور بیماری کے لئے شفا ہے اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ ہم آب زم زم کو پیٹ بھر کر پیتے ہیں اور منافق پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔ (مسلم شریف، ابن ماجہ، حدیث ۳۰۶۱، ص ۲۲۰، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۲، مشکوٰۃ شریف)

آب زم زم جس مقصد کے لئے پیو گے کامیابی ہے

حضور رحمت عالم مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا آب زم زم جس نیت سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے گا۔ اگر تم زم زم کے پانی کو حصول شفا کی نیت سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا اگر تم آب زم زم (بھوک کی حالت میں) پیٹ بھرنے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ پیٹ بھر دے گا یہ پانی حضرت جرائیل علیہ السلام کی ٹھوکر اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک کی برکت سے جاری ہوا ہے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۲۰، کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۱، حاکم)

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں آب زم زم پیتے وقت جو دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔

حدیث شریف میں جس دعا کا ذکر ہے وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ○ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے علم نافع اور رزق کی کشادگی اور مقبول عمل اور ہر بیماری سے شفاء کا طلبگار رہوں۔ (بہار شریعت، ح ۶، ص ۶۸)

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا قبول ہوئی۔ قبیلۂ جرہم کے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے ملک شام جارہے تھے راستہ وہی تھا دیکھا کہ کچھ پرندے منڈلا رہے ہیں۔ یقیناً اس جگہ پانی ہے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اس کی گود میں ایک ننھا سا بچہ ہے قبیلہ جرہم کے لوگ سنسان جنگل میں تنہا عورت اور اس کی گود میں بچہ کو دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے اور دیکھا کہ اس خاتون کے قریب صاف وشفاف پانی کا چشمہ جاری ہے تو قبیلہ کے لوگوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس جگہ قیام کرنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت عطا فرمادی وہ سب آباد ہو گئے اس طرح مکہ معظمہ کا شہر وجود میں آیا۔ (معارج النبوۃ، ص۳۳۹)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

دوسرے جمعہ کا بیان

شہر مکہ کی فضیلت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ O وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ O (پ۳۰، رکوع ۱۵)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا کسی شہر کی قسم یاد فرمانا اس شہر کی عظمت وبزرگی کو ظاہر فرماتا ہے۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی ہے تو اس کی وجہ اور بنیاد کیا ہے؟ کیا مکہ شہر میں خانۂ کعبہ ہے۔ اس لئے اس کی قسم یاد فرمائی یا مکہ شہر میں حجر اسود اور مقام ابراہیم جنتی پتھر ہیں اس لئے اس کی قسم یاد فرمائی یا مکہ شہر میں آب زم زم کا کنواں ہے صفا ومروہ کی پہاڑیاں ہیں یا عرفات ومزدلفہ کے مقدس میدان اور غار حرا وغار ثور ہیں؟ تو جواب ملے گا، نہیں ہرگز نہیں یہ قسم میں نے ان کے سبب یاد نہیں فرمائی ہے۔

بلکہ میں نے قسم اس لئے یاد فرمائی ہے:

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ O ترجمہ: کہ اس شہر میں (اے محبوب) تم تشریف فرما ہو۔ (کنزالایمان)

اے میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! میں نے اس شہر مکہ کی قسم اس لئے یاد فرمائی ہے کہ مقدس زمین نے تیرے قدموں کے بوسہ لینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

حضرات! شہر مکہ جس کی زمین نے محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم کے قدموں کا بوسہ لیا۔ اسے اُم القریٰ، سید البلاد اور بلد امین کا لقب حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو وہ زمین اتنی پسند آئی کہ اس کو زیارت گاہ عالم بنادیا اور اس زمین کو اپنے مقدس گھر خانہ کعبہ کے لئے منتخب فرمایا۔ ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ O (پ۴، رکوع۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر، جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ برکت والا اور سارے جہاں کا راہ نما۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف: (۱) حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ کے مقام حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا اور آپ سرزمین مکہ کے متعلق فرمارہے تھے۔ خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین میں افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے۔ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف)

حدیث شریف: (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور رحمت و برکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے فرمایا: تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے بہت پیارا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! مکہ عظمہ کا شہر نزول قرآن اور ظہور اسلام کا مقدس مرکز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت اسی شہر میں ہوئی۔ بے شمار انبیائے کرام اور رسولان عظام خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے اس شہر معظم میں تشریف لائے۔ کعبہ شریف کے اردگرد تین سو انبیائے کرام کی مقدس قبریں ہیں۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان ستر انبیائے کرام کی قبریں ہیں اور حطیم کے اندر جو خانہ کعبہ کا حصہ ہے اس میں میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔ مکہ شریف کے قبرستان جنت المعلیٰ سے قیامت کے دن ایسے ستر ہزار انسان اٹھائے جائیں گے جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک ستر، ستر ہزار گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ (تاریخ مکہ، ج۱، ص۶۷)

تعمیر کعبہ: تعمیر کعبہ کے متعلق مختلف روایات ہیں، ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب سے پہلے تعمیر کعبہ فرشتوں نے کی اور پھر فرشتوں نے کعبہ کا طواف کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مکہ شریف گئے اور کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد کعبہ شریف کی جگہ ایک سُرخ ٹیلہ سارہ گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ طوفان نوح (علیہ السلام) کے وقت اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح (علیہ السلام) کا رخ مکہ شریف کی طرف پھیر دیا تھا۔ جس میں اسی (۸۰) مرد وزن سوار تھے۔ اس کشتی نے رات و دن کعبہ شریف کا طواف کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۴۴۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طوفان نوح (علیہ السلام) کے چار سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کعبہ کیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کے سلسلے میں کھدائی شروع کی تو کعبہ کی بنیاد ظاہر ہوگئی۔

تعمیر کعبہ میں استعمال ہونے والے پتھر فرشتے پانچ پہاڑوں، جبل طور سینا، طور زیتون، کوہ لبنان، کوہ جودی اور حرا پہاڑی سے لائے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر کرتے تھے۔

(تاریخ مکہ مکرمہ، ج ۲، ص ۴۳، تفسیر مظہری، ج ۲، ص ۲۲۴)

تاریخ مکہ مکرمہ میں ہے کہ تعمیر کے بعد مختلف زمانوں میں کعبہ معظمہ کی تعمیر ہوتی رہی ہے۔ قبیلہ جرہم، عمالقہ، قصی بن کلاب، قریش، عبداللہ بن زبیر اور حجاج بن یوسف نے بھی کعبہ تعمیر کی۔ (تاریخ مکہ مکرمہ، ج ۲، ص ۴۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (پ ۱ رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم (علیہ السلام) اس گھر کی نیویں اور اسماعیل (علیہ السلام) یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے! ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب تعمیر کعبہ کر رہے تھے تو اسی وقت یہ بھی دعا مانگی کہ

اے ہمارے رب! اپنے محبوب رسول، نبی آخر الزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہماری نسل میں پیدا فرما اور یہ شرف و بزرگی ہمیں نصیب فرما۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ O

ترجمہ: اے رب ہمارے! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے۔ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (کنز الایمان)

خلیل و ذبیح علیہما السلام کی دعا قبول ہوئی آپ دونوں کی نسل پاک سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

اَنَا دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى O یعنی میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (مسند امام احمد، تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۸۴)

کعبہ معظّمہ کی شان و عظمت

حدیث شریف ۱: کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا کی جائے مقبول ہے۔ (کنز العمال، ج ۴، ص ۴۵۸)

حدیث شریف ۲: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلنَّظْرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ یعنی کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (کنز العمال، کتاب العمل، ج ۴، ص ۴۵۸)

حدیث شریف ۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک سو بیس رحمتیں ہر دن کعبہ معظمہ پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے

سِتُّوْنَ لِلطَّائِفِيْنَ یعنی ساٹھ رحمتیں کعبہ کے طواف کرنے والوں پر۔

وَاَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ اور چالیس رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں پر۔

وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ اور بیس رحمتیں کعبہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ (بیہقی فضائل ج ۱۰۵۰)

مسجد کعبہ میں ایک نماز، ایک لاکھ نماز کے برابر ہے

حدیث شریف ۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے سرکار امت کے غمخوار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

وَصَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ خَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِئَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ

یعنی مدینہ منورہ کی میری مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ہے اور مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۰۲، مشکوٰۃ، ص ۷۲)

درِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم پر کعبہ کی حاضری

حدیث ۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ کے کعبہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن کعبہ کو سجا کر میری قبر انور کے پاس لایا جائے گا۔

فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ ٥ یعنی کعبہ عرض کرے گا یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر سلام ہو۔ تو میں اس کو جواب میں کہوں گا۔

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَابَیْتَ اللّٰہِ ٥ سلام ہو تجھ پر اے اللہ کے گھر۔

پھر ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کعبہ سے فرمائیں گے کہ اے کعبہ! میرے بعد میری امت تیرے ساتھ کیسے پیش آئی؟ تو کعبہ کہے گا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی امت میں سے جو میرے پاس آیا تھا بروز قیامت میں اس کی کفایت وشفاعت کروں گا اور جو میرے پاس نہیں آیا تو آپ اس کی کفایت و شفاعت کریں۔ (درمنثور، ج ۱، ص ۱۳۷)

حجر اسود جنتی پتھر ہے

اے ایمان والو! حجر اسود جنتی پتھر ہے جو کعبہ معظمہ کے جنوب مشرقی کونے میں نصیب ہے اور لوگوں کے گناہوں کو چوستے چوستے کالا پڑ گیا۔

حدیث شریف ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حجر اسود جنت سے آیا ہے۔

وَاَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ O اور دودھ سے زیادہ سفید تھا اسے لوگوں کے گناہوں نے سیاہ کردیا۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۱۷۷، مشکوٰۃ)

حدیث ۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے آقا رحمت و برکت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ حجر اسود کو قیامت کے دن اٹھائے گا۔

لَهٗ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يُنْطِقُ بِهٖ O یعنی اس کی دو آنکھیں ہوں گی۔ جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور اس کی ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولتا ہوگا۔

جس نے اس کو چوما ہوگا اس کے متعلق گواہی دے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۳: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حجر اسود کے پاس ایمان کے ساتھ حاضر ہو تو حجر اسود قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کرے گا۔ (درمنثور، کنزالعمال، ج ۱۲، ص ۹۸)

حدیث شریف ۴: جلیل القدر محدث امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث شریف نقل کی ہے کہ حجر اسود کے قریب مسلمان خلوص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگے وہ اسے مل کر رہے گا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حدیث شریف ۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اپنے مبارک ہونٹوں سے بہت دیر تک حجر اسود کا بوسہ لیتے رہے۔ حجر اسود کے قریب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی جگہ ہے جہاں رویا اور آنسو بہایا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۶: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اگر میں نے اپنے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تجھے بوسہ لیتے نہ دیکھا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ لیتا۔

(مسلم ج ۱، ص ۴۱۳، ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۱۱، بخاری، ج ۱، ص ۲۱۷)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قریب ہی کھڑے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سن کر فرمایا۔ اے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔ جب مومن حجر اسود کو چومتا ہے تو حجر اسود اس مومن کو نفع دیتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چوس لیتا ہے اور جب کافر حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے تو اس کو نقصان پہونچاتا ہے۔ یعنی مومن کے گناہوں کو کافر کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو سن کر رو پڑے اور ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس دن سے کہ عمر رہے اور علی کا سایہ نہ رہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(تاریخ مکہ، ج ۲، ص ۱۲۰۹، المستدرک، ج ۱، ص ۴۵۷، فتح الباری، ج ۳، ص ۴۶۲)

اس روایت کو تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا اور دیوبندی جماعت کے مولانا، مولوی محمد عبدالمعبود دیوبندی نے نقل کیا ہے۔ (فضائل حج، ص ۱۰۸)

اے ایمان والو! ذاتی طور پر یعنی بذات خود نفع اور نقصان دینا یہ شان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے حجر اسود بھی نفع اور نقصان پہونچانے کی شان رکھتا ہے۔ بس اسی طرح انبیائے کرام اور اولیاء کرام کا بھی معاملہ ہے کہ یہ حضرات ذاتی طور پر یعنی بذات خود بغیر اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا کے نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہر نبی اور ہر ولی نفع بھی دے سکتے ہیں اور نقصان بھی پہونچا سکتے ہیں جیسے ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں اور ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدوں کو اور ہمارے آقا سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عاشقوں کی اور ہمارے مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ہر امتی کی مدد فرماتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان سے بچاتے بھی ہیں۔

بدنصیب ہیں وہ لوگ جو حجر اسود کی طاقت وقوت کو تو مانتے ہیں مگر انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرضوان کی طاقت وقوت کا انکار کرتے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

اسی طرح کی بات حضرت علامہ امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری، ج ۳، ص ۱۰۵۶ پر۔ حضرت علامہ بدر الدین عینی نے فتح الباری، ج ۳، ص ۴۶۲ پر اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج ۵، ص ۳۲۵ پر تحریر فرمایا ہے کہ۔

بذات خود ذاتی طور پر کسی کی مدد کرنا یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے نفع اور نقصان پہونچانا اور لوگوں کی مدد کرنا یہ شان ہر نبی اور ہر ولی کو حاصل ہے مگر مانے گا مومن اور منافق انکار کرے گا۔

ہمارے آقا کے سلام کی رحمت و برکت

والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اعلان نبوت سے پہلے جب بھی میں کعبہ معظمہ میں تشریف لاتا تو حجر اسود ہی وہ پتھر ہے جو مجھے پہچانتا تھا اور مجھے سلام کرتا تھا۔

اے ایمان والو! اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سلام کی عظمت و برکت کو اچھی طرح جان لو کہ حجر اسود ایک پتھر ہو کر میرے پیارے نبی اور پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہچانتا تھا اور آپ پر سلام پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام حجر اسود جنتی پتھر کو یہ ملا کہ جب تو میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کرتا تھا تو اب میرے محبوب کے امتی، کعبہ کا طواف کرنے والے، ہر چکر میں تجھے قیامت تک سلام کرتے رہیں گے۔

ایک پتھر کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے کا اتنا بڑا صلہ دیا گیا، اور ہم تو مومن، مسلمان۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والے امتی ہیں اگر ہم محبت و عقیدت کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر

درود وسلام پڑھتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کا عظیم صلہ وبدلہ ہم کو دونوں جہاں میں برکت ورحمت اور بخشش ونجات وجنت کی شکل میں نصیب فرمائے گا۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے کا ثبوت

احادیث کریمہ اور بزرگوں کے اقوال بیان کئے جاتے ہیں تاکہ ان بددینوں اور گمراہوں کے لئے دلیل قائم ہوجائے جو بزرگان دین اور مشائخ عظام کے ہاتھ پاؤں کے چومنے کو ناجائز وحرام سمجھتے ہیں، بلکہ شرک وکفر بھی کہہ دیتے ہیں۔

حدیث شریف ۱: حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

فَاَخَذْنَا بِیَدِہٖ وَرِجْلَیْہِ وَقَبَّلْنٰھَا ۝ یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک اور پائے اقدس کا بوسہ لیا۔ (الادب المفرد، امام بخاری، ص:۴۳۷)

حدیث شریف ۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ فَقَبَّلْنَا یَدَاہُ ۝ ہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو چوما۔ (ابوداؤد شریف، ج:۲،ص:۳۲۶، الادب المفرد، ص:۴۳۶)

حدیث شریف ۳: حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اپنی سواریوں سے جلدی سے اترنے لگے۔

فَنُقَبِّلُ یَدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرِجْلَیْہِ ۝ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، ج:۲،ص:۳۶۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۴۰۲)

حدیث شریف ۴: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان

کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے۔ انہیں چومتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دست مبارک پکڑتیں اور اسے بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۶۲، مشکوۃ، ص:۴۰۲)

حدیث شریف ۵: امام المحدثین حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ ابن عابدین شامی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث نقل کی۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور معجزہ طلب کیا کہ یہ درخت جو بہت پرانا ہے اس کو آپ اپنے پاس بلالیں اگر یہ درخت آپ کے پاس آگیا تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا تو ہمارے پیارے رسول، مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا تو اس درخت کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ **یَآاَیُّھَا الشَّجَرُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَدْعُوْکَ ٥** اے درخت! تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بلاتے ہیں۔

درخت کے پاس اعرابی پہنچا اور اس نے درخت کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم سنایا تو درخت داہنے اور بائیں جھکا اور اپنی جڑوں کے ساتھ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ٥**

اعرابی نے عرض کیا۔ اب آپ اس کو حکم فرمائیں کہ یہ درخت اپنی جگہ واپس چلا جائے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حکم دیا وہ درخت اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک ولک وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! اگر میری شریعت میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

پھر اعرابی نے عرض کیا: **فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اُقَبِّلَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَهٗ ٥** یعنی آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے ہاتھ، پیر مبارک کو چوموں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس اعرابی کو اپنے ہاتھ اور پیر مبارک کو چومنے کی اجازت دی۔ (شفاء شریف، ج:۱، ص:۲۹۹)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے دست بوسی اور سجدہ کا فرق واضح ہو گیا کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جائز نہیں ہے اور بزرگوں کے ہاتھ اور پیر کو چومنا جائز و حلال ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

حدیث شریف ۶: حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۶۹۴)

حدیث شریف ۷: حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

رَاَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَیِ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْہِ ٥ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے دیکھا۔ (الادب المفرد، امام بخاری، ص:۴۳۷)

حدیث شریف ۸: حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام تشریف لائے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور ان سے مصافحہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ (کنز العمال، ج:۹، ص:۲۲۰، شرح مسلم، ج:۳، ص:۴۹۷)

حدیث شریف ۹: علامہ ابن کثیر دمشقی نے نقل کیا کہ حضرت ثابت تابعی نے خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ تم نے کبھی اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مس کیا تھا۔ فرمایا۔ ہاں: تو حضرت ثابت تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اپنا ہاتھ دو تا کہ اس کو چوموں۔

فَقَبَّلَھَا یعنی حضرت ثابت تابعی نے حضرت انس صحابی کے ہاتھ کو چوم لیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج:۹، ص:۹۰، الادب المفرد، ص:۴۳۶)

محدث جلیل علامہ بدرالدین عینی تحریر فرماتے ہیں کہ نیک وصالح بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں کو چومنا باعث برکت اور مستحسن فعل ہے۔ (عمدۃ القاری، ج:۹، ص:۲۴۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ عالم دین اور عادل بادشاہ کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۴، ص:۲۵۰، فتاویٰ عبدالحی، ج:۳، ص:۱۲۰)

علمائے دیوبند کے نزدیک بھی بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنا جائز ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ دین دار لوگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا درست ہے اور ان کے پاؤں کو چومنا بھی درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص:۴۵۹)

فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے۔ عالم و صوفی پابند شریعت کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، ج:۱، ص:۲۶)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے اقوال و بیانات اور ان کی زندگی سے صاف طور پر واضح اور ثابت ہو گیا کہ نیک و صالح کے ہاتھ پاؤں چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حصول برکت و رحمت کا سبب ہے۔ مخالف اہلسنت دیو بندی، وہابی اور تبلیغی جماعت کے مولویوں نے بھی اللہ والوں کے ہاتھ چومنا اور ان کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا جائز و درست لکھا جیسا کہ حوالہ گزرا۔

مگر افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیو بندی اور تبلیغی اللہ والوں کی عزت و خدمت کو اور ان کے ہاتھ چومنے کو ناجائز بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ کم سے کم اپنے گھر کے مولویوں کی بات مان لیتے تو ایک مستحسن فعل کو ناجائز اور شرک نہ کہتے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سنیوں کو اپنے بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے اور ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم بھی جنتی پتھر ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ جب کعبہ کی دیوار اونچی اٹھتی تو یہ پتھر خود بخود اونچا ہو جاتا اور خود بخود نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدس مبارک کا ہے۔

اس پتھر یعنی مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر ہو گئے جو آج تک موجود ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں سے تعلق و نسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار و محبت ہوتی ہے کہ ایک پتھر جس کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف مل گیا تو وہ پتھر اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب و پسندیدہ ہو گیا کہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ اس کو اپنی نماز کے لئے مصلیٰ بنالو۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ۱، رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج (پ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ہے۔ عالم وصوفی پابند شریعت کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج:۱،ص:۲۶)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام، تابعین عظام اور بزرگوں کے اقوال وبیانات اور ان کی زندگی سے صاف طور پر واضح اور ثابت ہوگیا کہ نیک وصالح کے ہاتھ پاؤں چومنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ حصول برکت ورحمت کا سبب ہے۔ مخالف اہلسنت دیوبندی، وہابی اور تبلیغی جماعت کے مولویوں نے بھی اللہ والوں کے ہاتھ چومنا اوران کے لئے تعظیما کھڑا ہونا جائز ودرست لکھا جیسا کہ حوالہ گزرا۔

مگر افسوس صد افسوس! کہ آج کل کے وہابی، دیوبندی اور تبلیغی اللہ والوں کی عزت وخدمت کو اور ان کے ہاتھ چومنے کو ناجائز بلکہ شرک تک کہہ دیتے ہیں۔ کم سے کم اپنے گھر کے مولویوں کی بات مان لیتے تو ایک مستحسن فعل کو ناجائز اور شرک نہ کہتے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور ہم سنیوں کو اپنے بزرگوں کے ہاتھ، پاؤں چومنے اور ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مقام ابراہیم: مقام ابراہیم بھی جنتی پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ جب کعبہ کی دیوار اونچی اٹھتی تو یہ پتھر خود بخود اونچا ہو جاتا اور خود بخود نیچا ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدس مبارک کا ہے۔

اس پتھر یعنی مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر ہوگئے جو آج تک موجود ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندوں سے تعلق ونسبت رکھنے والی ہر چیز سے پیار ومحبت ہوتی ہے کہ ایک پتھر جس کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف مل گیا تو وہ پتھر اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب وپسندیدہ ہوگیا کہ مسلمانوں کو قیامت تک کے لئے حکم دے دیا کہ اس کو اپنی نماز کے لئے مصلیٰ بنالو۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پ۱، رکوع ۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

اور قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج (پ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے نیک و پیارے بندوں سے کس قدر محبت و پیار فرماتا ہے کہ جس جگہ پر نیک و صالح کا قدم پڑ جائے تو اس جگہ کو مصلی بنانے کا حکم ہوتا ہے تو جب نیکوں کے قدم کی برکت و رحمت کا یہ عالم ہے تو خود نیک و صالح کی عظمت و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

تیسرے جمعہ کا بیان

حج کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ط (پ۲، رکوع۸)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلان حج کا حکم دیدیا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (پ۱۷، رکوع۱۱)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کا حکم پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شریف کے جبل ابو قبیس پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا گھر کعبہ تعمیر کردیا ہے۔ اے لوگو! کعبہ کا حج اور اس کی زیارت کے لئے آؤ۔

ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے عام اعلان کا حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا، اے مولائے کریم میرے بندے ساری دنیا میں آباد ہیں، میری آواز کہاں تک پہونچے گی، تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آواز دینا اے ابراہیم! تیرا کام ہے اور پوری دنیا کے انسانوں تک آواز کو پہونچا دینا میرا کام ہے۔ آپ کی اس آواز کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین و آسمان۔ شمال و جنوب مشرق و مغرب میں رہنے والی تمام مخلوق نے سنا۔ یہ صدا چار دانگ عالم میں گونج گئی۔ نہ صرف دنیا میں موجود انسانوں کے کانوں میں یہ آواز پہونچی بلکہ عورتوں کے ارحام اور مردوں کے اصلاب میں جو بچے تھے انہوں نے بھی یہ آواز سنی۔ قیامت تک پیدا

ہونے والے انسانوں کی روحوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ اعلان سنا اور جس نے اس اعلان ابراہیمی پر لبیک کہی۔ اسے ہی حج کی سعادت نصیب ہوگی اور جتنی بار جس نے لبیک کہی ہے اتنی مرتبہ وہ شخص حج کرے گا۔ (تاریخ مکہ، روح البیان شریف)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ ۴، رکوع ۱)

ترجمہ: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما، اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ، اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنز الایمان)

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے

شاہ طیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد:

حدیث شریف ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ پڑھ لیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کی۔ کیا ہر سال؟ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والہ وسلم۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ انہوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر (ہر سال حج کرنا) واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیائے کرام کی مخالفت سے ہلاک ہوئے۔ لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (صحیح مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۳۲)

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو اور یاد رکھو کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ وہ کون لوگ ہیں جن کو آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مخاطب کر کے فرما رہے ہیں وہ ایمان والے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ معلوم ہوا کہ حج بے ایمان، بدعقیدہ پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف خوش عقیدہ مومن، مسلمان پر فرض ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ پوچھنے والے نے کہا کہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت فرمایا یعنی خاموش رہے۔ حتی کہ پوچھنے والے نے تین بار سوال کیا۔ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو ہمارے رسول مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قادر وقیوم نے اپنے محبوب رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محتاج ومجبور نہیں بنایا بلکہ دین ہو یا دنیا ہر چیز کا مالک ومختار بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی زینت عرش وکعبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایسی شان وشوکت عطا کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر ہاں فرمادیتے تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سکوت وخاموشی نے امت کو ایک بڑی دشواری اور مشکل سے بچالیا۔ کبھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بولنا امت کو دشواری سے بچاتا ہے اور کبھی خاموش رہنا بچالیتا ہے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

حج کرنے والا ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے

حدیث شریف ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بخاری، مسلم، ج ۱، ص ۴۳۶)

حج مقبول کا ثواب جنت ہے

حدیث شریف ۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (بخاری، مسلم، ج۱، ص۴۳۶)

حج پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حدیث شریف ۴: حضرت ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج ان تمام گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف، ج۱، ص۷۶)

حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے

حدیث شریف ۵: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرتاج زینت عرش و کعبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے۔ (ابن ماجہ شریف، ج۲، ص۱۲۷)

اے ایمان والو! چودہ سو برس پہلے ہمارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کمزوروں کے لئے حج کرنا ایسا ہے جیسے جہاد کرنا ہے اور آج کے دور میں جہاں بے شمار سہولتیں اور آسانیاں ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی حج کرنا آسان نہیں ہے۔ اچھے اچھے کو پسینہ آجاتا ہے گویا حج کرنا جہاد کرنا ہے۔

حج و عمرہ سے محتاجی دور ہو جاتی ہے اور دولت مند ہو جاتا ہے

حدیث شریف ۶: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب رسالت ماہتاب نبوت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ، ج۲، ص۲۱۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمام رحمت و برکت اور روزی و جنت کے تمام خزانوں کا قاسم ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بنایا ہے اور قاسم نعمت و جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلان فرمایا ہے کہ حج و عمرہ سے محتاجی و مفلسی ختم ہو جاتی ہے اور تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گویا حج و عمرہ کرنے والا گناہوں سے پاک اور غنی و دولت مند ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف میں عمرہ کرنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کرنا ہے

حدیث شریف ۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مکے کے سرکار، مدینے کے تاجدار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رمضان شریف میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم، ج ۱،ص ۴۰۹)

اے ایمان والو! ہو سکے تو رمضان شریف میں عمرہ کرو۔ اس لئے کہ رمضان شریف میں جس شخص نے عمرہ کیا گویا اس شخص نے اللہ کے محبوب رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کیا اور اس عمرہ کا ثواب پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

حاجی چار سو کی شفاعت کرائے گا

حدیث شریف ۸: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (ترغیب و ترہیب، ج ۲،ص ۱۶۶)

اے ایمان والو! حدیث شریف آپ حضرات نے سن لی کہ ایک حاجی چار سو افراد کی بخشش کرائے گا۔ جب ایک حاجی کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار عطا فرمایا ہے تو ہمارے خواجہ، ہند کے راجہ حضور غریب نواز اور ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور پھر ہمارے پیارے رسول سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کس قدر اختیار وقوت عطا کیا ہوگا تو یقیناً ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بے حساب گناہگاروں کی شفاعت و بخشش فرمائیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور آپ چھپاتے جائیں گے

درود شریف:

پیدل حج کرنے والے کو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں

حدیث شریف ۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آجائے۔ اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ پوچھا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا ہر نیکی ایک لاکھ نیکی ہے تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابن خزیمہ، حاکم، ترغیب ترہیب، ج۲، ص۱۶۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے وہ دن نصیب فرمائے کہ آپ حج کے لئے مکہ شریف جائیں تو مکہ مکرمہ سے منیٰ و عرفات حج کے لئے پیدل جائیں اور عرفات سے مزدلفہ اور منیٰ اور پھر مکہ شریف پیدل آئیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

حاجی کی دعا سے بخشش ہو جاتی ہے

حدیث شریف ۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شفیع محشر محبوب داور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ (حج کی برکت سے) حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس شخص کے لئے استغفار و بخشش کی دعا کرے اس شخص کی بھی مغفرت و بخشش ہو جاتی ہے (مگر ایمان والا ہونا شرط ہے)

(بزار، طبرانی، ترغیب ترہیب، ج۲، ص۱۶۷)

حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک حج کا ثواب

حدیث شریف ۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب نبوت ماہتاب رسالت پیارے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا تو اس شخص کے لئے قیامت تک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ابو یعلیٰ، بحوالہ بہار شریعت، ح۶، ص۶)

حدیث شریف ۱۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کی پیشی نہیں ہوگی اور نہ اس کا حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ (طبرانی، ابو یعلیٰ، دار قطنی، بیہقی، ترغیب ترہیب، ج۲، ص۱۶۸)

طاقت ہوتے ہوئے حج نہ کرنے والا یہودی یا عیسائی ہو کر مرے گا

حدیث شریف ۱۳: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص استطاعت وطاقت رکھتے ہوئے بھی حج نہ کرے تو ہو سکتا ہے کہ یا تو یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۲۲، ترمذی، ج ۱، ص ۱۶۷)

حاجی سے ملنا اور دعا کروانا سنت ہے

حدیث شریف ۱۴: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور مصافحہ کرو۔ حاجی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے دعا کراؤ۔ اس لئے کہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۲۳)

اے ایمان والو! حج ۹ رہجری میں فرض ہوا۔

مسئلہ: (۱) حرام مال سے حج کرنا ناجائز وحرام ہے۔ حج کو جانے کے لئے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ مثلاً ماں، باپ اگر اس کی خدمت کے محتاج ہوں اور اگر ماں باپ نہ ہوں تو یہی حکم دادا، دادی کا بھی ہے۔ یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل ہو تو مطلقاً ماں، باپ کی اطاعت کرے۔

(درمختار بحوالہ بہار شریعت، ح ۶، ص ۷)

مسئلہ: (۲) عورت جوان ہو یا بڑھیا اگر بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی۔ مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا۔ یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔ (بہار شریعت، ح ۶، ص ۱۴)

دعا: ہم رب تعالیٰ جواد وکریم، رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بیت اللہ شریف کا بار بار حج اور کعبے کے کعبہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک بارگاہ کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۱ ﴾

ذی القعدہ شریف

چوتھے جمعہ کا بیان

فضائل مدینہ منورہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا O (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! شہر مدینہ منورہ کی حاضری خوش نصیب مسلمان کو عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے جب ہم سب مدینہ شریف حاضر ہوں تو ہم پر لازم ہے کہ شہر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب واحترام ہر قدم پر ملحوظ رکھیں اور ہم سانس بھی لیں تو ادب کے ساتھ۔ آواز پست ہو، نگاہ نیچی ہو، سر جھکا ہو۔ دست بستہ ادب واحترام کا مجسمہ بن کر حاضری کا شرف حاصل کریں۔

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ ہے
کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بیکار ہو جائے

اور عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

مدینہ شریف کا مقام و مرتبہ: ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر سوار ہو کر ساری دنیا کا گشت کر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ اس زمانے کے انبیاء و علماء تھے اور تخت کے کنارہ پر جنات کھڑے تھے۔ تخت برابر اڑ رہا تھا۔ ایک ایسا مقام آیا جہاں پہونچ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو نیچے اترنے کا حکم دیا اور تمام حاضرین کو حکم دیا کہ یہ زمین پیدل چل کر طے کرو؟ سب نے حکم کی تعمیل کی اور پیدل چلنے لگے۔ خود حضرت سلیمان علیہ السلام بھی پیدل چلنے لگے۔ جب اس زمین کا سفر پورا ہو گیا تو اس میدان سے نکل کر تخت پر سوار ہو گئے اور تخت پرواز کرنے لگا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! حضرت سلیمان علیہ السلام آپ نے اس زمین اور میدان کا اس قدر ادب واحترام کیوں کیا اور آپ نے پیدل چل کر اس زمین اور میدان کو کیوں طے کیا؟ آخر اس زمین کے ادب واحترام کی وجہ کیا ہے؟

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، ابھی یہ جگہ جنگل ہے۔ ایک زمانہ آئے گا اس جگہ پر ایک شہر آباد ہوگا۔ اس شہر کا نام مدینہ منورہ ہوگا۔ اس شہر میں اللہ تعالیٰ کا پیارا اور آخری نبی امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی زندگی کا آخری زمانہ گزاریں گے اور اسی زمین پر آپ کا وصال ہوگا۔ اور اسی زمین میں آپ مدفون ہوں گے، جہاں آپ کی تربت بنائی جائے گی (جو کعبہ اور بیت المقدس اور عرش اعظم سے بھی افضل و اعلیٰ ہوگی) اس لئے اس زمین اور میدان کا ادب بجالایا۔ (ملخصاً) (روح البیان شریف)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس وقت اپنے زمانے میں ہمارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سے ایک ہزار سال پہلے اس زمین اور چٹیل میدان کا ادب واحترام کرتے نظر آتے ہیں جب ہمارے مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس زمین میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ ہی اس چٹیل میدان میں شہر محبوب مدینہ منورہ آباد ہوا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس زمین پر پیدل، باادب چلتے نظر آتے ہیں۔

تو اگر آج حضرت سلیمان علیہ السلام مدینہ منورہ میں آجائیں جہاں آقائے دوجہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرماں ہیں تو ان کے ادب واحترام کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک — حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ — او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

اے ایمان والو! شہر پاک، مدینہ منورہ میں اپنے پیارے نبی رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی پرنور بارگاہ کی حاضری کے لئے ایمان والے تڑپتے اور مچلتے رہتے ہیں اور اپنے پیارے رب، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کرتے ہیں۔

الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

اور جب ایک عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہر پاک محبوب، مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف حاصل کر لیتا ہے اور وہاں کے دن ورات کے انوار و برکات اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور شہر محبوب کی گلی اور کوچے کا نظارہ کر لیتا ہے تو بس اسی شہر محبوب میں جینے اور مرنے کی آرزو اور تمنا کرنے لگتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں
پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

حضرات! شہر محبوب مدینہ منورہ وہ عظمت و بزرگی اور رحمت و برکت کی جگہ ہے جہاں جنت بھی ہے اور مالک جنت بھی۔ جہاں رحمت ہی رحمت ہے اور رحمۃ للعٰلمین بھی ہیں۔ اسی لئے تو یار غار و یار مزار حضرت ابوبکر صدیق اکبر۔ اور حضرت عمر فاروق اعظم۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا۔ حضرت بلال حبشی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے مکہ مکرمہ میں زندگی کے سارے اسباب وسامان چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے شہر محبوب مدینہ منورہ میں اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک قدموں کے سایہ میں سکونت پذیر ہو گئے اور ان میں سے اکثر آج تک قرب محبوب میں آرام فرما ہیں۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شہر مکہ مکرمہ کی قسم یاد فرمائی ہے (جس کا بیان فضائل شہر مکہ میں گزر چکا ہے) جس کی وجہ بھی قرآن کریم میں واضح طور سے بیان کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قدم ناز اس شہر میں پڑ گیا ہے تو شہر مکہ اس قدر فضیلت و بزرگی والا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم یاد فرمائی۔ تو مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ محبوب کا قدم مبارک شہر مکہ میں پڑا اور محبوب کا قدم زمین مکہ سے لگا۔ مگر ہمیشہ کے لئے محبوب کا قدم مبارک مکہ مکرمہ میں نہیں رہا۔

لیکن مدینہ منورہ کو یہ شرف و برتری حاصل ہے کہ قدم محبوب اس زمین میں صرف پڑا ہی نہیں بلکہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم نور و رحمت مدینہ منورہ کی پاک زمین میں موجود ہے اور محبوب خدا بنفس نفیس چودہ سو برس سے آج تک اسی پاک زمین میں آرام فرما ہیں تو اب مدینہ منورہ کی فضیلت و بزرگی کا کیا عالم ہوگا۔

اسی راز و حکمت کو عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

درود شریف:

(۱) شہر محبوب کی بزرگی اور نیکی

مسجد نبوی میں دو رکعت نماز کا ثواب حج کامل کا ثواب ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارے محبوب و مہربان نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کرے تو وہ شخص حج کامل کا ثواب پاتا ہے اور جو شخص مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھے تو اس شخص کو عمرہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (بیہقی شریف، جذب القلوب، ص ۱۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد نبوی شریف میں کس قدر رحمت و برکت رکھی ہے کہ اس میں مومن، سنی مسلمان دو رکعت نماز ادا کرے گا تو حج کامل کا ثواب پائے گا اور وہ شخص جتنی مرتبہ بھی دو دو رکعت نماز پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس شخص کو ہر دو رکعت پر حج کامل کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا۔

اور شیخ محقق لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں پورے سال میں صرف ایک حج ہے اور ہمارے مشفق و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہر دن کئی حج کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۷)

حضرات! محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کو جو بزرگی اور برتری حاصل ہے وہ دنیا کے کسی شہر حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کو بھی حاصل نہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

شہر مدینہ طیبہ

حدیث شریف ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکتا۔

(بخاری، ج ۱، ص ۲۵۲ مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۴، جذب القلوب، ص ۲۷)

حضرات! مدینہ طیبہ وہ پیارا اور عظمت و برکت والا شہر ہے جس کی ہر گلی اور کوچہ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر فرما دیا ہے جو مدینہ طیبہ کی پاسبانی اور حفاظت کرتے ہیں۔

دنیا کے بادشاہوں کے شہروں کی حفاظت و چوکیداری کے لئے انسان چوکیداری کرتے ہیں مگر محبوب خدا سلطان دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کی پاسبانی اور چوکیداری اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتے کرتے ہیں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

نہ جنت، نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

درود شریف:

مدینہ کی تکلیف پر جو صبر کرے شفاعت پائے گا

حدیث شریف ۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کی تکلیف و شدت پر میری امت میں سے جو کوئی صبر کرے قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔ (مسلم شریف، ج ۱، ص ۴۴۴)

حدیث شریف ۳: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ اگر جانتے۔ مدینہ کو جو شخص بطور اعراض چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف ومشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روز قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔ (صحیح مسلم شریف، ج ا،ص ۴۴۰)

مدینہ میں مرنے والا شفاعت پائے گا

حدیث شریف ۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی، ج ۲،ص ۲۲۹، ابن ماجہ،ص ۲۲۵، مشکوٰۃ،ص ۲۴۰)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو اپنی امت کے سارے گنہگار مومنوں کی شفاعت فرمائیں، مگر مدینہ طیبہ میں مرنے والوں کے لئے خاص شفاعت فرمائیں گے۔

اور مدینہ طیبہ میں مرنے والا مرتے ہی جنت میں داخل کردیا جاتا ہے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

درود شریف:

عاشق رسول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسلام کے فتوحات کے زمانہ میں جتنے شہروں پر اسلام کا غلبہ اور قبضہ ہوا وہ سب تلواروں کی طاقت سے حاصل کئے گئے حتیٰ کہ مکہ مشرفہ کی فتح بھی تلوار سے ہوئی۔ مگر مدینہ منورہ بغیر جنگ وجدال اور بغیر تلوار کے اسلام کے دامن میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ جو شہر میرے محبوب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مسکن اور آخری آرام گاہ ہو وہاں لڑائی، جھگڑا ہو اور تلوار چلے۔ (جذب القلوب،ص ۲۹)

محبوب خدا کا محبوب مدینہ

حدیث شریف ۵: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مدینہ شریف کے لئے دعاء کی:

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ ۝ اے اللہ تعالیٰ مدینہ کو میرے لئے محبوب بنا جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس زیادہ (مدینہ کو محبوب بنادے) (بخاری، ج ا، ص ۲۵۳، مسلم، ج ا، ص ۴۴۳، موطا امام مالک، مشکوٰۃ ۲۳۹)

حدیث شریف ۶: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شہر مدینہ طیبہ سے اپنی محبت والفت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

مَا عَلَی الْاَرْضِ بُقْعَۃٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ قَبْرِیْ ۝ روئے زمین میں اس ٹکڑے (یعنی مدینہ طیبہ) سے زیادہ کوئی ٹکڑا محبوب نہیں جس میں میری قبر ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۴۱)

مدینہ منورہ کے لئے دعائے برکت

حدیث شریف ۷: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ کے لوگ پہلا پھل دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس پھل کو قبول فرمانے کے بعد دعا مانگتے۔

اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔

وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا اور اے اللہ تعالیٰ! ہمارے مدینہ میں برکت عطا فرما۔

اور فرماتے اے اللہ تعالیٰ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔

وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ۝ اور اے اللہ تعالیٰ! میں تیرا بندہ (اور تیرا حبیب) اور تیرا نبی ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں ان کی دعاؤں سے زیادہ مدینہ طیبہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ پھل کسی چھوٹے بچے کو عطا فرمادیتے۔ (مسلم شریف، ج ا، ص ۴۴۲، مشکوٰۃ شریف)

اے ایمان والو! چلو مدینہ طیبہ چلو۔ کہ اس شہر پاک میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعاؤں کی برکتیں آٹھوں پہر برستی رہتی ہیں۔ کچھ نہ کچھ ان رحمتوں اور برکتوں کے چھینٹے ہم کو نصیب ہو ہی جائیں گے۔ اور اس حدیث پاک سے یہ بھی پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ ہر نئی نعمت ودولت کے ملنے پر سب سے پہلے اپنے بزرگوں کی بارگاہ میں اس میں سے کچھ نذرانہ ضرور پیش کرنا چاہئے تاکہ صحابہ کرام کی سنت پر عمل ہوجائے اور سنت کی برکت سے ہمارے مال ودولت میں اضافہ ہوتا رہے۔

(۲) محبوب کے محبوب شہر کی فضیلت

حدیث شریف ۸: مدینہ کی مٹی میں شفاء ہے۔ ہمارے سرکار مدینے کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ٥ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینے کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔ (وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۷۴، کتاب العمل، ج ۴، ص ۱۰۵)

مدینہ کی مٹی کوڑھ کی بیماری کو دور کر دیتی ہے: حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَآءٌ مِّنَ الْجُذَامِ ٥ مدینہ کے گرد وغبار جذام یعنی کوڑھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۸، ص ۳۳۶، جامع الفوائد، ص ۲۰۱)

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض لوگوں کے حالات تحریر فرماتے ہیں کہ جن کو برص یعنی کوڑھ کی بیماری تھی ان لوگوں نے مدینہ طیبہ کی پاک مٹی کو اپنے بیمار جسم سے ملا تو وہ لوگ کوڑھ کی بیماری سے شفا پا گئے اور ٹھیک اور تندرست ہو گئے۔ (جذب القلوب، ص ۲۷)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

اور شاعر مشرق اقبال فرماتے ہیں۔

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ ونجف

شیخ محقق کا تجربہ: عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کہ جس زمانے میں مدینہ پاک کا قیام میرے لئے باعث شرف تھا۔ میرے پیروں میں ورم ہوا کہ اطباء نے اس بیماری کو بالاتفاق ہلاکت وبربادی کی علامت قرار دیا۔ میں نے مدینہ طیبہ کی پاک مٹی سے اپنا علاج کیا اور تھوڑے ہی دنوں میں سہولت اور آسانی کے ساتھ آرام ہو گیا۔ (جذب القلوب، ص ۲۸)

دیوبندی مولوی صاحب کی بھی سن لیجئے: مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ سفر حج میں میرے

چچا بھی میرے ساتھ تھے۔ میرے چچا کے منہ میں ورم آگیا اور وہ مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اپنے چچا کی یہ پریشانی مولوی خلیل احمد انبی ٹھوی دیوبندی کو بتائی تو انہوں نے کہا، گھبراؤ نہیں سرکار کے روضہ شریف کے قریب سے مٹی لے لو اور منہ پر مل دو۔ میں نے نماز ظہر سے فارغ ہو کر مٹی حاصل کی اور چچا کے چہرے پر ملی اس خاک مدینہ نے اکسیر سے زیادہ کام کیا۔ اس کی برکت سے میرے چچا کو شفا حاصل ہو گئی۔ (تذکرۃ الخلیل، ص ۳۹۴، تاریخ مدینہ، ص ۷۳)

اے ایمان والو! خوب غور کرو اور ان بے ایمان دیوبندیوں کو پہچانو! کہ کتنے نمک حرام اور احسان فراموش ہیں کہ جب بلا و مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو بدعت و شرک کا نعرہ بھول جاتے ہیں جیسا کہ ان دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا ولی سے مدد مانگنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۸۳)

یہاں تو مدد بھی لی تو میرے مختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی مٹی سے مدد لی اور شفا حاصل کی۔ مگر پھر بھی ایمان نہیں لائے کہ جب دیار پاک کی مٹی میں اس قدر مدد و شفا پہونچانے کی طاقت ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش و عطا سے محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مدد و شفا دینے کی کس قدر طاقت و قوت ہوگی۔

حضرات! ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رحمت عالم ہیں۔ دشمنوں کو بھی اپنی رحمت سے حصہ عطا فرما دیتے ہیں جیسا کہ دیوبندی مولوی صاحب کو اپنی جوار کرم کی مٹی سے شفا عطا فرما دیا۔ مگر مومن وفادار اور منافق غدار میں فرق ہے کہ مومن وفادار اپنے پیارے نبی، رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ابر کرم کی بارش میں دنیا میں بھی نہاتے ہیں اور بروز قیامت بھی سیراب ہوں گے۔ لیکن منافق غدار و مشرک اور کافر صرف اور صرف دنیا میں کچھ حصہ پائیں گے اور قیامت کے دن ہر نعمت و دولت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

خوب فرمایا مومن وفادار اہلسنت کے سردار امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

درود شریف:

مدینہ طیبہ کے گرد وغبار کی فضیلت

حدیث شریف ۹: شیخ محقق علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کہیں باہر سے مدینہ طیبہ میں تشریف لاتے تو جو گرد وغبار آپ کے چہرۂ انور پر پڑ جاتا اس کو صاف نہ فرماتے اگر صحابہ کرام میں سے کوئی شخص اپنے چہرہ اور سر کو گرد وغبار کی وجہ سے چھپاتا تو آپ منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔ (جذب القلوب، ص۲۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی مدینہ طیبہ جائیں اور اے کاش کہ مدینہ طیبہ کے پاک گرد وغبار ہمارے سر اور چہرے پر پڑے ہوں تو ہرگز ہم ان پیارے رحمت و نور والے گرد وغبار کو جھٹکاریں نہیں اور نہ ہی صاف کریں بلکہ ان کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیں۔ اگر بیماری ہوگی تو شفا نصیب ہو جائیگی اور ہمارے چہرے روشن اور بارونق بھی ہو جائیں گے۔

حضرات! شہر پاک محبوب، مدینہ طیبہ کی زمین کی مٹی بھی رحمت و شفا والی ہے۔ یہ بزرگی اور برتری صرف مدینہ طیبہ کو حاصل ہے جو دنیا کے کسی شہر کو نصیب نہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(۳) مدینہ طیبہ کے پھلوں میں شفا ہے

حدیث شریف ۱۰: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے شہر پاک کے تمام پھلوں میں شفا ہے۔ (بخاری، مسلم، جذب القلوب، ص۲۸)

عجوہ کھجور کی فضیلت

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ اَحَبُّ التَّمْرَاءِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام قسم کے کھجوروں میں عجوہ کھجور زیادہ پسند تھا۔

حدیث ۲: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عجوہ کھجور کی اصلیت اس درخت سے ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا۔ (جذب القلوب، ص ۲۸)

حدیث ۳: عجوہ جنت کے کھجوروں میں سے ہے اور یہ زہر کا تریاق ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۴۷، مشکوٰۃ شریف)

عجوہ کھجور میں شفا ہے

حدیث ۴: سرکار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص سات عدد عجوہ کھجور نہار منہ (صبح کو) کھائے اس پر زہر اور جادو اثر نہ کرے۔ (بخاری، ج ۲، ص ۸۱۹، مسلم، ج ۲، ص ۱۸۱، جذب القلوب، ص ۲۸)

اے ایمان والو! مدینہ طیبہ کی تمام قسم کی کھجوروں میں خاص کر عجوہ کھجور میں جو برکات اور شفا ہیں وہ سب ہمارے حضور سراپا رحمت ونور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست رحمت کی نسبت سے ہیں اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ، امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خطہ میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرات! محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ دنیا کے تمام شہروں پر یہ شرف اور فضیلت رکھتا ہے کہ اس زمین کے پھلوں میں بھی رحمت وشفا ہے جو کسی زمین کو نصیب نہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(۴) مدینہ طیبہ کی ہواؤں میں شفا ہے

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جو ہوائیں چلتی ہیں وہ خوشبودار ہوتی ہیں اور ان ہواؤں میں رحمت وشفا ہے ملخصاً (جذب القلوب، ص ۲۱)

حضرات! محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر عزت وعظمت سے نوازا ہے دنیا کے دوسرے شہروں کو کہاں نصیب کہ اس شہر پاک میں چلنے والی ہواؤں میں اللہ تعالیٰ نے برکت اور شفا کی تاثیر عطا فرمادی ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم جس وقت آپ پر برس پڑے اور آپ کو محبوب پاک کے شہر پاک مدینہ طیبہ کے صبح وشام اور دن ورات کی بہاروں میں اس کے پاک اور خوشبودار ہواؤں کے پُرکیف جھونکوں میں کچھ ساعتیں گزارنے کا موقعہ میسر آجائے تو رحمت وشفا والی پاک ہواؤں سے خوب خوب مستفید اور فیض یاب ہونے کی کوشش کرنا چاہئے اور کسی بے ایمان اور بد عقیدہ شخص کی گمراہ کرنے والی کسی بات پر کان نہیں دھرنا چاہئے ورنہ ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے اور حاصل ہونے والی نعمت ودولت سے بھی آپ محروم ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے امن وپناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے

پہلی دلیل

محبوب کا قیام مدینہ طیبہ میں: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی اور محبوب رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں قیام وآرام فرمانے کا حکم عطا کیا۔ ہم ایمان والے عاشقوں کے لئے یہی دلیل ہے کہ مکہ سے مدینہ طیبہ افضل ہے۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو مدینہ طیبہ کی زمین اور اس کا شہر پسند اور محبوب نہ ہوتا تو شہر مدینہ طیبہ میں اپنے پیارے نبی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیام وآرام فرمانے کا حکم نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مدینہ طیبہ اس قدر محبوب اور پسندیدہ ہے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مدینہ طیبہ میں بسنے اور آخری آرام گاہ بنانے کا حکم عطا فرمادیا۔

اِذالْحَبِیْبُ لَایَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّامَاھُوَاَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَہٗ ؁ یعنی محبوب نہیں پسند کرتا ہے اپنے محبوب کے لئے مگر وہ چیز جو محبوب کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہو۔ (جذب القلوب، ص ۱۸)

حضرات! محبّ حقیقی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قیام وسکون اور آخری آرام گاہ کے لئے جس پیاری زمین اور جس مبارک شہر کو پسند فرمایا وہ دنیا کی تمام زمینوں اور شہروں میں سب سے بزرگ اور افضل ہے۔ اس روایت سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

حدیث شریف: مکہ کے سرکار۔ مدینے کے سردار، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب مکہ شریف سے ہجرت کا ارادہ کیا تو دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْکُنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ ؁

یعنی اے اللہ تعالیٰ! اگر تو مجھ کو میری بہت پسندیدہ جگہ (مکہ) سے باہر لاتا ہے تو میری سکونت اور قیام کے لئے ایسی جگہ منتخب فرما جو تیرے نزدیک تمام مقامات میں محبوب ترین مقام ہو۔ (مستدرک، جذب القلوب، ص ۱۸)

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کو بیان فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا یقیناً قبول ہوئی جس کی برکت سے یہ مقام (یعنی مدینہ طیبہ) تمام مقامات میں افضل ترین ہوگیا اور اسی وجہ سے فتح مکہ کے بعد بھی ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں قیام وسکونت کو پسند نہیں فرمایا بلکہ مدینہ طیبہ ہی کے قیام وآرام کو پسند کیا۔ (جذب القلوب، ص ۱۸)

حضرات! صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ، مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

دوسری دلیل

شیخ محقق کا فیصلہ: عاشق مدینہ مشہور بزرگ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ہر مومن اور مسلمان کو چاہئے کہ نسبت وتعلق کا خیال ولحاظ رہے اور محبت کے مشرب پر قائم رہا جائے۔

ایمان والوں کو اس عقیدے پر قائم رہنا چاہئے کہ خالق ومالک اللہ تعالیٰ کی فضیلت کے بعد ساری فضیلت خالق ومالک کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ہے اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ شخص ہر چیز پر ہر وجہ اور ہر جہت سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کو فضیلت دے۔ اس میں کچھ بھی لحاظ وپاس نہ کرے۔ اور سارے عالم کی چیزوں میں الگ الگ جو فضیلت ہے اس کی وجہ بھی نسبت وتعلق ہی ہے۔ اس بات پر

انبیائے کرام، رسولان عظام اور جملہ صحابہ کرام ومحدثین وائمہ دین اور اولیاء وعلماء وبزرگان دین کا بالاجماع اتفاق ہے کہ محبوب خدا پیارے مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جو تعلق اور نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے حاصل ہے اور آپ کو جو مقام ودرجہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملا ہے وہ مقام ودرجہ اور نسبت وتعلق نہ کعبہ معظمہ کو حاصل ہے اور نہ ہی عرش اعظم کو ملا ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص۱۴)

فدائے مصطفےٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زہے عزت واعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آن خدا وہ خدائے محمد ﷺ

اور فرماتے ہیں:

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

جس چیز کو جتنی نسبت اور تعلق محبوب خدا مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے اتنی ہی زیادہ اس چیز کی فضیلت ہے۔ اگر مکہ مکرمہ آپ کی جائے پیدائش ہے تو مدینہ طیبہ آپ کا دار قرار اور قیامت تک کے لئے آرام گاہ ہے۔ ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل واعلیٰ ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص۱۹)

﴿ تیسری دلیل ﴾

مدینہ میرا حرم ہے: مسلم شریف کی روایت ہے کہ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مدینہ طیبہ حرم ہے

اور طبرانی شریف کی حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حَرَمُ اِبْرَاھِیْمَ مَکَّۃُ وَحَرَمِیْ اَلْمَدِیْنَۃُ ۝ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حرم مکۃ المکرمہ ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرا حرم مدینہ طیبہ ہے۔ (مسلم شریف)

حضرات! حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی امت کے امام ونبی ہیں۔ اور ہمارے آقا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جملہ انبیائے کرام ورسولان عظام اور تمام اولین وآخرین حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کے بھی امام اور نبی ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

کروں انبیاء سے عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہما نبی

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

حضرات! خوب اچھی طرح ثابت اور ظاہر ہوگیا کہ ہمارے پیارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل واعلیٰ ہیں تو افضل واعلیٰ رسول مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حرم پاک مدینہ طیبہ بھی افضل واعلیٰ ہے مکہ مکرمہ سے۔

چوتھی دلیل

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آل واصحاب اور اکابر بزرگان دین جو جملہ برکات وکرامات کے جامع ہیں وہ سب مدینہ طیبہ میں آرام فرما ہیں یہ ساری خوبیاں مدینہ طیبہ کے پاک شہر کی زمین کو حاصل ہیں جو مکہ مکرمہ میں نہیں ہیں۔

شیخ محقق فرماتے ہیں۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ مکان کی قدر ومنزلت اور اس کی شان وشوکت مکان کے مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو عشق ومحبت رکھتے ہیں

خدا کی قسم سچی محبت اور پختہ عقیدت کے حسن وجمال کے ساتھ باطنی لذتیں جو قلب وجگر کی آنکھوں سے حاصل ہوتی ہیں وہ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہیں جو کسی دوسرے شہر میں دیکھی نہ سنی۔ البتہ بعض دوسری جگہوں میں جو چمک اور نورانیت نظر آتی ہے وہ اسی مقام کا حسن وزیبائی ہے اور اسی جگہ یعنی مدینہ طیبہ کے انوار وتجلیات اور

برکات وحسنات ہیں جو بعض دوسرے مقامات پر نظر آتے ہیں اور اس درگاہ کے خادم وخاکسار ہیں جو دوسرے مقامات پر سوئے ہوئے ہیں۔ آرام کررہے ہیں۔ (جذب القلوب، ص ۱۰)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حرم و طیبہ وبغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

آسمان خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حضرات! ثابت ہوا کہ مدینہ طیبہ، مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

درود شریف:

﴿ پانچویں دلیل ﴾

اکابر صحابہ کے نزدیک مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل ہے: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بھی دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت اور امام مالک واکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ مدینہ طیبہ کو مکہ شریف پر فضیلت دیتے ہیں۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس شہر شریف کی یعنی مدینہ طیبہ کی جتنی زیادہ محبت ہے اس قدر محبت کسی دوسرے شہر کی نہیں ہے۔ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں آپ نے اقامت فرمائی۔ اور اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں آپ نے تمام فتوحات حاصل کیں۔ اسی شہر پاک مدینہ طیبہ میں اسلام کو طاقت وقوت ملی اور یہیں سے دین کی تبلیغ واشاعت عمل میں آئی۔ اور یہی شہر پاک مدینہ طیبہ کی پاک زمین تمام برکات وحسنات کا سرچشمہ اور جملہ کمالات ظاہر وباطن کا معدن اور سعادت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کا مبدا ہے اور سب سے بڑی فضیلت وبزرگی کی خاص وجہ یہ ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مزار شریف اور قبر پاک شہر پاک مدینہ طیبہ میں ہے جو مکہ شریف کو نصیب نہیں ہے شہر پاک مدینہ طیبہ کی اس بزرگی اور برتری کا کوئی نعمت بلکہ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں مل کر بھی مقابلہ اور برابری نہیں کرسکتیں۔

اور کوئی عمل فرائض وواجبات کے بعد مزار پاک وقبر پاک کی زیارت کی برابری نہیں کرسکتا۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں کہ ہر جان کی پیدائش اس مٹی سے ہے جس میں وہ دفن ہوتا ہے یعنی جہاں اس کی قبر بنی ہے اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ محبوب خدا ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ کی جس زمین میں آرام کر رہے ہیں اسی زمین پاک کی مٹی سے آپ کی پیدائش عمل میں آئی۔ اور وہ پاک اور عظمت والی مٹی مکہ شریف کی نہیں بلکہ مدینہ طیبہ کی ہے اور اسی طرح آل واصحاب اور دوسرے بزرگان دین علیہم الرحمۃ والرضوان جو شہر پاک مدینہ طیبہ میں اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ کرم میں سو رہے ہیں ان کے نفوس پاک بھی اسی پاک مٹی سے بنے تھے۔ اور مدینہ منورہ کے لئے یہ فضیلت وشرافت کافی ہے۔ صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واشرف ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۵)

سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا
ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

درود شریف:

﴿ چھٹی دلیل ﴾

مکہ میں اندھیرا چھا گیا اور مدینہ روشن ہو گیا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب آفتاب نبوت ماہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ شریف سے ہجرت کی تو مکہ میں اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مدینہ طیبہ میں ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ وہاں کا ذرہ ذرہ روشن اور منور ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مدینہ میرا مسکن ہے اور مدینہ ہی میں میری قبر بھی ہوگی۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۴۶)

مکہ کی فضیلت پر دلیل دی جاسکتی ہے: کوئی کہہ سکتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَكَّةُ خَيْرُ بِلَادِ اللّٰهِ ۝ یعنی مکہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں میں بہتر ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے: وَمَكَّةُ اَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ ۝ اور مکہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں پسندیدہ ہے

تو حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ کی افضلیت کو اجاگر کرتے ہوئے جواب تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار مدینے کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد پاک مدینہ طیبہ کی فضیلت سے بہت پہلے ابتدا میں تھا مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ جو فضیلت و بزرگی مدینہ طیبہ کی ظاہر فرمائی اس حدیث شریف کے بعد کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر دی کہ مکہ مکرمہ کو جو برکت حاصل ہے اس سے دُگنی برکت بلکہ اس سے زیادہ برکت وثواب مدینہ طیبہ کو حاصل ہے۔ (جذب القلوب، ص ۱۷)

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

ساتویں دلیل

مدینہ طیبہ بہتر ہے مکہ سے: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ ٥ یعنی مدینہ طیبہ بہتر ہے مکہ مکرمہ سے۔

(طبرانی، معجم کبیر، کنزالعمال، ج ۱۲، ص ۱۰۴)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر ڈانٹتے ہوئے عبداللہ بن عباس مخزومی سے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے اور اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس گفتگو سے صاف صاف ظاہر ہے کہ مکہ شہر پر مدینہ شہر افضل ہے۔ (مؤطا امام مالک)

آٹھویں دلیل

مدینہ طیبہ سے کس قدر محبت ہے: ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کسی سفر سے مدینہ طیبہ واپس تشریف لاتے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پہونچتے تو اپنی سواری کو حرکت دیکر تیز کر دیتے تھے۔

اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ کی محبت میں بے چین ہو جاتے کہ میں کسی طرح جلد سے جلد مدینہ طیبہ میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قلب مبارک مدینہ طیبہ میں پہونچ کر سکون وقرار پاتا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری شفاعت کے شرف کو حاصل کریں گے وہ لوگ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ۔ (جذب القلوب، ص۲۲)

حضرات! اس حدیث شریف کی روشنی میں فیصلہ ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

نویں دلیل

مدینے میں مرنے کی دعا مانگنا سنت ہے: حدیث شریف میں ہے کہ نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَاوِیَا بِمَکَّۃَ ٥ یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے مکہ میں موت نہ دے بلکہ مجھے مدینہ طیبہ میں موت عطا فرما۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تمام روئے زمین پر مدینہ طیبہ کے سوا کوئی زمین کا حصہ ایسا نہیں ہے کہ میں جس میں اپنی قبر کو پسند کروں۔ (جذب القلوب، ص۲۲۔۲۳)

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! کیا شان ہے مدینہ طیبہ کی۔

سبز گنبد کی بہاروں میں وہ زیبائی ہے
عرش اعظم بھی مدینے کا تمنائی ہے

حضرات! واضح اور روشن ثبوت موجود ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

دسویں دلیل

حضرت عمر فاروق اعظم کا مدینے میں مرنے کی دعا: روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ ٥ اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر مقدس میں مقدر فرما۔ (بخاری شریف، ج۱، ص۲۵۳)

اے ایمان والو! بخاری شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کی قدر و منزلت اس قدر بلند و بالا ہے کہ مراد مصطفیٰ خلیفہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ مدینہ طیبہ میں موت آنے کی یعنی مرنے کی دعا کیا کرتے تھے۔آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور مدینہ طیبہ میں جام شہادت نوش کیا اور مدینہ طیبہ میں قبر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب پہلوئے یار غار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدفون ہوئے۔

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف میں مرنے کی دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ اپنے محبوب ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ میں موت آنے کی آرزو اور تمنا کرتے نظر آتے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔

کیا پیاری ترجمانی فرمائی ہے۔عاشق مدینہ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

اور فرماتے ہیں۔

مفلسو! ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا
سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

گیارہویں دلیل

مدینہ طیبہ ہی میں حیات وموت کی آرزو: مشہور عاشق رسول، مدینہ منورہ کے معروف عالم، مالکی مسلک کے امام حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً چالیس سال بلکہ ساری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر فرمائی۔ صرف ایک مرتبہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے صرف ایک بار حج زندگی میں فرض تھا وہ میں نے ادا کرلیا۔اب باقی زندگی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر میں گزارنا چاہتا ہوں۔اس لئے اس شہر پاک سے باہر کہیں نہیں جاتا ہوں اور حج کے لئے مکہ مکرمہ بھی نہیں جاتا ہوں۔کہیں مجھے موت نہ آجائے اور شہر پاک، مدینہ طیبہ چھوٹ نہ جائے اور میری آرزو اور تمنا ہے کہ شہر پاک مدینہ طیبہ ہی میں موت آئے اور اسی شہر پاک میں دفن کیا جاؤں۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص۲۳)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

حضرات! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے بڑے عاشق رسول اور بزرگ امام وعالم ہیں جو جہان علم میں پوشیدہ نہیں۔ تو ایسے عظیم الشان بزرگ وامام اور عالم کا شہر پاک، مدینہ طیبہ میں موت ودفن کی آرزو اور تمنا کرنا اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے شہر پاک مدینہ طیبہ سے باہر نہ جانا ان کا یہ فعل وعمل لاریب۔ لاکلام ثابت کرتا ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واشرف ہے۔

﴿ بارہویں دلیل ﴾

مدینہ ظاہر وباطن کی میل کو دور کردیتا ہے: ہمارے پیارے مصطفےٰ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَدِیْنَۃُ تَنْفِی خُبْثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ ٥ یعنی مدینہ طیبہ لوگوں کے میل اور گندگی کو دور کردیتا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کی آگ لوہے کے میل اور زنگ کو دور کردیتی ہے۔ (بخاری، ج ۱، ص ۲۵۳)

دوسری روایت: اِنَّھَا طَیِّبَۃٌ تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْفِضَّۃِ ٥ یعنی بے شک مدینہ پاک ہے اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف کردیتا ہے جیسے سنار کی بھٹی کی آگ چاندی کے میل کو صاف کردیتی ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۵۳)

اور حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے برکات وحسنات جو ذکر کئے گئے ہیں کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ ہر زمانے کے لئے ہیں حتیٰ کہ قیامت تک کے لئے ہیں۔ (جذب القلوب، ص ۲۳)

حضرات! کلام اپنے منتہیٰ کو پہونچا حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہوگئی کہ ہر طرح سے ہر حال میں مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل واعلیٰ ہے۔ عشق ومحبت کے متوالے، مدینے کے دیوانے، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق میں ڈوبا ہوا شعر سن لیجئے جو میرے امام کا اور ہم غلامان رضا کا بھی یہی آخری فیصلہ ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد — ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے
اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے — جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ میں مدینہ طیبہ کی جو فضیلت و بزرگی ہے اس میں سے کچھ اور بلکہ بہت کم اور مختصر بیان کر دیا ہے جو ایمان والے عاشقوں کے لئے بہت کچھ ہے مگر بے ایمان و بدعقیدہ کے لئے جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کچھ نہیں ہیں تو ان کے شہر پاک کی عظمت و بزرگی کو وہ کیا جانیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعظم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وال وسلم کا عاشق بنائے۔ آمین ثم آمین۔

امام مالک کا ادب: مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس سال مدینہ طیبہ میں زندگی بسر کی مگر بول و براز نہیں کیا۔ یعنی پیشاب، پاخانہ نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ کو حاجت ہوتی تو مدینہ طیبہ کے دور دراز علاقوں میں پہاڑیوں اور جنگلات میں تشریف لے جاتے مگر جس جگہ پر رفع حاجت کے لئے بیٹھنا چاہتے تو خیال آتا کہ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جوار و علاقہ ہے کہیں اس مقام پر میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک قدم نہ پڑے ہوں بس یہ خیال مبارک آپ کو بے چین و بے قرار کر دیتا اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر فراغت کے واپس تشریف لے آتے تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چالیس سال تک شہر محبوب (مدینہ طیبہ) میں قائم اور سلامت رکھا اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر بول و براز کے ساری عمر مدینہ طیبہ میں گزار دی۔

حضرات! ایک خاص حکمت ذہن نشیں فرمالیں کہ تمام عالم اسباب کا محتاج ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اسباب کا پیدا فرمانے والا ہے وہ رب تعالیٰ کسی سبب و ذریعہ کا محتاج نہیں ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر شی اور تمام اسباب سے بے نیاز و بے پرواہ ہے جو بندہ اس سبب و ذریعہ کے بغیر زندہ و سلامت نہیں رہ سکتا، مگر اللہ تعالیٰ قادر مطلق چاہ لے تو اپنے بندہ کو بغیر اس سبب اور ذریعہ کے بھی زندہ اور سلامت رکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و کرامت کا ظہور حضرت امام مالک کے لئے ہوا۔

تو اب ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت و کرامت کا ظہور اس شخص کے لئے فرما دیتا ہے جو شخص اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور دیوانہ ہوتا ہے۔

دیوانگی عجب چیز ہے سیماب
یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنالے

درود شریف:

ایک واقعہ: یہ بھی مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کے قدم میں مدینہ طیبہ کا ایک کانٹا چُبھ گیا تو بار بار شہر محبوب کے اس کانٹے کو چومتے اور چلنے میں سنبھل سنبھل کر قدم رکھتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کانٹا میرے قدم سے نکل جائے۔ آپ کی اس حالت کو دیکھ کر کسی نے آپ سے کہہ دیا کہ حضرت! جب اس کانٹے کی وجہ سے آپ تکلیف میں ہیں اور آپ کو چلنا پھرنا دشوار ہو گیا ہے دھیرے۔ دھیرے سنبھل سنبھل کر چلتے ہیں تو کانٹا کو قدم سے نکال کیوں نہیں دیتے۔ اتنا سننا تھا کہ عشق بھڑک اٹھا، محبت تڑپ اُٹھی اور جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ شہر محبوب کا کانٹا ہے جو نکالنے کے لئے نہیں ہے بلکہ قلب وجگر میں جگہ دینے کے لئے ہے۔ کاش! شہر محبوب کا یہ کانٹا میرے قلب وجگر میں چُبھ جاتا تو کتنا بہتر ہوتا۔

اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں اے لوگو! بروز قیامت جب میرا رب تعالی مجھ سے پوچھے گا کہ مالک! تو میرے پاس آیا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا، میرے رحمٰن ورحیم پروردگار۔ میں تیرا بندہ مالک تیری بے نیاز بارگاہ میں تیرے محبوب پاک کے شہر محبوب، مدینہ طیبہ کا ایک کانٹا لایا ہوں۔ مجھے امید واثق اور یقین کامل ہے کہ شہر محبوب کے کانٹے کے وسیلہ سے میرا رحمٰن ورحیم اور کریم مولیٰ تعالی خوش اور راضی ہو کر مجھ کو جنت کا حقدار بنادے گا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

اے ایمان والو! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے۔ آپ کی ذات کو اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عظیم مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ اور بزرگان دین کے نزدیک محبوب امام اور عاشق صادق ہیں جب ان کی محبت اور عقیدت شہر محبوب کے ایک کانٹے کے ساتھ اس قدر زیادہ ہے تو فیصلہ کیجئے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی نظر ونگاہ میں مدینہ کے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی قدر ومنزلت، عزت وحرمت اور محبت وعقیدت کا کیا عالم ہوگا۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے۔

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

اور فرماتے ہیں۔

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

اور ہمارے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یہ کیسے یہ گل و غنچے ہوں خوار آنکھوں میں
بسے ہوئے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

اور استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

درود شریف:

حضرت امام مالک مدینے کی درو دیوار کو چومتے تھے

یہ بھی ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کی گلی و کوچے سے گزرتے تو شہر محبوب کی پرانی عمارتوں کی دیواروں کو بوسہ دیتے اور چومتے۔ کسی نے پوچھ لیا کہ آپ کی ذات بہت بلند و بالا ہے۔ آپ امت کے پیشوا اور امام ہیں آپ کا ہر عمل بندگان خدا کے لئے روشن مینارہ ہے اور وسیلۂ ہدایت ہے۔ آپ ان قدیم اور بوسیدہ دیواروں کو کیوں چومتے ہیں؟ ان کو بوسہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ مدینہ طیبہ کے راستے ہیں اور یہ دیواریں ان راستوں کے قریب ہیں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راستوں سے گزرے ہوں گے تو میرے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم پاک اور جسم پاک کا پیرہن مبارک و کپڑا شریف کبھی نہ کبھی ان دیواروں سے مَس ہوا ہوگا اس لئے میں ان مبارک دیواروں کو چومتا ہوں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ آپ دین و شریعت کے امام و پیشوا ہیں دین مجھ سے زیادہ جانتے ہیں تو بتائیے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت شریفہ راہ چلنے میں کیسی تھی؟

یہ تو بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ دیواروں سے کھیل کرتے ہوئے گزرتے ہیں تو حضرت امام مالک جواب دیتے ہیں کہ میں نے مانا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم پاک اور پیرہن مبارک ان دیواروں سے مس نہیں ہوا ہوگا لیکن جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راہوں سے گزرے ہوں گے تو آپ کی پیاری نظر و نگاہ نے ان دیواروں کو ضرور دیکھا ہوگا تو پھر پوچھنے والے نے کہا کہ امام صاحب! ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب راستہ چلتے تھے تو سر جھکا ہوتا تھا اور نگاہیں نیچی کرکے چلتے تھے تو آپ بتائیے کہ جب سر جھکا ہوگا اور نگاہیں نیچی ہوں گی تو دیواروں پر نگاہ کیسے پڑی ہوگی؟ تو جوابا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے کہنے کے مطابق ہم نے مان لیا اور تسلیم کرلیا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نہ جسم مبارک اور نہ ہی کپڑا مبارک ان دیواروں سے لگا ہے اور نہ ہی مس ہوا ہے اور نہ ہی ان دیواروں پر نگاہ و نظر پڑی ہے لیکن تم کو یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا اور ماننا پڑے گا کہ جب ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان راہوں سے ان دیواروں کے قرب سے گزرے ہوں گے تو ان دیواروں نے ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ضرور بہ ضرور دیکھا ہوگا۔

لہٰذا ہم تو ان کو بوسہ دے رہے ہیں اور چوم رہے ہیں جن دیواروں نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔

اے ایمان والو! حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و الفت، عقیدت و عشق سے لبریز داستان آپ حضرات نے سماعت فرمائی کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس قدر عشق و محبت کرتے تھے کہ شہر محبوب مدینہ طیبہ کی در و دیوار کو چومتے ہیں اور بوسہ دیتے نظر آتے ہیں مگر آج تک کسی امام یا محدث یا ولی یا بزرگ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کو نہ برا کہا اور نہ ہی اپنی کتابوں میں اس کو برا لکھا۔ لیکن آج کل کچھ بدعقیدے، ایمان کے لٹیرے یہ بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ انگوٹھا چومنا بدعت و ناجائز ہے اور اگر ان سے سوال کیا جائے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک افضل ہے یا مدینہ طیبہ کی در و دیوار تو ماننا اور کہنا پڑے گا کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک افضل و اعلیٰ ہے۔

تو ثابت ہوگیا کہ جب مدینہ شریف کے در و دیوار چومنا جائز و درست ہے تو سرکار مدینہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا بھی بدرجہ اولیٰ جائز و درست ہے۔

اے ایمان والو! اگر کوئی بدعقیدہ شخص نام پاک کے چومنے کو بدعت و ناجائز کہے تو اس بدعقیدہ شخص سے سوال کیجئے اور اس سے پوچھئے کہ بدعت و ناجائز کام کو ہمارے اسلاف، بزرگان دین نے اپنی کتابوں میں لکھ دیا

ہے تا کہ امت بدعت و نا جائز کام سے بچتی رہے تو صحابہ کرام سے لیکر ائمہ و محدثین، اولیائے امت و علمائے دین کا کوئی قول بتایئے ان کی کسی کتاب کو دکھا دیجئے جس میں یہ لکھا ہو کہ نام پاک کو سن کر انگوٹھا چومنا بدعت و نا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اللہ والے جنتی بزرگوں کی کتاب کا حوالہ چاہئے۔ قیامت تو آسکتی ہے مگر ایسی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے سکتے جس میں نام پاک سن کر انگوٹھا چومنے کو بدعت و نا جائز لکھا گیا ہو بلکہ بزرگان دین کی کتابوں میں اس بات کا حوالہ ضرور ملے گا کہ نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا سنت و مستحب ہے۔

جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نام پاک سن کر انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور جس فعل و امر کا ثبوت حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظاہر و ثابت ہو جائے تو مزید اور کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ امت کو عمل کے لئے کافی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اے ایمان والو! بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ اور کافی وضاحت اور بے شمار دلائل کے ساتھ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام و ائمہ دین و محدثین عظام اور اولیائے کرام و علمائے ذوی الاحترام کے اقوال و افعال سے سورج کی روشنی سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ مدینہ طیبہ مکہ شریف سے افضل و اعلیٰ ہے۔

آقائے نعمت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اور بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حاجیو آؤ! شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ الْبَغْدَادِيِّ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْخَوَاجِهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِيْرِيِّ اَجْمَعِيْنَ ٥

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ٥ (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف کے متصل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے جس حجرے پر اب گنبد خضریٰ ہے۔ اسی سبز گنبد میں ہمارے مشفق نبی، مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آرام فرما ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

محبوب رب عرش ہے جلوہ گر اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

قبر انور تمام روئے زمین سے افضل ہے

حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس بات میں علماء کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل واعلیٰ ہے۔ (شفا شریف، ج۲،ص۷۵)

قبر انور، کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے: حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی، حضرت علامہ محمود آلوسی بغدادی، حضرت علامہ ملا علی قاری، حضرت علامہ قسطلانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور کا وہ حصہ جو آپ کے جسم انور کے ساتھ متصل ہے کعبہ معظمہ اور عرش عظیم سے بھی اعظم وافضل ہے۔

(نسیم الریاض، ج۳،ص۵۳۲، مواہب لدنیہ، مرقات ج۲،ص۱۹۰، تاریخ مدینہ، ص۵۲، روح المعانی، ج۱۳،ص۱۱۲)

حضرات! معتمد ومستند بزرگان دین ائمہ ومحدثین کے اقوال سے روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر وثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کا وہ حصہ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے متصل ہے۔

''قبر انور، عرش اور کعبہ اور آٹھوں خلد سے افضل ہے''

عاشق رسول مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کعبہ وعرش میں کہرام ہے ناکامی کا
آہ کس بزم میں ہے جلوۂ یکتائی دوست

اور فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اور فرماتے ہیں۔

ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابر بہارانِ عرب

درود شریف:

قبر انور کی زیارت اور در نور کی حاضری

مشہور بزرگ عاشق مدینہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

بزرگان دین نے قبر انور کی زیارت کی سعادت کے حصول کا قصد فرمایا اور بارگاہ نور کی حاضری کا شرف حاصل کیا امام الاولین والآخرین، سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعلمین، محبوب رب العلمین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار نور کی حاضری اور قبر انور کی زیارت علمائے دین کے نزدیک بالاتفاق قولاً وفعلاً بہترین سنت اور مؤکد ترین مستحبات میں سے ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قبر نور کی زیارت ایک متفق علیہ سنت اور مرغوب فضیلت ہے اور بعض علمائے مالکیہ در نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت کو واجب کہتے ہیں۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بارگاہ نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت مؤکد ترین مستحبات بلکہ قریب واجب ہے۔ (جذب القلوب، ص ۲۲۴)

چلو عاشقو! گنبد خضریٰ کی بہاروں میں چلو!

محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب امتی، عاشق مصطفیٰ، مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے در نور کی حاضری اور قبر نور کی زیارت کے آداب اپنی کتاب ''انوار البشارہ'' میں تحریر فرمایا ہے۔ انوار البشارۃ کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

۱) زیارت اقدس قریب بواجب ہے

بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں۔ راہ میں خطرہ ہے۔ وہاں بیماری ہے۔ خبردار کسی کی نہ سنو!

اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے، اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے۔ اور تجربہ ہے کہ جو ان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سائے کرم میں آرام سے لے جاتے ہیں کسی طرح کا کھٹکا نہیں رہتا۔ والحمدللہ۔

پیارے رضا فرماتے ہیں۔

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے
شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار، جان فلاح وظفر کی ہے

۲) حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرو

یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں۔ اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

۳) راستے بھر درود شریف و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

۴) جب حرم مدینہ نظر آئے۔ بہتر یہ ہے کہ پیدل چلو۔ روتے۔ سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو۔

پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

جب گنبد خضریٰ پر نظر پڑے درود سلام کی کثرت کرو۔

۵) جب شہر اقدس تک پہونچو تو جلال و جمال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

۶) مسجد شریف کی حاضری سے پہلے تمام ضروریات سے، بہت جلد فارغ ہو جاؤ جن کی وجہ سے دل و دماغ کے بٹنے کا اندیشہ ہو۔ ان کے علاوہ کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرلو۔ اور غسل کر کے بہتر سفید وپاکیزہ کپڑے پہن لو۔ اور کپڑے نئے ہوں تو بہتر ہے۔ سُرمہ اور خوشبو لگالو اور مشک افضل ہے۔

۷) اب فوراً در نور آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو۔

اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق وعمر کی ہے

معراج کا سماں ہے کہاں پہونچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے مشفق ومہربان آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

۸) جب مسجد شریف کے دروازہ پر حاضر ہو صلوٰۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

۹) اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے۔ ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب کو خیال غیر سے پاک کرو۔

مسجد اقدس کے نقش ونگار کو نہ دیکھو۔

۱۰) اگر کوئی ایسا شخص سامنے آجائے۔ جس سے سلام، کلام ضروری ہو تو جہاں تک ہو سکے بچو۔ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو۔ پھر بھی دل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کی طرف ہو۔

۱۱) ہرگز۔ ہرگز مسجد اقدس میں کوئی بات چلا کر نہ نکلے۔

۱۲) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سچی، حقیقی، دنیاوی۔ جسمانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں۔ جیسے وصال شریف سے پہلے حیات تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

پیارے رضا امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

امام محمد بن حاج مکی مدخل ج ۱، ص ۲۱۵ میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں ونیتوں کو اور ان کے ارادوں وان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلا۔ پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط میں اور ملا علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تیری حاضری، اور تیرے کھڑے ہونے، اور تیرے سلام، بلکہ تیرے تمام افعال واحوال، اور کوچ وقیام سے آگاہ ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان کو درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

۱۳) اگر جماعت قائم ہو تو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری دربار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صرف قل یا اور قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب نبی ہے اور وہاں جگہ نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک نماز ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب اور اپنا ادب قبول فرما۔ آمین

۱۴) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے، حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں

اس سمت سے حاضر ہو کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ۔

۱۵) اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب وشرح لباب، واختیار شرح مختار، اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ یَقِفُ کَمَا فِی الصَّلٰوۃِ ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا وَاضِعًا یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ ۔ دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج۱، ص۲۶۵، لباب، ص۵۰۸)

۱۶) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ کے فاصلے سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی۔ ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی۔ اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ۔

۱۷) الحمد للہ! اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہو گیا۔ جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آرام گاہ ہے۔ نہایت ادب ووقار کے ساتھ، باآواز حزیں وصورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک، معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں)

نہ نہایت نرم وپست کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں۔ جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا مکمل آداب وتسلیم بجالاؤ اور عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْن

۱۸) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل (یعنی سستی وکاہلی) نہ ہو، صلوٰۃ وسلام کی کثرت

کرو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اپنے اور اپنے ماں، باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو۔ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ٥

ہو سکے تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار جو یقیناً محبوب ومقبول ہیں درنور پر عرض کریں۔

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں، کنیزوں میں میرے مادر پدر کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اور ممکن ہو تو اپنے مشفق ومہربان آقا جو آپ کے سامنے ہیں یوں عرض کرو۔

اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے ہیں
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں

اور ہو سکے تو پھر یوں عرض کرو۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے نہ مانگا
دریا بہادیئے ہیں دُر بے بہادیئے ہیں

اور یوں فریاد کرو۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

۱۹) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی ہے تو بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں وصیت کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہان میں جزا بخشے آمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذَوِیْکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ اَحْمَدْ رَضَا بْنِ نَقِیْ عَلِیْ یَسْأَلُکَ الشَّفَاعَۃَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ ٥

۲۰) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاوَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہ
فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

۲۱) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْن

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ O

۲۲) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرت صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاخَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰه

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰه

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

۲۳) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں۔ دعا میں کوشش کرو۔ دعائے جامع کرو۔ درود پر قناعت بہتر ہے۔

اضافہ: ہو سکے تو سرکار اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا قصیدۂ درود پڑھو، اس لئے کہ مقبول کا درود بھی مقبول ہے۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخشدو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بے کس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

ممکن ہو تو پیارے رضا۔ مقبول رضا کا پیارا اور مقبول سلام بھی پڑھ لیں۔

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سن کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کردیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دوعالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

سایہ مصطفےٰ مایہ اصطفےٰ
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش! محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۲۴) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو

۲۵) پھر روضہ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر وحجرہ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

۲۶) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو، دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت

۲۷) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو۔ایک سانس بے کار نہ جانے دو۔ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔نماز وتلاوت ودرود میں وقت گزارو۔دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہئے نہ یہاں۔

۲۸) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی نیت کرلو یہاں تمہاری یاددہانی ہی کو دروازہ سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا۔ نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف ٥

۲۹) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو۔ خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۳۰) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے۔ لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو

۳۱) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

۳۲) روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے۔ جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا۔ تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو۔ اور درود و سلام عرض کرو۔

۳۳) پنجگانہ یا کم سے کم صبح و شام مواجہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر ہو۔

۳۴) شہر میں خواہ شہر کے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہر گز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔

۳۵) ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صحیح حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں، اس کے لئے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۱۱)

۳۶) قبر کریم کو ہر گز پیٹھ نہ کرو۔ اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

۳۷) روضہ اقدس وانور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

پیارے رضا کے پیارے و مقبول اشعار:

ابر رحمت کے سلامی رہنا
پھلتے ہیں۔ پودے لچکنے والے

عاصیو! تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے
سنیو! ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے
جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

اور فرماتے ہیں:

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھکو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھکو کیا
بے خودی میں سجدۂ در، یا طواف
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
جو کیا اچھا کیا پھر تجھکو کیا
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

اس میں روضہ کا سجدہ ہوکہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

۳۸) بقیع واُحد وقبا کی زیارت سنت ہے

مسجد قباء کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حاضر حضور ہوتے تو آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا۔ پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہوا۔ اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سر اینجا سجدہ اینجا، بندگی اینجا، قرار اینجا

۳۹) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو۔ اور تمام

آداب کہ مکہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ملخصاً (انوار البشارۃ، ص ۴۷)

ضروری گزارش: سرکار اعلیٰ حضرت نے یہ رسالہ اس وقت تحریر فرمایا ہے جب حرمین طیبین میں خوش عقیدہ سنی امام تھے۔ ان کے پیچھے نماز درست تھی لیکن اب حرمین شریفین میں نجدی امام ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت نے جو نماز باجماعت کی تاکید فرمائی ہے اس کے لئے شرط ہے خوش عقیدہ سنی مسلمان کا امام ہونا۔ اب شرط مفقود ہے اس لئے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا فرض ہے۔ ورنہ نماز تو ایک طرف رہ جائے گی اور ایمان کے تباہ و برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے اگر کوئی سنی خوش عقیدہ امام مل جائے تو اس کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھی جائے ورنہ تنہا بغیر جماعت کے نماز ادا کی جائے۔

دُعاؤں کا طالب

انوار احمد قادری

جنت کی کیاری: مزار اقدس سے متصل جنت کی کیاری ہے۔ مکہ شریف میں حج وعمرہ اور طواف کعبہ معظمہ کرنے والے سے جنت کے ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی مکہ شریف میں جنت ملے گی جو اُدھار ہے۔

مگر مدینہ طیبہ کی عظمت وشان کا کیا کہنا کہ مدینہ طیبہ کی مسجد شریف میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور قریب میں مالک جنت لیٹے ہوئے آرام فرما ہیں گویا مدینہ طیبہ میں جنت بھی ہے اور مالک جنت بھی۔ اور مدینہ طیبہ میں معاملہ اُدھار نہیں رہتا کہ جنت ملے گی بلکہ سودا نقد ہے۔ ریاض الجنۃ میں حاضری دو، گویا جنت میں بیٹھے ہو۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیری گلی کو چھوڑ کر باغ جناں میں جائے کون
نقد ملے جو مدعا وعدے پہ دل لگائے کون

اور خوب کثرت سے درود وسلام پیش کرتے رہو اور سامنے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کی عطا وبخشش سے مالک جنت ہیں ان کا دیدار بھی کرتے رہو

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جنت میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی
شکر خدا نوید نجات وظفر کی ہے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

حدیث شریف: حضرات! آج بھی روضہ نور کے قریب جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے

مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ۝ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۰۷)

یعنی میرے گھر (حجرہ) اور میرے منبر کے بیچ کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۷۱)

اور ایک روایت میں ہے

مَابَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ ۝ یعنی میرے قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۱۱۶)

اسی حدیث شریف کی ترجمانی اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقہ اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

درود شریف:

اے ایمان والو! ہمارے کریم ورحیم آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حجرہ شریف مسجد شریف سے متصل تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے حجرہ شریف سے مسجد شریف میں جلوہ افروز ہوتے، نماز پڑھتے اور صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے اور صحابہ کرام زیارت کی لذت سے مشرف ہوتے تھے۔ حجرہ شریف اور منبر شریف کے درمیان والی مقدس جگہ جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقدس قدم بار بار تشریف لاتے اور اس نورانی زمین سے قدم شریف بار بار لگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پیاری جگہ وزمین کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دیا۔ مسجد

شریف کی اسی جگہ کو ریاض الجنۃ اور جنت کی کیاری کہا جاتا ہے۔

اب غور کرو اور سوچو! کہ جب قدم شریف کی عظمت و برکت کا یہ عالم ہے تو قدم والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

میرے مرشد اعظم، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بلند اتنا تمہیں حق نے کیا ہے
کہ عرش حق بھی زیر پا ہے
اگرچہ ہے مکہ کی عظمت مسلم
مگر میرا دل طیبہ ہی پر فدا ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

پہلا جمعہ.................................دوسرا بیان

حاجیو، آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِیۡمِ ۝ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ۝ (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھو
اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا

ہم خاک اُڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

درِ رسول پر درود و سلام کے برکات وحسنات

حضرت امام بیہقی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے کے مشائخ سے سنا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر نور کے پاس یہ آیت پڑھے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (پ۲۲، رکوع۴)

اور اس آیت کے پڑھنے کے بعد ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَاٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ۝

تو در نور پر خدمت کے لئے مقرر فرشتہ اس شخص کو کہتا ہے۔ اے فلاں تیری ہر حاجت وضرورت پوری ہوگی۔

(شعب الایمان، ج۸،ص۱۰۲)

درِ نور پر فرشتوں کی حاضری

حدیث شریف: حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

مَا مِنْ یَوْمٍ یَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَةِ حَتّٰی یَحُفُّوا بِالْقَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِہِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوا وَہَبَطَ مِثْلُہُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَانْشَقَّتِ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَةِ یَزِفُّوْنَہٗ ۝

یعنی ہر طلوع فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور درود وسلام عرض کرتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتوں کی جماعت حاضر ہوجاتی ہے اس طرح ملائکہ کی حاضری ہر دن ورات ہوتی ہے حتیٰ کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔

(سنن دارمی، ج۱،ص۵۷، شعب الایمان، ج۸،ص۱۰۲، جذب القلوب،ص۲۵۲)

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے مزار انور، قبر انور کے گرداگرد یعنی قبر شریف کے چاروں طرف حاضر ہوجاتے ہیں اور شام تک درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے چلے جاتے ہیں اور دوسرا گروہ ستر ہزار فرشتوں کا حاضر دربار ہوجاتا ہے اور صبح ہونے تک تمام فرشتے مزار انور کو گھیرے رہتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور فرشتوں کی حاضری کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا حتیٰ کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر نور سے نکلیں گے اور ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ قیامت کے دن تشریف لائیں گے۔ (جذب القلوب،ص۲۶۹)

اے ایمان والو! ستر ہزار فرشتوں کا گروہ ہر دن صبح کو اور ستر ہزار فرشتوں کی جماعت ہر دن شام کو

ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوتی ہے اور فرشتے مزار نور کے چاروں جانب گھیرا ڈالے رہتے ہیں اور درود وسلام کا نذرانہ بارگاہ نور میں پیش کرتے رہتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورُخ اٹھوں پہر کی ہے

حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر وثابت ہوگیا کہ کریم ومہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار نور پر حاضر ہونا، صرف جائز و درست ہی نہیں بلکہ نور والے نوری مخلوق فرشتوں کی سنت ہے اور نوری مخلوق فرشتوں کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہے تو ثابت وظاہر ہوا کہ رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی بھی محبوب ومقبول نبی مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور قبر نور کی حاضری میں ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ جو فرشتہ ایک بار مزار انور واقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرلے گا پھر اسے قیامت تک دوسری مرتبہ حاضری نصیب نہیں ہوگی۔

حضرات! امتی دن ورات زندگی بھر اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور پر حاضری دیتا رہے تو اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔

امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلہ عمر بھر کی ہے

امتی کیسا بھی ہو: نیک ہو یا بد، برا ہو یا بھلا، ہر وقت حاضری کی سعادت حاصل کرسکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد و
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

اے ایمان والو! در شاہ پر فرشتے حاضر ہوکر درود وسلام پیش کرتے ہیں تو جن پر دوسری حاضری کی پابندی ہے جب درود شریف ان فرشتوں کی عادت ہے تو اللہ فیصلہ کرو کہ ہم امتیوں کا حق فرشتوں سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ اس لئے ہم

غلاموں پر لازم وضروری ہے ہم درود وسلام کا ہدیہ ونذرانہ اپنے مشفق ومہربان آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار نور ورحمت میں پیش کرتے رہیں جس کے صدقہ وطفیل ہم امت پر حاضری کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

ایک خاص بات! یہ عرض کرنا ہے کہ کچھ لوگ اس طرح کی بات کرتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا اور بھیجا جاتا ہے تو فرشتے، امتی کا درود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں پیش کرتے ہیں اس وقت آپ کی روح قبر میں لوٹا دی جاتی ہے۔

اب مجھے کہنا اور بتانا یہ ہے کہ جب فرشتے ہزاروں کی تعداد میں اور بے شمار امتی صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ہر وقت درشاہ پر حاضر رہتے ہیں اور درود وسلام پیش کرتے رہتے ہیں تو کوئی سانس اور لمحہ اور سکنڈ منٹ اور کوئی وقت ایسا گزرتا ہی نہیں ہے کہ جس میں حاضری دینے والے حاضر بارگاہ نہ رہتے ہوں اور درود وسلام پڑھنے والے۔ درود وسلام پڑھتے نہ نظر آتے ہوں۔ تو ثابت ہوگیا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح انور جسم انور کے ساتھ ہر آن ولمحہ اور ہر دن ورات بلکہ ہر وقت حاضر وموجود رہتی ہے روح نور کے غائب وغیر حاضر ہونے کا عقیدہ بے اصل ہے اور مومن خوش عقیدہ جنتی مسلمان کا ایمان وعقیدہ تو یہ ہے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم باذن اللہ ہر وقت زندہ ہیں اپنے درنور پر حاضر ہونے والوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اور غلاموں کو زیارت کی لذت سے نوازتے ہیں اور امتی حاضر دربار ہے یا دنیا کے کسی حصہ میں موجود ہے ہر حال میں اس کی فریاد سنتے ہیں اور اس شخص کی مدد فرماتے ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ان پر درود جنکو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

دوسری خاص بات! یہ عرض کرنا ہے کہ امتی کا درود وسلام فرشتے لے جاتے ہیں اور پیش کرتے ہیں اور وہ فرشتے جو زمین وآسمانوں کے مختلف جگہوں پر اور جنت میں بیت المقدس اور کعبہ معظمہ میں خدمت پر مامور ہیں جو اپنی جگہیں چھوڑ کر جا نہیں سکتے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان فرشتوں کا درود وسلام کون لے جا کر بارگاہ نور میں پیش کرتا ہے؟ کیا ندوہ اور دیوبند والے یہ کام کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ جب دین وایمان سلب کرلیتا ہے تو دماغ وعقل ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امن وپناہ میں رکھے۔ آمین۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت وقوت سے۔ فرش سے عرش تک، مغرب سے مشرق تک، شمال سے جنوب تک۔ کہیں سے بھی آپ کا عاشق جب درود وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس عاشق کو دیکھتے بھی ہیں اور اس کے درود وسلام کو خود سنتے ہیں اور فریاد سن کر اس کی مدد بھی فرماتے ہیں۔

(مستدرک، امام حاکم، ج ۳، ص ۱۰، ودلائل النبوۃ، امام بیہقی، ج ۱، ص ۲۸۰)

جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ محبوب خدا غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب جبرائیل علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر نزول فرمانے کے لئے آسمانوں کا دروازہ کھولتے ہیں تو دروازہ کے کھلنے کی آواز کو میں اپنے حجرہ میں سنتا ہوں۔

جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آسمانوں کے دروازں کے کھلنے کی آواز کو سنتے ہیں تو امتی جہاں سے پکارے اس کی آواز بھی سنتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درشاہ پر درود وسلام کا تحفہ: درنور، بارگاہ حضور، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری کے وقت ملائکہ اور عاشقوں کا درود وسلام پیش کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسرے اعمال کے مقابل زیادہ محمود ومقبول ہوتا ہے۔

مختصر مگر جامع فضائل درود: حضرت شیخ محقق نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ شریف کے پڑھنے سے ہم نے اپنے رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔

۱) اور درود شریف پڑھنے سے ہم کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پاک صحبت نصیب ہوئی۔

۲) اور فرماتے ہیں کہ جو خوش نصیب شخص درود شریف پڑھتا ہے وہ شخص محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب یا بیداری میں ضرور دیکھے گا۔

۳) حلیہ ابونعیم میں ہے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ درود شریف گناہوں کو ایسا مٹا دیتا ہے جیسے آگ پانی کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

۴) اصبہانی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور مجھ پر درود بھیجتے ہیں تو دونوں کا ہاتھ جُدا ہونے سے پہلے ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج ۲، ص ۷۰۸، کنز العمال، ج ۹، ص ۴۸)

۵) حضرت خضر والیاس علیہما السلام راستہ بتاتے ہیں۔ حدیث صحیح سے نقل ہے کہ محمد بن عبداللہ سمرقندی فرماتے ہیں کہ میں راستہ بھول گیا دو بزرگ شخص تشریف لائے اور مجھے راستہ دکھایا۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہیں۔ میں نے ان دونوں بزرگوں سے دریافت کیا کہ آپ حضرات نے ہمارے پیارے نبی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے عرض کیا مجھے وہ باتیں بتائیے جو آپ حضرات نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنی ہیں۔ اللہ کے نبی حضرت خضر علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام نے بیان کیا کہ ہم نے محبوب خدا امام الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس کا دل نفاق کی گندگی سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح پانی سے کپڑا پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

درود شریف محتاجی کو ختم کر دیتا ہے: حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والا محتاج نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے والے کو اپنی حکمت کاملہ سے ڈھیروں روزیاں عطا فرماتا ہے۔ ملخصاً (جذب القلوب، ص ۲۶۰ تا ۲۷۰)

اے ایمان والو! حدیث شریف سے ظاہر وثابت ہو گیا کہ درود وسلام کے برکات وحسنات کثیر ہیں جو دوسرے اعمال سے نصیب نہیں۔ مزار انور کے پاس درود وسلام پڑھنے والے کو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پہنچانتے ہیں اور اس کا درود وسلام خود سنتے ہیں اور عاشق جب دور دراز میں رہتے ہوئے عشق ومحبت کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق کو دیکھتے ہیں اور اس کا درود وسلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ درود شریف کی برکت سے محتاجی دور رہتی ہے اور روزی کثرت سے ملتی ہے۔ درود شریف کی برکت سے مخلوق کے

درمیان محبوب ومقبول ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت کے ہر غم وتکلیف سے آزادی نصیب ہوتی ہے اور درود شریف وہ محبوب وپسندیدہ عمل ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم درود شریف پڑھنے والے امتی کو دیکھ کو مسکراتے ہیں اور قیامت کے دن محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب عطا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حاضری کے وقت چہرہ قبر نور کی طرف رہے: خبردار! خبردار!! مزار انور قبر نور کی حاضری کے وقت منہ قبر شریف کی طرف رہے۔ درود وسلام کے وقت اور دعا کے وقت بھی۔ آج کل کچھ لوگ مزار انور کے چاروں جانب موجود ہوتے ہیں جس میں حکومت کے مقرر کردہ مولوی اور پولس والے جو یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سلام کرلو! بس۔ دعا قبلہ کی طرف منہ کر کے مانگو۔

حضرات! اس طرح کی بے ادبی وگستاخی کرنے والوں کا مذہب ومسلک ہے کہ مزار انور، قبر نور کی کوئی حیثیت وفضیلت نہیں ہے یہ عقیدہ وایمان یہود ونصاریٰ کا دیا ہوا ہے جس سے مذہب اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بزرگان دین اللہ والوں کا اس بارے میں مذہب ومسلک ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام مالک کا ارشاد: (۱) خلیفہ منصور ابو جعفر نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے امام مالک مزار انور کے قریب دعا کے وقت میں اپنا چہرہ کس طرف کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب یا قبلہ کی طرف؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

وَلِمَ تَصرِفُ وَجهَکَ عَنهُ وَهُوَ وَسِیلَتُکَ وَوَسِیلَةُ اَبِیکَ اٰدَمَ عَلَیهِ السَّلَامُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی یَومَ القِیَامَةِ بَلِ استَقبِلهُ وَاستَشفِع بِهٖ فَیُشَفِّعُهُ اللّٰهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَو اَنَّهُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَهُم جَآؤُوکَ ۝ الآیة

یعنی اپنا منہ اس شخصیت سے کیوں پھیرتا ہے جو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وسیلہ ہیں آپ کی طرف رُخ کر کے آپ سے شفاعت کا سوال کر، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآية (شفا شریف، ج ۲، ص ۸۶، مشارق الانوار)

(۲) مسند ابو حنیفہ میں حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدِمَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَاَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَايَصْنَعُ فَجَعَلَ ظَهْرَهٗ مِمَّايَلِي الْقِبْلَةَ وَوَجْهَهٗ مِمَّا يَلِيْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَكٰى غَيْرَ مُتَبَاكٍ ٥

حضرت ایوب السختیانی (جو ایک بڑے بزرگ ہیں) حاضری کے لئے آئے تو میں مدینہ طیبہ میں تھا میں نے چاہا کہ دیکھوں کہ یہ (بزرگ) حاضری کے وقت کیا کرتے ہیں تو ان (بزرگ) نے پشت قبلہ کی طرف کیا اور چہرہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب کیا اور خوب آنسوؤں سے روتے رہے۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک و مذہب یہی ہے کہ حاضری کے وقت سلام و دعا کے لئے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر نور کی طرف ہونا چاہئے۔

ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں اور امام نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب المناسک میں تحریر فرمایا ہے کہ مزار انور و اقدس کی حاضری کے وقت سلام و دعا کے لئے پشت قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر نور کی طرف ہونا چاہئے۔ اور اس طرح کی عبارت جذب القلوب، ص ۲۵۱ پر ہے

(۱) صحابہ کرام اور بزرگوں کا مزار انور پر حاضری: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ بیت المقدس کی چابی آپ کو سپرد کی گئی بغیر جنگ و جدال کے بیت المقدس فتح ہوا۔

اس وقت کعب احبار مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا کیا تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو گے تا کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت نصیب ہو۔ حضرت کعب احبار راضی ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے واپس تشریف لائے۔

اَوَّلُ مَابَدَاَ بِالْمَسْجِدِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور مزار انور قبر نور پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام کیا۔ (واقدی، فتوح الشام، ج ۱، ص ۶۴۴، شفاء السقام، ص ۵۶، الجواہر المنظم، ص ۲۷)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری: اَتٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ اِفْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ ٥

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں کو اس قدر اٹھایا کہ گمان ہونے لگا کہ نماز پڑھنے جا رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا پھر چلے گئے۔ (بیہقی شعب الایمان، ج ۲، ص ۴۹۱، شفاء شریف، ج ۲، ص ۶۷۱، شفاء السقام، ص ۷۰)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوتے۔ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ (شفاء السقام، ص ۷۳، عبدالرزاق، المصنف ج ۳، ص ۵۷۶، بیہقی السنن الکبیر ج ۵، ص ۲۴۵)

(۴) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاصد بنا کر مدینہ طیبہ حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت میں بھیجا۔ جب حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں رات کے وقت داخل ہوئے۔ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَسَلَّمَ عَلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی قَبْرِ اَبِیْ بَکْرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٥

یعنی مسجد شریف میں پہونچ کر نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام کیا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ (شفاء السقام، ص ۷۳)

حضرت بلال حبشی کا مزار انور پر حاضری: عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اکابر محدثین کرام حضرت بلال مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ملک شام فتح ہوا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام میں سکونت اختیار کر لی۔

ابن عساکر ابی درداء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشفق و مہربان آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق صادق حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

مَاھٰذِہِ الْجَوْفَۃُ یَابِلَالُ اَمَاآنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ ٥ یعنی اے بلال یہ کیسا ظلم و جفا ہے کہ تم میری زیارت کو نہیں آتے۔ (سبکی شفاء السقام، ص ۵۳، ابن حجر مکی الجواہر المنظم، ص ۲۷)

اس ہوش رُبا اور دلربا خواب نے حضرت بلال کو بے چین و بے قرار کر دیا۔ دیدار محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

مزار انور واقدس کی حاضری اور قبر انور کی زیارت کے لئے فوراً سفر کیا اور مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور۔ قبر انور پر حاضر ہوئے تو اس قدر روئے کہ آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ روتے اور بلکتے ہوئے اپنے چہرہ کو قبر شریف کی خاک پر رکھ دیا۔ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد سے مدینہ طیبہ والوں کے لئے غم جاناں تازہ ہو گیا اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حیات ظاہری کے شب و روز مدینہ والوں کی نگاہوں میں گھومنے لگے اور مدینہ والے مزار نور اور قبر نور کے گرد اگرد جمع ہو گئے اور سب کی خواہش و تمنا تھی کہ حضرت بلال مؤذن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی میٹھی اور پیاری آواز میں آج اذان دے دیں تا کہ پرانی یاد تازہ ہو جائے اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں شہزادوں سے لپٹ گئے اور خوب روئے اور ان کے سر اور آنکھوں کو چوما اور گود میں اٹھا لیا۔ سب نے مشورہ کیا کہ ہمارے کہنے سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول نہیں کر رہے ہیں اگر امام حسن و امام حسین فرما دیں گے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا پاس و لحاظ کرنا ہی پڑے گا ورنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اذان نہیں دی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چاہا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ اے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ یہ سب آپ نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا یا اپنی ذات کے لئے کیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ کو اب بھی اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دو اور مجھ میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی اور کے لئے اذان کہوں۔

کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ اے بلال جو اذان ہمارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سناتے تھے ہم کو بھی سنا دیجئے۔ اب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے انکار کا کوئی چارہ نہیں تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کی چھت

پر چڑھے۔ جس جگہ پر محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے۔

جب اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا تو لوگوں میں شور مچ گیا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا۔ محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے کی اذان کی یاد تازہ ہوگئی اور پورا مدینہ ہل گیا۔ اذان ہوتی رہی اور بے قراری کا طوفان بڑھتا گیا اور پورے مدینہ پر عجیب وغریب کیف وسرور چھایا ہوا تھا مگر جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ٥ فرمایا تو کوئی عورت ومرد۔ چھوٹا بڑا مدینہ طیبہ میں ایسا نہ تھا جو گھر سے باہر نہ نکل آیا ہو اور نہ رویا ہو۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن کا غم تازہ ہو گیا ہو۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال زار بھی عجیب وغریب ہو رہا تھا اس لئے کہ اذان تو دے رہے ہیں لیکن اذان والا محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ورحمت والا چہرہ سامنے نہ تھا۔ دل پر ایسی چوٹ لگی کہ اذان کے اگلے کلمات نہ پڑھ سکے اور مسجد شریف کی چھت سے نیچے اتر آئے۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار انور پر: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں داخل ہوئے ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكٰى ٥ پھر قبر انور پر حاضر ہوئے اور خوب روئے۔ (دار قطنی)

حضرت عمر بن عبد العزیز قاصد بھیجتے ہیں۔ یہ بات شہرت پا چکی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے مدینہ طیبہ قاصد بھیجا کرتے تھے اس قاصد سے کہتے تھے۔

سَلِّمْ لِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ ٥ جا کر میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرو۔ (شعب الایمان، ج ۸، ص ۱۰۰، المدخل، ج ۱، ص ۲۶۱)

اے ایمان والو! مدینہ طیبہ میں آقائے نعمت و دولت، محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہونا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چاروں مسلک کے ائمہ کرام اور اولیائے امت اور صلحائے امت کی سنت ہے جو ان کے اقوال وافعال سے ظاہر وثابت ہے۔

اے ایمان والو! آقائے نعمت و دولت، محبوب خدا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر رات ودن آٹھوں پہر دونوں جہان کی نعمت و دولت بٹتی رہتی ہے اے عاشقو! کبھی بھی اپنے پیارے نبی سے مانگ کر اور ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں جھولی پھیلا کر دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کچھ نصیب ہو جائے گا۔

مرید رضا مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو
یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ ! آزما کر دیکھ لو
سیر جنت دیکھنا چاہو اگر
روضہ انور پہ آکر دیکھ لو
دو جہاں کی سرفرازی ہو نصیب
ان کے آگے سر جھکا کر دیکھ لو

اور پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

مزار انور پر سائل کا ہر مقصد پورا ہوتا ہے

محمد ابن مکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے۔ اور اس شخص نے میرے والد کو اجازت بھی دیدی کہ ضرورت کے وقت تم اس میں سے خرچ بھی کر لینا۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ میرے والد وقت ضرورت اس میں سے خرچ کرتے رہے۔ ایک دن وہ شخص واپس آیا اور اپنی رقم کا مطالبہ کیا، مگر میرے والد اس کی رقم کو ادا کرنے سے قاصر تھے۔ اس شخص سے کہا کل آنا، ابھی میرے پاس انتظام نہیں ہے۔ اب میرے والد نے مسجد نبوی شریف میں رات گزاری اور مزار انور پر فریاد کی اور عا مانگی کہ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اندھیری رات ہے اور ایک شخص ظاہر ہوا اور اس نے اسی دینار کی ایک تھیلی میرے والد کے ہاتھ میں تھما دی اور وہ شخص چلا گیا۔ صبح ہوئی میرے والد نے اس شخص کو بلایا جس کی امانت تھی اسی دینار اس شخص کے سپرد کی اور مطالبہ کی زحمت سے نجات پائی۔ (جذب القلوب، ص ۲۳۹)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں گے
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

ہمارے **حضور کھلاتے ہیں:** حضرت امام ابوبکر مقری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے آپ کے ساتھ دو ساتھی طبرانی اور ابوشیخ بھی تھے دو دن بھوکے رہے پھر عشاء کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر حاضر ہوئے اور اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْجُوْعُ ٥ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک والک وسلم میں بھوکا ہوں۔

حضرت امام ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ روضہ اطہر، قبرنور پر دل کا حال عرض کرکے واپس آ گیا میں اور میرا ساتھی ابوشیخ دونوں تو سو گئے مگر میرا ایک ساتھی طبرانی جاگتا رہا کہ مزار انور پر ہر التجا اور دعا قبول کی جاتی ہے اور مانگنے والے کو محروم نہیں رکھا جاتا ہے ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا گیا ایک علوی صاحب دو غلاموں کے ساتھ موجود تھے ہر ایک کے ہاتھ میں کھجوریں اور کھانوں سے بھری تھیلیاں تھیں۔ علوی صاحب نے کھانا تناول فرمایا اور ہمیں بھی کھلایا، اور باقی بچا کھانا بھی ہمیں دیدیا۔

علوی صاحب نے فرمایا کہ تم نے اپنی بھوک کی شکایت مزار انور واقدس پر کی تھی۔ تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور میری بارگاہ میں آنے والے جو بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلاؤ۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے میں حاضر ہوا ہوں۔ (جذاب القلوب، ص۲۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اور مزید رضا فرماتے ہیں۔

یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں
بے نواؤ آزما کر دیکھ لو

درود شریف:

مزار انور سے روٹی ملی: حضرت ابن الجلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا کچھ اسباب ایسے بنے کہ ایک دو وقت کھانا نصیب نہیں ہوا۔ ایک دو فاقے برداشت کرنے پڑے تھے کہ میں اپنے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور پر حاضر ہوا اور قبر انور کے قریب کھڑے ہو کر عرض کیا۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

اور میں قبر شریف کے پاس سو گیا۔ محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی عطا فرمائی۔ آدھی روٹی میں نے خواب ہی میں کھالی۔ جب میں خواب سے بیدا ہوا تو بقیہ آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ (جذب القلوب، ص ۲۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

درود شریف

مزار انور پر ہر سوال پورا ہوتا ہے: حضرت ابوبکر اقطع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شہر محبوب، مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور مجھے پانچ دن گزر گئے کہ مجھے کھانا نصیب نہیں ہوا۔ چھٹے دن مزار انور، قبر نور پر حاضر ہوا اور اپنے پیارے نبی رحمت و برکت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔

اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داہنی جانب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تھے اور مجھ سے فرما رہے تھے کہ اے ابوبکر اقطع اٹھو! محبوب خدا رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے۔ میں جلدی سے اٹھا اور آگے بڑھ کر اپنے پیارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دونوں آنکھوں کے درمیان میں نے بوسہ دیا۔ محبوب خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو ایک روٹی عطا کی۔ میں نے اس روٹی میں سے کھایا اور جب خواب سے بیدار ہوا تو روٹی کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں بچا ہوا تھا۔ (جواہر البحار، ج۴، ص۳۴، جذب القلوب، ص۲۴۰)

کیا ہی خوب فرمایا مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

محروم واپس ہوتا نہیں مانگنے والا تیرا: حضرت احمد بن محمد صوفی بیان فرماتے ہیں کہ میں تین مہینے تک جنگل میں پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے بدن کی کھال پھٹنے لگی۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور آپ کے دونوں یار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور پھر سو گیا۔ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ اے احمد؟ تو آ گیا۔ تیرا حال کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں، تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کھول؟ میں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چند درہم میرے ہاتھ میں دیئے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو وہ درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں بازار گیا۔ گرم روٹی اور فالودہ خریدا۔ پھر جنگل کو چلا گیا۔ (جذب القلوب، ص۲۴۱)

پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

مزارِ نور پر فریاد کی اور بارش ہونے لگی: ابن ابی شیبہ صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑا۔ ایک شخص مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہوا اور بارش کے لئے عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا O

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم بے شک آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کے لئے دعا کیجئے۔

(معروضہ پیش کرنے کے بعد وہ شخص جواب کا انتظار کرتا رہا) تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا اے فلاں! تم عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ اور خوش خبری سنا دو کہ بارش ہوگی (خوب بارش ہوئی پورا مدینہ طیبہ سیراب ہوگیا۔) (جذب القلوب، ص ۲۳۸، جواہر البحار، ص ۳۳)

قبرانور پر چلو مراد پوری ہو جائے گی: عظیم الشان محدث ابن جوزی سے روایت ہے کہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ مدینہ طیبہ کے باشندے سخت قحط میں مبتلا ہوگئے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قحط کے بارے میں شکایت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کے پاس چلو اور قبر شریف کے اوپر والی چھت میں سوراخ کر کے ایک کھڑکی بناؤ اور اس کھڑکی کو آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر انور اور آسمان میں کوئی پردہ نہ رہے۔

مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم سے ایسا ہی کیا۔ بہت بارش ہوئی پورا مدینہ طیبہ جل تھل ہوگیا۔ (دارمی سنن، ج ۱، ص ۵۶، وفاء الوفاء باحوال المصطفیٰ، ص ۸۱۷، شفاء السقام، ۱۲۸) (جذب القلوب، ص ۲۳۸)

اے ایمان والو! کچھ بدعقیدہ لوگ گمراہ کرتے نظر آتے ہیں کہ جو مانگنا ہو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اور یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس قبر انور کے پاس صرف سلام کر سکتے ہیں کوئی سوال نہیں کر سکتے ہیں اور یہ بھی بکتے ہیں کہ مزار انور، قبر اقدس کے پاس کسی مصیبت و پریشانی کا ذکر کرنا شرک ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اس بدعقیدہ شخص کے لئے جواب یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قحط کی مصیبت سے رہائی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور، قبر اقدس پر چلو۔ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم پر صحابہ کرام مدینہ طیبہ کے باشندے اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہوئے اور قحط کی مصیبت و پریشانی سے نجات حاصل کی، پانی خوب برسا۔ بارش اس شان کی ہوئی کہ مدینہ طیبہ کے باشندے سیراب ہو گئے۔

پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ مصیبت اور پریشانی میں مزار انور، قبر اقدس پر حاضر ہو کر محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگنا حضرت عائشہ صدیقہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

حضرات! محبوب خدا، رحیم و کریم نبی، مشفق و مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت محبوب و مقبول عمل ہے۔ یہ سعادت و برکت خوش نصیب مومن کو حاصل ہوتی ہے

اب رہی بات منافق کی: بدعقیدہ و بے ایمان شخص کی کہ یہ لوگ تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات نور پر طرح طرح کا سوال اور اعتراض کرتے نظر آتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مزار انور، قبر نور تو ان گمراہوں کی نگاہ میں کوئی حیثیت و حقیقت نہیں رکھتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیوں کا عقیدہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بت ہے۔

(حاشیہ، شرح الصدور، ص ۲۵، مطبوعہ سعودیہ)

اور دیوبندی وہابی مولانا اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ گنبد خضریٰ والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص ۱۱۹)

العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہم سب کو اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

اس لئے اے سنیو! اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گستاخوں، غداروں سے ہر حال میں بچو اور ان سے دور رہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تمام فرائض سے فرض اکبر ایمان کی حفاظت ہے اگر ایمان چلا گیا (اللہ نہ کرے) تو سب بیکار و مردود ہے۔

محافظ ایمان، عاشق جان ایمان سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے واضح لفظوں میں فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

آؤ مدینہ طیبہ چلیں: طاقت وہمت ہے، نعمت ودولت ہے، تو دیری نہیں کرنی چاہئے۔ مدینہ طیبہ کا مسافر بن جانا چاہئے کسی بہکانے والے منافق کی ایک نہ سنو۔ اپنے پیارے رب تعالیٰ کی سنو!

محبوب خدا رسول اللہ مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے عاشقوں، غلاموں کو اپنے مزار انور پر بلایا ہے اس لئے اس نعمت ودولت کے حصول کے لئے دوڑو۔ اور حاضر ہو جاؤ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام نیکوں۔ اللہ والوں، بزرگان دین کی سنت پر نظر رکھو۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

مانگو خوب مانگو: در شاہ، مزار اقدس، قبر انور پر ہر فریادی کی فریاد سنی جاتی ہے۔ دنیا کی نعمت ودولت اور رحمت وبرکت بھی عطا کی جاتی ہے اور آخرت کے لئے نیکی وثواب اور بخشش ونجات کا پروانہ دے کر جنت کا حقدار بنادیا جاتا ہے۔

مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں:

چاہے جو مانگو عطا فرمائیں
یہ کبھی انکار کرتے ہی نہیں

سیر جنت دیکھنا چاہو اگر
نامرادو ہاتھ اٹھا کر دیکھ لو

بے نواؤ! آزما کر دیکھ لو
روضہ انور پہ آکر دیکھ لو

گزارش

مزار انور واقدس پر یہ آخری حاضری نہ ہو: درنور کی حاضری کی سعادت اور قبر نور کی زیارت کی نعمت ودولت سے مالا مال ہونے کے بعد جب واپسی کا دن ہو مصلی نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یا اس کے آس پاس دو رکعت نماز ادا کرو یہ مسجد شریف سے الوداع کی نماز ہے اس کے بعد درود وسلام کی کثرت کرو اور خوب گڑگڑا کر روؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ اے اللہ تعالیٰ! میرے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ میں تجھ سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کا جو تجھے محبوب وپسندیدہ ہیں اور خوب مانگو، دل کھول کر مانگو اور یہ بھی دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْہُ اٰخِرَ الْعَھْدِ لِھٰذَا الْمَحَلِّ الشَّرِیْفِ ٥

یعنی اے اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار انور واقدس پر میری یہ حاضری آخری نہ ہو اس کے بعد اپنے رحیم وکریم نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس، قبر انور پر حاضر ہوکر زیادہ سے زیادہ درود وسلام پیش کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت وشفاعت میں عرض کرو۔

نَسْأَلُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَسْئَلَ اللّٰہَ اَنْ لَّا یَقْطَعَ اٰثَارَنَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَاَنْ یُّعِیْدَنَا سَالِمِیْنَ وَاَنْ یُّبَارِکَ لَنَا فِیْمَا وَھَبْلَنَاوَیَرْزُقْنَاالشُّکْرَ عَلٰی ذٰلِکَ ٥

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ ہماری زیارت منقطع نہ فرمائے اور ہمیں واپسی پر سلامتی نصیب ہو۔ اپنے عطیات میں مزید برکت عطا فرمائے۔

اسی طرح خوب رو رو کر دعا مانگو کہ یہ حاضری اس سفر کی آخری حاضری ہے۔ اپنے ماں، باپ اور پیرومرشد

واستاذ اور تمام امت کے لئے دعا مانگو۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اگر یاد رہے تو اس بے علم و بے عمل انوار احمد قادری اور میرے ماں، باپ اور بچوں اور میرے احباب کو بھی دعا میں شامل کرلیں تو بڑا کرم ہوگا۔

گنبد خضریٰ کی دید کا طالب

انوار احمد قادری رضوی

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

ایک سفینہ چاہئے اسی بحر بیکراں کے لئے۔

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

دوسرا جمعہ.................................پہلا بیان

قربانی کی تاریخ

اوراس کی فضیلت واہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ٥ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ٥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ (پ۲۳، رکوع ۷)

ترجمہ: پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا۔ کہا اے میرے بیٹے، میں نے خواب دیکھا، میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا! اے میرے باپ کیجئے! جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے مسلماں سن یہ نکتہ درس قرآنی میں ہے
عظمت اسلام و مسلم صرف قربانی میں ہے

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسماں حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھاپے میں بڑی دعاؤں اور التجاؤں کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئے جیسا کہ واقعہ گزرا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بہت پیار و محبت فرماتے تھے۔

روایت ہے کہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عظمت میں سوال کیا کہ اے پروردگار عالم! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ (پ۵، رکوع ۱۴)

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تو یہ حال ہے کہ اب ان کے دل میں ان کے فرزند کی محبت بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! تیرا خلیل اور دوست کہلانے کا تو وہی حق رکھتا ہے جس کے دل میں تیری محبت کے سوا کسی دوسرے کی گنجائش ہی نہ ہو۔

اے ایمان والو! یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس طرح امتحان لیا کہ ان کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم دیدیا تا کہ فرشتوں کے سوال کا جواب ہو جائے اور فرشتے بھی دیکھ لیں کہ بلا شک وشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل اور دوست ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب: آٹھویں ذی الحجہ کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنا رہا ہے کہ اے ابراہیم علیہ السلام! قربانی کرو۔ آپ نے صبح ہوتے ہی ایک سو اونٹوں کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نام پر کر دی مگر جب دوسری رات ہوئی یعنی نویں ذی الحجہ کی رات بھی یہی خواب دیکھا تو آپ نے پھر دو سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، مگر جب تیسری رات بھی یہی خواب دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا اللہ تعالیٰ میں کیا چیز تیری راہ میں قربان کروں۔ جس کا تو مطالبہ فرما رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) تم میری راہ میں اس چیز کو قربان کرو؟ جس کو تم دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہو اور پسند کرتے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرے پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواب دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر نہ گھبرائے اور نہ ہی پریشان ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔

اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر شریف سات برس یا تیرہ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نیک بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے نیک بخت بیوی! آج تمہارے پیارے بیٹے اسمٰعیل کی ایک بہت بڑے بادشاہ کے دربار میں دعوت ہے یہ سن کر حضرت ہاجرہ بہت خوش ہوئیں اور اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہلایا اور اچھے کپڑے پہنائے۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالا اور بالوں میں کنگھی کیا اور دولہا

بنا کر باپ کے ساتھ کر دیا۔ ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آستین میں رسی اور چھری چھپا کر ذی الحجہ کی دس تاریخ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ کے میدان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ادھر شیطان مردود، ابلیس لعین بڑا پریشان تھا کہ کسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کرنے سے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان ہونے سے روکا جائے اس لئے کہ قربانی کا بہت بڑا انعام ہے اور اس انعام واکرام کو نہ ملنے دیا جائے۔ سب سے پہلے شیطان ایک بوڑھے کی شکل بنا کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ہاجرہ! آج حضرت ابراہیم تیرے پیارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اپنے دوست سے ملاقات اور مہمانی کے لئے لے گئے ہیں۔ شیطان بولا مہمانی وغیرہ کچھ نہیں ہے وہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا کوئی مہربان باپ اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ تو شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو میری راہ میں ذبح کرو۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ تو شیطان، ابلیس معلوم ہوتا ہے جو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو یہ تو ایک اسمٰعیل ہیں اگر ہزاروں ہوں تو میں ہر ایک کو اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کردوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو جائے یہ تو ہمارے لئے اور ہمارے بیٹے کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے۔ شیطان کا مکر حضرت ہاجرہ پر نہ چل سکا اور ابلیس ذلیل ہو کر وہاں سے بھاگا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہنے لگا کہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا، اپنے دوست کے یہاں مہمانی میں لے جا رہے ہیں۔ شیطان دشمن انسان بولا۔ نہیں بلکہ وہ آپ کو ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کیا کوئی مشفق ومہربان باپ اپنے حسین وجمیل بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ تو شیطان مردود نے کہا کہ اے اسمٰعیل تم کو ذبح کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ ابراہیم تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کریں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں ذبح کیا جاؤں تو یہ میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ

جان دیدی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر ابلیس لعین ان سے ناامید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابراہیم علیہ السلام تم تو ایک خواب کی بنیاد پر اپنے پیارے اور خوبصورت بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔

حضرات! نبی کا خواب حقیقت میں وحی الٰہی اور حکم الٰہی ہوتا ہے اس لئے عام بندوں کا خواب دیکھنا غلط ہوسکتا لیکن نبی کا خواب غلط نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں شیطان کا وسوسہ شامل ہوسکتا ہے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام وادی منیٰ میں تشریف لائے تو شیطان مردود، جمرۂ عقبہ کے پاس آپ کے سامنے آگیا اور آپ کو قربانی سے روکنا چاہا تو آپ نے شیطان لعین کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر شیطان مردود جمرہ ثانیہ کے پاس آیا تو پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر تیسری مرتبہ شیطان لعین جمرۂ کبریٰ کے پاس آیا تو پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ (طبرانی بحوالہ بہار شریعت، ح۶،ص۱۰۱)

اے ایمان والو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شیطان مردود کو کنکر مارنا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے حاجیوں کو حکم دیدیا کہ اگر چہ آج شیطان اس جگہ پر نظر نہیں آتا ہے لیکن تینوں جمرات پر کنکر مارنا ہے اور سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنا ہے۔

خلیل وذبیح کی گفتگو: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے جو گفتگو کی اس کو قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔

قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (پ۲۳،رکوع۷)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹا! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو اے بیٹا، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا! اے ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے اس کو آپ کر ڈالئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو صابر پائیں گے۔

حضرات! اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نیک وصالح باپ ہونے میں لاجواب ہیں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی سعادت مند بیٹا ہونے میں بے مثل وبے مثال ہیں۔ اگر عظیم الشان باپ قربان کرنے کے لئے تیار ہے تو عظیم المرتبت بیٹا بھی قربان ہونے کے لئے تیار ہے۔

نہ اس باپ کا کوئی جواب ہے نہ ہی اس بیٹے کا کوئی ثانی ہے۔

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین وآسمان حیراں تھے اس طاعت گزاری پر

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تین وصیت: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عرض کیا اباجان! میری تین وصیت ہے۔

پہلی وصیت: مجھے قربان کرنے سے پہلے آپ میرے ہاتھ، پاؤں کو رسی سے باندھ دیں تا کہ ذبح کے وقت میرا تڑپنا دیکھ کر آپ کو رحم نہ آجائے۔

دوسری وصیت: یہ ہے کہ آپ مجھ کو منہ کے بل لٹانا کیونکہ آپ کے سینہ میں باپ کا دل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے خوبصورت چہرہ کو دیکھ کر آپ کے سینے میں دل دھڑک جائے اور آپ کا ہاتھ ذبح کرنے سے رُک جائے۔

تیسری وصیت: یہ ہے کہ میرے ذبح ہونے کی خبر میری پیاری ماں کو نہ دیجئے گا ورنہ میری ماں میرے غم کو برداشت نہ کر پائے گی اور اس کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل کے ہاتھ، پاؤں کو رسی سے باندھا اور آپ کو منہ کے بل ایک پتھر کی چٹان پر لٹا دیا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے نرم و نازک گلے پر چھری چلا دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کا جلوہ دیکھئے کہ تیز چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن تو کیا کاٹتی، گردن کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں باپ اور بیٹے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے مولائے کریم! تو ہماری قربانی کو قبول کیوں نہیں فرما رہا ہے۔

پھر دوسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری طاقت سے چھری چلاتے ہیں اور ذبح کرنا چاہتے ہیں مگر پھر بھی چھری ایک بال بھی نہیں کاٹ پاتی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جلال میں آکر چھری کو ایک بھاری پتھر پر پٹک دیتے ہیں جس سے پتھر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے تو آپ چھری سے فرماتے ہیں کہ اے چھری تو ایک بھاری اور مضبوط پتھر کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر سکتی ہے اور میرے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کے نرم و نازک گلے کو کیوں نہیں کاٹتی ؟ تو چھری زبان حال سے عرض کرتی ہے۔ اے اللہ کے خلیل! جب آپ نار نمرود، بھڑکتی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے تو آگ کے شعلوں نے آپ کو کیوں نہیں جلایا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ میرے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کو نہ جلانا تو چھری نے کہا اے ابراہیم! آگ کو ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ

نے حکم دیا تھا کہ ابراہیم کو نہ جلانا۔ اور مجھے ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اسمٰعیل (علیہ السلام) کے نرم و نازک گلا کو نہ کاٹنا۔ اب میں اللہ تعالیٰ کا حکم مانوں یا خلیل اللہ کے حکم پر عمل کروں۔

حضرات! یہ وہ منظر تھا کہ فرشتے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے تعلق و محبت اور اس کی رضا و خوشنودی کے لئے قربانی کا جذبہ دیکھ کر پکار اٹھے کہ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل اور دوست ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ وفاداری اور شان اخلاص و ایثار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پیار آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے سدرہ کے مکین جبرئیل امین جنت سے ایک مینڈھا لا کر حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ لٹا دو اور میرے خلیل کے پیارے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کو اٹھا کر ان کے ہاتھ، پاؤں کی رسی کو کھول دو۔

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھا لیا اور ان کی جگہ پر جنتی دنبہ لٹا دیا۔ اب تیسری مرتبہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری چلائی تو چھری چل گئی اور دنبہ ذبح ہو گیا اور قربانی ہو گئی۔

مگر جب آنکھ کی پٹی کھول کر دیکھا تو عجیب و غریب منظر نظر آیا کہ میرے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہو کر مسکرا رہے ہیں۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہا۔ (صاوی، معارج النبوۃ)

صدا آئی! اے میرے خلیل تیرا امتحان ہو گیا اور تو امتحان میں کامیاب ہو گیا اور تیرا بیٹا بھی بچا لیا گیا اور اس کی جگہ جنتی دنبہ ذبح ہو گیا اور یہ قربانی قیامت تک کے لئے تیری سنت اور یادگار بنا دی گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۝ (پ۲۳، رکوع ۶)

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! (کنزالایمان)

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ۝ (پ۲۳، رکوع ۶)

ترجمہ: بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ (کنز الایمان)

حضرت جبرئیل پوری طاقت سے چار مرتبہ زمین پر آئے: علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام چار مرتبہ اپنی پوری طاقت صرف کر کے پرواز کرتے ہوئے زمین پر تشریف لائے۔

پہلی مرتبہ: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا گیا۔ آپ آگ کی طرف جا رہے تھے تو میں نے سدرہ سے پرواز کی اور اس قوت سے چلا کہ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں پہونچنے سے پہلے آپ کے پاس پہونچ گیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم سنا کر آگ کو گلزار بنا دیا۔

دوسری مرتبہ: میں سدرہ پر تھا جب تیسری بار حضرت ابرہیم علیہ السلام نے چھری کو اٹھایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا، تھوڑا سا فاصلہ باقی تھا کہ چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے تک پہونچ جاتی۔ میں نے بڑی قوت کے ساتھ سدرہ سے پرواز کیا۔ جنت میں گیا اور مینڈھا لیا چھری کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے تک پہونچے سے پہلے وادیٔ منیٰ میں آپ کے پاس پہونچ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اٹھا لیا اور ان کی جگہ جنتی مینڈھا کو لٹا دیا۔

تیسری مرتبہ: جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا۔ رسی کاٹ دی گئی تھی، کنویں کا آدھا راستہ طے ہو چکا تھا کہ میں سدرہ سے پوری قوت کے ساتھ چلا جنت میں گیا اور ایک تخت لیا اسے اٹھا کر اس کنویں میں حاضر ہوا ابھی حضرت یوسف علیہ السلام پانی پر نہیں پہونچے تھے کہ میں نے تخت بچھا کر اس پر آپ کو بٹھا دیا۔

چوتھی مرتبہ: جب جنگ اُحد میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہو گیا۔ خون پاک کا قطرہ زمین کی طرف آ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے جبرئیل (علیہ السلام) اگر میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خون پاک کا قطرہ زمین پر گر گیا تو تمام زمین جل کر راکھ ہو جائے گی تو جلدی جا اور زمین پر گرنے سے پہلے اُٹھا لے۔ میں پوری تاب وطاقت سے سدرہ کی بلندی سے چلا اور خون پاک کا قطرہ زمین پر پڑے کہ اس سے پہلے میں نے پہونچ کر اُٹھا لیا۔ ملخصاً (فتح الباری، شرح بخاری، عینی شرح بخاری۔ تفسیر روح البیان)

اے ایمان والو! حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در کے خادم اور آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں۔ جب خادم در اور غلام بارگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طاقت وقوت کا یہ عالم ہے تو مالک جن وبشر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طاقت وقوت کا کیا عالم ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود وعدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے
چنین وچناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

درود شریف:

قربانی کی برکت

حضرات! قربانی کرنے سے برکت ورحمت ہوتی ہے۔ ظاہر میں مال ودولت خرچ ہوتا ہے مگر حقیقت میں جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے وہ گھٹتا نہیں ہے بلکہ وہ مال بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

دن ورات ہم لوگ اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح نہیں ہوتے وہ زیادہ تعداد میں موجود نہیں ملتے ہیں؟

تو یقیناً آپ کا سچ اور حق فیصلہ یہی ہوگا کہ جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہر دن ذبح ہوتے ہیں پھر بھی ان جانوروں کی تعداد گھٹتی نہیں بلکہ ایک ہی مقام پر ہزاروں گائے، بھینس، اونٹ اور بھیڑ، بکریاں موجود نظر آتی ہیں اس کثرت میں جو برکت ہے اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور ان کی قربانی دی جاتی ہے۔

لہذا صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ جان ہو یا مال اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے جاتے رہیں گے تو اس

میں بے پناہ برکت ورحمت ہوتی رہے گی اور وہ پھولتا اور پھلتا رہے گا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان نہیں کیا جاتا وہ دھیرے دھیرے گھٹتی چلی جاتی ہے اور ایک دن آتا ہے کہ وہ چیز برباد وفنا ہو جاتی ہے۔

اے ایمان والو! آج جتنی قربانیاں ہو رہی ہیں یا قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ قربانی کرنے والے کو اجر وثواب تو ملے گا ہی لیکن جملہ قربانیوں کا اجر وثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھی ملتا رہے گا۔ اس لئے کہ اس نیک کام کی شروعات ان بزرگوں نے کی ہیں۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو ہم کو بھی کوئی نیک کام کر گزرنا چاہئے۔ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کا گھر، مسجد تعمیر کر دیں، قیامت تک نماز وعبادت ہوتی رہے گی اور ان سب کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب کو عطا فرماتا رہے گا جس نے مسجد تعمیر کی ہے۔ ہو سکے تو کوئی مدرسہ بناڈالیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیم ہوتی رہے گی۔ حافظ وعالم بنتے رہیں گے اور نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ کے مسائل بتاتے رہیں گے اور اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت والفت کا پیغام دیتے رہیں گے اور اسلام وایمان کا پیغام بتاتے اور سناتے رہیں گے اور ان تمام امور خیر کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب شخص کو قیامت تک عطا فرماتا رہے گا جس شخص نے مدرسہ تعمیر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاموں کی ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قربانی کا مقصد: حضرات! ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے بہت خوش ہو کر قربانی کرے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات سے واقف وخبردار ہے۔ قربانی کرنے میں نہ دکھاوا ہو اور نہ ہی ناموری ہو۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور سنت ابراہیمی پر عمل کرنے کے لئے قربانی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بندوں کی قربانی کو قبول فرماتا ہے جن کے اعمال میں تقویٰ اور پرہیزگاری پائی جاتی ہو۔

قربانی کی حقیقت: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے ہمارے حضور نورٌ علیٰ نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُ ۝ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس قربانی کی حقیقت کیا ہے تو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ۝ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ) صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا۔

قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ ○ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ (ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۲۶، ترمذی، مشکوۃ شریف)

اے ایمان والو! جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ قربانی کی حقیقت کیا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی، اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، گویا اللہ و رسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ جو نیک امر و فعل خیر اللہ کے نیک بندوں کی عادت و سنت ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت بنا دیتا ہے۔ اسی لئے سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قربانی جیسی عظیم عبادت کو اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت قرار دیا ہے۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور اچھے بندوں سے اس قدر پیار و محبت فرماتا ہے کہ ان کی ادا اور طریقہ کو ثواب و رحمت کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ بس جب ہم نے یہ حکمت و نکتہ سمجھ لیا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ جو حضرات اللہ والے ہیں، اللہ کے محبوب ہیں، ان کے طریقوں کو ہم اپنائیں اور ان کے دامن سے وابستہ رہیں۔ اسی میں دونوں جہاں کی کامرانی و کامیابی ہے۔

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

قربانی کے دن سب سے زیادہ محبوب عمل: قربانی کے دنوں میں جو عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے وہ عمل قربانی کرنا ہے۔ ہمارے حضور آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۱: حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد یعنی انسان کا کوئی عمل قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔ بے شک قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں وبالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔

اِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا ○

یعنی بے شک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔ پس خوش ہو کر قربانی کرو۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۷۵، ابن ماجہ، ص ۲۲۶، مشکوٰۃ)

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۲ : سَمِّنُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّھَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ ○

یعنی تم لوگ موٹا اور تندرست جانوروں کی قربانی کرو اس لئے کہ یہ قربانی کے جانور پل صراط پر تمہاری سواری ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین، مشکوٰۃ شریف۔ کنز العمال، ج ۵، ص ۳۵)

قربانی واجب ہے

حدیث شریف ۳ : صاحب نصاب مسلمان مرد و عورت پر ہر سال قربانی کرنا واجب ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر سال قربانی فرماتے اور امت کو بھی ہر سال قربانی کرنے کا حکم دیا۔ اور طاقت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرنے والے سے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص طاقت ہوتے ہوئے قربانی نہیں کرتا ہو سکتا ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۲۶، مشکوٰۃ شریف)

امت کی جانب سے قربانی

حدیث شریف ۴ : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قربانی کا بکرا ذبح کیا اور دعا فرمائی : اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی اے اللہ تعالیٰ اس قربانی کو میری اور میری آل اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۵۶، ابوداؤد، ج ۲، ص ۳۸۶، مشکوٰۃ شریف)

غریب و نادار امتی کی طرف سے قربانی

حدیث شریف: جو مومن مسلمان امتی غریب و نادار ہیں اور غربت و مفلسی کے سبب وہ قربانی نہیں کر سکتے تو خود ہم غریبوں کے آقا ہم فقیروں کی ثروت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کی جانب سے قربانی کا ایک مینڈھا ذبح کیا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ (ترمذی، ج ۱، ص ۲۷۷، مشکوٰۃ شریف)

یعنی اے اللہ تعالیٰ اس قربانی کو میری جانب سے اور میرے اس امتی کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو قبول فرمالے۔

اُمّتی کی جانب سے قربانی کا تحفہ

حدیث شریف (۶): حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ دو قربانی آپ نے کیوں کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ ٥ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لئے میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۳۸۵، مشکوۃ شریف ۱۲۸)

اے ایمان والو! حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ بزرگان دین اولیائے کرام حضور غوث اعظم، حضور خواجہ غریب نواز، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے شیخ، اپنے ماں، باپ حتیٰ کہ کسی بھی مومن مسلمان کی جانب سے قربانی کرنا جائز و درست ہے۔

چاہے وہ زندہ ہوں یا وصال فرما چکے ہوں۔

وہ مسلمان بڑا خوش نصیب ہے جو اپنے پیارے نبی، مہربان رسول، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب سے قربانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

دوسرا جمعہ..................................دوسرا بیان

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْکَ فَاسْتَغْفَرُو اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًارَّحِیْمًا O (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے۔ تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

آب زم زم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جود شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

کرچکی رفعت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک درِ والا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

درود شریف:

تمہید: عشق ومحبت ہی مردِ مومن کا سرمایۂ حیات اور دولت دارین ہے۔ عشق ہی نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صحابہ ہی نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے لئے افضل البشر بعد الانبیاء کا عظیم وبلند منصب عطا کیا۔ عشق ہی کی وجہ وسبب سے عاشق رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم المرتبت یا سیدی کہکر پکارتے تھے۔ عشق ہی کے سبب اُحد پہاڑ جنتی پہاڑ بن گیا۔ عشق ہی کی بنیاد پر بھوکے، پیاسے اور ننھے صحابہ کرام میدان جنگ میں کامیاب وسرفراز ہوتے تھے۔ عشق ہی کے طفیل سارے عالم میں اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا اور بول بالا تھا عشق ہی تھا جس کے سبب ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اولیاء کی جماعت میں جو منصب ومرتبہ عطا ہوا وہ دوسرے اولیاء کو کہاں نصیب۔

وہ عشق ہی تھا جس نے احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰ حضرت اور امام اہلسنت کا عظیم وبلند منصب عطا کیا۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں کیا چیز ہے لوح وقلم تیرے ہیں

درود شریف:

حضرات! عشق ومحبت کا صلہ بڑا ہی خوب تر ہے اور عشق ومحبت کی تاریخ بڑی قدیم ہے۔ عشق ومحبت ہی کے راز وحکمت کو سمجھانے اور بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو وجود کا شرف بخشا۔ عشق ومحبت سے لبریز صحبت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیضان تھا جو عرب کے ظالم وجابر انسانوں کو صحابیت کے اعلیٰ واشرف مقام ومرتبہ تک پہونچا دیا۔ اب قیامت تک کوئی دوسرا اس مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

یہ عشق ومحبت کی جلوہ فرمائیاں تھیں کہ اس کی گرمی اور تپش جب حد سے تجاوز کرتی تو صحابہ کرام اپنے مشفق ومہربان نبی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے بے قرار ہو جاتے تو پیاسی اور اداس آنکھوں کی پیاس بجھانے اور تازگی بخشنے کے لئے اپنے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ رُخ زیبا کی ایک ہی جھلک عاشق کے قلب وجگر کو سکون بخش دیتی اور وہ پُر سکون وتازہ زندگی لے کر دوسری ملاقات تک لئے روانہ ہو جاتا۔ یہ دستور تھا ان عاشقان باصفا کا۔ اور یہی ریت تھی ان کی لازوال محبت کی۔

دوعالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مگر محبوب کریم، مصطفےٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد آنے والے بادۂ عشق کے متوالوں اور سرمستوں کے لئے یہ قرار بخش اور حیات افروز سہولت بظاہر ممکن نہ تھی کہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی نعمت ودولت کا حصول کس طرح ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنایا ہے اور آپ کی ذات کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے۔ رحمت تمام شفیع امت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان رحیمی وکریمی نے یہ گوارہ نہ کیا کہ میرے وصال کے بعد میرے عشاق میری بارگاہ کی حاضری اور میری زیارت کی نعمت سے محروم رہ جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

چنانچہ عشاق کے قلب وروح کی تسکین اور دیدار کی نعمت کے متلاشیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ فرحت بخش خوشخبری سنادی گئی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا O (پ۵، رکوع۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

نبی رحمت، شفیع امت محبوب ومشفق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ایک اعرابی (دیہاتی) روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور قبر پاک کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جو آپ نے فرمایا میں نے سنا، جو آپ پر نازل ہوا (یعنی قرآن کریم) اس میں یہ آیت بھی ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی

بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

درود شریف:

قبر انور کی زیارت سے نجات کا پروانہ ملا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی صحابی کا واقعہ بہت مشہور ہے جو وصال شریف کے بعد اس آیت مبارکہ کو پڑھنے کے بعد اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے قبر انور پر حاضر ہوا۔ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے قبر شریف کے پاس آپ کے سامنے بیٹھا ہی تھا کہ ایک اعرابی آیا اور آپ کی زیارت کی اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ نے جو سچی کتاب نازل کی ہے اس میں لکھا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا (الاٰية) میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے بخشش کا پروانہ لینے آیا ہوں آپ میرے لئے بخشش کی دعا کر دیں اور یہ شعر پڑھی۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بُقَاعِ اَعْظَمَهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِىْ الْفِدَاءُ الْقَبْرَ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اس کے بعد مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں اس اعرابی شخص کو بلا کر خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور اس کو معاف کر دیا ہے۔

(ابن اثیر، جذب القلوب، ص ۲۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک قرآن کریم کی آیت مبارکہ آپ حضرات نے سن لیا کہ خالق و مالک مولیٰ تعالیٰ کتنے صاف اور واضح طور پر اپنے گنہگار بندوں کو حکم دیتا ہے اور گناہ کی بخشش کہاں اور کیسے ہوگی اس کا پتہ بھی بتاتا نظر آتا ہے کہ اے میرے بندوں ظلم و گناہ ہو گیا ہے تو معافی و بخشش کے لئے میرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہو اور میرا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تمہارے گناہوں کی معافی و بخشش کے لئے سفارش فرمادیں گے تو اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم تمہارے گناہوں کو بخش کر تمہیں معاف فرمادے گا۔

یعنی اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر وثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی ونجات کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے مدینے والے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحم وکرم میں حاضری دینا اور آپ کے وسیلہ سے دعا مانگنا اور آپ کو مدد کے لئے پکارنا لازم وضروری ہے اور پھر رحیم وکریم آقا سفارش وشفاعت فرمادیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا ابر کرم جھما جھم برسنے لگتا ہے۔ ظلم وگناہ دُھل جاتے ہیں اور بندہ مومن پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

حضرات! ایمان محکم اور یقین کامل کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اپنے پیارے نبی محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے پیارے روضہ پاک پر حاضر ہو کر اور جس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر کے دیکھ لو اور آزمالو اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ کیا مزے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ دعوت دینے والا۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میزبان اور ہم امتی مہمان ہوئے۔

کیا ہی سچ فرمایا عاشق مصطفیٰ۔ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

حضرات! قرآن کریم کا ارشاد پاک سن لیا۔ اب محبوب خدا رسول اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ذیشان بھی سن لیجئے

(۱) مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۝ یعنی جس شخص نے میری زیارت کی میرے وصال شریف کے بعد تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوۃ، ج۱، ص ۲۴۱، الشفاء السقام، ص ۳۲)

اس حدیث شریف میں واضح اشارہ ہے کہ اے میرے غلامو! بے قرار ومضطرب اور سکون وقرار سے محروم لوگوں کو میری بارگاہ کرم میں اگر ویسے ہی سکون وقرار کا سرمایہ نصیب ہوگا اور زیارت کی لذت ودیدار کے انوار حاصل ہوں گے۔ جس طرح میری ظاہری حیات میں حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا رہا ہے اور میری قبر شریف کی زیارت میری ہی زیارت ہے، جو حدیث کے الفاظ سے ظاہر وثابت ہے۔

رحمت نے پکارا: میرے پیارے نبی اچھے اور سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت نے پکارا میرے عاشقو! میرے غلامو! میرے امتیو! سنو اور خوب غور وفکر سے کان لگا کر سنو کہ حج ادا کرنے اور کعبہ شریف کا دیدار کر لینے سے سارے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر جب تم میرے دربار رحمت ونور میں حاضر ہو جاؤ گے تو شک وشبہ کا ذرہ برابر بھی خیال نہ آئے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ شریف اور قبر انور کی زیارت سے کیا حاصل ہوگا۔

(۲) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ۞ یعنی جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد تو گویا اس شخص نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔

(مشکوۃ، ص ۲۴۱، شفاء السقام، ص ۱۸، طبرانی شریف)

میرا اُمتی سن لے! اور یقین جان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۳) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ۞ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (شفا ج ۲، ص ۸۳، الشفاء السقام، ص ۳، الایضاح، بزار، دارقطنی، ج ۲، ص ۲۷۸)

دوسری روایت میں ہے۔

(۴) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ۞ یعنی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔ (شفاء السقام، ص ۳، بزار)

صرف زیارت کی نیت: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۵) مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ. کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ ۞ یعنی جو شخص میری زیارت کے لئے آیا۔ میری زیارت کے علاوہ اسے اور کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔ (طبرانی معجم کبیر، ج ۱۲، ص ۲۲۵، دارقطنی، جذب القلوب، ص ۲۰۵)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن نصیب کرے کہ ہم مدینہ طیبہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی

بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں تو کسی اور کام یا حاجت کی نیت نہ رہے صرف ہمارا ارادہ اپنے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی حاضری ہی مقصود رہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

درود شریف:

(۶) مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا ٥
یعنی جس شخص نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کروں گا اور اس کے لئے شہادت دوں گا۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۷۴، شفاء السقام، ص ۸، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۷) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ٥
یعنی جس شخص نے قصداً، نیت کر کے میری زیارت کی وہ شخص قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ یعنی میرے بہت قریب ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۴۰، شفاء السقام، ص ۲۶، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

حضرات! حدیث شریف میں مُحتسبًا اور متعمدًا کا کلمہ بڑا معنیٰ خیز اور قابل غور ہے۔ جس کے ذریعہ واضح طور پر سمجھایا گیا ہے کہ زیارت کے لئے آنا قلب و روح کی تسکین کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بھی ہے۔
کسی صاحب ایمان سچے امتی کو اس سعادت عظمیٰ کے حصول میں کبھی غفلت و بے نیازی سے کام نہیں لینا چاہئے

(۸) مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ٥
یعنی جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو یقیناً اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا۔

(وفاء الوفا، ج ۲، ص ۳۹۸، کنز العمال، ج ۵، ص ۱۳۵، جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۹) مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ لَهٗ سِعَةٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ فَلَیْسَ لَهٗ عُذْرٌ ٥ یعنی میرے جس امتی کے پاس دولت و وسعت تھی پھر بھی اس امتی نے میری زیارت نہ کی تو اس کا کوئی عذر قابل قبول نہیں (جذب القلوب، ص ۲۰۶)

(۱۰) مَنْ حَجَّ اِلَى مَکَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ ٥

یعنی جس شخص نے حج کیا پھر میری زیارت اور میری مسجد کی زیارت کا قصد کیا تو اس شخص کے لئے دو مقبول حج لکھ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال، ج۵، ص۵۲، جذب القلوب، ص۲۰۶)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور، تربت پاک کی زیارت اور آپ کی بارگاہ میں حاضری کی نیکی وثواب کس قدر زیادہ اور عظیم ہے کہ زیارت کی سعادت پانے والا اور حاضری کے شرف سے مشرف ہونے والا دو حج مقبول کا ثواب پاتا ہے۔

بلکہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در اقدس کی حاضری اور آپ کی زیارت کے سبب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حج کعبہ بھی مقبول ومحبوب ہو جاتا ہے۔ (جذب القلوب، ص۲۰۶)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ

ان پر درود جن سے نوید ان بشریٰ ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

حضرات! ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کرم بالائے کرم کیا اور اپنی نورانی بارگاہ میں حاضری دینے والے اور زیارت کرنے والے مومنوں کو قیامت تک کے لئے ان کے حق میں دعا کرتے رہنے کا وعدہ فرمایا۔

اس لئے ہر امتی پر فرض ہے جب آپ کے در پاک پر حاضر ہو تو ایمان کامل اور یقین محکم رکھے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسے اپنی ظاہری حیات میں موجود تھے اور ہر آنے والے کی باتوں کو ملاحظہ فرما کر اس کے حق میں دعا فرماتے تھے بالکل اسی طرح آج بھی ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے مزار پاک میں نورانی قبر شریف کے اندر زندہ اور موجود ہیں اور ہر آنے والے کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور اس کی آہ وزاری اور فریاد کو سنتے ہیں اور اس کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ کیا ہی خوب فرمایا میرے آقا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اُن پر درود جن کو کس بے کساں کہیں

ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام

یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے

میری امت کے لئے میری حیات ووصال دونوں بہتر ہیں

(۱۱) حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَمَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَارَأَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَارَأَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ (کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۸۳)

یعنی میری حیات طیبہ تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال شریف بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تمہاری نیکیاں میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور تمہارے گناہوں کو میں دیکھ کر تمہارے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۲۷۵، کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۸۳)

آگاہ: حضرات! اس ارشاد پاک میں امت کو آگاہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اے میرے امتیو! ہمارے دربار میں آنے کے لئے ظاہری حیات کا زمانہ خاص نہیں ہے کہ میری ظاہری زندگی میں تو گنہگار اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے رہیں اور میرے وصال شریف کے بعد اس رعایت وسہولت سے محروم کر دیئے جائیں بلکہ سمجھایا گیا اور بتادیا گیا ہے کہ میری امت کے لئے استغفار و بخشش کا یہ رحمت و برکت کا سلسلہ برابر قیامت تک جاری وساری رہے گا اور جو بھی میرا امتی میرے در پاک، قبر شریف پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ، رحمٰن و رحیم، مولیٰ تعالیٰ سے معافی مانگے گا تو ہم اس خوش نصیب امتی کے حق میں استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش کر اس کی دعا کو قبول فرمالے گا اور یقینی طور پر وہ میرا امتی بخشا جائے گا۔

میرے آقائے نعمت امام عشق ومحبت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکیوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

اور فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

درود شریف:

انبیائے کرام زندہ ہیں

حدیث شریف ۱: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ٥ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیائے کرام کے جسموں کو کھائے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، ص ۱۱۸، الجواہر ابن حجر کی، ص ۲۵، حجۃ اللہ علی العالمین، ج ۱، ص ۱۳، القول البدیع، ص ۳۲۱، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۳۲۸)

حدیث شریف ۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے غمخوار نبی مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ ٥ انبیائے کرام علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(مسند ابویعلیٰ، ج ۶، ص ۱۴۷، مجمع الزوائد ج ۸، ص ۲۱۱، فیض القدیر، ج ۳، ص ۱۸۴، سراج منیر، ج ۲، ص ۳۵۶، فتح الباری شرح بخاری، ج ۶، ص ۳۵۲، جذب القلوب، ص ۲۰۷)

حدیث شریف ۳: ایک شخص مزار انور سے متصل اپنی دیوار میں کیل ٹھونک رہا تھا جس کی آواز مزار پاک تک پہونچ رہی تھی۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً آدمی بھیج کر منع کیا اور فرمایا۔

لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ قَبْرِہٖ ٥ یعنی ایذا نہ پہونچاؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ موجود ہیں۔

حدیث شریف ۴: مایۂ ناز محدث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ دو شخص مسجد نبوی شریف میں زور زور سے باتیں کر رہے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سائب بن یزید سے فرمایا کہ ان دونوں آدمیوں کو بلاؤ جو زور۔ زور سے باتیں کر رہے ہیں ان دونوں کو بارگاہ فاروقی میں حاضر کیا گیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ٥ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

یعنی تم دونوں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسجد میں۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۶۷)

اور آگے حضرت ملا علی قاری رحمۃ الباری آخری جملہ حدیث شریف کا یوں نقل کرتے ہیں کہ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تم دونوں کو سزا دیتا اور تم کو اتنا معلوم نہیں کہ مسجد کی کیا عزت ہوتی ہے اور پھر مسجد نبوی شریف جس میں عظمت و شرافت بہت زیادہ ہے اور فرمایا۔

اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَبْرِهٖ حَيٌّ وَقَالَ تَعَالٰى لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۞ اور مسجد شریف سے متصل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے قبر شریف میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قرآن کریم میں) کہ اپنی آوازوں کو میرے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج۲، ص۲۲۳)

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جملہ صحابہ کرام کا عقیدہ و ایمان تھا کہ محبوب خدا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

حدیث شریف ۵: مسلم شریف کی حدیث ہے کہ امام الانبیاء محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ ۞

شب معراج میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے ہوا جو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم شریف، ج۲، ص۲۶۸، جذب القلوب، ص۲۱۱)

حدیث شریف ۶: اسی طرح حدیث میں مذکور ہے کہ معراج کے دولہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج بیت المقدس تشریف لے گئے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور تمام انبیائے کرام نے ہمارے نبی مدینے والے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی (مشکوۃ شریف، ج۲، ص۵۲۸، جذب القلوب، ص۲۱۱)

اے ایمان والو! چھ مستند حدیثیں آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیں کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ

ہیں اور یہ بھی سن لیا کہ حضرت موسیٰ علیہم السلام اپنی قبر میں اور سارے انبیاء ورُسُل بیت المقدس میں کھڑے تھے۔ رکوع وسجدہ کیا اور ہمارے مدینے والے نبی مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

غور کرو اور سوچو! کیا قبر میں کھڑا ہونا، رکوع کرنا اور بیت المقدس میں انبیائے کرام سے ملاقات کرنا یہ جملہ افعال وحرکات وہ شخص کر رہا ہے جو مرکر مٹی میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارے افعال مردہ انجام دے سکتا ہے؟ تو آپ جواب دیں گے ہرگز نہیں، تو صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہتے ہیں تشریف بھی لے جاتے ہیں۔

اب چلتے چلتے بد دین اور بدعقیدہ دیوبندی، وہابی جماعت کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ملاحظہ فرمالیں۔

وہابیوں کا عقیدہ

نبی بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والے ہیں (تقویۃ الایمان، ص۱۳۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندہ کہا خود آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعد وصال اسی طرح زندہ ہوں جیسے وصال سے پہلے زندہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ دین ومحدثین اور آج تک کے بزرگان دین کا عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی قبر پاک میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے سلام وکلام کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے مدد بھی کرتے ہیں اس لئے ہر سنی مسلمان پر لازم ہے کہ گمراہ، بدعقیدہ، وہابی، دیوبندی جماعت سے دور رہے ورنہ ایک دن ایمان برباد ہونے کا ڈر ہے۔ خوب سوچو اور فیصلہ کرو کہ جو قوم اور جماعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف مردہ کہنے اور لکھنے پر اکتفا نہیں کرتی ہے بلکہ یہ کہتی ہے کہ نبی مرکر مٹی میں مل گئے، تو جو قوم ایسا گندہ عقیدہ رکھتی ہو تو گویا اس قوم اور جماعت کا اسلام وایمان اور عقیدہ مردہ ہوگیا ہے اور اس کا ایمان وعقیدہ بھی مرکر مٹی میں مل چکا ہے۔ جس کا ثبوت دنیا کے سامنے موجود ہے کہ مارے، کاٹے جا رہے ہیں اور اجاڑے اور برباد کیلئے جا رہے ہیں۔

حضرات! وہابیوں نے کس ذات کو مردہ اور مرکر مٹی میں مل جانے والا کہا ہے۔ زندگی خود اسی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ اور عطیہ ہے۔

حدیث لولاک! سے صاف ظاہر ہے کہ سب کچھ اسی ذات کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ وہابی، دیوبندی جیسے بے ایمان وبدعقیدے بھی اسی محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ وطفیل پیدا ہوئے۔ کچھ تو نمک کا حق ادا کرتے اور ان کے عظیم احسان کو پہچانتے! قبر کی تاریک واندھیری کوٹھری سامنے ہے اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔ اس کی ذات لامحدود ہے۔ کوئی مکان ہی نہیں جس میں اس کی پاک ذات سما سکے۔ اللہ تعالیٰ کے نور وکرم کا مجسمہ مدینے والے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر امتی کی قبر میں تشریف لاتے ہیں مومن عاشق کی قبر جگمگانے لگتی ہے۔ مومن خوش عقیدہ پہچان لیتا ہے کہ دنیا میں جس کا کلمہ پڑھا تھا۔ جن کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومتا تھا۔ مدد کے لئے ہر وقت جن کو یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہہ کر پکارتا تھا وہی ہمارے پیارے نبی اور اچھے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ گر ہیں۔

میرے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
لحد کے سرہانے عرب کے چاند آئے ہیں

مگر منافق، بدعقیدہ پہچان نہیں پائے گا۔ محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پہچاننا ہی اللہ تعالیٰ کے قہر وعذاب کے آنے کا سبب بن جائے گا۔ قبر وقیامت اور دوزخ میں ہمیشگی کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ایمان لے آؤ۔ عاشق مدینہ بن جاؤ۔ چہرہ روشن اور دل منور ہو جائے گا اور جنت کے حقدار بنا دیئے جاؤ گے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان ہو گیا

مومن اپنی قبر پر آنے والے کو پہچانتا ہے

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنے شناسا کی قبر پر گزرے اور سلام کرے تو قبر والا اس شخص کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اسی طرح بہت سی حدیثیں موجود ہیں جو عام مومنین کے زندہ ہونے کا ثبوت دیتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو جان ایمان ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ تو سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔

پیشوائے اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیا سے رُسل
اور رُسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

عاشق مصطفیٰ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ سلیمان نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جو لوگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔

کیا آپ ان کا سلام سنتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: نَعَمْ وَاَرُدُّ عَلَیْهِمْ ۝ ہاں میں سنتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۰)

اسی طرح کی ایک اور حدیث شریف ہے: ابن نجار نے ابراہیم بن بشار سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آیا۔ جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف پر پہونچا اور سلام عرض کیا تو قبر شریف کے اندر سے میں نے ایک آواز سنی کہ ارشاد فرماتے ہیں وَعَلَیْکَ السَّلَامُ۔ اسی طرح کی بہت سی حدیثیں منقول ہیں اور تمام علماء متفق ہیں کہ جان مسیحا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حیات میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا

ارشاد پاک ہے کہ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ ٥ یعنی میرا علم میرے وصال کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری ظاہری حیات میں تھا۔ (جذب القلوب، ص ۲۱۰)

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

تیسرا جمعہ..پہلا بیان

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

فضائل وخصائص

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! جان شان عدالت، مراد مصطفےٰ، دعائے محبوب خدا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مجدد اعظم دین وملت، امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

تمہید: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اللہ کی زمین عدل وانصاف سے بھر گئی دنیا میں حق وراستی اور دیانت داری کا سکہ رائج ہوا۔مخلوق خدا کے دلوں میں حق پرستی وپاک بازی کا جذبہ پیدا ہوا۔اسلام کے برکات وحسنات سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب وہیبت وجلال کا یہ عالم تھا کہ باطل ہر وقت لرزہ براندام رہتا تھااور باطل وظالم حکومتیں اور سلطنتیں خوف سے لرزتی تھیں۔

وہ عمر فاروق اعظم جن کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ سے دامن دعا پھیلا کر مانگا تھا، وہ عمر فاروق اعظم جن کے مسلمان ہونے سے کفر وشرک کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ گئی تھی اور باطل کے صنم کدوں میں کہرام مچ گیا تھا، اسلام کی بے بسی کا دور ختم ہو گیا تھا اور اسلام کی شوکت وسطوت کے نئے عہد کا آغاز ہو گیا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے آقائے نعمت وودولت مرشد کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ لطف وکرم کے چاند تارا تھے، جن کو آغوش رحمت نے بڑے ناز وانداز سے پالا تھا اسی سبب سے ان کی زبان پر حق گویا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا قلب وسینہ عشق خدا اور محبت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ تھا جس پر انوار خدا اور انوار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیہم نزول ہوا کرتا تھا۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام نامی آج بھی عدل وانصاف، دیانت وامانت، حق گوئی وبے باکی، جرأت وہمت کا نورانی اور عرفانی عنوان بن کر چمک رہا ہے

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی کا حال یہ تھا کہ لباس پر پیوند پر پیوند لگے ہوتے تھے مگر ان کی وسیع وعریض سلطنت میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا اور ان کا یہ اعلان تھا کہ اسلامی سلطنت میں کوئی کتا اور بکری بھی بھوکا نہ رہے ورنہ عمر سے اس کی باز پرس ہوگی۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی رعایا رات کو آرام سے سوتی تھی اور وہ خود راتوں کو جاگ کر پہرا دیا کرتے تھے۔

وہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا مقام ومرتبہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تمام صحابہ میں افضل واعلیٰ ہے۔

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف :۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال کے بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت تک چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں اور ایک روایت کے مطابق انتالیس مرد اور تیئس عورتوں کے بعد اسلام سے مشرف ہوئے۔ اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس یا چھبیس سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء، عربی ص ۸۶)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ونسب

آپ کا نام عمر ہے اور آپ کی کنیت ابو حفص ہے اور آپ کا لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام عنتمہ ہے جو ہشام بن مغیرہ کی بیٹی اور ابو جہل لعین کی بہن ہیں، آپ کا شجرہ نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آٹھویں پشت کے خاندانی شجرہ سے ملتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء، عربی ص ۸۶، طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۹)

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم: ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کبھی عمر بن خطاب یا ابو جہل کو دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اے اللہ تعالیٰ! ان دونوں میں جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے اپنے دین کو عزت وقوت عطا فرما۔ حدیث شریف کی روایت اس طرح سے ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَى عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ اَوْ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ دِيْنَكَ بِاَحَبِّهِمَا اِلَيْكَ ٥ (طبقات ابن سعد: ج ۳، ص ۵۸)

یعنی جب بھی ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عمر بن خطاب یا ابو جہل لعین کو دیکھتے تو دعا کرتے اے اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک محبوب ہے اس سے اپنے دین کو قوت و طاقت عطا فرما۔

وَكَانَ اَحَبُّهُمَا اِلَيْهِ عُمَرُ O ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ حضرت عمر تھے۔ (ترمذی: ج:۲،ص،۲۰۹)

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً O یعنی یا اللہ تعالیٰ خاص طور سے عمر بن خطاب کو مسلمان بنا کر اسلام کو عزت و طاقت عطا فرما۔ (ابن ماجہ: ص،۱۱، المستدرک امام حاکم: ج:۳،ص،۸۳)

حضرت عمر فاروق کا قبول اسلام

اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت و قوت کو دیکھ کر کفار و مشرکین گھبرا گئے۔ آخر ایک دن کفار مکہ جمع ہوئے ابو جہل نے مجمع میں اعلان کیا کہ جو شخص محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو قتل کرے گا (معاذ اللہ تعالیٰ) اس شخص کو انعام کے طور پر ایک سو اونٹ اور چالیس ہزار درہم دیا جائے گا، اس وقت حضرت عمر بھی موجود تھے۔ حضرت عمر نے کہا میں محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو قتل کروں گا، ننگی تلوار لی اور قتل کے ارادہ سے چل پڑے۔

حضرات! بے خبر حضرت عمر کو پتہ نہ تھا کہ اس ذات نور کو قتل کرنے جا رہا ہوں جس ذات پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خالق و مالک اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے، یہ وہ شمع نور و ہدایت ہے جو نہ بجھا ہے اور نہ ہی بجھایا جا سکتا ہے۔

آقائے نعمت و برکت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ

اور کسی نے کہا ہے:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

درود شریف:

بہر حال حضرت عمر چلے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ مل گئے، حضرت عمر کا تیور دیکھ کر فرمایا عمر! کہاں جا رہے ہو؟ حضرت عمر نے کہا میں آج محمد (صلی تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا فیصلہ کرنے جارہا ہوں۔ حضرت نعیم نے فرمایا: اے عمر! پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی حضرت عمر پلٹ پڑے اور بہن کے گھر پہنچے۔ اس وقت حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے دروازہ پر دستک دی، سوراخ سے دیکھا تو حضرت عمر تھے۔ حضرت خباب مکان کے دوسرے حصہ میں جا کر چھپ گئے اور بہن نے قرآن مجید کے وہ اوراق چھپا لئے جن پر سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی، گھر کے اندر آئے اور پوچھا یہ آواز کیسی آرہی تھی جو میں نے سنی؟ بہن اور بہنوئی دونوں گھبرا گئے۔ حضرت عمر نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر اپنے بہنوئی حضرت سعید کو مارنے لگے۔ بہن نے اپنے شوہر کو بچانا چاہا تو ان کو بھی اتنا مارا کہ بہن لہولہان ہو گئی۔ بہن حضرت فاطمہ اور بہنوئی حضرت سعید کہنے لگے کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں اور اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب تم سے جو ہو سکے کرلو! بہن نے فرمایا اے عمر! کان کھول کر سن لو! اگر تمہاری رگوں میں خطاب کا خون ہے تو میری رگوں میں بھی خطاب کا خون ہے۔ تم مار مار کر میری جان تو لے سکتے ہو مگر میرا ایمان نہیں لے سکتے۔ بہن کے جسم سے بہتا ہوا خون دیکھ کر اور بہن کی باتوں کو سن کر حضرت عمر کا دل نرم پڑ گیا اور بہن سے کہنے لگے کہ وہ کتاب مجھے بھی دکھاؤ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا کہ اے عمر لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس کتاب کو وہی ہاتھ لگا سکتا ہے جو پاک ہو۔ حضرت عمر نے غسل کیا اور قرآن مجید کے مقدس اوراق کو لیکر پڑھنے لگے۔ جب سورہ طٰہٰ کہ یہ آیت پڑھی۔

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (پارہ ۱۶، ع ۱۰)

یعنی بے شک میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

اب حضرت عمر کے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ کہنے لگے مجھے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلو! حضرت عمر کی باتوں کو سن کر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور فرمایا اے عمر! میں تم کو خوش خبری سناتا ہوں کہ کل کی رات میں میرے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ تعالیٰ عمر بن خطاب یا ابوجہل ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو، اس سے اسلام کو عزت وقوت عطا فرما۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے حق میں دعا قبول ہو گئی ہے

حضرت عمر، حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خدمت اقدس کی حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کوہ صفا کے قریب حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت حمزہ، حضرت طلحہ، اور بھی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھ کر سب کو تردد ہوا کہ عمر کیوں آرہے ہیں اور تلوار کے ساتھ آرہے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر خدمت کے لئے کھڑے تھے۔ فرماتے ہیں اگر عمر کی نیت اچھی ہے تو بہتر ورنہ ان کا سر قلم کردوں گا۔ جب حضرت عمر دارارقم کے دروازہ پر پہونچے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکان سے باہر تشریف لائے اور حضرت عمر پر نگاہ نبوت پڑی

جب سوئے عمر اٹھی وہ نگاہ انتخاب
کفر کٹ کے رہ گیا تیغ کام کر گئی

عمر سوئے نبی گئے نظر سوئے عمر گئی
پڑی نگاہ مصطفےٰ تو زندگی سنور گئی

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر کا دامن پکڑ کر فرمایا اے عمر! کیا فساد تم اس وقت تک کرتے رہوگے جب تک تم پر ذلت ورسوائی مسلط نہ ہوجائے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر پکار اٹھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ٥

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتنی بلند آواز سے اللہ اکبر کی تکبیر پکارے کہ مکہ مکرمہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں مستجاب ومقبول ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۸، تاریخ الخلفاء ص ۱۸۵)

میرے مرشد اعظم وشیخ اعظم پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگ پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بٹھایا اور تین مرتبہ اپنا دست نبوت وبرکت ان کے سینہ پر پھیرا اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اخْرُجْ مَافِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْہُ اِیْمَانًا یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلَاثًا ٥ یعنی یا اللہ تعالیٰ عمر کے سینہ میں جو غل وغش ہے اس کو نکال دے اور عمر کے سینہ کو نور ایمان سے منور ومجلیٰ فرمادے اور آپ نے اس طرح تین بار دعا کی۔

(المستدرک، امام حاکم، ج ۳، ص ۸۳)

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

سینہ کے ہیں داغ۔ داغ کہہ دو کریں باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروروں درود

حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں نے جشن منایا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور جان نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ ٥

یعنی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم حضرت عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں نے خوشی کا جشن منایا۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱، المستدرک، حاکم، ج ۳، ص ۸۳، تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۹)

حضرت عمر فاروق اسلام لائے تو مسلمانوں کو غلبہ عطا ہوا

حضرات! جس عظیم مقصد کے لئے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کے لئے بار بار دعا مانگی تھی اس کا نورانی نتیجہ بھی فوراً ظاہر ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ وَاللّٰہِ مَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ ظَاھِرِیْنَ حَتّٰی اَسْلَمَ عُمَرُ ٥

یعنی خدا کی قسم جب تک حضرت عمر ایمان نہیں لائے تھے تو ہم لوگ کعبہ کے پاس کھلے طور پر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ، تاریخ الخلفاء، ص۱۹۰)

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ ظَهَرَ نَصْرُ الْاِسْلَامِ وَدَعٰى اِلَيْهِ عَلَانِيَةً وَجَلَسْنَا حَوْلَ الْبَيْتِ حِلَقًا وَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَانْتَصَفْنَا مِمَّنْ غَلَظَ عَلَيْنَا ۞

یعنی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور اسلام کی تبلیغ اعلانیہ شروع ہوئی اور ہم لوگ حلقے بنا کر کعبہ شریف کے اردگرد بیٹھنے لگے اور کعبہ معظمہ کا طواف کرنے لگے۔ اب جو شخص ہم پر زیادتی کرتا۔ ہم اس سے بدلہ لینے کے قابل ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ، طبقات ابن سعد، ج۳، ص۵۹)

حضرت عمر فاروق کا حلیہ: ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قد اور موٹے بدن کے تھے۔ سر کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے۔ رنگ بہت گورا تھا جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ آپ کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے اور آپ کے مونچھوں کے کنارے کا حصہ بہت لمبا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۸۸)

حضرت عمر فاروق کی ہجرت: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا ہوں جس نے علی الاعلان ہجرت کی ہو۔ سب لوگوں نے کفار مکہ کے ڈر سے چھپ کر خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے۔ لیکن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الاعلان کعبہ معظمہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی۔ پھر کفار مکہ کے سردار لوگوں کے پاس آئے جو اس وقت کعبہ شریف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ایک کفار مکہ کے سردار کے پاس آ کر فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ۞ یعنی تمہارے چہرے خراب ہوں، بگڑ جائیں اور تمہارا برا ہو اور فرماتے جاتے تھے کہ تم میں کون شخص ہے؟ جو اپنی ماں کی گود خالی کرنا چاہتا ہے۔ تم میں کون شخص ہے جو اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہے۔ تم میں کون شخص ہے جو اپنی عورت کو بیوہ بنانا چاہتا ہے۔

اگر تم میں ہمت وطاقت ہے تو اس پہاڑی کے اس طرف آ کر مقابلہ کر لے۔ اس طرح مراد مصطفیٰ، اسلام کے شہزادہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزدل۔ ناپاک کافروں کو للکارتے رہے مگر ایک میں بھی ہمت وطاقت نہ تھی جو آپ کے مقابلہ میں آتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۸۸)

حضرت عمر فاروق کی رائے کے مطابق قرآن کا نزول

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی کسی معاملہ میں رائے دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کا حکم نازل فرماتا۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۲۰۹، اسد الغابہ، ج ۳، ص ۶۵۷، تاریخ الخلفاء ص ۲۵۲)

۱) بخاری اور مسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے موقعوں پر میرے رب تعالیٰ نے میری رائے کے مطابق قرآن کو نازل فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیارے آقا مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کروں۔ میں نے اپنے خیال اور ارادہ کو محبوب خدا پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے خیال وارادہ کے مطابق اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ○ یعنی مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو (بخاری، ج ۱، ص ۵۷، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر محبوب ومقبول ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال وارادہ کو توڑنا گوارہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال وارادہ کے مطابق آیت کریمہ کا نزول فرمایا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کا خیال وارادہ ظاہر فرمایا تھا مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں ان کا یہ خیال وارادہ اس قدر محبوب ومقبول ہوا کہ قیامت تک کے لئے کعبہ معظمہ کا حج کرنے والے تمام حاجیوں اور طواف کرنے والوں پر واجب ولازم کر دیا کہ کعبہ معظمہ کا طواف کرنے والا ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرے۔

پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ اگر مقام ابراہیم حضرت خلیل علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے تو مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز واجب الطواف حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت اور یادگار ہے۔

مگر منافق اور بدعقیدہ مسلمان کہتا ہے کہ ہم اللہ کے گھر کعبہ معظمہ کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں اس کے علاوہ کسی نبی اور ولی کی یادگار کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہی مانتے ہیں۔

تو ایسے منافق مسلمان کو چاہئے کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز نہ ادا کرے کیوں کہ خود مقام ابراہیم اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان کی وجہ سے اللہ کی نشانی ہے اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے نیک و محبوب بندہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت و یادگار ہے اور ایسے منافق و بدعقیدہ مسلمان کو چاہئے کہ زم زم کا پانی نہ پئے اس لئے کہ زم زم کا پانی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار ہے اور سعی کے لئے صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑ بھی نہ لگائے کیوں کہ سعی کرنا اللہ تعالیٰ کی نیک بندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت و یادگار ہے۔

اللہ والوں سے دور ہو گے تو اللہ تعالیٰ کے سچے دین، اسلام سے دور ہو جاؤ گے۔ اسلام کے تمام ارکان یا تو اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کی سنت و یادگار ہیں یا اللہ تعالیٰ کے کسی نیک و محبوب بندہ کی سنت و یادگار ہیں۔

اس لئے اللہ والوں سے محبت کرو اور ان سے قریب رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنا مقرب بندہ ہونے کا شرف نصیب فرمادے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

مومن ان کا کیا ہوا اللہ ان کا ہوگیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

درود شریف:

امہات المومنین کے لئے پردے کا حکم

بخاری، ج ۱، ص ۵۸ اور مسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ازواج مطہرات (یعنی آپ کی بیویاں) بھی موجود ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم فرمادیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط یعنی اور جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ (پ ۲۲، رکوع ۴، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۷)

منافق مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے

عبداللہ بن ابی منافق جب مرا تو اس کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس منافق مسلمان (جیسے آج کل وہابی، دیوبندی، تبلیغی، غیر مقلد، منافق مسلمان ہیں) کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت وہاں موجود تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ عبداللہ ابن ابی تو بڑا سخت دشمن خدا اور رسول اور منافق تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں بڑی برائیاں کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی قسم ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ (پ۱۰، رکوع ۱۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! جب ان منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو اس شخص پر کبھی بھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی اس منافق کی قبر پر کھڑا ہونا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۹۸)

اے ایمان والو! وہابی، دیوبندی، تبلیغی، غیر مقلد اور شیعہ، رافضی وغیرہم یہ سب کے سب منافق اور کافر ہیں۔ ان سب کے باطل عقیدے اور گندے نظریئے ان کی کتابوں میں آج تک موجود ہیں۔ جن کی بنیاد پر علمائے عرب و عجم اور بزرگان دین نے ان سب کو کافر و مرتد کہا اور اپنی کتابوں میں لکھا۔ امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسام الحرمین شریف میں اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت، شیر بیشہ سنت، مولانا حشمت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الصوارم الہندیہ میں۔ اور بھی بہت سے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں۔

ان بدعقیدوں اور منافقوں کی کفری عبارتوں کی وجہ سے ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ جس کا جی چاہے ان کتابوں کا مطالعہ کرلے۔ اس لئے ہم ایمان والوں پر فرض ہے کہ ہم ایمان والے کسی بھی منافق مسلمان، بدعقیدہ شخص کی نماز جنازہ ہرگز ہرگز نہ پڑھیں بلکہ شریک تک نہ ہوں اور نہ اس کی قبر پر جائیں ورنہ ایمان و عقیدہ تباہ و برباد ہونے کا خطرہ ہے۔

حضرات! ہر تعلق اور رشتہ ایمان کے تعلق اور رشتہ سے قائم ہوتا ہے اور جب ایمان ہی نہیں تو رشتہ داری اور برادری کا اسلام میں کوئی مقام و جگہ ہی نہیں ہے جیسا کہ بیان کی گئی آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کا فیصلہ منافق کے حق میں قتل ہے

بشر نامی ایک منافق مسلمان تھا اس منافق کا (ایک تلوار یا ایک زمین کے بارے میں) ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی ہو گئی۔

یہودی نے منافق مسلمان سے کہا میرے اور تمہارے درمیان جو لڑائی ہے اس کا فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کرالیں۔ منافق نے پہلے یہ رائے دی کہ ہم اپنا فیصلہ کعب بن اشرف یہودی سے کرائیں گے۔ یہودی کے بار بار اصرار پر کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اچھا فیصلہ کرنے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ہم یہ فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی سے کرائیں گے۔ منافق مسلمان بادل ناخواستہ مجبور ہو کر راضی ہو گیا۔ منافق مسلمان اور یہودی دونوں اپنا مقدمہ لے کر ہمارے آقا محبوب خدا عادل ومنصف رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاملہ کی تحقیق کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔

منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا باہر نکل کر کہنے لگا یہ فیصلہ ٹھیک نہیں ہوا ہے۔ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے جو فیصلہ دیا ہے وہ مجھے منظور نہیں ہے (ہائے افسوس منافق مسلمان تیری نماز وداڑھی پر۔ اسی طرح آج کے بھی بہت سے داڑھی ونماز والے منافق مسلمان ہیں جو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر طرح طرح کے سوال کرتے نظر آتے ہیں۔

الغرض! منافق مسلمان۔ قہر قہار میں گرفتار ہو چکا تھا اور اس منافق کی شامت آچکی تھی۔ کہنے لگا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے ٹھیک فیصلہ نہیں کیا ہے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے فیصلہ کراتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کردیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ منافق مسلمان اور یہودی! دونوں مراد مصطفےٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عدالت میں مقدمہ لیکر پہونچے۔ یہودی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو سارا واقعہ بیان کردیا کہ اے عمر فاروق اعظم یہ فیصلہ جو آپ کے دربار میں لایا گیا ہے۔ یہ مقدمہ آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہلے پیش ہو چکا ہے۔ اور آپ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

میرے حق میں فیصلہ دیدیا ہے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فیصلہ فرمادیا ہے تو میرے پاس کیوں آئے ہو؟ یہودی نے بتایا کہ یہ شخص جو (منافق) مسلمان ہے وہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فیصلہ کریں وہ ہم کو منظور ہوگا اس لئے ہم یہ فیصلہ آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ میں فیصلہ کردیتا ہوں یہ فرما کر آپ اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور میان سے تلوار نکال کر باہر آئے اور منافق مسلمان کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر قلم ہوگیا اور ارشاد فرمایا جس شخص کو میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے اس شخص کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔

منافق مسلمان جب قتل کردیا گیا تو اس منافق کے رشتہ دار دوسرے منافق سب ایک ساتھ جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مومن، اور مسلمان کو قتل کردیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی مومن اور مسلمان کو قتل نہیں کرسکتے؟ مگر تمام منافقین مطالبہ کررہے تھے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مومن اور مسلمان کو قتل کیا ہے اور اسلام میں قصاص ہے یعنی قتل کا بدلہ قتل۔ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا تم نے کسی مومن اور مسلمان کو قتل کیا ہے؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے کسی مومن اور مسلمان کو قتل نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے۔ اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والے کو قتل کیا ہے۔ بس اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید وحمایت میں اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (پ۵، رکوع ۶) یعنی اے محبوب تمہارے رب تعالیٰ کی قسم وہ لوگ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کرلیں۔ (تفسیر خازن، ج ۱، ص ۴۶۱، تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۲۲۸، تفسیر جلالین وصاوی، تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۰)

نائب فاروق اعظم مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:

حضرت عمر کے سبب رمضان کی رات میں کھانا، پینا حلال ہوا

اسلام سے پہلے تمام شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا، پینا اور بیوی کے قریب جانا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں بھی باقی رہا۔ ایک مرتبہ رمضان شریف کی رات میں عشاء کی نماز کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیوی سے قربت اختیار کر لی مگر پھر بہت نادم اور شرمندہ ہوئے۔ اپنے محبوب آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم وبخشش میں حاضر ہوئے اور بیوی سے قربت کا واقعہ بیان کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ O (پ۲، رکوع۷)

یعنی روزوں کی راتوں میں تمہاری عورتوں کے پاس جانا (یعنی اپنی بیوی سے) قربت اختیار کرنا تمہارے لئے حلال ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۹۹)

حضرت عائشہ صدیقہ پر لگائی گئی تہمت کو باطل قرار دیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب تہمت لگائی گئی تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور میں عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ نکاح کس نے کیا تھا؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ سے آپ کی بیوی عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے عیب کو چھپایا ہوگا (یہ ممکن ہی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر یہ سب کچھ بہتان والزام ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ بس اسی طرح اور انہیں الفاظ کے ساتھ جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ O (پ ۱۸، رکوع ۸)

ترجمہ: الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۹) (کنزالایمان)

حضرات! مفسر کبیر علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے اکیس مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی تائید وموافقت میں آیات قرآنی کا نزول فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۸)

حضرت عمر فاروق اعظم کے فضائل میں احادیث کریمہ

حضرت عمر کا لقب، فاروق (۱): حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ وَھُوَ الْفَارُوْقُ فَرَّقَ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ O

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر جاری کردیا ہے اور عمر کے دل میں حق کو نقش کردیا ہے اور وہ، فاروق ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعہ حق وباطل کے فرق کو واضح کردیا ہے۔

(ابوداؤد، ج ۲، ص ۵۵، مشکوۃ، ص ۵۵۷، طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۵۸، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۹۱۵)

(۲) محدث کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو حضور جان نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مکان کے اندر چھپ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کے ایمان لانے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیا) تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہم حق پر ہیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں؟ تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے عمر فاروق تمہاری قوم علی الاعلان کعبہ میں مجھ کو نماز نہیں پڑھنے دیتی ہے اس لئے میں مکان کے اندر چھپ کر اپنے رب تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم سب مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسری صف میں میں خود تھا اور اسی طرح ہم سب غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صفوں کی شکل میں مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ کفار و مشرکین نے مجھے اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مسلمانوں کے گروہ کے ساتھ دیکھا تو ان سب کو بہت صدمہ ہوا۔ اسی دن محبوب خدا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق، کا لقب عطا فرمایا۔ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح ہو گیا۔ ملخصاً (تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۹)

حضرت عمر فاروق کے خوف سے شیطان بھاگتا ہے

(۳) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ ٥

یعنی بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ جناتوں کے شیطان اور انسانوں کے شیطان دونوں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ڈر سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۵۸)

(۴) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی صحیح کی کتاب المناقب میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے؟ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

مَـالَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّاقَطُّ اِلَّاسَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ٥ یعنی شیطان اس راہ پر نہیں آتا ہے جو راستہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوتا ہے۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۰)

اے ایمان والو! بیس رکعت نماز تراویح کی جماعت خدائے تعالیٰ کے دوست پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مراد و دعا اور شیطان مردود کے دشمن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمایا۔

تو ثابت یہ ہوا کہ بیس رکعت تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی سنت مبارکہ ہے اور غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح کی جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور بیس رکعت تراویح کی جماعت تو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شروع کی ہے اور ہم اہل حدیث ہیں۔ ہم لوگ وہی کام کرتے ہیں جس کا ثبوت سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھتے ہیں۔

حضرات! مذکورہ حدیث شریف جو صحیح بخاری کی ہے۔ اس کو بغور ملاحظہ فرمالیں انشاءاللہ تعالیٰ اہل حدیث کہلانے والوں کا حدث وناپاکی ظاہر وثابت ہوجائے گی۔

حدیث شریف: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ شیطان اس راہ پر نہیں آتا ہے جو راستہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ا، ص ۵۲۰)

اس حدیث مبارک نے واضح طور پر ثابت کردیا کہ غیر مقلدین اہل حدیث کہلانے والے شیطان ہیں۔

اس حدیث شریف کو بغور سن لیں اور یاد کرلیں اور جب کوئی غیر مقلد اہل حدیث کہلانے والا شخص مل جائے تو اس کے سامنے اس حدیث شریف کو بیان کریں تاکہ حق وسچ ظاہر ہوجائے اور باطل وجھوٹ ''عیاں ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدوں وہابیوں کے شر وفتنہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں (۵): عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

عمر با من است ومن با عمرم وحق با عمر است ہر جا کہ باشد۔ یعنی عمر فاروق مجھ سے ہیں اور میں عمر فاروق سے ہوں اور عمر جس جگہ ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۲۶)

اگر باب نبوت کھلا ہوتا تو عمر فاروق نبی ہوتے (۶): ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی اب قیامت تک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور ارشاد فرمایا لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابُ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطاب نبی ہوتے۔ (ترمذی: ج:۲: ص ۲۰۹، المستدرک: ج:۳، ص: ۸۵، مشکوۃ: ص ۵۵۸)

اللہ اکبر! کیا شان وعظمت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اگر میرے پیارے نبی

خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد باب نبوت کھلا رہتا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔

حضرت عمر فاروق امت کے محدث ہیں (۷): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے۔

فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّہٗ عُمَرُ ٥ یعنی میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

(بخاری: ج:۱،ص ۵۲۱، مشکوٰۃ:ص ۵۵۶، مدارج النبوۃ: ج:۲،ص ۹۱۵)

محدث کسے کہتے ہیں (۱): حضرت علامہ ابن حجر فتح الباری میں رقمطراز ہیں کہ۔

محدث وہ شخص ہوتا ہے جس کو من جانب اللہ الہام کیا جائے۔ عالم بالا سے جس کے دل میں حقائق کو القا کیا جائے، بغیر ارادہ اور قصد کے جس کی زبان، حق کی ترجمان بن جائے یعنی اس کی زبان سے جو باتِ نکلے وہ حق اور سچ ہو۔

حضرات! ایسے جامع الکمالات شخصیت کو محدث کہتے ہیں۔

(۲) مفسر کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریخ الخلفاء:ص ۱۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اعظم، معلم معظم، نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم محدث کیسا ہوتا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان سے فرشتے بات کریں ایسا شخص محدث ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی دین داری (۸): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں وہ سب لوگ قمیص پہنے ہوئے ہیں، کسی کی قمیص اس کے سینہ تک ہے اور کسی کی قمیص اس سے کچھ نیچے ہے۔

وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ اِجْتَرَّہٗ قَالُوْا فَمَااَوَّلْتَہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ، اَلدِّیْنُ ٥
یعنی جب حضرت عمر فاروق کو پیش کیا گیا تو ان کی قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ قمیص زمین پر گھسٹتی جارہی تھی، اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ دین۔

(بخاری، ج۱،ص ۸، مسلم، مشکوٰۃ شریف:ص ۵۵۷، تاریخ الخلفاء:ص ۱۹۳)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین وتقویٰ بہت زیادہ اور بلند تھا۔

حضرت عمر فاروق کا علم (۹): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں دودھ نوش کر رہا ہوں، دودھ کی تازگی میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے بچا ہوا دودھ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس کی تعبیر کیا ہے؟ تو فرمایا: علم۔ (بخاری، ج ۱، ص ۱۸، مسلم: ج ۲، ص ۲۷۴، تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۱)

اے ایمان والو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا بچا ہوا دودھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا کر ان کے سینہ کو علم و معرفت کا مدینہ و گنجینہ بنا دیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دودھ اپنے محبوب و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیا تھا اس دودھ کا حق اپنی زندگی کے آخری لمحات تک ادا کرتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ آپ کی ذات نے دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور منافقوں کو قتل کیا اور ان کے حق میں قہر الٰہی بن جایا کرتے تھے۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ بروز قیامت سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا

(۱۰) ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سلام فرمائے گا اور مصافحہ کرے گا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱، حاکم، تاریخ الخلفاء: ص ۱۹۲)

جب تک حضرت عمر ہیں اسلام میں فتنہ و فساد نہیں ہوگا (۱۱): حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے مدنی آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی وجہ سے فتنہ و فساد کے دروازے بند ہیں اور جب تک وہ زندہ رہیں

گے اس وقت تک تم لوگوں کے درمیان کوئی شخص پھوٹ اور فتنہ وفساد نہیں ڈال سکے گا۔ (الملز ار تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۳)

اے ایمان والو! آج کا ماحول اتنا خراب و برباد ہو چکا ہے کہ کوئی جگہ اور کوئی مکان بھی فتنہ وفساد سے محفوظ نہیں نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اسلام وایمان کی جگہیں اللہ تعالیٰ کا گھر مسجدیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گھر مدرسے بھی فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن کر رہ گئے ہیں۔ الاماشاء اللہ تعالیٰ

حضرات! ضرورت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی سچے نائب وغلام کی، جو مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کردے اور مسلمانوں کے درمیان فساد و پھوٹ ختم کر کے مسلمانوں کو ایک اور نیک ہونے کا موقعہ فراہم کردے۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارے رحمن ورحیم رب تعالیٰ! ہماری دعاؤں کو شرف قبول عطا فرما، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اور آپ کے جانثار خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ اور ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم اور ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز اور ہمارے مرشد اعظم حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم مصطفیٰ رضا اور ہمارے شیخ تیرے ولی حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا صدقہ وطفیل سنی مسلمانوں پر رحم فرما، کرم فرما اور ہمارے آپس کے اختلاف وانتشار کو دور فرما کر ہم غلامان غوث وخواجہ اور رضا کو دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پرخلوص خدمت کی توفیق نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عمر فاروق کی محبت وعداوت (۱۲): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت وبرکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا **مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ** ٥ یعنی جس شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بغض وعداوت رکھا اس شخص نے مجھ سے بغض وعداوت رکھا اور جس شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت والفت کی اس شخص نے مجھ سے محبت کی۔

(طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء، ص ۱۹۴)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ مراد مصطفےٰ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ کس قدر بلند اور عظیم ہے کہ اللہ کے حبیب امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد رکھنا مجھ سے بغض وعناد رکھنا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت والفت کرنا مجھ سے محبت والفت کرنا ہے۔

حضرات! رافضی، شیعہ، بوہرے وغیرہ جو لوگ بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ودشمنی

رکھتے ہیں اوران کی شان میں بیہودہ الفاظ بولتے نظر آتے ہیں گویا وہ لوگ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض ودشمنی رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض ودشمنی کا صلہ وبدلہ نار جہنم ہے تو ظاہر اور ثابت یہ ہوا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض ودشمنی رکھنے والے رافضی، شیعہ اور بوہرے سب کے سب ناردوزخ کے حقدار اور جہنمی ہیں۔

حضرت عمر فاروق کے لئے اسلام رویا (۱۳): ابی بن کعب سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے تھے کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال پر اسلام روئے گا۔ (طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء، ص۱۹۴)

فضائل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی دشمنی کفر ہے

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے محبوب ومقبول نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُھُمَا کُفْرٌ ۝ یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی محبت ایمان ہے اوران دونوں سے بغض رکھنا کفر ہے۔ (جامع صغیر: ج۱، ص۱۴۶)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق کی محبت بخشش کا سامان ہے

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے تو میں نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت نور ورحمت میں عرض کیا کہ میرے پاس قیامت کے دن کے لئے کوئی تیاری نہیں ہے۔ ہاں، ایک تیاری میں نے قیامت کے دن کے لئے کر رکھی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں تو میرے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے دن اسی کے ساتھ رہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس فرمان ذیشان کو سن کر میں بڑا خوش ہوا کہ میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھتا ہوں۔ اور ان کی محبت کی وجہ سے امید ہے کہ قیامت کے دن میں انہیں کے ساتھ رہوں گا۔ (ازالۃ الخفاء: ج:۱،ص،۱۷۷)

حضرات! معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعقیدت بخشش ونجات کا سامان ہے۔

مولیٰ علی کا قول ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے فضائل میں

(۳) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہی شخص محبت کرے گا جو مومن متقی ہوگا اور ان دونوں سے وہی شخص بغض ودشمنی رکھے گا جو فاجر و بد بخت ہوگا۔

اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان وعظمت تھی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین ضعفاء پر نرمی فرماتے اور مظلوموں کے مددگار تھے اور ظالموں پر سخت تھے۔ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اسلام کو عزت دی۔ (ابن جوزی: ص ۱۳۵)

حضرت مولیٰ علی کا ارشاد

(۴) حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان وعظمت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہدایت کے امام تھے وہ دونوں اصلاح کرنے والے اور کامیابی حاصل کرنے والے تھے، وہ دونوں دنیا سے اس طرح تشریف لے گئے کہ شکم سیر نہ تھے۔ (طبقات ابن سعد: ج:۳:ص ۵۰)

مولیٰ علی کا فرمان ابوبکر وعمر فاروق امت میں سب سے بہتر ہیں

(۵) سرچشمۂ ولایت ابوالحسن والحسین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ۔

خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ٥ یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق اور پھر حضرت عمر فاروق ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (صواعق محرقہ ابن حجر مکی: ص: ۱۳۰)

چاروں یار کی فضیلت

(۶) محدث جلیل حضرت علامہ ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ علم ومعرفت کے سفینہ سرکار مدینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ اِسَاسُهَا وَعُمَرُ حِیْطَانُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِیٌّ بَابُهَا ٥ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد ہیں اور عمر فاروق اس کی دیوار ہیں اور عثمان غنی اس کی چھت ہیں اور مولیٰ علی اس کے دروازہ ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ: ج:۱۱ص:۳۳۶)

ابوبکر صدیق کی نگاہ میں عمر فاروق

(۷) افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا مقام ودرجہ ہے بغور سماعت فرمائیے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح پکارا۔

یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں بہترین!

اس بات کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمہارے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔

مَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ ٥ یعنی سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر ہو۔ (مشکوٰۃ،ص:۵۵۸)

مولیٰ علی کی نظر میں شان عمر فاروق

(۸) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم لوگ نیکوں کا ذکر کرو تو حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر کرو اور حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کبھی فراموش نہ کرو کیوں کہ کچھ بعید نہیں کہ ان کا قول الہام ہو اور فرشتے کی زبانی بیان کر رہے ہوں۔ (طبرانی شریف، تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۵)

مولیٰ علی کو عمر فاروق کی بات بہت پسند تھی

(۹) حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقوال کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اقوال سب سے زیادہ عزیز اور پسند ہیں۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۵)

مولیٰ علی نے فرمایا عمر فاروق کی قبر روشن رہے

(۱۰) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسجدوں میں قندیلیں جل رہی ہیں اور مسجدیں روشن ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کی جارہی ہے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر ابن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو روشن ومنور کردے جس طرح تم نے اللہ تعالیٰ کے گھر مسجدوں کو روشن ومنور کیا ہے۔ (کنز العمال: ج:۴، ص:۲۸۴، اسد الغابہ: ج:۳، ص:۶۶۹)

اے ایمان والو! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات وفرمودات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس درجہ چاہتے تھے اور محبت کرتے تھے کہ صاف اور واضح طور پر دعا دیتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کو روشن ومنور کردے اور یقیناً حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک روشن ومنور تھی اور آپ کے کارنامے اور خدمات روشن ومنور ہیں اور آپ کی قبر انور سرکار نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گنبد خضرا میں روشن ومنور ہے اور رافضی، شیعہ، بوہرے جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن اور گستاخ ہیں وہ سب مرتے ہی ان کا چہرہ خنزیر یعنی بد جانور کی شکل وصورت میں بدل جاتا ہے اور ان کی قبر عذاب الٰہی کا گہوارہ اور دوزخ کی آگ کا گڑھا بن جاتی ہے۔ یہ سب عذاب وقہر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی اور گستاخی کا نتیجہ ہے۔

حضرات! جن لوگوں کو شیعوں بوہروں کے برے انجام کا یقین نہ ہو ان لوگوں کو چاہئے کہ کسی شیعہ، بوہرہ کی میت کو دیکھ لے اور اس کی قبر کو کھول کر حقیقت حال کا مشاہدہ کرلے جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے بدتر معاملہ کا پتہ چل جائے گا الامان والحفیظ اللہ تعالیٰ اپنے امان وپناہ میں رکھے۔ امین ثم امین۔

امام جعفر صادق کی نگاہ میں ابوبکر وعمر فاروق

(۱۱) باغ علی کے مہکتے ہوئے پھول سید السادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھلائی کے ساتھ یاد نہ کرے تو میں ایسے شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں (تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۷)

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

تیسرا جمعہ.......................................دوسرا بیان

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

فتوحات و کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

محدث کبیر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کے لئے نامزد فرمایا۔

اور زہری کہتے ہیں کہ اسی دن حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ہوا۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۸)

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال شریف سے پہلے حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مہاجرین وانصار میں سے کچھ لوگوں کو بلایا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق مشورہ کیا، سب کے اتفاق رائے سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین میں

اعلان کیا کہ میں نے عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے اور اسی میں تمہارے لئے بھلائی اور بہتری ہے تو ہر شخص کو چاہئے کہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرے۔ (طبقات ابن سعد: ج:۳:ص:۴۲، تاریخ ابن خلدون: ج:۱،ص:۲۷۰)

حضرت عمر فاروق کی خلافت پر اعتراض تمام صحابہ پر اعتراض ہے

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے یہ خیال کیا کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے تو اس شخص نے صرف ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کو خطا کار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس شخص نے تمام مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خطا کار ثابت کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۱۹۶)

خلافت فاروقی میں فتوحات

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شام، عراق، ایران، مصر، اسکندریہ، دمشق، حمص، اردن، بیت المقدس، فلسطین، بیسان، طبریہ، خوزستان، جربیان، طبرستان، آذربائجان، خورسان، مکران، اور بلوچستان کے بھی بہت سے علاقے فتح ہوئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وسیع وعریض سلطنت کا رقبہ تقریباً ساڑھے بائس لاکھ مربع میل سے زیادہ تھا۔

ایک عظیم جنگ: جنگ قادسیہ کا شمار دنیا کی اہم ترین جنگوں میں ہوتا ہے۔ قادسیہ عراق کا ایک بڑا اور خوبصورت شہر تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں چھتیس ہزار کا لشکر جرار شہر قادسیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر قادسیہ پہنچ کر یہاں کے حالات کے متعلق امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر کو جواباً خط لکھا کہ اہل فارس کی جنگی تیاری اور فوج کی کثرت کو دیکھ کر پریشان نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا، فتح ونصرت اسلام کی ہوگی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق چند مسلمانوں کا وفد بادشاہ فارس یزدگرد کے عالیشان دربار میں پہنچا، بادشاہ فارس یزدگرد بڑا ظالم اور متکبر بادشاہ تھا، مسلمانوں کے وفد کے امیر حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ فارس کے سامنے محبوب آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی بعثت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مبارک تعلیم کا ذکر کیا اور بادشاہ فارس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کی اور فرمایا اے بادشاہ سن لے اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے ہو تو جزیہ ادا کرو اور اسلام کے وفادار بن کے رہو اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہیں ہیں تو ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ تلوار کرے گی۔

بادشاہ فارس کو مسلمانوں کی حق و سچ باتیں بہت ناگوار لگیں اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔

بادشاہ فارس نے رستم نام کے شخص کو کمانڈر بنا کر ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں اور تین سوں ہاتھیوں کے ساتھ رستم کو جنگ کے لئے قادسیہ روانہ کیا، رستم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ شہر قادسیہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔

جنگ قادسیہ کا واقعہ تفصیل طلب ہے

مختصر یہ ہے کہ میدان میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں، لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور حق و باطل کا معرکہ شروع ہو گیا، تلواریں چلنے لگیں جسم کٹنے لگے، خون کی ندیاں بہہ گئیں، کتنا زبردست حملہ تھا کہ ایک دن میں دس ہزار کافر قتل ہوئے اور دو ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ چند روز تک جنگ ہوتی رہی دشمن کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور کافروں کی فوج کا کمانڈر رستم بھی مارا گیا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شاندار فتح و کامیابی عطا کی، تمام عرب کی نگاہیں اس جنگ قادسیہ پر لگی ہوئی تھیں اور سب سے زیادہ خود امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتظر تھے، روزانہ صبح ہوتے ہی مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لاتے اور شہر قادسیہ کے راستے پر کھڑے ہو کر قاصد کا انتظار کرتے۔

ایک دن معمول کے مطابق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ سے باہر قادسیہ کے راستے پر کھڑے تھے اور حالات کو جاننے کے لئے قاصد کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آتا ہوا نظر آیا آپ اس شخص کے پاس تشریف لائے اور اس شخص سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ شخص شہر قادسیہ سے آرہا ہے اور وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد ہے اور فتح و کامیابی کی خوشخبری لے کر آیا ہے۔ اس اونٹ سوار سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ امیر المومنین اس اونٹ سوار کے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے تھے، حالات پوچھتے جاتے تھے اور وہ اونٹ سوار اونٹ پر بیٹھا بیٹھا تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا، وہ شخص اونٹ سوار یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے اونٹ کے ساتھ دوڑنے والی ذات اور سوال کرنے والی ہستی کون ہے؟ جب مدینہ طیبہ میں داخل

ہوئے تو لوگوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ یہ سن کر قاصد ڈر سے کانپنے لگا اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے مجھے بتایا نہیں، مجھ سے آپ کی بے ادبی اور گستاخی ہوگئی ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرمایا: میرے بھائی کوئی بات نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی خدمت میں خط پیش کیا۔ جس میں شاندار فتح وکامیابی کی بشارت لکھی ہوئی تھی۔ (ابن خلدون: ج:۱:ص:۲۷۵)

مدائن شہر کی فتح

شہر قادسیہ کی فتح کے بعد امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایران کے دار السلطنت مدائن جانے کا حکم دیا۔ جب اسلامی فوج نے مدائن کی طرف رخ کیا تو بادشاہ فارس یزدگرد اپنا شاہی محل قصر ابیض چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگ گیا۔ مدائن اور کسریٰ کے محل میں جانے کے لئے بیچ میں دریائے دجلہ حائل تھا، لشکر اسلام کے امیر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر مجاہدین نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیے اس وقت حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام سے فرمایا: ڈرو نہیں، موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (پ۴، رکوع۶)

ترجمہ: اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی۔ سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

حضرات! لشکر اسلام کی ہمت وطاقت اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسے کا یہ عالم تھا کہ دریا میں گھوڑے دوڑائے چلے جا رہے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ ان کے دل ودماغ سکون واطمینان سے لبریز تھے، انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید پر پورا پورا بھروسہ تھا، ان اسلامی فوجیوں میں حضرت سلمان فارسی اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ دریا کو پار کرتے ہی اسلامی لشکر نے حملہ کر دیا اور اسلامی فوج کسریٰ کے محل میں داخل ہوگئی۔ کسریٰ کا محل دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا اس تعمیر میں رومی اور یونانی فن تعمیر کی تمام نزاکتیں موجود تھیں۔ اس کے بڑے بڑے گنبد میلوں دور سے نظر آتے تھے جنہیں دیکھ کر انسان حیران ہوتا، محل کے صحن میں حسین وجمیل ہرے بھرے باغات تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے عجائبات ونوادر کو دیکھ کر قرآن کریم کی یہ آیات پڑھیں۔

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّ زُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ (پ۲۵، رکوع۱۴)

ترجمہ: کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور نعمتیں جن میں فارغ البال تھے۔ہم نے یوں ہی کیا اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا، تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے۔اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔ (کنزالایمان)

کسریٰ فتح ہو گیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسلامی لشکر کا کسریٰ کے خزانوں پر قبضہ ہو گیا جس میں تقریباً تیس کھرب دینار اور سونے چاندی کے برتن قیمتی جواہرات اور بہت سے سامان اور مال و دولت مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔

کسریٰ پر فتح کی بشارت اور اس کے خزانوں پر قبضہ کی خوش خبری آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دی تھی۔

لَتَفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى یعنی یقیناً تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ (بخاری: ج:۱:ص:۵۰۸)

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ فتح ہوا اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب بھی تھا جہاں بے شمار خزانہ، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات مدینہ طیبہ میں لائے گئے اور بیت المال میں جمع ہوئے انہیں خزانوں میں شاہ ایران کسریٰ کا کنگن جو سونے کا تھا وہ کنگن بھی تھا۔حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کے کنگن کو حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا۔ (خصائص کبریٰ: ج:۲:ص:۱۱۳)

اور کسریٰ بادشاہ کا تاج جس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے یہ تاج اور چمکتا ہوا شاہی لباس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اعرابی کو پہنا دیا۔

اس موقعہ پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا: یا اللہ تعالیٰ! تو نے یہ شاندار فتح و کامیابی اور شاہی خزانے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں نہیں عطا فرمائے۔حالانکہ وہ دونوں تجھے مجھ سے زیادہ محبوب تھے۔یہ انعامات تو نے مجھے عنایت فرمائے۔ یا اللہ تعالیٰ! میں پناہ مانگتا ہوں کہیں یہ میری آزمائش و امتحان نہ ہو رہی ہو (ابن خلدون: ج:۱:ص:۲۸۲، البدایہ والنہایہ: ج:۷:ص:۱۰۳)

فتح بیت المقدس: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کے علاقہ کو فتح کرنے کے لئے امیر لشکر مقرر کیا حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شام کے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا تو بیت المقدس کی طرف رخ کیا مگر عیسائی مقابلہ نہ کر سکے، عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست پیش کی اور یہ شرط رکھی کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیت المقدس تشریف لے آئیں اور صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر ہم لوگ مسجد اقصیٰ کی چابیاں ان کے حوالے کر دیں گے۔

حضرات! اصل معاملہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے آسمانی کتاب انجیل میں لکھا ہوا دیکھا تھا کی بیت المقدس کا

صحیح اور سچا وارث وہ نیک شخص ہوگا جو نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سچا جانشین اور خلیفہ ہوگا، پیوند لگے کپڑے پہنتا ہوگا اور جب بیت المقدس پر فتح کے لئے آئے گا اور جب بیت المقدس میں داخل ہو رہا ہوگا تو سواری پر اس کا غلام بیٹھا ہوگا اور وہ خود امیر المومنین ہوتے ہوئے سواری کی رسی پکڑ کر چل رہے ہوں گے، ان نشانیوں کو دیکھنے کے لئے یہ تمام حیلے اور شرائط عیسائیوں نے رکھے تھے اور یہ تمام نشانیاں امیر المومنین میں دیکھنا چاہتے تھے۔

الغرض حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں مدینہ طیبہ خط لکھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی آمد پر موقوف ہے آپ تشریف لے آئیں۔ جب خط دربار خلافت میں پہنچا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ جو اس وقت مدینہ طیبہ میں موجود تھے ان سے مشورہ کیا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ بیت المقدس ضرور جائیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور تمام امور خلافت کی ذمہ داری سپرد کر کے تنہا اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس کے لئے روانہ ہو گئے۔ تمام مملکت اسلامیہ کے امیر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اونٹ سواری کے لئے، اونٹ پر دو تھیلے تھے، ایک میں جو کا آٹا اور دوسرے میں کچھ کھجوریں تھیں اور ایک پانی کا مشکیزہ بھی ساتھ میں لیا۔ دنیائے اسلام کے بادشاہ کا کل سامان یہ تھا نہ فوج تھی نہ ہی خدام کا کوئی لشکر تھا اور آپ جو قمیص پہنے ہوئے تھے اس میں پیوند لگے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ صرف ایک غلام تھا چلتے وقت حضرت امیر المومنین نے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ ایک منزل امیر المومنین اونٹ پر سوار رہیں گے اور غلام اونٹ کی رسی پکڑ کر چلے گا اور دوسری منزل پر غلام اونٹ پر سوار ہوگا اور امیر المومنین اونٹ کی رسی پکڑ کر چلیں گے، جب بیت المقدس میں داخل ہونے کے قریب ہوئے اور بیت المقدس کے پاس پہنچے تو غلام کے اونٹ پر سوار ہونے کی باری تھی اور امیر المومنین اونٹ کی رسی ہاتھ میں پکڑے آگے آگے چل رہے تھے یہ منظر جب عیسائیوں نے دیکھا کہ آقا پیدل اونٹ کی مہار پکڑ کر چل رہا ہے اور اس کا غلام اونٹ پر سوار ہے تو عیسائیوں کو یقین ہو گیا کہ بیت المقدس کی چابیوں کا سچا وارث آ رہا ہے اور جو نشانیاں انجیل میں پڑھی تھیں اپنے ماتھے کی آنکھوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں مشاہدہ کر لیا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو امیر لشکر حضرت عبیدہ بن جراح اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین کا استقبال کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیت المقدس میں داخل ہونا چاہا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ اے امیر المومنین یہاں اونٹ کی سواری کو اچھا

نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور آپ کے جسم پر جو لباس ہے اس میں پیوند لگے ہیں۔ عیسائی دیکھیں گے تو کیا خیال کریں گے اس لئے پیوند لگے ہوئے لباس کو اتار کر اچھا لباس زیب تن فرمالیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ پیوند والے کپڑے پہننا ہمارے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت ہے اور عزت وعظمت سنت میں ہے اور مومن ومسلمان کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہمیں جو عزت و بزرگی ملی ہے وہ اسلام کی وجہ سے ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لباس وحال میں بیت المقدس میں داخل ہوئے محراب داؤد علیہ السلام کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کی اور بارگاہ الٰہی میں دو رکعت نماز پڑھی اور سجدۂ شکر ادا کیا، عیسائیوں کے بڑے بڑے پادریوں نے امیر المومنین سے ملاقات کی اور صلح نامہ لکھا گیا اس طرح بغیر جنگ وجدال کے بیت المقدس فتح ہو گیا۔ ملخصاً۔ (البدایہ والنہایہ: ج:۷: ص:۱۰۴، ابن کثیر، ابن خلدون ج:۱ ص:۲۸۴)

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم کا عدل وانصاف

غسانی بادشاہ جبلہ کے نام محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خط لکھا اور اپنے قاصد حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ فرمایا، خط کا مضمون یہ تھا۔

اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یَبْقٰی لَکَ مُلْکُکَ ۞ یعنی میں تم کو صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں اگر تم ایمان لے آئے تو تمہارا ملک تمہارے لئے باقی رہے گا بادشاہ جبلہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خط پڑھ کر غیظ وغضب میں آگیا اور غصہ سے کہنے لگا کہ میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں خود مدینہ پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کر دوں گا اور قاصد سے کہا کہ میری یہ بات اپنے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے کہہ دینا۔

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبلہ بادشاہ کی بات کو بیان کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بَادَ مُلْکُهٗ یعنی اس کا ملک تباہ و برباد ہوگا۔

الغرض جبلہ بادشاہ نے مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر اس کے باوجود اسلام کی خوبیوں سے اچھی طرح واقف تھا اور بار بار کسی نہ کسی سے اسلام کی خوبیاں اور اچھائیاں سنتا رہتا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سچے نبی اور برحق رسول ہونے کی نشانیاں بھی اس کے علم میں تھیں، انصار حضرات کا مسلمان ہونا اور اللہ تعالیٰ کے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے مکانوں میں ٹھہرانا اور ان کی حفاظت وحمایت کے لئے جان و مال کو قربان کرنا ان تمام معاملات کو دیکھ کر جبلہ بادشاہ اسلام کے قریب ہوتا جارہا تھا اور وجہ یہ تھی کہ جبلہ بادشاہ انصار ہی کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا بالآخر جبلہ بادشاہ اسلام کے بہت قریب ہوگیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر بھیجی کہ میں خود اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہورہا ہوں۔

جبلہ بادشاہ پانچ سو آدمیوں کے ساتھ جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جبلہ بادشاہ کا استقبال کیا، بڑی شان و شوکت اور شاہانہ جلوس کے ساتھ جبلہ بادشاہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، جبلہ بادشاہ کی شان کے مطابق شاندار مہمان نوازی کا اہتمام ہوا اور جبلہ بادشاہ کی آمد کی خوشی سے مدینہ طیبہ کی نورانی گلیوں اور کوچہ و بازار میں عید کی طرح فرحت و مسرت نظر آتی تھی۔ حج کا زمانہ قریب تھا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جایا کرتے تھے اس سال بھی جب حج کے لئے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے تو جبلہ بادشاہ بھی ساتھ میں روانہ ہوا۔

جبلہ بادشاہ کی قسمت ہی خراب تھی کہ مکہ شریف میں اس کے ساتھ ایک حادثہ ہوگیا وہ اس طرح کہ جب جبلہ بادشاہ کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا، حالت طواف میں جبلہ بادشاہ کی لنگی زمین پر گھسٹتی ہوئی جارہی تھی کہ طواف کرنے والے ایک شخص کا قدم جبلہ بادشاہ کی لنگی پر پڑ گیا جس کی وجہ سے جبلہ بادشاہ کی لنگی کھل گئی، جبلہ بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے اس شخص کے منہ پر ایک گھونسہ مارا کہ اس شخص کی ناک ٹیڑھی ہوگئی، اس شخص نے یہ مقدمہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عدالت میں پیش کیا۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل و انصاف کا فیصلہ ہر مسلمان کے لئے ہدایت کا

سرچشمہ ہے کہ بغیر تردّد اور بغیر رعایت وحمایت امیر وغریب کے حق وسچ فیصلہ کرتے ہوئے جبلہ بادشاہ سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے دو راستے ہیں، پہلا یہ ہے کہ تم کسی طرح سے مدعی کو راضی کر کے منالو ورنہ بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ بادشاہ جو اپنے آپ کو بڑی عزت وعظمت والا سمجھتا تھا، خلاف امید یہ فیصلہ سن کر غضبناک ہو گیا اور متکبرانہ انداز میں کہنے لگا کہ میں ایک بادشاہ ہوں اور مدعی ایک معمولی آدمی ہے۔ بادشاہ کا لحاظ کئے بغیر آپ نے یہ فیصلہ سنادیا۔

امیر المومنین عدل وانصاف کے بادشاہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ بادشاہ کان کھول کر سن لو! کہ اسلام حق وسچ اور عدل وانصاف کا مذہب ہے اور اسلام کے مقدس مذہب میں بادشاہ ورعایہ اور امیر وغریب دونوں یکساں وبرابر ہیں اور اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶، رکوع ۱۴)

یعنی بے شک تم لوگوں میں عزت وعظمت والا وہ ہے جو شخص متقی اور پرہیزگار ہے۔

جبلہ بادشاہ حیران وپریشان ہو کر کہنے لگا کہ میں نے تو یہ سمجھا تھا کہ مسلمان ہو کر پہلے سے زیادہ عزت و عظمت والا ہو جاؤں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام کے عدل وانصاف کا فیصلہ یہی ہے جس کی پابندی ہر امیر وغریب، بادشاہ ورعایا سب پر ضروری ہے، اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اے جبلہ بادشاہ اگر تم کو اپنی عزت پیاری ہے تو مدعی کو راضی کر کے منالو ورنہ مجمع عام میں بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ بادشاہ نے کہا کہ پھر تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب اس صورت میں تیرے لئے اسلام کی سزا اور سخت ہے کہ اسلام سے پھرنے والا مرتد ہوتا ہے۔ اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

جبلہ آخر بادشاہ تھا ہر طرح کے حیلے بہانے جانتا تھا، بڑی ہوشیاری سے کہا کہ میں ایک رات تک کے لئے غور و فکر کی مہلت چاہتا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مہلت دے دی جب رات ہوئی تو جبلہ بادشاہ چھپ کر رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر مکہ معظمہ سے فرار ہو کر قسطنطنیہ چلا گیا اور نصرانی ہو گیا۔ (سیرت حلبیہ، ابن ہشام)

اے ایمان والو! ہر دور میں امیروں اور دولت مندوں نے غریبوں اور گرے پڑے لوگوں کو ذلیل وخوار سمجھا ہے اور جب بھی اسلام کا حق وسچ پیغام بتایا جاتا ہے تو غریب تو بغیر حیلہ وحجت کے اسلام کے سامنے اپنا سر جھکا تا نظر آتا ہے مگر آج بھی امیروں اور دولت مندوں میں یہ عادت نظر آتی ہے کہ اسلام کے حکم اور فیصلہ کے وقت طرح طرح کے حیلے اور بہانے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت عمر فاروق کا مظلوم کو انصاف دلانا

مصر کا ایک آدمی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے شکایت پیش کی کہ مجھے مصر کے گورنر کے بیٹے نے مارا ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وجہ کیا تھی؟ اس شخص نے بتایا کہ میں نے اور گورنر کے بیٹے نے گھوڑا دوڑایا، میرا گھوڑا آگے نکل گیا اور گورنر کے بیٹے کا گھوڑا پیچھے رہ گیا تو گورنر کے بیٹے نے مجھے کوڑے مارے اور کوڑے مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں بڑوں کا بیٹا ہوں اور بڑوں سے آگے جانے کی یہ سزا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عادل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عادل خلیفہ تھے، مصر کے گورنر کے پاس خط لکھا کہ فوراً تم اپنے بیٹے کے ساتھ مدینہ طیبہ حاضر ہو جاؤ۔ گورنر اور اس کا بیٹا جب دونوں بارگاہ عدل وانصاف میں حاضر ہو گئے تو عدل وانصاف کے بادشاہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے گورنر کے سامنے اس کے بیٹے کو سزا دینے کے لئے اس مصری مظلوم کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور فرمایا اس بڑے بیٹے کو مارو! مصری شخص نے گورنر کے بیٹے کو کوڑے سے خوب پیٹا، جب بدلہ پورا ہو گیا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بڑے بیٹے کے باپ گورنر کو بھی مارو کیوں کہ اس کا یہ بیٹا ہرگز ظلم نہیں کرتا اگر اس کو اپنے باپ کے گورنر ہونے کا گھمنڈ نہ ہوتا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گورنر سے فرمایا، تم نے لوگوں کو کب سے اپنا غلام بنا لیا ہے؟ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا تھا۔ مصری شخص نے بارگاہ عدالت میں عرض کیا کہ باپ نے بظاہر میرے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا ہے اس کو معافی دی جائے اور جس سے مجھے بدلہ لینا تھا میں نے اس سے بدلہ لے لیا۔ (کنز العمال: ج۴: ص: ۴۲۰)

حضرت عمر فاروق نے اپنی پیٹھ پر سامان اٹھایا

مدینہ طیبہ میں ایک رات ایسی بھی تھی کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبادی سے باہر کے علاقوں کا دورا کرنے کے لئے نکلے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے اس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو بھوک کی شدت کی وجہ سے رو رہے ہیں اور ماں نے آگ پر ہانڈی کو چڑھا رکھا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ بہن صاحبہ تمہارے بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس عورت نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس ہانڈی میں کیا چڑھا رکھا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ اس ہانڈی میں کچھ بھی نہیں ہے، یہ تو ایک بہانہ

ہے کہ بچے سمجھیں کہ کھانا تیار ہو رہا ہے اور انتظار کرتے کرتے سو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارے اور عمر کے درمیان انصاف کرے گا۔ اس عورت کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں کس سے بات کر رہی ہوں۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بہن صاحبہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہ تو سوچو کہ عمر کو کیا معلوم کہ تم کس حال میں ہو؟ اس عورت نے کہا کہ پھر عمر امیر المومنین کیوں بنے اور منصب خلافت کیوں قبول کیا؟ کہ اسے غریبوں کی حالت کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت واپس ہوئے بیت المال سے آٹا اور گھی لیا، خادم سے فرمایا کہ میری پیٹھ پر آٹا لاد دو۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور میں حاضر ہوں، یہ سب سامان پہنچا دیتا ہوں۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قیامت کے دن بھی تم میرا بوجھ اٹھاؤ گے؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کھانے پینے کے سارے سامان کو اپنی پیٹھ پر رکھا اور اس عورت کے گھر پہنچے اور کھانا پکانے میں بھی مدد کی، کھانا تیار ہوا، بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور سو گئے۔ امیر المومنین نے اس عورت سے واپس جانے کی اجازت لی تو اس عورت نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزا دے اور عمر کی جگہ تمہیں امیر المومنین بنا دے۔ (سیرت عمر، ص ۵۹۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ موقعہ عطا فرمائے اور نعمت و دولت اور حکومت و طاقت نصیب فرمائے تو عیش و عشرت کی زندگی سے دور رہنے کی جدوجہد کرنا چاہئے اور غریبوں، بے سہاروں کی مدد کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت عمر فاروق اور ایک بے سہارا عورت

مدینہ طیبہ کی راتیں بڑی رحمت و برکت والی ہوتیں، چاندنی رات تھی، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے باہر گشت کر رہے تھے۔ آپ کے غلام حضرت اسلم بھی ساتھ تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جھوپڑی نظر آئی، اس کی جانب تشریف لے گئے جھوپڑی میں ایک عورت دردزہ کی تکلیف سے کراہ رہی تھی، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حال معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ ایک عربی عورت ہے اس تکلیف کے عالم میں اس عورت کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اس کے گھر میں کھانے کا کچھ سامان بھی نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی تیزی کے ساتھ قدم اٹھاتے بھاگتے ہوئے گھر آئے، اپنی بیوی حضرت ام کلثوم بنت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی تمہارے لئے بھیجی ہے اس نیکی کو

حاصل کرلو۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے ساتھ کھانے وغیرہ کا سامان لیکر اس جھونپڑی میں پہنچے، حضرت امّ کلثوم عورت کے پاس اندر چلی گئیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت کے شوہر کے پاس باہر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور وہ شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ میں جس سے باتیں کررہا ہوں وہ شخصیت کون ہیں۔ اس لئے وہ شخص بڑے بے تکلفی سے باتیں کرتا رہا

اس عورت کے شکم سے لڑکا پیدا ہوا تو آپ کی بیوی حضرت امّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دے کر کہا کہ اے امیر المومنین! مبارک ہو کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور اس کے باپ کو بھی خوشخبری سنا دیجئے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔

جب یہ آواز سنی تو اس شخص کو معلوم ہوا کہ یہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ شخص حیرت میں ڈوبا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا رہا اور دعائیں دیتا رہا کہ اللہ والے ایسے ہوتے ہیں۔

(کنز العمال: ج:۶:ص:۳۴۳، البدایہ والنہایہ: ج۷:ص:۱۳۶)

حضرت عمر کا حکم کہ کوئی سپاہی اپنی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ دور نہ رہے

مدینہ طیبہ کی پیاری پیاری رحمت و نور سے جگمگاتی راتوں کا کیا کہنا۔

الٰہی دکھادے وہ مدینہ کیسی بستی ہے

جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

حضرات! ایک رات کی بات ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں گشت لگا رہے تھے کہ اپنے مکان میں ایک عورت اپنے شوہر کو یاد کر کے عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی، جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس عورت کا شوہر اس کے پاس موجود نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشعار کو سن کر اس عورت کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس عورت سے معلوم کیا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ جو اس قسم کے عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔ تو اس عورت نے بتایا کہ میرے شوہر میرے پاس نہیں ہیں، کئی مہینوں سے جنگ پر گئے ہوئے ہیں، اپنے شوہر کی ملاقات کے شوق میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

صبح ہوئی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے شوہر کو بلانے کے لئے قاصد روانہ فرمادیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ عورت کتنے عرصے تک شوہر کے بغیر رہ سکتی ہے۔ آپ نے اپنی بیٹی سے یہ مسئلہ اس لئے دریافت فرمایا کہ آپ کی بیوی کا وصال ہو گیا تھا۔ باپ کے اس سوال کو سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرم سے اپنا سر جھکالیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی حق بات کو بیان کرنے سے شرم نہیں کرتا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ تین مہینہ یا زیادہ سے زیادہ چار مہینہ۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ لَا یُحْبَسُ الْجُیُوْشُ فَوْقَ اَرْبَعَةِ اَشْھُرٍ ۝ یعنی کسی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص:۲۲۳)

حضرت عمر فاروق کا خوف: مدینہ طیبہ کی راتوں کے حسین جلووں میں گنبد خضرا رحمت و نور میں نہایا ہوا نظر آتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ میرے رحمٰن و رحیم رب تعالیٰ مدینہ طیبہ کی پاکیزہ راتوں میں دیدار گنبد خضرا نصیب فرمادے۔

ایک رات کا واقعہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار میں رعایا کی خبر گیری کے لئے گشت فرمارہے تھے کہ ایک گھر سے آواز سنائی دی ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ بیٹی دودھ میں پانی ملادے۔ دوسری آواز آئی بیٹی نے کہا: ماں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم تجھ کو معلوم نہیں؟ کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا ہے اعلان کیا ہے کہ کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ملائے۔ ماں نے بیٹی سے کہا کہ امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے گھر میں کہاں دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی دودھ میں پانی ملادے۔ بیٹی نے اپنی ماں سے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتی کہ امیر المومنین کے سامنے ان کی اطاعت کا اقرار کیا ہے۔ اور پس پردہ ان کے پیٹھ کے پیچھے میں ان کی نافرمانی کروں۔ اور ہمارے امیر، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو کچھ اعلان کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص اور کوئی مکان پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر جگہ دیکھ رہا ہے اور محبوب خدا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہر گھر ہر مومن کے سینہ میں موجود ہیں اور انہیں کا جلوہ ہر گھر میں ہے۔

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مکان کے باہر کھڑے تھے اور وہ ساری باتیں جو ماں بیٹی کی ہو رہی تھیں سماعت فرما رہے تھے، اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آپ کے غلام حضرت اسلم بھی موجود تھے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا اس گھر کا پتہ ذہن میں محفوظ کر لو اور صبح کے وقت حالات معلوم کر کے بتاؤ۔ حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کچھ معلومات حاصل کی تھی اس سے آگاہ کیا کہ لڑکی بہت نیک و پارسا اور جوان و بیوہ ہے۔ کوئی شخص ان کا سرپرست نہیں ہے۔ ماں، بیٹی دونوں بیوہ اور بے سہارا ہیں۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے اور اپنے تمام بیٹوں کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جو ایک نیک و پارسا لڑکی سے شادی کر لے تو آپ کے صاحبزادے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رضا ظاہر کی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گوالن، دودھ بیچنے والی بیوہ عورت کی نیک و پارسا بیٹی سے اپنے بیٹے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کر دیا۔ (عشرۂ مبشرہ)

حضرات! علماء فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عاصم کا نکاح جس نیک و پارسا لڑکی کے ساتھ ہوا تھا انہیں دونوں کے نسل پاک سے بطناً بعد بطنٍ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے ایک نیک و صالح اور برگزیدہ بچہ پیدا ہوتا ہے جو اپنے وقت کا امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین بنتا ہے جس کو عالم اسلام امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ (کرامات صحابہ: ص ۴۲)

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام عالم اسلام کے امیر و خلیفہ ہیں اگر چاہتے تو کسی امیر کبیر گھرانے کی لڑکی سے اپنے بیٹے کا نکاح کر دیتے لیکن ان کی نگاہوں میں امیر کبیر ہونا اور مال و دولت کا دھنی ہونا کوئی مقام و مرتبہ نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ خود نیک و صالح تھے اسی لئے نیک و صالح کو پسند کرتے تھے لیکن آج کا مسلمان نیک و صالح کو نہیں دیکھتا بلکہ امیر کبیر اور دولت مند ہونا دیکھتا ہے۔

صاف طور پر ظاہر و ثابت ہو گیا کہ نیکوں کے لئے نیک اور بدوں کے لئے بد۔

حضرت عمر فاروق کا تقویٰ: ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت علیل و ناساز تھی بیماری کے سبب علاج کے لئے حکیم نے امیر المومنین کو مشورہ دیا کہ آپ اس بیماری میں شہد کا استعمال

فرمائیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو مسجد نبوی شریف میں جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے درمیان اپنی بیماری اور حکیم کے مشورے کا ذکر کیا کہ مجھے تھوڑے سے شہد کی ضرورت ہے، اگر آپ لوگ اجازت دے دیں تو بیت المال سے شہد لے لوں گا۔ لوگوں نے اجازت دے دی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے ضرورت کے مطابق تھوڑا سا شہد لیا۔ (سیرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ اکبر! کیا ہی شان تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس تقویٰ اور پرہیزگاری کا نتیجہ تھا جو اسلام خوب پھولا اور پھلا اور آج تک قائم اور دائم ہے اور قیامت تک اسلام پھولتا اور پھلتا ہی رہے گا۔

اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خوں ہے رواں چار یار کا

درود شریف:

حضرت عمر فاروق حق بولتے اور حق سنتے بھی تھے

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یمن سے کپڑے آئے جو آپ نے تمام مسلمانوں میں برابر برابر تقسیم فرما دیئے۔ ایک مسلمان کو ایک چادر کے برابر کپڑا حصے میں ملا تھا اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایک مسلمان کے برابر حصہ ملا تھا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے اور اس یمنی کپڑے کا کرتا پہنے ہوئے تھے، مسجد شریف میں ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین ہم خطبہ بعد میں سنیں گے، آپ پہلے جواب دیں کہ ہر مسلمان کو کپڑا ایک چادر کے برابر ملا تھا اور اسی کے برابر کپڑا آپ کو بھی ملا تھا جس سے کرتا نہیں بن سکتا ہے تو آپ نے اسی کپڑے کا اتنا لمبا کرتا کیسے بنا لیا ہے؟ اسکی وضاحت کریں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ سے فرمایا بیٹا! اس کا تم جواب دو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے حصہ کا کپڑا اپنے والد محترم کو دے دیا تھا، میرے اور والد محترم دونوں کے حصے کا کپڑا ملا کر کرتا بنایا گیا ہے۔ وہ صاحب جنہوں نے اعتراض کیا تھا جب یہ خلاصہ سنا تو کہنے لگے اے امیر المومنین اب آپ خطبہ دیں ہم سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ (سیرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرات! حق بات دوسروں کو سنانا تو بہت آسان ہے مگر حق بات پر عمل کرنا اور حق بات سننا یہ آسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لاکھوں اربوں سلام ورحمت کا نزول فرمائے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں حق بات بولتے تھے تو اس پر عمل بھی کرتے نظر آتے تھے اور اگر آپ کو کوئی شخص حق بات کہتا تو آپ امیر المومنین اور خلیفہ ہوتے ہوئے بھی ناراض نہیں ہوتے تھے، اگر وہ بات حق اور سچ ہوتی تھی تو آپ اس پر عمل بھی کرتے نظر آتے تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت خلق

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ مدینہ طیبہ کے باہر دوڑتے ہوئے آرہے ہیں۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

اَیْنَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے امیر المومنین! آپ دوڑتے ہوئے کہاں جارہے ہیں؟

تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا ہے اس کو میں ڈھونڈنے جارہا ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے آپ کے بعد میں آنے والے خلفاء کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۷، ص ۱۳۶)

حضرات! پوری دنیائے اسلام کے امیر وخلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں کس قدر خوف خدا تھا کہ امانت داری اور دیانتداری کا اہم فریضہ ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ بیت المال سے ایک معمولی اونٹ بھاگ گیا تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس اونٹ کو ڈھونڈنے اور پکڑنے کے لئے اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتے اور دوڑتے نظر آرہے ہیں کہ اگر اونٹ نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں باز پُرس ہوگی۔

افسوس صد افسوس! آج مسلمان عام طور سے امانت میں خیانت کی لعنت میں گرفتار نظر آرہا ہے اور دیانت داری کا تو کوئی پاس ولحاظ ہی نہیں رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ وامان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عمر فاروق کا وظیفہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کامیاب تاجر تھے کثیر مال ودولت سے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو نوازا تھا۔ جب اور جس وقت محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسلام کے لئے مال و دولت کی قربانی کا مطالبہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب آقا، مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کثیر مال و دولت کی قربانی پیش کی اور کثیر حسنات و برکات حاصل کیے مگر جب سے امیر المومنین ہوئے اور خلافت کا منصب جلیلہ آپ کے سپرد کیا گیا تو تجارت کرنے کا موقعہ ہی میسر نہیں آتا تھا۔ دن ورات کار خلافت میں مشغول رہتے تھے، گھر میں تنگی کا ماحول پیدا ہو گیا، لوگوں کو جمع کیا اور گھر کے اخراجات اور بال بچوں کے گزر بسر کے بارے میں مسلمانوں کے سامنے معاملہ رکھا اور لوگوں نے رائے دی مگر حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے پیش کی کہ بیت المال سے آپ کا متوسط وظیفہ مقرر ہو جائے جس سے آپ کے گھر والوں اور آپ کے اخراجات کافی و شافی ہو جائیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور امیر المومنین کے لئے متوسط وظیفہ بیت المال سے مقرر ہو گیا۔

حضرات! معلوم ہوا کہ دینی خدمات پر وظیفہ مقرر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے اور وظیفہ لینا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ اور سنت میں بڑی برکت ہے۔

آج کل کچھ بے ادب گستاخ مسلمان کہلانے والے لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ تنخواہ والے مولانا ہیں، زکوۃ وفطرہ کھانے والے عالم ہیں، اگر تم نے ہمت کرلی ہے جو کہتے ہو کہ مولانا، امام تنخواہ لیتے ہیں تو آگے بڑھ کر اتنا اور کہہ دو کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ا۔ شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تنخواہ اور وظیفہ والے امام و خلیفہ تھے۔ ایسی جرأت و بے باکی کرنا بھی مت اور اگر غلطی و گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کر لیجئے گا ورنہ ایمان جانے کا خطرہ ہے۔

اور جو لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مولانا اور امام زکوۃ وفطرہ کھاتے ہیں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عہد پاک میں اور صحابۂ کرام کے دور خلافت کے وقت بیت المال میں ہر قسم کے جائز مال و دولت جمع کیے جاتے تھے اور زکوۃ وفطرہ کا مال بھی بیت المال میں جمع ہوتا تھا اور بیت المال سے تنخواہ و وظیفہ دیا جاتا تھا۔

اسی طرح ائمۂ دین و محدثین اور بزرگان دین نے بیت المال اور مدرسے قائم کیے اور زکوۃ وفطرہ کے رقوم حاصل کیے جو مسافر راہ قرآن و سنت پر صرف کیے اسی میں سے معلمین و خادمین کو تنخواہیں اور وظیفے ادا کیے گئے۔

بہت سے لوگ سوچتے ہیں کہ زکوۃ کی رقم سے تنخواہ وظیفہ دینا جائز کیسے ہو سکتا ہے؟ تو معاملہ یہ ہے کہ زکوۃ

وفطرہ جب بیت المال یا مدرسہ میں شرعی اصولوں سے گزر جانے کے بعد استعمال کیا گیا تو حلال وطیب ہوگیا۔

حضرت عمر فاروق کی دینی خدمات

حضرت محدث جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں اور قرآن مجید کی تعلیم اور اس کی نشر واشاعت کا پوری سلطنت میں ایک ایسا نظام قائم فرمایا جس کی بدولت ہزاروں حفاظ اور محدثین وفقہاء اور علماء عالم وجود میں آگئے اور دس سال تک ہر سال خود امیر المومنین ہی "امیر الحج" رہے اور اپنے خطبات اور خطوط وفرامین کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے۔ (روضۃ الاحباب)

حضرت عمر فاروق سے وسیلہ کا ثبوت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑا کہ شاداب باغات اور ہری بھری کھیتیاں سوکھنے لگیں، جانور مرنے لگے، ہر طرف تباہی وبربادی کا عالم تھا، لوگوں نے جمع ہو کر قحط کی شکایت کی اور اپنی تباہی وبربادی کا قصہ بارگاہ عدالت میں پیش کیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کی درخواست کی، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز استسقاء ادا فرمائی اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف بلند کیا اور اس طرح دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا فَیُسْقَوْنَ ۝

یعنی یا اللہ تعالیٰ ہم تیری بارگاہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو بارش عطا کردے۔ (بخاری: ج:۱ص:۵۲۶، مشکوٰۃ: ص۱۳۲)

اور یہ بھی روایت ہے کہ دعا مانگ کر ابھی واپس بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور کئی دنوں تک برسات ہوتی رہی۔ (تاریخ الخلفاء: ص۲۰۱)

عاشق مدینہ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ، یا اللہ تعالیٰ! امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں اس لئے دعا مانگ رہے ہیں کہ مجھے تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نسبت حاصل ہے یعنی میں تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چچا ہوں یا اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمادے اور میری لاج رکھ لے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ج:۱،ص۹۶۹)

حضرات! امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اپنے اللہ تعالیٰ رحمن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے تو چاروں طرف بادل چھا جاتے اور خوب بارش ہوتی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب خدا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اور محبوب خدا ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا مانگنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔

حضرات! اسلام میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے سخت اور مضبوط تھے کہ صحابۂ کرام میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں نظر آتا ہے اور بدعات ومنکرات امور کے بارے میں آپ کا مزاج شریف کتنا سخت تھا اور ناجائز وحرام کاموں سے آپ کی پاک طبیعت کس قدر بیزار تھی مگر اپنے محبوب نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت وتعلق کا وسیلہ دیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنا آپ کو بے حد پسند اور محبوب تھا۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اللہ والوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا بدعت وناجائز نہیں ہے بلکہ حلال وجائز اور سنت ہے مگر مومن سنی مسلمان کے لئے اور منافق مسلمان، بدعقیدہ شخص کو اتنی واضح حدیث شریف سمجھ میں نہیں آتی ہے اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ دین لیتا ہے تو عقل چھین لیتا ہے۔

میرے مرشد اعظم قطب عالم حضور مفتیٔ اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو

بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم کی کرامات

(۱) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عظیم لشکر ایران کے شہر نہاوند میں بھیجا تھا اور نہاوند شہر مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر ہے۔اور اسلامی لشکر کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی شریف میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے،امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیچ خطبہ میں،خطبہ بند کر کے تین مرتبہ فرمایا

یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ ۔ یَاسَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ ۔ یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلُ ۔ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو!اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو!اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو!

مسجد نبوی شریف کے تمام نمازی حیران و پریشان ہو گئے کہ معاملہ کیا ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ کے بیچ میں خطبہ کو بند کر کے حضرت ساریہ کو آواز دے رہے ہیں جب کہ حضرت ساریہ مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل دور ملک ایران کے نہاوند شہر میں دشمنان اسلام سے جنگ کر رہے ہیں کچھ عرصہ کے بعد نہاوند سے ایک قاصد آیا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاصد سے جنگ کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ قریب تھا کہ ہم اسلامی لشکر شکست کھا جاتے اور ہمارے دشمن کا لشکر ہم پر کامیاب وکامراں ہو جاتا کہ ہم کو ایک آواز سنائی دی جو امیر المومنین کی آواز میں تھی کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو!اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنی۔اس آواز کو سن کر میں نے پلٹ کر اپنے پیچھے پہاڑ کی طرف دیکھا تو دشمنوں کا ایک لشکر جو بہت قریب تھا کہ پہاڑ کی طرف سے اسلامی فوج پر حملہ کرنے والا ہے اور اس وقت تک ہم بے خبر تھے۔ہم نے پہاڑ کی طرف بھی حملہ کر دیا، دشمن کی فوج ماری گئی اور کچھ بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو فتح وظفر سے سرفراز فرمایا اور شہر نہاوند پر اسلام کا جھنڈا بلند ہو گیا اور دشمن کا سارا منصوبہ اور پلان امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سے ناکام ہو گیا۔ (مشکوۃ ص:۵۴۶،تاریخ الخلفاء،ص:۲۰۲)

اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ونظر کو کس قدر دور ودراز مقام کو دیکھنے کی قوت وطاقت عطا کی ہے کہ مدینہ طیبہ کی مسجد شریف سے ملک ایران کے شہر نہاوند کو دیکھ رہے ہیں اور ملاحظہ فرما رہے ہیں جب کہ شہر نہاوند مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر واقع ہے۔اور یہ نورانی واقعہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے ظاہر ہوا مگر کسی ایک صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ دور دراز

کے مقام کو دیکھنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو دور و دراز کے مکان و مقام کو دیکھ ہی نہیں سکتے ہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے محبوب و پسندیدہ خلیفہ و امیر کی یہ کرامت دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی و وفاداری کے صدقے مقام رفیع کی عزت وعظمت اور علم غیب کی نعمت و دولت سے مالا مال فرمایا ہے اور گویا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ جب غلام و امتی اور خلیفہ کی نگاہ ونظر اور ان کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا سے شان خدا جان ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ ونظر اور علم غیب کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

کیا ہی سچ اور حق فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

حضرات! مشکوٰۃ شریف کی حدیث آپ حضرات نے بغور سن لیا کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل دور ملک ایران کے شہر، نہاوند میں ہونے والی جنگ میں لشکر اسلام کا حال اور معاملہ اور دشمنان اسلام کے ناپاک منصوبے اور پلان کا حال و معاملہ بھی معلوم کرلیا اور دیکھ لیا اور یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلُ فرما کر اور حضرت ساریہ کو آگاہ کر کے لشکر اسلام کو فائدہ اور نفع بھی پہنچایا اور لشکر اسلام کو بھاری نقصان سے بھی بچالیا۔

اب چلتے چلتے بے ایمان و بدعقیدہ مسلمان کہلانے والوں کا بھی حال معلوم کرلیا جائے

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

وہابی دیوبندی جماعت کے امام و پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ

نبی اور ولی کو نہ اپنا حال معلوم ہے نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان: ص ۶۲)

نبی اور ولی کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی

نبی کی طاقت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکیں گے۔ غیب دانی اگر نبی کے بس میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتے۔ اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتے۔ اور اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتے۔ غرضیکہ نبی میں کچھ طاقت اور علم غیب نہیں۔ (تقویۃ الایمان: ص ۵۸)

اللہ تعالیٰ بے ایمان و بدعقیدہ سے دور رکھے۔ اور ایمان کے ساتھ اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اب بھی نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنی مسلمانو!

حضرت عمر فاروق کی فرمانروائی دریا پر

(۲) امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا تو مصر کے لوگوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے ہیچ قدیم زمانے سے ایک رسم چلی آ رہی ہے کہ ہر سال ہم لوگ ایک کنواری نوجوان لڑکی کو قیمتی زیورات اور اچھے کپڑے پہنا کر دریائے نیل میں گاڑ دیتے ہیں تو سال بھر تک دریائے نیل پانی سے بھرا رہتا ہے اور دریائے نیل جاری رہتا ہے۔ ورنہ دریائے نیل سوکھ جاتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور فرمایا کہ اسلام اس طرح کی جاہلانہ اور بے ہودہ رسم کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ تمام باتیں باطل اور بے ہودہ ہیں۔

مصر کے لوگ واپس چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واقعی دریائے نیل بالکل سوکھ گیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دریائے نیل کے خشک ہو جانے اور لوگوں کو مصر چھوڑ کر دوسرے شہر جاتے دیکھ کر ایک خط لکھا۔ مدینہ طیبہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھا اور تمام حالات سے مطلع ہوئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ایک خط دریائے نیل کے نام تحریر فرمایا اور گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ تم میرے اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

مِنْ عَبْدِاللّٰہِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی نِیْلِ مِصْرٍ ۝ یعنی یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کے نام۔

دریائے نیل کو معلوم ہو کہ تو اگر اپنی مرضی سے بہتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر اللہ تعالیٰ خدائے قہار کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ واحد قہار سے عرض کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین کے خط کو رات کے وقت دریائے نیل میں ڈال دیا مصر کے لوگ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کو جاری کر دیا ہے اور دریائے نیل پانی سے بھرا ہوا ہے اور پہلے سے زیادہ سولہ ہاتھ پانی دریا میں بہہ رہا ہے پھر دریائے نیل کبھی نہیں سوکھا اور آج تک پانی بھرا ہوا ہے اور جاری ہے۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۳، جمال الاولیاء، ص ۷۰)

اے ایمان والو! کیا شان ہے ہمارے بزرگوں کی، کہ ان اللہ والوں کا قبضہ واختیار سمندر و دریاؤں پر بھی نظر آرہا ہے۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

حضرت عمر فاروق کا قول صادق

ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام اور والد کا نام اور پتہ کیا ہے؟ تو اس شخص نے کہا میرا نام جمرہ یعنی چنگاری ہے اور میرے والد کا نام شہاب یعنی شعلہ ہے اور میرے قبیلہ کا نام حرقہ یعنی آگ ہے اور میرے گاؤں کا نام حرہ یعنی گرمی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ حرہ یعنی گرمی والا گاؤں کہاں ہے تو اس شخص نے کہا لظی یعنی شعلہ والی جگہ میں۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شخص اپنے گھر جا اور گھر والوں کی خبر لے کہ تیرے سب گھر والے آگ میں جل کر مر چکے ہیں اور تیرا گھر جل کر تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ وہ شخص گھر گیا تو دیکھا کہ واقعی گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اور گھر کے تمام لوگ جل کر مر چکے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۰۲)

اللہ اکبر، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو کتنا اونچا اور بلند کیا ہے اس کی حقیقت کا صحیح پتہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے فرش و عرش والے جو کچھ جانتے ہیں وہ بہت ہی مختصر اور کم ہے۔

میرے آقائے نعمت امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اور جب محبوب اعظم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے غلام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے جو بات فرمادی واقعی میں ویسا ہی نظر آیا۔ جب امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کی زبان کی شان کا یہ عالم ہے تو امام الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی زبان نور کی برکت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

درود شریف:

حضرت عمر فاروق کے حکم سے زلزلہ جاتا رہا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا دور خلافت ہے اور مدینہ طیبہ میں زلزلہ آیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ تعالی کی حمد وثنا کی اور اپنے درّہ سے زمین کو مارا اور فرمایا۔

اے زمین تو ٹھہر جا۔ کیا تیرے اوپر عمر، عدل وانصاف نہیں کرتا ہے؟ فوراً زمین ٹھہر گئی اور زلزلہ ختم ہوگیا۔

(جمال الاولیاء، ص۷۰)

اے ایمان والو! اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کو کتنا اونچا مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور زمین کو محبوب بندوں کے تابع فرمان کردیا ہے۔ دیکھئے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم سے زمین ٹھہر گئی اور زلزلہ ختم ہوگیا۔

یہ شان وعظمت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے تو ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت کو کون سمجھ سکتا ہے؟ مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ، اللہ کیا شان جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

حضرت عمر فاروق اور مولیٰ علی

مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خواب دیکھا کہ میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں نماز ختم ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھجور کا طبق لے کر آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا کہ ان کھجوروں کو نمازیوں میں تقسیم فرمادیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھجور کا طبق لیا اور نمازیوں کے درمیان تقسیم فرمانا شروع کیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں کہ میں تین دن سے فاقہ کررہا ہوں۔ اس لئے مجھے زیادہ کھجوریں عطا ہوجائیں تو بہتر ہوگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو زیادہ حصہ نہیں دیا۔ میں خواب سے بیدار ہوا نماز فجر کے لئے مسجد شریف میں گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ایک صاحب کھجور سے بھرا ہوا طبق لے کر آئے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا اور کہا کہ ان کھجوروں کو نمازیوں میں تقسیم فرمادیجئے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجوروں کو نمازیوں کے درمیان تقسیم فرمانا شروع کیا اور جب میری باری آئی تو میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ میں تین دن سے بھوکا ہوں اور فاقے سے ہوں۔ اس لئے آپ مجھے زیادہ کھجوریں عطا فرمادیں تو کیا ہی اچھا ہوگا۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کو زیادہ کھجوریں عطا کئے ہوتے تو میں بھی آپ کو زیادہ کھجوریں دے دیتا۔ حضرت مولیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں میں حیران ہوا کہ میں نے جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھا تھا وہ سب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام نمازیوں کے بیچ مسجد شریف میں بیان فرمادیا۔ (نزہۃ المجالس، ص ۳۶۵)

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہونچی
کہاں چراغ جلا اور روشنی کہاں پہونچی

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم اور مولیٰ علی کے درمیان تعلق ومحبت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بڑا گہرا تعلق اور سچی محبت تھی۔ اسی تعلق ومحبت کی وجہ سے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس طرح سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سُسر ہیں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۳۹)

حضرات! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ ونظر میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر محبوب اور اچھے تھے کہ اپنی پیاری بیٹی کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا داماد بنا لیا مگر رافضی، شیعہ پر لعنت ہو جو یہ بکتے نظر آتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بغض وعناد اور دشمنی تھی۔ یہ قول باطل اور سراسر جھوٹ اور گڑھی ہوئی بات ہے اس لئے کہ دشمن ومخالف کو داماد نہیں بنایا جاتا ہے۔

محبت وتعلق کی شاندار مثال: امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تین صاحبزادوں کے نام تینوں خلفاء کے نام پر رکھا۔

ایک بیٹے کا نام ابوبکر۔ دوسرے بیٹے کا نام عمر۔ تیسرے بیٹے کا نام عثمان رکھا۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۳۳۲)

حضرت امام حسن کا تعلق ومحبت حضرت عمر فاروق کے ساتھ

نواسۂ رسول باغ جنت کے پھول ابن مولیٰ علی وسیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر اور دوسرے بیٹے کا نام عمر رکھا تھا۔ جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ (تفریح الاذکیا، ج ۲، ص ۵۴۱)

حضرات! ہر شخص اپنے بیٹوں کا نام انہیں لوگوں کے نام پر رکھتا ہے جس سے قلبی تعلق اور جگری محبت ہوتی ہے۔

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے تینوں بیٹوں کے نام اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دو صاحبزادوں کے نام حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نام پر رکھا اس بات کی واضح اور قوی ثبوت ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان اچھے تعلقات اور سچی محبت تھی۔

حضرت عمر فاروق کا حاکموں اور گورنروں کا احتساب

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مختلف ملکوں اور شہروں میں حاکم اور گورنر تھے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل وانصاف کی ہیبت سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ ایک مرتبہ تمام حاکموں اور گورنروں کو بلایا اور ان کے تمام اسباب وسامان اور مال ودولت کا جائزہ لیا تو جوتوں کے ایک جوڑے کو چھوڑ کر باقی تمام سامان اور مال بیت المال میں جمع کرا دیا۔ مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان بھیجا کہ گورنر ہونے سے پہلے تمہارے پاس جو سامان اور مال تھا اس کو رکھ لو اور اس کے علاوہ تمام سامان اور مال جو تم نے حاصل کیا ہے سب کو بیت المال میں جمع کر دو۔

مصر کے حاکم عیاض بن غنم کے بارے میں معلوم ہوا کہ بڑے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا ہے اور وہ ریشم کے کپڑے پہنتا ہے اور اپنے دربار میں دربان اور خادم رکھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ عیاض بن غنم کو جس حالت میں پاؤ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لاؤ! عیاض بن غنم مصر کے حاکم کو گرفتار کر کے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے حاکم کو بال کے کمبل کا ایک معمولی کرتا پہنایا اور بکریوں کا ایک ریوڑ اس کو چرانے کے لئے دیا اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو۔ جاؤ! اور بکریوں کو چراؤ۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گورنروں اور حاکموں سے عہد لیا کرتے تھے کہ کوئی گورنر اور حاکم ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہوگا۔ باریک کپڑا نہیں پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ دربان اور خادم نہیں رکھے گا اور حاجتمندوں کے لئے ہمہ وقت اپنا دروازہ کھلا ہوا رکھے گا۔ ان شرائط کے خلاف اگر کوئی بات کسی گورنر یا حاکم میں پائی جاتی تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو فوراً معزول فرما دیتے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۵)

حضرت عمر فاروق کی درویشی اور سادگی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عزت وبزرگی کی نعمت اور طاقت وقوت کی دولت سے نوازا تھا کہ پورا عالم اور تمام دنیا آپ کی ہیبت سے کانپتی تھی۔ اس کے باوجود بھی آپ کی درویشی اور

فقیری کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ آپ رات و دن خوف الٰہی سے روتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے رُخساروں پر آنسوؤں کے نشان پڑ گئے تھے۔

سادگی اور خاکساری کا یہ حال تھا کہ آپ کے پیرہن مبارک میں تین تین پیوند لگے ہوئے دیکھے گئے۔ ابو عثمان نہدی بیان کرتے تھے کہ میں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر کبھی امیر المومنین کی حیثیت سے کسی منزل پر خیمہ نہیں لگایا بلکہ کسی درخت پر چادر ڈال کر اس کے سائے میں بیٹھ جاتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۰۶)

اے ایمان والو! یہ تھے کل کے مومن و مسلمان جو خلافت کی کرسی پر بیٹھ کر اور امیر المومنین ہو کر اس قدر سادگی اور خاکساری کی زندگی بسر کرتے تھے کہ مسجد نبوی کی خالی زمین پر سو جایا کرتے تھے اور مدینہ طیبہ کے باہر تشریف لے جاتے تو خیمہ نہیں لگاتے تھے ایک معمولی کپڑا درخت پر ڈال کر اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کے نیچے زمین پر تلوار کا تکیہ لگا لیتے اور بے خوف سوتے تھے مگر ایک مسلمان آج کے دور میں بھی ہیں جو دولت و نعمت پاتے ہی ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان سے ان کے گھر سجے دھجے نظر آتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ مرنا نہیں ہے بلکہ یہی دنیا کی زندگی سب کچھ ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمانو! ایک دن مرنا ضرور ہے اور قبر کی اندھیری کوٹھری میں ضرور بہ ضرور سونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی زندگی کے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اور امانت کو اللہ و رسول کے حکم کے مطابق صرف کرنا اللہ و رسول جل شانہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی اور رضا کا سبب ہے۔ اس لئے جاگ جاؤ اور آج ہی قبر کی تیاری کر لو۔ قبر کے بستر کا انتظام کر لو۔ قبر کی روشنی مہیا کر لو۔

اللہ و رسول کی خوشی اور رضا قبر کا بستر ہے اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر پختہ ایمان قبر کی روشنی ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور تمام نیک و بھلے کام قبر کا سامان ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی شہادت: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ یعنی یا اللہ تعالیٰ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر مدینہ طیبہ میں موت عطا فرما۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۵۳)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دعا پر صحابہ کرام کو تعجب ہوتا تھا کہ شہادت تو میدان جنگ میں تلواروں کے سائے میں ملا کرتی ہے اور امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے باہر مرنا بھی نہیں چاہتے ہیں اور شہادت کی تمنا اور آرزو بھی رکھتے نظر آتے ہیں۔

مگر سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کی اخلاص سے لبریز دعا بارگاہ رب تعالیٰ میں شرف قبول پا چکی تھی کہ آپ کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے محبوب شہر، مدینہ طیبہ میں شہادت نصیب ہونی تھی۔

ایک مجوسی غلام ابولولو فیروز اپنے مولیٰ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ایک مقدمہ لے کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عدالت میں حاضر ہوا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ ابولولو فیروز اس فیصلہ سے ناراض ہو کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جانی دشمن ہو گیا اور مجوسی غلام ابولولو فیروز زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر فجر کے وقت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب صف اول میں کھڑا ہو گیا جیسے ہی امیر المومنین نے نماز شروع کی۔ ابولولو فیروز معلون نے آپ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیا۔ امیر المومنین خون میں نہا گئے اور زمین پر گر پڑے۔ ظالم ابو لولو فیروز بھاگنے لگا اور لوگوں نے اس ظالم کو پکڑنا چاہا تو وہ ظالم تیزی سے خنجر چلاتا ہوا بھاگا اور تیرہ لوگوں کو زخمی کر دیا جن میں سے چھ کی وفات ہو گئی۔ آخر ایک عراقی نے ابولولو فیروز کے سر پر چادر ڈال کر پکڑ لیا تو اس خبیث نے فوراً ہی خنجر اپنے پیٹ میں مار کر خودکشی کر لی اور مر گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی اور لوگ امیر المومنین کو اٹھا کر مکان پر لائے۔ زخم اتنا گہرا تھا کہ لوگ آپ کی زندگی سے ناامید ہو گئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اگر کچھ وصیت کرنا چاہیں تو فرما دیجئے

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ مجوسی غلام ابولولو فیروز! آپ نے فرمایا، الحمد للہ! کسی مسلمان کا دامن میرے خون ناحق سے داغدار نہیں ہوا، اور مجھے ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت ملی۔ پھر آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ بتاؤ! ہم پر قرض کتنا ہے؟ حضرت عبداللہ نے بتایا چھیاسی ہزار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قرض میری جائداد سے ادا کر دینا ورنہ میرے خاندان بنو عدی سے مدد لے کر میرا قرض ادا کر دینا اور اگر پھر بھی میرا قرض ادا نہ ہو سکے تو قریش سے مدد لینا۔

ایک شخص نے آپ کو رائے دی کہ اپنے بیٹے عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیں۔ امیر المومنین اس شخص پر اس قدر ناراض ہوئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے۔ تم مجھے ایسا غلط مشورہ دیتے ہو۔ جو شخص اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے طلاق دینے کا سلیقہ نہیں رکھتا۔ ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کردوں؟

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان، حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خلیفہ چننے کے لئے مقرر فرمایا اور فرمایا کہ انہیں چھ لوگوں میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور ان چھ لوگوں کے علاوہ میں کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے میرے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے اور میرا بیٹا عبد اللہ! رائے مشورہ میں تو شریک رہے گا مگر خلافت سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اب تم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں جاؤ! اور میرا اسلام عرض کرو اور میری تمنا اور آرزو ظاہر کرو کہ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے دونوں ساتھیوں، دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ام المومنین رو رہی تھیں لیکن جب امیر المومنین کی تمنا اور درخواست سنی تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی مگر اللہ تعالیٰ کی قسم! آج میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔

حضرت عبد اللہ واپس لوٹے اور آکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوش خبری دی کہ ام المومنین نے آپ کو روضہ انور واقدس میں دفن ہونے کی اجازت دیدی ہے تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ میری زندگی کی یہی سب سے بڑی تمنا اور آرزو تھی جس کی اجازت مجھے مل گئی۔

۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ یعنی بدھ کے دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد دس سال چھ مہینہ چار دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے اور ۶۳ رسال کی عمر میں وصال فرمایا اور محرم شریف کی ایک تاریخ کو روضۂ انور واقدس میں مدفون ہوئے۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر میں اتارا اور عدل وانصاف اور فضل وکمال

اور امانت ودیانت اور تقویٰ وطہارت کے بادشاہ، مراد مصطفےٰ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب نبی، مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس اور اپنے کریم ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہمیشہ کے لئے آرام سے سو گئے۔ ملخصا

(الاستیعاب، ج ۳، ص ۴۴، البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۴۵، تاریخ الخلفاء، ص ۲۱۱)

مشہور محدث امام محمد ابن سعد بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل وکفن دیا گیا تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے سے کفن کی چادر ہٹائی اور آپ کے چہرے کی زیارت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! اس وقت روئے زمین پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کسی کا نامہ اعمال نہیں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میری تمنا یہ ہے کہ میں بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا اچھا نامہ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤں۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۵۰)

یا اللہ تعالیٰ! رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ! میری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے اربوں ارب اور کھربوں کھرب بلکہ ان سے زیادہ درود وسلام میرے مشفق ومہربان آقا تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اور تیرے نبی کے محبوب خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور تیرے محبوب کے محبوب حضرت ابوبکر کے محبوب و پیارے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تا قیامت نازل فرما۔ آمین ثم آمین۔

ان آقاؤں کے کرم کا محتاج

انوار احمد قادری، برکاتی، رضوی

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۞ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۞

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز (پ۲۶ع۱۲)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت کو بیان فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرات! حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں، لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں امام الانبیا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں، پہلے حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے نکاح ہوا جب ان کا وصال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیا۔ یہ شرف وفضیلت صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں کہ جن کے نکاح میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ (ابن ماجہ، ص ۱۱)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے عثمان! اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگر میں ان سب کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۴)

بیہقی نے اپنی سنن میں لکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں نہیں آئیں اسی لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں یعنی دو نور والے۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

درود شریف:

اعلان نبوت ورسالت سے پہلے ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیکر حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر جب آپ حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوگئیں، جنگ بدر کے لئے جب ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روانہ ہونے لگے تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیماری بہت شدید ہو چکی تھی اسی سبب سے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شرکت سے روک دیا تھا تا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں اور ان کی دیکھ بھال کریں۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ بدر سے تشریف نہیں لائے تھے کی حضرت رقیہ کا انتقال ہوگیا اور جس وقت قاصد جنگ بدر کی فتح مبین کا مژدہ لیکر مدینہ طیبہ آیا تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت البقیع قبرستان میں دفن کیا جارہا تھا۔

لیکن اس کے باوجود کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے پھر بھی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت میں سے ایک مجاہد کے برابر حصہ عطا فرمایا۔ اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کے برابر اجر وثواب کی آپ کو بشارت دی۔ اسی لئے حضرت

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب بدر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال فرما جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال ۹ھ میں ہو گیا۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا وہ اپنی ماں کے انتقال کے بعد چھ سال کی عمر پا کر وصال فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریبی رشتہ دار اور داماد ہیں اور قریش کے عزت داروں میں آپکا شمار ہے اور اسلام میں سابقین اولین میں سے ہیں۔ (بخاری ج، اص، ۵۲۳)

آپ شیخین کے بعد افضل الناس ہیں: اور رحمت عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ برحق اور جانشیں ہیں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اکرم الخلق و افضل الناس ہیں۔

ابن سعد کی روایت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ غطفان میں تشریف لے گئے تو ان دونوں موقعوں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنا کر گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

نام ونسب: آپکا نام عثمان، کنیت ابو عبداللہ اور لقب ذوالنورین ہے۔

ولادت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے مشہور خاندان میں واقعہ فیل کے چھ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد کا نام عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف یعنی پانچوی پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔

آپ کی والدہ کا نام آروی بنت کریز ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی نواسی ہیں۔ (استیعاب ج،۳ص،۱۰۳۸)

آپ کا اسلام: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ کی اسلام کے ساتھ سچی وابستگی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہوئے تو آپ کا پورا خاندان آپ کا دشمن بن گیا اور آپ کا چچا حکم بن ابی العاص تو اس قدر برہم اور ناراض ہوا کہ اس نے آپ کو ایک رسی میں جکڑ کر باندھ دیا اور کہنے لگا کہ جب تک تم اسلام کو چھوڑ نہیں دیتے ہو میں تمہیں ہرگز نہیں چھوڑونگا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا سے فرمایا: واللہ! اگر تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے جب بھی میں مقدس مذہب اسلام کو نہیں چھوڑونگا۔ آپ کا چچا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی اور پکی وابستگی اسلام کے ساتھ دیکھ کر رسی کھول دی اور آپ کو آزاد کر دیا۔ (سوانح کربلا ص ۳۴)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان اگر اپنے سچے اور پیارے مذہب، اسلام کے ساتھ سچی اور پکی وابستگی رکھے تو اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن ہر طرح کے غموں اور پریشانیوں سے آزادی نصیب فرما دیتا ہے

آپ کا حلیہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیانی قد کے خوبصورت شخص تھے، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی بہت گھنی تھی۔

آپ صاحب الہجرتین ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ ہجرت کی۔ ایک مرتبہ ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے اور دوسری مرتبہ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اسلام میں سب سے پہلے ہجرت فرمانے والے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ سے فرشتے حیا کرتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ران یا پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، اسی حال میں کہ میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیٹے رہے، اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اسی حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیٹے رہے پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست فرما لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی

ہیں کہ جب میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لے گئے تو میں نے اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا وجہ ہے کہ جب میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا:

اَلَا اَسْتَحِیُ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحِیُ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ ٥

یعنی کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس شخص سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (مسلم شریف، ج۲،ص۲۷۷)

سُبْحَانَ اللّٰہِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے کہ آپ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی حیا کرتے نظر آتے ہیں۔

عثمان کا ہاتھ نبی کا ہاتھ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مقام حدیبیہ میں بیعت الرضوان کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لے رہے تھے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے مکہ شریف گئے ہوئے تھے۔ جب سارے صحابہ بیعت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔

عاشق مدینہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دیا یہ شان و فضیلت ایسی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص ہے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

دعوت میں ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھر پر کھانے کی

دعوت دی اور جب محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک گننے لگے پھر ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا۔ (جامع المعجزات،ص،۶۵)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدا

ایک مرتبہ بیر رومہ کی خریداری کے وقت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہمارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ میں بیر رومہ کے علاوہ اور کسی کنوئیں کا پانی میٹھا نہ تھا یہ کنواں وادئ عقیق کے کنارے ایک باغ میں ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً چار کلومیٹر کی دوری پر ہے۔ اس کنوئیں کا مالک یہودی تھا جو اس کا پانی بیچا کرتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کہنے اور ترغیب دلانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا اور طے یہ پایا کہ ایک دن مسلمان پانی بھرینگے اور دوسرے دن یہودی۔ مگر جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک دن میں دو دن کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی ہماری مرضی کے مطابق نہیں بکتا ہے تو یہودی پریشان ہو کر آدھا کنواں بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ اس کنوئیں کو آج کی تاریخ میں بیرِ عثمان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (حاکم)

دوسری مرتبہ جنگ تبوک کے وقت

جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب کہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی اور پریشانی میں مبتلا تھے۔ یہاں تک کہ لوگ درخت کی پتیاں کھا کر زندگی گزار رہے تھے اسی لئے اس جنگ کے لشکر کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے یعنی تنگ دستی والا لشکر

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس وقت موجود تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیش عسرہ کی مدد کے لئے صحابہ کرام کو جوش دلا رہے تھے۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پر جوش تقریر سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں سو اونٹ تمام ساز و سامان کے ساتھ راہ

خدا میں پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جوش وجذبہ دلانے والی تقریر فرمائی اور مدد وتعاون کی طرف توجہ دلائی تو پھر دوسری مرتبہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں دوسو اونٹ ساز وسامان کے ساتھ راہ خدا میں پیش کرتا ہوں اس کے بعد پھر تیسری مرتبہ اللہ کے حبیب امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگی ساز وسامان کے حصول کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رغبت دلانے کے لئے خطاب فرمایا تو پھر تیسری بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں تین سو اونٹ مکمل جنگی سامان کے ساتھ راہ خدا میں حاضر کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ محبوب خدا نبی رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر شریف سے اترتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے:

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمَلَ بَعْدِ هٰذِهٖ

یعنی اب عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے یعنی اب عثمان کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی اور ایثار کا یہ عمل جو انہوں نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ایماء واشارہ پر راہ خدا میں کیا ہے وہ اتنا مقبول اور محبوب ہو چکا ہے کہ اب اور کوئی نفل عبادت نہ کریں تب بھی ان کے درجات کی بلندی کے لئے کافی ہے اور اس مقبول ومحبوب عمل کے بعد ان کے لئے کسی نقصان کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۱، مشکوۃ شریف: ص، ۵۶۱)

ایک اور روایت تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس طرح ہے کہ جنگ تبوک کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ جنگی ساز وسامان کے ساتھ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں چھپا کر لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دامن میں ڈال دیا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے چار ہزار درہم خدمت اقدس میں پیش کئے تو ان دونوں حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًی لَّہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ (پ۳،ع۴)

یعنی جو لوگ کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دینے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (پارہ ۳ ع ۴)

تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

درود شریف:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک منافق کی جگہ میں ایک درخت تھا اور وہ درخت ایک انصاری کے مکان پر جھکا ہوا تھا جس کا پھل انصاری صحابی کے مکان میں گرتا تھا۔ انصاری صحابی نے اپنے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس منافق کے درخت کا پھل گرنے کا ذکر کیا۔ اس وقت اس منافق مسلمان کا نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس منافق مسلمان سے فرمایا کہ تم اپنا درخت انصاری صحابی کے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس کے بدلے تمہیں جنت کا درخت ملے گا۔ مگر منافق مسلمان نے درخت بیچنے سے انکار کردیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی کہ منافق مسلمان نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کو منظور نہیں کیا اور درخت بیچنے سے انکار کردیا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک درخت کے بدلے میں پورا باغ دیکر درخت کو اس منافق مسلمان سے خرید لیا اور انصاری صحابی کو دیدیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف اور منافق مسلمان کی ذلت و برائی میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی ۝ وَیَتَجَنَّبُہَا الۡاَشۡقَی ۝ الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ۝ یعنی عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا۔ (پ۳۰، رکوع ۱۲)

اس آیت کریمہ میں مَنْ یَّخْشٰی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اَلْاَشْقٰی سے مراد اس درخت کا مالک منافق مسلمان ہے۔ (تفسیر روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۰۸)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب آئے اور باغ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ یعنی دروازہ کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دیدو۔ میں نے باغ کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو جنت کی خوشخبری سنادی۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسکی حمد وثنا کی پھر ایک صاحب آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں بھی فرمایا:

اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ یعنی ان کے لئے بھی دروازہ کھول دو اور ان کو بھی جنت کی خوشخبری سنادو۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان کو بھی جنت کی بشارت دی، تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد وثنا کی۔

پھر ایک تیسرے شخص آئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ یعنی دروازہ کھول دو اور ان کو مصیبتوں پر جو ان کو پہونچیں گی جنت کی بشارت دیدو۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیسری مرتبہ جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آنے والے شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان ذی شان سے آگاہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ یعنی آنے والی مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ معین ومددگار ہے۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۷۷، ترمذی، ج ۲، ص ۲۱۲)

اُحد پہاڑ کا زلزلہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اُحد پہاڑ پر جلوہ افروز تھے کہ یکا یک اُحد پہاڑ ہلنے لگا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اُحد پہاڑ کو قدم مبارک سے مارا اور فرمایا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ ۝ یعنی اے اُحد پہاڑ تو ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۵۲۳، مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۲۲۹)

عاشق مدینہ امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آقائے کائنات مختار دو عالم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حکومت پہاڑوں پر بھی جاری اور ساری ہے۔

خوب فرمایا میرے آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور دوسرا مسئلہ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دین وعطا سے ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غیب کے جاننے والے ہیں جبھی تو برسوں بعد شہید ہونے والے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے روبرو شہادت کی خبر دی اور یہ دونوں حضرات شہید کئے گئے۔

امام اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

عثمان ہدایت پر ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آنے والے وقتوں میں ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا تو اتنے میں ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزر رہے تھے تو

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ گزرنے والے شخص کے بارے میں معلوم کیا گیا تو وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ہدایت پر ہوگا اس فتنہ میں ظلم سے قتل کیا جائے گا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۱، ابن ماجہ شریف، ص ۱۱)

نبی کے ساتھی جنت میں عثمان غنی ہیں

حضرت طلحہ ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ یعنی ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے اور میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں (مشکوٰۃ، ص ۵۹۱، ترمذی ج ا، ص ۲۱۰، ابن ماجہ، ص ۱۱)

عثمان کا دشمن نبی کا دشمن: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے مالک ومختار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس میت کی نماز جنازہ پڑھادیں مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

مَارَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلٰوةَ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّهٗ كَانَ يَبْغُضُ عُثْمَانَ بے شک یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۲)

حضرت عثمان غنی بروز قیامت ستّر ہزار گناہگاروں کی بخشش کرائیں گے

اللہ کے حبیب ہم گنہگاروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہوں گے تو آسمانوں کے فرشتے ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں گے اور عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قیامت کے دن ایسے ستّر ہزار گنہگاروں کی بخشش کرا کے جنت میں داخل کرائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔ (نور الابصار، ص ۲۲۳)

حضرت عثمان غنی صحابہ کرام میں سب سے زیادہ مالدار تھے: حضرت امیر خسرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راحت المحبین میں جو آپ کے پیرو مرشد حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، تحریر فرمایا ہے کہ میرے شیخ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام علیہم

الرضوان میں سب سے زیادہ مال و دولت والے تھے اور آپ بے دریغ مال و دولت کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے پر راہ خدا میں خرچ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ مال و دولت سے تنگ آ گیا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا فرمائیں کہ میرے مال و دولت میں کمی ہو جائے، کیونکہ مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں خلل واقع ہو رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا کرنے کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سنایا کہ اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال و دولت کے کمی کی دعا نہ فرمایئے گا، کیونکہ عثمان غنی ہمارے راہ میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں اور ہم عثمان غنی کے مال و دولت کو کم نہیں ہونے دینگے بلکہ مزید بڑھاتے رہیں گے۔ (راحت المحبین، امیر خسرو)

حضرت عثمان غنی کا اتباع رسول: ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرمایا اور وضو کے بعد مسکرانے لگے، لوگوں نے مسکرانے کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے وضو کے بعد اپنے رحیم و کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ عنہ والہ وسلم کو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا تو میں نے بھی مسکرا دیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کے بعد مسکرائے تو اس وقت مسکرانا تو سنت تھی تو اپنے محبوب کی اتباع اور محبت میں ہم بھی مسکرا دیئے۔

حضرت عثمان غنی نے ایک مرتبہ کعبہ کا طواف تک نہیں کیا

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر مکہ مکرمہ میں کفار و مشرکین سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تو کفار مکہ نے آپ سے کہا کہ آپ خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنا عمرہ ادا کر لیں مگر ہم مکہ والے آپ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو ہرگز ہرگز کعبہ کے قریب نہیں آنے دیں گے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار مکہ کو جواب دیا کہ اے مکہ والو! بھلا میری یہ مجال ہے کہ میں بغیر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ساتھ لئے خدائے تعالیٰ کے گھر کا طواف کر لوں، یہ مجھ سے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (نزہۃ المجالس: ج ۲، ص ۲۰۲)

نسبت و تعلق کا احترام: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بیعت کی تھی اس روز سے دم آخر تک اپنا داہنا ہاتھ کو کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ (سوانح کربلا: ص، ۳۷)

حضرات! حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نسبت وتعلق کا احترام کس درجہ کرتے نظر آتے ہیں ان کی زندگی کا ایک اور نورانی واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: کہ (مسجد نبوی شریف میں) منبر کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کے جس پر بیٹھتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے (زینے) پر خطبہ پڑھا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسرے (زینے) پر (خطبہ پڑھا) جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا، سبب پوچھا گیا تو فرمایا اگر دوسرے پر پڑھتا تو لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر پڑھتا تو وہم ہوتا کہ فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے برابر ہوں۔ لہٰذا وہاں (پر خطبہ) پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۳، ص۔۷۰۰)

اے ایمان والو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم الشان صحابی اور خلیفہ کا یہ ایمان وعقیدہ تھا کہ میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہمسر اور برابر نہیں ہوں تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا جیسا اور اپنا بڑا بھائی خیال کریں یہ محال وغیر ممکن ہے۔

مگر وہابی، دیوبندی، منافق مسلمان کا ایمان وعقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے بڑے بھائی اور ہمارے جیسے ایک بشر ہیں۔ وہابی دیوبندی کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ

اولیاء وانبیاء امام زادہ وامام، پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندۂ عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۶)

اے ایمان والو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا ایمان وعقیدہ! اور منافق مسلمان دیوبندی وہابی کا ایمان وعقیدہ!

دونوں آپ کے سامنے ہے۔ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ جنت میں جانا ہے یا جہنم میں۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ کا راستہ جنت کا راستہ ہے اور منافق مسلمان یعنی دیوبندی اور وہابی کا راستہ دوزخ کا راستہ ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرت عثمان غنی کا جذبہ عشق: جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کو گھیر لیا اس وقت آپ سے باغیوں کے مقابلے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طاقت وقوت باغیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ باغیوں سے مقابہ کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے ہیں تو آپ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ یا اور کسی مقام پر تشریف لے جائیں، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے دور کسی اور شہر میں جانا منظور نہ فرمایا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ میں اپنے محبوب و مشفق آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قرب و جوار چھوڑنے کی تاب وطاقت نہیں رکھتا۔ (سوانح کربلا: ص ۳۷)

اے عشق تیرے صدق جلنے سے چھٹے ستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

ہر جمعہ کے دن غلام آزاد فرماتے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن اسلام میں داخل ہوئے اس روز سے وصال شریف تک کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔ (سوانح کربلا: ص ۳۷)

حضرت عثمان غنی کی کرامتیں: (۱) عاشق رسول حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی آنکھوں کا غلط استعمال کیا۔ غیر عورت کی طرف دیکھا پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ ہمارے پاس اس حال میں آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ وہ شخص غصہ میں آکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کہنے لگا، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی تو نہیں آتی ہے مگر میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ حق اور سچ ہے اور یہ سب کچھ جو میں نے دیکھا ہے اپنے ایمان کے نور سے دیکھا ہے۔

(جامع کرامات: ج ۱، ص ۱۵۰، کرامات صحابہ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲، ص ۸۶۲)

حدیث شریف: اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ۝

مومن کی فراست ودانائی سے ڈرو کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جہجاہ غفاری نام کا بدبخت شخص مسجد نبوی شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اس وقت آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ اس بدبخت شخص نے امیر المومنین کے ہاتھ سے آپ کا عصا شریف لے کر اپنے ران پر مار کر توڑ دیا، آپ بہت حلیم اور باحیا تھے، اس شخص سے کوئی مواخذہ نہ فرمایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بدبخت شخص کو اس کی بے ادبی اور گستاخی کی یہ سزا دی کہ اس شخص کے ہاتھ اور پاؤں میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا پورا جسم سڑ گیا اور وہ بدبخت سال کے اندر ہی مر گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین: ج ۲، ص ۸۶۲، کرامات صحابہ: ص ۵۲)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والا شخص کینسر جیسے مہلک بیماری میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ یہ ہے اللہ والوں کی بے ادبی اور گستاخی کا انجام۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور نیک بندوں کی بے ادبی وگستاخی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت عثمان غنی مستجاب الدعوات تھے: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں ملک شام کے سفر میں تھا کہ اچانک میں نے ایک شخص کی آہ و بکا کی آواز سنی وہ شخص کہہ رہا تھا یَا وَيْلَاهُ النَّارُ یعنی ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔ میں اس شخص کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے منہ کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا ہے اور بار بار یہی کہہ رہا، ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے۔ میں نے اس شخص کا حال معلوم کیا تو اس شخص نے مجھ سے بتایا کہ میں آزاد لوگوں میں ہوں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں حملہ کر کے داخل ہوا اور آپ کو قتل کے ارادہ سے قریب ہوا تو آپ کی بیوی صاحبہ نے شور مچایا تو میں نے ان کو ایک تھپڑ مارا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے اور تیری دونوں آنکھیں اندھی

کردے اور تجھے آگ میں ڈالے تو میں گھبرا کر بھاگ گیا۔ پھر میرا حال جو ہوا وہ آپ کے سامنے ہے اور ان کی دعا کی آخری چیز باقی ہے۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدبخت شخص سے فرمایا تو ہلاک و برباد ہو جائے۔

حضرات! یہ روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مستجاب الدعوات ہونے کی شان ظاہر کرتی ہے۔

(کرامات صحابہ، ص ۵۳، ازالۃ الخفاء ص ۲۲۷)

حضرت عثمان غنی کے باغیوں کا بُرا انجام

ابن ابی حبیب سے روایت ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا اور آپ کے قتل ناحق میں شریک ہوئے تھے وہ سب کے سب خطرناک امراض میں مبتلا ہوئے اور ان میں سے اکثر پاگل ہو کر مرے۔ (الصواعق المحرقۃ، ازالۃ الخفاء، سوانح کربلا ص ۳۷، کرامات صحابہ، ص ۵۴)

آپ کی خلافت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہونے کے وقت سے شہید ہونے تک اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سچی وابستگی اور محبت اور آپ کے اسلامی کارنامے قابل ذکر ہیں اور صبح قیامت تک یاد کئے جاتے رہیں گے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدفون ہونے کے بعد تیسرے دن ہی وہ چھ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا معاملہ سپرد کیا تھا۔ وہ سب جمع ہوئے اور سب صحابہ کرام نے بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المومنین اور خلیفہ منتخب فرمایا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور آپ کے دور خلافت میں بھی اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہوا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے پہلے سال ہی ۲۴ھ میں ملک "رے" جو فتح ہونے کے بعد اسلامی حکومت کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ دوبارہ اس کو آپ نے فتح کیا

۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مکہ مکرمہ کی مسجد حرام کو توسیع کیا اور اسی سال سابور کا قلعہ فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ملک شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحری بیڑہ تیار کر کے سمندری جہاز شروع کیا اور قبرص پر حملہ کر کے اس جزیرہ کو فتح کیا اور اسی سال ارجان اور "دار بجرد" پر بھی قبضہ ہوا۔ اور اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ ابن ابی سرح کو گورنر مقرر فرمایا۔ اور اسی سال افریقہ کے پہاڑی اور جنگلی اور اس کے دوسرے علاقوں کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا گیا اور اس فتح میں کثیر مال غنیمت حاصل ہوا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بعض کا قول ہے کہ تین تین ہزار دینار سب کو حصہ ملا۔

سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی شریف کو وسیع کیا اور نقش و نگار والے پتھروں سے مسجد نبوی شریف کی دیواروں اور ستونوں کی تعمیر فرمائی اور مسجد نبوی شریف کی چھت کو ساگون کی لکڑی سے مزین فرمایا اور مسجد نبوی شریف کی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ایک سو پچاس گز کر دی اور اسی سال اصطخ وغیرہ بہت سے ملک فتح ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۶)

سنہ ۳۰ھ سے سنہ ۳۵ھ تک خراسان کے اکثر شہر اور نیشاپور، طوس، سرخس وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔ ان فتوحات سے اس قدر مال کثیر دارالخلافت مدینہ طیبہ میں آیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مالوں کی حفاظت کے لئے کچھ محفوظ خزانے بنوانے پڑے اور آپ نے اسلامی فوج میں اس قدر مال و دولت تقسیم فرمایا کہ ہر سپاہی دولت مند ہو گیا۔

سنہ ۳۵ھ میں آپ کو شہید کر دیا گیا جس سے اسلام کے عروج و ترقی میں بہت بڑا رخنہ پڑ گیا۔ اسی وقت سے اسلامی سلطنت میں بے شمار اختلاف و انتشار پیدا ہو گیا جس سے اسلامی سلطنت کی بنیادیں کمزور ہو کر ہل گئیں۔

(تاریخ الخلفاء، ۱۰۶)

آپ کی شہادت: امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اسلام کی تاریخ میں دردناک حادثہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ سال تک مسند خلافت کو زینت بخشی۔

خلافت کے شروع کے چھ سالوں میں تو کسی شخص کو بھی آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ محبوب و مقبول تھے۔ مگر چھ سال کے بعد کچھ وجوہات کے سبب آپ کی مقبولیت و محبوبیت میں کچھ کمی آئی۔

اسی زمانے میں عبداللہ بن ابی سرح کو آپ نے مصر کا گورنر مقرر فرما دیا تھا۔ اس نے مصر میں ظالمانہ حرکتیں شروع کیں یہاں تک کہ مصر کے کچھ لوگ اس کے بد افعالی کی شکایت کو لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح کو زجر و ملامت کا فرمان بھیجا مگر پھر بھی وہ اپنی بے ہودہ حرکتوں سے باز نہیں آیا بلکہ اس ظالم نے شکایت کرنے والے مصریوں کو بلا کر قتل کر دیا۔ اس قتل و غارت کے واقعہ نے مصر والوں کے دلوں کو بے چین و بے قرار کر دیا۔ اور سات سو آدمیوں کا قافلہ مصر سے مدینہ طیبہ آیا اور اکابر صحابہ

سے اس ظالم کی حرکتوں کو بیان کیا اور اس کی شکایت کی۔ حضرت طلحہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ساری داستانیں سنائیں اور مصر کے لئے دوسرا گورنر مقرر کرنے کا مشورہ دیا اور امیر المومنین کو آمادہ بھی کر لیا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مصر کے لوگ اپنی پسند سے گورنر کا انتخاب کر لیں میں ان کے منتخب شخص کو گورنر مقرر کر دوں گا۔

چنانچہ مصر کے لوگوں نے محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منتخب کر لیا اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی گورنری کا پروانہ لکھ دیا اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر کی گورنری سے معزولی کا حکمنامہ بھی تحریر فرمادیا۔

محمد بن ابو بکر سات سو مصریوں اور کچھ انصار و مہاجرین کو لیکر مصر کے لئے روانہ ہو گئے۔

محمد بن ابو بکر کا قافلہ مدینہ طیبہ سے تیسری منزل پر ہی پہونچا تھا کہ ایک حبشی غلام اپنی سانڈنی پر سوار بڑی تیزی سے جاتا ہوا نظر آیا۔ قافلہ والوں کو اس حبشی شخص پر شک ہوا تو لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور جب اس کی تلاشی لی گئی تو اس کی سوکھی مشکیزہ میں ایک خط ملا جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر عبد اللہ بن ابی سرح کے نام تھا اور اس خط کا مضمون یہ تھا کہ جس وقت محمد بن ابو بکر اور فلاں۔ فلاں شخص تمہارے پاس پہونچیں تم فوراً ان لوگوں کو قتل کر دینا اور تم اپنے منصب پر برقرار رہنا۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد سارے لوگ حیران رہ گئے اور سبھی لوگ جو محمد بن ابو بکر کے ساتھ تھے واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے اور حضرت مولیٰ علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکابر صحابہ کو جمع کیا اور یہ خط دکھایا۔ سب کے سامنے خط پڑھا گیا اور حبشی غلام کا واقعہ بتایا گیا اس پر سارے لوگ سخت ناراض ہوئے اور تمام صحابہ غیض وغضب میں بھرے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر محمد بن ابو بکر اپنے قبیلہ بنو تمیم اور مصریوں کو لیکر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کو گھیر لیا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ صورت دیکھی تو اپنے ساتھ بہت سے صحابہ کو لیکر اور وہ خط حبشی، غلام اور اونٹنی کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ غلام آپ کا ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں! پھر اونٹنی کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ اونٹنی آپ کی ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا ہاں یہ اونٹنی میری ہے پھر خط پیش کیا گیا اور دریافت کیا گیا کہ یہ خط آپ ہی کا ہے؟

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خط نہ میں نے لکھا ہے۔

نہ کسی کو اس کے لکھنے کا حکم دیا ہے نہ مجھے اس کے بارے میں معلوم ہے۔ پھر خط پر جو مہر لگی تھی اس کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ مُہر کس کی ہے؟ تو امیر المومنین نے مُہر دیکھ کر فرمایا کہ ہاں مُہر میری ہی ہے۔ مگر مُہر کس نے لگائی مجھے معلوم نہیں ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان سن کر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ غلام آپ کا۔ اونٹنی آپ کی۔ مُہر آپ کی مگر آپ کو کچھ بھی نہیں معلوم کہ خط کس نے لکھا؟ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا۔ نہ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہے نہ میں نے اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قسم کھانے کو سن کر سب کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اس گناہ سے پاک وصاف ہے اور ہر شخص کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ یہ ساری شرارت ظالم مروان کی ہے۔ جو امیر المومنین کا منشی ہے اور مروان بڑا ہی شریر اور مکار ہے۔ اسی بد بخت وخبیث مروان کے پاس امیر المومنین کی مہر رہتی ہے اور بد بخت مروان نے ہی یہ خط لکھا ہے اور امیر المومنین کی مُہر لگا دی ہے۔

چنانچہ ہر شخص یہ مطالبہ کرنے لگا کہ بد بخت مروان ہی اس عظیم جُرم کا مجرم ہے اس لئے آپ مروان کو ہمارے حوالہ کر دیں اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان خبیث کو لوگوں کے حوالے کر دیا ہوتا تو سارا فتنہ وفساد ختم ہو جاتا اور کوئی شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف نہیں ہوتا۔

مگر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوچا کہ مروان خبیث۔ خاندان بنو امیہ کا آدمی ہے اور مملکت اسلامی کے اکثر گورنر خاندان بنو امیہ ہی کے ہیں اگر میں مروان کو ان لوگوں کے حوالے کر دیتا ہوں تو یہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ پھر پورا خاندان بنو امیہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے آپس میں بہت بڑی جنگ شروع ہو جائے گی اسی لئے آپ نے مروان کو ان لوگوں کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔

بس اسی بات پر مصر کے لوگ اس قدر غصہ میں آئے کہ امیر المومنین کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور پانی کو بھی بند کر دیا۔

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پیاسے ہو گئے تو آپ نے مکان کے اوپر سے جھانک کر فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جا کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بتا دے کہ ہم پیاسے ہیں ہم کو پانی پلا دیں۔ جب حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ نے میٹھے پانی کے تین مشکیزے بھجوا دیئے مگر یہ پانی بھی بڑی مشکل سے مکان میں پہونچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلام باغیوں کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے پھر حضرت علی

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں شہزادوں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم دونوں ننگی تلواریں لیکر امیر المومنین کی حفاظت کے لئے ان کے دروازہ پر کھڑے رہو اور ہرگز کسی باغی کو مکان کے اندر داخل نہ ہونے دو اسی طرح حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اپنے صاحبزادوں کو آپ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرات! چالیس دن تک یہ محاصرہ قائم رہا۔ ایک دن محمد بن ابوبکر دو باغیوں کو ساتھ لیکر مکان کے پچھلے حصہ سے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں داخل ہو گئے اور غصہ اتنا زیادہ تھا کہ محمد بن ابوبکر نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ اس وقت امیر المومنین کے پاس صرف آپ کی بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں باقی اور لوگ مکان کے چھت پر تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے محمد بن ابوبکر! تم کیا کر رہے ہو! اگر تمہارے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری اس حرکت کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ یہ سنتے ہی محمد بن ابوبکر شرمندہ ہو کر آپ کی داڑھی کو چھوڑ دی اور مکان سے بھاگ کر چلے گئے۔ مگر وہ دونوں مصری باغی آگئے اور انہوں نے بڑی بے رحمی اور سفاکی کے ساتھ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ O

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت چیخا اور چلایا اور آواز لگائی مگر باغیوں نے مکان کے باہر اس قدر شور وغل مچا رکھا تھا کہ آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی۔ آخر حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکان کے چھت پر جا کر لوگوں کو بتایا کہ امیر المومنین شہید کر دیئے گئے ہیں اور قاتل فرار ہو چکے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرات! بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس وقت شہید کیا گیا تو آپ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کو جب شہید کیا گیا تو خون کے کچھ قطرے فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ کی آیت پر پڑے اور آپ کی پیاری و نیک بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب تلوار کے وار کو اپنے ہاتھوں سے روکا تو ان کی انگلیاں بھی کٹ گئیں۔ ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل اہل مصر میں سے ''حمار'' نام کا ایک شخص تھا جس کی آنکھیں نیلی اور سرخ تھیں اور دوسرے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل جس کا نام اسود تجیبی تھا جو مصر کا رہنے والا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر جب حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو پہونچی تو سب کے سب غموں سے نڈھال ہو گئے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا غصہ آیا کہ ایک طمانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک گھونسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ پر مارا اور محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو بھی بہت سخت لفظوں میں ڈانٹا کہ تم لوگوں کے ہوتے ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح شہید کر دیئے گئے؟ لیکن جب حقیقت حال کا پتہ چلا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ مکان کے پیچھے حصہ سے دوسرے مکان سے کود کر آئے تھے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کی زوجہ محترمہ سے حال معلوم کیا تو انہوں نے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

حضرات! امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت وسط ایام تشریق ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵ھ آپ کی شہادت کی تاریخ ہے اور یہی تاریخ مشہور ہے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف بیاسی سال کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ جنت البقیع شریف میں مدفون ہوئے اور یہی آپ کی وصیت بھی تھی۔ (تاریخ الخلفاء)

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس سفا کی اور بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔

امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

در منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱۲ ﴾

ذی الحجہ شریف

چوتھا جمعہ..دوسرا بیان

دُعا کے فضائل و برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ:۲،ع:۷)

ترجمہ: دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل، شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

تمہید: اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے، اپنے بندوں کی دعا پر لَبَّيْكَ عَبْدِیْ فرماتا ہے۔ دلی مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے، کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس لئے اس کی حاجت روائی میں دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصۂ دراز تک دعا میں مشغول رہے۔ اور کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص یعنی قبولیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اس لئے دعا قبول نہیں ہوتی۔ (تفسیر خزائن العرفان)

حضرات! ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے ایک یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو برس کا راستہ ہے تو پھر ہمارا رب تعالیٰ ہماری دعا کیسے سنتا ہے تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا ہمارا رب تعالیٰ ہم سے قریب ہے؟ کہ ہم چپکے چپکے اس سے کلام کریں یا زور سے اس کو پکاریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (پ۲،ع۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو ان کو بتادو) کہ میں قریب ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۳۱۳)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (پ۲۶،ع۱۶)

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (کنز الایمان)

مجدد ابن مجدد حضور مفتیٔ اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ساجھی نہ اس کا کوئی شریک — وہی ملک ہے وہی ملیک
پاک مکان سے اور نزدیک — دیکھے سنے پست و باریک

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ بندوں کی دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے۔

قبول دعا کے لئے چند شرطیں ہیں

ایک یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ دعا کی جائے۔ دوسرے یہ کہ دل غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ دعا کسی ممنوع (یعنی حرام) چیز کے لئے نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین ہو۔ پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی اور قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں کے ساتھ دعا کی جائے گی تو دعا قبول کی جاتی ہے۔

حدیث شریف: میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلدی دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط (پ۲۴،ع۱۱)

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (کنز الایمان)

قبولیت دعا میں تاخیر کی وجہ: امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کی، الٰہی میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا، اے یحییٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں (یعنی پسند کرتا ہوں) اس واسطے تیری دعا کے قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہوں۔ (احسن الوعاء لاداب الدعاء)

حضرات! مذکورہ واقعہ سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہم کو کبھی بھی ایسا خیال اور تصور بھی نہیں کرنا چاہئے کہ ہماری دعائیں، ہمارا مانگنا، ہماری گریہ وزاری بیکار ہو گئیں، ایسا ہرگز نہیں۔ بندے کا کام ہے دعا مانگتے رہنا اور رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ ضرور بضرور اپنے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہم کو خوب دعا مانگنے کی توفیق عطا فرما آمین ثم آمین۔

شاہ طیبہ کا ارشاد: (۱) اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۱،ص:۴۹۰)

(۲) اَلدُّعَاءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ وَنُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ٥ یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (المستدرک للحاکم، ج:۱،ص:۴۹۱)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ ٥

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲،ص:۳۶۲، مشکوٰۃ شریف،۱۹۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ تر نہیں۔

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (مشکوٰۃ شریف،ص:۱۹۵)

یعنی قضا کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں لوٹاتی۔

(۵) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا (ترمذی، مشکوٰۃ، ص:۱۵۹)

یعنی بے شک تمہارا رب حیا اور بخشش والا ہے، اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی لوٹا دے۔

دعا کے آداب: (۱) دعا کے لئے اچھے اوقات کا خیال رکھنا جیسے سال میں یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ، ہفتے میں جمعہ مبارکہ کا دن اور رات کی ساعتوں میں سے سحری کا وقت۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

(۲) نماز کو اچھے اوقات میں مقرر کیا گیا ہے تو تمہیں نمازوں کے بعد دعا مانگنی چاہئے۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

(۳) اَلدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ لَا يُرَدُّ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۵۰۳، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۵)

یعنی اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی۔

سجدے کی حالت میں دعا: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

فَاَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنَ الدُّعَاءِ (شرح السنہ، ج:۳، ص:۱۵۱، احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۶۶)

یعنی سجدے کی حالت میں کثرت سے دعا مانگو۔

درود شریف سے دعا مقبول ہو جاتی ہے

(۱) مولی المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کی اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔ (بیہقی)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهَا شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (مشکوٰۃ شریف، ص:۸۷)

یعنی بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس سے اوپر نہیں جاتی، یہاں تک کہ تو اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھے۔

اعلیٰ حضرت کا ارشاد: اے دوست دعا پرندہ ہے اور درود شریف پرندہ کا پر (جس سے پرندہ اڑتا ہے) پر نہ ہو تو پرندہ کیا اڑ سکتا ہے؟ (احسن الوعاء)

دعا میں درود کا مقام: ایک بزرگ نماز پڑھتے ہوئے جب تشہد میں بیٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھول گئے، رات میں جب سوئے تو خواب میں آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، تو آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میرے امتی! تو نے مجھ پر درود کیوں نہیں پڑھا۔ تو ان صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ایسا محو اور مشغول ہو گیا کہ دورد شریف پڑھنا یاد نہیں رہا۔ یہ سن کر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے میری یہ حدیث نہیں سنی کہ ساری نیکیاں، سب عبادتیں اور ساری دعائیں روک دی جاتی ہیں جب تک مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ سن لے اگر کوئی بندہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں سارے جہان والوں کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے اور ان نیکیوں میں درود شریف نہ ہوا تو ساری کی ساری نیکیاں اس کے منہ پر ماردی جائیں گی، ان میں سے ایک بھی نیکی قبول نہ ہوگی۔ (درۃ الناصحین، ص:۱۷)

حضرات! اس حدیث شریف کو بار بار پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے کہ بغیر درود شریف کے ہماری کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔ اب ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو بظاہر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ذکر شریف کو ناجائز و بدعت کہتے ہیں۔

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

دعا مانگنے والا بہت ادب کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے اور سینہ یا شانوں، یا چہرہ کے مقابل کرے یا پورا ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگے، ہاتھ کھلے رکھے، چادر وغیرہ سے نہ چھپائے۔

Scanned by CamScanner

اور فرماتے ہیں کہ دعا نرم، آہستہ آواز سے ہو۔ میرے آقا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آہستہ دعا کرنا، بلند آواز دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے۔

اور فرماتے ہیں کہ آنسو کے ساتھ رونے کی کوشش کریں اگر چہ ایک ہی قطرہ ہو کہ مقبولیت کی علامت ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسا منہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ٥

اور فرماتے ہیں: جب اپنے لئے دعا مانگے تو تمام مسلمانوں کو دعا میں شریک کرے۔ خاص کر اپنے ماں، باپ اور پیر و مرشد کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔

سنت یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات کے لئے دعا مانگے پھر دوسروں کے لئے دعا مانگے کیا خبر کہ کون سی دعا قبول ہو جائے۔ دعا آمین پر ختم کرے کہ آمین دعا کی مہر ہے سننے والے کو بھی آمین کہنا چاہئے۔

اور فرماتے ہیں: دعا ختم کر کے دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر مل لے کہ خیر و برکت ہے۔ (تلخیص: احسن الوعاء)

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو جب تک چہرہ پر نہ پھیرتے واپس نہیں لاتے تھے۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۱، ص:۶۷)

اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے محبوب اسماء سے پکارے۔ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ۔ یَا رَبَّنَا کہے دعا مقبول ہوگی۔

آل نبی، اولاد علی، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص عاجزی سے پانچ مرتبہ یَا رَبَّنَا کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر خوف سے نجات عطا فرمائے گا، امان بخشے گا اور جو چاہتا ہے عطا فرمائے گا۔ (تلخیص: احسن الوعاء)

جامع و کافی دعا: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

ترجمہ: اے رب! ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ (کنزالایمان)

نیکوں کی دعاء: مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ عمر کے لئے دعا کرو کہ عمر بخشا جائے۔ (احسن الوعاء)

حضرات! یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نیکی و بزرگی کا پیکر بنایا ہے مگر وہ بھی بچوں سے دعا کراتے ہیں۔

منزل عشق میں تسلیم و رضا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

درود شریف:۔

چغل خور کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوئی

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر آبادی سے باہر دعا مانگنے کی خاطر نکلے تو انہیں بارش عطا نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں دعا قبول نہیں کروں گا کیونکہ آپ کے ساتھ ایک چغل خور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب چغل خوری سے توبہ کرو، جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل فرمائی۔ (احیاء العلو، ج:۱، ص:۷۷۲)

گنہگاروں کی وجہ سے بارش روک دی گئی

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام طلب بارش کے لئے باہر نکلے اور بارش کی دعا کی مگر بارش نہیں ہوئی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے جس نے گناہ کیا ہے وہ واپس گھر چلا جائے۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور آپ علیہ السلام کے ساتھ جنگل میں صرف ایک آدمی باقی رہ گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا: کیا تم نے کوئی گناہ نہیں کیا؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے کچھ معلوم نہیں البتہ ایک دن میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے پاس سے ایک عورت گزری، میں نے اسے اپنی اس آنکھ سے دیکھا، جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنے انگلی کو اس آنکھ میں ڈال کر اس آنکھ کو نکال کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ، میں تیری دعا پر آمین کہوں گا۔ فرماتے ہیں کہ جب اس شخص نے دعا مانگی تو آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برسنے لگی۔ (احیاء العلوم، ج:۱، ص:۷۷۴)

اللہ والوں کی دعا: حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی دعا کو اپنی دعا کی طرح نہ سمجھو۔ اللہ والوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (مثنوی شریف)

وسیلے سے دعا مانگنا سنت ہے: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے

میں سخت قحط پڑا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے اور یوں دعا کی۔ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا ٥

یعنی یا اللہ تعالیٰ! ہم تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ تو باران رحمت بھیج۔ دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہونے لگی۔

(صحیح بخاری، ج:...ص.....احیاء العلوم، ج:۱،ص:۷۷۵)

حضرات! حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابی ہی نہیں بلکہ مراد مصطفی اور خلیفۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر وہ بھی آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق اور نسبت سے دعا مانگنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ صحابہ کی سنت ہے۔

مجدد ابن مجدد، حضور مفتیٔ اعظم ہند الشاہ مصطفی رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے:

اہل حدیث کہلانے والوں کے امام اور وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

عقیدہ! اللہ کی بارگاہ میں نبی کو سفارشی اور وکیل جاننے والا مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص:۶۳)

اے ایمان والو! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام، محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی اور وکیل جانتے تھے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا تھا۔

لہٰذا! ہر سنی مسلمان کو وہابی، دیوبندی، تبلیغی سے ہر حال میں دور رہنا چاہئے ورنہ ایمان کی بربادی کا خطرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ والے کے کرتے کی برکت: عظیم الشان ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پرانا کرتا

سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا اور سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کُرتے کو بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے پاس رکھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ سومناتھ پر متعدد بار حملہ کیا، مگر فتح وکامیابی حاصل نہ کرسکا۔ ظاہری قوتیں جواب دے گئیں۔ انسانی تدبیریں ناکام ہوگئیں۔ تو سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ آج دعا کے ہتھیار کو بھی آزما کر دیکھ لیں۔ اس لئے کہ دعا، مومن کا ہتھیار ہے پھر سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کُرتا مبارک سامنے رکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا اللہ تعالیٰ! یہ کُرتا تیرے ولی حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے میں اسی کُرتے کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ تو مجھ کو فتح و نصرت عطا فرما۔ اس دعا کے بعد جب سومناتھ کے مندر پر حملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فتح عطا فرما دی۔ اور رات کو سلطان محمود غزنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے محمود! تو نے اس قدر معمولی چیز کے لئے میرے خرقہ کے وسیلہ میں دعا کی، اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کرنے اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہوجائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۸۹)

حضرات! جب اللہ تعالیٰ کے ولی کے کُرتے کی یہ شان ہے تو محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک اور جبہ شریف کی برکت وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

خدا کے پاک بندوں کی تو یہ تاثیر ہوتی ہے
کہ ان کی ٹھوکروں کی خاک بھی اکسیر ہوتی ہے

ہمارے خواجہ کی دعا: سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان میں چھ مرتبہ شکست پر شکست کھا چکا تھا۔ ایک رات کی بات ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری نے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ یعنی حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ اے شہاب الدین! اللہ تعالیٰ تم کو ملک ہند کی بادشاہت عطا کرے گا، میری دعا ہے تمہارے ساتھ، تم ملک ہند کی طرف توجہ کرو۔ سلطان شہاب الدین غوری خواب میں اس بشارت کو سننے کے بعد بڑا خوش ہوا کہ اللہ والے نے میری کامیابی کی دعا دے دی ہے اور اس کو یقین کامل ہوگیا کہ اب ہندوستان پر جنگ کرکے کامیاب وکامران ہوجاؤں گا۔ چنانچہ جب ساتویں مرتبہ سلطان شہاب الدین غوری نے ملک ہندوستان پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب کیا۔ (تلخیص سیر الاقطاب، ص:۱۳۲، معین الارواح، ص:۶۷، سوانح غوث وخواجہ، ص:۵۹)

حضرات! جو بات بادشاہ کے سپاہ و لشکر میں نہیں ہوتی وہ اللہ والے کی دعا میں ہوتی ہے

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

درود شریف:

مقامات مقبولہ میں دعا: کعبہ معظمہ کے چاروں طرف، مسجد حرام میں، صفا مروہ پر اور دونوں کے درمیان ہرے کھمبے کے بیچ میں، عرفات کے میدان میں، مزدلفہ میں، جمرات ثلثہ وغیرہ پر، مدینہ طیبہ، گنبد خضرا کے پاس، مسجد نبوی شریف، جنت کی کیاری میں، مسجد نبوی شریف کے ستون کے پاس، اصحاب صفہ پر، مواجہ اقدس میں، منبر اطہر کے پاس، جنت البقیع شریف میں، (اس سے زائدہ مقامات مدینہ شریف کے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے)

اور! حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے پاس اور خیر و برکت و راحت والی تربت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہاں جو بھی دعا مانگے قبول ہو۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ (ہندوستان میں) مرقد مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی ہند کے راجہ، ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر جو بھی دعا مانگی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (تلخیص احسن الوعاء)

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

(الف)

اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ
الادب المفرد للبخاری	امام محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ الرحمۃ
ابن عساکر	ابوالقاسم علی بن حسن علیہ الرحمۃ
ابن اثیر	ابوالسعادات مبارک بن محمد شیبانی علیہ الرحمہ
ابن جریر	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ
اصبہانی	امام ابونعیم اصبہانی علیہ الرحمہ
الحاوی للفتاوی	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
اعلام النبوہ	شیخ ابوالحسین علی بن محمد ماوردی علیہ الرحمہ
الکامل لابن عدی	علامہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم علیہ الرحمہ
امام احمد رضا نمبر	مولانا رحمت اللہ صدیقی، ممبئی
الاجازۃ المتینہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
القول البدیع	محمد بن عبدالرحمٰن امام سخاوی
افضل الصلوٰت علیٰ سید السادات	علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
الحدیقۃ الندیہ	علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ
امام احمد رضا اور تصوف	مولانا شیخ محمد احمد مصباحی مدظلہ
انوار محمدیہ	شیخ علامہ محمد اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں	علامہ یٰسین اختر مصباحی
ارمغان نعت	اختر الحامدی صاحب
انداز بیان	محمد عرفان رائے
امام پاک اور یزید پلید	علامہ محمد شفیع اکاڑوی علیہ الرحمہ
اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند وبیان الشہادۃ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
انوار مفتیٔ اعظم	مولانا محمد احمد مصباحی المجمع الاسلامی، مبارکپور

اسعاف الراغبین	محمد صبانی
احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ
الشرف المؤید	شیخ ال محمد اشہری
ازادۃ الادب لفاضل النسب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
استیعاب	حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ علیہ الرحمہ
الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ	علامہ شہاب الدین بن علی ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
الاصابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ شہاب الدین بن علی ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
الاتقان	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
احسن الوعا لآداب الدعاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
اسلامی اخلاق وآداب	صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ
انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
اسد الغابہ فی تمییز الصحابہ	علامہ ابو الحسن علی بن ابی الکرم شیبانی علیہ الرحمہ
ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
احسن السیر	علامہ شمس الدین محمد بن عثمان ذہبی علیہ الرحمہ
اعجاز القرآن	محمد بن الطیب ابو بکر الباقلانی
الاشباہ والنظائر	شیخ علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ
اخبار محمدی	ماہنامہ کراچی
اہل سنت کی آواز	خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ
انیس الارواح	حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ
الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
امداد الفتاویٰ	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
اصلاح عقائد	مولوی رفیق خاں پسروری (وہابی)
اسوۂ اکابر	مولوی اشرف علی تھانوی
اشد العذاب	مولوی مرتضیٰ در بھنگی

(ب)

بہجۃ الاسرار — علامہ نورالدین شطنوفی علیہ الرحمہ
برکات آل رسول — علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
البدایہ والنہایہ — حافظ امام الدین ابوالفدا علیہ الرحمہ
بہار شریعت — صدرالشریعہ علامہ محمد امجد علی علیہ الرحمہ
برہان الحق — مولوی احمد دین گکھراوی (وہابی)
براہین قاطعہ — مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی

(پ)

پیغام رضا — مدیر اعلیٰ، مولانا رحمت اللہ صدیقی
پیغام معراج — مفتی محمد طیب داناپوری علیہ الرحمہ

(ت)

تفسیر خزائن العرفان — صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
الترغیب والترہیب — حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمہ
تفسیر کبیر — امام محمد فخرالدین رازی علیہ الرحمہ
تفسیر مدارک — امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی
تفسیر خازن — امام علاءالدین علی بن محمد بغدادی علیہ الرحمہ
تفسیر درمنثور — علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
تفسیر روح البیان — علامہ اسمٰعیل حقی حنفی علیہ الرحمہ
تفسیر جلالین — امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی علیہ الرحمہ
امام جلال الدین بن محمد بن احمد محلی شافعی علیہ الرحمہ

تفسیر ابن کثیر	حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر علیہ الرحمہ
تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمہ
تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی علیہ الرحمہ
تفسیر معالم التنزیل	محی السنۃ ابومحمد الحسن ابن مسعود بغوی علیہ الرحمہ
تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ
تفسیر جامع البیان	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمہ
تفسیر صاوی	عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ
تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد الشہیر بہ ملاجیون علیہ الرحمہ
تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی علیہ الرحمہ
تاریخ مکہ	ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی
تاریخ طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
تحفۃ الاخیار	محمد عبدالحی رعبدالعزیز بن عبداللہ باز
تفریح الخواطر	شیخ عبدالقادر الاربلی علیہ الرحمہ
ترجمان اہل سنت	مولانا سعادت علی قادری، پاکستان
تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ
تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور	اقبال احمد فاروقی، لاہور (پاکستان)
تکمیل الایمان	علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
تذکرہ علمائے اہل سنت	علامہ محمود احمد قادری کانپوری علیہ الرحمہ
تفسیر ابن عربی	ابوبکر محی الدین محمد بن علی ابن عربی علیہ الرحمہ
تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
تسوید القوس	علامہ ابن حجر العسقلانی علیہ الرحمہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
تاریخ ابن ہشام	علامہ عبد السلام ہارون علیہ الرحمہ
تحفۂ اثنا عشریہ	شیخ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
تاریخ ابن خلدون	علامہ عبد الرحمٰن بن خلدون علیہ الرحمہ
تہذیب التہذیب	حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
تاریخ التواریخ	رشید الدین فضل اللہ الھمزانی
تشریف البشر بذکر الائمۃ الاثنا عشر	سید محمد الصدیق
تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ
تنبیہ الغافلین	شیخ فقیہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ
تبرکات کے آداب و فضائل	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
تاریخ مدینہ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
تفریح الاذکیاء	ابن جوزی علیہ الرحمہ
تبییض الصحیفہ	امام عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
تواریخ حبیب الٰہ	علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ
تذکرۃ المحدثین	علامہ غلام رسول سعیدی
تذکرۃ الواعظین	مولانا محمد جعفر قریشی علیہ الرحمہ
تقویۃ الایمان	مولوی اسمٰعیل دہلوی (وہابی)
تذکرۃ الخلیل	مولوی عاشق الٰہی میرٹھی

(ج)

جواہر البحار	علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ
جذب القلوب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
جامع معجزات	مولانا حق نواز (جھنگوی)
جواہر غیبی	علامہ سیدی احمد سکیرج

جہان مفتی اعظم	مرتبین: مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا مقبول احمد سالک مصباحی مولانا عبد المبین نعمانی
الجوہر المنظم	علامہ احمد بن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ
جمال الاولیاء	مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی
جلاء الافہام	شیخ ابن قیم

(ح)

حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ علیہ الرحمہ
حجاز جدید	مولانا یٰسین اختر مصباحی (مدیر)
حیات طیبہ	مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ
حقوق والدین	مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ
حیاۃ الحیوان	علامہ محمد بن موسیٰ دمیری علیہ الرحمہ
حجۃ اللہ علی العالمین	علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل مبہانی
حیات اعلیٰ حضرت	ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
حیات ابو حنیفہ	شیخ احمد الجنابی

(خ)

خلاصۃ المفاخر	شیخ عبد القادر بن اسعد یافعی علیہ الرحمہ
خالص الاعتقاد	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
خصائص کبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

خلفائے راشدین — پیر سید ارتضا علی کرمانی

خطیب — مولانا محمد الدین قادری

الخیرات الحسان — شیخ ابن حجر ھیتمی

خلاصہ قصیدہ بردہ — شیخ محمد حلوی

خزینۃ الاصفیاء — علامہ مفتی غلام سرور علیہ الرحمہ

خلاصہ فوائد فتوی — محمد لقمان بن محمد علی البغدادی

(د)

دار قطنی — شیخ ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی علیہ الرحمہ

در مختار — شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمہ

دلیل العارفین — خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ

درۃ الناصحین — شیخ عثمان بن حسن بن احمد الخوبیری

دلائل الخیرات — امام ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی

دلائل النبوۃ — علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی علیہ الرحمہ

دربار چشت — مولانا محمد مسعود افضل صاحب

الدرر السنیۃ — علامہ شیخ محمد سیف الدین کیلانی علیہ الرحمہ

الدولۃ المکیہ — اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ

(ذ)

ذکر الشہادتین — آل عبا مولوی احمد خاں صاحب صوفی اکبرآبادی علیہ الرحمہ

ذکر رضا — مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی

ذوق نعت — مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

(ر)

ردالمحتار	امام سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی علیہ الرحمہ
روضۃ الفائق	شیخ شعیب عبداللہ بن سعد
الریاض النضرہ	علامہ احمد بن عبداللہ ابن محمد
روضۃ الشہداء	علامہ صائم چشتی
روضۃ الاحباب	مولوی محمد عاشق الٰہی امبرنی
راحۃ القلوب	محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ
روحانی حکایات	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

(ز)

زبدۃ الآثار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
زواجر ہندی	محمد حفیظ الرحمٰن ہندی
الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجدۃ التحیہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
زرقانی علی المواہب	علامہ محمد عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمہ

(س)

سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ
سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی علیہ الرحمہ
سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمہ
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی علیہ الرحمہ
السنن الکبریٰ للبیہقی	شیخ ابوبکر احمد حسین بیہقی علیہ الرحمہ
السیرۃ النبویہ	حافظ ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر علیہ الرحمہ
سبع سنابل شریف	شیخ سید میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ

سیرت حلبیہ	شیخ علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمہ
سرور القلوب	علامہ شاہ نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ
سراج منیر شرح جامع صغیر	علامہ شیخ علی بن شیخ احمد عزیزی علیہ الرحمہ
سر الشہادتین	شیخ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
سوانح اعلیٰ حضرت	علامہ شیخ بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ
سیر اعلام النبلاء	علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی علیہ الرحمہ
سیرت الصحابیات	ڈاکٹر محمد راتب النابلسی
سیرت فاطمہ	مولانا محمد بلال قادری
سوانح کربلا	صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ
سیرت الرسول	مولانا محمد عبد الہادی قادری بدایونی علیہ الرحمہ
سامان بخشش	مجدد ابن مجدد حضور مفتیٔ اعظم مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ
سیرت عمر	عبد اللہ بن راضی المعیدی
سیرت امام اعظم	علامہ شاہ تراب الحق
سراج العوارف فی الوصایا والمعارف	حضرت شیخ ابو الحسن احمد نوری علیہ الرحمہ
سفینۃ الاولیاء	دارا شکوہ
سیرت ابن ہشام	ابن ہشام ابو محمد عبد الملک حمیری
سوانح غوث و خواجہ	علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ
سیر الاولیاء	شیخ سید محمد بن مبارک کرمانی
سیر الاقطاب	حضرت الہدیہ چشتی
سلطان الہند غریب نواز	مولانا محمد عاصم اعظمی
سیرت خواجہ غریب نواز	مولانا عبد الرحیم قادری کانپوری

(ش)

شفا شریف	قاضی عیاض ابن موسیٰ مالکی حنفی علیہ الرحمہ
شمول الاسلام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ
شرح حصن حصین	محمد بن علی شوکانی
شرح الصدور	علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
شعب الایمان	حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمہ
شرح عقائد	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی علیہ الرحمہ
شرح فقہ اکبر	ملا علی بن سلطان محمد القاری علیہ الرحمہ
شمس التواریخ	شیخ اسد اللہ ایزد
شواہد النبوۃ	شیخ علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ
شفاء السقام	شیخ تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی
شمائم امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ
شہید کربلا اور یزید	مولوی قاری محمد طیب دیوبندی

(ص)

صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ الرحمہ
صحیح المسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ
صحیح ابن حبان	امام امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی علیہ الرحمہ
صحیح ابن خزیمہ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ علیہ الرحمہ۔
صحیفۂ اہل حدیث	ماہنامہ کراچی، پاکستان
صلوٰۃ الصفٰی فی نور المصطفیٰ	امام احمد رضا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
الصواعق المحرقہ	امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ الرحمہ

(ط)

طبقات کبریٰ	امام محمد بن سعد علیہ الرحمہ
طبقات لابن سعد	امام محمد سعد علیہ الرحمہ

(ع)

عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ
عاشق رسول	مولانا غلام رسول صاحب
عجائب المخلوقات	علامہ زکریا بن محمد بن محمود علیہ الرحمہ
عشرۂ مبشرہ	محمد حبیب الرحمٰن
عرف الجادی	مولوی نورالحسن بھوپالی (وہابی)

(غ)

غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی علیہ الرحمہ
غایۃ الاوطار	شیخ الحلی جمال

(ف)

فتح الباری شرح بخاری	علامہ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
فتاویٰ حدیثیہ	علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ
فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
فتاویٰ عالمگیری	شہنشاہ ہند محمد اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ
فتاویٰ عبدالحی	شیخ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ

فتوح الشام	ابو عبداللہ محمد بن عمر الواقدی
فیض القدیر شرح جامع صغیر	علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ
فقیہ ابن فقیہ	مولانا امجد رضا امجد
فتوحات الٰہیہ	شیخ سلیمان ابن عمر المعروف بجمل علیہ الرحمہ
فضائل حج	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
فقہ وتصوف	محمد حلمی عبدالوہاب
فیصلہ ہفت مسئلہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ
فوائد السالکین	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ
فتاویٰ رشیدیہ	مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی
فتح المجید شرح کتاب التوحید	مولوی عبدالرحمٰن مجدی وہابی

(ق)

قلائد الجواہر	شیخ محمد بن یحیی تاذفی حنبلی علیہ الرحمہ
قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
قصیدۂ غوثیہ	شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ
قرآنی تقریریں	علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ
قصیدہ نعمانیہ	امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(ک)

کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین علیہ الرحمہ
کتاب العقائد	صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ
کشکول فقیر قادری	مولانا حسنین رضا خاں بریلوی

کشف الغمہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
کشف المحجوب	شیخ داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ
کرامات اہل بیت اطہار	مولانا محمد محبوب علی خاں قادری علیہ الرحمہ
کشف الغمہ	علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی علیہ الرحمہ
کلیات اقبال	ڈاکٹر اقبال
کتاب الثقات	حافظ محمد ابن حبان تمیمی علیہ الرحمہ
کلمات الصادقین	محمد سلیم اختر

(گ)

گلستاں	شیخ شرف الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

(ل)

لالہ زار	علامہ محمد ارشد القادری علیہ الرحمہ

(م)

مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی علیہ الرحمہ
مسند امام احمد بن حنبل	ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی علیہ الرحمہ
المعجم الکبیر للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ
مرقات شرح مشکوٰۃ	شیخ ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی علیہ الرحمہ
المعجم الاوسط للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ

المعجم الصغیر للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمہ
المستدرک علی الصحیحین	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمہ
مسند دیلمی	شیخ ابن عدی ابن عساکر بن خزیمہ علیہ الرحمہ
ماثبت بالسنہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
مفتی اعظم نمبر	ماہنامہ استقامت کانپور
مسند بزار	امام احمد بن عمرو بن عبدالخالق عتکی علیہ الرحمہ
مؤطا امام محمد	شیخ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ
مؤطا امام مالک	امام ابوعبداللہ مالک بن انس علیہ الرحمہ
مشارق الانوار	قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی
مسند ابویعلی	حافظ احمد بن علی علیہ الرحمہ
مجموع الفتاویٰ	شیخ تقی الدین احمد تیمیہ علیہ الرحمہ
مواعظ نعیمیہ	مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ
محیط	علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف علیہ الرحمہ
مواہب اللدنیہ	علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمہ
مطالع المسرات	علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی علیہ الرحمہ
المیلاد النبوی	ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی علیہ الرحمہ
ماہنامہ پاسبان	مدیر اعلیٰ علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
الملفوظ شریف	مرتب مفتیٔ اعظم مصطفی رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
معارج النبوۃ	ملا معین الحاج محمد فارابی علیہ الرحمہ
منیر العین	امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
ماہنامہ اعلیٰ حضرت	مدیر اعلیٰ مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں دام ظلہٗ
المیزان	مدیر اعلیٰ جیلانی میاں کچھوچھوی ممبئی
ماہنامہ استقامت	مدیر اعلیٰ مولانا ظہیر الدین قادری کانپوری

مثنوی شریف — حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ
مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء — مولانا شہاب الدین بریلی
مقالات نعیمی — مولانا زاہد علی سلامی
مکاشفۃ القلوب — حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ
مدارج النبوۃ — شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
مشکل الآثار — امام طحاوی ابوجعفر احمد بن محمد علیہ الرحمہ
مجمع الزوائد — حافظ نورالدین علی بن ابوبکر علیہ الرحمہ
مکتوبات شیخ الاسلام — سید طالب الرحمٰن
مکتوبات امام ربانی — مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ
المدخل — علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد المعروف بابن الحاج علیہ الرحمہ
منتخب التواریخ — مولانا عبدالقادر بدایونی
مقالات کاظمی — مولانا محمد ریاست علی ۔ مولانا محمد زاہد علی جامعہ نعیمیہ مرادآباد
میزان الشریعۃ الکبریٰ — علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ
المورد الروی فی مولد النبی — ملا علی قاری علیہ الرحمہ
منبہات ابن حجر — علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
معالی الفرش الی عوال العرش — احمد بن محمد الزبیدی
مراۃ الاسرار — شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ
مسالک السالکین — علامہ عبدالستار بیگ سہرالی
مونس الارواح — جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ
منیۃ المصلی — شیخ عبداللہ علیہ الرحمہ
معین الارواح — محمد خادم حسین زبیری معینی گوڑی شاہی علیہ الرحمہ

Scanned by CamScanner

(ن)

نووی شرح مسلم	ابوزکریا محی الدین یحییٰ الشہیر بہ امام نووی علیہ الرحمہ
نسیم الریاض	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی علیہ الرحمہ
نفی الفئ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ
النموذج اللبیب	امام عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی
نورالابصار	علامہ مومن بن مومن شبلنجی
نزہۃ المجالس	علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمہ
نہج البلاغۃ	غلام احمد صاحب
نصرت الاصحاب	منتری مسعود
النعمۃ الکبریٰ	شیخ علامہ امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ
نشرالطیب	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

(و)

وفاءالوفاء	علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی علیہ الرحمہ

(ہ)

ہشت بہشت	حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمہ

(ی)

یادگار رضا	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی
الیواقیت والجواہر	علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ